

نشوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

مصحف

مولانا جلال الدین رومی

مستقیم

قاضی سجاد حسین

جلد دوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریح مولوی ہستی

ہست قرآن در زبان پہلوی

جلد دوم
(دفتر سوم - چہارم)

مُصَنَّف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مُتَرَجِم

قاضی ستار حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

رٹ ۶۱-۲۲۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: ————— ثنوی مولوی مثنوی

مؤلفہ: ————— مولانا جلال الدین رومی

مترجم: ————— قاضی بجا حسین

ناشر: ————— اسلامی کتب خانہ

طابع: ————— ممتاز احمد

مطبع: ————— رضا پرنٹرز لاہور



کپوزنگ

سرورق سب ناسل ایم۔ اے۔ حافظہ

تقریر

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ ہمیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!
(ادارہ)

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولاناؒ رومؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	قصہ ہدایت و دلیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ	۸۵
۳۰	مستی بزاز و دین بزمادہ و مستحق او بکودہ مقابل	۸۶
۳۱	تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را	۸۷
۳۲	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	۸۸
۳۳	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	۹۰
۳۴	حکایت درختیل	۹۰
۳۵	بازگشتن فرعون از میدان شمر شادمان	۹۲
۳۶	جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ	۹۲
۳۷	وصیت کردن عمران بخت را	۹۳
۳۸	ترسیدن فرعون از باغک و غریو و غوغا	۹۴
۳۹	پیار شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	۹۴
۴۰	خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را	۹۸
۴۱	یو جود آمدن موسیٰ علیہ السلام	۹۹
۴۲	بازوئی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام	۱۰۰
۴۳	حکایت مدگیرے کا ڈھانے افسرہ ہمارہ چندا شت	۱۰۲
۴۴	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۰
۴۵	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۰
۴۶	پانچ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۱
۴۷	جواب موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۲
۴۸	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۲
۴۹	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۳
۵۰	فرستادن فرعون ہمدان در طلب ساحران	۱۱۸
۵۱	استفسار کردن ہر دو ساحرا از مادر گوبہ پدرا	۱۱۹
۵۲	جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند ان خود	۱۲۱
۵۳	تشبیہ کردن قرآن مجید بر حصانے موسیٰ علیہ السلام	۱۲۲
۵۴	جمع آمدن ساحران از میدان پیش فرعون	۱۲۷
۵۵	اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب	۱۲۸
۵۶	تلاوت دعوت کران اوی علیہ السلام بر لایوس کشیدان یو	۱۳۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۷
۲	اے فیاء الحق حسام الدین بیار	۱۵
۳	قصہ خورندگان بیل بچکان	۲۲
۴	بقصر قصہ معترضان بیل بچکان	۲۵
۵	بازگشتن بچکانیت بیل بچکان	۲۷
۶	خطائے عثمان کہ بہتر از صواب بیگانگانست	۳۰
۷	امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	۳۱
۸	اللہ گفتن نیازمند عین لبیک گفتن حق ست	۳۲
۹	فریاد روستائی شہری را	۳۶
۱۰	قصہ اہل سبا و طائی کردن نعت ایشان را	۴۰
۱۱	جمع آمدن اہل آفت ہر صباے	۴۲
۱۲	باقی قصہ اہل سبا	۴۷
۱۳	بقصر قصہ رفتن خواجہ بدعوت روستائی	۵۱
۱۴	دعوت کردن باز بطلان را	۵۳
۱۵	رجوع بچکانیت خواجہ روستائی	۵۳
۱۶	قصہ صحابہ ضر و اں و حیلہ کردن ایشان	۵۶
۱۷	رواں شدن خواجہ بسوئے دہ با عیالان	۵۸
۱۸	رفتن خواجہ دوش بوش بسوئے دہ	۶۱
۱۹	فواخشن بجنون آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلے یو	۶۳
۲۰	رسیدن خواجہ بوش بوش	۶۷
۲۱	اشارت دوش و شافتن مدی کمال را	۷۳
۲۲	افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن دے	۷۷
۲۳	چرب کردن مرد لائی لب و ہلست خود را	۷۸
۲۴	ایمن بودن طبع باور کہ سخنان کہ حضرت عزت اورا	۸۰
۲۵	بردن گرہ دینہ را و رسوا شدن پہلو اں	۸۱
۲۶	دعوائے طاووس کردن آں شغال کہ در صباغ افتادہ یو	۸۲
۲۷	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را	۸۳
۲۸	تفسیر و تفسیر فہم فی لحن القول	۸۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۸۷	صفت بعض اولیاء کے راضی اندہ با حکام الہی	۸۷
۱۸۸	سوال کردن بہلواج آں دردیش دلی را	۸۸
۱۹۱	قصہ وقوفی و کراماتش	۸۹
۱۹۲	باز گفتن قصہ وقوفی علیہ الرحمۃ	۹۰
۱۹۳	سر طالب کردن موسیٰ خضر را علیہما السلام	۹۱
۱۹۵	باز گفتن قصہ وقوفی علیہ الرحمۃ	۹۲
۱۹۶	نمودن مثال ہفت شیخ سوئے ساحل	۹۳
۱۹۷	شدن آں ہفت شیخ بر مثال یک شیخ	۹۴
۱۹۸	نمودن آں شمعہا در نظر آں شیخ مفت مرد	۹۵
۱۹۸	باز شدن شمعہا درخت	۹۶
۱۹۹	مغنی بودن آں درختاں از چشم خلق	۹۷
	یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظر او	۹۸
۲۰۲	ہفت مرد شدن آں ہفت درخت	۹۹
۲۰۵	پیش رفتن وقوفی بامات آں قوم	۱۰۰
۲۰۸	پیش رفتن وقوفی بامات آں قوم نبی	۱۰۱
۲۱۰	افتد کردن آں قوم از پس وقوفی	۱۰۲
۲۱۲	بیان اشارت سلام سوئے دست راست	۱۰۳
۲۱۳	شنیدن آں وقوفی در نماز افغان اہل کشی را	۱۰۴
۲۱۵	تصویرات مرد جازم	۱۰۵
۲۱۶	دعا و شفاعت وقوفی در خلاص آں کشی	۱۰۶
۲۲۲	انکار کردن آں جماعت بردعا و شفاعت وقوفی	۱۰۷
۲۲۳	باز شرح کردن حکایت آں طالب روزی حلال	۱۰۸
۲۲۵	رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہما السلام	۱۰۹
۲۳۱	پیران شدن داؤد علی علیہما السلام شنیدن از ہر دو خصم	۱۱۰
۲۳۲	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	۱۱۱
۲۳۲	تضرع کردن آں شخص از داوری داؤد علیہما السلام	۱۱۲
۲۳۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۱۱۳
۲۳۵	حکم کردن داؤد علیہما السلام صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۱۱۴
۲۳۶	حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ حملہ اہل خود بے بخش	۱۱۵
۲۳۷	عزم کردن داؤد بخواندن خلق ہر سال حوکہ قرآب آشک کند	۱۱۶
۲۳۸	گواہی دادن دست و پا در بایں ہر سال عالم ہم در دنیا	۱۱۷
۲۴۰	پیردن رفتن خلافت بسوئے آں درخت	۱۱۸
۲۴۱	قصاص فرعون داؤد علیہما السلام خوانی را	۱۱۹
۲۴۳	در بیان آنکہ لیس آبادی بجائے آن خوانےست کہدی گاؤ کشند	۱۲۰
۲۴۸	کہر بخش عیسیٰ علیہما السلام بر فراز کوہ از احتقان	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۷	توفیق میان اہل اہدیت کہ را ضابطہ کفر و حدیث دیگر	۵۷
۵۸	کہ من لہم فیض بقضائی و لہم فیض علی بلاجی	۵۸
۵۹	مشل در بیان آنکہ حیرت بالغ بحث و فکرست	۵۹
۶۰	حکایت	۶۰
۱۳۱	داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن	۶۱
۱۳۶	حکایت آں مرد کہ در عہدہ داؤد علیہما السلام شب و روز دعا	۶۲
۱۳۶	تضرع فی کوہ	۶۳
۱۳۹	دویدن گاؤ در خانہ آں دہا کشندہ با لاج	۶۴
۱۵۱	در بیان آنکہ علم را دو پرولگان را یک پرست	۶۵
۱۵۲	مثال رنجور شدن آدی بویہم بقہم عظیم خلق	۶۶
۱۵۳	در بیان آنکہ عقل خلق متفادتست در اصل فطرت	۶۷
۱۵۵	در وہم انگندن کوکلاں استاد را بیکر	۶۸
۱۵۵	رنجور شدن فرعون بویہم از تعظیم خلایاں	۶۹
۱۵۶	رنجور شدن استاد و معلم بویہم و خیال	۷۰
۱۵۸	دوم بار در وہم انگندن کوکلاں استاد را	۷۱
۱۵۹	خلاصی یافتن کوکلاں از کتب بدیں مکر	۷۲
۱۵۹	رفتن مادران کوکلاں با دعا و بیعت استاد	۷۳
۱۶۱	در بیان آنکہ تین روح را چون لہاستست	۷۴
۱۶۱	حکایت آں درویشی کہ در کوہ خلوت کردہ بود	۷۵
۱۶۲	دیدن زگر کہ عاقبت کار را در آخن بوئی عاقبت گفتن	۷۶
	بقیہ قصہ آں زاید کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کوہی	۷۷
۱۶۳	ہی از درخت بازگیرم	۷۸
۱۶۶	تشبیہ بندام قضا بصورت پنبہاں واثر پیدا	۷۹
۱۶۷	مصطرب شدن آں قہر نذر کندہ بچندان ہر روز درخت	۸۰
۱۶۹	مہتمم کردن آں شیخ را با دزدان و بریدن و شش را	۸۱
۱۷۱	کہ امت شیخ قطع روز نیل یافتن او بدو دست در خلوت	۸۲
۱۷۳	سبب جرأت ساخران فرعون بر قطع دست و پا	۸۳
۱۷۵	شکایت کردن ہر چہ شیخ کہ بر سیاہی بویہم	۸۴
۱۷۷	اجتماع از جہان فرعون علیہما السلام بعد بوسیدنش	۸۵
۱۷۷	جزع نا کردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش	۸۶
۱۸۰	عذر رفتن شیخ بزرگوار بقتل بر مرگ فرزندان	۸۷
۱۸۳	قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روزی مصحف	۸۸
	صبر کردن لقمان علیہما السلام چون دید کہ داؤد علیہما	۸۹
۱۸۳	السلام علیہما از آہن راست میگردان سوال	۹۰
۱۸۵	بقیہ قصہ نبینا و مصحف خواندن آں بنظر	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۳	بیان آنکھ حق تعالیٰ پر چڑھاؤ آفریدہ احکامات وارش	
۳۰۹	واعیان واعراض ہمدار استعدا حاجت آفرید	
۳۱۱	آمدن نے کانفرجا طفل شیر خوار ہر دو سال خدا صلعم	
۳۱۲	ایرون عقاب ہنر ہر دو سال علیہ السلام اور یوں بہا	
۳۱۳	وجہ عبرت گرفتن از یں حکایت	
۳۱۵	استدعائے آن مرد موسوی علیہ السلام بیاں بہائم	
۳۱۷	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسی علیہ السلام	
۳۱۸	قانع شدن آن مرد طالب حظیم زبان مرغ خاکگی	
۳۱۹	جواب خردس سگ را	
۳۲۱	تخل شدن خردس پیش سگ	
۳۲۲	خبر دادن خردس از مرگ آن خوبانہ	
۳۲۳	بیلن آن شخص بسوی سگ پریدہ چلنے فرگ خود بید	
۳۲۵	تھا کرلن موسوی علیہ السلام بہت سلامتی بیلن آن شخص	
۳۲۶	اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسوی علیہ السلام	
۳۲۷	حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست	
۳۲۸	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حب بے زہ	
۳۲۹	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ بر آن خلق را	
۳۳۵	حلیہ دفع بخون شدن در پنج و شری	
۳۳۷	وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ شادی و طرب	
۳۳۹	حکمت بیان مشتق تن بمرگ	
۳۴۰	تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ است و بمعنی تنگ	
۳۴۱	بیان آنکہ ہر چہ غفلت کامل نہ کیست بہر تنگست	
۳۴۳	تشبیہ نفس با قیاس	
۳۴۵	آداب استمعین والمريدین	
۳۴۶	شفاقتن ہر حیوان بسوی عدوے خویش را	
۳۴۸	فرق میان بائیں چیز سے سالہ قیدیہاں بائیں سالہاں چیز	
۳۵۰	جود و فقر فی میان ثنی و اثبات	
۳۵۱	مسئلہ قضا و بقائے درویش کامل	
۳۵۳	قصہ دیکل صدر جہاں کہ متہم شد	
۳۵۴	بیاد شدن دین القدر بصورت ثقی بمریم بوقت غسل	
۳۶۰	گفتن روح القدس بر مریم را علیہا السلام	
۳۶۲	عزم کردن آن وکیل از مشق	
۳۶۳	پرسیدن معشوقی از عاشق کہ از شہر ہا کدام بہترت	
۳۶۴	منع کردن دوستاں اور از مراجعت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴۱	قصہ اہل سبا و حاکمات ایشان	۲۵۱
۱۴۲	شرح آن کہ درود بین و آن کہ تیز شنو	۲۵۳
۱۴۳	صفت خرقوم شہر سبا و شہری ایشان	۲۵۶
۱۴۴	آمدن پنجہ بران یہ نصیحت اہل سبا	۲۵۸
۱۴۵	معجزہ خواستن قوم از پنجہ بران علیہ السلام	۲۶۱
۱۴۶	مقیم داشتن قوم از پنجہ را علیہم السلام	۲۶۳
۱۴۷	حکایت خرگوش کہ خرگوشہا برسات پیش بلبل فرستادند	۲۶۴
۱۴۸	جواب گفتن آن بیاد وطن ایشان را	۲۶۵
۱۴۹	بیان آنکہ ہر کس را ز سر دشمن آوردن خاصہ کار باہلی	۲۶۸
۱۵۰	منگہا زدن قوم نوخ با ستہ ہر زبان شکی ساقین او	۲۶۹
۱۵۱	حکایت آن وزد کہ پرسیدند چہ ممکنی در شہم شب	۲۷۰
۱۵۲	جواب آن مثل کہ منکر گفتند از رسالت خرگوش	۲۷۱
۱۵۳	بیان حق مزق و دشل مرد و حازم	۲۷۴
۱۵۴	دخامت حالی آؤ مرغ کہ کرک کرک ہم کرد	۲۷۶
۱۵۵	حکایت مذکر کردن سگاہ ہر زمستان	۲۷۸
۱۵۶	منع کردن منکران از انبیاء علیہم السلام بصیحت کردن	۲۸۰
۱۵۷	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۸۱
۱۵۸	تکرر کردن آن منکران کہ جہنائے جبر یافتہ را	۲۸۱
۱۵۹	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۸۲
۱۶۰	تکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام	۲۸۳
۱۶۱	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را	۲۸۵
۱۶۲	حکمت در آفریدن دوزخ و راں جہاں	۲۸۷
۱۶۳	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت موک را سبب تسخیر	
۱۶۴	کردن جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ	۲۸۹
۱۶۵	قصہ شق صوفی بر صفرۃ جمی از خودش	۲۹۰
۱۶۶	مخصوص بایرون یعقوب علیہ السلام چہ دین چہ حق تعالیٰ	۲۹۲
۱۶۷	حکایت غلام امیر کہ اس عظیم داشت در مناجات	۲۹۵
۱۶۸	نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول دین پیریائی منکران	۲۹۷
۱۶۹	بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست در جا	۲۹۹
۱۷۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہاں للہ تعالیٰ اولیاء خفیہ	۳۰۰
۱۷۱	حکایت مندیل در خود را انداختن آنس بن مالک	۳۰۰
۱۷۲	قصہ زیادرسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را	۳۰۲
۱۷۳	منکک آن غلام پر شدن از شب مجرہ رسول خدا صلعم	۳۰۵
۱۷۴	دیدن خواب غلام خورا سفید و در شفاختن	۳۰۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۰۹	مثل زدن در میدان کمره اسب	۲۱۰
۳۱۱	بقیہ حصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۲۱۱
۳۱۲	تفسیر آیت وَاجْلِبْ عَلَیْکُمْ بِجِلْبَکُمْ وَجِلْبَکُمُ الْاَیْمَہ	۲۱۲
۳۱۳	رسیدن بانگ ظلم بزم شب مہمان مسجد	۲۱۳
۳۱۶	ملاقات آن عاشق با صدر جہاں	۲۱۴
۳۲۰	جذبہ ہر عنصرے جنس خود را	۲۱۵
۳۲۱	مختجب شدن جان نیز عالم ارواح	۲۱۶
۳۲۳	تسخیر عزم و نجات با خبر کردن آدی را	۲۱۷
۳۲۳	نظر کردن بغیر علیہ السلام با سیراں و تسم کردن	۲۱۸
۳۲۵	تفسیر آیت اِنَّا نَسْخِطُوْا الَّذِیْنَ جَاءُوْا کُمْ فَفُتِحْ	۲۱۹
۳۲۵	سرانگہ بے مراد بازگشتن رسول علیہ السلام	۲۲۰
۳۲۷	از حدیدہ حق تعالی لقب آن فتح کرد	۳۲۱
۳۲۸	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۱
۳۲۸	کہ لَا تَقْضِیْ لُوْہِیْ عَلٰی یُوْنُسَ بَنِ مَعْنٰی	۳۲۸
۳۳۰	آگاہ شدن بغیر علیہ السلام از طعن ایشان	۳۲۲
۳۳۰	فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں امیراں را	۳۳۰
۳۳۲	بیان آنکہ طاعی در بین قاہری مقہورت	۳۳۳
۳۳۶	جذب معشوق عاشق رقص خنث لَا یَحْلُمُہُ الْکَلْبُ	۳۳۳
۳۳۷	رسیدن بخارا عاشق در بندگی صدر جہاں	۳۳۵
۳۳۸	دلا خواستن پشاور دست با حضرت سلیمان علیہ السلام	۳۳۶
۳۴۰	امر کردن سلیمان علیہ السلام پشیرہ منتظم لایچار خصم	۳۳۷
۳۴۲	نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را	۳۳۸
۳۴۵	باخویش آمدن عاشق بیہوش فروئے باز آوردن بہ نشا	۳۳۹
۳۵۰	حکایت آن عاشق در از جبر بیا راجحان	۳۴۰
۳۵۳	یافتن عاشق معشوق وادبیان آنکہ جویندہا بنده بود	۳۴۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۶۶	الابالی گفتن عاشق تا صبح و عاذل	۳۶۶
۳۶۹	اروئے نہادن آن عاشق سوئے بخارا	۳۶۹
۳۷۰	در آمدن آن عاشق الابلالی در بخارا	۳۷۰
۳۷۱	جواب گفتن عاشق عاذل از دہدہ کنندگان را	۳۷۱
۳۷۳	رسیدن آن عاشق بمعشوق	۳۷۳
۳۷۴	صفت کردن آن مسجد کہ مہمان کش بود	۳۷۴
۳۷۵	آمدن مہمان در راں مسجد	۳۷۵
۳۷۵	طامت اہل مسجد مہمان عاشق را	۳۷۵
۳۷۶	جواب گفتن عاشق تا صبحاں و طامت گویاں را	۳۷۶
۳۷۷	بیان آن کہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود	۳۷۷
۳۸۰	طامت کردن اہل مسجد مہمان را	۳۸۰
۳۸۳	گفتن شیطان تریشہ کہ کجنگ محمد علیہ صلوٰۃ السلام آید	۳۸۳
۳۸۹	تکرار کردن عاذل از چند ایراں مہمان	۳۸۹
۳۸۹	جواب گفتن مہمان ایشان را	۳۸۹
۳۹۵	تمثیل گریختن مومن و قیمل و بے صبری او	۳۹۵
۳۹۹	تمثیل صابر شدن مومن چوں بر سر بلا واقف شود	۳۹۹
۳۹۹	ضد گفتن کہ با نوا خود	۳۹۹
۴۰۰	باقی قصہ مہمان آن مسجد مہمان کش	۴۰۰
۴۰۲	ذکر خیال بداندیشہ قاصر فہماں	۴۰۲
۴۰۴	تفسیر حدیث اِنَّ لِلْفَقْرَانِ ظُھْرًا وَیَطْنَا اِلَیْہِ	۴۰۴
۴۰۶	بیان آنکہ فقرتن انبیاء اولیاء علیہ السلام بگوہا	۴۰۶
۴۰۵	و عار حاجت پناں کردن خویش نیست	۴۰۵
۴۰۶	تشبیہ صورت اولیاء بصورت کلام اولیاء	۴۰۶
۴۰۷	تفسیر قولہ تعالیٰ اَوْیْبٰی مَعَّہُ وَالطَّیْرُ	۴۰۷
۴۰۸	جواب طعنہ زندہ بر مشغولی	۴۰۸



دفتر دوم کی اشاعت:

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی ہستی شیخ نظام الدینؒ دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہو۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درس گاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولاناؒ روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مجبائی کلچروں کونسل ایرانی امبی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائریکٹر ایرانیہ کلچرل ہاؤس نے مولاناؒ رومؒ پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفتر دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہل قلم اور علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدتوہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لاہریروں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغوم ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آجائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں:

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں دفتر اول اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدیدہ آئی ہیں ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت:

سائلک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی

فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغناء بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ فِيْكَ تَحِيْرًا اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مرا ز ہر دو جہاں بے نیاز کرو ایں خواب کارِ دولت بیداری کند
مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدانِ حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اَحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ اَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا:

مقامِ رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعیہؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرْتُهُ الْمُصِیْبَةُ كَمَا سَرْتُهُ الْبَعْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضاء بالقضا کی بحث مولاناؒ نے رومؒ کے مفصل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال:

مولاناؒ رومؒ نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے۔

کیست ابدل؟ آنکہ او مُبدل شود خمرش از تبدیلی یزداں خل شود
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے اللہ کے تبدیل کر دینے سے اس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاقِ رو بہ ہوں وہ اخلاقِ حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔ وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوا اَوْ تَادَ الْاَرْضَ فَلَمَّا اِنْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ اَبْدَلَهُمُ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ اَقْوِيَاءَ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ يَفْضَلُوْا النَّاسَ بِكُفْرَةٍ صَوْمٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلَكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ النَّبِيَّةِ وَسَلَامَةِ الْفُلُوبِ لَجَمِي الْمُسْلِمِيْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاءِ زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسن خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیانِ ثابتہ:

وہ تمام اشیاء جو موجوداتِ خارجہ کہلاتی ہیں اور عالمِ شہود میں جو اس کے ذریعہ محسوس ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود

کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثابتہ کہلاتا ہے۔
خارجی جس میں قدر موجودات ہیں وہ ان اعیان ثابتہ کا عکس اور ظل ہیں اور ان اعیان ثابتہ کی اصل اسماء الہی اور اسماء الہی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا نے روم اعیان ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماء الہی کو برز ماہیات سے اور حقیقت الہیہ کو برز برز ماہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ ماہیات دبرِ برز آل پیش چشم کلاماں باشد عیاں

یعنی اعیان ثابتہ اور ان کا برز اسماء الہی اور اس برز کا برز یعنی حقیقت الہیہ کا ملوک کے مشاہدے میں ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض کالمین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔
عقل معاش:

وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اسی کو مثنوی عقل جزوی اور عقل ناقص بھی کہا گیا ہے۔

عقل معاد:

وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اس کو عقل معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی عقل کلی اور عقل کامل عارف کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مستور الحال:

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابداً تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى أَوْلِيَاءَ أَخْفِيَائَ خُصَّةَ رُؤُسُهُمْ مَغْبَرَةٌ وَجُوهُهُمْ إِذَا اسْتَأْذَنُوا عَلَى الْأَمْرِ لَمْ يُوْذَنْ لَهُمْ وَإِذَا غَابُوا لَمْ يَفْتَقَدُوا إِذَا حَضَرُوا لَمْ يَدْعُوا وَإِنْ مَرَضُوا لَمْ يُعَادَوْنَ وَإِنْ مَاتُوا لَمْ يَشْهَدُوا وَهُمْ مَجْهُوْلُونَ فِي الْأَرْضِ مَشْهُورُونَ فِي السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء ہیں جن کے سر کے بال پراگندہ ہیں ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں ان کو اجازت نہیں دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی لوگ جستجو نہیں کرتے اور اگر موجود ہوں تو ان کو پکارا نہیں جاتا ہے اور اگر وہ بیمار پڑھ جائیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر مر جائیں تو لوگ ان کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں گمناں ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے محن میں مراقبہ میں تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خوابہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں ان پر ان بزرگ نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خوابہ خضر نے فرمایا تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ خوابہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خوابہ خضر نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

اس کو حکومت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو الہاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی متلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اس کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی، خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے، الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنے والا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لِمَةً بَابِنِ آدَمَ وَلِلْمَلِكِ لِمَةً فَأَمَّا لِمَةُ الشَّيْطَانِ فَيَنْعَاذُ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لِمَةُ الْمَلِكِ فَيَنْعَاذُ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقُ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ وَجَدَ الْآخَرَ فَيَلْتَمِزْهُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور وحی کو جھٹلاتا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان کے خدا کی پناہ پڑے۔

نتیجہ:

جو لوگ نتائج کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آ جاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از جمادی مُردم و نامی خُدم دز نما مُردم بخواں سرزد
مُردم از حیوانی و آدم خُدم پس چه ترسم بے زمردن کم شوم

ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر بمیرم از بشر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو
تا بر آرم از ملائک بال و پر
کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ إِلَّا وَجْهَهُ

جسم مثالی:

اہل شرع اور اہل تصوف متعدد عوالم موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس میں ہر دو مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اس کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص:

صلح حدیبیہؓ لا ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل درے مقام حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بدرِ شمشیر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضور ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائے گے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہ کو ناگوار بھی گذریں لیکن آنحضور ﷺ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نما فتح تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور ﷺ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضور ﷺ کے زیرِ نگیں آ گیا۔

بنی نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انہوں نے مخفی طور پر آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضور ﷺ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے ۴۰ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہوجانے کی اجازت دے دی گئی۔

بنو قریظہ:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنی ضروری تھی۔

غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد و درکناریہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور

معاهدہ عثمانی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوہ خندق میں جب بھی تائید سے آنحضرت ﷺ کو ۵۵ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو معاهدہ عثمانی کی سزاۓ موت دی جو خود یہودی شریعت کے مطابق تھی۔

بلال بن رباحؓ:

حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا مہینہ خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرز اٹا رہی ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گذاری۔ ان کو مؤذن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لا سکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں بھر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، غز پیش کرنے کے باوجود قیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اُٹھو اَنِّ مُحَمَّدٌ سُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے خوش کھا کر گر گئے۔

طالوت:

یہ بنی اسرائیل کا ایک نیا بادشاہ تھا کس کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرا کر ایا کرتے تھے۔ حضرت شمویلؑ نے طاووت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں ہوگی۔ طاووت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دوران سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤد نے وہی پتھر اٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤد نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَ قَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم کنوار پن ہی میں بحکم خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔
يَا مَعْشَرَ بَنِي اٰدَمَ قُلْ اِنِّيْ رَاٰ بَٰرِئَةً مِّنْ نَّفْسِيْ سَاجِدَةً لِّرَبِّهَا فَكُنْتُ غَافِلَةً
ان کو تسلی دی پھر جب ان کے لطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں
لوگوں نے ان کو ملات شروع کر دی اس پر انہوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کرو۔ لوگوں نے کہا
ہم گوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰ بول اٹھے اَلَيْسَ عَبْدُ اللّٰهِ اَتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي
مُبَارَكًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔
اہل سنا:

یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسَاكِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۚ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ

۵ فَأَعْرِضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِم سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِحَبْنِهِمْ جَبْنًا ذُ وَابْنِ أَكْلِي خَمِطٍ وَأَثَلٍ وَشَيْءٍ مِّنْ بَدَلٍ قَلِيلٍ ۝ ذَلِكُمْ جَزَاءُ الَّذِينَ هُمْ كَفَرُوا وَهَلْ نَجْرِي إِلَّا الْكَفُورَ۔ بیشک سب ادا لوں کے لئے اپنی ہی ہستی میں نشانی تھیں دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشے والا۔ تو انہوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دوحمدہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بد مزہ میوے اور جھاؤ کے درخت اور ٹھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکرے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیمؓ نے حضرت ابوطحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابوطحہؓ نے کی۔ جس وقت آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابوطحہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت پر مامور کر دیا انہوں نے بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دس سال تک آنحضرتؐ کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرت ﷺ ان سے بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے۔ ۹ھ میں عمر تقریباً ۳۱ سال انہوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تینہ:

بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عہدہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے ماقول عذر پیش کرنے شروع کر دیے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عہدہ سے جہاد کر لے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں تیرہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے تھے صبح کو سو کر اٹھتے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اولیس:

یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کے محتاج اور ضرورت مند تھیں لہذا ان کی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضرت ﷺ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اور یہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی:

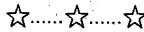
ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام ارونی اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ابتداء دعوت سے آخر دم تک آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فرعون موسیٰؑ:

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا ہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین
صدر مدرسہ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ

۱۱ اگست ۱۹۷۶ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے ضیاء الحق چلبلی مولانا کے دعو
خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے
محرک ہوئے اس موسم طہارت
ظاہری و خولہ غسل میں یکن بار دھونا
مسنون ہے لہذا طہارت باطنی جو کہ
مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی
ہے اس کے لئے بھی تیسرے دفتر
میں تیسری بار مضامین لانا مناسب

ہے۔ اسرار سر کی محفّہ راز بہل سار
کا مینہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔
اعجاز یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے
تاخیر شروع کرنے کا سبب ہے

تھے
ع قوت یعنی جسمانی قوت
عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں
کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطائے
خداوندی ہے ہی رہ۔ نہ بدین نشوونہ
پانا۔ اس چراغ جس طرح صبح کی
نورانی ظاہری اسباب کی بنا پر میں نہیں
ہے اسی طرز تمہاری طاقت
اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے
سے سقّہ گردوں آسمانوں کا
قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق
نہیں ہے قوت جبرئیل حضرت
جبرئیل کی قوت کہ رب کے پہلے
بستیوں کو الٹ دیا جسماں خدا کی وجہ
سے نہ تھی۔

اے ضیاء الحق حُسام الدین بیاں
اے ضیاء الحق حُسام الدین لا
برگشا گنجینہ اسرار را
رازوں کا خزانہ کھل دے
قوت از قوت حق کی زہد
تیری طاقت اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہے
اس چراغ شمس گو روشن بُود
یہ صبح کا چراغ جو روشن ہوتا ہے
سَقَفِ سگرودوں کو چنیں دائم بُود
آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے
قوت جبرئیل از مطبخ نبود
حضرت جبرائیل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی
اس موسم دفتر کہ سقّت شد سہ بار
یہ تیسرا دفتر کیونکہ تہرات سنت ہے
در موسم دفتر بہل اعذار را
تیسرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے
نوع عروقتے کز حرارت می جہد
نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے بڑکتی ہیں
نوع فقیلہ پنبہ دروغن بُود
حق اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے
نوع طناب واستنخ قائم بُود
رستے اور ستون کی وجہ سے قائم نہیں ہے
بُود از دیدار خلاق وجود
وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی



ہم چنیں ایں قوت ابدال حق

ای طرح اللہ تعالیٰ کے ابدال کی قوت
جسمِ شال را ہم ز نوراً سرشته اند

ان کے جسم کو بھی نور سے بنایا ہے
چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل

چنکے تو بڑے موصوں سے موصوف ہے
گرد آتش بر تو ہم بر دو سلام

اُس بھی تجھ پر سلامتی اور خندک بن جائیگی
ہر مزاجے را عناصر مایہ الیست

عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں
ایں ۲ مزاجت در جہان مُنْبَسَط

دفعِ عالم میں تیرا یہ مزاج
اے دروغِ عرصہ اقبامِ خلق

ہائے غمناک لوگوں کی فہم کا میدان
اے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو

اے ضیاء الحق تیری ہائے کی ہوشیاری سے
کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت

کہ طہ نے جلی میں خلق پا لیا
صَارَدَ کَا مِیْنَهْ وَأَنْشَقَّ الْجَبَلُ

وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ ٹوٹ گیا
نغمہ ۳ بخشش آید از ہر کس بکس

نغمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
خلقِ بخشید جسمنا و روح را

وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

ہم ز حقِ دالِ نَزْ طعام و نَزْ طبق

اللہ کی جانب سے کھانے اور پہننے کی چیز سے

تاز روح وازِ ملکِ بگذشتہ اند

یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بدھ گئے ہیں
ز آتشِ نمرود بگذر چوں غلیل

حضرت غلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا
اے عناصر مر مزاجت را غلام

اے وہ کہ عناصر (اربع) تیرے مزاج کے غلام ہیں
وین مزاجت برتر از ہر پایہ الیست

اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے
وصفِ وحدت را کنول شد مَلَقِط

اب وحدت کی مفت کو پھننے والا ہو گیا ہے
سخت تنگ آمد ندارد خلقِ خلق

بہت تنگ ہے مخلوق خلق نہیں رکھتی ہے
خلقِ بخشید سنگ را حلوائے تو

تیرا طہ ہجر کو خلق بخش دیتا ہے
تا کہ مے نوشید و مے را بر نتافت

یہاں تک کہ اس نے شراب پیا اور شراب کی ہمت نہ کر کا
هَلْ رَأَيْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَفَعِ الْجَبَلُ

کبھی تم نے پہاڑ سے اونٹ کا ترس دیکھا ہے
خلقِ بخشش کا ریزدانِ ست دلس

خلق بخشا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے
خلقِ بخشید بہر بر عضووتِ جُدا

تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

۱۔ ہم چنیں ایں قوت ابدال کی قوت
ہم اللہ تعالیٰ سے اپنی قوتیں ہوتی
ہے جسم میں ابدال کے جسم میں
تبدیلی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام
فرشتوں سے بڑے ہوتے ہیں۔
چونکہ شیخ حامد الدین کو خطاب
ہے اسی نمرود یعنی قصاصی ہذا کیلئے۔
گرد آتش۔ عناصر اور وہ آپ کے
مزاج سے مغلوب ہیں لہذا آگ
آپ کے لئے خشک اور سلامتی
ہے ہر مزاج عام انسانوں کا مزاج
عناصر اور وہ سے بنا ہے لیکن آپ کا
مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔

۲۔ ایں مزاجت یعنی آپ چونکہ
اخلاقِ انبی کے ساتھ متصف ہیں لہذا
آپ کو اللہ سے اتصال حاصل ہو گیا
ہے اے دروغِ عوام کی سمجھ کے
گلے سے مضمون وحدت نہیں اترتا
ہے بلکہ وہ مکتوب نہیں کہتے ہیں جہاں
مضامین کو شکل سکے اے ضیاء الحق
لیکن ضیاء حق میں وہ طاعت ہے کہ
چتر کے گلے سے بھی اس مضمون کو
اندسکا ہے کہ طہ معرفت
معرفت کو کہ طہ سمجھا حالانکہ وہ چتر
ہے صاف کہ طہ کا رخص معرفت کی
شرابی لینے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ نغمہ بخشش یا کس بکس ہر
کافر تو بے سکتا ہے لیکن خلقِ عطا کرنا
صرف خدا کا کام ہے جس کی تعلیم ہر تربیت
دینا انسانی فاضل ہے لیکن طالب کے
اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں
قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا
کام ہے خلقِ بخشید تعالیٰ ہر عضو کو
ورود کو اس کے مناسب خلق بخشش



ایں آگے بخشد کہ اجلای شوی

یہ اس وقت بخشتا ہے جب تو اجلای ہو جائے

تاگوئی سرِ سلطان را بکس

تاکہ تو شاہ کا در ہر شخص سے نہ کہے

گوش آں کس نوشد اسرارِ جلال

اللہ کے در اس شخص کا کان سنتا ہے

خلق بخشد خاک را لطف خدا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے

باز حیواں را بہ بخشد خلق و لب

پھر (اللہ) حیوان کو خلق اور ہونٹ بخشتا ہے

چوں گیا ہش خورد حیواں گشت ذفت

جب (حیوان) نے خاک کی گھاس کھائی اور مٹا ہو گیا

باز خاک آمد شد اکال بشر

پھر مٹی آئی وہ انسان کو نکل جانے والی بنی

ذراہ دیدم وہاں شاں جملہ باز

میں نے ذرے دیکھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے

برگہا را برگ از انعام او

چوں کو ساز و سامان اس (اللہ) کے انعام سے ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد

وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے

نیست شرح ایں سخن را منتہا

اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے

جملہ عالم آرکل و ماگول داں

تمام عالم کو کھانے والا اور کھلایا ہوا سمجھ

از دفا و از دغل خالی شوی

فریب اور کھوت سے خالی ہوں جانے

تا نریزی قد را پیش مکس

تاکہ تو قد کو کبھی کے آگے نہ کرے

کو چو سوسن صد زبان افتاد لال

جو سوسن کی طرح سوز بانوں کے باوجود گونگا ہے

تا خورد خاک آب و روید صد گیا

یہاں تک کہ مٹی پانی جیتی ہے اور سنگڑوں گھاس لگاتی ہے

تا گیا ہش را خورد اندر طلب

یہاں تک کہ عطا کر کے (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

گشت حیواں لقمہ انسان درفت

حیوان انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

چوں جد اشد از بشر روح و بصر

جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

گر بگویم خورد شاں گرد و دراز

اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائیگی

دایگان را دا یہ لطف عام او

پروش کرتا ہوں کی دلیہ اس کی عام مہربانی ہے

زانکہ گندم بے غذائے چوں زہد

کیونکہ گندم بے بغیر غذا کے کب پروش پاتا ہے

پارہ گفتم بدال زان پارہا

میں نے ایک گلا کہہ دیا تو اس سے سب گلوں کو کچھ لے

باقیاں را مقبل و مقبول داں

باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبال سمجھ

۱۔ اس اللہ تعالیٰ ہر عرصہ و دور کو
خلق اس وقت بخشتا ہے جب انسان
خدا کی اخلاق سے مصروف ہو جائے
اور دغل سے اپنے آپ کو پاک کر
لے تاکہ وہی۔ جب اللہ کی یہ عطا
تمہیں حاصل ہو جائے تو نا اہلوں پر
اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش معارف الہیہ
اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ
انسان میں ان کے اخفا کی لہری
ملاحت پیدا ہو جائے اور نا اہلوں
کے سامنے ان کو ظاہر نہ کرنے پر اس کو
قدرت حاصل ہو جائے علق بخشد۔
اللہ نے زمین کو بھی خلق عنایت فرمایا
ہے

۲۔ باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو
اپنی غذا بنا لیتے ہیں۔ چوں گیا ہش۔
حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل
کرتا ہے۔ باز پھر انسان کے مرنے
کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا
لیتی ہے

۳۔ ذرہا دیدم۔ ذرات میں باہمی
تعارض لہذا کا نظام جاری ہے اور
کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے
کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے
برگہا ہتے جو حیوانات کی خوراک
ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا
فرماتا ہے کائنات میں جو چیزیں
دوسروں کی پروش کرتی ہیں ان کی غذا
پروش کرتا ہے۔ رزقہا دیدم۔ خوراک
رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ
آئے تو اس کی پروش نہ ہو۔ جملہ
عالم عالم امکان میں سب چیزیں
ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں پتا
صرف ان کو حاصل ہے جو متحمل بارگاہ
الہی ہیں۔



ایں! جہان و ساکنانش مُنتَشَر

یہ عالم اور اس کے باشندے سے جدا ہو جاتو لے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع

یہ عالم اور اس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

پس کریم آنست کو خود را دہد

تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پلا دے

باقیات ۲ المصالحات آمد کریم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

گر ہزار اندیک کس بیش نیست

اگر وہ ہزار ہیں تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہیں

آرکل و امول را خلق ست و نای

کھانا لے اور کھائے جاتو لے کا خلق اور گلا ہوتا ہے

خلق بخشد او عصائے عدل را

اس نے انصاف کی لاٹھی کو خلق بخشا

و اندرو افزوں نشد ز اں جملہ اکل

اس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

مر یقین ۳ را چوں عَصَا حَقِّ خَلْقِ دَاو

اللہ تعالیٰ نے لاٹھی کی طرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

پس معانی را چوں عِیَاں حَلَقْتَهَا سَت

تو خدائی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

پس زمانی تا بہ مہ از خَلْقِ نِیْسِت

تو پچھلی ہے لے کر چاند تک کوئی خلق نہیں ہے

خَلْقِ نَفْسِ از دوسرہ خالی شود

نفس کا خلق اگر دوسرہ سے خالی ہو جائے

خَلْقِ جَاں کز فکرتن خالی شود

روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

واں جہان و ساکنانش مُسْتَمَر

وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اہلِ آں عالم مَحَلِّہٖ مَجْمَع

اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

آبِ حِیَوَانِہٖ کَہ مَانَعَتَا اَبَد

آب حیات تاکہ ہمیشہ رہے

رستہ از صد آفت و اخطار و نِیم

جو سنگڑوں آنتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہے

چوں خیالاتِ عدد اندیش نیست

تعداد بجانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

غالب و مغلوب را عقل ست و راءے

غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

خورد او چنداں عصا و کِہل را

وہ بہت سی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی

زانکہ حیوانی نبووش اکل و شَکَل

کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زانو

یہاں تک کہ اس نے ہر خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

رازِ قِ حَلْقِ مَعَانِی ہِم خدَا سَت

معانی کے حلقوں کو رازق دینے والا بھی خدا ہے

کہ بجزبِ مایہ اورا خَلْقِ نِیْسِت

بلکہ کو جذب کرنے کے لئے جس کے خلق نہ ہو

مِیہْمَانِ وَحِی اِجْلَالِی شود

تو اللہ کی وحی کا میہمان ہو جائے

وانگہاں رُوزِ نِش اِجْلَالِی شود

تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

۱۔ ایں جہاں۔ عالم امکان۔ منتشر

چونکہ عالم امکان متقاد و ماصر سے

بے ہیں۔ واں جہاں۔ عالم آخرت۔

آب حیوان۔ یعنی معارف الہیہ

۲۔ باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعہ

فضائل بن گیا تو وہ جسم ہائی، چنٹائی

نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیاء اور

بزرگ ایک روح ہزار قاب ہوئے

ہیں۔ آرکل۔ اس عالم میں جو کھانے

والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں ان کا

تو صرف خلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے

نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مزیات

سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و

رائے ہیں۔ خلق بخشد۔ اللہ نے

حضرت موسیٰ کی لاٹھی کو خلق عیادت

فرمایا وہ چاند کو ان کی لاٹھیوں اور

رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت

موسیٰ کی لاٹھی سب کچھ کر بھی موی

نہ موی کیونکہ اس کا کھانا حیوانی کھانا نہ

تھا۔

۳۔ مر یقین۔ جس طرح حضرت

موسیٰ کی لاٹھی کے خلق تھا یقین کے

بھی خلق ہے جو وساں کو نگل جاتا

ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خدائی

اشیاء کا خلق ہے وہی اشیاء کا بھی خلق

ہے۔ زانہی یعنی تخت انشائی سے

خلق نفس یعنی اگر انسان اپنے آپ کو

وساں شیطانی سے پاک کر لے

خلق جان یعنی روح کو اگر مادی

ضرورت سے پاک کر لے

ہست پیروں علیٰ بس منظم

باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

اندر و بس نعمت و بیکہ اکل

اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

بوستا نہا باغیا و کشتیا

گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیں ہیں

آفتاب و ماہتاب و صد سہا

آفتاب اور چاند اور ستاروں سہا (ستارے) ہیں

باغیا دارد عرو سیہا و سور

باغات، جشن اور تازگی رکھتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در احتال

تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

در میان حبس و انجاس و عنا

بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

زیں رسالت معرض و کافر شدے

اس پیغام سے عرض کرنے والا کافر ہوتا

زانکہ وہم کو زیں معنی ست دور

کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

نشدود اور اک منکر ناک او

اس کا انکار کرنے والا احساس (ان باتوں کو) نہیں دیتا ہے

زایں جہاں ابدال می گویند شای

ان کو یہاں اس عالم کے بدلے میں کہتے ہیں

ہست پیروں عالمے بے بود رنگ

(اس) سے باہر ایک بے بود اور بے رنگ عالم ہے

کایں طمع آمد حجاب ژرف و زفت

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

گر جنیں راکس بگفتے در رحم

اگر پیٹ کے بچے سے کئی رحم میں کہتا

یک زمین خرمی باعرض طول

ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

کو بہا و بحر ہا و دشتہا

پہاڑ ہیں اور دیا ہیں اور جنگل ہیں

آسمانے بس بلند و پر ضیا

بہت اونچا آسمان ہے اور منور

از جنوب و از شمال و از دُور

جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

در صفت ناید عجایبہائے آں

اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خون خوری در چار میخ تنکنا

تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

س او حکم حال خود منکر بدے

وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا ہے

کایں محال ست فریب ست وغرور

کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

جنس چیزے چوں ندید ادراک او

اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

ہچمچاں کہ خلق عام اندر جہاں

اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

کایں جہاں چاہے ست بس تدریک و تنکنا

کہ یہ عالم ایک بہت ادریک اور تنگ کنواں ہے

ہچ در گوش کسے رایشان زرفت

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

۱۔ گر جنیں۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے آٹھواں شعر "او حکم" جواب شرط ہے خرم۔ دلکش۔ پر بہار۔ اکل۔ کھانے کی چیز۔

۲۔ سہا۔ نبات انجس کا بادیک پہلا ستارہ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے۔ شیل۔ شمالی ہوا۔ دور۔ مغربی ہوا۔ چ یعنی رحم مادہ کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیے جاتے ہیں۔ تنکنا۔ تنگ جگہ جس۔ قید خانہ۔ عذاب۔ مشقت۔

۳۔ او حکم۔ یہ شرط کی جزا ہے رسالت یعنی خدائی دنیا کا بیان۔ کفر یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر۔ ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہچمچاں۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خدائی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح کلام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زں۔ جہاں۔ عالم آخرت۔ ہچ۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ سناں۔ طمع۔ یعنی دنیاوی لالچ۔

گوش را بند طمع از استماع
لاچ کان کو سننے سے رک دیتا ہے
ہمچنان کہ آں جنین را طمع خوں
جس طرح سے خون کے لاچ نے اس پیٹ کے پکو
از حدیث ایں جہاں محبوب کرد
اس عالم کی بات سے محرم کر دیا
زیں ہمہ انواع نعمت ماند فرد
نعمت کی ان تمام قسموں سے محرم رہا
بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
تجھ پر بھی اس دنیا کی خوشی کا لاچ
طمع و ذوق ایں حیات پر غرور
ہو کے ہے پر اس زندگی کے لاچ اور ذوق کے
پس طمع کورت کند نیکو بدال
ابھی طرح سمجھ لے لاچ تجھے اندھا بناتا ہے
حق ترا باطل نماید از طمع
لاچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے
از طمع بیزار شو چوں راستاں
بھوں کی طرح تو لاچ سے بیزار بن
کاندراں در چوں در آئی واری
جب تو اس مگھ میں پہنچ جائے گا نجات پالے گا
چشم جانت روشن و حق بین شود
تیری صر کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بن جائی گی
پند مردان را پذیر شو بجاں
(طہ) کہان سے مراد (حق) آنکھ کی صحت قبول کر لو ان
بشنو اکنون قصہ و تمثیل آں
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سن لے

چشم را بند غرض از اطلاع
غرض آنکھ کو باہر ہونے سے بند کر دیتی ہے
کال غذائے اوست در اوطان دُول
جو کہ کم ہجہ دلوں میں سے اس کی غذا ہے
خون تن را دردش محبوب کرد
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا
غیر خواں اودی نداند چاشت خود
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا
شد حجاب آں خوشی جاوداں
اس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا
از حیات راستیزت کرد کرد
جی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا
بر تو پوشاند یقین را بیگماں
یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے
در تو صد کوری فزاید از طمع
لاچ کی وجہ سے حد ہجہ اندھا پن تجھ میں پڑ جاتا ہے
تا نیمی پابر سر آں آستان
تاکہ اس چوکٹ پر تو سیر رکھ سکے
از غم و شادی قدم بیروں نہی
دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا
بے ظلام کفر نور دیں شود
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائے گا
تار ہی از خوف و مالی در امان
تاکہ خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے
تا یابی در حقیقت نور جان
تاکہ تجھے حقیقت روح کا نور حاصل ہو جائے

۱۔ استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود
غرضی۔ اوطان۔ وطن کی جمع ہے
دول۔ کثر۔ ایں جہاں۔ یعنی عالم
آخرت۔ محبوب۔ پوشیدہ
۲۔ زیں ہمہ۔ یعنی دنیا کی ہر لذت
غذا میں۔ فرد۔ اکیلا۔ یعنی محرم۔
چاشت۔ وہ پردہ کا کھانا مطلقاً کھانا۔
برو۔ انسان دنیاوی لاچ کی وجہ سے
آخری نعمتوں سے محرم ہو جاتا ہے
۳۔ راستاں۔ یعنی آخرت کے
طالب۔ آستان۔ باگچہ خداوندی۔
۴۔ یعنی وہ بار خداوندی۔ غم و شادی۔
یعنی دنیا کا رنگ اور خوشی۔ خوف۔ یعنی
آخرت کا ڈر

قصہ خورندگان پیل بچگاں از حرص و ترک نصیحت ناصحاں
لا لاج کی وجہ سے آہی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں
گر بسنہ ماندہ شدہ بے برگ و غور
بھوکے تھکے ہوئے بے سار و سامان اور ننگے
مہر دانائش جو شید و بگفت
اس کی دہائی کی محبت جوش میں آئی اور
گفت دائم کز تجو ع ۲ و از خلا
بلا میں جانا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
پیل ہست ایں سوک اکنواں می روید
جس جانب تم اب جا رہے ہو آہی ہے
پیل بچگانند اندر راہ تان
تہدے راستے میں آہی کے پیچے ہیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اندو سمیں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں
از بے فرزند صد فرسنگ راہ
اپنے پیچے کی خاطر بیٹکڑوں میل کے راستے سے
آتش و دود آید از خرطوم او
اس کی سونہ سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اے بچہ کے اولیاء اللہ کے پیچے ہیں
غائبی مندیش از نقصانِ شان
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھ

۱۔ قصہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوئی ہے غور بردہ
۲۔ تجو ع۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کر بلا۔ وہ عقاب جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے۔ مصیبت ناک مقام۔ خود خوراک۔ ۳۔ ظریف۔ عمدہ لطیف۔ پاکیزہ۔ ہمیں۔ موٹا۔ کین۔ گھٹیا۔ ختم ہونے کی پکار۔ خرطوم۔ آہی کی سونہ۔ اُخڈر۔ بچہ۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عینِ قرور دیا گیا ہے حضور۔ یعنی توحید الی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

دید دانائے گروہ دوستاں
ایک عقلمند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا
می رسید نداز سفر و زارہ دور
سفر سے اور ہزار راستے سے آ رہے تھے
خوش سلائے شان و چہل گلبن شگفت
ان کو تپاک سے سلام کیا اور پھول کی طرح گل گل
جمع آمد رنج تاں زیں کر بلا
(اور) اس میدان کر بلا کی وجہ سے تپڑ میٹھیں جمع ہو گئی ہیں
تا بنا شد خورد تاں فرزند پیل
تم آہی کے بچے کو ہرگز نہ کھاتا
پند من از جان و از دل بشنوید
دل و جان سے میری نصیحت سن لو
صید ایشان ہست بس دلوہ تاں
جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے
لیک ما در شان بود اندر کمیں
لیکن ان کی ماں گھات میں رہتی ہے
او بگر دو در حنین و آہ آہ
وہ روتی ہوئی اور ہائے کرتی ہوئی دھڑکتی ہے
اُخڈر زان بچہ مرحوم او
اس کے قاتل رحم پیچے سے بچ
در حضور و غیبت آگاہ باخبر
وہ ان کی موجودگی اور غیر حاضری میں باخبر ہے
کو کشد کیس از برائے جانِ شان
کیونکہ وہ ان کی جان کے سلسلے میں بدلہ لیتا ہے

گفت اطفال من اند ایں اولیاء
اس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں
از برائے امتحان خوار و متم
وہ آزمائش کے لئے بے وقت اور قیم ہیں
پشت دارِ جملہ عصمتجائے من
میری تمام حفاظتوں پر ان کا بھروسہ ہے
ہاں وہاں ایں دلق پوشان من اند
خبردار، خبردار، یہ گڈی پوش میرے ہیں
ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر
ورنہ ہنر کی لالچ سے کب کر سکتے؟
ورنہ کے کردے بیک نفرین بد
ورنہ ایک بدعا سے کب کر سکتے
برنگندے یک دُعائے لوط زانو
جو امر لوط کی ایک دعا کو اکھاڑ سکتی
گشت شہرستان چوں فردوس شال
ان کا جنت جیسا شہر ہو گیا
سوئے شامست ایں نشان وایں خبر
یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوتا) ہے
صد ہزاراں انبیائے حق پرست
لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں)
گر جویم ایں بیاں افروں شود
اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا
خول شود کہ ہاو بازارں بفسرد
پہاڑ خون بن جاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں
طرفہ کوری دور بین و تیز چشم
تو عجیب اندھا ہے کہ دور بین اور تیز نگاہ ہے

در غربتی فرد از کارو کیا
غیر حاضری میں بھی کام اور مشغولیت سے خالی ہیں
لیک اندر سر منم یار او ندیم
لیکن وہ پردہ میں ان کا منظر اور ساتھی ہوں
گوینا ہستند خود اجزائے من
گوینا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں
صد ہزار اندر ہزار دیک تن اند
ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں
موتی فرعون را زیر و زبر
(حضرت) موتی فرعون کو تیر و بالا
نوح شرق و غرب را غرقاب خود
(حضرت) نوح شرق اور مغرب کو غرقاب
شہرہائے کافراں را اٹراو
کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے
دجلہ آب سیاہ رو میں نشان
سیاہ پانی کا مینا جا نشان دیکھ لے
در رہ قدش بہ بنی برگذر
بیت المقدس کے راستہ میں سرلاہ تو دیکھ لے گا
خود بہر قرنے سیاستہا بدست
(اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں
خود جگر چہ بود کہ خار اخول شود
جگر کیا ہوتا ہے خدا پتھر خون بن جائے گا
تو نہ بنی خود شدن کوری ورد
تو (ان کا) خون بننا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود
لیک از اُفتقر نہ بیند غیر چشم
لیکن لغت میں سے ان کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

۱۔ کارو کیا۔ یعنی کیا ہے کار خداوند
کار ہلا برائے۔ یعنی ہلا ہوا بظاہر ہے
سہارا لے لئے بنائے گئے ہیں تاکہ
عوام کی آزمائش ہو سکے۔ ندیم۔ ہم
مجلس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء
اللہ کے قریب ہیں۔
۲۔ ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے
اعتقاد سے ایک ہیں۔ ہند۔ یعنی اگر
اولیاء کو جائید خداوندی حاصل نہ ہو۔
چوبہر۔ یعنی حضرت موتی کی لالچی۔
راہ تھی۔ جو امر و نمرود یعنی خلاصہ
کلام یہ ہے۔ دجلہ خدا کا مشہور دریا
مطلقاً آیا۔
۳۔ سوئے قوم لوط کی بتیں
شام کے علاقے میں ہیں۔ سیاہ۔
سوائے یعنی اسیاء کی تا فرماں سزا کا
سبب بنی ہے۔ گر جویم۔ ان واقعات
کی تفصیل بڑی دھناک ہے۔ خو
شود۔ یہ دھناک۔ واقعات پہاڑوں
کے جگر خون کردیں تو نہ بنی انسان
ان کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا
ہے۔ گر مذکور۔ انسان کا اندھا بن
بنی عجیب ہے۔

مُوبموا! بیند صرفہ حرص اُنس
انسان کا لالچ خرق کو بال بال دیکھتا ہے
مُوبموا! بیند حرص خود بشر
اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذہ دہکتا ہے
رقص آنجا کن کہ خود اشکنی
اس وقت ناچ جبکہ تو خود کھنی کرے
رقص ۲ وجوللاں بر سر میداں کنند
رقص اور جولائیاں میدان (جنگ) میں دیکھاتے ہیں
چول رہند از دست خود دستے زند
جب اپنے آپ سے نجات پاتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں
مطر بال شال از دودول دف می زند
ان کے مطرب اند سے دف بجاتے ہیں
تو نہ بنی برگہا بر شا خہا
تو نے چلن کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے
تو نہ بنی لیک بہر گوش شال
تو نہیں دیکھتا ہے لیکن ان کے کان کے لئے
تو نہ بنی برگہا را کف زدن
تو چلن کے تالیوں کے بجائے ٹکھنیں دیکھتا ہے
گوش سر بر بند از ہزل و دروغ
سر کے کان کو فراق اور جھوٹ سے بند کر لے
پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو
اے بچا، فراق سے منہ بند کر لے
سر کشد گوش محمد درخن
محمدؐ کا کان بات سے راز معلوم کر لیتا ہے
سر بسر گوش مست چشم ستاں نبی
یہ نبی مجسم کان اور آنکھ ہیں

۱۔ موبموا۔ دنیا کے لطف اور نقصان کو
ذہ ذہ دیکھتا ہے۔ حرص اسجد دنیا کی
خوشی پر پانچتا ہے۔ کتنا مناسب نہیں
انسان نامی کسی کو ملنے لگتا ہے۔
آزاد چپ خوشی منانے کا موقع ہے۔
۲۔ رقص وجوللاں۔ مردوں کا رقص
میدان جہاد میں اپنے آپ کو فنا
کرتے وقت ہوتا ہے۔ چلن دہند۔
جب اپنے برے اخلاق حد و کبر
وغیرہ سے نجات پا جاتے۔ اور رقص
سے بری ہو جاتے ہیں تو تالیاں
بجاتے۔ اور رقص کرتے ہیں۔ مطر
بال۔ قدرت کی طرف سے ان کے
رقص کے سبب مہیا کر دیئے جاتے
ہیں۔ مطر بال۔ گناہانے والے۔
کف می زند۔ سمند کی موجیں
تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بنی۔ شاخوں پر
ہواؤں سے جو پتے آہلیں میں
کھراتے ہیں وہ چلن کا رقص اور
تالیاں بجاتا ہے۔
تو نہ بنی۔ عام نہیں سمجھتے ہیں
لیکن خاص "بگاہ دو گاہ مستی کنند۔
شہر جاں۔ مداح کے شہر میں مطلق پیدا
ہوئی۔ ہزل۔ فراق۔ سر کشد۔
آغوشہ کے بارے میں قرآن میں
فرمایا ہے اَلَّذِیْ خَسِرَ لِنَفْسِہٖ
آغوشہ کیلئے خنے والے کان ہیں
بنے قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آغوشہ
ہمدی بھلائی کے لئے مجسم کان اور
آنکھ میں اور آپ کی رحمت ہمدی
مرئی ہے اور ہم شہر خواہتے ہیں۔

رقص بے مقصود داند ہچو خرّس
ہر بے مقصد ہچہ کی طرح پانچتا ہے
رقص او خالی زخیر و پُرز شر
اس کا پانچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے
پنہ را از ریش شہوت بر کنی
شہوت کے ریش سے مدنی کو نوح ڈالے
رقص اند خون خود مرداں کنند
بہار اور اپنے خون میں رقص کرتے ہیں
چول چند از نقص بر رقصے تند
جب نقص سے باہر جاتا ہیں تو ناچتے ہیں
بحر ہاد شور شال کف می زند
سمند ان کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں
کف زناں رقصاں ز تحریک صبا
باد صبا کے حرکت دینے سے ناچت تالیاں بجاتے
برگہا بر شال شد کف زن عیال
کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں
گوش دل باید نہ این گوش بدن
(اس کے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان
تابہ بنی شہر جاں را با فروغ
تا کہ تو جان کے شہروں کو ہادیق دیکھے
جو حدیث رُہی او چیزے مگو
اس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول
کش بگوید در بنے حق ہو اذن
ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں
رحمت او مَرُضِع ست و ماصی
ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

ایں سخن پیاں نداد بازراں سوئے اہل پیل بر آغازاں
ایں باگی انتہا نہیں ہے واپس چل ہاتھی دالوں کی جانب لہ شروع کی طرف چل

بقیہ قصہ متعزضان پیل بچگان
ہاتھی کے بچوں کے مچے ہونے دالوں کے قصہ کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بوئے می کند ہر دہاں ہر معده ہر بشر برمی تند
ہاتھی ہر منہ کو سوگتا ہے ہر انسان کے معدے کے گرد پکر لگتا ہے

تا کجا یابد کباب پور خویش تازند اند جزا صد زخم نیش
تا کہ کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے تازند اند جزا صد زخم نیش

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو
تا کجا بوئے کباب بچہ را تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو

اے اہل سخن۔ یہ جسمانی کالوں کو بند کرنا ہر باطنی کالوں کو کھولنا۔ تاکہ ہاتھی منہ کو اس لئے سوگتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھائے۔ کو پہچان لے نہمائے۔ غیبت کو قرآن نے گوشت خوردی قرار دیا ہے۔ کفر جزا ہے۔ غیبت کرنا دالوں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سوئے گا۔ فسوس و حسرت غناق۔ منکر بانگبر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال و جواب کریں گے۔
۲ نے دہاں۔ ان سے منہ نہ چھپایا جائے گا۔ آب و روغن۔ چٹنی چڑی باتوں کے ذریعہ سے نہ بچا جائے گا۔ ژاژخا۔ بکواس کرنے والا۔
مرز۔ ہم کے خدمت سے متعلق سرین۔
سرگز۔ اگر ملک و اموات کا گز نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار کچھ لے ہم بصورت۔ کبھی اثر کے علاوہ مرئیض خود گز بھی دیکھتا ہے۔ لہ گھر دالوں سے کہتا ہے۔ دیکھو مجھے کون مل رہا ہے۔

گوید آں رخورد کالے یارِ حرم
بید کہتا ہے کہ ایسے محترم دوست
چوں نمی بیند کس ازیا ران او
جبکہ اسے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے
نامی بنیم باشد این خیال
ہمیں نظر نہیں آتا یہ وہم ہو گا
چہ خیال ست اینکہ آں چرخِ نگوں
کیسا خیال ہے کہ لادھا آسمان
گرز ہا و تیغیا محسوس شد
گرد اور تلواریں محسوس ہو گئیں
اُوہمی بیند کہ آں از بہر اوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ہیں
حرص دنیا رفت و چشمش تیز شد
دنیا کا لالچ کیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی
۲ مرغ بے ہنگام شد آں چشم او
اس کی آنکھ بے وقت کا مرغا ہو گئی
سر بُریدن واجب آید مرغ را
اس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے
ہر زماں نزع سے مست جو و جانست را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے
عمر تو بلند ہمایان ز رست
تیری عمر اشرافوں کی تھیلی کی طرح ہے
می شمار دی دہد زر بے وقوف
بغیر توقف وہ اشرافیں گنتے اور دیتے ہیں
گرز گہ بستانی و تہی بجائے
اگر تو پہاڑ سے لیٹا رہے اور اس کی جگہ (کچھ) اندکے

۱ فرق۔ سر کی مانگ۔ اس
اوتال۔ یعنی یہ وہی بات نہیں ہے
بلکہ میری جان نکالنے کے لئے مجھے
مادہ ہے جس پر اب یہ میرے کوچ کا
وقت ہے۔ چہ خیال تیری زبان کی
تلوار وہی نہیں ہے بلکہ کسی تھیلی ہے
کلب اس کے ٹرسے میں آسمان
وہم نظر آتے ہیں۔ نہیب۔ خوف۔
منگوس۔ لوندھلا لوسی پندہ و گرد
صرف بید دیکھتا ہے اور کوئی نہیں
دیکھتا۔ حرص۔ صرف اس کے دیکھنے
کی یہ وجہ ہے کہ اس کی آنکھ حرص دنیا
سے خالی ہو چکی ہے
۲ مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم
ہو جاتی اور غلبہ کی کیفیت نظر آ جاتی
تو نیک اعمال کو رسکاب آنکھ کا ٹھکانا
بے وقت جاوے وقت کا کام کا نتیجہ
بلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت
اُڑان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا
ہے
۳ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے
جسم کے ۱۲ اعضاء ہوتے رہتے ہیں اور
ان کی جگہ دوسرے اجزاء لیتے رہتے
ہیں۔ دینار۔ شمر۔ شکر کنندہ دینار۔
رخ۔ خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو کہ زہر
لگ جاتا ہے۔ گرد گہ۔ اگر پہاڑ کے
چتر مسلسل نکالے تو اس کے قوا یک دن
وہ پہاڑ ختم ہو جائے گا۔

چہست این شمشیر بر فرق اسرم
میری سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے
وہ جواب آئند ہر یک اے عمکو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے 'اے چچا!
چہ خیال ست اینکہ ہست این اتحال
گیا وہم' یہ تو چل چلاؤ ہے
از نہیب این خیالے شد کنوں
اس خیال کے و سے دیا ہی ہو گیا
پیش بیمار و سر منگوس شد
بید کو' اور اس کا سر لوندھا ہو گیا
چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
دوست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے
چشم او روشن گہ خونریز شد
اس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی
از نتیجہ کبر او و چشم او
اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں
کہ بغیر وقت جذبانہ ورا
جو بغیر وقت کے تھقی بجائے
بنگر اندر نزع جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگہانی کر
روز و شب مانند دینار اشرست
دن اور رات اشرافیں شکر کرتے والے کی طرح ہیں
تا کہ خالی گرد و آید خسوف
یہاں تک کہ (ہمیلی) نکل ہو جاتی ہے گرد گہ آ جاتا ہے
اندر آید کوہ زان وا دن پپائے
اس دینے سے پہلا جڑ سے ختم ہو جائے گا

پس بہہ بر جائے ہر دم راعوض !
 تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا
 وہ کمال کارہا چندیں مکوش
 تمام کاسوں کی بحیل میں اس قدر کوشش نہ کر
 عاقبت تو رفت خواہی تا تمام
 (ہذا) تو انجام کار ناقص روانہ ہو گا
 واں ۲ عمارت کردن گھر لُحْد
 قبر لُحْد کی تعمیر
 بلکہ خود را د صفا گھرے گئی
 بلکہ اپنی قبر (قبر کی صفائی میں بنا
 خاک او گردی و مدفون غمش
 اس کی خاک بن جاؤ اور اس کے غم میں دفن ہو جا
 گھر خانہ قُبَّہا و کنگرہ
 قیوں لُحْد کنگرہ کی قبریں
 سم بگر اکنوں رند اطلس پوش را
 اب کسی اطلس پوش رند کو دیکھ
 در عذاب منکرست آل جان او
 اس کی جان برے عذاب میں ہے
 از بُروں برظاہر ش و نگار
 باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں
 واں یکے بنی دریاں دلچ گہن
 لُحْد ایک کو تو بھلی گزری میں دیکھے گا

تَنْوَسُجُدًا وَتَحْبِرُ يَابِي غَرْضُ
 تَاكْتَجِبِي كَلَّ قَرَبِ هَيْلَةٍ كَقَدَمِ مَالِ هَيْلَةٍ
 جُوْ بَكَرِے كَالْ يُوْدُودِ مِیْ مَكُوشِ
 طے اس کام کے جو دیں سے معلق ہو کر نہ کر
 کارہایت اُترو نان تو خام
 تیرے کام تھس ہو گئے تھ تیری طاعت کی ہوگی
 نَسْكَ سَتِ وَنِیْ چوبِ دَنے لَبْدِ
 نہ چرے ہے نہ لکڑی سے نہ نہ ہندے سے
 دَر مَنِّیْ اَوْ كُنِّیْ دَفِنِ مَنِّیْ
 اپنی خوبی کو اس (اللہ) کی خود میں دفن کر
 تَا دَمَتِ یَا بَدِ مَدَا اَز دَمَشِ
 تاکہ تیرا سر اس کے فیضان سے دیں حاصل کرے
 نَبُوْدِ اَز اَصْحَابِ مَعْنٰی اَلْ سَرِّہِ
 ہل ہاں کے نزدیک بے عیب نہیں ہیں
 حِیْجِ اَطْلَسِ دَمَتِ گِیْرِ دِوْشِ رَا
 کئی اطلس اس کی روح کی دھیری کرے؟
 كُوْ دَمِ غَمِّ دَر دِلِ غَمْدَانِ اَوْ
 اس کے غمگین دل میں غم کا چھو ہے
 وَدَوْدُ رُلِ زَانَدِ شَبَا اَوْ زَارِ رَارِ
 نہ اند سے وہ گھروں میں نہ نہلو ہے
 چَوَلِ نَبَاتِ اَنْدِیْشِہِ دَشْکَرِ سَحْنِ
 اس کا فکر مری کی طرح ہے نہ بات شکر جیسی

بازگشتن حکایت پیل چٹگان
ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف واپسی

گفت ناصح بشنوید ایں پسند من
تا دل و جاں تال میںند درکن
فہمت کرنالے نے کہا میری یہ فہمت سن لو
تا کہ تمہارا دل اور جان مشغول میں نہ بھینے

۱۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مکمل دنیا کے کاموں میں بقتہ ضرورت کو پیش کر کے آخرت کے کاموں میں انہماک کے عاقبت اگر آخرت کا کام نہ کرو گے تو دنیا سے ناکام ہو جاؤ گے۔

۲۔ ماں و ملت، قبر کی آبادی قبر پر تکمیل و درجے بنانے سے نہیں ہوتی ہے بلکہ قلب کی مصطفیٰ اہوائی مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے متعلق بنانے سے ہوتی ہے۔ ترمذی و خالص

۳۔ عجیب

۴۔ عجب بد اعمالی کے ساتھ قبر پر قبضہ کرنے کی مثل یہ ہے کہ ایک بدعقلو افسانہ نویس اپنا خیال اپنے غلط خیال کے ساتھ اس بنیئے سے سکون قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ افسانہ نویس اگر نیک عمل انسان بن گزری بھی مٹی ہو تو اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔

گفتہ اس دانا نوح نے مسافروں سے کہا۔

با گیارہ ۱ و برگہا قلع شوید
گھاس لہ چھوں پر قناعت کر لو
من بڑوں کردم زگردن وام نصح
میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اُتار دیا
من بہ تبلیغ رسالت آدم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں
ہیں ۲ مبادا کہ طمع تال رہ زند
خبردار ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رجن بن جائے
ایں بگفت و خیر بادی کردورفت
یہ کہا لہ خدا حافظ کہہ کر چل دیا
ناگہاں دید ندبریک جلاۃ
ایک راستہ پر انہوں نے اپنا یک دیکھا
اندہ افتادند چوں گرگان مست
وہ مست بھیڑوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے
آں یکے ہمرہ خور دو بند داد
ایک ساتھی نے نہ کھلایا لہ نصیحت کی
از کبابش ملع آمد آں سخن
وہ بات اس کے لئے اس کے کباب سے ملنے لگی
پس بیخاند و خفتند آں ہمہ
پھر وہ لپٹ گئے لہ سب سو گئے
دید فیلے سہنا کے در رسید
اس نے دیکھا کہ ایک خفاک بھی آ پہنچا
بُوئے میگرداں و ہاش راسہ باد
اس کے منہ کو اس نے تین دھس سکھا
چند بارے گرد و گوشت و برفت
چند بار اس کے گرد پھر کائے لہ چلا گیا

۱ با گیارہ بھوک کے وقت چنے
لہ گھاس کھالینا بھی کے چھوں کا شکار
نہ کرنا من بڑوں۔ ناسخ نے کہا میں
نے نصیحت کا قرض لہا کر دیا۔ بخیر۔
سعادت۔ یک بخت ہی نصیحت
قول کرتا ہے۔
۲ ہیں۔ لالچ کی جیسے بھی
کے چھوں کا شکار نہ کرنا۔ خبر ہادی۔
یعنی رخصت کرتے وقت فی اللہ اللہ
کہا جاتا۔ بندہ دست۔ یعنی اس
کے کباب کھا کر تھمہ ہو لئے۔
۳ جندہ و سرور کو نہ کھانے کی
نصیحت کی۔ حدیث ثابت آں سخن۔
یعنی اس بات کی نصیحت۔ وہاں گرسہ
جس نے کباب نہ کھائے تھے وہ
پاسانی کرنے لگا۔ شبان۔ گندیدہ
زہ۔ جانوروں کا گھ۔ سہنا کہ
خونخاک۔ حارک۔ تمہارا۔ چند بار
یعنی بھی نے اس کے کئی چکر کائے
لہ چلا دیا۔

در شکار پیل بچگاں کم روید
بھی کے بچوں کو شکار کرنے کے مہیے نہ ہو
جو سعادت کے بود انجام نصح
نصیحت کا نتیجہ یک بختی کے صاحب ہوتا ہے
تار ہانم مرشدا از قدم
تاکہ تمہیں شریعت سے رہائی دیوں
طمع برگ از نیجہاتل برگند
خدا کا لالچ تمہیں جڑ سے اکھاڑ دے
گشت قحط و جورع شاں در راہ زفت
قحط لہ بھوک نے راستہ میں زہ پکڑا
پور فیلے فر ہے نوزادہ
بھی کا بچہ مٹا۔ نومر
پاک خوردنش فرو شستہ دست
اس کو چٹ کر گئے (لہ) انہوں نے ہاتھ دھو لئے
کہ حدیث آں فقیرش بود یاد
کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی
بخت نوبخشہ ثرا عقل کہن
پہلی عقل تجھے یا نصیب عثات کرتی ہے
واں گرسنہ چوں شبان اندر زہ
وہ بھوکا گلے میں جما ہے کی طرح تھا
اولاً آمد سوئے حارس دؤید
پہلے آیا لہ نگہبان کی طرف دوڑا
چچ بوئے زونیا مدنا گوار
اس کو کوئی ناگہ نہ آئی
مرورا ناز رواں شہ پیل زفت
اس بڑے نمونے بھی نے اس کو نہ ستلایا

پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد
بہر اس نے ہر سوتے ہوئے کے ہونٹ سونگے
کز کباب پیل زادہ خوردہ بود
کیونکہ اس نے اُچی کے بچے کے کباب کھائے تھے۔
در زماں او یک بیک را زماں گروہ
اس نے فورا اس گروہ میں سے ایک ایک کو
بر ہوا انداخت ہر یک را گراف
وہ بے پہلو سے ہر ایک کو ہوا میں اچھٹا
اے خوردہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے ہاں لوٹ
مالِ ایشان خونِ ایشان داں یقین
یقینی طور پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ
مادر آں قیل بچگاں کیس کشد
اُچی کے بچوں کی ماں بلکہ بیتی ہے
قیل بچہ می خوردی اے پارہ خوار
اے رشت خوار تو اُچی کا بچہ کھاتا ہے
۲ بُوئے رسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو بونے رسوا کیا
آنکہ یابد بُوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سگھ لے
مصطفیٰ چوں بُوئے بردار راہ دور
مصطفیٰ نے جس دور ہمارے سے بوعصیٰ کر لی
ہم ۳ بیابد لیک پوشاند زما
وہ عصبی کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں
تو ہمیں چھپی و بُوئے آں حرام
تو سو جاتا ہے کہ اس حرام کی بو

۱ اور یعنی اُچی کو شکوہ خوف
۲ بے ہول اُچی نے ہر ایک کا مال
۳ اچھا اللہ وہ کر کر بڑہ ہو گیا ہے
خوردہ لب مولانا نصیحت فرماتے
ہیں۔ نہ دھڑکے جنگل میں ایشان
کسی کے مال کو تباہ کرنا جان کے تباہ
کرنے کے برابر ہے۔ کیفیر ۱۷۱
بلکہ پارہ خوار رشت خوار خصم قیل
یعنی اُچی کی جان سے لڑنے والا۔
۲ بُوئے رسوا کرنا اس کے کرکی بو
رسوا کر دیتی ہے آنکہ آنحضرت نے
فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان
کی خوشبو آتی ہے اس میں حضرت
ابوہن قرنیؓ کی طرف اشارہ ہے
بخیر و۔

۳ ہم بیابد اہلے سب
عیب آنحضرت پر واضح ہیں لیکن یہاں
پیش فرماتے ہیں۔

تا بہ یوگیران! گردوں می رود
 یہد تک کہ اس کے خوبونگھنے میں تک پہنچ جاتی ہے
 دشمن گفتن بیکید چوں پیاز
 پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے
 از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
 پیاز اور لہسن سے میں پہنیز کرتا ہوں
 بر دماغ ہمنشیاں بر زند
 (اور) ساتھیوں کے دماغ سے ٹکرائے گی
 آں دل کشری نماید در زباں
 وہ دل کی کچی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے
 چوب رد باشد جزائے ہر دعا
 ہر دعا بازی کا جواب ملے کہ لاشی ہوئی ہے
 آں کشری لفظ مقبول خداست
 وہ لفظوں کی ٹیڑھ اللہ کے یہاں مقبول ہے
 آں نیکو لفظے نیر زدیک تسو
 وہ اچھے لفظ، درزی کے قابل بھی نہیں

ہمردہ انفاس زشت می شود
 وہ تیرے برے سانس کے ساتھ ہو جاتی ہے
 بُوئے کبر و بُوئے خشم و بُوئے آز
 تکبر کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو
 گر خوی سوگند من کے خوردہ ام
 اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے
 آں دمت سوگند غمازی گند
 اس وقت قسم تیری چٹلی کھائے گی
 پس دعا ہا رد شود از بُوئے آں
 اس بو کی وجہ سے دعائیں مردہ ہوں گی
 اِحْسَنُوا آید جواب آں دعا
 اس دعا کا جواب اِحْسَنُوا آتا ہے
 گر حدیثے کشر بود معینست راست
 اگر لفظ ٹیڑھے ہوں اور معنی سیدھے ہوں
 و ر بُود معنی کر شد لفظت نکو
 اور اگر معنی ٹیڑھے اور تیرے الفاظ اچھے ہوں

ایو کیوں مفرشتے جو دعائوں کی
 بوسگھ لیتے ہیں۔ بُوئے کبر تمام
 زباں کی بدبو پیاز کی بو کی طرح چلتی
 ہے۔ گر خوی، اگر تو کھائے کا انگار
 بھی کرے گا تو اس کی بدبو تیرے
 خلاف گھس دے گی۔ غمازی، چٹلی
 کھلا۔

۲۔ بس دعا۔ گناہوں کی بو سے
 دعائیں مردہ ہو جاتی ہیں۔ ہر دل کی کی
 زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِحْسَنُوا
 وہ جو بوجہ کفر کی ایک کے جواب
 میں کہا جائے۔ گ۔ چہ ذہ۔ بھگانے
 کی لاشی۔ گ۔ حدیثے۔ یعنی افلاس
 کے ساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول
 بارگاہ ہیں۔ دعو و دعا کے معانی افلاس
 نہیں ہیں تو بہتر الفاظ بھی مردہ
 ہیں۔ دریا۔ دوستوں کی غلطی
 بیکانوں کی پچھلی سے آتی ہے
 ۳۔ بلال اس شخص کا نام ہے جو شہر
 مؤذن بنی ماسی۔ یعنی لفظ کی اصل
 میں حدیث کی بجائے ہائے تہذیب کا
 لفظ کرتے تھے۔ بلکہ۔ منافقوں
 نے کہا آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات
 کی ابتداء سے آغاز۔ یعنی اس مؤذن
 جو ہر حرف میں مزاح سے لاکر سکے
 کن۔ پڑھنے کی غلطی۔

در بیان خطائے مہمان کہ بہتر از صواب بیگانگان ست نزد محبوب
 دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

حی راہی خواند از رُوئے نیاز
 (لفظ) حی کو عاجزی سے ہی پڑھتے تھے
 اس خطا انکوں کہ آغاز بناست
 یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے
 یک مؤذن کہ بُود اُفصح بیار
 ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے
 کن خواندن لفظ حی علی الفلاح
 لفظ حی علی الفلاح کو غلط پڑھنا

آں بلال صدق در بانگ نماز
 سچ بلال اذان میں
 تا بگفتند اے پیغمبر نیست راست
 یہاں تک کہ منافقوں نے کہا پیغمبر مست نہیں ہے
 اے نبی وائے رسول کردگار
 اے اللہ کے رسول اور نبی
 عیب باشد اولی دین و صلاح
 دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہو گا

خشم! پیغمبرؐ بجو شید و بگفت
یک دور مزے از عنایاتِ نہفت
پیغمبرؐ کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے
ایک دو اشہرے بھی ہوئی عنایتوں میں سے
کالے حسانِ نزدِ خدا ہی بلالؓ
بہتر از صد جی جی و قیل و قال
کہ اے کیوں! اللہ کے نزدیک بلالؓ کا ہی
شہر و قیل کے بیٹکڑوں جی اور جی سے بہتر ہے
دا مشورہ انیدتا من رازِ تان
وانگویم ز آخرو آغازِ تان
جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز
اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں
گردناری تو دم خوش در دُعا
روو عامی خواہ زانِ خواں صفا
اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے
جا صفائی دالوں سے دعا کرا لے

۲ امر کردن حق تعالیٰ بموی علیہ السلام بدہانے خواں
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اس منہ سے پکار
مرا کہ بدل دہاں گناہ نکرده باشی
جس منہ سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا
وقت حاجت خواستن اندر دُعا
اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا
دعا میں مرا مانگتے وقت
کالے کلیم اللہ زمن میجو پناہ
بادہانے کہ نکروری تو گناہ
اس منہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو
کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ
گفت موسیٰ من ندارم آن دہاں
گفت مارا از دہان غیر خواں
موسیٰ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے
فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار
از دہان غیر برخواں کالے اللہ
از دہان غیر کے کردی گناہ
دوسرے کے منہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے
آچنخاں کن کاں دہانہاں خرا
ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے
از دہانے کہ نکرورتی گناہ
اس منہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا
یادہان خویشتن را پاک کن
یا اپنے منہ کو پاک کر

۱ خشم۔ منافقوں کے اعتراض
سے آنحضرت ﷺ کو غصہ آیا۔
عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔
یعنی بلالؓ کا لفظ جی کی
جگہ پر ہی کہا اس جی کہنے سے بہتر
ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گردناری
غرض کہ دعا کی قبولیت کے لئے
اخلاص شرط ہے اگر خود میں اخلاص نہ
ہو تو خلاص سے دعا کرا لے۔

۲ امر کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ
ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو
مخالفین سے دعا کرائے کلیم۔
حضرت موسیٰؑ آں دہاں۔ یعنی وہ منہ
جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہاں
غیر۔ اگر وہ منہ کہہ گا بھی ہے تو تم نے
تو اس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔
آچنخاں۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا
برتاؤ کرو کہ وہ دعائیں کریں۔
۳ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے
ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو
نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس
نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس بیچوری
کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔
یادہاں۔ اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو
اس کو دوسرا پاک کر لینا چاہئے۔

از ذکر حق پاک ست چوں پاکی رسید
 رخت بر بند و بُر و آید پکید
 اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے۔ پاکی حاصل ہوتی
 ناپاکی بھر یا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے
 می گریز و ضد ما از ضد ہا
 شب گریز و چوں برا فردر و ضیا
 ضدیں ضدوں سے گریز کرتی ہیں
 رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے
 چوں در آید نام پاک اندر دہاں
 نے پلیدی ماندو نے آں دہاں
 جب اللہ تعالیٰ کا پاک نام منہ میں آتا ہے
 نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

در بیان آنہ اللہ گفتن نیاز مند
 عین لبیک گفتن حق ست
 اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا، اللہ کا لبیک کہنا ہے

آں یکے اللہ می گفتے شباں
 ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
 گفت شیطان شخوش اے سخت رو
 تا کہ شیریں می شُخد از ذکرش کہاں
 شیطان نے اس سے کہا اے سخت جان! چپ رہ
 ایں ہمہ اللہ گوئی از غشو
 یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے
 اے بت بے! آخر کب تک کہے گا
 خود یکے اللہ را لبیک گو
 ایں سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے
 یہ سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے
 می نیاید یک جواب از پیش تخت
 پشواہ (خداوندی) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
 او شکستہ دل شُخد و نہاد سر
 وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا
 گفت ہیں! از ذکر چوں و اماندہ
 انہوں نے کہا بایں! تو ذکر سے کیوں رک گیا
 گفت لبیکم سہ نمی آید جواب
 اس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آ رہا ہے
 گفت خضرش کہ خدا گفت ایں من
 اس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے
 گفت آں اللہ تو لبیک ماست
 وہ تیرا اللہ کہتا (ہی) ہماری لبیک ہے
 تا کہ شیریں می شُخد از ذکرش کہاں
 یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے
 چند گوئی آخر اے بسیار گو
 اے بت بے! آخر کب تک کہے گا
 خود یکے اللہ را لبیک گو
 اللہ کی جانب سے ایک بھی لبیک کہاں ہے؟
 چند اللہ می زنی بار وئے سخت
 تو سخت رہتی سے کتنی بار اللہ کی ضرب لگائے گا
 دید در خواب او خضر را در خضر
 اس نے خواب میں (حضرت) خضر کو بزد میں دیکھا
 چوں پشیمانی از اں کش خواندہ
 تو اس سے کیوں شرمندہ ہے کہ اس کو پکارتا تھا
 ز اں ہی ترسم کہ باشم رد باب
 اس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مردود ہوں
 کہ بروبا او بگو اے ممکن
 کہ جہاں اس سے کہو اے آزمائش میں پرنے والے
 آں نیاز و درد و سوزتہ یک ماست
 وہ عاجزی اور تیرا درد و سوز ہی ہمارا قاصد ہے

۱۔ ذکر حق سوس کے پاک کرنے
 کی تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اس میں
 داخل کر دو ناپاکی خود بھاگ جائے
 گی۔
 ۲۔ آں یکے یعنی شب کو ذکر
 خداوندی کرتا تھا۔ لبیک یہ پکارنے
 والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے
 معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ سخت
 یعنی عرش باری خضر۔ حضرت خضر کو
 اس وجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ ان کی
 کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھ
 جاتے ہیں بڑاگ جاتا ہے۔
 ۳۔ لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ
 اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس
 جواب نہیں آتا ہے اس سے مجھے یہ
 خیال ہو گیا ہے کہ میں مردود ہوں
 ہوں۔ ممکن۔ جملہ۔ گفت۔ اللہ کا اپنی
 یاد میں لگا لینا ہی اس کی جانب سے
 لبیک ہے۔

۱۔ نے خُرا درکار من آورده ام
 کیا میں نے تجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے
 حیہا و چارہ جو ہمہائے تو
 تیری تدبیریں اور کوششیں
 ترس و عشق تو کمند لطف ماست
 تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کند ہے
 جان جاہل زیں دعا جو دور نیست
 جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے
 ۲۔ بردہاں و بردش قفل ست و بند
 اس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے
 داور فرعون را صد مُلک و مال
 فرعون کو سینکڑوں ملک اور مال دیئے
 در ہمہ عمرش ندید او درد سر
 اپنی تمام عمر اس نے سر کا درد نہ محسوس کیا
 ۳۔ داد اورا جملہ مُلک ایں جہاں
 اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی
 درد آمد بہتر از مُلک جہاں
 درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے
 زانکہ درد و رنج و بارِ اندھاں
 اس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ
 خواندن بے درد از افسردگی ست
 بغیر درد کے پکھنا افسردگی ہے
 آل کشیدن زیر لب آواز را
 دبے ہونٹوں آواز نکالنا
 آل شدہ آواز صانی و خویش
 وہ آواز صاف اور غناک ہو چکی ہے

نے کہ من مشغول ذکر تہ کردہ ام
 کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے
 جذب مایود و کشاد ایل پائے تو
 ہماری کشش سے تیس ہواں نے تیرے پاؤں کو ہلے
 زیر ہر یارب تو لبیکہاست
 تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں
 زانکہ یارب گفتش و دستور نیست
 کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے
 تانالہ با خدا وقت گزند
 تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے
 تاکہ کرد اور دعویٰ عز و جلال
 یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا
 تانالہ سوئے حق آل بد گھر
 تاکہ وہ باہل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے
 حق نداش درد و رنج و دلہاں
 اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے
 تانخوانی مرخدا را در نہاں
 تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکھے
 شد نصیب دوستانش در جہاں
 دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے
 خواندن با درد از دل بردگیست
 درد کے ساتھ پکھنا لڑہائی کی وجہ سے ہے
 یاد کردن مبدؤ آغاز را
 مبدؤ اور شروع کو یاد کرنا ہے
 کالے خدالے مستغاث ولے معین
 اے خدا، اے مددگار، اے معین!

۱۔ نے خُرا کی شخص کو عبادت کی
 تو نہیں ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت
 کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ
 اپنی یاد میں لگا دے جذب
 کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اس کی
 رجسوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے
 والے کا ایک باریاب کہنا اللہ تعالیٰ کی
 جانب سے چند بار لبیک کہنا سن جاتا
 ہے۔

۲۔ بردہاں۔ جس سے خدا ناپاکیں
 ہوتا ہے اس کو بھی دعائے توفیق
 نہیں ہوتی۔ دھرم اللہ نے اس کو درد
 سر سے بھی محروم رکھا۔ نہ دعا کا سبب
 بن جاتا۔

۳۔ داد اور۔ ہماری جہاد اللہ کی طرف
 رجوع کر کے اللہ کی ایک خدمت ہے
 حدیث شریف ہے اللہ جب کسی
 سے محبت کرتا ہے تو اس کو جہاد کروانا
 ہے تاکہ اس کی عازری کو بنے۔
 اندھاں۔ اللہ کی جمع ہے غم۔
 خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا
 افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا
 عشق کا نتیجہ ہے آن کشیدن گھٹ
 گھٹ کر دنا۔ مبدؤ اور آغاز کی یاد
 سے جہاں آں شدہ۔ جب انسان
 درد کی حالت میں اے خدا، اے
 مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز
 صاف ہوتی ہے اور اس میں حزن کی
 کیفیت ہوتی ہے۔

انالہ سنگ درویش بے جذبہ نیست

اس کے رستہ میں کئے کا دوتا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے

چوں سنگ کہنے کہ از مردار رست

احباب کھنکے کے کی طرح جس نے مردہ سے نجات حاصل کرلی

تا قیامت می خورد او پیش غار

وہ غار کے سامنے قیامت تک پڑتا ہے

اے ساسگ پوست کو رانام نیست

سنگ طلب بہت سے معمولی لباس ملے ہیں جن کا رنگ بھی نہیں ہے

جال ۲یدہ از بہر آں جام اے پسر

اے صاحبزادے اس جام کے لئے جان دیدے

صبر کردن بہر ایں نبود خرج

اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے

زیں کہیں بے خرم و صبرے کس نجست

اس گھٹ سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں نفاست

خرم گن از خود گیس زہریں گیاست

کھانے میں احتیاط بہت کیونکہ یہ زہریں گئی گھاس ہے

کاہ ۳ باشد کو بہر بادے جہد

گھاس ہے جو ہر ہوا سے لپٹی ہے

ہر طرف غولے ہی خواند ترا

چھلوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق

راستہ دکھائیں گا اور تیرا رفیق سفر رہوں گا

نے قلا و وزست ونے رہ داند او

وہ نہ راہنما ہے نہ راستہ جانتا ہے

خرم آں بدشد کہ نفریبد ترا

احتیاط ہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست

اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک بہزن کا قیدی ہے

بر سر خوان شہنشاہاں نشست

شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

آب رحمت عارفانہ بے تغار

عارفانہ آب حیات بغیر پیالے کے

لیک اندر پردہ بے آں جام نیست

لیکن وہ پردہ وہ اس جام کے بغیر نہیں ہیں

بے جہاد و صبر کے باشد ظفر

بغیر جہاد اور صبر کے ناچ کب ہوتی ہے

صبر گن کا صبر مفتاح الفرج

صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

خرم را خود صبر آمد پاؤ دست

احتیاط کیلئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

خرم کردن زور و نور انبیاست

احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کوہ کے ہر بارہ اوزن نے نہد

پہاڑ ہر ہوا کو کب جاچتا ہے

کالے برابر راہ خواہی ہیں بیا

کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار آجا

من قلا و وزم دریں راہ دقیق

میں اس پاک راستہ میں تیرا راہنما ہوں

یوسف کم روسوئے آں گرگ خو

اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

چرب و نوش دامہائے ایں سرا

اس دنیا کے پھٹے اور شریر جال

۱۔ سالہ سنگ۔ جب جذبہ الہی

طاری ہوتا ہے تب ہی انسان ہود کے

ساتھ کر رہتا ہے چوں سنگ۔

احباب کھنکے کے کتے میں جذب

پیدا ہو گیا تھا تا قیامت ظہیر۔ ہر

سے وحدت پائی رہا ہے اے۔

بہت سے مال انشائیے ہیں جن کو کوئی

نہیں جانتا۔

۲۔ جال بھ۔ جام محبت کی طلب

میں صبر کے ساتھ جان دیدنی

چاہئے۔ صبر کردن مجاہد مجاہدات میں

صبر سے کام لیتا ہے نور باب ہوتا

جہاد صبر محبت حاصل ہو جاتا ہے

کہیں گھٹات۔ خرم احتیاط و بیاد

معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری

سے کام لینا ضروری ہے ذرا سی غفلت

انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی

ہے۔

۳۔ کاہ باشد۔ ہر خواہش نفس کا

تابع تھکے کی طرح ہے انسان کو کوہ

گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف شیطان

طرح طرح سے انسان کو ہوس کے دیتا

ہے قلا و ز۔ راہنما۔ یوسف حضرت

یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا قصہ ہر عام

شاعرانہ تخیل ہے خرم انسان کی

پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے

فریب میں نہ آئے۔

کہ نہ چربے داروں نے نوش او
 نہ ان میں چکنائی ہے ' نہ مٹاس
 کہ بیا مہمانِ مالے ل روشنی
 کہ آجائے ہمارے مہمان اور گھر کی روشنی
 حرم آں باشد کہ کوئی تخمہ ام
 احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہہ دے میں بدیشی میں ہوں
 یا سرم در دست و در دست بر
 یا کہہ دے میرے میں مدد چلے ہر در کہے
 ۲ زانکہ یک نوشت دہد بایشہا
 کیلکہ تجھے ایک شہد بہت سے نکوں کے ساتھ دے گا
 زر اگر پناہ و گر شصت دہد
 ۱۰ اگر پچاس یا ساٹھ اڑنیں تجھے دے
 گردہد خود کے دہداں پر حیل
 اگر وہ جلد باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے
 زغوغ زر مغز و عقلت را برد
 اڑنوں کی گھمبہت تیرے مدد عقل کو نائل کر دیتی ہے
 ۳۰ یار تو خرچینِ ثست و کیسہ ات
 تیرا دست تیرا ناشہ دان اور تیری تھیلی ہے
 ویسہ و معشوق تو ہم ذاتِ ثست
 تیری ویسہ اور معشوق تیری ہی ذات ہے
 حرم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
 احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں
 دعوتِ ایشان صغیر مرغِ داں
 ان کی دعوت کو پرندوں کی سی سمجھ
 مرغِ مردہ پیشِ بہنہاد کہ اس
 مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

سحر خواند می دمدم گوش او
 وہ منتر پڑھتا ہے اور تیرے کان میں پھینکتا ہے
 خانہ آن تست و تو آن منی
 گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے
 یا سقیم و خستہ ایں و خمہ ام
 یا کہہ دے میں اس قبرستان کا بیمار اور زنی ہوں
 یا مرا خواندست آں خالو پسر
 یا کہہ دے مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے
 کہ بکار در تو نوشش رشہا
 اس کا شہد تجھ میں بہت سے رقم پیدا کر دے گا
 ماہیا او گوشت در شصت نہد
 اے چھل یا وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے
 جوزِ پوسید ست و گفتارِ دغل
 اس کے خدوت سڑے ہوئے ہیں اور باتیں بھکاری کی ہیں
 صد ہزاراں عقل را یک نشمر د
 لاکھوں عقلوں کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے
 گرتو را مینی مجو جو ویسہ ات
 اگر تو راتین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ
 ویں برونیہا ہمہ آفاتِ ثست
 اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں
 تو گنوی مست و خواہانِ من اند
 تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں
 کہ کند صیاد در ممکن نہاں
 جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے
 می گند ایں بانگ و آواز و حنین
 آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

۱ اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی
 روشنی۔ خدما۔ یعنی شیطان کے لالچ
 میں نہ آئے اور مختلف بہانے کر کے
 اس کے دامِ فریب سے بچ جائے۔
 ۲ ختمہ۔ قبرستان۔

۲ زانکہ شیطان کے خوشنما
 فریب میں سیکڑوں مغز میں پوشیدہ
 ہوئی ہیں۔ گردیدہ خس کی عطا بھی پر
 فریب ہے۔ زغوغ۔ دنیا کی دولت
 کی جھٹکار انسان کی عقل کو اندھا
 کر دیتی ہے۔

۳۰ یار تو۔ قدرت نے انسان کو جو
 کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے۔
 راتین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔
 عرب کی مشہور مشوقہ کا نام۔ حرمِ آن
 باشد۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ
 خارجی کمال کی طرف رجحان نہ دے
 اور ان کو دھوکا مجھے ممکن۔ گھات۔
 خلیں۔ مرنے کی آواز۔

مُرغ اپنادر کہ جنس اوست آل
جمع آید برودشال پوست آل
برندے بگتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے
وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کی کھال اور ہڈی دیتا ہے
جو مگر مُرغے کہ خومش دلا حق
تا نگرد دگیج ازاں دانہ و ملق
سوائے اس پرندے کے جس کو کھلنے سے قتل ہو گیا ہے
تاکہ اس دانہ اور خوشامد سے اجتناب نہ کرے
ہست بے خوی پشیمانی یقیں
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے
زائکہ بے خوی شقاوت بردہد
اس لئے کہ بے احتیاطی بدبختی کا پھل دیتی ہے
بشنو ۲ ایں افسانہ را در شرح ایں
لاشوی حایم برائے حفظ دیں
اس کی تشریح میں یہ قصہ سن لے
تاکہ تو دین کی حفاظت کے لئے پختہ کار بن جائے

فریقین روستائی شہری را بدعت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریاد کرنا اور خوشامد

خواندن بہ لالہ و الحاح

اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ماضی
اے بھائی! گزشتہ (زمانہ) میں تھا
روستائی چوں سوئے شہر آمدے
دیہاتی جب شہر میں آتا
دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے
دو تین مہینے اس کا مہمان ہوتا
ہر ۲ جوانج را کہ بودش آل زماں
اس کی اس وقت جو ضرورتیں ہوتیں
رُو بشری کرد و گفت اے خواجہ تو
وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب
اللہ اللہ مجملہ فرزندان بیار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لایے
شہری بار و ستائی آشنا
ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست
خرگو اندر کوئے آل شہری زدے
اس شہری کے کوپے میں مقیم ہوتا
بردکان او و بر خواش بندے
اس کی دکان اور اس کے درختوں پر رہتا
راست کردے مرد شہری را نگاں
” شہری مفت مہیا کرتا
ہیج می ثانی سوئے وہ فرجہ جو
تفریح کے لئے آپ کسی گاؤں میں نہیں آتے ہیں
کایں زمان گلشن ست و نو بہار
کیونکہ یہ موسم ’ باغ اور نو بہار کا ہے

۱۔ مُرغ اپنادر۔ شکاری مرد جانور
سانس رکھ کر اس کی بولیاں بولتا ہے
دوسرے پرندوں سے ملوکا کھا جاتے
ہیں۔ ۲۔ خومش ملق۔ چالپوی۔
۳۔ بشنو ۲۔ ایں افسانہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور
دیہاتی کی چکنی چڑی باتوں میں آکر
پریشان ہوا۔ لالہ۔ خوشامد۔ الحاح۔
اصرار۔ ماضی۔ جو کہ گزشتہ روستائی۔
دیہاتی خرگہ خیمہ بندے۔ دکان پر
تھہرتا اور اس کے یہاں کھانا کھاتا۔
۴۔ جوانج۔ ضروریات۔ لانگاں۔
مفت۔ مُرغہ تفریح۔ گلشن۔ باغ

یا بتالستان! بیا وقتِ شمر
یا گریں میں پھل کے وقت آئے
خیل و فرزندان و قومت را بیدار
خانان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائیے
در بہاراں خطہ وہ خوش بُود
بہار کے موسم میں گاون کا علاقہ اچھا ہوتا ہے
وعدہ دادے شہری اور ارفع حال
ٹانے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا
اوبہر سالے ہی گفتمے کہ کے
وہ دہائی ہر سال کہتا ہے کہ کب
اوبہانہ ساختے کا مسماں ماں
وہ شہری بہانہ بنا دیتا کہ اس سالے ہمارے
سال دیگر گر تو ائم وارہید
اگر آئندہ سال نجات پاؤں گا
گفت ہستند آں عیالم منتظر
اس دہائی نے کہا میرے ہاں بچے منتظر ہیں
باز ہر سالے چولگلگ آمدے
پھر وہ ہر سال لٹقن کی طرح آ جاتا
خولجہ ہر سالے زرز و مال خولیش
خولجہ شہری ہر سال اپنا دھپہ پیہ
آخریں کڑت سہ ماہ آں پہلوواں
آخری مرتبہ اس سختی نے تین مہینے
از خجالت باز گفت اوبخولجہ را
اس دہائی نے خولجہ شہر سے شرمندگی سے کہا
گفت خولجہ جسم و جانم وصل جوست
خولجہ شہری نے کہا میرا جسم اور جان پہنچنے کے تھی ہیں

تابہ بندم خدمت را من کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں
در وہ ماباش سہ ماہ و چہار
ہمارے گاون میں تین چار مہینے رہیے
رکشت زار ولالہ دلکش بُود
کھیتیاں اور دلکش لالہ ہوتا ہے
تابر آمد بعد وعدہ ہشت سال
یہاں تک کہ وعدہ میں آٹھ سال گزر گئے
عزم خواہی کرد کلمہ ماہ وے
آپ ارادہ کریں گے، خراس کا موسم آ گیا
از فلاں خطہ بیاید ۲ میہماں
فلاں علاقے کا میہماں آئے گا
از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضرورت سے اور آؤں گا
بہر فرزندان تو اے اہل پر
آپ کے بچوں کے اے کرم فرما
تا مقیم قتبہ شہری شدے
شہری کے گھر مقیم ہو جاتا
خرج اوکر دے کشادے ہاں خولیش
اس پر خرچ کرتا اپنا دل کھول دیتا
خواں نہاؤں با مداوان و شبان
صبح اور شام اس کے لئے درخوان بچھلا
چند وعدہ چند بفرستی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھوکا دیں گے
لیک ہر تحویل ۳ اندر حکم اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

۱۔ تابستان۔ موسم گرما۔
۲۔ شمر۔ پھل۔ خیل۔ قبیلہ، گروہ، صفحہ
۳۔ حال۔ دفعہ، اوقاف۔ دے۔ یعنی موسم
۴۔ بہار گزر کر موسم خراس آ گیا۔
۵۔ بیاید۔ یعنی چھٹے مہماں کی آمد
۶۔ کی مجھدی ہے لہذا سفر نہ کر سکیں
۷۔ گاہ۔ مہمات۔ ضروریات۔ نیکی۔
۸۔ لنگ۔ تعلق آبی برتنوں کی ہر ملک
۹۔ میں آمد وقت مقررہ مہینوں میں ہوتی
۱۰۔ ہے۔ ہاں۔ بازو۔ دل۔ پہلوواں۔
۱۱۔ بہاؤ۔
۱۲۔ تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت
کرنہ۔

تا کے آردباد را آں باد راں
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے
گیر فر زنداں بیا بگر نعیم
ولاد کو لپچے ' آئے ' حے دیکھے
کاللہ اللہ زود آ ' بنائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آئے ' کوش کیجئے
لاہبا و وعد ہائے شکریں
خوشدیں اور شیریں وعدے
ماہ وایرو سایہ ہم دارد سفر
چاند اور اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں
رنجما در کارِ او بس بردہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں
وا گزارد چوں شوی تو میہماں
لا کرے جب آپ بہمان ہوں
کہ کشیدش سوئے وہ للہم گناں
کہ اس آپ کو خوشدل کر کے گاؤں پہنچ لائیں
انقی من شر من احسنت الیہ
اس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے احسان کیا ہے
ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ سچ ستر نہ جائے
ہنجو دے در بوستان و در زروع
جیسا کہ دے کا مہینہ بارگ اور کھیتوں کے لئے
زو عمارتہا و دخل بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیشتر آمدنی ہوتی ہے
تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

آدمی چوں کشتی ست ہباد بال
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے
باز سوگند آں بدوش کاے کریم
اس دیہاتی نے اس شہری کو پھر قسم دی
دست او گرفت سہ کزرت بعہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا
بعد وہ سال و بہر سالے چنیں
دس سال بعد وہ ہر سال اسی طرح کی
کو دکانِ خوبہ گفتندے اے پدر
خوبہ شہری کے بچوں نے کہا ' اے با جان!
تھہا ۲ بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس دیہاتی پر حقوق قائم کر دیئے ہیں
اؤہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان سے بعض حق
بس وصیت کردا مارا او نہماں
اس دیہاتی نے ہم سے وعدہ بہت اصرار کیا ہے
گفت حق ست ایں وکے سیبویہ
اس شہری نے کیا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیبویہ
دستی ۲ خم دم آخر بود
دستی آخرت وقت کا سچ ہوتی ہے
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
ایک میل ملاپ برائے تلوار کی طرح ہوتا ہے
صحبتے باشد چو فصل نو بہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے
حرم آں باشد کہ ظن بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

۱۔ بادبان ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کرت۔ ۲۔ مرتب۔ لاہبا خوشدیں۔ ۳۔ ماہ وایرو یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔ ۴۔ تھہا۔ چونکہ تو نے اس کی بہت خدمت کی ہے وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ ۵۔ بس وصیت۔ ہم سے کیجئے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشدل کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔ ۶۔ سیبویہ مشہور شہری گذرا ہے یہاں مطلقاً قطع نہ کرنا ہے۔ ۷۔ دستی۔ یعنی دستی بھان بیکریوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ ۸۔ وحشت۔ یعنی دستی اگر نفرت سے بیل گئی۔ ۹۔ صحبتے۔ یعنی میل جول و قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ ۱۰۔ دخل آمدنی ظن بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل چل دستی توڑ دے گا۔

خوم سوء الظن فرموداں رسول
 رسول ﷺ نے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے
 رُوئے صحرا ہست ہموار و فراخ
 صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے
 آں بڑ کوئی دَوَد کہ دام گو
 پہاڑی بکرا دَودتا ہے کہ جاں کہیں ہے
 آنکہ می گفتی کہ گو ایک بین
 تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہیں ہے یہ ہے دیکھ
 بے کمین و دام و صیاد اے عیار
 اے چالاک! گھٹ لاہ جاں کے بغیر
 آنکہ گستاخ آمدند اندرز میں
 جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
 چوں بگورستان روی اے مرتضیٰ
 اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
 تا بظاہر بنی آں مستان زور
 تاکہ کھلے طہ پر دیکھ لے کہ وہ طاقت سے بدست
 سچ چشم اگر داری تو گورا نہ میا
 اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ
 آں عصائے خوم و استدلال را
 وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی
 و رعصائے خوم و استدلال نیست
 اگر چہتہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے
 گام زانساں نہ کہ نایبنا نہد
 پاؤں اس طرح جس طرح اندھا رکھتا ہے

ہر قدم را دام می واں اے فضول
 اے فضول! ہر قدم کو جاں سمجھ
 ہر قدم دامے ست کم راں گوستاں
 لیکن ہر قدم پر جاں ہے بے پہلی سے نہ جاں
 چوں بتازد دامن آفتد در گلو
 جب دوڑتا ہے جاں اس کے گلے میں پھس جاتا ہے
 دشت میدیدی نمایدی کمیں
 تو نے جنگل دیکھا، گھٹ کو نہ دیکھا
 دُنبہ کے باشند میان رکشت زار
 کھیت میں دُنبہ کب ہوتا ہے
 استخوان و گٹھا شال راہیں
 ان کی ہڈیاں اور جڑے دیکھ
 استخوان شال راہیں س از ماضی
 ان کی ہڈیوں سے گزشتہ واقعات پوچھ لے
 چوں فرور فہند در چاہ غرور
 دھوکے کے کنوئیں میں کس طرح گرے ہیں
 ورننداری چشم دست آور عصا
 اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے
 چوں نداری دیدہ می کن پیشوا
 جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ تو پیشوا بنالے
 بے عصا کش در سر ہر رہ مالیت
 لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو
 تاکہ پائے از سنگ و از چہ وارہد
 تاکہ پاؤں پتھر اور کنوئیں سے نجات پا جائے

۱۔ سوء الظن۔ بدگمانی۔ گوستاں۔
 گستاخ بے پرواہ کہ دام کو کمر باندھ
 حال سے کہتا ہے عیار۔ ہشیدہ
 دُنبہ چکدی عیار خاص قسم کا بکرا جس
 کے چکدی ہوتی ہے
 ۲۔ آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے
 حزم سے کام نہ لیا۔ ان سرکشوں کا
 انجام ان کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں سے
 معلوم کر لو۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ
 ماضی۔ گزشتہ تا بظاہر۔ قبرستان جا
 کر کھلم کھلا غرور کے نشہ سے مست
 لوگوں کا انجام دیکھ لو گے
 ۳۔ چشم آرداری۔ غلطی سے بچنے
 کی چٹائی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے
 ذریعہ غلطی سے بچے۔ عصا۔ دھری
 صورت یہ ہے کہ تجربے کے ذریعہ غلطی
 سے بچا جائے۔ دیدہ می کن۔ تیرے
 صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ و کے
 ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔
 اندھا چلنے میں احتیاط کرتا ہے غور کر
 کر دھرتے سے بچا جاتا ہے



گور لرداں و بترس و احتیاط می نہد پاتا نفیجہ در خباط
اندھا لڑنے ہوئے لہر ڈر لہر احتیاط سے پائیں رکھتا ہے تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے
اے ازود دے جستہ در نالے شدہ لقمہ جستہ لقمہ مارے شدہ
اے وہ جو عیوں سے بھاگا آگ میں گرا لقمہ دھوڑا ساپ کا لقمہ بن گیا

قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشاں اور سیدن
اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی
بشوی طغیان و کفران دواں و بیان فضیلت شکر و نعمت حق
بدبختی کا آبہ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو بخواندی قصہ اہل سبا
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست
صدا ہے خود پہلا واقف نہیں ہے
اوہمی بانگے کندے گوش و ہوش
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نکال رہا ہے
۲ واقع اہل سبا را بس فراغ
اللہ نے اہل سبا کو بہت فارغ الہی بخشی
حق آں نگذار دندان بدرگاں
ان بدبختوں نے اس کا حق نہ ادا کیا
مر سگے را لقمہ نمانے زور
کسی کتے کو کسی دھارے سے روٹی کا لقمہ
پاسبان و حارس درمی شود
دھارے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے
ہم براں دربا شدن باش و قرار
اسی دھارے پر اس کی بود باش ہو جاتی ہے
۳ در سگے آید غریبے روز و شب
اگر کوئی انجینی کشا آ جاتا ہے رات یا دن میں

یا بخواندی وندی و ندیدی جو صدا
یا تو نے پڑھا ہے اور اس کو صدائے بارگشت سمجھا ہے
سوئے معنی ہوش کہ را راہ نیست
حقیقت یہی جانب پہلے کے ہوش کے لئے راستہ نہیں ہے
چوں تمش گردی تو اوہم شد نموش
جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا
صد ہزاراں قصر و ایوانہا و بارغ
لاکھوں قلعے اور محلات اور بارغ
در وفا بودند کمتر از سگاں
وہ وفا داری میں کتوں سے کم تھے
چوں رسد بر درہمی بند و کمر
جب مل جاتا ہے وہ اس پر کمر بستہ ہو جاتا ہے
گرچہ بر دے جور و سختی می رود
خواہ اس پر ظلم اور سختی ہو
گھر داند کرد غیرے اختیار
غیر کو اختیار کتنا وہ کفر سمجھتا ہے
آں سگانش می کنند آں دم ادب
وہ کتے اس کو فورا حبیہ کرتے ہیں

۱۔ اے زود دے انسان خود غلطی کر بیٹھتا ہے ایک غلطی سے پڑتا ہے اور اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے اہل سبا کے قصے سے اسی بات کو واضح کیا ہے جو۔ صدا۔ یعنی اس قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا اور صدا صدا کی حقیقت پہلا بھی نہیں سمجھتا ہے
۲۔ ہوش۔ اہل سبا کی فارغ الہی اور ان کی غرالی کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ حق آں۔ یعنی ان نعمتوں کا شکر یہ عارض۔ نگہبان۔ باش۔ قیام ہے۔
۳۔ در سگے۔ انجینی کتے پر مقامی کتوں کا چھوٹنا کہا کہ اس کو حبیہ کرنا ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو چھوڑ کر کیوں آیا ہے۔

۱۔ جوق جوق بتلا دیدے نور
 وہ کمرہ پیدل کے غول کے غول دیکھتے
 پس دُعا کر دے وگفتے از خدا
 تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
 گفتمے اے اصحاب آفت از خدا
 فرماتے کہ مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
 ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
 بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے
 جملگاں ۲۔ چوں اشتران بستہ پائے
 سب پاؤں بندھے اونٹوں کی طرح
 جملہ صحت یا قنبد و شد رواں
 سب صحت مند ہو گئے اور روانہ ہو گئے
 شد رواں حاجت و شد رواں
 سب مریضوں کی حاجت رواں ہو جاتی
 ۳۔ بے توقف جملہ شاداں در اماں
 سب اہمیان سے خوش خوش بلا توقف
 جملہ بے درد الم بے رنج و غم
 سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے
 سوئے خانہ خویش گشتندے رواں
 اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے
 آزمودی تو یسے آفات خویش
 تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے
 چنداں لنگی تور ہوا رشد
 تیری مرتبہ تیرا لنگرا پن تیز رفتار بنا ہے۔
 اے مغفل رشتہ برپائے بند
 اے بیوقوف! پاؤں پر رکی باندھ لے

۱۔ جوق جوق گرہ گرہ بتلا
 مریض۔ بستہ۔ نشست گفتمے۔
 حضرت عیسیٰ دعا کے بعد فرما دیتے
 اللہ نے تم سب کو خفا عطا فرمادی
 ہے
 ۲۔ جملگاں۔ تمام مریض مریضوں
 کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے
 تھے جیسا کہ اونٹ زانو بند کھولنے
 سے آزاد ہوتا ہے
 ۳۔ بے توقف۔ فوراً۔ بالکل
 دھڑتے ہوئے۔ دم میمون۔ سابرکت
 پھونک۔ صاحب قرآن۔ وہ بچہ جس کی
 ولادت کے وقت محل اور اور مشتری
 ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ
 بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے
 آزمودی جبکہ بزرگوں کے دم سے
 فیض حاصل ہوا ہے اس دم کو چھوڑنا
 حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر سے منہ
 موڑنا ہے مغفل۔ بیوقوف۔ لوند۔
 رند

بستہ برادر در اُمید و انتظار
 امید اور انتظار میں مڑنے پر بیٹھے ہوئے
 حاجب و مقصود جملہ شد روا
 تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے
 حاجت ایں جملگاں تال شد روا
 تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے
 سوئے غفاری وا کرام خدا
 اللہ کی خطا بخشی اور عزت افزائی کی طرف
 کہ کشائی زانوئے ایشان برائے
 جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھول دیا ہو
 از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں
 نوراً حضرت عیسیٰ کے جان بخشنے والے دم کرنے سے
 زہر حق و از دم نیک جلیل
 خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے
 ار دُعائے او شدندے پاؤواں
 ان کی دعا سے دھڑتے چلے جاتے
 تندرست و شادمان و محترم
 تندرست اور خوش اور قابل عزت
 از دم میمون آل صاحب قراں
 اس صاحب قرآن کے مبارک دم کرنے سے
 یافتی صحت ازیں شاہان کیش
 مذہب کے شہنشاہوں سے تو صحت یاب ہوا ہے
 چند جانت بے غم و آزاد و رشد
 کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے
 تاز خود ہم غم نگر دی اے لوند
 تاکہ اے غم خور! اتوا اپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

ناسپاسی و فراموشی تو
تیری ہنسی اور احسان فراموشی نے
لا جرم آں راہ بر تو بستہ شد
لا محالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا
زود شاں دریاب و استغفار گن
جلد ان کے پاس پہنچ جا رہ تو یہ کر لے
تا گلستاں شاں سوئے تو بشگفتہ
تاکہ ان کا باغ تیری جانب کھلے
ہم براں در گرد و کم از سگ مباش
اسی کا چکر کٹ کٹے سے کم نہ ہو
چوں سگان ہم مر سگان را نا صح اند
کٹے کٹوں کے لئے ناسخ ہیں
آں در اول کو خوردی استخوان
وہ پہلا مردار جب پر تو نے ہڈی کھائی ہے
می گزندش کز ادب آنجا رَوَد
وہ اس کو کاتے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے
می گزندش کاے سب طاعی برو
اس کو کاتے ہیں کہ اسے سرکش کتے جا
بر ہماں در ہنجو خلقہ بستہ باش
اسی در پر خلقہ کی طرح بندھا رہ
صورت نقص وفائے مامباش
ہماری بے وفائی کی صورت نہ بن
مر سگان را چوں وفا آمد شعاع
وفا داری جبکہ کتوں کا شعاع ہے
بیوفائی چوں سگان را عار بود
جبکہ بیوفائی کتوں کے لئے ذلت ہے

یاد نا ورد آں عسکل نوشی تو
تجھے شہد پینے کو یاد نہ ملایا
چوں دل اہل دل از تو خستہ شد
جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے ٹٹی ہوا
ہنجو ابرے گریہائے زار گن
ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو
میوہائے مخمخہ بر خود وا گفتہ
کپے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں
باسگ کہف ار شدستی خولجہ تاش
اگرچہ تو صاحب کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے
کہ دل اندر خانہ اول بہ بند
کہ پہلے گھر سے دل لگا
سخت گیر و حق گزاری را مہماں
سخت گزار لے اور حق گزاری سے نہ رک
وز مقام اولیں مفلح شود
اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے
باوکی نعمت باغی مشو
اپنے محسن سے باغی نہ بن
پاسبان و چابک و برجستہ باش
محافظ اور چست اور آمادہ بنا رہ
بیوفائی را ممکن بیہودہ فاش
بیوفائی کو خولہ خولہ ظاہر نہ کر
رَو سگان را رنگ ر بدنامی میار
جا کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر
بیوفائی چوں رَو داری نمود
تو نے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

۱۔ عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا
فیض۔ دریاب۔ حاصل کر لے
گفتہ۔ گفتید۔ بمعنی پھٹنا کا فعل
مضارع ہے۔ باسگ کہف۔ یعنی اگر
تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب
بھی اس در کو نہ چھوڑ سمان۔ مذکر
۲۔ می گزندش۔ دوسرے کتوں
کا اس کتے کو دکھانا اسی لئے ہے
کہ وہ پہلے مالک کے پاس
چلا جائے۔ طرح۔ کامیاب۔
۳۔ طاعی۔ سرکش۔ صورت۔
کتوں کی وفاداری منکھور ہے لہذا تو
بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔
بیوفائی بے وفائی کتوں کے لئے عار
ذلت ہے تو نے اپنے لئے اس کو
کیوں پسند کیا ہے۔

حق تعالیٰ ! فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفا دہی پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وفا بارِ حق

اللہ کے مود کے ساتھ وفا کرنا خدا کے ساتھ بیوفائی کچھ

نور راہم نور شو بانار نار

نور کے لئے نور بن، آگ کے لئے آگ

حق ۲ مادر بعد ازاں خد کاں کریم

ماں کا حق اس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردن درون جسم او

اس کے جسم میں تیری صحت پیدا کی

ہچو جُو متصل دید او خُرا

اس نے تجھے اپنا ملا ہوا جُز سبھا

حق ہزاراں صنعت و فن ساخت

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس حق حق سابق از مادر بُود

تو اللہ کا حق ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ پیدا کیا

اے خداوند اے قائم احسان تو

اے اللہ اے ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بفر مودی کہ حق را یاد کن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد کن لطفے کہ کرم آں صبور

تو نے فرمایا اس بھائی کو یاد کر جو اس صبح کو میں نے کی

اصل و اجداد شہد آں زماں

اس وقت تہمدی اصل اور باپ دادا کو

گفت من اوفی بعهْد غیرنا

فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش وجائے خار خار

پھول کے مقام پر پھول بن اور کاٹنے کی جگہ کاٹا

کرد اور از جنین تو غریم

تیرے حمل کا اس کو مقروض بنایا

دا دور خملش ترا آرام و خو

اور اس کے حمل میں مجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

متصل را کرد تدبیرش جُدا

اس اللہ کی تدبیر نے جڑے ہوئے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداخت

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ ان حق راند اندر بُود

جو اس حق کو نہیں پہچانتا گدھا ہے

با پدر گردش قرین آں خود گیر

اس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ وانم وانکہ نے ہم آں تو

جو میرے علم میں ہے جو میرے علم میں نہیں ہے تیری ملکیت ہے

زانکہ حق من نمکیرد و گھن

کیونکہ میرا حق پھانٹا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ در کشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موحش آماں

میں نے طوفان اور اس کی موج سے اس دی

۱۔ حق تعالیٰ سچہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے وفا دہی پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ مگر جو لوگ مود بارگاہ الہی ہیں ان سے بیوفائی میں وفا ہے۔ نور لکھوں سے اچھلی اور بھول سے بھلی کرنی چاہیے۔

۲۔ حق مازد ماں کا باحق ہے لیکن اللہ کا حق اس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے ثابت ہوا ہے۔ صحت کے بعد اللہ کے پیر میں اللہ ہی نے پیرش کیا۔ خدا یعنی تیری پیدائش ہوئی۔ حق ہزاروں ماں کی محبت سے قبل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

۳۔ پس حق حق اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا ہے۔ خداوند مولانا نے اللہ کے احسان کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد کن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

آبِ آتش خُوز میں بگرفتہ بود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی
حفظِ کرم من نہ کرمِ ردِ تال
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مردود نہ بیلا
چولِ شدی سرپشتِ پایت چولِ زخم
جب تو سرور ہو گیا تو میں غمور کیسے مدھن؟
چولِ فدائے بیوفایاں می شوی
تو بیوفاؤں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟
من ۲ زہبو و بیوفایہما بری
میں بھول اور بے وفاؤں سے بری ہوں
ایں گمانِ بد برانجا بر کہ تو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو
بس گرفتگی یار و ہمراہانِ زفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے
یارِ نیک رفت بر چرخِ بریں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا
تو بماندی درمیانہ آنچخال
تو درمیان میں رہ گیا اسی طرح
دامنِ ۳ او گیرائے یارِ دلیر
اے بہادر دوست! تو اس کا دامن پکڑ لے
نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود
نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے
با تو باشد در مکانِ و امکان
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہو گا
اوپر آرد از کدور تھا صفا
وہ گھٹوؤں سے صفائی نکال لیتا ہے

موج او ہر اوج گہ رانی رلود
اس کی موج پہلائی ہر چلی کولائے لے جا رہی تھی
در وجودِ جدِ جدِ جدِ تال
تمہارے ہالا، بھالا، سگو ہالا کے وجود میں
کارِ گاہِ خویش ضائع چوں گنم
اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟
از گمانِ بد بدالِ سُومی روی
بدگمانی کی وجہ سے اس جانب جا رہا ہے
سوئے من آئی گمانِ بدِ بری
تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کتا ہے
میشوی در پیش ہچموں خود دقو
اپنے جیسے کے سامنے دہرا ہوتا ہے
گر خُرا پر سُم کہ گو گوئی کہ رفت
اگر میں تجھ سے پوچھوں کہہں ہیں تو تو کہہ گا چلے گئے
یارِ فسقت رفت در قعرِ زمیں
تیرا بیکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا
بے مدد چولِ آتشے از کارواں
بے مدد جیسے کہ قافلہ کی روانگی کے بعد آگ
کو مُنژہ باشد از بالا وزیر
جو اوپر نیچے سے پاک ہو
نے چو قاروں در زمیں اندر رَوَد
نہ قاروں کی طرح زمین کے اندر چلا جائے
چوں بمانی از سر او از دُکال
جب تو گھر اور مکان سے اکیلا نہ جائے گا
مر جفا ہائے ترا گیرد وفا
تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

۱ آبِ آتش یعنی پانی آگ کی
طرح تباہی کر رہا تھا اور اس کی موجیں
پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی
تھیں۔ چولِ شدی جب انسان کو
اشرف مخلوقات بیلا تو اس کو تباہ نہ
کرے گا۔ چولِ فدائے اس قدر
احسانات کے باد جو تو میرے ساتھ
وفا نہ کرنے والوں پر کیوں خدا ہوتا
ہے
۲ من زہبو اللہ ہر قسم کی بھول
اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں
گمانِ بد بے وفائی کی بدگمانی انسان
سے کی جاسکتی ہے بس گرفتگی تو فانی
انسانوں سے دوشی کرتا ہے حالانکہ
دوشی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی یار
نیک۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ
دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چوں
آتشے قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ
کو چھوڑ کر چل دیتا ہے
۳ دامن او اس ذات سے تعلق
پیدا کر دو بالا وزیر سے پاک ہے نہ
تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ
چھوڑ کر بالا سمتی آسمان پر چلا جائے نہ
قاروں کی طرح زیر زمین چلاے
جائے۔ باتو باشد۔ جب تک تو
جسمانی زندگی کی گزیرے وہ تیرے
ساتھ ہو جب تو روحانی زندگی
گزرے اور لامکان میں ہو وہ
تیرے ساتھ رہے اور آردِ خدای
کی ذات ہے جو انسان کی برائیوں کو
بھلائیں سے تبدیل کر دیتی ہے

چوں بجھا آری فرستد گوشمال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے

چوں تو وردے ترک کردی درویش

جب تو گل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے

آں ادب کروں بود یعنی ممکن

وہ ادب سکھاتا ہوتا ہے، یعنی نہ کر

پیش از ازاں کایں قبض زنجیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے

رنج معقولت شود محسوس و فاش

تراوی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا

در معاصی قبضہا لگیر شد

گناہوں میں قبض لگیر بنتا ہے

نُعْطُ مَنْ اَغْرَضَ هُنَا عَنْ ذِكْرِنَا

جس شخص نے یہاں سے ذکر فراموش کیا ہم اس کو دینگے

زود چوں مال کسماں رامی برد

چھو جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے

اوہمی گوید عجب ایں قبض چیست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیا ہے

چوں بدیں قبض التفاتے کم گند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے

قبض دل قبض عواں شد لا جرم

لا محالہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا

قبضہا زنداں شد ست و چار میخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے

میخ نہاں بود ہم شد آشکار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی

تا ز نقصان وار دی سوئے کمال

تا کہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

بر تو قبضے آید از رنج و تپش

رنج اور محنت سے تجھ پر قبض طاری ہو جاتا ہے

پہچ تھویلے ازاں عہد کہن

پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

ایں کہ لگیرست یا گیرے شود

جو آج لگیر ہے وہ پاکیر بن جائے

تاگیری ایں اشارت رابہ لاش

خبردار اس اشارے کو معدوم نہ سمجھتا

قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

موت کے بعد فقہاضی، کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہے

عِشَّةٌ ضَنْگَا وَ نَحْشُرٌ بِالْعَمٰی

نیک زندگی اور قیامت میں اندھا اٹھائیں گے

قبض و لبتگی دلش رامی خلد

قبض اور لبتگی اس کے دل میں کھلتی ہے

قبض آں مظلوم کز شررت گریست

یہ قبض اس مظلوم کا کٹہر ہے جو تیرے شر سے زرد ہوا

باو اصرار آتشش را دم گند

اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بجھانے لگتی ہے

گشت محسوس آں معانی زد علم

وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبض تیخ ست و برآورد شاخ تیخ

قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اتار دیتی ہے

قبض و بسط خویش را بیخ شمار

لپے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

۱۔ چوں جلد جب انسان کوئی لطف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توبہ فرما کر ایمانی سے نکال کر بھلائی کی طرف توجہ فرما دیتا ہے۔ وودے اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک قبضی کیفیت پیدا فرماتا ہے اور یہ توبہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے معمول چھوڑے۔

۲۔ پیش از ازاں۔ ترک عبادت پر قبضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنج معقول یعنی اعتدالی کیفیت جو ایک ذوق چیز سے آخرت میں یہی کیفیت شکل زنجیر ہو جائے گی۔ یعنی ترک عبادت پر تباہی کیفیت جو قیامت سے آخرت میں اندھا پن اختیار کر لے گی۔

۳۔ درد گناہ پر ایک دھکی پیدا دلی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں جب انسان اس گناہ پر رور کرتا ہے تو نتیجہ میں وہی دل لگتی ابھری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا۔ لٹا ہوں پر یہی اعتدالی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی عورت اختیار کر لے گی۔ تیخ نہاں۔ قی گناہ پر اعتدالی کیفیت اور تیخی پر نراقی کیفیت۔

چونکہ شیخ بدبو دزدوش بکن
جب جز بڑی ہو اس کو جلد اکھاڑ دے
قبض ادیدی چاہے آل قبض گن
تو نے قبض دیکھ لیا اس قبض کی تدبیر کر
بسط دیدی بسط خود را آب دہ
تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کا میرب کر
باز گرد و قصہ اہل سبا
پلٹ لہ سبا دلوں کا قصہ

باقی	قصہ	اہل	سبا
لال	سبا	باقی	قصہ

تانہ روید زشت خارے در چمن
تاکہ کوئی برا کائنات چمن میں نہ آگے
زانکہ سر ہا جملہ می روید زبن
کیونکہ شیخ سب جز سے آگے ہیں
چوں بر آید میوہ با اصحاب دہ
جب پھل آ جائے تو ساتھیوں کو دے
باز گو تا باز گویم مرجا
پھر کہہ تاکہ میں مرجا پھر کہوں

۱۔ قبض دیدی۔ گناہ پر انتہائی کیفیت طاری ہو تو اس کا علاج کر کے ڈال کر لپٹا چاہئے بسط دیدی۔ نیکی پر انشراح کی پہلا ہو تو اس میں اضافہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ چوں بر آید انشراح کیفیت میں پھل پیدا ہوں تو اصحاب کو اس سے فیض پہنچائے۔ زہل صلہ۔ یعنی وہ چوں کی طرح ناقص عقل کے تھے۔ کفر اس۔ کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی ہے کہ کس کے ساتھ دشمنی کی جائے۔ ۲۔ کئی بایں اہل سبا نے کفران کی یہ صورت اختیار کی کہ ان نعمتوں کو نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اس کے خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔ پس سبا اہل سبا پر یہ کہ تھا کہ ان کی آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی مشقت سے بچیں چاروں طرف سرسبز باغات تھے تاکہ ان سے فائدہ اٹھائیں لیکن انہوں نے ان دلوں چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اس کے خلاف تمنا نہیں شروع کر دی۔ ۳۔ یطلب۔ انسانی نفس کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر راضی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے کی تمنا شروع کر دیتا ہے۔

کار شال کفران نعمت بار کرام
ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا
کہ گنی با محسن خود تو جدال
کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے
من بر نجم زیں چہ رنجہ میشوی
تو کیا رنجہ دہتا ہے میں اس تیری بھلائی سے غور بخندہ ہوں
من خوا ہم چشم زودم کور گن
میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں مجھے جلد اندھا کر دے

شَيْنَا خَيْرُ لَنَا خُلْدٌ زَيْنَا
ہمارے اچھے ہلے لے اچھا ہے ہماری زینت لے لے
نے زمان خوب نے ان و فراغ
نہ اچھا وقت نہ ان نہ فارغ البالی
آں بیابان ست خوش کانبجا دوست
وہ جنگل اچھا ہے جہاں ہندے ہوں
فَاِذَا جَاءَ الشَّيْءُ اَنْكَرًا
جب جاڑا آتا ہے اس کو برا سمجھتا ہے

آں سبا اہل صبا بود ند خام
وہ اہل سبا سن جلد بچوں کے بے عقل تھے
باشد آں کفران نعمت در مثال
مثلاً کفران نعمت یہ ہوتا ہے
کہ نمی باید مرا اس نیکی
کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہئے
لطف گن اس نیکی را دور گن
مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے
پس سبا گفتند بَاعِدْ يٰسَنَا
تو اہل سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے
مانی خواہیم اس ایوان و باغ
ہم یہ قلعہ اور باغ نہیں چاہتے ہیں
شہر ہا نزدیک ہمدیگر بدست
ایک دوسرے سے قریب شہر برے ہیں
سَيَطْلُبُ الْإِنْسَانُ فِي الصَّيْفِ الشِّتَاءَ
انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ ابْنَا

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ ابْنَا

نہ جی میں نہ دیکھ میں

وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

كُلَّمَا نَالَ الْهَلْدَى اتَّكَرَّهَ

قِيلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ

جب ہلالت پالیتا ہے اس کا اندر کرتا ہے

انسان غارت ہو کس قدر ناشگوار ہے

اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ كَفَّ عَوَالِ سَنَى

نَفْسُ ابْنِ سَانِ سَتِ زَالِ شَدِ كَشْتَنَى

تم اپنے نفس کو قتل کرو اس بزرگ نے فرمایا

نفس ایسا ہی ہے اس جہ سے وہ گردن زدنی ہے

وَرِ خَلْدِ وَازِ زَحْمِ أَوْ تَوَكُّبِ جَبِي

خَارَسَه پَهْلُوسَتِ ہر سَوَکْشِ شَبِي

وہ چپے گا اس کے دم سے تو کب بچے گا

یہ گوگرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکے گا

دَسْتِ اَنَدَرِ یَا نِیْکُو کَارِ زَن

آتش ترک ہوا در خَارِ زَن

نیکو کار دست کو پکڑ لے

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

کَہ بَہ پِشِ مَاقِبَا بَہ اَز صَبَا

چول زَحْدِ بُرُودِ اصْحَابِ سَبَا

کہ بہ پیش ماقبہ بہ از صبا

جب سبا والے حد سے تجاوز کر گئے

اَز فُوقِ وَکُفْرِ مَنَعِ مِی شَدَنَدِ

نَاصِحَالِ شَالِ وَ نَصِیحتِ آمَدَنَدِ

از فوق و کفر مانع می شدند

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

تَحْمِ فِیقِ وَ کَافِرِی مِی کَاشْتَنَدِ

قَصْدِ خُونِ نَاصِحَانِ مِی دَاشْتَنَدِ

تحم فیق و کفری می کاشتند

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

بَدَعَالِی وَ کُفْرِ کَا جِجِ بَوَتِ تَحِ

چول قضا آید شود تَنگِ اَسْجِیَالِ

بدعالی و کفر کا جیج بوتے تھے

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

اَز قِصَا حُلُوَا شُودِ رَنجِ وَہَا

گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْقَضَا

از قضا حلوٰ شود رنج وہا

فرمایا جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے

تَحَجَّبُ الْاَبْصَارُ اِذَا جَاءَ الْقَضَا

چشم بستہ می شود وقتِ قضا

تو آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

تَانِہ بَیْنِدِ چِشْمِ کَحْلِ چِشْمِ رَا

مَکْرَآں فَارِسِ چو اَنگِیْنِیدِ گَرُو

تانہ بیند چشم کحل چشم را

اس شہرہ اللہ کی تدبیر نے جب گرد لڑائی

تَاکَرِ اَنکھِ اَنکھِ کَہ سَہِہ کو نہ دیکھے

سُوئے فَارِسِ رُومِ و سُوئے عُبَارِ

تا کہ آنکھ آنکھ کے سرہہ کو نہ دیکھے

شہرہ کی طرف جا غلبہ کی جانب نہ جا

وَرِنِ بَرُوکو کو بَدَاں مَکَرِ سَوَارِ

وَرِنِ سَوَارِ کَا دَاوَنِ تَحِے کَچَلِ دَے گَا

ورن برتو کو بدآن مکر سوار

ورن سوار کا داؤن تھے کچل دے گا

۱۔ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں۔ یعنی حضرت موسیٰ خارسہ پہلو۔ نفس کی مثال گوگرد کی ہے جو کسی کھٹ چھین نہیں لینے پاتا۔

۲۔ آتش۔ نفس کے خاد کو پھونکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کر دے۔ دبا۔ یعنی لہلہ سا بنے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ دبا کو تسمیحی سے اچھا کہنے لگے۔ از فوق۔ نصیحت کرنے والوں نے کفر اور فسق کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

۳۔ قصد۔ ہل سبب، نصیحت کرنے والوں کی جان کے دھپے ہوئے اور کفر و فسق سے باز نہ آنے۔ چول قضا۔ قضا خداوندی کے سامنے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ چشم۔ سر۔ جو آنکھ کے لئے مفید ہے اس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ مکر۔ تدبیر۔ فارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ اس وقت اللہ سے مدد مانگی جاوے۔

گفت حق آنرا کسایں گرش بخورد
جس کو اس بھیڑیے نے کھالیاں کو خدانے فرمایا
اُنمید انت گردِ گرگ را
بھیڑیے کے غلہ کو نہ پہچان سکا
گو سفندان بوئے گرگ باگزند
بکریاں، تکلیف رساں بھیڑیے کی بو
مغر حیوانت بوئے شیر را
حیوانات کا دماغ شیر کی بو کو
بوئے شیر خشم دیدی بازگرد
اللہ کے غصہ کے شیر کی بوتے سگھ لی دابھس ہو جا
وانکشتند آں گروہ از گردِ گرگ
وہ لوگ بھیڑیے کی گرد کی وجہ سے نہ لوئے
بر وریداں گو سفنداں را بخشم
اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا
چند چوپاں شاں بخواندنا مند
گڈریے نے ان کو بہت بلایا، وہ نہ آئے
کہ بروما از تو خود چوپاں ترمیم
کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھالے ہیں
طعمہ گریم و آن یار نے
ہمیں بھیڑیے کا تڑپنا منظر بہت کیلک ہوا نہیں
حمیت بُد جاہلیت در دماغ
حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی
سے بہر مظلوماں ہمیں گند چاہ
انہوں نے مظلوموں کے لئے کنویں کھدائے
پوشین یوسفال پیشگا فند
انہوں نے پوشوں کی پوشیں پہنائیں

دید گردِ گرگ چوں زاری نکرد
جب اس نے بھیڑیے کی گرد دیکھی فریاد کیوں نہ کی
باچنیں دأش چرا کرد او چرا
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چتا رہا
می بد اندو بہر سومی خوند
پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں
می بداند ترک می گیرد چرا
جانتا ہے، چاہاگہ چھوڑ دیتا ہے
با مناجات وحد را بازگرد
دعا اور پجاء کا سہا بن جا
گرگ محنت بعد گرد آمد شرک
گرد کے بعد محنت کا مٹا بھیڑیا آ گیا
کہ ز چوپان خرد بستند چشم
جنہوں نے عقل کے گڈریے سے آنکھیں بند کر لی تھیں
خاک غم در چشم چوپاں میزند
گڈریے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی
چوں تیغ گردیم ہر یک سروریم
ہم تلخ کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سرور ہے
ہیزم ناریم و آن عارنے
ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مملوک نہیں ہیں
بانگ شوی بر دمن شاں گرد زان
ان کی کڑی پرکوس نے بدخنی کی آواز لگائی
درچہ افتاد ندوی گفتند آہ
وہ کنویں میں گرے اور ہیں بھریں
آنچه می کردند یک یک یا فند
انہوں نے جو کچھ ایک ایک کا بدلہ، پلا

۱۔ گفت زاری کرنے سے
انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ فید
انت۔ بکری چرنے میں مشغول
رہتی ہے اور بھیڑیے کی گرد کو نہیں
دیکھتی۔ گو سفند بکری اور حیوانات اپنی
جانبی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ بوئے جب
غلا کے غضب کے آثار پیدا ہو
جائیں تو دعا میں کرنی چاہیں۔
واکشتند۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر
بھی جو ہوش میں نہ آیا وہ مصائب و
مصائب میں گرفتار ہوگا۔

۲۔ چند چوپاں۔ نصیحت کرنے
والوں نے ان کو نیکی کی دعوت دی
لیکن انہوں نے نہ مانا اور ان کو تکلیف
کی کہ کہہ کر نصیحت کرنے والوں سے
کہا کہ خود اپنی جہالت کو سمجھتے ہیں
تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے
ہم خود راہ ہیں کسی کے تابع نہیں بن
سکتے۔ طعمہ گریم۔ ہمیں ہلاک ہونا
منظر ہے تمہاری دقت کی ہمیں
ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک
ہونا منظور ہے۔ ہیزم ناریم۔ ہلاک
کریں گے۔ تیغ۔ ان کے دماغ میں
جاہلیت تھی۔ ہونی اور ان پر ابھول رہا
تھا۔

۳۔ بہر مظلوماں۔ مظلوموں کو ظلم
کرتے تھے۔ خواں ظلم۔ میں جس کو
پوشین۔ نصیحت کرنے والوں کو
فیل کیا اور اس کی سراپا ہوں نے
پھینکی۔

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو
جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے
پرو باش را بصد جا تحسہ
اس کے بال و پر کوئے سے نکالوں جگہ سے غنی کر دیا ہے
گہ کشی اُوراً بکہد اں آوری
کبھی اس کو کھینچتا ہے اور چرکے پاس لاتا ہے
نیست اُوراً جُوء لقاء اللہ قوت
حالات اس کی غذا ملے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے
میکند از تو شکایت با خدا
خدا سے تیری شکایت کرتا ہے
گویش نک وقت آمد صبر گن
وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آ گیا ہے مبر کر
داد کہ دہد جو خدائے دادگر
سوائے مصنف خدا کے انصاف کون کرتا ہے
در فراق روئے تو یا رینا
اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں
صالحم افتادہ در حبس شمود
میں صالح ہوں جو شمود کی قید میں پڑا ہوں
یا بلکش یا باز خوانم یا بیا
یا مد اذل یا مجھے واپس بلا لے یا تو آ جا
کایں فراق اندر خور اصحاب نیست
یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے
ہر یکے یا لَیْسَنی کُنْتُ تُرَاب
ہر ایک کاش میں مٹی ہوتا
چوں بُودے تو کسے کان تو مست
تیرے بغیر اس کا کیا حال ہو گا جو تیرا ہے

کیست ایوسف آلِ دلِ حق جوئے تو
یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل
جبریلے را برائتن بستہ
تو نے جبرائیل کو ستون سے بندھا ہے
پیش او گوسالہ بریاں آوری
تو اس کے سامنے بھنا ہوا ٹھجڑا لاتا ہے
کہ بخور انیست مارا لوت پُوت
کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے
زیں شکنجہ و امتحان آل مبتلا
وہ مصیبت زدہ اس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے
کائے خدا انفل ازیں گرگ کہن
کہ اے خدا اس بوڑھے بھیرڑے سے فریاد ہے
داؤ تو واخو انہم از ہر نیخبر
میں ہر جہل سے تیرا بدلہ لے لوں گا
۲ اوی گوید کہ صبرم شد فنا
وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا
احمد در ماندہ در دست یہود
میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں
اے سعادت بخش جان انبیا
اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشے والے
۲ بافراقت ۲ کافراں را تاب نیست
تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے
کافراں گویند در وقت عذاب
عذاب کے وقت کافر کہیں گے
حال او انیست کو خود زان سوست
جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

۱ کیست۔ دل سہا کے لئے
یوسف خواں کا وہ دل تھا جو طالبِ حق
تھا جن اسیرے اس دل کا انہوں
نے نفسِ لہو کا قیدی بنا دیا تھا۔
جبریلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون
سے باندھ دیا ہے اور اس کو زڑی کر دیا
ہے۔ پوش۔ وہ اس روح کو مادی غذا
میں کھانا چاہتا ہے کہ بخور۔ روح
کی غذا مادی نہیں ہے اس کی غذا ذکر
اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زں شکنجہ۔ روح
انسانی انسان کے اس ظلم و ستم کی غذا
سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ یعنی
انسان کا نفسِ لہو۔ گویش خدا اس
روح سے فرماتا ہے۔

۲ اوی گوید۔ خدا کے مبر
دلانے پر روح کتنی ہے کہ اب مجھے
جلد اپنے پاس بلا لے۔ انہم۔ یعنی
روح کتنی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں
مادی تکلیف برداشت کرنی پڑی
ہے جو آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود کے
ہاتھوں اور حضرت صالح کو قوم ثمود کے
ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔
یا بلکش۔ روح کتنی ہے اب فراق کی
برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کر دے یا
مجھے اپنے پاس بلا لے یا تو میرے
پاس آ جا۔

۳ بافراقت۔ خدا سے جدائی کی
صورت کافر بھی برداشت نہ کر سکیں
گے چنانچہ انہوں نے برداشت کرے
نہایتی۔ یعنی فراق کو تو کافر اپنے
فنا ہونے کی تمنا کریں گے۔ حال
او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال
ہے تو انہیں کا کیا حال ہو گا۔

حق ہی گوید کہ آری اے زلفِ
 اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل
 صبحِ نزدیکِ ستِ خامشِ دمِ مزین
 صبحِ قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے
 صبحِ نزدیکِ ستِ خامشِ کمِ خروش
 صبحِ نزدیک ہے چپ ہو جا شہ نہ کر
 کوششِ من بہ کہ کوششِ شہائے تو
 تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے
 ہیں تحملِ گنِ بروِ خاموش شو
 ہاں برداشت کر جا چپ ہو جا
 شہزادہ ہیں باز گرد اے یارِ گرد
 بات حد سے گزر گئی اے بہادر یادِ دہلیں چل
 قصہ اہلِ سبائیکِ گوشہ نہ
 سا دلوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیک بشنو صبر اور صبر بہ
 لیکن سن صبر کر صبر اچھا ہے
 کاندہ آمدِ وقتِ بیرونِ آمدن
 کہ باہر نکلنے کا وقت آ پہنچتا ہے
 من ہی کوشم پے تو تو ملکوش
 میں تیرے لیے کوشاں ہوں تو کوشش نہ کر
 داروئے خم پہ از حلوئے تو
 تیرے حلوے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے
 کمترکِ جذباںِ زباںِ روگوش شو
 زبان نہ چلا جا کان بن جا
 روستائیِ خولجہ را در خانہ بُرد
 دیہاتیِ خولجہ کو گھر لے گیا
 آں بگو کاںِ خولجہ چوں آمد بدہ
 وہ بتا کہ خولجہ کس طرح گاؤں میں آیا

قصہ رقتِ خولجہ بد عوتِ روستائی بدہ
 دیہاتی کی دعوت پر خولجہ کے
 روستائی در تملقِ شیوہ کرد
 دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا
 از پیام اندر پیام او خیرہ شد
 وہ پیغام و پیغام سے حیران ہو گیا
 ہم از بجا کوہِ کالاش در پسند
 ساتھ ہی اھر سے اس کے بچے خوشی میں
 ہچو یوسف کش ز تقدیرِ عجب
 حضرت یوسف کی طرح جن کو عجیب تقدیر کی وجہ سے
 آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں
 یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیل ہے

تا کہ خرمِ خولجہ را کا لیوہ کرد
 کہ خولجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا
 تا زلالِ خرمِ خولجہ تیرہ شد
 یہاں تک کہ خولجہ کی احتیلا کا صاف پانی گلا ہو گیا
 نرتق و نعلبِ بشادی می زوند
 ہم کھائے گئے ہم کھلیں گے کا شادی نہ بجاتے تھے
 نرتق و نعلب بہ بُردارِ ظنِ آب
 ہم کھائے گئے ہم کھلیں گے نہ پ کے سایہ سے محروم کر دیا
 حیلہ و مکر و دعا سازِ زیست آں
 یہ حیلہ اور مکر اور دعا بازی ہے

۱۔ زلفِ منزہ، بزرگوار۔ صبحِ نزدیک
 کست۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت
 جبرائیل نے حضرت لوط کی تسلی کے
 لئے کہا تھا صبحِ قریب ہے ان
 بدکاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائے گا
 شملش۔ خوشامد یا بلوی۔ شیوہ۔
 طریقہ۔ عادت کا لیوہ۔ آحق، دیوانہ
 خیر۔ حیران۔

۲۔ نرتق و نعلب۔ ہم کھائے گئے
 اور کھلیں گے۔ یہ حضرت یوسف
 کے بھائیوں نے سلاش کرتے وقت
 حضرت یعقوب سے کہا تھا۔ ظن
 اب۔ انہی جملوں نے حضرت
 یوسف کو حضرت یعقوب کے سایہ
 پداری سے محروم کر دیا تھا۔

۳۔ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی
 دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف کی
 جان لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دعا
 بازی تھی۔

ہر چہ از یارت جدا انداز دال
جو تجھے دلت سے دور پھینک دے
گر بوداں سود صد و صد مکیر
اگر وہ ہزاروں کا قافلہ ہو تب بھی نہ لے
ایں شنو کہ چند یزداں زجر کرد
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ
کیونکہ تجھی کے ایک سال میں فقہ کے ایک آکر پر
تا ناباید دیگران اڑاں خزند
تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے ستا خرید لیں
ماند پیغمبر خلوت در نماز
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے
کوفت طبل لہو بازار لگینے
ایک تاجر نے تفریح کا قافلہ بنایا
تم لوٹ پڑے گیہوں کی جانب دیوانہ وار
بہر گندم تخم باطل کا شتید
گیہوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا
صحبت اواخر من لہو ست و ماں
اس کی صحبت مال اور کھیل کو سے بہتر ہے
خود نشد حرص شمارا ایں یقین
تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا
آنکہ گندم راز خود روزی دہد
جو گیہوں کو بھی خود بیوی دیا ہے
از پے گندم جدا گشتی اڑاں
تو گیہوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

۱۔ ہر چہ جو بات بھی دوست کی
جہلی کا سبب بنے اس کو نہ سنا
چاہئے کہ گروہ معمول فائدے کے
لئے بڑا نقصان نہ گھرا کرنا چاہیے
ایں شنو۔ سچہ جمعہ میں اس قصہ کی
طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں
گیہوں کا آٹا فروخت کرنے والا قافلہ
آیا اس وقت آنحضرت نماز جمعہ پڑھا
رہے تھے محلہ آٹا خریدنے کے
شرقی میں آنحضرت نماز پڑھاتے چھوڑ
کر چلے گئے اس پر صحابہ
مورحکاب بنے انہوں نے ٹھوڑے
فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور
آنحضرت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء
کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ
نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران یہ قصہ
ہوا تھا۔

۲۔ جمعہ یعنی نماز جمعہ بہتر یہی
ہے کہ اس سے خطبہ جمعہ مروا لیا
جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی
دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔
دوسرے دن بارہ محلہ سے زیادہ موجود
رہے تھے۔ ربانی یعنی آنحضرت ﷺ
بہر گندم قافلہ کے طبل پر گیہوں کا آٹا
خریدنے چلے گئے تھے چشمے
بمال۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود
نشد۔ اپنے رزق کے لئے خود دوڑ
پڑے حالانکہ مذاق میں ہوں۔
سج آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو
بھی رزق دیتا ہے اڑاں۔ نی سے
جدا ہونا تھا۔

مشتوآں را کاں زیاں دار و زیاں
اس کو نہیں کیونکہ بربادی ہے بربادی
بہر زر مکسل ز گنجو اے فقیر
اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ
گفت اصحاب نبی را گرم و سرد
نبی کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا
جمعہ ۲۔ را کردند باطل بے درنگ
بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی
زاں جلب صرفہ زما ایشان برزند
اس سولہ کا قافلہ وہ ہم سے زیادہ اٹھا لیں
با دوسرے درویش ثابت پُر نیاز
ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے
چونتاں بہرید از ربانے
تم کیوں ربانی رسول سے کٹے
ثم خلیتم نبیاً قائماً
پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا
واں رسول حق را بگذاشتید
اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا
ہیں کر ابگذاشتی چشمے بمال
خبردار کس کو چھوڑا ہے، آنکہ مل
کہ منم رزاق خیر المرزاقین
کس قدر رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں
کے تو کلمات را ضالع گند
وہ تیرے توکل کو کب ضائع کرے گا
کہ فرستاست گندم ز آسماں
جس نے گیہوں آسمان سے بھیجا ہے

۲۔ کمتر از بظ نیستی آخر در آب گو دهد مر باز داعی را جواب
آخر تو بانی کی بلج سے کم نہیں ہے جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کر دن باز بظالم را از آب بصحرا و جواب بظالم
باز کا بطون کو پانی سے جنگل کی دھت دینا اور بطون کا جواب

باز گوید بط راکز آب خیز
باز بچ س کہتا ہے کہ پانی سے نکل
بط عاقل گویدش کالے باز دور
عقلد بچ اس سے کہتی ہے کہ اے باز جا
دیو چوں باز آمد اے بطل شتاب
اے بچ وہ شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو
۲ بازارا گوئید رو رو باز گرد
باز سے کہہ دو جا جا واپ ہو جا
مادری از دعوت دعوت ثرا
ہم تیری دعوت سے ہی ہیں تیری دعوت تجھے مہلک ہو
حسن مارا قدو قدستال ثرا
قلعہ ہم کو کہ قدو قدستن تجھے مہلک ہو
چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم
جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہو گی

رجوع، حکایت خوبه و روستائی

خواب اور دیہاتی کے قصے کی طرف واپسی

خولجہ حازم بے عذر آوید
پتہ کار خولجہ نے بہت عذر کے
گفت ایں دم کارہا دارم مہم
کہاں دقت میں بہت ضروری کام رکتا ہوں
شاہ کار ناز کم فرمودہ است
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے
بس بہانہ کرد با دیو سحر مرید
سرکش شیطان سے بہت بہانے کے
گرسیہ بایم آں گمرو منتظم
اگر میں چلا جاؤں گا ان کا انتظام نہ ہو سکے گا
ز انتظارم شاہ شب نغٹودہ است
میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویا ہے

۱۔ کستر تڑپا۔ بخٹوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو نہ چھوڑا انسان بخٹوے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے باز باز کھلی کا برہنہ ہے اور بھینس آبی ہیں باز بخٹوں کو جھگی کی دعوت دی۔ شبہ۔ جنگوں میں عمدہ خوراک ہے دیو۔ شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بخٹوں کے لئے تھا۔

۲۔ باز را جب شیطان لاچار دلائے اس کو وہ نہ دلا دینا تو یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ چھینیں گے۔ چونکہ دعویٰ کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیے علم۔ جھنڈا حازم۔ پتہ نہ ہو شہید۔

۳۔ دیو مرید سرکش۔ شیطان۔ یعنی یہی حال نازک نازک کام۔

من تمام شد بر شہ روئے از رو
 میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا
 میر سدا ز من ہی جوید مناص
 آتا ہے اور مجھ سے غلامی چاہتا ہے
 تار آبرو افگند سلطان گرہ
 یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے
 زندہ خود رازیں مگر مدوں گنم
 ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ فتن کوں
 حیلہا با حکم حق نفتاو بخت
 لیکن حیلے علم خدائی کے مطابق نہ ہو سکے
 باقتضائے آسمان ہیج ست ہیج
 آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں
 چوں کند او خویش را از روئے نہاں
 یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے چھپائے
 نے مفرد او نہ چارہ نے کمیں
 اس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ
 او بہ پیش آتش نہادہ رو
 وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں
 شہر ہارا میکند ویراں برو
 اس پر شہروں کو ویران کرے
 کہ اسیرم ہر چہ می خواہی بیار
 کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر
 چونکہ بنی حکم یزداں در کش
 جب تو خدا کا حکم آتا دیکھے مٹو نہ بند کر
 خاک باشی جست از تو رو متاب
 اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے تو گردانی نہ کر

من نیارم ترک ہر شاہ کرد
 میں بادشاہ کے ملک کو نہیں چھوڑ سکتا
 ہر صباح و ہر مسائر ہنگ خاص
 ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی
 تو روا داری کہ آیم سوئے وہ
 تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آ جاؤں
 بعد ازاں در مان شمش چوں گنم
 اس کے بعد اس کے غصہ کا کیا علاج کروں؟
 زیں غمط او صد بہانہ باز گفت
 اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے
 گر شود ذرات عالم حیلہ ہیج
 اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں
 چوں گریز دایں زمیں از آسمان
 یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے
 ہر چہ آید آسمان سوئے زمیں
 جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے
 آتش از خور شیدی بارو برو
 سورج سے اس پر آگ برتی ہے
 در ہی طوفان کند باراں برو
 وہ اگر اس پر بادش کا طوفان برساتے
 اوشدہ تسلیم او ایوب وار
 وہ حضرت ایوب کی طرح ہے آپ کا اس کے پردے ہوئے ہے
 اے کہ جو وایں زمینی سر کش
 اے وہ کہ تو اس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر
 چوں خلقنا گم سن شیدی من تراب
 جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے تو مٹی سے بن لیا ہے

۱۔ روئے۔ زندہ۔ یعنی بادشاہ کا کام
 نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہو گی۔
 مناص۔ چھوڑنے کی جگہ۔ گھر۔ یعنی
 بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدوں۔
 یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ ہو گا کہ
 دے گا۔ بخت۔ یعنی اس کے
 بہانے تقدیر خدائی کا مقابلہ نہ کر
 سکے اور اس کو گاؤں جانا پڑا کر شود۔
 قصا کے بالفاظ انسان فحش ہے
 ۲۔ آتش۔ زمین سورج کی پیش
 برداشت کرنے پر بجھو ہے ہی طرح
 انسان قصا کے مقابلہ میں لاچار ہے
 ایوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور
 ہے اے کہ تجھ کو انسان مٹی سے بنا
 ہے
 ۳۔ خلقنا گم۔ قرآن پاک میں
 ہے اے انسانوں! ہم نے تمہیں مٹی
 کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں
 ہم لوٹائیں گے۔

گرد خاکی و منش افرا شتم

۱۔ گرد خاکی بنا ہوا میں نے اس کو بلند کیا تاکہ میں تجھے تمام سرحدوں کا سرحد بنا دوں آنگہ از پستی ببالا بر رَوَد تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے

بعد ازاں اُو خوشہ چالاک شد اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا بعد ازاں سر ہا برآرد از زمیں اس کے بعد زمین سے سر اُٹھاتا ہے زیر آمد شد غذائے جان پاک نیچے آئی ، تو پاک جان کی غذا بنی

گشت جزو آدمی حتی دلیر تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا بر فراز عرش پڑاں گشت شلو خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا باز از پستی سُوے بالا شدیم پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے

نطقاں کہ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں غلغلے افکند اندر آسمان آسمان میں غلغلہ ڈال دیا روستائی شہری رامات کرد دیہاتی نے شہری کو مات دے دی زان سفر در معرض آفات شد اور اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

بین کہ اندر خاک نخے کا شتم

دیکھ لے میں نے مٹی میں بچ بویا حملہ دیگر تو خاکی پیشہ گیر دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر آب از بالا بہ پستی در رَوَد پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے

گندم ۲۔ از بالا بزیر خاک شد گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا دانہ ہر میوں چوں گردد دغیں ہر پھل کا دانہ جب گرتا ہے اصل نعمتہا ز گردوں تابخاک تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک

از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا پس صفات آدمی شد آں جماد تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے موصوف ہو گیا کر جہاں ۳۔ زندہ اول آدمیم ہم پہلے زندہ جہاں سے آئے

جملہ اجزا اور تحرک در سکون تمام اجزاء حرکت اور سکون میں ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں پوشیدہ اجزاء کے ذکر اور تسبیح نے چوں قضا آہنگ نارنجات کرد جب قضا نے ظلم کرنے ادا ہوا کیا باہر اداں حرم خولجہ مات شد ہزاروں احتیاطوں کے باوجود خلیجہ ہار گیا

۱۔ بین۔ خاک اری کے بعد سرخوئی حاصل ہوتی ہے چٹائی میں مل کر نشوونما پاتا ہے حملہ دیگر انسانی خاکی پیکر اختیار کیا وہ بارہ ۱۰ خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل کر لے گا۔ ببالا۔ پانی پھر بھاپ بن کر بلندی کی طرف جاتا ہے یا گتوں سے لوہہ نکالا جاتا ہے پھر انسان کا جزو بنتا ہے

۲۔ گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں ملتا ہے پھر ہر اہمرا خوشہ بن کر اُٹھتا ہے اصل نعمت ہمالی پانی آسمان سے برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو بناتا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش تک پہنچتا ہے

۳۔ جہاں زندہ۔ یعنی عالم اول۔ سوئے بالا۔ عالم اول۔ ذکر و تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا تسبیح کرتا ہے

استعدادش! بر بشتِ خویش بود
اں کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا
چوں قصا پیروں گند از چرخِ سر
قصا جب آسمان سے سر نکلتی ہے
ماہیاں اُٹھند از دریا بروں
مچھلیاں ميا سے باہر نکل پڑتی ہیں
تکڑی و دیو در شیشہ شود
یہاں تک کہ دیو پری بول میں بند ہو جاتے ہیں
جو کسے کاندِ رقصا اندر گریخت
سوئے اں کے جو قصا کی پند میں آ گیا
غیر آنکہ در گریزی در قضا
سوئے اں کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے

۱۔ استعداد۔ شہری کو اپنی عقل پر
گھمنڈ تھا۔ در شیشہ۔ جن اور پری
بول میں بند کر لینے کا ایک شاعرانہ دیو
عامیانہ نکل ہے جو کہ ایک سوخ
پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا: سَخْنُ فُحْوُ
بِنَ قَلْبِ اللّٰهِ اَلْحٰی قَلْبِ اللّٰهِ ہمیشگی
نفسا۔ اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار
تھیل کرتے ہیں۔ ترقیح۔ کسی شخص
کے طالع کے دستوں کا اس طرح
مج ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار
سے جو تھے خانے میں ہوا یہ صورت
اں شخص پر انھوں اثرات ذاتی ہے
۲۔ ضرور۔ یمن میں صنعا کے
قریب ایک گاؤں ہے اں کے
اشعری کا یہ قصہ قرآن میں مذکور
ہے۔ حیلہ کروند۔ قہر اکھرم کرنے کی
تدبیر سوچی۔ ٹھہرے۔ آہستہ سرگئی اں
لے کر ہے تھے کہ خدا ان کی سازش کو
نہن سکے
۳۔ گل۔ کہ گل۔ کہ گل کرنے
والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ
ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے

قصہ اصحابِ ضروران ۳ حیلہ کردنِ ایشان تائب زحمت
ضرورانِ داول کا قصہ اور ان کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے
فقیراں باغبار اقطاف کنند
فقیراں کو گھبراہٹوں کے چل توڑیں

قصہ اصحابِ ضروران خواندہ
تو نے ضرورانِ داول کا قصہ پڑھا ہے
حیلہ می کروند کثرم نیش چند
چند بچوں جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے
شب ہمہ شب می سگالید نذر
تمام رات کر اور حیلے سوچتے رہے
خفیہ می گفتند سر ہا آں بدال
ان بالائتوں نے راز مخفی طور پر کہے
بدگل اند ایندہ اسگالید گل ۳
نہگل نے کہ گل کرنے والے کے خلاف سوچا؟
پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ
پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟
کہ برنڈاز روزی درویش چند
کہ چند فقیروں کی روزی بد لیں
روئے در نو کردہ چندیں عمر و بکر
آنے سامنے ہو کر بہت سے عمر و بکر
تانباید کہ خدا دریا بدال
تاکہ خدا ان کو نہ جان لے
دست کارے می گند پنہاں زدل
ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کرتا ہے

۱۔ کَیْفَ لَا یَعْلَمُ هَوَاکَ مَنْ خَلَقَ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا

کَیْفَ یَعْمَلُ عَنْ ظَفَیْنِ ۲۔ رَعْنَا

خوشی عیش ہونے لگے ہیں وہ کیسے نہاتے ہوگا

اَیْنَمَا قَدْ هَبَّ طَاوُ صَعْنَا

کہیں وہ خشیب میں اتری کہیں لو پھیلی پر چھی

گوشِ گنِ اکنوںِ حدیثِ خواجہ را

اب غویہ کی بات سن

گوشِ را اکنوںِ ز غفلتِ پاکِ گن

اب کان کو غفلت سے پاک کر لے

تا چہا دیدارِ بلا و از عَنَا

اس نے کس قدر بلا ہوئی مشقتِ دہی

آں زکاتے داں کہ غمگین را وہی

اس کو ایک زکوۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے

بشنوی غمہائے رُخسارانِ دل

دل کے پیادوں کا غم سن لے

خانہ پر دُودِ دارِ د پر فنے

صاحبِ ہنر کا گھر دل ہو جس سے بھرا ہوا ہے

گوشِ تو اُورا چوراہِ دمِ شود

جب تیرا کان اس کے سانس لینے کا راستہ بن جائے

غمگساریِ گنِ تو باما اے رَوی

اے سیرابِ ہادیِ غمگساری کر

ایں ترؤ و حبس و زندانی بُود

یہ تر و قید اور قیدی ہے

ایں بدیں سواں بدالِ سومی کشد

یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے

اِنَّ فِیْ نَجْوَاکَ صِلَاقًا مَّ عَلَیْ

تیری خفیہ باتوں میں چھائی ہے یا جموت

مَنْ یُعَلِّیْنِ اَیْنَ مَثْوَاہُ عَلَا

جو دیکھ رہا ہے کہ گل کو اس کا ٹھکانا کہاں ہے

قَدْ تَوَلَّاهُ وَ احْصٰی عَلَا

وہ اس کا گمراہ ہے اور اس نے شمار کر لیا ہے

کو سوئے وہ چوں شد و دید او جِوَا

کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اس نے سزا بھیگی

استماعِ ہجر آں غمناکِ گن

اس غمناک کی ہجرت کا قصہ سن

درہِ وہ چوں شد از شہر او جُدا

گاؤں کے راستے میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

گوشِ را چوں پیش دستاںِ سہی

جب تو کان اس کی داستان پر ہرے

فاقہ جانِ شریف از آب و گل

آبِ گل میں چھنے سے شریف جان کا فاقہ ہے

مَرُورَا بکشازِ اصغَا

اس کی بات سننے کے لئے کان کے سوراخ کھول دے

دُودِ تلخِ از خانہ او کم شود

کڑوا ہواں اس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بسوئے رَبِّ اعلٰی می رَوی

اگر تو ربِ اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کو نہ بگذازد کہ جاں سوئے رَوَد

جو نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ہر یکے گوید مَنَّم رَاہِ رَشَد

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱۔ کیف۔ قرآن پاک میں ہے
اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَ هُوَ اللّٰطِیْفُ
الْخَبِیْر۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ان کو
جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان
اور باخبر ہے

۲۔ ظفین۔ ہونے لگنے والی
سوی۔ ٹھکانا۔ عَنَا۔ مشقتِ آں
زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن
لینا اس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے
اس کے دل کا کام لگا ہوا جاتا ہے

۳۔ دستاں۔ داستان۔ خانہ اس کا
دلِ غم کے ہو جس سے بھرا ہوا ہوتا
ہے تیرا سنا گیا ایک سوراخ ہے
جس کے ذریعہ اس کے دل کا گواہ
خارج ہوتا ہے رَوی۔ سیراب۔ یعنی
جبکہ تیرا سوراخ دل پر بھرا ہو تو
حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا
شرف بخش دے

ایں ترؤں عقبہ راہ حق ست
یہ ترؤں ' اللہ کے راستہ کی گمائی ہے
بے ترؤوی رَدِ دہ راہِ راست
وہ سیدھے راستہ پر بغیر ترؤ جا رہا ہے
گام آہو را بگیرد و معاف
تو ہرن کے نشان قدم پڑ لے ہفت سے چلے
زیں روش براویج انوری روی
اس رفا سے تو روشن بندی پر جا رہا ہے
نے زد یا ترس دے از موج و کف
نہ میا سے دُر نہ موج سے نہ جھاگ سے
لا تخف دل چونکہ خوفت دلا حق
جبکہ تجھ نے خوف دیا ہے تو آپ کا خوف کا صدق ہے
خوف سکس راست گور خوف نیست
ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

۱۔ ترؤ ترؤ کی کیفیت عروج کے لئے معص ہے عقبہ گمائی جس سے عبور ضرور ہوتا ہے۔ پائش یعنی ترؤ کی کیفیت اس کو لوگ سے مانع نہیں ہے اس کا اصرار کر لے۔ گام ہرن کا ناندہ حاصل کرنا ہے اس کے نقش قدم پڑ کر چلنے سے بالآخر اس کا ناندہ حاصل ہو جائے گا۔ آہار سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ براڈر یعنی مجاہدات کی سختی لا تخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہو گئی ہے تو راہ کی شہادت سے سنڈنا چاہئے۔

روال شدن خولجہ سونے دہ با عیال الال

خولجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کھانا ہونا

خولجہ دھکار آمد و تجھیز ساخت
خولجہ کام میں لگا ہو سلمان تیار کیا
مُرغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
اس کے امراہ کا پرندہ جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا
لال و فرزندوں سفر را ساختند
سلمان امراہ کے تیل پر لا دیا
لال ہو لوالہ نے سفر کی تیاری کر لی
شلو مانان وشتاباں سونے دہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب
مقصود مارا چراگاہ س خوش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے
بایزراں آرزو ماں خواندہ است
اس نے ہمیں ہزاروں تمنائوں سے بایز

۲۔ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لا تخف کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اس کی محرومی کی دلیل ہے۔ سونے یعنی شرم قسم کے پھل۔ مودہ خوشخبری۔ سچ پراگاہ خوش۔ دلکش بہرہ زار۔ پار یعنی دولت دینے والا دیہاتی۔ غریب۔ پوٹا۔

از بر او سوئے شہر آریم باز
اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے
درمیان جانِ خود ماں جاگند
اپنی جان میں ہلائی جگہ بنائے گا
عقل می گفت از دروں لا تقربوا
اللہ سے عقل کہتی تھی، خوش نہ ہو

إِنَّ رَبِّي لَا يَحِبُّ الْفَرِحِينَ

چونکہ میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

كُلُّ آتٍ مُّسْغِلٌ الْهَآكُم

ہر آنے والا غرقِ مشغل کرنے والا ہے جس نے جس میں غافل مہلایا

گو بہارست و دگرہا ماہ دے

کیونکہ وہ موسم بہار ہے، دوسرے ماہ کا مہینہ

گرچہ تخت و ملک تست و تاج تست

خواب و تیرا تخت اور سلطنت اور تیرا تاج ہو

اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست

اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلند ہوتا ہے

لیک کے دگیرد ایں در کو دکاں

سب گھر کے ہم رفتہ ہوتے ہیں

جملہ باختر گور ہم تک می دوند

سب گھر کے ہم رفتہ ہوتے ہیں

درمیں ایں سوئے خوں آشامہا ست

اس جانب گھات میں خون پیئے والی (بلا میں) ہیں

گشت پنہاں از دو چشم مرد ماں

انسانوں کو وہ آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

بر جوانے میرسد صد تیر شیب

ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

ماذخیرہ وہ زمستان دراز

ہم اس لیے جاؤں گے لے سلان

بلکہ باغ ایثار راہ مائند

بلکہ وہ باغِ ہمدے لے قربان کر دے گا

عَجَلُوا أَصْحَابَنَا كَتَرَبُّوْا

ہمارے ساتھیوں! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ

مِنْ رِّبَاحِ اللّٰهِ كُوْنُوْا رَابِعِيْنَ

اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے ہو

اَفِرْحُوْا هُوْنًا بِمَا آتَاكُمْ

اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے

شاد از وے شو مشوا از غیر وے

اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو

ہر چہ غیر اوست استدراج تست

جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے

شاد از غم شو کہ غم دام لقاست

غم سے خوش ہو کیونکہ وہ (خداوند کی) کا زریعہ ہے

غم یکے گنج ست ورنج تو چوکاں

غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہیں

کو دکاں چوں نام بازی بشنوند

بچے جب کھیل کا نام سننے ہیں

اے خرمالں گور ایں سود امہا ست

اے ٹیلے والے گھر والے اس طرح جاں ہیں

تیرہا پنہاں نشد لیکن کماں

تیرا پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان

تیرہا پڑاں کماں پنہاں و غیب

تیرا چل رہے ہیں کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے

۱۔ ماذخیرہ یعنی اس گاؤں سے
جاؤں گے لے بہت سے نفع
لے کر لوں گے عقل۔ چونکہ گاؤں
پہنچ کر غریبی اور مایوسی ہوگی۔ افرحوا
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب
نہ ہوتی جائیں۔

۲۔ دگرہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی
ہیں۔ استدراج۔ ذلیل یعنی دنیا کی
مرغوبات آزمائش کے لئے ہوتی
ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ ہے بہا
ہے

۳۔ کوکاں۔ جن کی عقل پختہ
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کی طرف
دوڑ پڑتے ہیں۔ ایں سود۔ یعنی دنیاوی
لذتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے
شبیب۔ یعنی بڑھاپے کے مصائب

زانکہ در صحرائے اکل نبود کُشاد
اس لئے کہ مٹی کے جگل جسم میں دعوت نہیں ہے
حسن محکم موضع امن و اماں
مضبوط قلعہ ہے اس دامن کی جگہ ہے
چشمہا و گلستاں در گلستاں
چشمے ہیں اور باغ و باغ ہیں
فِيهِ اشجارٌ وَعَيْنٌ بَازِيَةٌ
اس میں رحمت اور جلدی چشمہ ہے
عقل را بے نور و بے رونق کُند
عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے
ایں نمیداند کہ روزی دہ دہد
یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے
گور عقل آمد وطن در روستا
گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے
تاہما ہے عقل اونا یید بجا
اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی
تاہما ہے عقل او نبود تمام
ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی
از شیش دہ جو نہ نہاچہ رُود
گاؤں کی گھاس سے اس کے علاوہ اور کچھ ہوگا
روز گارے باشدش جہل و عی
اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی
دست در تقلید و در حجت زدہ
جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے
چوں خراں چشم بستہ در خراس
آنکھیں پر پٹی بندھے ہوئے لکڑی کے گڑھوں کی طرح ہیں

گام در صحرائے دل باید نہاد
دل کے جگل میں قدم رکھنا چاہئے
ایمن آبادست دل اے مرد ماں
دل کو آباد اس آباد ہے
گلشن خرم بکام دوستاں
دوستوں کے حسب مراد تازہ گلشن ہے
عَجَّ إِلَى الْقَلْبِ وَسِرِّيَا سَارِيَةً
قلب کی طرف لوث اور چل دے چلے والے
دہ مرو دہ مرو را احق کُند
گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احق بنا دیتا ہے
خوبہ پندارد کہ روزی دہ دہد
خوبہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دہتا ہے
قول پیغمبر شنو اے مجتبیٰ
اے برگزیدہ پیغمبر کا قول سن لے
ہر کہ روزے باشد اندر روستا
جو گاؤں میں ایک دن رہے گا
ہر کہ در روستا کُند روزے و شام
جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گزار دے گا
تاہما ہے حقی با او بُود
ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی
ہر کہ ماہے باشد اندر روستا
جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا
دہ چہ باشد شیخ کامل باشد
گاؤں گیا ہے ہاں شیخ
پیش شہر عقل کلی ایں خواں
کلی عقل کے شہر کے سامنے یہ خواں

۱۔ صحرائے گل۔ دنیا۔ کُشاد
بست۔ ایمن آباد۔ دل کی دنیا
مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح
کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ وہ قلب کی
دنیا بخیر و شر اور خدا کی دنیا بخیر و شر
کے ہے نیز مولانا نے آگے فرمایا
ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ہاں ہے
۲۔ قول پیغمبر۔ حدیث ہے حسن
مسکن الباقیہ جعفری جس نے
دہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت
دل بند تاہما ہے گاؤں میں ایک دن
گزارنے سے انسان ایک مہینہ کے
لئے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک
مہینہ گاؤں رہا تو تمام عمر بے عقل
رہے گا۔

۳۔ دہ چہ باشد۔ یہاں گاؤں سے
مراد شیخ ہے جو صرف شائع کی
نقل اتانتا ہے پیش شہر۔ شیخ کامل
کے اعتبار سے یہ شیخ ہاں کامل کہلا سکتا
ہے۔

ایں رہا گن صورتِ افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صحت اختیار کر
گر بہ درہ نیست ہیں برمی ستار
اگر مونی کی طرف دانتیں ہے خیر وہ گہل لے لے
ظاہر ش گیر ارچہ ظاہر کثر بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر نیز عا ہو
اول ہر آدمی خود صورت است
آئی کی ابتدا خود صحت ہے
اول ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سائے صحت کے کیا ہے
اولاً خرگاہ سازند و خُرد
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں
صورتِ خرگاہ و اس معنی ست ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سرور ہیں

رو بہ بل در دانہ گندم دانہ گیر
چا مونی کو چھوڑ دے گہل کا دانہ لے لے
گر بدال سونیست رہ ایں سو برال
اگر اس طرف راستہ نہیں ہے اس طرف چل پڑ
عاقبت ظاہر سونے باطن برد
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے
بعد ازاں جال کو جمال سیرست
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے
بعد ازاں لذت کہ معنی ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں
ترک رازاں پس بہماں آورند
اس کے بعد سرور کو مہمان بنا کر لاتے ہیں
معنیت ملاح و اس صورت جو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صحت کشی جیسی ہے

رفق خولبہ تو مش بسوئے وہ

خولبہ اس کی قوم کا گائیں کی طرف جاتا

بہر حق ایں را رہا گن یک نفس
خدا کے لئے لب بات کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دے
خولبہ و پچگاں جہازے ساختند
خولبہ اور پچوں نے سلمان تیار کیا
شادمانہ سونے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے
کز سفر بایندہ پنجسر و شود
سفروں کی وجہ سے پیام کیخسرو بن جاتا ہے
از سفر بیدق شود فرزین راو
پیادہ سفر کر کے عکند فرزین بن جاتا ہے

تاخیر خولبہ کج باند جرس
تاکہ خولبہ کا گدھا کھنٹی ہلائے
برستوراں جانب وہ تاخند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے
مسافروا کے تعجبو ابر خواندند
سفر کو تاکہ قیمت حاصل کر پڑھنے لگے
بے سفر ہا ماہ کے کثرت و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بناتا ہے
از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے حضرت یوسف نے سینکڑوں مراویں پائیں

۱۔ در دانہ یعنی حکمت کی باتیں
گر بہ بل۔ اگر حقیقت حاصل نہ ہو
سکتا صحت کو اختیار کر لینا چاہئے
صحت سیرت کا وسیلہ ہے شہر
مقولہ ہے لَمْ يَجْزِ قَطْرَةُ الْحَقِيقَةِ
بِحَاجِ حَقِيقَتِ تَكْ يَنْجُو كَامِلٍ ہے
اول۔ ہر انسان پہلے پتلہ بنا پھر اس
میں روح آئی ہے۔ بعد ازاں
لذت۔ ابتدا مکمل کی صحت بخشی ہے
پھر اس میں لذت آئی ہے۔
۲۔ اولاً خرگاہ۔ اسباب و ذرائع پہلے
حاصل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود
حاصل ہوتا ہے جس۔ وہ کھنٹی جو
سوار کی گردن میں باندھی جاتی
ہے۔ جہاز۔ سلمان۔ ستوراں۔ ستور
کی جمع ہے۔ چوپایہ۔ سافر۔ شہر
مقولہ الکسفر و و مین لفظ الکسفر
سفر کا میلانی کا ذریعہ ہے۔ بخسرو
ایران کا شہر شہنشاہ نزار ہے
۳۔ خسرو۔ چاند ابتداء ہلال ہوتا
ہے پھر بد کال بناتا ہے۔ از سفر۔
خارج کی مروں میں سے پیادہ جب
چند خانے طے کر جاتا ہے تو فرزین
بن جاتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے
زیادہ فوجی ہر مہم جاتا ہے۔

روزِ اروی از تابِ خور می سوختند
 دن میں سورج کی گرمی سے نہ جلاتے تھے
 خوب گشتہ پیشِ ایشاں راہِ زشت
 بڑا راستہ ان کے لئے اچھا بن گیا تھا
 تلخ از شیریں لبانِ خوش می شود
 شیریں لب والوں سے کڑوا بھلا ہو جاتا ہے
 کُظَل از معشوقِ خُرمای می شود
 معشوق کی جانب سے اندر آئے چھوڑا بن جاتی ہے
 اے بسا از نازِ نیناںِ خادش
 بہت سے نازوں کے پالے گائے چنے والے ہیں
 اے بسا بحالِ گشتہ پُشتِ ریش
 بہت سے بوجھ اٹھانے والے ڈھکی کر ہیں
 کردہ آہنگرِ جمالِ خود سیاہ
 لوہہ نے اپنا حسن کالا کیا
 خوبِ تاشبِ بردِ کانے چارِ میخ
 خوبِ رات تک نکانِ قیدی ہے
 تاجرِے دریا و خشکی می رود
 ایک تاجرِ دیا اور خشکی میں جاتا ہے
 ہر کرلبا مُردہ سودائے بُود
 جو کسی بے جان کا عاشق رہتا ہے
 آں در و گروئے آوردہ بچوب
 وہ بوجھی لکڑی کی طرف متوجہ ہے
 برِ اُمیدِ زندہ گنِ اجتہاد
 زندہ کی امید پر کوشش کر
 مونسے مگنیں خسے را ازِ حسی
 کمینہ پن سے کمینہ کو دوست نہ بنا

۱۔ روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں
 خوب برداشت کرتے تھے رات کو
 ستاروں کی پہچان سے سڑے کرتے
 تھے۔ مولانا چند مثالیں دے کر
 سمجھاتے ہیں کہ محبوبِ معشوق کی وجہ
 سے راہ کی سختیاں خوشگوار بن جاتی
 ہیں۔ کُظَل۔ اندر آئے مشہور ایک کڑوا
 پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے
 تازک بدنِ محبوب کی امید پر سختیاں
 برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔
 لوہا اپنا چہرہ کالا کرتا ہے
 ۲۔ خوب۔ انسانِ محبوب بیوی کی
 خاطر دن بھر کمانی میں لگا رہتا ہے
 خانہ شیشے۔ خانہ شینے۔ ہر کمال۔
 انسان اپنی دستکاریوں میں مردہ
 چیزوں کو ہلا لکڑی وغیرہ سے جو محبت
 کرتا ہے اور ان کو بناتا ہے وہ کسی
 محبوب یعنی لولہ یا بچوی وغیرہ کی وجہ
 سے کرتا ہے
 ۳۔ آں۔ وہ۔ بوجھی اور لوہہ کی
 محبت فانی محبوب کے لئے ہے
 جماد۔ یعنی مرکز میں بن جانا۔ عدت
 فانی اشیاء کی محبت عارضی ہے

شب زانتر راہ می آموختند
 رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے
 از نشاطِ وہ شدہ رہ چوں بہشت
 گاہوں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا
 خار از گلزارِ دلکش می شود
 چمن کی وجہ سے کاٹا دلکش ہو جاتا ہے
 خانہ از ہنخانہ صحرا می شود
 گھر بیوی کی وجہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے
 بر اُمیدِ گلِ عذارے ماہِ وِش
 گلاب جیسے خسرا چاند جیسے چہرے معشوق کی امید پر
 از برائے لہرِ مہِ روئے خویش
 اپنے چاند جیسے کھڑے والے معشوق کے لئے
 تاکہ شبِ آیدِ بوسدِ روئے ماہ
 تاکہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والے کا بوسہ لے
 زانکہ سروے درویشِ کدوستِ بخ
 اس لئے کہ ایک بھرتہ نے اس کھل میں جڑ کر لی ہے
 آں بہ مہرِ خانہ شینے می دود
 وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی وجہ سے دھڑکتا ہے
 بر اُمیدِ زندہ سیمائے بُود
 وہ زندہ چہرے والے کی امید پر رہتا ہے
 بر اُمیدِ خدمتِ مہِ روئے خوب
 خوبصورت ماہر کی خدمت کی امید پر
 گو مگر دو بعدِ روزے دو جماد
 جو دو روز کے بعد جماد نے بنے
 عاریتِ باشد دروآں مونس
 اس میں وہ محبت عارضی ہے

اُنس! تو با مادر و بابا گجاست

ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہل ہے

اُنس تو با دا یہ ولا لاچہ غُذ

تیری محبت ملیہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی

اُنس تو با شیر و با پستان نماںد

دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی

آں شُعاعے بُود بر دیوارِ شال

ان کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی

بر ہر آں چیزے کہ اقتداں شُعاع

جس چیز پر وہ کرن پڑ جائے

عشق تو بر ہر چہ آں موجود بُود

جس موجود پر تیرا عشق تھا

چول از رے باصل رفت و مس بماند

جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تابنا ہوا گیا

طبع سیر آمد طلاق او براند

طبیعت بھر گئی تو اس کو طلاق دے دی

ازر راند و فضا ش پابکش

اس کی صفات طبع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے

کال خوشی در قلبہا عاریتی ست

اس لئے کہ کھوئے سکون میں حسن عارضی ہے

زر زروئے قلب در کال می رود

سونا کھوئے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے

نور از دیوار تا خور می رود

نور دیوار سے صحن کی طرف چلا جاتا ہے

زیریں سپس بستان تو آب از آسمان

زیریں سپس بستان تو آب از آسمان

اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

گر بجز حق مونسات را و فاست

اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنے والوں میں وفا ہے

گر گئے شاید بغیر حق غُضد

اگر کئی اللہ کے ساقوت بازو ہونے کے لائق ہے

نفرت تو از دیر ستال نماںد

کتب سے تیری نفرت نہ رہی

جانب خورشید وارف آں نشان

وہ نشانِ صبح کی جانب لوٹ گئی

تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع

اے بہادر! تو بھی اس کا عاشق ہو جایگا

آں ز وصف حق چو ز راند و دود

وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے طبع شدہ تھی

وز زری خویشتن مفلس بماند

اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا

پشت بروے کرو دست از نوئے فشانند

اس کی طرف پیچہ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا

از جہالت قلب را کم گوی خوش

نااہلی سے کھوئے سکے کو کھرا نہ کہہ

زیر زینت ملیہ بے زینتی ست

جہالت کے نیچے بھدے پن کا سرلیہ ہے

سوئے کال رو تو ہم کال میرود

تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے

تو بدال خود رو کہ در خور می رود

تو اس صحن کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے

چول ندیدی تو وفا از ناودان

چول ندیدی تو وفا از ناودان

جب تو نے پتالے سے وفا نہ دیکھی

۱۔ اُنس تو۔ ماں باپ کی محبت

دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی

اور چند روزہ ہے نفرت تو بچے کی

کتب سے نفرت بھی عارضی ہے

آں شُعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی

محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اس لئے وہ

محبوب بن جاتا ہے محبت کے لائق

حقیقی محبوب ہی ہے عشق

تو کائنات کا حسن عارضی ہے محض

اس بناء پر حسین ہیں کائنات پر اللہ کے

حسن کا تو پُر کیا ہے

۲۔ چول زرے۔ ایک وقت آتا

ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف

لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسن جاتا

رہتا ہے طبع۔ جب عارضی حسن

جاتا رہتا ہے تو اس محبوب سے نفرت

پیدا ہو جاتی ہے ز راند۔ دنیا کی

جن چیزوں پر ذلت ہادی کے پر تو

سے عارضی حسن ہے ان پر غریب نہ

ہونا چاہئے۔

۳۔ کال خوشی۔ کانا کا حسن

عارضی ہے عارضی کے رہنے ہو جانے

پر ان کی برصہلی دانت ہو جاتی ہے

کال۔ ذلت ہادی۔ نور دیوار پر

عارضی چمک ہے بلکہ صحن سے متعلق

پیدا کرنا چاہئے زیریں سپس۔ پانی کا

منبع آسمان ہے پتالے سے ذلتی طور پر

پانی حاصل ہو سکتا ہے

معدن! دُنبہ نباشد دامِ گرگ
دنبہ کی کان بھرنے کا جال نہیں ہوتی ہے
زرگماں بُرندہ بستہ درگرہ
سونے کو گرہ میں بندھا ہوا سمجھ رہے تھے
ہچکچیں خنداں و رقصال می شدند
اسی طرح سے خوشی خوشی لہا چتے ہوئے جارہے تھے

چوں ہی دیدند مُرنے می پرید
جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے
ہر نسیم کز سُوئے وہ می وزید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی
ہر کہ می آمد ز وہ از سُوئے او
جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا
کو تو رُوئے یارِ مارا دیدہ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

نواختن ۲ مجنوں آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلیٰ بود
مجنوں کا اس کتے کو نواتا جو لیلیٰ کے کوچہ میں رہتا تھا

ہچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نواتا تھا
گردِ اوی گشت خاضع در طواف
عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا
گہ سرو پایش ہی بوسید و ناف
کبھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چمتا تھا
بوافضو لے گفت کاے مجنونِ خام
ایک بیہوش نے کہا اے ناقص پاگل
پوزِ سگ دائمِ پلیدی می خورد
کتے کی تھوٹی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے

۱۔ معدن: ذنب یعنی لذتوں کا مرکز
یعنی ذلت باری۔ گرگ: یعنی دنیا دار
انسان۔ خوبہ اور اس کی اولاد گاؤں
کی طرف جارہے تھے اور یہ خیال
لے ہوئے تھے کہ قصود ان کے آگے
آچکا ہے۔ وہ لاپ لیتی گاؤں پہنچ کر
لطف اٹھائے گئے طلسم چرخ
زدن۔ قلاباڑیاں کھاتا۔ ہر کہ گاؤں
کی طرف سے آنے والے سے بھی
محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ
دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔

۲۔ نواختن اس حکایت کا مقصد
یہ ہے کہ محبوب کدھاکا بھی محبوب
ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں
سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار
کرتے تھے گردِ اوی مجنوں کتے کا
اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح
حالی کعبہ کا طواف کرتا ہے
۳۔ قلاب۔ گلاب یعنی اس وقت
گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

کے شناسد معدن آں گرگ سترگ
وہ مٹا بھڑکا کان کو کہیں پہنچتا ہے؟
می شناسیدند مغر و راں بدہ
ہو کے میں جٹا گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے
سُوئے آں دولاہ چرخے می زوند
اس رہٹ کی طرف قلاباڑیاں کھا رہے تھے
جانب وہ صبر جامہ می درید
گاؤں کی جانب وہ مبر کا جلد چاک کرتے تھے
گوئیَا رُوح و رُوح می پر و رید
گویا وہ روح اور جان کو پریش کر رہی تھی
بوسہ میدادند خوش بر رُوئے او
اس کے منہ کو خوب چومتے تھے
پس تو جانِ جانِ مارا دیدہ
لہذا تو ہمارے محبوب کی آنکھ ہے

بوسہ اش میداد پیش می گداخت
اس کو چمتا اس پر جان نثار کرتا
ہچو حاجی گرد کعبہ پیے گزاف
ہلکف جس طرح حالی کعبہ کے چاروں طرف
گہ جُلاب س شکرش می داد صاف
کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا
اس چہ شیدست اینکہ می آری ندام
یہ مکیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے
مقعد خود را بلب می استرد
اپنی مقصد کو ہونوں سے چاتی ہے

عیبہائے سگ بے اوی شمر د
وہ کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا
گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صحت ہے
کایں طلسم بستہ مولیٰ ست ایں
کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے
ہمتش بین و دل و جان و شناخت
اس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ
اوسگ فرخ ریح کہف من ست
وہ میرے غار کا مہربان رہتا ہے
آں سگے کہ گشت در کوش مقیم
وہ کتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے
آں سگے کہ باشد اندر گوئے او
وہ کتا جو اس کے کوچہ میں ہو
آنکہ شیراں مر سگانش را غلام
وہ ذات کہ شیر اس کے کتے کے غلام ہیں
گرز صورت بگذرید اے دوستاں
اے دوستو! اگر تم صحت سے گزر جاؤ گے
صورت خود چوں شکستی سوختی
جب تو نے اپنی صحت توڑ دی (اور) چلا دی
بعد ازاں ہر صورت پر بشکستی
اس کے بعد تو ہر صحت کو توڑ دے گا
سجّہ صورت شدّاں خولجہ سلیم
وہ بھولا خولجہ صورت پر فریفتہ ہو گیا
سوئے دام آں تملق شاد ماں
خوشدل کے اس جال کی جانب خوش خوشی

عیدال! از غیدال بوئے نبرد
عیب جانے والے غیب جانے والے کار نامہ پاسکا
اندر آو بنگرش از چشم من
اندر آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ
پاسبان کوچہ لیلیٰ ست ایں
یہ لیلے کے کوچہ کا محافظ ہے
گو گجا بگزیدو مسکن گاہ ساخت
کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانہ بنایا ہے
بلکہ اوہم درد وہم لہف من ست
بلکہ وہ میرا درد اور غم خود ہے
خاک پایش بہ ز شیران عظیم
بڑے شیروں سے اس کے پیروں کی خاک بہتر ہے
من بشیراں کے دہم یک موئے او
میں شیروں کے بدلے میں اس کا ایک بال کب سے سکا ہوں
گفت امر کمال نیست خاش و اسلام
بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جا و اسلام
جنت ست و گلستاں در گلستاں
جنت ہے اور باغ و باغ ہیں
صورت گل را شکست آموختی
(تو) سب کی صحت کو توڑنا سیکھ لیا
ہچو حیدر باب خیر بر کنی
حیدر کی طرح خیر کے دھارے کو اکھاڑ دے گا
کو بدہ می شد بگفتار سقیم
جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا
ہچو مرغے سوئے دانہ احتال
جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

۱۔ عیدال۔ یعنی ملامت کرنے
و لا غیدال۔ یعنی مجنون جو لیلیٰ کے
کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ اور
چشم من۔ یعنی لیلیٰ کا چشم مجنون
بایدید۔ کایں طلسم یعنی یہ
کس ہمتش۔ کتے کے ظاہر کو نہ دیکھ
اس کے ان اوصاف پر نظر کر ہم
کہف۔ ہمدردی۔ غول۔ من بشیراں۔
یعنی اس کے کمال دیکھ کر بھی شیروں کو
نہیں خیرا جا سکتا۔

۲۔ آنکہ۔ جب مجازی محبوب
کے کتے کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو
محبوب۔ حقیقی سے متعلق چیزوں
سے کس قدر محبت ہونی چاہیے۔ گزر
صحت۔ اگر انسان صحت پرستی
سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی
جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ صحت کل۔
اگر انسان اپنا بت توڑ دے تو پھر حقیقت
کھینی کر سکتا ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ خودی کو ختم کر کے
حیدر قوت حاصل ہو سکی ہے۔
سجّہ۔ خولجہ اور اس کی اولاد صحت
پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے
دیہاتی کی چکنی چیز باتوں میں
چسپی۔ سوئے دام۔ اس دیہاتی کی
باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا
دانہ۔

از کرم دانست آں مرغِ حریص

اں لاپہی پندنے منجملہ سخاوت جانا

از کرم دانست مرغِ آں دانہ را

پند اں دانہ کو منجملہ سخاوت جانا

مرغِ کال در طمع دانہ شاد ماں

پندہ دانہ کے لالچ میں خوشی خوشی

گرز شادی ہاش آگاہت کنم

اگر میں تجھے ان کی خوشیوں سے باخبر کروں

مختصر کر دم چو آمد وہ پدید

میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا

قرب ماہے وہ بدہ می تاختند

تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں و گاؤں بھاگے پھرے

ہر کہ در رہ بے قلاؤ وزے رَوَد

جو بغیر ماہر کے راستہ پر چلے گا

ہر کہ تاز و سُوئے کعبہ بے دلیل

جو کعبہ کی جانب بغیر ماہر کے روانہ ہو گا

ہر کہ گیر دیشہ بے اوستا

جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشا اختیار کرتا ہے

زاکہ نا در باشد اندر خافقیں

مشرق و مغرب میں یہ بات نادر ہو گی

مال سہ او یابد کہ کسے می کند

مال وہ پاتا ہے جو کماتا ہے

مصطفائے کو کہ جسمش جاں بُود

مصطفیٰ کہیں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا

اہل تن را بجلہ عِلْم بِالْقَلَم

تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

دانہ را بادام لیکن خُمد محیص !

دانہ کو جال کے ساتھ لیکن بچاؤ کا موقع جاتا رہا

غلبت حرص ست نے جو و وعطا

لیکن یہ تو انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا

سوئے آں ترور پڑان و دَوّال

اں مکر کی جانب اڑ اور دھڑ رہے تھے

ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کنم

اے رہرو! میں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کروں گا

خون نبود آں وہ دہ دیگر گزید

یہ وہ گاؤں نہ تھا دوسرا گاؤں تھا

زانکہ راہ وہ نکوشنا خند

کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ جانتے تھے

ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

د دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

بچو ایں سرگشتگاں گرد و ذلیل

وہ ان حیرانوں کی طرح ذلیل ہو گا

ریشندے شد بشہر و روستا

وہ گاؤں اور شہر میں معتمد بننا ہے

کا دی سر بر زند بے والدیں

کہ بغیر ماں باپ کے آئی پیدا ہو

نادرے باشد کہ برگنجے زند

نادر ہوتا ہے کہ خزانہ مل جائے

تا کہ جمالِ عِلْمِ القرآن بُود

تا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھا دے

واسطہ افراشت در بذل و کرم

واسطہ بتایا جو و عطا میں

۱۔ محیص۔ بچاؤ کی جگہ از کرم۔
دیہاتی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔
ترور۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خلیفہ کو
اں دیہاتی کی باتوں سے کس قدر
خوشی تھی۔ خود بخود جس گاؤں میں پہنچ
گئے وہ اں دعوت دینے والے دیہاتی
کا گاؤں نہ تھا۔

۲۔ ہر کہ۔ جو استاد و شیخ کی مہربانی
کے بغیر چلے گا اں کا یہی حال ہو گا جو
اں خلیفہ اور اں کے بال بچوں کا ہو۔
ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ
معتمد بن جائے گا۔ (زانکہ)
اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا
بالکل ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہونا
جائنا۔

۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت
کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے
مصطفیٰ۔ یہ آنحضرت کی خصوصیت تھی
کہ استاد کے بغیر بلا راست ذات
خداوندی سے ان کو علم حاصل
ہوئے اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی
تعلیم دی گئی ہے۔

ہر حریمے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا! ہر لالچی محروم ہے
چوں حریمِ صلِ تگ مرو آہستہ تر
لاجنوں کی طرح نہ ہو ' بہت آہستہ (چل)
چوں عذابِ مرغِ خاک کی اند آہ
جیسا کہ شنگی کے پرندے کی تکلیف پانی میں
سیر گشتہ از وہ و از روستا
وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیزار ہو گیا
لہو ایسے بے استارے کی بیٹی باتوں سے

رسیدن خولجہ و قوش بدہ ونا دیدہ ونا شناخت آوردن
خولجہ اور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا ان کو اجنبی
روستائی ایشانرا
اور نا آشنا ٹھہرنا

۱۔ اندھاں تھہ گاؤں کے راستہ میں
خولجہ اور اس کی اولاد کو بہت ہی تکلیف
کا سامنا کرنا پڑا سیر گشت۔ اس
دیہاتی اور گاؤں سے ان کو نفرت
ہونے لگی۔ بعد ازاں چونکہ گاؤں کی
حاشا میں مدے مدے پھرے لہذا
ایک ماہ صرف ہو گیا۔
عَلِّیَّ اللّٰہِ وَاللّٰہِ - چنانچہ
اگر گھر روئے۔ وہ دیہاتی دن میں
چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے
مہمان نہ بن سکیں۔ پھر منہ
آپناں۔ یہ مولانا کا اپنا معقول ہے
کہ ایسے حالات کا مسلمانوں سے منہ
چھپانے رکھنا بہتر ہے۔
۲۔ جس۔ وہ شیطان اس کی دیکھ
بھال کرتے ہیں کہ کبلی کا کام نہ کر
لے نَسْفَعًا قرآن پاک میں
ابو جہل کے متعلق ہے نَسْفَعًا بِاللّٰہِ
صیغہ ہمزہ والی پیشانی پڑ کر
تھمٹیں گے۔

بعد ماہے چوں رسیدن آں طرف
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے
روستائی ہیں کہ از بدینتی
دیہاتی کو دیکھ کہ بدینتی سے
روئے پنہاں می کند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے
آپنخال رو کہ ہمہ زرق و شرست
ایسا چہرہ جو مجسم کر اور شرارت ہے
رُویہا باشد کہ دیواں چوں گس
بہتر سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کی طرح
چوں بہ بینی رُوئے شاں در تو فہند
جب تو ان کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چہنیں گے
در چنال رُوئے خبیث علیہ
ایسے ہی خبیث نامن ان چہرے کے بارے میں
چوں پر سیدند و خاش یافند
جب انہوں نے معلومات کیں کہ اس کا گھر پایا

بنوا ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر سامان اور چوپائے بغیر گھاس کے تھے
می کند بعد التیبا ۲ وَاللّٰہِ
چنانچہ جس کے بعد کرتا ہے
تا سوئے باغش نہ بکشاید پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں
از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست
مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے
بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس ۳
(اور) پہرہ دہوں کی طرح اس کے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں
یا میں شاں چوں بدیدی خوش فہند
یا تو ان کو نہ دیکھ یا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس
گفت یزداں نَسْفَعًا بِاللّٰہِ
خدا نے فرمایا ہیں ہم پیشانی پڑ کر تھمٹیں گے
بھجوں خویشاں سوئے در شتا فہند
انہوں کی طرح دھڑلے کی طرف دھڑے

خوبچہ شد زیں کج روی دیوانہ و ش

خوبچہ اس بے تیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود

تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ

شب بسر ما روز خود خورشید سوز

رات جاڑے میں ہر دن خود جلائے والے سورج والا

لیکن بود از اضطراب و بے زری

لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

شیر مردارے خود داز جوئے زار

بھوک سے لافز شیر مردار کھا لیتا ہے

کہ فلانم مر مرا نیست نام

کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

یا پلیدی یا قرین پا کی

تو ناپاک ہے یا پاک سے موصوف ہے

ہیچگو نہ نیستم پروائے تو

مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

نیست از ہستی سر مویم اثر

میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست

میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

تا برادر شد یفر من اخیہ

کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

تو تھا خودی زخوان من دو تو

میرے در زخوان سے خوب لذت کھانے کھاتے ہیں

کُل سِر جَاوَزَ الْاِثْنِ شَاع

جو روز دو سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

درفر و مستند اہل خانہ اش

اس کے گھر والوں نے مدارہ بند کر لیا

لیک ہنگام دُشتی ہم نبود

لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا

بروش مانند ایشان پنجر وز

وہ اس کے مدارہ پر پانچ روز پڑے رہے

نے ز غفلت بود مانند نے خری

پڑا رہنا غفلت کی وجہ سے تھانہ حماقت کی وجہ سے

بالیمائیں بستہ نیکاں ز اضطراب

مجبوری سے بھلے کینوں سے وابستہ ہو گئے

اوہمی دیدش ہی گردش سلام ۲

وہ شہری اس دیہاتی کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کئی

اس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے

والہم روز و شب اندر صبح ہو

میں دن رات اللہ تعالیٰ کی کلامی کا شیدا ہوں

از خودی خود ندارم ہم خبر

مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست

میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

گفت ۳ ایں دم با قیامت شد شبیہ

اس شہری نے کہا تو یہ وقت قیامت سے مشابہ ہو گیا

شرح می گردش کہ من آنم کہ تو

وہ شہری اس دیہاتی کے لئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں تو نے

آں فلاں روزت خریدم آں متاع

فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

۱۔ خوبچہ یعنی شہری۔ زیں یعنی

گھر والوں کے مدارہ بند کر لینے

۲۔ شب۔ بسر۔ یعنی رات

جاڑے میں گزرتی اور دن سورج کی

گرمی میں بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔

چونکہ ان کے پاس لاپرواہیہ قسم ہو

چکا مجبور مدارے پر پڑے ہے

۳۔ سلام یعنی سلام رکے اپنا

تعارف کرتا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی

نے پوچھنے سے انکار کر دیا۔ والہم۔

وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بھگانے لگا

اور دن سے بے تعلق اور اللہ اور دنیا سے

بے تعلق اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہونے محبت

ہٹانے لگا۔

۴۔ گفت۔ شہری خوبچہ نے کہا

پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ

اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے لگا۔

لوتھا۔ لوت کی جمع ہے لذت۔ غنائیں۔

متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں

نے تجھے خرید کر دیا۔ کل۔ سب۔ یہ

راز راز نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

نے کہ بودی ماہیا مہمان من
 کیا تو مہین میرا مہمان نہیں رہا
 سرِ مہر ما شنید ستم خلق
 ہادی محبت کے راز لوگوں نے سنے ہیں
 اُدھی گفتش چہ گوئی ترہات
 وہ دیہاتی اس سے کہتا کیا بکلاں بکا ہے
 چہ ہمیں شب ابرو بارانے گرفت
 پانچویں رات ایسا اب ہر بارش آئی
 چوں رسیدش کارواندہ آتخوال
 جب چھری اس کی بڑی تک پہنچ گئی
 چوں بصد الحاح آمد سوے در
 جب سیکڑوں خوشامدوں سے وہ دھڑکے آیا
 گفت من آں قہبا بگذاشتم
 خوبہ نے کہا میں نے سب حق چھوٹے
 پنج سالہ رنج دید ایں پنج روز
 ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا
 یک بجھا از خویش و از یار و تیار
 اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم
 زانکہ دل نہاد بر جور و جفا
 کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا
 ہرچہ بر مردم بلا و شدت ست
 انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے
 گفت اے خورشید مہرت در زوال
 خوبہ نے کہا وہ کہتری محبت کا صحنہ تل پڑ رہا ہے
 امشب از باران بمادہ گوشہ
 آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں یک گوشہ دیدے

نے رسیدت بے کراں احسان من
 کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے
 شرم! دارو زو چو نعمت خود خلق
 جب طلق نعمت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے
 نے خُرا دامن نہ نام تو نہ جات
 نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام
 کا سماں از بارش شد در شگفت
 جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا
 حلقہ زد خوبہ کہ مہتر ۲ راہِ نوال
 خوبہ نے کھنڈی بجائی کہ چھری کو بلا
 گفت آخر چیست اے جانِ پلہ
 بولا بابا! آخر کیا ہے؟
 ترک کر دم انچہ می پنداشتم
 جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا
 جانِ مسکینم دریں سرما و سوز
 میری عاجز جان نے اجاڑے اور تکلیف میں
 در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
 شدت میں ہمیں لاکھ سے زیادہ ہے
 جانش خوگر بود با مہر و وفاش
 جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی
 ایں یقیں دان کنر خلاف ۳ سما دست
 یقین کر خلاف عادت ہونے کی وجہ سے ہے
 گر تو خنم ریختی کر دم حلال
 اگر تو مجھے مدھی لکھی ڈالے تو میں نے تجھے صاف کیا
 تابیلی در قیامت توشہ
 تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

۱۔ شرم دارو زو کی مثل ہے منہ
 کھائے آنکھ تجھے ترہات - خلافات
 بیہودہ باتیں جات - جائے تو -
 شگفت - تعجب - کارواندہ
 آتخوال - انتہائی تکلیف زدہ - کلاڑ
 کی کھنڈی بجائی۔

۲۔ مہتر - چھری - یعنی وہ دیہاتی
 جس نے محبت دی محبتی الحاح - خوشامد
 - گفت - خوبہ - شہری نے کہا - پنج
 سالہ - یعنی یہ مصیبت تاک ایک دن
 ایک سال کے برابر تھا - جلد
 خاندان۔

۳۔ خلاف عادت - عادت کے
 خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے
 تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی
 عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ نہیں رہتا
 ہے - گوشہ - یعنی کوئی ایسی جگہ جس
 میں ہم بارش سے بچ کر رہتے
 جائیں۔

ہست آسجا گرگ را او پاسباں
 وہاں وہ بھوئے کا محافظ ہے
 تازند گر آید آں گرگ سترگ
 تاکہ اگر وہ مٹا بھیڑا آئے تو وہ اس کو مارے
 وہ نہ جائے دیگرے فرمائے جست
 وہ نہ کوئی دھری جگہ تلاش کر لے
 وہاں کمان و تیر درد ستم بندہ
 وہ تیر و دکن میرے ہاتھ میں ہے
 گر بر آرد گرگ سر تیرش زخم
 اگر بھیڑا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا
 آب یارداں بر سر و در زیر گل
 بارش سر پر ہے وہ کچھ نیچے ہے
 رفت آسجا جائے تنگ و بے مجال
 اس جگہ چلا گیا، تنگ جگہ تھی وہ چٹائی کی تھی
 از نہیب سیل اندر کنج عار
 حد کے کونے میں بارش کے خوف سے
 ایں سزائے ماسزائے ماسزائے
 یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہے لائق ہے
 یا کسی کردار برائے ناگساں
 یا اس نے کینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو
 ترک گوید خدمت خاک کرام
 شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو
 بہتر از عام وز و گلزار شاں
 بہتر ہے مقام اور ان کے گھر اور باغ سے
 بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
 اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ

گفت یک گوشہ است آن باغبان
 دہائی نے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
 در نقش تیر و کمان از بہر گرگ
 اس کے ہاتھ میں بھیڑے کے لئے تیر و کمان رہتا ہے
 گر تو آں خدمت کنی جا آن تست
 اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
 گفت صد خدمت کنم تو جائے وہ
 اس غلبہ نے کہا میں سو خدمتیں کروں گا تو جگہ دے
 من نچشم حارسی رز کنم
 میں نہ سوں گا گھر کی حفاظت کروں گا
 بہر حق مگذازم امشب اے دول
 اے شکی خدا کے لئے آج رات مجھے اس جگہ نہ چھوڑ
 گوشہ خالی بدو او باعیال
 گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے
 چوں رخ بر ہمد گر گشتہ سوار
 وہ نہیں کی طرح لیکھ دھڑے پر چڑھے ہوئے تھے
 شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
 ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا
 ایں سزائے آنکہ شد یار حساں
 یہی اس کا سزا ہے جو کینوں کا دوست بنا ہو
 ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
 یہی اس کی سزا ہے جس نے پیسہ لالچ میں
 خاک سے پا کاں لیس و دیوار شاں
 بھلوں کی دیوار اور مٹی چائنا
 بندہ یک مرید و شندل شوی
 کسی روشن دل انسان کا خلام ہوتا

۱۔ باغبان۔ یعنی مال کی نگہری ہے
 جس میں وہ رات کو رہ کر بھیڑے
 سے حفاظت کرتا ہے خدمت۔ یعنی
 بھیڑے کی دیکھ بھال۔ حارسی۔
 نگہبانی۔ رز۔ گھر کی نیک۔ وہ دل۔
 مترود۔ شکی۔ چوں۔ مٹی کی دل میں
 نڈیاں تہمت دہتی ہیں۔ نہیب خوف
 کنج گوشہ

۲۔ سزل۔ بلبل۔ سزل لائق۔ کسی
 شرف۔ انسانیت۔ ایں سزل جو
 بزرگوں کی محبت چھوڑ کر دنیا دار کی
 طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے
 نہ گھٹا کا جیسا کہ غلبہ شہری۔
 ۳۔ خاک۔ بزرگوں کی محبت
 میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف
 اندوزیوں سے بہتر ہے فرق۔ سر کی
 مانگ۔

تو خواہی یافت اسے پیکِ اسبل
تو کچھ نہ پائے گا اس راستوں پر چلے والے
روستائی کیست تیج بے فتوح
دیہاتی کیا ہے بے فیض کچھ خوف
بانگ غولے آمدش بگوبید نقل
اس کو چلاوے کی آواز آئی اس نے نقل امدی

زاں سپس سودے ندارد اعتراف
اس کے بعد غلطی کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے
بعد از اں سودش ندارد آہ سرد
اس کے بعد غصہ کی آواز اس کے لئے مفید نہیں ہے
گرگ را جویاں ہمہ شب سو سو
بھر بھر تمام رات بھڑے کو دھوٹتا رہا
گرگ جویاں وز گرگ او بیخبر
وہ بھڑے کو تلاش کرتا تھا وہ بھڑے سے بیخبر تھا
اندماں ویرانہ شال زخمی زدہ
جو اس دیوانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا
از نہیب حملہ گرگ عنود
کینے بھڑے کے حملے کے ڈر سے
روستائی ریش خولجہ برگند
(وہ) دیہاتی خولجہ کی ڈھیری نوچے
جان شال از ناف می آمد بلب
ان کی جان ناف سے لیوں تک آ رہی تھی
سر برآور داز فراز پشہ
سر کے پیچھے سے سرا اٹھاتا
زد برال حیواں کہ تا افتاد پست
اس جانور کو مارتا تو وہ گر پڑا

از ملوک خاک جو بانگ دہل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے غصہ کی آواز کے
شہریاں خود رہزناں نسبت بروح
روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں
ایں سزلے آنکہ بے تدبیر عقل
یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر

چوں پشیمانی ز دل خد تا ۲ شفاف
جب شرمندگی دل سے اس کی نہ میں پہنچ گئی
چوں پشیمیاں گشت از دل آنچہ کرد
جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا
آں کمان و تیر اندر دست او
وہ تیر و کمان اس کے ہاتھ میں
گرگ خود بروے مسلط چوں شرر
بھڑا خود چنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا
ہر پشہ ہر یک چوں گرگے شدہ
ہر بھڑا ہر پشہ بھڑے کی طرح بن گیا تھا
فرصت ۳ آں پشہ راندن ہم نبود
اس کو ان بھڑوں کو ڈانے کی بھی فرصت نہ تھی
تانیاید گرگ آسپے زند
تاکہ بھڑا نہ آجائے (وہ) نقصان پہنچائے
آچنہیں دنداں زناں تانییم شب
اسی طرح آجی رات تک لڑتے ہوئے
ناگہاں تمشال گرگ ہشتہ
اچانک ایک آواز بھڑے کی صحت نے
شیر را بکشاد آں خولجہ رخشست
اس خولجہ نے تیر چنگی سے چھوڑا

۱۔ پیک اسبل مختلف راستوں کا
قاصد شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو
ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔
روح یعنی سادک مددش۔
روستائی دیہاتی۔ گج۔ حق پریشان
دارغ بے فتوح۔ بے فیض۔ چل۔
اجنبائی شرمناک کام کرنے کے بعد
شرمندگی سے کیا فائدہ۔
۲۔ شفاف۔ وہ پردہ جس میں دل
لپٹا ہوا ہے دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔
اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر بھڑا
وہ پشہ اس کے لئے بھڑا تھا۔ کین۔ وہ
ان کی ہڈیاں کے بغیر بھڑے کی تلاش
میں تھا۔ یک۔ پس۔
۳۔ فرصت۔ بھڑے کے خوف
سے بھڑے کی جستجو میں اس قدر رگ
ہوا تھا کہ بھڑا ہر پشہ ڈانے کی بھی
فرصت نہ تھی۔ تمشال۔ تصویر شدہ۔
چھوڑا ہوا آواز۔ پشہ۔ شیل۔

روستائے ہائے کرد و کوفت دست
 دیہاتی نے ہائے کی لہ ہاتھ سر پر ملا
 گفت نے ایں گرگ چوں آہر من ست
 (خوبہ نے) کہا نہیں یہ دیو پکر بھیرا ہے
 شکل اواز گرگی او خبر ست
 اس کی صل اس کے بھیرا ہونے کو بتا رہی ہے
 می شناسم ہچنماں کالے زے
 میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شرب سے
 کہ مبادت بسط ۲ ہرگز ز انقباض
 (خدا کرے) تجھے غلی سے فرانی بھی نصیب نہ ہو
 شخصہا در شب زناظر مجب ست
 رات میں صحتیں آنکھ سے غلی ہوتی ہیں
 دید صائب شب نندارو ہر کے
 رات میں ہر شخص ٹھیک ٹھک نہیں رکھتا ہے
 ایں سہ تار کی غلط آرد شگرف
 یہ تین اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں
 من شناسم باد خرگزہ من ست
 میں پہچانتا ہوں یہ میرے گدھے کا کچھ گدھے
 می شناسم چوں مسافر زاہرا
 میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر توشہ کو
 روستائی را گریبان گرفت
 دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا
 بنگ و لافوں ہر دو باہم خوردہ
 بنگ لہ لافوں دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
 چوں ندانی مر مراے خیرہ سر
 اے دیوانہ! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

اند آفتادان ز حیوان باد جست ۱
 گرنے سے حیوان کا گدھ خلع ہوا
 نا جوانمردا کہ خرگزہ من ست
 اے نامرد! میرے گدھے کا بچہ ہے
 اندر و اشکال گرگی ظاہر ست
 ان میں بھیرے پن کی صحت واضح ہے
 گفت نے بادے کہ جست از فرج وے
 اس دیہاتی نے کہا نہیں جوڑاں کی شرمگاہے خلع ہوئے
 گشتہ خرگزہ ام را در ریاض
 تو نے کیتوں میں میرے گدھے کا بچہ ملا والا
 گفت نیکوتر تفحص کن شب ست
 اس خوبہ نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے
 شب غلط بنماید و مبدل بے
 رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے
 ہم شب و ہم ابر ہم باران ژرف
 رات بھی لہ لہ بھی لہ گہری بارش بھی
 گفت ایں بر من چوروز روشن ست
 اس دیہاتی نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے
 در میان بست باداں باہرا
 بیوں ہواؤں میں اس ہوا کو
 خوبہ بر جست و بیامنا شگفت ۳
 خوبہ اچھل پڑا لہ بے مبر ہو گیا
 کلبنہ طرزا رشید آوردہ
 کہ بیوقوف گہ کٹ تو نے کر کیا ہے
 در سہ تار کی شناسی باد خر
 تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

۱۔ باد جست اس کے پیٹ کی ہوا
 خلع ہوئی۔ خرگزہ۔ پھیرا۔ ابر کن۔
 دیو۔ شیطان۔ مخبر۔ خبر دینے والا۔
 فرج۔ شرمگاہ۔ ریاض۔ روضہ کی جمع
 جگہ۔
 ۲۔ بسط۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔
 تفحص۔ جستجو۔ مجب۔ مجبور۔ غلی۔
 گفت۔ دیہاتی نے کہا۔ زلف۔ مسافر
 کاوش۔
 ۳۔ شگفت۔ مبر۔ لہ۔ بیوقوف
 طر۔ جب تراش۔ رشید۔ کر۔
 بنگ۔ بنگ۔ خیرہ۔ مرد۔ دیوانہ

آنکہ داند نیم شب گو سالہ را
جو آہی رات میں بھڑے کو پہچان لے
خویش را عارف اولہ گنی
اپنے آپ کو باخدا اللہ عاشق بناتا ہے
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے
انچہ دی خورم از انم یاد نیست
میں نے جو کل کھلا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے
عاقل و مجنون تھم یا دار
مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ
آنکہ مردارے خورد یعنی نبید
جو شخص حرام یعنی نیکہ پی لیتا ہے
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست
مست و بنگ پینے والے طلاق و بیع مست نہیں ہے
مستی کا لیدز بُوئے شاہ فرد
وہ مستی جو یکساں شہ کی خوشبو سے پیدا ہو
پس بر او تکلیف چوں باشد روا
اس کو مکلف بنانا کیسے جائز ہو گا؟
با رہر گیدند چوں آمد عرج
جب لنگڑا پن آجاتا ہے بوجھ بنا لیتے ہیں
چمنیں اَیْسَ عَلٰی الْأَعْرَجِ حَرَج
اسی طرح لنگڑے پر گناہ نہیں ہے
بارکہ نہد در جہاں خرگزہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کن لا دیا ہے
سُوئے خود اعلیٰ شدم از حق بصیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

چوں نداند ہمرہ وہ سالہ را
وہ اس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟
خاک در چشم مروت می زنی
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے
در لم گنجبا بجز اللہ نیست
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی تمجائش نہیں ہے
ایں دل از غیر تخیر شاد نیست
یہ دل مقام حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے
در چنین بیخوشیم معذور دار
اس طرح کی مدوشی میں مجھے معذور سمجھ
شرح او را سُوئے معذورال کشید
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے
ہمچو طفل مست اومعاف و مطلقے مست
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے
صدخم سے در سر و مغر آں نکرد
شراب کے سونٹے بھی سر اور دماغ میں نہیں کر سکتے
اِس ساقط گشت و شد بے دست و پا
گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے
گفت حق اَیْسَ عَلٰی الْأَعْمٰی حَرَج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر گناہ نہیں ہے
نیست رنجے چوں عی و چوں عرج
اندھے پن و لنگڑے پن کی طرح کئی معیت نہیں ہے
دوس کہ دہد پارسی بومرہ را
فانی کا سبق شیطان کو کن پڑھاتا ہے؟
پس معافم از قلیل و از کثیر
تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

۱۔ عارف - خدا کی معرفت وہ
والہ فریفتہ عاشق - انچہ یہ بھی
دیہانی کا مقلد ہے - تیر - تیرنی
عاقل - یہ بھی دیہانی کا قول ہے
نیکہ - یعنی وہ شراب جس کا پیا حرام
ہے

۲۔ طلاق - نام شافی کے نزدیک
شراب سے مدوش کی طلاق اور بیع
واجب نہیں ہوتی ہے - مطلق - یعنی
تکالیف سے آزاد شافعی و اللہ تعالیٰ
اِس ساقط کرے ہوئے کھوٹے
سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے - عرج - لنگڑا
پن -

۳۔ خرچ - تنگی گناہ ہمرہ لنگڑوں
بومرہ - شیطان کی نیت ہے - سُوئے
خود - یعنی میں اللہ کے معاملہ میں مدوش
میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر
ہوں - معاف - بخشا ہوا گناہ گزر گیا ہوا

لافِ درویشی زنی و بخودی ہائے و ہوئے عاشقانِ ایز دی
 تو موشی لود بے خوی کی ڈگئیں ملتا ہے اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے ہو کرتا ہے
 کہ زمیں را من ندانم ز آسمان امتحانت لے کر د غیرت امتحان
 کہ میں آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں غیرت خداوندی نے تیرا خوب امتحان کیا
 بادِ خرکترہ چنین رسوات کرد ہستی نفی ترا اثبات کرد
 گدھے کے بچے کے گدھے نے تجھے رسوا کر دیا حیرتی ہستی کی نفی کے جھوٹ کا اثبات کر دیا
 آنچنین رسوا کند حق شید را آنچنین گیرد رمیدہ صید را
 اللہ تعالیٰ کر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے ہمارے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے
 صد ہزاراں امتحانست اے پدر ہر کہ می گوید من شدم سر ہنگ در
 باوا لاکھوں آزمائش ہیں اس کے لئے جو یہ کہے میں اللہ کے در کا سپاہی ہوں
 گردانند علمہ اُورا امتحان محکومان را جو یندش نشان
 اگرچہ علوم اس کو امتحان نہیں سمجھتے لیکن رلاؤ حق کے پندہ کد اس کا پندہ لگا لیتے ہیں

اشارات در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال
 مدعی کمال کو صاحب کمال اور دعویٰ کی جانب سے غلط کیوں کو
 وگزار غلط از عوام
 پہچاننے کے بارے میں مشاہدہ

چوں گند دعویٰ خیاطی کے افگند در پیش اوشہ طلسمے س
 جب کوئی مدعی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بادشاہ اس کے سامنے طلسم ڈال دے دیتا ہے
 کہ بہراں را بغلطای فرینغ (امتحان) پیدا شود اُورا دو شاخ
 اس کی چوڑی تبا تزل دے (امتحان) سے اس کے پیلوں پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں
 گر نبودے امتحان ہر بدے ہر تخت دروغا رستم بدے
 اگر ہر بدے کے امتحان کا طریقہ نہ ہو جگ میں ہر پھوڑا رستم ہوتا
 خود تخت راز رہ پوشیدہ گیر چوں بہ بندہ رستم او گرو و اسیر
 بھڑے کو زندہ پوش فرض کر جب اس کے رستم لگے گا قیدی بن جائے گا
 مست مے ہشار چوں شد از دہور مست حق ناید بخود از رخ صور
 پچھوا ہوا سے شرب کا مست کیسے ہو شید ہو گیا اللہ کا مست صدم چھٹکے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

۱۔ امتحان۔ یعنی تیرے دھوکوں کا
 اللہ نے امتحان لیا لگی۔ یعنی تو منافق
 میں پہنچے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے
 ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے
 ۲۔ صد ہزار۔ جب کوئی عشق الہی
 کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں
 شروع ہو جاتی ہیں۔ محکمان۔
 حاصلِ خدا، دعوے کی حقیقت کو
 پہچان لیتے ہیں دنیا کی۔ مدعی
 پہنچنے والے۔ ایک دشمن کیڑا
 ہے غلطی کا۔ قند۔ دو شاخ۔ دعوے
 کے دھوکوں پہلو یعنی ان کا صحیح یا غلط
 ہونا۔ چوں۔ چونکہ رستم لگنے پر ہتھیار
 ڈالا دیتا ہے اور اپنے آپ کو قیدی بنا
 دیتا ہے دُور پہنچوا ہوا۔

باندہ حق راست باشد نے دوع
 اللہ کی شراب بھی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی
 ساختی خود را جُنید و بازید
 تو نے اپنے آپ کو جُنید نہ بازید بٹلا
 بد رگی و مصلی و حرص و آرز
 بد ذلتی، نہ کاپلی نہ حرص نہ لالچ کو
 خویش را منصورِ حلاجؒ گئی
 اپنے آپ کو منصورِ حلاجؒ بناتا ہے
 کہ نہ شناسم عمرؒ از بولہب
 کہ میں عمرؒ نہ بولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں
 اے خرے کایں از تو خرابا ورگند
 اے گدھے تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے
 خویش را از رہرواں مکرتر شمر
 اپنے آپ کو سالکین سے کم تر سمجھ
 باز پر از شید و سوائے عقل تاز
 مٹکانی سے ہٹ نہ عقل کی طرف دوڑ
 خویشتن را عاشقِ حق ساختی
 تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بٹلا ہے
 عاشق و معشوق را در رشتہ
 قیامت میں عاشق نہ معشوق کو
 توجہ خواہ گنج و بیخود کردہ
 تو نے اپنے آپ کو دیانہ نہ مدوش کیا ہے
 رو کہ شناسم مترا از من بچہ
 جانی ہے نہیں پہچانتا ہوں میرے پاس سے بھاگ
 تو تو ہم ی گئی از قربِ حق
 تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ممکن کرتا ہے

دوع خودی دوع خودی دوع خودی
 تو نے چھاپہ پی جتنے چھاپہ پی ہے چھاپہ چھاپہ
 رو کہ شناسم خبر را از کلید
 کہتا ہے جانی کلید کئی میں متیان نہیں کرتا ہوں
 چوں گئی پنہاں بہ شیدائے مکر ساز
 اے مکارا تو مکر سے کیسے چھپا لے گا
 آتش در پنبہ یارای زنی
 دوستوں کی مدد میں آگ لگاتا ہے
 بادِ خرگڑہ شناسم نیم شب
 گدھے کے بچے کا گدھا آدھی رات میں پہنچا لیتا ہوں
 خویش را بہر تو کور و گرگند
 جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالے
 تو حریف رہزنانی کہ مخور
 تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا
 کے پرد بر آسمان پر مجاز
 نقلی پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟
 عشق باد یوسیا ہے باختی
 لیکن دھتی کالے شیطان سے کی ہے
 دو بدو بند ندو پیش آند تیز
 اکٹھا باد میں گے نہ فورا پیش کریں گے
 خون رز کو خون مارا خوردہ
 گھر کا خون کہاں، تو نے ہمارا پیا ہے
 عارف بخوشم و بہلول وہ
 میں عارف (اللہ مدوش ہوں نہ گداس کا بہلول ہوں)
 کہ طبق گرد و رنبد از طبق
 کہ طبق بنانے والے طبق سے نہ نہیں ہوتا ہے

۱۔ دوع۔ چھاپہ۔ یعنی تو کہتا
 ہے جہاں مجھے کچھ نہیں ہے مٹلی۔
 سنی کاپلی۔ منصور یہ بزرگ مدنی
 دھنے کا پیشہ کرتے تھے سالی لے
 حلاجؒ کہلاتے تھے پنبہ یا زلیں۔
 یعنی دوستوں کے حقوق کو رو کر یعنی
 بغیر سے نہ دیکھے تیری تصدیق کرتا
 رہے۔
 ۲۔ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم
 پیشہ۔ کہ مخور۔ بکواس نہ کہہ پر۔ مجاز۔
 مصنوعی پر عاشق و معشوق یعنی
 شیطان نہ اس کے پھانسی۔
 دیانہ۔ حق۔ خون رز۔ گھر کا خون
 یعنی شراب۔

۳۔ رو کہ شناسم یہ بھی اسی پہلی
 کا قول ہے۔ بہلول۔ مشہور بزرگ
 گزرے ہیں۔ کہ طبق۔ یعنی اللہ
 خالق ہے تو مخلوق کو احاطہ اس سے
 قرب حاصل ہے۔

ایں نمی بنی کہ قرب اولیا
تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیا کا قرب
آہن از داود مومے می شود
حضرت داود کے ہاتھ سے لوبا موم ہو جاتا ہے
قرب حق و رزق بر جملہ ست عام
اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے
قرب بر انواع باشد اے پدر
قرب کی قسمیں ہوتی ہیں
لیک قرے ہست باز رشید را
لیکن سونے کے ساتھ صبح کا قرب ہے
شاخ خشک و تر قریب آفتاب
تر اور خشک شاخ آفتاب کے قرب ہے
لیک کو اس قربت شاخ طری
لیکن کہہ د تر شاخ کی قربت ہے
شاخ خشک از قربت آں آفتاب
اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو
بنگراں کاں شاخ خشک از قرب خود
یہ دیکھ کر صبح کے قرب سے اس خشک شاخ کے
آنچنان مستے مباش اے بے خرد
اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن
بلکہ ذال مستان کہ چوں مے میخورند
بلکہ مستان میں سے (ن) کہ جب شراب پیتے ہیں
اے گرفتہ ہچمو گر بہ موش پیر
اے وہ کہ جس نے لمبی کی طرح بڑھا چوہا پکڑا ہے
اے نخورہ از خیال جام ہچ
اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا

۱۔ کاروبار شان و شوکت یعنی
لہذا کا قرب محض خالق مخلوق والا
قرب نہیں ہے وہ حاصل قرب ہے
آہن حضرت داود کو جو قرب الہی
حاصل تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے
ہاتھ میں لوبا موم بن جاتا تھا۔ محض
حقیقت اور حلویت کے لعل سے یہ
بات پیدا نہیں ہوتی۔ قرب حق۔ اللہ
ہر انسان کی شریک سے بھی زیادہ اس
سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے
اعتدال سے بھی سب سے قریب ہے
یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے
گرام۔ جو اللہ کے ہمد کے مقرب
ہیں ان کو عشق کا قرب حاصل ہوتا
ہے۔

۲۔ شید خورشید کا مخفف ہے
بید ہے محل دخت سے دوسرے
دھنوں کے پھل صبح کے قرب
سے پکتے ہیں۔ بید کا قرب سے
کئی فائدہ نہیں ہے کہ شاخ تر شاخ پر
صبح کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور
پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ
کو صبح کا قرب اور خشک کر دے گا۔
۳۔ آنچنان مے۔ یہ غیر واقعی
مستی کا ظہار شرمندگی کی موجب ہوگا
بلکہ طہین کی دیوانگی غفلتوں کے
لئے باعث خشک ہے موش پیر یعنی
دنیا کی باخس دولت۔ مے یعنی
عشق۔ شرک۔ گریہ یعنی معارف
الہی اے نخورہ۔ جام حقیقت پیدا تو
دیکھناں کا تصور بھی نہیں حاصل ہوتا۔

صد کرامت داردو کارو کیا ل
سیکڑوں کرامتیں اور شان و شوکت رکھتا ہے
موم در صفت چو آہن می بود
تیرے ہاتھ میں موم لوبا ہوتا ہے
قرب دجی عشق دارند ایں کرام
یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں
میزند خورشید بر گہسارو زر
صبح پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی
کہ ازال نمود خبر مر بیدرا
کہ بید کے دھت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے
آفتاب از ہر دو کے دار و حجاب
صبح دلوں تک پہنچتا ہے
کہ شمار بیختہ از وے می خوری
کہ تو اس کے کئے پھل کھاتا ہے
غیر زو تر خشک گشتن گویاب
اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو یہ کیلئے
غیر خشکی می برد چیزے دگر
سائے خشکی کے اور کئی چیز حاصل کی؟
کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
کہ ہوش میں آئے تو شرمندگی اٹھائے
عقلہائے مخنتہ حسرت می برند
پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں
گرتوزاں مے شیر گیری شیر گیر
اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ
ہچمو مستان حقائق بر میچ
حقائق کے مستوں کی طرح نہ ہٹھ

اے تو ایس اُسو نیستت اُسو گزار

اور تو اھر کا ہے تیرا اھر گزارا بھی نہیں ہے

گہ بدیں سو گہ بدایں سوسر فشاں

کبھی اھر کو کبھی اھر کا سر جھک

چوں نداری موت ہرزہ جاں ممکن

جب تجھے موت نہیں آری ہے خود کو لوزر غلامی نہ کر

شاید ار مخلوق را شناسد او

اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے

ورزی در خیک خود پُرش گنی

تو اپنی شک میں چونک بھر رہا ہے اور اس کو پر کر رہا ہے

آچنین فرہ تن لاغر مباد

کمزور بدن والا اس طرح کا فرہ نہ بنے

کے گند چوں تاب بینداں وفا

وہ جب گری دیکھے گا وفاداری کب کرے گا۔

می فتی آنسو وایں سو مست دار

تو مستوں کی طرح اھر اھر کو گتا ہے

گر بدایں سو راہ یابی بعدازاں

اگر اس کے بعد تو اس طرف رہ پایا ہو جائے

جُملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزین

تو بالکی اس جانب کاہ ہے اس جانب کی گپ نہ مند

آں خضر جاں کزا جل نہر اسد او

وہ خضر کی جان والا جزوت سے نہ گھبرائے

کام از ذوق تو ہم خوش گنی

ذہی ذوق سے تو طلق کو خوش کر رہا ہے

پس بیک سوزن تہی گردی زباد

تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا

کوزہ سازی زبرف اندر شتا

تو جلاڑوں میں برف سے پالے بناتا ہے

افتادین شغال س درخم رنگ و رنگیں شدن وے دو عولے

گیند کا رنگ کے شکے میں گر جاتا اور اس کا رنگین ہو جاتا اور

طاووسی نمودن در میان شغلاں دیگر

گیندوں میں نمودنے کا کوئی کرنا

اندال خم کر دیک ساعت درنگ

وہ اس شکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا

کہ منم طاووس علیین شدہ

اس نے کہا کہ میں تو جنت کا مہر ہو گیا ہوں

آفتاب آں رنگہا بر تافتہ

سورج نے ان رنگوں کو چکا دیا تھا

خوشتن را بر شغلاں عرضه کرد

اپنے آپ کو گیندوں پر پیش کیا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ

وہ ذیل گیند رنگ کے شکے میں (گر) گیا

پس برآمد پوستش رنگیں شدہ

پھر نکلا تو اس کی کھال رنگین ہو گئی تھی

پشیم رنگیں رونق خوش یافتہ

رنگیا بالوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی

دید خود را سرخ و سبز و ولور و زرد

اس نے اپنے آپ کو سرخ اور سبز اور لال اور پیلا دیکھا

۱۔ ایں سو۔ عالمِ ہاوت۔ آنسو۔

عالمِ ملکوت۔ گردیں سو۔ اگر انسان

حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر عشق

سے دھڑ کرے چوں غلامی۔ جب

موت کا وقت نہیں ہے تو خود کو وہ

اپنے اوپر نزعِ طہاری کرتا حماقت

ہے۔ اُن خضر جاں۔ یعنی نقی اللہ

کے مقام پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ

پہچانے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ خیک۔ شک۔ پس۔ مست

حق کی تکلیف سے نہیں گھبراتا فرضی

شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف خارج

کر دیتی ہے کوزہ برفانی لگوں

میں موسمِ سرما میں بچے برف کے

کھولنے رہا پیتے ہیں۔

۳۔ شغال۔ گیند۔ اس حکایت کا

مقصود ہے کہ فرضی شیخ کی مثال اس

گیند کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر

مہر ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ رنگ۔

تاخیرِ طاووس۔ مہر۔ علیین۔ جنت۔

بہرِ سال۔

جملہ گفتندے شغالک حال چیست
سب نے کہا ہے حقیر گیلدا تیرے کیا حال ہے؟
از نشاط از ما کرا نہ کردہ
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے
یک شغالے پیش اُشد کاے فلاں
ایک گیلدا اس کے سامنے گیا کہ او فلاں
شید کر دی تلبہ منبر بر جہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے
بس بکوش یدی ندیدی گرمیے ۲
تو نے بہت کوش کی لیکن گرمی نہ دیکھی
صدق و گرمی خود شعار اولیاست
سچائی اور گرمی اولیاء کا شعار ہے
کالتفات خلق سوئے خود کشند
تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں
کہ تیرا در سر نشاط ملے تو یست
کہ تیرے سر میں ایک پیچہ مستی ہے
ایں تکبر از گنج آوردہ
تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے؟
شید کر دی تاشدی از خوشدلاں
تو نے مکر کیا یہاں تک کہ تو خوشدل بن گیا
تاز لاف ایں خلق را حسرت دہی
تاکہ ڈیگیں سے ان لوگوں کو حسرت طائے
بس زشید آوردہ بے شرمیے
تو نے مکاری سے بہت بے شرمی حاصل کر لی
باز بے شرمی پناہ ہر دعاست
پھر بے شرمی ہر دھوکے کی پناہ ہے
کہ خوشیم واز دروں بس ناخوشند
کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت رنجیدہ ہیں

چرب کردن مرد لانی لب و سبکت خود را ہر بامداد
ایک بچنی خدے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دہ کے چڑے سے چٹنا
پوست ونبہ و برواں آمدن میان حریفان کہ چنیں و چٹان خوردہ ام
کرنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھلایا ہے

دنبہ ۳ پارہ یافت شخصے مستہاں
ایک ذیل شخص نے دنبہ کی کھال کا ٹکڑا پالیا
در میان مُنعماں رفتے کہ من
ماددوں میں جاتا کہ میں نے
دست بر سبکت نہادے در نوید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
کایں گواہ صدق گفتار من است
کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں
ہر صباے چرب کردے سبکتاں
ہر صبح کو دھوں مونچھوں کو چٹنا کرتا
لوت چربے خوردہ ام در انجمن
ایک مجلس میں مرغن غذا کھاتی ہے
رمز یعنی سوئے سبکت بنگرید
اشادہ تھا یعنی مونچھیں دیکھو
وین نشانِ چرب و شیریں خوردن است
اور یہ بچنی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

۱ مثنوی۔ لپٹنے والا۔ کرنا۔ کھانا۔
۲ تلبہ منبر۔ چونکہ مولانا نے گیلدا سے
بھولی شیخ مراد لیا ہے لہذا اس کے لئے
منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔
۳ گرمیے۔ یعنی جتنی عشق کی
گرمی۔ شعاع۔ علامت نشان۔
چرب کردن۔ مولانا نے بھولی شیخ
کی حالت کو اس شیخی خورے کی
حکایت سے سمجھایا ہے جس کا باطن
خالی ہے ظاہر پر چٹنا چڑا ہے۔
۴ دنبہ۔ چمکلی۔ مستہاں۔
ذیل۔ سبکتاں۔ دھوں مونچھیں۔
منعماں۔ مالدار لوگ۔ لوت چربے
چکنی غذا۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیر کر اشدہ کرتا تھا کہ ان کی چٹکائی
میری گواہ ہے۔

اشکمش گفتے جواب بے طنین

اس کا پیٹ بلا آواز جواب دیتا

لاف تو مارا براتش برنہاد

تیری گتھی نے ہمیں انگڑوں پر رکھ دیا ہے

گر نبودے لاف زشتت اے گدا

اے بھکاری اگر تیری بری گتھی نہ ہوتی

راست گر گتھی و کج کم باختی

اگر تو ج بولتا اور کج گئی کا کھیل نہ کھیلتا

وَر نمودی عیب و کم کر دی جفا

اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

گفت احق کہ کج محباں گوش و دم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو ٹھنڈا ہلا

کہف اندر کثر خُشپ اے ختم

اے بے غسل! فاد کے اندر ٹھنڈا نہ ہو

وَر گنوی عیب خود بارے خمس

اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ

برسبال سے چرب خود تکیہ ملگن

اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر

گرتو نقدے یافتی ملکشاہاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کشائی نہ کر

سنگہائے امتحاں رانیز پیش

آزمائش کے پتھروں کے لئے بھی مدد پیش ہیں

گفت یزداں از ولادت تا خسین

خدا نے فرمایا ہے کہ یزدان سے موت تک

امتحان بر امتحانست اے پدر

باوا آزمائش پر آزمائش ہے

کہ اَبَادَ اللّٰہُ کَيِّدَ الْکَافِرِیْنَ

کہ اللہ کافروں کے مکر کو مہیا کرے

کاں سبال چرب تو برگندہ باد

خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑیں

یک کرے رحم آورے ہما

تو کوئی گتھی ہم پر رحم کرتا

یک طیبے داروئے ماساختی

تو ہمارے علاج کے لئے ایک طیبہ پیدا کر دیتا

ہم بدے مہملی یک آشنا

کبھی آشنا کی جانب سے مہملی ہو جاتی

يَنْفَعَنَّ الصّٰدِقِیْنَ صَلَافُہُمْ

چھوٹوں کو ان کا ج ضرور فائدہ دے گا

انچہ داری وانما و فاستقیم

جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل

از نمائش وزغل خودرا ملکشی

دیا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلا کر نہ کر

زانکہ گر بہ برد و ذنبہ لے سخن

اس لئے کہ بلی بلاشبہ چپکلی لے گئی ہے

ہست درہ سنگہائے امتحاں

راستہ میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں

امتحانہا ہست در احوال خویش

اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

يُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عِلْمٍ مَّرَّتَیْنِ

اور ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

ہیں بکتر امتحاں خود را مخر

خبردار کتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

اشکمش۔ اس کا پیٹ لاؤ تو

مونچھوں کی چکنائی اور گتھی کی جیسے

سب اعضاء بھوکے رہے تو انہوں

نے مونچھوں کو بددعا دی۔ سبال۔

سہل کی جمع، مونچھیں۔ راست۔

اگر بھوکا اظہار کرتا تو کوئی گتھی کھانا کھلا

دیتا۔

ح۔ گفت حق۔ بہت سی آیتوں کا

مضمون ہے کہ انسان کو غلط خیالی نہ کرنی

چاہئے چوں کہ ان کی چٹائی لاجلہ مفید

ہوتی ہے کہف برلی کو چھپانا چاہیے

اس کا اظہار کر کے علاج کرنا چاہیے

وگر گئی اگر انسان کا باطن برا ہو تو کم

از کم بھلائی کی گتھی تو نہ ملے

س۔ برسبال۔ مصنوعی سکی پریشانی نہ

ملنی چاہئے وہ زہل ہوگی تو رسی ملی ہو

گی جیسا کہ گتھی خوردے کے فائدہ میں

بیان ہوا کہ چپکلی کو بلی لے گئی تو وہ

رہا ہوا گرتا۔ اگر انسان کو کمال کا کوئی

مقام حاصل ہو تو اس کا غریب اظہار نہ

کرتا پھرے سنگہائے امتحان۔ یعنی

ولہاء اللہ جو کھرے کھوٹے کو پرکھ

لےتے ہیں پھر یہ ولہاء جو امتحان کی

کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا

ہے جن میں موت۔ یفتون۔ سیادت

اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے

لیکن اس طرح کی آزمائشیں مومنین

کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحاں۔ ایک

آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی

ہے کہ کوئی آزمائش میں پورا کرنے

کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ

آئی جائے۔

ز امتحانات قضا ایمن مباش ہیں ز رسوائی بترس اے خلیجہ آبش
تقدیر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو اے پیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعم باغور کہ امتحان کرد حضرت عزت
بلعم باہر کا مطمئن ہو جانا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے
اور اواز انہار و آمدہ بود
اور اس سے دعا ہے کہ تابت و اقامت؟

بلعم باغور و ہلیس لعیں ز امتحانِ آخریں گشتہ مہیں
بلعم باہر اور ملعون شیطان آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے
زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا کا امتحانہا رفت اندر ماضی
کیونکہ وہ اللہ کے داور سے بے خوف تھے کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں
عاقبت رسوائی آمد بارِ شال ایں شنیدہ باشی از اخبارِ شال
انجام نہ دے رسوا ہو گئے تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی
اُو بد عویٰ میلِ دولت می کند معذہ ۲ اش فقرتین سبکت می کند
وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جھک رہا ہے اس کا معذہ منوجھ پر لعنت بھیج رہا ہے
کانچہ پنہاں می کند پیدائش کن سوخت مارا اے خدا رسواں گن
اے خدا جو نہ چھپا رہا ہے اس کو ظاہر کر دے اے خدا اس نے ہمیں جلا ڈالا اس کو رسوا کر دے
جملہ اجزائے تنشِ حصم ویند کر ز بہارے لافِ ایشیاں درد بند
اس کے جسم کے سب اعضا اس کے دشمن ہیں موسم بہار کی شئی مانتا ہے وہ موسمِ غم میں ہیں
لاف ۳ وا داو کر مہامی گند شاخِ رحمت رازِ بنِ بری کند
شئی کرموں کو لانا دیتی ہے رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھڑا دیتی ہے
راتی پیش آریا خاموش کن وانگہاں رحمتِ بین و نوش گن
چاہے بول یا چپ نہ تب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر
آں شکمِ حصمِ سہالِ اُو شدہ وستِ پنہاں دردِ دعا اندرز وہ
وہ پیٹ اس کی منوجھوں کا دشمن بنا چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا
کاے خدا رسوا گن ایں لافِ لہام تاج بندہ سُوئے ما رحمِ کرام
کہ اے اللہ کینوں کی اس شئی کو رسوا کر دے تاکہ بھولوں کا دم ہمارے لئے حرکت میں آئے

۱۔ خلیجہ آبش۔ یعنی پیر بھائی۔
ایمن بودن۔ بلعم اور شیطان دونوں
اللہ تعالیٰ کا سامنے ہوں پر مغر ہو گئے اور
تباہ ہوئے۔ لعیں۔ ذلیل، حقیر۔
ماضی۔ گزشتہ زمانہ اور بری۔ نصیبتین
کرنے کے بعد پھر اب بھی خود سے
کافہ شروع کیا ہے۔
۲۔ معذہ ۲۔ چونکہ منوجھوں کی
جہ سے معذہ بھوکا رہا اس لئے
منوجھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ۔
معذہ کی یہ دعا ہے وہ بندہ۔ یعنی
وہ زمانہ جس کا اندازے تران کا مہینہ
ہے۔
۳۔ لاف۔ انسان کی شئی
انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے
مناہی ہوتی ہے۔ سہال۔ منوجھیں۔
لہام۔ لعلیم کی جمع۔ کینہ۔

مُستجاب آمد دعائے آں شکم
اس پیٹ کی دعا مقبول ہوئی
گفت حق گر فاقی وابل صنم
خدا نے فرمایا خواہ تو فاقی ہے اور بت پرست
تو دعا راحت گیروی شخول
تو خوب دعا کر اور یہ تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردن گربہ دُنبہ را و رُسا شدن پہلوان
بلی کا دنبہ (کی کھال) کو لے بھاگتا اور پہلوان کا رُسا ہوتا

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شول۔
امر کا صیغہ ہے شولیدن۔ دنا چلانا۔
۲۔ حضرت۔ دربار خداوندی۔
رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے
بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے
ڈر سے اس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔
یعنی وہی مجمع جہاں وہ شخی بھلاتا تھا۔
لائی۔ شخی بھلانے والا۔ بلی۔ گفت
یعنی بچے نے اپنی سادگی سے سدا قصہ
بیان کر دیا جس سے شخی خود کے
جھوٹ کھل گیا۔
۳۔ پہلوان۔ یعنی وہی شخی خور۔
اس قصہ یعنی یہ بات کہ بچے نے
جھگڑ میں جاکر لڑکھایا ہے۔ رحما۔
یعنی ان کو اس کے افلاس پر رحم آنے
لگا۔

چول شکم خود را بخضرت ۲ در سپرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا
از پس گربہ دوید آدمی گریخت
بلی کے پیچھے دوڑا وہ بھاگ گئی
آمد اندر انجمن آں طفل خور
وہ چھٹا بچہ مجمع میں آیا
گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحی بدلان
کہنے لگا کہ وہ دنبہ کی کھال جس سے ہر صبح کو
گربہ آمدنا گہانش در ربود
بلی آئی اور اچانک اس کو لے بھاگ
پہلوان ۳ در لاف گرم و ذوقناک
پہلوان نے شخی کی گرمی اور ذوق میں
مُفعِل شد در میان انجمن
مجمعہ میں شرمندہ ہو گیا
خندہ آمد حاضران را از شگفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی
دعوش کردند و سیرش داشتند
انہیں نے اس کی دعوت کی اور اس کا پیٹ بھر دیا

اُوچو ذوق! راتی دید از کرام
بے تکبر راتی راشد غلام
جب اس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا
راتی را پیشہ خود کن مدام
تاشوی در ہر دو عالم نیکنام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے
تاکہ تو ہفتوں جہان میں نیکنام ہے

دعوی طاووسی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود
اس گیند کا مہر ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے مکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
بر بنا گوش ملامت گر بگفت

اس رنگ برنگ کے گیند نے آہستہ سے
لامت گر کے کان کی لو کے پاس جا کر کہا

بنگر آخر درمن و در رنگ من
یک صنم چوں من ندارد خود شمن

آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ
یک صنم چوں من ندارد خود شمن

چوں گلستاں گشتہ ام صدر رنگ و خوش
مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

چوں گلستاں گشتہ ام صدر رنگ و خوش
مر مرا سجدہ کر مجھ سے سرکشی نہ کر

کتر فخر و آب و تاب و رنگ ہیں
فخر دنیا خواں مرا و رکن دیں

کتر فخر و آب و تاب و رنگ ہیں
فخر دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ

شان و شوکت! رفق اور چک اور رنگ دیکھ
عجے دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ

منظر لطف خدائی گشتہ ام
لوح سے شرح گبرائی گشتہ ام

منظر لطف خدائی گشتہ ام
لوح سے شرح گبرائی گشتہ ام

میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں
اللہ کی بھائی کی شرح کی تختی بن گیا ہوں

اے شغلاں ہیں تو انیدم شغال
کے شغالے را بود چندیں جمال

اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو
کسی گیند میں اس قدر حسن کہا ہوتا ہے؟

آں شغلال آمدند آنجا مجمع
ہچو پروانہ بگردا گرد شمع

وہاں سب گیند جمع ہو گئے
ہچو پروانہ بگردا گرد شمع

پس چه خوشنیت بگوائے جوہری
گفت طاووس نری چوں مشتری

پس چه خوشنیت بگوائے جوہری
گفت طاووس نری چوں مشتری

۱ ذوق راتی۔ یعنی کئی بات کو شرفاً پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا۔

۲ صباغ۔ رنگریز۔ بنا گوش کان کی گوش۔ بتوں کا پجاری۔ مظہر۔ چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اس کی کبریائی کی شرح کی تختی ہوں۔

۳ لوح۔ یعنی میرے وجود سے اس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیند جو زمین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہ طاووس کا اس مشہور ہے۔

۴ آں شغلال۔ اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو۔ آمدند۔ آئے۔ آنجا۔ وہاں۔ مجمع۔ جمع ہو گئے۔

۵ پس۔ پس۔ چه خوشنیت۔ کتنی نیک نیتی سے۔ بگوائے۔ بگوائے۔ جوہری۔ جوہری۔ گفت۔ کہا۔ طاووس نری۔ طاووس نری۔ چوں مشتری۔ چوں مشتری۔

۶ آں شغلال۔ اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو۔ آمدند۔ آئے۔ آنجا۔ وہاں۔ مجمع۔ جمع ہو گئے۔

۷ پس۔ پس۔ چه خوشنیت۔ کتنی نیک نیتی سے۔ بگوائے۔ بگوائے۔ جوہری۔ جوہری۔ گفت۔ کہا۔ طاووس نری۔ طاووس نری۔ چوں مشتری۔ چوں مشتری۔

۸ آں شغلال۔ اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو۔ آمدند۔ آئے۔ آنجا۔ وہاں۔ مجمع۔ جمع ہو گئے۔

۹ پس۔ پس۔ چه خوشنیت۔ کتنی نیک نیتی سے۔ بگوائے۔ بگوائے۔ جوہری۔ جوہری۔ گفت۔ کہا۔ طاووس نری۔ طاووس نری۔ چوں مشتری۔ چوں مشتری۔

۱۰ آں شغلال۔ اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو۔ آمدند۔ آئے۔ آنجا۔ وہاں۔ مجمع۔ جمع ہو گئے۔

بانگِ طاووساں گنی گفتا کہ لا
تو مہوں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں
خلعتِ طاووس آئند آسمان
طاووس کا لباس آسمان سے اترتا ہے
ورقو دعویٰ می گنی معنی بیدار
کہ مخور ورنہ پس گردن مختار
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر
بکواس نہ کر ورنہ کہ پھر گردن نہ کھپانا

دعویٰ گردنِ فرعون الوہیت راوشیہ کردن اورا

فرعون کا ضدی کا دعویٰ کرنا اور اس کا اس گیند کے مشابہ

بدالِ شغال کہ دعویٰ طاووسی می نمود

بتانا جس نے مہوئے کا دعویٰ کیا

۱ بانگ۔ مہر کی کک بھی بھلی
بولی ہے خلعت، مہر کو جو حسین
لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے گردن
مختار۔ انسان شرمندگی میں گردن
کھپانے لگتا ہے۔ مرغ۔ فرعون نے
اپنی داڑھی میں قیمتی موتی پور کئے
تھے۔ برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

۲ خریش۔ خری اش۔ اوسم۔ وہ
فرعون اسی گیند کی کس سے تھا جو
عامی رنگ کی چو سے اپنے آپ کو
مہر کہلاتا چاہتی تھی۔ مالے اس
فرعون پر مال و جاہ کا عامی رنگ تھا۔
افسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے
بہت سے۔ جو محض مذاق اور دل لگی
کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ منسک۔
میں کافی تحقیر کے لئے ہے۔ گلد۔
فرعون کو گلد اس لئے کہا ہے کہ وہ
حقیقت سے جی دست تھا۔

۳ مال۔ دولت انسان کا اس طرح
ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ
ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی۔ معزز ہیں۔
طاووساں۔ جو خدائق کے مالک
ہیں۔ موسیٰ حضرت موسیٰ اور ہارون
نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر
دیا۔

بچو فرعون مرصع کردہ ریش
فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جڑاؤ کرنا کر
اوہم از نسلِ شغالِ مادہ زاد
وہ بھی گیند ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا
ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد
جس نے اس کا مال اور دولت دیکھا سامنے اس کو سجدہ کیا
گشت متک آں گلدائے ژندہ دلق
وہ پھٹی گڈی والا فقیر مست ہو گیا
۳ ہمار آمد کہ دروے زہر ہاست
مال سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں
ہائے اے فرعون ناموسی ممکن
انہوں اے فرعون! معزز نہ بن
سوئے طاووساں اگر پیدا شوی
اگر تو مہوں کے سامنے آئے گا
موسیٰ و ہارون چو طاووساں بوند
حضرت موسیٰ اور ہارون جتنک مہو تھے
پڑ جلوہ برسر و رُویت زوند
انہوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

زشتیت پیدا شد و رسوائیت
تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہو گئی
چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب
جب تو نے کوئی دیکھی کھوئے سبکی طرح سیاہ پر گیا
لے سبک گرگین زشت از حس و جوش
اے بھدے رگ نما کتے حس اور جوش میں
عزّہ شیرت بخوہد امتحان
شیر کی گرج تیرا حمان لے لے کی
اے شغالی بے جمال و بے ہنر
اے بدصحت بے ہنر گید
زانکہ طاووساں کندت امتحان
کیونکہ مور تجھے آزمائیں گے

تفسیر و تفسر فتنہم فی لحن القول در بیان امتحان منافقان
”مور تم ان کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے“ کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

گفت یزداں مرنبی را در مساق
نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سابق میں بتا دی
گر منافق زفت باشد نغزو ہول
خوہ منافق مونا خوبصورت اور بابرعب ہو
چوں سفالین کوزہا را میزری
جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے
می زنی دستے بران کوزہ چرا
تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں دلاتا ہے؟
بانگ اشکتہ در گوں می شود
نوتے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے
بانگ می آمید کہ تعریفش کند
آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

یک نشان سہل خرز اہل نفاق
منافقوں کی ایک آسان پہچان
واشناسی مرورا در لحن و قول
تم اس کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے
امتحانے می گئی اے مشتری
اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے
واشناسی از طنین سہ اشکتہ را
تاکہ تو آواز سے نوتے ہوئے کو پہچان لے
بانگ چاودش ست پیشش می رود
آواز نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے
ہمچو مصدر فعل تصریفش کند
جیسا کہ مصدر ہے فعل اس میں تفسیر کر دیتا ہے

ان نقش شیری۔ جھوٹی شیری باطل
مہو گئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے
سبک۔ فرعون کو خطاب ہے غرور
شیر ہے پر امتحان ہو گا کہ شیر کی سی
دروک بھی ہے انہیں۔
یعنی سیاق کلام اللہ
بعض نسخوں میں لفظ مشتاق ہے جس
کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی
مرا و قرآن پاک ہے گر منافق۔
اگر چند منافقوں کی ظاہری مسدست کی
معلوم ہو گی لیکن ان کی آواز ان کی
حقیقت کھل جائے گا۔ چوں
سفالین۔ براس کی مثال ہے کہ آواز
سے حقیقت کھل جاتی ہے
سہ طنین۔ جھنناٹ۔ چاودش
نقیب جو بادشہ کے آگے چلتا ہے
آواز بھی حقیقت کے لئے پیش رو
ہے۔ ہمچو مصدر فعل پر نظر کر لی
جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصدر بھی
معلوم ہے جیسا کہ قلم اور قیام ہے
قلم میں دو الفاظ سے بدلا ہے تو قیام
میں طاووس سے بدلا ہوا۔

چوں حدیثِ امتحانِ اربعی نمود
جب امتحان کی بات سامنے آئی
پیش ازیں زانِ گفتہ بودم اندکے
اس سے پہلے میں نے تمھوڑا سا کچھ دیا تھا
خواتم گفتن درآں حقیقتہا
میں اس میں کچھ تحقیق بیان کرنا چاہتا تھا
جملہ دیگرز بسیارش قلیل
اس کے بہت سے میں سے کچھ توڑا سادہ و جملہ
گوش گن ہاروت و ماروت را
سن لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحانِ حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

گوش دل را یک نفس ایں سوبدار
تمھوڑی دیر کے لئے کان کو اس طرف متوجہ کر
مست بودند از تماشائے الہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے
آپنچیں مستی ست ز استدراج حق
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوئی ہے
دانہ دامن چنیں مستی نمود
اس کے جال کے دانہ نے ایسی مستی دکھائی
مست بودند و ہیدہ از کمند
وہ مست تھے اور ہیندے سے آڑو تھے
یک کمین و امتحان در راہ بود
ایک گھٹا اور امتحان راستہ میں تھا
امتحان میکرد شان زیر و زبر
امتحان ان کو الٹ پلٹ کر رہا تھا

یا دم آمد قصہ ہاروت و ماروت
مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا
خود چہ گویم از ہزارش یکے
میں کیا کہوں اس کے ہزاروں میں سے ایک
تا کنوں و ماندم از تعویقہا
لیکن رکھوں کی وجہ سے اب تک رکھا
گفتہ آید شرح یک عضوے ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاشمی کے ایک عضو کی شرح ہوگی
اے غلام و چاکراں ماروت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور غلام ہیں

۱۔ امتحان آزمائش سے دھواں کی
بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ یاد آگیا
چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رکھا اور
ذہیل ہوئے ہیں۔ از ہزاروں۔
ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار
میں سے بہت تمھوڑا بیان کیا تھا
خواتم۔ ہاروت و ماروت کے قصے
کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن
مولانا پیش آگئے تھے۔

۲۔ شرح یک عضو صرت اس
قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاشمی کے کسی
ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔
زوت نہوے تو اسرارِ پادشاہی را۔
استدراج۔ وہ کشف و کلمات جن
میں پھنس کر اور جن سے مغرور ہو کر
ساک جلاہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ معراج حق۔ جبکہ استدراج
کی مستیاں بھی اس قدر ہیں تو پھر
حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانہ
ہے۔ دانہ دامن۔ یعنی استدراج کی
مستیاں۔ مست بودند ہاروت و
ماروت استدراج کی مستیوں
میں۔ دھوٹ ہو گئے تھے۔
صرصرش۔ امتحان کی آندھی بڑوں
بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

تا گویم باتو از اسرار یار
تاکہ میں تمھے سے دست کے کچھ نہ بیان کروں
وز عجاہمبائے استاد راج شاہ
اور شاہ اللہ کے غائب کی ڈھیل سے
تاچہ مستیہا دہد معراج حق
تو اللہ تعالیٰ کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا؟
خوان انعامش چہاد اند کشود
اس کے انعام کا خون کہ قدر مستیاں پیدا کرتا جانتا ہوں گا
ہائی و ہوئے عاشقانہ می روند
عاشقوں کی طرح ہائے وہا کے نعرے لگاتے تھے
صرصرش چوں کاہ گہ را می ربود
جس کی آندھی پہاڑ کو نیچے کی طرح لے لڑی
کے بود سرمست رازنہما خبر
مست کو اس کی کب خبر ہوئی ہے؟

خندق اور میدان بہ پیش او کیے ست چاہ و خندق پیش او خوش مسلک ست
خندق اور میدان اس کے سامنے یکساں ہیں کھل اور خندق اس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بُز از دیدن بز مادہ و جستن او کوہ مقابل
بکری کو دیکھ کر بکرے کی مستی اور اس کا بالمقابل پہاڑ پر کوہا

آں بُزے کو ہی براں کوہ بلند پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر
خوارک کے لئے بے شقت دھڑا ہے

تہلک چنید بہ بیندنا گہاں بازِ دیگرز حکم آسماں
آسمان کے حکم سے ایک دھرا کھیل

مادہ بُز بیند براں کوہ دگر ہرے پہاڑ پر کوہ پڑتا ہے
برجہد سر مست زیں کہ تابداں

مست ہو کر اس پہاڑ سے اس پہاڑی پر کوہ پڑا ہے
کہ دودین گری بالوصہ سرا

جیسا کہ گھر کے چوچے کے چادوں طرف دھڑا تاز مستی میل جستن آیدش
یہاں کہ کسی کی جہت اس کی خوش ملتا ہے

درمیان ہر دو کوہ بے آماں دونوں بے پناہ و پہاڑوں کے درمیان
خود پناہش خون اور ار میختہ

پناہ نے اسی اس کا خون بہا دیا انتظارِ اس قضاے باشکوہ
اس پر شکوہ قضا کے انتظار میں

ورنہ چالاک ست و جست و خصم بین ورنہ چالاک اور جست ہے اور دشمن کو دیکھ لینے والا ہے
دام پاگیرش یقین شہوت بود یقیناً شہوت اس کے پائوں کا جاں ہوتی ہے

رستم خولہ مع سر اور مونچھوں کے ہو

۱ خندق۔ مست گڑھے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے مستی۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

۲ خوردی۔ خوراک۔ علف۔ گہاں۔ چشم اور یعنی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے بالوصہ۔ چوچہ۔ سر مکان۔ کوہ بے لال۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ۔ نشست کا مختلف ہے۔ شکوہ۔ شتان و شوکت۔ دبدب۔

۳ باشد۔ پہاڑی بکرا اسی طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے خصم بین۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ باسرو سبکت یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

ہچو من از مستی شہوت بُر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا
بازاں مستی شہوت در جہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی
مستی آں مستی ایں بشکند
اس کی مستی اس کی مستی کو فنا دیتی ہے
آب شریں تاخوردی آب شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھادی پانی
قطرہ از یاد ہائے آسمان
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ
تاچہ مستیہا بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں
کہ بوی دل درآں مے بستہ اند
کہ انہوں نے خوشبو کے محل میں شراب سے بستی کر لیا ہے
جو مگر آہنا کہ نومیدند و دور
سوائے ان کے جو مایوس اور دور ہیں
نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را و غیرت حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس مستیہا بگفتند اے دروغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے فرسوس
گستریدے دریں بیداد جا
ہم اس کی ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے
عدل و انصاف اور عبادات و وفا
عدل اور انصاف اور عبادت اور وفا

پیش پاتاں دام ناپیدا بسے ست
پیش تمہارے پاؤں کے گائے بہت سے چھپے ہوئے جاں ہیں
ایں بگفتند و قضای گفت الیست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی غمیر جا

۱۔ قدر فرشتوں کی مستی مشہور
ہے ملک فرشتوں کی قرب الہی سے
جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی
اس کے سامنے سچ ہے مستی آں۔
جس شخص کی قرب الہی کی مستی حاصل
ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی
طاری نہیں ہوتی۔ آب شریں۔
خدا کی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال
شیریں پانی اور کھادی پانی ہے۔
۲۔ تاچہ فرشتوں اور راجوں کو
قرب الہی کی لکھی مستی حاصل مہلتی
ہے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہو
جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے سبب
نہ وہ ختم نہ ہوتے ہیں جو مگر کفار کی
روحیں قرب الہی کی مستی سے محروم
ہیں۔ تمنا کردن۔ قرب الہی سے جو
مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات
استدیان ہوتا ہے اس سے ہوشیار ہونا
چاہیے اس مستی میں کوئی غلط قدم نہ
اٹھانا چاہیے۔

۳۔ جس مستیہا ہاروت و
ماروت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا
جس کا بد انجام بگھٹنا پڑا
گستریدے کے انسانوں نے دنیا میں
ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے
تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر
دیتے۔

ہیں! مرو گستان در دشتِ بالا
خبردار مصیبت کے جنگل میں لا پڑی سے نہ جا
کہ موی و استخوان ہالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے ہاں ابھیڈیوں سے
بجملہ رہ استخوان و موی و پے
سادے راستہ میں ہڈیاں، بال اور پٹھے ہیں
گفت حق کہ بندگانِ بختِ عون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد الہی کے ساتھ بندے
پا برہنہ چوں رود درخار زار
کانٹوں کے جنگل میں، نئے پاؤں کیسے چلے
ایں قصای گفت لیکن گوشِ شال
تقاً یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان
چشمہا و گوشہارا بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں
جو عنایت کہ کشاید چشم را
خدا کی مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھل سکتا ہے
جہد بے توفیق جاں گدن بُود
بے توفیق خدا کوشش جان کو فنا کرنا ہے
جہد بے توفیق خود کس رامباد
خدا کرے کسی کی کوشش، بے توفیق نہ ہو
خواب دیدنِ فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آل
خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اس کو روکنے کی تدبیر کرنا
جہدِ فرعون نے جو بے توفیق بُود
ہر چہ اُمی دُختِ آلِ تفتیق بُود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی
جو کچھ میتا تھا وہ بھڑانا تھا

۱۔ ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ موی۔ آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغِ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَصَلَاةُ الرَّحْمَنِ الْفَرِیْدُ عَلٰی الْاَرْضِ ہونا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکساری سے چلے ہیں۔

۲۔ پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی راہی میں سوچ کچھ فرقہ و فرقہ سے آٹھاتے ہیں۔ اس قصہ۔ قصا ہوت اور کس کس کی لیکن انہں نے کان بند کر لئے تھے۔ گوشہ۔ آنہا۔ جن لوگوں نے خوری کو مٹا دیا ہے ان کے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ جو عنایت۔ عنایت خداوندی ہی آنکھیں کھلتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضب الہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہد بے توفیق۔ جب تک توفیق خداوندی میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔ آلِ فرعون۔ ایک غلہ ہے جس کا دان بہت چھٹا ہوتا ہے اسکو چھٹا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیق خداوندی چونکہ فرعون کے شال حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش کو روکنے کی اس کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ تفتیق۔ بھڑانا۔ جبا کرنا۔



از منجم ۱۔ بود در حکمش ہزار
اس کے علم میں ہزاروں نجی تھے
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب
حضرت موسیٰ کی تشری آہی ان کو خواب میں مکائی تھی
باعتبر گفت وبا اہل نجوم
اس نے تعبیر دیے والوں اور نجومیوں سے کہا
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم لکھی تدبیر کریں گے
تاریخ آں شب کہ مولد بوداں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو محل ٹھہرنے کی تھی
کہ بروں آندآں روز از پگاہ
کہ اس بصر صبح سے باہر لگا دیں
پس بفرمودند در شہر آشکار
پھر انہوں نے علم دیا کہ شہر میں علانیہ
اصلاً ۲۔ اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے
تا شمار را رُو نماید بے نقاب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدہ کرانے
کاں اسیراں را بجز دوری نبود
کیونکہ یہ اسیرانہیں کے لئے ہی کے سوا کچھ تھا
گرفتار دندے برہ در پیش او
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آجاتے
یائے ۳۔ آں بد کہ نہ بیند بچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی اسرائیلی نہ دیکھے
بانگ چاوشان چوں در رہ بشنوند
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معتبر نیز و سلاز بے شمار
تعبیر دیے والے اور جانور بھی بے شمار تھے
کہ گند فرعون و ملکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دیئے
چوں بود دفع خیال و خواب شوم
منہوں خیال اور خواب کا دفع کیسے ہو؟
راہ زاون را چو رہزن می زینم
ڈاکو کی طرح اس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے
رہی ایں دیدندآں فرعونیاں
ان فرعون والوں کی یہ بات ہوئی
سوئے میداں بزم و تخت بادشاہ
میدان میں تخت شاہی اور صبار
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں
شاہ می خواند شمار از اں مکان
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے
بر شما احساں گند بہر ثواب
نیکی کی غرض سے تم پر احسان کرے
دیدن فرعون دستوری نبود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا
بہر آں یائے بیفتندے برو
اس قانون کے مطابق وہ اندھے لیٹ جاتے
در گہ و بے گہ لقائے آل امیر
وقت بے وقت اس امیر فرعون کا دیدار
تانہ بیند رُو بدیوارے کنند
منہ دیدار کی طرف کر لیں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱۔ منجم۔ ستاروں کی گردش سے
آنے والے حالات کو بتانے والا۔
معتبر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔
مقدم۔ آنا۔ جملہ سب منہوں اور
مجرسوں نے کہا ہم اس بچہ یعنی موسیٰ
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے اور
اسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی
عورت اس رات کو حاملہ نہ بن سکے
مولد۔ یعنی استقر ارجل۔ فرعونیاں۔
منجم اور مجر۔ پگاہ۔ صبح۔ شہر یار۔
بادشاہ۔

۲۔ اصلاً۔ کھانے یا آگ تاجے کا
اعلان۔ اسیران۔ قیدی یعنی بنی
اسرائیل چونکہ اس سے پہلے وہ فرعون
ہر طرح کی بیچارہ لیتے تھے۔ یار۔
قانون نرم۔

۳۔ یائے۔ اسرائیلیوں کے لئے یہ
قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر
سکیں۔ اسیر۔ یعنی اسرائیلی۔ لقائے۔
دیدار۔ چاوشان۔ چادر کی جمع
ہے۔ قیب۔ زدیوارے۔ یعنی اس
کار فرعون کی طرف منہ ہے۔

ورنہ بیند روئے او مجرم بُود انچہ بدتر بر سرِ اوآں رَوَد
اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو قصہ وار ہو گا جو بدتر و سزا ہو گی اس کو وہ دی جائے گی
بودشال حرص لقاے ممتنع چوں حرصِ ست آدمی فیما منع
منوع دیدار کی ان کو تمنا تھی کیونکہ جس چیز سے انسان کو دکھا جائے وہ اس کا حرص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون
منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا بنی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد منادی در محلتہا رَوَاں بانگ میز و گویو شادی کنال
منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا خوشی خوشی گلی و گلی اعلان کرتا تھا
کالے سیرال موئے میدال گہ رَوید کز شہنشاہ دیدن و جود دست اُمید
اے قیدیو (اسرائیلوں) میدان کی طرف چلو کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے
چوں شنیدند مژدہ اسرائیلیاں تشنگاں بودند ولس مشتاقِ آل
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی پیاسے تھے اور اس کے بہت مشتاق تھے
حیلہ را خوردند آل سوتا ختند خویشتن را بہر جلوہ ۲ ساختند
چکہ کھا گئے اور اس طرف دوڑ پڑے انہوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر لیا
از غرض غافل بُدند و بے خبر وز طمع رفتند بیروں سر بسر
مقصد سے غافل ، اور بے خبر تھے سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل
مثلاً ایک حکایت

بچنیاں کا بیجا مغول ۳ حیلہ داں گفت می جویم کسے از مصریاں
ایسے ہی یہاں ایک حید گر مغل نے کہا میں مصریوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں
مصریاں را جمع آرید ایں طرف تاہر آید آنکہ می جویم بکف
اس طرف مصریوں کو جمع کر لو تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آ جائے
ہر کجا بُد مصریئے جمع آمدند در بر آں میریک یک می شدند
جہاں بھی کوئی مصری تھا سب جمع ہو گئے ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آ گئے

۱۔ بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دکھ لیتا تھا اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ گز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئے گا اور فرعون بخشش بھی کرے گا۔
۲۔ جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔
حکایت۔ اس حکایت میں بتلایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کے لئے ان کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تباہی مغل نے مصریوں کو بل کرنے کے لئے ایک حیلہ سے میدان میں جمع کیا تھا۔
۳۔ مغول۔ داؤ کے اٹھانے کے ساتھ بڑھا جائے۔ بوزن یعنی اسی لئے اس کو مغل بھی لکھتے ہیں ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ بغل، آغوش

ہر کہ می آمد بگفتان نیست این
جو بھی آتا اس کے بارے میں کہتا یہ نہیں ہے
تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے
شومی! آنکہ سوئے بانگ نماز
ایک بدعتی یہ تھی کہ اذان کی جانب
دعوت مکارشاں ندر کشید
مکار کی دعوت نے ان کو اندر کھینچ لیا
بانگ درویشاں و محتاجاں نیوش
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے
گر گدایاں! طالع اندوزشت خو
فقیر خولہ لالچی اور بدعات ہوں
در تگ دریا گہر با سنگہاست
دیا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں
پس بجو شیدیند اسرائیلیاں
اسرائیلی نوٹ پڑے
چوں ۳ حکمت شاں بمیدان برداو
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
کرد ولداری و بخششہا بداد
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
اس کے بعد ان سے کہا اپنی روح کی تفریق کر لے
پاخش داوند کہ خدمت کنیم
انہوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے

ہیں در آ خولجہ دراں گوشہ نشین
خولجہ اس گوشے میں بیٹھ جا
گردن ایشاں بدیں حیلہ زدند
انہوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گردن اڑادی
داعی اللہ را نبر دندے نیاز
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے
انکذا را ز مکر شیطان اے رشید
اے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے مکر سے بچ
تاگیر د بانگ محتالیت گوش
تاکہ کسی حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے
در شکم خوراں تو صاحب دل بجو
خولہ پیڑ ، تو صاحب دل کی جستجو کر
فخر ہا اندر میان تنگہاست
فخر کی باتیں عاد کی باتوں کے درمیان ہیں
از پگہ تا جانب میداں دواں
صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے
رہی خود نمودہ شاں بس تازہ رو
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
ہم عطا ہم وعدہا کرداں قباد
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
جملہ در میداں تحسید لبشباں
آج کی رات سب میدان میں سو جاؤ
گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم
اگر آپ چاہیں گے ہم ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

۱۔ شومی۔ مصریوں کا قبل عام اس
لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔
داعی اللہ مؤذن۔ مکار۔ یعنی دہی
مغل۔ بانگ درویشاں۔ عذاب الہی
سے نجات کا باعث جس طرح مؤذن
کی پکار کو قبول کرتا ہے اسی طرح
فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا
بھی ہے محتال۔ فریبی حیلہ کر۔
۲۔ گر گدایاں۔ انکی دنیا دار
فقیروں میں کوئی صاحب دل بھی ہوگا
لہذا سب کی خدمت کرو۔ گہرا
سنگہا۔ دریا کی تہ میں نگر پڑے بھی
ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ پگہ پگہ
صبح۔

۳۔ چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع
ہونے کے بعد فرعون نے ان کو اپنا
دیدار کر لیا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ
اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر
بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جان تاں
یعنی تفریق نہ طے کر۔ مہ۔ ایک مہینہ۔



باز کشتن فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق
حل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی عورتوں سے جدا کر دینے پر
بنی اسرائیل از زنانِ شامِ در شبِ حمل
فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

شہرِ شادمانہ باز آمد شادماں
بادشاہ خوش، خوشی رات کو واپس لونا
خارشِ عمراں بد اندر خد متش
اس کا خرابی عمران اس کی خدمت میں تھا
گفت اے عمراں بریں در شپ تو
اس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا
گفت چشمِ ہم بریں در گاہ تو
اس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا
بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں
عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا
کہ گماں بردے کہ او عصیاں گند
وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) کا فرمایا کریگا
ایمن از عمراں بدو افعال او
وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے مطمئن تھا
خود کجا در خاطر فرعون بود
خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی
جمع آمدنِ عمران بمارِ موسیٰ و حاملہ شدنِ مادرِ موسیٰ علیہ السلام
عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ جماعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہ برفت و او برآں در گاہِ خفت
بادشاہ چلا گیا اور وہ عمران اس درگاہ پر سو گیا
زن برو افتاد بوسید آں لبش
یہودی ابی پر لٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا
نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ بخت
آجی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس یہودی آگئی
برجہا نیش ز خواب اندر شبش
اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

۱۔ شہ شادمانہ بادشاہ تمام اسرائیلیوں کو میدان میں سلا کر بہت مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ملک کو زیور و زبر کرنے والے بچہ آج رات حمل قرار پاتا تھا اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا ہیں حمل نہ قرار پاسکے گا۔ خان۔ خرابی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے والد جو اسرائیلی تھے۔ قرین۔ ساگی۔ بریں۔ یعنی فرعون کا دروازہ۔ زن۔ یہودی۔

۲۔ دل بود چاں۔ یعنی عمران سے فرعون کو بہت زیادہ حلق تھا۔ عصیاں۔ نافرمانی۔ انچہ۔ یعنی اپنی یہودی سے محبت فرعون کی جان اور سلطنت کی برابری کا سبب ہوگا۔

۳۔ آنچیں۔ فرعون کو یہ خیال تھا کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور بردباری ہے جو قوم عاد و ثمود کے لئے مقدر تھی۔ خفت۔ یعنی عمران کی یہودی۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش
وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی
عمران نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟
وہ کشیدش در کنا راز مہر مرد
مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا لیا
بُھفت شد با او لمانت را سپرد
بُھفت شد با او لمانت را سپرد
اس کے ساتھ محبت کی اور لمانت سپرد کر دی
آئے برسنگ زد زاد آتش
آئے برسنگ زد زاد آتش
لوہا پتھر سے کلکلا، آگ پیدا ہو گئی
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پودا ہے
مات و برد از شاہمی داں اے عروں
مات و برد از شاہمی داں اے عروں
اے بیوی! ہار ہار جیت شاہ کی جانب سے مجھ
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا
وہیت کردن عمران بُھفت را بعد از مجامعت
وہیت کردن عمران بُھفت را بعد از مجامعت
محبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آتا

وا گمرداں پیچ زہنہا دم مزن
کچھ نہ کھلنا، اس بارے میں دم نہ ملنا
عاقبت پیدا شود آثار ایں
عاقبت پیدا شود آثار ایں
انجام کار اس کے آثار ظاہر ہوں گے
در زماں از سوائے میدان نعرہا
در زماں از سوائے میدان نعرہا
اسی وقت میدان سے بہت سے نعرے
شاہ لڑاں ہیست برونِ حُست آل زماں
شاہ لڑاں ہیست برونِ حُست آل زماں
شاہ فوراً اس خوف سے باہر آیا
تا نیاید برمن و تو صد خون
تا نیاید برمن و تو صد خون
تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ لوٹ پڑیں
چوں علامتہا رسد اے نازنین
چوں علامتہا رسد اے نازنین
اے نازنین! جب علامتیں سامنے آئیں گی
می رسید از خلق و می شد بر ہوا
می رسید از خلق و می شد بر ہوا
لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے
یا برہنہ کایں چہ غلغلہا ست ہاں
یا برہنہ کایں چہ غلغلہا ست ہاں
مجھے پاؤں کے ہاں یہ شور وغل کیسا ہے

۱۔ خوش۔ خوبصورت۔ لبش۔ یعنی بیوی کے ہونٹ۔ بر نیامد۔ یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ لمانت۔ یعنی حضرت موسیٰ کا محل۔ ایں کار۔ یعنی حضرت موسیٰ سے حاملہ ہو جانا۔ آتش۔ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جعفر عون کی جانی کا سبب ہوئی۔ ۲۔ کیوں کش۔ بدلہ لینے والا۔ برد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مہرے پٹ جائیں یہ آگہی مات ہوتی ہے۔ مات۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے۔ فوس۔ فوس۔ ۳۔ مجامعت۔ ہمبستری۔ زہنہا۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ در زماں۔ یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

از سوائے میدان چبا نگ دست غریو کزنہ پیش می رند جتی و دیو
میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟ کہ اس کے ڈر سے جن اور بصوت بھاگ رہے ہیں
گفت اے عمرال شاہ مارا عمر باد قوم اسرائیلیا نند از تو شاد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر دلاز ہو اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے
از عطلائے شاہ شادی می کنند قص می آرد و کفہای زند
بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں تاج رہے ہیں اور تالیان بجا رہے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غر یو و غوغا

فرعون کا شور اور غل اور غوغا سے ڈرنا

گفت باشد کایں بود نما و لیک و ہم و اندیشہ مرا پُر کرد و نیک
اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے
ایں صدا حال مرا تغیر کرد از غم و اند وہ تخم پیر کرد
اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے غم اور کڑے فکر سے مجھے بوزھا کر دیا ہے
پیش می آمد سپس می رفت شہ جملہ شب او بہجو حامل وقت زہ
بادشاہ آگے آنا پھر واپس ہو جاتا تمامات وہ بچنے کے وقت حاملہ (حضرت) کی طرح رہا
ہر زماں می گفت اے عمرال مرا سخت از جا بردہ است ایں نعرہا
ہر لمحہ گہتا اے عمران! مجھے ان نغروں نے بہت بے چین کر دیا ہے
زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا باز گوید اختلاط بخت را
عمران پیچھے کا دل گمراہ نہ تھا کہ بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا
چوں زن عمرال بعمرال در خزید تاکہ شد استارہ موسیٰ یدید
جب عمران کی بیوی عمران سے چینی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا
ہر پیغمبر ۳ کا نند آید در رحم نجم اوبر چرخ گرد و ہم
ہر پیغمبر جو رحم (مادر) میں آتا ہے اس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں منجمان کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں ستارہ اش کوری فرعون و مکر و چارہ اش

آسمان پر ان موسیٰ کا ستارہ نمودار ہوا فرعون اور اس کے مکر و تدبیر کے خلاف

اُگفت عمرال۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر تاج گارے ہیں۔ گفت۔ فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شوشی وہی ہے جو جوئے نے تہائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد۔ بادشاہ فکر میں تمام رات اندھا بہرا تا جا تا رہا۔ ۲ زہرہ عمران کی یہ بہت تو زنجی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قرار پانا تھا اور بتا دیتا۔ چوں زعمران۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔ ۳ ہر پیغمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوا ہے اس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے کوئی۔ اندھا پرنسپل مقصد کے خلاف۔

روز شد گفتش کہ اے عمرال برو
 دن ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہا ہے عمران بجا
 راند! عمرال جانب میدان و گفت
 عمران نے میدان کی جانب سوری ہانگی اور کہا
 ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک
 ہر نجوی ننگے سر، کپڑے پٹھے ہوئے
 ہنجو اصحاب عزا آوازِ شال
 ماتم کرنے والوں کی طرح ان کی آواز
 ریش و مو برگندہ رو بدریدگاں
 داڑھی اور بال اکھاڑے ہوئے منہ نوچے ہوئے
 گفت خیرست ہنچہ آشوب ست دجال
 اس (عمران) نے کہا نہیں یہ کیا کہرام اور حال ہے؟
 عذر آور دند و گفتند اے امیر
 انہوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!
 ہمہ کر دیم و دولت تیرہ شد
 ہم نے یہ سب کچھ کیا اور اقبل دولت تارک ہو گیا
 شب ستارہ آں پسر آمد عیال
 رات اس بچے کا ستارہ نمودار ہو گیا
 زد ستارہ آں پیمبر برسما
 اس پیغمبر کا ستارہ پر نمودار ہوا
 بادل خوش شاد عمرال و زنفق
 عمران خوش دلی کے ساتھ نفق سے
 کرد عمرال خویش پر خشم و ترش
 عمران نے اپنے آپ کو ترش و روغضبناک بنایا
 خویشتن را انجمی کرد و براند
 اپنے آپ کو نااہل بنایا اور چل دیا

واقف! آں غلغل و آں بانگ شو
 اس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر
 ایں چہ غلغل بود شہنشہ خفت
 یہ کیا شور تھا کہ بادشاہ نہ سوسکا
 ہنجو اصحاب عزا بر فرق خاک
 ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)
 بد گرفتہ از فغان و سازِ شال
 چلانے بندہ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے
 خاک بر سر کرد پر خوں دیدگاں
 سر پر خاک ڈالے ہوئے، آنکھیں پر خون
 بد نشانی می دہد منخوس سال
 منخوس سال بری علامت دکھا رہا ہے
 کرد ما را دست تقدیرش اسیر
 ہمیں اس (اللہ) کے دست قدرت نے قیدی بنالیا
 دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
 بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا
 کوری ما بزجین آسمان
 آسمان کی پیشانی پر ہماری کمرنگیوں میں دھول جھونک کر
 ما ستارہ بار گستیم از بکا
 ہم نے رو رو کر ستارے آنسو برسائے
 دست بر سر می بز دکاہ الفراق
 سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"
 رفت چوں دیوانگاں بے عقل و دُش
 دیوانوں کی طرح بے عقل و دھول دھوپ ہو گیا
 گفتہائے بس خشن بر جمع خواند
 مجمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱۔ واقف۔ باخبر۔ راند عمرال۔
 عمران نے میدان میں جا کر ہنجوں
 سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔
 غزل ماتم، سوگ میں لوگ کپڑے
 پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں
 اور پیچ و پکار سے ان کی آوازیں بچھ
 جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ۔ پریشانی۔
 کرد مار۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز
 کر دیا اور ہم بچی کی پیدائش کو نہ روک
 سکے اور بچہ جو دیش آ گیا۔
 ۲۔ شب۔ رات کو بچی کی پیدائش
 کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے۔ کوری۔ یعنی
 ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ۔ باب۔ یعنی
 ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے
 ہیں۔ بکا۔ روننا۔ بادل خوش۔ عمران
 بچی کی پیدائش سے خوش تھے لیکن
 بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔
 ۳۔ الفراق۔ یعنی اب سلطنت
 و دہم برہم ہو جائے گی۔ کرد عمران۔
 عمران نے اپنے اوپر ظاہری غم و غصہ
 طاری کیا ہنجوں کو برا بھلا کہا اور وہ
 میدان سے واپس لوٹ آئے۔

خویشترن را ترش و غمگین ساخت او
 اس نے اپنے آپ کو ترش و غمگین بنایا
 گفت ایشاں شاہ مرا فریاد بختید
 بولا تم نے میرے بادشاہ کو فریب دیا
 سوئے میدان شاہ را از غمگین
 تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے
 دست بر سینہ نہا دید از ضمناں
 ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا
 عاقبت ز رہا تلف شد کار خام
 آخر کار دوسرے برباد ہوا کام اٹھوا رہا
 چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ
 جب اس نے سنا غصہ سے اس کا منہ کالا پڑ گیا
 گفت ایشاں را کہ ہیں اے خاٹناں
 شاہ نے ان بچوں سے کہا کہ ہاں اے خاتونا
 خویش را در مضحکہ انداختیم
 ہم نے اپنی مذاق اڑائی
 تا کہ امشب جملہ اسرائیلیاں
 حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی
 مال رفت و آبرو و کار خام
 مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اٹھوا رہا
 سالہا ادرار خلعت می برید
 تم سالوں سے عطا اور خلعت لئے جاتے ہو
 از برائے آنکہ در روز چمن
 اسی لئے کہ اس طرح کے دن
 رائے تال ایں بود و فرہنگ و نجوم
 تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا؟

فرد ہائے باز گو نہ باخت او
 اس نے انہی چال چلی
 از خیانت و طمع تشکیفند
 خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے
 آبروئے شاہ مارا رختید
 تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی
 شاہ راما فارغ آرم از غماں
 کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے
 شد بر فرعون و بر خواندش تمام
 فرعون کے پاس گیا اور اس کو سب قصہ سنا دیا
 خواند ایشاں را ز خشم آں روتباہ
 ان کو اس روتباہ نے غصہ سے بلایا
 من بر آویزم شما را بے لہاں
 میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا
 ماہا باد شماں در با ختم
 ماں کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا
 دور ماندند از ملاقات زناں
 بیویوں کی ملاقات سے دور رہے
 ایں بود یاری و افعال کرام
 کیا یہ دوستی اور شریفیوں کے کام ہوتے ہیں؟
 مملکتہا را مسلم می خرید
 پوری سلطنت کھائے جاتے ہو
 فہم گرد آرید و گرد یدم معین
 سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے
 طبل خوانید و مکارید و شوم
 تم پیٹو، اور مکار اور بدبخت ہو

۱۔ گفت شاہ۔ عمران نے بچوں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا جھوٹے وعدے کئے اور مال و دولت برباد کر لیا۔ خدا بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورت حال بیان کر دی۔

۲۔ گفت یعنی بادشاہ نے انہیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ ماہا۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

۳۔ ادرار۔ مسلسل پیش کرتا۔ معین۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب۔ لغت کی کتاب۔ طبل۔ خواہ۔ پیڑ۔

مرشدا بر درم آتش زخم
 میں تہدے ٹکڑے کر دوں گا، چھوٹک ہوں گا
 عیش رفتہ باشمانا خوش کنم
 میں تہدے پہلے عیش کو بدتر کر دوں گا
 سجدہ ہا کر دندو گفتندے خدیو
 انہوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ
 سالہا دفع بلاہا کردہ ایم
 ہم نے سالہا مصیبتیں ٹالیں ہیں
 فوت شد از ما و حملش شد پدید
 وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اس کا حمل نمودار ہو گیا
 لیک استغفار ایں روز ولاد
 لیکن اس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی
 روز میلادش رخصت بندیم ما
 اس کی پیدائش کی دن ہم رخصت بندی کریں گے
 گرس ندریم ایں نگہ مارا بکش
 اگر ہم اس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مارا دلانا
 تابہ نہ می شمرد او روز روز
 وہ تو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا
 چوں مکان بر لا مکان حملہ برد
 جب مکان والا لامکان پر حملہ کرتا ہے
 بر قضا ہر گو شینچوں آورد
 قضا (خداوندی) پر جو شیون لاتا ہے
 چوں زمیں با آسمان خصمی کند
 جب زمین آسمان سے دشمنی کرے
 نقش با نقاش چوں پنچہ زند
 نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و لبان تال بر گنم
 تہدے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا
 من شمارا ہیزم آتش کنم
 میں تمہیں آگ کا بیڑن بنا دوں گا
 گر یکے کرت زما چہ بید دیو
 اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آ گیا
 و ہم حیراں زانچہ ماہا کردہ ایم
 جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے
 نطفہ اش بر جست و رحم اندر خزید
 اس کا نطفہ کھا اور رحم میں گھس گیا
 مانگہد ایم اے شاہ قباد
 اے شہنشاہ ہم حفاظت کریں گے
 تا نگر و فوت و نچید ایں قضا
 تاکہ وہ فتح نہ کرے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو
 اے غلام رائے تو افکار و ہش
 اے دوا کہ عقلیں اور ہوش تیری بالے کے غلام ہیں
 تپتر د تیر حکم خصم دور
 تاکہ دشمن کو دشمنی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے
 خون خود ریز و بلاہا را خرد
 اپنا خون کرتا ہے، مصیبتیں خریدتا ہے
 سرنگوں آید ز خون خود خورد
 لودھا گرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے
 شور گردد سرز مرگے برزند
 غر بن جاتی ہے، موت سے ٹکراتی ہے
 سبلتان درویش خود برمی کند
 اپنی موٹھیں اور داڑھی اکھاڑتا ہے

۱۔ خدیو۔ خداوند آقا کرت۔ مرتبہ
 ۲۔ حمله۔ چہ بید۔ غالب آ گیا۔ دہم۔
 ۳۔ یعنی ایسے کانٹے کئے جن پر عقل
 حیران ہے
 ۴۔ حملش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
 حمل۔ استغفار۔ یعنی اس غلطی کی
 مکافات ہم موسیٰ کی ولادت کے دن
 کریں گے قبول ایک کیانی بادشاہ کا
 نام ہے اور ہر بڑے بادشاہ کو قبول کیا
 جاتا ہے۔ رخصت۔ انظار و میل چوکی
 بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر بچہ
 کرستوں کی گوش کے حوالہ معلوم
 کریں ہیں۔ یعنی ہم رخصت گاہ میں
 پیش کر اس کا ہم ولادت معلوم کریں
 گے
 ۵۔ گرس۔ یعنی اگر ہم ولادت کے
 وقت اس بچہ کا تذکر نہ کر سکیں تو
 ہمیں قتل کر دیا جائے۔ نہ۔ نو۔ مہینے جو
 حمل کی مدت ہے تیر حکم۔ یعنی موسیٰ
 کی ولادت جو جانی کا سبب ہے
 مکان۔ یعنی مخلوق۔ لامکان۔ یعنی
 اللہ تعالیٰ۔ قضا۔ قضائے خداوندی کا
 مقابلہ کرنے والا ذیل ہوتا ہے
 چوں زمیں۔ قضائے خداوندی کا
 مقابلہ کرنے والے کی مثال ہے
 زمین آسمان سے دشمنی مول لے گی تو
 خود کچل کرے گی۔
 ۶۔ نقش۔ اگر مخلوق خالق سے
 نزاع کرے تو خود مخلوق کی برائی
 ہے

خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند
فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکلائی سے میدان کی طرف

سوئے میدان بہ مکر

بلانا جن کے حال میں پہنچے ہوئے تھے

سوئے میدان و منادی کرد سخت
میدان کی جانب اور سخت اعلان کر لیا

کائے زنان از دہرمی یابید بہر
کہ اے عورتو! زنانے سے حصہ حاصل کر لو

تاز داد و بخشش شد اوں شوید
تاکہ تم میری عطا اور بخشش ہے خوش ہو

خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے لاد یہ حاصل کیا

تا بید بد ہر یکے چیز یکہ خواست
تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے

کود کاں را ہم کلاہ زر نہند
بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے

گنجہا گیر و ز من بے شک یقین
یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کر لے گی

شادماں تاخیمہ شہ آمدند
خوشی خوشی یہاں کہ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آئیں

سوئے میدان غافل از دستان قہر
میدان کی جانب غفلت کے کمر سے غافل ہو کر

ہر چہ بود آں سر زما در بستند
جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا

تا نزاید خصم و نفراید خباط
تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانہ نہ بڑھے

بعد نہ مے اشہ بروں آورد تخت
نہوہ سینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا

بار دیگر شد منادی سوئے شہر
دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا

کائے زنان با طفلگان میدان روید
کہ اے عورتو! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو!

آنچنانکہ پار مرداں را رسید
جس طرح کہ پارسا مردوں کو ملا

ہیں زنان امسال اقبال ۲ شہاست
آگاہ! عورتوں اس سال تمہارا نصیب ہے

مرزناں را خلعت و حلیت دہند
عورتوں کو جوڑا اور زیبہ دیں گے

ہر کہ او اس ماہ زائیدست ہیں
آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے

آں زنان با طفلگان بیرون شدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں

ہر زنے نوزادہ بیرون شد شہر
ہر نئے بچہ والی عورت شہر سے باہر نکل آئی

چوں زنان جملہ بد و گرد آمدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آئیں

سر بریدنش کہ انیست احتیاط
اس کا سر قلم کر دیا، کہ یہ احتیاط ہے

۱۔ بعد نہ مے۔ یعنی جبکہ متوقع ولادت کا زمانہ گزر گیا۔۔۔ دہر۔

زمانہ بہر۔ حصہ، تاز داد۔ منادی کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا اعلان کر رہے تھے۔ پار گزشتہ۔

۲۔ اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی نصیب دہی کا سال ہے۔ حلیت۔ زیبہ۔ ہر کہ وہ۔ یعنی جس عورت کے اس مہینہ بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نوزادہ۔ یعنی جس کے حال ہی میں بچہ ہوا تھا۔

دستان۔ کر یعنی اس بہانہ سے قتل کرنے کا ارادہ۔

۳۔ آں۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ دیا۔ خباط۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰ کے ماں کے پیٹ میں آجانے سے پیدا ہوا ہے اس میں اور اضافہ نہ ہو۔

بوجو آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان لہ بخانہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
عمران و وحی آمدن بمادہ موسیٰ علیہ السلام کہ در متور
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وحی آتا کہ ان کو آگ کے تنہ میں ڈال دے
آتشش اندازد کہ من اور انگاہ دارم
کیونکہ میں اس کی حفاظت کروں گا

۱۔ عوان۔ سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ
یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل
کا پیدا کیا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ سگ۔
یعنی فرعون۔ قابلہ۔ بچہ۔ جنانہ۔
عورت۔ ہاں دعا۔ یعنی فرعون۔ غمر۔
چنگی۔ یہ تا شہادہ کرنا۔

۲۔ وہم۔ یعنی اس کو شک ہو گیا
ہے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی
پیدا کریں گا۔ زیبارے۔ یعنی عمران
کی بیوی۔ پرفے۔ چونکہ اس نے بچہ
کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا۔
کہ رسل۔ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو
ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بتا دیا گیا تھا
لہذا ان کی نسل کے اس بچہ کو اسی حکم
سے آگ سے نجات دے دی جائے
گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو
دی گئی تھی۔

۳۔ یانا۔ یہ اسی آیت کا خلاصہ
ہے جس میں آگ کو حکم دیا گیا تھا کہ
وہ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا
ذریعہ بن جائے۔ شاید۔ سرکش۔
شر۔ یعنی تنہ کے انگاہ۔

خود زن عمران کہ موسیٰ زادہ بد
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنا تھا
بعد ازاں دستاں کہ آں سگ بازناں
اس کے بعد وہ مکر جو اس کتے نے عموں سے
آں زنان قابلہ در خانہا
سپاہیوں کو گھروں میں
غمر کر دندش کہ اینجا کو کیست
انہوں نے اس کو اٹھ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے
اندیس کو چہ یکے زیبارے ست
اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے
پس عواناں آمدن او طفل را
تو سپاہی پہنچ گئے اس نے بچہ کو
وحی آمد سؤئے زن از دواگر
عورت کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی
در تنور انداز موسیٰ را تو زود
تو موسیٰ کو فوراً تنہ میں ڈال دے
عصمت یانا ۳ رکونی باردا
اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا کی حفاظت کی وجہ سے
زن بوجی انداخت او را در شر
عورت نے وحی کی وجہ سے اس کو انگاہوں میں پھینک دیا

لاتگون النار حوا اشاردا
آگ گرم اور سرکش نہ ہو گی
برتن موسیٰ نکرد آتش اثر
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا

پس عواناں خانہ را جستند زود
سپاہیں نے فوراً گھر کی تلاشی لی
پس عواناں بے مراد آں سوشند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے
با عواناں ماجر ابرو اشتند
سپاہیں سے قصہ چھیڑا
کاے عواناں باز گردید آں طرف
کہ اے سپاہی! اس طرف پھر جاؤ
باز گشتند آں عواناں جملگاں
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے

باز وئی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فگن القیہ فی الیم
”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر وئی آتا کہ اس کو پانی میں ڈال دے اسکو یہاں میں ڈال“

باز وئی آمد کہ در آتش فگن
پھر وئی آئی اس کو پانی میں ڈال دے
در فگن در نیلش ۲ وگن اعتمد
اس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر
ماورش انداخت اندر رو دنیل
ماں نے اس کو دھائے نیل میں ڈال دیا
ایں سخن پایاں ندارد مگر ہاش
اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اس کے مگر
صد ہزاراں طفل می گشت از بروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا
از جنوں می گشت ہر جلد جنیں
جس جگہ کوئی پیت کا بچہ تھا اس کو پاگل پن سے لادھا
اژدہا بد مگر فرعون عنود
سرکش فرعون کا مگر اژدہا تھا

انہو چنگہ بچہ کو تھو میں ڈالا گیا
تھا غلار۔ چنگوٹ۔ غرق۔ غرقہ کی
جمع ہے کٹھنی بالا خانہ۔ ہر آتش یعنی
موسیٰ کو دھائے نیل کے پانی میں
ڈال دے۔
۲ نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا
ہے وہ سفید ابرو۔ نعم الوکیل۔
اللہ تعالیٰ اس سخن۔ یعنی اللہ کے کرم و
رحمت کی باتیں۔
۳ خصم۔ یعنی حضرت موسیٰ
خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کہ چشم
اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے
بین۔ دور ہیں۔ یعنی دنیا داری کے کمر
فریب میں۔

روی در امید دار و مؤملکن
امید رکھ اور پریشان نہ ہو
من ورا باتور سامن رو سفید
میں عزت سے اے تیرے پاس پہنچا دوں گا
کارا بگذشت بانعم الوکیل
معاملہ بہترین دیکل کے سپرد کر دیا
جملہ پیچیدہ ہم در ساق و پاش
سب اس کی پندی اور ہجروں میں پٹ گئے
خصم ۳ اندر صدر خانہ در دروں
اور دشمن سچ مکان میں مہرہ موجود تھا
از حیل آں کور چشم دور ہیں
تدبیروں سے وہ دور بین اندھا
مگر شلمان جہاں را خورده بود
جو دنیا کے بادشاہوں کے مگر کو نگل گیا تھا

لیک ازاں فرعون اترے آمد پدید
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا
اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا کہ لاشی اژدہا بنی
دست شد بالائے دست اس تاکجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک
کال یکے دریاست نے غور و کراں
کیکہ وہ ایک ہے تھا ہر بے سالہ دیا ہے
جلیاں ۲ و چارہا گر اژدہا ست
جیلے لہ تدیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہوں
چوں رسید اینجا بیام سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا
انچہ در فرعون بُود اند تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اند ہے
اے دروغ اس جملہ احوال تو ہست
ہائے نفس یہ سب تیرے احوال ہیں
انچہ گفتم جملگی احوال تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں
گرز تو سچ گویند وحشت زایدت
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو گھبراتا ہے
چوں خرابت می کند نفس لعین
لمحون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے
اس جراثیم ہمہ از نفس تست
یہ بڑے احوال کے ساتھ ذم تیرے نفس کی وجہ ہے
آتش راہیزم فرعون نیست
تیری (نفسی) وہ نہیں کی آگ کے لئے فرعون ہی نہیں ہے

ہم دُرا ہم مکر اُورا در کشید
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو گل لیا
اس بخورداں را بتوفیق خدا
اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گل لیا
تابہ یزداں کہ اِلَیْہِ الْمُنتَهٰی
خدا تک کیکہ اسی پر انتہا ہے
جملہ دریا ہا چو جوئے پیش آں
سارے دیا اس کے سامنے نہر جیسے ہیں
پیش لا اللہ انہما جملہ لاست
لا اللہ کے بالقابل وہ معدم ہیں
مُوَحِّدُ اللہ اَعْلَمُ بِالْوَشَاد
نہ ہو گیا کہ خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے
لیک اژدہات محبوبں چہ است
لیکن تیرے اژدے کنوں میں قید ہیں
تو براں فرعون بر خواہش بست
تو اند کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے
خود نہ گفتم صد یکے زانہا درست
میں نے ان میں سے ایک نصیحت بھی پھیل نہیں کیا ہے
وز دیگر چوں فسانہ آیدت
وہ اگر دوسرے متعلق بیان کریں تو تجھے کہنی معلوم ہوتی ہے
دوری اندازت سخت اس قریں
ساتھی تجھے (وہ ہدایت سے) بہت دھلے جا رہا ہے
لیک مغربی ز جہل اے سخت سُست
اے سخت کمال! تو جہل سے مغلوب ہے
ورنہ چوں فرعون اوشعلہ زنیست
وہ فرعون کی آگ کی طرح بیک رہی ہے

۱۔ فرعون غر۔ فرعون سے بالاتر
حضرت موسیٰ جنہوں نے فرعون اور
اس کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا۔
یعنی فرعون اور اس کا مکر ایک اژدہا تھا۔
عصا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاشی۔
دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر
طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت
ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی
طاقت ہے۔ کال یکے۔ خدائی
طاقت لاصدو سمند ہے دوسری
طاقتوں کے دیا اس کے مقابلہ میں
ایک نہر ہیں۔

۲۔ جلیاں۔ ساری دنیا کی تدیریں
صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے
سامنے معدم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی
طاقت کا بیان۔ انچہ۔ یعنی فرعون کی
جس قدر بری خصوصیت تھیں وہ ہر
انسان کے نفس میں موجود ہیں۔
اژدہا۔ یعنی نفسانی عیوب۔ چہ یعنی
مجبوری اور موقع نہ ملتا خود قسم۔ جو
برائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفس
لہذا کی برائیاں کا ایک نمونہ ہے اور
اس کا بیان بھی عمل نہیں کیا جا سکا
ہے۔

۳۔ گرز تو۔ خود نفس انسانی میں جو
فرعونی خصوصیات ہیں اگر وہ خصوصیات
خود کی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گبرا
جاتا ہے دوسرے کی بیان کی جائے تو
ایک قصہ کہہ سکتی ہے طور پر پختا ہے
وہ۔ یعنی وہ غایت سے دور۔
جراثیم۔ انسان کی بری خصوصیات۔
ز جہل۔ لیکن انسان اپنی خصوصیات
سے جاہل اور ناواقف رہتا ہے۔
آتش۔ ہر انسان کو بھائی کرنے کا
موقع نہیں ملتا وہ نہ ہی کام کرے جو
فرعون نے کئے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چوں فرعون ناری قاہر نیست
تیرے نفس کی آگ کے لئے کھڑا کرکٹ نہیں ہے ہند فرعون کی آگ کی طرح قہر و احتلال آگ ہے
یک حکایت بشنو از تاریخ گو تاری زیں رازِ سر پوشیدہ بو
تاریخ گو سے ایک قصہ سن لے تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت ۱ مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مُردہ پنداشت
اس پیپرے کا قصہ جس نے ٹھکرے ہوئے ساپ کو مردہ سمجھا
و در سنہائے و پیچیدہ بے باغداد آوردہ
اور سیوس میں باندھ کر لپیٹ کر بغداد میں لایا

مار گیرے رفت سوئے کہسار تاکہ وہ اپنے منتروں سے ساپ پکڑے
ایک پیپر ایک پیڑ کی جانب گیا آنکہ جو پندست یا بندہ بُود
گر گراں و گرشتا بندہ بُود جو تلاش کرتا ہے وہ پا لٹتا ہے
خود وہ ست ہو یا چست ہو کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
در طلب زن دائما تو ہر دو دست کیونکہ جتنور راستہ کے لئے بہتر رہتا ہے
و بہت ہنچو میں مدھن ہم سوئے ننگ و لوک ۲ مختلفہ شکل و بے لوب
سوئے اوی غو و اورا می طلب اسی کی طرف کھٹک لہ اسی کو طلب کر
(تو خود) لنگڑا اور لولا اور سوتی صحت لہ بے لوب ہو
یوئے کردن گیر ہر سو بُوئے شہ گم کر ہر جانب سے شاہ کی خوشبو حاصل کر
بھی بھل کر لہ بھی خاموشی سے لہ بھی جستن یوسف کلید از حد بیش
بھی بھل کر لہ بھی خاموشی سے لہ بھی حد سے زیادہ یوسف کو تلاش کر
گفت آں یعقوب با اولاد خویش حضرت عقیب نے اپنی اولاد سے کہا
ہر جس ۳ خود را دریں جستن بختہ اس ہنچو میں کوشش سے اپنے ہر جس کو
ان ہنچو میں کوشش سے اپنے ہر جس کو گفت از روح خدا لا یتأسوا
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو
از رہ حسن دہاں پُر سال شوید از رہ حسن دہاں پُر سال شوید
منہ کی حس کے ذریعہ صیافت کرو

۱ حکایت اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس پیپرے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مردہ تھا۔ افسوس! پیپرے کچھ منتر پڑھ کر ساپ پکڑے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب ہے تو مطلوب ضرور حاصل ہو گا خود طالب ست ہوا چست ہو۔
۲ کوکہ ٹخنوں کے بل چلنے والا۔ می غویسان کو چاہیے اپنی معذروں کو نظر انداز کر کے طلب میں لگ جائے۔ کہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا ہے۔
۳ ہر جس۔ یعنی یوسف کی تلاش طلب میں اپنے ہر جس کو کام میں لاؤ۔ گفت حضرت یعقوب نے فرمایا اَللّٰہُ لَا یَا سُوَا مِنْ رُوحِ اللّٰہِ اللّٰہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔ یعنی یوسف کی طلب و جستجو میں بھی مایوس نہ ہوتا۔ حس دہاں قوت کی پالی۔

پُرس پر سلاں مُوَدگانی اِجاں دہید
پوچھے پوچھے جان کی انعام بخشی کر ۱۰
ہر کجا بُوئے خوش آید بُو برید
جہاں سے اچھی خُشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ
ہر کجا لُطفے بہ بینی از کسے
جہاں نہیں کسی کی تو خوبی دیکھے
۱۱۔ نہمہ جُوہاڑ دریا نیست ژرف
یہ تمام نہیں ایک گہرے مِیا کی ہیں
زشتہائے ۱۲ خلق بہر خوبی است
خلق کی برائیاں بھلائی کے لئے ہیں
جگہائے خلق بہر اشتی ست
خلق کی برائیاں صلح کے لئے ہیں
خشمہائے خلق بہر مہر خاست
خلق کی ناراضیاں محبت کے لئے پیدا ہوئی ہیں
ہر زدن بہر نوازش را بُود
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے
بُوئے بُر از جُوہا تامل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے کل کا سراغ لگا
چوں عصا در دست موسیٰ گشت مار
جیسا کہ لاشیٰ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں سبب بنی
جگہائے اشتی آرد درست
لڑائیاں، صلح پیدا کر دیتی ہے

گوش را بر چار راہ آں نہید
کان کو اس کے چھاپے پر لگا ۱۰
سوئے آں سر کاشنائے آں سرید
اس مار کا جس سے تم واقف ہو
سوئے اصل لُطف رہ یابی بے
(اس سے) اصل خوبی کی جانب تو بہت بھٹائی مائل کریگا
جُود را بگذار و بر کل دار طرف
جزو کو چھوڑ دو کل پر نگہ رکھ
برگ بے برگی نشان طوبی است
بے سالنی کا سالن، طوبی کا نشان ہے
دام راحت دہما بے راحتی است
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جاں ہے
وز جفائے خلق اُمید و فاست
خلق کے ظلم سے وفا کی امید ہے
ہر س گلہ از شکر آگہ می گند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے
بُوئے بُر از ضد تا ضد اے حکیم
اے ہٹا ہٹا ضد سے ضد کا سراغ لگا
جملہ عالم را بدیں سالی شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ
مار گیر از بہر بازی مار جُست
شہیرے نے تماشہ کے لئے سانپ تلاش کیا



برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالقابل چیز سے دوسری بالقابل چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا سانپ بنانا اور ان دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھنے کے لئے تیار کریں۔
شہیرے نے سانپ تماشے کے لئے پکارا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تماشے کی ضد ہے۔

۱۔ مُوَدگانی اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آہاں ہو جانا چاہیے۔ چاہاں یعنی ہر سبب تلاش کرنا۔ آں سر یعنی جس محبوب کی تلاش میں نکلے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے۔ انسان کی صافیت اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور ان صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

۲۔ زشتہائے جس طرح خفیل راہنما ہیں اسی طرح انسان کی برائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے انسان کی بے سرو سامانی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبی۔ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہونگی جس سے وہ خوشبودار چل حاصل کریگا۔ جگہائے لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں کسی لڑائی صلح ختم ہوتی ہے کسی مقصود پہنچتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوتی کسی انسان لڑائیاں سے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوتی۔ دام راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ خشمہائے غصہ کسی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر غصہ کرنے پر مائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ جیسا کہ خدائے صفت غصہ شفقت خدائی کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ جہانگیر خدائے شفقت کا سبب بن گیا۔

۳۔ ہر گلہ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بُوئے بُر۔ جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اسی طرح ہر برائی کو بھی راہنما بناتا ہے۔ چوں عصا۔

بہر بازی مار جوید آدی

انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے

اوہی اُبستے یکے مار شگرف

ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم

اس نے وہاں ایک مردہ بڑا اژدہ دیکھا

مارگیر اندر زمستانِ شدید

پنیرا سخت جاڑے میں

مارگیر از بہر حیرنی خلق

لوگوں کے تعجب کے لئے پنیرا

آدی ۲ کوہ است چوں مفتوں شود

آدی پہاڑ ہے کیوں فریفتہ ہوتا ہے؟

خویشستن نشاخت مسکین آدی

آدی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا

خویشستن را آدی ارزاں فروخت

آدی نے اپنے آپ کو سستا بیچا

صد ہزاراں مارو گہ حیران اوست

لاکھوں سانپ لہہ پہاڑ اس پر حیران ہیں

مارگیر آں اژدہا را برگرفت

پنیرے نے اس سانپ کو پکڑ لیا

اژدہائے چوں ستونِ خانہ

ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (موت)

کاژدہائے مُردہ آورده ام

کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں

اوہی مُردہ گماں بُردش و لیک

وہ اس کو مردہ سمجھ رہا تھا ، لیکن

غم خورد بہر امید بے غمی

بے غمی کے لئے غم بھلاشت کرتا ہے

گرد کوہستان در لیم برف

پہاڑوں کے چاہوں طرف برف گئے ناند میں

کہ دلش از شکلِ او شد پُر زہیم

کہ اس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا

مارِی جُست اژدہائے مُردہ دید

سانپ تلاش کرتا تھا اس نے ایک مراد اژدہا دیکھا

مارگیر دانیت نادانی خلق

سانپ پہتا ہے مخلوق کی نادانی تعجب ہے

کوہ اندر مار خیراں چوں شود

پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟

از فروزی آمد و شد در کی

برائی سے آیا آمد کی میں جلا ہو گیا

بود طلّس خویش را بر دلقِ دوخت

طلّس تھا اپنے آگ کو گدڑی پر سی دیا

اوچرِ حیراں شد دست و مار دوست

وہ خود کیوں حیران لہہ سانپ کا دوست بنا؟

سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

تعجب میں ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا

می کشیدش از پے دانگانہ

بڑی کے لئے وہ اس کو پھینچ رہا تھا

در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

اس کے شکار میں میں نے خون جگر پیا ہے

زنہ بُود و اُوندیش نیک نیک

وہ زندہ تھا اس نے اس کو اچھی طرح نہ دیکھا

۱۔ لایۃ پیرا جلاوطن کے موسم میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر پنیرے نے سانپ اس لئے پکڑا کہ وہ لوگوں کو دکھا کر حیرانی میں ڈالے۔ لوگوں کا سانپ کو دیکھ کر حیرانی میں پڑ جانے کی بات بھی ہے۔

۲۔ آدی کہہ است۔ جس طرح پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود انسان میں برے اخلاق کے اژدہے موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا کیوں مشتاق بنتا ہے۔ اپنے اندر کے سانپ دیکھ لے انسان کی سانپ پر حیرانی لگی ہی ہے جسے کہ پہاڑ سانپ پر حیران ہو۔ خوشن انسان نے اپنی رفعت اور بلندی کو نہیں سمجھا۔ اُشرف مخلوقات پیدا کیا گیا تھا۔ اہل عقولت بن گیا۔

۳۔ خود طلّس۔ انسان بوسیا چیز سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاراں کائنات انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے کوئی عقولت کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ دانگانہ۔ چنہ جو چند مسافر سفر گئے اخراجات کے لئے باہمی جمع کریں گھر کا سدا و سلا۔ نیک نیک۔ اچھی طرح۔

اور سر ماہا و برف افسردہ بود
وہ جاتے تھے برف سے ٹھہر گیا تھا
۱۔ عالم افسردہ است و نام او جماد
عالم ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا نام جماد ہے
باش تا خورشید حشر آید عیاں
غیر جا کہ حشر کا صبح نمود ہو
چوں عصائے موسیٰ اینجا مارشد
جبکہ حضرت موسیٰ کی لٹھی اس عالم میں سناپ بن گئی
پارہٴ خاکی ترا چوں زندہ ساخت
تو خاک کا ٹکڑا ہے، تجھے جس طرح زندہ بنایا
مردہ زیں سوند و زال سورندہ اند
وہ اس جانب مردہ ہیں اور اس جانب زندہ ہیں
چوں ازاں سوشال فرستد سوائے ما
جبکہ ان چیزوں کا اس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے
کوہہا ہم کن داؤ دی گند
پہلا بھی داؤ دی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں
باد خمال سلیمانے شود
ہوا ایک سلمان کو اٹھالی جانے والی بن جاتی ہے
ماہ با احمد اشارت میں شود
چاند حضرت احمدؑ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے
خاک قابول را چو مارے در کشد
زمین قافلن کو اڑدے کی طرح گل لیتی ہے
سنگ بر احمد سلا می گند
پتھر حضرت احمدؑ کو سلام کرتا ہے



زندہ بود و شکل مردہ می نمود
زندہ تھا اور بظاہر مردہ نظر آتا تھا
جلد افسردہ بود اے استاد
اے استاد جلد ٹھہر ہوا ہوتا ہے
تابہ بنی جنبش جسم جہاں
تا کہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے
عقل را از ساکنان اخبار شد
عقل کو جماعت کے بارے میں علم ہو گیا
خاکہا را جملگی باید شناخت
تو تمام خاکوں کو اسی طرح سے پہچان لینا چاہیے
خامش اینجا و آن طرف گویندہ اند
اس جگہ چپ ہیں اس جانب بولنے والی ہیں
آں عصا گر دو سوائے ما اڑدہا
وہ لٹھی ہماری جانب آ کر اڑدہا بن جاتی ہے
جوہر آہن بکف مؤے شود
لوہے کا جو ہر ہاتھ میں مہم بن جاتا ہے
بحر سے موسیٰ سخندانے شود
سندھ، موسیٰ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے
نارا ابراہیم را نرسین شود
آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے نرس بن جاتی ہے
استن حکا نہ آید در زشد
حنا نہ ستون ہوش میں آ جاتا ہے
کوہ یحییٰ را پیامے می گند
پہلا حضرت یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے



۱۔ عالم سلا نامراتے ہیں دنیا میں
جن چیزوں کو بے حس و ہواک جلا دیتا
جاتا ہے وہ بھی ٹھہری ہوئی ہیں اور
بظاہر جلا ہیں مگر شمس جب صحن میں
پر پڑے گا تو ان کا ٹھہرا پن ختم ہو جائے گا
اور ان کا جس ہواک نمود ہو جائے گا
جیسا کہ اس اڑدے کا معاملہ تھا
جلا اور جلد کے لغوی معنی ٹھہرے
ہوئے ہیں۔ چل صلا حضرت
موسیٰؑ کی لٹھی جو ہے جس حرکت کی
جب اس دنیا میں سناپ بن گئی تو
عقل سمجھ گئی کہ ان جماعت میں بھی
حرکت نمود ہو سکتی ہے

۲۔ پارہٴ خاکی ساکنان بھی مٹی کا نام
ہوا ہے اور پھر اس میں حس و حرکت آ
گئی۔ اسی طرح دوسرے جماعت کو
سمجھوں میں بھی جس حرکت آسکتی
ہے۔ مردہ اس سو۔ جماعت عالم دنیا
کے اعتبار سے مردہ اور عالم آخرت کے
اعتبار سے زندہ ہیں۔ چل۔ جب اللہ
تعالیٰ ان کے عالم آخرت میں لے کر
ہماری طرف مودیتا ہے تو ان کی زندگی
ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہ۔ پہلا جو
جماعت میں سے ہے حضرت داؤد کا
نور اختیار کر لیتا ہے۔ جوہر آہن۔ اپنا
رخ بدلنے سے لوہا حضرت داؤد کے
ہاتھ میں مہم بن جاتا ہے۔ بلکہ ہوا جو
بے حس و حال ہے حضرت سلیمان
کے لئے ہوا کا کام کرتی ہے

۳۔ بحر۔ حیلانے تیل نے حضرت
موسیٰؑ کی بات کو سمجھا لیا کہ ہر دشمن
فرعون کو غرق کر دیا اور ان کو مارا دیلا
لہذا شخصہ سے شامت کو کھجور دیا
اور چاند صحن کی آگ کے اشارے کو سمجھ
گیا۔ نرس۔ گل مینوں کی طرح
زمین نے قافلن کو اڑدے کی طرح
گل لیا۔ استن۔ مسجد نبویؐ کا ہر ستون
جس کے پہلوئے حضورؐ خطبہ دیا کرتے

تھے جب مہر تیل ہو جانے پر اس کا پہلا نڈیا تو وہ بڑا سنگ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر پتھر اور دھت کے
آخوند مولانا علیؒ کہ حضرت یحییٰؑ کو پہلا نے پہلی گئی۔

جملہ اذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر
ماشمعیم و بصیریم و خوشیم

ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں
چوں شامسوں جمادی می روید

جبکہ تم پھر پن کی طرف جا رہے ہو
از جمادی عالم جاہا روید

پھر پن سے جانوں کے عالم میں جاؤ
فاش یسبح جمادات آیدت

جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی
چوں ندارد جان تو قدیہا ۲

چونکہ تیری جان میں قدیس نہیں ہیں
کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود

کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟
بلکہ ہر بینندہ را دیدار آں

بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا
پس چو از تسبیح یادت می دہد

تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں
ایں بود تاویل اہل اعتزال

معتزل کی یہ تاویل ہوتی ہے
چوں ز حسن بیروں نیاید آدمی

انسان جب حواس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے
ایں سخن پیاں ندارد مارگیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے پیڑا
تلبہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ

یہاں تک کہ وہ حج کا خیال بغداد میں آ گیا
تا کہ چما ہے پر مجمع لگائے

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کبھی ہیں
باشمانا محرماں ماخا مشیم

تم نا محرموں کے سامنے ہم غاشوں ہیں
محرم جان جماداں چو شوید

تو جمادات کی جان کے محرم کہے ہو سکتے ہیں
غلغل اجزائے عالم بشنوید

اجزائے عالم کا شہ سن لو
دوسرے تاویلہا بریایدت

تجھ میں سے تاویلوں کا دوسرے
بہر بنیش کردہ تاویلہا

تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کتا ہے
دعوی دیدن خیال و غی شود

دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے
وقت عبرت می کند تسبیح خواں

عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بتاتا ہے
ایں دلالت ہچو گفتن می بود

یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے
وائے آں کس گو ندارد نورِ حال

اس پر غموں جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے
باشد از تصویر غیبی اعجمی

تو وہ غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے
می کشید آں مار رلبا صید زحیر

بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو پکڑ رہا تھا
تانہد ہنگامہ برچار راہ

تاکہ چما ہے پر مجمع لگائے

۱۔ جملہ ذرات کائنات کا ہر ذرہ
طلاات حال سے اپنے سننے اور دیکھنے
کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شامسوں
جب انسان اپنا احساس کو غیبیے تو وہ
جمادات کی مدح کا محرم نہیں بن سکتا
اور جمادی اگر اپنی جمادات تم کر کے
روحانیت حاصل کر لے تو کائنات کی
تسبیح کا شہر بن سکتا ہے۔ دوسرے
کائنات کی تسبیح کی وہ قدیس ہیں جو عزت
کرتے ہیں ان کا دوسرے کی مدح میں نہ
آئے۔

۲۔ قدیہا۔ یعنی باطنی نور کی
رہنمائی۔ کہ غرض قرآن پاک میں
ہے۔ اِن مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یَسْبِیْحُ بِحَمْدِہِ
وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ ہرگز اللہ
کی تسبیح پر حقیقی ہے لیکن تم ان کی تسبیح
کو نہیں سمجھتے ہو معتزل یہ بتا رہے ہیں
ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح
ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد ہے کہ
کائنات کا مشاہدہ کرنے والا تسبیح خواں
بن جاتا ہے۔ جب کائنات اس کی تسبیح
کا سبب بنتا ہے تو گویا وہ کائنات تسبیح
خواں بننے لگتا علیٰ لغو کھڑا ہے
خیر و طرات کرنے والا خونہ کا کرنے
والا ہے۔

۳۔ ایں سخن۔ یہ وصلی باتیں بہت
مد ہیں لہذا پیڑے کا قصہ شروع کیا
جاتا ہے۔ زحیر پیڑے۔ پچ و تاب۔
چالہ چالہ۔

بر لب لُحْطِ مُرد ہنگامہ نہاد
 دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا
 مارگیرے اڑدیا آلودہ است
 (ک) ایک پیپرا اڑدیا لایا ہے
 جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
 لاکھوں بے خوف جمع ہو گئے
 منتظر ایساں و او ہم منتظر
 وہ اس کے منتظر وہ بھی (ان کا) منتظر
 مردم ہنگامہ افزوں تر شود
 مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں
 جمع آمد صد ہزاراں ژاژا
 لاکھوں بکھری جمع ہو گئے
 حلقہ گرد او چوڑ گرد عریش
 اس کے چاروں طرف ایسا حلقہ لگا کہ کل چھپر
 مرد را از زن خبر نے زا ازدحام
 ہم کی وجہ سے مرد کو محبت کا پتہ نہیں
 چوں ہمی خرقہ جنیانید او
 جب وہ چھترے سر کاٹا
 اڑدیا کرز مہر پر افسردہ بود
 وہ اڑدیا جو خشک سے خشک ہوا تھا
 بستہ پوش بار سنہائے غلیظ
 اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا
 وہ درنگ و اتقاق و انتظار
 آخر اللہ جمع ہونے کا انتظار میں
 وز غلو خلق و ملک و طمطراق
 لوگوں کی کثرت اور ٹکاڑ اور کفر سے

غلغلہ در شہر بغداد افتاد
 بغداد شہر میں شہر شہر مچ گیا
 یو اُجَب نادہ شکارے کردہ است
 اس نے عجیب نادہ شکار کیا ہے
 صید او شد ہر یک آنجا از خریش
 اس جگہ ہر ایک نے گدھے بنے اس کا شکار بن گیا
 تاکہ جمع آیند خلق منتشر
 تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں
 گدییہ و توزیع نیکو تر رود
 بیک اور چند (کا کام) خوب چلے
 حلقہ کردہ پشت، پایر پشت پا
 کر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے
 ہچمیاں کہ بت پرستیاں بر کنیش
 جیسا کہ بتوں کے بچاؤ بت خاند پر
 رفتہ وہ ہم چوں قیامت خاص و عام
 قیامت کی طرح خاص و عام غلا ملے تھے
 می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
 مجمع والے گا چلاتے
 زیر صد گونہ پلاساں و پردہ بود
 سینکڑوں قسم کے ٹاٹ اور پردوں میں تھا
 احتیاطے کردہ پوش آں حفظہ
 اس نگہبان نے اس کے لئے بڑی احتیاط رکھی تھی
 وز ہیا ہوئی و افعان بے شمار
 ہائے و ہو اور بے شمار چیخوں سے
 تافت برآں مار خورشید عراق
 اس اڑدے پر عراق کا سورج چمکے گا

لُحْطِ - بغداد جگہ کے طوں
 کنکڑوں پر آلودہ ہے خام ریش
 پیپرا - خریش - خری - گد
 بیک - توزیع - تقسیم - بخش - ژاژا
 بکھری - حلقہ - پشت - کر جھکائے
 ہوئے
 عریش - چھپر - کنیش - بت
 خاند - مرد - جمع کی کثرت میں خاص و
 عام - مرد - زن کا اختلاط ہو جاتا ہے
 خرقہ - چھترے - جو آگ سلگنے
 کا آگے ہیں پلاساں ٹاٹ
 حلیہ - حلقہ - نگہبان - م
 دنگ - یعنی چیزیں اور سورج کی گری
 اس اڑدے کے حرکت میں آنے کا
 سبب بن گئیں - عراق - دہلی کی گری
 مشنوی ہے

آفتاب گرم سیرش گرم کرد
خیز رفتہ سحر نے اس کو گما دیا
مردہ بود و زندہ گشت او از شکفت
وہ مرد تھا اور حیرت انگیز طہ پر زندہ ہو گیا
خلق را از جنبش آں مردہ مار
مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے خلق کی
باتحیر نعرہا نکلیتند
حیرتی سے انہوں نے نعرے لگائے
می شکست او بند زان بانگ بلند
وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا
بندھا بکست و پیروں شد ز زیر
بندش نوٹ گئیں وہ بچے سے نکل آیا
در نہریت بس خلایق کشتہ شد
پہلائی میں بہت سے لوگ مارے گئے
مارگیر از ترس برجا خشک گشت
نیچرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا
گرگ را بیدار کرد آں کو میش
اس اندھی بھیڑنے بھڑے کو جگا دیا
اوڑھا یک لقمہ کرد آں گنج را
اس احمق کو اڑھے نے ایک لقمہ بیلا
خویش را بر آستنے پیچیدہ و بست
اس (اڑھے) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا
شہر خالی گشت و اوڑھا براند
شہر خالی ہو گیا اور اوڑھا براندہ ہوا
نفس اوڑھا ہست او کے مردہ ہست
تیرا نفس اوڑھا ہے وہ مردہ کہاں ہے

۱۔ اختلاط یعنی اڑھے کے بدن کی رطوبتیں۔ مردہ ہوا۔ یعنی وہ اڑھہ جس کو لوگ مرہا سمجھ رہے تھے یہ شکست اڑھہ پر پیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاق سے کٹنے کی آواز۔ غراں۔ ڈرکنا ہوا۔ ہریمت۔ مجمع کی واپسی۔ گرگ۔ پیڑھے اور اڑھے کی مثال لگی ہے یہ بھیڑے کو بھیڑ سونے ہوئے بھیڑنے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔ ۲۔ گنج۔ احمق۔ گنج۔ حجاج کا لالہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گورنر ہے جس نے لاکھوں کا خون بہایا ہے۔ خویش ہوا اڑھہ۔ جانور یا انسان کو نکل کر اس کی پٹیلی توڑنے کے لئے اس طرح کی حرکت کرتا ہے۔ ۳۔ گرفتار۔ ان پیلان۔ تیزی سے پیلان میں چلنا۔ نفس۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف متخل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو ہی قسم کا اڑھہ سمجھنا چاہئے۔ یعنی ذہان کا تھوڑا۔

رفت از اعضائے او اخلاط سرد
اس کے اعضاء سے غثنی رطوبات جاتی رہیں
اوڑھا برخویش جنیدن گرفت
اڑھے نے بل کھلنے شروع کر دیے
گشت شاں از یک تحیر صد ہزار
ایک حیرتی لاکھوں حیرتیں بن گئیں
جملگاں از جنبش بگرختند
اس کے بچے سے سب بھاگ پڑے
ہر طرف می رفت چاقا چاق بند
ہر طرف بندش کی ترانہ پڑا (کی آواز) گونج رہی تھی
اوڑھائے زشت غراں بچو شیر
بھیاک اوڑھا شیر کی طرح ڈرکنا ہوا
از فادہ و کشتگاں صد پشہ شد
مرے اور گئے لوگوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے
کہ چہ آدم من از کسار و دشت
کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا
رفت ناداں مئے عز را نیل خویش
بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا
سہل باشد خون خوری گنج را
حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوا ہے
استخوان خورده را در ہم شکست
کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا
سوئے گہ گرد از پیاپاں بر فشانده
پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا
از غم بے آلتی خسرده است
ذرائع نہ ہونے کے غم میں غصہ ہوا ہے

گربیا بد آلت ل فرعون او
اگر وہ فرعون کے ذرائع پا لے
آنکھ او بیدار فرعون گند
اس وقت وہ فرعونی بنیاد بنائے گا
کرکست آں اژدہا دست فقر
وہ اژدہا افلاس کے ہاتھیں حقیر کپڑا ہے
اژدہا رادار در برف فراق
اژدہے کو محرومی کے برف میں رکھ
تافسردہ می بوداں اژدہات
تاکہ تیرا اژدہا ٹھنڈا ہوا رہے
مات گن اورا وایمن شوزمات
اس کو ہراسے اور ہانے سے مطمئن ہو جا
کال تنف خورشید شہوت سرزند
کیونکہ جب شہوت کے سورج کی گرمی نمودار ہوگی
می کش اورا در جہاد در قتال
اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا
چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا
لاجرم آں قہنبا کرد اے عزیز
اے پیدل اہل اس نے وہ قہنہ برپا کر دیے
تو طمع س داری کہ اورا بے بخفا
تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے
ہر خستے را اس تمنا کے رسد
ہر کینے کی یہ تمنا کہیں پوری ہوتی ہے
صد ہزاراں خلق ز اژدہا ہائے او
لاکھوں لوگ اس کے اژدہے سے

کہ باہر او ہی رفت آب جو
جس کے حکم سے میائے نل کا پانی چلا تھا
راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند
سینکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا
پشہ گردد زجاہ و مال صقر
چرخ چاہے مال نہ ہونے سے پھر بن جاتا ہے
ہیں کش اورا بخورشید عراق
خبردار اس کو عراق کے سورج نہ لے جا
لقمہ اوئی چو او یابد نجات
جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
رحم گن نیست اور اہل صلوات
رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
آں خفاش مرده ریکت پرزند
وہ تیری تاجیز چکاڑ اڑنے لگے گی
مردوار اللہ یجزیک الوصال
مردوار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
گرم ہوا میں وہ سرکش چاقہ چوند ہو گیا
بلکہ صد چنداں کہ ما کفیم نیز
بلکہ اس سینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے
بستہ داری در وقار و در وفا
وقار اور وفا میں باندھ لے گا
موسیٰ باید کہ اژدہا کشد
موسیٰ چاہیے جو اژدہے کو مارے
در ہزیمت گشتہ شد از رائے او
پہاٹی مارے گئے اس کی رائے کی وجہ سے

۱۔ اگھر فرعون یعنی اسباب
ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے کہ
باہر فرعون کے حکم سے نل میں
سیلاب آگیا تھا یہ فرعون کے لئے اللہ
کی جانب سے استسلاج قتل کر
کہ حقیر کپڑا ہے حقیر۔ چرخ چاہے
اسباب ہنسنے والے سے قوی ضعیف
بن جاتا ہے صقر۔ چرخ چاہے
کی ایک قسم ہے فرق یعنی ذرائع
اور اسباب مہیا نہ ہونے کا نام لقمہ
لوٹی تیرا نفس سب سے پہلے تجھے
ہلاک کرے گا۔

۲۔ مات کن۔ نفس کو شکست
دیدے اہل صلوات یعنی قابل رحم
نہیں ہے خفاش۔ یعنی نفس
انسانی کی کش۔ نفس کو مردار اور
مشقوں میں مبتلا رکھ اللہ کا وصال
حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ پیہرے
نے اس اژدہے کو گرمی سے آرام
پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش
ہو کر اژدہے نے جو فتنے پکائے وہ
پیہرے بیان سے سینکڑوں گنا زیادہ
تھے۔

۳۔ تو طمع انسان کی غلط فہمی ہے
کہ وہ نفس کو آرام پہنچا کر اس سے وفا
اور وقار کی امید کرے ہر خستے۔ نفس
کشی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اس
کے لئے موسیٰ جیسی اولو العزلی
چاہیے صد ہزاراں۔ یہ شعر پھر
پیہرے سے متعلق ہے۔

وَزِ طَمَعِ هِم خویشتن راباد داد گفستہ شواللہ اَعْلَمُ بِالْإِسْلَامِ
لا لاج سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راستہ دے گا اور خیر جانتا ہے

تہدید کردنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھمکانا

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا اے کلیم اللہ نے کیا
در ترود از تو افتاد خلق
تیری وجہ سے لوگو تردد میں مبتلا ہو گئے
لا جرم ہر کس ترا دشمن گرفت
لا محالہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی
خلق را خواندی برعکس شد
تو لوگوں کو بلاتا تھا (معاملہ) برعکس ہو گیا
مَنْ ہم از شرّت اگر پس می خوم
میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں
دل ازیں برگن کہ بفریبی مرا
یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے
تو بدال غرہ مشکوکیں ساختی
تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے
صد چنیں آری و ہم رسوا شوی
اس جیسے ستکاروں مجھے تو لائے گا پھر بھی رسوا ہوگا
ہمچو تو سألوس بسیارا بُند
تجھ جیسے بہت سے منکار تھے
عاقبت در مصر ما رسوا شدند
انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را
حضرت موسیٰ کا اس دھمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اومی نمود

فرعون نے ان کو دی

۱۔ در طمع تماشا دکھا کر پیچھے ہٹ کر
کرنے کے لا لاج نے پیچھے ہٹ کر بھی
برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔
فرعون۔ یہاں سے مولانا حضرت
موسیٰ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے
ہیں۔ حضرت موسیٰ کی لالچی کا زہا بننا
دیکھ کر بھی تماشا نیوں کا مجمع بھاگتا تھا
اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مر
گئے تھے اس فرعون نے حضرت
موسیٰ سے یہ گفتگو کی۔

۲۔ خزّہ یعنی دین کے بابے
میں شک و شبہ۔ در ہزیمت یعنی
خوف کھا کر جمع کے منتشر ہونے
میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی
طرف بلایا۔ خلافت۔ خلافت تو من
ہم۔ اپنی اگرچہ میں سر دست تیرا
قدیم نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے
کی فکر میں ہوں۔

۳۔ بجزئی یعنی تیرے سلیب کے
علاوہ تیرا کوئی پوند نہ ہے گا۔ کیس یعنی
اپنی لالچی کا زہا بننا۔ شک۔ ہستی کے
قابل غوغا ہونا۔

گفت ابا امرہم اشراک نیست
حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے علاوہ کسی کی شریعت نہیں ہے
راضیم من شاکرم من اے حریف
اے دشمن میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں
پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند
خلق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائق معجزہ ہوں
از سخن می گویم ایں ورنہ خدا
یہ بات میں کہنے کو کہتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ
عزت آن اوست و آن بندگانش
عزت اکیلیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے
شرح حق پیاں ندارد ہجو حق
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امش باک نیست
اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے
ایں طرف رسوا و پیش حق شریف
کس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے با عزت ہوں
پیش حق مطلوب و محبوب و پسند
لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوب و محبوب ہر پندیدہ نہیں
از سیه رویاں کند فردا ترا
تجھے کل کو سیاہ رو کرے گا
ز آدم و ابلیس بری خواں نشانش
حضرت آدم و ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کر لے
ہیں وہاں برہند و برگرداں ورق
خبردار منہ بند کر لے اور ورق پلٹ دے

۱۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اے معاملہ کا عقد ہے
میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ را
ضمیم۔ دنیا کی روحانی حس میں خدا کی
رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از سخن۔
یعنی اپنی رومی کی بات میں نے
کہنے کو کہہ دی ہے ورنہ اللہ کی رحمت
سے یقین ہے کہ میں رسوا ہوں گا تو
بی رسوا ہوگا۔

۲۔ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور
اس کے غلاموں کے لئے ہے اسی
لئے آدم با عزت بنے اور شیطان
ذلیل ہوا۔ پارچ۔ جواب۔ گفت
فرعون نے حضرت موسیٰ
سے کہا کافرو قلعہ دار اور حکم میرا
ہے۔

۳۔ ہل جہاں۔ جبکہ تمام لوگ
مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے
زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا
ہے۔ خود خریدی۔ خود ہار چندی۔
شہر۔ مصر۔ تھوڑے۔ یعنی موسم گرما۔

پلٹ داداں فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰ سے چالیس
تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام
روزی مہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در حکم ماست
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا کافد میرے حکم میں ہے
مر مرا بخریده اند اہل سچ جہاں
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے
موسیا خودرا خریدی ہیں برو
اے موسیٰ خود اپنے آپ کو پسند کیا ہے خبردار چلا جا
جمع آدم ساحران دہرا
میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کر کے
ایں خواہد شد بروزے و دو روز
یہ ایک دن میں نہ ہو سکے گا
دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست
دفتر اور کچہری اور حکم اس وقت میرا ہے
از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں
اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے
خوشتن کم میں بخود غرہ مشو
خود بینی نہ کر اپنے اوپر گھمنہ نہ کر
تا کہ جہل تو نمایم شہرا
تاکہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں
مہلتم ده تا چہل روز تموز
مجھے گری کے چالیس روز کی مہلت دے

جواب موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را

حضرت موسیٰ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد استور نیست
موسیٰ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے
گر تو چیری و مرا خود یار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے
می زخم باتو بجہ تازندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا
می زخم تادر رسد حکم خدا
جب تک اللہ کا حکم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

بندہ ام امہال تو مامور نیست
میں اللہ کا غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے
بندہ فرمانم بدانم کار نیست
میں تو حکم کا غلام ہوں مجھ سے کوئی سروکار نہیں ہے
من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام
مجھے مدد کا کیا کرتا ہے میں تو غلام ہوں
کا قلند ہر خصم از خصمی جدا
وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام
حضرت موسیٰ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰ کے پاس وحی آنا

گفت ۱ نے مہلتے باید نہاد
اس فرعون نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے
حق تعالیٰ وحی کر دے زماں
فورا اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
اس چہل روزش بدہ مہلت بطوع
خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیدے
تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام
تا کہ وہ کوشش کر لے کیونکہ میں بھی سوتو نہیں رہا ہوں
حیلہا شال را ہمہ برہم زخم
ان کی سب تدبیروں کو ہمہ برہم کر دوں گا
آب را آرند من آتش زخم
وہ پانی لائیں گے میں آگ لگا دوں گا
مہر پیوند ندمن ویراں گنم
وہ دوستیں جوڑیں گے میں تہہ کر دوں گا

عشو ہاکم وہ تو کم پپائے باد
تو قریب نہ دے فضل بائیں نہ بتا
مہلتے دہ مرورا مہر اس ازراں
اس کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا
تاسگالد مکرہا او نوع نوع
تا کہ وہ قسم قسم کی مکاری سوچ لے
تیز رو گیش رہ بگرفتہ ام
اس سے کہو تیز چل میں نے بھی مدت تک دیا ہے
وانچہ افز ایند من برکم زخم
وہ جو کچھ بڑھائیں گے اس کو کوئی پریشاں دوں گا
نوش خوش گیر ندمن نا خوش گنم
وہ اچھا شہدائیں گے میں اس کو بد مزہ کر دوں گا
آنکہ اندر و ہم ناید آں گنم
جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کروں گا

۱ دستور حکم طریقہ امہال۔
مہلت دنیا چیرہ غالب۔ بدنام کار۔
بکرا کار۔ جد کوش۔ من چکارہ۔
یعنی مجھ اس سے بحث نہیں ہے کہ
میری مدد ہو گی یا نہ ہو گی۔

۲ گفت نے نے فرعون نے
کہل عشوہ کر۔ باد پیوون۔ فضل
بائیں کرنا۔ مہر اس۔ خوفزدہ نہ ہو۔

۳ ایں چہل روز فرعون نے
چالیس روز کی مہلت مانگی مئی فرمایا گیا
کہ اس کو مہلت دے دو اس کو کمر کر
تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں
اس کی تمام تدبیروں کا بیکار کروں گا۔

تو مترس و مہلتے اش وہ دواز گوسپہ گرد آو و صد حیلے بساز
تو نہ ڈر اور اس کو لمبی مہلت دیدے کہہ دے لشکر جمع کر لے اور سوتدیریں کر لے

مہلت وادیں موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے
راجع از مدائن لے گند
جلاہدگوں کو جمع کر لے

۱۔ مدائن مدنیہ کی جمع ہے شہر۔
خدم یعنی میں روانہ ہوا۔ متنی نیچے کی
الحال نجات مل گئی ہے یہی شدہ یعنی
حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ
ہوئے۔ دم۔ کتا محبت میں دم ہلاتا
ہے۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کا چپا کر
ریت بنا دیتا تھا۔ دم۔ اڑھا اپنے
سائس سے چیزوں کو اپنے منہ میں
کھینچ لیتا ہے۔

۲۔ خورد یعنی لوہے کو چپا کر ریزہ
ریزہ کر رہا تھا۔ برج۔ یعنی کھڑا منزلہ
مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔
گر حستان کے کہنے والے لنگ۔
اس کے منہ سے لٹ کی طرح
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اس قدر
زیر پلے تھے کہ جس قطرہ پڑ جاتا وہ
کوہی بن جاتا۔ ژغورغ۔ دانت
پیسے کی آواز۔ شیران۔ کالا شیر
بہت خوفناک ہوتا ہے۔ چتبی۔ منتخب
یعنی حضرت موسیٰ شوق۔ بانچہ کیوں
کا گوشت۔

۳۔ خورد شدہ یعنی یہ سانپ کا معجزہ
ہمارے لئے خورد شدہ راہداریت ہے اور
دشمنوں کے لئے تارک رات ہے
جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔
اے عجب۔ فرعون کے لشکر میں اس کی
پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ
رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے
فائل کیوں نہیں ہورہے ہیں۔

گفت امر آمد برو مہلت ترا
فرمایا حکم آ گیا، جا تجھے مہلت ہے
اوہی شد اڑھا اندر عقب
وہ جا رہے تھے اڑھا پیچھے پیچھے تھا
چوں سگ صیاد و جہاں کردہ دم
شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا
سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا
در ہوا می کرد خود بالائے برج
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا
کفک می انداخت چوں اشتر ز کام
منہ سے لٹ کی طرح جھاگ پھینکتا تھا

ژغورغ دندان او دل می شکست
اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل چھا رہی تھی
چون بقوم خود رسید آں مجتبی
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے
تکیہ بروے کردوی گفت اے عجب
انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے
اے عجب چوں می نہ بیند آں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے
پیش ماخو رشید پیش خصم شب
یہ معجزہ ہمارے لئے سورج اور دشمن کے لئے رات ہے
علائے پر آفتاب چاشتگاہ
دنیا کو چاشت کثرت کے سورج سے مگی ہوئی ہے

اچھا ہاں ان کے حواس اور ذہانت
موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی
نظر بندی کر دی ہے سن ان ایشیاں۔
فرعون کی حضرت موسیٰ کے معاملہ سے
حیران تھی۔ سن۔ چٹیلی کا پھول۔ جام
رجس۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ
شد۔ یعنی وہ شراب ان کے پینے کے
قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں ان کے
سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کرتا
ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کاٹنے
من جاتے ہیں۔

۲۔ آں۔ ہدایت کے جام ان کا
حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے
ہوں۔ خفتہ بیدار۔ یعنی وہ شیخ جو دنیا
سے خفتہ ہو اور آخرت کے معاملہ میں
بیدار ہو۔ تابہ بیداری۔ خوب میں جو
عالم بلا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو
عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔
دشمن۔ جو لوگ دنیاوی افکار میں مبتلا
ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں۔
علق۔ یعنی محاف کے نطق سے
حیرتے ہیں۔ مقام حیرت میں پہنچ کر
سالک اللہ کے ذکر پر قادر ہوتا ہے
دنیاوی فکر پر۔ ہر کہ کال۔ جو لوگ
دنیاوی معاملات میں ہنر مند ہیں وہ
ظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن
حقیقہ پیچھے ہیں۔

۳۔ راجعون۔ قرین پاک میں
ہے لا للہ ولا للہد ورجعون ہم اللہ
ہی کے لئے ہیں اور وہی کی طرف
واپس ہونے والے ہیں واپس کا
مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریڑ جو
جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس
لوٹے۔ درود۔ چمکھ یا پانی کے
گھٹا پر جانا پس فتنہ جو بکری
جانے میں گھٹا میں سب سے پیچھے ہو
گئی واپس میں وہ آگے ہو جائے گی۔
پیش افتد گلہ کے پلٹنے کے وقت جو

چشم باز و گوش بازو اس دُکا
آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت
من ازیشاں خیرہ ایشاں ہم زمن
میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں
پیش شاں بر دم بے جام ریحق
میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لے گیا
دستہ گل بستم و بر دم بہ پیش
میں نے پھولوں کا گلدستہ بنایا اور سامنے لے گیا
آں ۲ نصیب جان یخویشاں بُود
وہ جام بے خودی کی جان کا حصہ ہوتا ہے

خفتہ بیدار رباید پیش ما
ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہوتا چاہیے
دشمن اس خواب خوش شد فکر خلق
لوگوں کو فکر دنیاوی اس اچھی خوب کا دشمن بن گیا
حیرتے باید کہ رو بد فکر را
حیرت دھار ہے تاکہ فکر کا صفایا کر دے
ہر کہ کال ثر بُود او در ہنر
جو دنیا کے ہنر میں زیادہ کمال ہوتا ہے

راجعون ۳ گفت و رجوع لینسان بُود
اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے والے میں لیا اور واپس لے دیتا ہے
چونکہ وا گردید گلہ از و رُود
جب رُود گھاٹ سے واپس لوٹا ہے
پیش افتد آں بُو لنگ پسین
پچھلی لنگری بکری آگے ہو جاتی ہے

لنگے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ لنگ پیچھے ہننے کی وجہ سے ان کو رنج تھا
واپس میں جب وہ آگے ہو جائے گا تو خوش ہوں گے

خیرہ ام در چشم بندی خدا
میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں
از بہارے خار ایشاں من سمن
خدا کی ہمد سے وہ کاٹنے ہیں میں پھول ہوں
سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق
اس فریق کے سامنے اس کا پانی پھر بن گیا
ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش
ہر پھول کاٹنا بن گیا اور شہد ذک بن گیا
چونکہ با خوشند پیدا کے شود
چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے

تلبہ بیداری بہ بیند خوابہا
تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے
تاخسپ فکرش بستہ است خلق
جب تک کہ اس کا فکر نہ ہو جائے خلق بند ہے
خورد حیرت فکر را و ذکر را
حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے
او بمعنی پس بصورت پیشتر
وہ حقیقتا پیچھے بظاہر آگے ہے

کہ گلہ واگرد دوخانہ رُود
کہ ریڑ واپس ہو اور گھر جائے
پس قداں بُو کہ پیش آہنگ بُود
تو وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلے والا تھا
اضحک الرجعی وجوہ العالیین
واپس نے منہ پٹائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو ہنسیا ہے

لنگے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ لنگ پیچھے ہننے کی وجہ سے ان کو رنج تھا
واپس میں جب وہ آگے ہو جائے گا تو خوش ہوں گے

از گزافہ کے شدند اس قوم لنگ
یہ قوم خلوہ بخلوہ لنگزی کب ہوتی ہے
پاشکتہ می روند اینان
و ج کو غلت پاجاتے ہیں
دل زواشہا بشستمند اس فریق
اس فریق نے دل سے عقول کو جوڑا ہے
دانشے باید کہ اصلش زال سرست
و عقل چاہیے جس کی اصل اس جانب کی ہے
ہر پرے بر عرض دریا کے پرد
ہر بازو دیا کی چوٹی تک کب پرواز کر سکتا ہے
پس چرا علمے بیا موزی بمرود
کی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے
پس جو پیشی از اس سر لنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ لنگز بن جا
اِخْرُؤْنَ السَّابِقُونَ بَاشْ اَظْرِفُ
اے خوش خلق آخر میں آنے والوں پر بڑھ جانے والوں میں سے نہ
گرچہ میوہ آخر آید در وجود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے
چوں ملائک کوئی لَا عِلْمَ لَنَا
تو فرشتوں کی طرح کہو اے علم نہیں ہے
گہ دریں مکتب ندانی تو ہجا
اگر تو اس کتب میں بچے نہیں جانتا ہے
گر نباشی نامدار اندر بلاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و بخريد نذنگ
انہوں نے فخر کو دیدیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے
از خرج رايست پنہاں تا فرج
تعلی سے کشائی کی طرف چھا ہوا رست ہے
زانکہ اس دانش نداماں طریق
کیونکہ یہ عقل اس رست کو نہیں جانتی ہے
زانکہ ہر فرع اصلش ربرست
کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف رہتا ہے
تِلْدُن ۲ علم لدنی می برد
اللہ کے قرب تک علم لدنی لے جاتا ہے
کش بیاید سینہ را زال پاک کرد
کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے
وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش
واپسی کے وقت تو پیشرو بن
بر شجر سابق بود میوہ لطیف
عمدہ میں درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
اول ست او زانکہ او مقصود بود
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے
تا بگیرد دست تو عِلْمُنَا
تاکہ تو نے ہمیں تیری دیکھری کرے
ہمچو احمد پڑی از نور حجبی
تو عقل کے نور سے (حضرت احمد کی طرح پرواز کریگا)
گم نہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ
تو گھمیا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱۔ از گزافہ لایا مدنی معاملات
میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے
رکھتے ہیں۔ پاشکتہ بے سرو سامان
میں عبادت گزاری کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ مشقتیں بھلاشت
کرنے سے ہی آخری راتیں میر
آئینگی۔ دل ذواشہا۔
(شعر)

آزوم عقل در اندیش را
بعد از این دینہ سازم خریش را
دانش۔ عالم آخرت کی عقل حاصل ہے
وہی عالم آخرت کی رہنمائی کر سکتی
ہے۔ دریا۔ حقیقت۔

۲۔ لَدُن۔ یعنی قرب حق۔ علم
لدنی وہ علم جو برہ راست ذات ہادی
سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم
جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا
ہو کتاب و سنت سے اس کا حلق نہ
ہو۔ پسر۔ دیوانی مشاغل میں
پسماندگی بہتر ہے واپسی میں بہت
حاصل ہو جائے گی۔ آخرون۔
حدیث شریفہ سے لے کر اِخْرُؤْنَ
السَّابِقُونَ۔ ہم دنیا میں تمام امتوں
سے بعد میں ہیں قیامت میں سب
سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود
زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر
شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

۳۔ چوں ملائک۔ فرشتوں نے
امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لَا
عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَا ہمیں صرف وہ
علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا
ہے لہذا اگر انسان بھی دنیا کے کمرد
فریب کے علم سے خالی ہو گا اس کو
عِلْمُنَا یعنی علم خداوندی حاصل ہو
جائے گا۔ گرہیں کتب۔ انحصار
عقل پر ہی تھے دنیا کے کسی کتب میں
تعلیم نہ پائی گئی تھی۔ عقل۔



۱۔ اندال۔ خزانہ غیر مشہور دیرانہ میں دُن کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت حق اپنی ملامت اپنے فیض کے دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی زیادہ شہرت ہونے لگی جس طرح خزانہ غیر معروف دیرانہ میں ہوتا ہے اسی طرح خوشی غم میں لگی ہوتی ہے اور سہولت سگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

۲۔ خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انہماک بہت سے اہلِ مشہور شخصیات ہیں تو پھر یہ کہنا کہ خزانہ غیر معروف دیرانہ میں ہوتا ہے کیسے صحیح ہوگا۔ بکسلہ۔ اسی طرح ذہن انسان اس اشکال کا جواب دے دیکھ کر اگر شہرت مقصود بن جائے تو مسر ہے اور اگر فقر و سکنت کے باوجود غائب اللہ ہو تو وہ قبولیت کے منافی نہیں ہے۔ ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب سونے کی بجائے بہتر ہے کہ عشق کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم ازل سو۔ جو اشکال دل میں پیدا ہوں گا جب بھی دل ہی میں تلاش کرنا چاہیے گوشہ دل کے گوشہ میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ مرق کی عطا ہے تو ازل سو۔ انسان اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس پر اسرار کھلتے ہیں۔

۳۔ ہم ازل سو۔ وہ کے وقت انسان باری کی کہتا ہوا خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی طرح اشکال جواب بھی اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے وقت مرگ۔ قرآن پاک میں ہے اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خُوْلَتْهُ نِعْمَةٌ مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ جَبَانًا مُّكْفَرًا ہفتچراغ وہ اللہ کو پکارتا ہے اس کی طرح جرجوج

اندال اور ایل کد آں معرفت نیست
اس دیرانہ میں جو مشہور نہیں ہے
موضع معروف کے بہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں
خاطر آرد بس اشکال اینجا و لیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن
ہست عشقش آتش اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے
ہم ازل سو جو جواب اے مرقضی
اے بڑی دیرانہ اس ہی جانب سے جواب تلاش کر
گوشہ بے گوشہ دل شد رہے ست
دل کی بے گوشہ غلط گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تو ازل سو ازل سو چوں گدا
تو اھر سے اور اھر سے فقر کی طرح ہے
ہم ازل سو جو کہ وقت درد تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ تو درد کے وقت
وقت مرگ و درد آں سو می خمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے
وقت محنت می بری ز اللہ بو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے
در زمان درد غم یادش گنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے

از برائے حفظ گنجینہ زریست
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے
زین قبل آمد فرج در زیر رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشادگی رنج کے بچنے ہے
بکسلہ اشکال را استور نیک
عمدہ گھوڑا بچاڑی کو توڑ ڈالتا ہے
ہر خیالے را بربود نور روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے
کایں سوال آمد ازاں سو مرقرا
کیونکہ یہ سوال اھر ہی سے تیرے پاس آیا ہے
تاب لا شرقی ولا غرب از مہے ست
مشرق ہے نہ مغرب کی کوئی ایک عظیم چاندی جانب سے ہے
اے کے معنی چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے آگوش کو کیا دھونڈتا ہے؟
می شوی در ذکر یا زری و دو تو
یا ربی کے ذکر میں ہرا ہوتا ہے
چونکہ دردت رفت چونی انجمی
جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟
چونکہ محنت رفت گویٰ راہ گو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کھر ہے؟
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتتا ہے



کرتے ہوئے یہ چہ وہ اس کو ملت عطا کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ وہ اس سے مانگتا تھا۔ لگی۔ یعنی اس طرح اب انہیں کرتا ہے جس طرح کہ رخ کے وقت یاد کرتا تھا۔

بام زیر زید و بر عمر آں زبر
بالا خانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمر کے اوپر ہے
سقف سوئے خویش یک چیزست و کس
سجھت اپنے اعتقاد سے صرف ایک چیز ہے
قاصر از معنی نو حرف کہن
نئے کھتے سے پرانے الفاظ کو تازہ ہیں
بے لب و سائل بدست این بحر قد
یہ شعر کا مہیا ہے کنہا اور بے ساحل ہے
سوئے فرعون مدتیغ تاجہ کرد
متکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

فرستادن فرعون بدار آن در طلب سحر اراں

فرعون کا جادو گروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

اہل رای و مشورت را پیش خواند
تو رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا
ہر کسے کردند عرض فکر ورائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی
رائے پیش آورد و گردش رہنمویں
رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی
سلاحراں را جمع باید کرد زود
جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیے
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہر ایک جادو میں یکتا اور پیشوا ہے
جمع آرد شاں شہ و صراف مصر
بادشاہ اور مصر کا مقتظم ان کو جمع کر لے
ہر نواجی بہر جمع جادودان
ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

یک تنے اُور اُپر مارا پس
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے
نسبت زیر و زبر شد زان دو کس
"مخصوص کے اعتقاد سے اونچے نیچے کی نسبت بنی
نیست مثل آں مثل ست این سخن
اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے
چوں لب جو نیست مشکا لب بہ بند
چونکہ مہیا کا کنہا نہیں ہے اسے مشکا لب بند کر لے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

۱۔ نیست۔ خدا کی ذات و صفات
کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ
بہن کی خطہ ضعیف۔ جو۔ یعنی اسرار
خداوندی۔ مشکا۔ اسے مشک۔ بحر
نہ۔ خدا کی اسرار۔ بازگشت۔ یعنی
فرعون کی مجلس سے
۲۔ بفشر دند پای۔ یعنی طہیزان
سے کھڑے ہو گئے۔ ہلان۔ فرعون کا
مشہور برقعہ۔

۳۔ کاے۔ شہ قرآن پاک میں
یَعَالِ لِلْعَالَمِ خَوْلَةُ ابْنِ هَذَا
لَسَاحِرٌ عَظِيمٌ یُؤَدُّ فَنَ یُؤَیِّجُکُمْ
مِنْ اَوْجُحِکُمْ بِسَحَرِهِ فَمَاذَا
تَقْرَؤُنَ قَالُوْا رَجَعُوْا اَنْفُکُمْ وَاهْبِثْ
فِی السَّمٰوٰتِ حَاشِیْنَ یَقُوْکَ
یَعْلٰی سَحَرٌ عَظِیْمٌ۔ یعنی فرعون نے
اپنے جادوؤں سے جو اس کے
جادوؤں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں
شک نہیں کر یہ کوئی۔ بڑا مہاجر جادوگر
ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور
سے تم کو ہمارے ملک سے نکال باہر
کرے۔ تم لوگ کیا صلاح دیتے
ہو۔ جادوؤں نے عرض کیا۔ موسیٰ اور
اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز
مثنوی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں
کو جمع کرنے کے لئے ہر گھر کے
رہانہ کریں وہ لوگ آپ کے پاس ہر
بڑے مہاجر جادوگر کو لائیں۔

مصلحت آست کز اطراف مصر

مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے
اُو بے مردم فرستاد آں زماں
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیئے

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار
 جس طرف بھی کئی مشہور جاوگر تھا
 دو جوان بودند ساحر مُشْتَبہ
 دو جوان مشہور جاوگر تھے
 شیر دو شیدہ ز شیرانِ شکار
 شکاری شیروں سے انہوں نے دودھ دہا تھا
 شکل کر پاسے نمودہ ماہتاب ۲
 چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے
 سیم بردہ مشتری آگہ شدہ
 لٹا ہوا خرید حقیقت سے آگاہ ہو کر
 صد ہزاراں ہم چنیں درجا دوی
 اس طرح لاکھوں جاوگری میں
 صد ہزاراں جاوہیا جلس اس
 اس طرح کی لاکھوں جاو گریاں تھیں
 چوں بدیشاں آمد آں پیغام شاہ
 جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا
 از پئے آں کہ دو درویش آمدند
 اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں
 نیست با ایشاں بغیر یک عصا
 ان کے پاس سوائے ایک لٹھی کے کچھ نہیں ہے
 شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
 بادشاہ اور فوج سب عاجز آ گئے ہیں
 چارہ جویاں بندہ را پیش شما
 تدبیر کا طالب بن کر غلام کو تمہارے پاس
 چارہ سازید اند دفع شال
 ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

کرد پڑاں سُوئے او دو پیک ۲ کار
 اس کی جانب دو کاآمد قاصد روانہ کر دیئے
 سحر ایشاں درول مہ مستقر
 ان کی جاوگری چاند میں بھی جلدی تھی
 در سفر ہارفتہ بر نئے سوار
 وہ منگے پر سوار ہو کر سڑوں میں گئے تھے
 آں بہ پیودہ فروشیدہ شتاب
 ان کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیئے
 دست از حسرت بُرخنہا بر زدہ
 انہوں نے حسرت سے منہ پھینکا

بودہ منشی ۳ و نبودہ چوں روی
 وہ موجود تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے
 بودہ ایشاں راہمہ دیدہ مبیں
 اور ان کو سب نے حکم کھلا دیکھا تھا
 کز شمشاہ است اکنوں چارہ خواہ
 کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خہل ہے
 برشہ و بر قصر او موکب زدند
 انہوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر ذیہ بجایا ہے
 کہ ہمگیر دو بامرش اژدہا
 جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے
 زیں و دس جملہ بافغاں آمدند
 ان دونوں سے سب تالاں ہیں

ان دونوں سے سب تالاں ہیں
 شاہ ازاں ار سال فرمودست تا
 بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ
 گنجیہا بخشد عوض شہ بیکراں
 بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

۱۔ پیک۔ قاصد۔ مہل۔ مہ۔ محرکا
 اتر عموماً غلیات پر پڑتا ہے غلیات
 متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن ان کا کمال
 تھا کہ غلیات کو بھی جالو سے متاثر کر
 دیتے تھے۔ شہر۔ یعنی وہ دونوں اس
 قدر ماہر جاوگر تھے کہ جالو کے
 ذریعے شیروں کا دودھ دھ کر لیتے
 تھے اور منگے پر سوار ہو کر سفر طے کر لیتے
 تھے

۲۔ ماہتاب۔ چاند کی چاندنی کا
 کپڑا بنانا کہ اس کو فروخت کر دیتے
 خریدار جب گھر پہنچتا تو کچھ نہ داتا اور
 وہ حسرت سے منہ پھینکا۔ روی۔ قافیہ
 اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے قافیہ
 پہلے مصرع کے آخری حرف کے تالیف
 ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے
 یعنی وہ دونوں جاوگری میں مجتہد تھے
 کسی کے تقلد نہ تھے

۳۔ منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے
 دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔
 دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰ و
 ہارون۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوس
 شاہی لشکر۔ افغاں۔ افغان۔ فریاد۔
 عریض۔ یعنی اگر تم نے اس کو ہر دیا تو
 بادشاہ بہت نادم ہو گا۔

چاہے می باید اندر سحری
جلو گری میں کوئی تدبیر چاہیے
تاؤد کہ زیں دوسا حرجاں بری
تا کہ ان دونوں جلو گریوں سے جاں بلی ہو
آں دو سحر راچو ایں پیغام داد
جب ان دونوں جلو گریوں کو یہ پیغام دیا
عرق جنسیت چو جنیدن گرفت
ہم پیش ہونے کی رگ جب پھڑکی شروع ہوئی
چوں دیر ستل صوفی زانوست
چنک صوفی کا کتب زانو ہے

اے ترس۔ خوف ان دونوں پر خوف
اں بناء پر طاری ہوا کہ جب ان دو
فقیروں نے بادشاہ کو یہ لکھ کر کو
خوف وہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہو
گی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ
باوجود اس طاقت کے جب وہ ظاہری
شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے
نیک بندے ہو گئے۔

۲۔ عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم
جنس ہوتا۔ ہم پیش ہوتا۔ دونوں بھی
جلو کر تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون
نے بھی ان کی جلو گری کی طرح کا
معجزہ پیش کیا تھا۔ سر بزائو نہایوں۔
غور و فکر کرنا۔ دیر ستان۔ کتب۔

مدرسہ رواں روح۔ بھر شاہ۔ بادشاہ
کے معاملہ میں ان کو روئے رکھنے
پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

۳۔ زچہ۔ خوف۔ درود۔ یعنی
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔ شور
و شرے کیونکہ اس لاٹھی نے اژدہا
بن کر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہان
راستاں۔ عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی
قبر۔ در خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی
لاٹھی کا اژدہا بننا منجانب اللہ کوئی معجزہ
ہو بھی تھا۔ تاکہ ہم اس کی عظمت
کر سکیں۔

استفسار کردن ہر دو سحر از مادر گویہ پدر را و پرسیدن از
دونوں جلو گریوں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا کہ ان کا اس کی
روان او حقیقت موسیٰ را
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا: ماں! آ جا
برو شاں بر گویہ او بنمودہ راہ
وہ ان کو اس کی قبر پر لے گئے۔ راستہ دکھلا
بعد ازاں گفتند اے بابا بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا: اے باپ! ہمیں
کہ دو مرد کو رابہ تنگ آورده اند
کہ وہ شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے
نیست با ایشان سلاح و لشکرے
ان کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
تو جہان راستاں در رفتہ
تو جہں کے عالم میں چلا گیا ہے
آں اگر سحرست مارا وہ خمر
اگر وہ جلو ہے تو ہمیں بتا دے

گویہ بابا کو تو مارا رہنما
بابا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کر دے
پس سہ روزہ داشتند از بھر شاہ
پھر انہوں نے بادشاہ کی خاطر تین روزہ رکے
شاہ پیغامے فرستاد از و جا ۳
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے
آبرویش پیش لشکر برده اند
لشکر کے وہ ہوا اس کی آبرو بڑی کر دی ہے
جو عصا و در عصا شور و شرے
لاٹھی کے علاوہ اور لاٹھی میں شور و شر ہے
گرچہ در صورت بخا کے خفتہ
اگرچہ ظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے
ور خدائی باشد اے جان پدر
اور اگر خدائی بات ہے، اے با جان!

ہم خبر دے تاکہ ما سجدہ کنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں
خویش را بر کیمیائے برز نیم
اپنے آپ کو کیمیا سے وابستہ کر دیں
تا امید انہم امیدے رسد
ہم ایسے ہیں امید پیدا ہو جائے
در شب دیکھو خورشیدے رسد
اندھیری رات میں سورج نکل آئے
از ضلال آئیم در راہ رشد
راوند گانیم و گرم مارا گشد
ہم گمراہی سے راہ ہلاکت پر آجائیں
ہم مردہ ہیں ' اور گرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند ان خود

مردہ جادو گر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت ہشال در خواب کائے اولاد من
اس نے ان سے خواب میں کہا ' اے میرے بچو!
انے من زدائے جان و فرزند ان من
بانگ زدائے جان و فرزند ان من
اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
فاش و مطلق گفتن دستور نیست
کھلم کھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
لیک بنایم شمارا آیت
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
یک نشانے وا نمایم باشما
یک نشانے وا نمایم باشما
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
نور چشمانم چو آن جاگہ روید
میرے نور چشمو! جب تم وہاں جاؤ
آں ۳۰ زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
آں ۳۰ زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
جب ۳۰ دن سویا ہوا ہو (۷)
گر بدزد دیش عصا او سلاہست
اگر تم نے اس کی لاشی چلی تو وہ جلاہر ہے
اور نہ بتواند ہاں آں ایز دیست
اگر تم نہ اٹھا سکو تو فرہا ۳۰ خدائی ہے

نیست ممکن ظہر ایں رادم زدن
اس میں کھل کر بات کرنا ممکن نہیں ہے
نیست پیدا گفتن ایں را مر تہن
اس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے
لیک راز از پیش چشم دور نیست
لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے
تا شود آگہ زیر سر گنج
تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ
تا شود پیدا شمارا ایں خفا
تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے
از مقام خفتن آگہ شوید
اس کے سونے کی جگہ معلوم کر لو
آں عصا گیرید و بگذا رید نیم
" لاشی لے لے لے اور خوف کو چھوڑ "۔
چارہ سار شمارا حاضر ست
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے
او رسول ذوالجلال و متہدیست
" اللہ کا رسول اور ہدایت یافتہ ہے

۱۔ کیمیا یعنی حضرت موسیٰ کا
اقتدار نامید ہے۔ یعنی اس وقت ہم
جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ
کاموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔
ہمارے لئے آفتاب ہدایت طلوع ہو
جائے۔

۲۔ گفت شال۔ ان کے مردہ
باپ کی روح نے خواب کی حالت
میں کہا کہ اس بارے میں صاف
صاف بتانا ممکن نہیں ہے۔ یہ پوشیدہ
بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی
اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے
دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ
جادو ہے یا معجزہ۔ کنیت پوشیدہ
بات۔

۳۔ آں زماں۔ محروم معجزہ میں یہ
فرق ہے کہ سحر کا تعلق محض سحر کی توجہ
اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی
کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ
خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا
ہے لہذا جادو گر کی غفلت کے وقت سحر
کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور
غفلت سے معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا
ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے۔
سارست۔ کیونکہ اس کی نیند سے سحر
کے اثر کو باطل کر دیا اور چکر کو چرانے پر
قدرت ہو گئی۔

گر جہاں افرعون گیر دشرق و غرب
اگر فرعون مشرق اور مغرب پورا جہاں حاصل کر لے

اِس نشانِ راست و اِدام جانِ باب
باب کی جان! میں نے یہ کچی نشانی دیدی

جانِ بابا چوں بخشید ساحرے
جان پیدا جب کوئی جلاؤر سو جاتا ہے

چونکہ چوپاں خُفتِ گرگِ ایمن شود
جب گزریا سو گیا، بھیزا مطمئن ہو جاتا ہے

لیک حیوانے کہ چوپاں خُداست
لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے

جلاوی کہ حق کند حق سِت و راست
جو جلاو خدا کرے وہ حق اور درست ہے

جانِ بابا اِس نشانِ قاطعِ ست
جان پیدا یہ قطعی علامت ہے

سرنگوں آید خدا را گاہِ حَرَب
لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے لوندھا ہو جائے گا

بَر نولیس اللہ اَعْلَمَ بالصَّوَابِ
لکھ لے لکھ زیادہ بہتر جانتا ہے

سحر و مکرش را نباشد رہبرے
اس کے جلاو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ خُفتِ اُو جہدِ اُو ساکن شود
جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی

گرگ را آبخا اُمید و رہ کجاست
بھیزیے کو وہاں امید اور راست کہاں ہے؟

جلاوی خواندنِ مرآاں حق را خطاست
اس صحیح بات کو جلاو کہتا ہی غلطی ہے

گر بھیرے دینزِ حُشش را فِی سِت
اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اس کو بلند کرنے والا ہے

۱۔ اگر جہاں۔ اگر معجزہ ہے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہو گا۔ چونکہ گزریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ معجزہ کا اعلان خدا سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ اللہ اس کی حفاظت مکمل ہے۔

۲۔ گر بھیرے۔ موت سے نیندراو لی جائے اور نہ مومن انبیاء کے معجزات کا اعلان بھی ان کی حیات سے ہے۔ تشبیہ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضور کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو ان دو جلاویروں سے مشابہ سمجھو۔

۳۔ نیر۔ اللہ نے قرآن میں آن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ناسخین نزلنا الذکر و قالہ یحفظون ہم نے ذکر (قرآن) نزل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

تشبیہ کردن قرآن مجید بالعصائِ موسیٰ و وفاتِ
قرآن مجید کو عصائِ موسیٰ تشبیہ دینا اور انحضرت ﷺ

مضطفی علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخوابِ موسیٰ و قاصدانِ
کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے

تغیر قرآن را باں دو ساحرِ بچی کہ قصد بُردنِ عصائِ موسیٰ
والوں کو ان دو جلاویز بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی

کردہ یو دند چوں موسیٰ را خفتہ یا خفتہ
لاٹھی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطافِ حق
اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے

من کتاب و معجزت را جا فظم
میں تیری کتاب اور معجزہ کا نگہبان ہوں

گر بھیری تو نمیرد سِ اِس سَبِقِ
اگر تمہاری وفات ہو گئی تب بھی تو یہ سبق فنا نہ ہوگا

بیش و کم گن رازِ قرآں را فِضم
میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنے والوں کا مخالف ہوں

من تراور ہر دو عالم را فعم
 میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں
 کس نیار و بیش و کم کردن دو
 اس میں کوئی کمی نہ زیادتی نہیں ہو کر سکا
 رفقت را روز روز افزوں کنم
 میں تیری رفیق طن بدن بڑھاؤں گا
 منبر و حجاب سازم بہر تو
 میں تیرے لئے منبر اور محراب بنائوں گا
 نام تو از ترس پنہاں می کنند
 وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں
 خفیہ می گویند نہایت رانوں
 اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں
 از ہراس و ترس کفار لعین
 ملعون کافروں کے ڈر اور خوف سے
 من منادہ بر کنم آفاق را
 میں دنیا کو دین سے روشن کر دوں گا
 چاکرات شہرہا گیرند و جاہ
 تیرے خادم شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے
 تا قیامت ۳ باقیش داریم ما
 ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے
 اے رسول ما تو جاؤ نیستی
 اے ہمارے رسول! تم جلا نہیں ہو
 ہست قرآن مرترا ہنچوں عصا
 قرآن تھمے لئے (حضرت موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح ہے
 تو اگر در زیر خاکے خفتہ
 تم اگرچہ مٹی میں خویہ ہو

طاغیاں را از حدیثت دا فعم
 سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنے والا ہوں
 توبہ از من حافظے دیگر مجو
 توجہ سے بہتر محافظ کی جستجو نہ کر
 نام تو بر زرو بر فقرہ زخم
 تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا
 در محبت قہر من شد قہر تو
 محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے
 چوں نماز آرد پنہاں می شوند
 جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں
 خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوقوں
 اے ہنرمند! زبان بھی چھپ کر (دیتے ہیں)
 دینت پنہاں می شود زیر زمیں
 تیرا دین زمین چھپاتا ہے
 کو گردانم دو چشم عاق را
 میں نازان کی دھوؤں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا
 دین تو گیرد زما ہی تا بنادہ
 تیرا مذہب مچھلے سے چاند تک پھیل جائے گا
 تو مترس از رخ دیں اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! تم دین کے مننے سے نہ ڈرو
 صادقی ہم خرقة موسیستی
 تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر پھائی ہو
 کفر مارا در گشد چوں اژدہا
 جو اژدہ کی طرح کفروں کو نگل جائے گا
 چوں عصائش دال تو انچہ گفتہ
 جو چوٹم نے کہا ہے اس کو (موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح سمجھو

۱۔ رفعم۔ قرآن پاک میں ہے
 وَفَعَّلْنَا لَكَ ذِكْرًا يَمُنُ
 تھمے ذکر کو بلند کر دیا ہے کس
 نیار۔ قرآن پاک میں ہے
 لَا يَمُنُ إِلَّا بِكَلِمَاتِهِ اس کے کلمات کو
 کوئی بدلے والا نہیں ہے
 قہر۔ رسول کی نافرمانی خدا کی
 نافرمانی ہے

۲۔ نام تو کسی ابتدائی زندگی میں
 صحابہ حضور سے اپنے فطرت کو چھپاتے
 تھے اور نماز میں بھی چھپ کر پڑھتے
 تھے من منادہ۔ دین سے تمام عالم کو
 منور کروں گا اور مخالفین کی آنکھیں
 چکاچند ہو جائیں گے۔ چاکرات۔
 صحابہ کرام نے قیصر و نرسی کی
 حکومتوں پر قبضہ کیا۔ مٹی ایک
 عامیاد تصور ہے کہ زمین مچھل کی
 پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے
 آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے
 گا۔

۳۔ تا قیامت۔ قیامت تک
 کسی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم
 خرقة۔ وہ دو بزرگ جو ایک شیخ کے
 خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور
 آخوند خاں ایک ہی شریعت کے علم
 بردار اور پیغمبر ہیں ہست قرآن
 جس طرح حضرت موسیٰ کی لٹاکی نے
 جلاؤں گوں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا
 قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی
 قرآن پاک۔

چوں اعصا آگہ بوداں گفت پاک
(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلامِ باخبر رہا
تو بخشب اے شہ مبارک خفتے
اے شہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جاتا مبارک ہے
بہر پیکار توزہ کردہ کمال
تہلے (خشب سے لانے کے لئے لکڑی پر چلا چلائے ہوئے ہیں)
قوس نور تیر دوش می کند
تیرے نور کی کمان اس کو چمیر ذاتی ہے
اُو خفت و بخت و اقبال خفت
(مصطفیٰ) سو گئے نور ان کا نصیب اور اقبال نہ سویا
کار اوبے رونق و بے آب شد
تو اس کا کام بے رونق ہو بے اثر ہوا
تا بمصر از بہر آں پیکار زفت
خت جنگ کے لئے مصر کی جانب
طالب موسیٰ و جائے اوشدند
حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبگار بنے
موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود
(حضرت موسیٰ) کچھ کھدنت کے نیچے سوئے ہوئے تھے
کہ بروزاں سوئے نخلستان بجو
کہ جاں نخلستان کی جانب تلاش کر
خفتہ کو بود بیدار جہاں
اس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا
عرش و فرش جملہ در زیر نظر
عرش اور فرش سب اس کی نگاہ میں
خود چہ بیند چشم ہل آب و گل
آب گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک
اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو
قاصداں را در عصایت دست نے
امداد کرنے والوں کو تمہاری لاکھی پر قابو نہیں ہے
تو خفتہ نور تو بر آسمان
تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے
فلسفی ۲ وانچہ پوش می کند
فلسفی اور اس کا منہ جو کچھ کرتا ہے
آنچناں کرد و ازال افزوں کہ گفت
اللہ تعالیٰ نے وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ
جان بابا چونکہ ساحر خواب شد
جان پیدا جب جادوگر سو گیا
ہر دو روز از گوش رواں گشتند و رفت
دونوں (جادوگر) اس (باپ) کی قبر سے روانہ ہو گئے
چوں بمصر از بہر آں کار آمدند
جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے
اتفاق افتاد کاں روز و رود
یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن
پس نشان دادند شاں مردم بدو
لوگوں نے ان کو ان کا پتہ بتایا
چوں بیامد دید در خرما بنان
جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا
بہر نازش بستہ او دو چشم سر
تار میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے
اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
بہت سے بیدار کھٹکھٹا لہو سوئے ہوئے دل ہلے ہیں

۱۔ چوں اعصا۔ حضرت موسیٰ کی نیند کے جادو جادوگران کی لاکھی نہ چرا سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گزیر نہ کر سکیں گے۔
۲۔ فلسفی۔ طہ بن فلاسفہ قرآن کے منزل میں اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں اور محمدی ان کو پادہ پادہ کر دیتا ہے۔
آنچناں۔ اللہ تعالیٰ نے جو جو حصے کئے ان کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جادوگر کی غفلت کے وقت اس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔
۳۔ ہر دو۔ یعنی دونوں جادوگر۔ گوش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔
رواد۔ آمد فرماتے ہیں۔
نشان۔ خود چہ بیند۔ دل کی آنکھیں بند کر کے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
جو شخص بیدار دل رکھا ہے ' سر کی آنکھ
گر تو اہل دل نہ بیدار باش
اگر تو صاحب دل نہیں ہے ' جاگتا رہ
ورطت بیدار شدی تحسب خوش
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے ' آرام سے سو جا
گفت پیغمبر کہ تحسب چشم من
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سولی ہے
شاہ بیدارست و حایر خفته گیر
شاہ بیدار ہے ' محافظ سو بھی گیا ہو
وصف بیداری دل اے معنوی
اے معنی کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف
چوں بدیدندش کہ خفت ست اوراز
جب انہوں نے ان کو پیر پھیلانے سوتے دیکھا
ساحراں قصد عصا کردند زود
جادوڑوں نے فوراً لاٹھی کا قصد کیا
اند کے چوں پیشتر کردند ساز
جب آگے بڑھنے کا تھوڑا سا قصد کیا
آنجناں برخود بلر زیدآں عصا
لاٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی
بعد از ان شد اژدہا و حملہ کرد
اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا
رو در افتادن گرفتند از نہیب
خوف سے انہوں نے منہ کے بل گنا شروع کر دیا
پس یقین شال شد کہ ہست از آسمان
تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ طاقت آسمانی ہے

گر تحسب بر کشاید صد بصر
اگر سو جائے سو بینائی کھل جاتی ہیں
طالب دل باش و در پیکار باش
دل کا طالب بن اور نفس سے لڑتا رہ
نیست عائب ناظر تازہفت و شش
سات (آٹھوں کو چھ) (جتنوں) سے تیری نگاہیں نہیں ہے
لیک کے تحسب لم اندر و سن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے
جاں فدائے خفتگان ۲ دل بصیر
بیدار دل ' سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے
می تلخید در ہزاراں مثنوی
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں مل سکتا

بہر زودی عصا کردند ساز
انہوں نے لاٹھی چرانے کی تیاری کی
کز پیش باید شدن وال را زود
کہ پیچھے سے جانا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے
اند آمد آں عصا در ابتزاز
وہ لاٹھی حرکت میں آ گئی
کال دو بر جا خشک گشتند از وجا
کہ وہ دونوں خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گئے

ہر دوآں بگریختند و روی زرد
دونوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد (تھا)
غلط غلطاً منہزم در ہر نشیب
لوٹنے پوٹنے ہر گڑھے میں پسا ہوتے ہوئے
زانکہ می دیدند حد سلا حراں
اس لئے کہ انہوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

۱۔ دیکھو۔ یعنی دل کی آنکھیں
حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔
فتدش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ
جائیں شاہ بیدار۔ اگر شاہ بیدار ہے تو
چکیدار کے سو جانے سے کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتا۔ دل بمنزلہ شاہ کے
ہے۔

۲۔ خفتگان۔ یعنی جن کی آنکھیں
سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے
آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سولی
میں دل بیدار رہتا ہے معنوی۔ وہ
تحسب جو معنی اور حقیقت کا طالب
ہو۔

۳۔ بدیناں۔ ان دونوں
جادوگروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا۔
ابتزاز۔ متحرک ہو جانا۔ وجہ خوف۔
شد۔ یعنی وہ لاٹھی نہیب۔ خوف
منہزم۔ پسا۔

نہیںست ممنوع و حرام و ممتہن
ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے
سحر کردن شد حرام اے مرد دوست
اے دوست! جلاو کتا حرام ہے
کارِ شاں تا نزع و جاں گندن رسید
ان کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا
سوئے موسیٰ از برائے عذرِ آل
(حضرت) موسیٰ کے پاس اس کی معذرت کے لئے
ایختان تو اگر نبود حسد
آپ کے آزمائے کا، اگر حسد نہ ہوتا
اے تو خاص انخاص درگاہِ الہ
آپ خدا کی باگاہ کے خاص الخاص ہیں
اے ترا الطاف و فضل بے عدد
اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے
پیش موسیٰ برز میں سر می زوند
(حضرت) موسیٰ کے سامنے سر پہنچتے تھے
گشت بر دوزخ تن و جاں تاں حرام
تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے
ابھی سازید خورا ز اعتذار
عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بناؤ
دربرد آسید پیش بادشاہ
بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ
جمع آرید از دون و از بروں
اللہ اور باہر سے اکٹھے کر لو

پس ازیں رو علم سحر آموختن
لہذا اس حیثیت سے جلاو کا علم سیکھنا
بہر تمیز حق از باطل نکوست
حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے
بعد از اس اطلاق و تپ شاں شد پدید
اس کے بعد ان کو دست آئے اور بخدا آ گیا
پس فرستادن مردے در زماں
تو انہوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا
کا امتحان کر دیم ملا کے رسد
کہ ہم نے آزمایا، ہمیں کب حق تھا
مجرم ۲ شائیم و ملا عذرِ خولہ
ہم شایع مجرم ہیں، ہماری عذر خواہی کر دیجئے
در گذر از ما کہ ما کر دیم بد
ہم نے برا کیا ہمیں معاف کر دیجئے
عفو کرد و در زماں نیکو شدند
انہوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے
گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام
(حضرت) موسیٰ نے فرمایا شرعی قوانین نے معاف کیا
من ۳ شمار اخوند پدم اے دوید
اے دو دستوا! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں
بہچنایاں بیگنہ شکل و آشنا
اسی طرح (بظاہر) اجنبی صورت اور (بہاں) دست
انچہ باشد مرثلا از ققون
تمہارے پاس جو بھی کرب ہوں

ایس۔ اگر کوئی شخص جلاو اس غرض
سے لکھے کہ وہ سحر اور مجرہ میں فرق کر
سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو
یہ جائز ہے لیکن جلاو کتا مطلقاً بہر
صورت ناجائز اور حرام ہے اطلاق۔
دستوں کا جلدی ہو جانا۔ کا تختان۔ ہم
نے آزمایا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بناء
پر تھا۔

۲ مجرم شائیم۔ چونکہ ہم نے اللہ
کے رسول کا جرم کیا ہے لہذا ہم نے
اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ سٹو خد نغ۔
یعنی ان کا بخدا اور دستوں کی بیماری
زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم
ایمان لائے ہو۔

۳ من شد حضرت موسیٰ نے ان
دونوں جادوؤں سے فرمایا کہ فرعون
سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر
خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل
اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے
مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرب
کنا۔ بیگنہ شکل۔ یعنی بظاہر اجنبی
بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں
رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا ازوے
شہرہوں سے فرعون کے سامنے جلاوگروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے غلٹیں پانا اور اس
یافتن و دست بر سینہ در قہر خصم او کہ اس کار را دفع بر ما نویس
ان کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ ملانا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

۱۔ تشریفہا۔ غلٹیں۔ طہر خصم
اور یعنی حضرت موسیٰ پر غالب آنے
کے بارے میں۔ خداوند۔ یعنی وہ
حضرت موسیٰ کے پاس سے روانہ ہو
گئے۔ انتظار۔ یعنی وہ منتظر تھے کہ کوئی
وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰ پر ایمان
کا اظہار کر دیں۔ سابقا۔ بازی لے
جانے والے۔

۲۔ فرزوں آئند۔ یعنی اگر تم حضرت
موسیٰ پر غالب آ جاؤ گے کہ بدلو۔
یعنی اس قدر دلوں کا جوحدے بڑھاوا
ہو گا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
کام۔ صغیر۔ یعنی صغیر شکن
ہیں۔ پائے۔ ہمارا متبہ ذکر موسیٰ۔
حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصے سے
کچھ کی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض
قصہ نقل کرنا نہیں ہے قصہ تو پرانا ہے۔
۳۔ ذکر موسیٰ اس قصہ کے تحت
جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض
آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود
اصلی تو وہ نور ہے جو حضرت موسیٰ کو عطا
کیا گیا تھا۔ تاقیامت۔ ہر نبی کا نور
امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا
ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی
مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی
بھی مربوب ہوتا ہے۔

پس زمیں را بوسہ دلوند و شدند
پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے
تا بقرون آمدن آل ساحران
وہ جلاوگر فرعون کے پاس آئے
وعدہا شال گرد و پیشین ہم بدلو
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیئے
بعد از شال گفت ہیں لے سابقا
اس کے بعد ان نے کہا آگاہ! اے ماہر!
برفشام برشا چندیں عطا
تم پر اس قدر عطا نثار کروں گا
پس بگفتدش باقبال تو شاہ
تو انہوں نے کہا کہ اے شاہ آپ کے اقبال سے
ملایں فن صفریم و پہلوان
ہم اس فن میں صغیر شکن اور پہلوان ہیں
ذکر سہ موسیٰ بند خاطر ہاشدست
موسیٰ کا ذکر کچھ کا موجب بن گیا ہے
ذکر موسیٰ بہر رو پوش ست و لیک
موسیٰ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے لیکن
موسیٰ و فرعون در ہستی تست
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں
تاقیامت ہست از موسیٰ نتاج
موسیٰ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے

انتظار وقت فرصت می بندند
فرصت کے وقت کے منتظر تھے
داد شال تشریفہائے بیکراں
ان کو اس نے لاتعداد غلٹیں دیں
بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ
گرفزوں آئند اندر امتحاں
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے
کہ بدرد پردہ جود و سخا
کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائے گا
غالب آسیم و شود کارش تباہ
ہم جیتیں گے اور اس موسیٰ کا کام تباہ ہو گا
کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے
کایں حکم تہاست کہ پیشین بدست
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں
نور موسیٰ نقد تست اے مرد نیک
اے مجھے آئی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے
بایدایں دو خصم را اور خویش جست
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تاش کرنا چاہیے
نور دیگر نیست دیگر خد سراج
روشنی دوسری نہیں ہے، چراغ دوسرا ہے

اِس اِسفال و اِس فقیلہ دیگرست

لیک نوش نیست دیگر ز اِس سرست

دیلا اور یہ جی دوسری ہے
گر نظر در شیشہ داری گم شوی
اگر تو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا
وَر نظر بر نور داری و اِی
اگر تو نور پر نظر رکھے گا نجات پا جائے گا
از نظر گاہ است اے مغز وجود
اے خلاصہ کائنات! نقطہ نظر کی وجہ سے ہے

لیکن اس کا نور دھرا نہیں دیتی ہے
زانکہ از شیشہ است اعداد و دُوئی
کیونکہ شیشہ سے تعدد اور دوئی پیدا ہوتی ہے
از دُوئی و اعداد جسم اے منتہی
اے باکل! جس کی دُوئی اور تعدد سے
اختلاف مومن و کبر و جہود
مومن اور آتش پرست اور یہودی کا اختلاف

۱۔ اِس اِسفال اشخاص بدلتے ہیں
اور اس صفت خاص کا نور خود منقلب ہوتا
رہتا ہے شیشہ یعنی تعینات گم
شوی وحدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ
جائے گی۔ مگر شیشہ تعینات پر نظر
تعدد اور دُوئی کا سبب ہے اگر شیشہ
مقصود نہ ہو بلکہ نور مد نظر ہو تو وحدت
حقیقی نظر آئے گی اور نظر گاہ مومن اور
کافر کا نقطہ نگاہ چونکہ جدا گانہ ہو گیا اسی
لئے ان میں اختلاف پیدا ہوا۔

۲۔ مغز وجود چونکہ انسان خلیقیہ
مذہب ہے لہذا وہ وجود کائنات کا مغز اور
خلاصہ ہے۔ پیل۔ اس حکایت کا
مقصد یہ ہے کہ ایک چیز کے دیکھنے
کے جب جزوئے بدل جاتے ہیں تو
اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اِی کو
مختلف لوگوں نے مختلف جزوئوں سے
دیکھا تو ان کے عقیدے میں
اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہنود ہندوستان
مسلمانوں کو بھی لفظ ہنود سے تعبیر
لے رہے ہیں۔ ہندوستان کا اِی
مشہور تھا۔

۳۔ دیدش۔ اندھیرے میں آنکھ
سے دیکھنا ممکن نہ تھا اس لئے اِی پر
ہاتھ بھیر کر دیکھ رہے تھے خرطوم۔
اِی کی سونہ پر نالے سے مشابہ
سے نالوں پر نالہ باد بیزن۔
پنکجا۔ فرشی چمکے باکل۔ اِی کے
کان کی طرح ہوتے ہیں۔ عمود
ستون۔ تخت۔ اِی کی کمر تخت کی
طرح چوڑی چمکی ہوتی ہے کی شدید
جہاں نہیں وہ لوگ اِی کا ذکر سنتے تو
اپنے ذہن کے مطابق اس کا تصور
کرتے۔

اختلاف کردن در چوگی و شکل پیل در شب تار

اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف کرنا

پیل اندھ خانہ تاریک بود
ہاتھی ایک اندھیرے گھر میں تھا
از برائے دیدش مردم بسے
بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے
دیدش چو چشم چوں ممکن نبود
چونکہ اس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہ تھا
آں یکے را کف بحر طوم لوفتو

عرضہ را آورده بودندش ہنود
ہندوستانی اس کو پیش کرنے کے لئے لائے تھے
اندر اِن ظلمت ہمی شد ہر کسے
ہر شخص اندھیرے میں گھس آیا
اندر اِن تاریکی کف می بود
اندھیرے میں اس پر ہاتھ بھیرتا تھا
گفت ہمچونا دانست اِس نہاد
اس نے کہا یہ جسم پر نالے کی مانند ہے

ایک کا ہاتھ سونہ پر پڑا
آں یکے را دست بر گوش رسید
ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پہنچا
آں یکے را کف چو برپایش بسود
ایک کا ہاتھ جب اس کے سر پر لگا
آں یکے بر پشت او نہاد دست
ایک نے اس کی سر پر ہاتھ رکھا
پنچنیں ہر یک جبروئے گور سید
ای طرح ہر وہ شخص جو کسی ایک عضو تک پہنچا تھا

آں بروچوں باد بیزن شد پدید
اس کو وہ چمکے کی طرح معلوم ہوا
گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
اس نے کہا میں نے اِی کو ستون جیسا دیکھا ہے
گفت خود اِس پیل چوں تختہ بدست
اس نے کہا یہ ہاتھی تخت کی طرح کا ہے
فہم آں می کرد ہر جامی شنید
جہاں کہیں (ہاتھی کا نام) سنا وہی خیال کرتا

از نظر گہ گفت شال شد مختلف
ان کی بات نقطہ نظر کی وجہ سے مختلف ہو گئی
ور کف ہر یک اگر شمعے بدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی
چشم حسن پہچوں کف دست و بس
جس کی آنکھ صرف ہاتھ کی پھیلی کی طرح ہے
جسم دریا دیگرست و کف و گر
دریا کا وجود لود ہے اور جھاگ اور ہیں
جنبش کفہاز دریا روز و شب
شب و روز جھاگ کی حرکت دریا کی وجہ سے ہے
ماچو کشیہا ہم بری زینم
ہم کشی کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں
اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے
آب را آہست کو میر اندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو بلاتا ہے
موی و عیسیٰ کجبد کا قتب
حضرت موسیٰ عیسیٰ کہاں تھے جبکہ سورج نے
آدم و حوا کجا بدآں زماں
اس وقت حضرت آدم اور حوا کہاں تھے
ایں سخن ہم ناقص ست و اترست
یہ بات بھی ناقص اور اٹھری ہے
گر گویم زماں بلغزد پائے تو
اگر میں اس کے بارے میں کہوں تو تیرے سر پر ٹپک جائے گے

آں یکے داش لقب داداں الف
اسی ایک نے اس کو دل کا لقب دیا اس نے الف کا
اختلاف گفت شال بیرون شدے
تو ان کی باتوں سے اختلاف ہود ہو جاتا
نیست کف رابر کل او دسترس
پھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے
کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
جھاگ کو چھوڑ اور آنکھ سے دھیا کو دیکھ
کف ہی بنی و دریا نے عجب
تعجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہیں
تیر چشمیم و در آب رو شمیم
ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دریا میں ہیں
آب را دیدی نگر در آب آب
تو نے پانی کو دیکھ لیا 'پانی کے پانی کو دیکھ
روح را روے ست کو میخواندش
روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے
رکشت موجودات را می دادا آب
موجودات کی کشتی کو پانی دیا
کہ خدا افکند ایں زہ در کماں
جبکہ خدا نے کماں پر یہ چلہ چڑھایا
آں سخن کینست ناقص دل سترست
جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اُھر کی ہے
و گویم ہیچ ازاں اے وائے تو
اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر نفوس ہے

آں یکے چونکہ ہاتھی کا قصور
سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس
لئے انہوں نے اس کو مختلف علاقوں
سے تعبیر کیا کسی نے مظلما اس کو دل
کہا تو کسی نے اس کو کاف کہہ
عجم جس انسان کی حسی آنکھ
ان لوگوں کی پھیلی کی طرح ہے جسے
ان کی پھیلی کی دست میں ہرے ہاتھی
پر بھی اسی طرح یہ ظاہری آنکھ کی چیز
کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے
کف و در مظلما کف دست سے
کف دریا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں
اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شعی
ہونی چاہئے کہ ظاہر بری جسم ہد
یعنی وجود سے کف یعنی جسم عصری
جنبش کفہا انسانیاں جسم روح کی وجہ
سے متحرک ہیں لیکن نفوس کا انسان
تن پوری کرنا رہتا ہے اور روح سے
غفلت رہتا ہے
ماچو کشیہا جسم کو میلے کف
دریا سے تعبیر کیا تھا اس ان کو کشیوں
سے تعبیر کیا ہے آب روشن در
اے تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو
گیا ہے تو اب اس کو آگے قدم بڑھا کر
ذات حق کا مشاہدہ کرنا چاہیے آب
آب۔ روح الارواح ذات حق۔
آہست۔ یعنی روح کے لئے افزائے
حیات کرنے والی ذات۔ موسیٰ عیسیٰ
افاضہ حیات کرنے والی ذات کی
قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم
ہے کہ خدا تعالیٰ کا نکات و کجیات بخشی
تھی۔ ایں سخن۔ یعنی ذات حق کی جو
تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ آں سخن۔
خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو
تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔
گر گویم کہ اب اگر مثالوں سے اس کی
ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی
مثال پر دل جھالو گے بالکل ذکر نہ کیا
جائے تو یہ بھی غسوسا کہ بات ہے



برہماں صورت چمکی اے فتنے
اے نوجوان! تو اس ہی صورت پر چمک جائے گا
سرِ بکبانی بباوے بے یقین
بغیر یقین کے سوا سہرا ہلاتا ہے
یا مگر پارا ازیں رگل بر کنی
یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے
اس حیاتِ داروش بس مشکل ست
تیری ہی زندگی کے لئے دعا کی بہت مشکل ہے
پس غنی گردی زر گل در دل روی
تو مٹی سے بے نیاز ہو جائے گا دل کی دنیا میں پہنچ جائے گا
می روی بے قید خراز اہل گل
بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑیگا
لوت خواہر شدر او را می ہلد
غدا خود بن جاتا ہے اور اس دلیہ کو چھوڑ دیتا ہے
جو قظام خویش از قوت اقلوب
دل کی خواہش کے اور عیساں دودھ کھچنے کی کوشش کر
اے تو نور بے حجب رانا پذیر
اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکتے والا ہے
تابہ بینی بے حجب مستور را
تا کہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پروں کے دکھ لے
بلکہ برگردوں سفر بے چوں گنی
بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے
ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی
ہاں بتا کیسے آیا ہے تو بے ہوش آیا ہے

ور بگویم در مثال صورتے
اگر میں کی صورت کی مثال میں اس کی صفات بتاؤں
بستہ پائی چوں گیہ انداز میں
تو گھاس کی طرح زمین میں پاستہ ہے
لیک پایت نیست تانقلے گنی
لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو منتقل ہو جائے
چوں کنی پارا حیات زیں رگل ست
تو پاؤں کیسے نکل سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے
چوں حیات از حق گیری اے روی
اے سرِ لب! جب تو اللہ تعالیٰ سے زندگی حاصل کریگا
فارغ و مستغنی از رگل سوئے دل
مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف
شیر خواہ چوں ز دلیہ بگسند
دودھ پیتا پچ جب دلیہ سے تعلق توڑتا ہے
بستہ شیر زمینی چوں خوب
بچوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے
قوت حکمت خود کہ شد نور سیر
دلانی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چمپا ہوا نور ہے
تا پذیر اگر دی اے جاں نور را
اے جان تا کہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے
چوں ستارہ سیر برگروں گنی
تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے
آں چنناں کر نیست در مست آمدی
اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

۱۔ بستہ پائی۔ عوام تقلید کی دلدل
میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے
بیان پر یقین کے بغیر یقین کے
اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر
ہلانے لگتے ہیں۔ ایک۔ عوام تقلید
سے تحقیق کی طرف منتقل ہونے کے
لئے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از
کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔
چوں گنی۔ جبکہ انسان عقلی زندگی کا
عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس
زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔
۲۔ چوں حیات۔ اگر انسان اس
عقلی زندگی کو خیر یاد کر دے تو وہ دل
کی دنیا میں پہنچ کر امر و وحدت
حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خواہ۔ پچ
جب تک لذتِ غذا میں نہیں لپکتی ہیں
دلیہ کو چمپا ہوتا ہے جب غذا میں لپکتے
لگتی ہیں تو دلیہ سے بے نیاز ہو جاتا
ہے۔ اسی طرح انسان جب
تک عالم عقلی سے چمپا ہوا ہے
اس امر کی لذت سے بے خبر ہے جب
وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم
عقلی کو چھوڑ کر مٹی کی زندگی لے لے گا۔
۳۔ بستہ۔ تاج زمین سے غذا
حاصل کرتا ہے اسی طرح انسان عالم
عقلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی
ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو
دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت
سے حاصل ہوتی ہے قوت حکمت
تو دل کی غذا حکمت اور چند امور عظمت
سے حاصل کر لے اس کے الفاظ میں
دودھ پر پشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر
استعداد پیدا ہو جانے پر براہ راست
اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تابہ
چین رفتہ رفتہ ہوا استعداد پیدا ہو جائے
گی جس سے شاہد الحق حاصل ہو
جائے گا۔ چوں ستارہ۔ پھر عالم ملکوت
کی سیر حاصل ہو جائے گی عالم

ملکوت کی طرف تمہارا عروج سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس علم کی طرف نزول سفر ہو لیکن یہ سفر چونکہ
تمہاری مدد ووشی میں ہوا ہے اس لئے کہ تمہیں زندہ سفر یاد ہے اور اس سفر کے طے کرنے کے کساتے یاد ہیں۔

را بہائے آمدن یادت نہماند
تجھے آنے کے واسطے یاد نہیں رہے
ہوش لے را بگذارد وانگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے پھر ہوشید بن جا
نے بگویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے
ایں اچھال پھول درخت ستائے کرام
اے بزرگرا یہ دنیا درخت کی طرح ہے
سخت گیرِ رضا مہاجرِ شاخ را
کچوں کی گرفتِ شاخ پر سخت ہوتی ہے
چونکہ بخت و گشت شیریں لب گزراں
جب پگ گیا اور ہونوں کو چکانے والا شیریں بن گیا
چوں ازراں اقبال شیریں شد دہاں
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے منہ میٹھا ہو جاتا ہے
سخت گیری و تعصبِ خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا سر پہ ہے
چیز دیگر سچ ماند لتا گفتش
دوسری چیز وہ گئی لیکن اس کا بتانا میرا کام نہیں ہے
نے تو گوئی ہم بگوشِ خویشستن
نہیں تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا
بہجواں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے

لیک رمزے بر تو بر خواہیم خواند
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں
گوش را بر بندو آنگہ گوشدار
کان کو بند کر لے پھر کان لگا
در بہائی و ندید سستی تموز
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے
ماہر و چوں میو ہائے نیم خام
اور ہم اس پر آدھ کچے پھل کی طرح ہیں
زانکہ درِ خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں شاہی محل کے لائق نہیں ہوتا ہے
سُست گیر و شاخہارا بعد از اں
اس کے بعد شاخوں سے گرفت دھلی کر لیتا ہے
سرد شد بر آدمی مُلکِ جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہو جاتا ہے
تا حینی کارِ خوں آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے تیرا کام خون پینا ہے
باتو روح القدس گوید نے منش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں
بے من و بے غیر میں اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ دہم ہے
توز پیشِ خود بہ پیشِ خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے



من دو کا تہذیب ختم ہو گیا ہے۔ پھر یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر امر اور خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود
سننے والا..... بن جاتا ہے اس کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے
مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے
پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

۱۔ ہوش را بگذارد۔ اگر تم اس آنے
کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو
جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر
کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان
جسمانی کانوں کو بند کر کے روح کے
کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آ
جائیں گے اور عہدِ اُلت کی آواز سن
لو گے گے۔ بگویم کہ میں نے نہیں بتا
دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا
کی بہار دیکھی ہے مجاہدات کی گری
نہیں سہی ہے۔

۲۔ ایں جہاں۔ انسان اور دنیا کی
مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل
جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا
جوڑا منبھوٹ ہے اور سخت ہوتا ہے۔
چوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا
تعلق کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح
خام انسان دنیا کو چمکا رہا ہوتا ہے اس
میں چمکنی آجالی ہے تو دنیا سے تعلق
کمزور ہو جاتا ہے۔ تاحینی۔ پیٹ کا
بچہ جب تک پیٹ سے چمکا ہوا ہے
اس کی غذا خون ہے جب وہ بڑا ہوا جاتا
ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین
غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا
سے چمکا ہوا ہے اس کی غذا خون جیسی
خمس چیز ہوتی ہے۔

۳۔ چیز دیگر۔ پچھرا رو میں نے
بتا دیئے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں
نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح
القدس بتا کر گا۔ روح القدس سے مراد
یہاں جبریل نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا
اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص
ہے بلکہ حظیرۃ القدس کے دوسرے
ملائکہ مراد ہیں۔ نے فرماتے ہیں کہ
وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کی فرشتہ
بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہو گا کہ تو
خود اپنے آپ کو بتائے گا اے ہم تو
من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ

باتواندر خواب گفتست آں نہاں

وہ پیشہ رازِ خواب میں تجھ سے کہا ہے

بلکہ گردونی و دریائے عمیق

بلکہ تو آسان ہے اور گہرا سمند ہے

قلزمِ ست و غرقہ گاہِ صد تو ست

سمند ہے تیری شخصیتوں کی ڈب جانے کی جگہ ہے

دمِ مزن وَاللّٰهُ اعْلَمُ بِالْصَّوَابِ

خاموش ہو جا اور اللہ بہتر جانتا ہے

انچہ ناید در بیان و در زباں

وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سا سکتا ہے

انچہ ناید در کتاب و در خطاب

وہ جو لکھے اور بیان کرنے میں نہیں آ سکتا

اصلاً اے پاکبازاں اصلاً

آؤ اے پاکبازاں آؤ

از زباں بے زباں کہ قمِ تعالٰ

بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو آجا

آشنا بگزار در کشتی نوح

تیرا چھوڑ دے نوح کی کشتی میں آ جا

کہ نخواہم کشتی نوحِ عدو

کہ میں دشمنِ نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

بشنوی! از خویش و پنداری فلاں

تو اپنی طرف سے منتا بھریاں کرتا ہے کہ فلاں نے

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق

اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

آں توئی زلفت کہ آں نہ صد تو ست

وہ تیری موتی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے

خود چہ جائے حدِ بیداری و خواب

بیداری اور نید کا خود کیا ٹھکانا ہے

دمِ مزن تابشنوی از دمِ زباں

دم نہ مارتا کہ تو دمِ مانے والوں سے سن لے

دمِ مزن تابشنوی زباں آفتاب

دم مت مارتا کہ تو اس آفتاب سے سن لے

دمِ مزن تابشنوی زباں مہ لقا

دم مت مارتا کہ تو سن لے اس مہِ رخ سے

دمِ مزن تابشنوی اسرارِ حال

دم مت مارتا کہ تو حالت کے اسرار سن لے

دمِ مزن تادمِ زند بہر تو روح

دم نہ مارتا کہ تیرے لئے روح کہے

ہچو گعال کا شنای کرد او

کعبان کی طرح نہ بن کہ وہ تیرا تھا

دعوتِ کردنِ نوح علیہ السلام پسر را و سر کشیدن او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلاتا اور اس کی سرکشی کرتا کہ میں

کہ بر سرِ کوه روم و چارہ گنم و مبتت تو شکستم

پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیادِ کشتیِ بلبا نشین تاگردی غرقِ طوفاں اے مہمیں

خبردار! آ جا باد کی کشتی میں بیٹھ جا اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

۱۔ بشنوی! انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دوسرا نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خون بہا ہے آں تولی آنے جانے کے مختلف مقامات مخاطب اور متکلم کا امتیاز یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے انسان بظاہر عالمِ صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالمِ کبیر ہے انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمند ہے

۲۔ خود انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک واحد و شخصیت ہے۔ دمِ مزن ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرمادے۔ انچہ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتے۔ فہمِ تعالیٰ۔ کھڑا ہوا آ جا جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی مرشد۔

۳۔ آشنا بگزار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کا سہارا لے لے ہچو گعال۔ حضرت نوح کے لڑکے کعبان نے سہارا پسند نہ کیا تو چاہا ہوا بلبا۔ یعنی حضرت نوحؑ نہیں۔ ذلیل

گفت نے من آشنا! اموتم
اس نے کہا نہیں، میں نے تیرا کیا کیا ہے
ہیں ممکن کایں موج طوفان بلاست
خبردار! ایسا نہ کر، کیونکہ یہ موج بلا طوفان ہے
بادِ قہرست و بلائے شمع گش
یہ تہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے
گفت نے رتم برآں کوہ بلند
اس نے کہا نہیں اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
ہیں ممکن کہ کوہ کاہست ایں زمل
خبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ ٹکا ہے
گفت من کے چند تو بشوڑہ ام
اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سنی ہے؟
خوش نیلہ گفت تو ہرگز مرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی
ہیں ممکن بابا کہ روزِ ناز نیست
خبردار! بابا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے
تاکوں کر دی وایں دم ناز کیست
تو نے ایک ناز کیا اور یہ نازک وقت ہے
لَمْ یَلِدْ لَمْ یُولَدْ ست او از قدم
نہاں کے بیٹا پیدا ہونہ کسی سے پیدا ہوں وہاں سے ہے
نازِ فرزندان س کجا خولہ کشید
وہ اولاد (سا) ناز کہیں برداشت کریگا؟
نیستم مَوُوْد پیرا کم بنار
خدا فرما دیگا میں بیٹا نہیں ہوں اے بڑھے ناز نہ کر
نیستم شوہر نیم من شہوتی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع فرو ختم
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے
دست و پا را آشنا امروز لاست
آج تیرے کے ہاتھ چیر کچھ نہیں ہیں
جو کہ شمع حق نمی باید تمش
اللہ تعالیٰ کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہ چھوڑی چپ ہو جا
عاصم ست آں کہ مرا از ہر گز نزد
وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے
جو حبیبِ خویش رندہ آماں
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پناہ نہ دیگا
کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں
من بری ام از تو در ہر دوسرا
میں تجھ سے دلوں جہاں میں بیزار ہوں
مرخدا را خویشی و انباز نیست
خدا کا کوئی سانجھی اور شریک نہیں ہے
اندریں درگاہ کسے راناز کیست
اس دریا میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟
نے پدر دارو نہ فرزند و نہ عم
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا
رازِ بابا یاں کجا خولہ شنید
باپوں کا راز کہیں سنے گا؟
نیستم والدِ جوانا کم گراز
میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ
ناز را بگزار اینجا اے سستی
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

۱ آشنا۔ شاہی تیرا کی شمع یعنی
تدبیر۔ شمع فرو ختم۔ یعنی میں نے بچنے
کی تدبیر سوچی ہے کہ تیروں کا۔
معدوم۔ محسوس۔ چپ ہو جا۔
۲ کوہ بلند۔ قرآن پاک میں
کعبان کا مقولہ مذکور ہے سلاوی ابی
جبل یصحنی من السماء میں پہاڑ
پر پناہ گزین ہو جاؤں گا وہ مجھے پانی
سے بچائے گا۔ تہلیل۔ یعنی خدا
اس نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔
مرخدا۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور
شرکت وغیرہ ہوتی ہے ناز کیست
پہلے مصرع میں بعضی ناز کی است
ہے اور دوسرے مصرع میں بعضی ناز کی
است ہے۔
۳ نازِ فرزندان۔ جبکہ لَمْ یَلِدْ
اور لَمْ یُولَدْ ہے اس کی جناب میں
نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ
باپوں کے ناز کی گنجائش ہے۔ چیر۔
اے بڑھے۔ گراز۔ گراز۔ پیرا۔ اکڑ
کر چلنا۔ شوہر۔ مردانہ خواہش کی
بنیاد پر ہر گھٹ کی ناز برداری کرتا ہے
سستی۔ گھورت ہوئی۔

جُو خُصُوع و بندگی و اضطراب

سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے

گفت بابا سالہا ایں گفتہ

اس نے کہا ' باتم نے یہ سالہا کہا ہے

چند ازینہا گفتہ باہر کسے

تم نے ہر شخص سے یہ باتیں کہی ہیں

ایں دم سِرِد تو در گوشتم زلفت

تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی

گفت باباچہ زیاں دار داگر

حضرت نوح نے فرمایا کیا حرج ہوگا اگر

بچنیں میداد او پند لطیف

وہ اسی طرح ہشتاد نصیحت کرتے رہے

نے پدر از صبح کنعال سیر شد

نہ تو باپ کا کنعال کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا

اندیس گفتن بدند و موج تیز

وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے

نوح گفت اے بادشاہ بُرد بار

نوح نے عرض کیا ' اے طیم بادشاہ!

وعدہ کر دی مرمر تو بارہا

تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا

دل نہام بر امید من سلیم

مجھ بھولے نے تیری امید پر بھروسہ کیا

گفت اواز ابل و خوشانت نبود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیرے اہل اور انہیں میں سے نہ تھا

چونکہ درندان تو کرم اوفتاو

جب تیرے دانت میں کیرا لگ گیا

اندیس حضرت ندا رد اعتبار

اس دبا میں کسی کا اعتبار نہیں ہے

باز میگویی جہل آشفتہ

پھر کہتے ہو ' نادانی سے بک رہے ہو

تا جواب سِرِد بشنودی بے

حتیٰ کہ بہت سے بے مردی کے جواب نے ہیں

خلصہ اکنول کہ خدم دانا و زلفت

خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں

بشنوی یک بار تو پند پدر

ایک بار تو باپ کی نصیحت مان لے گا

بچناں می گفت او دفع عذیف

وہ اسی طور پر سختی سے انکار کرتا رہا

نے دے در گوش آل ادبیر شد

نہ کوئی بات اس بدبخت کے کان میں پڑی

برسر کنعال زد و شد ریز ریز

کنعال کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا

مر مرا خرم دو سیلت بُرد بار

میرا گدھا مرا در تیرا سیلاب سلمان بہا لے گیا

کہ بیاید ہلت از طوفاں رہا

کہ تیرے اہل طوفاں سے نجات پائیں گے

پس چرا برود سیل از من گیم

پھر طوفاں میری کھلی کیوں بہا لے گیا؟

خوندیدی تو سفیدی از گبود

تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا

نیست دندان بر کنش اے اوستاد

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑے

۱۔ جز۔ اللہ کے مدد میں صرف عاجزی اور زاری کام دیتی ہے گفت بابا۔ یعنی کنعال نے حضرت نوح سے کہا جواب سِرِد یعنی سِرِد جواب۔ دم سِرِد بے اثر بات۔ دانا۔ یعنی جبکہ بچن میں جو کہ نرمی اور نادانی کا وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب طاقت اور عقل کی وقت کیسے مان سکتا ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔

۲۔ ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔ قرآن پاک میں ہے وَحَالِیْہِمْ اَلْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمَغْرِقِیْنَ اور حال ہو گئی ان دونوں کنعال اور حضرت نوح کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔ خرم۔ یہ بخاور ہوئی تباہی اور بربادی کے وقت بولا جاتا ہے۔

۳۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ گیم۔ کھلی۔ گیم۔ برون۔ لوٹ لینا۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک میں ہے یَسْفُوْخُ فِیْہِ لَیْسَ مِنْ فَلَکَ اِنَّہُ عَمَلٌ غَیْرِ صَالِحٍ۔ اے نوح وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو کار ہو جائے تو اس کو جدا کر دینا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات پڑتے ہیں۔

تاکہ باقی تن نگرود زار ازو
تاکہ باقی جسم اس سے کزہ نہ بنے
گفت! بیزارم زغیر ذات تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بزدل ہوں
تو ہمیدانی کہ چونم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے
زندہ از تو شاد از تو عالمکے
میں تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہوں
مُتَصِل نے مُتَفَصِّل نے اے کمال
اے خداوند کمال وہ نہ جڑا ہوا ہے نہ جدا
ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم تجلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے
تو کجی ۲ در کنارِ فکر تے
تو عقل کے پہلو میں نہیں ملتا ہے
پیش ازین طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے
باتومی گفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ ان سے
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟
روی ۳ در اطلال کردہ ظاہرا
ظاہر کھنڈوں کی طرف رخ کر کے
شکر طوفان را کُنوں بگماشتی
شکر ہے اب تو نے طوفان مسلط کر دیا
زانکہ اطلال و لَیْم و بد بدند
کیونکہ وہ کھنڈ اور کینے اور بد تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہو جا
غیر نبود آنکہ باشندات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا
پیست چندا نم کہ باباراں چمن
اس سے بیش گناہ ہے جو چمن کو بارش سے ہے
مُعْتَدی بے واسطہ بے حاکمکے
غیر کسی واسطہ اور بغیر کسی کے تجھ سے غفلت پانے لگا ہوں
بلکہ بیخون و چگونہ و احتیال
بلکہ اس کا تجھے تعلق ہے بلکہ یہ بے تعلقت ہے
زندہ ایم از لطف اے نیکو صفات
اسے اچھی منتوں ملے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں
نے بمعلولی قریں چوں علّے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت سے وابستہ ہے
تو مخاطب بودہ در ماجرا
ہر قصہ میں تو مخاطب ہے
اے سخن بخش نوو آن گہن
اس نے دل لہر گزے ہو غزلت میں بات کی طاقت دکھانے والے
گاہ با اطلال و گاہے باد من
کبھی کھنڈوں اور کبھی کھڑی سے
او کرامی گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے اور کس کی تعریف کرتا ہے؟
واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈوں کا واسطہ اٹھا دیا
نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

۱۔ گفت بیزارم۔ حضرت نور پر
حقیقت واضح ہوئی تو بے نیکی مہربانی
کا شکوہ ختم ہو گیا اور انہوں نے
معذرت شروع کر دی۔ چمن۔ چمن
بارش کا محتاج ہے۔ عال۔ عیالدار
مفلس۔ مُعْتَدی۔ غذا حاصل کرنے
والا۔ مُتَصِل نے حضرت نور پر چونکہ
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے تو ان کو
ذات باری سے مُتَصِل بھی نہیں کہا جا
سکتا ہے کیونکہ اتصال دہی کو چاہتا
ہے اور مُتَفَصِّل بھی نہیں کہا جا سکتا۔
بلکہ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابل
بیان ہے۔

۲۔ تو کجی۔ ذات باری فکر و خیال
سے بالاتر ہے۔ نہ بمعلولی ذات
باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔
پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان
کے بعد۔ تو ہی میرا مخاطب ہے اور
تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق
عطا کرنے والا ہے۔ نیک عاشق۔
عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور
نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں
لیکن حاصل روئے سخن محبوب کی
طرف ہوتا ہے۔ اسی طرح دھروں
سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے
سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔

۳۔ روی۔ عاشق کا رخ گو محبوب
کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا
ہے لیکن مقصود محبوب کا ذکر ہوتا ہے۔
اطلال۔ طلل کی جمع ہے مثلاً شکر تیرا
شکر ہے کہ تو نے ان اشخاص کو ہی
ختم کر دیا ہے جو باتیں کرنے میں
درمیانی واسطہ منزل ٹیلوں کے تھے
نہائے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خود
صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا
صحیح جواب دیتے تھے۔

مَنْ اِجْتَنَبَ اَطْلَالَ خَوَانِمْ دَرْ خَطَابِ
میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈ چاہتا ہوں
تَا مَشْتِیْ بِشْنُومَ مَنْ نَامِ تُو
تاکہ میں تیرا نام مکرر سنوں
ہر نبی زانِ دوست واردِ کوہِ را
ہر نبی پہاڑ کو ہی لئے دوست رکھتا ہے
آں گہِ پستِ مثالِ سنگِ کاخِ
وہ پست پہاڑ جو پتھری زمین جیسا ہے
مَنْ بگویم اُو نگرِ دیارِ مَنْ
میں بولتا ہوں وہ میرا یاد نہیں بنتا ہے
باز میں آں بہ کہ ہموارِ گنی
یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کر دے
گفت اے نوح! اَر تُو خواہی جملہ را
فرمایا ہے اے نوح! اُر تو چاہے تو سب کو
بہرِ کنعانِ سِ دل تو نشکُومِ
بہر کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا
گفت نے نے راضیم کہ تو مرا
عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے
ہر زمانہم غرقہ می گن من خشمِ
تو مجھے ہر وقت ڈوبتا رہ میں خوش ہوں
ننگرم کس را و گر ہم بنگرمِ
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی
عاشقِ صنعِ تو ام در شکر و صبرِ
میں صبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

کز صدا چوں کوہ وا گوید جواب
جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں
عاشقم برنامِ جاں آرامِ تُو
میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
تَا مَشْتِیْ بِشْنُودَ نَامِ تَرَا
تاکہ تیرے نام کو مکرر سنے
موش را شاید نہ مارا درِ منارِ ۲
پھاؤ کے لئے چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے
بے صدا ماند دم گفتارِ مَنْ
میرے بولنے کے وقت بغیر صدائے بازگشت کے جاتا ہے
نیست ہمد با عدم یارش کنی
وہ ساتھی نہیں اس کو عدم کا یاد بناتا ہے
حشر گردانم بر آرم از اثرِ ۱
از سر نو زندہ کر دوں مٹی سے نکال لوں
لیکت از احوال آگاہ می گنمِ
لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں
ہم گنی غرقہ اگر باید ترا
بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو
حکمِ توجانِ دست چوں جاں می کشمِ
تیرا حکم جان پہر میں جان کی طرح اس کو روشت کرتا ہوں
اُو بہانہ باشد و تو منظرِ م
وہ بہانہ ہو گا اور تو میرے پیشِ نظر ہو گا
عاشقِ مصنوع کے باشم چو گہرِ
میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں

۱۔ مَن چنان۔ مجھ سے غلطیوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تاشقی۔ میں تیرا ذکر کر رہا ہوں بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکرر سنوں گا۔

۲۔ منار۔ پھاؤ۔ ٹھکانا۔ مَن بگویم۔ دنیا داروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخودہ جاتے ہیں ایسے لوگ صلیحا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں ایسے پست فطرت لوگوں کا زیرِ زمین ہو جاتا بہتر ہے گفت۔ حضرت نوح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کروں۔ ثری۔ مٹی۔

۳۔ بہر کنعان۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری دشمنی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ گفت۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا غول نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کر دے۔ حکم۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیدا ہے ننگرم۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظور نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ کب۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔



عاشق صنّ خدا بافر بُود عاشق مصنوع او کافر بُود

اللہ کے فعل کا عاشق باعزت ہوتا ہے اس کی بنائی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

در میانِ ایں دو فرقے بس خفیت خود شناسد آنکہ در رویت صفیت

ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے وہ پہچانتا ہے جو تائزے میں ممتاز ہے

توفیق میانِ ایں دو حدیث کہ الرضا بالكفر کفر و حدیث

ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری

دیگر کہ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَائِي وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَيَّ بِالرَّحِي

حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری طرف سے نازل شدہ بلا پر صبر نہ کرے

فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَانِي

اس کو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کر لے

دی سوالے کرد سائل مر مرا زانکہ ۲ عاشق بُود او بر ماجرا

کل ایک سوال کرنے والے نے مجھ سے سوال کیا کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا

گفت نکتہ الرضا بالكفر کفر ایں پیہر گفت و گفت اوست مہر

اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے نکتہ ہے یہ پیہر نے فرمایا ہے اور ان کا فرمایا مہر ہے

باز فرمود او کہ اندر ہر قضا مر مسلمان را رضا باید رضا

پھر انہوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر مسلمان کو راضی ہونا چاہیے

نے قضاے حق بود کفر و نفاق گر بدیں راضی شوم گردد شقاق

کیا کفر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہیں ہے اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں گمراہی ہو گی

ور نیم راضی بُوداں ہم زباں پس چہ چارہ باشدم اندر میاں

اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہو گا تو اس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟

گفتش ایں کفر مقضی نے قضا ست ہست آثار قضا ایں کفر راست

میں نے اس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے نی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے

پس قضا را خوب از مقضی بدال تا شکالت دفع گردد در زماں

اے خوب! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ تاکہ فوراً تیرا اشکال دفع ہو جائے



۱۔ در بیان۔ یعنی خالق کو رب

بنانے اور مخلوق کو سب سے بڑے میں۔

صفحہ منتخب، ممتاز۔ توفیق۔ دونوں

حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک

میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے

دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا

پر راضی نہ ہو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور

ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس

اشکال کا جواب پہلے اشعار پر مبنی

ہے پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ

کے نسخ اور فعل کا عاشق مومن ہے اور

مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے

اب سمجھنا چاہیے کہ قضا کفر جو اللہ

تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری

ہے اور یہ عین ایمان ہے اور کفر مقضی

اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر

ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی

تعارض نہیں ہے

۲۔ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا

بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی

قول رسولِ حجت اور دلیل ہے

نے۔ قضاے حق۔ یعنی کفر اور نفاق

بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر

راضی ہو جاؤں تو گمراہی ہے۔ و نیم۔

یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو

دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔

۳۔ مقضی نے قضا کہ مخلوق اور

قضاے خداوندی سے پیدا شدہ چیز

ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے۔ کفر

قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے

کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا

ہے۔

۱ رانیم۔ بحیثیت فعل خداوندی کے کفر پر اسی ہونا میں ایمان بجاور اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کسب سے قریب میں آتا ہے اس پر رضا کفر ہے۔ کفر۔ یہاں سے مولانا نے اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاء کفر کفر نہیں ہے لہذا قضاء کفر پر رضا نہیں ہے قضائی کفر کو اگر کفر قرار دیا جائے گا تو نعوذ باللہ خدا کا کفر کا اطلاق ماننا ہوگا اس لئے کہ قضاء فعل خداوندی سے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل قائم ہوتا ہے اس پر فاعل کا اطلاق ہوتا ہے کفر جہل است۔ یہ اشکال کا تیسرا جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاء کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ چیزیں ہیں قضاء کفر ازل علم بجاور کفر اور جہل جہل ہے لہذا دونوں حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے قاض کفر کا علم ہوتا یا تو اس طور پر ہے کہ قضاء خداوندی علم خداوندی پر مبنی ہے یا اس اعتبار سے کہ بندہ کے علم کی پر یہ بات مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالق کفر مانتا ہے اور کفر لاحاد صفات خداوندی سے جہل پر مبنی ہے۔

۲ رشتی خط۔ یا اشکال کا چوتھا سوال ہے کفر پر اس پر رضا مندی کفر ہے لیکن قضاء کفر اور خلق کفر اللہ کے اعتبار سے صفت کمال ہے اس پر راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ میں ایمان ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک بھدی تحریر پر بھی قادر ہوا ایک مصور بجا تک تصویر کے بنانے پر بھی قادر ہوا تو وہ بھدی تحریر اور بھیا تک تصویر بری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا خوشنویس اور مصور کا کمال ہے اگر کشایم علم کشایم بحیثیت ذوق عشق

راضیم! بر کفر زان رو کہ قضا است
میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے
کفر از روئے قضا خود کفر نیست
قضا کے اعتبار سے کفر، کفر نہیں ہے
کفر جہل است وقضائے کفر علم
کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے
رشتی ۲ خط رشتی نقاش نیست
خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے
قوت نقاش باشد آنکہ او
تو نقاش کی مہمت ہو گی کہ وہ
گر کشایم بحث ایں را من بساز
اگر میں ساز دستان کے ساتھ اس بحث کو کھلوں
ذوق نکتہ عشق از من میرود
عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ سے جاتا رہے گا

نے ازال ز رو کہ نزاع و جہت ماست
نکاح اس اعتبار سے کہ کھلے محفل اور ہمدی خباثت ہے
حق را کافر محواں اینجا مایست
اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ظہیر
ہر دو یک کے باشند آخر خلم و حلم
آخر بردباری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں
بلکہ ازوے زشت را نمو و نیست
بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے
ہم تو اندزشت کردن ہم نگو
وہ ہمیا یک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی
تا سوال و تا جواب آید دراز
تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے
نقش خدمت نقش دیگری شود
اور خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

مثال ۳ در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است
ان بلیان میں ایک مثال کہ حیرت بحث اور فکر سے مانع ہے

آں یکے مرد دو مو آمد شتاب
ایک کچھری بالوں والا شخص تیزی سے آیا
گفت از ریشم سفیدی گن جدا
کہا میری داڑھی ہے سفیدی کو ہٹا دے
ریش او برید و کل پیشش نہاد
اس نے اس کی داڑھی کاٹی دی اس کے سامنے رکھ دی
پیش یک آئینہ دار مستطاب
ایک بھلے آئینہ والے تالی کے پاس
کہ عروں نو گزیدم اے فتی
کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے
گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد
کہا تو چن لے، مجھے ایک کام نکل آیا



کے معانی ہیں۔ نقش دیگر علم کا اس کی نکتہ آفرینیاں علماء و مایہ علی کمال کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں
۳ محفل۔ ہل حال اور ہل قال میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح جام فضول فرماش میں زندگ
اسی طرح حال بحث مباحثہ میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو یعنی وہ شخص جس کے بال بھڑکی تھے
مستطاب بزرگ پائیز عروں و دھن۔ دولہا

ایں سوال وایں جواب ست لے گزین
لے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
آں یکے زد سیلے مر زید را
ایک شخص نے زید کے طمانچہ مارا
گفت سیلی زن سالت می کنم
طمانچہ مارنے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سال کرتا ہوں
برقنائے ۲ تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدی پر مارا تو ترن کی آواز آئی
ایں طراق از دست من بودست یا
یہ ترن کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا
گفت از درد آں فراغت میستم
اس نے کہا مجھے اس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے
تو کہ بیدردی ہی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے یہ سوچ
درد منداں رانبا شد فکر غیر
درد مندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
غفلت ۳ و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
جو غم دیں نیست صاحب درد را
درد مند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
حکم حق را بر سر و روی نہد
اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

کہ سر لہجہا ندارد مرد دیں
کیونکہ بیدرد شخص اس قسم کی باتوں کو حیا میں نہیں لاتا ہے
حملہ کرد او ہم برائے کید را
اس نے بھی اس پر اقام میں حملہ کر دیا
پس جوابم گوی دانگہ میزنم
اس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا
یک سوالے دارم اینجا در وفات
اس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے
از قفا گاہ تو اے فخر کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدی کی تھی
کاندریں فکر و تفکر پیستم
کہ میں اس غور و فکر میں لگوں
نیست صاحب درد را این فکر ہیں
خبردار! درد مند کے لئے اس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے
خواہ در مسجد برو خوانی بدیر
خواہ تو مسجد میں جائے بابت خانے میں
در خیالت نلتہ پکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے کتے پیدا کرتی ہے
می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے
حفظ و فکر خویش یکسو می نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو ایک طرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بدے حافظ کسے
صحابہ میں کوئی حفظ کم ہوتا ہے
گر چہ شوق بود جان شال را بے
اگرچہ ان کی جان کو بہت شوق تھا

۱۔ ایں سوال۔ یعنی لکھی فضول
فرمانش کا یہی جواب مناسب تھا۔
آں کے اس قصہ سے بھی یہ ظاہر
کرتا ہے کہ صاحب عشق تو اپنی گن
میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اس
کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے
طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اس کو
طمانچہ مارنے والے کی لغو بحث کی
فرمت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ
مارنے والا۔

۲۔ برقنائے گدی پر طراق۔ طمانچہ
کی آواز۔ وفات۔ مناسبت اتفاق
گفت جس کے طمانچہ لگا تھا اس نے
کہا پیستم۔ پائے تم۔ تو کہ چونکہ
درد سے خالی ہے اس لئے اس طرح
کی بحثیں تیرے دماغ میں آ رہی
ہیں۔ خواہ در مسجد حق پرست ہوا
بافل پرست وہ اپنی دکان میں لگا رہتا
ہے۔ وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا
ہے۔

۳۔ غفلت۔ جو دین سے غافل
اور درد عشق سے خالی ہے وہ لاشعری
منطقی بحثیں کرتا ہے۔ حکم حق۔
دورند تو اللہ کے احکام بجالانے میں
منہمک رہتا ہے۔ حکایت۔ صحابہ
کرام چونکہ در حق میں متلازم تھے
اسی لئے ان کو قرآن کے حفظ کا وقت
نہ ملتا تھا۔ در صحابہ صحابہ میں حافظ
قرآن کم تھے ایک ایک ایک سورت کے
معانی میں فکر کے انداز کا سب
وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف
چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب معاذ بن
جبل۔ زید بن ثابت۔ ابو زید۔

۱۔ زانکہ صحابہ کرام مغز اور معانی قرآن سے بہرہ نیاں لے کے لفظ کی زیادہ اہمیت نہ تھی۔ مغز علم قاعدہ ہے جب کچھ پکے پڑا جاتا ہے اس میں مغز بھر جاتا ہے جو چمکا گھٹ جاتا ہے اور حق ہو کر چمکا لگتا ہے۔
۲۔ وصف مطلوبی محبوب و محبت عاشق و معشوق دو جداگانہ چیزیں ہیں جب تک یہ دونی سے وصل حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ دلی آنحضرت پر وحی نازل ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں ہوا اور وحی ختم ہوئی۔ چوں تجلی ذلت باری کی تجلی اور وصف شریعت کو ختم کر دیتی ہے۔ یعنی قرآن۔ صحابہ کرام میں وحی الہی نے فریاد کی صفت پیدا کر دی تھی لہذا مشاہدہ حق اور اعتقاد اصل حفظ قرآن کا موجب نہ دیتا تھا چھٹائی قرآن بھی حفظ کر لیتا ان کے لئے بڑی بات تھی۔ جمع صورت قرآن کے کسر اور گہرے معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ کو یاد کر لیتا بڑے ہی انسان کا کام ہے۔

۳۔ درجین مستی صحابہ کرام کو مشاہدہ حق سے جو مستی حاصل تھی اس کے ہوتے ہوئے حفظ قرآن کے آداب کا پابند ہو جانا ہر انسان سے ممکن نہیں ہے۔ اندر استغناء مشاہدہ حق کی مستی استغناء پیدا کر دیتی ہے اس کے ہوتے ہوئے نیاز مندی کی گہمداشت و متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور دراز چیز کو جمع کر لے۔ جمع ضمدین۔ ناز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا اور متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے صفات خداوندی کا تقاضہ ناز نہ تھا ہے اور عبودیت کا تقاضہ نیاز۔ تحیر محمود

زانکہ اچوں مغز در آگند و رسید
کیونکہ جب اس کا گوا بھر گیا ہر پک کا
تشر جز و فسق و بادام ہم
خوش اور پست اور بادام کا چمکا بھی
مغز علم افزود کم شد پوستش
علم کا گوا بڑھا تو اس کا چمکا گھٹا
وصف مطلوبی پر حوضہ طالبی ست
محبوبیت کی صفت، محبت کی ضد ہے
چوں تجلی کرد او صاف قدیم
جب قدیم اوصاف کی تجلی پڑی
ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود
جس کو چھٹائی قرآن حفظ تھا
جمع صورت باچنین معنی ژرف
ایسے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جاتا
در مستی مستی مراعات ادب
ایسی مستی میں ادب کی گہمداشت
اندر استغناء مراعات نیاز
بے نیازی میں نیاز مندی کی گہمداشت
جمع ضمدین از نیاز افتاد و ناز
نیاز اور ناز کو جمع کرنا و متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے
چوں عصا معشوق عمیاں میشود
جیسا کہ لاشی احوال کی محبوب ہے



قشر باشد بش رقیق و اکفید
چمکے بہت تپتے ہو گئے اور پھٹ گئے
مغز چوں آگند شاں شد پوست کم
جب ان میں گوا بھرا، چمکا گھٹا
زانکہ عاشق را بسوز دو و سستش
کیونکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے
وحی و برق نور سوندہ نبی ست
وحی اور نور کی تجلی نبی کو جلا دینے والی نبی
پس بسوزد وصف حادث را کلیم
تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا
جل فینا از صحابہ می شنود
تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا
نیست ممکن جز سلطانے شگرف
بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کے لئے ممکن نہیں ہے
خود نباشد و بود باشد عجب
نہیں ہو سکتی، اگر ہو تو تعجب ہے
جمع ضمدین ست چوں گرد و دراز
گول اور لمبے جیسے ضمدین کو جمع کرنا ہے
باز در وقت تحیر امتیاز
پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا ضمدین کو جمع کرنا ہے
کور خود صندوق قرآن می شود
کہ باطن قرآن کا صندوق بن جاتا ہے

کے مقام پر بھی۔ عہد معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار حکم کو جاننے بغیر الفاظ کو رٹ لینا اور ان سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاشعری سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صندوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا۔ جائے تو نہ صندوق کو اس کے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اس شخص کو

گفت اگرداں خود صد اذیق اندر
کسی نے کہا جاندے خود پھر سے ہوں صندوق ہیں
باز صندوق تے پر از قرآن بہ است
پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے
باز صندوق تے کہ خالی شذر بار
پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے
حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے
چوں بمطلوبت رسیدی اے ملیح
اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا
چوں شدی بر بامہائے آسمان
جب تو آسمان کے بالا خانوں پر پہنچ گیا
جو برائے یاری و تعلیم غیر
سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
جو روشن آئینہ صاف اور جل ہو گیا
پیش سلطان خوش نشہ در قبول
بادشاہ کے سامنے خوش اور عزت کے ساتھ بیٹھ کر

از حروف مصحف و ذکر و نذر
قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے
زانکہ صندوق تے بود خالی بدست
اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو
باز صندوق تے کہ پر موش ست و مار
اس صندوق سے بہتر ہے جو چوہوں اور سانپوں سے بھر دیا ہو
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
تو اس انسان کے لئے نہ مٹانی کرنے والا ہے حقیقت ہے
شد طلبگاری علم اکنوں قبیح
تو اب راستہ کی جانکاری کی طلب بری ہے
سرد باشد جستجوئے فرد ہاں
تو نیزگی کی جستجو بے وقعت ہو گئی
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
بھلائی حاصل ہونے کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے
جہل باشد بر نہادوں صیقلی
اس کو صیقل پرک رکھنا نادانی ہو گی
زشت باشد جستجو نامہ و رسول
خط اور قاصد کو تلاش کرنا برا ہو گا

۱۔ گفت۔ کہنے والے نے کہا جو
لوگ قرآن کے امر اور معانی سے
بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رشتے
ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی
آیتوں کے پر شدہ صندوق ہیں۔
باز جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے
حافظ ہیں وہ بھی ان سے بہتر ہیں جو
الفاظ سے بھی محروم ہیں۔
۲۔ کہ موش۔ وہ لوگ جن کے
سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی
ہیں ان کو موش سے بہتر ہیں جن کے
سینے خیالات فاسدہ اور باطل عقائد
سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔
غرضیکہ جو لوگ اصل حق ہیں ان کو
کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔
چوں۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو
اس کا نام یہ معلوم کرنا نبویات ہے۔
۳۔ چوں شدی۔ جو شخص بالآخر
پہنچ گیا اس کے لئے سیرگی کو تلاش
کرنا بیکار ہے۔ جز۔ واصل بحق اگر
اللہ سے قرب کے وسائل اور دروازے کا
ذکر ہے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے
کر۔ آئینہ۔ جب آئینہ خوب صاف
تو اس کو صیقل کرنا لغو کام ہے۔ پیش
سلطان۔ جب محبوب تک رسائی ہو
جائے تو پھر قاصد اور نامہ و پیام کی جستجو
بیکار بات ہے۔

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ و خواندودن و
ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے
مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق خویش و معشوق آترا
سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اس کو ناپسند کرنا کیونکہ دلائل
ناپسند داشتن کہ طلب الدلیل عند حضور المملول قبیح
کی موجودگی میں راہنما کی طلب بری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے
و لا شغاع بالعلم بعد الوصول الی العلوم مذموم
بعد علم میں مشغول ہونا برا ہے

آں کیے رایار پیش خود نشاندا

ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھالیا

بیٹھا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے اور تعریف و توصیف تھی

گریہ و افغان و حُوان و درد خویش

درد اور فریاد اور غم اور اپنا درد

دُوری و رنجوری از ہجران دوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری

بچھینیں می خواند با معشوق خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا

گفت معشوق ایں اگر بہر من ست

معشوق نے کہا اگر یہ (دینا دھنا) میری وجہ سے ہے

من بہ پشت حاضر و قاصد خواں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قاصد پڑھتا ہے

گفت اینجا حاضری تھا ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن

انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے

چشمہ می یتیم ولیکن آب س نے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے

گفت پس بمن یتیم معشوق تو

اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں

عاشقی تو بر من و بر خالتے

تو مجھ پر اور میری ایک حالت پر عاشق ہے

نلمہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اس نے خط اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

زاری و مسکینی و بس لایہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشدیں تھیں

خواری و یزاری باہل و خویش

ذل اور اہل اور لہنوں سے یزاری تھی

ذکر پیغام و رسول از مغزو پوست

پیام اور قاصد اور رطب دیاس کا تذکرہ

تا کہ بیروں شد زہر وحدہ وعد

حتی کہ احاطہ اور حد اور شمار سے تجاوز کر گیا

گاہ وصل ایں عمر ضائع کردن ست

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

نیست ایں بارے نشان عاشقال

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

من می یایم نصیب خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

نیست ایں دم گر چہ می یتیم وصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

راہ آیم را مگر ز رہرنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہے

من بہ بلغار و مرادت در قوتو

میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود تو میں ہے

حالت اندر دست نبودانے فتنے

اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

آں کیے معشوق کے پاس

بیٹھ کر اس کے لئے لکھے ہوئے خطوط

پڑھنا معشوق کی ناگہانی کا سبب ہوتا

ہے بیٹھا معشوق کو جو اس نے خط

میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس

نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے

شروع کر دیئے تھے۔ معشوق۔

معشوق نے سلام ضمنی سن کر کہا اگر

یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت

میں اس کا پڑھنا عمر ضائع کرنا ہے

مع من بہ پشت۔ معشوق کی

حضوری میں خط پڑھنے کی مصروفیت

اور شکوے شکایت عشق سے خالی

ہونے کی علامت ہونے کی۔ عشق تو

خود یار ہو کر سب کچھ قبول جاتا

ہے۔ گفت۔ عاشق نے معشوق سے

کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شباب ضل

گیا ہے پہلے لطف صحبت تھا اب وہ

مجھے حاصل نہیں ہے ذلال صاف

پانی۔

تو حال دل پر سی فن از درد تو حیران

خادم کہ سخن گویم آواز بدوں نایہ

مع آب نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا

رنگ روپ نہیں ہے۔ بلغار اس شعر

اور قوتو شعر میں بہت فاصلہ

ہے۔ عاشق تو میری ذات اور اس کی

ایک حالت پر عاشق ہے احوال میں

تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

پس انیم کلی مطلوب تو من
تو میں بالکی تیرا مطلوب نہیں ہوں
خانہ معشوقہ ام معشوق نے
میں معشوق نہیں ہوں، معشوق کا گھر ہوں
ہست معشوق آنکہ او یک تو بود
معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو
چوں بیابی اش نمائی منظر
جب تو اس کو پالے و منظر نہ رہ
میر۲ احوال ست نے مقوف حال
وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا حکم
چوں بگوید حال را فرماں گند
جب وہ حالات کو حکم دے وہ تاجدار کی
منتہی نبود کہ مقوف ست او
جو مقوف ہے وہ ختمی نہیں ہے
کیمیائے حال باشد صبت او
اس کا ہاتھ حال کی کیمیا ہوتا ہے
گر بخوابد مرگ ہم شیریں شود
اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے
اوس بود سلطان حال اندر روش
وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے
آنکہ اوقوف حال است آدمی ست
جو حال کا حکم ہے وہ صرف آدمی ہے

جزو مقصود ترا اندر زمن
میں زمانہ میں تیرے مطلوب کا جزو ہوں
عشق بر نقد ست و بر صندوق نے
عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے
مبتدا و متہایت او بود
تیرا مبتدا اور متہایت وہ ہو
ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
ظاہر میں بھی وہی معشوق ہو اور باطن میں بھی
بندہ آں ماہ باشد ماہ و سال
میںے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں
چوں بخوابد جسمہا را جاں کند
جب وہ چاہے جسموں کو روح بنا دے
منظر بنشستہ باشد حال جو
وہ حال کا تلاش کرنا لا منتظر بیٹھا ہوا ہے
چوں بجنباند شود مس مست او
جب وہ ہاتھ ہلاتا پتہ تاباں سے مست ہوجاتا ہے
خار و نشتر زنگ و نسریں شود
کاٹنا اور نشتر بھی زنگ اور نسریں بن جائے
نے چو تو محروم از حال و کشش
تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے
کہ گہ افزون و گاہے در کمی ست
کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

۱۔ پس نہ یعنی میری پوری ذات
تیری مشق نہیں ہے بلکہ میری
ذات تیرے مشق کا جزو ہے
خانہ یعنی میں تیرے معشوق نہ ہوا بلکہ
وہ جوانی معشوق بھی جو میری ذات
میں بھی لہذا میں صندوق تھا اور جوانی
اس کے اندر کی نقدی کی طرح بھی تو
عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی
سے ہوتا ہے ہست یہ مولانا کا
مقولہ ہے کہ عارض حسن مشق بنا
نے کے قابل نہیں ہے عشق اسی
ذات سے ہونا چاہیے جو لازول
ہے انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور
منظ بھی وہی ہے اللہ یذلل الخلق
ثم یعلیہم ثم الیہ ترجعون اللہ ہی
شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ
پیدا کرے گا پھر تم اس کے پاس لوٹ
کر جاؤ گے چوں بیابی اللہ کے
وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا
مشترک نہ بن وہی ظاہر ہے وہی
باطن ہے هو الظلوع وهو الباطن
۲۔ میرا احوال ست۔ عاشق خدا
احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا حکم
نہیں ہوتا زمانہ اس عاشق کا حکم ہوتا
ہے وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور
جسموں کو روح بنا دیتا ہے، حال
اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب
پر بغیر کسی تکلف اور گوش کے شخص
خداوندی عنایت سے وارد ہوتی ہے
جیسے قبض وسط اور ذوق و شوق وغیرہ
اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے
ظہور کے وقت ذہل ہو جاتی ہے لیکن
جس کو عشق الہی میں قائم لافنا کا وجہ
حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا حکم
نہیں رہتا بلکہ ان پر حاکم بن جاتا
ہے منتہی بنو۔ جو شخص احوال کے
تابع ہے وہ کامل نہیں ہے کیسے

حال۔ فناء لافنا کے وجہ پہنچ کر احوال اس عاشق کے تابع ہوجاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائے گا وہ
چاہے تو موت جیسی چیز بھی شیریں بن جاتی ہے ورنہ کائنات پھول بن جاتے ہیں غرض کہ وہ صاحب تصرفات ہوتا
ہے
۳۔ او بود۔ یعنی فناء لافنا کے وجہ پہنچ کر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے آنکہ او۔ جو احوال کا حکم ہوتا ہے اس میں قوی
بشری کا غلبہ ہوتا ہے اس کو کبھی عروج اور کبھی نزول کی کیفیتوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔

۱۔ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تخلیقات پر قابو نہ پاسکے اور اس سے خلق اور کرمات کا اضطراب ظہور ہونے لگے صافی۔ اس سے مراد احوالوت اور صاحب مقام ہے۔ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اس کو دین و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے کرمات کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا ہے احوالوت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے عاشق حالی اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔ ۲۔ آنکہ گے۔ جو تخیر ہو جانے والی چیز ہے وہ معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لاجب الافلیس۔ حضرت ابراہیم نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ۔ یعنی چیزوں کا حسن اور کمال زوال پذیر ہے ان کو صفات باری کا صرف مظہر محقق محبوب نہ بناؤ۔ صوفی صافی۔ یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی۔ یعنی احوالوت صاحب مقام سالک۔ ۳۔ غرق نور۔ احوالوت تجلیات رب میں غرق رہتا ہے جو الہی اور دائمی ہے۔ وہ چیں عینے۔ کہم یزل اور لاجزال۔ یعنی عین کریمت مختلف یعنی قابل تغیر مظاہر۔ مگر انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آتی چاہے اس کو ہر وقت عشق اور معشوق میں کوشش نظر کرے چو چہ جلدی رہنی چاہیے۔ (شعر) تو مگر ماہ ابدی شہ بادینست بر کر میاں کا دبا دھوا نیست

صوفی ابن الوقت باشد در مثال صوفی مثلاً ابن الوقت ہوتا ہے حالہا مقوف عزم و رائے او احوال اس کے لڑاے اور رائے کے تابع ہیں عاشق حالی نہ عاشق برمنی تو میرے حال کا عاشق ہے نہ کہ مجھ پر آنکہ گے۔ ناقص گئے کامل بود وہ جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وانکہ آفل باشد وگہ آن وایں وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی دیا آنکہ او گاہے خوش و گہ ناخوش ست وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے برنج مہ باشد و لیکن ماہ نے وہ چاند کا برج ہو گا لیکن چاند نہیں ہے ہست صوفی صفا چوں ابن وقت باصفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے ہست صافی غرق عشق ذوالجلال صوفی صافی اللہ ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے غرق نور ہے کہ او لم یولد ست وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے رو چیں عشقے بنجو گر زندہ اگر تو زندہ ہے جا ایسا عشق تاش کر مگر اندر نقش خوب و زشت خویش اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھ

لیک صافی فارغست از وقت و حال لیکن اہل صفاقت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے زندہ از سج مسج آسائے او اس کی سج جیسی چوئک سے زندہ ہیں بر امید حال برمن می تنی تو حال کی امید پر مجھ پر جھکا ہے نیست معبود خلیل آفل بود وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں ہے غروب ہو جانے والا ہے نیست دلبر لا احب الافلیس وہ مشغول نہیں ہے عشق غروب کر جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہیں یک زمانے آب و یکدم آتش ست ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے نقش بت باشد ولے آگاہ نے وہ بت کا نقش ہے لیکن ہاشور نہیں ہے وقت را ہنچوں پدر بگرفتہ سخت وہ مضبوطی سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے ابن کس نے فارغ از اوقات و حال وہ کسی کا ابن نہیں ہے وہ اوقات اور حال سے بے نیاز ہے لم یلد لم یولد آن ایز دست نہ اس نے جنا نہ وہ دنیا گیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے ورنہ وقت مختلف را بندہ ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے مگر اندر عشق و بر مطلوب خویش عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ



منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
تو بہرہا حالے کہ باشی می طلب
تو جس حالت میں ہو طلب جلدی رکھ
کاں لب خشک گواہی می دہد
کیونکہ تیرے خشک ہونے گواہی دیتے ہیں
خشکی لب ہست پیغامے ز آب
ہونوں کی خشکی پانی کا ایک پیغام ہے
کایں طلبگاری مبارک جیشے ست
کہ یہ طلب بابرکت حرکت ہے
ایں طلب مفتاح مطلوبات تست
یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
ایں طلب ہچموں خرو سے در صیاح
یہ طلب مرغ کی طرح چیننے میں ہے
گرچہ آلت نیست تو می طلب
خوہ و سائل نہ ہوں ، تو طلب کر
ہر کر اینی طلبگار اے پسر
اے بیٹا! تو جس کو طلب گار دیکھے
کز سح جوار طالبان طالب شوی
طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائے گا
گر کیے موہے سلیمانے بخت
اگر ایک چیتنی سلیمان ک جتو کرے
ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے
گر کیے گنجے بیابد نادِ رست
اگر کوئی خزانہ اپنا تک پالے تو یہ ناہ ہے

بنگر اندر ہمت خود اے شریف
اے بھلا اپنی ہمت کو دیکھ
آب می جود اہما اے خشک لب
اے خشک ہونوں والا ہمیشہ پانی تلاش کر
کو باختر بر سر منبع رسد
کہ وہ بالآخر جیشے پر پہنچ جائیں گے
کہ بہات آرد یقین ایں اضطراب
کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا
ایں طلب در راہ حق مانع گشتے ست
حق کے راستہ میں یہ طلب مولیٰ کو قسم کوہنے والی ہے
ایں سپاہ نصرت و روابیات تست
یہ طلب تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں
میزند نعرہ کہ می آید صبا
اور نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے
نیست آلت حاجت اندر راہ رب
اللہ کے راستہ میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے
یارِ او شو پیش او انداز سر
اس کا دوست بن جا اور اس کے ہاتھ سر رکھ دے
وز ظلال غالبان غالب شوی
اور افس پر غالب لوگوں کے سایہ بظلال غالب بن جائے گا
منگر اندر جستن او ست تست
تو اس کی جتو کو حقات سے نہ دیکھ
نے طلب بود اول و اندیشہ
کیا وہ ابتدا میں جتو اور فکر نہ تھا
ور با ستد از طلب ہم قاصر ست
اگر وہ طلب سے کم جائے تو کھائی کرنے والا ہے

۱۔ تو بہر حالے خوہ طالب نمایا
کمزور ہو وہ طلب پیدا کر لے
کاں۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب
تکدہ نہ مان بن جائے گی۔ خشکی لب۔
طلب کا اضطراب اور بے قراری
الاحد مطلب تک پہنچا دیتی ہے اس
طلب۔ طلب اور جتو کامیابی کی
ضامن ہے۔ اس طلب جس طرح
مغرب کی اذان کی آہ کی علامت
ہے اسی طرح جتو مقصود تک پہنچنے کی
علامت ہے۔
۲۔ گرچہ (شعر)
داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد دوست
ہر کرانی۔ اگر طالب نہیں ہے تو
طلب گاروں کے ساتھ لگ جانا
چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔
۳۔ کز جوار نیکیوں کی صحبت
تا شمس سے خالی نہیں رہتی ہے
گر کیے اگر کوئی ضعیف اور کمزور
طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر
چہ داری دنیاوی دولت بھی طلب اور
فرد در سے ہی حاصل ہوتی ہے
گر کیے گنجے اگر کسی بزرگ کی
صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو
وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور
جتو قسم کر دی تو وہ بھی ضائع ہو
جائے گی۔

ہر کہ چیز کے اُخت بیشک یافت او
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے

چوں نہادی در طلب پا اے پسر
اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں قدم رکھا

ہیں مباح اے خلیج یکدم بے طلب
اے خلیج! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ

عاقبت جو یندہ یا بندہ یود
جستجو کرنے والا بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے

در طلب چالاک شوز ایں رخ باب
طلب میں تیز رو بن، اس سے رخ باب

چوں سجدہ اندر طلب بشناخت او
جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے

یافتی و خد میتز بے خطر
تو نے مطلوب پا لیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا

تا بیابی ہر چہ خواہی بے تعب
اس خیال سے کہ جو چاہے گا بغیر مشقت کے پا لے گا

چونکہ در خدمت شتا بندہ یود
چونکہ مطلوب کی خدمت میں پہنچنے کے لئے طعنہ ملا ہے

می طلبو اللہ اعلم بالصواب
طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

۱۔ ہر کہ چیز سے عربی کا مشہور
مقولہ من خلق جلد جس نے کوشش
کی اس نے ملا ہیں۔ مباح۔ انسان
کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت
اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔
عاقبت۔ جو شخص محبوب کی طلب میں
دوڑتا ہے وہ احوال مطلوب کو پا لیتا
ہے۔ رخ باب۔ یعنی قرب حق کے
دوڑنے کی کشادگی۔

۲۔ حکایت۔ اس حکایت کا
خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی
تمنائیں پوری کرنے کی دھن میں لگا
تھا لہذا اس کا مقصد پورا ہوا۔ بار۔
بزرگ۔ معظم اس کے لیے یہ شخص جبکہ
جبکہ یہ ہی دعا کرتا پھر تھا اس کو بغیر
محنت و سرتل جانے۔ دائم۔ ہمیشہ۔
ثروت۔ مالدار۔

۳۔ چوں مر۔ یعنی میں جس
اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی کام لے
مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ
ڈال۔ رزم خوار۔ نینے والا۔ سست
جب کہ پڑھو ولا نمل۔ نا کا۔
ٹی ٹی۔ مالدار۔ سلیہ جسم۔ سلیہ میں
سونا راحت طلبی کی علامت ہے
درد۔ یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

حکایت ۲ آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دعا اور عاجزی

می کرد کہ بار خدیا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب
کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کئی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں کیے در عہد داؤد نبی
ایک شخص داؤد نبی کے زمانہ میں

ایں دعا می کرد دائم کاے خدا
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا

چوں مر تو آفریدی کاہلے
چوں نے مجھے کامل پیدا فرمایا ہے

بر خراں پشت ریش نا مراد
نرمو، زنی کر، گدھوں پر

کاہلم چوں آفریدی اے ملی
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کامل پیدا فرمایا ہے

کاہلم من سایہ خشم در وجود
میں کامل زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں

نزد ہر دانا و پیش ہر غمی
ہر عقلمند کے پاس اور ہر غمی کے سامنے

ثروتے بے رنج روزی گن مرا
بغیر محنت کے مجھے مالدار عطا فرما دے

رزم خوارے سست چنبے منبلے
اور مار کھانے والا کمزور پہلو والا نا کاہ

بار اسپاں و اشترال نتواں نہاد
گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لانا جا سکتا

روزیم وہ ہم ز راہ کاہلی
مجھے روزی بھی کامل کے راستہ سے عطا فرما

خشم اندر سایہ افضال وجود
مہربانوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

کاہلان و سایہ تحسپاں را مگر
کاہلوں اور لمبیہ میں سونے والوں کے لئے شاید
ہر کرا پابست جوید روزیئے
جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے
رزق را میراں بسوئے آں خویش
اس غمگین کی طرف روزی بھیج
چوں زمیں رایا نباشد، جود تو
چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری صحت
طفل ۲ راچوں پانابشد مادرش
بچے کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے اس لئے اس کی ماں
روزی خواہم بناگہ بے تعب
بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں
مدتے بسیار می کرد ایں دعا
بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا
خلق می خندید بر گفتار او
اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے
کہ چنی گوید عجب ایں سست ریش
کہ عجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے
راہ روزی کسب و رنج سست و تعب
روزی کا راستہ کتنا تکلیف برداشت کرتا اور تھکتا ہے
ہر کسے را پیشہ دلا و طلب
اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے
اُطْلُبُوا الْأَرْزَاقَ مِنْ أَسْبَابِهَا
رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو
شاہ و سلطان و رسول حق گنوں
شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

روزی بنوشته نوے ۱ دگر
تو نے دہری ہی طرح کے روزی مقدم کی ہے
ہر کرا پابست گن بسوزیئے
جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر دم فرما
ابر را می کش بسوئے ہر زمیں
ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا
ابر را راند بسوئے او دوق
ابر کو تہ بہ تہ اس کی طرف لے جاتی ہے
آید وریزد وظیفہ بر سرش
آتی ہے اور غداہ اس کے سر پر بہتی ہے
کہ ندارم من ز کوشش جزو طلب
اس لئے کہ سوائے طلب کے میرے پاس اور کئی کوشش نہیں ہے
روز تاشب شب ہمہ شب تا صبحی
دن رات تک تمام رات بلکہ چاشت کے وقت تک
بر طمع خامے و بر پیکار او
اس کے پیکار لالچ اور اس کی کدھٹ پر
یا کے دوست بنگ بہ شیش
کیا کسی نے اس کو بے ہوش کی بھگ پلا دی ہے
ہرگز ایں ۲ نادر نشد و رشد عجب
یہ انوشی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے
از رہ کسب و تعب بارنج و تب
کمانی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستہ سے
وَاَدْخُلُوا الْأَوْطَانَ مِنْ أَبْوَابِهَا
وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو
ہست داود نعی ذو قنوں
صاحب ہنر داؤد نبی ہیں

۱۔ نوے دگر یعنی کاہلوں کی روزی
بغیر کمائے مقدم ہے ہر کرا یعنی
جس میں کمانے کی طاقت ہے۔
پابست یعنی جو کمال ہے اور اس
کمانے کی صلاحیت نہیں ہے اور اس
یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں
ہیں اور تو اس کی غذا اور کوشش کر پہنچاتا
جس طرح میرا رزق بغیر محنت کے
میرے پاس پہنچا دے۔

۲۔ طفل را بچے میں چلنے کی
طاقت نہیں ہوتی تو اس کی ماں کے
ذریعہ اس کی غذا اس کے پاس پہنچا دیتا
ہے کہ ندارم۔ مجھ میں محض طلب
ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی
طاقت نہیں ہے سست ریش۔
بیوقوف۔ بنگ۔ بھگ۔

۳۔ ایں ناہ۔ یعنی بغیر کمائے
روزی حاصل ہونا۔ شاہ۔ یعنی حضرت
داؤد کو اس قدر فضائل کے بارے میں زہ
بنا نے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا تب روزی
ملتی تھی۔

ہست در فرمان او از وحش و طیر
وحشی جانور اور پرندے ان کے حکم میں ہیں
باچناں عزے و نازے کا ندر دست
اس عزت اور ناز کے باوجود جو ان میں ہے
معجز آتش بے شمار و بے عدد
ان کے معجزے بے شمار اور ان گنت
ہیچکس را خود ز آدم تا کنوں
کسی شخص کی آدم سے اب تک
کہ بہر وعظے بمیر اندر ویست
کہ ہر وعظہ میں وہ دو سو کو مار ڈالتے
شیر و آہو جمع گرد و آن زماں
اس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے
کوہ و صحرا ہم رساں بادش
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے
این و صد چنداں مر اور معجزات
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے
باہمہ تمکیم خدا روزی او
تمام عزتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی
بے زہ ۳ بانی و رنجے روزیش
زہ بنانے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر ان کی روزی
آنچنین مخدول و واپس ماندہ
ایسا ذلیل اور پچھڑا ہوا
آنچنین مدبر ہی خواہد کہ او
ایسا بدخت بھی چاہتا ہے کہ وہ
زاجتی خواہد کہ بہ رنجش زود
مہلت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے فوراً

در ہمہ روئے زمیں او راست سیر
تمام روئے زمین پر ان کا وہ ہے
کہ گزید ستش عند تہائے دوست
کہ ان کو دوست خدا کی عنایتوں نے منتخب کر لیا ہے
موج بخششیش مدد اندر مدد
ان پر بخشش کی موجیں پے پے ہیں
کے بدست آواز ہچکوں ارغنون
آواز ارغنون باجا کی طرح کب ہوئی ہے
آدمی را صوت خویش کرد نیست
انسان کو ان کی حسین آواز فنا کر دیتی
سوئے تذکیرش مغفل ایں ازاں
ان کے وعظہ میں اور یہ اس سے غافل
ہر دو اندر وقت دعوت حرمش
دونوں دعوت دینے کے وقت ان کے ہمراہ تھے
نور و ریش بے جہات و در جہات
ان کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا
کردہ باشند بستہ اندر جستجو
جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی
می نیاید باہمہ فیروزیش
باوجود تمام نیک بختیوں کے حاصل نہیں ہوتی تھی
خانہ گندہ دول و گردوں زندہ
خانہ ویران، کمینہ اور آسمان کا پھٹکا ہوا
گنج یابد تارود پایش فرد
خزانہ پالے یہاں تک کہ اس میں اس کا پاؤں دھنے
بے تجارت پر گند دامن ز سود
اور بغیر کاہلہ کیے نفع سے دامن بھر لے

۱۔ ہست حضرت داؤد کے نفع
پر چند پرند جمع ہو جاتے
تھے چچکس چمن اور نوکا جیڑ و صرف
حضرت داؤد کو ملا تھا ارغنون۔ مشہور
باجا ہے کہ بہر وعظے حضرت داؤد
جب وعظہ میں خوش الحانی سے زور
براحتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آ
کر بیٹھ لے جاتے تھے اور ہرن
تھے شیر آہو نوکون کر شیر اور ہرن
جمع ہو جاتے تھے اور وجد کے عالم میں
ایک دوسرے سے بے خبر رہتا تھا
۲۔ کہ حضرت داؤد کے نفع سے
پہاڑ اور جنگل کی گونج ان کی ہم آواز ہو
جاتی تھی۔ رساں۔ شرکار۔ بے
جہات۔ یعنی حضرت داؤد کے
چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی
تھا
۳۔ زہ۔ حضرت داؤد کی
زر ہیں بنا کر اپنی روزی کماتے تھے
مخدول۔ رسا۔ ذلیل۔ مند۔
بدخت۔ پایش فرد۔ یعنی چلتے
پھرتے اس کو غارت لے جاتے اور اس
میں اس کا پاؤں دھن جاتے۔ سود۔
نفع۔

آپنیں! گچے نیلہ در جہاں
ایسا کوئی اہل دنیا میں نہیں ہوا جو سکے
اس بھی گفتش بہتر تک بگیر
کئی اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے
اس بھی خندید مارا ہم بدہ
کئی ہنستا کہ ہمیں بھی دنیا
اُو ازیں تشنچ مردم ویں فوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے
تاکہ شد در شہر معروف و شہیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا
شد مٹل در خام طمعی آں گدا
وہ فقیر بیکار لاچ میں ضرب اجل بن گیا
کم نمی کرد از دعا و اہتال
اس نے دعا اور زلی ختم نہ کی

دویدن کا دور خانہ آں دعا کنندہ ہالاح قال النبی صلی اللہ
اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دڑ کر آنا۔ آنحضرت ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمَلْحِينَ فِي الدُّعَاءِ زِيَارَةِ عَيْنِ
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ سَت والِحاح خواہندہ را بہ است از
عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کے لئے عاجزی اس سے بھی
اُنچے میخواید ازوے و عذر س گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن
زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگا ہے اور تاہم کا عذر کرنا اور مدد چاہتا

تاکہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک
ناگہاں در خانہ اش گاوے دوید
اچانک اس کے گھر میں ایک گائے دڑ آئی
اِس دُعَا می کرد بازاری و آہ
وہ یہ دعا زلی اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا
شاخ زد بشکست در بند و کلید
اس نے سیگ ملا کندی اور کلکا تود ڈالا

۱۔ آپنیں۔ یعنی اچانک خندانہ
جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ
کوئی آسمان پر بغیر بیڑی کے چڑھ
جانے کی تمنا کرے اس بھی۔ کوئی
مذاق میں کہتا کندی آگئی کوئی کہتا
کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا
بغیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار وہ
گاؤں کا سرحد۔ چوہری۔ شہیر۔
مشہور۔ جان۔ تھلا۔
۲۔ خد مٹل۔ یعنی یہ فقیر اپنے
بیکار لاچ کی ضرب اجل بن گیا۔
مستحان۔ وہ جس سے مدد طلب کی
جائے اللہ تعالیٰ الحاح۔ زلی
دعا جزی ہے زلی کرنے والا۔
۳۔ عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں
مولانا نے اپنی تعوی کے اتمام کی دعا
شروع کی ہے ہر بندہ بندہ کفہ۔

۱۔ قوام۔ پاؤں لہلہ۔ چڑا کھل۔ اے قافہ چونکہ پہلے اشعار میں ردی صلب کرنے والے کی دعا کی قبولیت کا ذکر تھا اس لئے اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کے لئے دعا شروع کر دی ہے۔ جنیس۔ پیٹ کا بچہ۔ یعنی جس طرح پیٹ میں بچہ چھپا ہوا ہے اس طرح باطن میں خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا تقاضا چھپا ہوا ہے۔ برامہ۔ یعنی مجھ پر مثنوی کے اتمام کیلئے نذال۔ چوں زمفلس۔ یعنی مجھے مثنوی کے معانی اور قوائی عنایت فرما دے۔ تو۔ تیری مدد کے بغیر صبر و شام۔ یعنی زمانہ کی طاقت ہے کہ وہ کسی سے شعر کہلا سکے۔ جنیس۔ دو لفظوں کا لفظ یا معنوی اعتبار سے باہمی مشابہت۔

۲۔ چوں تک پہلے اشعار میں چونکہ نظم و قوائی کا لفظ کے حکم کا غلام قرار دیا تھا مولانا غیر ذی مدد چیزوں کے تابع فرمان الہی ہونے کی بیان کرتے ہیں۔ ہر کے دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے تسبیح کرنے کا طریقہ جدا گانہ ہے۔

۳۔ آدمی۔ انسان۔ جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتا اس لئے وہ ان کی تسبیح کو خلی کا لٹکا کر دیتا ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ دنیا میں مذہبی ۳۲ فرقے ہیں جن میں سے ۲۲ فرقہ ہیں ایک فرقہ وہ ست ہے جو فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں و باطن۔ وہ انسان جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

گاؤ گستان اندراں خانہ بجست
گائے بے باکی سے گز میں گھس آئی
پس گلوئی گلابو ببرید آں زماں
فورا گائے کو ذبح کر دیا
چوں سرش برید شد سوائے قصاب
جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا
اے تقاضا گردروں بھجوں جنیس
اے پیٹ کے بچہ کی طرح باطن میں تقاضا کرنے والا
سہل گرداں رہ نما توفیق وہ
آسان فرما دے راہنمائی کر دے توفیق عطا فرما
چوں زمفلس زر تقاضہ مینکی

جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے
بے تو نظم و قافیہ شام و سحر
تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ صبح و شام
نظم و جنیس و قوائی اے علیم
اے داتا نظم اور جنیس اور قافیہ

چوں ۲ مسج کردہ ہر چیز را
جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے
ہر یکے تسبیح بر نوع دیگر
ہر ایک ایک دوسرے قسم کی تسبیح
آدمی ۳ منکر ز تسبیح جماد
جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے
بلکہ ہفتا دو دو ملت ہر یکے
بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک
چوں دو ناطق راز حال ہمدگر
جبکہ دو بولنے والے ایک دوسرے کے حال سے

مرد برجست و قوام ہاش بست
وہ شخص لپکا ہوا اس نے اس کے پاؤں باندھ دیئے
بے توقف بے تامل بے ہاش
بغیر توقف بے تامل ان دیئے بغیر
تالیا بش بر کند در دم شتاب
تاکہ وہ فورا اس کی کھل اندر دے
چوں تقاضای گئی اتمام اس
جبکہ تو اس مثنوی کی تکمیل کا تقاضہ کر رہا ہے
یا تقاضا را بکل بر ما منہ
یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ
زر بخشش در سر اے شاہ غنی
اے شاہ بے نیاز وہ اس کو روپیہ بخندے
زہرہ کے دارد کہ آید در نظر
کب طاقت رکھتے ہیں کہ وہ نظم و قوائی جودہ کر ہوں
بندہ اہر تو انداز ترس و بیم
ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں
ذات بے تمیز و با تمیز را
ہاشمو اور بے شعور ذات کو
گوید و از حال آں یں بیخبر
کہتا ہے کہ یہ اس کے حال سے بے خبر ہے
وال جماد اندر عبادت اوستاد
حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں
بے خبر از یک دگر و اندر شکے
ایک دوسرے سے بیخبر ہے اور شک میں ہے
نیست آگہ چوں بوہ دیوار و در
آگاہ نہیں ہیں تو دیوار کے بلے میں آگاہی کی گواہی

چوں من از تسبیح ناطق غافل
جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں
ہست سنی را یکے تسبیح خاص
ہست سنی کی ایک تسبیح خاص
سنی از تسبیح جبری بے خبر
سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے
ایں ہی گوید کہ آں ضال ست دم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بھکا ہوا ہے
واں ہی گوید کہ ایں راچہ خبر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ
گوہر ہر یک ہوید امی گند
ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے
قہر ۲ را از لطف داند ہر کسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے
لیک لطفے قہر در پنہاں شدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے
کم کسے داند مگر رتبایے
اس کو سوائے اس با خدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے
باقیاں ۳ زیں دو گمانے می بُرند
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

چوں بداند سیمہ صلیت لم
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھ
ہست جبری را ضداں در مناص
نجات پانے میں جبری کی تسبیح اس کے خلاف ہے
جبری از تسبیح سنی بے اثر
جبری سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے
بے خبر از حال او وز ہر قسم
اس کے حال سے ہر قسم کے علم سے بے خبر ہے
جگن شاں افگندیز داں از قدر
اللہ تعالیٰ نے تقدیر سے ان میں جنگ پیدا فرمادی ہے
جنس از نا جنس پیدا می کند
جنس کو نا جنس سے واضح کر رہا ہے
خواہ دانا خواہ ناداں یا جسے
خوہ وہ دان ہو خوہ نادان یا کمینہ
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے
کش بود در دل محنت جلیے
جس کے دل میں روح کی کوئی ہو
سوئے لاندہ خود بیک پرمی پزند
اپنے آشیانہ کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

در بیان آنکہ علم را دو پرو گمان را یک پرست

اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گمان را یک پرست
علم کے دو بازو ہیں شک کا ایک بازو ہے
مرغ ایک پرزو دافند سرگوں
ایک ہندو کا پرندہ، جلد لودھا گتا ہے

ناقص آمد ظن پر واز اترست
شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کتا ہے
باز بر پردے دو گامے یا فزول
پھر وہ قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

۱ ناطق۔ بولنے والا صامت۔
خاموش نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی
فرد اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرد اپنے
اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان
کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو
نہیں سمجھتے ہیں۔ ایں ہی۔ یہ جبری
کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ ہر قسم
جہاں قرین میں انسان کو کم کا
علم ہوا ہے جس کے معنی ہیں تو کھڑا
ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل
انسانی انسان کی قدرت میں ہے۔ جہنہ
اس کو یہ حکم نہ دیا جاتا ہے جبری عقیدہ
کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس
دلیل سے بے خبر ہے۔ قدر ازل
میں یہ اختلافات مقدر کر دیئے گئے
تھے۔ کچھ دلائل کا فیصلہ ہو سکے۔
۲ قہر را از لطف۔ بعض خاص قہر
اور خاص مہر ہیں ایسے قہر مہر کو ہر
شخص سمجھ لیتا ہے۔ ایک۔ بعض وہ
مہر میں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں
جیسا کہ باپ کا بچہ پر تعلیم کے لئے
مخفی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی
مرض میں مبتلا کرنا اس طرح بعض قہر
وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کے
لئے دنیاوی نعمتوں میں شرابی پیدا کرنا
اس کا صرف خاصان خدا سمجھتے ہیں۔
۳ باتاں۔ عام لوگ مہر میں
پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے
بارے میں دو طرح کا خیال کرتے
ہیں۔ یعنی اس کی حقیقت میں مشکوک
ہوتے ہیں۔ علم۔ یعنی حقائق تک
پہنچنے میں۔ یعنی کی پروا کھل ہے۔
ظن اور شک کی پروا ناقص اتر۔ دم
کھٹا جس پر بندگی دم کی ہوئی ہوتی ہے
اس کی پروا کچھ نہیں ہوتی۔

با یکے پر برآمد آشیان

ایک بازو سے آشیانہ کی امید پر
شد دو پرآں مرغ و پرہا بر کشود
اب وہ پندہ دو بازو کا ہو گیا لہ بازو کھل دیے

نہ اپنے چہرے کے بل لوندھا پا پید
بے لگماں بے فکر توبے قال و قیل
بغیر گمان، بغیر فکر اور بغیر چٹا و چٹیں کے

برہ یزدان و دین مستوی

خالی رات لہ سیدے دین پر ہے
جان طاقی او نگر در بھفت شاں
اس کی یکتا مدح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے

کوہ پنداری و تو برگ کہی
خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گہاں کا تنکا ہے

او نگر دو دروند از طعن شاں

ان کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے
گویش با گری گشتی تو بھفت
اس سے کہیں تو گریہی کا ساتھی ہے

نے بطعن طاعناں رنجور حال

نہ طعنہ زنی کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے
کاچنیں باشند مگر در کلن حال
شاہد ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

افت او خیزاں می رود مرغ گماں

گمان کا پندہ گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے
چوں زطن و راست علمش رومود
جب وہ گمان سے نجات پا گیا اس کا علم رضاء ہوا

بعد ازال یسٹشی سو یا مستقیم
اس کے بعد ٹھیک، سیدھا روانہ ہوتا ہے
بادو پر بری پرد چوں جبرئیل
جبرئیل کی طرح وہ بازوؤں سے لونچا اڑتا ہو

گر ہمہ عالم بگویندش توئی

اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی
او نگر دو گر مک خراز گفت شاں
وہ ان کہا باتوں سے جوش میں نہیں آتا

ور ہمہ گویند او را گمر ہی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گرہ ہے
او میفتد در گماں از طعن شاں
ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت
بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں

چچ یک ذرہ میفتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گمان میں جلا نہیں ہوتا
مطمئن و موقن و بے احتیال
مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہو گا

۱۔ اُفت و خیزاں۔ شک و گمان۔
حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا
چلتا ہے۔ آشیان لگھنلا۔ یعنی
مقصد چوں زطن۔ یعنی جب
انسان مرتبہ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو
پھر اس کی پردہ دست ہوتی ہے۔
بعد ازال۔ یعنی یقین کا مرتبہ حاصل
ہو جانے کے بعد سیدھی اور سچی اڑان
ہوتی ہے انسان شوکرین نہیں کھاتا
ہے۔ بادو۔ انسان کو معرفت حقیقی
حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پردہ
جبرئیل کی طرح ہوتی ہے۔

۲۔ گر ہمہ انسان کو جب علم کا
مطلی مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں
کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہو جاتا
ہے۔ ہندج اس میں موز ہوتی ہے۔ ہند
قدح۔ کہ پنداری۔ خدا گوہ پنداری۔
برگ کہی۔ برگ کا ہستی۔ طعن۔
طعنہ زنی، نیزہ بازی۔ چچ یک ذرہ۔
کال اٹھین خوشامد ہیں اور حاسدوں
کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا

۳۔ مطمئن۔ علم کے مطلق مراتب
حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال
مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں
کی مدح اور قدح تو بہر حال میں جاری
ہی رہتی ہے۔ رنجور۔ شلن۔ اس
حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم و
یقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کئے
ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر
ہوتے ہیں۔

مثال رنجور شدن آدمی بویہم

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے پر متعقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے

مشتریاں بوعے و حکایت معلم کو دکاں۔

بیار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ

کوکان مکتبے از استاد
ایک کتب کے بچے استاد کی جانب سے
مشورت کردند در تعویق کار
کام کو ٹالنے کے لئے انہوں نے مشورہ کیا
چوں نمی آید ورا رنجورے
اس کو کوئی پہلی کہیں نہیں لگتی؟
تاریخیم از جس واز تنگی کار
تاکہ ہم قید اور کام کی دشمنی سے چھوٹ جائیں
آں یکے زیرک تر ایں تدبیر کرد
ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی
خیر باشد رنگ تو بر جائے نیست
اللہ خیر کرے لاپ کی رنگ ٹھیک نہیں ہے
اند کے اندر خیال افتد از ایں
اس سے وہ تھوڑا سا دہم میں پڑے گا
چوں در آئی از در مکتب بگو
جب تو مدرسہ سے کتب میں داخل ہو کہنا
آں خیاش اند کے افزوں شود
اس کا وہ دہم تھوڑا بڑھے گا
آں سوم وال چارم و پنجم چنین
تیسرا اور چھٹا اور ایسے ہی پانچواں
تا چوتھی سہ کوکک پیالے ایں خمر
جب اس بات کو تمیں بچے پے دے
ہر یکے گھٹش کہ شباش اسف کی
پرچہ نے اس سے کہا اے ذہین! شباش ہے
محقق گشتند در عہد و شق
مضبوط عہد میں سب متفق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتہاد
تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے
تا معلم در فتنہ در خطر ار
تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہو جائے
کہ بگیرد چند روز او دوریے
کہ وہ چند دن دور رہے
ہست اوچوں سنگ خار ابر قرار
وہ تو سنگ خدا کی طرح بجا ہوا ہے
کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
کہ وہ کہے گا استاد آپ زرد کیوں ہیں؟
ایں اثریا از ہویا از تپے ست
یہ اثر ہوا یا بخد کی وجہ سے ہے
تو براہ ہم مدد گن ایں چنین
بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا
خیر باشد اوستا احوال تو
اللہ خیر کرے استاد آپ کے حراج کیسے ہیں؟
کز خیالے عاقلے مجنوں شود
دہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے
دے پے مانم نمایند و حینس
ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور روانے
محقق گویند یا بد مستقر
بالافتاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی
باد بخت بر عنایت متنگی
خدا کرے تیرے نصیب کا اللہ کی مہربانی بڑھلاؤ ہو
کہ نگرند اند سخن رایک رفیق
کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

۱۔ اجتہاد محنت کرنا مشقت
برداشت کرنا تعویق کا یعنی استاد
کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا
چوں کی آید چونکہ وہ قدرتی طور پر
پیار نہیں ہوتا ہے اور کتب میں برابر
حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں کوئی فرض
کا درپوشی کرنی چاہیے برقرار یعنی
استاد پھر کی طرح کتب میں بجا ہوا
ہے۔

۲۔ آں یکے سب سے ذہین
بچے نے تیسرے پر سوچی کہ وہ استاد سے
چار کیسے گا کہ آپ کا رنگ بیلا کیوں
ہو رہا ہے شاید آپ کو بخار ہو گیا ہے
اس سے استاد کو کچھ دہم پیدا ہو گا پھر
دوسرا بچہ بھی یہی کہے تو استاد کی ہلکا
خیال اور بڑھ گئی اس طرح مسلسل
دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی
پیارائی کا یقین ہو جائے گا۔ استاد
اوستا کا محقق ہے۔

۳۔ تا چوتھی میں بچے مسلسل
استاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو
کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل
میں جم جائے گی۔ ہر ایک اس تدبیر
پر ہرچہ نے اس ذہین بچے کو شباش
کہا اور دعائیہ عہد شکن مضبوط
عہد کہ گمراہانہ یعنی سب یہی بات
کہیں کوئی پچاس بات میں تبدیلی نہ
کرنے

بعد از ازل سوگند دادا و جملہ را تاکہ غمازے نگوید ماجرا
اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی تاکہ کوئی جھگڑا صحیح بات نہ بتائے
رائے آں کو دک بچر بیدار ہمہ عقل اور درپیش می رفت از رمہ
اس بچے کی رائے سب سے بڑھ گئی اس کی عقل گلہ سے آگے چلتی تھی
آں تفاوت ہست در عقل بشر کہ میان شاہداں اندر صور
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مشقوں کی صورتوں میں

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت ست در اصل فطرت و نزد معتزلہ
اس کا بیان کہ اہل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک
متساویست و تفاوت عقول بسبب تجربہ و تحصیل علم ست
سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کر لینے کی وجہ سے ہے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالُ الرَّجُلِ فَصَاحَةُ لِسَانِهِ
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

زین قبل فرمود احمد در مقال زین ۲ زبان پنہاں بود حسن رجال
اسی سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا انسانوں کا حسن زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے
اختلاف عقولہا در اصل بود بر وفاق ستیاں باید شغود
عقلوں کا فرق اصل سے تھا سنیوں کے قول کے مطابق سنا چاہیے
بر خلاف قول اہل اعتزال کہ عقول از اصل دارند اعتدال
معتزلہ کے اس قول کے خلاف کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں
تجربہ و تعلیم بیش و کم گند تاکہ را از یکے اعظم گند
یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں تاکہ اس کے اعظم گند
بطل ۳ ست اس زانکہ رقی کواد کے کہ ندارد تجربہ در مسککے
غلط ہے کیونکہ بچے کی رائے جس کو کسی مسلک کا کوئی تجربہ نہیں ہے
بگذرد ز اندیشہ مردان کار عاجز آمد کارِ شاں در خطر ار
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے عاجز آمد کارِ شاں در خطر ار
بر امید اندیشہ زان طفل خرد پیر باصد تجربہ بوئے نبرد
اس چھوٹے بچے سے وہ ذیل ظاہر ہوا جس کی سو تجربہ والے بڑے کو خوشبو بھی نہ آتی

۱۔ غماز۔ جھگڑا۔ قصہ
یعنی یہ کہ ہم نے فرضی طور پر یہ سرائش
کی ہے (رمہ) یعنی بچوں کی
جماعت۔ آں تفاوت۔ جس طرح
اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں
فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل
میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا
ظاہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی
یکساں نہیں ہیں۔ نزد معتزلہ
معتزلہ تمام انسانوں کی عقل کو اصل
فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور
فرق تجربہ و تعلیم کی بنیاد پر مانتے
ہیں۔

۲۔ زبان۔ حدیث میں ہو
الْمَرْءُ بِفِيهِ نَخْتِ لِسَانِهِ یعنی
انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی
ہوتی ہے۔ اعتدال۔ یکسانیت۔ علم
زیادہ جاننے والا۔

۳۔ بطل ۳ ست۔ مولانا فرماتے
ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے
بگذرد۔ وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے
نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار
لوگوں سے بڑھ جاتی ہے تو معلوم
ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے طفل
خرد یعنی کتب کا ذہن بچہ۔

سجدہ خلق از زن و از طفل و مرد
عقول اور بچوں اور مردوں کے بعدوں نے
گفتن ہر یک خداوند و ملک
ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے
کہ بد عولی الہی شد دلیر
کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا
عقل جووی اسفتش و ہم ست و ظن
و ہم اور مگن ناقص عقل کے لئے مصیبت ہے
بر زمیں ۲ گر نیم گزرا ہے بود
زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو
بر سر دیوار عالی گر روی
اگر تو اونچی دیوار پر چلے
بلکہ می افتی ز لرز دل بوہم
بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزے سے تو گر پڑے گا

۱۔ زہ یعنی اڑ کر نہ بخور کر۔ یعنی
فرعون کو خدائی کے وہم کی پیدائی میں
جلا کر دیا۔ اژدہ یعنی فرعون اقتدار
تھے میں اژدہ بنا کر بھی اس کا پیٹ نہ
بھر رہا عقل جووی۔ عقل ناقص عقل
انسانی اس کے باقیات عقل کلی ہے
جس سے جبرئیل یا حیت محمدیہ مرو
لیتے ہیں۔

۲۔ ہر زمین۔ وہم کو خلاق مانا جاتا
ہے انسان زمین پر پتھری سے بھاگا
چلا جاتا ہے اور بھی نہیں کرتا زمین پر
بھاگنے میں جس قدر زمین ان کے
استعمال میں آتی ہے مگر اس سے دو گنا
راستہ کی بلند دیوار پر ہوتو اس پر بھی
نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا
ہے کہ وہ گر جائے گا اور اس وقت وہ اس
کی بناء پر وہ گر پڑتا ہے خشکیں۔
استاد گھر جاتے فوت یہ باتیں سوچ
زنا تھا۔

رنجور شدن استاد معلم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے استاد کا بیمار پڑنا

گشت استاخت سست از وہم و ہم
وہم اور ڈر سے استاد بہت سست ہو گیا
خشمگیں بازن کہ مہر لوست سست
بہوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
خود مرا آگہ نہ کرد از رنگ من
اس نے مجھے میری رنگت سے آگہ نہ کیا
او خشن و جلوہ خود مست گشت
وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے
آمد و در راہ شندی و آگشاد
گھر آیا اور سختی سے مودہ کھولا

۳۔ تنگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے
کہ مریاں تو اس کو مجھ سے نجات
لے۔ بام سند طشت از بام افغان
علاوہ ہے جس کے مٹی میں بابت کا
مشہور ہو جاتا۔

بر جمید و می کشانید او گیم
انھا اور اس نے کسلی کھینی
من بدیں حالم نہر سید او نخست
میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ پوچھا
قصد دارا رہد از رنگ من
اس کا تو ملاحظہ ہے کہ میری زلت سے نجات پالے
پیچہ کز بام من افتاد طشت
اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالا خان سے گرا ہے
کو دکاں اندر چنے آں استاد
بچے اس استاد کے پیچے تھے

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کیل آ گئے
گفت گوری رنگ و حال من نہیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگ اور حالت دیکھ
تو درون خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے
گفت زن اے خولہ رنجہ نیست
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کئی پہلی نہیں ہے
گفت اے غر تو ہنوزی در لجاج
اس شوہر نے کہا اے بیوقوف تو بھی جھگڑے میں ہے
گرتو کور و کر شدی مارا چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہوگی ہے تو ہمارا کیا قصہ ہے
گفت اے خولہ پیارم آئینہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں
گفت رو رو چہ توجہ آئینہ ذات
اس نے کہا جا جاؤ کیا تیرا آئینہ کیا
جانہ خواب مرا زو گسٹراں
جلد میرا بستر بچھا دے
زن توقف کرو مردش بانگ زد
بیوی نے دیر کی، اور مرد اس پر چیخا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے
از غم بیگانگان اندر حسین
میرے غم میں دھڑے نہ رہے ہیں
می نہ بنی حال من در احتراق
جلنے میں میری حالت نہیں دھکتی ہے
وہم وطن و فکر بے معنیست
آپ کا وہم اور فکر بلا وجہ ہے
می نہ بنی اس تغیر وار تجاج
اس تغیر اور کچھ کو نہیں دیکھ رہی ہے
ماہرین زخم و در اندوہ و گرم
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں
تا بدلی کہ ندامت من گنہ
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کئی خطا نہیں ہے
وہما در بغض و کینہ و عنیت
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے
تا کہ چشم کہ سر من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤ مجھے سر گرانی ہے
کالے عدوز و تر ترا ایس می سزد
کالے دشمن جلدی کرتیرے لئے یہ مناسب ہے؟

۱۔ بیگانگان۔ یعنی بچے جو غیر ہیں
۲۔ وہ رہے ہیں احتراق۔ جلنا، بھلا۔
۳۔ غرضین کے کسر کے ساتھ ناخوش
۴۔ کار فین کے رنج کے ساتھ زن
۵۔ فاحشہ۔ تہاج لڑو کچی
۶۔ گرم۔ کاف کے ضمہ کے
۷۔ ساتھ اندوہ۔ غم۔ تا بدلی۔ آئینہ دکھ کر
۸۔ چشمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم بہانے
۹۔ ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عجب۔
۱۰۔ فساد ملاکت۔
۱۱۔ جلد خواب۔ سونے کا بستر۔
۱۲۔ می سزد۔ پتا خیر تیرے لئے مناسب
۱۳۔ عجز۔ بڑھی، یعنی استو کی
۱۴۔ بیوی۔ گفت امکان نے۔ یعنی بیوی
۱۵۔ کا بلانا کس نہ تھا نہ اور رہے۔ جلتی
۱۶۔ لیکن غلط بات پر اس کا دل چل رہا
۱۷۔ تھا۔ جد شوہ۔ یعنی یہ بھی بیماری حقیقی
۱۸۔ بیماری بن جائے گی۔

در جامہ سل خواب افتادن استلا و نالیدن او بو ہم رنجوری
استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا رونا

جامہ خواب آورد و گسترش عجز
بڑھی بستر لائی اور اس کے لئے بچھا دیا
گر گویم متہم دارد مرا
اگر کہیں نہیں بولی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائے گا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر تہمت دے گا

فال بد رنجور گردند ہے
ہری فال ، پید ہوا دیتی ہے
قول پیغمبر قبولہ یفرض
پیغمبر ﷺ کی بات مانا فرض کر دی گئی ہے

گر گویم اُو خیال بد زند
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ برا خیال کرے گا
مر مرا از خانہ بیروں می گند
مجھے گھر سے بھٹکا چاہتی ہے

جامہ خواب افگند و استاد افتاد
اس نے بستر بچھلا اور استاد لیت گیا
کودکان آنجا نشستند و نہال
بچے وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے

کایں ۲ ہمہ کریم و ہم زندا شمیم
کایں ۲ ہمہ کریم و ہم زندا شمیم
کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں
ہیں دگر اندیشہ باید نمود
خبردار! دھری تدبیر کرنی چاہیے

دوم بار در وہم افگندن کودکان
بچوں کا استاد کو دوبارہ وہم میں جلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اس کو
خواندن صداع آید و در دسر افزاید
سر میں درد پیدا ہو جائے گا اور سر کا درد بڑھ جائے گا

دوسری تدبیر کرنی چاہیے
کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں
ہیں دگر اندیشہ باید نمود
خبردار! دھری تدبیر کرنی چاہیے

گفت ۳ آل ذریک کہ لے قوم پسند
اس ذہین بچے نے کہا اے دوستو! پسند
چوں ہی خواندند گفتاے کودکان
جب انہوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!

درد سر افزاید استرا ز بانگ
آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے
ار ز دایں کو در دیا بدسیر دانگ
کیلید مناسب ہے کہ دھری کے لئے اس کے سر میں درد

۱۔ اگر گویم اگر میں یہ کہتی ہوں
کہ تم بہادر نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا
کہ مجھے کوئی برا کام کرنا ہے جس کی
وجہ سے میں اس کو گھر سے نکالنا چاہتی
ہوں۔ یا صدائیں۔ چونکہ اس مدیر
سے بھی انہیں کچھ نہیں ملتی تھی۔

۲۔ کایں ہمہ۔ یعنی استاد کو پید
ہانے کی بنیاد بھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ
نہ ہوا۔ اگر اندیشہ کوئی دھری تدبیر۔
فرح خوش راحت۔ صداع۔ درد

۳۔ گفت۔ یعنی اسی پہلے ذہین
بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور و
زور سے سنتی پڑھیں۔ اول آواز نہ لیاں۔
تقصان۔ استاد استاد۔ دانگ۔ وہم
کا جھٹکا۔ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک
دانگ دیتا ہوگا۔

خلاصی یافتن کو دکاں از مکتب بدیں مگر و سوالی مادران از ایشان

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کو چھٹکا حاصل کرنا اور ماؤں کا ان سے پوچھنا

گفت! اُستاد است گوید روید در دسر افزوں خدم بیرون شوید

استاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے، جاؤ میرے سر میں مدد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم دو رباذا از تو رنجوری دینم

سب نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! خدا کرے پہلی اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بُروں بختند سوئے خانہا ہچمو مُرغاں در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادران شان خشمگیں گشتند و گفت روز کُتاب ۲ و شما بالہو بخت

ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا کتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقت تحصیل ست اکنون و شما می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم کتب اور استاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کائے مادر تو ایست ایں گناہ از ملاوڑ تقصیر نیست

انہوں نے عذر کیا کہ اے ماں تو ایست یہ مکاری اور کتابی کی وجہ سے نہیں ہے

عذر آوردند ایشان در زمان اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

انہوں نے فوراً عذر کیا گشت رنجور و سقیم ۳ و مبتلا

آسانی قضا سے ہمارا استاد رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

مادران گفتند مکرست و دروغ صد دروغ آرید بہر طمع دروغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے صفاق کے لالچ میں تم سو جھوٹ بول رہے ہو

مستباح آنیم پیش اوستا تائبہ بنیم اصل ایں مکرِ شما

ہم معاف کو استاد کے پاس جائیں گے تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

کودکاں گفتند بسم اللہ روید بر دروغ و سراق ما واقف شوید

بچوں نے کہا! بسم اللہ جاؤ ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

۱۔ گفت مذہبن بچے کے کہنے پر استاد نے کہا، ہاں میرے سر میں جہادی آوازوں سیدہ بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ۔ اور باول یعنی بچے یہ دعا دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے ہچمو مرغاں۔ یعنی جس طرح چڑیاں دانہ کی طرف ڈر جاتی ہیں۔
۲۔ کُتاب۔ مکتب۔ پوچھنا۔ کتب۔ بخت۔ ساتھی، جڑواں۔ تحصیل۔ حاصل کرنا، یعنی علم حاصل کرنا۔
۳۔ سقیم۔ بیمار۔ مبتلا۔ آزمائش میں پڑا ہوا، بیمار، دروغ و سچ اچھا بچہ۔ صفاق۔ منہ، غیارت۔ حراج پر کی

رفقن ہادران کودکاں بامداد بعیادت اُستاد

صبح کوچوں کی ماؤں کا استاد کی حراج پر سی کے لئے جانا

بامداداں آمدند آں ملاہاں
 بیج کو مائیں بیچ گئیں
 خفتہ استاد ہچو بیمار لہ گراں
 استاد خفت بیماری کی طرح سویا ہوا تھا
 ہم عرق کردہ زبیساری لحاف
 لحافوں کی کثرت کی وجہ سے پینہ پینہ ہوا تھا
 آہ آہے می گند آہستہ او
 چپکے چپکے آہ آہ کرتا تھا
 خیر باشد استاد ایں درد سر
 اے استاد! خدا خیر کرے یہ درد سر
 گفت ۲ من ہم بیز بودم ازیں
 اس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا
 من بدم غفل بشغل قال وقیل
 میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا
 چوں بجد مشغول باشد آدمی
 جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے
 از زنان مصر و یوسف شد سمر
 مصر کی عورتوں اور یوسف کا قصہ ہے
 پارہ پارہ کرد ساعد ہائے خویش
 انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
 اے ۳ بسا مرد شجاع اند جراب
 لڑائی میں بہت سے بہاد ہوتے ہیں
 او ہمال دست آورد و گیر و دار
 وہ پکڑ دھکڑ میں ہی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں
 خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر
 وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے
 پرشش استاز ہر گوشہ رواں
 ہر جانب سے روانہ ہو کر استاذ کی مزاج پرسی کے لئے
 درد سر راسر بہ بستہ چوں زناں
 عورتوں کی طرح ہمدرد کی وجہ سے سر کو باندھے ہوئے
 سر بہ بستہ رو کشیدہ در سجاف
 سر کو باندھے ہوئے ہڈیوں میں منہ چھپائے ہوئے
 جملگاں گشتند ہم لاجول گو
 سب لاجول پڑھنے لگے
 جان تو مارا نبودہ زیں خبر
 تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی
 آہم ایں کوکباں کردند ہیں
 ہیں ان بچوں نے مجھے بتایا
 بودہ درباطن چنین رنجے ثقیل
 اند اس قدر بھاری مرض تھا
 او زوید رنج خود باشد غمی
 تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے
 کہ ز مشغولی بشد زیشاں خمیر
 کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا
 روح والدہ کہ نہ پس بیند نہ پیش
 کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ چھپا
 کہ بیز دوست و پایش را ضرر اب
 کہ تلوک کی مدد کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے
 برگمان آنکہ ہست او بر قرار
 اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے
 خوں از و بسیار رتہ بے خبر
 بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

۱۔ بیمار گراں۔ خفت۔ بیمار۔ عرق۔
 پینہ۔ سانس۔ پھل۔ جان تو۔ تیری
 جان کی قسم۔

۲۔ گفت۔ استاد نے کہا اپنے
 بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا۔ بچوں
 نے بتایا ہے۔ قال۔ وکیل۔ سوال
 و جواب۔ ثقیل۔ بھاری۔ چوں۔ جبکہ۔
 استاد نے کہا زیادہ مصروفیت میں
 بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ غمی۔
 اندھا۔ سر۔ قصہ۔ یعنی مشہور قصہ ہے
 کہ زنان مصر حضرت یوسف کے
 حسن میں لسی کو ہو گئی تھی کہ انہوں
 نے ترغ کی بجائے اپنے ہاتھ تراش
 لئے تھے۔ والدہ۔ عاشق۔ تیرن۔

۳۔ اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا
 مصروف ہوتا ہے کہ اس کو ہاتھ پاؤں
 کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ
 جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے
 اور اس سے کام کر لیتا ہے۔

دُر بیان آنکہ تن روح را چوں لباسِ ست وایں دست آستین
اس کا بیان کہ جسم روح کے لئے بھولہ لباس کے ہے اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین
دستِ روح وایں پائے موزہ پائے روح

ہے اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

۱۔ لپس۔ لباس۔ لپس۔ لباس
پہننے والا یعنی روح۔ ملیس۔ مت
چاہ۔ لپیدن مصدر کا سینہ امر
ہے دیگر مت۔ یعنی روح کے ہاتھ
پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست
دیا۔ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں
کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں
ہیں کیونکہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں
وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے
ہیں۔ مادی بدن۔ یعنی جسم مثالی۔
۲۔ روح۔ دھند۔ روح کو جسم غصری
سے نکلنے کے بعد بہت سے
معاملات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔
اس غصری جسم میں روح ایک ہندی
طرح ہے جو بجز مرغے میں بند ہو۔
باش۔ غصری جسم سے نکلنے پر روح
باند پر دلا بن جاتی ہے۔
۳۔ حکایت۔ چونکہ مولانا یہ سمجھا
رہے تھے کہ جسم غصری کے نقصان
سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔
اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں
کہ ان بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے
باوجود بطور کرامت کام کر لگتا تھا۔

تاہدانی کہ تن آمد چوں لپس ۱
خبردار تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے
روح را توحید اللہ خوشترست
روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے
دست و پا در خواب بنی و بمتلاف
تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور ان کا جوڑ دیکھتا ہے
آں توئی کہ بے بدن داری بدن
تو وہ ہے کہ اس بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے
روح ۲ وار دے بدن بس کاروبار
روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں
باش تا مرغ از نفس آید بروں
بشمیر جا کہ ہند ۳ بجز مرغے سے باہر آئے
یک حکایت ۳ گویت گربشوی
اگر تونے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں
رو بچو لابس لباس را ملیس
جا ۱ پہننے والے کو تلاش کر لباس کو نہ چاہ
غیر ظاہر دست و پائے دیگرست
ظاہر کے علاوہ اس کے دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں
آں حقیقت دال مدّاش از گزراف
اس کو حقیقت سمجھ اس کو لغو نہ سمجھ
پس مترس از جسم جاں پیروں شدن
تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر
مرغ باشد در نفس بس بیقرار
ہند ۲ بجز مرغے میں بہت بے قرار رہتا ہے
تاہ بنی ہفت چرخ او راز بوں
تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اس کا فرمانبرداری دیکھے
در حقیقت بر حقیقت بگروی
حقیقتاً ۳ تو اصلیت پر گرویہ ہو جائے گا
حکایت ۱ آں درویش کے دروہ خلوت کردہ بود و بیانِ حلاوت
اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدائی
انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
جلیسُ مَنْ ذِکْرِ نَبِیِّ وَ اَنِیسُ مَنْ اِسْتَنْسَ بِنِی
ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

حکایت ۱ آں درویش کے دروہ خلوت کردہ بود و بیانِ حلاوت
اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدائی
انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
جلیسُ مَنْ ذِکْرِ نَبِیِّ وَ اَنِیسُ مَنْ اِسْتَنْسَ بِنِی
ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

گر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ ۱
اگر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ ۱
اگر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ ۱
اگر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ ۱

گفت جا رو بے ندام دُر دکان
اس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے
مَن ترا زوئے کہ میخو اہم بدہ
میں جو ترقو دلا گیا ہوں وہ دیدے
گفت بشنوم سخن کریتستم
اس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہرا نہیں ہوں
ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
پہ میں نے سن لیا، لیکن رعشہ دلا بڑھا ہے
فہم کردم لیک پیری ناتواں
میں سمجھ گیا لیکن تو کمزور بڑھا ہے
واں زیر تو ہم قراضہ خُرد و مُرد
تیرا سونا بھی ذہہ ذہہ کٹرن ہے
پس بگوئی خولجہ جا رو بے بیدار
پھر تو کہیے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے
چوں بروبی خاک را جمع آوری
جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کر لے گا
تابہ بیزم خاک وز رجویم ازال
تاکہ میں مٹی کو چھانوں اور اس میں سونا تلاش کروں
مَن ز اوّل دیدہ ام آخر تمام
میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے
ہر کہ اوّل میں بُود اُمّی بُود
جو شروع پر نظر کرنے والا ہوتا ہے، اندھا ہوتا ہے
ہر کہ اوّل بنگرد پیلان کار
جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے
حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
حکم چونکہ انجام بنی پر ہے

گفت پس بس ایں مضامک را ہمال
اس نے کہا بس بس، یہ ٹھونس رہے دے
خوشتن را کر امكن ہر سو مجھ
اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گرہ نہ کر
تانہ پنداری کے بے معنیستم
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں
وست لرزاں جسم تو نا منعش
تیرا ہاتھ لڑتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے
وست اضعف ست لرزاں ہر زماں
ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے
دست لرزد پس بریزد زر خُرد
ہاتھ کانپے گا سونے کے ریزے گر جائیں گے
تا بجویم زرّ خود را در غبار
تاکہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کر لوں
گویم غرباں خواہم اے حری
مجھ سے کہے گا اے بھلے میں چھٹی چاہتا ہوں
کے بُود غرباں مارا در دکان
ہماری دکان میں چھٹی کہاں ہو گی؟
جائے دیگر روا زینجا و اسلام
یہاں سے دھری جگہ چلا جا، و اسلام
ہر کہ آخر میں چہ بمعنی بُود
جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے، اس قدر معقول ہوتا ہے
اندر آخر او نگرود شرمسار
آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے
بادشاہی بندہ درویشی ست
شاہی، درویشی کی غلام ہے

۱۔ کہ بہرا۔ سو۔ یعنی میں کانٹا
مانگتا ہوں تو چھٹی اور جھاڑو بات کرتا
۲۔ بے معنی۔ لاشعنی۔ بیوقوف
۳۔ مہمل۔ مرتعش۔ رعشہ کانپنا جس کی وجہ
سے ہاتھ لرزاتے ہیں۔ منعش۔ گر
کراٹھ جانے والا۔
۴۔ فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں
۵۔ کہ تو سنا تو نے لے کے لے کاٹنا مانگ
رہا ہے۔ قراضہ۔ فچی کی کٹرن۔ خرد
۶۔ مرد۔ ریزہ ریزہ۔ پس۔ یعنی جب وہ
سونے کے ریزے گر جائیں گے تو
ان کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا
اور چھاننے کے لئے چھٹی مانگے
گا۔ حری۔ لاشعنی۔

۷۔ مَن ز اول۔ میں پہلے ہی یہ
سادہ باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے
معاملہ کا انجام مجھے نظر آ گیا ہے لہذا
میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے
جوابات دینے تھے۔ ہر کہ۔ جواب دہ
کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ
اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں
انتہا پر نظر کرے حکم چوں۔ جبکہ مارا
آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا
سے تہمت جاتا ہے اور درویش
پہلے ہی سے دنیا سے دُشمن رہا ہوتا
ہے لہذا درویشی بادشاہی سے افضل
ہے۔

عاقبت بیناں بوند اہل رشادہ درگروالہ اعلم بالسداد
 ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں خوب سمجھ لے ' خدایا کو خوب جانتا ہے
 ایں سخن پایاں ندارد راز گو قصہ آں مرد زلف باز گو
 اس بات کا اخیر نہیں ہے نہ راز جانتا ہے نہ راز باز گو کا قصہ پھر کہہ
 گن تمام اکنوں حدیث شیخ فرد کاندراں کہسار بوش خواب او خورد
 آب یکن شیخ کی بات پوری کر جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیہ قصہ آن ز اہل کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت
 پہاڑ میں رہنے والے اس عبادت گزار کا بقیہ قصہ جس نے منت مان لی تھی کہ میں
 بازگیرم و درخت رانفشانم و کسے راگویم بصریح و کنایت
 درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور
 کہ بیفشال و آل را بخورم کہ یاد از درخت افکنده باشد
 اثناء میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑو دے اور اس کو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

۱ اشجار شجر کی جمع ہے درخت
 ثمر ثمرہ کی جمع ہے پھل
 وہما ہمیشہ چچنم یعنی میں درخت
 سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل جن کسی
 وقت منعش قائم کھڑا

۲ استثناء وعدہ اور عہد میں لفظ
 ان شاء اللہ کہنا۔ گر خدا خواہے یا انشاء
 اللہ کا ترجمہ ہے

اندراں کہ بود اشجار و ثمر
 اس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے
 قوت آں درویش بود آں میوہا
 اس درویش کی خوراک اور پھل تھے
 گفت آں درویش یارب باتو من
 اس درویش نے کہا ' اے اللہ! میں نے تجھ سے
 خود چچنم میوہ را در کل حصیں
 میں کسی وقت بھی خود پھل نہ توڑوں گا
 جز ازاں میوہ کہ باد اندازش
 اس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے
 مدّتے بر نذر خود بوش وفا
 ایک زمانہ تک وہ اپنے عہد کا پابند تھا
 زیں سبب فرمود استثناء ۲ کید
 اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثناء کر لو
 سیب و امرود و انار بے شمار
 بے شمار سیب ' اور امرود ' اور انار تھے
 غیر آں چیزے نخور دے دایما
 ان کے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا
 عہد کردم کہ چچنم در زمن
 عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی پھل نہ توڑوں گا
 نیز غیرے راگویم کہ بچیں
 دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ توڑ دے
 من چچنم از درخت منعش
 میں کھڑے درخت منعش سے نہ توڑوں گا
 تا درآمد امتحانات قضا
 یہاں تک کہ قضاء خدائی سے آزمائش آگئیں
 گر خدا خولہ بہ پیماں بر زیند
 مگر خدا نے چاہا ' عہد میں لگا لو

زانکہ حکم کار در دست من است
 کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے
 ہر زمان دل را دگر میلے دہم
 میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کر دیتا ہوں
 کل اصباح لنا شان جلید
 ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے
 در حدیث آمد کہ دل چچوں پرست
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے
 باد پر را ہر طرف راند گزاف
 ہوا پر کو خولہ خولہ ہر طرف لے جاتی ہے
 در حدیث دیگر ایں دل داں چٹاں
 دوسری حدیث میں ہے اس دل کو ایسا سمجھ
 ہر زمان دل را دگر رائے بود
 ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے
 پس چرا ایمن شوی بر رائے دل
 تو تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے
 ۶ نہم ۳ از تاثیر حکم مست و قدر
 یہ بھی اللہ کے حکم اور تقریر کی تاثیر کی وجہ سے ہے
 نیست خود از مرغ پر ال این عجب
 کیا اُنے والے پرندے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟
 ایں عجب کہ دام بیند ہم و تد
 یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور کھنٹی دیکھتا ہے
 چشم باز و گوش باز و دام پیش
 آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ہے

اختیار جملگاں پست امن است
 سب کا اختیار میرے ماتحت ہے
 ہر نفس بر دل دگر داغے نہم
 ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں
 کل شبی و مرا دنی لایحید
 کوئی چیز میرے علاوہ سے غافل نہیں کرتی ہے
 دریا بانے اسیر صر صر ریت
 جو میدان میں آمدنی کا پابند ہے
 کہ چو گرد راست با صد اختلاف
 سینکڑوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں
 کاب جو شال ز آتش اندر قاز غاں
 جیسا کہ دیگ میں جوش ملتا ہوا پانی
 آں نہ از دے لیک از جائے بود
 وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے
 عہد بندی تا شوی آخر نخل
 تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو
 چاہ می بینی و نتوانی حذر
 تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے
 گو نہ بیند دام و افتد در عطب
 کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گم ہوتا ہے
 گر بخوابد و نتخابد می فتد
 خواہ چاہے یا نہ چاہے چنسن جاتا ہے
 سوئے دامی پردہ باپردہ خویش
 اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے

۱ پست۔ ماتحت۔ ہر زمان۔
 حدیث میں ہے ان قلوب بنی
 آدم كلها بین اصبعین من اصبع
 الرحمن قلب واحد یضربہ
 کیف یشاء یعنی انسانوں کے سب
 قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے
 درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ
 ایک قلب ان کو جس طرح چاہتا ہے
 لٹکا پٹکتا ہے کل اصباح قرآن
 پاک میں ہے کل یوم فھو فی
 شانہ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان
 ہے و حدیث آمد حدیث شریف
 ہے عن القلب کونہ فی فلاح
 فقلیبا الی الخ کیف تشاء یعنی دل
 کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر
 کی سی ہے جس کو دائیں جس طرف
 کو چاہتی ہیں پسند دیتی ہیں۔

۲ و حدیث دیگر حدیث شریف
 ہے قلب المؤمن افتد علی غایق من
 الشقلیٰ یمن کابل و اوی سے بھی
 زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک حال پر
 نہیں رہتا کبھی اس میں جال آتا ہے
 کبھی بجھاؤ آتا ہے قاز خانہ اور
 کڑھان ترکی لفظ ہے کڑھائی اور
 دیگ کو کہتے ہیں جائے بود یعنی
 قلب میں یہ کیفیت اللہ تعالیٰ پیدا
 فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا
 کسی دیگر بزرگ کا قول ہے
 عرفش ربی ففسخ اللزائم
 نے اپنے خدا کو اور دل کی تبدیلی سے
 پہچانا۔

۳ ۶ ہم۔ یعنی بغیر انا اللہ کے
 عہد کرنا اور پھر اس کے ٹوٹنے پر
 شرمندہ ہونا۔ و تد وہ کھنٹی جس میں
 جال کا سراپا بندھتے ہیں۔ چشم باز۔
 پرند کے سب ہوش و حواس درست
 ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے
 جال میں پھنستا ہے۔



تشبیہ ۱۔ بند دام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا
قضائے خداوندی کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

بنگر اندر لوق مہتر زادہ سر برہنہ در بکلا افتادہ
ایک امیر زادہ کو گڈی کے اندر دیکھ گئے سر ہے معیت میں پڑا ہے
در ہوائے یک نگارے سوختہ آتش و املاک خود بفر و ختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے
خوار گشتہ درمیں قوم خویش اور اس کے انکار سے ڈھی اور اس کا مرہم نایاب ہے
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے
خان و مال رفتہ شدہ بدنام و خوار گھر بار جا چکا ہے وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے
زہدے بیند بگوید اے کیا زہد کی بزرگی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ!

کاندیس اد بار زشت افتادہ ام مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
کہ میں اس بری نعمت میں پھنسا ہوں مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں
ہمتے تلو کہ من زیں وار ہم زیں گل تیرہ یود کہ برچم
تجہ دیجے شاید میں اس نجات پا جاؤں
ایں دعویٰ خولہ او از عام و خاص اس دعویٰ خولہ او از عام و خاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے
دست بازو یائے بازو بندنے دست بازو یائے بازو بندنے
ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے اور کئی قیدیں ہے
از کدا میں بندی جوئی خاص از کدا میں بندی جوئی خاص
تو کس بیزی سے خلاصی کا جویاں ہے؟
بند تقدیر و قضائے محتفی بند تقدیر و قضائے محتفی
تقدیر کی بیزی اور پوشیدہ تقدیر
گرچہ پیدا نیست آل و رکن مست گرچہ پیدا نیست آل و رکن مست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

۱۔ تشبیہ قضا خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ لوق۔ گڈی۔ بلا۔ یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق۔ نقش۔ نقشہ۔ قاش۔ بصرہ۔ قاف کی جمع ہے گھر کا سامان و بیشین یعنی کپڑا۔

۲۔ مرثیہ۔ یہ لفظ میں ضمیر سے جو کہ مہتر زادہ کی طرف لوقی ہے اور مرے جو کہ مرا کا لالہ ہے اور جھکڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زخمی تھا۔ کام۔ مراد مقصد۔ اور دار۔ بد بختانہ کیا۔ بزرگ، معظم۔ ہمت۔ بزرگوں کی روحانی تجہ۔

۳۔ دست باز۔ یعنی اس مہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیزی تھی نہ پاؤں میں نہ بخت کی تپا پید بیزیوں تھیں۔ موکل مقرر کردہ شخص۔ سپاہی۔ مناس۔ بجائے کسی جگہ۔ حقی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ برگزیدہ۔ من۔ چھپتی جگہ۔ بزو۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں اور عشق کا قید خانہ قائم عاید خانوں سے زیادہ سخت ہے لوہے کی زنجیر کو لہار کاٹ سکتا ہے اور عاید خانوں میں کو مہل لگا جاسکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

زائکہ اہنگر مرآں رانشکند
کیونکہ لوہہ اس کو توڑ دیتا ہے
اے عجب ایں بند پہنل گراں
تجب ہے یہ پیشہ بھلی بیزی
دیدن آں بند احمد را رسد
اس پھندے کو دیکھنے کا اہم کو حق ہے
دید بر پشت عیال بلہب
انہوں نے اہلب کی بیوی کی کر پر دیکھا
جبل و ہیزم را جز آں چشمے پدید
ری اور گھر کو اس آنکھ سے سو کسی نے نہ دیکھا
باتیانش جملہ تاویلے ۲ کنند
ان کے سوا سب تاویل کرتے ہیں
لیک ۳ از تاثیر آں پشتش دوتو
لیکن اس کی تاثیر سے اس کی کر دہری
کہ دُعائے ہمتے تا وارہم
کہ دعا، توجہ تاکہ میں جھوٹ جاؤں
آنکہ بیند ایں علامتہا پدید
جو ان علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے

داند و پوشد بامر ذوالجلال
وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھپاتا ہے
ایں سخن پایاں ندار دآں فقیر
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ مدویش

خفرہ گر ہم شست زندان برگند
کوسل گانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے
عاجز از تسکیر آں آہنگراں
اس کے کانٹے سے لوہہ عاجز ہیں
برگلوئے نستہ جبل من مسد
جو مونگ کی ری گلے میں بندھی ہوئی ہے
تنگ ہیزم گفت خمالہ خطب
ایندھن کا گھر، فریلا، ایندھن اٹھانے والی ہے
کہ پدید آید بروہر نا پدید
جس کے لئے ہر پیشہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے
کایں زیر ہوشیست وایشاں ہوشمند
کیونکہ یہ دید پیشی میں ہوتی ہے اور ہوشند میں
گشتہ و نالال شدہ در پیش او
ہو رہی ہے اور وہ اس کے سامنے نہ رہا ہے
تا ازیں بند نہاں بیروں جہم
تاکہ اس پیشہ بیزی سے میں باہر نکل آؤں
چوں نداند و شقی را از سعید
وہ بد بخت اور نیک بخت کی کیوں نہ دیکھ لے گا؟

کہ نباشد کشف را حق حلال
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راز کھلنا جائز نہیں ہے
از مجاعت شد زبون و تن اسیر
بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی تھا

مُضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امرود از درخت
اس عہد کرنے والے مدویش کا درخت سے امرود توڑنے پر مجبور ہو جانا
و گوشال حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو
اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشالی کا پہنچنا

۱ تسکیر توڑنا۔ دین آں بند
یعنی پہنچائی بند کو آنحضرت علیہ السلام اور
اولیاء کہہ سکتے ہیں آنحضرت کی گردن
جوام جبل اہلب کی بیوی کی گردن
میں بھی اور اس گھر کو جس کی کر پر تھا
دیکھ رہے تھے حملتہ اہلب۔ صفہ
تجب میں اہلب کی بیوی ام جیل
بنت حرب کے بارے میں حنفیہ
الخطب یعنی خندہا ختلہ من
مستد آیا ہے مثنوی وہ لکھوں گا گھرا
اٹھانے والی ہے اس کے گلے میں
مونگ کی ری سے مفسرین نے اس
کی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا
فرماتے ہیں تاویلیں کی ضرورت نہیں
آنحضرت کو چیزیں نظر آتی تھیں۔
۲ تاویل مفسرین نے گھر سے
باد گناہ یا بخوری اور ری سے جہم کا
طریق مراد لیا ہے کان ایں۔ ان
چیزوں کا دیدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ
انسان دعویٰ حواس ختم کر کے خود
فراشوش اختیار کر لے وایشاں۔ ان
تاویل کرنے والوں کے ظاہری ہوش
دھواں ہیں۔

۳ لیک۔ یہاں سے پھر امیر زادہ
کا حال شروع کیا ہے پیش اور زلد
کے سامنے آنک۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے
نور بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب
علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید
میں فرق کر لیتے ہیں۔ داند۔ لیکن
اصحاب بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں
کرتے ہیں۔ نجاعت۔ بھوک
گوشال۔ سراپائی ان بزرگ کو عہد
گشائی کی یہ سزا ملی کہ چھٹی کے اہرام
میں ان کا اچھ کلا۔

پنجرہ از آں باد امر و دے نہ بخت
 ہوا نے پانچ دن تک کوئی امر نہ گریا
 بر سر شاخ مروے چند دید
 اس نے ایک شاخ پر کئی امر دیکھے
 باد آمد شاخ را سر زیر کرد
 ہوا جلی شاخ کو نیچے جھکا دیا
 جوع و ضعف و قوت جذب قضا
 بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے
 چونکہ از امر و دے بن میوہ شکست
 جب امر و دے کے دھت سے پھل توڑا
 ہم دریاں دم گشتال حق رسید
 فوراً اللہ تعالیٰ کی جانب سے گشتال ہوئی
 مخلصان باشند دایم در خطر
 مخلصین ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں
 عہد را باید وفا اے جان من
 اے جان من! عہد کو پورا کرنا چاہیے
 یا ممکن نذرے کہ نتوانی وفا
 یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے
 نذر را باید وفا در راہ حق
 اللہ تعالیٰ کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیے
 عہد ہا بستیم بس در کار ہا
 ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے
 قوت آں کو کہ پایاں آوریم
 وہ طاقت کہاں ہے کہ ہم پورا کریں
 گر نہ فصاحت و تکیہ ما شود
 اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دھتکری نہ کرے
 ز آتش جو عیش صوری می گریخت
 اس کی بھوک کی آگ نے مہر بھاگتا تھا
 باز صبرے کرد و خود را در کشید
 پھر صبر کیا اور اپنے آپ کو دھکا
 طبع را بر خوردن آں چیر کرد
 طبیعت کو اس کے کھانے پر غائب کر دیا
 کرد زلف را ز نذرش بیوفا
 زلف کو عہد سے بے وفا بنادیا
 گشت اندر نذر و عہد خویش سست
 اپنی مت اور عہد میں کڑھ پڑ گیا
 چشم او بکشد و گوش او کشید
 جس نے اس کی آنکھیں کھولیں اور کان کھینچے
 اتحان ہست در راہ اے پسر
 اے صاحبزادے! راہ میں ان کے بہت امتحان ہیں
 تا نمانی شرمسار و ممتحن
 تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو
 بر خطر متشین و بیرون جہ ہلا
 خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل
 لیکن حق تا خود کرا بد سبق
 لیکن دیکھ اللہ تعالیٰ کس کو سبقت کرنے کی توفیق دیتا ہے
 نذر ہا کردیم در سر بار ہا
 بارہا پوشیدہ طور پر نہیں مائیں
 عاجزیم و ناتوان و مضطربیم
 ہم تو عاجز اور ناتوان اور مجبور ہیں
 وائے برما زانکہ رسوائی بود
 ہم پر انہوں نے کیونکہ رسوائی ہو گئی

۱۔ پنجرہ۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے ان میں مہر کی طاقت نہ رہی۔ در کشید یعنی امر و دے کو اپنے آپ کو باز رکھنا۔ طبع یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔ بیوفا ان بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی پھل خود ڈال نہ کھائیں گے۔

۲۔ امر و دے۔ امر و دے کا دھت۔ بکشد۔ انہیں اپنی غلطی نظر آ گئی۔ مخلصان۔ مشہور قول ہے نزدیک را پیش خود تیری جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں ان کی بڑی آزمائش ہوتی ہیں۔ ممتحن۔ متحس۔

۳۔ ایک۔ عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی ضروری توفیق ہی سے ہو سکتا ہے عہد۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر دی ہے۔ پایاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطرب۔ مجبور۔ گرنے۔ فصاحت۔ اگر عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوگا تو احوال سوائی ہوگی۔

نذرِ ما ربا وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جڑ دے
عہدِ ما را از کرم دار اُستوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کرنے
عہد چوں بشکست دردم شد آسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
چسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
زانکہ فرمودست اَوْفُوا بِالْعُقُودِ
کیونکہ اس نے فرمایا عہدوں کو پورا کرو
درمیاں آوردہ بے مریم و زر
وہ لاتعداد اور سونا لائے تھے
وہاں چھوں کا ایک گمہ تھا شاید
واندل کہسار مسکن ساختند
وہاں پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا
اتفاقاً دزد چند چھ بھاگے
اتفاقاً دزد چند چھ بھاگے

مقیم کردن شیخ ربا دزد
اس موش کو چھوں کے ساتھ
داں و بریدن دستش را
ہتم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

پیست از دزد داں بندنہ آنجا ویش
وہاں میں اور کچھ زیادہ چھ تھے
بخش می کردند مسروقات خویش
مردمِ شخنہ در افتادند زود
اپنی چھوں کا مال بانٹ رہے تھے
لکڑوں کے آئی جلد آ پہنچے
جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
اس شیر مرد نے سب کو گرفت کر لیا اور باندھ لیا
دست و پایی ہر ایک از تن گن جدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جدا کر دے
جملہ را برید و غوغائے نجاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا
بانگ برزد در عواں کاے سگ بشن
سپاہی پر چیخا اے کتا! دیکھ خبردار
ہم بدانجا پائے چپ و دست راست
اس جگہ بلیاں پاؤں اور دھانا ہاتھ
دست زائد ہم بریدہ شد غلط سل
غلطی سے سچ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
در زماں آمد سوارے بس گزریں
فورا ایک معزز سوار آیا

۱۔ آنجا۔ یعنی اس علاقہ میں۔

۲۔ بے حد۔ مسروقات۔ چھوں

۳۔ ہوتی چیزیں۔ شخنہ۔ لکڑوں۔ غلام۔

چلتی۔ شخنہ۔

۴۔ شخنہ۔ لکڑوں نے سب لکڑوں

کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلا۔ سزاؤں کو

جاری کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلا دینے

فورا ہر ایک کا دھانا ہاتھ اور بلیاں پاؤں

کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

۵۔ غلط۔ یعنی اس شے میں کدھ

بھی چھ ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔

۶۔ وہاں۔ کوئی مرد غیب جلا سپاہی پر

چیخا۔

!

ایں فلاں شیخ ست و ابدال خدا
 یہ فلاں بزرگ خدا کے ابدال میں سے ہے
 آل عوال بلدیہ جامہ تیز رفت
 اس سپاہی نے کپڑے پھاڑے اور تیزی سے بھاگا
 شخنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ
 کھول ننگے پاؤں معافی مانگنے آیا
 ہیں جل گن مرمر ازیں کار زشت
 اس برے کام کی مجھے ضرور معافی دیجئے
 گفت ۲ می دافم سبب ایں نیش را
 انہوں نے کہا میں اس دھم کا سبب جانتا ہوں
 من شکستم حرمت ایمان او
 میں نے اس کی قسموں کی حرمت کو توڑا
 من شکستم عہد و دانستم بدست
 میں نے اس کو عہد توڑا اور میں جانتا تھا برا ہے
 دست ماہ پلای ما و مغز و پوست
 ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغز و پوست
 قسم ۳ من بودایں خرا کر دم حلال
 یہ میرا نصیب تھا میں نے تجھے معاف کیا
 وانکہ او دانست او فرمانرواست
 وہ جو جانتا تھا کہ وہ حاکم ہے
 اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو
 بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرندے کے
 اے بسا مرغ غم ز معده و ز منقص
 بسا اوقات پرندہ معدے اور آستوں کی آٹھن سے
 اے بسا مہای در آب دور دست
 بسا اوقات مچھلی گہرے پانی میں

۱۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص
 جماعت ہے۔ جلد یعنی کلاں کر۔
 عوال۔ سپاہی۔ شخت۔ گرم۔ جل
 گن۔ معاف کر دے۔
 ۲۔ گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا
 اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان
 یمن کی بیعت ہے۔ قسم عہد۔ یمن۔
 داتا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کی
 آخر میں معنی ہمارے اور دوسرے کے
 آخر میں بدست یعنی ہاتھ۔
 ۳۔ قسم حصہ۔ فرمایاں روئے یعنی
 خدا تعالیٰ کہ بڑی بڑی عین طلق کی
 خواہش گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔
 منقص۔ پینٹ کا اور آٹھن۔ قفص۔
 صلا اور سین دونوں سے منقص ہے۔ دور
 دست۔ دور دراز گہرے۔ شت۔ مچھلی
 پکڑنے کا کاٹنا۔

شوی فرج و گلو رسوا شدہ
شرمگاہ اور خلق کی بختی سے رہا ہوئی ہے
از گلوئی رشوتے او زرد رو
رشوت خور، خلق کی جہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے
وقت باز آمد شدہ او یار فسق
واپسی کے وقت، فسق و فجور کا ساتھی بنا ہے

از عروج چرخ شاں شد سید باب
آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانع بنا
دید در خود کاہلی اندر نماز
کہ انہوں نے اپنے اند نماز میں سستی دیکھی
دید علت خوردن از بسیار آب
زیادہ پانی پینے کو سب سمجھا
آپختل کرد و خدائش داد تاب
ایسا ہی کیا اور خدائے ان کو طاقت عطا فرمائی
گشت اوسلطان و قطب العارفین
وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

مرد زاهد را در شکوی بہ بست
بزرگ انسان کے لئے شکوے کا مظاہرہ بند ہو گیا
صد در دیگر براؤ اشکستہ شد
اس پر دوسرے سینکڑوں مزارعہ کھل جاتے ہیں

کرمت شیخ قطع و زنبیل باہن او بد دوست در خلوت
نئے شیخ کی کرمت اور تنہائی میں ان کا دونوں ہاتھوں سے جموی بننا

کرد معروفش بدیں آفات خلق
ان کو خلق کے مصائب نے اس نام سے مشہور کر دیا
ہیں برو یو اخیر تینا تیش خواں
جا ابوالخیر تینائی کہہ لے

اے بسا مستور! در پردہ بدہ
بسا اوقات عورت پردے میں چھپی ہوئی
اے بسا قاضی جرنیک خو
بسا اوقات نیک عادت، علامہ، قاضی
اے بسا حاجی بیچ رفتہ بعشق
بسا اوقات عشق کی جہ سے حج میں گیا ہوا حاجی
بلکہ در ہاروت و ماروت آں شراب
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے وہ نشہ
بایزید! از بہر ایں کرد احتراز
بایزید نے اسی لئے پرہیز کیا
از سبب اندیشہ کرد آں ذولباب
ان عقلمند نے سبب سو چاتو
گفت تا سائلے نخواہم خورد آب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا
ایں کمینہ جہد او بد بہر دین
دین کے لئے یہ ان کی معمولی کوشش تھی

چوں ۳۰ برید شد برای خلق دست
جب خلق کی جہ سے ہاتھ کاٹا گیا
آچنین باشد چو یک در بستہ شد
ایسا یہ ہوتا ہے جب ایک مزارعہ بند ہوتا ہے

شیخ قطع نامش پیش خلق
لوگوں میں ان کا نام نکلا شیخ پڑ گیا
گر تو نام اولش خواہی روان
اگر تو ان کا پہلا نام لینا چاہیے

۱۔ مستور پوشیدہ۔ جہ یہودی
عالم برائے عالم سید باب۔ مزارعہ کی
روک مانع۔

۲۔ بایزید بطلانی گوا یکبار نماز
میں سستی کا احساس ہوا اس کے سبب
پر غور کیا تو بیان کرنے کی کثرت کو سمجھا
چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ
پیوں گا۔ ذولباب۔ عقلمند۔ تاب۔
طاقت۔ ایں کمینہ۔ دین کی خاطر
انہوں نے یہ اپنی سی بات کی تھی جس
کی جہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا
فضل کیا کہ اگر قطب العارفین کا جہ
نہ ہوتا۔

۳۔ چوں کہ یہ۔ پھر ان ہی بزرگ
کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ
جاننے تھے کہ ان کی عہد شکنی کی یہ سزا
ہے لہذا انہیں کوئی شکوہ نہ ہوا اسی
وجہ سے قدرت ایک ذریعہ بند کر لی
یعنی سو دیگر ذرائع پیدا فرما رہی ہے
قطع۔ یعنی دست بربندہ نظر کرتا ہے
بزرگ شیخ قطع کہلانے لگے تھان کا
اصل نام ابوالخیر تھا اور تینا تیش
گاؤں کے کدہ ہندالے تھے۔

در عرضش اُورایکے زائر بیافت

جمہیزی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پلایا

گفت اورا کاے عدو جان خویش

انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

ایں چرا کر دی شتاب اندر سباق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کہیں کی؟

پس تبسم کر دو گفت اکنوں بیا

تو وہ نے ، اور فرمایا اب آجا

تا نمیرم من مگو ایں باکسے

جب تک میں نہ مروں یہ کسی سے نہ کہتا

بعد ازاں قوم دگر از روش

اس کے بعد سے لوگ ان کے گھر کے صحن کے کذریہ

گفت حکمت راتو دانی کردگار

انہوں نے فرمایا اے خدا تو حکمت کو جانتا ہے

آمد الہامش کہ یک چند بدند

ان کو الہام ہوا ، کچھ لوگ تھے

کہ مگر سالوں بود او در طریق

کہ شاید وہ طریقت میں مگر تھا

من خواہم کل رمہ کافر شوند

میں نے نہ چاہا ، کہ وہ جماعت مگر ہو

ایں کرامت را بکر دیم آشکار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی

تا کہ ایں بیچار گان بد گماں

تا کہ یہ بدگماں پچھلے

من ترا بے ایں کرامتہا ز پیش

میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

کہہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی بن رہے ہیں

در عیشم آمدی سر کردہ پیش

تو منہ اٹھائے میری جمہیزی میں چلا آیا

گفت از افراط مہر و اشتیاق

اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

لیک مخفی دار ایں ۲ راے اے کیا

لیکن اے بزرگ! اس کو پشیمہ رکھ

نے قرینے نے خبیے نے خنے

نہ سنا ہی سے نہ دست سے نہ کسی کہینے سے

مطلع گشتند بر با فیدش

ان کے بننے سے باہر ہو گئے

من گنم پنہاں تو کر دی آشکار

میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

کاندیس غم بر تو منکرمی خدند

کو اس غم میں تمہارے منکر ہو گئے ہیں

کہ خدا رسواش کرو اندر فریق

کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

وز ضلالت در گمان بد روند

مگر وہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

کہ دیہمت دست اندر وقت کار

کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

رد نگرند از جناب آسماں

آسمانی نگاہ سے مڑھ نہ بنیں

خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

۱۔ غریب جمہیزی۔ زنبیل۔
تھیلا جس میں فقراء اپنا کھانا وغیرہ
رکھتے ہیں۔ سرگردہ پیش۔ منہ اٹھائے
جناب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ افرات۔
زیادتی

۲۔ ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تمہاری
میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔
بافیش۔ یعنی تمہاری میں وہ دونوں
ہاتھوں سے بنتے ہیں۔ یک چند۔
کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ کھٹنے کا غم۔
منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر سالوں۔
مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فرقہ۔
جماعت

۳۔ من خواہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ
نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند
نہ کیا کہ اہلے بندے غم سے
بدگمان ہیں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی
ہے۔ رب۔ جماعت۔ دست۔ یعنی
کٹنا ہوا ہاتھ۔ بد۔ یعنی یہ لوگ اگر بد
گمانی کی حالت میں مڑھ تو ہماری
باگاہ سے مڑھ ہو جائیں گے۔ ان
ترتیبی اور ضرورت کے وقت کٹنا ہوا
ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے
نہیں ہے تمہیں تو ہماری ذات سے
پہلے ہی تسلی حاصل ہے

ایں کرامت بہر ایشاں دامت
میں نے تمہیں یہ کرامت ان کے لئے دی ہے
تو از ایں بگذاشتہ کز مرگ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے
وہم تفریق سر و پائے از تورفت
وہم تفریق سر و پائے از تورفت
سر اور پاؤں کے جدا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

وایں چراغ از بہر آں بہداشت
اور یہ چراغ میں نے ان کے لئے رکھا ہے
ترسی از تفریق اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو
دفع وہم اس پر رسیدت نیک ز رفت
دفع وہم کی دفعہ کی اچھی موٹی اسپر تمہیں مل گئی ہے

سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا
فرعون کے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ جانے پر جرأت کا سبب

ساحران رانے کہ فرعون لعین
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون ملعون نے جادوگروں کو
کہ بیزم دست و پاتاں از خلاف
کہ میں تمہارا دایاں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا
اُوہی پنداشت کایشاں در ہماں
وہ سوچتا تھا کہ وہ اسی
کہ بُو دشاں لرزہ و تخیف و ترس
کہ ان پر لرزہ اور خوف اور ڈر ہو گا
اُوہی دانست کایشاں رستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں
سایہ خود راز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں
ہاوان گردوں اگر صد بارشاں
اگر سو بار بھی آسمان کی لو کھلی

کرد تہدید و سیاست بر زمین
میدان میں دھمکی اور تنبیہ کی
پس در آویزم ندارم تاں معاف
پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کروں گا
وہم و تخویف اندو و سواں و گماں
وہم اور ڈر اور دھمکی اور گمان میں ہیں
از توہمتہا و تہدیدات نفس
ان کی توہمتوں اور تہدیدات نفس
جان کی دھمکیوں اور توہمت سے
بر در پچہ نور دل بنشتہ اند
دل کے نور کی کڑکی پر جا بیٹھے ہیں
چابک و چست و گش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں
خرد کوہد اندریں گلزار شاں
ان کو اس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے

اصل ایں ترکیب را چوں دیدہ اند
چونکہ انہوں نے اس بناؤ کی اصل کو دیکھ لیا ہے
ایں جہاں خواہست اند نظن مایست
یہ دنیا خواب ہے، شک میں نہ پڑ

از فروغ وہم کم تر سیدہ اند
وہم کی زیادتی سے وہ کم تر سیدہ ہیں
گر رود خواب دنے باک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کاٹ جائے کوئی پرہائیں ہے

۱۔ چراغ یعنی کرامت
تو اس نے یعنی اسی مقام سے آگے
بڑھے ہو کہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو
اصل سمجھو اور ان کے فنا ہونے سے
ڈرو۔ اسپر۔ سپر۔ ڈھال۔ نیک
رفت۔ خوب موٹی۔ ساحراں۔ فرعون
نے جادوگروں کی جان لینے کی دھمکی
دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان
لے آئے تھے زمین۔ یعنی وہ میدان
جہاں وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے
آئے تھے۔

۲۔ اُوہی دانست۔ جادوگروں کا دل
نور ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اس
جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے
سایہ نیاوی۔ جسم اور خدو۔ جسم کی مثال
جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاوان۔ لو کھلی
گلزار۔ اگر کاف کے زیر سے تو
خاکدان کے معنی میں ہو اور اگر گاف
کے پیش سے تو جن کے معنی میں
ہے اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ
اس جسم عارضی کی اصل اور حقیقت
دور ہے بلکہ وہ اس عارضی وجود کے فنا
ہونے کے وہم سے بچ چکے ہیں۔

۳۔ ایں جہاں۔ جسم عارضی کو اس
جسم سے تشبیہ کر جو انسان عالم
خواب میں دیکھتا ہے پھر جب بھٹکا ہے
کہ اگر عالم خواب میں نظر آنے والے
جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے
جائیں تو اس سے اس جسم پر کوئی ضرر
نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عارضی
کے ٹکڑے ہو جانے سے اس جسم کو
کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

گر خواب اندر سرت برید گاڑا
اگر خواب میں بچتی تیرا سر کاٹ دے
گر بہ بنی خواب در خود را دو نیم
اگر تو خواب میں اپنے دو کلاے دیکھے
حاصل اندر خواب نقصان بدن
خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کا نقصان
اس جہاں را کہ بصورت قائم ست
اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے
از رہ تقلید تو کر دی قبول
تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے
روز در خوابی گو کایں خواب نیست
تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب نہیں ہے
خواب و بیداریت آل مالے عہد
اے مستند! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ
او گماں برودہ کہ ایں دم خفته ام
وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں
کوزہ سج گر گر کوزہ را بشکند
کہاں اگر کسی پیالہ کو توڑتا ہے
گور را ہر گام باشد ترس چاہ
اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے
مرد بینا دید عرض راہ را
بینا انسان نے راستہ کی چوڑائی دیکھ لی ہے
پا وزا نویش نہ لرز دہر دے
اس کا پاؤں اور ان کی وقت نہیں کپکپاتے ہیں

۱۔ گلارہ چینی۔ عورت ہزار عوام
میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں
اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعمیر
عمر کی مدداری ہے گفت پیغمبر۔
حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص
نے حضور سے دریافت کیا کہ دنیا کیا
ہے تو آپ نے فرمایا سونے والے کا
خواب ہے پھر اس نے دریافت کیا
کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے
فرمایا ایک جھسک بقتدر فاصلہ ہے
۲۔ از رہ تقلید۔ عام انسان تقلیدی
طہر پر دنیا کی بنا پر بیداری تسلیم کرتا ہے
اور اولیاء اللہ سے دیکھتے ہیں۔ روز در
خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی
میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی
خواب ہی ہے حضور نے فرمایا ہے
لوگ نیند میں ہیں جب سر ہلکے بیدار
ہو جائے گے۔ سایہ عالم دنیا اور اس
کے موجودات سب جو بیداری کو فرار
اور سایہ ہیں۔ خواب و بیداری۔ مولانا
نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شب
ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو
اس کے بعد حالت خواب کو کیا کہا
جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ
انسان حالت خواب میں دیکھتا ہے کہ
وہ بیدار تھا اور سویا ہے تو جس طرح
خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی
طرح اس عالم کی بیداری اور خواب کو
سمجھو۔
۳۔ کوزہ۔ خدا جسم کا بنانا والا
ہے اگر وہ جسم کو فنا کرتا ہے تو جب
چاہتا ہے پھر بنادیتا ہے۔ کہہ اندھا
خطرات سے ڈتا ہے۔ بینا بے نیاز ہوتا
ہے اسی طرح جن کو چشم بصیرت
حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے
نہیں ڈرتے ہیں۔ مغاک۔ گڑھ۔

ہم سرت بر جاست ہم عمرت دواز
تیرا سر بھی اپنی جگہ پر ہے تیری عمر ہزار ہے
تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم
جب تو اٹھے گا بغیر کسی پیلہ کے تندرست ہے
نیست با کے از دوصد پارہ شدن
دو سو کلاے ہو جانے سے کوئی پڑا نہیں ہے
گفت پیغمبر کو حلم نامم ست
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ سونے والے کا خواب ہے
سا کل ایں دیدہ پیدا بے رسول
سا کل نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خواب دیکھا ہے
سایہ فرع ست اصل جو مہتاب نیست
سایہ فرع ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے
کہ بہ بیند خفته کو در خواب شد
کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے
پیچہ زان کو ست در خواب دوم
اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے
چوں بخوابد باز خود قائم کند
جب چاہے گا اس کو بنا لے گا
بہر اراں ترس می آید براہ
وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے
پس بلداند او مغاک و چاہ را
تو وہ گڑھے، اور کنویں کو جانتا ہے
رو ترش کے دارد او از ہر غمی
وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے؟



دیدہ ام را و انما ید ہم الہ
 اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے
 از عمار و اقدار و اوار ہم
 ٹھوکر کھانے اور کرنے سے نجات پا جاتا ہوں
 دانہ بنی و نہ بنی رنج دام
 دانہ کو دیکھ لیتا ہے جال کی تکلیف نہیں دیکھتا ہے
 فی المقام و النزول و المصیر
 ٹھہرنے اور اترنے اور چلنے میں
 جذب اجزا در مزاج او کند
 اس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے
 تار و پود جسم خود را می بند
 اپنے جسم کا تار پودا باندھتا ہے
 حق حریصش کردہ باشد در نما
 نشوونما میں اللہ تعالیٰ اس کو حریص کر دیتا ہے
 چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
 یکا شاہ اجزا کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟
 بے غذا اجزات را دند رود
 وہ بغیر غذا کے تیرے اجزا کو جن لینا جاتا ہے
 ہوش و حسن رفتہ را خواند شتاب
 وہ گئے ہوئے ہوش و حسن کو فوراً بلا لے گا
 باز آید چوں بفر ماید کہ عد
 وہ واپس آجائے گا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوٹ

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
 پھر راستہ کی سب نیچائی اور اونچائی
 ہر قدم من از سر بینش نہم
 میں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھتا ہوں
 تو بہ بنی پیش خود یک دوسہ گام
 تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے
 یسوی الاعمی لیکم و البصیر
 تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے
 چوں جنیں را در شکم حق جاں دہد
 جب اللہ تعالیٰ پیٹ کے بچہ میں جان ڈالتا ہے
 از خورش او جذب اجزا می کند
 وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے
 تا چہل سالش بجذب مجرودا
 چالیس سال تک اجزا کیے جذب کرنے کا
 جذب اجزا روح را تعلیم کرد
 اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی
 جامع سہ این ذرہا خورشید بود
 ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا
 آل زمانے کا اندر آئی تو ز خواب
 جس وقت تو خواب سے نکل کر اپنے اندر آئے گا
 تا بدانی کال از و غائب نشد
 حتی کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے

۱۔ عمار ٹھوکر کھاتا۔ دانہ یعنی چیری نظر انجام پر نہیں ہے۔ پستی۔ تیرے لئے اچھا یا سب یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں۔ غرضیکہ اللہ اور وہ کام کی مثال پھر اور لغت کی سی ہے۔

۲۔ چلن۔ ٹھہرنے۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے چاہو کروں کہ جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شکم باہر میں بچہ میں یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غذا کے اجزاء کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرماتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرما سکے گا۔

۳۔ جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے اس زمانے انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو ذراک اشہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزاء بدن فوراً لوٹ آئیں گے عداہر کا سینہ ہے لوٹ۔



اجتماع! اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدش باذن اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسید ہو جانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء
و در ہماں دم مُرتب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام
کا جمع ہو جانا، اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

کہ بوسیدست و ریزیدہ برت
کہ تیرے سامنے گلا سزا اور ریزہ ریزہ ہے
آں سر و دم و دو گوش و پاش را
سر اور دم، اور دونوں کان، اور پاؤں کو
پارہا اجتماع می دہد
پتھروں کو جوڑ دیتا ہے
کوہی دوز دکن بے سوز نے
کو وہ پانے کو بغیر سولی کے سی دیتا ہے
آپنیاں دوز کہ پیدا نیست ورز
اس طرح سی دیتا ہے کہ دشمن کا پتہ نہیں چلتا ہے

تا نمازند شبہ ات در یوم دیں
تاکہ تجھے قیامت کے بارے میں شبہ نہ رہے
تانہ لرزی وقت مردن ز اہتمام
تاکہ تو مرتے وقت غم سے نہ لرزے
از قوأت جملہ جہائے تنی
اپنے جسم کے تمام حصوں کے فوت ہو جانے سے
گرچہ می گرد و پریشان و حزاب
اگرچہ وہ متفرق اور برباد ہو جاتے ہیں

جوع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش
ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا
بود شیخ رہنمائے پیش ازین آسمانی شمع بر روئے زمیں
اب سے پہلے ایک راہنما شیخ تھے جو روئے زمین پر آسمانی شمع تھے

۱۔ اجتماع قیامت میں انسان
کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اس طرح
جمع ہو جائے گے جیسے کہ حضرت عزیر
کے گدھے کے اجزاء جمع ہو گئے
تھے عزیر ایک پتھر تھے جن کا ذکر
سورہ قمر کی آیتوں اَوَّلُ كَلْبِیْنِ
عَلٰی قُرْبٰنِ اِسْمٰیْسِ ہے یا ایک میران
بہشتی پر سے گزرتے تو انہوں نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا تو اس کو کیسے آباد
کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ارمان
کے گدھے پر فوراً موت طاری کر دی
سو بس تک وہ مردہ حالت میں رہے
اور پھر ان کو زندہ کر دیا اس عرصہ میں
گدھا بالکل مر گیا چکا تھا حضرت
حق نے اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور وہ
پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اسی طرح میں
اسی بہشتی کا آباد کروں گا۔

۲۔ خرت یعنی تو اپنے گدھے کو
کیکل مڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کر دیا
گیلا۔ دست نے حضرت حق کا
انسانوں کا سامنا نہیں ہے۔ پارہ زن
پہوند لگانے والا یعنی خدا تعالیٰ۔ حرز۔
بینا۔ زرخیز۔ حشر۔ قیامت کے
میدان میں جمع ہونا۔ یوم۔ دین۔
قیامت کا دن۔

۳۔ جامع۔ یعنی میں قیامت
میں اجزاء کو کس طرح جمع کروں گا۔
اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ جہا تک انسان
جب سوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس
جاگتے رہتے ہیں لیکن انسان سوئے
سے نہیں ڈرتا ہے دیکھو اس کو یقین
ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ وہاں آ
جائے گی اسی طرح اگر قیامت کی
زندگی کا یقین ہو جائے تو انسان موت
سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ جوع پہلے فائے
دنیوی پر غم کرنے کا بیان تھا اس
سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے
ہیں۔

چوں! پیغمبر در میان امتاں
آمتوں میں پیغمبر کی طرح
گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
انخصہ نے فرمایا کہ پیرو شیخ
یک صباے گفتش اہل بیت او
ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح لکھا
ماز ہجر و مرگِ فرزندان تو
آپ کی ولادت کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم
تو نمی گری نمی زار چرا
آپ کیوں گر یہ ہمدی نہیں کرتے
چوں! ترا حتم نہ باشد در دہوں
جب آپ کے اندر دم نہیں
ما بلید تو ایم اے پیشوا
اے پیشوا ہمیں آپ سے اس ہے
چوں بیاریند روز حشر تخت
چوں حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے
در چنجاں روز و شب بے زہنہار
ایسے بے پناہ روز و شب میں
دستِ ما و دامنِ تست آں زماں
اس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہو گا
گفت پیغمبر کہ روزِ رستخیز
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
من شفیع عاصیان باشم بجای
میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفارشی ہوں گا
عاصیان و اہل کبار را بچند
گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے

در کشائے روضہ دارالجنناں
جنت کے باغ کا در کھولنے والے
چوں نبی باشد میان قوم خویش
اپنی قوم میں نبی کی طرح رہتا ہے
سخت دل چونی بگوائے نیک خو
اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں
نوحہ می آریم با پشت دو تو
بارجہ دہری کر ہو جانے کے روتے ہیں
یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
اے بزرگ کیا آپ کھل میں شفقت کا ہاتھ نہیں ہے
پس چہ امیدست ماں از تو کنوں
تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے
کہ نہ بگزاری تو مارا در فنا
کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے
خود شفیع ماتوئی آں روز سخت
خود شفیع ہوں تو اسی روز سخت
تو سخت دل آپ اہل سفارشی کرنے والے ہیں گے
ما با اکرام تو نیم امیدوار
ہم آپ کے گرام کے امیدوار ہیں
کہ نماند هیچ مجرم را لہاں
جبکہ کسی مجرم کے لئے لہاں نہ رہے گی
کے گزراں مجرم ماں را اشک ریز
میں مجرموں کو رہا کب چھڑوں گا
تا رہا نامِ شان زا شکجہ گراں
تاکہ ان کو بھاری شکجہ سے چھڑا دوں
دار ہانم از عتابِ نقضِ عہد
دار ہانم کے توڑنے کے غصہ سے نجات ملاؤں گا

۱۔ چوں پیغمبر اولیاء اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے امت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔
۲۔ ذرا گناہیں۔ جنت۔ صبح۔ صبح۔ صبح۔ بیت۔ گھر والے۔ بولی۔
۳۔ چوں ترا۔ جب تم میں دم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیاریند۔ فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرنے لگے۔
۴۔ بے زہنہار۔ بے لال۔
۵۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض۔ عہد۔ ازل میں عہد سے کا عہد کیا تھا گناہوں کا اور کمال عہد کھڑا ہے۔

صالحان اتم خود فارغ اند
میری امت کے نیک خود فارغ ہیں
بلکہ ایشان راشفا عتہا بود
بلکہ خود ان کی سفارشیں ہوں گی
پنج وازر وزیر غیرے برنداشت
تسلی بوجھ اٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے
پنکھ بے وزرست شیخ ست امچوال
اے جوان جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے
شیخ کہ بود پیر یعنی موسیٰ پید
شیخ کون ہوتا ہے بڑھا یعنی سفید بالوں والا
ہست آل موئے سیہ ہستی او
وہ کالا بال اس کی ہستی ہے
چونکہ ہستیش نماںد پیر اوست
جب اس کی ہستی نہ رہی وہ بڑھا ہے
ہست آل موئے سیہ وصف بشر
کالا بال بشری صفات میں
عیسیٰ اندر مہمد بردار ذفیر
حضرت عیسیٰ گہولے میں اعلان کرتے ہیں
چوں کیے موسیٰ سیہ کال وصف ماست
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے
چوں بود مولیش سپید اربا خودست
جب اس کے سفید بال ہوں اگر اس میں خوبی ہے

از شفا عتہائے من روز گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے
گفت شال چوں حکم نافذ میرود
ان کی بات چالو حکم کی طرح چلے گی
من نیم و از رخدا یم بر فرشت
میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے بلند کر لیا ہے
در قبول حق چو اندر کف سے کمال
وہ خدا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان
معنی ایں موبداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے
تا ز ہستیش نماںد تار مو
تاکہ اس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے
گر سیہ موباشد ویا خود دو موسست
خوہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کھجڑی بالوں والا
نیست آل موسیٰ ریش و موسیٰ سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کھجڑی بال نہیں ہے
کہ جوال ناگشتہ ماتیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں
نیست بروئے شیخ و مقبول خداست
اس میں نہیں ہے وہ شیخ اور خدا کا مقبول ہے
اؤ نہ پیرست و نہ خاص ایز دست
وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے



س و صف - بشریت نے اوصاف - عیسیٰ پچپن میں شیخ و پیر تھے۔ چوں بود اگر انسان میں
خودی ہے تو خواہ بال سفید ہوں وہ شیخ اور پیر نہیں ہے بزرگی یہ عقلست نہ سال ہو۔

۱۔ فارغ اند - یعنی نیک لوگوں کو
اس کی ضرورت نہ ہو گی کہ انہیں
عذاب سے بچانے کے لئے
شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت
سے ان کے مراتب بڑھیں گے۔
گفت شال - یعنی جناب باری میں ان
کی عرض ضرور مقبول ہو گی۔ وارز
بوجھ - وارز بوجھ گناہ - مس و نیم
وارز - گزشتہ اشعار میں انبیاء و مرستہ
للعالمین کہا تھا اور ان کی شفاعت کا
ذکر تھا، اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ
شفاعت میں دوسرے کی ذمہ داری
اسے تو لینا ہے اور آیت ولا تنوز
و ولا ذقہ و لا زاعویٰ کے متناہی ہے
کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ
اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا
سکتا ہے مولانا آخوند رضا علی کی ربانی
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا
مفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھ دوسرے
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا بلکہ تو بوجھ اٹھائیں
ہوں خدا نے ہر امر بتایا ہے کہ اٹھانا
میں دوسروں کو بوجھ اٹھا لیں گے۔
حاصل آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو
مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ
ہے وہ نہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مظلما
زید نے گناہ کیا ہو اور مردوں کی سزا
ملے نہیں ہوگا۔
۲۔ اندر کف - جس طرح کمان
ہاتھ کی تار ہوتی ہے اسی طرح شیخ
اندک مرضی کے تار ہے - ہستی اور -
یعنی شیخ اس کو کہتے ہیں جو بڑھا ہو
یعنی اس کے بال سفید ہو گئے ہوں
کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ
کالے بال سے مراد اس کا وجود
اور ہستی ہے - یعنی وہ اپنی ہستی کو کٹا کر چکا
ہو - دلا - یعنی جس کے بال کالے
اور سفید ملے جلے ہوں۔

گر رہید از بعض اوصاف بشر
اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے
وہ سر مہی زو صفش باقی ست
اگر اس کا بال برابر وصف باقی ہے
ماہمہ اُمیدواران تو نیم
ہم سب آپ کے امیدوار ہیں
لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی
لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں
یا مگر خود دل نمی سوزد خرا
یا شاید آپ کا دل نہیں جتا ہے
شیخ نبود کھل باشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہو گا ادھر ہو گا
نیست از عرش و سما آفاقی ست
وہ آسمانی اور عرشی نہیں ہے دنیا دار ہے
ریزہ چین رحم و احسان تو نیم
آپ کے رحم اور احسان کے ریزہ چین میں ہیں
بہر فرزندان چرا بے رقتی
اولاد کے بارے میں بے رقت کیوں رہیں
باز گو اے شیخ باما ماجرا
اے شیخ! ہمیں قصہ بتائیے

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ فرزندان
اولاد کی موت پر کہ نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اُورا مپندار اے رفیق
شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ
برہمہ گفاد مارا رحمت ست
برہمہ تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
برسگام رحمت و بخشایش ست
میرا کتوں پر بھی رحم اور رحمت ہے
آں سگے کہ می گزد گویم دُعا
وہ کتا جو کاتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں
ایں سگال را ہم درال اندیشہ دار
ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما
ز الٰہ فرستاد انبیاء را بر زمین
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء بھیجے
خلق را خواند سوی درگاہ خاص
وہ لوگوں کو خاص مہار کی طرف بلائے ہیں
کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق
کہ مجھ میں نہ رحمت اور شفقت کرنے والی نہیں ہے
گرچہ جان جملہ کافر نعمت ست
اگرچہ سب کی جان اللہ کی نعمت کی کافر ہے
کہ چرا از سنگہا شال مالش ست
کہ چہروں سے کیوں ان کی پٹلی ہوتی ہے
کہ ازیں خوا رہانش اے خدا
کہ اے خدا اس عادت سے اے بچا
کہ نباشند از خلائق سنگسار
کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں
تا کند شال رَحْمَةً لِلْعَالَمِینِ
تاکہ ان کو جہان والوں کے لئے رحمت بنائے
حق را خواند کہ وافر کن خلاص
اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کا عام کردے

یا رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔
رفیق۔ یعنی گھر والی جس نے حال کیا
قصہ برہمہ۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر
بھی رحم آتا ہے اگرچہ وہ اللہ کی
نعمتوں کے کافر ہیں۔ برسگال۔
لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں
کتوں پر بھی رحم آتا ہے
آں سگے۔ چونکہ کتا کاتا ہے
اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا
کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بدعات
چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا
کر دے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار
نہو۔
س زال۔ انبیاء سب کے لئے
رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی
طرف ان کے فائدہ کے لئے بلائے
ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے
لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

جہد بنماید ازیں سو بہر پند
اس جانب صحت کے لئے کوشش کرتا ہے
رحمتِ جُزوی بُود مَر عام را
عام انسانوں میں جزوی رحمت ہوتی ہے
رحمتِ جُزوی قرینِ گشتہ بگل
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہو گئی ہے
رحمتِ جُزوی بگل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑ جا
تا کہ جُزوست ۱ اوند اند راہ بحر
جب تک جزوی رحمت ہے سند کا ستون نہیں جاتی ہے
چوں نداند راہ یم کے رہ برد
جب وہ سند کا راستہ نہیں جانتا ہے راستہ کیسے طے
متصل گرد دہ بحر انگاہ او
وہ سند سے اس وقت وابستہ ہو گا
دَر گند دعوت بتقلیدے بُود
اگر وہ دعویٰ کرے تو محض تقلید ہو گا
گفت پس چوں رحم داری برحمہ
اس نے کہا جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے
چو نداری نوحہ برفرزند خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟
چوں گواہ ۳ رحم لشک دیدہ ہاست
جبکہ رحم کے گواہ آنکھوں کے آئینہ ہیں
شیخ دانا زیں عتابش گرم شد
عقلمند شیخ اس کے اس غصہ سے گرما گئے
رُو بزن کرد و بگفتش اے عجز
بڑھیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بڑھی

چوں نشد گوید خدا یا در مہند ۱
جب مفید نہیں ہوتی تو کہتا ہے خداوند خداوند نہ کر
رحمتِ کلّی بُود ہتمام را
عمومہ میں کلی رحمت ہوتی ہے
رحمتِ دریا ست ہائی سُبُل
دیا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنے والی ہے
رحمتِ گل را تو ہادی بین و رو
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ اور چل پڑ
ہر غدیرے را گند اشباہ بحر
ہر تالاب کو سمند کے مشابہ بتلاوتی ہے
سوی دیا خلق را چوں آورد
دیا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟
رہ برد تاجر ہچوں سیل و جو
جبکہ بہادر نہر کی طرح سمند تک راستہ طے کرے
نر عیاں و وحی و تائیدی بُود
مشاہدہ اور وحی اور تائیدِ خداوندی سے نہ ہو گا
ہچو چو پانی بگرد اس رزمہ
تم اس ریڑ کے چاروں طرف گزریہ کی طرح ہو
چونکہ فسادِ اجل شالِ زوبہ نیش
جبکہ موت کے فساد نے ان کے نثر ملا ہے
دیدہ تو بے غم و گر یہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں
در سخن یک بارہ بے آرم شد
بات کرنے میں یکبارگی بے قابو ہو گئے
خود نباشد فصل دے ہچوں تموز
موسم نہیں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

۱۔ مہمند۔ یعنی اے خدا تو قوتیں کا
معاذ بند نہ کر رحمتِ جُزوی۔ ہر
انسان کے دل میں جزوی رحمت
ضرور ہوتی ہے۔ ہتمام۔ مکرر
شیخ جو است کا مہمند ہوتا ہے اس
میں کلی رحمت ہوتی ہے قرین گشتہ۔
رحمت کی اصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن
شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکل اللہ
تعالیٰ سے وابستہ کر دیا ہے لہذا اس کی
رحمت بھی رحمتِ علی ہے بگل پیوستہ
شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو
وابستہ کر لے۔

۲۔ تاکہ جُزوست۔ جب انسان
میں جزوی رحمت ہے وہ رحمت کی کو
نہیں پہچانتا ہر کس کو اس رحمت کی
سمجھ بیٹھتا ہے۔ غدر۔ تالاب۔
سوئے دیا۔ یعنی رحمت کی۔ گند۔
اگر تاجر شیخ کچھ کہے گا بھی تو وہ محض
تقلید ہوگی اس کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ وحی۔
مولانا وحی بلکہ الہام مہر لیتے ہیں۔
گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا فساد۔
رگ کوئلے والا۔ اجل۔ موت۔ نیش۔

نشر۔
۳۔ گواہ۔ رحم۔ آنکھ کے آنسوؤں
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔
عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔
بے آرم۔ بے گل۔ خود نباشد یعنی
سبب نہان یکساں نہیں ہیں۔

غلب و پنہاں زہشتم دل کے اند
دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں
از چہ زو زو را کنم ہچوں تو ریش
تو کس جہ سے تیری طرح چہے کوئی کہوں؟
باہن اندو گرد من بازی گناں
وہ کھینچے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف میں
با عزیز اہم وصال سنت و عناق
میرا تو عزیزوں سے وصال اور معاف ہے
من بہ بیداری ہمی بنیم عیاں
میں ان کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں
برگ حسن را از درخت افشاں گنم
حاصل کے پھل کو درخت سے چھڑا دیتا ہوں
عقل اسیر روح باشد ہم بدل
سمجھ لے عقل روح کی پابند ہے
کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد
لکھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیا
ہچو خس بگرفتہ روی آب را
نکلوں کی طرح پانی کی طرح کو گھیر لیا ہے
آب سے پیدا می شود پیش خرد
عقل کے سامنے پانی کل جاتا ہے
خس چونیک سورفت پیدا گشت آب
کڑا جب بنا پانی کل گیا
خس فراید از ہوا بر آب ما
ہمارے پانی پر ہوا ہوں کی جہ سے کڑا بڑھ جاتا ہے
آں ہوا خنداں و گریاں عقل تو
وہ ہوا (ہوس) مسکراتی ہے اور تیری عقل روٹی ہے

جملہ اگر مرند ایشان ورے اند
وہ سب اولاد خواہ مردہ ہوں یا زندہ
من چونیم شال معین پیش خویش
میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں
گرچہ بیروں انداز دور زمان
اگرچہ دور زمانے کے پکرے باہر نکل گئے ہیں
گرہ از ہجراں بود یا از فراق
دعا تو چھوٹ جانے اور جدائی کی جہ سے ہوتا ہے
خلق اند خواب می بیند شال
لوگ ان کو خواب میں دیکھتے ہیں
زں جہاں خود را دے پنہاں کنم
میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں
حسن اسیر عقل باشد اے فلاں
اے فلاں! حواس عقل کے پابند ہیں
دست بستہ عقل را جان باز کرد
روح نے بکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا
جسہا و اندیشہ بر آب صفا
حواس اور افکار نے صاف پانی پر
دست عقل آں خس بیک سوی برو
عقل کا چھوٹا ہونے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے
خس بس لبہ بود بر جوچوں خواب
نہر پر بلبلوں کی طرح کڑا بہت سا تھا
چونکہ دست عقل نکشاید خدا
جب تک اللہ تعالیٰ عقل کے چاھ نہ کھولے
آب را ہر دم گند پوشیدہ او
وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

ایضاً۔ دل کی آنکھیں مردوں اور
زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چونیم
میں مردوں کو بھی مجسم اپنی نگاہوں
سے دیکھتا ہوں تو پھر فوج کیے کہوں۔
گرہ ہونے کی جہ ہجرت و فراق ہے
جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کر
رہی ہے تو پھر ہونے کی کیا جہ ہے
خلق عام لوگوں کو مردے
خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری
میں بھی نظر آتے ہیں۔ زیر جہاں۔
نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار
ہو جاتے ہیں تو مردے نظر آنے لگتے
ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری
حواس کو معطل کر دیتا ہوں تو وہ نظر
آ جاتے ہیں۔ حسن حواس عقل کے
پابند ہیں اور عقل روح کے تابع ہے۔
عقل عقیدہ ہوتی ہے جب روح اس
کے سوال زائل کر دیتی ہے تو پھر اس
میں جلا پینا ہو جاتی ہے اور پھر جب
تک دنیاوی خیالات کا غلبہ رہتا ہے وہ
ادراکات سے محروم رہتی ہے جب
دنوی خیالات کے خس و خاشاک
سے صاف ہو جاتی ہے تو اس کو باطنی
ادراکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔
آب۔ یعنی روحانی ادراکات۔
خواب۔ بلبل۔ چونکہ اگر خداوندی
توفیق شامل حال نہ ہو تو نفسانی
خواہشات ادراکات سے مانع رہتی
ہیں۔ آں ہوا۔ انسان تیار ہوتا ہے
خواہشات مسکراتی ہیں اور عقل روٹی ہے

جہ

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا

جب بیدار ہوئے ہوں کہیں ہاتھ بندھے

پس! حواسِ چیرہ محکوم تو شد

غالب حواسِ تیرے محکوم بن جاتے ہیں

حسنِ را بے خواب خواب اندر گند

وہ عقلِ حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابا

وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہرغ دو دست عقل را

اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھل دیتا ہے

چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

جب عقل تیری سرور اور مخدوم بن جاتی ہے

تا کہ غیبیہا زجاں سر برزند

یہاں تک کل دکھی باتیں مدح میں سے سر اُٹھتی ہیں

ہم ز گردوں بر کشاید بابہا

آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

۱۔ پس۔ جب انسان عقل کے تابع رہتا ہے تو حواسِ ظاہری اس کے محکوم بن جاتے ہیں۔ جس انسان کو نیند کی حالت میں خواب ہی لئے نظر آتے ہیں کہ حواسِ ظاہری معطل ہو جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی حواسِ معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں اس کو بیداری میں نظر آئے لگتی ہیں جو کہ خواب میں دیکھ لیتا تھا۔

۲۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حواسِ ظاہری کے ہوتے ہوئے بھی حواسِ ظاہری کے مددکات حاصل ہو جاتے ہیں۔ صبر۔ تابنا۔ تہمت۔ گری کا مہینہ ہے مصحف۔ قرآن پاک۔ راست حج، بالکل یہ تابنا کی تائید ہے۔

۳۔ اندیشہ۔ یعنی یہ خیال کہ تابنا کے گھر میں قرآن کیوں ہے آئینہ۔ یعنی میں اس قدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ اپنے عکس کی شکل سے سوال کر سکوں۔ حرج۔ عکسِ نازک کشادگی۔

قصہ ۲ خواندنِ شیخ ضریرِ قرآن را از رہی مصحف و در
ایک تابنا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور
وقتِ خواندنِ قرآن مینا شدن باذن اللہ تعالیٰ
قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پڑھتا ہو جاتا

مصحف در خانہ پیرِ ضریر

ایک تابنا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

ہر دو زاہد جمع باہم چند روز

دووں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

چونکہ تابنا راست اس درویشِ راست

کیونکہ یہ درویش تو بالکل تابنا ہے

کہ جو او را نیست اینجا باش بود

کہ اس جگہ تو اور کسی کا رہن سہن ہے

من نیم گستاخ یا آ میختہ

میں شونخ یا گھلا ملا نہیں ہوں

تا بصبرے بر مرا دے برز نم

تا کہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں

کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

معاہدہ کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

دید در بغداد یک شیخ فقیر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں

گشت ضیفش در تموزِ پُر سوز

جھلتی گرمی کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا

گفت اینجا ہے عجب مصحفِ چراست

اس نے دل میں کہا تعجب ہے یہاں قرآن کیوں ہے

اندین اندیشہ تشویشِ فزود

اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی

اوست تنہا مصحفِ آ میختہ

وہ تنہا ہے قرآن آویزاں ہے

تا پھر سم نے خمش صبرے کنم

کہ مہانت کروں یا خاموش رہ کر صبر کروں

صبر کرو بود چندے در خرج

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

صبر گنج ست اے برادر صبر گن ناشفا یابی تو زیں رنج کہن
اے بھائی! صبر خزانہ ہے، صبر کر تاکہ تو اس ہلنے غم سے شفا حاصل کر لے
صبر تلخ ست و بر او شکر ست صبر سونے کشف ہر ترس و ہمت
صبر کڑوا ہے اس کا پھل شکر ہے صبر ہر مذ کے کھلے کا ماہر ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از
لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے
آہن راست میکرد از سول یابن نیت کہ صبر از سول موجب فرج و راحت ست
حلقے بنا رہے ہیں اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

رفت لقمان سوی داؤد نبی حلقہ می کرد او ز پولاد ابلی ۲
حضرت لقمان داؤد نبی کے یہاں گئے وہ تخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے
جملہ را با یک دگر در می گنبد ز آہن و پولاد آل شاہ بلبلد
سب حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے لوہے اور فولاد سے وہ شاہ عالی
صنعت زرا و او کم دیدہ بود در تحیر ماند و سواش فرود
ان لقمان نے زہ بنے والے کی کارگیری نہ دیکھی تھی وہ حیران رہ گئے اور دوسے بڑھ گئے
کایں چه شاید بود واپرسم ازو کہ جی می سازد حلقہ تو بتو
کہ یہ کیا بنے گا، ان سے پوچھوں کہ وہ مثل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟
باز با خود گفت صبر اولی تر ست صبر با مقصود زو تر رہبر ست
پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے صبر مقصد کا تیز راہنما ہے
چوں نہ پرسی زود تر کشف شود مرغ صبر از جملہ پرآں تر رود
اگر تو پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائے گا صبر کا پرند تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے
در سہ پرسی دیر تر حاصل شود سہل از بے صبریت مشکل شود
اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا تیزی بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائے گا
چونکہ لقمان تن بزد ہم در زماں شد تمام از صنعت داؤد آل
چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے وہ کام حضرت داؤد کی کارگیری سے مکمل ہو گیا
پس زہ سا زید و در پوشید او پیش لقمان حکیم صبر خو
تب انہوں نے زہ بٹالی اور اس کو پہنا صبر و دانا لقمان کے سامنے

۱۔ صبر گنج۔ صبر گنج ست لیکن
برائیں والد صبر کردن اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمان نے
صبر کیا تو جہل میں سول پیدا ہوا تھا وہ
خود خود حل ہو گیا۔
۲۔ ابلی انکار کرنے والا یعنی وہ
تخت فولاد تھا۔ می گنبد یعنی
حضرت داؤد ان حلقوں کو ایک
دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زہ بنے
زہ بنانے والا اس چہ یعنی یہ کیا بنایا
جدا ہوا۔ زہ بنے۔
۳۔ صبر پرسی۔ بے صبری سے کام
گزر جاتا ہے۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔
صنعت کارگیری۔

گفت ایں نیکو لباس ست اے فتی
فرمایا اے جوان! یہ اچھا لباس ہے
گفت لقمیاں صبر نیکو ہمدیست
لقمان نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے
صبر را با حق قرین کر دے افلاں
اے فلاں صبر کو حق کا ساتھی بیٹا ہے
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کیمیاؤں پیدا کی ہیں
آخر والعصر! را آگہ بخواں
ہوش سے والعصر کا آخر پڑھ لے
کیمیائے ہچمو صبر آدم ندید
صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصہ نایبنا و مصحف خواندن آں بنظر

نایبنا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

کشف گشتش حال مشکل در زماں
اس پرک مشکل کا حل فورا کھل گیا
بخت از خواب آں عجائب را بدید
یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے
گشت بے صبر و از آں حال بخت
بے صبر ہو گیا اور ان ہے اس حال کی جستجو
چوں ہمی خوئی و می بنی سطور
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطرں دیکھتے ہیں؟
دست را بر حرف آں نہادہ
ہاتھ کو اس کے حرف پر رکھتے ہیں
کہ نظر بر حرف داری مستند
کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں
ایں عجب داری تو از صُحُح خدا
تو اللہ تعالیٰ کی کارگیری پر تعجب کرتا ہے
بر قرأت من حریم صم ہچمو جاں
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برہمعت ہے

مرد مہماں صبر کرد و ناگہاں
مہمان شخص نے صبر کیا اور ناگہانک
نیم شب آواز قرآن را شنید
اڑی رات کو قرآن کی آواز سنی
کہ مصحف کو رمی خواند درست
کہ نایبنا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں
گفت چوں کہی عجب بے چشم و نور
کہا جبکہ آپ نایبنا ہیں بغیر آنکھ اور روشنی کے
انجی می خوئی برآں افتادہ
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں اسی پر ہوتے ہیں
اصبت در سیر پیدا می گند
رفتہ میں آپ کی اٹلی غابر کئی ہیں
گفت اے گشتہ ز جہل تن جدا
انہوں نے کہا کہ جہل کی جو دہائی جہالت سے جدا ہو گیا ہے
من ز حق در خواستم کاے مستعجال
میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے مددگار

۱۔ والعصر! را آگہ بخواں
میر و تو اخص و بلفح و تواتر
بالعصر آجائے ہوں نے نایبنا کی حق
کی وصیت کی کہ صبر کی وصیت کی تھی
اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت
ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی
نگہداشت ضروری ہے کیلئے کیمیا
تاجے کی حقیقت کو بدل دینی ہے اسی
طرح صبر مصائب کو راحتوں میں
تبدیل کر دیتا ہے
۲۔ کہ مصحف وہ نایبنا دیکھ
کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت
پڑھتے تھے اس پر سچ اٹلی رکھتے
ہوئے پڑھتے تھے۔ بخت و میر
ناظرہ خواں نما پڑھنے میں آئیں پر
اٹلی کھٹے چلے جاتے ہیں۔
۳۔ چوں کہی عجب بے چشم و نور
کی جہالتیں تھیں اور ہو چکی ہیں
پھر خدا کی اس قدرت سے عجیب کیا
پریشانی ہے مستعجال وہ جس سے
مدد چاہتی جائے۔

نہیستم حلقہ مرا نورے بدہ
میں حافظ نہیں ہوں مجھے روشنی عطا کر دے

باز وہ دو دیدہ ام را آل زماں
اس وقت میری دلوں آنکھیں مجھے لٹا دے

آمد از حضرت ندا کاے مرد کار
بارگہ خلافتی سے آواز آئی اے باہل

حسن ظن ست و امیدے خوش ترا
یہ تیرا حسن ظن ہے اور اچھی امید

ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت
بس وقت تیرا پڑھنے کا امداد ہو گا

من درال دم واد ہم چشمت ترا
میں اس وقت تیری آنکھیں لٹا دے گا

ہچناں کرد و ہر آنگاہے کہ من
اس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے جبکہ میں

آں خیرے کو نشد غافل زکار
تو وہ خیر جو کام سے غافل نہیں ہے

باز بخشد بینشم آں شاہ فرد
وہ یکساں شاہ میری بیانی وہاں عنایت کر دیتا ہے

زین سبب نبود ولی را اعتراض
اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے

گر بسوزد باغمت انگورے دہد
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے انگور دیدتا ہے

آں شل بے دست را دستے دہد
وہ ہاتھ کئے نئے کو ہاتھ بے دیتا ہے

لَا نُسَلِّمُ سِوَا اعتراف از ما برت
ہمیں ماننے ہیں کہ ہمارا اعتراف ہی ہم سے نصرت ہو گیا ہے

وہ دو دیدہ وقت خواندن بے گرہ
دلوں آنکھیں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت

کہ بگیرم مصحف و خوانم عیال
جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھ کر چلوں

اے بہر رنجے بما اُمید وار
اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے

کہ ترا گوید بہر دم بر تر آ
جو تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں ترقی کر

یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہے گا
یا قراؤں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہے گا

تا فر و خوانی معظم ۲ جو ہر
تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہر

واکشایم مصحف اندر خواندان
پڑھنے میں قرآن کوٹا ہوں

آں گرامی بادشاہ کرد گار
وہ عزیز کنگہ بادشاہ

در زماں ہچوں چراغ شب نور
نور تاریکی کو لپیٹ دینے والے چراغ جیسی

ہر چہ بستاند فرستد احتیاض
کیونکہ جو کچھ وہ لیتا ہے بلکہ بھیج دیتا ہے

در میان ماتے سورے دہد
درمیان کے دھان خوش دے دیتا ہے

کان غمہارا دل مستے دہد
غموں کی کان کو مست دل دیدتا ہے

چوں عوض می آید از مفقود زفت
جبکہ ہم شدہ کا بھاری بدلہ آ جاتا ہے

۱۔ مرکب باہل انسان۔ حسن ظن۔
صدقہ شدیدی ہے قسا عند ظن
غیبی یعنی غیبی میں وہی کرتا ہوں جو
میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا
ہے کہ اللہ کے ساتھ اچھا لگن ہو گا تو
خیر حاصل ہو گی برا لگن ہو گا تو
شر حاصل ہو گا۔

۲۔ معظم جو ہر اس سے بعض
صاحبان نے ان تائید کی ذات مراد
لی ہے بعض نے اس کو خوبی کا مفعول
سمجھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے۔
کرنگہ اللہ تعالیٰ بعض لوگ کہتے
ہیں کہ اس میں کرم یعنی فضل اور کرم
موجب ہے یعنی عیش۔ عوض لینا
اللہ تعالیٰ عوض ضرور عطا فرماتا ہے
اور وہ تمہاری فشا کے مطابق نہ ہو۔
۳۔ بسوزد۔ مولانا نے اس شعر میں
بامری طرف اشارہ کیا ہے کہ اس
دش کا اس کی جنس سے ہونا ضروری
میں جو تم نے لی ہے۔ ہاتھ۔ مجلس
۴۔ سور۔ محفل شادی۔ دل بستے۔
۵۔ سستی میں انسان غم کو محسوس جاتا

۶۔ لانسلم۔ یہ جملہ عوامی مبادی
فریق ثانی کی بات کے انکار کے
نہ بولا جاتا ہے مفقود۔ کم شدہ۔
۷۔ مونا بھاری۔

چونکہ اے آتش مرا گرمی رسد
جب کہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے
چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے
جبکہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے
بے چراغے چوں داہد او روشنی
جبکہ بغیر چراغ کے روش عطا فرما دیتا ہے

صفت بعض اولیاء کہ راضی اند باحکام الہی ولا بہ ٹکند
بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اسرار
بخدائے تعالیٰ کہ خدایا ایں حکم را بگرداں
نہیں کرتے ہیں کہ اسے خدا پر حکم لونا لے

بشنوۂ انکوں قصہ آل ربر وال
اب ان راہنماں کا قصہ سن
زاولیا اہل دُعا خود دیگرند
دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں
قوم دیگر می شناسم زاولیا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں
از رضا کہ ہست رام آل کرام
چونکہ رضا ان جہلوں کا معمول ہے
در قضاۃ ذوقے ہی بنیند خاص
وہ قضا میں خاص مزد محسوس کرتے ہیں
حسن ظننے بر دل ایشان کشود
ان کے دل میں حسن ظن ایسا طاری ہو گیا ہے
ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود
جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے
زہر در حلقوم شان شکر بود
ان کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے

۱ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب
ہے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو چشم
روشنے آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے
جبکہ بغیر آنکھ کے حاصل ہونا آنکھ
نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا
ہے

۲ بشنوۂ ایک یہ سمجھیا تھا کہ
بعض اولیاء دایے ہیں کہ مقصود جب
حاصل ہوتا ہے تو سب کے موجود نہ
ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ
بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ
وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں
کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف
دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ
یہ حالت مغلوب وائل اولیاء کی ہوتی
ہے نہ انبیاء دعا میں نہ کرتے
اصل مکمل یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے
ہوئے دعا کی جائے نام معمول
۳ در قضا مصائب کو مرضی خدا
سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے
ہیں غرض کہ اس سبب نصیب
معتوق کی مدد شش ہے ان کا مقولہ
ہوتا ہے عزرا مکی لباس کالا ہوتا
ہے اب حیواں یعنی ہر تکلیف ان
کے لئے باعث راحت بن جاتی
ہے

کہ ندارند اعتراض در جہاں
جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں
کہ ہی دو زند و گاہے ہی درند
جو کبھی بیٹے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں
کہ وہاں شان بستہ باشد از دُعا
جن کا نہ دعا سے بند رہتا ہے
بجستن دفع قضا شان شد حرام
قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جستجو ان پر حرام ہے
کفر شان آید طلب کردن خلاص
خلاصی چاہتا ان کو کفر محسوس ہوتا ہے
کہ نہ پوشند از عزرا جامہ کبود
کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں
آب حیواں گردد از آتش بود
اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے
سنگ اندر راہ شان گوہر بود
ان کے راستہ کا پتھر جو ہر ہو جاتا ہے

بہم لگی یکساں بود شال نیک اوبد از چہ باشد ایں ز حسن ظنِ خود
ان کے لئے اچھا ہر سب یکساں ہے یہ کھل ہوتا ہے اپنے حسن ظن سے ہوتا ہے
گھر باشد نزد شال کروں دعا کاے الہ از ما بگرداں ایں قضا
دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے کہ لے خلا اس قضا کو ہم سے لٹا دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

حضرت بہلول کا اس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلول آں یکے درویش را چوئی اے درویش واقف گن مرا
حضرت بہلول نے اس درویش سے کہا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
گفت چوں باشد کسیکہ جاوداں بر مُراوِ او رود کارِ جہاں
اس نے کہا وہ شخص کیا ہو گا کہ ہمیشہ بر مُراوِ او رود کارِ جہاں
سیل و جُوبا بر مُراوِ او روند جس طرح وہ چاہے ہو جائیں
سیلاب اور نہریں اس کے املاہ کے مطابق جلدی ہوں
زندگی و مرگ سر ہنگام او جو اس کے املاہ کے مطابق کوچہ روانہ ہوں
زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت ہر کجا خواہد بہ بخشد تہنیت
وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے وہ جہاں چاہے مہربانی بخش دے
ساکنانِ سہ راہ ہم برگام او ماندگاں از راہ ہم در دام او
وہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں ماندگاں از راہ ہم در دام او
بے دندانے نہ خندد در جہاں رہے رضا و ابرِ آں فرماں رواں
دنیا میں کوئی ذات نہ سکے ایں فرماں روا کی رضا اور حکم کے بغیر
بے رضائے او میفتد، پیچ برگ بے قضائے او نیاید پیچ مرگ
اس کی مشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جڑے بے رضائے او نیاید پیچ مرگ
بے مُراوِ او بخنجد ہی رگ در جہاں زاوجِ شریا تا سَمک
اس کے املاہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے در جہاں زاوجِ شریا تا سَمک
گفت اے شہِ راست گفتی چنیں در فرو سیمائے تو پیدا است ایں
حضرت بہلول نے کہا اے شہِ راست نے چ کہا ایسا ہی آپ کے چہرے اور شان سے یہ ظاہر ہے

۱۔ نیک دہدہ دیکھتے ہیں کہ ہر چہ
از دوستی رسید نیکوست دوست کی
جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے
سوال کروں۔ حضرت بہلول نے
ایسے ہی بزرگ کے مزاج کو مجھے ہی
بزرگ کے مزاج کو مجھے جو راضی
بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا
پسند نہ کرتے تھے۔ چوئی۔ آپ کے
کیسے مزاج ہیں۔

۲۔ گفت۔ اس ولی نے حضرت
بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی
مشاء کے مطابق ساری دنیا کا لاوار
چل رہا ہو کوئی تیر اس کی مشاء کے
خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج
صاف کرنے کا کیا مطلب ہے
زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت
(حیات) اس کی مراد کے مطابق ہو۔
تعزیت۔ میت کا راسخہ تہنیت۔
مہربانی۔

۳۔ ساکنان۔ راستہ چلنے والے
سفر اس کے نقش قدم پر چلیں۔
منزل تک نہ پہنچنے والے کسی کے املاہ
سے منزل سے محروم ہوں۔ پیچ ہر شخص
کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے
مراد۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اس
کے املاہ سے ہے۔ گفت۔ حضرت
بہلول نے کہا جو کچھ کہتے ہیں وہ
ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا
تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا
مطلب سمجھ جاؤں۔

این صد چند نی اے صادق ولیک
 اے چاہے آپ یہی اہل سے پیکروں گناہیں لگن
 آسچنان کہ فاضل و مرد فضول
 ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جلیل
 آسچنان شرح گن اندر کلام
 گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے
 ناطق کامل چو خواں باشے بود
 کمال مقرر جب خوان والا ہوتا ہے
 تانماند پیچ مہماں بینوا
 تاکہ کوئی مہمان بے سہلانہ رہے
 بہجو قرآن کو بمعنی ہفت دوست
 جیسا کہ قرآن پاک جو مانی کے اقتدار سے سات چہل ولا ہے
 گفت ایں بارے یقین شد پیش عام
 انہوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے
 پیچ برگے در نیفتد از درخت
 درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا
 از دہاں لقمہ نشد سوائے گلو
 لقمہ منہ سے گلے میں نہیں جاتا
 میل و رغبت کاں زمام آدمی ست
 میلان اور رغبت جو آدمی کب باگ ہے
 در زمینہا و آسمانہا ذرہ
 کوئی ذرہ زمینوں اور آسمانوں میں
 جو بقرمان قدیم نافذش
 بغیر اس کے جاری ہونے والی اڑی غم کے
 کہ اشرد برگ درختاں را تمام
 درختوں کے سب پتوں کو کن گن سکتا ہے

شرح گواں راہیاں گن نیک نیک
 اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے
 از دل و از جاں گند اورا قبول
 اس کو دل و جان سے قبول کر لے
 کہ از اں ہم بہر یابد عقل عام
 کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کر لے
 بر سر خواش زہر آشنے بود
 اس کے خواں پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے
 ہم کسے یا بد غذائے خود جدا
 ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کر لے
 خاص را و عام را مطعم در دست
 اس میں خاص اور عام کی غذا ہے
 کہ جہاں در امر یزدان ست رام
 کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے
 بے قضا و حکم آں سلطان تخت
 بغیر عرش کے اس شانہ کے فیصلہ اور حکم کے
 تا گلوید لقمہ را حق کا ذ خلو
 جب تک اللہ تعالیٰ نے فرما دے داخل ہو جا
 جنبش آں رام امر آں غنی ست
 اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرماں بردار ہے
 پر نجباند گمرد پڑہ
 پر نہیں ملتا کوئی نیک گمشدہ نہیں کرتا
 شرح نتواں کرد و جلدی نیست خوش
 جس کی شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں
 بے نہایت کے شود در نطق رام
 لاجورد گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے

۱۔ مرد فضول۔ ناقابل فہم۔
 ناطق کامل۔ ایسے مقرر کا یہ کمال ہوتا
 ہے کہ اس کی تقریر سے عوام و خواص
 دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ بہجو
 قرآن۔ قرآن کی معانی اور مطالب
 سے ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا
 فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہفت۔ ممکن ہے
 مولانا نے قول اللہ تعالیٰ علیٰ سبعۃ
 انجور کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس
 میں سات سات معنی ہیں۔

۲۔ گفت۔ ان دلی سے حضرت
 بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب سامنے
 ہیں کہ دنیا کے کدو سے زبردست اللہ
 حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و
 سکون اس کے حکم سے ہے تو جب
 بندہ بالکل راضی بقضائے الہی ہو
 جائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فیصلہ اس کی
 مراد میں جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ
 عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس
 بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا
 ہے۔

۳۔ رام۔ فرمانبردار۔ سلطان
 تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔
 انسان کی خواہش اور رغبت انسان
 سے اپنے مطابق کام کرتی ہے
 جلدی۔ بھاری ہمت۔ کہ اشرد۔
 درختوں کے سب سے خوشتر ہیں ان کی
 شانہ یا ممکن ہے تو غیر غرضی کی تفصیل
 کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

ایں قدر بشنو کہ چوں کئی کار

اتاق سن لے کہ جب تمام کام

چوں اقتضائے حق رضائے بندہ شد

جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا

بے تکلف نے بے مزد و ثواب

بغیر کسی تکلف کے نہ کہ بدلہ اور ثواب کے لئے

زندگی خود نخواہد بہر خود

”اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا

ہر کجا اہر قدم را مسلکے ست

جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے

بہر یزداں می زید نے بہر رخ

”وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خوف کے لئے

ہست ایمانش برائے خواہ او

اس کا ایمان اس اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے

ترک کفرش ہم برائے حق بود

اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے

آچہنیں آمد زاصل آں خوبی او

یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے

آگاہاں خندد کہ او بیند رضا

”وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق دیکھتا ہے

بندہ کش خودی و خلقت این بود

”وہ بندہ جس کی عادت اور خلقت یہ ہو

پس چلا بہ کندا ویا دعا

تو وہ کیوں خوشدل اور دعا کرے

مرگ او و مرگ فرزندان او

اس کی موت اور اس کی اولاد کی موت

۱۔ چوں۔ جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اس کا مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اس کی جتنی بات بن گئی ہے اس میں کوئی اجزا و ثواب بھی اس کے مد نظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم ہی ہے۔ ہر کجا۔ یعنی جو بھی خدا کا ارادی حکم ہے وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت۔ ہست ایمانش۔ اس کا ایمان بھی محض مولانا کی رضا مندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی۔ رضا۔ مولانا کی وجہ سے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے۔ چو خلوق اللہ کا ہر حکم اس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہے۔ ۲۔ بندہ کش۔ جب احکام خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً یہ کہا جائے گا کہ دنیا کے سب کام اس بندے کے حکم سے چل رہے ہیں۔

می نگرود جو باہر کردگار

بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے

حکم اُورا بندہ خواہندہ شد

بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا

بلکہ طبع اُوراں شد مستطاب

بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی

بلکہ خواہد از پے حکم احد

بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

زندگی و مرگی پیشش یکے ست

اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہر یزداں می مُردن ز خوف و رنج

”وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے

نے برائے جنت و اشجار و جو

نہ کہ جنت اور جنت کے درختوں اور نیروں کے لئے

نے زیم آنکہ در آتش رَوَد

نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جائے گا

بے ریاضت نے بخت و جوی او

بغیر کسی جہلے کہ نہ کہ اس کی کوشش سے

ہچو حلوا و شکر اُورا قضا

اللہ کا حکم اس کے لئے حلوا ہے اور شکر کی طرح ہے

نے جہاں بر امر و فرمانش رَوَد

کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

کہ بگرداں اے خداوند ایں قضا

کہ اے اللہ اس حکم کو واپس لے لے

بہر حق پیشش چو حلوا در گلو

اللہ کے لئے اس کے نزدیک ایسی ہے جیسا کہ منہ میں حلوا

نزع فرزندان برآں با وفا

اس وفادار کے لئے ولاد کا نزع
پس لے چڑا گوید دعا للاً مگر
تو وہ کیوں دعا کرے ' ہاں اگر
آں شفاعت وال دعا نزع رحم خود
وہ سفارش اور وہ دعا اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں

رحم خود را او ہماں دم سوختست

اپنے رحم کو اس نے اپنی وقت پھونک دیا ہے
دورخ اوصاف او عشق است و او
عشق اس کے اوصاف کی دورخ ہے اور اس نے
ہر طرقتی اس فروقے کے شناخت
ہر سالک اس فرق کو کب سمجھتا ہے

چوں قطائف پیش شیخ بینوا

ایسا ہے جیسے مقلس بڑھے کے پھل
در دعا بیند رضائے دلا گر
وہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکھ لے
می کند آں بندہ صاحب رشید
لتا ہے وہ ہدایت یافتہ بندہ

کہ چراغ عشق حق از فروختست

جبکہ اس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے
سوخت مر اوصاف خود را موبو
اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے
چوں دوقتی گو دریں دولت شناخت
جیسا کہ دوقتی جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصہ دوقتی و کرامات

دوقتی اور ان کی کرامات کا قصہ

عاشق و صاحب کرامت خولجہ

عاشق اور کرامت والے خولجہ تھے
شب رواں را گشتہ زو روشن رواں

تاریکی میں چلنے والوں کی جگہ دوقتی میں چلنے والے ہو گئے
کم دو روز اند دے انداختے

ایک گاؤں میں دو روز سے لم ڈیہ ڈالنے
عشق آں مسکن کند درمن فروز

اس گھر کی محبت مجھ میں رتن ہو جائے گی
انقلبی یا نفس سافر للعنا

اے نفس! اٹھ! ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر
کرے یگون خالصافی الامتحان

تاکہ آزمائش میں خالص بن جائے

آں دوقتی داشت خوش دیبلجہ

دوقتی ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے
برز میں می شد چومہ بر آسمان

زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر
در مقامی مسکنے کم ساخته

وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے
گفت در یک خانہ گر باشم دو روز

انہوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں رہوں گا
عزۃ المسکن احا ذرہا انا

میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں
لا اعود خلق قلبی بالمكان

میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں

۱۔ پس چل جب دنیا کے سب کا
اس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور
خوشامد ہے مگر چیز ہے قطائف
ہونے پھل۔ در دعا یہ شخص دعا
بجی جب ہی کرتا ہے جب اس کو یہ
معلوم ہو کہ مولانا کی مرضی یہی ہے

۲۔ آں شفاعت ایسا انسان کی
دعا بھی اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں
ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل
کرنے کے لئے ہوتی ہے وہ اپنے

رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا
جبکہ اس نے عشق خداوندی کا دم بھرا
تھا۔ دورخ ایسا انسان اپنے تمام

اوصاف اور ذاتی خواہشیں عشق کی
بجلی میں پھونک چلتا ہے ہر
طرقتی اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہو تو

محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کے
لئے ہوا ہی ذاتی غرض کے لئے نہ ہو
ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ دوقتی جیسے

بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ دیبلجہ
چہرہ برز میں۔ جس طرح لوگ چاند
سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے

ہیں اسی طرح دوقتی سے حاصل کرتے
تھے

۳۔ در مقامی مسکن سے کہی کہ مقام اور مسکن سے حکومت
چلانی ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے

غرض کہ مسکن انسان وطن میں عزیز ہوتا
ہے سفر میں بڑبی ہونے کی وجہ سے

مشقتیں برداشت کرتا ہے عطا
مشقت تکلیف فی الامتحان یعنی

آزمائش کے وقت قلب میں صرف
اللہ تعالیٰ کی محبت ثابت ہو۔

اچشم ان کے مد نظر ذات باری
واقعی کی اور وہ باری کی طرح معارف و
امرا الہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع
ہو صرف اللہ کے لئے غلط کو پسند
کرتے تھے۔ منہ نہ بد مزاج تھے نہ
ان میں لوگوں سے منافرت تھی۔
مٹھتے تمام انسانوں سے ان کا محبت
اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مستجاب
قبول شدہ مسٹر ٹھکانا تھے۔
مرفوب۔

۱۔ گفت چنگ و خیر کے پیرو
تھے اور پیغمبر نے امت کو مخاطب کر
کے فرمایا تھا کہ میں تم پر پانی کی طرح
مہربان ہوں۔ جملہ اجزاء چنگ
امت کی حیات اور تمام فی سہارہ
ہوتی ہے۔ جو درجہ ذل سے کم کر
پیکر ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کم
نکر مر رہا ہو جاتا ہے۔ وہ بچہ اگر
نی سے کم کر کچھ آٹھ حیات بھی
اس میں نظر آئیں تو اس کو حیات نہ
سمجھو اس کی وہ حرکات نہ ہوتی ہیں
جانور کا عضو کم کر بھی کچھ دیکھ
نہیں دیتا ہے۔

۲۔ جزو اہل۔ نبی سے جو کچھ
وہ خواہنا نقصان کرے گا نبی میں اس
کے جانا ہونے سے کوئی نقص نہ پیدا
ہوگا قطع و وصل۔ نبی سے جڑنے اور
کٹنے کی یہ ایک باتیں مثال ہم نے
دی ہے۔ ہندس حقیقت کو بیان کرنا
ممكن نہیں ہے۔ مگر حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اللہ کا جانا ہے
یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے
لیکن ان میں اور شیر میں بہت فرق
ہے۔ مثال اور مثل لہ میں بالکیہ
مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح
آغوشہ کے کل اور امتوں کے اجزاء
ہونے کی یہ مثال بھی ملے گی ہے۔

روز اند سیر بد شب در نماز
دن کو سیر میں رات کو نماز میں
مقطع از خلق نے از بد خوئی
خلق سے جدا تھے بد مزاجی کی وجہ سے نہیں
مٹھتے بر خلق و دفع ہچو آب
خلق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رساں تھے
نیک و بد را مہربان و مستقر
بجملہ اور مے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے

گفت پیغمبر شما اے مہربان
پیغمبر نے فرمایا اے سرور
زاں سب کہ جملہ اجزائے مدید
کیونکہ تم سب میرے اجزاء ہو
جو و از کل قطع شد بیکار شد
جو کل سے کٹا تو بیکار ہو گیا
تانه پیوند بہ کل باہر دیگر
جب تک وہ عضو وہاں کل سے نہ جڑے
وہ بچہ نیست آل را خود سند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے
جزو ایں سہ کل گر بزد یکسو رود
اس کل کا جزو اگر کئے ایک طرف چلا جائے
قطع و وصل او نیاید وہ مقال
اس سے جدا ہوتا اور جتا بیان نہیں کیا جاسکتا
مر علی را بہر مثال شیر خواند
حضرت علی کو شیر کی مانند کہا

چشم اند شاہ باز او ہچو باز
آنکہ شاہ کے دید میں کلی ہوئی وہ باری کی طرح تھے
مؤفرد از مردوزن نے از دوئی
مردوزن سے اکیلے تھے منافرت کی وجہ سے نہیں
خود شفیع بد دعائش مستجاب
وہ خود سفارش اور اپنی کی دعا مقبول تھی
بہتر از مادر شبی خراز پدل
ماں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے
چوں پدل ہستم شفیق و مہربان
میں تہلے لئے باپ کی طرح شفقت اور مہربان ہوں
جو و از کل چرا بری کنید
جو کل سے کیوں جدا کرتے ہو
عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا تو مردہ ہو گیا
مردہ باشد نبوش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا
عضو نو بہریدہ ہم جنبش کند
یا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے
ایں نہ آں کل ست گوناقص شود
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے
چیز ناقص گفتمہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک بات کہہ دی گئی ہے
شیر مثل او بنا شد گرچہ راند
شیر ان جیسا نہیں ہوتا اگرچہ یہ مثال جلدی ہو گئی ہے



بازگشتن بقصہ وقوتی علیہ الرحمۃ

وقوتی رحمتہ اللہ کے قصہ کی طرف رجوع

جانب قصہ وقوتی اے جواں
اے جواں! وقوتی کے قصہ کی جانب
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود
تقوے میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے
ہم زوینداری اودیوں رشک خود
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا
طلب خاصان حق بودے مدام
وہ ہمیشہ خاصان خدا کے طالب رہتے تھے

از مثال و مثل و فرقی آں برآں
مثال اور مثل اور اس کے فرق سے آگے بڑھ
آنکہ در فتویٰ امام خلق بود
وہ (فتویٰ) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے
آنکہ اندر سیرمہ رلمات کرد
وہ جنہوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا
باجنیں تقویٰ و او را دو قیام
باوجود ایسے تقوے اور وظائف اور نماز کے

کہ دے بر بندہ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں
گن قرین خلصگانم اے اللہ
اے خدا! مجھے مخصوص بندوں کا ساتھی بنادے
بندہ و بستہ میاں چوں محکم
ان کے لئے میں غلام کر بستہ اور کادہ کی طرح ہوں
برمن محبوب شال گن مہرباں
ان کو مجھ ناطف پر مہربان کر دے

در اسفر معظم مرداش آں بدے
سفر میں ان کی بڑی مراد یہ ہوتی
ایں ہی گفتے چونی رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے
یا رب آتہا را کہ بشنا سدلیم
اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے
وانکہ نشاسم تو اے یزدان جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک

ایں چہ عشق ست وچہ استقا ست ایں
یہ کیا عشق اور کیسی پیاس ہے؟
چوں خدا باست چوں جوئی بشر
جبکہ خدا ہمہ ساتھ ہے انسان کی کیوں کی تلاش کرتے ہو
تو کشودی درلم راہ نیاز
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ مکمل دیا ہے
طمع در آب سبوی ہم بستہ ام
گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ وابستہ کیا ہے

حضرتش گفتے کہ اے صدر مہیں
دہار خدوندی ان سے کہتا اے صدر اعظم!
مہر س من داری چہ می جوئی وگر
نہ میری محبت کہتے تھے اور نہ میری محبت کی تلاش کرتے ہوں
اؤ بگفتے یا رب اے دانائے راز
وہ جواب دیجئے اے خدا! اے راز کو جاننے والا
در میان بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں

۱۔ آنکہ یعنی وہ علوم ظاہری میں
بھی ملاقات تھے اور نیکی میں فرشتوں
سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر یعنی
سیرالی اللہ ہم زوینداری یعنی
انتہائی دیندار تھے اور اللہ یعنی
وظائف قیام یعنی نوافل نماز۔
دام ہمیشہ

۲۔ سفر باوجود تمام بزرگوں کی
چستہ اور ملاقات کے منتہی رہتے
تھے ہی گئے۔ یعنی نہ دعا کرتے
تھے۔ یارب یعنی جن بزرگوں کو میں
جان لوں گا ان کا تو خادم ہوں جو
بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور ان کی
جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے
وقت ان کو بھی مجھ پر مہربان کر دیتا۔
استقا پیاس پانی کی طلب

۳۔ مہر من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے
اور کیا چاہتا ہے کہ تجھے حق کی معیت
میرے دوسرے کی معیت کی کیا
ضرورت ہے۔ راہ نیاز۔ یعنی جھ
بزرگوں سے ملنے کی مجھے ترنا ہے ان
بزرگوں کے لئے نیاز مندی۔ بحر
یعنی ذات ماری۔ سبوی یعنی وہ بزرگ
جن سے ملنے کی ترنا ہے۔

۱۔ داؤد غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی نوے بیویاں تھیں پھر بھی ان کو سہاٹی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمایا ہے۔ حرص یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے۔ پیشی یعنی جورہ سلوک کے مرد ہیں ان کی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص برے افعال کی طرف ہوتی ہے مردانہ سلوک کے مرد تخت یعنی دنیا دار۔ اختصار رومانی۔

۲۔ آہ حضرت ذوقی "کی دوسرے سلاطین سے ملاقات کی تمنا کی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کے لئے سرگرم بنے۔ مستحق۔ استحقاق کی پہلی کا مرثیہ جس کو پانی سے بھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ بابت۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس میں جو مقام بھی حاصل ہو اس سے اونچے مقام کی طلب جاری رہتی چاہیے۔

۳۔ صد غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صد سمجھ لے تو وہ صد مقام نہیں ہے۔ وہ دوراہ کی ایک مثال ہے۔ کلیم۔ بات کرنے والا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طوطا پر بغیر واسطہ حضرت حق نے گفتگو کی اس لئے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔ موسیٰ حضرت موسیٰ جبکہ حضرت خضر کی تلاش میں ملے تو ان کی قوم نے یہ باتیں ان سے کہیں۔ نیکو ہے یعنی حضرت خضر۔

ہچمو! داؤد نود نچہ مراست

حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نوے بیویاں ہیں

حرص اند عشق تو فخرست و جاہ

تیرے عشق میں لاچار فخر اور مرتبہ ہے

شہوت و حرص نراں پیشی بود

مردوں کی شہوت اور لاچار بڑھا ہوا ہے

حرص مرداں از رہ پیشی بود

مردوں کی حرص آگے کے راستے سے ہوتی ہے

آں یکے حرص از کمال مردی ست

وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے

آہ سترے ہست اینچاس نہاں

آہ یہاں ایک راہ پوشیدہ ہے

ہچمو مستحق کز آبلش سیر نیست

استحقاق کے پہلی طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی

چوں گدشتی زان دگر نوتر رسد

جب تو اس سے آگے بڑھے گا دوسری نئی چیز آئے گی

بے نہایت حضرتست این بارگاہ

یہ بارگاہ لاحدود مدار ہے

طمع در نچہ حریم ہم بجاست

ساتھی کی بھیڑ کا لاچار بھی مناسب ہے

حرص اند غیر تو نناگ و تباہ

تیرے غیر میں لاچار ذلت اور تباہی ہے

وآن چیزاں ننگ و بد کیشی بود

بہجوں کی خواہش ذلت اور بد بختی ہوتی ہے

در تخت حرص سوئے پس رود

بہجوں کی حرص بچھلی جانب ہوتی ہے

وآن دگر حرص اختصار دوسری ست

دوسری حرص رومانی اور سستی سے

کہ سوئے خضرے شود موسیٰ دواں

کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کی طرف نہ ہوتے ہوتے

برہر آنچه یافتی باللہ مالیت

خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ غم

آں یکے بالا تر ازوے در رسد

اس سے اونچی اور چیز ملے گی

صدر ۳ را بگذا صد رست راہ

صدر کو چھوڑ تیرا صدر راست ہے

سیر طلب کردن موسیٰ خضر را علیہا سلام با کمال نبوت و قربت

قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضر کو سلام کرنے کا راہ

ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم

آگاہ کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟

طالب خضر ز خود بینی بری

میں خضر کا طالب ہوں خود پسندی سے بری ہوں

د پے نیکو پے سر گشتہ

ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو

از کلیم حق بیا موز اے کریم

اے بھلا کلیم اللہ سے یکہ لے

باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری

ایسے رہے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے

موسیا تو قوم خود راہتہ

اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے

کیقبادی رستہ از خوف اور رجا
تم شاہ ہو، امید ہم سے آزاد ہو
آن تو بائست و تو واقف بریں
تہما را مطلوب تہما رہے پاس ہے تم اس سے واقف ہو
گفت مویٰ اس ملامت کم کنید
حضرت مویٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو
میر دم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا
اجعل الخضر لا مری سببا
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا
ساہبا پر دم بہ پرو بالہا
میں پروبال کے ساتھ ساہلو اڑتا رہوں گا
میر دم یعنی نمی آر زد بدال
میں چل رہوں گا یعنی یہ چلتا اس محبوب کی بلکہ نہیں
اس سخن پیاں ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

چند گردی چند بوی تاکجا
کب تک گھومو گے کب تک جستجو کو گے کہاں تک
آسمنا چند پیاں زمیں
اے آسمان! کب تک زمین کی پیاں کو گے
آفتاب و ماہ رہ کم زنید
سورج اور چاند کا راستہ نہ روکو
تا شوم مصحوب سلطان زمن
تاکہ شاہ زمانہ کا ساگی بنوں
ذالک او المصی و المری حقا
یہ ہوا ایک عرصہ ہاں تک چلا اور پھر تاروں کا
ساہبا چہ بود ہزاراں ساہبا
چند سال کیا ہوتے ہیں ہزاروں سال
عشق جاناں کم دماں از عشق ناں
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھو
داستان آں قوتی باز گو
ان قوتی کی بات بجز بتا

باز گشتن بقصہ قوتی علیہ الرحمۃ

قوتی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں قوتی رحمۃ اللہ علیہ
قوتی رحمۃ اللہ علیہ نے
سال و مہ رستم سفر از عشق ماہ
چاند کے عشق میں ساہلو اور میمنوں میں نے سفر کیا
پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
مٹی اور پتھروں میں ننگے پاؤں چلا ہوں
تو میں سہ ایں پایہا برز میں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھو

گفت سافرت مڈی فی فقیہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا سفر کیا
بیخبر از راہ و حیراں در الہ
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ تعالیٰ میں محو تھا
زانکہ حیرانم و بیخولیش و دنگ
کیونکہ میں محو اور بے خود اور حیران تھا
زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
کیونکہ عاشق واقعہ دل کے بل پر چلا ہے

۱۔ خوف ورجہ حضرت مویٰ کو
قرب الہی کا وہ رجہ حاصل تھا جس
میں امید و تمنا کا وہ قسم ہو جاتا ہے
آن تو یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب
حاصل ہے آسمان یعنی اے مویٰ تم
مرتبہ کے اعتبار سے آسمان ہو زمین
پہیون۔ پریشان ہونا آفتاب و ماہ
یعنی میری اور خضر کی ملاقات قرآن
المعدن ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن
کریم میں ہے واذ قال مؤمنسی
لنقاء لا یخرج حتی یتلف متجمع
البحرین اذ لمضی حقا۔ جب
کہا مویٰ نے اپنے اپنے جہان کو میں
نہ بیوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں
جہاں ملتے ہیں وہ دیا یا چلا
جاؤں قرآن۔ بھانڈا مانتھارا۔
۲۔ ی روم۔ یعنی جستجو کی یہ
مشقت اس مطلق کے بالقابل پہنچ
ہے عشق ناں۔ روٹی کمانے کے
لئے آدمی لالہ لالہ پھرتا ہے خائفین۔
مغرب و مشرق۔ ماہ۔ یعنی ذات
خداوندی۔ حیراں یعنی مقام حیرت۔
۳۔ تو نہیں۔ عاشق کی ہر ایک
حیرت میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ
روحانی ہوتی ہے۔

دل لہچہ داند گوشت مست لخواز
دل کیا جانے کیکہ وہ لخواز کاست ہے
رفتن ارواح دیگر رفتن ست
روح کا چلنا دھرا چلنا ہے
نے بگامے بود منزل نے بقل
یہ منزل نہ قدم سے لے ہوئی نہ نخل ہونے سے
جسم ۲ ما از جاں بیا موزید سیر
ہمارے جسم نے روح سے سیر بھی ہے
لیک سیر جسم باشد بر علن
ہاں جسم کی سیر علی الاعلان ہوتی ہے
میرود بیچوں نہاں در شکل چوں
پشیدہ طور غیب کی شکل میں بے کیف چلتا ہے
تابہ بینم در بشر انوار یار
تاکہ کسی انسان میں یار کے انوار دیکھوں
آفتابے درج اندر ذرہ
سورج کو ذرے میں داخل دیکھوں

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

بود بے گہ گشتہ روز وقت شام
دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا
تبادلانی سیر آں
تاکہ تو اس کارلہ جان لے میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں
اندراں ساحل شتا بدیم بدلاں
ان کی جہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا
بر شدہ خوش تا عنان آسمان
آسمان کی فضا تک بہت اونچا تھا

از رہ و منزل زکاتہ و دراز
راستہ اور منزل اور نزدیک اور دور کو
ایں دراز و کوتہ اوصاف تن ست
لبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں
تو سفر کر دی زلفہ تہ عقل
تو نے ظہ سے عقل تک سفر کیا
سیر جاں بیچوں بود در دور و دیر
روح کی سیر صاف اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے
سیر جاں ہر کس نہ بیند جان من
اے جان من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے
سیر ۳ جسمانہ رہا کرد اوکوں
جسم نے جسمانی سیر چھوڑ دی وہ اب
گفت روزے کی شہد مشاق وار
وقت نے فرمایا ایک روز میں مشاقانہ روانہ ہوا
تابہ بینم فلرزے در قطرہ
تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

لال چاند لال کی سیر میں قریب
و بید کنی چیز نہیں ہوتی ہے تو سفر
جس طرح انسان کی سیر زلفہ سے
لے کر عقل آنے کے زمانہ تک کی
ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ
اس میں ممکن ہوتی ہے نہ وہی منزل
کا تصور آتا ہے

۲ جسمانہ عاشقوں کی سیر واصل
روحانی ہے جسمانی سیر محض اس کے
تابع ہے لہذا جسمانی سیر کے عکاش
الہ پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیر
جاں روحانی پر کو ہر شخص محسوس نہیں
کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب
دیکھ لیتے ہیں۔

۳ سیر جسمانہ عاشق کی سیر
اگرچہ شکل جسمانی ہوتی ہے لیکن
در حقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ
بے کیف ہوتی ہے تا بہ بینم۔ تاکہ
دیائے وحدت کو جسم انسانی میں
مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرہ میں
دیکھوں گام قدم۔ عنان فضا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل یگام
جب میں پھیل ایک ساحل کی جانب پہنچا
بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گویمت
اس کے بعد اچانک میں نے دیکھ لیا میں تجھے بتاتا ہوں
ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں
میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں
نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
موج حیرت عقل را از سر گذشت
میں حیران وہ کیا حیرانی بھی حیران ہو گئی
حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی
کایں اچلو نہ شمعہا افروخته است
کہ دو دیدہ خلق زہنہا دوخته است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟
کہ دو دیدہ خلق زہنہا دوخته است
خلق جو یان چرائے گشتہ بود
عقل چرائے کی جستجو میں تھی
چشم بندی بد عجب بر دیدہا
چشم بندی پر عجب چشم بندی تھی
ان کی بندش دکھ رہا تھا جو کچھ ہدایت دے

شدن آں ہفت شمع بر مثال یک شمع

ان سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک
بہر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہو گئیں
باز آں یک بار دیگر ہفت شد
بہر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی
اتصالاتے میان شمعہا
شمعوں کیں وہ جوڑ تھا
آنکہ یک دیدن کند ادراک آں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے
آنکہ یکدم پیدائش ادراک و ہوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے
چونکہ پیا نے ندارد رو الیک
چونکہ یہ بات لاحد ہے جا ہے ہٹ
پیشتر رقم دواں کاں شمعہا
پیشتر رقم دواں کاں شمعہا
میں ہوتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں
میں ہوش و بیداری و خراب
میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہو گیا

۱۔ کایں چو نہ مائل وہ سات
شمعیں ان سات اولیا کا نور تھا جس کو
صاحب باطن ہی دیکھ سکتا تھا عام کو وہ
نظر نہ آتا تھا۔ پھلے من یشلہ۔ یعنی
ذات خداوندی۔

۲۔ جب کہ یہاں اتصالاتے
ان شمعوں کے باہمی اتصال کی
کیفیت ناقابل بیان ہے۔ انکس یہ
ان کا باہمی اتصال محسوس دیدنی ہے
بیان نہیں کیا جاسکتا۔
۳۔ یکدم۔ علم و ہوش میں جڑ کو
تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اس کو
سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔
۴۔ انحصاری۔ ان بزرگوں کا نور تجلیات
رب نہیں ان کی تعریف ممکن نہیں
ہے۔ پچیل۔ غلت۔

می شگافد نور او جیب ۲ فلک
اس کا نور آسمان کا گریبان چاڑھ رہا تھا
مستی و حیرنی من زفت شد
میری مستی اور حیرانی خست ہو گئی
کہ نیاید بر زبان و گفت ما
جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آ سکتا
سالہا نتواں نمودن از زبان
زبان سے اس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا
سالہا نتواں شنیدن آں بگوش
اس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاسکتا
زانکہ لا انحصاری شاء ما علیک
اس لئے کہ میں تھوڑی ہی تعریف کا بھی تیرے لئے عاجز رہتا رہتا
تاچہ چیزست از نشان کبریا
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کیا چیز ہیں؟
تا بیغام ز تجلیل و شتاب
یہاں تک کہ میں غلت اور جلدی میں گر پڑا

سماعتے بہوش و بے عقل اندر میں
تھوڑی دیر بہوش اور بے عقل اس حالت میں
اوقاتم بر سر خاک زمیں
میں زمین کی خاک پر پڑا رہا
باز لے باہوش آدم بر خاتم
در روش گوئی نہ سرنے پاتم
پھر میں ہوش میں آیا اٹھا
رفتہ میں گیا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودن آں شمعہا در نظر آں شخفتہ مرد

ان شخ کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہوتا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے
نورِ شاں می شد بسقفِ لا جورد
ان کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آں آنوار نورِ روزِ دُرد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا
باز لے حیراں گشتم اندر صُنعِ رُب
میں پھر خدا کی کلامی میں حیران ہو گیا
پیشتر رستم کہ نیکو بنگرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں
نورِ شاں می شد بسقفِ لا جورد
ان کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آں آنوار نورِ روزِ دُرد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا
باز لے حیراں گشتم اندر صُنعِ رُب
میں پھر خدا کی کلامی میں حیران ہو گیا
پیشتر رستم کہ نیکو بنگرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں

باز شدن آں شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جاتا

باز ہر یک مرد شد شکلِ درخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا
چشم از سبزی ایشاں نیکیخت
ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
میسے کی کثرت سے پتے بھی گم ہو گئے تھے
سدہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ
سدہ کیا ہوا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
زیر تر از گاو و ما ہی بد یقیں
جو یقیناً چھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
عقل از اں اشکالِ شاں زیرو زبر
ان کی شکلوں سے عقل مہم برہم تھی
باز ہر یک مرد شد شکلِ درخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا
چشم از سبزی ایشاں نیکیخت
ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
میسے کی کثرت سے پتے بھی گم ہو گئے تھے
سدہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ
سدہ کیا ہوا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
زیر تر از گاو و ما ہی بد یقیں
جو یقیناً چھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
عقل از اں اشکالِ شاں زیرو زبر
ان کی شکلوں سے عقل مہم برہم تھی

۱۔ باز یعنی ہوش میں آکر میں ان
شمعوں کی طرف بے تماشا بھاگا۔
لا جورد۔ نیلا یعنی آسمان۔ سد۔ گدلا۔
از صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ
دوسرے نور اس کے بالمقابل چمچ
تھے۔

۲۔ باز حیراں میں حیران تھا کہ یہ
اللہ تعالیٰ کی کیا کلامی ہے کہ وہ
شمعیں انسانی سماعت اختیار کر رہی
ہیں۔ چشم۔ یعنی ان درختوں کی سبزی
اس قدر دیدہ زیب تھی جو آنکھوں کے
لئے ایک نعمت تھی نہ تکلیف۔ آں
قدر گئے تھے کہ شاخِ نظر نہ آتی تھی
پہل اس قدر زیادہ تھے کہ ان میں
پتے چھپ گئے تھے۔

۳۔ سد۔ سدہ۔ آنتہنی ساتویں
آسمان پر ایک پیری کے درخت جیسا
درخت ہے جو حضرت جبریل کی
روانہ اور خوشی کے علم کی انتہا ہے۔ غلاء
یعنی سدہ۔ آنتہنی سے بالائی حصہ۔
گادو مائی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ
کے مطابق یہ شعر فرمادیا ہے عوام میں
یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ
زمین ایک گائے کے سینگ پر قائم
ہے اور وہ گائے چھلی کی پشت پر کھڑی
ہے۔ تیخ شاں۔ جڑ میں تری و اترگی
نہیں ہوتی لیکن ان درختوں کی جڑ
بھی پر رونق اور تازہ تھی۔

میوہ! کہ برشگا فیدے ز زور ہچو آب از میوہ جستے برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹا تھا پانی کی طرح نور کے کندے پھل سے نچتے تھے

مثنوی بودن آل درختاں از چشم خلق

ان درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

ایں عجب تر کہ برایشان می گذشت
یہ اس سے بھی زیادہ عجب چیز تھا کہ ان پر گزرتے

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند
سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آں را نمی دیدند هیچ
وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم کردہ قبر حق برویدہا
اللہ تعالیٰ کے قبر نے انھیں پر ہمہ لگائی تھی

ذره را بیند و خورشید نے
ذره کو دیکھ لیں اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا
قافلے مفلس اور بے نوا میوہ

سایہ بوسیدہ ہی چیدند خلق
لوگ سڑے ہوئے سایہ چن رہے تھے

گفت سہر برگ و شکوفہ آں غصون
ان شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہ رہی تھی

بانگ می آمدن سوائے ہر درخت
ہر درخت کی جان سے آواز آ رہی تھی

بانگ می آمدن غیرت بر شجر
درخت کو غیرت خداوندی کی جانب سے آواز آئی

گر کسی گفت شاں زیں سوزوید
اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ

صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت
جگہ لہ میدان سے لاکھوں انسان

از کلیے سبباں می ساختند
کسبوں کے سببوں بناتے تھے

صد شفق بر دیدہائے پیچ پیچ
اسی کج آنکھوں پر سواد تھ ہے

کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا
کہ چاند کو نہ دیکھیں سہا کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نومید نے
لیکن لطف اور کرم سے نا امید بھی نہیں

چنتہ می ریز دچہ حسرت اے خدا
کچے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جلا ہے

در ہم افتادہ بہ یغما خشک خلق
لوٹ مد میں پیالے باہم لڑ رہے تھے

وہم ہا لیت قوم می یعلمون
ہر وقت کاش میری قوم جان لیتی

سوائے ما آئید خلق شور بخت
بدبخت لوگو! ہلکی طرف آؤ

چشم شاں بستیم کلا لا وذر
ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

تا ازیں اشجار مستعد شوید
تاکہ تم ان درختوں سے منتفع ہو

۱۔ میوہ پھل خوب پک کر پھٹنے لگا
۲۔ ختم کر دے ان لوگوں کے ان
۳۔ درختوں کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ یہ بھی کہ اللہ
۴۔ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں پر
۵۔ ہمیں لگا دیں تھیں۔ سہا۔ نبات
۶۔ انھیں کالک چھوڑنا سنا تھا۔ یعنی
۷۔ وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس
۸۔ قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے
۹۔ ایک۔ یعنی یہ لوگ عیلام سے ملنے کی
۱۰۔ جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی
۱۱۔ آنکھوں سے ہمیں زائل کرنے کی
۱۲۔ تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خود بخود
۱۳۔ امیدوار بھی ہیں۔ سیب بوسیدہ۔ یعنی
۱۴۔ علوم و امور خداوندی کی طرف توجہ نہیں
۱۵۔ کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول
۱۶۔ میں مست و گریباں ہیں۔

۱۷۔ ۱۔ گفت۔ اس نور کا ہر حصہ اس
۱۸۔ کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم کو چھان
۱۹۔ لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچ
۲۰۔ پڑے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر
۲۱۔ غیرت خداوندی کی طرف سے آواز
۲۲۔ آئی کہ ان کو دعوت نہ دے ان کی
۲۳۔ آنکھوں پر ہمہ لگادی گئی ان کے لئے
۲۴۔ اس کوئی جانے یا نہیں ہے مستعد
۲۵۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

۲۶۔ ۲۔ گفت۔ اس نور کا ہر حصہ اس
۲۷۔ کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم کو چھان
۲۸۔ لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچ
۲۹۔ پڑے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر
۳۰۔ غیرت خداوندی کی طرف سے آواز
۳۱۔ آئی کہ ان کو دعوت نہ دے ان کی
۳۲۔ آنکھوں پر ہمہ لگادی گئی ان کے لئے
۳۳۔ اس کوئی جانے یا نہیں ہے مستعد
۳۴۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

جملہ میگفتند کایں مسکین مست

سب کہتے تھے کہ یہ بچہ مدہوش

مغر ایں مسکین ز سودائے دواز

اس بچے کا دماغ طویل دم سے

او عجیبی مانند یارب حال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا ہے کیا حال ہے؟

خلق گونا گوں باندہ رائے و عقل

عقل قسم کے لوگ پنکڑوں کے عقل کے ہوتے ہوئے

عاقلان و وزیر کاں شاں ز اتفاق

ان میں سے سمجھدار اور ذہین بالاتفاق

یا منم ۲ دیوانہ و حیراں شدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من

میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں

خواب ۳ چہ بود بر درختاں میروم

خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گھم رہا ہوں

باز چوں من بنگرم در منکراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں

باکمال احتیاج و اختصار

پوری احتیاج اور ضرورت کے باوجود

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں

در ہزیمت زیں درخت وزیں شمار

ان درختوں اور پھلوں سے چھپے بیٹے ہوتے

بازی گویم عجب من بیخودم

پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیہوش ہوں

از قضاء اللہ دیوانہ شہد ست

اللہ کے حکم سے دیوانہ ہو گیا ہے

وز ریاضت گشتہ فاسد چون پیاز

اور بچھڑے سے پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے

یک قدم آں سونمی آزد نقل

اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

گشتہ منکر ز آتچنیں باغ و عاق

ایسے باغ کے منکر اور نامرمان بن گئے

دیو چیزے مر مرا بر سر زده

شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

خواب ۴ منم یا خیال اند زمین

دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض ہے

میوہا شاں می خورم چون نگرور

میں ان کے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

کہ ہی گیر ندزیں بستاں کراں

کہ وہ اس باغ سے کنارہ کر رہے ہیں

ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

اور کچھ پھلوں کی آرزو میں جان بچا رہا ہوں

میرزند ایں بے نولیاں آہ سخت

یہ بے سہلاخت آہیں بھر رہے ہیں

ایں خلایق صد ہزار اند ہزار

یہ لوگ کھسو کھسو

دست در شاخ خیالی در زدم

ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں

۱۔ جملہ دعوت الی اللہ کے جواب

میں منکرین کی جانب سے ملایا کو بھی

جواب ملتا ہے ریاضت۔ چونکہ اس

دلی نے مشقتیں برداشت کی ہیں

اور بچھڑے گئے ہیں لہذا دماغ میں

خفگی آگئی ہے اور تعجب دماغ کو تعجب

ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر واضح

علامتوں کے یہ لوگ دعوت کو کیوں

نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقلاً۔

دنیا کے معاملات میں سب سمجھند ہیں

لیکن اس روحانی چمنستان کے بے

عقلی سے منکرین رہے ہیں۔

۲۔ یا منم منکرین کے انکار سے

میں میں خود اپنے بارے میں سو

چاہنے لگتا ہوں۔

۳۔ خواب چہ وہ دماغی پھر چٹا

ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ

اس نفس الامری میں ان چیزوں کو دیکھ رہا

ہوں اور ان سے قطع اندازہ ہو رہا ہوں۔

۴۔ غرضیکہ دماغ کے سامنے ایک

مرف حیثیتیں ہوتی ہیں اور مری

لطف منکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو

ٹھوکر و شبہات پیدا ہونے لگتے

ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ

ان چیزوں کی ان کو طلب و احتیاج نہ

ہو۔

زین! تنازعہا محمد در عجب
انہیں قسم کے اختلافات سے محمد تعجب میں تھے
زین عجب تا آل عجب فرقیست ژرف
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے
اے قوتی تیز تر راں ہیں نموش
اے قوتی تیز چلا خبردا چپ ہو جا
در تعجب نیز ماندہ یو لہب
الہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا
تاچہ خواہد کرد سلطان شگرف
دیکھو! عظیم شہنشاہ کیا کرے گا
چند گوئی چند چوں قحط ست گوش
جبکہ مجھے والے کان کا قحط ہے کتا کے گا

یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظر او

ان کی نگاہ میں ان سات درختوں کا ایک درخت بن جانا

گفت را ندم پیشتر من نیکنجت
(قوتی نے) فرمایا میں سعادت مند آگے بڑھا
ہفت می شد فردی شد ہر دے
وہ کبھی سات ہو جاتے، کبھی ایک
بعد از اں دیدم درختاں در نماز
اس کے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا
یک درخت از پیش ماندہ لام
لام کی طرح ایک درخت آگے
آں قیام و آں رکوع و آں سجود
”قیام“ ”رکوع“ ”سجود“
یاد کردم قول حق را آن زمان
اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا
ایں درختاں را نہ زانو نے میاں
ان درختوں کے نہ زانوں ہے نہ کمر
آیہ الہام خدا کاے با فروز
خدا کا الہام آیا، کہ سے پڑھا
باز شد آں ہفت جملہ یک درخت
پھر وہ سب سات (درخت) ایک ہو گئے
من چساں می گشتم از حیرت ہے
میرا بھی حیرت سے، عجب حال تھا
صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز
صف بٹلے ہوئے جماعت کی طرح ساز ملان کے ہوئے
دیگراں اند پس او در قیام
دوسرے اس کے پیچھے قیام میں
از درختاں بس شگفتم می نمود
درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا
گفت و اللہ جہم و شجود ایس جملان
فرمایا ہے بے نیل اور درخت سجدہ کرتے ہیں
ایں چہ ترتیب نماز ست آنچنان
اس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟
اس عجب داری زکار ما ہنوز
مجھے اب تک ہلکے کام پر تعجب ہے

ہفت مرد شدن آں ہفت درخت

ان سات درختوں کا سات مرد بن جانا

۱۔ زین تنازعہا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضرت کے ساتھ فریض نے کئے اس طرف ان کے انکار پر آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضرت کی دعوت پر الہب کے تعجب ہوتا تھا۔ اس عجب۔ یعنی مادی کا قوم کے انکار پر تعجب اور منکرین کا مادی کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ہفت ان سات درختوں کا بھی ایک بننا کبھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد ازاں اس کیفیت کے بعد ان سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور ان میں سے ایک امام بن گیا۔

۳۔ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی وَالشَّجَرُ يَسْجُدُ لَیْسَ زَمِیْنٌ وَغَیْرُہٗ بِیَسْجُدُ لِلّٰہِ یَلِیْسَ وَلِیُّ یَلِیْسَ اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں کھڑا ہوا جاتا ہے اور اتھکات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے ان درختوں کے نہ کمر ہے نہ کمرے ہو سکیں نہ زانو ہے نہ کمر کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

بعد اذیرے گشتہ آنہا ہفت مرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ دخت سات مرد بن گئے
چشم می مالم کہ آں ہفت ارسال
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)
چول بہ نزدیکی رسیدم من زراہ
جب میں راستہ سے ان کے قریب پہنچا
قوم گفتند جواب آں سلام
قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا
گفتم آخر چول مرا بشناختند
میں نے دل میں کہا کہ مجھے کیسے پہچان گئے؟
از ضمیر من بداستند زود
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے
پانچم دانند کالے جان عزیز
انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسے پیارے
برو لے گورا تحیر با خداست
اس دل پر جس کو خدا کے ساتھ حیر ہے
گفتم ار سوائے حقائق بشکفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم غفلت ہو
ایں سخن چول آمد از من در خطاب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی
گفت اگر اسے شود غیب از ولی
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو
بعد ازاں گفتند مارا آرزو
میں نے کہا انہوں نے کہا ہادی تمنا
گفتم آئے ایک یک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے
تا کیا نندوچہ دارند از جہاں
کون ہیں اور دنیا سے کا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟
کردم ایشان را سلام از بجاہ
ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا
اے ذوقی مفر و تاج کرام
اے ذوقی بزرگوں کے لئے باعث فخر اور تاج
پیش ازیں بر من نظر نیند افتند
اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے
یک دگر را بگرید نداز فرود
بچی نظروں سے ایک نے دھڑے کو دیکھا
چول پوشیدست لہنہا بر تونیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟
کے شود پوشیدہ راز پچ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟
چول ز حرف واسم رمی و اقصید
رمی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟
آں شہاں در حال گفتند جواب
ان شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا
آں ز استغراق داں نز جاہلی
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کہ لعلی سے
ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
حیرت اقتدا کو کرنے کی ہے اے حسین!
مشکلاتے دارم از دور رمن
زمانہ کے انتخاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

۱۔ بعد اذیرے تھوڑی دیر کے بعد
میں نے دیکھا کہ وہ سات دخت
پھر انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں
یعنی احوال پیچہ کر پڑھ رہے ہیں۔
۲۔ ارسال۔ شیر۔ چ۔ دانند یعنی انکا
دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے
۳۔ بشناختند۔ چنک انہوں نے نام
لیا تھا۔ فرد۔ یعنی بچی نگاہوں سے
ایک نے دھڑے کو دیکھا۔ برو لے
جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقام
خیرت کا قریب حاصل ہوتا ہے اس پر
سب خوبیاں عین تکشف ہو جاتی ہیں۔
۴۔ پوشیدست۔ پوشیدہ میں نے ان بزرگوں
سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف
توجہ ہونی ہے اور وہ صرف ان کا اداک
کرتے ہیں رمی نام کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے زبان کو اس اداک ہوتا
ہے تو آپ نے میرا نام ذوقی کیسے
جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی
معرفت حق میں مستغرق رہتا ہے
اس لئے رمی ناموں کا ذہول ہو جاتا
ہے یہ نہیں ہے کہ ان کو باطنی توجہ کے
ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں
ہے۔ اقتدا۔ انداز میں منتدی بننا۔

تا شوقِ آں حل بہ صحبتہائے پاک

تاک پاک صحبتوں سے وہ حل ہو جائیں

دانہ پُر مغز با خاکِ دُرم

پر مغز دانہ نے افسردہ منی کو

خوشستن در خاک گھٹی محو کرد

دانہ نے اپنے آپ کو پالکیہ میں مٹی ملا دیا

از پسِ آں محو فیض او نماند

اس کے بعد اس کا سلسلہ باقی نہ رہا

پیشِ اصلِ خویش چوں بیخویش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بیخود ہو گیا

سرچیں کرند ہیں فرماں تراست

انہوں نے سر اس طرح کیا، ہاں جو تیرا حکم ہو

ساعتِ یا آں گر وہ مچنے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ گدہ کیسا

ہمدلِ ساعتِ زساعتِ دستِ جاں

اسی وقت روحِ زندہ سے آزاد ہو گئی

جملہ معنویہاں ساعتِ خاستست

سارے تغیراتِ زندہ سے پیدا ہوئے ہیں

ساعتِ بیرونِ شواہِ ساعتِ دلا

اے دل تھوڑی دیر کے لئے زندہ سے باہر ہو جا

چوں زساعتِ ساعتِ بیرونِ شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زندہ سے باہر ہو جائے گا

ساعتِ از بے ساعتی آگاہ نیست

زندہ بے زندہ پن سے واقف نہیں ہے

ہر نفسِ راہرِ طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص طویلہ

کہ بہ صحبتِ روید اگورے ز خاک

کیونکہ صحبت سے مٹی سے گھڑ آتا ہے

خلوتی و صحبتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی اور ساتھی بنایا ہے

تا نماندش رنگ و بو و سرخ و زرد

حتیٰ کہ اس کا رنگ بوبہ سرخ و زرد باقی نہ رہا

بر کشاد و بسط شد مرگب براند

کھل گیا اور پھیل گیا، سہلی بڑھا دی

رفت صورتِ جلوہ معشیش شد

صورت ختم ہو گئی اس کے ہاں کا جلوہ مٹا دیا

تفتِ دل از سرچیں کردنِ بخواست

اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

چوں مراقبِ گشتم و از خود جدا

جب میں مراقب اور اپنے سے جدا ہوا

زانکہ ساعتِ پیر گرداند جواں

کیونکہ زندہ جوان کو بڑھا بنا دیتا ہے

رست از تکوین کہ از ساعتِ برست

جس کو زندہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

تاز چونی وار ہی وار چرا

تاکہ تو چن و چرا سے نجات پالے

چوں نماند محرمِ پنبوں شوی

چوں ختم ہو جائے گا تو بے چوں کا خرم ہاں نہ جائے گا

زانکہ آں سو جو تحیرِ راہ نیست

کیونکہ اس جانبِ حیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے

بستہ اند اندہ جہلِ جستجو

تک دھوکا کی دنیا میں باندھ دیا ہے

۱۔ تا شوقِ صحبت میں بڑی تاثیر ہے چنانچہ مٹی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو گھڑ بن کر ابھرتا ہے۔ بہ افسردہ اندیشوں۔ خوشن۔ لہذا پالکیہ میں مٹی مل گیا پانگہ دو سب ختم کر دیا۔ یعنی۔ سناٹا۔ بسط۔ پھیلاؤ۔

۲۔ پیشِ اصل۔ یعنی دانہ نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا تو اس کا ظاہر ختم ہو گیا اور اس کے باطن نے جلوہ گر کر شروع کر دی۔ سرچیں۔ یعنی انہوں نے سر سے لیا اٹھا دیا جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا میں گے۔ یعنی۔ منتخب۔ ہمدل۔ یعنی مراقب کرتے ہی میں اور زندہ سے باہر نکل گیا۔

۳۔ جملہ۔ یعنی عالم کے سارے تغیرات اور زمانہ کی فیر سے ہیں جو فیصلہ اور زمانہ سے بالاتر ہو جائے اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تاز چونی۔ انسان اگر وہ زمانہ سے بالاتر ہو جائے تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے چوں نماند۔ جب انسان چن و چرا سے آزاد ہو جائے تو وہ خدا کے پھول کا ہر راز بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زندہ میں مقید ہیں وہ لازماً زلت پائی کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔ ہر نفسِ طلب و جستجو میں ہر سالک کو غیر سالک کی ایک حد مقرر ہے۔ ممکن غیب مقرر ہے کہ اس کو اسی مقام پر رکھیں۔ طویلہ۔ اسطیل۔ یہاں مقامِ حاکم مراد ہے۔

مُنْتَصِب بر ہر طویلہ رافضی ۱
 ہر امطل پر ایک چابک سدا مقرر ہے
 از ہوس گراز طویلہ بکسلد
 اگر ہوس کی جہ سے امطل سے نکلے
 در زماں آخر چیانِ چُست و خوش
 فوا چست نہ ہوشید سائیں
 حافظاں را گر نہ بنی اے عیار
 اے کھرے اگر تو نگہباں کو نہیں دیکھتا ہے
 اختیارے می گنی و دست و پا
 تو ایک چیز اتید کرتا ہے نہ تیرے ہاتھ پاؤں
 رُوئے در انکارِ حافظِ بَرْدِ
 تو نے علف کے انکار کا رخ کر لیا ہے
 نام تہدیدیات ۲ نقش کردہ
 اس کا نام تو نے نقش کی تہدیت رکھ لیا ہے

پیش رفتن دوقی بامامت آل قوم

دوقی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ایں سخن پلایا نہ دارد تیز دو
 ان باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دو
 اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار
 اے یکا دو رکعتیں ہے ادا کر
 اے ۳ امام چشم روشن در صلوة
 اے نماز میں روشن چشم والے، امام
 در شریعت ہست مگر وہ اے کیا
 اے بزرگ! شریعت میں نہ کر وہ ہے
 گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ
 وہ اندھا اگرچہ حافظ نہ ہوشید نہ فقیہ ہو
 کور را پرہیز نبود از قدر
 اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

۱۔ رافضی گھوڑے کو سدھانے
 والا رافضی۔ باغیان، سرکش۔ آخر
 چیلان آخری گھوڑے کا سائیں۔
 افسار۔ بچاؤ۔ حافظاں۔ اگر
 انسان اپنے اس نگہبان غیبی کو نہیں
 دیکھ سکتا تو اس کے درجہ کو اس سے کچھ
 لے لے کر انسان پر چند کوشش کرتا ہے۔
 ہر طرح سے کوشش کے لئے کوشاں ہو
 ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ کئی نہ کئی غیب
 بندش ہوتی ہے۔

۲۔ امام تہدیت۔ یعنی تم اس
 سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ حائل
 غیبی کی وجہ سے ہے اور یہ کہنے لگتے،
 کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے ارادہ کا
 وجہ سے پیش آ جاتی ہے۔

۳۔ امام۔ یعنی تم اسے امام
 جس کی باطنی چشم علی ہوئی ہے وہ
 امامت کے لئے ایسا ہی مختار
 مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ وہ
 شریعت۔ فقہی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اندھے کو کچھ فائدہ نہ ہے۔ چشم
 روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس
 کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قدر
 نجاست۔

در امامت پیش کردن کور را
 اندھے کو امامت میں آگے بڑھنا
 چشم روشن بہ وگر باشد سفیہ
 روشن چشم والا بہتر ہے خواہ ان پر نہ ہو
 چشم باشد اصل پرہیز و حذر
 بچاؤ نہ پرہیز کی بنیاد آگہ ہوتی ہے

اعجب گزنا چلتا پھرتا ہوی
 باطن آگرا انسان کا اندھا ہے
 مجسم شر ہے کہ ظاہر ظاہری
 اندھے پر ظاہری نجاست ہوتی ہے
 جس کا ازلہ آسان ہے لیکن باطن
 کے اندھے میں باطنی نجاست ہے
 جس کا ازلہ بدو ظاہر ہے

معجز بآ چشم ظاہری نجاست
 پانی سے دھوی جاتی ہے لیکن باطنی
 نجاست صرف آنکھوں سے دھوئی
 ہے کافر۔ خدا نے کافر کو جس باطنی
 نجاست کی جس سے قرار دیا ہے اس
 نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدو
 نمودی دور تک پہنچتی ہے لیکن باطنی
 نجاست کی بدو بہت دور تک پہنچتی
 ہے بلکہ باطنی نجاست کی بصرف
 دنیاوی تک نہیں آسمانوں تک پہنچتی
 ہے دروضوں سے باخبر نہ تھ

سچ اپنی گویم میں نے جو کہتے
 بتائے وہ تیری عقل کی بقدر بتائے
 ہیں کوئی پورا سمجھ لے گا تو تفصیل
 بیان کر دوں گا مجھے اس کی تمنا ہے
 فہم انسان کے بدن اور فہم کی مثال
 گھرے اور اس کے پانی کی مجموعہ
 اس سیو۔ بدن کے ٹھلیا میں حواس
 غمہ بخورہ پانچ حواسوں کے ہیں
 اگر ٹھلیا کے سواں نہ بندے جائیں تو
 ٹھلیا میں نہ برف رہے گا جس سے
 پانی بنتا ہے پانی اس طرح اگر حواس
 غمہ کی حفاظت نہ کی جائے گی تو فہم
 ضائع ہو جائے گی۔ غصہ غصہ
 قرآن پاک میں ہے قُلْ لِلنَّاسِ
 يَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اَسَآءُ اَيُّ
 مَوْنٍ سِے کہ دجے وہ اپنی نگاہ ہیں
 پست دیکھیں۔

او پلیدی را نہ بیند در عبور
 وہ گزرنے میں گندی کو نہیں دیکھ سکتا ہے
 کوہی باطن بُود کان شرور
 باطن کا اندھا پن برائیں کی کان ہے
 کور ظاہر در نجاست ظاہر ست
 ظاہری اندھا، ظاہر نجاست میں ہے
 ایں نجاست ظاہر از آبے رَوَد
 یہ ظاہری نجاست پانی سے رو رہو جاتی ہے
 جُوں بآب چشم نتوں شستن آں
 اس کو آنکھ کے پانی سے سونا نہیں دھو دیا جا سکتا
 چوں جس خواندہ است کافر را خدا
 جبکہ خدا نے کافر کو جس کہا ہے
 ظاہر کا فرملوٹ نیست زیں
 کافر کا ظاہر اس سے لٹٹ نہیں ہے

ایں نجاست بولیش آید پیست گام
 اس نجاست کی بدو میں قدم سے آتی ہے
 بلکہ لولیش آسمانہا بر رَوَد
 بلکہ اس کی بدو آسمان تک جاتی ہے
 آنچہ س میگویم بقدر فہم تست
 میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کے بقدر ہے
 فہم آب ست و وجود تو سیو
 تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیا ہے
 ایں سیور ایش سور اخست ژرف
 اس ٹھلیا میں پانچ گھرے سواں ہیں
 اَر غَضُوْا غَضَةً اَبْصَارُكُمْ
 تو نے اپنی نگاہوں کو پست رکھو کا حکم

پچ مومن رامبادا چشم کور
 خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو
 زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
 کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے
 کور باطن در نجاست بر سر ست
 باطن کا اندھا، باطنی نجاستوں میں ہے
 واں نجاست باطن افزوں می شود
 باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے
 چوں نجاست بواطن شد عیاں
 جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں
 ایں نجاست نیست بر ظاہر دوا
 یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے
 آں نجاست ہست در الخاق و دیں
 وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے
 واں نجاست بولیش از رے تابشام
 اس نجاست کی بدو رے سے شام تک ہے
 بر دماغ خور و رضواں بر شود
 حور اور رضوان کے دماغ پر چھا جاتی ہے
 مردم اندر حسرت فہم درست
 پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا
 چوں سیو بشکست ریزد آب زو
 جب ٹھلیا ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے
 اندرون آب ماند خود نہ برف
 اس میں نہ پانی ٹھہرے، نہ برف
 ہم شنیدی راست نہادی تو قسم
 بھی سنا تو نے صحیح کان نہ ہوا

از دہانت نطق فہمت را برد
پتیرے منہ کی گھٹو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے
چنچنیں سور انہمائے دیگر ت
اسی طرح تیرے دھرمے سدھ
گزر دیا آب را بیروں گنی
اگر تو مہیا سے پانی باہر نکالے
بیگمہ است ار نے بگویم حال را
بے موقع ہے دھن میں تجھے حال بتاتا
کاں ۲ عوضہا واں بد لہا بحر را
وہ عوض اور وہ بدلے مہیا میں
صد ہزاراں جانور زوی خورد
اس میں سے لاکھوں جانور پیچے ہیں
باز دریا آں عوضہا می گشد
بحر مہیا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے
قصہا آغاز کردیم از شتاب
جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے
اے ۳ ضیاء الحق حُسام الدین راو
اے عظیم ضیاء الحق حُسام الدین
تو بتا در آمدی در جان و دل
تم دل و جان میں نندت سے آئے
چند کردم مدح قوم ماضی
میں نے گزشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں
خانہ خود را شناسد خود دعا
خود اپنے مقام کو خود پہچان لیتا ہے
بہر کتمان مدح ازنا محل
تعریف کو تامل سے چھپانے کے لئے

گوش چوں ریگ آب فہمت را خود
کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو ٹپکا جاتا ہے
می کشاند آب فہم مضمرت
تیری چھپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھول دیتے ہیں
بے عوض آں بحر را ہا موں گنی
بغیر بدلے کے اس مہیا کو جھگڑتا ہے
مدخل اعوض را و ابدال را
عوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا
از کجا آید ز بعد خر جہا
خرج کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟
ابرہا ہم از بردوش می نرند
اور بھی پانی اس میں سے باہر لے جاتے ہیں
از کجا دانند اصحاب رکشد
کہاں؟ ہدایت پانے جانتے ہیں
ماند بے مخلص درون ایں کتاب
اس کتاب مثنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
کہ فلک و ارکان چلو شاہے نزاد
کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاہ نہ جانا
اے دل و جان از قدم تو نخل
تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں
قصہ من زانہا تو بودی ز اقتضا
تھکائے طبع سے تم ہی ان سے میرا مقصود تھے
تو بنام ہر کہ خواہی گن ثنا
تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر
حق نہادست ایں حکایات و مثل
اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنادی ہیں

۱۔ از دہانت۔ یعنی یہ ہونہ گفتگو
سے بھی فہم برباد ہوتی ہے گوش
کان سے غلط باتیں سنیں گا تو فہم برباد
ہوگی۔ گزر دیا اولیاء کے واسطے
کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹا ہوتا ہے
لیکن وہ اس کا عوض اور بدل حاصل کر
لیتے ہیں۔ بیگمہ وقت نہیں ہے دھن
میں سمجھتا کہ اولیاء کو یہ عوض اور بدل
کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے
۲۔ کاں عوضہا۔ بڑے مہیاؤں کا
پانی خرچ ہوتا رہتا ہے آب بدل
مہیاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں
سمندر کا پانی بخارات میں تبدیل ہو کر
بنتا ہے فصلا۔ میں نے اس کتاب
میں قصے بیان کرنا شروع کر دیئے
۳۔ اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا
تعلق باہویں شعر کے آخری مصرع
پر نہیں ہے۔ درمیان میں ضیاء
الحق کی تعریف ہے۔ راو۔ عظیم
برگشتہ۔ یعنی ضیاء الحق کی
شخصیت ناہر زمانہ ہے۔ چنگ
میرا دل تیرے شایان شان نہیں ہے
اقتضا۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ
ہی ہے کہ تیرا ذکر و حدیث دیگران
کے سامنے بہر کتمان اصل شخص کو
مثنوی لکھنے کے لئے اس کو کسی مثل
ذریعہ کر کیا جاتا ہے

لیک پذیرد خدا جُہدِ محفل
لیکن اللہ تعالیٰ تبار کی کوشش قبول فرما لیتا ہے
کزدو دیدہ گور دو قطرہ کفاف
دو آدمی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں
کہ ستوم مجمل اس خوش نام را
کہ میں نے مجمل اس پیدے نام کی تعریف کی ہے
تاخیاش را بدنہاں کم گزد
تاکہ ان کے خیال کو ہاتھوں سے نہ کاٹیں
در وثاقِ موشِ طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوتی ہے؟
موئے ابرو سویت آں نے ہلال
وہ اس کی ابرو کا بال ہے نہ کہ چاند
بر نویس اکنوںِ قوتی پیش رفت
اب لکھو کہ قوتی آگے ہو گئے

پیش رفتنِ قوتی با مامت آں قومِ عیبی
اس عیبی قوم کی امامت کے لئے قوتی کا آگے بڑھنا

مدحِ بملہ انبیاء آمد مجبین
سب نبیوں کی تعریف گندی ہوئی ہے
گوزہا در یک لکن در ریختہ
پیالوں کو ایک لٹت میں ڈال دیا
کیشہازین روے جو یک کیش نیست
اس اعتبار سے غلاب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں
بر صور و اشخاصِ عادت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عادی ہوتی ہے

گر چہ آں مدح از تو ہم آمد مجمل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے
حق پذیرد کسرہ دار د معاف
اللہ تعالیٰ کرا قبول کر لیتا ہے زیادہ سے معاف کرتا ہے
مُرخ و ما ہی داندا آں اہام را
اس اہل کو پند ' اہ مجمل سمجھتے ہیں
تاہر و آہِ حسوداں کم و زد
تاکہ حاسدوں کی آہ ان پر نہ نکلے
خود ۲ خیاش را کجا باید خسود
ان کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟
آں خیال او بود از احتیال
وہ اس کا بدلتی خیال ہے
مدح تو گویم بروں از پنج ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کروں گا

۱۔ گرچہ میری تعریفیں تمہارے
مترجم سے کم ہیں۔ کسرہ دہلی کا کلہا
ایک لکڑا سے اللہ تعالیٰ دہلی کا ایک کلہا
بھی قبول فرما لیتا ہے اور زیادہ مقدار
کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا
ہے کزدو دیدہ۔ اللہ کے یہاں
آنکھوں کے دو آنسوؤں کی دو قطرہ ہے
جو بڑے سے بڑے مال کی قدر نہیں
ہے اہام۔ یعنی میں نے جو تعریفیں
کی ہیں ان سے نقص۔ خیاء افش
ہیں۔ تاہر۔ خیاء افش کا نام صریحہ
اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسدوں پر حسد
نکریں۔

۲۔ خود خیاش۔ خیاء افش کا تصور
حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔
ان کے تصور اور حاسدوں کے دماغوں
کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی
ہے احتیال۔ ان حاسدوں کے
ذہن میں۔ خیاء افش کا حقیقی تصور
نہیں ہے بلکہ بدلتی ہے جیسا کہ
بعض حائد کہنے والوں کو اپنی ابرو کا
بال چاند کی صورت میں نظر آ جاتا ہے
پنج۔ یعنی پانچوں خواں ہفت۔ یعنی
ساتوں آسمان۔

در تحیات س و سلام صالحین
الہ تحیات اور نیکیوں پر سلام میں
مدحہا شہد جملگی آمینختہ
سب کی ملی جلی تعریف ہو گئی
زانکہ خود ممد و جو یک بیش نیست
اس لئے کہ خود ممد و ایک کے علاوہ نہیں ہے
وانکہ ہر مدے بنور حق رزد
سمجھئے کہ تعریف اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف جاتی ہے

۳۔ در تحیات۔ التحیات میں جب
کلی السلام علیہا وعلیٰ عباد اللہ
الصالین کہتا ہے اس میں مجمل
سب انبیاء اور یک بندوں پر سلامتی
کی دعا ہو جاتی ہے ممد۔ حقیقی
تعریف صرف خدا کی ہے ممد۔
اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نور حق
سے کسب فیض کر رہی ہیں لہذا وہ
قابلِ مدح ہو جاتی ہیں۔



مَدِّجَا جُوْ مُسْتَحَقِّ رَا كے كُنند
 لوگ مستحق کے علاوہ کسی کی کبر تعریف کرتے ہیں؟
 ہچھو نورِ تافہ برِ حائلے
 جس طرح کہ نورِ دیوار پڑ پڑتا ہے
 لا جرم چوں نورِ سُوئے اصلِ رائد
 لا محالہ جب نورِ اصل کی طرف سٹ جائے
 یاز چاہے عکسِ ماہے و انمود
 یا کسی کنوئیں میں چاند کا عکس نمود ہوا
 در حقیقت مادیجِ ماہست او
 حقیقاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے
 مدیجِ اومہ راست نے آں عکسِ را
 اس کی تعریف چاند کے لئے ہے نہ عکس کے لئے
 گزشتہ گمراہ آں دلیر
 کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے
 زیں بُناں خلقاں پریشاں میثوند
 ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں
 زانکہ شہوتِ باخیالے رائدہ است
 کیونکہ شہوتِ مانی ایک خیال سے کی ہے
 باخیالے سے میل تو چوں پر بود
 خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے
 چوں براندی شہوتِ تہرت بریخت
 جب تو نے شہوتِ مانی کی تو تیرا ہر جہز گیا
 پر نگہدار و چنیں شہوتِ مراں
 پر کی حفاظت کر اور لہی شہوتِ مانی نہ کر
 خلقِ پندارند عشرت می کنند
 لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عشرت کر رہے ہیں

لیک بریند اشتِ گمراہ می شوند
 لیکن فاسد گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں
 حائلے آں انوارِ را چوں رابطے
 اور دیوارِ ان نوروں کے لئے رابطہ ہے
 ضالِ مہِ گم کروڑِ استاشِ بماند
 گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رک گیا
 سربہ چہ می کروڑاں را می ستود
 کنوئیں میں سر جھکایا اور اس کی تعریف کر رہا ہے
 گرچہ جہلِ او بعکسش کردِ رُو
 اگرچہ اس نے مانی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے
 کفر شد آں چوں غلط شدِ ماجرا
 جب معاملہ غلط ہو گیا کفر ہو گیا
 مہِ بالا بود او پنداشتِ زیر
 مہِ چاندِ او پر تھا وہ نیچے سمجھا
 شہوتے رائدہ پشیمال میثوند
 شہوتِ پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں
 در حقیقت دور تر و ماندہ است
 در حقیقت اصل سے بہت دور جا پڑتے ہیں
 تالبدانِ پر بر حقیقت بر شود
 تاکہ تو اس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے
 لنگِ گشتی واں خیالِ از تو گریخت
 تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیالِ تجھ سے بھاگ گیا
 تلہِ میلِ بزد سُوئے جنال
 سا کہ میلان کا پر تجھے جنوں کی طرف لے جائے
 بر خیالے پر خود برمی کنند
 ایک خیال پر اپنے پر اکٹھا رہے ہیں

۱۔ گمراہ اگر کوئی ان صورتوں اور
 اشخاص کو اسل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے
 ہچھو نورِ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اس
 کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاندنی ہے
 اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے
 سے جان کی تعریف پھوڑ بیٹھے تو اس
 کی گمراہی ہے سناں چاہے پانی میں
 جو عکس ہے اس کی تعریف چاند کی
 تعریف ہے گرچہ اگر کوئی بالکل
 اصل تعریف اس عکس کی کرتے تو اس
 کی گمراہی ہے

۲۔ کز شہوتِ تمام خوہں کا
 منبع تو ذاتِ خداوندی ہے اگر کوئی
 مخلوق کو اسل سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی
 بدبختی ہے زیں بُناں۔ یعنی مجازی
 معنوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت
 پرستی ہے خیالے یعنی عارضی حسن
 دیواری چاندنی جیسا ہے

۳۔ باخیالے خیالی مشوق سے
 اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے
 کے لئے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے
 الْمَحَاظُ قَطْرُ قَلْبِ حَقِيقَةِ عَشْقِ مَجَارِی
 حقیقی عشق کا بل ہے ہر یہ جذبہ
 عشق ایک پر ہے اس کو حقیقت تک
 بردار کا ذریعہ بنانا چاہیے خلقِ لوگ
 عشقِ مجازی میں شہوتِ مانی کر کے
 اپنے اس پر کو جو حقیقت تک بردار کا
 سبب بن سکتا تھا ہر ایک کی ہے۔

وام! دیر شرح ایں نکتہ شدیم
میں اس نکتہ کی تفریح کا فرض رہا ہو گیا ہوں
مہلتم وہ معسر م زان تن زدم
میں مٹل میں مجھے مہلت سے لے میں نہاں ہو گیا ہوں
باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
وقت تنگ و قوم مقوف نماز
میں لوثا ہوں، کیونکہ قصہ دراز ہو گیا
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کر دین آں قوم از پس دوقی

اس قوم کا دوقی کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در شد آں دوقی در نماز
نماز میں دوقی آگے ہو گئے
اقتدا کر دنیاں شاہاں قطار
ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی
چونکہ بابتکیر ہا مقروں شدند
جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے
معنی تکبیر نیست اے ایم
اے امام! تکبیر کے معنی یہ ہیں
وقت ذبح اللہ اکبر مکی
وقت کے ذبح اللہ اکبر مکی ہیں
ذبح کے وقت تو لہ اکبر پڑتا ہے
گوئی اللہ اکبر و آں شوم را
تو اللہ اکبر پڑے، اور اس بدعت کا
تن چوں اسماعیل و حال ہیچوں خلیل
جسم اسماعیل کی طرح اور حال خلیل اللہ کی طرح ہے
گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آرز
جسم شہوتوں اور حرص سے مراد ہو گیا۔

چوں قیامت پیش حق صفہا زده
قیامت کے سن کی طرح صفہا زده کے سامنے پیش ہونے ہیں
ایستادہ پیش یزداں اشک ریز
اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے والے آنسو گرہے ہیں
مہلتم وہ معسر م زان تن زدم
میں مٹل میں مجھے مہلت سے لے میں نہاں ہو گیا ہوں
باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
وقت تنگ و قوم مقوف نماز
میں لوثا ہوں، کیونکہ قصہ دراز ہو گیا
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

۱۔ امام اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی
وقت بتا دی جائے گی۔ معسر م۔ تنگ
دست مقروض کو مہلت دی جاتی
ہے۔ قوم۔ یعنی وہ عجمی قوم بمنزلہ
ریشمیں کپڑے کے کسی اور دوقی اس
کے نقش و نگار کی طرح تھے چونکہ
جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریر
پڑھی دنیا بھر اٹھ اٹھا۔ حال ہو گئے۔
۲۔ پھر قرآن۔ قربانی کے جانور پر
جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی
ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہو جاتا
ہے۔ معنی تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب
بھی یہی ہے کہ نمازی اور بار خداوندی
میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا
ہے۔ گوئی لہذا جب تم تکبیر کہو تو فوراً
نفس لہذا کو ذبح کر ڈالو۔

۳۔ تن چوں اسماعیل۔ تکبیر
تحریر کے وقت روح کو بمنزلہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتا دیا
جسم کو بمنزلہ حضرت اسماعیل ذبح اللہ
کے بتا دیا۔ گشت گشتہ۔ اللہ اکبر کے
ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار
سے مراد ہو جاتا چاہیے۔ جسم اللہ کے
ذریعہ جسم نسل سر پر پڑے ہو جاتا چاہیے
چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور
حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت
میں حضرت حق کے ہمارے میں صفیں
بانٹ دے کر کھڑے ہو گئے اور حسب و
کتاب اور وحال و جواب ہوں گے۔
رتخیر۔ قیامت۔

در حساب و در مناجات آمدہ
حساب اور سؤل و جواب میں لگے ہیں
بر مثال راست خیز رستخیز
قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

حق! ہمیکوید چہ آوردی مرا
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے
 عمر خود را در چہ پایاں بردہ
 اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے
 گوہر دیدہ کجا فرسودہ
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے
 چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش
 آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں
 دست و پا و اومت چوں نیل و کنکد
 ہاتھ پاؤں اور اومت جیسے نیل و کنکد
 چمنیں پیغامہائے در دہیں
 اسی طرح کے مدد ناک پیغام
 در قیام اس گفتہا دار در جوع
 قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں
 ایستادن را نمائندہ قوتے
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی
 قوت استادن از رخت کاند
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی
 باز فرماں سے در رسد بردار سر
 پھر حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آواز رکوع او شرمسار
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے
 باز فرماں آیدش بردار سر
 پھر اس کو حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آرد او دگر رہ شرمسار
 وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے

اندیس مہلت کہ دایم مر ترا
 اس وقت میں جو میں نے تجھے دیا
 قوت و قوت در چہ فانی کردہ
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے
 پنج حس را در کجا پالودہ
 پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے
 خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش
 تو نے ان کو خرچ کیا زمین سے کیا خریدا؟
 من بہ بخشیدم ز خوداں کے شہند
 وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے
 صد ہزاراں آید از حضرت چمنیں
 صدارت سے لاکھوں آتے ہیں
 در خجالت شد دو تا اندر رکوع
 شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے
 در رکوع آمد ز شرم او ساعے
 وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے
 در رکوع از شرم بسیجے بخواند
 شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا
 از رکوع و پلح حق بر شمر
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شمار کر
 باز اندر رو فتدآں خامکار
 پھر وہ ناقص اہل منہ کے بل گر پڑتا ہے
 از سجود و واہ از کردہ خمیر
 سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا
 اندر افتد باز در رو ہچو مار
 پھر سانپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

۱۔ حق ہی گوید۔ اب نماز میں جب تم قیام میں ہو تو کیا اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا کام کیا ہے قوت قوت میں نے تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں صرف ہوئی ہے چشم و گوش و حواس خمد دیئے تھے پاؤں میں نے ہی دیئے ان کو کس کام میں لایا ہے
 ۲۔ در قیام نماز میں قیام کی حالت میں جب یہ سوالات سنا ہے تو رکوع میں جانا گیا شرمندگی سے جھک جاتا ہے ایستادن۔ اب اس میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ کھڑا رہ سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح پڑھنے لگتا ہے
 ۳۔ باز فرماں۔ پھر گویا اس کا خدا کا حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے
 ۴۔ باز فرماں پھر سجدہ کی حالت میں اس کو سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے سر اٹھاتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے

باز گوید سر بر آرو باز گو
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا
قوتِ پا ایستادن نبوٹش
اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے
پس نشیند قعدہ زال بارگراں
اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے
نعمتِ دایم بگو شکر ت چہ بود
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر یہ کیا تھا؟
چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع

بیان اشارتِ سلام سوئے دست راست در قیامت از
اللہ تعالیٰ کے عاصیہ کی میت کی وجہ سے دہی جانب سلام کا اشارہ اور
ہیبتِ محاسبہ حق تعالیٰ واز انبیاء استعانت و شفاعت خواستن
انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رو بدستِ راست آرد در سلام
سلام میں دہی جانب کو رخ کرتا ہے
انبیاء را او سلامی می کند
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے
یعنی ۱۲ اے شہل شفاعت کایں لئیم
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو، کیونکہ یہ کہینہ
انبیاء گویند روز چارہ رفت
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا
مرغ بیوقتی تو اے بدبخت رو
تو مرغ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا
رو بگرداند بسوئے دست چپ
وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے

سوئے جانِ انبیاء وآں کرام
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب
استعانت را طلب کردن مدد
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے
سخت در گل ماندہ اش پائے وگیم
اس کا پاؤں اور کھلی ٹہل میں پھنسی ہے
چارہ آنجا بود و دست افراز زفت
تدبیر اور کافی سلمان دہل میں تھا
ترک ماگو خون ما اندر مشو
ہمیں معاف کر دہری جان کے صہے نہ ہو
در تبار خویش گویندش کہ جب
خاندان اور لہجوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ مگر

۱۔ باز گوید۔ دوسرے جگہ میں پھر
اس کو حکم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب
دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی
کہ وہ کھڑا ہو سکے لہذا قعدہ میں بیٹھ
جاتا ہے۔ نعمت۔ قعدہ کی حالت
میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے
کہ تم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا
اس سرمایہ کا نفع دکھا کہیں ہے چوں
نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس
کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر
سفاٹش کرنے والے کی تلاش شروع
کر دیتا ہے۔

۲۔ بیان۔ یعنی اب وہ دائمی
جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور
کریم کا تئیں سے اپنی سفاٹش کی
استدعا کرتا ہے۔

۳۔ یعنی۔ دائیں جانب سلام
کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے
سفاٹش چاہتا ہے۔ انبیاء انبیاء کو
جواب دینگے وقت گل گیا اب کوئی
تدبیر نہیں ہے اس وقت بے موقع چیخ
اور پکار ہے زور و زائد۔ اب وہ گویا
ماپوں ہو کر جائیں جانب سلام کر کے
اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہل ہوتا
ہے۔

ہیں! جواب خویش گو با کردگار
خبردار اپنا جب اللہ تعالیٰ کو دے
نے ازیں سونے ازل سو چارہ شد
جب نہ اصر سے نہ اصر سے کوئی تدبیر ہوئی
از ہمہ نومید شد مسکین کیا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے یابیں ہو گیا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
کہ اے خدا میں سب سے یابیں ہو گیا ہوں
ہست امید کے عنایت در رسد
اب امید ہے کہ مہربانی ہو جائے
در نماز اس خوش اشارتہا نہیں
نماز میں ان اچھے اشاروں کو سمجھ لے
معنی تسلیم اس اے مقتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں
ہر چہ فرمائی تو مقتادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں
بچہ بیروں آر از بیضہ نماز
نماز کے اظہار سے بچہ باہر نکال

ما کہ ایم اے خولہ دست از ما بدار
ہم کون ہوتے ہیں اے جانب ہمیں معاف کیجئے
جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد
اس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی
پس بر آرد ہر دو دست اندر دعا
تو دعا میں طوں ہاتھ اٹھاتا ہے
اول و آخر توئی و منتہا
اول اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منتہا ہے
گرو او ایمن ز حبل مین مسد
وہ مونجہ معلوم کی ری سے محفوظ ہو جائے
تبدلی کا یں بخوابد شد یقین
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقینہ ہو گا
کہ توئی حق ہادی و ما مہدی
کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا ہم ہدایت حاصل کر لے گا
باقضائے س جرم گو شادیم ما
کہہ دے جرم کی سزا پر ہم ناشی ہیں
سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
بغیر تعظیم اور اب کے مرغ کی طرح شوگیں نہ ملے

شنیدن آں قوتی در نماز آغاجان لعل کشتی را در غرق شدن
نماز کی حالت میں قوتی کا کشتی دالوں کی ڈوبنے میں فریاد سنا

آں قوتی در امامت کرد ساز
قوتی نے امامت شروع کر دی
واں جماعت در پے او در قیام
وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں تھی
ناگہاں چشمش سوئے دریا قفا
اپنا کھانہ ان کی نگاہ مایا کی جانب پڑی

اے ہیں۔ رشتہ دار بھی اس کو یابیں کر
دیتے ہیں نے ازیں سو۔ جب وہ
دلوں جانوں سے یابیں ہو جاتا ہے
تو اب دل شکستہ ہو کر دوبار خداوندی
میں دست دعا ہار کرتا ہے اور عرض
کرتا ہے کہ سب جگہ سے یابیں ہو کر
تیری طرف رجوع کرتا ہے۔
ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا
ہے تو امید دہنی ہے کہ خدا اس پر رحم کرے
دے اور اس کی گنہگارسی ہو جائے۔
یعنی تسلیہ اور پرکاشہ میں
نماز کے جوشمارے ہیں وہ تو ہر نمازی
کے لئے ہیں اب جماعت میں
مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام
کے حرکات اور سکانات پر ہر تسلیم کرنا
ہے اور گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر
عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔
سے باقضائے جرم یہاں تک کہ وہ
اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہار رضا کرتا
ہے بچہ ہم نے نماز کے ارکان کے
جوشمارے سمجھائے ان سے بیخوف
اور نماز میں محض شوئے نہ ملے۔
ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ امنت۔
زینہ یعنی مقتدی بھی بہترین تھے اور
امام بھی۔ داد۔ دلوں۔ یعنی ششی دالوں کی
فریاد۔

در میان موج دید او کشتی
انہوں نے موجوں میں کشتی دکھی
ہم شب و ہم آبرو ہم موج عظیم
رات بھی اور اور بھی اور بڑی موج بھی
شند بادے ہچو عزرائیل خاست
ملک الموت کی طرح تیز ہو اشی
اہل کشتی از مہابت کاسترا
کشتی والے خوف سے سڑے ہوئے
دستہا در نوحہ بر سر میزدند
لڑنے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے
با خدا با صد تضرع آل زماں
اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے
سر برہنہ در سجود آتہا کہ چچ
نگے سر، سجدہ میں وہ لوگ بھی اگر کچھ بھی
گفتہ کہ بیفا عدست اس بندگی
پہلے وہ کہتے تھے یہ عبادت بیکار ہے
از ہمہ امید بہریدہ تمام
سب سب سے امید منقطع کر چکے تھے
زادہ ۳ و فدیق خدا آں دم متقی
زادہ اور بیکار نہ اس وقت متقی ہو گئے تھے
نے زچپ شل جاہہ ہونے زراست
ان کے لئے نہادیں سے کوئی تدبیر تھی نہائیں سے
در دُعا ایشان و در زاری و آہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے
دیو آں دم از عدوت بین بین
شیطان اس وقت عدوت کی وجہ سے پریشان تھا

در قضا و در بلا و ز شیتے
قضا میں اور بلا میں، اور تہہ میں
آن سہ تاریکی واز غرقاب بیم
تین اندھیراں اور ڈوبنے کا ڈر
موجہا آشوفت اندر چپ و راست
جس نے جائیں اور بائیں موجیں پھلا دیں
نعرہ و وا ویلہا بر خاستہ
نعرے اور طویلا بلند کئے ہوئے
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
کافر اور بدی دین سب مخلص ہو گئے تھے
عہدہا و نذر ہا کردہ بجائ
دل و جان سے عہدیں اور نذر مانتے تھے
روئے شال قبلہ ندیدار چچ چچ
ان کے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا چچ کی وجہ سے
آں زماں دیدہ در اں صد زندگی
اس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے
دوستان و خال و عثم و باب و مام
دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور ماں سے
ہچو در ہنگام جاں گندن شقی
جیسا کہ بدبخت نزع کی حالت میں
حیلہا چوں مرد ہنگام دُعاست
تدبیریں جب فنا ہوں، دعا کا وقت ہے
بر فلک ز ایشان شدہ دود سیاہ
ان کی آہوں کا کالا دھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا
با نیک زدکائے سنگ پرستان علین
پکا کہ اے کتے کے پرستار! دھواں نقصان ہے

۱۔ کاست۔ یعنی دبے بچے
ہوئے کافر و ملحد مشہور ہے جب
دیار جنہوں نے تو خدا کو یاد کیا قرآن
نے بھی کہا کہ ایسی حالت میں سب
مخلص بن جاتے ہیں۔

۲۔ باخل۔ گرداب میں پھنس کر
سب کشتی سوار مخلص بن جاتے ہیں
اور خدا سے دعا مانگتے گئے ہیں۔ قبلہ
نہایت جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ
کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔
گفت۔ تمام عمر عبادت کو بیکار تاتے
رہے تھے۔ دسترا۔ دنیا کے تمام
وسیلے ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف
رجوع کرتے ہیں۔

۳۔ زادہ۔ نزع کے وقت فرعون بھی
ایمان لانے لگا تھا لہذا یہاں انسان کی
فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو
جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع
کرتا ہے۔ و سیاہ۔ آن کی آہوں کا کالا
دھواں۔ دیو۔ بیکار چل کر شیطان
کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے
وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان
گھبراتا ہے اور ان کو پکار کر کہتا ہے اللہ
کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ خود فریبوں
میں مبتلا ہو جاؤ گے توبہ کے بعد بد
عہدی اور گناہ بین بین۔ یعنی
تدبیر بعض شخصوں میں تیز بین یعنی
شیطان ان کو گھبراہٹا۔

مرگ و حسک الے اہل انکار و نفاق

لے انکار اور نفاق دلوں موت ' اور مد

چشم تاں تر باشد از بعد خلاص

خلاصی کے بعد کیا تہائی اکٹھ تم ہو گی؟

یاد تاں ناید کہ روزے در خطر

تمہیں یاد بھی نہ آئے گا کہ خطرے کے دن

ایں ہی آمدن از دیو لیک

شیطان کی یہ آہ آری غمی ' لیکن

راست سے فرمودست پامام مصطفیٰ

ہم سے مصطفیٰ نے سچ فرمایا ہے

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت

کہ ناہن جو کچھ انجام پر دیکھے گا

کارہ از آغاز گر غیب ست و بر

کام کا انجام اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور راز ہے

اولش پوشیدہ باشد و آخرش

اس کے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے اس کا آخر میں

گر نہ بنی واقعہ غیب الے ععود

اے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

عاقبت خواہد بدزن ایں اتفاق

انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہو گا

کہ شویذ از بہر شہوت دیو خاص

کیونکہ شہوت پر ہی کیجئے تم خاص شیطان بن جاؤ گے

وست تاں بگرفت یزداں از قدر

قدرت سے خدا نے تہائی و بگیری کی ہے

ایں سخن را نشود جو گوش نیک

اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

جو قطب اور شہشاہ اور صفا کے مہیا ہیں

عاقل آں بیند ز اول مرتبت

عقل مند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

عاقل اول وید و آخر آن مضر

عقل مند شروع میں دیکھ لیا اور جہالت پر مضر نے آخر میں

عاقل و جاہل بہ بیند در عیال

عقل مند اور ناہن انکھوں سے دیکھ لیتا ہے

خوم را سیلاب کے اندر رود

تو احتیاط کو سیلاب کب بہا لے گیا ہے

۱۔ جسک جہم کے فتح ساتھ مدون
۲۔ چشم تاں یعنی نجات پانے کے بعد
۳۔ تم نہ بھی روئے گے نہ بہرہ پارو گے کہ
۴۔ خدا نے تہائی و بگیری کی بھی نشوونہ
۵۔ یعنی صرف نیک لوگ سمجھ سکتے تھے
۶۔ کہ یہ شیطانی آواز محض نیکی سے
روکنے کے لئے ہے

۷۔ راست اس واقعہ سے
۸۔ آخوند کے قول کی تصدیق ہو جاتی
۹۔ ہے کہ جاہل کہ جو کچھ انجام کار میں کرنا
پڑتا ہے وہ عقل مند ابتداء کار میں کر کرتا
۱۰۔ ہے کی شکیں فساد نے بالا آخر کرید
۱۱۔ زاری کی جو اولیاء اللہ استعاض کر لیتے
۱۲۔ ہیں۔ کانچہ مشہور ہے۔ انچہ دانا کنڈ
۱۳۔ کند ناہن لیک بعد از غریبی بسیار
۱۴۔ سحر یا نبی جہالت پر مضر۔ گرنہ نبی۔
۱۵۔ اگر ایک عام آدمی نبی پیش آنے والی
بات گوئیں دیکھ پاتا تو حرم اور احتیاط کا
تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں بھٹنے
سے ڈرتا ہے اور تو یہ دستغفل کرتا
رہے۔

۱۶۔ حرم احتیاط کا قافض یہ ہے
۱۷۔ کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت
بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا
۱۸۔ ہے۔ آنچنانکہ حرم کے معنی اس
مثال سے سمجھو کہ مثلاً ایک آدمی جس
کو شیر چپٹ کیا جو وہ اپنے بچہ کی
تدبیریں سوچتا ہے تم شیر کے حمل سے
پہلے ہی درویش ہو۔

تصوّرات مرد حایم

حکما انسان کے خیالات

وہمدم دیدن بلائے ناگہاں

لحہ بہ لحہ ناگہانی بلا دیکھنا

مرد را بزود و در بیشہ کشید

اس نے ایک شخص کو بچہ اور کچھ میں سمجھ لے گیا

تو ہمال اندیش اے اُستاد وین

اے دین کے استاد تو بھی وہی سوچ

حرم حرم بود بدگمانی در جہاں

احتیاط کیا ہوتی ہے ' دنیا میں بدگمانی

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید

اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا۔

اوپہ اندیشہ دال بر دکن بنیں

اس لے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے ' غور کر

جان ما مشغول کار و پیشہا
ہماری جان کام اور پیشہ میں لگی ہے
زیر آب شور رفتہ تباہ خلق
گویا کہ کھلے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں
گنجہا شاں کشف گشتے درز میں
تو زمین میں گڑے ہوئے خزانے پر منکشف ہو جاتے
در پے ہستی فتادہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

می! کشف شیر قضا در پیشہا
قضا کا شیر کچھلوں میں ٹھیک کر لے جا رہا ہے
آنچناں کز فقری ترسند خلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں
گر ہترستندے ازال فقر آفریں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے
جملہ شاں از خوف غم در عین غم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں مبتلا ہیں

دُعا و شفاعتِ دُوقی در خلاص آں کشتی
اس کشتی کی نجات کے لئے دُوقی کی دعا اور سفارش

رحم او جوشید و آشک او دَوید
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے
صبت شاں گیر اے شہ نیکو نشاں
اے شہ یک نشاں! ان کی صبت گیری فرما
اے رسیدہ صبت تو در بحر و بر
اے وہ ذات کہ تیرا صبت قدرت مجرد پر ہے
در گزار از بد سگالان این بدی
یہ عقیدہ لوگوں کی اس بدی سے مگرز کر
نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بچتے ہیں
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
ہم سب کی باغیانی اور خطا کو دیکھتے ہوئے
تو توانی عفو کردن در جریم
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے
ویں دعا را ہم ز تو آموخیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ ہی سے سیکھی ہے

چوں دُوقی آں قیامت را بدید
دُوقی نے جب اس قیامت کو دیکھا
گفت یارب منکر اندر فعل شاں
فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ
خوش سلامت شاں بسا عل باذہر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ سال پر لٹا دے
اے کریم والے رحیم سرمدی
اے کریم اور اے ابدی رحم کرنے والے
اے ۳ دیدادہ را رنگاں صد چشم و گوش
اس کا کہ جس نے سیکھ لیا انکھیں اور کان مفت دیتے ہیں
پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی
اے عظیم از ما گناہان عظیم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو
ماز آرز و حرص خود را سو خیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے

۱۔ می! کشف۔ لیکن ہم غفلت
برتے ہیں اور شیر قضا سے نجات کی
تدبیر نہیں کرتے۔ آنچناں۔ لوگ فقر
سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اس کے
خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ مسند
میں مذکور تھا خوف میں مبتلا ہوتا ہے
اگر فقر پیدا کرنے والے خدا سے اس
طرح ڈریں تو ان پر زمین کے خزانے
منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال
بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔
انسانوں کی سب سے بڑی غلطی ہے کہ وہ غم
کی بنا پر عین غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں
اور غم غم کے غم کی وجہ سے حل نہ ہو
غم ملادی کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی
ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں
اپنے کو موت ملادی کر لے۔
۲۔ آں قیامت۔ یعنی کشتی کے
ڈوبنے کے احوال۔ شاں۔ یعنی کشتی
میں سوار گنہگار ساحل۔ مسند کا
کنافہ۔ جبرودہ خشکی اور تری۔
سرمدی۔ ابدی۔ بد رنگاں۔ بد عقیدہ
۳۔ اے بدادہ۔ اللہ تعالیٰ نے
ظاہری اور باطنی حواس مفت عنایت
فرمادیے ہیں۔ جبریم۔ جرم و خطا۔
ویں دعا۔ اپنی خطاؤں پر ہمارا دعا
ما گناہان عظیم۔ ہماری گناہوں پر دعا ہے۔

در چہیں ظلمت اچراغ افروختی

لکی تار کی میں چراغ روشن کر دیا ہے
جرم بخش و عفو گن بشکا رگرہ

ظلمت سے نور صاف کر دے اور گرہ کھل دے

آں زماں چوں ماہران با وفا

اس وقت جیسا کہ با وفا مانوں کے الفاظ میں

بیخود از وے می برآمد بر سہما

بے خوبی میں ان سے آسمان پر پہنچ رہی تھی

آں دُعا زو نیست گفت واورست

وہ دعا ان کی نہیں، خدا کی بات ہے

آں دعا و آن اجابت از خداست

وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے

یخبر زان لایہ کردن جسم و جان

اس خوشامد سے جسم و جان بے خبر نہ ہوتے ہیں

خوئے حق و راندہ در اصلاح کار

معاہد کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خواہش اختیار کر لیتے ہیں

مُشفقان و مُستعالم غمخوار گال

مشفق اور غمخواروں کے مددگار ہوتے ہیں

در مقام سخت و در روزِ گراں

سخت جگہ اور بھاری دن میں

ہیں غنیمت دارِ شالِ پیش از بلا

خبردارِ جلا ہونے سے پہلے ہی ان کو غنیمت سمجھ

و اہل کشتی را بچہد خود گماں

کشتی دانوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا

بر ہدف انداخت تیرے از قدر

صحیح انداز سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

حُرمتِ آں کہ دُعا آمونتی

اس کے طفیل کہ تو نے دعا کھلائی ہے

دستگیر و رہنما توفیقِ وہ

دستگیری فرما، اور رہنمائی عطا فرما

بچہیں می رفت بر لفظش دُعا

دعا ان کے لافظ میں اپنی طرح جلدی تھی

اشک میرفت از دُعا چشمش و آں دُعا

ان کی دھواں آنکھوں سے آنسو جلدی تھے اور وہ دعا

آں دُعا ئے بیخوداں خود دیگرست

بیخودوں کی دعا دوسری ہی چیز ہے

آں دُعا حق میکند چوں اوفاست

جبکہ وہ بیخود مقامِ فائز ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے

واسطۂ مخلوق نے اندر میان

دوبان میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے

بندگانِ حق رحیم و برد بار

اللہ تعالیٰ کے رحیم اور بربد باندے

مہربان بے رشوتاں یارِ یگراں

مہربان بے غیر رشوت کے مددگار ہوتے ہیں

از ترحم دستگیراں شافعاں

رحم کھانے کی وجہ سے دیگر اور شفائی ہوتے ہیں

ہیں بچو ایں قوم را اے مبتلا

اے مصیبت زدہ اس قوم کو تلاش کر لے

رسف کشتی از دم آں پہلوان

اس پہلوان کی دعا سے کشتی نجات پا گئی

کہ مگر بازوئے ایشان در حذر

کہ شاید بچاؤں میں انہیں کی بازو بنے

۱۔ ظلمت۔ یعنی ظلمت کاہری۔

چراغ۔ یعنی دعا کی تعلیم۔

جس طرح ماں بے چین ہو کر بچے کے

لئے دعا کرتی ہے، قوتی کی یہی

حالت تھی۔ بے خوف۔ یعنی دعا میں

ایسے مصروف تھے کہ ان کو اپنا ہوش نہ

تھلا۔ اُس دعا انسان بے خود ہو کر دعا

کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فانی اللہ ہے

اس لئے وہ دعا اس کی طرف منسوب

نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔

اجلہ۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی

جانب سے ہے اور اس کی قبولیت بھی

اللہ کی جانب سے ہے۔

۲۔ واسطہ۔ جبکہ وہ دعا کرنے والا

فانی ہے تو وہ میان میں کوئی واسطہ نہیں

ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا

احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگان

حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدا کی اخلاق

سے متصف ہوتے ہیں اور ان کی

حالت بھ کی ہو جاتی ہے کہ رحمت

حق پہنچی ہو۔

۳۔ از ترحم۔ وہ محض اپنی رحمتِ رحم

کی وجہ سے سفارش اور دستگیر بن

جاتے ہیں۔ ہیں۔ لایا۔ یا اللہ سے دعا

کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر

بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے

پہلے ہی بچنا چاہیے۔ رسف۔ کشتی

کشتی قوتی کی دعا سے بچی، کشتی

والے سمجھے کہ ان کی قوت بازو سے

جنت سے نکلے۔

۱۔ پارہاندہ اس کی مثل یہ ہے کہ
لوہی شکاری کی گرفت سے اپنے
پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی
مٹکائی سے بچتی ہے کہ دم کی جھڑپ
بچی ہے غمراہ ہو کے میں جلا۔
کین۔ شکاری کی گھات نہ دیا۔
مولانا فرماتے ہیں کہ گھات کا اصل
ذریعہ ہے اس کی حفاظت کہ نہ
سر۔ بدلتا کرام۔ یعنی ہماری
نجات کا ذریعہ ہندوگان دین ہیں۔
حیلہ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی
نجات کی تدبیریں کرتے ہیں ان کی
مثل لوہی کی دم کی ہے جس کو
اس نے باعث نجات سمجھا تھا۔
استدلال دکر۔ یعنی ہم بچے استدلال
اور تدبیر کو ذریعہ نجات جانتے ہیں۔
لکی تقریریں کرتے ہیں جس سے
لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی
انسان اپنی تدبیر اور مٹکائی کا بیان کر
کے لوگوں کو مہرب کرنا چاہتا ہے اور
گویا کہانہ کو مہرب کر کے اپنی صفائی
جہان چاہتا ہے۔

۲۔ تا بائسول۔ ان مٹکائیوں سے
ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا
چاہتا ہے۔ نہیں دیکھتا کہ خود بچ کے
گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ مگر جبکہ
خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد
بنا کر کہیں گڑھے میں گراتا ہے۔
چوں ہاں اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام
حاصل ہے تو چھک دوسروں کو معتقد بنا
کر اس مقام پر پہنچ۔

۳۔ اے ہم۔ جبکہ خود انسان چار
عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں
میں بچنا ہوا ہے۔ یعنی اس کی پہنچ
صاف سفلیات تک ہے اور طویات
سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہے تو
دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا تو
انسانیت ہے نفز جائے۔ یہ بطور مقرر
کفر لیا ہے۔

پارہاندہ! رُو بہاں را در شکار
شکار میں لوہیوں کو پاؤں بچاتے ہیں
عشقہا بادم خود بازند کیں
ہم سے محبت کرتی ہیں کہ اس نے
از ضلالت یوسہا بر دُم دہند
تھانی سے دم کو چھتی ہیں
رُو بہا پار انگہدار از حجر
اے لوہی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر
ماچور و باہیم پائے ما کرام
ہم لوہی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں
حیلہ باریک ماچوں دُم ماست
ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے
دُم بچباہیم ز استدلال و مکر
ہم محبت بازی اور مکر کی دم بلاتے ہیں
طلب حیرانی خلقاں ہدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلب کار بن گئے ہیں
تلبا فسوں مالک دلبہا شویم
ناک فریب کے ذریعہ ہم لوگوں کے مالک بن جائیں
درگی و در چچی اے قلعباں
اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوں میں ہے
چوں بہ بُستانے رسی زیبا و خوش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے
اے ہم مقیم حبس چارونچ و شش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم

واں ز دم دانند روبا ہاں غرار
ہم دھوکے میں جلا لوہیاں دم کی جھڑپ سے بچتی ہیں
میرہاندہ جان مارا از کیں
ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا
قص گیرند وز شادی بر جہند
ناچتی ہیں اور خوشی سے کوئی ہیں
پاچونہود دُم چہ سودائے خیرہ سر
اگر پاؤں نہ ہوتے بیوقوف ہم سے کیا فائدہ ہے
می رہاند ماں ز صد گواں انتقام
ہمیں بیوقوفوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں
عشقہا بازیم باؤم چپ و راست
ہم ہائیں بائیں سے دم سے عشق بازی کرتے ہیں
تا کہ حیران ملنداز زید و بکر
تا کہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں
وست طمع اندر اُلوہیت زدیم
ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے
ایں نمی بنیم ما کاندہ گویم
ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں
دست و دار از سبالی دیگران
دوسروں کی مومچوں سے ہاتھ ہٹا
بعد از اذلان دلمان خلقاں گیر و کش
اس کے بعد لوگوں کا دامن پکڑ لے کھینچ
نفز جائے دیگران را ہم بکش
کیا اچھی جگہ ہے دوسروں کو بھی پہنچ لے



اے! چو خرمندہ حریف گون خر
 اے کہ جو کدھ لکھ کر کدھ کدھ
 چوں ندادت بندگی دوست دست
 جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے
 در ہوائے آنکہ گویندت زہے
 اس خواہش میں کہ لوگ تجھے وہ کہیں
 رُو بہا ایں دُم حیلَت را بہل
 اے لہڑی! تو اس تدبیر کی دم کو پھوڑ دے
 در ۲ پناہ شیر کم ناید کباب
 شیر کی پناہ میں کب یوں کی کی نہیں ہوتی ہے
 تو ولا منظور حق آنکہ شوی
 اے پیدے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنے گا
 حق بھی گوید نظر ماں بردل ست
 اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے
 تو بھی گوئی مرا دل نیز ہست
 تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے
 در گل تیرہ یقین ہم آب ہست
 کالی کچھڑ میں یقیناً پانی ہے
 زانکہ گرا آب ست مغلوب گل ست
 کیونکہ اگرچہ پانی ہے لیکن مٹی کے مغلوب ہے
 آں دے کز آسمانہا بر تر ست
 وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے
 پاک گشتہ آں ز گل صافی شدہ
 وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے

بوسہ گلے یافتی مارا میر
 تو نے اچھی بوسہ پانی ہے ہمیں بھی لے چل
 میل شاہی از کجایت خاستت
 تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہی سے آئی ہے
 بستہ در گردنِ جانت زہے
 تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے
 وقف گن دل بر خداوندان دل
 دل دلوں پر دل کو وقف کر دے
 رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب
 اے لہڑی! تو مرہ کی طرف نہ دھڑ
 کہ چو جودے سوئے کل خود روی
 جبکہ تو بڑی طرح اپنے کل کی طرف چلا جائے گا
 نیست در صحت کلاں آب گل ست
 صحت پر نہیں کیونکہ وہ پانی لہڑی ہے
 دل سے فراز عرش باشد نے بہ پست
 دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
 لیک ازاں آبت نشاید آب دست
 لیکن اس پانی سے وضو یا استحباب نہیں ہے
 پس دل خود را مگو کایں ہم دل ست
 تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے
 آں دل ابدال یا پیغمبر ست
 وہ بادل کا دل یا پیغمبر کا دل ہے
 در فرونی آمدہ دانی شدہ
 ترقی میں آ کر بھرپور ہو گیا ہے

اے! جب تک انسان عالم
 سفل میں پھنسا ہے تو اس کی مثال اس
 گدھے والے کی ہے جو گدھے
 کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کو
 گدھے کی مقصد سے قریب بتاتا ہے
 گدھے کا مقصد اس کو گدھے کی مقصد
 کو بوسہ دینے کی محنت دے تو کبھی
 اچھی بات ہے بوسہ ہے مگر یہ بھی بوسہ
 طفر کے کہا گیا ہے زہے پیٹے
 مصرع میں بھی تجھ ہے صبر
 مصرع میں زہے بھی کمان کا چلہ ہے
 جس کا ترجمہ نے پھنسا ہے کیا
 ہے مٹی کا تانت کا پھندا
 لہڑی! جو کچھ تو اپنی تدبیروں
 سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ لایا کی
 دھواں سے بدجیوتی حاصل ہو جائے
 لکھ جڑی یعنی تیرا دل بائیں ہے کل
 یعنی لایا کا دل۔ حق ہی گوید۔ پیٹک
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر
 رکھتے ہیں لیکن حاصل تیرا دل خدا
 نہیں ہے تو منظور نظر بن سکے
 ۳۔ دل۔ پیٹک دل میں بھی
 صفت ہے لیکن جبکہ جھوٹا دل ہو جو
 عالم بھڑکات کی چیز ہے اگر وہ آب گل
 میں جھلائے تو پھر اس میں لہڑی
 میں کئی فرق نہیں ہے لہڑی صحت
 خدا نہیں ہے گل۔ جوں آب گل
 سے آگاہ ہے اس کی مثال اس پانی کی
 ہے جو کالی کچھڑ میں پھنسا کرچہ
 پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کا نہیں آ
 سکتا اسی طرح آگاہ دل میں نہیں
 ہے زانکہ کچھڑ میں پانی حقیقی پانی
 نہیں ہے اسی طرح آگاہ دل نہیں
 ہے آں دے جس دل کے
 بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں
 سے بھی بالاتر ہے تو وہ لایا لہڑی
 پیٹکوں کا دل ہے جھوٹا ہے دل کو
 منظور خدا نہ سمجھا لایا لہڑی سے جڑا



ایڑ کی گل لایا ہوا دنیا کے گل
عام ناسوت کی آلودگی سے پاک
ہیں۔ سو بحر یعنی بحروصہ آب
لا یہاں مولانا نے مناجات شروع
کر دی ہے۔ زمین یعنی عالم
ناسوت بحر کو بہ لایا ہوا عام کے گل
کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں لیکن عام
کی ناسبت ماننے مٹی ہے۔ چلو یعنی
اپنے دل کی صفائی آب گل یعنی عام
کا دل لایا ہوا کے گل سے دھو سکی کا
خوبی ہے لیکن عالم ناسوت کی لائیں
ماننے مٹی ہیں۔ کہہ رہا ہے کہ لفظ
بننے کا بھی طریقہ ہے کہ لفظ
دفعی سے طبعی اختیار کر لی
جائے۔

اس آں کشیدن مٹی جو پانی کا پانی
طرف کھینچتی ہے اس کی وجہ عام
ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چھین
صرف شراب کبھی نہیں بلکہ دنیا
کی ہر چیز دل کے مصطفیٰ ہونے کے
لئے مانے ہے ہر ایک دنیا کی ہر چیز
انسان کو دھو رہی ہے۔ شراب کا
کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز
حاصل نہ ہونے سے وہ آٹھن پیدا
ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نے ملے
سے ہٹا کرتی ہے۔

۳۰ ایں غلہ لفظ دفعی نہ
حاصل ہونے سے بدن میں آٹھن
پیدا ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ اس
لذت میں شراب کا سا اثر قند بخور
بغداد مناسب ہے کہ دنیا کی
چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا
جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔
سر کشیدی لایا ہوا سے دھو سکی سے سر
کی خوشی اس بیلو پر ہے کہ وہ اپنے
آپ کو حاصل بحق سمجھے ہوئے ہیں۔

ترک آ گل کردہ سوء بحر آمد
مٹی کو چھوڑ کر سند کی طرف آ گیا ہے
آب ماحوس گل ماندست ہیں
خبر ہوا ہا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے
بحر گوید من خرا در خود کشم
سند کہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں
لاف تو محروم میداد خرا
تیری بخشی تجھے محروم رکھتی ہے
آب گل خواہد کہ در دیا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سند میں چلا جائے
گر رہا ند پائے خود از دست گل
اگر وہ اپنا پانی مٹی سے چھڑا لے

آں کشیدن اچست از گل آبدا
مٹی کا پانی کو کھینچا کیا ہے؟
پچھیں ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت
خواہ باغ و مرکب و تیغ و جہن
خواہ باغ اور سواہی اور تلوں اور ذہل
ہر ایک زینہا خرا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے ہٹا کر دیتی ہے
۳۱ خمار عم دلیل آں خدست
یہ غم کی آٹھن اس کی دلیل ہے
جو باندازہ ضرورت زو مکیر
قد ضرورت کے سوا اس کو نہ لے
سر کشیدی تو کہ من صاحبلم
تو نے اس لئے سر کشی کی کہ میں خود صاحب دل ہوں

رستہ از زندان گل بحرے خدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سند بن گیا ہے
بحر رحمت جذب گن مارا از طیں
اے رحمت کے سند! ہمیں مٹی سے چس لے
لیک می لانی کہ من آب خوشم
لیکن تو بخشی بگھاتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں
ترک آں پندار گن در من درآ
اس غم کو چھوڑ دے میرے اندر آ جا
گل گرفتہ پائے آب و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکارتی ہے کہ اس کو کھینچتی ہے
گل بماند خشک و او خد مستقل
مٹی خشک نہ جائے وہ مستقل بن جائے
جذب تو نقل و شراب ناب را
تیرا چیتا کہ خاص شرب کو جذب کرنا
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خواہ مال اور خواہ مرتبہ اور خواہ گھر اور مال
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خواہ سلطنت اور گھر اور اولاد اور بیوی
چوں نیابی آں خمارت میزند
جب تجھے نہیں ملتی ہے تو تجھ میں آٹھن پیدا کر دیتی ہے
کہ بدال مفقود مستی ات بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مٹھتی تھی
تازہ گردو غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے
حلاوت غیرے ندارم واصلم
مجھ دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود حاصل بحق ہوں

آنچنان کہ آب در گل سرگشود
یہ ایسا ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے
دل تو اس آلودہ راہنہ داشتی
تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے
خود روا داری کہ آں دل باشد این
کیا م تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے
لطف شیر و انیس علس دل ست
وہ شہد کا لطف دل کے لطف کا عکس ہے
پس ۲۔ خود دل جو ہر عالم عرض
تو دل جو ہر مقام ہے اور عالم عرض
آں دلے کو عاشق مال ست و جاہ
وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے
یا حیا لاتے کہ در ظلمات او
یا ان خیالات سے مغلوب ہے اندر سے میں
دل نباشد غیر آں در یائے نور
دل دیائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے
نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے
ریزہ دل را بہل دل را بخو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر
دل ۳۔ حیط ست اندر میں خطہ وجود
اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے
از سلام حق سلا متہا نند
اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے سلامتیاں نہجاہ

کہ منم آب و چرا جویم مدد
کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں
لا جرم دل ز باہل دل برداشتی
اس لئے تو لاعلم صاحب دل سے دل برداشت ہے
کہ بود در عشق شیر و انیس
جو کہ وہ شہد کے عشق میں جلا ہے
ہر خوشہ آں خوش دل حاصل ست
ہر حریفہ چیز کی حریفی دل سے حاصل ہوتی ہے
سایہ دل چوں بود دل را عرض
دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟
یا زیوں این گل و آب سیاہ
یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے
می پرستد شاں برائے گفتگو
جن کو وہ پوجتا ہے ایسا دل محض کہنے کو دل ہے
دل نظر گاہ خدا و نگاہ گور
دل خدا کا رخ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو
در یکے باشد کد امست آں کد ام
کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟
تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو
تاکہ ریزہ اس کی وجہ سے پہلا بن جائے
زر ہی افشاند از احسان وجود
احسان اور سخلت سے چاندی بکھیرتا ہے
میکند بر اہل عالم ز اختیار
کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آنچنان۔ عالم سمیت میں
چھنے کے بارہواں مل ہونے کا دعویٰ
تو ایسا ہے جیسا کہ بچہ کا پانی اپنے
آپ کو خاص پانی سمجھے خود را
ہری تو خود انصاف کر یہ تیرا دل دل
کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو
دنیا کی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو
وہ شہد سے لذت حاصل ہوتی
ہے لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذت
چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل
میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت
ہے ہذا انیس تو جو دل کی چیز کی
لذت لذت حاصل کرے وہ دل
اصل نہیں ہے۔

۲۔ جس۔ جبکہ اصل دل کی لذت
ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے
لذت پیدا ہوتی ہے خود دل جو ہر جاہ
دنیا کی لذتوں میں نہیں ہیں تو دل کا
مقصود خود اس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو
سکتی ہے آں دلے جو دل دنیا کی
چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور
لذتی غلط ترنا کس سے مغلوب ہو وہ
برائے گفتگو نہیں ہے حقیقتاً نہیں
ہے کد ام۔ حقیق دل اولیاء کا دل
ہے در ریزہ تیرا دل نہیں ہے دل
کا ریزہ ہے اولیاء کا دل ملل دل ہے
ان سے دانستی کرتے تیرے ریزہ پر ہار
بن جائے گا۔

۳۔ یعنی اولیاء کا دل دنیا میں
ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر
افشانی کرتا ہے از سلام۔ اللہ کی
جانب سے سلامتیاں اس کو عطا کر
دی جلی پر اور وہ اپنے اختیار سے دنیا
والوں کو سلامتی کیسے کرتا ہے۔



آں نثارِ دل بر آئیںس میرسد
دل کا وہ نچھاوراں کو پچھتا ہے
ہیں مَنہ در دامن آں سبکِ فجور
خبردار دامن میں بھلائی کا پتھر نہ رکھ
تا بدلتی نقد را از رنگہا
خبردارا کھرے اور کھڑوں کو سمجھ لینا
ہم ز سبکِ سیم وزر چوں کودکاں
بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے
دامنِ صدقت درید و غمِ فردود
اس نے تیرا سچائی کا دامن بھاڑ دیا اور غم بڑھا دیا
تا نگیر و عقل دامن شانِ چنگ
جب تک عقل چنگل سے ان کا دامن نہ تھام لے
مُوکی گنجد دریں بحث و اُمید
اس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

ہر کراہِ دامنِ درست ست و مُعد
جس کا دامن درست اور تیز ہے
دامنِ تو آں نیازست و حضور
تیرا دامن ' نیاز مندی اور حاضری ہے
تا ند رُو دامنِ زال سنگہا
تاکہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے
سبکِ مَر کردی تو دامن از جہاں
تو نے دنیا میں ' دامن پتھروں سے بھر لیا
آں خیالِ سیم وزر چوں زر بُود
یہ خیال چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا
کے نمائید کودکاں را سنگِ سنگ
بچوں کو پتھر ' پتھر کب نظر آتا ہے
پیرِ عقل آمد نہ آں مؤئے سفید
عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال
عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال

۱۔ ہر کراہ جو اپنا درست دامن
پھیلانے کا اس کے دامن میں وہ سونا
آجائے گا۔ دامن یہاں دامن سے
کپڑے کا دامن مروا نہیں ہے بلکہ
دلہا کی جناب میں نیاز مندی اور
حاضری مروا ہے۔ ہیں مَنہ پہلے
شعر میں درست دامن کہا تھا وہ سچائی کا
مطلب ہے کہ عشق و مجبور نہ کر
تا بدلتی لیکن عقیدت کا تعین سمجھ کر
کرنا چاہیے۔

۲۔ سنگ دینا دار اپنے دامن میں
سونا چاندی جھرتا ہے۔ سونا اور چاندی
بھی پتھر ہیں اور اس دینا دار کا کام
ظفانہ ہے۔ زرنہ۔ اس سونے
چاندی سے اس چاک ہوتا ہے اور غم
میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نمائید۔ دنیا
اور مٹی پر تاباں ہے جس کو عقل نہیں
ہے جس طرح بچے عقلی پتھر دامن
میں بھر کر دامن کو بھاڑ لیتے ہیں اور
پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دینا دار
دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے
حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۳۔ پیر۔ یعنی پیرِ عقلمند تو وہ ہے
جس میں عقل ہو۔ اگر عقل ہال سفید
ہیں تو اس کو پتھر نہیں کہا جاسکتا۔ مگر
یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی
غل نہیں ہے۔ پیر۔ یعنی شیخی مسائل
پرائی۔ فصیح کھس پھس۔ فضول۔
اس کا کام نہ جس کا اس کا اختیار نہ تھا۔
وہ شخص جو اس کا کام کرے یعنی دعا جس
کی وجہ سے شیخی پئی۔ ہر یکے ان
بزرگوں میں سے ہر ایک نے بھی کہا
کہ ہم نے دنیا میں سے دعا کی جتنی
دل سے

انکار کردن آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ قوتی "ونا پیدا
ان لوگوں کا قوتی کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
شدن در پردہ غیب و حیران شدنِ قوتی "کہ ایشاں
ان کا غائب ہو جاتا اور قوتی کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے

یہو ارفقند یا بز مین نہاں شدن

گئے یا زمین میں چھپ گئے

شد نمازِ آں جماعت ہم تمام
ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی
کیں فضولی را کہ کرد از مازِ شر
کہ شرت کی وجہ سے یہ بیکام میں سے کس نے کہا ہے
از پس پشتِ قوتی "مُسْتَر
قوتی کے پیچھے پشت پشیدہ طور پر

چوں رہید آں کشتی و آمد یکام
جب کشتی نجات پاگئی اور مقصود تک پہنچ گئی
فججے افتادِ شاں باہمدگر
ان میں آپس میں کھس پھس ہوئی
ہر یکے با ہمدگر گفتند بسر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا

گفت ہر یک من نکر دستم گئوں
 ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے اب
 گفت مانا! کایں امام ماز درد
 کہا یقیناً ہمارے اس امام نے مدد کی ہے
 گفت آں دیگر کہاے یا راں یقین
 دہے نے کہا کسے دستوں! یقیناً
 او فضولی بودہ است از انقباض
 انقباض کی ہے وہ فضول بنا ہے
 چوں نگہ کردم سپس تا بنگرم
 اس کے بعد جب میں نے نگہ ڈالی کہ دیکھو
 یک از ایشان راندیدم در مقام
 موقع پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا
 نے بچپ نے راست نے بلانہذیر
 نہ بائیں نہ دائیں نہ اوپر نہ نیچے
 دُرہا بُودند گوئی آب گشت
 گیا موتی تھے پانی بن گئے
 در سقّاب حق شدند آل دم ہمہ
 وہ سب اس وقت اللہ کے قیوں میں چلے گئے
 در تحجیر مادم کایں قوم را
 میں حیرت میں پڑ گا کہ اس قوم کو
 آنچنان پہناں شدند از چشم او
 وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے
 سالہا در حسرت ایشان بماند
 وہ سالوں ان کی حسرت میں رہے
 تو بگوئی مرد حق اند نظر
 تو کہے گا مرد خدا نگہ میں

ایں دُعائے از بُروں نے از دُرُوں
 یہ دعا نہ بظاہر نہ پہن
 بو افضولا نہ منا جاتے بکرو
 فضولوں کی طرح دعا کی ہے
 مَر مرا ہم مینماید آنچنین
 مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے
 کرد بر مختار مطلق اعتراض
 اس نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے
 کہ چو میگویند ایں اہل کرم
 یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟
 رفتہ بُودند از مقام خود تمام
 اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے
 چشم تیز من نشد بر قوم چیر
 اس قوم پر میر تیز نگہ نے قابو نہ لیا
 نے نشان پائے وئے گردے بدشت
 نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جگل میں گرتھی
 در کدا میں رخصہ رفتند آل رمہ
 وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی
 چوں پو شانید حق بر چشم ما
 اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟
 مثل غوطہ ماہیاں در آبخو
 جیسے کہ مچھلیوں کا مہر کے پانی میں غوطہ
 عمر ہار شوق ایشان اشک راند
 ایک عرصہ تک ان کے شوق میں روتے رہے
 کے در آرد با خدا ذکر بشر
 خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لگا ہے

۱۔ مانا تحقیقاً۔ بوافضل۔ وہ شخص
 جو غیر اختیاری کام کرے۔
 ۲۔ منجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشی
 کے ڈبے سے اس کو دل کھینچ پیدا
 ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے
 خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا
 ہے۔
 ۳۔ چوں نگہ۔ یعنی حق نے
 کھل لیا کرم۔ یعنی وہی مثنوی نے
 بچپ۔ یعنی میں نے جانوں طرف
 دیکھا ان کو کہیں نہ پایا۔ گشت۔
 یعنی موتی تھے جو رہا میں جا کر گم ہو
 گئے۔ گردے چلنے سے گرد اٹھتی
 ہے۔
 ۴۔ در قباب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے
 قریب جہنوں میں چلے گئے۔
 ۵۔ آنچنان۔ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی وہ
 بزرگ قوتی کی آنکھوں سے اس
 طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں
 غوطہ مذکورہ میں چھپ جاتی ہیں۔
 ۶۔ سالہا۔ قوتی ان کے دیدار کی حسرت
 میں سالوں روتے رہے تو کھائی۔
 ۷۔ قوتی کے ان بزرگوں کے فراق میں
 روتے رہے یا اعتراض کریں گا کہ قوتی
 جبکہ بزرگ تھے تو ان انسانوں کی یاد
 میں کیوں روتے تھے۔

خرازیں امی خُشد اینجاے فلاں
اے فلاں اس مقام پر گدھاں لے سو جاتا ہے
کہ بشر دیدی تو ایشان را نہ جال
کہ تو نے ان کو بشر سمجھا نہ کہ جان
کاراں ویراں شدستے مردخام
اے ناہ انسان کام اسی جہ سے جاہ ہوا
تو ۲ ہاں دیدی کہ ابلیس لعین
تو نے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے
چشم ابلیسانہ را ایک دم بہ بند
شیطان آنکھ کو فوراً بند کر لے
اے قوتی باد و چشم ہچو جو
اے قوتی! نہر جیسی دو آنکھوں سے
ہیں بچو کہ رکن دولت جستن ست
خبردار تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے
از ہمہ کار جہاں پر داخستہ
دنیا کے ہر کام سے فارغ ہو کر
نیک بنگر اندریں اے محجب
اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر
ہر کرا دل پاک باشدز اعتلال
پہلی سے جس کا دل پاک ہو گیا
باز شرح کردن حکایت آل طالب روزی حلال بے کسب و
حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال رزق طلب کرنے والے کی
رنج در عہد داؤد علیہ اسلام و مستجاب شدن دعائے او
حکایت کی دوبارہ تشریح اور اس کی دعا کا قبول ہونا
یا دم آمد آل حکایت کال فقیر
مجھے وہ قصہ یاد آیا کہ وہ فقیر
وز خدا می خواست روزی حلال
اور خدا سے حلال روزی مانگا تھا
روز و شب میکرد افغان و نفیر
دن ' رات فریاد اور زاری کرتا تھا
بے شکار و کسب و رنج و انتقال
بغیر شکار اور کمائی اور تکلیف اور چلنے پھرنے سے

۱ غور خمیدن۔ یعنی دہری غفلت اور غلطی ہونا کہ بشر۔ یعنی معرض کی غلطی اور غلطی یہ ہے کہ وہ ان کو صرف بشر سمجھا حالانکہ جب وہ قابل فی اللہ تھے تو وہ خاص بشری سے مری اور خاص تھے۔

۲ تو ہاں۔ ہر انسان کو محض بشر سمجھنا اور اس کے باطنی فضائل کی طرف نظر نہ کرنا یہ شیطان نظر ہے شیطان نے آدم کی صورت ظاہری کو دیکھا ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔ چند نبی۔ ظاہر نبی کو چھوڑ کر انسان کے باطن کو دیکھا کر دے اے قوتی مولانا فرماتے ہیں معرض کا معرض بالکل غلط ہے۔ اے قوتی تم اس کی پرہیز کرو اور ان بزرگوں کے فرائض میں خوب آنسو بہاؤ ایں بچو۔ تلاش اور جستجو ہر شے کی کا سبب ہے کہ وہ بارے میں کہتی ہے کہیں ہے کہیں ہے۔

۳ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْفَسَاں یَا دَرِیوں سے خالی ہوتا ہے تو اس دعا ضرور بارگاہ الہی تک پہنچتی ہے انتقال۔ یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا چلنا پھرنا۔

پیش ازیں گفتیم بعض احوال او
اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیے ہیں
ہم بگوئیں کجا خواہد گریخت
میں تھے وہ قہہ کہیں گا وہ کہیں بچے گا
صاحب گاؤں بدید و گفت ہیں
گائے والے نے اس کو دیکھا کہ کہا خبردار
ہیں چرا گشتی بگو گاؤں مرا
خبردار بتا تو نے میری گائے کیوں ملی
گفت من روزی زحق میخواستم
اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی مانگا تھا
سالہا بود ست کار من دعا
میرا کام سالوں دعا کرتا رہا ہے
چوں بدیدم گاؤں را بر خاتم
جب میں نے گائے دیکھی میں اٹھا
آں دعائے کہنہ ام شد مستجاب
وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

ایک تعویذ آمد و شد پنج تو
لیکن رکاوٹ آگئی کہ پنج گونی ہو گئی
چوں زہر فصل حق حکمت بریخت
جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا ہر شے ناممکن ہے
اے بظلمت گاؤں من گشت رہیں
اے وہ کہ تیرے ظلم میں گائے بچیں گئی
بلکہ طرار انصاف اند آ
اے بیوقوف کتنے کئے انصاف میں آ
قبلہ را از لبہ می آراستم
قبلہ کو آہ روزی سے سجاتا تھا
تا کہ بفرستاد گاؤں را خدا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے بھیج دی
روزی من بود کش می خواستم
میری روزی تھی جو میں مانگا تھا
روزی من بود گشتم نک جواب
وہ میری روزی تھی میں نے اس کو بیچ کر لیا یہ جواب ہے

تعویذ رکاوٹ۔ ہم یعنی میں
وہ قصہ ضرور سناؤں گا اس میں بہت سی
حکمت کی باتیں ہیں۔ اے بظلمت
یعنی جب گائے اس دعا کرنے
والے کے گھر میں گھس آئی اور اس
نے اس کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا تو مالک
نے اس کو کھلا طریقہ حسیب تراش۔
قبلہ یعنی قبلہ رو ہو کر میں
بہت رویا ہوں۔ کش۔ کہ کش۔
مستجاب۔ قبول۔ ہر دو خصم یعنی دعا
کرنے والا اور گائے کا مالک۔
سج اور خشم۔ گائے کے مالک کو
فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کو
گریبان پکڑا اور منہ پر چند طمانچے
مارے پیچ۔ احمدق۔ دعا۔ دعا باز۔
جب یا راضندی دلیل یعنی ایسی دلیل
جو دوسرے کو ثابت نہ کر سکے اس
چہ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا
مال حلال ہو جاتا ہے۔ لونہ۔ لام کے
زیر و طار کے زیر کے ساتھ پیاک وہ
جو خدا اللہ سے شرائے یہ مخلوق سے

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اُوز سچ چشم آمد گریبانش گرفت
وہ غصہ آیا اس کا گریبان پکڑا
می کشیش تا بداد و نبی
اس کو داؤد نبی کے پاس بھیج کر لے گیا
جُحْت بارِ درہا گن اے دعا
اے دعا باز کج جتنی چھوڑ
ایں چہ میگوئی دعا چہ بود خند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اڑا
چند مشتے زد برویش نا شگفت
بے تحاشا اس کے منہ پر چٹکے بارے
کہ بیا اے ظالم کج غشی
کہ آ اے حق بیوقوف ظالم!
عقل در تن آور وبا خویش آ
اپنے جسم میں عقل پیدا کر کہ ہوش میں آ
بر سروریش من و خویش اے لونہ
اے پیاک میرے اور اپنے سر اور داؤدی کا

گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام

اس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں

من یقین دافم دُعا شد مستجاب

میں یقینی طور پر جانتا ہوں دعا قبول ہو جاتی ہے

گفت گرد آسید ہاں اے مسلمیں

اس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ

اے دعائا چند خالی ژاژ را

اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا

اے مسلماناں دعا مال مرا

اے مسلمانو! دعا میرے مال کو

گر چنیں بُودے ہمہ عالم بدیں

اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ اس

گر چنیں بُودے گدلیان ضریر

اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری

روز و شب اندر دُعا اندوشتا

۱۰ دن رات دعا اور تفریق میں

تا تو ۲ ندی ہیکس ند ہد یقین

جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دے گا

مکتب کوراں بُود لایہ و دُعا

اندھوں کی کمائی کا ذریعہ خوشدل اور دعا ہے

خلق گفتند ایں مسلمان راست گوست

مسلمانوں نے کہا 'یہ مسلمان سچ کہتا ہے

ایں ۳ دُعا کے باشد از اسباب ملک

یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟

بچ و بخشش یا وصیت یا عطا

فروخت اور بخشش 'یا وصیت' یا عطا

اندیس للہ بسے خود خودہ ام

اس خوشدل میں اپنا بہت خون بچا ہے

سر یزن برسنگ اے منکر خطاب

اے بدگوا پتھر پر سر نہ

ژاژ بینید و فُشار ایں مہیں

اس ذلیل کی بکواس اور ہٹ ہری دیکھو

حُجّت قاطع بگوچہ بُود دُعا

فیصلہ کن دلیل لا دعا کیا ہوتی ہے

چوں از آن او گند بہر خدا

کیسے اس کی ملکیت بنا دیگی خدا کے لئے

یک دُعا املاک بُردندے بکس

ایک دعا سے جزا جائیوں نہ لیتے

خستیم گشتہ بُدندے و امیر

باہشت اور امیر ہو جاتے

لایہ گویاں کہ تو ماں وہ اے خدا

خوشدلانہ کہتے ہیں کہ اے خدا! تو ہمیں دے

اے کشاندہ تو بکشا بند ایں

اے کھولنے والے! اس بند کو کھول دے

جُو لب نانے نیا بنداز عطا

لوہ کوئی عطا رہی کے کلے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں

وین فروشنده دُعا ہا ظلم جوست

اور یہ دعا فروش ظالم ہے

کے گشد ایں را شریعت خود سلبک

اس کو شریعت لڑی میں کب بدلتی ہے؟

یا ز جنس ایں شود بلکہ خُرا

یا اس جیسی چیز سے تیری ملکیت کا سبب ہو سکتی ہے

۱۔ مستجاب۔ مقبول۔ فُشار۔ گالی

بیہودہ بات۔ ژاژ۔ ایک کانٹے دار

گھاس ہے۔ ژاژ خائین۔ بکواس

کرنا۔ اے مسلمان! گائے والے

نے مسلمانوں کے جمع سے کہا اس کی

دعا سے میرا مال اس کا کیسے ہو گیا۔

گر چنیں۔ اگر دعا سے کوئی دھروں

کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر

کے دھروں کے مال کی مالک بن جیلا

کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے

صاحب قسمت و دولت بن جیلا

کرتے۔

۲۔ تا تو۔ یعنی فقر اور دعا میں یہ بھی

کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ

دکا کوئی کچھ نہ دکا تو وہ افلاس کے اس

بند کو کھول دے۔ مکتب۔ اندھے

فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دعا ہے جب

انہیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔

تمام لوگوں نے سدا قصہ سن کر کہا

گائے و لاج کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم

ہے۔

۳۔ ایں دعا ایک انسان دھروں سے

انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا

کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بچ۔

در کدالین دفترست این شرع تو
تیری یہ شریعت کس کتاب میں لکھی ہے؟
اندر آد حبس و در زندان او
قید اور اس کے جیل خانہ میں آ جا
او بسوئے آسماں میکرد رو
وہ آسمان کی طرف منہ اٹھاتا
من دُعایا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اس تمنا سے دعائیں کیں
در دل من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی
من نمیکردم گزافہ آل دُعا
میں وہ دعائیں خلوہ مخلوہ نہیں کرتا تھا
دید یوسف آفتاب و اختراں
حضرت یوسف نے سورج اور ستاروں کو دیکھا
اعتمادش بود بر خواب درست
ان کو سچے خواب پر بھروسہ تھا
ز اعتماداں نبویش هیچ غم
اس کے بھروسے ان کو کوئی غم نہ تھا
اعتمادے داشت او بر خواب خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے
چوں در افکندند یوسف را بچاہ
جب انہوں نے یوسف کو کنویں میں گرا دیا
کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد تو ایک دن بادشاہ کا دربار بنے گا
قائل ایں بانگ نامہ در فکر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

گاؤ راتو باز وہ یا حبس رو
تو گائے دہلیس کر یا قید میں جا
ورنہ گاؤش را بدہ حجت مگو
ورنہ اس کی گائے دیدے حجت بازی نہ کر
کائے خداوند کریم لطف خو
کہ اے کریم خدا رحیم مزاج
واقعہ مارا نداند غیر تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے
صد اُمید اندک لم افراختی
تو نے میرے دل میں ہینکلوں امیدیں ابھاریں
ہیچو یوسف دیدہ بودم خواہیا
میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت سے خواب دیکھے
پیش او سجدہ گناں چوں چاکر اں
اپنے سامنے لوگوں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے
در چہ و زندان جواں رانی تجست
کنویں اور قید خانوں کی تعبیر کے علاوہ کچھ جتنی زندگی
از غلامی و ز ملام بیش و کم
غلامی اور لوگوں کی کم و بیش ملامت سے
کہ چو شمع می فروزیدش ز پیش
جو ان کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا
بانگ سہ آمد سمع اورا از الہ
ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی
تا بمالی این بخفا بر رُوئے شاں
یہاں تک کہ اس ظلم کو ان کے منہ پر مارے گا
لیک دل شناخت قائل راز اثر
لیکن ان نے علامت کے ذریعے کھنپا لکھ پچان لیا

۱۔ در کدالین۔ یہ مسئلہ نئی کتاب
میں لکھا ہے کہ اللہ سے دعا کرنا
دوسرے کے مال کا بن جائے
جیس۔ یہ غصب ہے جس کی سزا
جیل خانہ ہے۔ اور اس فقیر نے
لوگوں کی باتوں سے عاجز آ کر آسمان
کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے
مناجات شروع کر دی۔

۲۔ من نمیکردم۔ یعنی میری دعا کا
یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ
دعا ضرور قبول ہوگی اور مجھے خواب پر
ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت
یوسف کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔
حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا
تھا کہ ان کو سورج اور ستارے سجدہ کر
رہے ہیں تو ان کو اس کی تعبیر سے
یقین ہو گیا تھا کہ وہ اعلیٰ بادشاہ اور
بیش کے سچے بھائیوں نے کنویں
میں ڈالا زمین کا جب سے قید خانہ بھگتا
لیکن ان کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ
ایک دن یقیناً برائی حاصل ہوگی لہذا یہ
ساری تکالیف ان کی نگاہ میں بیچ
تھیں۔

۳۔ بانگ۔ قرآن میں ہے
وَ اَوْحٰنَا اِلَیْہِ لَنَبِّیْنٰہُمْ
بَاخِرْہُمْ ہٰذَا وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ
یعنی ہم نے یوسف کو نبی بھیجی تو ان
بھائیوں کے گڑبڑوں سے ان کو خبردار
کر دیا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں قائل۔
یعنی یہی براہ راست آتی تھی اس کے
آواز سے یوسف سمجھ گئے تھے کہ یہ
وہی خداوندی ہے

قوت و راحت و مندے

قوت اور راحت اور سہلا

چاہد بروے بدال بانگ جلیل

اس عظیم آواز سے ان پر کنوں بن گیا

ہر جفا کہ بعد از آتش می رسید

اس کے بعد جو ظلم ہوا

ہیچا نکے ذوق آں بانگِ اُکست

جیسے کہ است کی آواز کا ذوق

تابنا شد در بلا شاں اعتراض

تاکہ آزمائش میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہو

لقمہ تلخے چو شکر می شود

کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے

لقمہ حکمے کہ نخی می نہد

جس حکم کا لقمہ نخی پیدا کرتا ہے

گل شکر آں را کہ نبود مستند

حس کے لئے گلقد کا سہلا نہ ہو

ہر کہ خوابے دید از روزِ اُکست

جس نے است کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے

میکشد چوں اشتر مست ایں خوال

وہ مست لوث کی طرح اس بوسے کو اٹھاتا ہے

کفک تصدّیقش بگرد پوز او

اس کے منہ کے گرد اکی کی تصدیق کے جھاگ

اشتر از قوت چو شیر فر شدہ

طاقت کی وجہ سے لوث ز شیر بن گیا

ز آرزوئے ناقہ صداقتہ برو

اونٹنی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں قاتلے ہیں

در میانِ جاں فداش زانِ ندے

اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا

گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل

گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ

او بدال قوت بشادی می کشید

انہوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے ہواشت کیا

در دلِ ہر مومنے تا خشر ہست

ہر مومن کے دل میں حشر تک کے لئے ہے

نے ز امر و نہی حق شانِ انقباض

نہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں اس میں انقباض ہو

خارِ ریحاں سنگ گوہر می شود

کانا ریحاں پتھر گوہر بن جاتا ہے

گل شکر آں را گویش می دہد

ذوق کا گلقد اس میں خوشگواری پیدا کر دیتا ہے

لقمہ را ز انکار او قے میکند

اس کے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے

مست باشد در رہ طاعات مست

وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے

بے فتور و بے گمان و بے ملال

بغیر مستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے

شد گواہِ مستی دسوز او

اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں

زیرِ ثقلِ بار اندک خور شدہ

بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا

می نماید کوہِ پیشش تارِ مو

پہاڑ اس کو بالِ نظر آتا ہے

۱۔ ندے ناکالہ ہے یعنی اس آواز سے انہیں طاقت اور سہلا حاصل ہو گیا۔ چاہندہ یوسف کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم کے لئے ضرورہ کی آگ۔

۲۔ ہیچا نکہ حضرت یوسف کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہدِ است کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے تمام دنیاوی مصائب آسمان ہو جاتے ہیں اور احکامِ خداوندی بجالانے میں اس کو انقباضِ طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان۔ خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحاں۔ ہر خوشبودار گھاس۔ گل شکر۔ یعنی عہدِ است کا ذوق۔

۳۔ گل شکر۔ جس میں عہدِ است کا وہ ذوق نہ ہو گا وہ احکامِ خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ ی۔ کشد۔ عہدِ است کے ذوق کی مستی میں حکم اس طرح ہواشت کر لے گا جیسا کہ مست لوث بے تکلفان بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست لوث کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہدِ است کے مست کے منہ میں اس کے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزو۔ مستی کی حالت میں ز لوث اونٹنی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور اس میں بہت زیادہ طاقت آ جاتی ہے۔

دَر اَکسِت آنگو چنیں خواہے ندید
جس نے است میں ایسا خوب نہیں دیکھا ہے
دَر بُشْد اندر تردّد صد دلہ
اگر مرید بنا بھی تو تذبذب میں سولہ دلا ہے
پائے پیش و پائے پس در راہ دیں
دین کے راست میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے
وام ۲ دارِ شرح اینم نک گرو
میں اس کی شرح کا مقروض ہوں یہ گرو ہی ہے
چوں نداد شرح ایں معنی کراں
چونکہ ان معنی کی شرح کا کتاہ نہیں ہے
گفت کورم خواند زین جرم آں دعا
اس نے کہا اس دعا باز نے مجھے جس جرم میں اندھا کہا
مَن دُعا کورانہ کے می کردہ ام
میں نے اندھا ہند دعا کب کی ہے؟
کور از خُلقاں طمع دارد ز جہل
اندھا نااہلی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے
آں یکے کورم ز کورال بشمرید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا
کور پی عشق ست ایں کوری من
میرا اندھا پن عشق کا اندھا پن ہے
کورم از غیر خُدا بیٹا بدو
میں خدا کے غیر سے ناپیتا اور خدا کا بیٹا ہوں

اندریں دنیا نشد بندہ و مرید
وہ اس دنیا میں بندہ اور مرید نہ بنا
یک زماں شکرستش و سائلے گلہ
ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال غم
می نہمد بلمد ترؤد بے یقین
بغیر یقین کے ترود کی حالت میں رکھتا ہے
در شتاب ست از اَلَمِ نَشْرَحِ شتو
اگر جلدی ہے اَلَمِ نَشْرَحِ سن لے
خُر بسوئے مُدعی گاؤ راں
گائے کے مدی کی جانب گدھا ہانک دے
بس بلیسانہ قیاس ست اے خُدا
اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے
جو بخالق گدیہ کے آوردہ ام
اللہ کے سام میں نے کب بھیک مانگی ہے؟
مَن ز تو کز نُسْت ہر دشوار سہل
میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے
اُو نیازِ جان و اخلاصم ندید
اس نے میری جان کی نیاز مندی اور خلاص نہ دیکھا
حُب یعمی و یصم ست اے حسن
اے بھلیہ محبت اندھا اور ہر لانا پاتی ہے کا صدق ہے
مُقھصائے عشق ایں باشد بگو
تا عشق کا بھی مقصفا ہے



خالم نے میرے اوصاف کو نہ دیکھا۔ یعنی چونکہ میں عشق الہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا اور بہرہ دار کر رکھا ہے لہذا میرا بیٹا ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

۱ مرید۔ جس شخص نے عہد
است کے معاملہ میں کوئی خوب نہ
دیکھا ہوا اس میں بندگی اور اور تہذیب کا
باندہ نہیں ہوتا ہے۔ ہر بندہ اپنے شخص
میں کچھ ملاقات مندی بھی اگر ہوئی
ہے تو وہ بھی تہذیب کے ساتھ ہوتی
ہے اس کی زبان پر کبھی شکر خدا آتا
ہے تو اس سے تہذیب و شکر کے ساتھ رہتا
ہے۔

۲ وام دار۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ عہد است کے ذوق کی مزید تشریح
میرے مذمہ قرض ہے۔ وہ ملا کر لیں گے۔
فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر دی
رکھ لے تاکہ قرض کی ادائیگی کا
اطمینان ہو جائے۔ در شتاب اگر
زیادہ جلدی ہے تو اَلَمِ نَشْرَحِ پڑھ
لے یعنی اَلَمِ نَشْرَحِ سہل میں
آخوند کے شرح صدر ہو جانے کا
بیان ہے۔ شرح صدر کے بعد ہر روز
خود مل ہو جاتا ہے۔ اللہ تیرا بھی شرح
صدر کر دے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ
میں خود آ جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ
حضور کی شرح صدر کا بھی مطلب تھا
کہ آپ میں عہد است کا ہوا ذوق تھا
اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کو بھگم کر دیا
تھا اور تمام احکام شرعی آپ پر آسان ہو
گئے تھے۔ گفت۔ اس فقیر نے کہا کہ
آں دعا یعنی گائے کا مالک۔ بس
بلیسانہ۔ شیطانی نے حضرت آدم
کے ظاہرہ کو دیکھا اور اسی بنا پر اپنی
اضغیبات سمجھا حضرت آدم کے اسی
اوصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح
اس شخص نے میرے ظاہرہ کو نہ دیکھا
کہ مجھ اندھے فقیروں میں سے مجھا
حالانکہ میرا فقر الی اللہ تھا۔

۳ من دعا۔ اندھے فقیر تو انسان
سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ
سے بھیک مانگی۔ لانا نیاز۔ یعنی اس

۱۔ آنچناں۔ جس طرح حضرت یوسف کو خواب پر مبرور تھا اور وہ ان کا پہلا من گیا ہی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اسکا تھا کہ ضرور دعا قبول ہو گی اس دعا۔ میری گریز دلی کھیل کو نہ بھی یقینا اس کو قبول ہوتا تھا کس غلام لوگ اس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو کہاں سمجھ رہے ہیں۔ حق شاں۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حال معلوم نہیں تو ان کا کہنا برحق ہے۔
۲۔ خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا جگ بات کہہ آسان کی طرف مت اٹھا کر رکھ لی کہیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈانگیں کیوں ملتا ہے۔ بالکاش۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے آں مسلمین۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر جمعہ میں کرا ہوا تھا۔ کالے خدا۔ اللہ سے جمعہ کی حالت میں بیعتائیں کر رہا تھا۔
۳۔ گربدم۔ اگر میں برا بھی ہوں تو اس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے چل فرستائی۔ جب اسل تو نے خواباں گائے کہیں سے گھر میں بھیج دیا تو میرا ذرا کس غلطی نہی۔

تو کہ بینائی ز کور نام مدار
اے خدا تو کہ چنا ہے مجھے نا چناؤں میں نہ رکھ
آنچناں کہ یوسف صدیق را
جس طرح کہ یوسف صدیق کو
مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا
می نداند خلق اسرار مرا
لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں
حق شان ست و کہ داند راز غیب
یہ ان کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟
خصم ۲ گفتش حق بگو اے شند خو
اس کے مخالف نے اس سے کہا اے بدعت جگ بتا
شیدی آری غلط می آفنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے
بالکاش میں روئے چوں دل مردہ
جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے
غلغلے در شہر افتادہ ازیں
اس سے شہر میں بڑا شہ جگ گیا
کالے خدا اس بندہ را رسوا ملکن
کہ اے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما
تو بھی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں
پیش خلق اس را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے
گاؤ می خواہند از من اے خدا
اے اللہ وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

دائرم بر گرد لطف اے مدار
اے مدار میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں
خواب نمودی و گشتش متکا
تو نے خواب دکھایا اور وہ ان کا پہلا من
اس دعائے بیدم بازی نمود
میری یہ لاشعور دعا مکمل نہ تھی
خاواں میدانند گفتار مرا
میری گفتگو کو کہاں سمجھتے ہیں
غیر علام بسر و ستار عیب
سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے
از چہ سوئے آسمان کردی تو رو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟
لاف عشق و لاف قربت میزنی
عشق اور قرب الہی کی بکواس کرتا ہے
روئے سوئے آسمانہا کردہ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟
آں مسلمی می نہد رو بر زمیں
وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا
گربدم ۳ ہم سیر من پیدا ملکن
اگر میں برا بھی ہوں میرا راز فاش نہ کر
کہ بھی خواندم خرابا صد نیاز
میں تجھے سیکڑوں نیاز مندوں کے ساتھ پکارتا تھا
پیش تو بچوں چراغ روشنیت
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے
چوں فرستای نکر دم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام و شہیدن از ہر دو خصم
حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق اکی بات سننا اور
وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او
مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داؤد نبی آمد بروں
جب داؤد نبی باہر آئے
مدعی گفت اے نبی اللہ داد
مدعی نے کہا ' اے اللہ کے نبی فریاد ہے
گشت گام را پیر سش کہ چرا
اس نے میری گائے ذبح کی اس سے پوچھے کہ کیوں؟
گفت داؤدش بگو اے بوالکرم
اس سے داؤد نے فرمایا اے بھلے ماں
ہیں پراگندہ مگو حجت بیا
خبردار! یہود بات نہ کر دلیل بیان کر
گفت اے داؤد یوم ہفت سال
اس نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا
اس ہی جستم زیر ہاں کاے خدا
میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا!
مردوزن بر نالہ من واقف اند
مرد عورت میری فریاد سے واقف ہیں
تو پرس از ہر کو خواہ اس خبر
آپ جس سے چاہیں یہ بات صیانت کریں
ہم ہویدا پرس و ہم پنہاں رخلیق
لوگوں سے علی الا علان اور خفیہ طور پر صیانت کر لیجئے
بعد از اس جملہ دعا و اے فغاں
اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت میں چونتہ اس احوال چوں
فرمایا ہاں ' یہ کیا احوال ہیں؟
گاؤ من درخانہ او در قدا
میری گائے اس کے گھر میں کس گئی
گاؤ من گشت او بیان گن ماہرا
میری گائے ذبح کی وہ واقعہ بتائے
چوں تلف کردی تو ملک محترم
تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟
تاہیک سو گورد اس دعوی و کار
تاہیک یہ دعویٰ اور معاملہ یک سو ہو جائے
روز و شب اندر دعا و در سوال
دن ' رات دعا اور سوال میں
روزی خواہم حلال و بے عنا
میں حلال روزی بے مشقت چاہتا دن
کو دکاں اس ماجرا را و نصف اند
بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں
تا بگوید بے سہ شکنجہ و بے ضرر
تاک وہ بغیر دباؤ اور بغیر تکلیف کے بتا دے
کہ چہ میگفت اس گدلے زندہ دلق
کہ یہ پٹنی گدڑی والا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟
گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں
اچانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۔ گفت حضرت داؤد نے فرمایا
سب احوال بتاؤ۔ اُو بیان کن۔ یعنی
اس کو فرمائیے کہ وہ بیان کرے۔
۲۔ تاہیک سو۔ یعنی میں معاملہ کو
سیکھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عا۔ مشقت۔
مرد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت مرد بچے
بڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔
۳۔ بے شکنجہ۔ یعنی بغیر کسی دباؤ
کے ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی
کلی اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

پشتم من تاریک شد نے بہر لوت ا شادی آں کہ قبول آمد قنوت
میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کہ کھانے کے لئے اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی
کشتم این راتا دہم در شکر آن کہ دُعائے یمن شنید آں غیب داں
میں نے اس کو فزع کر دیا تاکہ اس شکر یہ میں ہاں دہل کہ اس غیب کے جانے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاو
گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داؤد این سخہا را بشو حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھوے
تو روا داری کہ من بے چختے تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے
اینکہ نجسیت خریدی وارثی یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارث ہے؟
کسب را پچھوں زراعت داں عمو اے چچا! کمالی کو بھتی کی طرح سمجھ
آنجہ کاری بدروی آں آن ناست جو تو بولے کائے وہ تیری ملکیت ہے
رو بدہ مالی مسلمان کو گمو جا مسلمان کا مال دے بغیر بات نہ کر
گفت اے شرتو ہم این میگویم اس نے کہا اے شرتو! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں
وہ نہ این بیدار برکتو شد درست ہنہ یہ ظلم تیرے ذمے لگ گیا ہے
رو بخو وام و بدہ باطل مجو جا قرض لے اور دیدے غلط نہ چاہ
کہ ہمگیویند اصحاب ستم و ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داودی داؤد علیہ السلام نزد خدا
اس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس زدل آہے بر آورد و بگفت تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز در دل داؤد انداز آں فروز اس نے سجدہ کیا اور کہا اے وحش کے جاننے والے
کے خداے ہر کجا طاقے وقت اے ہر اس جگہ سے خدا چاہی کئی طاقت اور محنت ہے
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز در دل داؤد انداز آں فروز اس نے سجدہ کیا اور کہا اے وحش کے جاننے والے

۱۔ لوت۔ مرغن غزل کشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اس کو غریبوں میں بانٹ دوں۔ تو روا داری کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ عدالت کر دیں۔ میں یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیداوار کا ایک حصہ کسب کمالی اور بھتی ایک چیز ہے جو ہوتا ہے بھتی اس کی ملکیت ہوتی ہے۔ ہنہ۔ دھوے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ زو۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اس گائے کی قیمت ادا کرو۔ ہنہ۔ فرض لے کر اس کو دیدے۔
۲۔ گفت۔ گائے ذبح کرنے کے لئے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کہنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اس نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

دردِ لَش نہ انچہ تو اندرِ کِم
اس کے دل میں ڈال دے جو کرتے میرے دل
ایں بگفت و گریہ درخند ہائے ہائے
یہ کہا ہر ہائے ہائے کر کے دعا شروع کر دیا
گفت ہیں امروز اے خولہاں گاؤ
فرمایا خبر دہا اے گائے کے مٹی آج
تا روم من سوئے خلوت در نماز
تاکہ میں نماز میں تہائی میں چلا جاؤں
خوئے دارم در نماز آلِ التفات
میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں
روزن جانم گشاوست از صفا
صفا کی وجہ سے میری جان کا سواغ نکلا ہوا ہے
نامہ و باران و نور از روزنم
پیغام ہر بارش اور نور میرے سواغ سے
روزن مست آلِ خانہ کلاں بے روزن مست
وہ گمر روزن ہے جو بے سواغ ہے
یتیشہ در ہر بیشہ کم زن پنا
ہر جھڑی پر کھلائی نہ ہا
یا مئی دانی کو نورِ آفتاب
یا تو نہیں جانتا کہ سواغ کا نور
نور ایں دانی کہ حیواں دیدیم
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

اندر اُفگندی برآز اے مفصل
میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن
نالہ داؤد بیرون شد ز جائے
یہاں تک کہ حضرت داؤد کا دل ہڑکنے لگا
مہلتم وہ ویں دعا وی را مکاؤ
مجھے مہلت دے ان دھوکوں کو نہ کرید
پرسم ایں احوال از دانائے راز
رازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کر لوں
معنی قُرۃ عینی فی الصلوۃ
جو معنی ہیں قُرۃ عینی فی الصلوۃ کے
میر سدبے واسطہ نامہ خدا
بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے
می قند درخانہ ام از معدنم
میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے
اصل دیں اے سندھ روزن کردن مست
اے بندے دین کی اصل سواغ کر لے
یتیشہ زن در کندن روزن ہلا
پاں سواغ کرنے کے لئے کدال ہلا
عکس خورشید برنوست از حجاب
اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
پس چہ گسرمنا بود بر آدم
تو میرے آدمی ہونے پر گزرمنا کیسے صائق ہوگا؟



اس کا ایک عکس ہے۔ نور ایں۔ اگر تیری نگاہ میں صریحی ظاہر نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ گزرمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ہم نے نبی آدم کو عزت بخشی تو اگر انسان میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

۱۔ حدیث۔ اے خدا حضرت داؤد
کے دل میں وہ بات پیدا کر دی ہے جو
تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی
جس سے میں اس گائے کو ذبح
کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفصل
محسن۔ ایں بگفت گائے ذبح
کرنے والے نے اس گفتو کے بعد
آہ روزی شروع کر دی اور ایسا دیا کہ
حضرت داؤد کا دل بے چین ہو گیا۔
گفت۔ حضرت داؤد نے مٹی سے
کہا آج جاؤ کل فصل ہوگا۔ تارم۔
میں تہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ
سدا کرے گا تاکہ کدال مکمل جائے۔
۲۔ خرم۔ ہر مجھے نماز میں اللہ
تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہوتی ہے جس
کے بارے میں مخصوص فرمایا ہے
کہ میری آنکھ کی ٹھنک نماز میں
ہے۔ قُرۃ عینی فی الصلوۃ
حدیث شریف میں ہے جِبَتْ قُرۃ
عینی فی الصلوۃ میری آنکھ کی
ٹھنک نماز میں رکھی گئی ہے
روزن۔ سورج کا درجہ نکلا ہوا ہے جس
کے ذریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس
خدا کی احکام آتے ہیں۔ ہلا۔ یعنی
ہلاں رحمت۔ معدن۔ یعنی ذات
باری تعالیٰ۔

۳۔ روزن۔ جس سورج کا درجہ نکلا
تعالیٰ کی جانب نکلا ہوا نہیں ہے وہ
روح روزنی ہے۔ اصل دین کی بنیاد
تعلق مع اللہ پر ہے۔ یتیشہ۔ گزرمنا
کائنات کے لئے تیشہ چلانا کنی معنی
نہیں رکھتا۔ اصل کا حجابات کے تیشہ
سے روح میں درجہ چھوٹا ہے۔ یا مئی
دانی۔ توجہ روح کا درجہ چھوٹنے کے
لئے حجابات نہیں کرتا۔ اس کی وجہ
یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور
ذات باری کا نور ہے۔ سورج کا نور تو اس

مَن اچو خوشیدم درون نور غرق مَن ندانم کرد خویش از نور فرق

میں سوئے نماز و آن خلا میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں

میرا اس غلط اور نماز کی جانب جانا کثر نہم تار است گردد اس جہاں

میں نیز حادق رکھا ہوں تاکہ مخلوق سیدھی ہو جائے

نہیست دستورے و گرنہ رختہ اجازت نہیں ہے ہر نہ وہ بہا دیتے

بچنیں میگفت داؤد اس نسق اس طور پر حضرت داؤد ایسا ہی کہتے رہے

پس گریبان کشید از لیس یکے تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

خواست گشتن عقل خلقاں مشرق حقوق کی عقل نے جل جانا چاہا

کہ ندانم در یکی اش من شکے کہ میں اس کی عصانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

رفقن داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

حضرت داؤد کا چہنائی میں چلا جانا تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

با خود آمد گفت را کو تاہ کرد حضرت سنبلیے بات کو مختصر کیا

در فرو بست و برفت آنکہ شتاب مدارہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے

حق نمودش آنچہ نمودش تمام حق نے ان کو جو کچھ دکھایا اس میں سب کچھ دکھا دیا

دید احوالے کہ کس واقف نبود انہوں نے احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

روز دیگر جملہ خصمان آمدند دوسرے دن سب فریق آئے

ہمچنان آں ماجرا ہا بار زفت ہمچنان آں ماجرا ہا بار زفت

اسی طرح وہ قصہ پھر چلا

۱۔ مَن چو خوشیدم میں ذلت

باری میں فنا ہوں۔ سب میں اپنے

میں اور ذات باری میں کوئی امتیاز اور

دلی نہیں پاتا ہوں۔ رستم۔ باد جو اس

اتحاد کے پھر نوافل اور غلوت میں جانا

دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے

کثر نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کے

لئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے

لگتا ہوں اور یہ ایک ہی بات ہے جیسی

کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات

ظاہر کی جاتی ہے۔ حرب خدو۔

جنگ میں ایک خیر واقعی چال سے

کامیابی ہو جاتی ہے۔

۲۔ نیست۔ وحدت کا راز فاش

کرنے کی اجازت نہیں دہنہ حضرت

داؤد سے راز فاش کر دیتے اور اپنے

اسرار بیان کر دیتے کہ وہ اپنے اسرار

خفا ہو جاتا۔ پس۔ فوراً غیب نے

حضرت داؤد کا گریبان کھینچ کر ان کو

اسرار بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔

یعنی حضرت داؤد کی سستی رائل ہوئی۔

عرب۔ یعنی عقلی

۳۔ حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے ان

پر بات واضح کر دی اور گائے ذوق

کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔

زود زود۔ یعنی گائے والے نے فوراً

اس فقیر پر حق طعن شروع کر دی۔

زود! گاؤم را بدہ اے نابکار
از خدائے خوشن شرے بدار
اے نابکار! میری گائے جلد سے
لپے خدا سے کچھ شرما
کاشتیں ظلم صریح نا سزا
می رَوَد در عہد پیغمبر ہلا
کہ ایسا نامناسب صاف ظلم
خبر ہوا پیغمبر کے وہ میں ہو رہا ہے
گاؤ کشتہ خوردہ بے تر سے ونیم
در جواب افزودہ تر ویر آں لیم
اے خدائے! جب میں مکاری زیادہ شروع کر دی
گائے ذبح کر کے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر
کے پچھدیں سال بوم در دعا
من طلب کردم رزق داد او مرا
کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں
اے رسول حق چنین باشد روا
ملک من بدگا و چوں دلاش خدا
میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا اس نے مجھے دیا
اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟
گائے میری ملکیت تھی! خدائے اس کو کیسے دیدی؟

۱۔ زود کہنے لگا کہ فوراً میری گائے
دے اور خدا سے شرم کر کی روکو۔
حضرت داؤدؑ کی دعا میں ایسا ظلم
ہوا ہے تو یہ یعنی خدا سیدہ ہونے
کی باتیں۔

کہ پچھدیں یعنی تو یہ کہتا ہے کہ
میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے
عنايت کر دی۔ کتنی ملامت گن
بہل۔ معاف کر دے۔

۲۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے
تیری پہچان کی ہے تو اب معاملہ کونہ
کر بدھ نہ سہلی ہوگی۔ لاپے من۔
یعنی میرے معاملہ میں آپ ہی
شریعت برت رہے ہیں۔ برسگال۔
بچے کنوں پر پتھر مارتے ہیں۔ برلا۔
علی الاعلان۔ افضلا۔ لوگوں کو ظلم
دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر
داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال
و تشیع صاحب گاؤ بردار داؤد علیہ السلام
سے درگزر کر کے اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد دس خمش گن رو بہل
حضرت داؤد نے اس سے فرمایا چپ جا، چھوڑ
چوں خدا پوشید بر تو لے جوال
۳۔ چوں! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پہچان کی ہے
اے جان! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پہچان کی ہے
گفت داؤد لا چہ حکم ست ایچہ داد
اس نے کہا ہائے کیا کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے
رفته است آوازہ عدلت چٹاں
آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے
برسگان کور ایں اتم زرفت
برسگان کور پر ابھی یہ ظلم نہیں ہوا ہے
چمنیں تشیع می زد بر ملا
بچمنیں تشیع می زد بر ملا
وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

ایں مسلمان را ز گاوت گن بخل
اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے
رو خمش گن حق ستاری بدال
رو خمش گن حق ستاری بدال
جا چپ ہو جا، پہچان پشی کے حق کو سمجھ
جا چپ ہو جا، پہچان پشی کے حق کو سمجھ
از پے من شرع نو خواہی نہاد
میرے لئے آپ ہی شریعت بنائیں گے
کہ معطر شد زمین و آسمان
کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہے
زین تعدی سنگ و کہ شکافت تفت
زین تعدی سنگ و کہ شکافت تفت
اس ظلم سے پتھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے
کافلا ہنگام ظلم ست افضلا
کافلا ہنگام ظلم ست افضلا
آؤ آؤ ظلم کا وقت ہے

آنچنین ظلم و ستم بر من مکن یا نبی اللہ مگو زیناں سخن
ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے اے اللہ کے نبی لکی باتیں نہ کیجئے

حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ جملہ مالی خود بوے بخش
حضرت داؤد کا گئے مالے کو غم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤد گفتش کالے عنود
اس کے بعد حضرت داؤد نے اس سے کہا ہے سرکش!

ورنہ کارت سخت گردو گفتمت
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائے گا میں نے تجھ سے کہا

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید
اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھاڑ لئے

یک دمے دیگر بدیں شنیع راند
ایک دمے پھر یہ ملامت شروع کر دی

گفت چوں سخت نبود اے ناصبور
فرمایا اے بے صبر ہے چونکہ پہنچ پشی تیرا نصیب نہ تھی

دیدہ انگاہ صدر و پیشگاہ
تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو

زیں سخن داؤد زو شد شمناک
ان باتوں سے حضرت داؤد اس پر غضبناک ہو گئے

رو کہ فرزندان تو با بھفت تو
جا کہ تیری لولاد مع تیری بیوی کے

سنگ بر سینہ ہی زد با دو دست
وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا

خلق ہم اندر ملامت آمدند
لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی

ظالم از مظلوم کے داند کئے
وہ مظلوم ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے

۱۔ استم۔ یہ تو یہ سختی۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے تو یہ پستی کی لیکن
تیرے نصیب میں نہ کی اب تو رفتہ
رفتہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے
اگر وہ حضرت داؤد کے ابتدائی فیصلے
میں لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلا ہر فیصلے
کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔
دیدہ۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و
دولت سے مزین اور تھا لیکن تو نے
اس کی قدر نہ کی اور اس کو رھوا بھجا۔
۲۔ زیں سخن۔ جب وہ حضرت
داؤد کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور دعوایا
کرنے لگا تو حضرت داؤد کو ناگوار
گزر لہذا وہ اب فیصلہ یہ ہے کہ صرف
گائے کی معافی اور مال بخشا کافی
نہیں ہے بلکہ تیری لولاد اور بیوی
سب اس کے غلام ہیں۔
۳۔ خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے
وہ بھی حضرت داؤد کے ان فیصلوں کو
ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داؤد کو
لامت کرنے لگے ضمیر۔ پیشہ
سخر۔ متا بعد

ظالم! از مظلوم آنکس بے برد
ظالم! از مظلوم کا وہ شخص بے لگا لیتا ہے
ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندروں
ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے
سگ ہمارہ حملہ بر مسکین کند
کتا بیش غریب پر حملہ کرتا ہے
شرم شیراں راست نے سگ بدلاں
سمجھ لے شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتے میں
عامہ مظلوم کش ظالم پرست
مظلوم کو ملنے والے ظالم پرست عام
رُوئے در داؤد کر دند آں فریق
ان لوگوں نے حضرت داؤد کی طرف رخ کیا
ایں نشاید از تو کیس ظلم ست فاش
آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو ظالم ہے

کو سر نفس ظلوم خود بُرد
جو اپنے ظالم نفس کا سر کھم کر دے
نصم ہر مظلوم باشد از جوں
جنوں کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے
تا تواند زخم بر مسکین زند
جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹتا ہے
گوئیر صید از ہمسایگان
وہ پرندوں سے شکار نہیں چھینتا ہے
از کیس سگ سال سوئے داؤد حست
کین گاہ سے کتے کی طرح حضرت داؤد پر دوز بڑے
کاے نہی مچنے بر ما شفیق
کہ اے منتخب نبی! ہم پر مہربان
قہر کر دی بیگنا ہے را بلاش
آپ نے بے وجہ ایک بے تصور پر ظلم کیا ہے

۱۔ ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود
ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی
حملت کرتا ہے ہاں اگر انسان اپنے
نفس کا سر کھم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم
میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس
ایک کتا جلاہ کے لئے عادت ہے کہ
غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے
شرم۔ شرم حیا اور شرم شیروں میں
ہوتی ہے جو کسی اپنے مسلحہ کا شکار
چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ۔
عوام جو ظالم کی حملت کے عادی
ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے
فیصلہ کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوز
پڑے۔ بلاش۔ بلائی یعنی بلاج۔
سر۔ سر مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔
ہاموں۔ جنگل۔ رفت۔ منظر۔ چھت۔
یعنی شاخیں آپس میں پچی ہوئی
ہیں۔ خت۔ یعنی اس درخت کی
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو
خیمہ کی خیمہ کی طرح ہے بہت مضبوط
ہے۔

عزم کردن داؤد علیہ السلام بخواندن خلق براں صحرا کہ راز را آشکارا کند
حضرت داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرتا جہاں راز ظاہر کر دیں

گفت اے یاراں زمان آں رسید
فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے
بجملہ بر خیزید تا بیروں رویم
سب اٹھا تاکہ ہم باہر چلیں
مردوزن از خانہا بیروں روید
مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو
در فلاں صحرا دختے ہست زفت
فلاں جنگل میں ایک مٹا درخت ہے
سخت رانخ خیمہ گاہ و تیغ او
خیمہ گاہ اور اس کا کھوٹا بہت مضبوط ہے
کال سر سح مکتوم او گردد پدید
کہ اس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے
سوئے صحرا و بدلاں ہاموں شویم
جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پتھریں
تا برآں سر نہاں واقف شوید
تاکہ اس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ
شاخہایش لٹے و بسیار چفت
اس کی شاخیں بہت مٹی اور بہت جڑی ہوئی ہیں
بُوئے خوں می آیدم از تیغ او
اس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آ رہی ہے

خونِ شہدِ ست اندر بنِ آلِ خوشِ درخت

اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے

مالِ را برداشتِ ستِ اسِ قلعبان!

اس دیوث نے مال اڑا لیا ہے

اسِ جواں مرِ خولجہ را باشد پسر

جانِ آقا کا پوتا ہے

تا کنوں حلمِ خدا پوشیدِ آل

اب تک اللہ کے حلم سے اس کو چھپلا

کہ عیالِ خولجہ را روزے ندید

کس نے نیکوئی کی آقا کے بچوں کی دیکھ لی تھی

بے نواہیاں را بیکِ قلمہ نجست

مناجیوں کی ایک قلمہ سے دلداری نہ کی

تا کنوں ارز بہر یکِ گاؤں لعلیں

یہاں تک یہ مردود ایک گائے کی جھ سے

اُو بخود برداشتِ پردہ از گناہ

اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا

کافر ۲ و فاسق دریں دور گوئند

اس فتنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق

ظلمِ مستور ۲ ست در اسرارِ جاں

روح کے اندر میں ظلم چھپا ہوا ہے

کہ یہ بیدیش کشیدہ شاخہا

کہ اس قلم کو سینگ نکالے ہوئے دیکھو

خولجہ را گشتِ ستِ اسِ منحوسِ بخت

اس بد بخت نے آقا کو قتل کیا ہے

دینِ غلامِ اُوستِ اے آزادِ گال

اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے

طفلِ بود و اوندادِ زینِ خبر

بچہ تھا اس کو اس کا پتہ نہیں

آخر از نا شکر سیِ اسِ قلعبان

بالآخر اس دیوث کی ہاشمی سے

نے بہ نو روز و بموسمہائے عید

نہ نو روز پر لہ نہ عید کے موسموں میں

یادِ نا وردِ اُو ز قہقہائے نخست

اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

می زندِ فرزندِ اُورا بر زمیں

اس کے پوتے کو زمین پر پٹخ رہا ہے

ورنہ می پوشیدِ جُرمش را اِلہ

ورنہ خدا اس کے جرم کو چھپا رہا تھا

پردہ خود را بخود برمی درند

اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

می نہدِ ظالم بہ پیشِ مردِ مال

ظالم اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

گاؤ دوزخ را بہ بینید از ملا

بر ملا دوزخ کی گائے کو دیکھو

۱۔ قلعبان۔ دیوث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقتول کو جوان کا لفظ بتلایا ہے اس لئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ علم برداری۔ عیال۔ ہاں بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ قہقہائے۔ یعنی اس پر جوں کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

۲۔ کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ مٹا کر فرماتا ہے کہ کافر اور فاسق خود اپنی پردہ مٹا کر رہتے ہیں۔

۳۔ مستور۔ پوشیدہ۔ شاخ یعنی سینگ۔ از گناہ۔ یعنی بڑا، علی الاطلاق۔ گواہی۔ یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ نمبر۔ پوشیدہ۔

گواہیِ دلاؤں دستِ دِپا و زبانِ بر سرِ ظالم ہم در دُنیا

ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دیتا

پس ہمیں جلاست و پایتِ بگزند بر ضمیرِ تو گواہی میدہند

تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

چوں اموکل می شود بر تو ضمیر
 بہن تیرے اوپر مکمل کی طرح ہو جاتا ہے
 خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
 خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت
 چوں موکل می شود ظلم و بجا
 ظلم اور زیادتی مکمل کی طرح ہو جاتی ہے
 چوں ہمی گیر و گواہ سر لگام
 منہ کا گلوہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے
 پس ہماں کس کیں موکل میکند
 تو وہی ذلت جو یہ مسلط کرتی ہے
 پس موکلہائے دیگر روزِ حشر
 تو حشر کے دن دوسرے مکمل
 اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کیں
 اے وہ کہ جو اس ہاتھوں سے ظلم ہو کہ نہ میں لگا ہے
 نیست حالتِ شہرہ گشتن در گزند
 نقصانِ رہائی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے
 نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار
 تیرا نفس ہر وقت پتنگلوں چنگلیاں اگل رہا ہے
 جو و و نام سوئے کل خود روم
 میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں
 ہچمچاں سے کایں ظالم حق ناشناس
 جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے
 او ازین صد گاو بردو صد شتر
 وہ اس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا
 نیز روزے با خدا زاری مکرد
 اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی

کہ گو تو اعتقادات وا مکیر
 کہ تو کہہ دے اپنے اعتقاد کو نہ چپا
 میکند ظاہر بر سر ت را موبو
 تیرے باز کو ذہ ذہ ظاہر کر دیتا ہے
 کہ ہوید اگن مرالے دست و پا
 کہ اے ہاتھ پاؤں مجھے ظاہر کر دے
 خلصہ وقت جوش خشم و انتقام
 خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت
 تالوائے راز بر صحر ازند
 تاکہ راز کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دے
 ہم تو اند آفرید از بہر نشر
 بھی راز کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے
 گوہر تہید است حالت نیست ایں
 تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
 بر ضمیر آتشنیت واقف اند
 تیرے آتشِ بہن سے سب باخبر ہیں
 کہ بہ بیندیم منم ز اصحاب نار
 کہ مجھے دیکھو میں وہ نہیں میں سے ہوں
 من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
 میں نور نہیں ہوں کہ اللہ کے عباد کی طرف جاؤں
 بہر گاوے کرد چندیں التباس
 ایک گائے کے لئے اس قدر بکر کئے
 نفس نیست اے پدر ازوے بہر
 لے بالا نفس یہی ہے اس سے قطع تعلق کر
 پا رہے نامدا ازو یک دم بدرد
 کسی وقت بھی مدد کے ساتھ اس سے یا رب نہ نکلا

۱۔ موکل۔ وہ شخص جس کے کام
 سرکردہ کیا گیا ہو۔ ظلم و جحظ مشہور ہے
 کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے
 خاص انتقام کے جوش میں قاتل خود
 اقرار کر لیتا ہے پس۔ جو ذلت خود
 دنیا میں تمہارے اعضاء کو تم پر مسلط کر
 کے اقرار کر دیتی ہے وہ حشر میں
 دوسرے مکمل پیدا فرما دے گی جو تم
 سے خود تمہارے جرموں کا اقرار
 کرائیں گے وہ دست یعنی بہت
 سے ہاتھ، بعض شخصوں میں دوست
 ہے۔
 ۲۔ نیست اس کی کوئی خاص
 ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو
 جب ہی جاتا جائے، تیرا ہی افلاطین
 سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے نفس تو
 تیرا نفس خود اپنی ظلمانہ طبیعت اور
 حزان کو ظاہر کر رہا ہے جو عوازم
 آتشیں حزان، جنم کا جزو ہے جو جنم کی
 طرف جاتا ہے
 ۳۔ ہچمچاں۔ اے گائے والے
 نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے
 کیے بکر کئے۔ احوالات اس نے اسی
 گائے ذبح کرنے والے کلا سب مال
 ملا تھا جو اس کو ورش میں ملے تیرا
 نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتا تو
 اللہ تعالیٰ اس کے آگے معاف کر
 دیتا۔

کالے خدا نصیم مرا خوشد گن! گرمش کردم زیاں تو سود گن

کہ اسے خدا میرے مقابل کو خوش کر دے اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے

گر خطا شتم دیت بر عاقلہ است عاقلہ جانم تو بودی از اکست

اگر میں غلطی سے ماہے تو دیت عاقلہ پر ہے است سے تو میری جان کا عاقلہ ہے

سنگ میگردد باستغفار دُر ایں بود انصاف نفس اے جانِ حُر

توبہ کرنے سے پتھر موئی بن جاتا ہے اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتن خلایق بسوئے آل درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

گفت آتش را سپس بندید سخت

فرمایا اس کے آتش پیچھے کو مضبوط باندھ دو

تا لوائے عدل بر صحرا زخم

تاکہ انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دوں

تو غلامی خولجہ زیں رو گشیم

تو غلام ہے اس طہر پر تو آقا بن بیضا ہے

کرد یزداں آتشکارا حال او

خدا نے اس کا حال ظاہر فرما دیا

با ہمیں خولجہ بخفا بنمودہ است

اس آقا پر اس نے بھی ظلم کیا ہے

ملک وارث باشد آں کل سر بسر

وہ سب کا سب وارث ک ملک ہو گا

شرع جستی شرع بستل رو کو مست

تو نے شرعی فیصلہ چاہا شرعی فیصلہ بجا بہت اچھا ہے

ہم پر اینجا خولجہ گویان زہ نہار

اس جگہ آقا "لادان" کہتا تھا

از خیالے کہ بدیدی سہناک

اس تصور کی وجہ سے جو تجھے خوفناک نظر آیا

چوں بروں رفتند سوئے آل درخت

جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے

تا گناہ و جرم او پیدا کنم

تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں

گفت اے سنگ جد ایں را کشتہ

فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے

خولجہ را گشتی و بُردی مال او

تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا

آں زنت اورا کنیزک بودہ است

وہ تیری بیوی اس کی لہڑی تھی

ہرچہ س زو زانید مادہ یا کہ فر

جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نہ

تو غلامی کسب و کارت ملک اوست

تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے

خولجہ را گشتی باستم زار زار

تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا

کار دار اشتاب کردی زیر خاک

تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی

۱۔ خوشد گن۔ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کر کے حقوق اہل و عیال کو رکھتا ہے خطا شتم اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ اور دیت عاقلہ یعنی رشتہ داروں سے دلیا جاتا ہے۔ است۔ عہد است ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَلنَّاسُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بندوں نے کہا تھا بلسی یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار بلاغت تبدیل کر دیتی ہے یہاں خشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ گفت۔ حضرت دادو نے فرمایا اس کی مشکلیں کس دو۔ لول۔ جھنڈا۔ جد ایں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دلا تو غلامی تو اس مشعل کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی۔ مال اس مشعل کی لہڑی تھی۔ ہرچہ۔ لہڑی کی لولاد اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لہڑی مملوک ہے۔ لولٹ۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والے کا غلام ہے تو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے۔ ہم پر اینجا یعنی تیرا آقا تجھ سے پہلے چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے۔ اشتاب۔ شتاب۔ جلدی۔

نیک اسریش با کار در زیر زمیں
یہ اس کا سرخ چہری کے زمین میں ہے
نام اس سگ ہم نوشتہ کار در
چہری پر اس کتے کا نام بھی لکھا ہوا ہے
ہچمچاں کروند و چوں بشگا قند
انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھانا
دولہ افتاد در خلق س زماں
اس وقت لوگوں میں شہ جگ گیا
جملہ ۲ از داؤد گشتہ عذر خواہ
سب حضرت داؤد سے معذرت چاہنے والے بن گئے
باز کاوید اس زمیں را ہچمچیں
پھر اسی طرح اس زمین کو کھینچ
کرد با خوبہ چنیں مکر و ضرر
اس نے آقا کے ساتھ لکھی مکاری اور ضرر رسانی کی
در زمیں آں کار در باسر یقہند
زمین میں چہری مع سر کے پانی
ہر یکے زقار ببرید از میاں
ہر ایک نے کمر سے جیو کاٹ ڈالا
زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
اس لئے کہ وہ بدظن اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد از الزام تجت برو
دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از اں گفتش بیا اے داؤد خواہ
اس کے بعد انہوں نے اس کا تختہ گزرنے والے کے کھانے فرمایا
ہم بدای تیغش بفرمود او قصاص
اس کی اسی تلوار سے انہوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا
حلم حق گرچہ مواسا ہا گندا
اللہ تعالیٰ کی پرہیزی اگرچہ بہت ٹھوڑی کرتی ہے
خون ۳ نخسید در قندہ ہر دلے
خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہے
انقضائے دا ورتی رب دیں
بدلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ
کال فلاں چوں شد چشہ حاش چہ گشت
کرفلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا اس کی کیا حالت ہوئی؟
جوشش خون باشد آں و استعہا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستجوئیں
داؤد خود بستان تو از اس رو سیاہ
اس رو سیاہ سے اپنا بدلہ لے
کے گند مکرش ز حلم حق خلاص
اس کا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے کب بچا سکتا ہے؟
چونکہ از حد بگذر در سوا گند
جب معاملہ حد سے گزر جاتا ہے تو وہ روا کر دیتی ہے
میل جست و جوائے و کشف مشکلی
جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا
سر بر آں داز ضمیر آن وایں
اس اور اس کے دل میں سر اٹھاتا ہے
ہچمچاں کہ جو شد از گلزار کشت
اس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش ملتا ہے
خارش دلہا و بحث و ماجرا
دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

۱۔ ایک سرخ مقتول کا سر اور چہری
اس زمین میں دفن ہے۔ نام اس
قاتل کا نام چہری پر کندہ ہے۔ نام
یعنی کا فر مومن بن گیا۔

۲۔ جملہ حضرت داؤد کے جس
قدر مقررین سے تھے چونکہ وہ بدظن
کے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر
خواہی شروع کر دی۔ قصاص۔ یعنی
قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ داؤد
خواہ۔ جس پر گائے والے نے دعویٰ
کہا تھا۔ بدای تیغش۔ وہی چہری
جس سے اس نے اس کے دلوں کو لیا
تھا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ
تھا۔

۳۔ خون خشید۔ مشہور ہے کہ خون
نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چھڑ کر پڑتا
ہے۔ انقضائے اللہ تعالیٰ کے انصاف کا
تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول
کے بارے میں جستجو پیدا کر دیتا ہے۔
ضمیر دل باطن۔ جوش خون۔ وہی
مقتول کا خون لوگوں کے دل میں
جوش ملتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ
پیدا کر دیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت بر سر کار او معجزہ داؤد شد فاش و دوقلا

جب اس کے کائنات کا راز ظاہر ہو گیا حضرت داؤد کا معجزہ مشہور ہو مضبوط ہو گیا

خلق مجملہ سر برہنہ آمدند سر بسجودہ بر زمینہا می زند

تمام لوگ ننگے سر ہڈ کران کے سرانے سر بسجود ہو گئے۔ ہاں چٹکے ہم کو باطن تھے اس لئے ہم ابتدا

دانیچہ می فرمودہ نشودہ ایم آپ کے فرمان کنہہ سمجھ سکے از تو۔

ہم سب اہل اندھ تھے ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے

از تو ماصد گول عجائب دیدہ ایم لیکن ہم معصہ ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں

ہم نے آپ سے سینکڑوں تم کے عجائب دیکھے ہیں

کز برائے غزو طالوت بگیر کہ مجھے حالات سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجے

تو سب سنگ و فلاخن آمدی آپ تین چتر لہر گھٹن لے کر آئے

صد ہزاراں مرد را برہم زدوی سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد

لاکھوں انسانوں کو جتلا کر دیا ہر ایک کے مرخصم را خونوارہ شد

ہر ایک دشمن کے لئے خونخوار ہو گیا

چوں زہ سازی ترا معلوم شد آپ کے ساتھ ملکہ قادی کی طرح زہ پڑھتے ہیں

جب آپ زہ بتاتا جان گئے

باتو میخوانند چوں مقری زور از دم تو غیب را آمادہ شد

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست آپ وہ زندگی بخشے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

گو بہ بخشہ مرده را جان ابد کہ وہ مرنے کو ابدی جان بخشا ہے

ہر ایک کے از نو خدا را بندہ شد

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہم سب اہل اندھ تھے ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے

از تو ماصد گول عجائب دیدہ ایم لیکن ہم معصہ ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں

ہم نے آپ سے سینکڑوں تم کے عجائب دیکھے ہیں

کز برائے غزو طالوت بگیر کہ مجھے حالات سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجے

تو سب سنگ و فلاخن آمدی آپ تین چتر لہر گھٹن لے کر آئے

صد ہزاراں مرد را برہم زدوی سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد

لاکھوں انسانوں کو جتلا کر دیا ہر ایک کے مرخصم را خونوارہ شد

ہر ایک دشمن کے لئے خونخوار ہو گیا

چوں زہ سازی ترا معلوم شد آپ کے ساتھ ملکہ قادی کی طرح زہ پڑھتے ہیں

جب آپ زہ بتاتا جان گئے

باتو میخوانند چوں مقری زور از دم تو غیب را آمادہ شد

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست آپ وہ زندگی بخشے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

گو بہ بخشہ مرده را جان ابد کہ وہ مرنے کو ابدی جان بخشا ہے

ہر ایک کے از نو خدا را بندہ شد

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

۱۔ دوقلا: ہوا، مضبوط خلق۔

حضرت داؤد کے اس معجزے کو دیکھ کر

سب لوگ ننگے سر ہڈ کران کے

سارے سر بسجود ہو گئے۔ ہاں چٹکے

ہم کو باطن تھے اس لئے ہم ابتدا

آپ کے فرمان کنہہ سمجھ سکے از تو۔

ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے

دیکھے ہیں۔

۲۔ سنگ: جب طاعت جاوالت

کے مقابلے کے لئے نکلے تھے تو

حضرت داؤد کو ساتھ لے کر گئے تھے

راستہ میں چتروں نے حضرت داؤد

سے کہا تھا کہ ہمیں لے کر چلے

طاعت کو موت کا سبب بنیں گے۔

فلاخن: گھٹن جس کے ذریعہ دشمن

برنگباری کی جاتی ہے۔ سنگہایت: وہ

تین چتر تھے لیکن بچھکنے پر ان کے

بڑوں نکلے بن کر جاوالت کی فوج

پر لگے آہن۔ حضرت داؤد زہ ہیں

بناتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں آ

کر مہم بن جاتا تھا۔

۳۔ کہہا: جب حضرت داؤد

زہ پڑھتے تھے تو پہاڑ ان کے ہاتھ آواز

ہو کر زہ کی طاقت کرنے لگتے تھے۔

صد ہزاراں: حضرت داؤد کے ہاتھ پر

لاکھوں کافر مومن بنے۔ غیب: یعنی

عالم غیب۔ دل: آپ کا سب سے

زیادہ قوی مجموعہ ہے کہ آپ انسانوں

کو ابدی حیات بخشے ہیں۔ کھوہ: خدا۔

قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے

میں تہادی زندگی ہے۔

درمیان! آنکہ نفس آدمی بجائے آل خوئیست کہ مدعی گاؤ
 اس کے بیان کو آدمی کا نفس اس قاتل کی جگہ پر ہے، جو ذبح شدہ گائے
 کشتہ بود و آن کشندہ گاؤ عقل ست و داؤد حق ست یا شیخ
 کا مدعی بنا تھا اور گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور حضرت داؤد حضرت
 کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تو اند ظالم را کشتن
 حق تعالیٰ یا شیخ کی جگہ پر ہیں جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم
 و تو نگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب
 کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

۱۔ درمیان۔ پہلے قصہ سے مولانا
 نصیحت کے لئے کچھ نتیجہ اخذ کر کے
 بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 گائے ذبح کرنے والے کی مثال
 عقل ہے اور گائے کا بدلہ لینے والے
 کی مثال نفس ہے حضرت داؤد کی
 مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کمال جو
 اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے نفس خود
 جس طرح گائے کے مدعی کے قتل
 سے عالم زندہ ہوا تو اپنے نفس کو قتل کر
 عالم زندہ ہو جائے گا اس نفس نے
 تیری عقل کو کھنڈا کر رکھا ہے اور خود قاتل بن
 بیٹھا ہے اس کو فوراً غلام بنا۔
 ۲۔ مدعی نفس نے عقل کو کھنڈا کیا اور
 خود قاتل بن بیٹھا حالانکہ عقل کا غلام
 تھا۔ منکر تمام لوگ ابتدا گائے ذبح
 کرنے والے کے مخالف ہو گئے
 تھے عقل۔ وہ جو جوان ہے جس نے
 گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے
 بغیر محنت روزی کا طالب بنا تھا۔
 روزی۔ غذائے روح اس وقت
 حاصل ہوگی جب تک کسی کو گے جو
 کہ بھول گائے کے ہے۔
 ۳۔ نفس۔ بدن نفس کے لئے
 ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدعی
 کے لئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ جس
 طرح وہ جو جوان گائے کے مدعی کے
 آقا کا لڑکا تھا اسی طرح نفس کے اعتبار
 سے عقل کو مجموعہ نفس۔ نفس عقل کا
 قاتل ہے۔ اوراق بنی۔ یعنی نبی کی
 شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی
 بدن اور جہالت کے ذریعہ قربان کرنا۔

نفس خود را گش جہان ازندہ گش
 اپنے نفس کو بدلہ، جہان کو زندہ کر
 مدعی ۲ گاؤ نفس ٹٹ ہیں
 خبردار گائے کا مدعی تیرا نفس ہے
 آل کشندہ گاؤ عقل ٹٹ رو
 وہ گائے ذبح کرنیوالا تیری عقل ہے جا
 عقل اسیر ست وہی خواہد ز حق
 عقل نفس کی قیدی ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
 روزی بے رنج او مقوف جنسیت
 اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر مقوف ہے؟
 نفس ۳ گوید چوں کشی تو گاؤ من
 نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے
 خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
 عقل جو آقا سے پیدا ہوئی ہے سر و سامان ہوگی
 روزی بے رنج میدانی کہ چیست
 تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
 لیک مقوف ست بر قربان گاؤ
 لیکن وہ گائے کی قربانی پر مقوف ہے

خواجہ راکشت ست اورا بندہ گش
 اس نے آقا کو قتل کیا ہے، اس کو غلام بنا
 خویشتن را خواجہ کر ست و مہین
 اس نے اپنے آپ کو آقا اور سرور بنایا ہے
 بر کشندہ گاؤ تن منکر مشو
 جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن
 روزی بے رنج و نعمت پر طبق
 بغیر مشقت روزی اور طہار بھری نعمت
 آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بدیست
 یہ کہ وہ گائے کو ذبح کر دے کیونکہ وہ برائی کی جڑ ہے
 زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
 کیونکہ جسم کی صحت نفس کی گائے ہے
 نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
 قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا
 قوت ارواح ست و اوراق بنی ست
 روحوں کی روزی ہے اور نبی کے عطا کردہ رزق ہیں
 گنج قتل گاؤ داں اے گنج کاؤ
 گائے کو ذبح کرنے کو ذبح نہ کھائے غلام کھونے والے

۱۔ دوش: ہے عشق سے موشی طاری ہونے لگی ہے ورنہ میں غدا کے روح حاصل کرنے کی پہلی بات بتاتا۔ افسانہ است۔ یعنی ہر وہ کاسب میں نے اپنا فضل بتایا یہ محض کہنے کی بات ہے ورنہ ہر چیز قرآنِ عظیم سے آئی چلا اس کا سبب ذاتِ خداوندی ہے۔ چشم بر اسباب اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب ذاتِ خداوندی ہے لیکن اسباب ظاہری اختیار کرنا میں نے انبیاء سے سیکھا ہے لہذا میں نے بھی ظاہری سبب کی طرف رجحان کر لیا تھا۔ خوش چشمان۔ یعنی انبیاء کرام ہست اسباب کے علاوہ ایک ذات مسبب الاسباب ہے۔ انبیاء انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ اسباب ظاہری کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔ کیوں۔ دجل جس کی بلندی مشہور ہے۔

۲۔ ہے سبب: بغیر کسی ظاہری سبب کے حضرت موسیٰ کے لئے دیائے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ کا ڈھیر۔ حضرت موسیٰ کے لئے من و سلوی اترتا تھا۔ ریگیا۔ حضرت ابراہیم کے لئے ریت آتا بن گیا تھا۔ چشم۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے لون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآن۔ قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی ہمیں بغیر ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔ درویش۔ انھوں نے کو بغیر ظاہری اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور ابواب باوجود تول کے بہا ہوا۔

۳۔ مرغ: ابراہیم جی کا ہاتھوں کا شکر بانیوں کی نگر ہوں۔ ہے تہا ہوا۔ بیل۔ باہمی برکری گرنی تھی اور اس کے بدن کو چھٹی کر دیتی تھی۔ دم گاؤ۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ

دوش: چیزے خوردہ ام ورنہ تمام میں نے کل کچھ پی لیا ہے، ورنہ پہلی دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است کل میں نے کوئی چیز پی لیا ہے یہ کہنے کی بات ہے چشم بر اسباب ازچہ دوختم میں ن اسباب پر نظر کیوں جلائی؟ ہست بر اسباب اسباب دگر اسباب دفعی نے لوہ دھرے اسباب ہیں انبیاء در قطع اسباب آمدند انبیاء قطع اسباب میں ہیں بے سبب ۲۔ مرغ: رشکا فتند انہوں نے بلا سبب ظاہری کے دیا کو پھاڑا ہے ریگیا ہم آرد شد از سخی شال ان کی کوشش سے ریت آتا بنے ہیں جملہ قرآن ہست در قطع سبب پورا قرآن قطع اسباب پر مبنی ہے مرغ ۳۔ باپیلے دوسہ سنگ افگند پند، ہاتھی پر دو تین نکلیاں گراتا ہے پیل را سوراخ سوراخ افگند ہاتھی کے سوراخ سوراخ کو ذاتی ہے دم گاؤ گشتہ بر مقتول زن زن شد گائے کی دم، مقتول پر مار خلق بریدہ جہد از جائے خویش گلا کتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

دادے در دست فہم تو زمام باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دتا ہرچہ می آید ز پنہاں خانہ است ورنہ جو چیز آؤگی ہے وہ عالم غیب سے ہے کہ زخوش چشماں کرشم آموختم اس لئے اچھی آنکھیں دلوں سے میں نے لاکھ لیا ہے در سبب منکر درال فکلن نظر دفعی اسباب کو نہ دیکھ ان پر نظر ڈال معجزات خویش بر کیواں زندہ انہوں نے اپنے معجزے دجل پر قائم کئے ہیں بے زراعت چاش گندم یاغند انہوں نے بغیر بھتی کے گیہوں کا ڈھیر پلایا ہے چشم بوا بریشم آمد کشکشاں ہمیز کی لون لچھے در ریشم بنی ہے عز درویش و ہلاک ابواب مدوش کی عزت اور ابواب کی ہلاکت لشکر زفت حبش را بشکند حبش کے بھاری لشکر کو شکست دے دیتا ہے سنگ مرغے کو ببالا پر زند پند کی نکلی جو لوہ کو اترتا ہے تاشود زندہ ہماں دم در کفن تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے خون خود جوید زخوں پالائے خویش اپنے خون بہانے والے سچے خون کا مطالبہ کریں گا



بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر کے اس کا گوشت یادِ مقتول پر دی تو اس نے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتادیا۔

ہمیں از آغاز قرآن تا تمام
 اسی طرح قرآن کے شروع سے آخر تک
 کشف اس نز عقل کار افزا شود
 اس کا کشف کار افزا عقل سے نہیں ہوتا ہے
 بند ۲ معقولات آمد فلسفی
 فلسفی معقولات کا پابند ہے
 عقل عقلت مغزو عقل تست پوست
 تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چمکا ہے
 مغز جو از پوست دارد صد ملاں
 مغز کا تلاش کرنے والا چمکے سے نفرت کرتا ہے
 چونکہ قشر عقل صد برہاں دہد
 عقل کا چمکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے
 عقل ۳ دفتر ہاگند یکسر سیاہ
 عقل دفتروں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے
 از سیاہی و سفیدی فارغ ست
 کلی عقل سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے
 ایں سیاہ و ایں سفید از قدر یافت
 اس کالے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے
 ایں کالے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے
 قیمت ہیمان و کیسہ از زر ست
 ہیمانی اور تھیلی کی قدر سونے کی جہ سے ہے
 ہیمانی اور تھیلی کی قدر سونے کی جہ سے ہے
 ہچمیاں کہ قدر تن از جاں بود
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی جہ سے ہے
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی جہ سے ہے
 گر بُدے جاں زندہ بے پرتو کنوں
 اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی
 اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی
 ہیں بگو کہ ناطقہ جوئی گند
 ہیں کہہ دے کہ قوت گویائی نہر کھو رہی ہے

رفض اسباب ست و علت و السلام
 اسباب و علت کا ترک مذکور ہے و السلام
 بندگی گن تا ترا پیدا شود
 بندگی کر تا کہ تجھ پر ظاہر ہو جائے
 شہسوار عقل عقل آمد ضعی
 منتخب انسان، عقل کل کا شہسوار ہے
 معدہ حیواں ہمیشہ پوست جو ست
 حیوان کا معدہ ہمیشہ چمکے تلاش کرتا ہے
 مغز نغز آں را حلال آمد حلال
 اچھا مغز اس کے لئے حلال ہی حلال ہے
 عقل کل کے کام بے اقبال نہد
 تو کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اٹھائے گی؟
 عقل عقل آفاق دارد پُرز ماہ
 کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پر کر دیتی ہے
 نور ماہش بر دل و جاں بازغ ست
 اس کے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے
 ز اں شب قدر ست کا ختر وار تافت
 تو اں شب قدر سے پایا ہو خستہ کی طرح چمکتی ہے
 بے زرا آں ہیمان و کیسہ اتر ست
 وہ ہیمانی اور تھیلی بغیر سونے کے تھس سے ہے
 قدر جاں از پرتو تو جانناں بود
 جان کی قدر جانوں کے پرتو کی جہ سے ہے
 جان کی قدر جانوں کے پرتو کی جہ سے ہے
 ہچ گفتے کافراں را مٹیوں
 تو بھی وہ خدا کافروں کو کہتا کہ وہ مروے ہیں
 تا بقدر نے بعد ما آئے رسد
 تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

۱۔ ہمیں قرآن اس کی تعلیم دیتا
 ہے کہ اسباب میں تاثیر مسبب
 لا اسباب کی جہ سے ہے کشف
 مسبب لا اسباب کا موثر ہونا دنیوی
 عقل سے سمجھ میں نہ آئے گا اس کے
 لئے مجاہدوں کی ضرورت ہے
 ۲۔ بند یعنی فلسفی محض دنیوی
 عقل میں مقید ہے عقلی برگزیدہ
 یعنی دلی اللہ عقل عقل یعنی دہندہ
 حق جو عقل کو نور بخشتا ہے معدہ
 حیواں حیوانات عموماً چمکے کھاتے
 ہیں لہذا جس پر حیوانیت کا غلبہ ہے وہ
 دنیوی عقل کی طرف مائل ہوتا ہے جو
 کہ بھول چمکے ہے چونکہ دنیوی
 عقل سینکڑوں دلائل پیش کر دیتی ہے
 جس سے یقین کا دھجہ حاصل ہو جاتا
 ہے تو عقل کل بدیع کو لی یعنی دلائل پر
 عمل کرتی ہے
 ۳۔ عقل یعنی عقل دنیوی عقل
 عقل یعنی نور حق سیاہی یعنی
 روشنائی سفیدی یعنی کافور
 ماہش نور حق انسانوں کے دلوں پر
 طلوع کرتا ہے بازغ چمکنے والا
 شب قدر یعنی نور حق قیمت عقل
 کی مثال ہیمانی کی سی ہے اور نور حق
 کی مثال سونے کی سی ہے قدر
 جاں اگر دھجہ پرتو خداوندی نہیں ہے
 تو وہ مدح مرود ہے اسی لئے قرآن
 نے کافروں کو مدح مرود کیا ہے۔
 مولانا فرماتے ہیں کہ فی الحال اگر میری
 باتیں سمجھنے والے نہیں ہیں تو اسلئے
 نسلوں میں لوگ سمجھیں گے

۱۔ گرچہ وہ آنے والے تھے خود بھی یہ سار بیان رکھیں گے لیکن مشنوی کی باتوں سے ان کو تقویت حاصل ہوگی۔ نہ کہ پہلی کتابوں نے قرآن کی تصدیق کی اسی طرح بعد میں آنے والوں کے اقوال کی میری مشنوی تصدیق کر دی۔ روزی۔ اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔ بلکہ ایک ہفتہ ایسا آئے گا کہ تمہیں بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل ہونے لگے گا۔ انکس روٹی میں جو بھی نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع اللہ تعالیٰ روٹی کے واسطہ کے بغیر بھی عطا فرماتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور نفع روٹی میں کئی چیز ہے اور روٹی کے لئے دس خانہ تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ بغیر روٹی کی ظاہری شکل کے اپنے اہلیاء کو کھانا نہ فرماتا ہے۔

۲۔ رزق جالی۔ یعنی روحانی رزق شیخ کو زیور حاصل ہوگا جیسا کہ اس نوجوان کو حضرت داؤد کے انصاف سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی صحبت نفس کو رام کر دیتی ہے۔ ازین۔ خدا۔ یعنی جبرئیل قہر۔

۳۔ صاحب آں گاؤ گائے کے مدنی کی مثال نفس کی ہے جو جب ہی مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤد کا فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکر جب کرے گی جب شیخ یاد بن جائے۔ زمرہ۔ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ زمرہ کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا

گرچہ ہر قرنہ خن آئے بود اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہو گا نے کہ ہم تو ریت و انجیل و زبور کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی روزی بے رنج جوئی و بے حسیب بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر بلکہ رزقے از خداوند بہشت بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق ملے گا زانکہ نفع ناں و داناں ناں داؤد اوست کیونکہ اس روٹی میں روٹی کا نفع خدا کی دین ہے ذوق نہیں نقش ناں چوں سفرہ الیست نفع پوشیدہ ہے روٹی کی صحت دس خانہ جیسی ہے رزق پہچانی کے بری باسعی و جست تو روٹی رزق اپنی نوش و جست جو ہے کب حاصل کر سکا ہے نفس چوں باشیخ بیند گام تو نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا صاحب ۳۱ آں گاؤ رام آنگاہ شد گائے کا مدنی اس وقت فرمانبردار بنا عقل گاہے غالب آید در شکار و چنگ میں عقل اس وقت غالب آئے گی نفس اژدر و ہاست بلخند زور و فن نفس سینکڑوں کمر اور فن والا اڑتا ہے مگر تو صاحب گاؤ را خواہی زوں اگر تو گائے کے مدنی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

لیک گفت سلفاں یارے بود لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہلا ہوگا شد گواہ صدق قرآن اے شکور اے شکر گزار قرآن کی صدف کے گلابے ہیں کز بہشت آورد جبرئیل سیب تاکہ جبرئیل تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں بے صدای باغبان بے رنج کشت باغبان کی مدد ساری اور کھیتی کی مشقت کے بغیر بدہمت آں نفع بے توسط پوست تجھے وہ نفع بغیر جھکے روٹی کی صافیت کے دیگا ناں بے سفرہ ولی راہ برہ الیست بغیر دس خانہ کی روٹی دل کا حصہ ہے جو بعدل شیخ کو داؤد ٹست شیخ کھانا کے بغیر جوئے لے کر بہشت لے گئے از بن دندان شود او رام تو مجھ جیسا تیرا فرمانبردار ہو جائے گا کز دم داؤد او آگاہ شد جب وہ حضرت داؤد کے حکم سے واقف ہو گیا برسنگ نفست کہ باشد شیخ یار تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہو گا زوئے شیخ اُور زمرہ دیدہ گن شیخ کے چہرہ اس لئے کہیں نکل ڈالے ملازم دے چوں خراں سخن کن آتسوائے حروں اے سرکش اس کو گدھ کی طرح سمجھ کر اس طرف بھا

ہے تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھ کی طرح سمجھ کر شیخ کے پاس بھا۔

گرتو خواهی ایمنی از اژدها
اگر تازد ہے سے مطمئن ہوتا چاہتا ہے
خاک شو در پیش شیخ باصفا
صاحب ہاں شیخ کے سامنے خاک بن جا
صد ازباں در ہر زبانش صد لغت
لش کے زبانیں ہیں ہاں کی ہر زبان میں موصول ہیں
چوں نزدیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
مدعی گاؤ نفس آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان ہوتا ہے
شہر را بفریبہ الا شاہ را
شاہ کے علاوہ شہر کو فریب دیتا ہے
نفس را تسبیح و مصحف دریمیں
نفس کے دلہنے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
مصحف سائوس او باور ممکن
اس کے گھر کے قرآن پر احماد نہ کر
سوئے حضرت آورد بہر وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے وضو کی جانب لاتا ہے
عقل نورانی و نیکو طالب ست
عقل نورانی اور بہترین طلبہ ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے تیری عقل باہر ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے
باش تا شیراں سوئے بیشہ روند
ظہر ، کہ شیر کچھل میں پہنچیں

دش از دلاں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے ہاں سے جدا نہ کر
تاز خاک تو بروید کیمیا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو
زرق و دستاش نیاید در صفت
اس کا سرور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے
آں زبان صد گرش کو تہ شود
اس کی سوز گزلی زبان جھولی ہو جاتی ہے
صد ہزاراں حجت آردنا صحیح
غلط قسم کی لاکھوں دلیل بیان کرتا ہے
رہ نتاند زرشہ آگاہ را
باخبر شاہ کی راہ زنی نہیں کر سکتا
خنجر و شمشیر اندر استیں
آئین کے اور خنجر اور تلوار ہے
خویش با او ہمسر و ہمسر ممکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراز اور ہم رتبہ نہ بنا
واندر انداز و خرا در قعر او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے
نفس ظلمانی بروچوں غالب ست
ہدیک نفس اس پر کیوں غالب ہے
گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
گھر اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے
بر در خود سنگ بود شیر مہیب
اپنے ہواے پر کتا خوناک شیر ہوتا ہے
ویں سگان کور آبخا بگردند
یہ اندھے کتے دہل مطیع ہو جائیں گے

۱۔ صد زبان۔ نفس بہت ہی بت
پناہ دیکھ رہا ہے اس کے کمر کی
تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کتبہ نفس کی
زبان شیخ کی صحبت میں کلام ہو جاتی
ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کر
سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی
طرح ہے اس منڈی نے بہت سی
غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر۔ گائے
کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ
ہو کے میں آگئے تھے حضرت داؤد
نرب میں نہ آئے تھے
۲۔ نفس۔ نفس بگڑا کھٹ ہے
بظاہر ایک معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں
بہت شر ہے مصحف اس کی ظاہری
حالت دیکھ کر اس کا ہمراز اور ہم نہ
ہیں۔ سوئے خوش۔ کسی کی دعوت دیتا
ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا
ہے عقل نورانی۔ عقل جیسی شریف
چیز پر عین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہو
جاتا ہے کہ عقل سے بیگانہ ہو گیا
ہے اور اس کو اپنے اپنے سے دور کر دیا
اور اپنے اندر نفس کو رہا لیا ہے اب وہ
نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا
جہاں عقل مادی بھڑی پھرتی ہے
۳۔ باش۔ عقلیں جب اپنے
اصل مقام پر مقیم ہوگی سب اس باتوں
پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱۔ نفس بھی دل کی دلی سے
مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ مکی کاؤ
حضرت داؤد کی قسّی وحی سے مطلوب
ہوا اور نہ شہر والے اس کو سچا سمجھ رہے
تھے۔ ہر کس جو نفس کا مصلحت سے
وہ اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ شیخ
چونکہ داؤد کی طرح ہے وہ اس کے
فریب میں نہیں آتا ہے کہ وہ بدل
شیخ کمال وہ ہے جو جمہیت کو فتنہ کر
کے جسمہدج بن جائے اور اس طرح
سے مظہر خدا بن جائے جس طرح
دل مظہر خدا ہے۔

۲۔ خلق عوام اپنی مریض ہیں
اور یہ دیکھ کر پتھری کی مددگار ہوتی ہے لہذا
عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔
ہر جسے۔ دنیا میں بہت سے مکار اور
فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن
جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی
قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ ان کے مکر
میں محسوس جاتا ہے۔ چلے۔ یہاں
جنہیں سچے اور جھوٹے ہر کی پہچان
نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح
ہیں جو شکاری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس
کی آواز سمجھ لیتا ہے اور چھٹتا ہے۔
نقدیان حقوں میں ٹھکرے کھوٹے
کی تمیز نہیں ہے ایسے حقوں سے
گریز چاہیے خواہ وہ کتنا ہی نکتہ رس اور
ذہین ہو۔

۳۔ رستہ ایسے حقوں کو یہ تمیز
نہیں ہوتی کہ کون جتنی ہے اور کون
جتنی، اگر ایسے آتش یقین کا دھوی
کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے۔
انجینیں ایسا حق خواہ کتنا ہی ذہین ہو
اس کو اس جھوٹ اور اس سے اس طرح
بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا
ہے گزرتن۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ حرارت کا مرض عذاب
الہی اور لا علاج ہے۔

مکر نفس و تن نداند عام شہر
نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے
ہر کہ جنس اوست یار او شود
جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دوست بن جاتا ہے
کو مبدل گشت و جنس تن نماند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے
خلق ۲ بملہ علتی انداز کمیں
تمام لوگ اند سے پیدا ہیں

ہر خستے دھوی داؤدی گند
ہر کمینہ داؤد ہونے کا دھوی کر دیتا ہے
چوں زصیا دے شنید آواز طیر
جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے
نقدرا از قلب شناسد غویست
جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گولہ ہے
رستہ ۳ و برستہ پیش او یکے ست
آواز اور گزند اس کے نزدیک یکساں ہے
آنجنیں کس گر ذکی مطلق ست
ایسا شخص خواہ پھرا ذہین ہے
ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر
خبردار اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگر دو جو یوحی القلب قہر
وہ دل کی وحی کے بغیر مطلوب نہیں ہوتا
جو مگر داؤد کو شیخت یوڈ
مگر سوائے داؤد کے جو تیرا شیخ ہے
ہر کرا حق در مقام دل نشاند
جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ بٹھایا ہے
یار علتی می شود علت یقین
یقیناً مرض، مرض کا مدگار ہوتا ہے
ہر کہ بے تمیز کف دوے زند
جو بے تمیز ہے اس سے وابستہ ہو جاتا ہے
مُرغ ابلہ می کند آں سوئے سیر
بیوقوف پرند اس جانب اڑتا بھرتا ہے
ہیں از و بگریز اگرچہ معنویست
خبردار اس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو
گریقیں دعوے کند اور شکست
اگرچہ یقین کا دھوی کرے وہ شک میں مبتلا ہے
چلش ایں تمیز نبود احمق ست
جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے
سوئے او مشاب اے داتا دلیر
اے عقلمند بھلا! اس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و
بیوقوفوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر
شخصے درے اور فتن و سوال کردن
جانا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جانا اور سوال کرنا



عیسیٰ! مریم بکو ہے می گریخت
حضرت مکیہ لہن مریم ایک پیکر طرف بھاگد ہے تے
آں یکے در پے دوید و گفت خیر
ایک شخص پیچھے دڑا اور بولا خیریت ہے
بانتخاب او آنچنال میتاخت چغت
جلدی میں وہ اس طرح جست بھاگ رہے تھے
یک دو میدال در پے عیسے براند
وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے پیچھے بھاگا
کز پے ہر ضلت حق یک خطہ است
کہ خدا کی خوشنوی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریے
از کہ ایں سومی گریزی اے کریم
اس صاحب کرم اور کو آپ کس سے بھاگد ہے ہیں
گفت از احمق گریز انم برو
فرمایا جا میں بیوقوفوں سے بھاگ رہا ہوں
گفت آخر آں مسیحانہ توئی
اس نے کہا آخر آپ وہی مسیحائیں ہیں
گفت آرے گفت آں شہ نیستی
گفت آں نے فرمایا ہیں اس نے کہا پ وہ شہ نہیں ہیں؟
چوں بخوانی آں فسوہ بر مردہ
آپ جب وہ مٹر کسی مردے پر پڑتے ہیں
گفت آرے آں منم گفتا کہ تو
انہوں نے فرمایا میں ہی ہوں اس نے کہا کہ آپ
بر دمی در وے سبک تا جاں شود
آپ اس میں آہستہ سے چوک مارتے ہیں تو وہ زندہ ہو جاتا ہے
گفت آرے گفت پس اے روح پاک
انہوں نے فرمایا ہیں اس نے کہا تو اے پاک روح

شیر گویی خون او میخواست ریخت
گویا شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے
در پیت گس نیست چہ گریزی چو طیر
آپ کے پیچھے کئی نہیں ہے ہندک لہن آپ کیل ہندری ہیں
کز شتاب خود جواب او نگفت
کہ اپنی جلدی میں اس کو جواب نہ دیا
پس بختہ جہد عیسے را بخواند
پھر کوشش سے حضرت عیسیٰ کو پکارا
کہ مرا اندر گریزت مشکلی ست
یکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل ہویش ہے
نے پیت شیر و نہ خوف خصم و نیم
آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف
می رہانم خویش را بدم مشو
میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں، مجھے نہ دک
کہ شود کو رو کر از تو مستوی
کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہر انداز مست ہو جاتا ہے
کہ فسوں غیب را ما دستی
کہ آپ فیہی مٹر کے ہلکی د لجا ہیں
بر جہد چوں شیر صید آورده
وہ مردہ شکاری شیر کی طرح کو پڑتا ہے
نے ز گل مرغاں گئی اے خو برو
اے حسین کیا مٹی سے پرندے نہیں بنادیتے ہیں
در ہوا اندر زماں پڑاں شود
اور فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے
ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک
آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

۱۔ عیسیٰ یعنی لہن مریم اس طرح
پہاڑی جانب بھاگے جا رہے تھے
چیسے کو گویا کئی شیر ان کے خون کے
ورپے ہے ایک شخص ان کے پیچھے
دڑا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن
وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اس
کو جواب نہ دے سکے
۲۔ کز پے ہر ضلت اس شخص
نے بھاگ کر لہن سے قریب ہو کر
کہا خدا کے لئے کر جائے اور میرا
جواب دیدہ تھو۔ گفت حضرت
عیسیٰ نے فرمایا میں ایک احمق سے
بھاگد ہوں تو مجھے نہ دک۔ گفت
اس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے
سے تو اندھے بہرے سا مجھے ہو جاتے
ہیں، آپ احمق کی حماقت سے اس
قدر غور نہ کریں؟
۳۔ گفت آرے حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ تیرا کہنا درست ہے
گفت آں شہ پیچھے بھاگنے والے
نے کہا آپ تو وہی شاہ ہیں جن کو کام
اعظم آتا ہے جب وہ آپ مردے پر
پڑتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح
زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت انہوں نے
فرمایا ہیں میں وہی ہوں جو کہتا ہے
تو اس نے کہا آپ تو مٹی سے پرندے بنا
کر اڑا دیتے ہیں اس میں چوک نہ
دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے۔ گفت
آرے انہوں نے فرمایا کیا تو اس
نے پھر کہا جب آپ کے پاس ایسے
معجزات ہیں تو آپ کو کسی سے کیا ڈر
ہے

باجنیں برہاں کہ باشد در جہاں

ایسی دلیل کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون ہوگا؟

گفت ایسی کہ بذات پاک حق

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی تم

حُرمت ذات و صفات پاک اُو

اس کی پاک ذات اور صفات کی تم

کال فُسون واسم اعظم را کہ من

کہ وہ منتر اور اسم اعظم جو میں نے

بر کُہ سگس بنخواندم شد شکاف

پتھر پر پتھر پر میں نے پڑھا وہ شک ہو گیا

برتن مَرده بنخواندم گشت حی

میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بہ دُو

میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا

سنگ خارا گشت وزاں خور گشت

سنگ خدا بن گیا اور اس علت سے نہ بنا

گفت حکمت چیست کاجا آم حق

اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسم اعظم نے

آں ہماں رنجست و ایں رنجہ چرا

وہ بھی پہلی ہے اور یہ بھی پہلی کیل

گفت رنج احمقی قبر خداست

فرمایا بیوقوفی کی پہلی خدا کا عذاب ہے

ابتلا رنجیست کان رحم آورد

آزائش وہ پہلی ہے جو رحم لاتی ہے

بر سر آرد زخم رنج احمقی

بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

کہ نباشد مر ترا از بندگان

جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

مُبدع تن خالق جاں و سبق

جو کہ جسم کا پیدا کرنے والا اور تن میں مدح کا خالق ہے

کہ یو دگر ووں گریباں چاک اُو

جس کے لئے آسمان گریبان پھاڑے ہوئے ہے

برگر و بر کور خواندم شد حسن

بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا

خرقہ رابد رید بر خود تا بناف

اس نے ناف تک پیر بن پھاڑ ڈالا

بر سر لاشی بنخواندم گشت شی

میں نے ناچنے پر پڑھا وہ چیز ہو گیا

صد ہزاراں بارو در مانے نشد

لاکھوں بار ' اور کئی علاج نہ ہوا

ریگ شد کز وے نروید ہیچ کشت

ریت بن گیا جس سے کوئی تھقی نہ لگے

سود کرد اینجا مود آرا سبق

فائدہ کیا اس جگہ وہ نہ چلا

اُو نشد ایں را واں راشد دوا

وہ اس کے لئے دوا نہ ہو اور اس کے لئے دوا بن گیا؟

رنج کوری نیست قہر آں ابتلاست

اندھے بن کی پہلی عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

احمقی رنجیست کان رحم آورد

بیوقوفی وہ پہلی ہے جو رحم پیدا کرتی ہے

رحم نبود چارہ جوئی آں شقی

اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

۱۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے

کے جواب میں فرمایا۔ مدح۔ ایجاد

کرنے والا۔ سبق۔ نازل۔ گریبان

چاک۔ یعنی عاشق۔ کال۔ پیچک

اس اسم اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے

اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں۔

ہر کہ پہاڑ اس کی عظمت و ہیبت

سے پھٹ جاتے ہیں۔

۲۔ برتن اسم اعظم ہر دے پر پڑھا

جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لاشی۔

یعنی اسم اعظم پڑھنے سے معدوم

موجود ہو جاتا ہے۔ د۔ محبت۔ سنگ

خدا۔ یعنی احمق پر اسم اعظم پڑھنے

سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ آنا اثر ہوا کہ وہ

اور سخت ہو گیا۔ خور۔ یعنی حماقت کی

علت۔

۳۔ گفت۔ اس سوال کرنے

والے نے کہا اس میں کیا راز اور

حکمت ہے کہ احمق پر اسم اعظم بھی اثر

نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰ نے

فرمایا کہ حماقت عذاب الہی ہے اور

اندھا بن ایک آزمائش ہے آزمائش

میں جو جلتا رہتا ہے اس پر رحم کیا جاتا

ہے اور احمق پر جوئے پڑ جائے جاتے

ہیں۔ احمق۔ حماقت پر ہر شخص کو نقصہ

آتا ہے۔

انچہ اداغ اوست مہر او کردہ اسبت
جواس کا داغ ہے کیا اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے
زاحقان بگریز چوں عیسیٰ گریخت
بیوقوفوں سے اس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰ بھاگے
اندک اندک آب را دزد و ہوا
ہا ، پانی کو تھوڑا تھوڑا چلتی ہے
گر میت را دزد و سر دی وہد
تیری گری کو چاتا ہے اور سر دی پیدا کرتا ہے
آں گریو عیسوی ز نیم بود
حضرت عیسیٰ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا
ز مہر ہر ار پر کند آفاق را
اگر سر دی ، تمام دنیا کو بھر دے
ہر کرا گری بود از نور حق
جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گری حاصل ہو

چارہ بروے نیار د برد دست
کئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی
صحبۂ احمق بسے خونہا کہ رنخت
احق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں
و پنچیں دزد ہم احمق از شما
اسی طرح بیوقوف تم میں سے چاتا ہے
ہنچماں کو زیر خود سنگے نہد
جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے
ایمن ست او از پے تعلیم بود
”محفوظ تھے“ تعلیم دینے کے لئے تھا
چہ غم خو شید با اشراق را
دن صبح کو کیا غم ہے
اوجہ غم دارد سردیہائے بق
اس کو سخت بارش کی سر دی کا کیا غم ہے

۱۔ انچہ حقائق کا اثر اللہ تعالیٰ کی
ایک مہر ہے جس پر کئی تدبیر موقوف ہیں
ہوتی ہے زاحقان۔ بیوقوفوں سے
اسی طرح بھاگ جس طرح حضرت
عیسیٰ بھاگے تھے۔ اندک۔ جس
طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چلتی رہتی
ہے اور حش خشک ہو جاتی ہے اسی
طرح بیوقوف کی صحبت تجھے اچھے
وصاف چلتی رہتی ہے۔ گرمیت۔
بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اس کی
صحبت سر دی اور کامل سے تبدیل کر
دیتی ہے۔
۲۔ پے تعلیم۔ حضرت عیسیٰ کا احمق
سے بھاگنا اور اس کی تعلیم کے لئے
تھکنا زہر پر۔ اگر تمام دنیا میں سر دی
پھیلی ہوئی ہوتی تو بھی صبح کو کوئی
نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا حضرت
عیسیٰ کو نور حق کی گری حاصل تھی کسی
احق کی حقائق سے وہ متاثر نہیں ہو
سکتے تھے۔

۳۔ سہا ایک شہر کا نام ہے۔ صلا
پر ہا ہول۔ صلا۔ یہاں کوکلاں۔ بچوں کی
کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک
صحبت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔
افسانوں میں عوامانہ فک کی باتیں ہوتی
ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے
تلاش کرنے والے کے لئے ضروری
ہے کہ ہر دریائے میں خزانہ تلاش
کرسے۔

قصہ اہل سبا و حماقت ایشان و اثر نا کردن پندو
اہل سبا اور ان کی بے ڈھنی اور انبیاء کی نصیحت کا ان
نصیحت انبیاء در ایشان
پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یادم آمد قصہ اہل سبا
مجھے ملل سبا کا قصہ یاد آ گیا
آں سبا ماند شہرے بس کلاں
”سبا بہت بڑے شہر جیسا تھا
کوکلاں افسانہ ہی آ وند
بچے قصے بیان کرتے ہیں
ہزلہا گویند در افسانہا
افسانوں میں فک کی باتیں کہتے ہیں
کز دم احمق صبا شال شدو با
احقانہ باتوں سے صبا ہوا ان کے لئے دبا بن گئی
در فسانہ بشنودی از کوکلاں
تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہو گا
درج در افسانہ شال صد گوئے پند
ان کے افسانوں میں سو تم کی نصیحت صحت ہوتی ہے
گنج می جو در ہمہ ویرانہا
تو ہر دریائے میں خزانہ تلاش کر

قدر او چوں قدر سکرہ پیش نے
اس کا رتبہ سکھ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا
سخت زفت و زفت اندازہ پیاز
پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ
لیک جملہ سے تن ناشستہ رو
لیکن سب مل کر تین گندے فطرت تھے
لیک آں جملہ سے خام بخندہ خوار
لیکن سب تین فطرتیں یکساں کھانے والے تھے
گر ہزاراں سب باشند نیم تن
اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا فطرت ہوں گے
از سلیمانؑ کو رو دیدہ پائے مور
سلیمان کے بارے میں اندھا چوٹی کا پاؤں دیکھنے والا
کنج و دودے نیست یک جو سنگ زر
خزانہ اور اس میں ایک جو کے وزن کا سونا نہیں ہے
لیک دا منہائے جامہ او دواز
لیکن اس کے کپڑوں کے دان بہت لمبے
من ہی ینم کہ چو قوم اندر و چند
میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی قوم اور کس قدر ہیں
کہ چو میگویند پیدا و نہاں
کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں
کہ بیژند از درازی دا منم
کہ لبانی کی وجہ سے میرا دان نہ کاٹ لیں
خیز بگریزم پیش از زخم و بند
اٹھ کر پہنچنے والے جانے اور پٹے سے پہلے بھاگ جائیں
می شود نزدیک تر یا راں ہلہ
خبردار! اے دوست! بہت نزدیک آ رہا ہے

بودا شہرے بس عظیم و مہ دلے
وہ سا بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن
بس عظیم و بس فراخ و بس دواز
بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا
مردم وہ شہر مجموعہ اندو
اس میں وہ شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا
اندو و نوع خلایق بے شمار
اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں
جان ۲ ناکردہ بجاناں تاختن
جان کو جاناں کی طرف نہ کر کے دھڑنا
آن یکے بس دور بین و دیدہ کور
ان میں سے ایک اندی آنکھوں والا اور دیکھ لینے والا
واں دگر بس تیز گوش و سخت کر
اورا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا
واں دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
اورا نکا اور برہنہ، مرل ٹو ڈولنے والا
گفت کور ایک سپاہے میر سند
اندھے نے کہا، یہ سپاہی کتنے رہے ہیں
گفت ۳ گر آئے شنیدم بانگ شل
بہرے نے کہا میں نے ان کی آواز سن لی
آں برہنہ گفت ترساں زیں منم
نکا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں
کور گفت ایک بنزدیک آمدند
اندھے نے کہا، اب وہ قریب آ گئے ہیں
گر ہی گوید کہ آئے مشغلہ
بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شہر داخل

۱۔ بودا شہرے سا بہت بڑا شہر تھا
لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ کسی
کے پیالے سے زیادہ نہ تھا۔ سخت
رفت۔ لوہے پر پیاز کے چھلکوں کی
طرح تھا اور اس میں آہانی تھی۔
مردم آبادی کی تعداد وہی شہروں کی
آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب
لوگ اس میں گندے جسم کے تھے
سہ خام۔ وہ تینوں بھی غسل کے کچے
اور کھانے کے کچے تھے
۲۔ جان ناکردہ ایسے لوگ جن کی
دور محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو کر
لاکھوں بھی ہیں تو آدھا فطرت ہیں۔
آن یکے ایک قسم تو یہ بھی کہ آخرت
کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری
میں بڑے دور بین۔ سلیمان۔ یعنی
اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے
مرد دنیا کی معمولی سے معمولی بات
کے بڑے پیالے والے دگر دوسری قسم
وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور
برکیات سن لینے میں کانوں کی بہت
تیز تھی۔ کنج۔ وہ شہر سادھوی ہاں و
دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن
نکا اور بھلائی اس میں ذرا نہ تھی۔
واں دگر تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی
جن کا ظاہری لباس لبا چڑا لیکن
فطرت سے کھلاں سے نکلے تھے
۳۔ گفت کور۔ بہرا بولا وہ جو کچھ
باتیں کر رہے ہیں میں سب سن رہا
ہوں۔ آں برہنہ۔ نکلے نے کہا مجھے
ڈر ہے کہ میرے دواں دان نہ کاٹ
لیں۔ کور گفت۔ اندھے نے کہا میں
دیکھ رہا ہوں وہ بہت قریب آ گئے ہیں
مشغلہ شہر داخل۔ ہلہ۔ جیبیہ کا کلمہ

آل برہنہ گفت آدہ ل دامنم
 نگے نے کہا ' ہائے میرا مان!
 شہر را ہستند آمدند
 انہوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
 اندھاں دو مرغ فریہ یافتند
 انہوں نے اس گاؤں میں ایک مٹا مرغ پلا
 کوردید و آل کر آوازش شنید
 اندھے نے اس کو دیکھا اور نے اس کی آواز سن لی
 مرغ مردہ خشک از زخم کلاغ
 مرغ مردہ کو کی ٹھگوں سے خشک تھا
 پس طلب کردند و دیگے یافتند
 انہوں نے تلاش کیا اور ایک دیگی پالی
 بر سر آتش نہا دندان سہ تن
 ان تینوں نے آگ پر رکھا
 آتشش کردند چنداں اے پسر
 اے بیٹا! انہوں نے اس قدر پکایا
 زال ہی خوردند چوں از صید شیر
 انہوں نے اس کو اس طرح کھلایا جس طرح شیر شکار کو
 ہر سہ زال خوردند بس فریہ شدند
 تینوں نے اس میں سے کھلایا بہت مونے ہو گئے
 آنچنان کز فرہی ہر یک جوان
 ایسے کہ ہر ایک جوان مٹاپے کی وجہ سے
 باچنیں گیزی ہفت اندام زفت
 ایسے مٹاپے اور ساتوں مونے اعضا کے باوجود
 مرگ خلق ناپیدار ہی ست
 مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے
 از طمع بزند و من نا ایمم
 لالچ میں کاٹ لیں گے اور میں محفوظ نہیں ہوں
 وز ہزیمت در دے اندر شدند
 اور ہزیمت سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے
 لیکا ذرہ گوشت نے بروے زشتند
 لیکن اس ذرہ بھر گوشت نہ تھا ' لاغر تھا
 عور بگرفت و بدا ماں در کشید
 عورت نے اس کو پکڑ لیا اور ماں میں چھپا لیا
 استخوانها زار گشتہ چوں پناغ
 ہڈیاں دھلے کی طرح لاغر تھیں
 بے سرو بے بن سبک ہشتاقتند
 جس کے نہ سر تھا نہ تنی ' جلدی دھڑے
 مرغ فریہ رابدیگ اندر رفتن
 مرد نے مرغ کو دیگی میں ہنر مندی سے
 کاتخوان شد پختہ حمش بیخبر
 کہ ہڈیاں پک گئیں اس کے گوشت کو پختہ نہ ہوا
 ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
 اس کے کھانے سے ہر ایک آہنی کی طرح پیٹ بھرا ہو گیا
 چوں سہ پیلے بس بزرگ و مہ شدند
 تین مونے اور بڑے ہاتھوں کی طرح ہو گئے
 در غنجدے ز زفتی در جہاں
 بھاری پن سے دنیا میں نہ ساتا تھا
 از شکاف در بروں جستند تفت
 تیزی سے دھڑکے کے کھدے سے باہر نکل گئے
 در نظر ناید کہ آل بیجا رہی ست
 وہ دکھائی نہیں دیتا ' کیونکہ لامکان راستہ ہے

آدہ انگٹوس یعنی۔ مطہین۔
 شہر۔ تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک
 گاؤں میں پہنچے ہزیمت۔ ہزیمت۔ ہزیمت۔
 زخم۔ لاغر۔ ہزیمت۔ زخم کلاغ۔
 کسے کاٹھون کے ملنا پناغ کیا جھاکا
 مکاری کا جالا۔ بے سرو۔ یعنی ان کو کسی
 ہڈی ملی جس کا نہ تھا نہ تن۔
 بر سر آتش۔ یعنی اس مردہ مرغ
 کو پناغ میں ڈال کر پکنا شروع کیا۔
 ہشت۔ یعنی اس کو اس طرح پکایا
 کہ ہڈی کل گئی اور گوشت پک جائی رہا۔
 زال۔ اس مردہ مرغ کو انہوں نے اس
 طرح کھلایا جس طرح شیر اپنا شکار
 کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھرا لیا
 جیسا کہ آہنی پیٹ بھرتا ہے۔
 سہ ہر۔ تینوں اس مردہ مرغ کو
 کھا کر ہاتھوں کی طرح بن گئے۔
 آنچنان۔ ان میں سے ہر ایک ایسا
 بھولا کہ دنیا میں نہیں سامنا تھا۔ ہا
 چنیں۔ لیکن اس مٹاپے کے باوجود
 کڑوں دھڑے سے نکل بھاگے کڑ۔
 فریب ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔
 دھڑوں ہاتھ دھڑوں پاؤں۔ شکاف۔
 دھڑا۔ دھڑا۔ کلاڑی دھڑے سے موت
 کا راستہ مروا ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا
 ہے۔ بیجا۔ لامکان۔

نک پیاپے کار واپہا مقتحیٰ زیں شکاف در کہ ہست آں مخفی

قافلے پے م پے آگے پیچے جا رہے ہیں

برادرِ ار جوئی نیابی آں شکاف

اگر تو مڑے میں تلاش کریگا وہ مذ نہ پائے گا

اے ضیاء الحق حسام الدین عیال

اے ضیاء الحق حسام الدین داغِ طہر پر

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے

شرح آں کورِ دھرمین و آں کر تیز شنو و آں برہنہ دواز دامن

اس دھرم دیکھنے والے اندھے اور اس تیز سننے والے بہرے اور اس لیے دامن والے ننگے کی شرح

مرگِ خود نشید و نقلِ خود ندید

اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا

عیبِ خلقاں او بگوید کو بگو

لوگوں کو عیب کوچہ کوچہ بیان کرتا ہے

می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو

نہیں دیکھتی اگرچہ وہ عیب جو ہے

دامنِ مردِ برہنہ کے درند

حالانکہ ننگے انسان کا ان کب بھارتے ہیں

چچ اورا نیست از دزدِ داشِ باک

اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس کو چھو کا کیا ڈر؟

وز غمِ دزدِ جگرِ خود میشود

اور چہد کے غم سے اس کا جگر خون ہوتا ہے

خندہ آید جانشِ رازیں ترسِ خویش

اس کی جان کو اپنے اس خوف سے ہنسی آتی ہے

ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہنر

اور ذہین بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہنر تھا

کرے اہلِ رادال کہ مرگِ ماشنید

بہرا امید کو سمجھ کہ اس نے ہماری موت کی خبر سنی

حرصِ نابینا ست بیند موبکو

لاچ اندھا ہے بال بال دیکھتا ہے

عیبِ خود یک ذرہ چشمِ کور او

اس کی اندھی آنکھ اپنا عیب نے زہر بار بھی

عُور می ترسد کہ دامنِ بُرند

ننگا دُڑتا ہے کہ اس کا دامن کاٹ لینے لے

مردِ دنیا مفلسِ ست و ترسناک

دنیا دار انسان مفلس ہے اور خوفزدہ ہے

او برہنہ آمد و غریاں رَوَد

وہ ننگا آیا اور ننگا جائے گا

وقتِ مرگش کہ بُود صد نوحہ پیش

اس کے مرنے کے وقت جبکہ سیکڑاں لڑنے لگی ہوتی ہیں

آں زماں داند غنی کش نیست زر

اس وقت مالدار جان بچاتا ہے کہ اس کے پاس مال نہیں ہے

۱۔ مقفی۔ پیچھے مٹھی۔ پشیدہ
بہرہ۔ کھڑوں کا وہ شکاف نظر نہیں آتا
ہے زخاف۔ دامن کو دھلکا کے پاس
بھیجا یعنی انسانوں کی دلِ آخرت کی
طرف دھکی لے رہا۔ ہر قصہ مختص
افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے
ہیں اس سے اچھے نتائج نکال لیتے
ہیں۔ بیگانہ یعنی لالہ دل کے لئے وہ
قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے

۲۔ کہ اس قصہ میں بہرے
سے انسان کی تناسیم مل رہی ہیں اتنا
اور امید و مردوں کی موت کی خبر سنی
ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوئی
ہے اور دنیا سے اپنے عقل ہونے کو
نہیں دیکھتی حرص۔ اس قصہ میں
اندھے سے مرد انسان کی حرص ہے
جو اپنے عیب سے اندھی ہے اور
دوسرے کا عیب خوب دیکھتی ہے
عجب ننگے سے مراد وہ شخص ہے جو
نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی
دولت سے مفلس ہے

۳۔ مردِ دنیا دار مفلس ہے اس
لئے کہ دنیوی دولتِ آخرت میں کوئی
فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ لو برہنہ دنیا
دار ننگا پیدا ہو اور تقوے کے لباس سے
ننگا رہے گا۔ وقتِ مرگ جب اس
دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائے
گی جس پر چھو کا خوف کھاتا تھا تو
اپنے لوہے ننگا لگا لگاں۔ جبکہ
دنیوی دولت کام آئے گی نہ دنیوی
بہتر ہے سمجھ گا کہہ کہ قدر مفلس اور
بے بہتر ہے

چوں کنارِ گود کے پُر از سفال
جیسا کہ بچہ کی گوجھکوں سے بڑی ہوئی ہے
گرستانی پارہ گریاں شود
اگر تو اس کا شکم لے تو وہ دمنے لگے
چوں نباشد طفل را دانش دثار
چونکہ بچہ کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے
مختتم ۲ چوں عاریت را ملک دید
ملک نے چونکہ ماگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا
خواب می بیند کہ اورا ہست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے
چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچے دلا اس کو نیند سے اٹھاتا ہے
ہچمناں لرزنی این عالماں
اسی طرح کا ان ہنرمندوں کو خوف ہے
از پے این عاقلان ذو فنون
انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے
ہر گھص کسی کے ترساں ز زودی کئے
ہر گھص کسی کے جما لینے سے ڈرتا ہے
گوید سہ او کہ روز گارم می برد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے
گوید از کارم بر آوردن خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں
عورت ترساں کہ منم دامن کشاں
نگا ڈرتا ہے کہ میں دامن کھینچنے والا ہوں
صد ہزاراں فضل و انداز علوم
علم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

گو براں لرزاں و دچوں رب مال
جو ان کے لئے ایسا لرزتا ہے جیسا کہ ملکہ
پارہ گر بازش وہی خنداں شود
اگر تو اس کو شکم کا پارہ دیدے سے وہ ہنسنے لگے
گریہ و خندش ندارد اعتبار
اس کا دنا اور ہنسنا اعتبار نہیں رکھتا ہے
پس براں مالِ درد غیس می طپید
اس لئے اس غلام مال پر ترپتا ہے
ترسد از دزدے کہ بر باید جوال
چہرے سے ڈرتا ہے کہ تھیلہ اڑا لے جائے گا
پس ز ترس خویش تسخر آیدش
تو اپنے خوف سے اس کو ہنسی آتی ہے
کہ بودشاں علم و عقل این جہاں
جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے
گفت ایزد در سبے لا یعلمون
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہیں جانتے
خویشتن را علم پندار دے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے
خود ندارد روزگار سود مند
حالانکہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے
غرق بیکاریست جانش تا بخلق
حالانکہ اس کی جان طق تک بیکاری میں غرق ہے
چوں رہا نم دامن ز چتر گال شاں
ان کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاؤں
جان خود را می نداند آں ظلوم
وہ ظالم، اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

۱ چل۔ کنار۔ اس دنیا کی
حالت اس بچہ کی ہے جس نے پلو
میں ننگریاں فتح کر رکھی ہوں اور ان کو
دولت سمجھ رہا ہوں ان ننگریوں کے
لٹنے سے ڈرتا ہوں اور کوئی ایک ننگری
لے لے کر دونے لگے اور اس کو وہاں
دید و شنید کے خلاف بالائی لباس۔
۲ مختتم۔ دنیا اور دولت و شہرت
دلا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اس کے
باس عارضی ہے خواب۔ یہ دولت
ایسی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں
دولت کو دیکھتا ہے چلن۔ جو شخص
اپنے خواب کے مال پر چھوٹے
ڈر رہا تھا بیدار ہونے پر اس کو اپنے
ہنسی آئے گی یہی حال آخرت میں
دنیا دار کا ہوگا۔ از پے۔ اپنے عقلمندوں
کو قرآن نے بے علم کہا ہے
ہر گھص۔ ہر دنیا دار اپنے علم کے بارے
میں چھ سے ڈرتا ہے
۳ گوید۔ گویہ۔ دنیا دار عالم کہتا ہے کہ
لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں
جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے
حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وقت
اس کے لئے قطعاً غیر مفید
ہے گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آ کر مجھے
بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اس کی
مصرف نہیں ہیں وہ خود بیکاری کے
مراوف ہیں غور۔ یہ دنیا دار علم
آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ رہا
ہے کہ دوسرے اس کے علوم کو برباد کر
رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے
لاکھوں علوم کا عالم ہے مگر اپنی روح
کے بارے میں وہ ظالم و جاہل ہے

داندا او خاصیت ہر جوہر ہے
 ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے
 کہ ہی دائم سنجوز ولا سنجوز
 کہ میں بجز اور لا بجز کو جانتا ہوں
 ایں روا آں ناروا دانی ولیک
 تو یہ جانتا ہے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن
 قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست
 تو ہر سولے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے
 سعد ہا ۲ و نحسہا دانستہ
 تو سعادتوں اور نحستوں کو جانتا ہے
 جانِ مجملہ علمہا نیست و ایں
 تمام علوم کی جان مائل یہی ہے
 جانِ مجملہ علمہا نیست خود
 خود تمام علوم کی جان یہ ہے
 آں اصول میں دیں بداستی تو لیک
 تو نے دین کے اصل جان لئے لیکن
 از اصولیت اصول خویش بہ
 تیرے اصول ہونے سے اپنے اصل بہتر ہیں

در بیان جوہر خود چوں خرے
 اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے
 خود ندانی تو بجزی یا سنجوز
 تو خود نہیں جانتا کہ تو بجزی ہے یا بھیا
 توروا یا نا روائی میں تو نیک
 تو غور کر ' تو خود جائز ہے ' یا ناجائز
 قیمت خود را ندانی احمقیست
 تو اپنی قیمت نہیں جانتا ' یہ حماقت ہے
 ننگری سعدی تو یا ناشستہ
 تو یہ غور نہیں کرتا کہ تو سعد ہے یا میلا
 کہ بدانی من کیکم در یوم دیں
 کہ تو جان لے کر قیامت کے دن میں کون ہوں
 کہ بہ بخشد جملہ را جان ابد
 کہ وہ سب کو لدی جان عطا کر دے
 بنگر اندر اصل خود گوہست نیک
 اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے
 کہ بدانی اصل خود اے مرد مہ
 اے بڑے فحش! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

صفتِ مخترمی شہرِ سبا و ناشکری ایشان

سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

اصل شاں بد بود آں اہل سبا
 ان اہل سبا کی اصل ہی خبی
 می رمیدند ز اسباب بقا
 وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے
 از چپ و از راست از بہر فراغ
 دائیں اور بائیں سے فراغت کے لئے

لاؤ۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت
 کو سمجھتا ہے اپنے جوہر روح کے
 بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا
 ہے کہ کہی۔ دنیا دار عالم اس کا دعویٰ
 کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں
 جائز اور ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔
 یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی
 ہے یا ناہان بھیا۔ بجزی۔ یعنی جائز
 و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قائل۔
 سنجوز۔ بڑی عورت جو عموماً دالک سے
 ناواقف ہوتی ہے ایں۔ یعنی فقیرانہ
 تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ
 بات ناجائز ہے لیکن اس کا پناہ کچھ پتہ
 نہیں ہوتا کہ کس حالت میں ہے۔
 قیمت۔ دوسروں کے احوال سے
 واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل
 ہونا حماقت ہے۔

۲ سعد ہا۔ دنیا دار عالم نجوم
 ستاروں اور چیزوں کی نحست اور
 سعادت سے واقف رکھتا ہے لیکن
 اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ
 خود نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔
 جان مجملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے
 کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم
 حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس
 کا کیا حال ہوتا ہے۔

۳ اصل دین۔ دین کے اصل
 تو جانتا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ
 یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے
 میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا نیک۔
 از اصولیت۔ اصول فقہ کے جاننے
 سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل
 یعنی روح کو پہچانے خوشحالی۔
 بھا۔ یعنی لدی زندگی۔ مبالغہ۔
 جانبدار۔ داغ۔ چراگاہ۔ فراغ۔ یعنی
 فارغ البالی۔



بسکہ می افتاد از پُری آمد
کثرت کی وجہ سے بھل بہت کرتے تھے
آں نثارِ میوہ رہ را می گرفت
پھلوں کی بکیر راستہ رک دیتی تھی
سَلَمَہ بر سر در درختانِ شاں
ان کے باغوں میں سر پر کی نوکری
باد آں میوہ فشانده بے کسے
بغیر کسی شخص کے، ہوا بھل جھاڑی
خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ
موسخ خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے
مردِ کلخن تاب از پُری زر
بہنی چلانے والا سونے کی کثرت سے
سنگ کلچہ کو فتنے در زیر پا
کتنے پاؤں کے نیچے تلچے روندتے
گشتہ ایمین وہ از دزدِ گرگ
شہر لوگاؤں چور اور بھیڑیے سے محفوظ ہو گئے ہے
جامہ ایشاں اگر چہ کیس شدے
اگر ان کے کپڑے چلے ہو جاتے
در تنور انداختندے جامہ را
وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے
گر بگویم شرحِ نعمتہائے قوم
اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں
منع آید از سخنبائے ہم
تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی
چوں زخِ بُردند ناشکری چٹاں
جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی

تنگ می شد معمرہ بر رہگذار
چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے
از پُری میوہ رہر و در شگفت
پھلوں کی کثرت سے سفرِ تعب میں تھے
پُرشده ناخواست از میوہ فشاں
بغیر خواہش کے پھلوں کے جھرنے سے بھر جاتی
پُرشده زال میوہ دا منہا لے
ان پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے
بر سر و روئے روندہ می زدہ
چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے
بستہ بودے بر میاں زریں کمر
کمر پر زریں پٹی باندھے رہتا ہے
تخمہ بودے گرگ صحرا از نوآ
غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیڑیوں کو بدبھنی ہو جاتی
بُزوتر سیدے ہم از گرگ سترک
سوئے بھیڑیے سے بکری بھی نہ ڈلتی تھی
آتش سوزندہ شاں صابون بدے
چلانے والی آگ ان کا صابون ہوتا
بعدیک ساعت شدے خوش باصفا
تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا
کہ زیادت می شد آں یوما فیوم
جو روز یہ روز بڑھ رہی تھیں
انبیاء بُردند امر فاسق
انبیاء فاسق کا حکم لے کر گئے
غیرتِ حق کارگر خُند در زماں
اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کام میں لگ گئی

۱۔ پُری۔ کثرت۔ ٹنڈ۔ شہرہ کی
جمع۔ بھل۔ معمر۔ گزرگاہ۔ راستہ۔
راہگذار۔ سفر۔ نثار۔ بکیر۔
شگفت۔ تعب۔ سَلَمَہ۔ نور۔
ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بلکہ۔ یعنی
بغیر جھاڑنے والے کے کھن
تاب۔ حاشی۔ کمر۔ پٹی
۲۔ کلچہ۔ تلچہ۔ تخمہ۔ بدبھنی
گشتہ۔ مالِ ذخرا کی کثرت کی وجہ
سے چور اور بھیڑیوں کی ضرورت رہی تھی
نہ بھیڑیے کو کسی کے پھاڑنے کی
۳۔ سترک۔ موٹا۔ چمکین۔
میلہ۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے
دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔
انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو
راست دہی کا حکم دیں۔

آمدن پیغمبروں بہ نصیحت اہل سب اہل سب کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سبز وہ پیغمبر آجبا آمدند
تیرا پیغمبر وہاں آئے
کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو
کہ خیرِ خدا نعت بہت ہو گئی شکر کر
شکر منعم واجب آمد در خرد
عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے
ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند
ہاں کرم دیکھو، اور یہ خون کون کرتا ہے؟
سر ۲ بہ بخشند شکر خواہد سجدہ
سر رعایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے
شکر نعمت نعمت افزوں تر کند
نعت کا شکر، نعت کو زیادہ بڑھاتا ہے
قوم گفتہ شکر مارا برد غول
قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا
ما پچناں یژ مردہ کشتم از عطا
ہم بخشش سے ایسے پڑمرو ہو گئے ہیں
مانی خواہیم نعمتہا و باغ
ہم نعمتیں، اور باغ نہیں چاہتے
نعمتے ۳ چہ سیر شد جاں ما از سر
نعت کیا چیز ہے اس سے ہماری طبیعت بھر گئی
انبیاء گفتند در دل علتے ست
انبیاء نے فرمایا دل میں بیداری ہے
نعمت ازوے جملگی علت شود
اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیداری بن جاتی ہیں

۱۔ خیر گو۔ یعنی تم شکر کے گھوڑے
کے بیدار کر کے چلاؤ۔ درخود عقلاً
بھی انعام دینے والے کا شکر یہ
ضروری ہے۔ ہیں۔ اللہ کا یہ بھی کرم
ہے کہ اس قدر نعمتوں پر جس ایک شکر
کا طلب ہے۔

۲۔ سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو
اس کا شکر یہ ہے کہ اس سر سے اس کو
سجدہ کیا جائے۔ یا۔ اللہ نے پاؤں
بخشے ہیں تو ان کا شکر یہ ہے کہ اس
کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا
جائے۔ صد ہزاراں۔ مصائب
نعمتوں سے بدل جائے گے غول۔
بھوت، شیطان۔ ماشدیم۔ اہل سب
نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے متکدل
ہیں اور ہمارے لئے اب نہ طاعت
میں لذت دینی نہ گناہ میں۔

۳۔ نعمتے۔ یعنی جب نعمت
ہمارے لئے باعثِ رحمت ہے تو ہم
شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء۔ انبیاء
نے اہل سب سے کہا تمہارے دل میں
مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق
شناسی کو تھک کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو
رحمت سمجھنے لگے ہو بیمار کو اگر صحیح غذا
بھی دی جاتی ہے تو وہ بیدار ہی
مناظرہ کرتی ہے۔

گمراہوں کے سب رہبر بنے
مرکب شکر اور بخشید خیر گو
اگر شکر کی سہلی ہو گئی ہے اس کو چلاؤ
ورنہ بکشاید در چشم ابد
ورنہ ابدی تاریکی کا مہوارہ کھل جائے گا
کنو چنین نعمت بشکرے بس کند
کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے
پا بخشند شکر خواہد قعدہ
پاؤں بخشا ہے بیٹھے کا شکر چاہتا ہے
صد ہزاراں گل ز خدایے سر کند
لاکھوں پھول کانٹے سے سر اٹھاتے ہیں
ما شدیم از شکر و از نعمت ملول
ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں
کہ نہ طاعت مال خوش آیدے خطا
کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے نہ گناہ
مانی خواہیم اسباب و فراغ
ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے
شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں
کاہے کا شکر کریں، ہاں بتاؤ
کہ از اں در حق شناسی آفتے ست
کہ اس کی وجہ سے حق کے پہچانے میں نقصان ہے
ٹمچہ در بیمار کے قوت شود
کھانا بیدار میں قوت کب پیدا کرتا ہے

چند خوش پیش تو آمد اے مصر
اے صدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں
تو عدو! ایں خوشیا آمدی
تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا
ہر کہ او شد آشنا و یار تو
جو تیرا واقف اور یار بنا
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو
انہم از تاثیر آل بیماری ست
یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے
دفع آل علت بپایہ کرد زود
اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے
ہر خوشی کا کاید بتونا خوش شود
جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بری ہو جاتی ہے
کیمیائے مرگ دسک ست آل صفت
یہ صفت موت اور بے چینی کی کیمیا ہے
بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے
بس عزیزے کہ بنار اشکار شد
بہت سے پیارے ہیں جو لاڈ پیار میں شکار ہوئے
آشنائی سے عقل با عقل از صفا
عقل کی عقل سے ششائی خلوص سے
آشنائی نفس باہر نفس پست
نفس کی ذلیل نفس سے ششائی
زانکہ نفسش گرد علت می تند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کاتا ہے

جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
سب باتیں اور ان میں سے صاف مکدر ہو گئیں
گشت ناخوش ہر چہ بروے کفزدی
جس چیز پر تو نے ہاتھ ہرا وہ ناکدر ہو گئی
شد حقیر و خار در دیدار تو
تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا
پیش تو اوبس مہ است و محترم
وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے
زیر او در جملہ خفقاں ساری ست
اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے
شکر با آل ہم حدت خواہ نمود
کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندگی نظر آتی ہے
آب حیواں گر رسد آتش شود
اگر آب حیات آتا ہے، آگ بن جاتا ہے
مرگ گردد زال حیات عاقبت
بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے
چوں بیامد در تن تو گندہ شد
وہ جب تیرے جسم میں آئی ہیں گندی ہو جاتی ہیں
چوں شکارت شد بر تو خوار شد
جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے
چوں شود ہر دم فزون باشد دلا
جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دوتی بڑھتی ہے
تو یقین می دال کہ ہر دم کمریست
تو یقین کر کہ ہر دم کھتی ہے
معرفت را زود فاسد میکند
جان بچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

۱۔ تو عدو! اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کس اسی بیماری کا پیار ہے کہ جو تمہارے غیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانے ہیں وہ تمہارے پیارے ہیں۔ نہ ہر لوہاں بیماری میں پوری قوم مبتلا ہے۔ شکر با آل اسی بیماری کا اثر ہے کہ کم شکر کو گندگی چیز سمجھتے ہو۔

۲۔ ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر اچھی چیز بری بن جاتی ہے۔ آب حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا۔ یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پیادگی کی وجہ سے تمہارا شکار اور گرویدہ ہے اس کو ذلیل سمجھتے ہو۔

۳۔ آشنائی۔ جو دوست عقل کی بنیاد پر ہوئی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہے، زانکہ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

دوستی با عاقل و با عقل گیر
عقلند اور عقل سے دوستی کر
ہر چہ گیری تو مرض را سلتی
تو جو بھی لے گا، مرض کا اکہ کار ہے
ور بیگیری مہر دل جنگے شود
اگر تو دل کی محبت اعتد کرے گا وہ دشمنی ہو جائیگی
بعد درکت گشت بے ذوق و کشیف
تیرے پالنے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائے گا
چیز دیگر بجز ایں اے عہد
اے یاد! اس کے علاوہ کچھ کہہ
باز فرد ازاں شوی سیر و نفیر
پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور متفر ہو گا
ہر حدیث کہنہ پشت نو شود
ہر پرانی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی
بہگفاند کہنہ صد خوشہ زگو
پرانی بات گڑھے میں سے ستھلکروں خوشے نکالے گی
بحر قلزم دید مارا فائز
ہمیں بحر قلزم نے دیکھا تو وہ بھٹ گیا
کہ بدل از راہ میضے ہنگرند
جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں
کز فراست ما بعالی منظریم
کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں
جان حیوان بدیشاں استوار
حیوانی روح ان سے ٹھیک ہوتی ہے
ملہم ما پر تو نور جلال
اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر الہام کرنے والا ہے

گر نحو ہی دوست را فردا نفیر
اگر تو کل قیامت کو کسی دوست کا کٹاں نہ لے گا تو کچھ ہوتا ہے
از سموم نفس چوں با علتی
چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے پید ہے
گر بیگیری گوہرے سنگے شود
اگر تو موتی لے گا، وہ پتھر ہو جائے گا
ور بیگیری نکتہ پیکر لطیف
اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریں گا
کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد
کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پرانا ہو گیا ہے
چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر
فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ اور نئی بات کہہ ہوئی ہو
دفع ۲ علت گن چو علت خود
کیونکہ بیماری علت بن جاتی ہے بیماری کو دفع کر
تا کہ از کہنہ بر آرد برگ نو
حتی کہ پرانی بات نئے پتے نکالے گی
ما طبیبانیم و شاگردان حق
ہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور طبیب ہیں
آں طبیبان طبیعت دیگرند
جسمانی طبیب دوسرے ہیں
ما بدل ۳ بے واسطہ خوش بنگریم
ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں
آں طبیبان غذایند و شمار
وہ غذاؤں اور پھلوں کے طبیب ہیں
ما طبیبان فعالیم و مقال
ہم قولوں اور فہلوں کے طبیب ہیں

۱۔ اگر نحو ہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کثرت نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقلمند سے دوستی کرو اور سموم انسان جب نفسانی غرض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اس کی بیماری میں اضافہ کرے گا۔ وہ بیماری نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا ہے عہد قسم کے علمی نکتے بھی اس کو برے لگتے ہیں۔ چیز گندہ اگر کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائے گا تو کل کو اس سے بھی کثرت ہو جائے گی۔
دفع ۱۔ اگر عقلی بیماری کا علاج ہو جائے تو پرانی باتوں میں نئے نکتے نظر آئیں گے۔ بحر قلزم۔ حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔
طیبان۔ طبیعت۔ یعنی انسانی مزاج کے طبیب۔ جسے جسمانی طبیب نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔
۳۔ مابل۔ انبیاء اور اولیاء بلا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔
جان حیوانی۔ جسمانی طبیب کا کام مزاج حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔
ما طبیبان۔ یہ انبیاء کا قول ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا اصل اور قول مہلک ہے اور کون سا نافع ہے۔ منہم۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

کا پچھیں فعلے ثرا نفع بُود و انچناں فعلے زہ قاطع شود

کہ ایسا فعل تیرے لئے نافع ہو گا اور ایسا فعل راہ حق سے جدا کرنے والا ہو گا
آپنچیں! تو لے ثرا پیش آورد و انچناں تو لے ترا نیش آورد
لہٰذا با آگے بڑھائے گی اور لہٰذا بات تیرے ذہنک مدے گی
آپنچناں و آپنچیں از نیک و بد پیش تو بنہیم و بنماسیم جد
ایسا اور دیا ' اچھا اور برا ہم تیرے سامنے دکھائے ہیں اور اچھی طرح دکھادیے ہیں

گر تو خواہی ایں گزیر در خواہی آں زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیاں
اگر تو چاہے اس کو اختیار کر تو چاہے اس کو زہر اور شکر، پتھر اور جوہر واضح ہو گیا
واں طہیاں را بُود بونے دلیل وین دلیل مابود وجی جلیل
ان طہیوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی ہے
دستِ مُردے می خواہیم از کسے دستِ مُردے ما رسد از حق کسے
ہم کسی سے مرہوی نہیں چاہتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہت مرہوی ملتی ہے
ہیں صلا بیامی نا سورا واروئے مایک بیگ رنجور را
آگاہا ناسہ کی بیماری کے لئے پیکر ہے اور وہاں ہر ہر پیکر کے لئے ہے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے ان پر سلام ہو معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی کو گواہِ علم و طب نفعی

قوم نے کہا ' اے گروہ مدعی نفع رسا، طب اور علم کا کون گواہ ہے؟
چوں شبابستہ ہمیں خواب و خودید ہچو مابا شید و در وہ می چرید
جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہے ہماری طرح ہو اور گاؤں میں کھاؤ پیو
چوں شمار دایم ایں آب و گلید کے شمار صیادِ سیرخ و لید
جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جل میں ہو تو تم دل کے سیرخ کے شکاری کہہ دو؟
حُب جاہ و سروری دارد براں کہ شمار خویش از پیغمبران
رتبہ اور سروری کی محبت اس پر آمادہ کرتی ہے کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے
مانخواہیم ایں چنین لاف و دروغ کردن اندر گوش و افتادن بدوغ
ہم اس طرح کی شنی اور جھوٹ نہیں چاہتے سننا ' اور چھاج میں گنا

آپنچیں۔ یعنی انسان کو کوئے افضل و اقوال اللہ سے قریب کرتے ہیں اور کوئے راستے روکتے ہیں۔ آپنچناں۔ انسانوں کے لئے نیک اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان کرتے ہیں۔ گر تو خواہی اس کے بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں طہیاں۔ جسمانی طہیب عقلی دلائل سے کام لیتے ہیں ہم وحی الہی سے رہبری حاصل کرتے ہیں۔

۲ دستِ مُردے تمام دنیا سبکی کہتے ہیں لَا تَسْتَلِکُمْ عَلَیْہِ الْخُورَانِ الْخُورِی الْأَعْلٰی اللہ یعنی ہم سے اس کام کی مرہوی نہیں مانگتے ہیں ہماری مرہوی اللہ کے ذمہ ہے ناسور۔ یعنی زہر و گندمرض۔ کو کھاد۔ ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے دعوے پر گواہ لاؤ۔ چوں۔ شک کھانے انبیاء پر ہمیشہ اسی قسم کا اعتراض کیا ہے مَا لَہٰذَا الرَّسُولُ یَا کُلَّ الْبَشَرِ وَنَحْنُ نَرٰی الْاَسْوَاقَ یعنی یہ کیسے انبیاء ہیں کہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

۳ چوں۔ یعنی کھانے انبیاء سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گل سے بنے ہوئے ہو تو تم مرہول کی کیا اصلاح کر سکتے ہو۔ حُب۔ جلد کھار نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق پیغمبری کا دعویٰ کرنا ہے۔ افتادن۔ بدویش یعنی گلی پتھروں میں گنا۔

مایہ گوری حجابِ رویت ست
اندھے پن کا سر پہ دید کا پہہ ہے
می نہ بیند ایں گہر در دستِ ما
ہارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟
ماش گردا نیم گردِ چشمہا
ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھا رہے ہیں
کوئی بیند گہر، حبسِ عماست
کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے
کہ برآمد روز و بجمہ کم ستیز
دن نکل آیا، اٹھا جا مخالفت نہ کر
گویدت اے کو راز حق دیدہ خواہ
تجھ سے کہے گا اے اللہ تعالیٰ سے کھانا گ
عینِ جستن کوریش باشد بلاغ
یہ دھوٹا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے
کہ صباح ست و تو اندر پردہ
کہ مچ ہو گئی ہے لہ تو بڑے میں ہے
خامش و در انتظارِ فضل باش
چپ رہ لہ اللہ کے فضل کا انتظار کر
زینِ شقاوت روئے دل بر تابدت
اس بدختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے
آئینہ پنہاں شد از تو در نمد
آئینہ تجھ سے نمد میں چھپ گیا ہے
خویش رسوا کردن ست اے شد خو
اے بد مزاج اپنے آپ کو رسوا کرتا ہے
وینِ نشانِ جستن نشانِ علت است
لہ یہ دلیل طلب کرنا پہلی کی علامت ہے

انبیاء گفتند کایں زال علت ست
انبیاء نے کہا یہ باتیں اسی پہلی کی وجہ سے ہیں
دعویٰ مارا شنیدید و شما
تم نے ہماری دعویٰ سن لیا لہ تم
امتحان سب ایں گہر مر خلق را
یہ جو ہر لوگوں کی آزمائش ہے
ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست
جو یہ کہے کہ گوا کہیں ہے اس کی بات خود گوا ہے
آفتابے در سخن آید نہ خیز
سورج کے اٹھ کر
تو بگوئی آفتابا کو گواہ
تو کہے، اے آفتاب! گواہ کہاں ہے؟
روز ۲ روشن ہر کہ او جوید چراغ
جو شخص روشن دن میں چراغ دھوٹے
ور نہی بنی گمانے بردہ
اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے محض ایک گمان کیا ہے
کوئی خود را مکن زین گفت فاش
اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر
فصل بے علت مگر دریا بدت
شاید بے غرض فضل تجھے حاصل ہو جائے
ور نہ ۳ ماندی در چنین کوری ابد
وند تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہے گا
در میان روز گفتن روز کو
دن میں کہنا کہ دن کہاں ہے؟
صبر و خاموشی جذوبِ رحمت
مہر لہ خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

۱۔ انبیاء انبیاء نے کافروں سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا اندھا پن ہے دعویٰ یعنی نبوت کا دعویٰ سب ایں گہر مر خلق را در سات۔ اے گوا کہیں ہے؟ یعنی نبوت سب کو دیکھا ہے۔ ہر کہ گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا ہے لہ گواہ طلب کرتا ہے یہ بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے اگر آفتاب کی سے کہے کہ میں موجود ہوں لہ درسا کہے کہ اپنے وجود پر گواہ لاؤ یہ اس کے والے کے اندھے ہونے کی دلیل ہے آفتاب خود اپنے دعویٰ کی دلیل ہے۔

۲۔ روز۔ جو شخص دن میں چراغ تلاش کرے وہی بنی۔ یعنی اگر کسی کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس قدر کہے کہ یہ گمان کر لے کہ شاید وہ نکلا ہو لہ میں خود پردے میں ہوں اس لئے مجھے نظر نہیں آتا ہے فصل بے علت۔ یعنی فضل خداوندی۔ زین شکست۔ یعنی آفتاب رسالت کا نظر نہ آنا۔

۳۔ ورنہ۔ اگر علی الاطلاق مخالفت کریگا تو ہمیشہ کے لئے بدختی میں جلا ہو جائے گا اور اس کو آئینہ رسالت میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ در میان۔ اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن کہاں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو ظاہر کر کے رسولی مول لے رہا ہے۔ جذوب۔ کھینچنے والا۔ نشانِ جستن۔ یعنی تیز رفتاری طلب کرنا۔

اَنْصِتُوا بِمَدْرِ تَابِرِ جَانِ تُو
اَنْصِتُو کو قبول کر لے تاکہ تیری جان پر
گر خواہی نکس پیش ایں طیب
اگر تیری کی پلٹ نہیں چاہتا ہاں طیب کے سامنے
گفت افزوں را تو بفروش و بخر
زیادہ گفتگو کر بیچ ڈال ' اور خرید لے
تا شائے تو بگوید فصلِ ہو
تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تیری لئی تعریف کرے
چوں طیبیاں را نگہدارید دل
جب تم طیبیوں کے دل کی نگہداشت کرو گے
دفعہ ۱۲ ایں کو ری بدستِ خلق نیست
اس اندھے پن کو نہ کہ مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے
ایں طیبیاں را بجاں بندہ شوید
ان طیبیوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزائے اَنْصِتُوا
عجب کی طرف سے اَنْصِتُوا کا بدلہ آئے
بر زمیں زن زود سر راے لبیب
اے ذہین سر کو جلد زمین پر رکھ دے
بذل جان و بذلِ جاہ و بذلِ زر
جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
کہ حسد آرد فلک بر جاہ تو
کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے
خود بہ بنید و شوید از خود نجلی
خود دیکھ لو گے ' اور خود شرمندہ ہو گے
لیک اکرام طیبیاں از ہدایت
لیکن طیبیوں کی عزت کرنا سب ہدایت میں ہے
تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
تاکہ مشک اور عنبر سے پر ہو جاؤ

مہتمم و اشتہار قوم انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند ہم زرق ست و مکر
قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے
ہر رسولِ شاہ باید جنسِ او
ہر شاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے
مغرورِ خور و دمِ تانا چوں شما
ہم نے گدھے کا بھیجا کھلیا ہے کہ ہم تم جیسے
کو ہما گو پشہ کو گل گو خدا
کہاں ہا کہاں چمچ کہاں مٹی کہاں اللہ
ایں چه نسبت ایں چه پیوندی بود
یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے

۱۔ انصوت قرآن پاک میں ہے
وَ اِنْ اَقْرَبُ هُتَرَانِ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
اَنْصِتُوا لِحُكْمِ رَبِّكُمْ فَاصْبِرْ یعنی جب
قرآن پڑھا جائے تو کام لے کر لگاؤ اور
خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا
جائے اگر خواہی نکس ' یعنی اگر تو
مرض کے پلٹنے کا خواہش مند نہیں
ہے طیب یعنی رسول گفت
انبیاء اور رسولوں کے سامنے زیادہ
گفتگو مناسب نہیں جان کے لئے
ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے تا
شائے انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ
اسی تعریف فرمائے گا کہ انسان کو اس
بر خدا آئے گا چوں۔ جب ان اطباء
کی ہلکائی کی جائے گی تو انسان پر خود
اپنی حقیقت ظاہر جائے گی۔
۲۔ دفعہ ۱۲ رسالت نظر نہ آنے کے
مرض کا دفعہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
ہے اور ان لوگوں کی تو قیر کرنا اس مرض
کے ذہین کا سبب ہے قوم یعنی اہل
سہ کے خلاف جملہ انسان کو اللہ تعالیٰ
اپنا خلیفہ کب بنا سکتا ہے ہر رسول
شاہ اور اس کے قاصد کا ہم جنس ہونا
ضروری ہے انسان جو اب دھل سے
ہٹا ہے اس کو اللہ سے کیا مناسبت
ہے
۳۔ مغرور گدھے کا مغرور کھانے
سے انسان گدھا بن جاتا ہے۔ پشہ
یعنی انسان۔ ہما یعنی اللہ تعالیٰ کو
ہما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا
نسبت ذرہ کا آفتاب سے کیا نسبت
ایں چه نسبت ایں انسان کا اللہ تعالیٰ سے
ہر ذرہ کا عقل میں نہیں آ سکتا۔

تا کجا! ایں گفت بیہودہ کجا ایں چذرق ست و چشیدست و دعا

یہ بیہودہ گفتگو کب تک یہ کیا کر ہے یہ کیا قریب اور دعا ہے

خود کجا کو آسمان کو رسیماں می تکیہ و مغز ما ایں داستاں

یہ خود کہاں ہے کہاں آسمان کہاں کجا دھاگا؟ اس افسانے کو ہماری عقل قبول نہیں کرتی

غالباً ما عقل داریم ایں قدر گندنا رانی شایم از گور

غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

حکمت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش فیل

ان خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا

فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کہ ازیں

کہ تو جا کر کہہ کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں کہ تو پانی کے

چشمہ آب حذر گن چنانچہ در کتاب گلیلہ و دمنہ آمدہ

اس چشمے سے پہیز کر جیسا کہ کلیہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

ایں بدال ملکہ کہ خرگوشے بگفت

یہ تو ایسا ہے کہ ایک خرگوش نے کہا

کز رومہ پیلاں ازاں چشمہ زلال

کیونکہ ہاتھوں کے جھنڈے اس صاف چشمہ پر

جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور

سب محروم تھے اور ذر کی جہس چشمے سے دور تھے

از سرگہ بانگ زد خرگوش زال

ایک بڑھے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی

شاہ پیلاں من رسولم پیش پایست

اے ہاتھوں کے بانگ دہانے والا ہو جائیں قاصدوں

ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید

چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھو! بھاگ جاؤ

ورنہ من تاں کوہ گردانم ستم

ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ظلم

دمنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ظلم

۱۔ تا کجا! کل سامنے انبیاء سے یہ

کہل رہا ہوں۔ چنپا کا کچا دھاگا۔

غالباً ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ

گندے اور گاجر میں فرق کر لیں۔

گندنا عربی میں اس کو کراٹ کہتے

ہیں ایک بڑا بڑا پھل ہے جو کھائی جاتی

ہے حکایت حال سامنے یہ قصہ نقل

کیا کہ تہجدی تو وہی مثل ہے جیسا

خرگوش چاند کا رسول بنا قلد من

رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا

قاصد اور پیغامبر ہوں اور چاند کا سرور

سامی ہوں۔

۲۔ کہ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند

کا رسول اس لئے بنا تھا کہ تمام جانور

چشمے پر ہاتھوں کے آنے سے تنگ

تھے اور سب نے مل کر ایک سازش

کی تھی کہ ابھی اس چشمے پر آنا چھوڑ

دیں۔ جملہ جنگل کے سب جانور

ہاتھوں کے ذر سے اس چشمہ کے

پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے

میں تو کمزور تھے اس لئے انہوں نے

یہ تدبیر سوچی تھی۔ زل۔ یوحید۔

غرض یہی حالت کا چاند

۳۔ شاعر ہاتھوں کے باواشاہ

کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ پھر سے اور

پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ

میگوید میں چاند کی طرف سے

پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ

پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر

نہ آیا کرو ورنہ کرنا نہ مانو گے تو اندھا بنا

دوں گا۔ ستم گفت۔ یعنی میں نے

تمہارا ظلم تم کو بتا دیا ہے اور اپنا فرض ادا

کر دیا ہے

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
یہ چشمہ چھوڑ دو، اور چلے جاؤ
نیک انشاں آنست کاندہ چشمہ ماہ
دیکھو علامت یہ ہے کہ چاند پانی میں
کہ بیاد اربع عشر اے شاہ پیل
اے ہاتھوں کے بادشاہ چھوڑ کو آ
آں فلاں شب حاضر آے شاہ پیل
اے ہاتھوں کے شاہ فلاں رات کو آجا
چوں دو ہفتہ از مہ نو بگذید
جب نئے چاند پر وہ ہفتے گزر گئے
چونکہ زخ طوم پیل آں شب در آب
اں رات کو جب پانی نے پانی میں سوڈ ڈال
پیل ۲ باور کرد ازوے آں خطاب
پانی نے اں کی بات کا یقین کر لیا
ترس ترساں باز گشتند آں رمہ
وہ جھنڈ خوف کھا کر واپس ہو گیا
مانہ زان پیلان گوئیم اے گروہ
اے گروہ ہم ان بیوقوف ہاتھوں میں سے نہیں ہیں

تاز زخم تیغ من لیکن شوید
تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ
مضطرب گردو ز پیل آب خواہ
پانی پینے والے پانی سے پریشان ہوتا ہے
تا درون چشمہ پانی زیں دلیل
تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل مائل کر لے
تا درون چشمہ پانی آں دلیل
تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے
شاہ پیل آمد چشمہ می چرید
ہاتھوں کا بادشاہ آیا چشمے سے پانی پینے لگا
مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
پانی ۱۱ اور چاند ہلے لگا
چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
جب پانی میں چاند ۱۱
بعد از ان نامدیکے زیشاں ہمہ
اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا
کا اضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
کہ چاند کا بلنا ہم پر دبدبہ قائم کرے

جواب گفتن انبیاء طعن ایشاں را و مثل آوردن ایشاں شکوں
انبیاء کا ان کے اعتراض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء ۳ گفتند آوہ پند ماں
انبیاء نے فرمایا انھوں ہماری نصیحت نے
اے دروغا کہ دوا از رنج تال
ہائے انھوں! تمہارے مرض کی وجہ سے وہ
ظلمت افزہ و دایں چراغ آں چشم را
یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے

سخت تر کرد اے سفیہاں بند تال
اے بیوقوف! تمہاری بڑی کو اور سخت کر دیا
گشت زہر جاں قہر آئین تال
جان کا زہر، تمہارا قاتل قہر بن گیا
چوں خدا بگماشت پردہ چشم را
جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

۱۔ ایک نعلین خرگوش نے کہا
میرے سچا ہونے کی علامت یہ ہے
کہ جب کوئی بھی پانی پیتا ہے تو وہ
چاند پریشانی میں ہلے لگتا ہے کہ
بیلاب گریختن نہیں جلتا چھوڑیں
شب کو آنا اور میرے اس دعوے کی
دلیل آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چوں وہ
ہفتہ جب چاند کے نکلنے پر وہ ہفتے
گزرنے کو آئے تو ہاتھوں کا بادشاہ
چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خرم۔ ہاتھ کی
سوڈ۔

۲۔ پیل۔ جب پانی میں چاند کا
عکس ہلا تو پانی کو خرگوش کی بات کا
یقین آ گیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر
جب ہاتھوں کا بادشاہ ہمارا گناہ ساریے
پانی بھاگ پڑے اور پھر کوئی بھی
چشمہ پر نہ آیا۔ ماندن۔ یہ قصہ بنا کر
لالہ سہانے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں
ہیں کہ ہاتھوں کی طرح تمہاری
باتوں میں آجائیں۔

۳۔ انبیاء مان کی اس تقریر پر انبیاء
نے ان سے کہا کہ ہماری نصیحت سے
تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو
گئیں۔ اور وہ نے زہر کا کام کیا۔
ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی
ہوتا ہے تو نور ہدایت اس کے لئے
مزید اندھیرے کا سبب بن جاتا
ہے۔

کہ ریاست مالِ فروزون ست از سما
ہادی سرہدی تو آسمان سے بڑی ہوئی ہے
خلعہ کشتی ز سر گیس گشتہ پُر
خصوصا اس کشتی سے جو گورے بھری ہوئی ہے
کافقائے اند و ذرہ نمود
جس میں صحن ایک ذرہ نظر آئے
دیدہ ابلیس جز طینے ندید
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
زال طرف جنید کورا خانہ بود
اسی طرف گئی جو اس کا مقام تھا
پیش بے دولت بگردو اوز ارہ
بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں
پیش بدبختے نداند عشق باخت
ایک بدبخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے
می نساو و گرہاں را راہ راست
گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے
وین مقلب قلب را سوء القضاست
اور یہ ہمارے دل کو پھیرنے والی بری تقدیر ہے
لعنت و کوری شہر ظلمہ شد
لعنت اور اندھا پن تمہارا سابق بن گیا
چوں نشاید عقل و جاں ہمزای حق
عقل اور جان کا ہمزایا بننا کیوں نامناسب ہوا
چوں نشاید زندہ ہمزای ملک
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہمزایا بننا کیوں مناسب نہ ہوا

چہا ریکی جست خواہیم از شما
ہم تم سے کیا سرہدی چاہیں گے
چہ شرف یا بد گشتی بحر دُر
موتوں کا مسند کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟
اے دریغ آں دیدہ کور و کبود
اس اندھی اور تاریک آنکھ پر انہوں ہے
کادے گو بود بیشل و فرید
جیسا کہ آدم جو کہ بیشل اور یکتا تھے
چشم دیوانہ بہارش دے نمود
شیطان آنکھ نے موسم بہار کو خزاں دکھایا
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں
اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
بہت سے معشوق ہیں جو پھر جان پہچان کے آجائیں کیلئے
احتمال را ایں چنین حرماں چراست
یقینوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟
ایں غلط وہ دیدہ را حرماں ماست
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہادی محرومی ہے
چوں بہت سنگیں شمارا قبلہ شد
جب پتھر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا
چوں بشاید سنگ تاں انباز حق
تمہارے پتھر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا کیسے مناسب ہوا؟
پشہ مردہ ہما را شد شریک
مرا ہوا پتھر کا شریک بن گیا

۱۔ چہ جس کا اللہ کے تقرب سے
وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی
بلند ہے وہ تمہاری سرہدی کا کیا
خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔
جس مسند میں مٹی بھرے ہوں
اس کو گور بھری کشتی سے کیا شرافت
حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ
آنکھ قابل انہوں ہے جس کو آفتاب
ذرہ نظر آئے۔ کادے یہ شیطانی
آنکھ ہے کہ اس نے حضرت آدم کے
پتے کی مٹی کو دیکھا اور دان کے باطنی
اوصاف کو نہ دیکھا۔

۲۔ چشم دیوانہ کو شیطانی
آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا
حضرت آدم جو عزیز بہار تھے وہ اس کو
خزاں نظر آئے۔ خود ذلیل تھا اس کی نگاہ
ذلیل چیز پر پڑی اس لئے۔ بدبختوں
کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔
ناشناخت۔ نااندہوں کو دولت ملتی ہے
لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔
حرماں۔ یعنی حقوں کی محرومی کا سبب
ان کی حرماں نصیبی ہے جو اللہ تعالیٰ
کے حکم سے ان پر مسلط ہے۔

۳۔ چوں۔ انبیاء نے اہل بہا سے
کہا چونکہ تم پرستی میں مبتلا ہو
گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھا پن تم
پر مسلط ہوا ہے۔ چوں۔ بیشاید۔
تمہارے اندھے ہونا کی علامت
پتھر کے بت کو اللہ کا شریک
نہا ہے۔ لیکن۔ اور جان۔ اللہ کا
مرزا سمجھنے سے نہیں۔ شکل۔ شریک رہا
ہے۔ پشہ۔ یعنی پتھر۔ مردہ۔ ہما۔
یعنی اللہ کی ملکیت۔ اللہ تعالیٰ



۱۔ آلِ اہل بیت۔ بت جو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک انسان جو اللہ کا بیٹا ہوا ہے اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا۔ عاشق تو ہم حاصل اپنے ہوا اپنی مصنوعات کے عاشق ہو۔ تو ہم ملاں۔ سناپ کی دم سناپ کے سر کی اطاعت کرتی ہے مثل مشہور ہے جیسی روح دیے فرشتے۔ گر گزیر۔ جس جانب منہ جائے گا وہی جانب اس کی دم جائے گی۔ دیوار۔ یعنی سناپ کی دم ہوسر۔

۲۔ آئینا۔ حکیم بنی غزنوی نے الہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی ہیں ان کو بیان کر کے یہ بات بتاتے ہیں کہ کفایتی محرومی اور ان کی عجیب عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے کم فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں زیادہ باتیں بتا دیکار ہیں اس نے ہر کام مناسبت سے کیا ہے۔ عضوبہ۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے اعضاء اور بدلوں میں حاصل تناسب دکھا ہے ہر روح میں اس کے مناسب اوصاف پیدا فرمائے ہیں۔

۳۔ حنف۔ ہر جان کے اوصاف اس کے مناسب پیدا فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کے لئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی صفت اس کے مناسب تھی۔ شد مناسب۔ قلم تقدیر نے جو حرف لکھے وہی اس شخص کے مناسب تھے۔ دیدہ دل۔ انسان کا دل اور آکھ قدرت کی دو انگلیوں کے قبضہ میں ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے ان کا رخ موڑ دیتی ہے۔ آج۔ جن دو انگلیوں کے درمیان میں قلم دل ہے وہ ایک قہر کی انگلی یعنی دہری قہر کی انگلی ہے۔ بیان۔ بنانا کی جس سرگشت

پشہ زندہ ترا شیدہ خداست
زندہ مجھ خدا کا بیٹا ہوا ہے
وَمِ مَادَاں رَا سِر مَارِسْت کِیش
سناپ کی دم کا غلب سناپ کا سر ہے
نِے دِراں سِر رَا حِے دِلِذِے
نہ اس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے
لَا قِ اندو در خوردنِ آں ہر دو یار
وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں
در الہی نامہ گر خوش بشنوی
"الہی نامہ" میں اگر تو اچھی طرح سے
در خود آمدِ تھِصِ خِر بَا گُوشِ خِر
گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے
شد مناسب و صفہا با جانہا
اوصاف جانوں کے مناسب ہیں
بِگِماں با جاں کہ حق بتر اشدش
یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے
پس مناسب دانش ہمچوں چشم و رُو
تو اس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ
شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
جو حرف اللہ تعالیٰ نے لکھے وہ مناسب ہیں
چوں قلم در دست کاتب اے حسین
اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم
کلک دل با قبض و بسطے زیں بنان
ان سرگشت سے دل کا قلم غمی اور کشائی میں ہے

آلِ اہلِ مُردہ ترا شیدہ شامست
مردہ بت تمہارا گھڑا ہوا ہے
عاشقِ خویشد و صنعت کرد خویش
اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں
نِے دِراں دُوم دو لُتے و نِصِعتِے
نہ اس دم میں کوئی دولت اور نعمت ہے
گر دِ سِر گرداں یو دِ آں دُوم مار
وہ سناپ کی دم کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے
آئیناں ۲ گوید حکیم غزنوی
غزنوی ہوتا ایسا ہی فرماتے ہیں
کم فضولی کن تو در حکمِ قَدَر
تقدیر کے فیصلے میں تو یکساں نہ کر
شد مناسب عضوبہا وابد انہا
اعضاء اور بدن مناسبت سے بنے ہیں
وصف ۳ ہر جانے مناسب باشدش
ہر روح کی صفت اس کے مناسب ہوتی ہے
چوں صفت با جاں قرین کر دست او
جبکہ اس نے صفت کو روح کا ساتھی بیٹا ہے
شد مناسب و صفہا در خوب و زشت
اچھائی اور برائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوتی ہیں
دیدہ و دل ہست بین الاصبغین
آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں
صبح اطف ست و قہرے در میان
مہر اور قہر کی انگلی ہے درمیان میں



۱۔ اے قلم۔ دل کو ہمیشہ اس کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس ذات کے قبضہ میں ہے۔ جملہ۔ انسان کے تمام حرکات و سکنات اس انگلی کی وجہ سے ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے وہ قیامت کے چھاپے پر ظاہر ہوگا۔ اس حرف۔ انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے ہیں۔ عزم۔ بعض بزرگس نے کہا ہے عرفث ربی یفسخ العزم میں نے اپنے پروردگار کو اپنے امرا میں سے نبھانے سے پہچانا جو نیاز قلم تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔ تقلب۔ یعنی حالات کا تغیر۔

۲۔ قلم یعنی انسان کامل۔ اس
قلم کو اپنے دل کے احوال
سے اپنی اجمالی ہر برائی کا اندازہ لگا
لیتے ہیں تا آنحضرت مولانا نے پھر
قلم بابت قلمی طر فہن کیا ہے
قلم بابت رسول اور خدا کا لکھنا دینا
کے قصہ میں قرآن شہرہا ہی سے تشبیہ
ہی تھی۔ اولیٰ یعنی اولی حکمت
جل یعنی اولیٰ حیل

سج کے رسم اہل سہاگو حق نہ
تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں چناب
ہادی توبائی کے لئے گھڑیں۔ اس
خصل صبح مثال دینی دے سکتا ہے
جس کو مثال اور جس کے لئے وہ
مثال ہے اس سے اس کو پوری
واقفیت ہو۔ کل۔ گنجا اگر زلف اور
روح کی مثالیں بیان کرے تو لامحالہ
غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی
حقیقت سے ناواقف ہے مگر
حضرت مرزا جیسو جی اپنے عصا کی
حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو
محض لالچی سمجھے حالانکہ وہ اڑوا تھا
اس نے ہونٹ چلائے تو ان

اے اے قلم بنگر گرا جلالیتی
اے قلم! اگر تو خدائی ہے تو خیال رکھ
جملہ قصد و حبشہ زیں اصبع ست
تیرا سب اللہ اور حرکت اس انگلی سے ہے
ایں حروفِ حالہات از رخِ اوست
تیرے احوال کے حرف اس کی تحریر کے ہیں
جُو نیاز و جُو تضرع راہ نیست
دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے
ایں قلم داند ولے بر قدرِ خود
اس کو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر
انچہ در خرگوش و پیل آویختند
وہ جو کچھ خرگوش اور پیل کی قبضہ سے متعلق ہوئے

کہ میان اصبعین کیستی
کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
فرق تو بر چار راہ مجمع ست
تیرا فرق مجمع کے چھوٹے پر ظاہر ہونے والا ہے
عزم و سخت ہم ز عزم و رخِ اوست
تیرا عزم اس کی سختی کے علاوہ سختی کرنے سے ہے
زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست
اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے
قدرِ خود پیدا کند در نیک و بد
اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے
تا ازل را با حیل آمیختند
حتیٰ کہ حکمتِ ازل کو دنیوی حیلوں سے ملا دیا

بیان آنکہ ہر کس را نزد مثل آردن خالصہ دکار الہی
اس کا بیان کہ ہر شخص کو حق نہیں ہے کہ مثل بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے سر رسد تا ایں مٹلہا ساختن
ان کو کیا حق تھا کہ نہیں نے یہ مثالیں گزریں
آن مثل آوردن آنحضرت ست
مثال دنیا اس مہد کا حق ہے
تو چہ دلی سر چیزے تا توکل
تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گنہا ہے
مویٰ آں را کہ عصا دید و بنود
مویٰ نے جس کو عصا اور وہ عصا نہ تھا

سوئے آں درگاہ پاک انداختن
اس پاک مہد کی جانب منسوب کیں
کہ بعلم برتر و جہراو آیت ست
کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے
تا بولف ویا بُرخ آری مثل
تاکہ تو زلف یا رخسار کی مثال بیان کرے
اژدہا بد سرتر اُو لب می کشود
اژدہا تھا اس کے راز کو ہونٹ کھولتا تھا



پر ہر مکتشف ہوا تو جب حضرت موسیٰ کا علم بھی ناقص بقوتہم بن نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ اصل شیطانی ماسودانہ
ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔

چوں پتھال شاہے نداند بر سر چوب
جبکہ ایسا شہ لکڑی کے راز کو نہ سمجھے
چوں غلط شد چشم موسیٰ در مثل
جب مثل کے معاملہ میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہو گئی
آں مثال را چو از درہا گند
وہ تیری مثال کو از درہا جیسا بنا رہتا ہے
ایں مثال آورد ابلیس لعین
لمون شیطان یہ مثال لایا
ایں مثال آورد قاروں ۲ از لجاج
قاروں جھگڑے سے یہ مثال لایا
ایں مثال آورد غمزد و جہول
جہول غمزد یہ مثال لایا
ایں مثال آورد فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا
ایں مثال اندیش گشتہ قوم ۳ عاد
قوم عاد یہ مثال سوچنے والی بنی
ایں مثال آورد ہر بد بخت دوں
ہر بد بخت کمینہ یہ مثال لایا
ایں مثال را چو زان و لوم دال
تو اس مثال کو کلا اور الو سمجھ

توچہ دانی بر سر این دام و حبوب
تو اس جال اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا
چوں گند موئے فضولی اند خل
تو فضولی چوہا اس میں کیا سماخ بنا سکتا ہے؟
تا پیلخ جز و جزوت بر گند
تاکہ جلاب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے
تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک کے لعنوں ہو گیا
تا فر و شد در ز میں با تحت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں ہنس گیا
تا کہ پشہ مغر سر خوردش عجل
یہاں تک کہ گھمسنے جلدی سے اس کے سر کا مغر کھالیا
تا کہ اندر آب دریا شد سقط
یہاں تک کہ دیا کے پانی میں بیکار بن گیا
کا ستخواں شاں خرد مردا آمد زیاد
کہ ان کی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں
تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں لوندھا ہو گیا
کہ از یشال پست شد صد خاندان
کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں
مشابہا زدن قوم نوحؑ باستہزا در زمان کشتی ساختن او
قوم نوح کا حضرت نوح کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثال بیان کرنا

نوح اندر باد یہ کشتی بساخت
حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی
صد مثل گو از بے سحر بتاخت
سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کے لئے دھڑے



۱۔ فضولی۔ بغیر اعتقاد کے کام کرنے والا۔ مدخل۔ سماخ، گھسنے کی جگہ۔ آن مثال۔ غلط مثالیں دینا۔ خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بننا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خلقتی من لار و خلقہ من طین۔ اے اللہ تو نے مجھے گ سے بنایا اور اس آدم کو مٹی سے تیار کیا اس سے افضل ہوں تو اس کو توبہ کیوں کر دے۔ ۲۔ قاروں۔ قاروں سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہو کھا اور یوسف علیٰ علم یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ غمزد۔ غمزد و جہول۔ کادوئی کیا اور کہا قانخی و لغیث یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عجل۔ جلد۔ باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا قاتلکم الان علسی میں تمہارا برا خدا ہوں۔ سقط۔ بیکار چیز۔ ۳۔ قوم عاد۔ حضرت ہود کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آدمی سے ہلاک ہو گئے۔ دیں۔ مثال۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ سحر۔ مذاق۔

دریا بانے کہ چاہ و آب نیست
 دریا بانے کہ چاہ و آب نیست
 اس جنگل میں جہاں کنوں اور پانی نہیں ہے
 اس جنگل میں جہاں کنوں اور پانی نہیں ہے
 آن یکے میگفت این گشتی بتار
 آن یکے میگفت این گشتی بتار
 ایک کہتا تھا کہ اس گشتی کو دھڑا
 ایک کہتا تھا کہ اس گشتی کو دھڑا
 آں یکے میگفت دنباش کرسپت
 آں یکے میگفت دنباش کرسپت
 ایک کہتا تھا کہ اس کا ذبلہ نیڑھا ہے
 ایک کہتا تھا کہ اس کا ذبلہ نیڑھا ہے
 آں یکے میگفت پالاش کجاست
 آں یکے میگفت پالاش کجاست
 ایک کہتا تھا کہ اس کا پلان کہاں ہے؟
 ایک کہتا تھا کہ اس کا پلان کہاں ہے؟
 آں یکے میگفت کایں مشک تہی ست
 آں یکے میگفت کایں مشک تہی ست
 ایک کہتا تھا کہ یہ خلی مظہیرہ ہے
 ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
 آں یکے میگفت بیکاری مکر
 آں یکے میگفت بیکاری مکر
 ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
 ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
 اوہمی گفت این بفرمان خداست
 اوہمی گفت این بفرمان خداست
 وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے
 وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

حکایت ۳۱ آل دزد کہ پر سیدند چہ میکنی در نیم شب در زیر
 ان چہ کی حکایت جس سے حیانت کیا کہ تو آدھی رات میں اس دیدہ کے
 اس دیوار گفت دہل می زخم
 اس دیوار گفت دہل می زخم
 پاس کیا کر رہا ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں

اس مشکل بشنو کہ شب دزدِ عنید
 اس مشکل بشنو کہ شب دزدِ عنید
 یہ مثال سن کہ رات میں ایک سرکش چور
 یہ مثال سن کہ رات میں ایک سرکش چور
 نیم بیدارے کہ اور بخور بود
 نیم بیدارے کہ اور بخور بود
 ایک لادہ کچری نیند والا جو کہ بیدار تھا
 ایک لادہ کچری نیند والا جو کہ بیدار تھا
 رفت بر بام و فرود آویخت سر
 رفت بر بام و فرود آویخت سر
 وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکیا
 وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکیا
 خیر باشندیم شب چہ میکنی
 خیر باشندیم شب چہ میکنی
 خیر تو ہے آدھی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟
 خیر تو ہے آدھی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

۱۔ آب نیست گشتی کی دہاں
 ضرورت دہانی ہے جہاں صبا ہو
 پہاں خشک جنگل ہے اس میں نوح
 گشتی کیوں بند ہے ہیں۔ پتھر یعنی
 یہ گشتی خشکی میں دھڑانے کی ہے لہذا
 اس کو جنگل میں دھڑا کر پتھر اس کی
 کے پر لگا تاکہ اس کے پانی تو موجود
 نہیں کہ اس میں چلے گی۔

۲۔ آں یکے مذاق میں کوئی
 حضرت نوح سے کہتا کہ اس گشتی کا
 پچھلا حصہ خیر چاہے کوئی کہتا کہ اس
 کی پشت ٹیڑھی ہے کوئی مذاق میں کہتا
 کہ اس گدھے کا پلان کہاں کہاں ہے کوئی
 کہتا کہ اس کا پانی نہ چاہے ہو۔
 کوئی گشتی کو شک دیتا کہ اس کو گدھا
 قرار دیتا اور حضرت نوح جواب
 میں فرماتے کہ یہ کسی خدا کے حکم سے
 بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے
 سے اس میں کوئی کٹا ہی نہ کر لیں گا۔

۳۔ حکایت۔ حضرت نوح نے
 قوم سے فرمایا تھا۔ اِن نَسْخَوْنَا
 نَسْخَوْنَکُمْ کَمَا نَسْخَوْنَ اٰیٰتِی
 جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے
 ہو آئندہ دیکھنا تم ہمارا مذاق اڑا رہے
 گے اسی مناسب سے مولانا نے یہ
 حکایت نقل کی ہے عنید۔ جھگڑا۔
 خُز۔ گدھا۔ طفق۔ کٹا کٹ
 گفت اور دل بہادر گھروالے نے چور
 سے کہا۔ خیر باشند یعنی خیرت ہے
 آدھی رات کو تو یہ کیا کام کر رہا ہے اور تو
 کلن ہے۔ کن۔ بزرگ۔

در چہ کاری گفت می کو بم دُہل
اس کام میں معروف ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں
گفت فردا بشنودی ایں بانگ را
اس نے کہا تو اس آواز کو کل سن لے گا
من چو فتم بشنوی بانگ دُہل
میں جب چلا جاؤں گا تو دھول کی آواز سن لے گا
در غلط افتادہ اے نیم خام
اے اداہ کج رہا تو غلطی میں پڑا ہوا ہے
آن دروغ ست و کثر و بر ساختہ
وہ مثال چھٹی اور شیروں اور بدلتی ہے

گفت کو بانگ دُہل اے یوسبل
اس نے کہا کہ مختلف طریقوں سے دھول کی آواز کہیں ہے
نعرۂ یا حسرتاً وَا ویلنا
یا حسرتاً دلو بلا کا نعرہ
آن زماں واقف شوی بر جو وکل
اس وقت تو جہز کل سے واقف ہو جائے گا
پختہ شو در آتش حق و اسلام
اللہ کے عشق کی آگ میں پختہ بن و اسلام
سرّ آن کثر را تو ہم نشاختہ
اس شیروں کے راز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن مثل کہ منکر ان گفتند از رسالت خرگوش
خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو منکروں نے بیان کی اس کا جواب

سرّ آں خرگوش داں دیو فضول
اس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے
تا کہ نفس گول را محروم کرد
یہاں تک کہ احمق نفس کو اس نے محروم کر دیا
باز گو نہ کردہ متعیش را
تو نے اس کے معنی کو اٹھ دیا
اضطراب ماہ گفتی در ز لال
صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا
قصہ خرگوش و پیل آری و آب
تو خرگوش اور ہاشی اور پانی کا قصہ بیان کرتا ہے
ایں چہ ماند آخر اے کوران خام
اے اندھ عقل کے بچا یہ کیا مشابہت رکھتا ہے

کہ بہ پیش ۲ نفس تو آمد رسول
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا
ز آب حیوانے کہ ازوے خضر خورد
اس آب حیات سے جو خضر نے پیا
کفر گفتی مستعد شونیش را
تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا
کہ بتر سانید پیلان را شغال
جس سے گیند نے ہاتھیں کو ڈیرا
خشیت پیلان زمرہ در اضطراب
چاند کے ہٹنے سے ہاتھوں کا ڈنکا بیان کرتا ہے
باہمے کہ شد زبوش خاص و عام
اس چاند سے جس کے خاص و عام تاج ہیں

۱ یوسبل۔ مختلف طریقوں والا
۲ مومچوں والا۔ نعرہ یعنی تیرا سب
اٹ جائے گا اور تو دلو بلا کر لگا تو وہ
میرے دھول کی آواز ہوگی جو تن سن
لگا۔ من۔ یعنی جب میں نہری کر
کے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ
معلوم ہو جائے گا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا
مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے
رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال
خود فرغی سے پھر غلطی یہ ہے کہ اس
افسانے اور فرغی قصہ کی حقیقت نہیں
سمجھے۔ جواب۔ اب مولانا اس قصہ کا
واقعی مطلب سمجھاتے ہیں۔ خرگوش۔

اس سے مراد شیطان ہے
۲ پیش نفس۔ ہاشی سے مراد نفس
انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ
آب حیات ہے جو خضر نے حاصل
کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گمراہ کر
کے آب حیات سے محروم کر دیتا ہے
گول۔ احمق۔ باز گو نہ کہل سہانے
اس قصہ کو اٹھ کر خرگوش سے انبیاء اور
لے۔ کفر۔ انبیاء کو دھوکہ باز خرگوش
سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ شیش۔ یعنی
سر۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال۔
یعنی لیزر۔

۳ ایں چہ۔ یعنی اس قصہ میں تم
نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ
دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے، آسمان کا
چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا
ہے۔ جملہ مخلوقات خداوند ہو یا صانع
یا دیگر مخلوق وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو
سکتی ہیں۔ تمام جہاں اس کا حکم
ہے۔



چہ مہ وچہ آفتاب وچہ فلک

کیا چاند اور کیا سورج اور کیا آسمان

چہ وحوش وچہ طیور وچہ جماد

کیا دشت جانور اور کیا پرندے اور کیا پتھر

چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار

کیا شہر اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر

چہ تراب و آب وچہ باد وچہ نار

کیا مٹی اور پانی اور کیا ہوا اور کیا آگ

جملہ اند حکم و در فرمان او

سب اس کے علم اور فرمان میں ہیں

آفتاب آفتاب آفتاب

سورج کے سورج کا سورج ہے

صد ہزاراں شہر را خشم شہاں

شاہوں کے غصہ نے لاکھوں شہر

کوہ بر خود میشکاند صد شگاف

پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے

خشم مرداں ۲ خشک گرداند سحاب

مردان خدا کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے

بنگرید اے مُردگان بے خُوط

اے خوشبو نہ ملے ہوئے مرد دکھ لو

پیل ۳ خود چہ بود کہ سہ مُرغ ہر ازل

ہمیشہ خود کیا ہے کہ تین چار ازل سے پرندوں نے

اصحف مُرغاں لبائیل ست و او

لبائل کمرہ ترین پرندہ ہے اور اس نے

کیست گو نشید آں طوفانِ نوح

کون ہے جس نے طوفانِ نوح کے بارے میں نہ سنا ہو

چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک

کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے

چہ ملوک وچہ گدازچہ کیقباد

کیا بادشاہ اور کیا فقیر کیا شہنشاہ

چہ مہ وچہ سال وچہ لیل و نہار

کیا مہینہ اور کیا سال اور کیا رات اور دن

چہ خریف و صیف وچہ دے چہ بہار

کیا جاڑا اور گری اور کیا خزاں کیا بہار

ہچو گوئے در خم چوگان او

جیسا کہ گیند بے کے خم میں

ایں چہ میگویم مگر ہستم بخواب

میں یہ کیا رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں

سُرنگوں کر دست اے بدگوہراں

اے بدسلو! ہونڈے کر دیئے ہیں

آفتابے چوں خراسے در طواف

سورج بن چکی کے گردے کی طرح پتھر میں

خشم دلہا کرد عالمہا خراب

دلہوں کے غصہ نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے

در سیاستگاہ شہرستان ٹو

لوٹ کے شہر کی عذاب گاہ کو

کو خند آں پیلگاں را استخوان

ان ہاتھوں کی ہڈیا توڑ دیں

پیل رابد رید و نہ پذیرد رغو

ہمیشہ کو ایسا بھاڑا جس کا رغو نہیں ہو سکتا

یا مضاف لشکرِ فرعون و روح

یا فرعون اور حضرت جبریل کا معرکہ

۱۔ چہ تراب۔ یعنی چاروں عنصر۔

خریف۔ موسم سرما۔ فصل خزاں۔

آفتاب۔ پہلا بمعنی آفتاب حقیقت

دوسرا بمعنی روشنی تیسرا بمعنی خورشید

فلک۔ ہستم بخواب۔ یعنی میرا ذات

حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی

درست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب

مولانا مالِ بابا کی گستاخی پر ان کو تنبیہ

کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت

ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں

کی تباہی کا سبب بنی ہے اس کی وجہ

سے پہلا شق ہوئے ہیں سورج بن

چکی کے گردے کی طرح ان کا طواف

کرتا ہے

۲۔ مرداں۔ انبیاء صحابہ۔ ابر۔

دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ خُوط۔ ایک

مرکب خوشبو ہے جو مردے کے بدن

پر مل رہی جاتی ہے۔ لوٹ۔ حضرت لوط

کی ناراضی سے بھرتیاں دیران

ہوئیں۔

۳۔ پیل خود چہ۔ ابر سے کے

ہاتھوں کا لشکر لبائیل کی کنگریوں

سے ہلاک ہوئے۔ نوح۔ حضرت نوح

کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان

آپا۔ لشکر فرعون۔ حضرت موسیٰ کی

ناراضی سے قوم فرعون کو جبریل نے

صیایش غرق کر دیا۔

روحِ شل بشکست و اندر آبِ رخت
ذره ذرہ آبِ شل بری گیسخت

حضر جبرئیل نے ان کو شکست دی اور پانی میں بہادیا
پانی کو ذرہ ذرہ کتا کتا

کینست کوشنید احوالِ شمود
وانکہ صرصر عادیں را می رُود

کون ہے جس نے شمود کے احوال نہ سنے ہوں؟
اور یہ کہ عاد والوں کو آہنجی ایک رہی تھی

چشمِ بارے در چنایں پیلا گشا
کہ بُدندے پیل کش اندر و عا

اب آنکہ ایسے ہاتھوں میں کھل
جو ہاتھوں کو جنگ میں مار ڈالے والے تھے

آچنایں پیلان و شہانِ ظلوم
زیرِ چشمِ دل میشد در رُحوم

ایسے اچھی اور ظالم بادشاہ
زیرِ چشمِ دل ہمیشہ عکسکاری میں ہیں

تا ابد از ظلمتے در ظلمتے
میروند و نیست غوث و رحمتے

تا ابد ظلمتے میں رہے
میروند و نیست غوث و رحمتے

بیش کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں
جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

نام نیک و بد مگر نشیدہ اید
جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہے
جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

دیدہ رانا دیدہ می آرید ولیک
سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے

نیکے ہوئے کو ان تصور کر رہے ہو لیکن
چشمِ تال را وا کشاید مرگ نیک

موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھول دے گی
چوں روی در ظلمتے مانند کور

چوں روی در ظلمتے مانند کور
ق جبکہ تو انھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بستہ روزن باشی از ماہِ کریم
اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا ارشدان بند رہے گا

اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا
چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ

تو سچ دوران چاہ رفتی ز کاخ
دستِ جہانوں کی کیا خطا ہے

تو عمل سے گر کر کنویں میں چلا گیا ہے
چوں بہ بیند روئے یوسف را بگو

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او
تا وہ یوسف کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

و جان جو بھیڑیے پن میں رہی
گوشِ آں سنگیں دلّاش کم شنید

لحٰنِ داؤدی بسنگ و گُہ رسید
ان سنگیوں کے کان نے نہ سنا

حضرت داؤد کا نعرہ پھر اور پہلا تک پہنچ گیا
ہر زماں واللہ اعلم بالرشاد

آفریں بر عقل و بر انصاف باد
ہر دور میں اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

۱۔ شمود حضرت صالح کی بیوی کو

ذبح کرنے کی وجہ سے پیچھے کھڑا

سے ہلاک ہوئے۔ عادیں۔

حضرت ہود کی باغریاں س چلے

ہوئے۔ پیلان۔ وہ کفار جو طاقتور

ہاتھوں کی طرح تھے۔ عا۔ جنگ۔

۲۔ زحوم۔ سنگساری۔ ظلمت۔

ظلم۔ ظلمت۔ تاریکی۔ غوث۔ مدد۔

دیدہ۔ ر۔ یعنی تم نے تمام دیکھی۔ بھالی

چیزوں کو ان دیکھا۔ بارے۔ ہو۔ کشاید

نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔

گرد عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ

کو اندھا بنا لے تو وہ نور سے محروم رہتا

۳۔ روزن۔ روشن دان۔

س۔ تو وہوں۔ اگر کوئی خود اپنے

آپ کو کنویں میں گرالے اور دنیا کی

وسعت سے محروم ہو جائے تو اس میں

دنیا کا کیا تصور ہے۔ کار۔ کل۔

وصفِ گرگی۔ یعنی انسانی عیوب

حرفِ طبع وغیرہ۔ یوسف۔ یعنی انبیاء

والایہ۔ حسن و لاؤڈی۔ یعنی انبیاء کے

معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر

ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر

نہیں ہوتا۔ آفریں۔ عقل و انصاف

ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اہل

سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ

ہیں۔

صَلِّقُوا رُسُلًا كَرَامًا يَلْسَبَا

اے سب دلوں شریف رسولوں کی تقدیق کرو

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ شُمُوسٌ طَالِعَه

ان کی تقدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ بُلُورٌ زَاهِرَه

ان کی تقدیق کرو وہ روشن چاند ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى

ان کی تقدیق کرو وہ تاریکی کے چراغ ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ يَوْجُ خَيْرِكُمْ

ان کی تقدیق کرو جو تمہارے دل کا امیدوار نہیں ہے

پاری گوئیم ہیں تازی بہل

ہم فدا ہوئے والے ہیں خبردار عربی کو رہنے دے

ہیں گواہی ہائے شہاں بشنود

آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بحال ۳ اولیناں بنگرید

یا گزشتہ لوگوں کا حال دیکھو

صَلِّقُوا رُوحًا سَابِلًا مِّنْ سَبَا

اس میں کی تقدیق کرو جس کو تیر کیا ہے جس نے بھی تیر کیا ہے

يَوْمُنُوكُمْ مِّنْ مَّخَارِزِ الْقَارِعَةِ

وہ تمہیں قیامت کی رسائیوں سے ان دلائل کے

قَبْلِ أَنْ يَلْقُواكُمْ بِالسَّاهِرَةِ

ان سے پہلے کہ تم سے میدان قیامت میں ملاقات کریں

اَكْرُمُوهُمْ هُمْ مَفَاتِيحُ الرَّجَا

ان کی عزت کرو وہ امید کی کنجیاں ہیں

لَا تَصْلُوا لَا تَصْلُوا غَيْرَكُمْ

گمراہ نہ بنو، اپنے غیر کو نہ روکو

ہندوی آل ترکش آب و گل

اے پانی اور مٹی سے بنے ہوئے آل ترک کا غلام بن جا

بگرویدند آسہا ہا بگروید

آسمان ان کے گرویدہ ہیں تم بھی گرویدہ بنو

یا سُوئے آخر بخورے بر پرید

یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیان معنی حوم و مثال مرد حازم
مختار کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

از دواں گیری کہ دورست از خباط

تو دواںوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیست آب و ہست دیگ پائے سوز

پانی نہیں ہے اور پاؤں جلانے والا ریت ہے

کہ بہر شب چشمہ بنی رواں

کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

حوم چہ بود در دو تدبیر احتیاط

پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں رنفت رنفت

ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغست این بدال

دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

۱۔ صَلِّقُوا۔ پھر مولانا بلال سبکو خطاب کرتے ہیں کہ ان شریف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تقدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلِ أَنْ لَا تَصْلُوا قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

۲۔ مَنْ لِّس۔ یہ رسول اس قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دھروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پاری۔ تمہارا اعتراض کرو گے کہ ہم فدا ہوئے والے ہیں، ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں فصاحت کرنا بتا دیتا ہوں اور فدا ہی میں فصاحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ ترک۔ معشوق یعنی ذات حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو۔ آسمان تک اس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

۳۔ یا بحال۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے مافرانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری ہو۔ حزم۔ حاکم کے رخ سے پختہ کاری ہوشیاری احتیاط خبا۔ خطی بن لغزش



حوم آں باشد کہ برگیری تو آب
مخ کلای یہ ہو گی کہ تو پانی لے لے
گر یود در راہ آب ایں را بریز
اگر راستہ میں پانی ہو اس کو بہا دے
اے خلیفہؒ زادگاں دادے کنید
اے خلیفہؒ زاد! انصاف کرو
آں عدوئے کز پدہر تاں کیں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی
آں شہ شطرنج دل رلمات کرد
اس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی
چند جابندش گرفت اندر نبرد
میر کے میں چند جگہ اس پر پتھ ڈالا
آچنیں کردست با آں پہلوال
اس بہادر کے ساتھ یہ کیا
مادر و بابائے مارا آں خسود
اس حاسد نے مادی ماں اور باپ کا
کردشال آبخا برہنہ خوار و زار
اس جگہ ان کو نکا ذلیل اور بدحال کر دیا
کہ زلفک سج چشم او روید ثبت
کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اگ آئی
توقیا سے گیر طر ایش را
تو اس کی چالاکي کا قیاس کر لے
اخذے رائے گل پرستان از شرش
اے مٹی کے پچھلیوں اس کے شہر سے بچ

تار ہی از ترس او باقی بر صواب
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راستہ پر ہو
ور نباشد وائے بر مرد ستیز
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر نفوس ہے
حوم بہر روز میعادے کنید
قیامت کے دن کے لئے پختہ کاری سے کام لو
سوئے زنداش ز علیین کشید
علیین سے اس کو قید خانہ میں کھینچ لایا
از بہشتش سحرہ آفات کرد
اس کو بہشت سے نکالا کہ مصیبتوں کا پابند کر دیا
تا بکشتی در فگندش روئے زرد
یہاں تک کہ روطے کے ساتھ اس کو کشتی میں پھنسا دیا
سست سستش منگریدے دیگرال
اے بیگانو! اس کو حقیر نہ سمجھو
تاج و پیرا یہ بچالاکي رُود
تاج اور لباس چالاکي سے اچک لیا
سالہا بگریست آدم زار زار
آدم سالوں زار زار روئے
کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے؟
کہ چُناں سرور کندز ویش را
کہ ایسا سرور اس کی وجہ سے واہی نوچتا ہے
تیغ لا حوالے زنید اندر سرش
اس کے سر پر لاجل کی تلوار مار دو

۱۔ از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا
خوف۔ گروہ اعتباراً اور ترس کا اعتقاد
یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمال
صالحہ کا توشلے لے لے اگر نعوذ باللہ
آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہے تو
اعمال صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت
بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا
معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمال
صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت
حقیقتاً ہوئی اور اعمال صالحہ نہ ہوئے تو
لجاجت پائی ہے لہذا حرام بھی ہے کہ
نیک کام کر لئے جائیں یہی مضمون
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک
دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔
۲۔ خلیفہ۔ یعنی حضرت آدم زور
میعاد۔ روز قیامت۔ زنداں۔ یعنی
دنیا علیین۔ جنت کے کئی طبقہ کا نام
ہے شہ شطرنج۔ دل۔ یعنی حضرت آدم
بند۔ بچ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلوال۔
یعنی حضرت آدم۔ باہر۔ یعنی خلیفہ۔
حضرت آدم۔ باہر۔ یعنی خلیفہ۔
سج کز اشک۔ یعنی حضرت آدم
اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو
گرنے سے زمین پر گھاس اگ
آئی۔ جریدہ۔ عین ثابت۔ یعنی وہ وجود
آدم جو حق تعالیٰ آدم علیہ السلام میں تھا وافر
یعنی اس کو محفوظ۔ لا۔ یعنی کہانہ نامت۔
لاقر یا کا حکم۔ طراری۔ جبہ راشی۔
مکاری۔ سرور۔ یعنی حضرت آدم۔
ریش۔ ریش کنڈن۔ عم فصرہ۔ کرنا گل
پرست۔ تن پرست۔



کوی اے بیند شمارا از گمیں کہ شما اُورا نمی بینید ہیں
کیکدہ تمہیں گمات میں سے دیکتا ہے خبردار! کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو

دائما صیاد ریزد دانہا دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا
شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے دانہ ظاہر، اور مکر چھپا ہوا ہوتا ہے

ہر کجا دانہ بدیدی اُکھدر تانہ بندد دام بر تو بال و ہر
تو جہاں دانہ دیکھے فاق تانہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے

چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
اے کبوتر جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا ورنہ جیسے ہی تو نے کھلیا، جال میں پھنسا

زانکہ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد دانہ از صحرائے بے تز ویر خورد
کیکدہ جس پرندے نے دانہ چھوڑا بے مکر جنگل سے دانہ چک لیا

شاد مرغے کو بترک دانہ گفت در ریاضِ قدس بہر شگل شکفت
وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا اور قدس کے بانوں میں اس کے لئے پھل کھلے

ہم بدالِ قلع شد واز دام جست ہیچ داسے پرو و بالش را نہ بست
اسی دانہ پر کفایت کرنی اور جال سے چھوٹ گیا کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

و خلعتِ حال آں مرغ کہ ترکِ حرم کرد از حرص و ہوا
اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پختہ کاری چھوڑ دی

باز مرغِ غرقِ فوق دیوارے نشست دیدہ سُوئے دانہ و داسے بہ بست
پھر وہ پرندہ، جو ایک دیوار پر بیٹھا آنکھ دانہ اور جال پر جمادی

یک نظر اُو سُوئے صحرا می کند یک نظر حرص بدانہ می کشد
وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے اور ایک نظر میں اس کو حرص دانہ کی طرف پھینکتی ہے

ایں نظر با آں نظر چالیش کرد ناگہانی از خرد خالیش کرد
اس نظر نے اس نظر سے مقابلہ کیا اچانک اس کو عقل سے خالی کر دیا

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند صائدش گشت و بخورد و کام راند
وہ اڑا دانہ کھلیا اور جال میں پھنس گیا شکاری نے اس کو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا

باز مرغے کاں تردد را گذاشت زان نظر برگد و بر صحرا گماشت
پھر وہ پرندہ جس نے تردد کو چھوڑا اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگل پر لگا دی

۱۔ کوی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہذا اس کے مدنے کے لئے صرف لالچ کی تلو کا سامنے کرتی ہے۔ داما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے کہ نفسانی شہوات کیلئے ڈالتا ہے اور خود چھپا رہتا ہے۔ ہر کجا۔ یہاں ممکن ہے کہ دانہ چک لوار جال میں نہ پھنسا لہذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جاوے۔

۲۔ زانکہ۔ جو شیطان لائقوں سے بچے گا۔ وہ جنت کے بانوں سے غذا میں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو شیطان کے کھانوں سے بچ گیا۔

۳۔ باز مرغے۔ اس قصہ میں وہ پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اس کا انجام تو یہ ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا اور وہ پرندہ ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہذا انسان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی حال ہو گا جو لالچی پرندہ کا ہوا۔ چالیش۔ چالش۔ جنگ۔ باز سے چلا۔ صائد شکاری۔

شاد پرو بال او بخالہ
اس کے بال دہ پھلے ہیں اس کے لئے خوبی ہے
ہر کہ اورا مقتدا سازد برست
جس نے اس کو مقتدا بنا لیا نجات پا گیا
زانکہ شاہ حازِ مال آمدش
کیونکہ اس کا دل پختہ کلاں کا بادشاہ ثابت ہوا
خوم زور اضی واو راضی زخوم
پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
بارہا در دام حرص افتادہ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے
بازت آں تو اب س لطف آزاد کر
پھر تجھے اس مجسمہ توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
گفت ان علمتم کذا علنا کذا
فرمایا اگر تم اس طرح پڑے ہم اس طرح بیٹھیں گے
چونکہ بھتے رہے خود آورم
جبکہ ایک جزا والے کو اپنے پاس لانا ہوں
بھت کر دیم اس عمل ربا اثر
ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ چھڑ لگا دیا ہے
چوں آریا بد غارتے از بھت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوئے میں سے زکوٰۃ پکڑ لیتا ہے
بار دیگر سوئے اس دام آمدید
تم پھر اس جال کی طرف آئے
باز تاں تو اب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھل دی
باز چوں پروانہ نسیاں رسید
پھر جب بھول کا پھٹنہ آیا

تا امام ا جملہ آزادوں شد او
یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا
در مقام امن و آزادی نشست
اس اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا
تا گلستان و چمن شد منزلش
یہاں تک کہ گلستان اور چمن اس کی منزل بنا
آچہیں گن گرنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور عزم کر
خلق خود راہ بریدن دادہ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے
توبہ پذیر رفت و شمارا شاد کرد
اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا
نحن زو جنا النفع بالجزا
ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
آید آں بھتشی دوانہ لا جرم
اس کا جزا لا محلہ دوانہ ہوا آتا ہے
چوں رسد بھتے رسد بھتے دگر
جب جوئے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آ جاتا ہے
بھت می آید پئے او شوے جوے
یادہ اس کے پیچھے زکوٰۃ تلاش کرتی ہوئی آتی ہے
خاک اور دیدہ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی
گفت ہیں بگریز زواں سو منہ
فرمایا خبردار! بھاگ اھر کا رخ نہ کر
جان تاں را جانب آتش کشید
اس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

۱۔ تا امام۔ پھر یہ نجات پانے والا
پختہ دوسرے پختوں کا سرور بن جاتا
ہے ہر کہ اور۔ جو پختوں کو بشیاد پختہ
کولام بنانے لگا اس کو اس اور آزادی
حاصل ہوئی۔ زانکہ۔ اس پختہ کا دل
پختہ کلاں کا شاہ ثابت ہوا۔ آچہیں۔
انسان کو بھی اس جملہ پختہ کی طرح
کام کرنا چاہیے۔

۲۔ توبہ قبول کرنے والا اللہ
تعالیٰ۔ لطف۔ مہربانی یہ توبہ کی
صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے جیسا کرو گے دیا بھرو گے۔
نحن۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ساتھ
اس کے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔
بھتے۔ زکوٰۃ میں سے اگر ایک کو بلاؤ
گے دوسرا خود تمہارے پاس آ جائے
گا۔

۳۔ چوں۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ
کر لے اس کی مادہ زکوٰۃ تلاش میں
خود پہنچ جاتی ہے۔ بار دیگر۔ انسان
توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور
توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر
توبہ قبول کر لیتا ہے۔

۱۔ پروانہ پروانہ شنی کا عاشق ہوتا ہے اے پروانہ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لیتا چاہیے۔ چوں کہ یہی توبہ کا شکر یہ توبہ ہے کہ پھر بھی معصیت کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ تازہ شکر نثریعت کا سبب ہے نعت۔ سزا سے ہائی کی نعت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔
۲۔ تاجنیں انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے کہ بتا ہے کہ میں عبادت کروں گا اور اس میں صفت احسان پیدا کروں گا۔ کہ لائی۔ لیکن جب معصیت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بیکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا فضیلت ہے کہ بیکار کی یہ عادت کتنے کی عادت کے مشابہ ہے۔
۳۔ سنگ۔ کتے جاڑے میں سر کی تکلیف سے دہلے ہو جاتے ہیں۔ کہ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گری میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنالوں گا تاکہ آنے والے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

کم گن اے پروانہ انسیان و شکے
اے پہلے پہل اور شک نہ کر
چوں زہیدی شکر آن باشد کہ بیچ
جب تو بیچ گیا اس کا شکر یہ ہے کہ سچی
تاترا چوں شکر گوئی بخشند او
تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
شکر آں نعت کہ تاں آزاو کرد
اس نعت کے شکر میں ہے کہ تمہیں اس نے آزاد کر دیا
چند اندر رنجہاد در بلا
کتنی بد تکلیفوں اور مصیبت میں
تا چنیں خدمت کنم احساں کنم
تاکہ میں ایسی خدمت کروں احسان کروں
چوں خلاصی داد حق ز احتیال
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے نجات دے دی
چوں رہا کردت فراموش کردیش
جب اس نے تجھے رہائی دیدی تو نے اس کو بھلا دیا
در پر سو زیدہ بنگر تویکے
ایک باد اپنے جٹے ہوئے پر کو دیکھ لے
سوئے آں دانہ نداری پیچ پیچ
اس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے
روزی بے دام و بے خوف عدو
وہ روزی جو بغیر جال اور بغیر دشمن کے خواب کے ہے
نعمت حق را بباکد یاد کرد
اللہ تعالیٰ کی نعت کو یاد کرنا چاہیے
گفتی از دام رہا گن اے خدا
تو نے کہا ہے اے خدا مجھے جال سے چھڑا دے
خاک اندر دیدہ شیطان کنم
شیطان کی آنکھ میں ہول جمکوں
ہمچنان نستی کو بودی ہمچنان
تو دیا ہی ہے جیسا کہ تھا
جان خود راست و پیہش کردیش
اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

حکایت نذر کردن سگال ہر زمستان کہ چوں تابستان
حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم
آید خانہ بسازیم از بہر زمستان
جاڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ زمستان جمع گردد استخوانش
جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
کو بگوید کاقد رتن کہ منم
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
چونکہ تابستان بیاید من چینگ
جب گرمی آ جائے گی میں ہینگل سے
زخم سرما خورد گرد اند چنانش
جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے
خانہ از سنگ باید کرد
پتھر کا گھر بنانا چاہیے
بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بنوں گا

چونکہ! تابستان بیاید از کشاد
جب گرمی آ جاتی ہے، غشی سے
زفت گردد پاکشد در سایہ
وہ مٹا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے
گوید او چوں زفت بیند خویش را
جب اپنے آپ کو مٹا دیکتا ہے وہ کہتا ہے
گویش دل خانہ ساز اے عمود
اس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنا لے
استخوان حرص تو در وقت دید
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں
سازم از توبہ بگوئی خانہ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بنائوں گا
چوں شد درود و شدت آل حرص زفت
جب مصیبت جاتی رہی تو تیری وہ حرص مٹی ہوگی
شکر سم نعمت خوشتر از نعمت رود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست
شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھل کی طرح ہے
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی
نعمت شکر کند پر چشم و میر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور بڑا بنا دیگا
سیر نوشی از طعام و نقل حق
اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے تو پیٹ بھر کر جائے گا

استخوانہا پہن گردد پوست شاد
ہڈیاں پھیل جاتی ہیں کھل کھل جاتی ہے
کاہلے سیرے غرے خود راییہ
کاہل پیٹ بھرا، غافل خود رائے ہو جاتا ہے
در کدا میں خانہ حجم اے گیا
اے بزرگ! میں کس گھر میں طے کر سکتا ہوں
گوید او درخانہ کے حجم بگو
وہ کہتا ہے بتائیں میں کس گھر میں کب سا سکتا ہوں؟
درہم آید خرد گردد در نور
درہم برہم ہو جاتی ہیں لپٹ کر چھٹی ہو جاتی ہیں
در زمستان باشندم کاشانہ
جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا
بچوں سنگ سودائے خانہ از تو رفت
کتنے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا
شکر بارہ کے سوائے نعمت رود
شکر سوا غلب کی طرف کب جاتا ہے؟
زانکہ شکر آرد ثراتا کوئے دوست
کیونکہ شکر تجھے دوست کو چہ تک لی جاتی ہے
صید نعمت گن بدام شکر شاہ
شکار کے شکر کے جل سے نعمت کا شکار کر
تا گنی صد نعمت ایثار فقیر
تاکہ تو بینکروں نعمتیں فقیر کو بخشے
تا رود از تو شکم خواری و دق
یہاں تک کہ تجھ سے شکم پری اور سول جاتا ہے گا

۱۔ چونکہ گرمی کے زمانہ میں
جائے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر
ہڈیاں اور کھل میں جان پیدا ہو جاتی
ہے۔ زفت گرمی کے زمانہ میں کٹا
مٹا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے
سوتا ہے۔ غرے۔ غافل۔ گوید۔ اب
اس کتنے کے خیالات بدل جاتے
ہیں اور سوچنے لگتا ہے میں تو ایسا مٹا
ہوں کہ کسی گھر میں نہ سا سکیں گا۔
استخوان انسان کا کھال بھی اسی کتنے کا
ساجے۔

۲۔ سازم۔ جب انسان مصیبت
میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ
آرامہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں
بشد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے
کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا
ہے۔ شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
پر اس کا شکر ادا کرنا نعمت سے بھی
زیادہ اچھا ہے۔ شکر گذار بندہ اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔
۳۔ شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی
نسبت ہے جو بدن اور روح میں
ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت
ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔
صید نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَقِنْ شُكْرَكُمْ لَا تَنْفَكُمْ اَنتُمْ شُكْرُ
کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کروں
گے نعمت۔ شکر۔ اللہ تعالیٰ جس کو
شکر کی نعمت عطا فرماتا ہے وہ بڑا اور
بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقیروں
پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے کسی
غذا میں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ
سے وہ تن پھری اور لوگوں کا دلوارہ
کھٹکھٹانے سے مبرا ہو جاتا ہے
وق۔ یعنی حق بابا ہزار کھٹکھٹانا۔



نعمت و تاب را شکرے کند تاہر منحوس خود را تشکند
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھڑو
 شکر! جذبِ نعمت او فر کند کفر نعمت شخص را کافر کند
 شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے، نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردن منکراں انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن
 منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں
 و تجت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیاء علیہم السلام
 کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصو حال بس بُود
 قوم نے کہا، اے نصیحت کرنے والا! کانی ہوتا

نقل برد لہائے مابا بہناد حق
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں

نقش ۲ ما ایں کرد آں تصویر گر
 تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے

سنگ راصد سال گوئی لعل شو
 تو پھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا

خاک را گوئی صفات آگیر
 تو مٹی سے کہے کہ پانی کی صفات اختیار کر

نار را گوئی کہ نور محض شو
 تو آگ سے کہے کہ تو خالص نور بن جا

قلب را گوئی کہ عین پاک شو
 تو کھوٹے سے کہے کہ جسم صاف بن جا

چچ ۳ ازاں اوصاف دیگر گون شوند
 جیسی ان اوصاف سے وہ بدلیں گے

خالق افلاک وہم افلاکیاں
 آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے

۱۔ شکر: شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے۔ جبریاں: وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے۔ نصوح: بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود: یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کالی تھی۔ نقل: جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر ہر گزائی ہے تو اللہ رکون غالب آسکتا ہے

۲۔ نقش: جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ: اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پارانے سے بنا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے، کھوٹے کو خالص بننے کو کہے، اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے

۳۔ چچ ازاں: جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق: اللہ نے آسمان میں کھوٹے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور شوروں کی صفت پیدا فرمائی ہے

آسمان را داد دھوان و صفا
آسمان کو گھونٹا اور صفائی عثت کی
کے ا تو اند آسمان در دی گزید
آسمان تیری کب اختیار کر سکتا ہے
قسمتے کر دست ہریک را رہے
ہر ایک کے لئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے
آب و گل را تیرہ رُونی و نما
پانی اور مٹی کو گند لا پین اور نمو (عطا فرمایا)
کے تو اند آب و گل صفوت خرید
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟
کے گہے گرد و نجیدت چوں گہے
تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

جبر یوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے
وا فرید او و صفہائے عارضی
اس نے ایسے عارضی اوصاف بھی پیدا فرمائے ہیں
سنگ را گوئی کہ زر شو بہدست
تو پتھر سے کہے کہ مٹا بن، بیسہ بات ہے
ریگ را گوئی کہ گل شعا جزست
توریت سے کہے کہ پھول بن جاوہ عاثر ہے
رنجما داوست کا نرا چارہ نیست
اس نے ایسے مرض پیدا کئے جن کا کوئی علاج نہیں ہے
رنجما داوست کا نرا چارہ ہست
یہ دوائیں خوفناک کرنے کے لئے بنائی ہیں
ایں ۳ دواہا ساخت بہر اختلاف
کچھ مرض دیئے ہیں جن کا علاج ہے
بلکہ اغلب رنجما را چارہ ہست
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے
وصفہائے کہ نہ تاں زان سر کشید
ایسے اوصاف کہ تم ان سے دو گدائی نہیں کر سکتے
کہ گہے مَبغوض میگردد رخصی
کہے نا پسندیدہ کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے
مس را گوئی کہ زر شوراہ ہست
تو تانبے سے کہے کہ مٹا بن اس کا راستہ ہے
خاک را گوئی کہ گل شو جا جزست
تو مٹی سے کہے کہ پھول بن جا ممکن ہے
آں بمثل گنگی و فطس و عمی ست
وہ مثلاً گونگا پن، ناک کا چنپا پن اور اندھا پن ہے
آں بمثل لقوہ و درد سرست
وہ مثلاً لقوہ اور درد سر ہے
نیست ایں درد و دواہا از گزراف
یہ درد اور دوائیں لقوہ نہیں ہیں
چوں بجد جوئی پیاید آں بدست
جب تو کوشش سے تلاش کرے گا ہاتھ آجائے گا
مگر ز کردن آں منکر اں جتنہائے جبریا نہ را

منکروں کا جبر یوں کی دلیلوں کو دہراتا

۱۔ کتواند آسمان کس نہیں ہو سکتا
پانی اور مٹی مصفا نہیں ہو سکتے۔
۲۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا
ہے اس کو ہی حاصل ہوگا تیری کوشش
سے پہاڑ کب بنے گا انبیاء انبیاء
نے فرمایا صفات وہ قسم کی ہیں ایک
میں خدائی ناممکن ہے اور دوسری میں
تبدیلی ممکن ہے کہ گہے ایک چیز
میں مَبغوض ہونے کی صفت ہوئی
ہے پھر وہی چیز محبوب بن جاتی ہے تو
یہ اس کی صفت بدل گئی۔
۳۔ سنگ، پتھر، اپنا پتھر پن چھو کر
سونا بن جائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں
تانبہ مٹا بن سکتا ہے۔ ریگ، ریت
میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں
ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔
رنجما، اسی طرح بعض امراض لا
علاج ہیں بعض امراض قابل علاج
ہیں پیدائشی گونگا پن یا چنپا ناک یا
پیدائشی اندھا پن قابل علاج ہے۔
چارہ ہست لقوہ اور درد سر کا علاج
ہو سکتا ہے۔
۴۔ ایں دواہا یہ دوائیں امراض کا
ازلا کر دیتی ہیں ان دواؤں اور مرض میں
ہے چوں۔ بجد، حدیث شریف ہے
مَا أَقْزَلَ اللَّهُ ذَاكَ إِلَّا أَقْزَلَ لَهُ ذَوَاهُ
خدا نے کوئی پیدائی ایسی نہیں بنائی
جس کا علاج نہ ہو، تلاش اور جستجو
ضروری ہے۔

قوم گفتند اے گروہ ایں رنج ما
قوم نے کہا، اے جماعت! ہمارا یہ مرض
سالہا گفتید زیں افسون و پند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی
گر دوا را ایں مرض قابل بدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا
سُدہ چوں شد آب ناید در جگر
جب سدہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے
لا جرم آماں گیر دوست و پا
لا محالہ ہاتھ پاؤں، سوج جاتے ہیں

باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را
انبیاء کا پھر جبر یوں کو جواب دینا

انبیاء گفتند نو مپدی بدست
انبیاء نے کہا، نا امید ہی ہے
از چنیں حسن نشاید نا امید
ایسے حسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
اے بسا کاریکہ اول صعب گشت
بہت سے کام ہیں جو ابتداء سخت بنے
بعد نومیدی سے امید ہاست
باوی کے بعد بہت ہی امیدیں ہیں
خود گرفتہ کہ شام سنگیں شدید
میں مبتلا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو
ہج مارا باقبولی کار نیست
ہمیں مان لینے سے سرو کار نہیں ہے

قوم گفتند اہل ہائے کہا کہ اگر
ہم تسلیم بھی کر لیں کہ بعض اوصاف
میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج
ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض
نا قابل علاج ہے۔ سالہا ہمارے
مرض کے لا علاج ہونے کی علامت
یہ ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ
تھکین کر رہے ہو لیکن ہمارے دل تو
اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر
یہ مرض قابل علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ
ہوتا۔

۲۔ سُدہ جب جگر میں بند لگ
جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا
پانی پینے سے پانی اور طرف چلا جاتا
ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں
پر دم آ جاتا ہے تو پانی بجائے پیاس
بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا
ہے۔ انبیاء گفتند انبیاء نے اہل سب
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
نا امید ہی چیز ہے۔ فراق وہ
تھیلا جس میں شکار کر کے کھا جاتا
ہے۔

۳۔ اے بسا۔ بہت سے معاملے
شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر
آسان ہو جاتے ہیں نا امیدی کے
بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں
تاریکیوں کے بعد روشنائیاں نمودار ہو
جاتی ہیں۔ خود گرفتہ۔ ہمیں بھی تسلیم
ہے کہ تم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے
دل اور کان پر قفل لگا دیے ہیں۔ پتھر
لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغ رسالت میں
ہمیں تمہارے قبول کرنے اور انکار
سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ
کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔



اُو بفر مودست ماں ایں بندگی
اں نے اں اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے
جاں لے برائے ہر اُو داریم ما
ہم اں کے حکم کے لئے جیتے ہیں
ہر ۲ حق راما گروہ بے ریا
ہم مخلص لوگ خدا کا حکم
غیر حق جان نبی را یار نیست
خدا کے سانی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے
مزد تبلیغ رسالت از دست
اں کے پیغامات کی تبلیغ کی ہر ہڈی اں کی جانب سے ہے
ما بریں در گہ مملو لاں نیستیم
ہم اں بارگاہ پر تھے ہوئے نہیں ہیں
دل فرد بستہ و مملول آں کس بود
دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے
دلبر و مطلوب بابا حاضرست
ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے
در دل مالالہ زار و گلشنی ست
ہمارے دل میں چمن اور گلشن ہے
دائما ترو جوانیم و لطیف
ہم ہمیشہ تر و تازہ اور جوان اور پاکیزہ ہیں
پیش ما صد سال و یک ساعت یک نیست
ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں
آں دراز و کوتاہی در جسمہاست
لبائی اور چٹائی جسموں میں ہوتی ہے
سہ صد و نہ سال آں صحاب کھف
تین سو نو سال اصحاب کھف کے

نیست اما از خود ایں گویندگی
ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے
گر بریکے گوید اُو کاریم ما
اگر وہ حکم دے ہم ریت میں بھی تو ہیں گے
می رسانیم ایں رسال با شما
اور یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں
با قبول ورد خلقش کار نیست
اں مخلوق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے
زشت دشمن و دشمن از بہر دوست
ہمہوش کی خاطر سے دشمن کے چہرے ملنے گئے ہیں
تا ز بعد راہ ہر جا پیستیم
کہ راستہ کی ہڈی کی جڑ سے ہر جگہ شہر جائیں
کز فراق یار در محبس بود
جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو
در نار حمتش جاں شاکرست
اں کی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے
پیری و پڑ مردگی را راہ نیست
بڑھاپے اور مردھالی کے لئے اندر راستہ نہیں ہے
تازہ و شرین و خندان و ظریف
تازہ اور میٹھے اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں
کہ دراز و کوتاہی از ما منفکے ست
کیونکہ لبائی اور چٹائی ہم سے جدا ہے
آں دراز و کوتاہی اندر جاں کجاست
ہڈی اور کٹائی روح میں کہاں ہے؟
پیش سال یک روز بے اند و ہلف
ان کے لئے بغیر رنج اور غم کے ایک دن تھا

۱۔ جان مال ہم تو اسی لئے زندہ ہیں
کس کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ
ریت میں بیٹھ کر اُو کو کہے گا تو ریت
میں بیٹھ کر اُوں کے خوابہ نہ لگے
۲۔ ہر حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم
ہے کہ تمہیں ہم پہنچا کر میں اں لئے
بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے
ہیں۔ با قبول۔ ہمیں اں سے سروکار
نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا
رد کرے۔ خود ہم اللہ کے لئے تبلیغ
کرتے ہیں اور اں کام کی مزدوری
اں سے نہیں گے ہم تو اسی کی خاطر
لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔
ما بریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے
سردہ نہیں دے لی گرفتہ ہوتا ہے
جو دوست سے بچھڑ ہو ہمیں ہر وقت
قرب الہی حاصل ہے
۳۔ دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرت
حق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اں کی
رحمتیں ہم پر ہر وقت پھرا رہی رہتی
ہیں۔ دلبر۔ ہمارے دل اں کی
محبت سے گھرا ہیں اور ہم ہر وقت تر و
تازہ رہتے ہیں۔ پیش۔ جب
روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمان و
مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے۔ ہم
زمان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ صد
اصحاب کھف۔ دروہا محبت کا غلبہ تھا تو
ان کے لئے تین سو نو سال ایک روز
کے برابر تھے

کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
کہ روئیں عدم سے بحر جسم میں آگئیں
کے بؤد سیری و پیری و ملال
ہیئت بحر جاتا اور بڑھاتا اور تنگن کہیں ہوتی ہے
مستی از سُخرِ اقی لطفِ ایزدی ست
مستی اللہ تعالیٰ کی مہربان کے جام سے ہے
کے یوہم آر و جعل انفاس و رد
گیر وانیل سے عکاب کی خوشبو میں کہیں حاصل کر سکتا ہے
ہچو موہو مان شدے معدوم آل
تو وہ موہوم چیزوں کی طرح معدوم ہو جاتا ہے
ہچ تابدروئے خوب از خواب زشت
بدصحت سو سے حسین چہرہ کہیں چمکتا ہے
آتخنیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
منہ تک ایسا لقمہ پہنچ گیا ہے
رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم
ہم نے انہیں کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے
از عذاب نار و در جنت نشست
آگ کے عذاب سے اور جن نشین ہو گیا
در عذاب جاو داں شد مجتلا
وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہو گیا
زانکہ در ظلمت درید و قعر چاہ
کیونکہ تم اندھیرے اور کنویں کی گہرائی میں ہو

مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند آر شما سعدِ خودید
قوم نے کہا، اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو
خس مائید و ضدید و مُرتدید
نہلے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

وانگہے نمودنِ شال یک روز ہم
بحرِ انہیں وہ ایک روز بھی نہ لگا
چوں نباشد روز و شب با ماہ و سال
جبکہ نہ روز رات مع مہینہ اور سال کے نہیں
در گلسانِ عدم چوں بیخودی ست
عدم کے چستان میں چونکہ بے خدی ہے
لَمْ یَنْقُ لَمْ یَنْقُ ہر کس کو خورد
جس نے نہ کھلایا وہ نہ چھانہ جانا کا مصداق ہے
نیست موہوم اربدے موہوم آل
وہ موہوم چیز نہیں ہے اگر وہ موہوم ہوتا
دورخ اندر وہم چوں آرد بہشت
دورخ بہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟
ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
اے بڑا اپنے گلے نہ پھاڑو
راہبائے صعب پایاں بردہ ایم
ہم نے سخت راستے طے کر لئے ہیں
ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
جو ہمارا پیرو بن گیا وہ راہلی پا گیا
وانکہ نشنید از شقاوتِ پندما
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی
ہیں بجوئید از نجومِ سعد راہ
آگاہانیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو

۱۔ وانگہے صاحب کھف نے کا تھا
کہ ہم اس حالت میں ایک نیاں
کے کچھ جسے مد ہے ہیں۔ چوں۔
جبکہ نہ زمان و مکان سے مفید نہیں
ہے تو اس کے لئے نہ نہ بڑھایا نہ
تنگن گلستان عدم یعنی عالم
ارواح۔ مستی اس عالم کی مستی قرب
الہی کی ہے۔
۲۔ لم یَنْقُ یعنی جس نے چیز کو
نہ چھانہ وہ اس کا ذاتہ نہیں جان
سکتا۔ جعل۔ گروہ گور کا گروہ۔
نیست یعنی یہ مستی دہی نہیں ہے
دہی کیفیت زائل ہو جاتی ہیں۔
دورخ۔ جس طرح دورخ اور جنت
میں بعد سے دور دورخ و جنت کا تصور
بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اللہ دنیا اور
اس مستی میں بعد سے دنیا اور اس مستی
کو کبھی نہیں سکتا ہے۔ اے مہاں۔
اللہ سا کو خطاب ہے کہ اپنی جاہی
مولوں نہ وہایت حاصل کرو۔
۳۔ راہبائے ہدایت کے حصول
میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ
انبیاء جمیل چکتے ہیں قوم ان سے پلا
مجلدے کے ہدایت حاصل کرنی
ہے۔ ہر کہ انبیاء کی اطاعت کر لینے
وہ لے نجات پھرتے ہیں جو مکر
ہوتے ہیں وہ ابلیسی عذاب میں مبتلا
ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ نجوم۔ انبیاء نجوم
ہدایت ہیں۔ قوم گفتند انبیاء نے
اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ ادا کیا تھا
قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت
تمہارے لئے ہوگی ہمارے لئے تو تم
خس ہو۔

در غم افگندید مارا و عینا

تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا

شد ز فال زشت تاں صد افتراق

تمہاری بد شگونی سے سینکڑوں چٹائیوں بن گیا

مرغ مرگ اندیش کشتم از شما

تمہاری جہ سے موت کو سوچنے والا پرغہ بن گئے

ہر کجا آوازہ مستنکری ست

جہاں کہیں برائی کا شہرہ ہے

ہر کجا مسخ نکالے ماخذیست

جہاں کہیں مسخ، عذاب جائے گرفت ہے

در غم انگیزی شمارا اشتہاست

غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

جان! ما فارغ بد از اندیشہا

ہماری جان فکروں سے خالی تھی

ذوق جمیعت کو بود و اتفاق

یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا

طوطی نقل و شکر بودیم ما

ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے

ہر کجا افسانہ غم گستری ست

جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے

ہر کجا اند جہاں فال بدیست

جہاں کہیں دنیا میں بد شگونی ہے

در مثال و قصہ و فال شماست

وہ تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی جہ سے ہے

باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشاں

انبیاء کا ان کا پھر جواب دینا

از میان جانِ تال دارد مدد

تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے

اژدہا در قصد تو آیدز سر

اژدہا تیرے ملاپ سے سر پر آ جائے

کہ نجمہ زود آرنہ اژدہات خورد

کہ جلد بھاگ، ورنہ تجھے اژدہ نے کھلا

فال چہ بجه بییں در روشنی

بد شگونی کیا ہوتی ہے، اٹھ روشنی میں دیکھ

میر ہانم می برم سوئے سرا

چھڑا رہا ہوں، گھر کی جانب لے جا رہا ہوں

کو بدید اُنچہ ندید اہل جہاں

کیونکہ جو کھانے کو دیکھا ہے دنیا میں نہیں دیکھا ہے

انبیاء! گفتند فال زشت و بد

انبیاء نے کہا اچھا اور برا شگون

گر تو جائے خفتہ باشی باخطر

اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو

مہربانے مر ترا آگاہ کرد

کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا

تو بگوئی فال بد چوں می زنی

تو کہتا ہے کہ کیوں بد شگونی کرتا ہے

از میان فال بد من خود ترا

میں تجھے بد شگونی سے

چوں نبی آگہ کنندست از نہاں

نبی کی طرح جو ان پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے لے ہیں

۱۔ جان اور تمہاری غمست یہ ہے

کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے

ہمیں فکر مند بنادیا۔ ذوق۔ ہم سب

محقق تھے تمہارے جو سے ہم میں

اختلاف ہو گئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر

کھلائی جانی ہے نعل۔ چینیٹ

مستنکری۔ برائی رخ صورت کا بدل

جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت

کی جگہ۔ شمارا۔ خواہش

۲۔ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری

برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا

سب ہم نہیں ہیں خود ہم کو تو

جنہیں اس عذاب سے ڈرتے ہیں

جو واقعہ تم پر نازل ہونے والا ہے

تمہاری مثال تو اس شخص کی ہے جو

ایسے شخص کو بیدار کر دے جس پر

سناپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳۔ نجمہ کو کچھ تو بگوئی تمہاری

مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سناپ

حملہ آور ہے بیدار کرنے والے کو برائی

دینے لگے۔ سر۔ گھر۔ چوں۔ نبی۔ نبی

آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھتا ہے

جو مگر وہ پر نازل ہونے والے ہو تمام

ہے

گر! طبیبے گویدت غمہ مخور

اگر تجھ سے کوئی طبیب کہے کچا لکھ نہ کھا

تو بگونی فال بد چوں میزنی

تو دیکھے کہ بدگونی کیوں کرتا ہے

ور منجم گویدت کا مروڑ ہیچ

اگر کوئی نجومی تجھ سے کہے کہ آج کوئی

مانگر دی نام و خداس ازاں

تا کہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محرم نہ بنے

صد رہ ۲۰۰ ار بنی دروغ اختری

اگرچہ تو سوطر سے نجومی کا جھوٹ دیکھتا ہے

اس نجوم مانشد ہرگز خلاف

ہمارے ان ستاروں میں کبھی تخلف نہیں ہوا

آں طبیب و آل منجم از گماں

وہ طبیب اور نجومی گمان کے ذریعے

دو سہ می بنیم و آتش از کراں

ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں اور آگ ایک کنارے سے

تو ہمیں کوئی خمش گن زیں مقال

تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے چب رہ

اے کہ نصیح ناچحان رانشوی

اے وہ کہ تو ناچحوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے

فیعے بر پشت تو بری رَوَد

ایک اڑدہ تیرے پیچھے دڑ رہا ہے

گویش خاموش غمگینم مکن

تو اس کو کہتا ہے چپ رہ مجھے غمگین نہ کر

چوں زندا فعی دہاں برگرفت

جب اڑدہ تیری گردن پر منہ ملے گا

۱۔ اگر طبیبے تمہاری مثال اس مریض کی ہے جس کو طبیب مضر

چیز کھانے سے روکے اور وہ طبیب

بد الے اہرام ہرے منجم۔

۲۔ منجم تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس کو نجومی بری گھڑی

سے بچانا چاہیے اور وہ لانا نجومی پر اہرام

ہرے منجم قصدا لکھ۔

۳۔ منجم نجومی کی بات سنکر لوں

بار جمونی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس

احتمال ہے کہ شاید یہ بات سچ ہو تم

نجومی کا کہنا مان جاتے ہو اس نجومی۔

لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل سچ

ہوتی ہیں ان کو کم تسلیم کرنے کو تیار نہیں

ہو۔ نجومی اور طبیب محض گمان سے

بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ

رہے ہیں۔

۴۔ دو انبیاء نے کہا ہوا تو عذاب

کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا

رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بد

فالی سمجھ رہے ہو۔ اے کہ منکروں کا

وجود خود فال بد ہے فیصہ تمہاری

مثال یہ ہے کہ عذاب کا اڑدہ

تمہارے مہے سے ایک شخص

بالا خانہ سے اس کو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر

رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں

سانپ کی بات سنا کر غمگین نہ کر۔

گوید مجھ کو وہ بتانے والا بھی

کہے گا کہ اچھا بری بات کو رفت

و گذشت کرو اور تم خوش ہو۔ چوں

زند جب وہ اڑدہ اُس لے گا پھر

تیری ساری خوشیاں لڑوی ہو جائے

گی۔

کہ چنیں رنجے بر آرد زود سر

کہ فلاں مرض جلد سر اہل ہے گا

پس تو ناصح را مؤثم میکنی

تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

آچنناں کارے مکن اور پیسج

دیا کام اولاد سے نہ کرتا

زانکہ نیکو نیست روز امروز ہاں

کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

یکد و بارہ راست آیدی خری

ایک دیوارہ سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

مختش چوں مانداز تو در غلاف

ان کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

می کنند آگاہ و ما خود از عیال

خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

حملہ می آرد بسوئے منکراں

منکروں پر حملہ آور ہے

کہ زیان ماست قال شوم فال

کیونکہ بدگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

فال بد با توست ہر جای روی

تو جہاں جائے بدگونی تیرے ساتھ ہے

اور با مے بیندش آگہ گند

وہ اس کو بالا خانہ سے دیکھ رہا ہو خبر دے رہا ہے

گوید او خوش باش خود رفت اس سخن

وہ کہتا ہے خوش رہ بات ختم ہوئی

تلخ گردد جملہ شادی کروزت

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

پس ایدو گئی ہمیں بوداے فلاں
بجز تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا
یا ز بالا یم تو سنگے می زدی
یا لوہے سے تو میرے پتھر ماتا
او بگوید زان کہ می آرزو
وہ کہے گا کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا
گفت من کردم جوانمردی و پند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی
از شبی حق آن شناختی
تو نے کمینہ پن سے اس ک قدر نہ کی
اس ۲ بود خوئے لیمان دلی
کمینہ لیموں کی یہی عادت ہوتی ہے
نفس رازیں صبری گن منخیش
نفس کو صبر کے ذریعہ کمزور دیتا
با کریمے سحر گئی احسان سزود
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے
بالیمے چوں گنی قہر و جفا
کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا
کافراں کارند در نعمت جفا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں
کہ لیمان در جفا صافی شوند
کیونکہ کمینہ ظلم میں مخلص بنتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں
دوزخ کو اس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ
عالم تا معبد منکراں گردد کہ اثیبا طوعا او کرہا
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ اھیبا طوعا او کرہا ہے

۱۔ پس بود۔ پھر تو بتانے والے
سے کہے گا کہ تو میرے تم میں کپڑے
بھار کر رکھے گا گاہ کہتا تو میں مان لیتا یا
لوہے سے میرے پتھر ماتا تو میں آگاہ
ہو جاتا۔ او بگوید۔ وہ جواب میں کہہ
دے گا کہ تو میری بات سے آرزو ہوتا
تھا تو وہ کہے گا کہ میں اب کونسا خوشی
ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا
کہے گا کہ میں نے تو شرافت سے کام
لے لیا تھا مجھے مصیبت سے بچانے کے
لئے نصیحت کی تھی۔ تو کہی۔ لیکن تو
نے کمینہ پن برتا اس نصیحت کی قدر نہ
کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسانی اور
سرکشی کا سبب بنالیا۔

۲۔ اس بود۔ کمینوں کا یہی طریق
ہے کہ تم اس سے بھلائی کرو تو وہ اس
کے بدلے میں تم سے برائی کریں
گے نفس انسان کا اس لیے کمینہ
ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کرنا اور اس
کو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اس
کو شقیں اور چالوں سے کمزور دیتا۔
۳۔ با کریمے کی شریف سے
شرافت برتو گے تو وہ سزا شرافت
برتا ہے۔ بالیمے۔ کمینہ پر جھوٹا جھاکو
گے تو پھر وہ اطاعت کریگا
کافراں کافر ایسا ہی کرتے ہیں کہ
دنیا میں ان کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر
پر جھاد دوزخ کے عذاب میں خدا کو
بائیں گے اور نکالیں گے کہ
لیمان۔ کمینہ ظالم کے ساتھ ٹھیک
چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔
۴۔ اھیبا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو
محکم کیا کہ تم دونوں آؤ خلوہ خوشی سے
خلوہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی
سے حاضر ہیں یعنی اس آیت سے
معلوم ہوا کہ اطاعت تو لازم کرنی ہو
گی خلوہ خوشی سے کر دیا مجھری سے
کفار مجھری سے اطاعت کریگا۔

۱۔ دوزخ کا فرج ہونے کے بعد
عذاب میں مبتلا ہو گئے تو فرما رہی
کرینگے خوشی کا نور خوشی سے نہیں آتا
تو حال میں بھس کر آتا ہے۔
چل۔ زندہ۔ جب چوچیل خانہ
میں ڈال دیا جاتا ہے تو نیکی شروع
کرتا ہے چل۔ جن اہل اس کی
تخلیق کا باعث عارت اور اطاعت
ہے خوشی سے نہ کرینگے تو جبراً کرنی
پڑے گی مومن جنت اور دنیا میں
اطاعت کرازی کرینگے تو کافر دوزخ
میں اطاعت کرے گا۔

۲۴ آری۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت گزاروں کے جیسا کہ اپنے میں دیکھ رہے ہیں۔
خَلَقْتُ لَكُمْ آيَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
خَلَقْتُ الْفَلَجَ وَالْأَنْسَ وَالْجِنَّ وَالْإِنْسَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
انسان اور جنوں کو کس کے لئے کر رہا ہے عبادت کریں اور کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب ہے کہ اس کا سیکھنا بے گناہی کا تو وہ سیکھ نہ جائے لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کرے گا تو اسے کاموں میں لگے گا تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔

۳۔ گمراہ تھے۔ تلواری کا اصل مقصد اس کے ذریعہ نشانہ دہی ہے کہ کوئی بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کونے کا کام لے گا تو بڑی محتاط ہو گی۔ معبد ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادت خانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اگر متہ کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا کرام کیا اور میں کا معبد اقمہ کا مقام ہے۔ یعنی میں نے اس کو بھاریا۔ شریف

مسجد و طاعاتِ شمالِ اُتس اور زخست
ان کی مسجد اور طاعتوں کی جگہ و زخ ہے
ہست زنداں صومعہ دُردِ لیم
کینے چھ کا عبات خانہ قید خانہ ہے
چوں عبادت بُود مقصود از بشر
چونکہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبات ہے
آدی ۲ راہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا خُلُوعًا
 اس نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو پڑھ
 گرچہ مقصود از کتاب آں فن بُود
 اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
 لیک از مقصود این بالمش بُود
 لیکن اس کا مقصد یہ تکیہ ہونا نہ تھا
 گر تو مئے ۲ ساجتی شمشیر را
 اگر تو تلواری کو کھوٹ بنا لے

اگرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
 اگرچہ انسان کی تخلیق سے مقصود علم ہدایت ہے
 معبد مرد کریم اکوٹہ
 شریف انسان کی عبادت گاہ مقام اکرمہ ہے
 مر لیمیاں را بزن تا سر نہند
 کینوں کو پٹ تاکہ اطاعت کریں
 لا جرم حق ہر دو مسجد آفرید
 لا محالہ اللہ تعالیٰ نے دو مسجدیں بنائیں

انعامات الہی کے وقت عبادت گزار بنتا ہے اور کمینہ مصا
وَلَنَجْزِيَنَّ عَزْمًا لَّكُم مَّا تَبَايَسْتُمْ بِهِ بِأَسْمَاءِ لَا تُبَالِي

پائے بندز مرغِ بیگانه رخِ ست
بیگانه پہنہ کے پاؤں کا چھندا جال ہے
کاند رو ذاکر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا رہتا ہے
شد عبادت گاہِ گروش سقر
شکر کی عبادت گاہِ دوزخ بنی
لیکن از مقصود اس خدمت بدست
لیکن اس کی پیدائش سے اصلی مقصود عبادت ہے
جو عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں ہے
گر تو اش باش گئی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ پائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ اور ہدایت اور نفع تھا
بر گزیدی بر ظفرِ اویسر را
تو نے کامیابی پر بدستی کو ترجیح دی
لیک ہر یک آدمی را معبد است
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے
معبد مردِ لیم اسقمۃ
کیمن انسان کی عبادت گاہ اسقمۃ ہے
مر کریمیاں را بدہ تا برد ہند
شریفوں کو انعام دے تاکہ بچل دیں
دوزخ آنہارا و لہنہارا مزید
ان کے لئے دوزخ اور ان کے لئے حزیہ

انعامات الہی کے وقت عبادت گزار بننا ہے اور مکینہ مصائب میں مبتلا ہو کر مرید یعنی جنت جس کے لئے فرمایا گیا
وَلَقَدْ نَزَّلْنَا مُوَيْدًا لَّكُمْ هَارے پاس فرمایا ہے

ساخت اموی قدس در باب صغیر تافر دو آرنہ سر قوم زحیر
حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھوٹا مزارہ بنایا تاکہ سرکش قوم سر جھکائے
زائ کہ جباراں بدند و سر فراز دوزخ آل باب صغیر ست و نیاز
کیونکہ وہ جہد اور متکبر تھے دوزخ دی چھوٹا مزارہ اور نیاز مندی کی جگہ ہے

۱۔ ساخت موسیٰ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اس میں جھک کر داخل ہوں اور ان کی جگہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی مجھو کہ اس میں داخل ہو کر یہ متکبر عبادت گزار بن جائیں گے۔

۲۔ بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے رخص۔ مکانات کا ماحول کریوں کا بازو۔ اذْخُلُوا قُرْآن پاک میں ہے اذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے۔ شاہان۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ ان کی محراب اور عبادت گاہ گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ متکبران کے سامنے جھکتے ہیں۔

۳۔ لائق۔ ان کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ ان کو جناب باری اس کوئی مناسبت نہیں یہ بے ہمت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکیوں کی اور ان کی مثال وہی ہے جو گئے اور زکلی کی ہے اس رگل۔ یعنی دنیا اور بادشاہ اس خال۔ یعنی متکبر۔ شیر۔ یعنی جناب باری تعالیٰ گرب چوہا ملی سے ڈرتا ہے شیر جو کہ اس سے بدتر چاہا افضل ہے اس سے نہیں ڈرتا۔

بیان ۲۔ آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن
اس بیان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت ان متکبروں کو تابع بنانے کے
جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
لئے نکلی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
باب صغیر ساخت بر روض قدس جہت رکوع جباران
نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا مزارہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آتے
بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً
وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حط کہوں کا حکم تھا

آنچناں کہ حق زخم و استخوان
اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے
اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند
دنیا دار ان کو سجدہ کرتے ہیں
ساخت سرگیں داگلی محراب شاں
ان کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا
لائق ۳۔ ایں حضرت پاکی نہ اید
تم پاک مدبد کے لائق نہیں ہو
آں سگاں را ایں خناس خاضع شوند
یہ کہنے ان کتوں کے تابع ہوتے ہیں
گربہ باشد شخنہ ہر موش خو
ہر موش خصلت کا کو تو مال بلی ہوتی ہے

از شاہاں باب صغیرے ساخت ہاں
بادشاہوں کا چھوٹا مزارہ بنایا
چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں
نام آں محراب میر و پہلوان
اس محراب کا نام حاکم اور پہلوان ہے
نیشکریا کاں شما خالی نے اید
پاک لوگ گناہیں تم صرف زکلی ہو
شیر را عارست گورا بگروند
شیروں کی توہین ہے کہ وہ اس کے گرویدہ ہوں
موش کہ بود تاز شیراں تر سداو
چوہا کس قاتل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے



خوفِ ایشان از کلابِ حق بُود

ان کو اللہ تعالیٰ کے کتوں سے خوف ہوتا ہے

رَبِّیْ الْأَعْلٰی سَت وِ دِیَالَ مہاں

سرمدوں کا خلیفہ ربّیٰ الاعلیٰ ہے

مُوش کے ترسِ دِ شیرانِ مَصاف

جنگ کے شیروں سے چمک ب ڈتا ہے

رَوِیْشِ کاسہ لیسِ اَسَدِ یَک لیس

اسدیک جاننے والے پیادہ جاننے والے کے پاس جا

دِ یَک لیسِ کاسہ لیسے را بَکُو

تو دیک جاننے والا ہے کسی پیادہ جاننے والا کو تلاش کر

بِس اَکُن ار شَرَحے بگویم دور دست

ختم کر اگر میں لمبی تفصیل کروں گا

حاصلِ اِس آمد کہ بد گُن اے کریم

خاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! برائی کر

بِاَلِیْم نَفْس چوں اِحْساں گُند

جب تو کینے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زِیْن سببِ بُد کابلِ مَحْنَت شا کرند

یہی سبب ہوا کہ تجھی شکر گزار ہیں

ہست طاعی بَکَر زِ زِیْن قبا

سرورِ زریں قبا والا سرکش ہے

شُکَر س کے روید ز اَمْلَاک و نِعَم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں آتا ہے

خوفِ شایں کے ز آفتابِ حق بُود

آفتابِ حق سے انہیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّ اَدْنٰی دَر خَوِ اِیْن لِبْکَہاں

ربّ ادنیٰ ان بیوقوفوں کے لائق ہے

بَلْکَہ اَنْ اَہْوَنَکَ اَنْ مُشْک نَاف

بلکہ وہ آہو قدمِ مشک کی نافرمانی کرتے ہیں

تَش خِداوند و ولی نِعْمَت نو لیس

تو اس کو آقا اور ولی نعمت لکھ

تَش خِداوند و ولی نِعْمَت بَکُو

تو اس کو آقا اور ولی نعمت کہہ

خِشْتَمِ گِیْر مِیْر و ہِم داند کہ ہِست

حاکم غصہ کرے گا اور سمجھے گا کہ وہ کچھ ہے

بِاَلِیْمَاں تَہْمِیْدِ گِردنِ لَیْم

کینوں کے ساتھ تاکہ کینہِ لطاعت کرے

چوں لَیْمَاں نَفْسِ بَد گُفراں گُند

تو وہ بد نفس کینوں کی طرح کفران کرے گا

اِہْلِ نِعْمَت طاعی اِنْدو ما کرند

مالدار سرکش اور مکار ہیں

ہِست شاکرِ خستہ و صاحبِ عبا

خستہ حال اور ٹھڈی والا شکر گزار ہے

شُکَرِ مِی رُوید ز بَلْکَوا و سَقَم

شکر الہاء اور بیماری سے آتا ہے

۱۔ خوفِ مکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربّیٰ الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ مہاں۔ بالا و بزر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے۔ ان مکرین کے لائق ادنیٰ ربّ ہے لہذا یہ اس کو ہی پوجتے ہیں۔ ربّ ادنیٰ۔ معمول ہجکا خدا۔ موش۔ شیروں سے ڈرتا چوے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیکھ لیں۔ قیمتی درجہ دینے پر فرشتے لہذا ان مکرین کی خدائی کے لائق۔ یہی عالم اور جاری ہیں۔

۲۔ بس گن۔ مولانا فرماتے ہیں کلاب مکرین کے مجبوروں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہوں گے اور دل ہی تمھیں کے کریم بھی کچھ ہیں جمی تو ہمارا اس قدر ذکر کیا جا رہا ہے۔ لَیْم۔ نفس۔ نفس۔ لَیْم۔ زین۔ سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور مالدار سرکش ہوتے ہیں۔ مگر۔

۳۔ شکر۔ اِہْل اور بیماری شکر گزار کی سبب ہے۔ قصہ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور فحشا سے شرکی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ ساقی۔ سرفہ۔ دِخْوان۔ چلن۔ زدن۔ گھومنا۔

قَصَّہ عَشَقِ صَوْنِی بر سَفَرِ تَہی از خورِش

کھانے سے خالی دِخْوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفی برِیخِ روزے سَفَرِ دید

ایک صوفی نے ایک دن کھوئی پر دِخْوان دیکھا

چرخِ مِی ز دِجَا مہارِ مِی درید

رخس کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

بانگ می زدنک نوائے بے نوا
چننا تھا یہ بے سلمان کا سلمان ہے
چونکہ در دو سوزِ او بسیار شد
حب اس کا مدد اور سوزِ بوی
کھلنے وہائے ہوئے می زدن
تقیہ اور نرے ملتے تھے
بولافضولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟
گفت رو رو نقش بے مقنیتی
اس صوفی نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے
عشق ناں بے مال غذائے عاشقِ مست
عشق جو روئی نہ ہوتے ہوئے روئی دعا شق کی غذا ہے
عاشقان را کار بُود باوجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے
بال ۲ نے و گردِ عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں
آں فقیرے گوز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی
عاشقان اندر عدم خیمہ زدن
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے
شیرِ خوراک کے شناسد ذوقِ لوت
دودھ پتا پچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے
آدمی کے بو بردار ہوئے او
پتی اس خوشبو کا سرخ کب پاسکتا ہے

خطبہا و دروہا رانک لے دوا
یہ خطبوں اور دروہوں کی دعا ہے
ہر کہ صوفی بُود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اس کا ساتھی ہو گیا
تا کہ چندیں مست و بخود می شدند
یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بخود ہو جاتے تھے
سفرۂ آویختہ از ناں تہی ست
لٹکا ہوا دسترخوانِ روئی سے خالی ہے
تو بجز ہستی کی عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے
بندِ ہستی نیست ہر کو صادقِ مست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے
عاشقان را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے
دست نے و گئے زمیڈاں می برند
ہاتھ نہیں ہے اور میدان سے گیند لے جاتے ہیں
دست بُریدہ ہمی زنبیل یافت
ہاتھ کٹا ہوا ہونے پر بھولی جاتا تھا
چوں عدم می رنگ و نفس واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں
مر پری را بُوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھان ہوتا ہے
چونکہ خوئے لوست ضدِ خوئے او
کیونکہ اس کی عادت اس عادت کے خلاف ہے

۱۔ تک۔ یعنی یہ دسترخوان چمک
اس صوفی کے وجد میں آگئے۔
کچھ کچھ۔ دونوں کانوں کے زبر کے
ساتھ تقیر بولافضول۔ بیوقوف
بے مٹی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بجز
ہستی۔ یعنی تو طالبِ وجود ہستی یعنی
یعنی عاشقِ طالبِ عدم ہوتا ہے لہذا
ہم روئی کے نہ ہونے کے طالب و
عاشق ہیں اور بھوکِ صدیقین کا
مطلوبہ ہوتا ہے عاشق۔ عاشق
کی غذا شق ہے جو روئی جھوٹیں ہے
لیکن اس کے لئے روئی کا کام رہتا
ہے۔ عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا
کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اس کو نفع
پہنچتا ہے۔

۲۔ بال۔ جس طرح عاشقوں کا
نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ
بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور
بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں
آں فقیرے۔ نئے شیخ کا پہلے قصہ
گذر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہونے ہوئے
وہ زنبیل بنے تھے۔ عاشقان۔ عاشق
ہر چیز کو تم کر دیتا ہے امتیاز و جودات
میں ہوتا ہے عدم میں یکسانیت
ہے لہذا عاشقانِ خدا بھی یک رنگ
ہیں۔

۳۔ شیر خوراک۔ ہر شخص اپنے سے
مناسب بات کو سمجھتا ہے وہ
اعتراض کرتا ہے بولافضول نے صوفی
پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے
ذوق سے ناواقف تھا شیر خور بچہ
صرف دودھ کے مزے سے واقف
ہے وہ اس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے
کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔
پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان
کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو
سے پیٹ بھر جائے نہیں سمجھ سکتا۔



یابد از بوئے آں پری بوئے کہش
پریں کی خوشبو سے لگی مانت حاصل کرتی ہے کہ اس کو
پیشِ اقبیٰ خوں بُود آں آبِ نیل
قبلی کے لئے نیل کا پانی خون ہے
جادہ باشد بحرِ اسرہیلیاں
میا اسرائیل کے لئے مانت ہوتا ہے
بادبُرد بر عاریاں گرز و تیر
ہوا قوم عاد پر گرز اور کھڑا تھی
گلستاں ۲ باشد برابر اہیم نادر
آگ حضرت ابراہیم پر چمن ہوتی ہے
بر سمندر باشد آتشِ خاندان
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے
نزد عاشق درد و غم حلوا بُود
عاشق کے لئے درد اور غم حلوا ہوتا ہے
لیکن اس آں ز صد من لوت خوش
تو سمن اچھی خفاک سے نہیں پاسکتا ہے
آب باشد پیشِ سبطی جمیل
اچھے سبطی کے لئے پانی ہے
غرقہ گہ باشد فرعون عوال
غلام فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے
لیکن بدبر ہود و بر قومش ظفر
لیکن حضرت داؤد اور ان کی قوم کے لئے فتح تھی
لیک بر نمرود باشد زہر مار
لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے
لیک باشد بردگر مرغِاں زیاں
لیکن دوسرے پرندوں کے لئے تباہی ہوتی ہے
لیکن حلوا بر خساں بکوا بُود
لیکن کینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

مخصوص ۳ بود یعقوب علیہ السلام پشیدن جامِ حق
حضرت یوسف کے چہرے سے خدائی پیالہ پینے اور حضرت
تعالیٰ از روئے یوسف و کشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
یوسف کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوب کی
یوسف و حرامان برادران و غیر ہم ازیں ہر دو صفت
خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

انچہ یعقوب از رُخِ یوسف چشید
حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے دیکھا
وانچہ او از بوئے او اندر کشید
اور جو کچھ انہوں نے ان کی خوشبو سے باطن حاصل کیا
خاص او بُد او با خواں کے رسید
وہ ان کی خصوصیت تھی بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟
والں بکس از بہرا وچہ می گند
وہ کینہ دہی سے ان کے لئے کنواں کھول رہے ہیں
بیان کے عشق سے آپ کو کنوئیں میں گر رہے ہیں

یوش قبلی اشیاء کے احوال ہر
فصلی کے اعتبار سے جدا گانہ ہیں
جس شخص کے مناسب جو حال ہے وہ
اس کو سمجھ سکتا ہے قبلی فرعون کی سل کا
آند سبطی اسرائیل جادہ
دیائے نیل حضرت موسیٰ اور ان کی قوم
کے لئے مانت بنا فرعون اور اس کا لشکر
اس میں ڈوب گیا باد آسمانی سے
قوم عاد بر باد ہوئی حضرت ہود اور ان
کی قوم کے لئے فتح کا سبب بنی۔
۲ گلستاں آگ حضرت ابراہیم
کے لئے گلزار بنی نمرود کے لئے
باعث ہلاکت بنی سمندر ایک پرندہ
ہے جو آگ میں پوش پاتا ہے
درد درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کینے
حلوا بھی اس طرح کھا جاتے ہیں
جس سے ان کو بڑھتی ہو جاتی ہے
۳ مخصوص اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال
مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف
ہیں حضرت یوسف کا چہرہ حضرت
یعقوب کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا
دوسروں کے لئے اس کی تاثیر نہ تھی
تھی یا نہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسف
میں تھیں وہ حضرت یعقوب کو نظر
آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ ان
حضرت یعقوب یوسف کے غم میں
اپنے آپ کو ہلاک کرنے دیر ہے تھے
ان کے بھائی ان کو کنوئیں میں ڈال کر
مارنے کی فکر کر رہے تھے

سُفْرَةُ اَوْ پُشِشِ اِیْنِ اَز نَالِ تَبِی سَت
ان یوسف کا دُشتر خانان کے لئے روئی ہے خُلا ہے
رُوئے نَاشِستہ نہ بَیْنِ رُوئے وَ حُور
بن دہلا نہ حور کا نہ نہیں دیکھتا ہے
عِشْقِ بَاشِد لُوتِ پُوتِ جَانِہَا
عشق جانوں کے لئے حتم حتم کا کہتا ہے
عِشْقِ جَانِوں کے لئے حتم حتم کا کہتا ہے
جُوعِ یُوسُفِ بُودِ مَرِ یَعْقُوبِ رَا
حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی بھوک تھی
حَضْرَتِ یَعْقُوبِ کُو حَضْرَتِ یُوسُفِ کِی بھُوک تھی
آنکھ بَستِ پیرِ ہنِ رَامِی شِتَافَت
جس نے عیبرن حاصل کیا تھا وہ دُورِ ہا تھا
جِس نے عِیبرن حَاصِل کیا تھا وہ دُورِ ہا تھا
وَ انکھ صَدِ فَرَسَنگِ زَاں سُو بُودِ اُو
وہ جو اس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا
وَ جُو اِس جَانِب سے سِیْکڑوں فَرِخ تھا
اے بَسَا عَالَمِ زَدَانِشِ بے نَصِیْب
دہشت سے عالم ہیں جو سمجھ سے محروم ہیں
اے بَسَا عَالَمِ زَدَانِشِ بے نَصِیْب
مُسْتَمِیعِ سِ از وَے ہَمی یابِدِ مَشَامِ
سننے والا اس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے
مُسْتَمِیعِ سِ از وَے ہَمی یابِدِ مَشَامِ
زَانکھ پیرِ اہنِ بَدِ سِتِشِ عَارِیہ است
کیونکہ اس کے پاس لباس عاری ہے
زَانکھ پیرِ اہنِ بَدِ سِتِشِ عَارِیہ است
جَارِیہ پُشِشِ نَخَاسِ سَرِ سَرِیست
غلام فروش کے لئے وہ لٹری تھوڑی دیر کے لئے ہے
جَارِیہ پُشِشِ نَخَاسِ سَرِ سَرِیست
قِسْمَتِ حَقِ سَتِ رُوزِی خَوَہِ نِے
اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے نہ کہ روزی چاہنے والے کی
قِسْمَتِ حَقِ سَتِ رُوزِی خَوَہِ نِے
ایک زِجَا لے نِیکِ بَاغِ اَسْ حُدَہ
ایک اچھا خیال اس کے لئے گُذر بن گیا
ایک زِجَا لے نِیکِ بَاغِ اَسْ حُدَہ

پیش یعقوب ستر کو مشتمل ہے
حضرت یعقوب کے لئے ہزار ہا ہے کیونکہ وہ خندہ ہیں
لَا صَلْوَةُ کُفْتُ اَلَا بِالْحُضُورِ
آنحضرت نے فرمایا کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہے
لَا صَلْوَةُ کُفْتُ اَلَا بِالْحُضُورِ
جُوعِ اَزِیْنِ رُویست قُوتِ جَانِہَا
اس لئے بھوک جانوں کی غذا ہے
جُوعِ اَزِیْنِ رُویست قُوتِ جَانِہَا
بُوئے نَاشِ مِی رَسِیدِ اَزِ دُورِ جَا
ان کو ان کی روئی کی خوشبو دور سے پہنچ رہی تھی
بُوئے نَاشِ مِی رَسِیدِ اَزِ دُورِ جَا
بُوئے پیرِ اہنِ یُوسُفِ مِی نِیافَت
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا
بُوئے پیرِ اہنِ یُوسُفِ مِی نِیافَت
چونکہ بُدِ یَعْقُوبِ مِی یُوسُفِ یُو
چونکہ وہ حضرت یعقوب تھے وہ خوشبو سگھ رہے تھے
چونکہ بُدِ یَعْقُوبِ مِی یُوسُفِ یُو
حَافِظِ عِلْمِ سَتِ اَلِ کَسِ نے حَیْبِیْب
وہ عالم علم کا نگہبان ہے نہ کہ محبوب
حَافِظِ عِلْمِ سَتِ اَلِ کَسِ نے حَیْبِیْب
گِرِ چہ بَاشِدِ مُسْتَمِیعِ اَزِ جَنْسِ عَامِ
خود سننے والا عام میں سے ہو
گِرِ چہ بَاشِدِ مُسْتَمِیعِ اَزِ جَنْسِ عَامِ
چول بدست آلِ نَخَاسِ جَارِیہ است
جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لٹری ہوتی ہے
چول بدست آلِ نَخَاسِ جَارِیہ است
دِرْ کُفِ اُو اَزِ بَرَاے مُشْتَرِی سَتِ
اس کے قبضہ میں خرید کے لئے ہے
دِرْ کُفِ اُو اَزِ بَرَاے مُشْتَرِی سَتِ
اِس کے قَبْضِہ میں خَرِید کے لئے ہے
ہرِ یَگِے رَا سُوئے دِیگرِ رَاہِ نِے
کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے
ہرِ یَگِے رَا سُوئے دِیگرِ رَاہِ نِے
کِی کِے لئے دُورِے کی جَانِبِ رَاہِ نِے
ایک زِجَا لے زِشْتِ رَاہِ اِیْنِ زِدَہ
ایک برا خیال اس کے لئے راہزن بن گیا
کِی کِے لئے دُورِے کی جَانِبِ رَاہِ نِے

۱۔ ستر وہ حضرت یوسف کے
چہرے کا دُشتر خانان حضرت یعقوب
کے لئے اولاد برکات سے پر تھا
بھائیوں کے لئے خالی تھا روئے
ہاشستہ۔ جن لوگوں کے دل
نجاست سے پر ہیں ان کو اولاد نظر
نہیں آتے ہیں اسی لئے کفار کو خدا کا
دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اس شخص
کو سیر آئیں گی جو قلب کو مصطفیٰ کر
کے حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے
گل جانہد عاشقوں کی جانوں کے
لئے عشق غذا ہے جوئے مشہور
مقولہ ہے کہ یُوسُفِ مِی یُوسُفِ یُو
بھوک مدنیوں کی غذا ہے
۲۔ جوئے حضرت یعقوب میں
حضرت یوسف کی طلب صادق تھی
اسی لئے انہیں دور سے ان کی خوشبو
محسوس ہو گئی۔ آنکھ بستہ وہ جس جو
حضرت یوسف کی تمیض حضرت
یعقوب کے پاس لے کر آیا وہ طلب
صادق سے خالی تھا اس کو اس تمیض
میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ ورنہ
حضرت یعقوب تمیض سے سینکڑوں
میل کے فاصلہ پر تھے ان کو اس کی
خوشبو محسوس ہو گئی۔ اے بد۔ جو عالم
بے عمل ہیں ان کی مثال حضرت
یوسف کی تمیض لانے والے کی سی
ہے۔ مستمیع عالم بے عمل کے حوالہ
اور علم سے وہ جاہل جن میں طلب
صادق ہوئی ہے فائدہ اٹھاتے ہیں۔
پیرا ہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم
ایک عارضی چیز ہے اس کی مثال اس
غلام فروش کی سی ہے جس کے پاس
فروخت کرنے کے لئے کوئی لٹری

ہو وہ اس سے بے بہرہ رہتا ہے خرید اس سے فائدہ اٹھاتا ہے نَخَاسِ۔ بد فروخت۔ قسمت حق۔ یہ تمام تقسیم اللہ کی جانب
سے ہے جس کا جو حصہ جہاں کو ملتا ہے طالب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ایک خیال ایک شخص کے نصیب میں وہ
خیالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے موجب راحت ہوتے ہیں اور دوسرے کے وہ خیالات ہیں جو اس کو الجھا کرتے ہیں۔

۱۔ آں خیالے نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے پس کہ ہمارے انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کون سے خیالات آرام دہ ہیں اور کون سے خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ ہاں۔ انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دل میں خیالات کس راہ سے آتے ہیں۔ بدن گوشہ

۲۔ جو مگر انسان اپنے لئے اچھے برے خیالات کو خدا کی مدد سے پہچان سکتا ہے کیونکہ یہ خیالات اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں انسان کے ساختہ نہیں ہیں۔ مطلعش۔ یعنی خیالات کے آنے کی راہ کے رسد خیالات کے آنے کی راہ عدم میں ہے اور جاسوس مفید و جوہ ہے تو عدم تک اس کی رسائی ناممکن ہے۔ مرصاد۔ گھات کی جگہ۔ دامن۔ ان خیالات کی راہ اگر معلوم کرنی ہے تو اللہ کے فضل کا دامن اللہ کے احکام ہیں ان سے وابستہ ہو جاؤ

۳۔ آں یکے اب اللہ کی تقسیم ا پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو بارغ اور پھروں سے لطف اندوز ہے اس کے پاس ہی ایک شخص گرمی اور پیاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے اور عجب۔ تکلیف اٹھانے والا راحت اٹھانے والے پر متوجہ ہے اور راحت اٹھانے والا تکلیف اٹھانے والے پر۔ ہیں۔ راحت پانے والا تکلیف اٹھانے والے سے بہتا ہے کہ تو بھی اھر آ جا کیوں تکلیف اٹھاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اور نہیں آ سکتا ہوں۔ مگر مومن اور کافر کا حال ہے۔

آں خیالے از اثر باغے شدہ وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے بارغ ہو گیا
آں خدائے کز خیالے باغ ساخت وہ خدا تعالیٰ جس نے ایک خیال سے بارغ بنا دیا
پس کہ داند راہ گلشنہائے او اس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
دیدہ بان دل نہ بیند در مجال دیدہ بان دل نہ بیند در مجال
دل کا محافظہ تک و دو میں نہیں دیکھتا ہے
جوز مگر آں دل کہ دار دعویٰ حق جوز مگر آں دل کہ دار دعویٰ حق
سوائے اس دل کے جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو
گر بدیدے مطلعش راز احتیال اگر بدیدے مطلعش راز احتیال
اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا
کے رسد جاسوس را آنجا قدم کے رسد جاسوس را آنجا قدم
جاسوس کا دامن قدم کب پہنچتا ہے
دامن فصلش بکف گن کو در وار دامن فصلش بکف گن کو در وار
انہوں کی طرح اس کی رحمت کے دامن کو پکڑ لے
دامن او امر و فرمان و دست دامن او امر و فرمان و دست
حکم اور فرمان اس کا دامن ہے
آں یکے در مرغزار و جوئے آب آں یکے در مرغزار و جوئے آب
ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے
اوجب ماندہ کہ ذوق او ز چیست اوجب ماندہ کہ ذوق او ز چیست
وہ تعجب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز میں ہے
ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہاست ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہاست
خبردار! تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

وہ خیالے علیے برہم زدہ وہ خیالے علیے برہم زدہ
اس خیال نے جہن کو تہ و بالا کر دیا
وز خیالے دوزخ و جائے گداخت وز خیالے دوزخ و جائے گداخت
اور ایک خیال سے دوزخ اور پھلنے کی جگہ بنا دی
پس کہ داند جائے گلشنہائے او پس کہ داند جائے گلشنہائے او
اس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
کز کد میں رکن جاں آید خیال کز کد میں رکن جاں آید خیال
کہ جان کے کونے گوشے سے یہ خیال آتا ہے
کون اور انیسیت کردہ کون حق کون اور انیسیت کردہ کون حق
اللہ تعالیٰ کے وجود نے اس کے وجود کو فنا کر دیا ہے
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال
تو ہر برے خیال کا راستہ بند کر دیتا
کہ بود مرضا دو در بند عدم کہ بود مرضا دو در بند عدم
جو عدم میں محفوظ اور گھٹ کی جگہ ہو
قبض اعلیٰ ایں بود اے شہریار قبض اعلیٰ ایں بود اے شہریار
ایک شہ ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے
نیکنجے کہ فقی جان و دست نیکنجے کہ فقی جان و دست
وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے
واں یکے پہلوئے او اندر عذاب واں یکے پہلوئے او اندر عذاب
اور ایک اس کی پہلو میں عذاب نہیں ہے
واں عجب ماندہ کہ ایں در حبس کیست واں عجب ماندہ کہ ایں در حبس کیست
اور وہ تعجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے
ہیں چرا زردی کہ اینجا صدف و دست ہیں چرا زردی کہ اینجا صدف و دست
خبردار تو کیوں پتلا ہے یہاں نیلگوں و دامن ہیں



ہمنشینا ہیں! بیا اندر چمن
اے ساتھی! خبردہ چمن میں آجا
ہیں بیا جانال کہ پائیت دستہ نیست
خبر دلالت آجا بیکہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے ہیں
یک مثل آمد دریں معنی بگفت
اس سلسلہ میں ایک کہلت کبھی گئی ہے
اند اندر معنی بگویم قصہ
اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سناتا ہوں

گوید اے جاں من نیارم آمدن
وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آ سکتا
گویش نے نے کیا نم تو با پست
وہ اس سے کہتا ہے نہیں مجھ میں سکت نہیں تو ظہر جا
بو کہ یابی زیں بیاں سر نہفت
شاید کہ تو اس بیان سے چپے ہوئے راز کو محسوس کر لے
گوش بکش! تا بری زان حصہ
کان کھول لے تاکہ تو اس میں سے حصہ پالے

۱۔ ہیں باب تیرے پاؤں میں
بہڑی نہیں ہے چلا آئے اس سے کہتا
ہے کہ تو بھی اور نہ جا ظہر جا غرضیکہ
دلوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس
کا کہنا مانتا ہے نہ وہ اس کا ہر ایک سیم
خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصہ
حاصل رہ رہا ہے۔ قصہ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں
پہنچے۔ ہاتھ اور غلام باہر نہیں نکل رہا تھا
یہی حال موسیٰ اور کافرا کا ہے۔

۲۔ سنٹر۔ اس امیر کے غلام کا نام
سنٹر تھا۔ محتاج یعنی اس کو نہانے کی
حاجت ہو گئی۔ بردار سر۔ یعنی
بستر سے اٹھ چلا۔ طاس۔ یعنی
ایڑا۔ اڑا۔ تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتان
مٹی جس کو گل کہتے ہیں۔ اٹھا۔ اٹھائے۔
زر سرخ اس امیر کی لادری کا نام تھا۔
۳۔ دود۔ دواں دواں۔ بانگ
صلاح۔ دعوت کی آواز یعنی آواز۔
نوب۔ فریفتہ م بکن۔ یعنی سہا
الینہ۔ بادہ پند۔ یعنی وہ اپنے غرور
میں مست تھا۔

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز با حق
ایک حاکم کے اس غلام کا قصہ جو اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرکشی سے بہت محبت رکھتا تھا

یود سنٹر نام او را یک غلام
اس کا ایک غلام سنٹر نام کا تھا
بانگ زد سنٹر ہذا بردار سر
اس نے پکارا سنٹر! خبردہ اٹھ جا
تا بگرم بہ رومیم از نا گویر
تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں
بر گرفت و رفت با او دوسرے بندو
لے لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلا
آمد از گوش سنٹر بر ملا
صاف طور پر سنٹر کے کان میں آئی
گفت اے میر من اے بندہ نواز
بولا اے میرے آقا! اے بھنے پرہ
تا گزارم فرض و خواہم لم یکن
تاکہ میں نماز ادا کروں اور لم یکن پڑھ لوں
منتظر از بادہ پندار مست
منتظر ہو کر غرور کی شراب سے مست

در زمانے یود امیرے از کرام
ایک زمانہ میں یود لوگوں میں سے ایک حاکم تھا
میر شد محتاج گرما بہ سحر
صبح کو حاکم کو حمام کی ضرورت ہوئی
طاس و ایڑا و گل از اتوں بگیر
ٹٹا اور تہ بند اور ملتان مٹی اتوں سے لے لے
سنٹر آں دم طاس و ایڑا نکو
سنٹر نے فوراً طاس اور ایڑا تہ بند
مسجدے بردہ بدو بانگ صلا
راستے میں مسجد حتیٰ اور بلا کے آواز
یود سنٹر سخت موع در نماز
سنٹر نماز کا بہت فریفتہ تھا
تو بریں دکاں زمانے صبر گن
آپ اس مکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں
رفت سنٹر میر در دکاں نشست
سنٹر چلا گیا آقا مکان پر بیٹھ گیا

۱۔ زندہ جاں۔ یعنی ستر۔ و دلہا
یعنی وہ اور اور طائف جو نماز کے بعد
بڑھے جاتے ہیں۔ چشم داشت۔
مختصر رہا۔ دھو گون مٹی۔ یعنی میں تیری
آواز سن رہا ہوں۔ تیب۔ ٹال مٹول۔
انتقال۔

۲۔ پائش۔ یعنی ستر ہر مرتبہ حاکم
سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔
گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی
فحص نہیں رہا سب باہر آ گئے تھے
کون روک رہا ہے۔ گفت آنکہ
ستر نے جواب دیا جو ذات تھے اندر
آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے
باہر نکلنے سے روک رہی ہے۔ رہی۔
غلام۔

۳۔ ماہیاں۔ ایک ہی سمندر سے
جو مچھلیوں کو باہر نکلنے سے روکنا ہے۔
خسکی کے جانوروں کو اندر آنے سے
روکنا۔ اس۔ ہر چیز اپنی جنس کو
چھپنے سے روکنا۔ یعنی جنس کو روک کر رہی ہے
ماہیاں اور مچھلی ایک جنس ہے لہذا دیا
چھپاؤ نہ پہنچتا ہے۔ مچھلی کے جانوروں کی
اس مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس
نے کی جس سے روک رہا ہے۔

میر از بہر دل آں زندہ جاں

آقا نے اس زندہ روح کی خاطر سے

چوں امام و ترم پیروں آمدند

جب امام اور گم باہر آئے

سُتقر آں جلا مانا نزدیک چاشت

ستر چاشت کے وقت تک وہاں رہا

گفت اے ستر چہ نائی بروں

بولا اے ستر تو باہر کیوں نہیں آتا ہے

صبر کن یک آدم اے روشنی

صبر کر اے روشنی میں بھی آیا

ہفت نوبت صبر کرو و بانگ کرد

اس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی

پائش ۲ ایں بودی گنزار دم

۲۔ کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے

گفت۔ آخر مسجد اندر کس نماز

بالآخر اس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا

گفت آں بستہ است از بروں

اس نے کہا وہی جس نے تھے باہر باندھا دیا ہے

آنکہ نکذارد خُرا کائی دروں

جو تھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے

آنکہ نکذارد کزین سو پانہی

وہ جو تھے نہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم دھرے

ماہیاں ۳ را بحر نکذارد بروں

سمندر مچھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا

اصل ماہی ز آب و حیواں از گل ست

مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے

کردیک ساعت توقف بُرد کاں

تھوڑی دیر نکان پر توقف کیا

از نماز و وردہا فارغ شدند

نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے

میر ستر را ز مانے چشم داشت

آقا ایک وقت تک ستر کا منظر رہا

گفت می نگرا روم اے ذوقوں

اس نے کہا اے ہر مندہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے

نیستم غافل کہ در گوش منی

میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے

تا کہ عاجز گشت از تپاش مرد

حتی کہ آقا اس کی ٹال مٹول سے عاجز آ گیا

تا بروں آیم ہنوز اے محترم

اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں

کیست و امیدارد آنجا کت نشاند

کون روکتا ہے وہاں تھے کس نے بٹھا دیا ہے؟

بستہ است اوہم مرا از اندوں

اسی نے مجھے اند باندھا ہے

می نہ بگذارد مرا کا یم بروں

وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ میں باہر نکلوں

اوبدیں سو بست پائے ایں رہی

اسی نے اس جانب اس غلام کو پابستہ کر دیا ہے

خاکیاں را بحر نکذارد دروں

سمندر خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے

حیلہ و تدبیر اینجا بطل ست

اس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

فصل ازفت ست و کشایند خدا
فصل بھاری ہے اور کھولے والا اللہ تعالیٰ ہے
دَورہ دورہ گر شود مِقتاجا
ایک ایک نہ اگر سبجی بن جائیں
چوں فراموش شود تدبیر خویش
جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے
چوں فراموش خودی یادت کنند
جب تو خودی کو فراموش کر دے گا وہ تجھے یاد کرے گی
گر تو خواہی خُزّی و دل زندگی
اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے
از خودی بگذر کہ تلایابی خدا
خودی سے گزر جانا کہ تو خدا کو پالے
گر ترا باید وصالِ راستیں
اگر تجھے بچوں کا وصال دیکھ ہے

وست در تسلیم زن و اندر رضا
تسلیم اور رضا پر دستکھ حاصل کرو
ایں کشائش نیش از جو کبریا
یہ کشائی بجز خدا کے ممکن نہیں ہے
بخت یابی اے جوان از پیر خویش
اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کر لے گا
بندہ گشتی دانگہ آراوت کنند
تو غلام بن جائے گا تو وہ تجھے آزاد کریں گے
بندگی گن بندگی گن بندگی
غلامی کر، غلامی کر، غلامی
فلی حق شو کہ تلایابی بقا
حق میں فنا ہو جا، تاکہ تو بقا حاصل کرے
محو شو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْیَقِیْنِ
تو مٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قواۃ تعالیٰ حی اذا استیأس الرُّسُلُ
انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قبول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ایک کہ جب رسول مایوس ہو گئے

میدہیم این را و آزا وعظ دہند
ہم اس اور اس کو وعظ اور نصیحت کریں؟
درد میدان در قفس ہیں تابکے
ہاں بیچرے میں پھونک بھرنے کا کیا؟
چوں نیفزاید جوئے جو ریشخند
جبکہ سوائے مذاق کس میں ایک جو کا فائدہ نہیں ہے
تیزی دندان ز سوزِ معده است
دانتوں کی تیزی معدہ کی سوز سے ہے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند
انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا
چند ہم کہیم اہسن سر دے زغے
گھر ہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کٹیں؟
دُم خر پیمودن آخر تا بچند
کدے کی دم ناپنا آخر کب تک
جہش خلق از قضا و وعدہ است
خلوق کی حرکت قضا اور وعدہ الہی سے ہے

۱۔ فصل۔ جنس مغفرت کا قفل
بہت سخت ہوتا ہے یہ صرف اللہ کے
فصل سے کھلا ہے لہذا اصرار رہی رضا
خداوندی ہو جاؤ تب یہ قفل کھلے گا
یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی وجہ کی
طرف کشش ہو سکے چوں انسان
جب اپنی تدبیر سے یہ قفل نہ کھل
سکے تو حق کی طرف رجوع کرے
مرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو
جائی ہے جب شیخ اس کو یاد کرتا ہے
جب مرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو
شیخ اس کو عطا فی دینی سے آزادی عطا
کرتا ہے کہ تو خودی۔ اگر تمہیں
آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی
چاہتے ہو عبادت اور اطاعت اختیار
کر۔

۲۔ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فنا
اللہ حاصل کرنے پر تھکا دھم حاصل
ہوتا ہے۔ نزدیک صدیقین سے
وصال اس وقت حاصل ہو گا جب
انسان اپنے آپ کو خدا کر دے۔ کہ وہ
خدا بن جائے۔ انبیا علیہم السلام
کا تذکرہ پھر شروع کیا۔ یہ انبیاء
منکرین کے انکار سے انبیاء حق کی
اصلاح سے مایوس ہو جاتے تھے۔
۳۔ چند انبیاء نے مایوس ہو کر یہ
سوچا کہ ان منکروں کو نصیحت کرنا تو ایسا
بے بیچارہ ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو
کونایا سوزاں اور بچرے میں پھونک
بھرنے۔ دم۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا
بیچارہ اور مذاق اڑانے کا سبب ہے۔
جہش۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی
قضا و قدر سے ہے جب تک اور سے
کشش نہ ہوں گی ہدایت نامکون ہو
لوگ لگی ہے عبادت ملتے ہیں۔



انس لاولان میں اللہ کی ذات
حکمران ہے جو کچھ ہے ک عالم ہلالی
طرف سے ہے ایک۔ لیکن اقتدار
قدر کے پیش نظر عمل دوسری ترک نہیں
کی جاسکتی ہے جس کو پیغام پہنچانے
کا حکم ہے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ نبی
جستی۔ یعنی تو مرنے کے بعد یہ
چلے گا کہ انسان جہنمی ہے یا جنتی لیکن
زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا
چاہیے۔ چوں کہ دنیا کے تمام
کام و بار توقع اور امید پر مبنی ہیں تاجر
دیباہی سفر کرتا ہے جو توقع موم کی امید
پر کرتا ہے۔

۲۔ تو امید مانی تاجر سمندری سفر
کرتا ہے تو اس کی معلوم نہیں ہوتا کہ
وہ ڈوبے گا یا پار ہو جائے گا۔ من
نخواہم اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب
تک مجھے تجھے کا یقین نہ ہو جائے تو
میں تجارت کے لئے سمندری سفر نہ
کروں گا۔ امید ٹھیک۔ یعنی موم

امید۔
۳۔ تجھ اس طرح کا تاجر کبھی
تجارت نہیں کر سکا۔ دودھ یعنی دونا
اور پار ہونا۔ تاجر ترسندہ اس طرح کا
ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ
نقصان نہ مل۔ پہلے مصرع میں
نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب
فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان
میں ہے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل
ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ دنیا کے
سارے کام بازار موم نفع کی بنیاد پر
چلتے ہیں تو دین کا کاروبار اس کو زیادہ
حق ہے کہ موم نفع کی بنیاد پر کیا
جائے۔ نیست۔ عبادت رحمت اور
قبولیت کی امید پر کرنا ضروری ہیں۔

نفس اول راند بر نفس دوم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا
لیک ہم میدان و خر میراں چوتیر
لیکن سمجھ بھی لے لہو تیر کی طرح گدھے کو ہانکا رہ
تو نمیدانی کزیں دو کیستی
تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟
چوں نہی بر پشت کشتی بار را
جب تو کشتی پر مال لاہتا ہے
تو نمیدانی ۲ کزیں ہر دو کئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے
گر بگوئی تا ندانم من کہیم
اگر تو کہے کہ جب تک میں نہ جانوں کہ میں کون ہوں
من دریں رہ نہ نیم یا غرقہ ام
میں اس راستے میں بیچے والا ہوں یا ڈوبنے والا
من نخواہم رفت این رہ با گماں
میں اس راستہ پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا
۳ بازار گائیے ناید ز تو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں
ڈرنے والا ہارک دل تاجر
بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے
چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا
چونکہ تمام کام و بار امید پر ہے
نیست دستور عدس جاتر عیاب
اس جگہ دوبارہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم
مچھلی ہر کی جانب سے سڑتی ہے نہ کہ دم کی جانب سے
چونکہ بلیغ گفت حق شد ناگزیر
چونکہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کر فرمایا لہذا ضروری ہے
جہد گن چند انکہ بنی جیستی
کوشش کر حتی کہ تو چپاں لے کہ تو کیا ہے
بر توکل می کنی آں کار را
اس کام کو تو توکل کی بناء پر کرتا ہے
غرقہ اندر سفر یا ناجئی
سفر میں ڈوبنے والا ہے یا بچنے والا ہے
در نخواہم تاخت بر کشتی ویم
میں کشتی اور سمندر پر نہ جاؤں گا
کشف گرداں کز کدما میں فرقہ ام
واضح کر دے میں کس فرقے مس سے ہوں
بر امید خشک ہچموں دیگران
دوسروں کی طرح خالی امید پر
زانکہ درغیب ست بریں ایں دورو
کیونکہ ان دونوں رگوں کا راز غیب میں ہے
در طلب نے سودا رونے زیاں
طلب میں نہ نفع کاتا ہے نہ نقصان
نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نکلنے والا ہوں
کار دیں اولیٰ کزیں یابی رہا
تو دین کا کام زیادہ مستحق ہے کہ تو اس سے کدوش ہو جائے
جو امید اللہ اعلم بالصواب
سوائے امید کے، خدا بخیر جانتا ہے

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست ورجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید دہم میں ہے

داعی! ہر پیشہ امید ست و یوک
ہر پیشے کی متحرک امید لہ تمنا ہے
بامداداں چوں سوئے دکال رَوَد
صبح کو وہ جب نکلان کی جانب جاتا ہے
یوک روزی نبودت چوں میروی
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جانے؟
خوف حرمان ازل در کسب لوت
بدلتی کمانے میں ازلی عروہ کے ڈرنے
گوئی! آئے خوف حرمان ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں عروہ کا ڈر پیش نظر ہے
ہست در کوشش امیدم پیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے
پس چرا درکار دیں اے بدگماں
اے بدگماں! پھر دین کے کام میں کیوں
یا ندیدی کابل ایں بازار ہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے
زیں سو کال رفتن چکاں شال رونمود
اس نکلان سے جانے نے ان کو کیسی کان کھائی
آتش آذر ارام چس خلخاس خُمد
ان کے لئے آگ پازیب کی طرح فرما رہی تھی
از دم آل مُردہ زندہ خُمدہ
ان کے کچھوک مارنے سے مردہ زندہ ہوا

گرچہ گردن شازل کوشش شد چودوک
اگرچہ ان کی گردن کوشش میں نکلنے کی طرح ہو گئی ہے
بر امید و یوک روزی میرَوَد
نکلنے کی امید لہ تمنا پر جاتا ہے
خوف حرمان ہست تو چونی قوی
عروہ کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟
چوں نکردت سُست اندر جستجو
تجھے تیری جستجو میں ست کیوں نہ کیا؟
ہست اندر کابل ایں خوف پیش
لیکن سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے
دارم اندر کابل افروں خطر
ستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے
وامنت می گیرد ایں خوف زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟
درچہ سوند انبیاء اولیا
انبیاء اولیاء کس قدر نفع میں ہیں
اندریں بازار چوں مستند سود
اس بازار میں انہوں نے کس قدر نفع میں ہیں
محر ایں را رام چوں حتماں خُمد
سند بوجہ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرما رہا ہوا
ابر آترا سہبانے آمدہ
ابر ان کے لئے سہبان بننا

۱ داعی۔ انسان جو ہمیشہ کرتا ہے وہ
محض امید پر کرتا ہے اس میں اتنی
مصلحتیں جھپٹتا ہے کہ اس کی گردن
نکلنے کی طرح ہو جاتی ہے بامداداں۔
صبح سویرے نکلنے کی امید پر نکلان
کھڑا ہوتا ہے یوک۔ اگر نکلنے کی امید
نہ ہو تو بھی نکلان نہ نکلے۔ خوف
حرمان۔ یہاں بھی عروہ اور نقصان کا
لا عملہ خوف ہے لیکن انسان کی
مستندی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو
دین کے معاملہ میں عروہ کے خوف
سے سستی کیوں برتی جائے۔ لوت۔
کھانا۔ پھری۔

۲ گولی۔ دنیاوی معاملات میں تو
خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو عروہ
کا خوف ہے سستی برتتے اور کام نہ
کرتے ہیں اس سے زیادہ عروہ کا
خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی
معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش
میں بہر حال امید ہے اور سستی میں تو
بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب
دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو
دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں
نہیں کی جاتی ہے یا عروہ۔ دین
کے معاملات میں کوشش کر کے
کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا
میں بہت ہیں۔

۳ زیں۔ دکال۔ دنیا کی نکلان سے
انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کھایا ہے کہ
جب وہ اس نکلان سے لوٹے ہیں تو
ان کو یہ پتہ ہی نہیں بلکہ سونے چاندی
کی کانٹیں ہی ہیں۔ آتش۔ اس دنیا کی
نکلان سے حضرت ابراہیم نے وہ نفع
کھایا کہ آگ گھڑا زہر بن گئی۔
بحر۔ حضرت موسیٰ کی دیہائے نیل
نے حملی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰ
کے کچھوک مارنے سے مردے زندہ
ہوئے۔ امیر۔ آنحضرت ﷺ پر مارنے
سلیہ کیا۔



آہن! آزارام ہچوں موم شد
لہا ان کے لئے موم کی طرح فرما رہا تھا
باد آزار بندہ و محکوم شد
ہوا ان کی غلام اور محکوم ہوئی
شہد برال در دفع دشمن چوب مار
دشمن کھن کرنے کے لئے لڑکائی ان کے لئے نہ پائی
عکسبوتے شد مرایں را پر وہ دار
کڑی ان کے لئے پتہ کرنے والی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ انّ للہ تعالیٰ اولیاء اخیفاء
اس کا بیان کہ اخضر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ دلی ہیں

قوم دیگر سخت چنہاں میروند
کچھ دوسرے لوگ جو بہت پوشیدہ چلتے ہیں
شہرہ خلقان ظاہر کے شونہ
و ظاہری خلق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟
بہنمہ دارند و چشم چچ گس
یہ سب کچھ رکھتے ہیں اور کسی کی نگاہ
ہم کرامت شاں ہم ایشاں در احرم
ان کی کرامت بھی اور وہ خود بھی حرم میں ہیں
یا نمیدانی کر مہائے خدا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست
شش جہت عالم میں اس کے اکرام ہیں
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں
چوں کر بے گویدت آتش در آ
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا
کوز آتش زگس و نسریں گند
کیونکہ وہ آگ سے زکس اور نرسن بنا دیتا ہے
در حقیقت آتش از بہت چو ماست
و حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے

حکایت ۳۲ مندیل در تئور انداختن اس بن مالک و نا سوختن او
حضرت اس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ردال کو تئور میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۱۔ آہن۔ حضرت داد کے لئے
لہا سم بٹ۔ حضرت سلیمان کا
تخت ہوا کا زھول پر لئے بھرتی تھی۔
چوب۔ حضرت موسیٰ کی لکڑی اڑدیا
بنی۔ عکسبوت۔ اخضر کے لئے غار
ثور میں کڑی نے جلاتا جس کی وجہ
سے اخضر کو دشمن نہ پڑ سکے
بیان۔ انبیاء نے جو لطفے مکائے ان کو
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے لفظوں کا
ذکر شروع کیا ہے قوم دیگر۔ اولیاء کی
ایک جماعت ہے جس کو ابدال تک
نہیں پہچان سکتے تو عوام ان کو کیا
سمجھتے۔ بہنمہ۔ دارند۔ جو انبیاء کے
لطفے میں وہ ان کو حاصل ہیں۔
۲۔ در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور ان کی
کرامتیں اللہ کے حرم میں پوشیدہ
ہیں۔ نمیدانی۔ دین کے بارے
میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے
یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے
اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ شش۔ یعنی
تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر
خبر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اکرام۔
علم کی شش جہتیں۔ چون کریمے شعر
عاشقان یا کرہ آتش یا پسند لطف دوست
تک چشم گر نظر بر چشمہ کوثر کشم
کہ وہ کریم آگ کو گلاب بنادے گا اور
اس میں پھول کھلیں گے۔ پانی۔
گازر۔ دھوپ۔
۳۔ حکایت۔ اس واقعہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے
آگ کی پانی کا کام نہ دیتی ہے۔



کہ بہمہلی او شخصے شدہ است

کہ ایک شخص ان کا مہمان بنا

دید انس دستارِ خواں را زرد قام

حضرت انس نے دسرخوان کو پیلا دیکھا

اندر آگن در تنوش یک دمہ

ایک دم اس کو تنہ میں ڈال دے

آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند

نونا دسرخوان کو اس ہوشمند نے

انتظارِ دوو گندہری بُدند

دسرخوان کے دھویں کے منتظر تھے

پاک و اسپید و ازاں و ساخ دور

پاک اور سفید اور اس میل پکیل سے دور

چوں نسوزید و متقی گشت نیز

وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہو گیا

بس بمالید اندریں دستارِ خواں

اس دسرخوان سے بہت پونچھا ہے

باچناں دست و لبے گن اقتراب

ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزید ہو جا

جان عاشق راچہا خواہد کشاد

عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟

خاکِ مرداں باش اے جاں دینورد

اے جان! مہر کہ میں مردان حق کی خاک بن جا

تو گلوئی حال خود با ہمہ

یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتائی

گیرم او بر دست در اسرارے

میں نے مانا کہ ان کو ملاؤں کا پتہ لگ گیا تھا

از انسؒ فرزند مالک آمدہ است

انسؒ مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے

او حکایت کرد کز بعد طعام

انسؒ نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد

چرخ کن و آلودہ گفت اے خادمہ

میلا اور سنا ہوا، فرمایا اے لڑکی!

در تنویرِ پُرز آتش در فگند

آگ بھرے، تنہ میں ڈال دیا

جملہ مہماناں در اں حیراں شدند

سب مہمان اس معاملے میں حیران ہو گئے

بعد یک ساعت بر آورد از تنویر

تھوڑی دیر کے بعد اس نے تنہ سے نکالا

قوم گفتند اے صالحی عزیز

لوگوں نے کہا اے معزز صحابی!

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں

انہوں نے کہا اس لئے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ

اے ۳ دلی ترسندہ از نار و عذاب

اے آگ اور عذاب سے ڈرنے والے دل!

چوں جمادے را چنیں تشریف داد

جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی

مر گلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد

کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنا دیا

بعد ازاں گفتند با آں خادمہ

اس کے بعد انہوں نے اس خادمہ سے کہا

چوں ۳ فگندی ز دواں از گفت دے

ان کے کہنے سے تو نے جلدی سے کیوں ڈال دیا

۱۔ زرد قام یعنی سیاہ کی چمکانی
وغیرہ اس پر لگی ہوئی تھی۔ یک دمہ
فوراً دمہ۔ خادمہ نے اس کو فوراً تنہ
میں ڈال دیا۔ گندہری رندی کے
دھن پر دسرخوان کے ساخانہ و سَخ کی
جمع، میل۔ متقی۔ صفت۔ گفت۔
حضرت انسؒ نے فرمایا جبکہ اس سے
بہت سی مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ
منہ پونچھا ہے اس لئے اس کو آگ
نہیں جلا سکتی ہے۔

۲۔ اے جو آگ کے عذاب سے
ڈرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ولایتِ علماء
کی دست پوی کر لے تاکہ آگ اس کو
نہ ستائے۔ چل بہا۔ جب بے
جان دسرخوان اس قدر فیض حاصل کر
سکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان
کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مر گلوخ۔
کعبہ کو بلا جواز ایٹھ پھر ہونے کے
اس قدر عزت عطا کی گئی ہے کہ انسان کو
اس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی
ہے۔ بعد ازاں اب پھر اس قصہ کی
طرف رجوع کیا ہے۔

۳۔ چوں یعنی حضرت انسؒ اس
راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی
تو نے ان کے کہنے پر بلا تامل
دسرخوان کیوں آگ میں ڈال دیا۔
گفت۔ لڑکی نے جواب دیا کہ مجھے
بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط
بات نہیں کہہ سکتے۔

انچنیں دستار خوانِ قیمتی چوں فلندی اند آتش اے ستی

ایسا قیمتی دستار خوانِ قیمتی

گفت دارم بر کریمیاں اعتماد

اس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے

میزرے اچہ بُود اگر او گویدم

تہ بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں

اند اتقم از کمال اعتقید

کچے اعتقاد کی وجہ سے اند گھس جاؤں

سرور اندازم نہ ایں دستار خوان

میں اپنا سر ڈال دوں نہ صرف یہ دستار خوان

اے براور خود بریں اکسیر زن

اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکسیر سے رگڑ دے

آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود

وہ ایسا دل ہے جو پیٹ سے کم ہے

مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

قصہ ۲ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کا رواں مع عرب را کہ از

آنحضرت ﷺ کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے

تشنگی و بے آبی در ماندہ بودند دلِ بمرگ نہادہ و شتران

اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور اونٹ

و خلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اند آں وادی گروہ ہے از عرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی

در میان آں بیاباں ماندہ

اس جنگل میں رہ گیا تھا

کار وانی مرگ بر خود خواندہ

وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دھت کی تھی

ناگہانے آں مُغیث ہر دو کون

مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر عون

مصطفیٰ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

۱۔ میرزا محمد اسد اللہ چونکہ مجھے یہ اعتقاد ہے میں آگ میں کود پڑوں گی نہ میرے یعنی دستار خوان تو معمولی چیز ہے میں خود آگ میں گر گھاؤں گی اے براہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ مردوں کا اعتقاد اس غلامہ سے کم نہ ہونا چاہیے۔ اکسیر۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ حکم انسان کا پیٹ ذیل حصہ ہے۔

۲۔ قصہ۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب یہ واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس کا اکسیر ہونا ثابت کریں، آنحضرت ﷺ کے فیض سے اس وحشی کا رنگ اور روپ بدل گیا۔

۳۔ کارواں۔ قافلہ۔ قریب قریب کی جمع ہے، مشکیزہ بمرگ۔ یعنی انہوں نے اپنی موت کو دھت دے دی تھی۔ مغیث۔ فریاد رس۔ عون۔ مدد۔

دید آنجا کاروانے بس بزرگ
انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا
اُشتر اں شاں را زباں آویختہ
ان کے فونوں کی زبانیں لگی ہوئی
رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید
ان کو رحم آیا فرمایا ' آگاہا جلد جاؤ
کہ یسا ہے بر شتر مشک آورد
کہ ایک جشی فونٹ پر مشک لا رہا ہے
آں شتر بان سیہ ربا شتر
اس جشی فونٹ والے کو مع فونٹ کے
سوئے کُٹبان آمدند آں طالبان
وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے
بندہ می شد سیہ با اُشترے
جشی غلام مع فونٹ کے جا رہا تھا
پس بدو گفتند می خوفد ترا
انہوں نے اس سے کہا تجھے جلاتے ہیں
گفت من نشام اُورا کیست او
اس نے کہا ان کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟
سید و سرور محمد نور جال
سید اور سرور محمد جو جان کا نور ہیں
نوعہا تعریف کردند کہ ہست
انہوں نے ان کی اس طرح کی تعریف کی جو تھی
کہ گروہ را نژوں کرد او بسحر
اس نے ایک جماعت کو جلا سے مغلوب کر دیا ہے
گشکشان آوریدند آں طرف
وہ اس کو کھینچ جان کر کے اُھر لے آئے

بر تَف اریگ در وہ صعب و سترگ
ریت کی گری اور بڑے سخت راستہ پر
خلق اند ریک ہر سورہ سختہ
لوگ ریت میں ہر جانب بکھڑے ہوئے
چند بارے سوئے آں کُٹبان دَوید
چند بار ان ٹیلوں کی جانب دوڑو
سوئے میر خود بزودی می برد
اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے
سوئے من آرید با فرمان ۲ مُر
ختی سے میرے پاس لے آؤ
بعد یک ساعت بدیدند آچنباں
تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیا ہی دیکھا
راویہ پر آب چوں ہدیہ برے
ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بکھڑے ہوئے
اِس طرف فخر البشر خیر اُوری
انسانوں کے فخر، حُلوک کے بہترین اس جانب
گفت او آں ماہ روئے قند خو
انہوں نے کہہ چاند جیسے چہرے شکر میسے عدت لے ہیں
مہتر و بہتر شفیع حجر مآں
سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ گناہگاروں کے شفیع
گفت مانا او مگر آں سآحرت
اس نے کہا ہاں وہ شاید وہی جلاگر ہے
من نیام جالب او نیم شیر
میں اس کی جانب آگئی باشت نہ جاؤں گا
اُو فعاں برداشت در تشیع و تف
اس نے برا کہنے اور گرم مزاجی میں شروع کر دیا

۱۔ تَف۔ گری۔ صعب۔ سخت۔
کُٹبان۔ گلیب کی جمع ہے ٹیلہ
سیاہ جشی۔ میرا آقا۔
۲۔ فرمان۔ مرنے کا حکم۔ آچنباں۔
یعنی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
تھوڑی شدتی رفت۔ دلو۔ پانی کی
کچھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔
گفت۔ نو۔ صحابہ نے کہا۔
۳۔ نوعہا۔ یعنی صحابہ نے وہ
تعریف کی جو نفس لا مری
تھی۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ وہ
وہی شخص ہے جو جلاؤ کر کھلاتا ہے کہ
گرد ہے اس جلاؤ کرنے اپنے جلاؤ
سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا
لیا ہے۔ شہر۔ باشت۔ تشیع۔ برا بھلا
کہنا۔ تَف۔ گری

چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز

جب وہ اس کو ان معزز کے سامنے پہنچ لائے

جملہ رازاں مشک اُو سیراب کرد

انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا

راویہ پُر کرد و مشک از مشک اُو

مشک اور پیکال اس کی مشک سے بھر لی

اس کے دیدست کز یک راویہ

یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پیکال ہے

اس کے دست کز یک مشک آب

یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے

مشک ۲ خود و پوش بود و موی فضل

مشک آؤ تھی اور اللہ کے فضل کے موی

آب از جوش ہمیگر دو ہوا

پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے

بلکہ بے اسباب و چیزوں زیں حکم

بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ

توز طغلی چوں سیمہا دیدہ

چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے

باسیمہا سے از مسیب غافل

تو اسباب کی وجہ سے سب پیدا کرنے والے سے غافل ہے

چوں سیمہا رفت بر سمری زلی

جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو بیٹتا ہے

رَب میگوید برو سُوئے سبب

اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے سبب کی طرف جا

گفت زیں پس من ترا ینہم ہمہ

بندہ کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا

۱۔ گفت ز سبب اس شخص سے
پاسوں سے کھل کر برآمد ہر شخص میں
نہی پانی بھر لیا اور آغوشِ رحمت کی
برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ہر کو
مشکیزہ پر رشک آنے لگا اس کے
رشک کی وجہ یہی کہ واقعہ غیر معمولی
تھا۔

۲۔ مشک خود حاصل یہ پانی
مشک کا نہ تھا۔ مشک تو ایک آؤ اور پردہ
تھی اسل پانی نہیں چشمہ سے آ رہا تھا
اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا
تھا۔ آب اس کی قدرت کا یہ حال
ہے کہ پانی کو وائیں اور ہوا کو پانی میں
تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ اس کی
قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم
سے وجود میں لاتی ہے تو زلی۔
چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود
کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اس
لئے مشک کا آؤ اور سبب بنایا گیا۔

۳۔ با سیمہا۔ چونکہ ہم سبب
الاسباب یعنی ذاتِ خداوندی سے
غافل ہیں اس لئے اسباب کی طرف
ماں ہوتے ہیں۔ چل۔ جب سبب
اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب
انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور
اس کو پکارتا ہے رب۔ سیمہا۔ جب
اسباب سے باہر ہو کر خدا کی طرف
رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب
ہے کہ کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا
ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میری توبہ
ہے میں اسباب پر سہمانہ کروں
گا۔

گفت انوشید آب و بردارید نیز

انہوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو

اشتران و ہر کے زان آب خود

لوٹوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا

ابر گردوں خیرہ شد از رشک اُو

آہن کا ابر اس کے رشک سے حیران نہ گیا

سرد گردو سوز چندیں ہاویہ

آتی دوزخ کی سوزش بخندی ہ جاتے

گشت چندیں مشک پُر بے مطلب

بغیر پریشان کے اتنی خشیں بھر جائیں

می رسید از ہر اُو از بحر صل

اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصل سند سے پہنچ رہی تھی

واں ہوا گردو ز سردی آہیا

ہوا خشک سے پانی بن جاتی ہے

آب رویانید تگویی از عدم

اللہ کی ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا

در سبب از جہل بر چھیدہ

تو نادانی سے سب سے چٹ گیا ہے

سُوئے ایں رو پوشہا زان مائی

اس وجہ سے تو ان آؤں کی طرف مائل ہے

رَبنا و رَبنا ہامی کنی

اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے

چوں ز صنم یاد کردی اے اعجب

تعجب ہے تو نے میری کارگیری کو کیسے یاد کیا؟

تنگرم سُوئے سبب وال خدعتہ

سبب اور اس فریب کی جانب کروں گا

گویش اِرْثُوا الْعَفْوَ کَاِثْت

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے اگر ثوابِ عفو تیرا کام ہے
لیک من آں تنگرم رحمت گنم

لیکن میں اس کا خیال نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں
تنگرم عہد بدت بدہم عطا

میں حیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا بخشش کرتا ہوں
از من آید جملہ احسان و وفا

میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے
حاصل آنکہ در سبب پیچیدہ

خلاصہ یہ ہے کہ تو سب میں الجھا ہے
قافلہ حیراں شدند از کارِ او

ان کے کانٹے سے قافلہ حیران ہو گیا
کردہ رُو پوش مشک خردا

آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بیٹھا
آپ نے عربوں کو بھی اور کدوں کو بھی اس میں ڈبو دیا

اے تو اندر توبہ و میثاق سست

اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے
رحتم پُرسست بر رحمت تنم

میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں
از کرم ایں دم چو میخوالی مرا

کرم کی وجہ سے جبکہ توبہ مجھے پکارتا ہے
وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا

تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے
لیکن معذوری ہمیں را دیدہ

لیکن تو مغرور ہے تو نے ہی دیکھا ہے
یا محمد چیست ایں اے بحرِ خو

اے محمد اے مہا خلعت! یہ کیا ہے
غرّو کردی ہم عرب ہم گروا

آپ نے عربوں کو بھی اور کدوں کو بھی اس میں ڈبو دیا
آپ نے قافلہ حیران ہو گیا غرقہ کردی

آپ نے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی
تھی یا کردی سب کو سیراب کر دیا

سج اے غلام سب کو سیراب کرنے کے بعد
غلام سے کہل برہان معجزہ

میدم یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا کنی پھیلا فرمادی
چشب اب اس کی پاشی آگھیں

روشن ہو گئی تھیں زان نظر اس کی
کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی

حقیقت باقی نہ رہی تھی معین۔ جلدی
تاگوئی در شکایت نیک و بد

تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے
می مید از لا مکان ایمان او

غیب سے اس کا ایمان اگنے لگا
مشک او رُو پوش فیض آں شدہ

سج غلام! کنوں توبہ میں مشک خود
اے غلام اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے

آں سیہ حیراں شد از برہان او
وہ جی ان کے معجزے سے حیران ہو گیا

چشمہ دید از ہوا ریزاں شدہ
اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا

زاں نظر رُو پوشا ہم بر دید
اس نے اس نظر سے پہلوں کو چاک کر دیا

۱ گویش اس توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں انسان عہد میں بہت کمزور ہے توبہ کر کے پھر وہی کرنے لگتا ہے جس سے توبہ کی کمی چڑھوا لے عفو اقرآن پاک میں ہے جسکی کہیں گے کہ اسے سب ہمیں دنیا میں لٹا دے تو ہم نیک کام کرینگے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لٹا دے جائیں پھر پلٹ جائیں گے اور من اللہ تعالیٰ فرماتا ہمارا کام احسان اور وفا ہے خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ کرے

۲ حاصل بات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا مشاہدہ نہیں کیا لہذا اس کی اسباب سے وابستگی قائل معانی ہے قافلہ متکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ کر قافلہ حیران ہو گیا غرقہ کردی آپ نے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی تھی یا کردی سب کو سیراب کر دیا سج اے غلام سب کو سیراب کرنے کے بعد غلام سے کہل برہان معجزہ میدم یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا کنی پھیلا فرمادی چشب اب اس کی پاشی آگھیں روشن ہو گئی تھیں زان نظر اس کی کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی معین۔ جلدی

جلدی

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام
اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا
دست و پایش ماند از رفتن براہ
اس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے مرمانہ ہو گئے
باز بہر مصلحت باز کشید
آنحضرتؐ نے پھر اس کو ملت کھینچا
وقت حیرت نیست حیرت پیش ٹست
یہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آنے والا ہے
دستہائے ۲ مصطفیٰؐ بر رو نہاد
اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے
مصطفیٰؐ دست مبارک بر رخس
مصطفیٰ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر
خُند سپید آں زنی و پور حبش
وہ زندگ جش کی ولاد سفید ہو گیا
یوسف خُند در جمال و درو لال
حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا
لڑھی شہد بے سر و بے پائے دست
وہ اندھا دھن اور مست روانہ ہو گیا
پس بیامدا دو مشک پر رواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا
خولجہ برزہ منتظر بنشستہ بود
آقاؐ راستے پر خطر بیٹھا تھا
خُند فراموش ز خولجہ در مقام
اس سے ٹھکانا اور آقاؐ فراموش ہو گیا
زلزلہ افکند در جانش الہ
خدا نے اس کی حالت میں ہنسی پیدا کر دی
کہ بخولش آ باز رواے مستفید
کہ اسے طالب فیض ہوش میں آ جا اور واپس جا
ایں زماں در رہ در آچالاک و چست
اب ہوشیاری اور چستی سے رہ ہلاکت پر آ جا
بوسہائے عاشقانہ بس بداد
بہت سے عاشقہ سے دیئے
آں زماں مالید و کردا اوفرخش
اس وقت ملے اور اس کو بابرکت بنایا
ہچو بند رو روز روشن خُند شبش
چوہوں کے چاند کی طرح اور اس کی رات روشن دن بن گئی
گفتش اکنوں رو بدہ واگوئے حال
انہوں نے اس سے فرمایا ہاں چلا جا چلا بیان کر دے
پائے می شناخت در رفتن ز دست
چلنے میں ہاتھ پاؤں میں اختیار نہ کرتا تھا
سُوئے خولجہ از نواجی کارواں
قافلہ کی جانب سے آقاؐ کی جانب
کاں غلامش دیر می آمدنہ زود
کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے
آقاؐ کا اپنے غلام کو سفید چہرے ملا دیکھنا اور نہ پہچانتا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہتا کہ تو نے میرے
گفتن کہ تو غلام مرا گشتہ و خون اوترا گرفتہ و خدا تر بلند ست من انداخت
غلام کو قتل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں ڈال دیا ہے

۱۔ چشمہا پر آب کرد آں دم غلام میں
آنسو آگے اور اس کا کانہ کھر فراموش
ہو گیا۔ مانہ چونکہ مقام حیر میں پہنچ
گیا تھا۔ ہاتھ کشید۔ آنحضرتؐ اس کو
مقام حیرت سے مقام حرم میں
لائے۔ پیش ٹست۔ جبکہ اور مقامات
طے ہو گئے۔
۲۔ دستہائے اس نے حضرت مصطفیٰؐ
کا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے
پر ملا اور دست بوی کی طرح مبارک
زباں صحت۔ پھر بولن نور پسر۔
بد چوہوں کا چاند۔ حبش۔ یعنی
اس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا
دن کی طرح سفید ہو گیا۔
۳۔ لڑھی شہد و خوں کی مستی میں
اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن
من کی خبر نہ تھی۔ نواقی۔ تاحیر کی جمع
ہے۔ طرف کنارہ۔ ویر آمد۔ چونکہ
قافلہ میں گیا تھا اس لئے تاخیر سے
واپس آ رہا تھا۔

خونجہ از دوش بدید و خیرہ اماند
آہ نے اس کو دھ سے دیکھا ہر حیران ہو گیا
راویہ ما اشتہر ما ہست ایں
یہ ہادی پکھل لہ ہادی لوت ہے
آں یکے بد ریست م آیدز دور
وہ ایک چھوٹی کا چاند ہے جو دھ سے آ رہا ہے
گو غلام ما مگر سر گشتہ شد
ہادی غلام کہیں ہے شاید آہ ہو گیا ہے
یا مگر ۲ اورا بکشت ایں بد گھر
یا شاید اس بد ذات نے اس کو قتل کیا
چوں بیلہ پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اس سے کہا تو کون ہے؟
تو غلام راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ ج تا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم
اس نے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میں تیرے ہی کیسا کیا ہوں
گفت نے نے در نکیر دبا منت
اس نے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے ہمت نہیں لگتی
گو غلام من بگفت ایک منم
میرا غلام کہیں ہے اس نے کہا یہ میں ہوں
دیدہ ام صدرے و بدے گشتہ ام
میں نے صد کا دید کیا ہے لہ میں بد بن گیا ہوں
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست
خبردار کیا کہتا ہے میرا غلام کہیں ہے؟
گفت ۳ اسرار خربا آں غلام
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے را

از تحیر اہل آں وہ را بخواند
حیرتی سے اس گاؤں والوں کو بلایا
پس کجا شد بندہ زنگی جہیں
تو کالے چہرے والا غلام کہاں گیا؟
میزند بر نور روز از روش نور
اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے
یا بدو گر گے رسید و گشتہ شد
یا اس کو بھیڑا ملا ' لہ ملا گیا
اُشترش آورد اینجا از قدر
لہ تقدیر سے اس کو لوت یہاں لے آیا
از یمن زادی ویا تر کیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟
گر بکشتی و انما حیلست جو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے حیل نہ دھوڑ
چوں پپائے خود دریں خول آدم
لے چاہوں سے وہاں خون کے مٹا میں کیوں ماس ہو گیا ہوں؟
راست باید گفت سر دست ایں خنت
ج کہنا چاہیے یہ تیرا کر بیکار ہے
کرد دست فصل یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منور کر دیا ہے
صاحب فضل و قدرے گشتہ ام
مرتبہ لہ بزرگی والا بن گیا ہوں
ہیں نخواہی درست از من جو براست
خبردار تو سوائے جی بات کے میرا لہ نہیں بخسکا
جملہ وا گویم یکا یک من تمام
میں سب ایک ایک پہلے بیان کئے دیتا ہوں

۱۔ خیرہ۔ حیران۔ راولیہ۔ مشکیزہ
پکھل۔ رنگی جہیں۔ کالے رنگ
۲۔ یا مگر۔ شاید اس کے چہرے کا نور دن
کی روشنی پر غالب آ رہا ہے سر گشتہ۔
آہ۔

۳۔ یا مگر۔ شاید اس نے اس غلام کو
ملا ڈالا ہے اور تقدیر خداوندی سے اس کو
لوت یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔
ترکی اور یعنی لوگ گھبرے رنگ کے
ہوتے ہیں۔ دریں خول۔ قتل کر کے
خود آنا تو اپنا خون کرنا ہے۔ سر
دست۔ یعنی حالاً کیا نہ چلیگی۔ صدر۔
یعنی آغوش۔

۴۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ
اگر وہ تمام ہار کی باتیں تجھے سناؤں جو
کہ میرے خریدنے کے بعد سے
تیرے لہ میرے دھیان ہوئیں تو
تجھ کو یقین آ جائے گا کہ میں تیرا ہوں۔
غلام ہوں۔

۱۔ شبدینہ تاریک رات یعنی کالا رنگ۔ مچ یعنی میرا رنگ گما ہو گیا۔ رنگ۔ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح رنگ دغیرہ سے برا ہے تن شناساں۔ اس مولانا نے یہ مضمون شروع فرمادیا کہ جس طرح اس غلام کے آکا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اس کو کبھی پہچان نہ سکتا تھا جس طرح جو ظاہر ہیں اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو یہاں ہوئی جہد و مشاکرت پر نظر نہیں کرتا۔

۲۔ جاں شناساں۔ جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعدد اور شخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ دھیائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاں شناسی روح کی پہچان روح کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کروان کو اپنا دوست سمجھو اور اس آکا کی طرح نہ بنو جس نے اپنے غلام کو گمان سے غیر سمجھ لیا۔ چلی۔ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں وحدت ہے محض اس کے فراموش کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقت ملکیہ اور حقیقت عقل ایک سے دونوں کو چار گانہ صوفی عطار دینے میں کچھ سختیں ہیں۔ اس ملک۔ حقیقت ملکیہ نے بال و پر اختیار کر لئے لہذا اس میں برابری قوت آگئی عقل نے اداک حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔

۳۔ لا جرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک دوسرے کا مدعا ہے اور ان دونوں میں اس طرح کا اختلاف ہے جیسا کہ

زماں زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
تا باکوں باز گویم ماجرا
تا تک کا قصہ ہوائے دہا ہوں
گرچہ از شبدینہ امن صُبحے کشود
اگرچہ میری سیاحی سے صبح نہاد ہو گئی ہے
رنگ دیگر شد۔ لیکن جان پاک
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان
تن شناساں زود مارا گم کنند
جسم کو پہچاننے والے جلد ہمیں گم کر دیے ہیں
جاں ۲ شناساں از عدوہا فارغند
روح کو پہچاننے والے کشتی سے بے نیاز ہیں
جاں شود از راہ جان جازا شناس
روح بن جاہ روح کی راہ سے روح کو پہچان
چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں
آں ملک با عقل چوں یک گوہرند
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں
آں ملک چوں مرغِ بال و پر گرفت
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لئے
لا جرم ۳ ہر دو مناصر آمدند
لا محلا دونوں ایک دوسرے کے مدعا بنے
ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا اداک کرنے والے ہیں

اب تک کا قصہ ہوائے دہا ہوں
گرچہ از شبدینہ امن صُبحے کشود
اگرچہ میری سیاحی سے صبح نہاد ہو گئی ہے
فارغ از رنگ سب و از ارکان خاک
عناصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے
آب نوشاں ترکِ مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور خمر کو چھوڑ دیتے ہیں
غرقہ سوریائے پیچوند و چند
وہ بے مثل اور لا محدود دنیا میں غرق ہیں
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
مشا کا یار بن گلی کا پابند نہ ہو
بہر فحکمت را دو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں
وہ بے ہم، ہمچو ونبال و سر اند
وہ اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
وہیں خرد بگذاشت پند و فر گرفت
اس عقل نے ہر دو کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی
ہر دو خوش رو پشت ہمدیگر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو پشت بن گئے
ہر دو آدم را معین و ساجدے
لہذا دونوں آدم کے مدعا اور مجاہد کرنے والے ہیں

ایک چیز کی رو اور پشت میں امتحان ہوتا ہے ہم ملک اسی امتحان کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور دونوں کے لئے مدعا اور مجاہد کمال بن گئے۔

۱. نفس و شیطان جس طرح
فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی
طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے
اسی لئے دونوں آدم کے دشمن اور
حاصل بنے آنگہ نفس اور شیطان
نے حضرت آدم کا صرف جسم رکھا تو
جسم سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے
نے ان کے نور باطنی کو دیکھا تو ان
کے سامنے جھک گئے اس دوریدہ
عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اس نور سے
روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی
آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی اس
بیان یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور
شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں
ہو سکا چنگہ تم اس کے سمجھنے کے لال
نہیں ہو۔ چوں نشاید تمہارے
سامنے اس بیان کی تشریح لکھی ہی
ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل
کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے
حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا
بہرے کے سامنے سادگی بجا۔

۲. ایک کسی میں اہمیت ہے وہی
مجموع بیان سے شرح و تفصیل سمجھ
جائے گا جو عمل باتیں میں نے کہہ
دی ہیں وہ اس کے لئے کہانی ہیں۔
تفصیل و تفصیل اور تشریح کا حق اور
لال ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو
دیکھ کر ان سے حقائق کا ادا کر لیتا
ہے اصل چیز استحقاق اور طلب و
حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود
تفصیل ہو جاتی ہے آگے مولانا نے
اس مضمون کو خارج کیا ہے

۳. آں نیاز حضرت مریم کو
حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بچہ
کے ذریعہ تشریح کر دی اور حضرت عیسیٰ
کہ وہ میں ان کی پاک لاشی کے شہد
بن گئے بخود جس طرح مسی

یود آدم را عدو و حاسدے
آدم کے دشمن اور حاسد تھے
وانکہ نور مؤتمن دید او خمید
جس نے لالت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا
ویں دو را دیدہ ندیدہ غیر طیں
ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سا کچھ نہ دیکھا
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
چنگہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جاسکتی
کے تو اس بر بطن زدن در پیش گر
وہ بہرے کے آگے سادگی کہیں جانی جاسکتی ہے
ہائے وہوئے کہ بر آدم بس ست
جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے
ناطقے گرد و مشترح باز سوخ
اچھی طرح تشریح کرنے والا گویا بن جاتا ہے

نفس و شیطان یود ز اول واحدے
نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے
آنکہ آدم را بدن دید او رمید
جس نے آدم کو محض جسم سمجھا وہ بک گیا
آں دو دیدہ روشنال بودہ از پس
وہ دونوں آنکھیں اس سے روشن ہو گئیں
اس بیانی انکوں چو خر برتخ بماند
اب یہ بیان برف پر گدسے کی طرح نہ گیا
کے تو اس باشیعہ گفتن از عمر
شیعہ سے حضرت عمرؓ کی بات کب کہی جاسکتی ہے
لیک اگر وہ بد گوشہ یک کس ست
لیکن اگر گاؤں کے گوشہ میں ایک شخص بھی ہے
مستحق شرح را سنگ و گلوخ
شرح کے لائق کے لئے پھر اور ڈھیلا

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ دلا و آفرید از سموات و ارض و ایمان و
اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور
اعراض ہمہ را با استدعا و حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید
عرض سب درخواست اور حاجت کی بنا پر کہے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا
کردن تابد بد کہ اھن نجیب المضطر انا دعا و اضطرر اگر گواہ استحقاق مست
چاہے کہ وہ عطا کرے کیونکہ اس نے فرمایا کہ انا دعا ہے جو مجھ کی دعا ہے جب کہ وہ اس کو پکارے اور مجھ کی کو اس نے سنا ہونے کا گواہ بنایا ہے

آں سے نیاز مریم کی یودست و درد
حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا
جوز او بے او برائے او بغفت
جوز جوڑت گفت دارود نہفت
ان کے جوڑنے بغیر ان کے کہان کے لئے گفتگو کی
تیرا ہر جزو پوشیدہ طہ پر بولے والا ہے



مریم کے جزو بدن بھی اور گواہ ہے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضا تمہارے افعال
کی گواہ بنیں گے۔

ایہ نباشی اگر تو تشریح کا مستحق نہیں
 ہے تو بڑے بڑے مقرر کی سب پر
 جائے گا اور تشریح نہ کرے گا ہرچہ
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ
 مخلوق کی ضرورت پہنچی کرنے کے
 لئے بھلا ہے حق تعالیٰ آسمانوں کی
 تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور
 احتیاج کی وجہ سے ہے ہر کہ جبکہ
 تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ
 سے ہو جو کچھ جنات ہو گا اور اس میں
 طلب ہو گی وہ ضرور مقصود حاصل کر
 لے گا مبادیہ اش رست کی اصل اور
 سرمد انسان کا وہ ہے ہر کہ جہاں
 ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی
 چیز پہنچ جاتی ہے وہ ہوتو وہاں حاصل ہو
 جاتی ہے فقیر ہوتو مسلمان مل جاتا ہے
 جو اس مشکل کے پاس پہنچ جاتا ہے
 اور پانی کھنسی کے پاس پہنچتا ہے
 ۱۔ آب کم جو پانی کی تلاش نہ کر
 پاس پیدا کر پانی خود خود تیرے پاس
 پہنچ جائے گا تانہ زاید جب کچھ پیدا
 ہو جاتا ہے اور اس کو وہہ کی
 ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اس کی
 ماں کے پستان میں وہہ پیدا فرما
 دیتی ہے

۲۔ عفو تو بھی بھاگ کر پاس
 اور بدن میں گری پیدا کر بعد ازاں
 جب ضرورت پیدا کرے گا غیب
 سے پانی کی آواز آنے لگی گی غرض کہ
 مطلوب کی فکر میں نہ ہو اس کی
 حاجت پیدا کر مطلوب خود حاصل ہو
 جائے گا حاجت تو گھاس کو جب
 پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود
 اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم
 حاجت پیدا کر اور خود قدرت مطلوب کو
 تم تک پہنچا دے گی۔

دست و پا شاہد شہادت لے رہی
 لے غلام تیرے ہاتھ پاؤں گلہ نہیں گے
 ورا نباشی مستحق شرح و گفت
 اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے
 ہرچہ روئید از پے محتاج رُست
 جو کچھ اگے ہے محتاج کے لئے اگے ہے
 حق تعالیٰ کا میں سموات آفرید
 حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا
 ہر کہ جو یا شد بیابد عاقبت
 جو جستجو کرتا ہے بالآخر پا لپتا ہے
 ہر گجا دروے دوا آسجا رَوَد
 جہاں مدد ہوتا ہے وہاں پہنچتی ہے
 ہر گجا مشکل جواب آسجا رَوَد
 جہاں مشکل ہوتا ہے وہاں مل جاتا ہے
 آب کم جو کھنسی آہ بدست
 پانی کی تلاش نہ کر پاس پیدا کر
 تانہ زاید طفلک نازک گلو
 جب تک نرم گئے دلا پچھ پیدا نہیں ہوتا
 روس بدیں بالا و پستیہا بدو
 جا اس شبیب و فراز میں ہو
 بعد ازاں از بانگ زنبور ہوا
 اس کے بعد ہوا کی بھڑ کی آواز سے
 حاجت تو کم نباشد از خشیش
 تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہوتی چاہیے

منگری را چند دست و پا نہیں
 تو اللہ کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا
 ناطقہ ناطق تراوید و سخت
 بولنے والے کی قوت ناطقہ نے تجھے دیکھا اور سنی
 تا بیابد طالبے چیزے کہ جست
 تاکہ طلبہ ہر وہ چیز پالے جس کو وہ دھوئے
 از برائے دفع حاجات آفرید
 حاجتیں پھٹی کرنے کے لئے پیدا کیا
 مایہ اش در دست واصل مرحمت
 اس کا سرلیہ اور دم کی جڑ مد ہے
 ہر گجا فقرے نوا آسجا رَوَد
 جہاں فقر ہوتا ہے مسلمان وہاں پہنچتا ہے
 ہر گجا کشتے ست آب آسجا رَوَد
 جہاں کھنسی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
 تانہ جو شد آبت از بالا و پست
 تاکہ تیرے اور ہر نیچے سے پانی جوں ماں
 کے رواں گرو زستان شیر او
 اس کا وہہ پستان سے کہل جاتی ہوتا ہے
 ماشوی تشنہ و حرارت را گرو
 تاکہ تو پیاسا بنے اور حرارت میں پھنسے
 بانگ آب جو نیوشی اے گیا
 اے معززا تو نہر کے پانی کی آواز سنے گا
 آب را گیری سوتے آوی کشیش
 تو پانی لینا ہے اور اس کو اس کی جانب لے جاتا ہے



گوش گیری آب را تو می کشی
تو پانی کا کان پڑتا ہے اور اس کو تو کھینچتا ہے

زرع اجل را کش جواہر مضمرست
رحمت کا بابل کڑ کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تاسقاهم ربہم آید خطاب
پیارا بن! اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمن زنی کافرہ باطل شیر خواہ زور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا وہ بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا
وناطق شدن عیسیٰ وار بمعجروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور اس کا حضرت عیسیٰ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بڑھتا

ہم از ازل وہ یک زنی از کافراں
ہی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے

پیش پیغمبر وہ آمد با خمار
اور حق اللہ کر پیغمبر کے سامنے آئی

گفت کو دکسلم اللہ علیک
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

مادرش از خشم گفت ای خموش
اس کی ماں غصہ سے بولی خبردار چپ

اس کیت آموخت اے طفل ضعیف
اے ننھے بچے یہ تجھے کس نے سکھایا

گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل
اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے سکھایا پھر جبرئیل نے

گفت کو گفتا کہ بالائے سرت
اس نے کہا کہ کہیں ہے کہا تیرے سر پر

ایستادہ بر سر تو جبرئیل
تیرے سر پر جبرئیل کھڑے ہیں

۱۔ زرع رحمت کی بھٹی کے لئے
۲۔ رحمت کڑ کا پانی لئے ہوئے سوجھو
۳۔ ہم ضرورت پیدا کرو مسقاہم
۴۔ دیکھو کایا تم چاہے پاس آجائے
۵۔ گاہ مسقاہم قرآن پاک میں ہے
۶۔ مسقاہم ربہم غرقا طہور اور
۷۔ پانی ان کو ان کے خدا کے پاک
شراب۔

۸۔ ہم ازل وہ غلام جس کا پانی
آنحضرت نے لیا تھا جب بچے گاؤں
میں پہنچا اور آنحضرت کی باتیں اور
معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک
عورت آنحضرت کے پاس آئی اب اس
کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے گفت وہ
بچہ آنحضرت کے معجزے سے بول پڑا
اور اس نے آنحضرت کو سلام کیا اور
آنحضرت اللہ کا رسول کہہ کر رکھ دیا
۹۔ ح شہادت یعنی آنحضرت کے
بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی
گواہی دیا۔ یہ بات تجھے کس نے
سکھائی کہ تو آنحضرت کی رسالت کی
گواہی دے رہا ہے تجریب تیرا بیان
صحیح عرب کے مشہور شاعر کا نام
۱۰۔ رسول مہربان رسول خدا تھا

سوئے پیغمبر دواں شدن امتحان
امتحان کے لئے پیغمبر کی طرف دہڑی

کوہ کے دو ماہرہ زن راہ کنار
دو مہینے کا بچہ عورت کی گوشت میں تھا

یا رسول اللہ قد جئت الیک
اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

کیت اقلند اس شہادت سارا گوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیر بن گئی

در بیاں با جبرئیل من رسل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم نبیان ہوں

ی نہ بنی گن بگا منظر
تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ لوہ کر

مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
میرے لئے منظر طریقت سے ناممکن گئے ہیں

گفت می بینی تو گفتا کہ بکے
اس نے کہا تو دیکھ با ہے کہا کہ ہاں
می بیا موز و مرا وصف رسول
مجھے رسول کی صفات بتا رہے ہیں
پس رسول گفت اے طفل رضيع
پھر رسول نے اس سے فرمایا وہہ پیتے پیچے
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز
اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے
من زعزعی پاک بیزار و بری
میں عزری سے پاک ' بیزار اور بری ہوں
کووک دو ماہہ ہچموں ماہ بدر
چوبیس رات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچے نے
پس حوط آں دم زحمت در رسید
پھر اسی وقت جنت سے حوط آئی
ہر دو می گفتند کز خوف سقوط
دونوں خوشبو کے زہل کے ڈر سے کہہ رہے تھے
آنکہ تعریفش شہنشہ خود گند
وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے
آں کے راکش معرف حق بود
وہ جس کی تعریف کرنے والا ' اللہ تعالیٰ ہو
آں کے راکش خدا حافظ بود
وہ جس کا خدا نگہبان ہو

بر سرت تلباں چو بدر کالمے
تیرے سر پر مکمل چھوٹی کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں
زالا علوم می رہاند زیں سفول
اس بلندی کے ذریعہ مجھے پہنچتی ہے چھڑا رہے ہیں
چست نمت باز گود شو مطیع
صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرما رہا ہوں
عبدعزعی پیش اس یک مشیت حیز
ان چند نالائقوں کے نزدیک عبدالعزیز ہے
حق آنکہ ولایت اس پیغمبری
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری دی ہے
درس بلغ گفت چوں اصحاب صدر
درس بلوغ گفت چوں اصحاب صدر
صد نقیوں کی طرح پوری تقریر کی
تا دماغ طفل وما در یوکشید
یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوشبو سونچی
جاں سپردن بہ بریں بوئے حوط
اس حوط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے
جامد و نامیش صد مروق زند
بے جان و جاندار اس پر سنگڑوں شادیاں بجاتے ہیں
جامد و نامیش صد صدق زند
بے جان اور جاندار اس کی سنگڑوں تصدیق کرتے ہیں
مرغ و مانی مردار حارس شود
پرندہ اور پھلی اس کے پیروں پر رہتے ہیں

۱۔ علو۔ بلندی۔ سفول۔ پہنچتی۔
رسول۔ وہ پیغمبر۔ جز۔ نامزد۔
درس بلغ یعنی آنحضرت کی صفت کا
عمل بیان۔ صاحب صد یعنی صدر
نشین۔

۲۔ حوط ایک مرکب خوشبو ہے
جان سپردن۔ یعنی جان کو خوشبو اس قدر
پسند آئی کہ اس کے ختم ہو جانے کے
ڈر سے جان دے پر آمادہ ہو گئے۔
شہنشہ یعنی اللہ تعالیٰ ہر وقت خوشی
کا آگ۔

۳۔ آں کے جس ذات کی خدا
تعریف فرمائے دینا کی ہر چیز اس کی
تعریف کی تصدیق کرتی ہے جامد۔
بے جان۔ مانی۔ جاندار۔ صدق۔
اس نے سچ بولا۔ حارس۔ محافظ۔

ربودن عقاب موزہ رسول علیہ اسلام را و بردن بہو او
ہار کا آنحضرت ﷺ کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن

اونڈھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

اندیس بودند کا وارِ اَصلا
لوگ اسی اعتقاد میں تھے کہ ان کی آواز
خواست آئے و حضورِ تازہ کرد
پانی مانگا اور تازہ وضو کیا
ہر دو پاشست و بموڑہ کرد رائے
دھوں پاؤں دھوے اور موڑے کالامہ کیا
دست سوسے موڑہ رآں خوش خطاب
اس خوش خطاب نے موڑے کی جانب ہاتھ کیا
موڑہ را اندر ہوا بُرد او چوباد
وہ موڑے کو ہوا کی طرح فضا میں لے اڑا
در فتاد از موڑہ یک مار سیاہ
موڑے سے ایک کالا سانپ گرا
پس عقاب آں موڑہ را آورد باز
پھر باز اس موڑے کو واپس لایا
از ضرورت کرم ایں گستاخیئے
میں نے یہ گستاخی سمجھا کی
وائے کو گستاخ پائے می نہد
انہوں اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکے
پس رسولش شکر یہ گفت و گفت ما
پھر رسول نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور فرمایا ہم
موڑہ بر بُودی و من در ہم خدم
تو موڑہ ایک لے گیا اور میں بگرا
گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے
گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست
انے کہل بات آپ سے یہ ہے کہ آپ غفلت سے ہر ایں

مصطفیٰ بشید از راہ علّا
لوہجائی سے مصطفیٰ نے سنی
دست و دراشت لوزاں آب سرد
اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا
موڑہ را بر بُود یک موڑہ رہائے
ایک موڑہ نے اڑنے والا موڑہ لے اڑا
موڑہ را بر بُود از دستش عقاب
باز ان کے ہاتھ سے موڑہ اچک لے گیا
پس گول کرد او از اں مارے فتاد
پھر اس کو اس نے اندھا کی اس میں سے سانپ گرا
زال عنایت اشد عقابش نیک خواہ
اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا
گفت ہیں بستان و در و سوائے نماز
بولہاں لے لیجے اور نماز کو جائے
از لب دارم شکستہ پیچیئے
میں لب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھا ہوں
بے ضرورت کش ہوا فتویٰ دہد
بغیر ضرورت کے جب کہ اس کو خواہش نفسانی تھی دیدے
ایں س جفا دیدیم و دود آں خود وفا
یہ ظلم سمجھے اور وہ وفا داری تھی
تو غم بُردی و من در غم خدم
تو نے غم ہٹایا اور میں غمیں ہوا
دل در اں لحظہ بخود مشغول بود
لیکن دل اس وقت اپنے مشغول تھا
دیدیم آں غیب را ہم عکس ثست
میرا غیب کو دیکھ لیتا بھی آپ کا پر تو ہے

۱۔ آواز صلا۔ یعنی حضور کے دل
میں نماز کے لئے الہام ہوا یا موزوں کی
آواز کی آواز۔ یعنی موڑہ پہننے کا لالہ
کیا۔ موڑہ بہا۔ یعنی عقاب
۲۔ عنایت۔ یعنی عقاب کا موڑہ
اچک لے جانے کا شکت۔ یعنی اس
گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر سر جھکا
گیا ہوں جیسے کوئی ہوئی شاخ سر جھکا
جاتی ہے۔ وائے ضرورت کے
وقت گستاخی قابل گرفت نہیں ہے
نفسانی خواہش سے گستاخی
غسوناک ہے
۳۔ ایں۔ یعنی موڑہ لے اڑانا۔
وہ ہم خدم۔ میں بگراؤں۔ یعنی سانپ
گفت۔ یعنی آنحضرت کی غفلت خود
نبی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ منزل
اختیار کی وجہ سے بھی تو یہ ہم مجھ پر
موڑے میں سانپ کے ہونے کا
اکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پر
تو ہے

نہیں تو اس میں عکسِ اُستِ اے مُصطفیٰ
 میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ آپ کا پر تو ہے
 عکسِ ظلماتی ہمہ کلّٰجی بُود
 ظلماتی پر تو بالکل بھی ہوتا ہے
 عکسِ بیگانہ ہمہ کُوری بُود
 گانے کا پر تو بالکل اندھا پن ہوتا ہے
 پہلوئے جفسے کہ میخوابی نشیں
 تو کس جس کے پہل میں بیٹھنا چاہ رہا ہے

۴۷ عبرت گرفتن از ای حکایت یقین استن ان مع العسر یسراً

اس حکایت سے عبرت کرنے کا پہلا اور یقینی طہ پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

تاشوی راضی تو در حکم خدا
 تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے
 چوں بہ بینی واقعہ بد ناگہاں
 جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے
 تو چوگل خنداں گہ سود و زیاں
 تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے
 خندہ نگہ دارد نگر دو مُشنی
 وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مہرجماتے گا
 خندہ رامن خود زخار آورده ام
 میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے
 تورع یقین وال کہ خریدت از بلا
 تو یقین کر لے گا اس نے تجھے مصیبت سے نجات دی ہے
 فی الفؤادِ عند راتیان الترح
 دل میں رنج آنے کے وقت
 در ریود آں موزہ رازاں نیک خو
 ان نیک خصلت سے موزہ اڑا لے گیا

مار در موزه به پنجم در هوا
 میں فضا سے مڑے میں ساپ دیکھ لیں
 عکس نورانی ہمہ روشن بود
 نورانی پر تو پھا روشن ہوتا ہے
 عکس عبداللہ ہمہ نوری بود
 اللہ کے نیک بندے کا پر تو بالکل نور ہوتا ہے
 عکس ہر کس را بداں اے جاں میں
 ہر شخص کے پر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے

عبرتست ایں قصہ اے جاں مر ترا
اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعث عبرت ہے
تاکہ زیرک ہاشی و نیکو گماں
تاکہ تو ہشید اور نیک گمان بن جائے
دیگراں گردند زر واز بنیم آں
سرے اس کے ڈبے پہلے پڑ جائیں
زانکہ از گل گرتو بر گش می گنی
کیونکہ اگر تو پھول کی چپاں کر دے
گوید س از خدایے چرا افتم بنم
وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟
ہرچہ از تو یا وہ گردد از قضا
قضا کی وجہ سے جو چیز تجھ سے غم ہو جائے
مَا الصَّوْفُ قَالَ وَجَدَانُ الْفَرَحِ
تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا
آں عقیالش راعقبا بے دال کہ او
اس سزا کو وہ باز سمجھ لے جو

۱۔ عکس اولیاء اللہ کی محبت سے کشف باطنی حاصل ہوتا ہے تاہم ایک دل لوگوں کی محبت دل کو لئے پڑتا رہتی ہے عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا کاروبار تو نبی رہتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا کاروبار تو ظلمانی رہتا ہے۔

۲۔ جب مغز کے واقعہ سے یہ بصیرت حاصل کرنی چاہیے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ اسے چاہے جو حادثہ پیش آئے اس سے اللہ کے ساتھ بدگلی نہ چاہیے دیگر اہل عام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اس کو کبھی تو خدا سے پریشانی سے قبول کرنا تک۔ اگر کچھ بھول کر پیچاس علیحدہ علیحدہ کی دی جائیں تو اس کی سرکراہت ختم نہ کر۔

۳ گویہ پھول بھی جھکتا ہے
کس مری ہر چیز عدم سے جو مٹس لائی
ہے لہذا کسی جزو کے عدم کی طرف
لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں
ہے۔ خلد یعنی مصیبت عدم۔ یادہ
گلم یعنی کسی چیز کے فوت و جانے کو
کسی مصیبت سے نجات کا سبب
سمجھو۔ ماضوف تصوف کی
حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات
کا عالمی و جائے ہرچیز اور دوستی
رسد نیکوٹ و خورج۔ خوش۔ ترخ۔
رینج۔

تارہاوند پاش را از زخمِ مار
تا کہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے دھم سے بچائے
گفت لَا تَأْسُوا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ
فرمایا جو غم سے جاتا رہے اس پر غم نہ کرو
گفت ہر چاں فوت شد عملیں مشو
فرمایا جو چیز فوت ہو جائے اس پر عملیں نہ بن
گر بکلا آید ثرًا لَکَ ذہ مبر
اگر تھ پر مصیبت آئے غم نہ کر
کال ۲ بلا دفع بلا ہائے بزرگ
کیونکہ مصیبت بڑی مصیبتوں کے لئے دفع ہے
راحتِ جاں آمدے جاں فوتِ مال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جانا کی حفاظت ہے
لے عزیز! جیل جمع ہو جاتا ہے جیل جاں ہو جاتا ہے

استدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبانِ بہائم و
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک فحش کا چچا ہوں اور پرندوں کی زبان کیونکہ کی درخواست

طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق

اور ان کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو قبول کر لینا

گفت موسیٰ رایکے مردِ جوان
ایک نوجوان نے حضرت موسیٰ سے غرض کیا
تا بوسع کز بانگ حیوانات وود
ہو سکا ہے کہ حیوانات اور وود کی آواز سے
چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
چونکہ تمام اولادِ آدم کی زبانیں
یو کہ حیوانات را وودِ دیگر
ہو سکتا ہے کہ حیوانات کا کئی دھرا معمول
گفت موسیٰ رو گذر گن زیں ہوس
حضرت موسیٰ نے فرمایا جاں ہوس سے ہرگز کر

۱۔ اے خشک۔ یعنی عقل قاتل
مہر کہہ دے جو قصا پرانی دھواں پر
شکوک و شبہات کا غبار باطل ن
رے گفت قرآن میں فرمایا گیا
کے کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو۔ ان
آئی۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے
نہیں ہے سر جان۔ بھیڑیلا۔
۲۔ کال بلام۔ انسان کی ایک
مصیبت بت سی بڑی مصیبتوں سے
نجات کا سبب بنتی ہے راحت
جاں۔ مال کی پناہی جان کی راحت کا
سبب بن جاتی ہے استدعا۔ اس
قص سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال چا
ہونے سے جان بچا ہونہ جان کی
لاکت ہوتی۔

۳۔ طیور۔ جانوروں کی زبان کیونکہ
والے نہ کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو
دنیا دہی کی ہیں شاید۔ جانوروں کی
باتیں آرت سے متعلق ہیں تو میں
انے عبرت حاصل کر لوں گا۔ وہ۔
عبادت کا معمول۔ ہنگام گذر۔ موت
کا وقت۔

عبرت او بیداری از یزداں طلب

عبرت نہ آگاہی خدا سے مانگ

گرم تر شدہ اوز آں منعش کہ کرد

ہاں دکنے سے نہ زیادہ سرگرم ہو گیا

گفت اے موسیٰ چوں نور تو بتافت

اں نے کہا اے موسیٰ جب سے آپ کا نور نمود ہوا ہے

مر مرا محرم کردن زیں مراد

اں مقصد سے مجھے محرم کرنا

ایں زماں قائم مقام حق توئی

اں وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں

گفت ۲ موسیٰ یارب ایں مرد سلیم

حضرت موسیٰ نے فرمایا اے خدا اں بھولے انسان کو

گر بیا موزم زیاں کارش یود

اگر میں کھادوں وہ اں کے لئے نقصان دہ ہوگا

گفت اے موسیٰ بیا موش کہ ما

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کو کھاد کی بجائے مے

گفت یا رب او پیشانی خودد

موسیٰ نے فرمایا اے خدا وہ شرمندہ ہوگا

نیست ۳ قدرت ہر کسے راسا زوار

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے

فقر زیں رو فقر آمد جا و داں

اں لئے فقر ہیئت فقر سے

زاں غنا و زال غنی مردود شد

اں لئے مالدی نہ مالدی مردود ہوا ہے

آوی را عجز و فقر آمد اماں

آوی کے لئے عجز نہ فقر باعث اں ہے

۱۔ عبرت کتاب نہ گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم۔ حضرت موسیٰ کے انکار سے اں کا اصرار نہ بڑھ گیا اں لئے کہ یہی انسان حراز ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰ سے اصرار میں باتیں کہنے لگا۔

۲۔ گفت۔ اں کے اصرار سے عاجز آکر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اں کو کھاد نہ۔ گفت۔ یارب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر اں کو کھادوں گا تو وہ اں کے تباہی سے شرمندہ ہوگا اور افسوس کہے لگا۔

۳۔ نیست۔ اختیار اور قدرت ہر شخص کے لئے بغیر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو چہرہ نگار بناتا ہے فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اں لئے وہ باعث فقر ہے مالدی اپنی مالدی کے ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اں لئے مردود ہو جاتا ہے۔

نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

نہ کتب نہ گفتگو نہ حرف نہ نثر سے

گرم خر گرد و مہی از مع مرد

دکنے سے انسان نہ صبر ہو جاتا ہے

ہر چ چیزے یود از تو چیز یافت

جو کچھ بھی تھا اں نے آپ سے کچھ پلا

لائی لطف نباشد اے جواد

اے بخا آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

یاں باشد ک مرا منع شوی

اگر آپ مجھے منع کریں گے تو ممانی ہوگی

سخرہ کرد ستش مگر دیو رجیم

شاید ملعون شیطان نے اں کو بہکایا ہے

ورنیا موزم دس بد می شود

اگر نہیں سکھاتا تو اں کا دل بیا ہوگا

رد نہ کر دیم از کرم ہرگز دعا

کرم سے ہرگز دعا نہ نہیں کی ہے

دست خلید جاہما ہمہ درد

ہاتھ چلے گا کپڑے چالے گا

عجز بہتر مایہ پرہیزگار

عاجزی پرہیزگار کے لئے بہت اچھا رویہ ہے

کہ بتقوئے ماند دست نارساں

تا رسا ہاتھ پرہیزگاری میں رہتا ہے

کہ ز قدرت صیر ہا پردو شد

کفایت کفایت بہت سے ہر رخصت ہو جاتے ہیں

از بلای نفس پر حرص و غماں

حرص نہ غم سے بھرے نفس کی مصیبت سے

الحق آں غم۔ بلکہ میں غلط قسم کی
تمنا میں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ
گل میں شکار رہتا ہے اور اس کی عادت
لے کر بگڑ جاتی ہے کتنے چیز اس کو مافوق
عی نہیں آتی۔ بایست۔ خواہش۔

اختیار۔ یعنی الب تو وہ جانوروں کی
باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اس کو
قدرت اور اختیار عطا کر دے۔
اختیار انسان کا اختیاری اس کو پروردگار
مرا کا کائنات بناتا ہے منظر کے فضل کا
کوئی اختیار نہیں ہے۔ عبادت میں
چونکہ بندہ کے اختیار کو دخل ہے اس
لئے اس میں خوبی ہے آسمان کی
گروش خطروں سے لہذا اس پر
ثواب کا ترتیب ہے نہ ثواب کا۔
حساب اللہ تعالیٰ جس وقت محاسبہ
کرنے کا تو انسان کے اختیاری
افعال کا محاسبہ ہوگا۔

جملہ ۲۔ کائنات میں سے ہر چیز
اللہ کی تسبیح خواہ ہے لیکن یہ ان کی
خطروں کی تسبیح ہے لہذا اس پر ان کو کوئی
ثواب نہ ملے گا۔ مروضہ حروہی
کے قابل۔ تفسیر۔ جب تک انسان
کے پاس تلوار نہ ہو نہ تازی بن سکا
ہے نہ ڈاکوئی مل جائے تو پھر غازی
ہونے کا ثواب یا ڈاکو ہونے کا عذاب
مرتب ہوگا۔

۳۔ زانکہ۔ انسان کو کرمانا کی
فضیلت اسی لئے حاصل ہوئی ہے
کہ اس میں برائی کی بھی قدرت
ہے اور بھلائی کی بھی۔ کرمانہ۔
قرآن پاک میں مذکور ہے کہ م
نے بنی آدم کو عزت بخشی
مومنوں۔ نیک عمل کرنے والے
دوسروں کے لئے بھی راحت کا
سبب ہیں۔ کافروں۔ کافر دوسروں
کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

آل غم آئند آرزو ہائے فضول

بیکہ آرزوئیں سے غم پیدا ہوتا ہے
آرزوئے گل بود گل خواہ را
مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے
اس بے چارے کو گلشنہ کھانا نہیں ہوتا ہے

وہی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بیا موش
اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آتا کہ اس کو کچھ
چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازال
تھوڑا سا سکھا دے جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفت یزداں تو بدہ بلاست او
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کی مراد پوری کر دے
اختیار آمد عبادت را نمک
اختیار عبادت کا نمک ہے

گروش اڈانہ آجرو نے عتاب
اس کی گروش کا نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے
جملہ ۲۔ عالم خود تسبیح آمدند
تمام عالم خود تسبیح پڑھنے والے ہیں
تسبیح دروشتش نہ از عمرش لیکن
اس کے ہاتھ میں تلوار دیدے اس کا عجز ختم کر دے
زانکہ ۳۔ گزمننا شد آدم ز اختیار
انہار کی وجہ سے بنی آدم کرمانا کا صداقت بنا
مومنوں کا ان عسل ز نبور وار
مومن شہد کی بھی کی طرح شہد کی کان ہیں

زانکہ مومن خود بگزیدہ نبات
کیونکہ مومن نے اچھے بوٹے کھائے ہیں
نیم زنبور عسل نیمیش مار
اس کا نصف شہد کی بھی نصف سانپ ہے
کافراں خود کان زہرے ہچمو مار
کافر زہر کی کان میں سانپ کی طرح ہیں
تا چونکہ گشت رقیق او حیات
یہاں تک کہ شہد کی بھی کی طرح اس کا عذاب حیات طبع



ہم ز قوتش زہر شد دروے پدید
اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا
لال تسویل ہوا سُم اَلِہِمات
خواہش نفسانی کے طمع والے موت کا زہر ہیں
ز اختیارست و حفاظ و آگے
اقتدار اور موت اور آگاہی کی وجہ سے ہے
مستی و زائد و حق خوان شوند
مستی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائے گے
ہیں کہ تا سرمایہ نیتانہ اجل
خبردار موت سرلیہ کو نہ چھین لے
وقت قدرت را نگہدار و نہیں
قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے
در کف در کش عنان اختیار
اس کی عقل کے ہاتھ میں انید کی باگ ہے
کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
کہ تیری مراد چہرہ پیلا کر دے گی
دیو داوستت برائے مکر و دس
شیطان نے مکر کے لئے تجھے سبق پڑھایا ہے
کایں مرادت افگندہ صد تعب
کیونکہ یہ تیری ہر سیکڑوں مشقتوں میں ڈھل سکی

باز کافر خود شربت از صدید
پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا
لہل الہام خدا عین الحیات
خدا کے اللہ کے آب حیات کا چشم ہیں
در جہاں ایں مدح و شہابش در ہے
دنیا میں یہ تریف اور شہابش اور وہ وہ
جملہ رنداں چونکہ در زنداں روند
تمام ادبش جب قید خانے میں جائیں گے
چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل
چونکہ قدرت جاتی رہی عمل کھٹا ہو گیا
قدرت سرمایہ سودست ہیں
آگاہ نفع کا سرلیہ تیری قدرت ہے
آدمی بزرگ ۲ گز مٹا سوار
انسان کرنا کے گھوڑے پر سوار ہے
باز موسے داد پند اورا بمہر
حضرت موسیٰ نے محبت سے پھرائے صیحت کی
ترک ایں سوداگو و زحق تیرس
اس جنوں کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر
ہیں برو درو سر خود کم طلب
خبردار اپنا مدد سر نہ مل لے

۱۔ در جہاں۔ دنیا میں جس قدر
تقریبیں ہیں وہ انسان کے اختیاری
افعال پر ہیں۔ جملہ رنداں۔ دوزخ
میں جا کر عذبی عبادت کر گئے لیکن وہ
ان کی اضطرابی عبادت ہوئی جو غیر
معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اس وقت
کی قدر کرنی چاہیے جس میں اس کو
اختیار حاصل ہے وہی اس کے نفع کا
سرمایہ ہے جب قدرت بانی نہ رہے
گی اس وقت کی تنگی بیکار ہے۔

۲۔ بزرگ۔ سفید کھڑا سفید۔
مکر۔ اداک۔ عقل۔ عنان۔
بانگ۔ کہ مرادت۔ یعنی اگر تو
جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہو
گا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جانتا
تیرے لئے مدد سرنے گا۔ تعب۔
مشقت۔

۳۔ قانع۔ پیلوہ مصر تھا کہ سب
جانوروں کی بولی جان جائے اس
پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے
مرغ اور کتے کی بولی جان لے

قلع سہ شدن آں مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و
اس طالب انسان کا گھریلو مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے پر قانع
سنگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا
ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت بدہ نطق سنگ کو بردست نطق مرغ خانگی کاہل پرست
اس نے کا کہ کم کتے کی بولی جو ہمارے پر ہے گھریلو مرغ کی بولی جو ہمارے

گفت امویٰ ہیں تو دانی زور سید
حضرت امویٰ نے فرمایا تو جان لے اس اللہ سے اجازت آگئی
بامداداں از برائے امتحان
صبح کو آزمائش کے لئے
خلامہ سفرہ بیفشاند و قناد
خلامہ نے دسترخوان چھاندا اور گرا
در ربود آثر اُخرو سے چوں گرو
مرغ اس کو گوی چیز کی طرح اپک لے گیا
دانہ گندم ۲ توانی خورد و من
تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں
گندم و جو را و باقی خوب
گیہوں اور جو اور باقی دانے
ایں لب نانے کہ قسم ماست آں
یہ دہلی کا ٹکڑا جو ہمارا حصہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید
ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی
ایستاد او منتظر بر آستان
وہ چکھٹ پر منتظر گھڑا ہو گیا
پارہ نان بیات آثار زاد
ہای دہلی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ
گفت سگ کردی توید ماکظم رو
کتنے نے کہا جا، تو نے ہم پر ظلم کیا
عاجزم از دانہ خوردن در وطن
وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں
می توانی خورد و من نے لے طروب
اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نے کھا سکتا
می زبانی ایں قدر را از سگان
اتنے کو بھی تو کتوں سے اپک لیتا ہے

جواب خروں سگ را

مرغ کا کتنے کو جواب

پس خروش گفت تن زن غم مخور
پھر مرغ نے اس کو چپ ہو جا غم نہ کر
اسپ ایں خولہ سقط خواہ شدن
اس آقا کا گھڑا مر جائے گا
مر سگان را عید باشد مرگ اسپ
گھڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے
اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد
مرد نے جب سنا، گھڑا فروخت کر دیا
روز دیگر ہمچیاں ناں را رود
دوسرے دن بھی اسی طرح سے دہلی لے آتا

کہ خدا بد ہد عوض زیں بہ دگر
کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوا بدلہ دے گا
روز فرد اسیر خود کم گن خون
کل کو پیٹ بھر کر کھاتا غم نہ کر
روزی دافر سچ بود بے جہد و کسب
بغیر محنت اور کمائی کے بہت خفاک ہوتی ہے
پیش سگ شد آں خرمک دے زرد
وہ بچا ہ مرغ کتنے کے آگے شرمندہ ہوا
آں خروں و سگ برو لب بر کشود
وہ مرغ، اور کتنے نے اس پر لب کشائی کی

۱۔ گفت امویٰ حضرت امویٰ نے
فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اس
کے کھانے کی اجازت آگئی ہے تو
اب جان جائے گا۔ امتحان۔ اس
آزمائش کے لئے کہ بولی سمجھنے لگا ہے
یا نہیں۔ نان بیات۔ ہای دہلی۔
چوں گرو۔ یعنی جس طرح زن رہنے
والا رہن کی چیز پر غور کرتا ہے
۲۔ دانہ گندم۔ کتنے نے کہا تو نے
مجھ پر ظلم کیا۔ دہلی میرا حصہ ہے تو دانہ
چک سکتا ہے میں صرف دہلی کھا سکتا
ہوں۔ در وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز
کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خوب
دانے۔ طروب۔ مست۔ لب نان۔
دہلی کا کٹہر۔ سقط۔ قاف کے سکون
کے ساتھ۔ چوں کا مرنا۔ زن غم۔
۳۔ دافر۔ بھر اور۔ دے زرد
چونکہ مرغ کی پیشگوئی کے مطابق
کتنے کو مردہ گھڑا کھانے کا نالہ اور مرغ
شرمندہ ہوا۔

کائے خُروں عشوہ چندیں دُروغ

کہ اے مرغ! مکار اس قدر جھوٹ

اسپ کش گفتمی سَقَط گرو گجاست

گھوڑا جس کے پاس ملے کہا تھا کہ مرے گا کھلے ہے

گفت اُور اآں خُروں باخبر

اس باخبر مرغ نے اس سے کہا

اسپ را بفروخت هست او از زیاں

گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

لیک فردا استرش ۲ گرو سَقَط

لیکن کل کو اس کا خُجّر مرے گا

زود استر را فروشید اآں خریص

ال لاہی نے فوراً خُجّر بیچ ڈالا

روز ثالث گفت سگ ہا اآں خُروں

تیسرے دن کہتے تھے اس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغے بے فُروغ

تو نہ چلے والا جھوٹ کب تک بولے گا

گفت او بفروخت استر راشتاب

کہا اس نے خُجّر جلدی سے بیچ دیا

چوں غلام او بمرید نانہا

جب اس کا غلام مرے گا روٹیں

ایں شنید اآں غلامش را فروخت

سنائے اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا

شکر ہامی کرو و شادیہا کہ من

شکریے ادا کرتا تھا اور خوشیاں کہ میں

تا زبان مرغ و سگ آموختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

ظالمی و کا ذبی و بے فُروغ

تو ظالم ہے اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کوہ اختر گوئی محرومی ز راست

تو اندھا نجی ہے، سچائی سے محروم ہے

کہ سَقَط شد اسپ او جائے دگر

کہ اس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

اآں زیاں انداخت او بر دیگر ایں

اس نے وہ نقصان دھروں پر ڈال دیا

مر سگاں را باشد اآں نعمت فقط

وہ صرف بکوں کے لئے نعمت ہو گا

یافت از غم و ز زیاں اآں دم محیص

اس وقت بھی وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

اے امیر کا ذباں باطلیل و گوس

اے غلام! وہ گھنے کے ساتھ جھوٹوں کے سرور

دوغی اے نااہل دوغی دوغی دوغ

اے نااہل! تو چھاپہ ہے تو چھاپہ ہے، چھاپہ چھاپہ

لیکن فرد ایش غلام آید مُصاب

لیکن کل کو اس غلام بیمار بیمار پڑے گا

بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا

بکوں اور مانگنے والوں سے اس کے رشتہ دار بھائی گئے

رست از خسران و رنج را بر فروخت

نقصان سے بچ گیا اور چرے کو روٹ کر لیا

رستم از سہ واقعہ اندر زمن

زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

دیدہ سوء القضا را دوختم

میری قضا کی آنکھ سی سی ہے

۱۔ عشوہ مکر فریب۔ اختر گوئی۔
ستاروں کی باتیں کرنے والا نجی اگر
اندھا ہو تو وہ ستاروں کی نشانیں دیکھ
سکتا اس لئے اس کی پیش گوئیاں غلط
ہو گئی۔

۲۔ استر۔ خُجّر۔ فقط۔ چونکہ مرغ
اس کو نہ کھا سکے گا۔ محض۔ چھٹکارا
نجات باطلیل۔ یعنی ڈکے کی چوٹ
جھوٹ بولنے والا۔ دوغ۔ چھاپہ
المصاب بیمار۔

۳۔ رنج۔ یعنی نقصان سے بچنے
پر خود ہو گیا۔ سوء القضا۔ گھوڑے خُجّر
اور غلام کا نقصان۔ دیدہ۔ یعنی اب
میری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

فَجَلَّ شَدْنِ خُرُوسٍ بِشِشْ سَکْ بِسَبَبِ دُرُوغِ شَدْنِ سَهْ وَعَدَه
تین صدوں کے جھوٹے ہو جانے سے مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سگ محروم گفت
دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا
چند چند آخر دروغ و مکر تو
تیرا کر اور جھوٹ آخر کس قدر
گفت حاشا از من و از جنس من
اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بید ہے
ماخروساں چوں مؤذن راست گو
ہم مرغ مؤذن کی طرح سچ بولے والے ہیں
پاسبان آتا نیم از دروں
ہم اند سے سورج کے تمہیں ہیں
پاسبان آفتاب انداولیا
اولیاء سورج کی گہمداشت کرنے والے ہیں
اصل مارا حق بے باگ و نماز
ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی اذان کے لئے
گرہنا ہنگام سہو ماں رَوَد
اگرک بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
گفت ناہنگام حسی علی الفلاح
بے وقت حی علی الفلاح کہنا
آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
وہ جو بے گناہ اور غلطی سے پاک ہے
آں غلامش مُرد پیش مشتری
اس کا وہ غلام خرید کے پاس مر گیا
اُو گرینا مید ماش را ولیک
اس نے اپنا مال بیچا لیکن

کائے خُرُوشِ ذَاثِخا کو طاق اوجھت
اے بکواسی مرغ! اکہرا اور دہرا کہیں ہے؟
خود نہ پڑ و جز دروغ از و کر تو
تیرے گھونٹے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ملتا ہے
کہ بگردیم از دورغے مختن
کہ ہم کسی جھوٹ میں جلا ہوں
ہم رقیب آفتاب و وقت جو
ہم صبح کو نظر رکھنے والے وقت کی جو کھڑکے والے ہیں
گر گنی بالائے ماٹشتے نگوں
اگر تو ہم پر طشت لوندھا کر دے
در بشر واقف ز اَسرارِ خدا
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں
داو ہدیہ آدمی را در جہاز
مسلمان میں آدمی کو ہدیہ میں دی ہے
در اذال آں مقتل مای شود
اذان میں وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے
خون مارا می گند خوار و مباح
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے
آں خرویں وچی جاں آمد فقط
وہ صرف روح کی دہی کا مرغ ہے
شُد زیاں مشتری آں یکسری
وہ بالکل خرید کا نقصان بنا
خون خود را یخت آں دریا ب نیک
اس نے اپنا خون بہا اس کو خوب سمجھ لے

طاق و جفت۔ وہ بہت سی
پیشگوئیاں جو قوت کی تھیں۔ وکر
پرند کا گھونٹا۔ مختن۔ آزمائش میں پڑا
ہوا۔ ماخروساں۔ مرغ صبح صادق
کے وقت بولتا ہے۔ پاسبان۔ مرغ
اگر ایک کھڑکی میں بھی ہو اس کو صبح
صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیاء۔
جس طرح مرغ آسمانی سورج کا
پاسبان ہے اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ
کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو
اسرار خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے
ہیں۔
در جہاز۔ مسلمان یا حضرت نوح کی
مشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے
نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے
لئے پیدا فرمایا ہے۔ گرہنا ہنگام۔ جو
مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو
ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔
مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم
صرف انبیاء ہیں با جبرئیل جو وحی
لائے تھے۔
آں غلامش۔ مالک نے مرغ سے
غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس
غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار
کے پاس جا کر مر گیا۔ و اس مالک
نے اپنا مال بیچا اور نقصانات سے
بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان
ہلاک ہوئی۔

ایک ازیاں دفع زیانہا می شدے
 ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفع ہو جاتا
 پیش شاہاں در سیاست گستری
 بادشاہوں کے رویہٴ انصاف کرنے میں
 انجی ۲ چوں گشتہ اندر قضا
 چونکہ قضا خداوندی کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے
 زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود
 کیونکہ حیرال مال اگر تجھ پر قربان ہو جائے

خبرداران	خروس	از	مرگ	آں	خولجہ
مرغ	کا	آقا	کے	مرنے	کی خبر دینا

لیک فرد اخواید او مردن یقین
 لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا
 صاحب خان بخواید مردورفت
 گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا
 پار ہائے نان ولالنگ و طعام
 روٹی کے ٹکڑے اور لنگر، اور کھانا
 گا و قربانی و نانہائے تنگ
 قربان کی گائے اور بکری چلتی
 مرگ اسب و استر و مرگ غلام
 گھوڑے اور گھڑ کا مرنا، اور غلام کا مرنا
 از زیان مال و درد آں گریخت
 یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا
 ایں ریختہ جائے درویشاں چراست
 یہ درویشوں کے محلے کیس ہیں؟
 تابقائے خود نہ بیند سالکے
 جب تک سالک اپنی بھانہ سمجھے
 گاؤ خولجہ کشت وارث در حنین
 اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا
 روز فردانک رسیدت لوت زفت
 کل کو تجھے ضرور چینی غذا ملے گی
 در میان کوئے پاید خاص و عام
 ہر خاص و عام نگلی میں پائے گا
 برسگان و سائلاں ریز و سبک
 کتنوں اور بھکاریوں پر بہائے گا
 بد قضا گردان ایں مغرور خام
 اس تکبر، نا تجربہ کار کی قضا کو لٹانے والا تھا
 مال افزوں کرد و خون خویش ریخت
 اس نے مال بڑھا لیا اور اپنا خون بہا
 کال بلا برتن بقائے جہانہاست
 اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بھانہ ہے
 چوں کند تن را تقیم و ہالکے
 تو جسم کو پیار اور تقا کیس کرے

۱۔ ایک زیاں۔ ایک نقصان قضا قدر
 میں بہت سے نقصانوں کا دفع ہو جاتا
 ہے۔ پیش شاہاں۔ دنیاوی عدالتوں
 میں انسان مال خرچ کر کے جان
 بچاتا ہے۔
 ۲۔ انجی۔ بیگانہ چینی۔ حنین۔ روئے۔
 لوت زفت۔ قیمتی غذا لالنگ۔ لنگر
 خام۔ نا تجربہ کار۔
 ۳۔ ریخت۔ اگر مال ضائع ہو جاتا تو
 جان بچ جاتی۔ ریختہ جائے۔ یعنی
 مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوک
 معرفت کے کرنے والا چونکہ فنا جسم
 میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے
 ریختوں میں بدن کو کھاتا ہے۔

دست اے کے جہد بایثار و عمل
ایثار اور عمل میں ہاتھ کب ہلے
آنکہ بدہد بے امید و سودہا
جو بغیر امید اور کوشش کے دیتا ہے
یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت
پانچا دست جس نے اللہ کے عطا حاصل کر لئے ہیں
کو غنی ست و جز او جملہ فقیر
کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ سب محتاج ہے
تانہ بیند کوو کے کہ سبب ہست
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سبب ہے
انہمہ بازار بھر ایں غرض
یہ تمام بازار والے اسی غرض سے
صد متاع ۲ خوب عرضہ می کنند
سیکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں
ایک سلائے نشوئی اے مرد دیں
اے دیدار تو ایک سلام بھی نہ سنے گا
بے طمع نشیدہ ام از خاص و عام
میں نے کسی خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے
جز سلام حق تو ہیں آل راجو
سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر
از دہان سے آدی خوش مشام
سج الدماغ آدی کے منہ سے
وین سلام باقیان بر بوئے آل
بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے
زال سلام او سلام حق شد دست
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تانہ بیند دا وہ را جانش بدل
جب تک کوئی نہ ہوئے کا بدلہ جان کے لئے نہ سمجھ لے
آل خدا یست آل خدا یست آل خدا
”وہ خدا ہے“ ”وہ خدا ہے“ ”وہ خدا ہے“
نور گشت و تابش مطلق گرفت
جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کر لی ہے
کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے
او پیاز گندہ رانہد ز دست
”وہ بدلوں پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے
برو کا نہا شستہ بر بوئے عوض
بدلے کی امید پر نکالوں پر بیٹھے ہوئے ہیں
واندرون دل عوضہا می تند
اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں
کہ نگیر و آخرت آل آستیں
جو بالآخر تیری آستین نہ پکڑے
من سلامے اے برادر و السلام
ایک سلام بھی اے بھائی و السلام
خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
گھر گھر جگہ جگہ ”اور کوپے کوپے
ہم پیام حق شنود ہم سلام
میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی
من ہی نوشم بدل خوشتر ز جاں
میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے
کاش اندر دوو مان خود ز دست
کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ
عوض اور بدلے کے لالچ میں کرتا ہے۔
آنکہ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی
صفت ہے یا دل۔ چونکہ اولیاء اللہ
اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں
لہذا ان کے کام بھی غرض سے خالی
ہوتے ہیں۔ کوئی اللہ کے کام بغیر
غرض کے اس لئے ہیں کہ وہ بے نیاز
ہے اور انسان کے کام غرض پر اس لئے
مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تانہ
بیند بچہ بھی جب تک چھٹاؤں نہیں
دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے
انہمہ۔ دنیا کے سارے کلابد
بدلوں اور عوض کے پیادہ چلتے ہیں۔
مع خاتم۔ سامان تاجر اپنے عمدہ قسم
کے سامان گاہک کو بدلے کے لالچ
میں دکھاتا ہے۔ ایک سلائے دنیا
میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا
ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے
کے لئے دامن پکڑتا ہے۔ نحو اللہ کی
جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض
سے خالی ہوتا ہے۔
سج از دہان۔ میں نے لعل اللہ کی
زبان سے اللہ کا پیغام و سلام سنا ہے
میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام
دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں
کہ شاید ان میں کوئی اس طرح کا
سلام ہو۔ ”وین سلام۔ لعل اللہ کا
سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا
ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا
سبب وہ فانی فی اللہ اور بانی باللہ ہیں
اس لئے ان کی زبانوں پر اسرار
خداوندی ہوتے ہیں۔

مردہ است از خود شدم زنده برب
 فانی بالذات ہے باقی با اللہ ہے
 زان بود اسرار حقش در دولاب
 ای لے اس کے ہاں ہوں میں خلی اسرار ہوتے ہیں
 مردن اتن در ریاضت زندگی ست
 ریاضت میں جسم کا مرنا ، زندگی سے
 گوش بنہادہ بد آں مرد خبیث
 گوش شنیدہ اواز خروش ایں حدیث
 و خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا
 یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دردین آں شخص بسوئے موسیٰ
 اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پناہ کے لئے دھڑکا جبکہ ان نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنیدہ نہارواں شد و تیز تفت
 جب اس نے یہ سنا تیزی اور تندی سے دھڑکا
 رو ہی تالید بر خاک اوز بیم
 وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا
 گفت رو بفروش خود را و برہ
 فرمایا جانے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے
 بر مسلماناں ۲ زیاں انداز تو
 تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے
 من درون خشت دیدم ایں قضا
 میں نے اس قضا کو اینٹ میں سے دیکھ لیا ہے
 عاقل اول بیند آخر را بدل
 عقلمند شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے
 باز زاری کرد کاے نیکو خصال ۳
 وہ پھر رویا کہ اے نیک عاقل!
 از من آں آمد کہ بوم نا سزا
 مجھ سے وہی ہوا کیونکہ میں تالائق تھا
 گفت تیرے جست لاشت لے پسر
 فرمایا اے بیٹا تیرا مکان سے نکل گیا
 بردر موسیٰ کلیم اللہ رفت
 حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دھڑکے پر گیا
 کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
 کہ اے کلیم! اس معاملے میں میری مدد کیجئے
 چونکہ استا گشتہ برج زچہ
 چونکہ تو ماہر بن گیا ہے کنویں سے کوا نکل
 کیسہ وہیسا نہارا کن دو تو
 ہیلتوں اور پھیل کو دوگنا کر لے
 کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا
 جو آئینہ میں تجھ پر ظاہر دلی ہے
 اندر آخر بیند از دانش مقل
 عقل کا کلمہ آخر میں دیکھتا ہے
 مرد مرا بر سر مزن بر رو ممال
 میرے سر پر نہ مارے منہ پر نہ ملیئے
 نا سزایم را تو وہ حسن الجزا
 مجھ تالائق کو آپ اچھا بدلہ دے دیجئے
 نیست سنت کاید آں واپس بسر
 سنت الہی نہیں ہے کہ وہ دوبار واپس آئے

۱۔ مردن اتن در ریاضتوں اور مجاہدوں سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ اور قوی ہوتی ہے۔ نقل اللہ کو یہی حاصل ہوتا ہے۔ کوش جانوروں کی بولی کچھ لینے والے نے مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سنی تو گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس بھاگ کر گیا۔ کلیم حضرت موسیٰ کا لقب ہے کیونکہ کلمہ طور پر ان کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوئی تھی۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے طواف فرمایا کہ دوسری چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو نقصان سے بچا ہی طرح اپنے آپ کو بھی فروخت کر دے۔
 ۲۔ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں دھروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو نے ان کو نقصان پہنچایا اور اپنی جھلی بھری۔ من دھول۔ یہ باتیں جبکہ بالکل بڑے خفا میں ہیں اس وقت سمجھ گیا تو اپنے برے انجام کو اب سمجھا ہے۔ نقل سناہ بقل۔
 ۳۔ بضال۔ خصلت کی جمع ہے عادت، مرمرا۔ یعنی مجھے اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے لاشن۔ میں تو تالائق تھا مجھ سے تالائق سرزد ہوئی۔ آپ مجھ تالائق کو اچھا بدل عطا کر دیں۔ نیست سنت۔ یعنی عام طور پر سنت الہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ملتی ہے۔

لیک در خواہم ز نیکو دا روی !
ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کروں گا
چونکہ ایماں بردہ ہاشی زندہ
جب تو ایمان کو ساتھ لے جائے گا تو زندہ ہے
ہم در اندام حال بر خولجہ بکشت
اس وقت آتا کا حال در گاہوں ہو گیا
شورش مرگ ست نے ہیضہ طعام
موت کی مٹی ہے نہ کہ کھانے کی بد ہشی
چار کس بروند تا سوائے و ثاق
اس کو چار آئی گمر تک لے گئے
پند موسیٰ ۲ نشودی شوخی کین
تو حضرت موسیٰ کی نصیحت نہیں سنتا ہے گستاخی کرتا ہے
شرم ناید تیغ راز از جان تو
تیری جان لینے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بری
تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے
چونکہ با ایماں روی پائندہ
جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا ٹھیک رہے گا
تاوش شورید آوردن طشت
یہاں تک کہ اس کا دل ستلایا لوگ طشت لائے
تے چہ سوت دل دلے بد بخت خام
اے بد بخت باغ! تیرے لئے کیا مفید ہے
ساق می مالید او بر پشت ساق
پنڈی پر پنڈی رگڑتا تھا
خویشمن بر تیغ پولادی زنی
اپنے آپ کو ولاد کی تلوار پر ملتا ہے
آن تست اس اے برادر آن تو
اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے تیرا حصہ ہے

دعا کروں موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنا

گفت موسیٰ در مناجات آں سحر
اس صبح کو حضرت موسیٰ نے دعا میں عرض کیا
بادشاہی کن برو بخشا کہ او
شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے
لغتشمش ۱۳ میں علم نے در خور دست
میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے
دست را بر اژدہا آں کس زند
اژدہ ہے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے
سر غیب آں را سزد آموختن
غیب کا راز سکھانا اس کے لئے مناسب ہے

کائے خدا ایماں از و مستال مبر
کہ اے خدا اس کا ایمان نہ لے نہ چین
سہو کرد و خیر روئی و غلو
غلطی اور خوشی اور زیادتی کی ہے
دفع پیندا رید گفتیم را دست
میری بات کو اس نے نال غول اور کڑھ سمجھا
کہ عصارا دستش اژدہا کند
جس کا ہاتھ لاشی کو اژدہا بنا دے
کہ تواند لب ز گفتن دو ختن
جو بولے سے ہونٹ سی سکے

۱۔ موسیٰ انصاف تاکہ یعنی تو موسیٰ
مرنے تیرا موسیٰ مرنا ہی اصل زندگی
حاصل کرنا ہے ہم حال دم
حضرت موسیٰ اس سے یہ باتیں کر
رہے تھے کہ اس کو کھلی شروع ہوگی
طشت تاکہ وہ طشت میں تے
کے فرش خراب نہ ہو۔ شورش
موت کی تے سے آرام حاصل نہیں
ہوتا بد ہشی کی تے باعث سکون ہوتی
ہے چار کس یعنی چار پائی پڑاں کر
چار آئی اٹھا کر لے گئے۔ ساق
پنڈی سے پنڈی رگڑنا نزع کی
کیفیت سے کہلایا ہے۔
۲۔ پند موسیٰ مولانا کا مقلد ہے کہ قضا
و قدر سے گھبرا اپنی موت مولیٰ لینا
ہے۔ آن تست ایسے لوگوں کو یہی
انجام ہوتا ہے۔ مناجات یعنی اللہ
تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی یعنی اس
گنہگار کی خطا پر اس کی گرفت نہ فرما
اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو
معاف کر دے۔
۳۔ لغتشمش مناجات میں حضرت
موسیٰ نے عرض کیا۔ دفع میری بات
کو اس نے نالے پر حمل کیا۔
دست یعنی خطرے میں پڑنا۔ شخص کا
کام نہیں ہے۔ سانپ حضرت موسیٰ
جیسا شخص ہاتھ ڈال سکے۔ خدا کی
بازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے
جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ
نہ ہلائے۔

در خورِ دریا نشد جز مرغ آب فہم گن واللہ اعلم بالصواب
میاں پرند کے ساہیا کے لائق نہیں ہے سمجھ جا کہ اللہ صبح بات زیادہ جانتا ہے

او بد ریا رفت و مرغابی نبود گشت غرقہ دست گیرش اے وودو
وہ ساہیا میں مگس گیا اور وہ میاں پرند نہ تھا گشت غرقہ دست گیرش اے وودو

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ کا قبول فرما لینا

گفت بخشیدم بدو ایمان نعم در تو خواہی این زماں زندش کنم
فرمایا میں نے اس کو ایمان بخشا اور تو خواہی اس زماں زندہ کر دوں

بلکہ جملہ مردگان خاک را ہم تیرے لئے ابھی زندہ کر دیں
بلکہ زمین کے تمام مردوں کو

گفت موسیٰ! این جہان مردن است حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے
اس جہاں انگیز کا نجا روشن ست

ایں فنا جا چوں جہان بو نیست یہ فنا کی جگہ چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے
باز گشت عاریت پس سو نیست عارضی واپسی ہے تو کئی قائمہ نہیں ہے

رحمتے افشاں بر ایشاں ہم کنون در نہاخانہ لدینا مخصرُون
ان پر ب رحمت نازل فرما لدینا مخصرُون

تابدانی کہ زیان جسم و مال خبر نہ سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان
سود جاں باشد رہاند از و بال جان کا نفع ہے اس کی وہاں سے رہائی دے دیتا ہے

پس ریاضت را بجاں شو مشتری پس مجاہدے کو دل و جان سے اختیار کر
چوں سپردی تن بخد مت جانبری جب تو جسم کو خدمت میں لگا دے گنجائت پاجائے گا

در ریاضت ۳ آیدت بے اختیار اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہو جائے
سر بنہ کشران وہ اے کامیاب کامیاب اطاعت کر شکر ادا کر

چوں ہفت داداں ریاضت شکر کن تو نکر دی او کشیدت زامرکن
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر کر دے

تو نے خوشی کی اسے تجھ کو نہ حکم کد ریزہ کیچا ہے
تو نے خداوندی پہنچے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگادیا ہے

۱۔ خود پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ خود پانی یہ شخص ظن نہ تھا اور راتے واقفیت حاصل کر کے جتا ہوا وودو بہت محبت کرنے والا خدا کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ وہ صرف اے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تھوڑی دعا سے زندگی بخش دیں۔

۲۔ حضرت موسیٰ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا سے عالم آخرت کی زندگی ہوگی ہے۔ وہ اس کو بخش دیجئے اور دوسرے مردوں پر جو عدم کے نہ خانے میں ہیں آپ کے ہمارے حاضر ہیں ان پر دم فرما دیجئے۔ لے جتا قرآن پاک میں مردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَلَنُحْيِي كُلَّ نَفْسٍ جَمِيعًا لِّئَلَّا مُخْضَرُونَ۔ یعنی تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر شد۔ تابدانی مولانا اس قصہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں یہ سمجھو کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وہاں سے رہائی کا سبب بنتا ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کرے کہ جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھو حاصل ہو۔

۳۔ ریاضت۔ جس طرح عوام مجاہدے کر کے جسم کو گھٹائے کا نتیجہ روح کی لمبائی کے جس طرح انسان کو قدرتی طور پر جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرتی ہیں ان پر انسان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جو جسمانی مصائب

اللہ اصحاب مزید شکر کا سبب ہیں۔

حکایت ۱۔ اُس زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنالید
 اس عورت کی حکایت جس کی اولاد نہیں بنتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا
 و جواب آمدن کہ اِس عوض ریاضت و بجائے مجاہدہ نست
 اور جواب آتا کہ یہ تیری ریاضت کا بدلہ اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

ایں حکایت بشنو و عطف شمر
 یہ حکایت سن اور سمیحت حاصل کر
 آں نے ہر سال زائیدے پسر
 عورت ہر سال لڑکا جنتی
 پیاسہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ
 تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا
 نہ مہم بارست دسہ ماہم فرح
 میرے لئے تو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہے
 پیش مردان خدا کر دے نفیر
 خاصان خدا کے سامنے شکایت کرتی
 بیست و دو فرزند ایں چنیں درگور رفت
 س طرح میں بچے قبر میں گئے
 تابشے بنمود اورا جنتے
 یہاں تک کہ اس کو ایک رات جنت نظر آئی
 باغ گفتم نعمت بے کیف را
 میں نے بے کیف نعمت کو باغ کہہ دیا
 رنہ لا عین سلاآت چہ جائے باغ
 نہیں کہ نہ کہ عین چہ جائے کہ نہ کہ عین دیکھا
 شل نبود ایں مثال آں بود
 شل ہے یہ اس کی مثال ہے

۱۔ حکایت اس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اس عورت کی قدرتی مصائب اس کے مراتب کی بلندی کا سبب تھے، یعنی اس قصہ سے نصیحت حاصل کر لے۔ بیش-یعنی اس کا چچہ بیٹے سے زیادہ نہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ چچہ بیٹے میں جانتا نہ تھا، اس عورت نے یہ شکوک کیا کہ وہاں حمل کی مصیبت چھیلی ہوں اور صرف تین چار ماہ بچے سے خوش حاصل ہوتی ہے تو اس فخر-دھوکہ کمان بھڑکی پر کے لئے زور ہوتی ہے نفیرناہ فریاد و رند زب-ڈرانے والا۔

۱۰ پست اس عورت کے خواہز میں
بچے اس طرح سر تلوان مہتاب کا
کام کیا کہ اس پر اسرار غیب نمودار
ہونے لگے تا جبے ایک مدت اسرار
غیب اس طرح نمودار ہوئے کہ اس
نے خواب میں جنت دیکھی۔
۱۱ اربعین۔ جنت کے معلق ایک
حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
يَعْلَمُ ثَلَاثَ لَيْلٍ اَوْ اَرْبَعٍ لَيْلٍ اَوْ ثَمَانِيْنَ عَمَلًا
عَيْنُ ذَاكَ فَلَا تَكُنْ مَسْفُوحًا فَاحْطَرِ
عَلَى قَلْبٍ بَخْرٍ مِّنْ اَسْنَةِ نَيْكٍ
بغول کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں
جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان
نے سنا نہ کسی انسان کے دل میں
گزریں گفت انوس اللہ تعالیٰ نے جس
طرح اپنے نوکر کو چار کھنک انسانوں
کی ہم کے لئے فرمایا ہے اس طرح
جنت کا ذکر یہ جنت کی حقیقت ہم
سے بالاتر ہے شکل ہم سے کہہ
کے ساتھ کسی چیز کی شکل وہ چیز ہوتی
ہے جو تمام صفات میں اس کے برابر
ہو مثیل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے
معمولی سی مشابہت بھی اگر ہوا اس کو
مثیل کہا جاسکتا ہے۔



زاں تجلی آں ضعیف از دست شد
 اس تجلی ہے وہ کمرہ محبت ہوش ہو گئی
 آن خود دانستش آں محبوب کیش
 اس نیک المہ نے اس کو اپنا جانا
 کو بجا نیازی بجز صادق خواست
 جس نے ہانڈی سے سولے غنا کے کچھ نہ چاہا ہو
 مر ترا تا بر خودی زیں چاشت خود
 تاکہ تو اس ناشہ سے قائم حاصل کرے
 آں مصیبتہا عوض دلت خدا
 خلنے اس کے بدلے میں تجھے مصیبتیں ملتی ہیں
 ایں چہنیم وہ بریز از من تو خوں
 مجھے اسی طرح مصیبتیں دے میرا خون بہا دے
 دید دوے جملہ فرزندان خویش
 اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے
 بے دو چشم غیب کس مردم نقد
 غیب کی دونوں آنکھوں کے بغیر کئی انسان نہ بنا

خون افزوں تاز تپ جانت رہید
 بڑھا ہوا دل حتی کہ تیری جان بخد سے بچا گئی
 پوست دال تن را و مغز آں دوستش
 جسم کو چھلکا سمجھ لہ اس کے دوست کو مغز سمجھ
 یکدمے آں را طلب گرز آں دی
 تھوڑی دیر کے لئے اس کی طلب کر اگر تو اس خون کا ہے

در آملن حمزہ رضی اللہ عنہ و حرب بے زہ
 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں بغیر زہ کے آنا

و جوانی حمزہ عم مصطفیٰ
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جوانی میں ہمیشہ جنگ میں رہے کہ آتے

حاصل آں را دید آں زن مست شد
 غلامی ہے اس محبت نے اس کو کچھ محبت مست ہو گئی
 دید و قصرے انبشتہ نام خویش
 اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا
 بعد از اں گفتند کایں نعمت و راست
 اس کے بعد انہوں نے اس سے کہا کہ یہ نعمت اس کی ہے
 خدمت بسیار می بالیت کرد
 بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے
 چوں تو کامل بودی اندر التجا
 چونکہ تو دعا کرنے میں مست تھی
 گفت یارب تا بعد سال و فزوں
 اس نے عرض کیا کہ خدا سو سال اور زیادہ تک
 اندام باغ او چو آمد پیش پیش
 اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی
 گت از من گم شد از تو گم نقد
 اس نے عرض کیا مجھ سے گم نہ ہوئے مجھ سے گم نہ ہوئے

تو فکر دی و فصد وار بینی دودید
 تو نے فصد نہ کر لی لہ تاک سے نکلا
 مغز ر میوہ بہ است از پوستش
 ہر پھل کا مغز اس کے چھلکے سے بہتر ہے
 مغز نگرے دارد آخر آدمی
 آخر آدمی بھی عمدہ مغز رکھتا ہے

۱۔ قمر صاف یعنی اللہ تعالیٰ۔
 خدمت یعنی باقی عیب کا مقلوب
 ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے
 کے لئے بہت زیادہ عبادت کی
 ضرورت ہے چوں یہ مکان تجھے
 ملنا تھا ہر چھلکے عبادت میں ذرا کامل
 تھی غنائے تیرے لئے مصیبتیں
 مقدار کر دی ہیں تاکہ وہ عبادت کے
 قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم
 یعنی جب تک سرویش کی دیکھنے والی
 آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان
 نہیں بنتا ہے

۲۔ تو فکر دی جس قدر مصائب ہیں
 ان میں جانتیں ہیں اور وہ مصائب بسا
 اوقات انسان کے لئے قائم کے لئے
 ہڈی کے جاتے ہیں۔ اس طرح
 سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی
 تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلا رہا تھا
 قدرت نے اس کی تعمیر جلدی کر دی
 جس سے وہ غصہ سے بچ گیا۔

۳۔ مغز ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو
 چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان
 میں ایک مغز ہے جو روح ہے دوسرا
 چھلکا ہے جو جسم ہے اگر انسان آدم
 کی اولاد ہے تو اس کو اپنے باپ کی
 طرح روح کا مربی لہ غالب بننا
 چاہیے مآملن اس حکایت سے یہ
 بتاتا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم
 نہیں۔ ہم سچا منہ نام ہمیشہ دعا
 جنگ

اند آخر چونکہ در غر و آمدے
آخر عمر میں جب وہ جہلا میں آتے
اند آخر حمزہ چوں در صف شدے
آخر عمر میں جب حضرت حمزہ صف میں آتے
سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
سینہ کھلا ہوا جسم برہنہ آگے آگے
خلق پر سید کاے غم رسول
لوگوں نے صاف کیا کہ رسول کے چچا
نہ تولا تلقوا بایہیکم الی
کیا آپ نے نہ ڈالو تم اپنے آپ کو
پس چرا تو خویش را در تہلکہ
پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں
چوں جواں بودی و زفت و سخت زہ
جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے
چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی
جب آپ بوڑھے اور کمزور اور کھڑے ہو گئے
لا لبالی وار باتیغ و سنال
بے پہلی کے ساتھ کلوں اور نیزہ لے کر
تیغ حرمت می ندارد پیر را
کلوں بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے
کے روا باشد کہ شیرے ہچو تو
کب مناسب ہو گا کہ آپ جیسا شیر
زیں نسق غمخوار گان بے خبر
بے خبر غمخوار اس طرح کی

بے زہ خود را بصفہا بزد دے
بغیر زہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیتے
بے زہ سرمست در غر و آمدے
جہلا میں بغیر زہ کے مست ہو کر آتے
در فگندے در صف شمشیر خویش
اپنے آپ کو کلوں کی صف میں ڈال دیتے
اے ہر بر صف شکن شاہ فحول
اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادروں کے بادشاہ
تہلکہ خواندی ز پیغام خدا
ہلاکت میں اللہ کے پیغام میں نہیں پڑنا ہے
می در اندازی چنین در معرکہ
ڈالتے ہیں اس طرح میدان جنگ میں
تو نمی رقی سوئے صف بے زہ
تو آپ صف کی جانب بغیر زہ کے نہیں جاتے تھے
پردہائے لالبا لی می زنی
تو بے پہلی کا راگ لاپتے ہیں
می نمائی دار و گیر و احتال
جنگ اور زہ آزمائی کرتے ہیں
کے بود تمیز تیغ تیرا
کلوں اور تیر کو تمیز نہیں ہے
کشفہ گردد زار بروست عدو
دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہوا
پند میداوند اورا از عبرت
عبرتوں سے ان کو نصیحت کرتے تھے

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مراں خلق را
ان لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

۱۔ بھنہائے یعنی دشمن کی صفوں
۲۔ ہر بر بھانے والا شیر فحول فحول کی
جمع ہے نہ لاشعور بعض مفسرین
۳۔ اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا
ہے کہ جان بوجہ کر اپنے آپ کو ہلاکت
میں نہ ڈالو بعض مفسرین نے تہلکہ
کے معنی ترک جہاد کے لئے ہیں جیسا
کہ خلائی شریف کی ایک حدیث متالی
ہے اس صحت میں آیت کا مطلب
یہ ہو گا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو جہاد
نہ کرنا
۴۔ منحنی۔ کڑھ پشت۔ لالبا لی۔ بے
پردہ۔ لسان۔ بھلا۔ تیغ۔ یعنی کلوں
کائنات میں بڑے چھوٹے میں فرق
نہیں کرتی ہیں۔
۵۔ عبرت۔ عبرت کی باتوں سے
نصیحت کرتے تھے

مرگ یعنی آنحضرت کے فیض سے
 قتل میں اس موت کو موت سمجھنا تھا
 اب اس موت کو ہلکی زندگی کا سبب
 سمجھنا ہوں۔ وہاں رخصت کرنا
 شہر فانی دنیا یعنی اب دنیوی زندگی
 آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں
 بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ یہاں جس
 اب عالم غیب کا میدان دیکھنا ہوں
 جس میں خیرہ خیرہ اللہ کے نور کے
 سایہ میں بنیں۔ فکر میں آنحضرت
 کی ذات کا شکر گزار ہوں جن کی جہ
 سے مجھے یہ عالم غیب کے امر اور نظر
 آتے ہیں۔
 ۱۰ آنگہ جو شخص شہادت اور موت کو
 ہلاکت سمجھتا ہوں کے لئے اَلْمُتَّقُوا
 کا حکم ہے تاکہ مرن۔ جو شخص موت
 اور شہادت کو امر اور بھی کا مددہ کھانا
 سمجھتا ہے اس کے لئے سَلَوْا کا حکم
 ہے۔ سَلَوْا غُلائی مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّکُمْ
 قرآن پاک میں ہے۔ سَلَوْا غُلائی
 مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّکُمْ اور تم جلدی کرنا ہے
 رب کی جانب سے مغفرت کی
 طرف نصلاً یعنی موت فوجوں
 نعمت کی طرف رحمت ان لوگوں کے
 لئے جو اس کا شکی مہربانی سمجھتے ہیں۔
 لہذا جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں
 ان کے لئے یہ بلا ہے۔
 ۱۱ ہر کہ جو موت کو یوسف کی طرف
 محبوب سمجھتا ہے وہ اس پر جان قربان
 کر دیتا ہے جو اس کو بھیڑا سمجھتا ہے
 وہ بھاگتا ہے اور گروہتا ہے۔ مرگ
 موت پر شخص سے وہی معاملہ کرتی
 ہے جس کی وہ موت سے توقع رکھتا
 ہے۔ جو اس کو موت نہ رکھتا ہے اس کے
 ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اس
 کو دشمن سمجھتا ہے اس کے ساتھ وہ
 دشمنوں کا معاملہ کرتی ہے۔ تو جس
 ترک۔ موت کی مثل آئینہ کی سی ہے

گفت حمزہ چونکہ بودم من جوان
 حضرت حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان
 سوئے مردان کس بر غبت کے رو
 موت کی طرف رغبت سے کن جاتا ہے؟
 لیک از نور محمد من کنوں
 لیکن اب محمد کے نور سے
 از برون حس رشکر گاہ شاہ
 وہاں سے بالاتر شاہ کی فکر گاہ کو
 خیم در خیم طناب اندر طناب
 خیمے ہی خیمے، طناب میں ہی طناب میں ہیں
 آنکہ مردان پیش چشم تہلکہ است
 جس کی جگہ میں مرنا ہلاکت ہے
 آنکہ مردان پیش اوشد فحباب
 جس کے لئے مرنا باب رحمت کا کھانا بن گیا ہے
 اَلْحَزَن اے مرگ بیناں سارِ عوا
 ڈرو اے موت سمجھنے والو، بازی لے جاؤ
 اَلصَّلا اے لطف بیناں افسرِ حوا
 رحمت ہے اے مہربانی سمجھنے والو، خوش ہو جاؤ
 ہر کہ اے یوسف دید جاں گردش فدا
 جس نے یوسف سمجھا اس نے جان قربان کی
 مرگ ہر یک لے پسر ہر نگ دوست
 اے بیٹا ہر شخص کی موت اس کے ہر مرگ ہے
 پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است
 ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ اے دیدم وداع میں جہاں
 اس دنیا کو چھوڑنا موت سمجھنا تھا
 پیش از دہا برہنہ کے شود
 اڑھوں کے آگے کن نکلا ہوتا ہے؟
 نیستم میں اس شہر فانی را زبوں
 میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں
 پر ہی یتیم ز نور حق سپاہ
 اللہ کے نور کے سپاہیوں سے مجھرا ہوا دیکھنا ہوں
 شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
 اس کا شکر ہے جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے
 امر اَلْمُتَّقُوا بگیرا و بدست
 وہ "تہ" والو کا حکم تھا میں قتل
 سَلَوْا آیدم اورا در خطاب
 اس کے لئے خاص جلد کر کا خطاب آیا ہے
 اَلْجَل اے حشر بیناں سارِ عوا
 جلدی کرو، اے حشر سمجھنے والوں پھرتی کرو
 اَلْبَلا اے قہر بیناں افسرِ حوا
 مصیبت ہے، اے قہر سمجھنے والو! غم کرو
 ہر کہ اگر گش دید برگشت از ہدا
 جس نے اس کو بھیڑا سمجھا وہ ہلاکت سے برگشتہ ہوا
 پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست
 دشمن کے سامنے دشمن دوست کے لئے دوست ہے
 پیش رنگی آئینہ ہم رنگی است
 حبشی کے سامنے آئینہ بھی حبشی ہے

انسان جیسا خود جیسا ہی اس کے لئے آئینہ ہے اگر ترک و حسین ہے تو آئینہ بھی اس کے لئے حسین ہے اگر حبشی ہے تو آئینہ اس کے لئے کلاہ بھلا ہے

آنکھ اُمی ترسی زمرگ اندر فرار
تر جو بھاگئے میں موت سے ڈرتا ہے
زشت روئے تست نے زخار مرگ
تیرا چہرہ بھدا ہے نہ کہ موت کا رخسار
از تورستست ارکویست ار بدست
وہ تجھ سے اُگی ہے خواہ اچھی ہے خواہ بری ہے
گر بخارے خستہ خود کشتہ
اگر تو کاٹنے سے ڈبی ہوا ہے تو نے خود بیاہ ہے
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا
لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے
مزدول مزدوراں نمی ماند بکار
مزدول کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے
آں ہمہ سختی وز درست و عرق
وہ سب سختی اور طاقت اور پینہ ہے
گر ترا آید ز جائے تہمت
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے
تو ہی سچ گوئی کہ من آزادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصہ ہوں
تو گناہ ہے کردہ شکل دگر
تو نے دوسری صحت کا گناہ کیا ہے
اور زنا کرد و جزا صد چوب بود
اس نے زنا کیا اور سزا سو دے ہوئے
نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش ست لے جان ہوشدار
اے جان کچھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے
جان تو بچھوں درخت و مرگ برگ
تیری جان درخت کی پلندہ ہے اور موت پتا ہے
ناخوش و خوش بر ضمیرت از خودست
تیرے دل پر بری اور اچھی تیری جہ سے ہے
در حریر و قزوی خود رشتہ
اور اگر تو دشمن اور دشمن کے کپڑے میں ہے تو نے خود کاٹا ہے
بچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
توئی خدمت گزار ہی بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے
کال عرض ویں جو ہرست و پاندار
کیونکہ وہ عرض ہے اور یہ پاندار جوہر ہے
ویں ہمہ سیم ست و ز رست و طبق
یہ سب چاندی ہے اور سنا ہے اور طباق ہے
کرد مظلومت دعا در نخست
مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بدعا کی ہے
برکے من تہمت نہ پناہ ام
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے
دانہ کشتی دانہ کے مانند بر
تو نے دانہ بیاہ ہے دانہ بچل کے مشابہ کب ہوتا ہے
گوید او من کے زدن حج کس را بعود
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے گھر سے کب مددے ہیں
چوب کے ماند زنا را در جزا
وہے زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

اے آنکھ جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ
ماہل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے
زشت۔ اگر انسان خود بھیانک ہے تو
موت اس کو بھیانک نظر آئے گی
انسان اور موت کی مثال درخت اور
چنل کی کسی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے
ہی بنے ہوئے۔ اور موت کی
اچھائی اور برائی خدا انسان کی اچھائی میں
اور برائی پر موقوف ہے کہ بخارے
موت ہی نہیں بلکہ جو برائی اور بھلائی
انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اس کی
کاشتکار و پالنے والی ہے لیکن انسان
کے افعال کی جزا اور سزا صحت کے
اعتبار سے افعال سے مشابہ نہیں ہوتی

۲۔ مزدول و نیاز میں انسان کا کام کی جو
اجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ
نہیں ہوتی ہے اس کا مکمل عرض ہوتا
ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت
اور مشقت ہوتا ہے مزدوری کو پیسہ پیسہ
ہوتی ہے اگر غور اگر انسان دنیا میں
کسی بڑے سے تہمت ہوتا ہے تو وہ کسی
ایسے مظلوم کی بدعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس
پر اس نے ظلم کیا ہو۔ نہ ہی کوئی اگر تو
تہمت لگے کسی نے تو کسی پر تہمت
تہمت دہری تھی مجھے سزا و تہمت
کیوں کی تو یہ تیری غلطی ہے تو دانہ ہوتا
ہے اور اس کا پھل پاتا ہے تو دانہ اور
پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں
ہے لہذا اگر زنا کی سزا سو دے
ہیں تو زنا اور مزدول میں کوئی مشابہت
نہیں ہے



۱۔ ملکہ کا ایک کچرہ جو صبر کی چیز ہے مرتب ہوتی ہے ان میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰ کے عصا کا نتیجہ باپ ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے ۲۔ وہ پڑھتا ہے کہ ترتیب پہن میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے یا شہد انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی یاد دہان ہوتا ہے بھی ساپ کی طرح موزی تو جب نطفہ سے ساپ بن سکتا ہے تو لاٹھی سے ساپ بننے میں کیا تعجب ہے ۳۔ چنگ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چلن جو کہ انسان کی عبادت کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے جو حق انسان اللہ کی جو حمد و ثناء کرتا ہے وہ بندوں کی شکل میں جنت میں اس کے لئے ہوں گے۔ حمد و ثناء جو جنت میں شکل پندہ نہیں اگرچہ پانی میں اپنی قدر مناسب ہے کہ حمد و ثناء بھی ہوتی چیز ہے اور پندے کے نطفہ پر بھی بالور ہوا کا غلبہ ہے لیکن دونوں میں صحت کوئی مشابہت نہیں ہے چلن زودست انسان جو کہ خیر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صحت میں نمودار ہوگا ۴۔ آپ انسان کے صبر کا پانی پانی کی نہر کی صحت اور انسان کا جذبہ محبت اللہ کی نہر کی شکل کرے گا۔ ذوق عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشق الہی کی مستی اور شوق شرب کی نہر بنے گا۔ اسی سبب ان نہروں کے سبب سبب ان نہروں کے مشابہت نہیں پڑا اسی سبب ان سبب ان چاہوں نہروں کے سبب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ چاہوں نہروں بھی جنتی کے اختیار میں ہوگی جس طرف جائے گا وہاں ہو جائے گی۔

مار کے اماند عصا را اے کلیم
اے کلیم! ساپ لاٹھی سے مشابہت کہیں ہے؟
تو بجائے آل عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
یار شد یاما رشد آل آب تو
تیرا وہ نطفہ یار بنا یا ساپ بنا
چچ ۲۔ ماند آب آل فرزند را
نطفہ اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
چوں سجودے یار کو عے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع کیا
چونک پرید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکل
حمد و تسبیح نہماند مرغ را
تیری حو نہ تسبیح پندے کے مشابہت نہیں ہے
چوں زودست رست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے آگ
آب صبرت آب جوئے خلد شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے
ذوق طاعت گشت جوئے انبیس
عبادت کا ذوق شہد کی نہر بنا
اس سبب ان اثرات را نہماند
یہ سبب ان نتیجوں کے مشابہت نہیں ہیں
اس سبب چوں بہ فرمان تو بود
یہ سبب چنگ تیرے حکم میں تھے

درد کے ماند دوا را اے کلیم
اے حکم! درد دوا کے مشابہت کہیں ہے؟
چوں بیفکندی شد آل شخصے سنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا
زال عصا چونت ایں اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعجب لاٹھی پر کہیں ہے؟
چچ ماند نیشکر مر قندارا
قندار، شکر سے کوئی سے مشابہت رکھتا ہے؟
شد وراں عالم سجود او بہشت
اس جہاں میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا
مرغ جنت ساختش رب الفلق
رب الفلق نے اس کو جنت کا پندہ بنا دیا
گرچہ نطفہ مرغ باو ست و ہوا
اگرچہ پندہ کا نطفہ باور ہوا ہے
کشت ایں دست آل طرف کل و نبات
اس ہاتھ نے اس طرف کچھ اور پھل پھلایا
جوئے شیر خلد مہر تست و ود
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہے
مستی و شوق تو جوئے خمر ہیں
اپنی مستی اور شوق کو شرب کی نہر سمجھ
کس نہماند چلش جائے آل نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بٹھا دیا ہے
چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاہوں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی



ہر طرف خواہی رواںش میکنی
جس طرح تو چاہے ان کو جلدی کرتا ہے
چولہا منی تو کہ در فرمان تست
جبکہ تیری منی تیرے حکم میں ہے
می دود بر امر تو فرزندہ تو
تیرا لڑکا تیرے حکم پر دھرتا ہے
آں صفت در امر تو بوداں جہاں
اس دنیا میں یہ سب تیرے حکم میں تھا
آں درختاں مر ترا فرماں برند
وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے
چولہا بامر تست اینجا ایں صفات
چونکہ اس جگہ یہ صفتیں تیرے حکم میں ہیں
چولہا ز دست زخم بر مظلوم رست
جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر دم لگا
چولہا ز خشم آتش تو در دلہا زوی
چونکہ تو نے دلوں میں غصہ سے آگ لگائی
آتش آہنچا چو آدم سوز بود
اس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی
آتش تو قصد مردم میکند
تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے
آں سخہائے چو مارو کثر مت
وہ تیری باتیں سانپ لہ بچھو جی
اولیاء را داشتی در انتظار
تو نے دستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چولہا بد چنانش میکنی
وہ صفت جی طرح بھی دیباہی تو ان سے کرتا ہے
نسل آں در امر تو آئند چست
اس کی نسل تیرے حکم میں چست ہے
ک منم جزوت کہ کردش گرو
کہ میں تیرا جزو ہوں جو تو نے گروی رکھا تھا
ہم در امر تست آں جوہا رواں
وہ جلدی نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں
کال درختاں از صفات بابرند
کیونکہ وہ درخت تیری صفتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں
پس در امر تست آنجا آں جزات
تو تیرے وہ بدلے اس جگہ تیرے حکم میں ہیں
آں درختے گشت ذال ز قوم رست
وہ درخت بنا اس سے ٹھوہر اگا
مایہ نادر جہنم آمدی
تو جہنم کی آگ کا سرلیہ بنا
انچہ ازوے زاد مروا فروز بود
جو چٹھاس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا
نار کزدے زاد بر مردم زند
جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر بھڑکتی ہے
مارو کثر مت گشت و میکیر و مت
سانپ لہ بچھو نہیں لہ تیرا دم گھٹتی ہیں
انتظار رستخیزت گشت بار
قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

۱۔ چولہا منی انسان کو اپنے نفع پر
انتظار ہے اسی طرح اس کا ٹھہر یعنی
ولادہ بھی حکم کے تابع ہوتی ہے
۲۔ مولانا بابا کے حکم کے مطابق عمل
کرتی ہے چھوڑ سکتی ہے کہ ہم بابا کے
جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اس نے
رحمہا میں رکھا تھا۔
۳۔ آں صفت۔ جن صفات سے وہ
نہریں نہیں چونکہ وہ اختیاری نہیں بلکہ
نہریں پر بھی جتنی کا اختیار حاصل ہوگا
وہ نکلیں۔ جنت کے درخت بھی چونکہ
انسان کی اختیاری صفتوں سے بنے
ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔
چولہا ز دست زخم۔ جس طرح جنت کی
اشیا انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی
طرح دوزخ کے عذاب انسان کے
گناہوں سے بنتے ہیں۔ تو ہم تہوہر
پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔
زخم۔ غصہ جہنم کی آگ کا سرلیہ بننا
۴۔ آتش۔ انسان کے فحش آگ
انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ
بھی انسانوں کو جلانے کی سنجھا ہے
انسان کی دھاتیں جو دوزخ کے لئے
سانپ لہ بچھو کا کام کرتی ہیں دوزخ
کے سانپ لہ بچھو بنیں گی۔ اولیاء
انسان دنیا میں دستوں کو دھو کے
کرکھڑے ہاتھ اتھا تو اس انتظار سے اس
کے لئے حشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو
فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی
پریشانی کا سبب ہوگا۔



وعدہ ۱۔ فردا و پس فردائے تو
تیرا کل اور پسوں کا وعدہ
منتظر مانی دہاں روز دہاں
اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا
کاسماں را منتظر می داشتی
اس لیے تو آسمان کو منتظر رکھا
خشم تو ختم سحیر و دوزخ ست
تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا جج ہے
کشتن ۲۔ ایں نار نبود جز بنور
اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا
گر تو بے نور آوری حلے بدست
اگر تو بغیر نور کے ہمد ہادی اختیار کرے گا
آں تکلف باشد و روپوش ہیں
خبردار! وہ تکلف اور چھپکن ہو گا
تانہ بنی نور دیں ایمین مباحث
جب تک تو دین کا نور نہ دیکھ لے مطمئن نہ ہو
نور آہے دان و ہم بر آب چھس
نور کو پانی سمجھ، اور پانی سے وابستہ ہو جا
آب سے آتش را کشد کاش بخو
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ آگ عاتقا
سوئے آں مرغابیاں روز روز چند
کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تن اند
خاکی اور آبی پرندے یکساں جسم کے ہیں

انتظار حشرت آمد وائے تو
تیرا حشر کا انتظار بنا تجھ پر انہوں ہے
در حساب و آفتاب جاں گداز
حب اور جان کو بچھلانے والے سورج میں
تخم فردا رہ روم می کاشتی
تو نے کل کو رہ روی اختیار کر لیا گا کا بیج بویا
ہیں بکش ایں روز خست را کایں نخست
آگاہ! اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جاں ہے
نورمک اخطا نلر فانحن الشکور
تیرے نور نے ہماری آگ بجھادی ہم شکر گزار ہیں
آتش زندہ ست و درخا کستر ست
تیری آگ زندہ ہے اور ناکھ میں دہی ہے
نار را نکشد بغیر نور دیں
آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا
کاش پنہاں شود یک روز فاش
کیونکہ دہی ہوئی آگ ایک دن کل جائے گی
چونکہ داری آب از آتش مترس
جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر
می بسوزد و نسل و فرزندان او
اس کی نسل، اور اولاد کو جلا دیتی ہے
تا ترا در آب حیوانی کشند
تاکہ وہ تجھے آب حیات میں لے جائیں
لین ضد اند و آب و روغن اند
لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں

۱۔ وعدہ دوستوں سے جو لئے وعدے
کر کے ان کو تنہا کی تکلیف میں مبتلا
کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود
پریشان ہو گیا۔ آفتاب سورج سوا
نیز کی بلندی پر اس کے سر پر ہو گیا۔
کاسماں عبادت کے جھوٹے وعدے
کر کے آسمان والوں کو منتظر بناتا تھا۔
رہ روزم یعنی راہ ہدایت پر چلوں گا۔
خشم انسان کا غصہ دوزخ کا جج ہے
اور انسان کے لئے ہلاکت کا چال
ہے۔

۲۔ کشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو
دین کے نور سے بجھا سکتا ہے
نورک۔ حدیث شریف میں ہے کہ
مومن جب صلہ لڑا پر سے گزرنے گا
تو جہنم کے کئی کئی مومن تو جلد گزر جا
تیر نور نے میری آگ بجھادی ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گزار ہیں
کہ اے مرشد تیرے نور دین نے
ہمارے غصے کی آگ کو بجھا دیا ہے۔
گرتو اگر کئی شخص اپنی جتنی بدکاری
سے غصہ کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ
راکھ میں دب جائے گی، بالکل نہ بجھے
گی۔ روز فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں
بجھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے
گی۔ نور دین۔ دین کے نور کو اس آگ
کو بجھانے کا پانی سمجھا کر وہ حاصل ہو
جائے تو پھر بیک سے خطر نہیں ہے۔
سے آب پانی آگ کو بجھاتا ہے
لئے اس کی پیدل کو جلا دیتی ہے
فرزندوں۔ یعنی نباتات۔ مرغابیاں۔
یعنی وہاں اللہ جو دین کے نور میں فرق
ہیں۔ مرغ خاکی۔ لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی
اللہ اللہ اور پانی بظاہر یکساں ہیں لیکن
دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا
تیل جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔



ہر یکے ابر اصل خود بندہ اند
ہر ایک اپنی اصلیت پر چلنے والا ہے
ہچکچاہٹ کہ دوسرے و دوجی اگست
جیسا کہ دوسرے اور است کا الہام
ہر دو دلا لال بازار ضمیر
دلوں دل کے بازار کے دلال ہیں
گرتو صراف دلی فکر ت شناس
اگر تو دل کا صرف ہے اپنے فکر کو پہچان
ور ندانی اس دو تفکر از گماں
اگر تو ان سے ان دلوں کو نہ سمجھ سکے
تامنماند در تفکر جان تو
تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

اختیاطے گن بہم ملندہ اند
اختیاط کر دلوں باہمی مشابہ ہیں
ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست
دلوں عقلی ہیں لیکن دلوں میں فرق ہے
رختہا رامی ستائندے اے امیر
اے امیر! دلوں سلمان کی تعریف کر رہے ہیں
فرق گن سرزد و فکرت چونخاس
بہد فرس کی طرح اپنے دلوں لگوں کے پید میں ذوق کر
لا خلابہ گوئی و مشاب و مرال
ہوکانہ ہو کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا
غبن ناید بر تو و بر خان تو
تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حلیہ دفع مغبون ۲ شدن در بیخ و شری
خرید فروخت میں صفا کھا جانے کے ذبیحہ کی تدبیر

آں کیے بارے پیمبر را بگفت
ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا
مگر ہر کس کو فروشد یا خرد
جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری
گفت در بیخ کہ ترسی از غرار
فرمایا کہ جس معاملہ میں تو ہو کے سے دے
کہ تانی ۳ ہست از حرم یقین
کیونکہ آستہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے
پیش سنگ چوں لقمہ ناں افنی
تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے

کہ منم در بیعہا باغبان جفت
ک میں معاملات میں ٹوٹے سے دو چار ہوتا ہوں
ہچو سحرست وز راہم می برد
جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے
شرط گن سہ روز خود را اختیار
تین دن کے لئے اپنے خد کی شرط کر لے
ہست تعجیل ز شیطان لعین
تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے
بو گند آنکہ آخورد اے مفتنی
اے خوش چین! وہ سوکتا ہے پھر کھتا ہے

۱ ہر یکے حقیقی شیخ اور مہر شیخ
اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔
ہچکچاہٹ۔ دلوں کی مشابہ دوسرے اور
الہام ہے دلوں عقلی اور غیر عقلی
چیزیں ہیں لیکن دلوں میں بہت بڑا
فرق ہے دلی۔ یعنی الہام ہست۔
یعنی عہد اگست کی قسم کا الہام ہر دو۔
دوسرا اور الہام دلوں دل کے بازار
میں آ کر اپنے اپنے سلمان کی تعریف
کرتے ہیں تاکہ انسان کی طرف
رافع ہو جائے۔ نخاس۔ غلام
فروش۔ اڑھانہ۔ ہوکانہ۔ یہ جملہ
خرید و اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی
اچھائی بریلی کا فوری فیصلہ نہ کر سکے
اپنے لئے اختیار کے لئے۔
تک مجھے اختیار ہے کہ میں
معاملہ کو اپنی رکھوں یا کر دوں۔

۲ مغبون۔ وہ شخص جو معاملے
میں نقصان میں ہو۔ یادے
حدیث شریف میں ہے کہ مقدس بن
حزبان میں رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
ﷺ سے عرض کیا کہ میں کا دھبہ
ہوں اور معاملے میں ہوکا کھا جاتا
ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم
معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لا
خلالۃ ولی الخیار فلا تہم ہوکانہ
ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے
غرام ہوکا۔

۳ تالی۔ توقف جلد بازی نہ
کرا۔ حدیث شریف میں ہے
الثانی من المؤمنین والذین
الشیطان یعنی توقف کرنا شیطان
جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان
کی جانب سے ہے۔ پیش سنگ۔
کتے کو لقمہ ڈالنا وہ جلدی سے نہیں
کھاتا بلکہ اس کو دھکتا ہے۔



۱۔ جس طرح کتا ناک سے
سوگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعے اس
بات کو پہچنا چاہیے۔ منقذ۔ پرکی
ہوئی۔ بائلی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و
آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا
ہے۔ گن۔ یعنی ہر خداوندی جس
سے چیزوں کا وجود میں آ جاتی ہے۔

۲۔ آدمی انسان کے قوی چالیس
سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ خدا
کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں
ہیکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے۔
یود عیسیٰ۔ ایک چھوٹے سے مکمل
انسان کو زندہ کر دیتے تھے اس تالی۔
اللہ کے عمل میں آہستگی انسانوں کی
تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں
میں یہی طریق اختیار کریں۔ بے
تکلف۔ مشکل۔ جو یک۔ چھوٹی
سی نہر چلتی آہستہ آہستہ مشکل جلدی
رہتی ہے۔ کبھی جس کو گندہ نہیں
ہوئی۔ زیں۔ آہستہ روی سے اقبال
اور سرور حاصل ہوتا ہے بلکہ تکی کی
دولت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ مرغ آہستہ روی سے یک
جہتی کی دولت پیدا ہوتی ہے یا یہاں
ہے جیسا کہ اظہار سے پتہ چلتا
ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صوری
مشابہت نہیں ہے بیضہ مار جس
طرح عمل اور اس کے نتیجے میں
مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح
یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر وہ مکمل
صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن
ان کے اندر مختلف ہوتے ہیں جیسا
کہ سانپ اور چڑیا کا اظہار۔

اُوں بہ بنی یو کند ما با خرد
" ناک سے سوگھتا ہے م عقل سے
باتانی گشت موجود از خدا
خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے
ورنہ قادر بود کز کن فیکون
ورنہ وہ قادر تھا کن فیکون کے ذریعہ
آدمی را اندک اندک آل ہمام
" شہشہ " آدمی کو رفتہ رفتہ
گرچہ قادر بود کاندیک نفس
اگرچہ " قادر تھا " کہ ایک دم میں
بود عیسیٰ را دے کز یک دُعا
حضرت عیسیٰ کی ایسی چھوٹک تھی کہ ایک دعا سے
خالق عیسیٰ نہ بتواند کہ او
کیا حضرت عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ
ایں تائی از بے تعلیم شست
یہ آہستہ روی ' تیزی تعلیم کے لئے ہے
جو یکے کو چک کہ دائم می رود
" چھوٹی سے نہر جو ہمیشہ جلدی رہتی ہے
زیں تائی زاید اقبال و سرور
یہ آہستہ روی اقبال مندی اور خوشی پیدا کرتی ہے
مرغ سے کے ماند بہ بیضہ اے عنید
اے سرکش! پرندہ اٹھ سے کب مشابہ ہے؟
باش تا اجزائے تو چوں
غمر کہ تیرے اجزاء اظہار کی طرح
بیضہ مار ارچہ ماند در شبہ
سانپ کا اظہار اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

رَو بُولِش خوش بعقل من منقذ
جاس کو پرکی ہوئی عقل سے اچھی طرح سوگھ لے
تہانشش روز ایں زمین و چرخہا
چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
صد زمین و چرخہا آورے بردوں
ہیکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
تا چہل ساش گند مرد تمام
اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے
از عدم پڑاں گند پنجاہ گس
عدم سے پچاس فحش زمانہ کر دے
بے توقف زندہ کر دے مردہ را
مردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے
بے توقف مردم آرد تو تو
بے توقف نہ یہ تہہ انسان پیدا کر دے؟
کہ طلب آہستہ باید لے شکست
اس لئے کہ طلب آہستہ اور مشکل چاہیے
نے نجس گردنہ گندہ می شود
" نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ
ایں تائی بیضہ دولت چوں طُیور
یہ آہستہ روی اظہار ہے اور دولت پرندوں کی طرح ہے
گرچہ از بیضہ ہی آید پدید
اگرچہ " اٹھ سے پیدا ہوتا ہے
مرغہا زانید اندر انتہا
آخر میں پرندہ جنیں
بیضہ کجشک را دورست رہ
چڑیا کے اٹھ سے لیکن دونوں میں بہت فرق ہے

والی اے عاقل کہ ماند سین ابہ شین
اے عقلمند تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے
دانہ آبی بدانہ سیب نیز
بہی کا بیج بھی سیب کے بیج سے
برگہا ہمرنگ باشد در نظر
بچے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں
برگہائے جسمہا مانند اند
یعنی جسم باہمی مشابہ ہیں
خلق در بازار یکساں میردیم
لوگ بازار میں یکساں جاتے ہیں
ہچنچاں ۲ در مرگ یکساں میردیم
اسی طرح موت کے بازار میں یکساں جاتے ہیں
ایں سخن پیاں ندارد باز گو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ

در توشن لیک در نقطہ بین
لکھنے میں ، لیکن نقطہ پر غور کر لے
گرچہ ماند فرقتہا داں اے عزیز
اگرچہ مشابہ ہے لیکن اے عزیز! بہت فرق سمجھ
میوہا ہریک بود نوع دیگر
ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے
لیکن ہر جانے بریے زندہ اند
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے
آں یکے در ذوق و دیگر در دمنند
لیکن ان میں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے
نیم در خسران و نیمے خسرودیم
ہم میں سے نصف ٹوٹے میں ہیں اور نصف شہا ہیں
از بلال و از ہلاک و کار او
حضرت بلال اور ہلال اور ان کے کارنامے کی بات
حضرت بلال رضی اللہ عنہ

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ بشادی و طرب
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور سستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال از ضعف شد ہچوں ہلال
جب حضرت بلال کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے
بجفت ۳ او دیدش بگفتا و ا حرب
ان کی بیوی ان کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے
تا کنوں اندر حرب بوزم ززیست
اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا
ایں ہی گفت در خش در عین گفت
وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان ان کا چہرہ
تاب رو و چشم پر انوار او
چہرے کی رقیق اور ان کی پر نور آنکھیں

رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
حضرت بلال کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے
پس بلاش گفت نے نے و اطرب
تو حضرت بلال نے ان سے کہا نہیں نہیں خوشی ہے
تو چہ دانی مرگ چہ عیش ست و چیست
تو کیا جانے موت میں کس قدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟
زگس و گلبرگ ولالہ می شکفت
زگس اور گلبرگ کی پتیوں اور لالہ کی طرح کھل رہا تھا
می گواہی داد بر گفتار او
ان کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۱۔ سین اور شین۔ یہی کا بیج اور سبب
کا بیج بظاہر یکساں ہیں لیکن نیچے
مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر وہ شوق
کے بیج یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن
ان پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔
اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں
ہیں لیکن اعمال کے نتائج دوح پر
مختلف مرتب ہوتے ہیں۔
۲۔ ہچنچاں۔ اسی طرح ایک ہوبہ
کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن
موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف
مرتب ہوتے ہیں ہچوں ہلال۔ یعنی
پس کی بات کے جاندار کی طرح زندہ اور
کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔ موت
کے آثار۔

۳۔ بجفت۔ بوی و اطرب۔ یعنی
میں لٹ گئی۔ و اطرب۔ یعنی خوشی کا
وقت ہے۔ ززیست۔ زندگی
مصائب کا سبب تھی موت عیش و
عشرت کا سبب ہے۔ ایں ہی
گفت۔ یعنی حضرت بلال کے
حالات ان کی بات کی گواہی دے
رہے تھے اور موت کے بہترین آثار
ان پر مرتب ہو رہے تھے۔

ہر سیرِ اہل خود سیرِ دیدے ورا
 ہر سیرِ دل ان کا کالا دیکھا
 مَرُومِ نادیدہ آمد رُو سیاہ
 ناپیدا انسان رو سیاہ ہوئے
 خود کہ بیند مَرُومِ دیدہ خُرا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 چوں بغیر مَرُومِ دیدہ اش ندید
 جبکہ ان بلال کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 پس ۲ جو او جملہ مقلد آمدند
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 گفت خُش اُفراقِ خوش نصال
 ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
 گفت خُفتِ مشب غریب ۳ میروی
 بیوی نے کہا 'آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
 گفت نے نے بلکہ مشب جان من
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 گفت اے جان و لِم و اَحْسَر تَا
 انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے
 گفت رُوسیت را گجا نینیم ما
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 حلقہ خاصش بتو پیوستہ است
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اندرِاں حلقہ ز رَبِّ الْعَالَمِینِ
 اس حلقہ میں رب العالمین کا

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے بلال سیاہ
 رو دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی قدرت کی دلیل نہیں ہے آنکھ
 کی پتلی سیاہ ہے مگر اس کی فضیلت
 ظاہر ہے اندھا دسیاہ ہے اور پتلی والا
 جان کا آئینہ ہے خود کہ یعنی بلال کو
 آنکھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات
 گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود تمام
 انسانوں میں ہی مرتبہ حاصل ہے جو
 آنکھ کی پتلی کو تمام اعضا میں حاصل
 ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام
 چوں۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی
 اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ سمجھ
 سکتے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے پیچ
 مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے
 صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے
 ہیں۔ بھال۔ خصلت کی جمع ہے
 عادت۔ فصال۔ جدائی یعنی موت۔
 ۳۔ غریب۔ یعنی آپؐ عنہا
 رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔
 تاج۔ خاندان۔ غریب دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ دُن۔ عالم آخرت اصل دُن
 ہے حلقہ۔ موئین کے بارے میں
 فرمایا گیا ہے فنی فقد بخلق عتد
 مَلِک مَقْعِدِز۔ یعنی وہ مقصد
 شہنشاہ کے پاس چائی کی جگہ میں
 ہو گئے۔ حلقہ۔ وہ مقام جس میں
 موئین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
 ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی کی
 طرف نہ دیکھے اندر۔ اس حلقہ
 میں اللہ کی خاص تکی ہوگی۔



گفت ویران گشت این خانہ در بخت گفت اندر مہ نگر منگر بمبغ
انہوں نے عرض کیا انہوں سے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھ ابر کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا کند معمور تر دیان کیا ، تاکہ زیادہ آباد کرے
مَن چو آدم بود اول حبس کرب میں شروع میں حضرت آدم کی طرح بے چینی میں تھا
من گدا بود دریں خانہ چو چاہ میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا
قصر با خود مر شہاں رامنس ست قلعہ شاہوں کے لئے مانوس ہیں
انبیاء را تنگ آمد ایں جہاں نمود فر انبیاء کے لئے یہ جان تنگ ہو گیا
مردگان را ایں جہاں نمود فر مردوں کو اس جہاں نے شان و شوکت دکھائی
گر بُودے تنگ ایں افعال ز چست اگر وہ تنگ ہو رہتا تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟
در زمان خواب چوں آزاد شد نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے
ظالم از ظلم طبیعت باز رست ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا
ایں زمین و آسمان بس فراخ یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں
چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ
یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

قوم لبہ بود و خانہ مختصر لوگ زیادہ تھے اور گھر مختصر تھا
پُر شد اکنوں نسل جانم شرق و غرب اب میری جان کی نسل سے شرق و مغرب بھر گئی
شام گشتم قصر باید بہر شاہ میں شاہ ہو گیا ، بادشاہ کے لئے قلعہ چاہیے
مردہ را خانہ و مکان گویے بس مست مردے کے لئے ایک قبر گھر اور مکان کافی ہے
چوں شہاں رفتند اندر لامکان تو شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے
ظاہر ش زفت و بمعنی تنگ تر جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے
چوں دو تشدد ہر کہ دودے بیش زبست جو اس میں زیادہ جیتا ہے دھرا کیوں ہو جاتا ہے؟
ز آل مکان ہنگر کہ جاں چوں شاد شد اس مکان سے دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے
مرد زندانی ز فکر حبس جست قیدی قید کی فکر سے نکل گیا
سخت تنگ آمد بہنگام مناخ ذبیہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ نظر
خندہ او گریہ فخرش جملہ تنگ خندہ او گریہ فخرش جملہ تنگ
اس کی فہمی مٹا دے اس کا فخر ذلت ہے

۱ خانہ یعنی جسم نہ۔ یعنی روح شیخ اور یعنی جسم ویران کی بعد نئی تعمیر ہوتی ہے تو جسم یعنی میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن گیا تھا اس جسم میں اس کی محتاج نہ تھی۔ چو آدم۔ حضرت آدم جب پہلی سے گھبرائے تب حضرت ہوا اور اس کی پیدائش ہوئی۔ نسل جانم۔ یعنی روح کے ثمرات۔ خانہ چو چاہ۔ جسم اندر کے کنویں کی طرح ہے۔
۲ قصر۔ میں جب تنگ گیا تھا اس فقیر جسم میں میری روح کی کئی اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے شاد بن گیا ہوں تو قصر بلند کی ضرورت ہے۔ انبیاء انبیاء کی جی جی سے دنیا کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مردگان۔ جو مردہ دل ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت والی ہے۔ نہ دنیا مال دنیا کے لئے وسیع اور مال باطن کے لئے بہت تنگ ہے۔
۳ گر بُودے۔ اگر دنیا تنگ نہیں ہے تو پھر ان کے باشندوں میں شہ و غل کیوں ہے اور یہ بڑھاپے میں کیوں جھک جاتے ہیں جھکاؤ مکان کی تنگی سے ہوتا ہے اس دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی روح آزاد ہو جاتی ہے چشم بند دنیا جو حقیقتاً تنگ ہے محض نظر بندی کی وجہ سے وسیع معلوم ہوتی ہے اس کی سرسبز اور فخر سب بالکل نہیں۔

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ
دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع ' اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ
خلاصی ست از تنگی

دو تنگی سے نجات ہے

اندر آئی جانت بخسیدہ بُود
تو اند آئے ' تیری جان پرمردہ ہوتی ہے
زاں پیش تنگ آیدت جان و کلیل
اس گری سے تیری جان تنگ اور عاجز آجاتی ہے
پس چہ پر سود آمد فراخی منزلت
تو جگہ کی دست سے تجھے کیا فائدہ ہے
در بیابانِ فراخی می روی
اور وسیع جنگل میں تو چلے
بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت
وہ جنگل اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہو گا
گو دریاں صحرا چولالہ بر شگفت
وہ اس جنگل میں لالے کی طرح کھلا ہے
از بُروں درِ گلشنی ' جاں در فغاں
باہر سے چمن میں ہے ' جان فریاد میں ہے
کہ زمانے جانت آزاد از تن ست
کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے
ہچوں آں اصحاب کہف اندر جہاں
جس طرح دنیا میں اصحاب کف
در عدم درمی روند و باب نے
وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے
کرد ویریاں تا کند قصر مملوک
اس کو دریاں کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

ہچوں گرما بہ کہ تنقیدہ بُود
حمام کی طرح جو گرم ہو
گرچہ گرما بہ عریض ست و طویل
اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے
تاہروں نالی نہ بلکشايد ملت
جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھلتا
یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی
یا کہ اے گمراہ تو تنگ جوتہ پہنے
آں فراخی بیابان تنگ گشت
جگہ کی ' دست تنگ ہو جائے گی
ہر کم دید اور تیرا از دور گفت
جس نے تجھے وہ سے دیکھا کہا
او نمیداند کہ تو چوں ظالماں
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح
خواب تو مآں کفش پیروں کروست
تیری نیند اس جوتہ جسم کو اند دینا ہے
اولیاء اور خواب ملک ست فلاں
اے فلاں! اولیاء کے لئے نیند سلطنت ہے
خواب می بیند و پنجا خواب نے
وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے
خانہ تنگ و دروں جاں چترگلوک
گھر تنگ ہے اور اند جاں امیرن ہے

ہچوں گرما بہ دنیا کو وسیع بھی اور
تنگ بھی بنایا اس کو مثالوں سے
سمجھاتے ہیں حمام جو گرم حمام ہے تو
باد جو دست کے وہاں طبیعت
تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور
تنگ بھی تنقیدہ تنقید اور تنقید
گرم ہونا بخسیدہ بخسیدن ' پرمردہ
ہونا۔ یا کہ وسیع جنگل میں اگر کوئی
تنگ جوتہ پہنے کر چلے تو وہ جنگل وسیع
بھی ہے اور اس کے لئے تنگ بھی
ہے یہی حال دنیا کا ہے کہ دست
کے باوجود تنگ ہے۔

۲ ہر کہ وسیع جنگل میں تنگ
جوتہ والے کو جوتہ کھینچے گا تو سمجھے گا کہ
بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں
جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو
بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح
وہ فغاں کرتی ہے۔ خواب انسان
جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے
پاؤں سے تنگ جوتہ اتر جاتا ہے۔
اولیاء۔ اولیاء کی روح حالت بیداری
میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس
طرح عوام کی روح نیند کی حالت میں
ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے
جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور
آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

۳ خواب۔ اولیاء حالت بیداری
میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی
سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی
دروازہ نہیں ہے۔ خانہ تنگ۔ حضرت
بلالؓ نے فرمایا زندگی کی حالت میں
روح اس جسم میں تیرہ بیڑے
رہتی ہے۔ چترگلوک۔ وہ شخص جس
کے ہاتھ پاؤں بیڑے بیڑے ہوں
وہاں گاہنپنے کا لیڑن۔

چترگو کم چوں جنین! اندر رحم
 میں لیٹن ہوں، جیسا کہ رحم میں تھ
 گربا شد درد زہ بر ما دم
 اگر ہری میں کو درد نہ ہوتا
 مادر طبعم زود مرگ خویش
 میری ماہ طبیعت اپنی موت کے درد سے
 تلخ درد آں بڑہ در صحرائے سبز
 تاکہ وہ بھیڑ کا پچ، سرسبز میدان میں بچے
 درد زہ ۲ گر رنج آبستال بود
 درد زہ اگرچہ حائلہ کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے
 حاملہ گریاں زردہ کائین الفناص
 حائلہ درد سے روتی ک بچہ کی جگہ کاں ہے
 ہرچہ زیر چرخ ستمد اتمہات
 جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں
 ہر یکے ۳ از درد غیرے غافل اند
 ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے
 آنچہ کوسہ داند از خان کساں
 جو چلی دھڑی ملا لوگوں کے گھر کے بارے میں جانتا ہے
 آنچہ صاحب دل بداند حالی تو
 صاحب دل جو کچھ تیرے حال کے بارے میں جانتا ہے
 آنچہ بیند در جہیت الل دل
 صاحب دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
 مجھے نو سینے دگئے ہیں کہ انتقال ضروری ہے
 من دریں زنداں میلاں آذرم
 میں اس قید خان میں آگ میں ہوتا
 می گندزہ تا رہد بڑہ زمیش
 زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا پچ بھیڑ سے نکل آئے
 ہیں رحم بکشا کہ گشت آں بڑہ گبر
 ہاں رحم کو کھل کیونکہ وہ بھیڑ کا پچ فریب ہو گیا ہے
 بر جنیں اشکستن زنداں بود
 بچے کے لئے قید خان کا ٹوٹنا ہوتا ہے
 وال جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص
 اور وہ بچہ ہوتا ہے کہ چھٹکا در پیش ہے
 از جما دواز بہیمہ وز نبات
 جمادات اور حیوانات اور نباتات سے
 جز کسانے ک نبی و عاقل اند
 سوائے ان کے جو خبردار اور عقلمند ہیں
 بلم از خان خودش کے داند آں
 ایسی دھڑی ملا اپنے گھر کے بارے میں بھی کب جانتا ہے؟
 تو ز حال خود ندانی اے عمو
 اے چچا! تو خود دیا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے
 کے ب بنی در خود اے از خود مجمل
 اس لئے آپ سے شرمنا تو خواہ اپنے بارے میں کب جانتا ہے

۱ جنیں۔ بچہ ہاں کے پیٹ میں
 نیز حائز رہتا ہے نہ۔ یہ
 مدت محل ہے گربا شد۔ بلان پر
 موت کی تکلیف لگتی ہے جس
 طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو درد
 کی تکلیف ہوتی ہے۔ آذر۔ آگ
 بڑہ۔ بھیڑ کا پچ یعنی درجہ پیش۔
 بھیڑ یعنی جنم ان مردہ موت کے بعد
 درجہ ملا ہاں کی سر کرتی ہے۔
 ۲۔ درد زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو
 ہوتی ہے جس کی وجہ سے قید سے
 آزاد ہوتی ہے۔ الفناص۔ بچہ کی
 جگہ۔ اتمہات۔ یعنی جمادات اور
 حیوانات اور نباتات میں سے جملے
 والہ مائیں۔
 ۳۔ ہر یکے۔ ہر انسان اپنے درد
 میں مبتلا ہے اور اسی سے باخبر ہے۔
 نبی۔ کسب مختصر دھڑی والا جو عموماً
 ذہین ہوتا ہے یعنی علیہا اللہ بارے میں
 دھڑی والا جو عموماً بے وقوف ہوتا ہے
 ہے۔ آنچہ۔ لہذا اللہ دھڑل کے
 احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں
 کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا
 واقف نہیں ہوتا۔ آنچہ۔ لہذا اللہ
 پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی
 واقف ہوتے ہیں۔

بیان آنک ہرچہ غفلت و کالی و تاریکی ست ہمہ از
 اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ
 تن ست کہ ارضی و سفلی ست
 ہے کہ کھدو ارضی و سفلی ہے

۱ غفلت انسان کی سب غفلتیں
ہادی ملک کی وجہ سے ہیں۔ چلے۔
چونکہ زمین فلک کے درمیان میں
ہے لہذا اس کے جس حصہ پہ سورج
پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات
اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہو
جائے اسی طرح اگر جہاں کے
ذریعہ جسمانی چاہے منع کر دیا جائے
تو روح ہمیشہ منور رہے اور اس پر
غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔
۲۔ ایک سورج کا زوال۔ وہ سورج
کثیف جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے
اس طرح کثافت جسم سے پیدا ہوتی
ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔
مستند ختم۔ روشن کرنے والا۔

۲۔ وہم۔ وہم وہاں کی مانند ہے
جو غلطی میں پڑتا ہے عقل، نور محض
ہے۔ روح، خون چہرے کی سرخی کا
سبب صفر اور ری کا سبب بلیغ سفیدی کا
سبب سواریا ہی کا سبب ہے تو جس
طرح چہرے کے یہ حالات اسباب
کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں
کدھن اسباب کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہیں ورنہ وہ صحت پر ہے
۳۔ حقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی
خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین
قلبی اس کو علت اور سبب کا نتیجہ قرار
دیتا ہے۔ مغر وہ علم جو استدلالی ہے
اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم شفی
اور الہامی غلطی سے مبرا ہے وہم بہار۔
پیدا ہونے کی بعد جب انسان
مجموعات کے ذریعہ دوبارہ اصل حیات
حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر آلات مد
دیتا ہے اور مسبب الاسباب ہی کو سر
حقیقی سمجھتا ہے علت کوئی فلاسفہ خدا
کو علت قرار دیتے ہیں متکلمین اور
اہل مذہب خدا کو کامل بخدا مانتے ہیں

غفلت از تن بود چوں تن روح شد
غفلت جسم کی وجہ سے بھی جب جسم روح بنا
چوں زمین بر خاست از جو فلک
جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے
ہر گجا سایہ ست و شب یا سایہ
جہاں کہیں سایہ، اور رات یا سائے کی جگہ ہے
دو پیوستہ ہم از ہمیزم بود
وہاں اندر من سے وابستہ ہوا ہے
وہم ۲۔ افتد در خطا و در غلط
وہم، خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے
ہر گرانی و کسل خود از تن ست
ہر گرانی اور سستی کی جسم کی وجہ سے ہے
روئے سرخ از کثرت خونہا بود
سرخ چہرہ خون کی کثرت سے ہوتا ہے
رو سفید از قوت بلیغ بود
سفید چہرہ بلیغ کی قوت سے ہوتا ہے
در حقیقت ۳۔ خالق آثار اوست
در حقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے
مغر کو از پوستہا آوارہ نیست
مغر، جو چھلکوں سے جدا نہیں ہے
چوں دُوم بار آدمی زادہ برزاد
جب انسان، دو بارہ پیدا ہوا
علت اولیٰ نباشد دین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی
بند او اسرار رابے پنج بُد
وہ یقینی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے
نہ شب نے سایہ باشند نہ دلگ
نہ رات ہو گی اور نہ سایہ اور نہ زوال
از زمین باشند نہ از افلاک و مہ
وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے
نہ ز آتشہائے مستقیم بود
نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے
عقل باشد در اصابہا فقط
ورگی میں صرف عقل ہوتی ہے
جاں ز حقیقت جملہ دیریدن ست
جان بیکے پن سے پوری اڑان میں ہے
روئے زرد از جنبش صفر بود
زرد چہرہ صفر کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے
باشد از سودا کہ رو او ہم بود
سودا کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے
لیکن جو علت نہ بیند اہل پوست
لیکن کمال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں
از طبیب و علت اور اچارہ نیست
طبیب اور بیماری سے اس کو مغر نہیں ہے
پائے خود بر فرق علتہا نہاد
اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھا دیا ہے
علت آخری ندار و کین او
آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

علت سے معلول کا صدہ ضروری ہوتا ہے علت آخری ظاہری سبب کو کہہ کر اس کو سبب حقیقی سے غفلت نہیں ہوتی ہے۔

۱۔ یہ وہ ملا علی کی سیر کرتا رہتا ہے۔ جس طرح وہ عقلیں لامکان میں رہتی ہیں اسی طرح یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ پس عقول اس کامل مدح کے سامنے ہماری عقول بچ چکے۔ تشبیہ اس مضمون میں یہ ثابت کرتا ہے کہ مدح کامل کا الہام بخبر نہ کر کے ہے۔

۲۔ مجتہد وہ شخص جو قرآن وحدیث میں مذکور احکام سے ان چیزوں پر حکم لگاتا ہے جن کا حکم قرآن وحدیث میں موجود نہیں ہے اس کے پاس اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث بطور نص کے موجود ہو تو جیسو وہ اس کے ذریعہ حکم بیان کرتا ہے۔ وہ کہ نص پر قیاس کو حکم جاری کرتا ہے۔ مدح قدسی۔ روح قدسی کا احساس بخبر نص کے ہے اور ہمارا عقلی ادراک بخبر نص قیاس کے جو نص سے کم ہے چیز ہے عقل۔ عقل نے مدح سے استفادہ کیا ہے تو وہ اس سے کمتر کہے ہو سکتی ہے۔ جان و عقل مدح عقل میں مؤثر ہے۔ مدح عقل کی تدبیر مدح کی تاثیر ہے۔

۳۔ روح کاملہ اگر روح نے عقل میں تاثیر بھی کر دی ہے تب بھی عقل کہوہ کی ہماری مناسب نہیں ہے اس میں وہ اسباب و علامات نہیں ہیں جو روح میں ہیں۔ عقل۔ عقل با اوقات مدح کی تاثیر کو مدح سمجھتی ہے یہ اس کی عقلی تاثیر ہے۔ مدح میں وہی فرق ہے جو صبح اور اس کے نور میں ہے۔ نال۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ نور اور چیز ہے اور صبح دھری چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ صبح تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

با عروس صدق و صفوت در تنق
غلوس، اور سچائی کی لہن کے ساتھ وہ پرہ
بے مکاں باشد چوں ارواح و نغلی
بے مکان ہو جاتا ہے جیسا کہ روحیں اور عقلیں
می فتد چوں سایہ در پاپائے او
سایہ کی طرح اس کے پاؤں پڑتی ہیں

می پرد چوں آفتاب اندر افق
وہ افق میں سورج کی طرح اڑتا ہے
بلکہ بیروں از افق در چرخا
بلکہ وہ افق اور آسمانوں سے باہر
پس عقول ماست سایہای عمو
اے چچا! ہماری عقلیں سایہ ہیں

تشبیہ نص با قیاس نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

اندر اں صورت نیند شد قیاس
وہ اس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے
از قیاس آنجا نماید عبرتے
قیاس سے اس مقام پر تعبیر کرتا ہے
واں قیاس عقل جزوی تحت ایں
اور ہمارے عقل کا قیاس اس سے کم ہے
روح اورا کے شود زیر نظر
روح اس کے ماتحت کب ہو سکتی ہے؟
زال اثر آں عقل تدبیرے کند
اس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے
کویم و کشتی و طوفان نوح
سند کہل کشتی اور نوح کا طوفان کہل ہے؟
نور خور از قرص خود دورست نیک
سورج کا نور سورج کی نیک سے بہت دور ہے
تاز نورش سوئے قرص افگند شد
یہاں تک کہ اس کے نور سے نیک کی جانب روانہ ہوا

مجتہد برگہ کہ باشد نص شناس
مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے
چوں نیاید نص اندر صورتے
اگر کسی صحت میں اس کو نص نہیں ملتی ہے
نص وحی روح قدسی داں یقین
قدسی مدح کے الہام کو تو نص سمجھ
عقل از جاں گشت با ادراک و فر
عقل مدح سے باطل و شوکت بنی
لیک جاں در عقل تاثیرے کند
لیکن مدح عقل میں اثر کرتی ہے
نوح ۳ وارہ صدمتے زد و تو روح
اگر مدح نے روح کی طرح تجھ میں اثر کیا ہے
عقل اثر را روح پندارد ولیک
عقل تاثیر کو مدح سمجھ جاتی ہے لیکن
زال بقرصے سالکے خود سند شد
سالک من نور کی وجہ سے کلیہ پر خوش ہوا



نیست دائم روز و شب او آفلست
مستقل نہیں ہے ضد شب میں غروب کر جانے والا ہے
غرقہ آں نور باشد دھما
وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے
وہ امید او از فراق سینہ کوب
وہ سبز پینے والی جلیں سے نجات پا گیا
یا مبدل گشت گر از خاک بود
اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے
کہ زندہ ہوئے شعاعش جلو واں
کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے
آنجناں سوزد کہ ناید زوشر
ایسی جل جائے کہ اس سے پھل نہ پیدا ہو
ما رہا او کجا ہمرا ہی ست
ساپ کی اس کے ساتھ ہمرا ہی کہی ہو سکتی ہے
اندیس یم ماہیاں را می کشند
جو اس سمند میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں
ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا کنند
لیکن دریا سے ان کی گمراہی ان کو رسوا کرتی ہے
مارا را از سحر ماہی میکشد
جو ساپ کو سمیر سے مچھلی بنا رہی ہیں
تاشوی چوں ماہیا دریم رواں
تاکہ مچھلیوں کی طرح سمند میں چلے
بحر شاں آموختہ سحر حلال
کہ سمند نے ان کو حلال جلا سکھا دیا ہے

زانکہ اس نورے کہ اندر اسفلست
اس لئے کہ یہ نور جو عالم سفل میں ہے
وانکہ اندر قرص دارد باش و جا
وہ جو مکے میں قیام اور جگہ رکھتا ہے
نے سحابش رہ زند نے خود غروب
نہ رہ اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود دھما
آنجیں کس اصلش از افلاک بود
ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے
زانکہ خاکی را نباشد تاب آں
کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے
گر زند بر خاک دائم تاب خور
اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے
دائم اندر آب کار ماہی ست
ہمیشہ پانی میں رہتا اور مچھلی کا کام ہے
لیک در کہ مارہائے پرفتن اند
لیکن پہاڑوں میں بہت سے پرفتن ساپ ہیں
مگر شاں گر خلق را شید اکند
ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے
واندیس یم ماہیاں تو سن اند
ان سمند میں قوی مچھلیاں ہیں
گر تو ماری شو قرین ماہیاں
اگر تو ساپ ہے مچھلی کا ساتھی بن جا
ماہیاں قعر دریائے جلال
دریائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں

۱۔ اندر اسفل۔ دنیا میں جہاں قدرت
ہیں وہاں ہیں۔ تاکہ جس کا اصل
ذلت تک ہو جائے گا وہاں کی نور میں
مستقر رہے گا۔ نے سحابش۔ اب
نہ اس کی جسمانی کتابیں نور سے مانع
ہوں گی مظاہر قدرت کا نفا ہوا اس
کے لئے فراق کی سبز کوئی کا سبب
ہے گا۔ آنجیں۔ ایسا شخص وہی ہوگا
جولائے ہوگا اگر وہ ماضی سے اس
نے مچھلیوں کے ذریعے اپنے ماضی
ہوئے کو تم کر دیا ہے۔ تاکہ خاکی اور
ماہی ذلت کی شعاعوں کی تاب
نہیں لائیں اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر
سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ
برداشت نہ کرے گی اور اس میں
اگانے کی طاقت ہی نہ ہوگی۔
۲۔ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ
ماہی طور پر پانی کو برداشت کر سکتی
ہے ساپ مچھلی کی آبی چیز ہے وہ ہمیشہ
سمند میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح
لاہوتی اور ماضی کو سمجھو کہ شاں۔
کبھی ماضی لاہوتی بننے کی کوشش
کرتے ہیں لیکن محرومیت ان کو رسوا
کر دیتا ہے۔
۳۔ دائرہ یم۔ یہاں ایسے لاہوتی
انسان ہیں جو ماضیوں کو لاہوتی بنا
دیتے ہیں۔ گر تو اگر تو ماضی سے تو
لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر دے تجھے
دریائے وحدت میں تیرا سکھا دیں
گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی اولیاء جلا
کرتے ہیں جس سے ماہیت تبدیل
ہو جاتی ہے لیکن ان کا جلا حلال جلا
ہے۔



بس اجمال از تاب ایشاں حال شد

بہت سے عمل ان کی حالت نے فائدہ بن گئے ہیں

زہر آنجا رفت و شکرت شد یقین

دہل زہر گیا ہے اور جتنا شر بن گیا ہے

خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر

خاک سنا، چتر جوہر پاؤں سر ہو گیا ہے

تاقیامت ۲ گر بگویم زین کلام

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

کس آنجا رفت و نیکو فال شد

میں وہاں پہنچا ہے اور یک بخت بن گیا ہے

سنگ آنجا رفت گوہر شد یقین

وہاں چتر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

می نہ بیند جز بشر بشر بشر

انسان آنکھوں کو سوائے بشر کے کچھ نہیں سمجھتی ہے

ص د قیامت بگذرد ویں نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی اور یہ نا تمام رہے گی

آداب المستمعین والمُریئین عند فیض الحکمة من لسان الشیخ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مریدوں کے آداب

بر مملوایں ایں مگر ز کردن ست

تعلیوں پر یہ کمرہ کنا ہے

شمع از برقی مگر ز بر شود

شمع کمرہ نہ سے لوہی ہوتی ہے

گر ہزاراں طالب اندو یک مملول

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رفیعہ

ایں ۳ رسولان ضمیر وراز گو

یہ دل کے پیغام رساں امر بیان کرنے والے

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں

وہ شاہوں کی سی نخوت اور برائی رکھتے ہیں

تا ادبہا شایں بجا گہ ناوری

جب تک تو ان کے ادب بجا نہ لائے

کے رسانند آں لمانت را بتو

تجھے وہ لمانت کب پہنچائیں گے؟

نزد من عمرے مگر ز بردن ست

میرے نزدیک وہ بد زندگی حاصل کرنا ہے

خاک از تاب مگر ز زر شود

مٹی کمرہ گری سے سنا بن جاتی ہے

از رسالت بازمی ماند رسول

پیغام پہنچانے سے رسول رک جاتا ہے

مستمع خواہند اسرافیل خو

حضرت اسرافیل کی عادت دلا سننے والا چاہتے ہیں

چاکری خواہند از اہل جہاں

دنیا والوں سے خدمت گہری چاہتے ہیں

از رسالت شکاں چگونہ بر خوری

ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

تا نباشی پیش شاں رابع دو تو

جب تک کہ ان کے سامنے کوئی عرض نہ ہو نہ جائے



اُس بحال بہت ہی ناممکن باتوں کو
اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے
ہیں۔ زہر ان کی محبت میں برے
اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو
جاتے ہیں۔ یہی نہ بیند لیکن مگر
ان کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

۲ تاقیامت ان اہل اللہ کی محبت
کی تاثیر کا اگر میں قیامت تک بیان
کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ برطولاں جو
لوگ پیری اس طرح کی باتوں سے
ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کمرہ
پر کمرہ مضمون ہے لیکن انہی مضامین کا
اعادہ سمجھتے ہی زندگی بختا ہے بشر
روشنی کی حکمران کوئی زندگی بخشی
ہے خاک سونہ کی شعاعوں
کے کمرہ کو سننے سے زمین میں ہونے
کی کان پیدا ہو جاتی ہے اگر
ہزاروں کی عقل ایک مکد
سے مکد ہو جاتی ہے اور مضامین
عالی کی آمد ہند ہو جاتی ہے۔ رطل۔
یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا
بزرگ۔

۳ ایں یعنی اولیاء اللہ کو پیغام
دیتے ہیں اور امر الہی سناتے ہیں۔
اسرافیل خود حضرت اسرافیل پر وقت
مصر ہو سکتے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم
سننے کے لئے نظر ہیں۔ نخوتے ان
اولیاء کا شانہ مزاج ہوتا ہے اور
مریدوں کی اصلاح کے لئے ان سے
خدمت گزری کے خواہاں رہتے
ہیں۔ تا میرے کے لئے شخص ذکر و فکر
کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجالانا
بھی ضروری ہے۔ شیخ کی پوری
اطاعت ہوتی ہے تب وہ ہمیں نسبت
کی لمانت مرید کے پروردگار ہے۔

ہر سیمہ دل خود سیمہ دیدے در
 مردم دیدہ سیمہ آمد چرا
 ہر سیمہ دل ان کا کالا دیکھا
 آنکھ کی پتلی کالی کیں واقع ہوتی ہے
 مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 تابنا انسان رو سیاہ ہوئے
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 دنیا میں سوائے روشنی بولھانے والی پتلی کس
 چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
 پس بغیر او کہ در رنگش رسید
 جبکہ ان بالوں کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون سا جمال کے رنگ کو کچھ سکا ہے
 پس ۲ جز او جملہ مقلد آمدند
 در صفات مردم دیدہ بلند
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
 گفت بختش لفرق لے خوش خصال
 گفت نے نے کہا لے خوش خصلت جدائی ہے
 ان کی بیوی نے کہا لے خوش خصلت جدائی ہے
 گفت جفت اشب غریبے ۳ میروی
 جفت جفت اشب غریبے ۳ میروی
 بیوی نے کہا "آج کی رات سفر بن کر جا رہے ہو
 بیوی نے کہا "آج کی رات سفر بن کر جا رہے ہو
 گفت نے نے بلکہ اشب جان من
 گفت نے نے بلکہ اشب جان من
 انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 گفت لے جان و لم و احسرتا
 گفت لے جان و لم و احسرتا
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 گفت رویت را کجا بینیم ما
 گفت رویت را کجا بینیم ما
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 حلقہ خاش بتو پیوستہ است
 حلقہ خاش بتو پیوستہ است
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اندراں حلقہ ز رب العالَمین
 اندراں حلقہ ز رب العالَمین
 اس حلقہ میں رب العالمین کا
 اس حلقہ میں رب العالمین کا

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے؟ بالوں کو سیاہ رو
 دیتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی خصلت کی دلیل نہیں ہے
 آنکھوں کی پتلی سیاہ ہے مگر اس کی
 فضیلت ظاہر چاند سیاہ سیاہ ہے اور
 پتلی والا چاند کا آئینہ ہے خود کہ یعنی
 بالوں کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل
 وہی ذات گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود
 تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل
 ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں
 حاصل ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کرام چوں۔ حضرت بالوں کے
 حقیقی اوصاف کا آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 سمجھ سکے
 ۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے
 علاوہ دوسرے لوگ ان کے کج مرتبہ کو
 حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف
 تقلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں۔
 خصل۔ عصلت کی جمع ہے
 عادت۔ فصا۔ جدائی یعنی موت۔
 ۳۔ فریے۔ یعنی آپ عنہا رخصت
 ہو کر سفر بن رہے ہیں۔ تبار۔
 خاندان۔ غریبی۔ دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
 ہے حلقہ۔ موئین کے بارے میں
 فرمایا گیا ہے عفیٰ قعد صدق
 عند ربک مفقذ۔ یعنی وہ
 مقصد ہنشلہ کے پاس پہنچائی کی جگہ
 میں ہونگے حلقہ وہ مقام جس میں
 موئین وہ جگہ ملے گی ہر مومن کو کچھ سکتا
 جائزہ دینا نظر بند رکھ کر ہستی کی
 طرف نہ دیکھے اندراں۔ اس حلقہ
 میں اللہ کی خاص حاجی ہوگی۔



اَسپ داند بانگ و بُوئے شیر را
گھڑا شیر کی آواز اور بوی گھڑا شیر کی
بِلِ عَدُوّ خویش را ہر جانور
بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو
روزِ خُفاشک نیار د بر پدید
چکاڑ دن میں نہیں آڑ سکتی ہے
از ہمہ محرم حرِ خُفاش بُود
سب سے زیادہ محرم چکاڑ ہے
نے تواند مصافح زخم خورد
نہ تو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے
آنگہ آں خودشید از احسان وجود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے
آفتاب کے بگردانہ خُفاش
سورج اپنا رخ کب موڑتا ہے؟
عذتِ لطف و کمال او بُود
اس کا انتہائی کرم اور کمال ہے
دشمن ار گیری بخدّ خویش گیر
اگر تو دشمن بنائے تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا
قطرہ سے باقلمزم چو استیزہ گند
قطرہ جب سمند سے دشمنی کرے
حلیتِ اواز سبّالاش نکلدرد
اس کی مذہبیر اس کی موٹھوں سے آگے نہیں بڑھتی ہے
با عَدُوّ آفتاب ایں بُد خطاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے غلطی
اے عَدُوّ آفتابے کز فرش
اے اس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے

گرچہ حیوان ست لا نادر
اگرچہ جانور ہے مگر بہت کم
خود بداند از نشان واز اثر
علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے
شب بڑوں آید چو دزدان جرید
رات کو اکیلے چھوٹ کی طرح نکلتی ہے
کہ عَدُوّ آفتاب فاش بُود
کیونکہ وہ دشمن سورج کی دشمنی ہے
نے بنفریں تاندش مقہور کرد
نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے
برن دَر اندز قہرش تار و پود
غصہ سے اس کا تپتا ہوا نہیں پھڑپھڑاتا ہے
از برائے غصہ وہ قہر خُفاش
چکاڑ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے
ورنہ خُفاش کجا مانع شود
ورنہ چکاڑ کہیں اس کو روک سکتی ہے؟
تلوود ممکن کہ گردانی اسیر
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کر لے
ابلہ است اُوریش خود برمی گند
”بیوقوف ہے“ اپنی دماغی فوج ہے
خجر و خلق قمر چوں برودرد
چاند کا گلا“ اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟
اے عَدُوّ آفتاب آفتاب
اے سورج کے سورج کے دشمن!
می بلرزد آفتاب و اخترش
سورج اور اس کے ستارے لرزتے ہیں

۱ لا نادر بہت کم ہے کہ گھڑا شیر کی بوی
کو نہ پہچانے۔ بل۔ ہر جانور اپنے
دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ جوید۔ تہا۔
خُفاش۔ چکاڑ سب سے زیادہ
بدبخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی
ہے حالانکہ اس سے اس کو کوئی فائدہ نہیں
اسی طرح سب سے زیادہ بدبخت وہ
ہے جو حق آفتاب یعنی دلی سے دشمنی
برتے۔ مصافح۔ میدان جنگ۔
مقہور۔ مغلوب۔

۲ آنگہ۔ سورج کا کرم ہے کہ وہ
اس چکاڑ کو خفا سے نہیں ہٹاتا ہے اسی
طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ مکرین کا
تجاہد و پراگندگی کرتے ہیں۔ خفا۔ یعنی
رہنے دشمن لب مولانا سمجھاتے ہیں
کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بری ہے۔
دشمنی اگر کی بھی جائے تو ایسے شخص
سے کی جائے جس کو انسان مغلوب
کر سکے۔

۳ قطرہ اولیاء کے ساتھ عام انسان
کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمند
سے دشمنی کرے جو محض اس کی حماقت
ہے۔ حلیت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو
کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔
یعنی دلی کال۔ باعد۔ چکاڑ جو
آسمانی سورج کی دشمنی ہے اس کی
بات تو ہم نے بتا دی کہ دشمن تو
آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے
آفتاب آفتاب۔ دلی آفتاب حقیقی
یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

تو عَدُوّ اَوْ نہ خصم خودی تو غم آتش را کہ تو ہیڑم شدی
 تو اس کا دشمن نہیں ہے، اپنا دشمن ہے آگ کو کیا فکر ہے جبکہ تو بیدار ہو گیا ہے
 اے عجب از سوزِ شمت اُو کم شود عجب از غم و غصّہ ات پر غم شود
 عجب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے یا تیرے مدد سے وہ غم سے وہ غمکن ہو
 رحمتش نے رحمت آدم بود کہ مزاج رحم آدم غم بود
 رحمتش نے رحمت آدم کی رحمت نہیں ہے کہ مزاج رحم آدم غم ہوتا ہے
 رحمت ۲ مخلوق باشد غصّہ ناک رحمت حق از غم و غصّہ است پاک
 مخلوق کی رحمت، غصّہ سے ملی ہوتی ہے رحمت حق از غم و غصّہ است پاک ہے
 رحمت یتیموں چنین داں اے پسر ناید اندر و نام ازوے جو اثر
 اے بیٹا! بے مثل کی رحمت کو میں سمجھ ک سوائے نشان کے وہ سمجھ میں نہیں آتی ہے

فرق ۳ میانِ دانستن چیزے بمثالِ تقلید و میانِ دانستنِ مہیتِ آل چیز
 کسی چیز کو مثال، اور علمِ تقلیدی سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہرست آثارِ میوہ رحمتش لیک کہ داند جو اُو مہیتش
 اس کی رحمت کے پھل کے آثار ظاہر ہیں لیکن اس کی حقیقت سوائے اس کے کو کون جانتا ہے
 ہیچ مہیاتِ اُو صافِ کمال گس نداند جو آثار و مثال
 کمالی اوصاف کی مہیات گس نداند جو آثار و مثال
 طفلِ مہیتِ نداند طمٹ را جو کہ گوئی ہست چوں حلوا خرا
 بچہ جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے جو کہ گوئی ہست چوں حلوا خرا
 طفلِ رانہو زوٹی زن خبر سوائے اس کے کو کہد کہ تیرے لئے ملا جیسا ہے
 بچہ کو کھوت سے جماع کرنے کی لذت کی خبر نہیں ہے جو کہ گوئی ہست آں خوش چوں شکر
 کے بود مہیتِ ذوقِ جماع مٹل مہیاتِ حلوا اے مطاع
 جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟ اے جناب! حلوے کی مہیات جیسی
 لیکن نسبتِ کرد از روئے خوش ہاتو آں عاقل کہ تو کوکود وشی
 لیکن لذت کی حیثیت سے نسبتِ دیدی اس عقلمند نے تیرے لئے چونکہ تو بچہ کی طرح ہے

۱۔ تو عدو کی کارکن اللہ کا دشمن ہے۔ یہ دشمنی خود اس کی اپنے ساتھ دشمنی ہے۔ عجب اللہ تعالیٰ سے انسان کی دشمنی کہیں انسان نہیں پیدا کر سکتی۔ جس طرح کد کا جلال ہے پلاں ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی خالص رحمت ہے۔ کہ مزاج انسان کا رحم سے ملا جلا ہوتا ہے کی جھجھک کو کچھ کر انسان پر غم ملادی ہوتا ہے پھر اس کی رحمت ابھرتی ہے۔
 ۲۔ رحمت مخلوق انسانوں کی رحمت و شفقت غصّہ سے ملی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک ہے رحمت بے چل۔ جس طرح اللہ کی ذات کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے اسی طرح اس کی صفات بھی عقل سے بالاتر ہیں صرف ان صفتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا سکتا ہے۔
 ۳۔ فرق۔ کسی چیز کو مثال اور آثار سے جانتا اور بات ہے۔ حقیقت و مہیت کو جانتا اور بات ہے۔ اوصاف کمال۔ حضرت حق تعالیٰ کی صفات کمال۔ طفل۔ ہماری عقلوں میں ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔ طمٹ۔ جیسا۔ جو کہ کوئی۔ بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح سمجھائی جا سکتی ہے کہ اس سے کہا جائے کہ وہ ایسا مردار ہے جسا کہ حلوا کے بود۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی حقیقت کچھ اور ہے۔



تبداند آں کو دک آں را از مثال
تاکہ پچہ اس کو مثال سے سمجھ لے
پس اگر گوئی بدنام دور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
گر کہے گوید کہ دانی نوح را
اگر کوئی کہے کہ تو نوح کو جانتا ہے
گر گوئی چوں ندانم کال قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ چاند ہیں
کو د کان خرد در ستا بہا
چھوٹے بچے کتیں میں
نام او خوانند در قرآن صریح
ان کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
راست کو دانی تو از روء و صف
چاہے کہ تو ان کو وصف کے اعتبار سے جانتا ہے
ور گوئی من چہ دانم نوح را
اگر تو کہے میں حضرت نوح کو کیا جانوں؟
من سجد استن او از گجا
میں رکھیں اور ان کا جانتا کہیں
مور لکم من چہ دانم فیل را
میں لکڑی چھوٹی ہوں میں ہتی کو کیا جانوں؟
این سخن ہم راست است از روء آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
عجز از ادراک مہیت عمو
لے چچا بڑوں کے ادراک سے عجز
زانکہ مہیات و سر سر آں
کیونکہ مہیات اور ان کے راز کا راز

گرداند مہیت باعین حال
اگر اس کی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
وہ بگوئی کہ ندانم دور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی بعید نہیں ہے
واں رسول حق و نور روح را
اس اللہ کے رسول اور روح کے نور کو
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں
واں امامان جملہ در محرابہا
اور تمام امام عبراہیم میں
قصہ اش گویند از ماضی فصیح
ان کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں
گر چہ مہیت نشد از نوح کشف
اگرچہ حضرت نوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے
آں گزیدہ حق و محض روح را
اس اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو
ہمچو اوئے داند اُورا اے فتنی
اے نوجوان! ان کو جیسا ہی جان سکتا ہے
پشہ کے داند اسرائیل را
چمچر حضرت اسرائیل کو کیا جانے؟
کہ بمہیت ندانیش اے فلاں
اس فلاں کی حقیقت کے اعتبار سے تو نہیں جانتا ہے
حالت عامہ بلو دریاں تو
عوام کی حالت ہوتی ہے، تو حاصل کر لے
پیش چشم کالماں باشد عیال
کالوں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

۱۔ تاملاند جب حقیقت کو سمجھ
مشکل ہوتا ہے تو اس چیز کو مشاغل
سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس یہ علم جو
مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو
آگے چل کر علم بھی کہا جاسکتا ہے
چونکہ مثال سے ہر حال پر علم حاصل
ہوا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جاسکتا
ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم
ہے۔

۲۔ گر کہے اگر کسی کو حضرت
نوح کا علم ان کی بعض صفات سے
حاصل ہے اور کما حقہ ان کی حقیقت
معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح
ہے کہ میں حضرت نوح کو جانتا
ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں
ان سے واقف نہیں ہوں۔ قرآن یعنی
حضرت نوح پر کتاب مکتبہ رس
کشف کشف، معلوم گزیدہ
برگزیدہ۔

۳۔ من گجا۔ یعنی میں اس قابل
کہیں کہ ان کی حقیقت سے
مواقف ہو سکوں۔ عجز اب مولانا
قصیدت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے
مواقفیت عوام کے شایان شان ہے
انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ
صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ
چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے
زانکہ کمال لوگ مہیتوں اور ان کے
راز کے راز سے بھی واقف ہوتے
ہیں مہیات سے ایمان فانیہ مراد
ہیں اور مہیات سے مراد اسالامی ہیں
اور مہیات کے سر مراد حقیقت
الہیہ ہے۔

۱۔ موجودہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات عقل اور کچھ سے دور تر ہیں پھر بھی کمال الیاء اس سے عاقل ہوتے ہیں۔ ذات وہ ہے۔ جب الیاء ذات و صفات احدیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات ان پر کئی ہوتی ہے۔
۲۔ عقل۔ بحث۔ یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی معنی پر محمول ہونا چاہیے لہذا انہیں تاویل کی جائے گی اور ان تاویلوں معنی میں سمجھنا ضروری ہے قطب دلی جو واقف حال ہے کہتا ہے کہ چونکہ یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔ واقعات فلسفی کی عقل کا حال تو یہ ہے کہ جب تک چیز خود میں نہ آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب اس کا ذکر ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے زمین کی حرکت کو محال سمجھا جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب زمین کو متحرک مانا گیا ہے۔

۳۔ چل۔ رہبانیت۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور شہد شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تب وہ میدان تھا جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں رہے۔ چوں خلاصی۔ جب اللہ کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں نال دیں تو افلاس اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دے گا۔ جب وہاں اور حواسوں سے آزاد ہو جائے گی تو کشف و شہود بھی میرا آ جائے گا۔ بحث خویش۔ یعنی نفی اور اثبات کی بحث میں خن۔ یعنی بیوقوفوں کے

دور جوہر از بر حق و ذات او
اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات کے بارے میں چونکہ آل مخفی نہماند از حرماں
جبکہ عمریں سے وہ پشیدہ نہیں رہتا عقل ۲۔ بخشی گوید ایں دورست و کو
بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے کہ ہاں؟
قطب گوید مر تراے سست حال
قطب تجھے کہتا ہے کہ اسے سست حال واقعاتی کہ کنونت بر کشود
وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں چوں ۳۔ رہانیت زدہ زنداں کرم
جب تجھے کرم زنداندی نے دیکھنا شروع کر دیا ہے چوں خلاصی یافتی از صد بلا
جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے سہل گیرش تا نگردد مشکلات
اس کو آسان سمجھ تا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے سوئے بحث خویش تا زارے بواکسن
اے بواکسن! اپنی بحث کی جانب آ نسبت اثبات با نفی از خست
اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از روائے نسبت و اختلاف جہت
ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے



دراک کی بحث۔ بواکسن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد ہے جمع و تفریق نفی اور اثبات ایک جگہ جمع بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے کلم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز ہیکہ حیثیت اور جہت سے مدہ معلوم ہے مدہری حیثیت اور جہت سے مدہ معلوم ہے

نفی آل یک چیز و اثباتش رواست
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے
عَلَمَیَّتْ اِذْ رَمِیَّتْ اِلْزِمِیَّتْ است
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نہ پھینکانست کے اعتبار سے
آل تو افگندی چو برصت تو بود
تو نے پھینکا چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا
زورِ آدم زادہ را حدے بود
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے
مُشْتِ مُشْتِ تَمْتِ وَا فَلَکُنْ زِمَاست
مٹی تو تیری مٹی ہے اور پھینکنا امانا ہے
یَعْرِفُونَ الْاَنْبیَاءَ اَضْلَاؤُهُمْ
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں
بچوں فرزندان خود و آئندہ شال
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں
لیک اِز رَشک و حسدِ نہاں کنند
لیکن رشک اور حسد سے چھپا جاتے ہیں
پس چو یَعرِفِ گفت چوں جائے و گر
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے، فرمایا دوسری جگہ کہیں
اَنْهُمْ تَحْتَ قُبائی کَلْهُونُ
وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں
ہم سب بہ نسبت گیراں مشور را
اس مٹی کی ہوائی بات کو بھی تو نسبت کی وجہ سے سمجھ لے
زیں نمطِ بسیار آمد در خیمِ
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

چوں جہت شد مختلف نسبت و ذات
جب جہت بدل گئی نسبتیں وہ ہو گئیں
نفی و اثبات ست ہر دو مثبت است
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
تو عینکندی کہ قوت حق نمود
تو نے نہیں پھینکا چونکہ طاقت اللہ نے دی ہے
مُشْتِ خاکِ اِشکست لشکر کے شود
ایک مٹی کی ایک لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
زیں و نسبت نفی و اثباتش رواست
ان دونوں کی وجہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے
مِثْلَ مَا لَا یَشْتَبِہُ اَوْلَادُہُمْ
اس طرح جس طرح کان کا اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے
منکرانِ بلعد دلیل و صد نشان
منکر لوگ دلیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے
خوشتن را برندانم می زنند
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کا مصداق بناتے ہیں
گفت لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ فَلَرُ
ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس رہنے دے فرمایا
جو کہ یزداں شال نداند از مولاں
ان کو خدا کے سوا آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے
کہ بدانی و ندانی نوح را
کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے
کال بہ نسبت باشد اے جاں معتر
اے جان! کہ وہ نسبت کی وجہ سے حیر ہوئی ہے

۱۔ مازنیف۔ جنگ بد میں
آنحضورؐ نے ایک مٹی مٹی دشمنوں کی
طرف پھینکی جس سے داندھے اور
فلکست یاب ہو گئے چونکہ آنحضورؐ
نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو
پھینکنے کی نسبت آنحضورؐ کی طرف کی
گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا
جو آنحضورؐ کا ذیلی نہ تھا اس لئے پھینکنے
کی آنحضورؐ سے نفی کر دی گئی۔

۲۔ یَعْرِفُونَ۔ انبیاء کے بارے
میں فرمایا گیا ہے جو انبیاء پر مکی صادق
ہے کہ مگر یہ ان کو ایسا ہی جانتے
ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں
پھر فرمایا گیا ہے کہ انبیاء میرے واسطے
میں پیچھے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا
کوئی نہیں جانتا ہے چونکہ جانتا اور
نہ جانتا ہے چونکہ جانتا اور نہ جانتا وہ
حیثیتوں سے ہے لہذا دونوں باتیں
درست ہیں۔

۳۔ ہم بہ نسبت۔ حضرت نوحؑ
کو جانتا اور نہ جانتا بھی اسی اعتبار سے
سمجھ لے زیں نمط۔ حیثیت اور
جہت بدل جانے سے وہ متضاد حکم
بہت کی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔
مسئل۔ کسی کی فدا ہونا کا مسئلہ بھی اسی
نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے
اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا جاتا
ہے۔

مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل
کامل درویش کی فنا اور بقا کا معاملہ

ہم بہ نسبتِ اداں وفاق اے منتخب
اے برگزیدہ جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ
بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا وہ بظاہر ہے ادب ہو گا
چوں بہ طین بنگری دعویٰ کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا دعویٰ کہاں ہے
مات ۲ زید زید اگر فاعل بود
”زید مر گیا“ زید اگرچہ فاعل ہے
اُو زوئے لفظ بخوبی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے
فاعلیٰ چہ کو چنان مقہور شد
وہ فاعل کہیا د ایسا مغلوب ہے

ایں دو ضد با ادب با بے ادب
با ادب ’ لڑ ہے ادب ان دو ضدوں کا
بکہ بود دعویٰ عشقش ہمسر کی
کیونکہ اس کا عشق کا دعویٰ ہماری ہے
اود دعویٰ پیش آں سلطان فناست
وہ ادب اس کا دعویٰ شہ کے سامنے معدوم ہیں
لیک فاعل نیست کو عاقل بود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے ’ کیونکہ وہ بیکار ہے
ورنہ اومفعول وموش قاتل ست
وہن وہ مفعول ہے ’ لاد موت اس کی قاتل ہے
فاعلیہا جملہ ازوے دور شد
تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

۱۔ ہم بہ نسبت اس کا با ادب ہوتا
اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے
اختلاف سے صحیح ہے اگر وہاں میں اس
کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو
بے ادب ہے ’ اگر ذات ہادی کی
طرف ہوں تو یہ با ادب ہے چوں
بہ طین۔ چونکہ اس کو فنا فی لذات کا
مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہذا اس کا اپنا نہ
کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

۲۔ مات زید۔ نحوی ترکیب کے
اعتبار سے مات فعل ہے اور زید اس کا
فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ہونہ
زید میں موت کی حالت میں فاعلیت
اور کرنے کی صلاحیت کہاں وہ
ماصل مفعول اور مفعول ہے۔ موت
اس کی قاتل ہے۔ فاعلیت فنا کے
بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی
نہیں ہے لہذا فاعل اس کی طرف
نسبت نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ مینا
مقصود ہے کہ وہ دلیل اپنی جان سے
قطع نظر کر کے باوجود کے سامنے
پیش ہوا ہی طرح عاش اپنی ذات و
صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے۔
صدر۔ یعنی وہ غلام صدر جہاں کے
صدر سے دو پیش ہو گیا۔ کہستان۔
ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ مرض یا
فراق سے ذلت۔

قصہ ۳ وکیل صدرِ جاں کہ متہم شد و از بخارا گریختہ از
صدر جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہو گیا تھا ’ اور جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا
نیم جاں ’ باز عشقش گریں گرفت کہ کارِ جاں بہر
تھا پھر عشق نے اس کا گریبان پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ
جاناں سہل باشد عاشقاں را
عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

متہم شد گشت از صدرش نہاں
متہم و کیا ’ اس کے صدر سے غائب ہو گیا
گہ خراسان گہ کہستان گاہ دشت
کبھی خراسان میں کبھی کہستان میں ’ کبھی جنگل میں
گشت بے طاقت ز یام فراق
جہاں کے زمانہ سے ’ بے بس ہو گیا
صبر کے داند خلاعت را نشانہ
مہر ’ فراق کے ڈر کو کہیں فرد کر سکتا ہے؟

دور بخارا بندہ صدرِ جہاں
بخارا میں ’ صدر جہاں کا ایک غلام
مدتِ وہ سال سرگرداں بکشت
وہ سال تک لا لا پھرا
از پس وہ سال او از اشتیاق
وہ سال کے بعد و عشق کی وجہ سے
گفت تابِ فترتم زیں بس نمائد
اس نے کہا اس کے بعد جہاں کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے

از اِز فراق اِس خاکِ ہا شُوہ شُوہ

فراق سے یہ ریشیں شہ بن جاتی ہے
بادِ جاں افزا و خمِ کرد و وبا
روحِ پرہو ہوا ، تاسوائی و با بن جاتی ہے
باغِ چوں بختِ شوہ دارا لمرض
جنت جیسا باغِ پھل کا گھر بن جاتا ہے
عقلِ دراک از فراق دوستان
دوستوں کی جدائی ہے ، حسِ عقل

دورِ از فراق چنل سوزاں شدہ است

دورِ فراق سے اس قدر جلانے والی بن گئی ہے
گر بگویم از فراق چوں شرار
اگر میں چنگاریں جیسے فراق کے متعلقی کھوں
پس ز شرحِ سوزِ او کم زن نفس
لہذا اس کی سوش کی تفریح نہ کر
ہر چہ ازوے شاد گردی در جہاں
تو دنیا میں جس چیز سے خوش ہو

زانچہ گشتی شاد بس گس شاد شد

جس چیز سے خوش ہوا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں
از تو ہم بچد تو دل بروے منہ
وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا
ہمچو مریم کوئی پیش از فوتِ مُلک
ملک کھٹ ہونے سے پہلے ہی حضرت مریم کی طرح کہے

آبِ زرد و گندہ و تیرہ شُوہ

پانی زرد اور گندہ اور گندہ ہو جاتا ہے
آتشے خاکسترے گرد و ہبا
آگ ، لاکھ فضا کے ذبے بن جاتی ہے
زرد و ریزاں برگِ او اندر حرض
خوابی سے اس کے چہرے چھوٹنے والے ہوتے ہیں
ہمچو تیر اندازِ اشکتہ کماں
ٹوٹی ہوئی مکن والے تیر انداز کی طرح ہے

بیدارِ فراق چنل سوزاں شدہ است

بیدِ فراق سے اس قدر لڑنے والی بن گئی ہے
تا قیامت یک بُود از صد ہزار
قیامت تک لاکھ میں سے ایک ہو گا
رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گوئی و سس
بس خدا بچا ، بچا ، بچا کہتا رہے
از فراقِ او بیندیش آں زماں
اسی وقت اس کی جدائی کو سوچ لے

آخر ازوے بخت و بچوں باد شد

بالآخر اس سے و چیز چلی گئی اور ہوا جیسی ہو گئی
پیش از اں کو بچد از تو تو بچہ
اس سے پہلے کہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا
نفس را کاغذِ بالِ رَحْمٰنِ مَنک
خس سے ہیں تجھ سے اللہ کی پنہا چاہتا ہے

پیدا شدنِ رُوحِ لَقْدَسِ بِصُورَتِ آدَمی بَرِ مَریمِ بَوقِیتِ

حضرت جبریل کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت
غسل و برہنگی و پنہا گرفتنِ او بحقِ تعالیٰ
مریم کے سامنے رضا ہوتا اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پنہا مانگنا

۱۔ از فراق زمین پانی کی جدائی
سے خمر بن جاتی ہے اور پانی رطوبت کی
جدائی ہے گندہ اور گندہ بن جاتا ہے
باد ہوا صفائی کی جدائی سے تاسوائی
اور دبا بن جاتی ہے آتشے آگ
ابدر بن کی جدائی سے لاکھ بن جاتی
ہے باغ موسم پھل کی جدائی باغ کو
مرض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی وجہ
سے اس کے چہرے زرد ہو کر گرنے
لگتے ہیں عقل دوستوں کی جدائی
عقل کو ایسا مہموت کر دیتی ہے جس
طرح تیر انداز مکن ٹوٹ جانے سے
مہموت بن جاتا ہے

۲۔ دورِ خدا کی رحمت کی جدائی
میں جہنم پر سوزنی ہوئی ہے بید کا
دستِ طاقت کے فراق سے لڑتا
ہے گر بگویم فراق کے اثرات کا
بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا
پس فراق کے اثرات کی تفصیل میں
پڑنے کی بجائے الامان الامان کہتا
چلیے

۳۔ ہر چہ دنیا کی خوشیوں میں فراق
کا داغ دینے والی ہے زانچہ دنیا کی
خوشیوں میں چڑوں نے بہت سوں کو فراق
میں جلا کیا ہے پیش از اں بس چیز
کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا
دل اس سے ہٹا لے گا تو فراق کی
تکلیف نہ ہوگی۔ ہمچو مریم۔ جس
طرح مریم نے خدا کی پنہا حاصل کی
تھی تو بھی دنیا کی خوشیوں میں چڑوں سے
خدا کی پنہا حاصل کر لے اور ان کے
فوت ہونے سے نکل ہی خدا کی
طرف رجوع کر لے

دید مریم صورتے بس جانفزا
حضرت مریم نے ایک لوح پہ صہت دیکھی
پیش او برزست از روئے زمین
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے
از زمین برزست خوبے بے نقاب
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا
گزشت مریم بر اعضائے مریم او فتاد
حضرت مریم کے اعضاء پر کچھی طاری ہو گئی
صورتے کہ یوسف اُردیدے عیاں
وہ لکی صہت تھی کہ اگر حضرت یوسف اس کو دیکھ لیتے
ہچو گل پیشش بروید او ز گل
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگئے
گشت مریم بیخود و در بیخودی
حضرت مریم بے اختیار ہو گئیں کہ بیخودی میں
زانکہ سعادہت کردہ و آں پاک جیت
کیونکہ ان پاکستان نے عادت ڈال رکھی تھی
چوں جہاں راوید ملکہ بیقرار
چونکہ انہوں نے دنیا کو بے لگاؤ ملک سمجھ لیا تھا
تا بگاہ مرگ حصے باشندش
تاکہ موت کے وقت وہ ان کا قلعہ بنے
از پناہ حق حصارے بہ ندید
انہوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا
چوں بدید آں غمزاے عقل سوز
جب انہوں نے وہ عقل سوز لائیں دیکھیں
شاہ و لشکر خلقہ در گوشش شدہ
شاہ و لشکر اس کے حلقہ بہ گن بن گئے تھے

جانفزائے لڑبائے در خلا
خلوت میں جو بڑی لوح پہ لڑبا تھی
چوں مہ و خورشید آں روح الامیں
چونکہ وہ نگلی تھیں کہ خرابی سے ڈریں
جبرئیل چاند لہ سورج جیسے
آپچنال کز شرق روید آفتاب
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے
کو برہنہ بود ترسید از فساد
کیونکہ وہ نگلی تھیں کہ خرابی سے ڈریں
دست از حیرت بریدے چوں زنال
عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے
چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل
جس طرح خیال دل سے سر اھلتا ہے
گفت پنجم در پناہ ایزدی
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آئی ہوں
در ہزیمت دختہ دلن سوئے غیب
عاجزی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی
حازمانہ ساخت زال حضرت حصار
پختہ کاری سے اس مہار کو قلعہ بنا لیا تھا
کہ نیابد خصم راہ مقصدش
تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے
یونکہ نزدیک آں دژ بر گزید
اس قلعہ کے نزدیک انہوں نے قلعہ منتخب کی
کہ از وی خد جگر ہاتیر دوز
جنس سے جگر زنی ہوتے تھے
خسرواں ہوش بہوش شدہ
عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

۱۔ مظلہ حضرت مریم نے لوگوں
سے گوشہ تہائی اختیار کر لیا قلعہ لوح
الامیں حضرت جبرئیل زمین سے
نمودار ہوئے تھے بے نقاب
حضرت جبرئیل بے نقاب اس طرح
نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے
سورج طلوع کرتا ہے
۲۔ لڑہ حضرت جبرئیل کے
نمودار ہونے سے حضرت مریم گھبرا
گئیں برہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی
پیش نہ آجائے صہت حضرت
جبرئیل لکی حسین صہت میں نمودار
ہوئے کہ اگر حضرت یوسف ان کو
دیکھتے تو ان کے حسن سے بہوت ہو
کر اس طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس
طرح ان کے حسن سے بہوت ہو کر
زمان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے
گفت حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا
تھالیقی انعموڈ بالو حمن میں خدا
کی پناہ پڑتی ہوں۔
۳۔ زانکہ حضرت مریم کی یہ
عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی
پناہ چاہتی تھیں۔ بے قلعہ
پناہ پناہ۔ حازمانہ پختہ کاری۔
حصار۔ قلعہ۔ یونکہ قیام کی جگہ
دژ۔ قلعہ۔ غزو یعنی حضرت جبرئیل
کے مار دلا شلو و لشکر یا شہار حضرت
جبرئیل کی تعریف میں ہیں۔

۱۔ یق۔ غلامی۔ حق۔ گناہوں۔
 کمزوری ہر خدا کے ذمہ ہے پتہ
 زائے پیش سے سندے کا نام ہے
 عقل کل۔ عقل دل۔ من چہ گویم۔
 یہاں سے مولانا نے حضرت جبرئیل
 کی سن کے ذکر سے اللہ کے جمال
 کی طرف گریز کیا ہے۔ دیکھ۔ گناہ۔
 صنعت۔ یعنی میں اور تمام مخلوق
 اس کے آثار ہیں اور اثر مگر کے وجود
 کی دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس کے
 وجود دلیل ہوں اس کے علاوہ ذات
 باری کی جو تعبیرات ہیں وہ جتنی تعبیریں
 نہیں ہیں۔
 ۲۔ خود۔ سوچ کا وجود کی دلیل کا
 محتاج نہیں ہے آفتاب آمد دلیل
 آفتاب سایہ مولانا نے اپنے آپ کو
 دھواں فراموش کر کے خود کو دلیل کہا آفتاب
 فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے
 سایہ کی کیا حقیقت ہے کہ وہ صبح کی
 دلیل بن سکے جملہ اہاکات۔ یعنی وہ
 تمام اہاکات سے جدا اہاک ہے۔
 ۳۔ جملہ اہاکات۔ اہالی دلیل
 اہاک اس کی وجود باری سے ہی ثابت
 ہے جو خلائق ہیں وہ اس کی نسبت۔
 خلائق اس کو بھی نہیں چکڑ سکتے۔
 گر گریز۔ ذات حق انسان سے
 قریب بھی ہے اور اس کے اہاک
 سے جو بھی ہے جملہ اہاکات۔
 انسان کے جس قدر اہاکات ہیں وہ
 کوئی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ کر
 مطمئن نہیں ہے پھر بھی جو جلدی
 دنی ضروری ہے۔ اس لیے انسان
 کے اہاکات مختلف ہیں کسی کا اہاک
 تیز ہے اور کسی کا اہاک موہن
 اور جبلت کو دھم کرنے اور ہٹانے والا
 ہے اور کسی کا ایک سے کم نہیں بلکہ
 دلی کی کسی ہے تراجم تردد

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق
 لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اس کے ملک ہو گئے تھے
 زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند
 زہرہ کے پتہ نہیں کہ دم ملے
 من چہ گویم چوں مراد وخت است
 میں کیا بتاؤں جبکہ اس نے مجھے چھٹی کر دیا ہے
 دود آں نارم دلیم من برو
 میں اس آگ کا دھواں ہوں میں اس کی نشانی ہوں
 خود نباشد آفتابے را دلیل
 صبح کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی
 سایہ کہ بود تا دلیل او بود
 سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے
 ایں جلالت در دلالت صادق ست
 یہ بڑائی اپنی دولت میں گچی ہے
 جملہ اہاکات برخیز ہائے ننگ
 تمام اہاکات لنگڑے گھوڑوں پر سوار ہیں
 گر گریز دس نیلبد گردشہ
 اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گرد نہیں پا سکتا
 جملہ اہاکات را آرام نے
 جملہ اہاکات کو سکون نہیں ہے
 آں یکے وہمے چو بازے می پرد
 ایک خیال باز کی طرح اڑتا ہے
 واں دگر چوں کشتی بابا دباں
 اور دھواں بادبان والی کشتی کی طرح ہے
 صد ہزاراں بدر را دلاہ بدق
 لاکھوں چھوٹی کے چاند اس نے گناہوں میں جلا کر دیا تھا
 عقل کلش چوں بہ بیند کم زند
 جب اس کو عقل کل دیکھ لے گا بدید چھوڑ دے
 و مگہم راو مگہ او سوخت است
 اس کے مظاہر نے میرا گلا جلا دیا ہے
 دوزاں شہ باطل ما عبروا
 اس شاہ سے دور ہو لوگوں نے جو تیر کی وجہ باطل ہے
 جو کہ نور آفتاب مستطیل
 صبح کے لیے نور کے سوا
 ایں بسستش کہ ذلیل او بود
 اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو
 جملہ اہاکات پس او سابق ست
 تمام اہاکات پیچھے ہیں وہ آگے ہے
 او سوار باد پرداں چوں خدنگ
 وہ تیر کی طرح اڑنے والی ہوا پر سوار ہے
 ور گر یزند او بگیرد پیش رہ
 اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ شاہ آگے کا راستہ رک دے
 وقت میدانست وقت جام نے
 میدان کا وقت ہے جام کا وقت نہیں ہے
 واں یکے چوں تیر مغفری درد
 اور ایک تیر کی طرح خود کو چلاتا ہے
 واں دگر اندر ترا جع ہر زماں
 اور دھواں ہر وقت تردد میں ہے



چوں شکار کے امی نماید شال ز دور
جب ان کو کوئی شکار سے نظر آتا ہے
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں
منظر چشمے بہم یک چشم باز
اس طرح ہر شکر ایک آنکھ کی ہوتی ایک آنکھ بند
چوں بماند دیر گویند از ملال
جب وہ دیر تک ٹھہر رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں
مصلحت ۲ آنست تا یک ساعت
مصلحت یہ ہے کہ تھوڑی دیر
گر نبودے شب ہمہ خلقاں ز آرز
اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے
از ہوں و حرص سود اند و فتن
ہوں اور فتن کمانے کس حرص سے
شب پدید آید چون رحمت
رحمت کے غزلے کی طرح رات ہو جاتی ہے
چونکہ ۳ قبضے آیت اے راہرو
اے سالک! جب تجھ پر قبض ملے ہو
زانکہ در خرجی درال بسط و کشاد
کیونکہ تو اس قبض وسط میں صرف کرنے میں ہے
گر ہمارہ فصل تابستان بدے
اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہوتا
مقبض را سوختے از بن و بن
اس کی کید میں کو جڑ اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی
گر تر شروست آل وے مشفق ست
اگر وہ غزل تر شرو ہے تو میان بھی ہے

جملہ حملہ می فرایند آل طیور
” سب پرند حملہ کرتے ہیں
ہچو ہچندال سوئے ہر ویراں شود
الوں کی طرح ہر ویرانے میں چلے جاتے ہیں
تا کہ پیدا گردد آل صید نیاز
تا کہ ” نیاز مندی کا شکار نظر آ جائے
صد بود آں خود عجب یا خود خیال
تعب ہے ” شکار تھا ” یا خود خیال تھا
قوتے گریند و زور از راحت
آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کر لیں
خویشترن را سوختندے زاتہ تر از
بھاگ دھڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے
ہر کے دھالے بدن را سوختن
ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا
تار ہند از حرص خود یک ساعت
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے حرص سے محبت پا جائیں
آں صلاح تست آئس دل مشو
” تیری بھلائی ہے ایسے دل نہ بن
خرج را دخلے یباید ز اعتداد
خرج کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے
سوزش خورشید در بستاں زدے
سج کی گرمی نہاں کو پھونک دیتی
کہ در تاز لکشتے آں گہن
کہ ” پھانا کبھی تر و تازہ نہ بننا
صیف خندانست و لہذا حرق ست
گرمی کا موسم سر نہ لانے والا ہے لیکن جلانے والا ہے

۱۔ شکار سے کوئی کچل۔ آں طیور
یعنی حواس و حیل۔ یعنی اس کی کچل کے
اھاک سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے
ہیں۔ شکر انسان شکار پر تیر وغیرہ
چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا
ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے۔
کلیہ یعنی کچل۔ چل۔ یا کسی میں
سوچے لگائے کہ وہ کئی کچل کی یا محض
غیر واقعی خیال تھا۔
۲۔ مقصود۔ ان حالات میں
سالک کو مجاہد کے لئے مناسب ہے
کہ وہ آرام کرنے کا اس میں طاقت
پیدا ہو جائے۔ گرنہ وہ بے اللہ تعالیٰ
نے رات کو ای لئے پیدا کیا ہے کہ
انسان اس میں آرام کر لے اور محسن
دھڑ کر لے۔ ہر اور حرکت کرنا۔
ہوں۔ اگر رات نہ ہوتی تو کمالی کے
لاٹج میں ہر وقت مصروف کار رہ کر
بدن کو تباہ کر لیتا۔ شب رات کا وجود
انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔
۳۔ چونکہ قبض کی حالت میں
وہ تمام قوائے باطنی مجتبیٰ ہو جاتے ہیں
جو وسط کی حالت میں خرج ہو رہے
تھے۔ آئس۔ مایوس۔ دل۔ آمدنی۔
وہ تمام جمع کرنا۔ کہ ہمارے موی
تغیرات رحمت خلافتی ہیں۔
منقبض کہیت کیلیدی دے غزل کا
موسم اگرچہ ناگوار ہے لیکن اس میں
بھی خوبی ہے صیف۔ موسم گرمیاں
اگرچہ انسان کو تکلیف دہتی ہے لیکن
پھول بھی کھلتے ہیں۔

۱ چونکہ قبض اگر سالک قبض کی کیفیت طاری ہو تو اس سے بھی ممکن نہ ہوتا چاہے اس کو مفید سمجھے۔ کو دکھان۔ بسط کی کیفیت بھی ایک ملاحظہ حرکت ہے اس کے زیادہ خواہشمند نہ ہو۔ چشم کو دکھ۔ بچہ عارضی خوشیوں سے خوش رہتا ہے۔ چشم عاقل۔ عقلمند کے پیش نظر آخرت رہتی ہے تو وہ اس کے حساب و کتاب سے غورمہم ہوتا ہے۔
۲ اس علف۔ دنیاوی لذتوں کو قضا کی گھاں سمجھو۔ اصل خدا کا دین کا تقصد نہ لال یقین کا طریقہ ہے۔ کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ۔ تم اس کا رزق کھاؤ اس رزق سے ہر نوعیت ہنہ کہ دنیاوی غذا۔ رزق حکمت۔ رزق ایسا ہے جس پر کئی آخری ماخذ نہیں ہے۔
۳ ایں دہاں۔ حضرت سعدی نے فرمایا ہے شعر
انصاف از طعام خالی در
تا در نور معرفت بینی
گردنی اندیش ترک کرنے سے
امیر خداوندی کا رزق حاصل ہونے
لگے۔ ترک میں نے یہ مضمون پڑھا
نہیں سمجھا اگر پڑھا سمجھا ہوتا الہی نامہ
پڑھ لو جو حکیم خلی غزنوی رحمت اللہ
علیہ کی تصنیف ہے غم خورد انسان کو
آخرت کی فکر کرنی چاہیے شکر کھانا
ملاحظہ حرکت ہے۔

چونکہ قبض آمد تو دوے بسط میں جب قبض طاری ہو تو اس میں بسط کا مشاہدہ کر کو دکھان خندان و دانایان ترش بچہ خوش ہیں ہر عقلمند ممکن ہیں چشم کو دکھ بچو غرور آخرت بچے کی نظر گدے کی طرح آخرو پر ہے او در آخر چرب می بیند علف وہ آخر میں لذت گھاں دیکھتا ہے آل بھلف تلخ است کیس قصاب دلا جو گھاں قضا نے دی ہے وہ کڑی ہے روز حکمت خور علف کال را خدا چا دہائی کی گھاں کھا جو خدا نے فہم ناں کردی نہ حکمت اے رہی اے بندے تو دہائی سمجھا نہ کہ حکمت رزق حکمت بہ یود در مرتبت رجب میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے ایں دہاں بستی دہانے باز خدا تو نے یہ منہ بند کیا تو ایسا منہ کھلا گرز شیر ایں دیوتن را و ابری اگر تو اس جسم کے شیطان کو دودھ پٹالے گا خرک جو شے کردہ ام من نیم خام میں نے اب کچرے کو جوش نہیں دیا ہے در الہی نامہ گوید شرح ایں اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کی ہے غم خورد و نان غم افزایاں مخور غم کھالے اور غم بولنے والوں کی دہائی نہ کھا

تازہ باش و چیں میفکن بر چہیں تازہ باش و پیشانی پر شکن نہ ڈال غم جگر را باشد و شادی ز شش غم جگر کے لئے ہے اور خوشی بچہ پر ہے چشم عاقل در حساب آخرت عقلمند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے ویں ز قصاب آخرش بیند تکلف اور یہ قضا سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے بہر لکم ما ترازوے نہباد اس نے ہلکے گوشت کیلئے ترازو تیار کر لی ہے بے عوض دلاست و از محض عطا مفت عطیات کی ہے اور خاص عطیہ ہے چونکہ حق گفت کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ کال گلو گیت نباشد عاقبت اس لئے کہ انجام میں نہ تیرا لگا پکڑنے والا نہ ہوگا کو خورندہ قہمائے راز خدا جو امر کے لئے کھانے والا بنا در فطام او بے نعمت خوری اس کا دودھ چھلانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا از حکیم غزنوی بشنو تمام حکیم غزنوی سے مکمل سن لے آل حکیم غیب و فخر العارفین اس امر کے تابع اور علوف کے فخر نے زانکہ عاقل غم خورد کو دکھ شکر کیلئے عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

قند شادی! میوہ باغ غم ست
خشی کی شکر غم کے باغ کا میوہ ہے
غم جو بنی در کنارش گش برحق
تو جب غم دیکھے اس کو بخت سے بخل میں لے لے
عاقل از انگوڑے بیند ہی
عقل اند میں شرب دیکھتا ہے
جنگ میگردند خمالاں پدیر
پرسوں بوجھ اٹھانے والے جھگڑ رہے تھے
زانکہ زان رنجش ہی دیدند سود
کیونکہ انہوں نے اس تکلیف کو مفید سمجھا تھا
مزدحق کو مزد آں بے مایہ کو
کہیں اللہ تعالیٰ کی مڑھی کہیں اس مٹلس کی مڑھی
رنج زڑے کہ چو خشی زیر ریگ
سوں کا یا خزانہ کہ جب توئی کے نیچے سوں کا
پیش پیش آں جنات میرود
و تیرے جنازے کے آگے آگے چلے گا
بہر روز مرگ ایں دم مردہ باش
موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا
صبر می بیند ز پردہ اجتہاد
مہر چلبے کے پہلے میں سے دیکھتا ہے
غم چو آئینہ ست پیش مجتہد
چلبہ کرنے والے کے لئے غم آئینہ جیسا ہے
بعد ضد رنج آں ضد دگر
مقابل رنج کے بعد دھرا مقابل

ایں فرخ زخم ست آں غم ہم ست
یہ خشی زخم ہے کہ غم مرہم ہے
از سر زوہ نظر گن در دمشق
دمشق کو نیلے پیر سے دیکھ
عاشق از معدوم شی بیند ہی
عاشق معدوم میں موجود کو دیکھتا ہے
تو ملکش تاہن کشم حملش چو شیر
تو نہ اٹھا تا کہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھا لیں
حمل را ہر یک زدگیری رود
اس لئے بوجھ کو ایک دھڑے سے اچٹا تھا
ایں وہ نجیت مزد آں تو
یہ تجھے مڑھی میں خزانہ دے گا وہ کوئی
باتو باشد آں نباشد مردہ ریگ
و تیرے پاس ہو گا وہ مٹلی مال نہ ہو گا
مونس گود و غیرتی می شود
مسافرت دود قبر میں غم خود ہو گا
تا شوی با عشق سرمد خولجہ تالش
تا کہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے
روئے چوں گلزار و زلفین مراد
مقصود کا گلزار جیسا چہرہ لہ و لعلیں
کاندلاں ضد می نماید روئے ضد
کہ اس ضد میں اس کی ضد کا چہرہ نظر آتا ہے
رو دہد یعنی کشادہ کر دفر
نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

۱۔ قند شادی آخرت کا غم خشی کا قند
عاشقیت کے شکر دنیا کی خشی تو ذم ہے
دمشق ملک شام کا مشہور شہر ہے
روہ نیلا ایک خاص نیلا ہے جو دمشق
کے قریب ہے جو شخص دمشق کے حسن کا
تاکل نہیں رہتا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس
نیلے پرچہ کو دمشق کا منظر دیکھ لے تو
حسن کا قائل ہو جائے گا۔ قائل عقلمند
انسان ہر چیز کے آثار سے انجام کو دیکھ
لیتا ہے تم بھی غم اور ہرے سے سرستہ راگو
دیکھو حلالاں مڑھو بوجھ کی مصیبت
انجام یعنی مڑھی کے لالچ میں
بلااشت کرتا ہے

۲۔ مزدحق۔ جب بے مایہ انسان
سے مڑھی حاصل کرنے کے لئے
مشقت اٹھاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب
سے جو مڑھی ملے گی اس کے لئے
کیونکہ نہ مشقت بلاشت کی جاتی ہے
تو چارو کھن کا سکہ خزانہ کہ
ایسا خزانہ ہو گا جو قبر میں آئے گا۔ مرد
ریگ۔ وراثت کا مال۔ پیش نیلین
مردے سے پہلے ہی رات رسائی
کے لئے قبر میں لائی جاتی ہے۔

۳۔ بہر روز مرگ۔ غم ہے فنا
قبل ان فنونوا یعنی موت سے قبل
ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیر باد کہہ
دو۔ خلیہ تاش۔ ایک آقا کے دو
غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا
خلیہ تاش کہلاتا ہے۔ غلام تار کی
ورفت کی ایک قسم ہے جس پر چھل
نہیں آتا۔ صرف پھولوں سے لکھ
جاتا ہے۔ غم مجاہد کرنے والا غم میں
خوشی دیکھتا ہے۔ ضد یعنی
خوشی دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں
جب ایک ضد یعنی رنج مولا ہے
تو اس کے بعد کشادگی اور خوشی مولا ہو
جاتی ہے۔ ان مع القسوس نسوا ویشک
یعنی کے ساتھ رانی ہے



ایں دو وصف از پنجد و دست بہ بین
ان دلوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنچے سے مجھ لے
پنچہ را گر قبض باشد داما
اگر مضمی ہمیشہ بند رہے
زیں دو صفش کار و ملکب منتظم
اس کے ان دلوں و مغلوں سے کار و بار باقاعدہ ہے
بعد قبض مُشت بَسط آید یقین
مضمی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے
یا ہمہ بَسط اُو بُود چوں مُجتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے اور مصیبت میں رہے گا
چوں پر مرغ ایں دو حال اُو را مہم
جس طرح پرندے کے قبض کے لئے پھول یا تین ٹھوکی ہیں

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول
حضرت جبرئیل کا حضرت مریم سے کہنا ان دلوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ
ہم آشفتہ و پنهان از من مشو
ہم آشفتہ و پنهان از من مشو

کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ ہر یک مضطرب شد یک ذل
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں
بانگ بروے زد نمودار کرم
کرم خداوندی کے جلوے نے انہیں پکارا
از سر افزا زان عزت سر ملکش
انہوں نے عزت کے معززین سے سر نہ پھیرے
ایں ہی گفت و ذبالہ نور پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے کہ پاک نور کی شعاع
از وجودم می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟
خود بنمرد و بنگاہ من در نیستی ست
میرا سامان اور گھر ملک عدم میں ہے
مریما بنگر کہ نقش مشکم
اے مریم! دیکھ میں ایک مشکل نقش ہوں
چوں خیالے در دولت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا

ایں دو وصف یعنی مضمی کے بعد
کشدنی آئے کہ اپنے ہاتھ کی مضمی سے
مجھ لو ہاتھ کی مضمی بند کر کے تو فارغ
الہاں اور کشدنی میرا آئے گی۔ پنچہ
ہاتھ کی مضمی کا ہمیشہ کار و بار رہا ہے
نہ بند رہتا۔ زیں دو وصف مضمی کا نہ
ہر وقت جھڑکنا مناسب ہے بلکہ نہ
وقت کھلنا جس طرح کہ پرندہ کی
پرہیز اسی وقت سج راتی ہے جبکہ
بازہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند
ہوں۔

۲ چونکہ حضرت مریم حضرت
جبرئیل کے اچانک رخصا ہو جانے
سلسلی تڑپیں جیسا کہ مچھلی کی تڑپ
تڑپتی ہے اسی طرح حضرت جبرئیل کو
روح الامین کہا جاتا ہے حضرت
دیار خداوندی۔ مریم نہ بھاگ۔ سر
افرازد۔ با عزت۔ مہالہ چراغ کی
عقی۔ ساکس ایک تہاد کا نام ہے۔ ہم
عدم عالم آخرت۔

۳ بند و بنگاہ نہ۔ سامان۔ بنگاہ
سامان رکھنے کی جگہ۔ نیستی۔ معزز
عزت۔ ہم ہلاک۔ یعنی میرا شہولی
وجود بھی ہے اور مثال وجود بھی ہے
وجود مثال خیل کے ہے خیال
سامان بھاگ کر نہیں جاسکتا۔

بچپناں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خفگی پر مچھلیاں
کہ امین حضرت من از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگیں
از چہنیں خوش حرمال دم در ملکش
اپنے بہترین دار دلوں سے سراسیمہ نہ ہو
از لبش می شد پیایے بر بہماک
ان کے ہونٹوں سے پہلے ہاں ہاں کہہ رہے تھے
در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علبرہ ہوں
یک سواہ نقش من پیش سستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صحت جناب کے سامنے ہے
ہم ہلا لم ہم خیکل اندر لم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیل بھی ہوں
ہر گجا کہ میگر یزی باتو ہست
جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہے

جو خیالے! عارضی باطلے
 سٹے عارضی باطل خیال کے
 من چو صبح صادق از نور رب
 میں اللہ تعالیٰ کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں
 ہیں ممکن لاجولِ عمر ایں زادہ ام
 اے عمر اں کی بی! مجھ پر لاجول نہ پھرو
 مر مرا اصل وغدا لا حول ۲ بود
 میری اصل اور غذا لاجول ہے
 تو ہی گیری پناہ از من بحق
 آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ رہی ہیں
 آں پناہم من کہ مخلصات بود
 میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے
 آفتے سہ بود بتر از ناشاخت
 نہ پچھانے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے
 یارا را اغیار پنداری ہی
 تو متشوق کو غیر سمجھ رہا ہے
 ایں چنین لطفے کہ دارد یار ما
 اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا پار رکھتا ہے
 ایں چنین نخلے کہ لطف یار ما ست
 مجھ کا ایسا دوست جو ہمارے پار کی مہربانی ہے
 ایں چنین مشکلیں کہ لطف میر ما ست
 ایسی خوشبودار چیزیں جو کہ ہمارے آکا کی ریش ہیں
 ایں چنین لطفے چونیلے میر و د
 ایسی مہربانی جو نیل صیا کی طرح جلدی ہے
 خوں ہی گوید من آہم ہیں مرز
 خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں جڑوا مجھے نہ بہا

گو بود چوں صبح کاذب آفلے
 جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے
 کہ نگرود گرد روزم ہیج شب
 کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے
 کہ زلا حول ایں طرف افتادہ ام
 میں لاجول ہے ہی اس طرف آیا ہوں
 نور لا حولے کہ پیش از قول بود
 اس لاجول کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے
 من نگاریدہ پناہم در سبق
 میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحریر ہوں
 تو آغوز آری و من خود آں آغوز
 آپ آغوز پرمتی ہیں میں خود ہی آغوز ہوں
 تو بر یاری ندانی عشق باخت
 تو متشوق کے پاس ہے اور عشق بازی نہیں جانتا
 شاہی را نام پنداری غمی
 تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے
 تو گریزانی ازو اے بیوفا
 اے بے وفا تو اس سے بھاگتا ہے
 چونکہ ما زویم نخلش دار ما ست
 جبکہ ہم چھوڑیں اس کا مجھ کا دوست ہمارے لئے سلجے
 چونکہ بے عقلم آں زنجیر ما ست
 جبکہ ہم بے عقل کریں وہ ہماری بیڑیاں ہیں
 چونکہ فرعونیم چوں خوں می شور
 جبکہ ہم فرعون ہیں خون جیسی ہو جاتی ہے
 یوسف ہم گزرگ از تو ام اے پڑستیز
 میں یوسف ہوں اے محکوم الواف تیری بچہ سے بھیر رہا ہوں

۱۔ جو خیالے عارضی عمل خیال
 سے جلد ہی ممکن ہے صبح کا ڈب یہ
 صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے
 صبح صادق یہ صبح نمودار ہو کر غائب
 نہیں ہوتی ہیں۔ کن۔ لاجول کے
 معنی ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے
 جو چیز خود اللہ کی طاقت سے نمودار ہوتی
 ہوں پر لاجول پر صائب کا ہے
 ۲۔ لاجول۔ یعنی غلبی طاقت
 قول۔ یعنی لاجول پڑھنے والے کا
 تلفظ۔ نگاریدہ اللہ کی پناہ کی تحریر ہے
 پناہ پکڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔
 آں پناہم جبکہ میں خود پنداری پناہ
 بچاؤ کی جگہ ہوں اور آغوز سے وہی چیز
 غما گدہ ہی آغوز پھر مجھ پر آغوز
 پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ وہاں
 ترجمہ ہے سہائی میں جا میں۔

۳۔ آفتے۔ مولانا حضرت
 جبریل کو نہ پچھانے کا بیان کر رہے
 انتخاب یہاں سے خدا کو نہ پچھانے کا
 مضمون شروع فرما دیا ہے۔ فرماتے
 ہیں کہ نہ پچھانا سب سے بڑی
 مصیبت ہے لے مخاطب تیرا عجیب
 حقیقی تیرے پاس ہے اور تو اس کو نہیں
 پچھانتا ہے نہ اس سے محبت کرتا ہے
 یار خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیر دل کا
 سا معاملہ ہے۔ ایں چنین۔ خدا کی
 اس قدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے
 اس سے گریز بڑی بیوفائی ہے۔ ایں
 چنین۔ یعنی اللہ کی رحمت کے اسباب
 ہماری تاخیر کی وجہ سے رحمت کے
 اسباب بن گئے ہیں۔ مشکلیں خوشبو
 دار چیز۔ سیر آقا زنجیر۔ زلف۔ یعنی
 نعشیں۔ چنین بن جاتی ہیں۔ خون۔
 جو پانی بن گیا تھوہ کہتا ہے مجھے ضائع
 نہ کر رہا پانی بنا کر مجھ سے فائدہ اٹھا
 لے

توئی اپنی کہ یار بُرد بار چونکہ با اُضد بخدی گردو چومار
تو نہیں دیکھتا ہے کہ بدباد دست جب تو اس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بن جاتا ہے
لحم او و شحم او دیگر نقد برقرار اولست آنساں کہ بد
اس کا گوشت اور چربی نہیں بدلی پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردن آں وکیل از عشق کہ رُجوع کند بہ بخارا لا ابالی وار
محبت کی وجہ سے اس وکیل کا امداد کر لینا کہ لاہوا ہو کر بخارا میں واپس آ جائے گا

شیخ مریمؒ را بھل افرودختہ کہ بخارا میروداں سوختہ
حضرت مریمؑ کی شیخ جلتی چھو کیونکہ وہ مل جلا بخارا کو جا رہا ہے
سخت بے صبر و در آتشدان تیز رُوسوئے صدر جہاں گن می گریز
سخت ہے مبری اور تیز بجلی میں کہتا تھا صدر جہاں کا رخ کر بھاگ
ایں بخارا منبع دَاش بُود بس بخارا نیست ہر کاش بُود
یہ بخارا محل کا بخون ہوتا ہے جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے
پیش ۲ شیخ و بخارا اندی تا بخواری و بخارا تنگری
شیخ کے سامنے تو بخارا میں ہے بخارا کو ذات سے ہرگز نہ دیکھتا
جو بخواری و بخارائے دَاش راہ ندہ جزر و مدہ مشکش
اس کے مل کے بخارا میں عاجزی کے ساتھ اس کی مشکلات کا مد جزر راستہ نہیں دیتا ہے
اے مُخک آں را کہ فَلَنت نفسہ وائے کس را کہ یُردی نفسہ
خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرنا تیرہ ہو گیا ہے اس شخص پر حسرت ہے جس کی ہمتیاں اس کو ہلاک کرتی ہے

فرقت صدر جہاں و جان او پارہ پارہ کردہ بُود انکان او
صدر جہاں کی جدائی جو اس کی جان میں تھی اس نے ان اعضا کو پارہ پارہ کر دیا تھا
گفت ۳ بر خیزم ہمانجا وا روم کلہر آر گشتم وگر رہ بگرم
ان نے کہا میں اٹھتا ہوں اسی جگہ واپس اٹھتا ہوں اگر میں کلہر ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں
پیش آں صدر نکواندیش او کلہر آں صدر نکواندیش او
اس عاشق کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے اگر میں کلہر ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں
گویم ا فگندم بہ پشت جان خویش زنده گن یا سر میر مارا چو میش
میں کہیں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے لا ڈالی ہے زنده کرے یا بھیڑ کی طرح اہل اسرقم کر دے

۱ ٹوٹی دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے لڑائی نہ ہو وہ دشمنی پر اتر آتا ہے۔ یعنی اس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری باز یا حرکات کی وجہ سے اس کے حواجز میں تغیر آیا ہے۔ لا ابالی لا پہل آں سوختہ یعنی وکیل۔ بخارا یہ بخارا ہے۔ ہمارے جو علم کے معنی میں ہے شیخ۔ چشمہ دَاش۔ علم و عقل۔ بخارا۔ لہذا بخارا ہی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم دَاش ہوگی۔

۲ پیش شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بخارا ہے لہذا اس کی عزت کرو جو بخاری شیخ کے دل میں اس وقت جگہ پاؤ گے جبکہ بخاری اور ذات اختیار کرو گے۔ رُفہ یعنی اس کی گستاخی، رُفہ یعنی شہوت۔ انگیزائیں اسی کا ان اعضاء ۳ گفت۔ یعنی وکیل نے کہا ہمارا۔ یعنی بخارا۔ نکواندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ پیش۔ بھیڑ۔

گشتی او مردہ بہ پشت اے قمر
اے چاند تیرے سامنے مقول لہ مردہ ہوتا
آز موم من ہزاراں بار پیش
میں نے لاکھوں بار پہلے آنا لیا
غَن لِي يَا مُنْتِي لَحْنُ النُّشُورِ
اے میری تمنا! میرے وہاں زندہ ہونے کا گانا
اِنْلَعِي يَا اَرْضُ فَمَعِي قَدْ كُفِي
اے زمین میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں
عُدْتُ يَا عِيْلِي اِلَيْنَا مَرَّحًا
اے میری عیلا! ہادی طرف لوٹ آئی ہے، مرجا
گفت اے پیاراں رواں گشتم و دواع
اس نے کہا اے دوستو! میں چلا اطار
و مہدم و سوز بریان می شوم
میں لہدم سوش میں بھن رہا ہوں
گر چہ دل چوں سنگِ خدا میکند
اگر وہ اپنا دل سنگِ خدا کی طرح بنا دے
مَسْکِنِ يَارَسْت و شہر شاہ من
وہ میرے پار کا وطن لہ میرے شہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دگر
دوسری جگہ زندوں کا شہ ہونے سے بہتر ہے
بے تو شیریں می نہ یتیم عیش خویش
میں تیرے بغیر اپنی زندگی بھی نہیں سمجھتا ہوں
اُبْرُكِي يَا نَاقِي تَمَعِ السُّرُورِ
اے میری لوتی! یتیم جا، سرور مل ہو گیا ہے
اِشْرَبِي يَا نَفْسُ وَثَاقًا قَدْ صَفَا
اے نفس! وہ دوتی پی لے جو صاف ہو گئی ہے
نَعِمَ مَا رَوَّحْتَ يَا رِيحَ الصَّبَا
اے باد صبا! بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مچھلای ہے
سُوئے آلِ صَدْرِ کِمِ مِرْسَتْ طَاعِ
اس صدر کی جانب جو سرور لہ واجب الاماعت ہے
ہر چہ باوا باد آنجا می روم
جو کچھ ہوتا ہے وہ ' میں وہاں جاتا ہوں
جان من عزم بخارا می کند
میری جان بخارا کا قصد کر رہی ہے
پیش عاشق ایں یو دُحْبِ الْوُطْنِ
عاشق کے لئے یہی وطن کی دوتی ہے

۱۔ کشتہ۔ معشوق کے
قدوں میں مر جانا دوسری جگہ کی
شہنشاہ سے بہتر ہے غنی ہو گا۔
مشق۔ میری تمنا! اللہ وہاں زندہ
ہوتا۔ ہم سرور مل ہو گیا ہے
یعنی سفر کے علاوہ سے سرور مل ہو گیا
لہذا میرے لوت تو یتیم جاتا کہ میں
تیرے کو پر یتیم کر معشوق کی طرف
کوچ کروں۔

۲۔ اٹلی۔ یعنی اے زمین فراق
میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو
ان کو نگل لے۔ وہ دوتی۔ گفت۔
ویکل نے کہا و دواع۔ رخصت
منطرح جس کی اطاعت کی جائے۔
آنجا۔ یعنی بخارا۔

۳۔ میکند۔ یعنی صدر جہاں نے
اگر چہ اپنا دل سنگِ خدا کی طرف
بنالیا ہے۔ دُحْبِ الْوُطْنِ۔ عاشق کے
نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں
کہ جہاں اس کا محبوب ہواں شہر ہے
محبت کرے غربت۔ مسافرت۔

پرسیدان معشوقے از عاشق کہ از شہر ہا کدماں بہتر ست
ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کیا کونسا شہر بہتر ہے
و انہو خرو پر نعمت خرو دلکشا خر و جواب دادن عاشق اورا
لہ زیادہ آباد لہ زیادہ نعمتوں سے پر لہ زیادہ دلکشا لہ اس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے تھی
ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!
پس کد میں شہر زانہا خوشتر ست
پس کد میں سے کونسا شہر بہتر ہے
ان میں سے کونسا شہر بہتر ہے

ہر کجا باشد شہِ مالا بساط لہ
جہاں ہلے شد کا ڈبا ہو
ہر کجا کہ یوسف باشد چو ماہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو
باتو زخمت خست استے جاں فزا
لے دیاں پورا تیرے ہوتے ہوئے دھڑخ جنت ہے
شد جہنم باتو رضوان و نعیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی
ہر کجا تو باہنی من خوشدل
جہاں تو میرے ساتھ ہیں خوش دل ہو
خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
دلوں جہاں سے نیاہ اچھی وہ جگہ ہے
بس درازست اس سخن از انتظار
ی بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے
عاشق صد جہاں جہاں بیدار
مدد جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

۱۔ بساط ستر یعنی محبوب کے پڑاؤ کی جگہ۔ ہست محو یعنی وہ جگہ خلوہ گئی یعنی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع محراب ہے۔ ۲۔ آنجا بساط ستر کا محل ہے۔ ہر کجا۔ اگر مشتق کنویں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

۳۔ باتو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف وہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ ۴۔ جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دھڑخ بھی جنت ہے۔ ۵۔ جہاں بھی دھڑخ فراق کی حالت میں چن بھی دھڑخ ہے کہ ڈرل یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اول یعنی دلیل کو۔ مفر۔ لیاقت۔ درگاہ یعنی حالات کا جائزہ لے لے

۶۔ چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اس کو شرط مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخلا کو جا رہا ہے تو تو دیوانہ ہے۔ ۷۔ چشم۔ یعنی تیرے نگاہ بہت سے جاموں کی آنکھ

منع کردن دوستاں اور از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردن والا ابالی
دوستوں کا اس کو بخلا دکھانے سے منع کرنا اور ڈھانا اور اس کا کہنا
گفتن او
کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت او را ناصحے کالے بنجر
اس سے ایک نصیحت کرنے والے لے کھالے بنجر!
در نگر پس را بعقل و پیش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے
چوں بخارا می روی دیوانہ
بخلا کو کہیں جاتا ہے تو دیوانہ ہے
او دتو آہن ہی خلیل زخمش
وہ تجھ سے نصہ میں لہا چاہا ہے
عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اگر تو لیاقت رکھتا ہے، انجام سوچ لے
ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را
اپنے آپ کو پھولنے کی طرح نہ جلا
لائق زنجیر و زنداں خانہ
نید خانہ اور بیزی کے لائق ہے
او ہی جوید خربا پیست چشم
وہ تجھے میں آنکھوں سے طاش کر رہا ہے

میکند او تیز از بہر تو کاروا
 وہ تیرے لئے چہری تیز کر رہا ہے
 چوں رہیدی و خدایت راہ داد
 چوں رہیدی و خدایت راہ داد
 جبکہ تو فتح کیا اور خدائے تجھے موقع دیا
 بر تو گردہ گول موکل آمدے
 اگر تیرے پاس وہ قسم کے سپاہی پہنچے
 چوں موکل نیست بر تو پہنچ کس
 جب کہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے
 عشق پہنایا کردہ بود اورا اسیر
 مخفی عشق نے اس کو قید بنا لیا تھا
 ہر موکل را موکل شخصی ست
 ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے
 ششم شاہ عاشق بر جان نشست
 شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے
 می زند او را کہ ہیں اورا بزن
 وہ اس کو مارتا ہے کہ ہاں اس کو مار
 ہر کہ بنی در زیانے می رود
 جس کو تو دیکھے کسی جہاں میں جا رہا ہے
 گراز و واقف بدے افغان زدے
 اگر وہ اس سے واقف ہوتا فریاد کرتا
 رمتخت بر سر بہ پیش شاہ خاک
 شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا
 میر ۳ دیدی خویش را اے کم ز نور
 اے چوٹی سے کم تو نے اپنے آپ کو سرد سمجھا ہے
 غرہ گشتی زیں درد غیں پرد و بال
 تو مصوٰی پرد و بال سے مغر بن گیا ہے

اوسگ قحطست و تو انبان آرد
 وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آلے کی بوی ہے
 سوئے زنداں میر وی چونت فدا
 تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے
 عقل بایستہ کز ایشاں کم زدے
 عقل کا قفاض ہے کہ تو ان سے نہ ملتا
 از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
 تیرا اگلی بچھا کیوں بندہ گیا؟
 آں موکل را نمی دید آں غدیر
 وہ ڈرنے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا
 ورنہ او در بند سگ طبعی ز چیست
 ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟
 بر عوانی وسیہ رویش بست
 اس کو سپاہ گری اور رو سپاہی سے وابستہ کر دیا ہے
 زان عوانی نہاں افغان مزن
 ان مخفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے
 گرچہ تنہا باعوانے میرود
 اگرچہ وہ اکیلا ہے کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے
 پیش آں سلطان سلطان شدے
 شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا
 تا اماں دیدے ز دیو سہمناک
 یہاں تک کہ خوفناک شیطان ان پا جاتا
 زان ندیدی آں موکل را تو کور
 اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے
 پرد و بالے گو گشد سوئے و بال
 پرد و بال جو تجھے سمیت کی طرف سمجھ رہے ہیں

۱۔ کار۔ چہری۔ انبان۔ قھیلا۔
 آرد۔ آنال۔ وہ گول۔ دس طرح۔
 موکل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا
 قفاض تھا کہ تو ان سپاہیوں سے گریز
 کرتا۔ چوں موکل۔ یعنی تو بغیر سپاہی
 کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق مولانا
 فرماتے ہیں کہ اس دیکھ کو عشق نے
 قید کر رکھا تھا جس کو ڈرنے والا نہیں
 دیکھ رہا تھا۔ ہر موکل۔ مولانا فرماتے
 ہیں جس طرح اس دیکھ کو ایک شہی
 موکل مسلط تھا اسی طرح ہے ہر سپاہی
 پر ایک شہی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو
 اس کو کئے کی طرح منظم کرتا رہتا ہے
 مع شاہ عشق۔ یعنی اللہ تعالیٰ عظیم۔
 سپاہی پن۔ زان۔ مولانا ان عظیمی
 سپاہیوں سے پتلا چاہتے ہیں۔ ہر
 کہ انسان اپنی جہاں اسی مخفی سپاہی
 کی وجہ سے کرتا ہے کہ انسان اس
 پر باد کرنے والے سپاہی سے غافل
 ہے ورنہ وہ اللہ سے دعا کرتا اور اپنی
 نجات چاہتا۔
 ۳۔ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد
 سمجھتا ہے اسی لئے اس میں سپاہی کو
 نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرہ۔ انسان
 زوال پذیر دولت اور رتبے سے
 دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور
 رتبہ اس کو جہاں رہا ہے۔

اے پند سبک اگر انسان دولت ہو
غور سے نجات پا جائے تو وہ عالم بالا
کی طرف پرواز کر سکا ہے گوشت
گوشت تو عاذل ملائکہ نفس یہ
نفس کی تخفیف ہے پناہی لفظ ہے
ایک پند کا نام ہے اسی کو فانی میں
آتش ذن کہتے ہیں اس پند کی چھک
میں بہت سے صوفی ہیں جب یہ
بولتا ہے تو ہر سوانح سے ایک ہر پند
ہوتا ہے حکمانے موسیقی کا فن اسی
پند سے لیا ہے اس کی عمر ایک
ہزار سال کی ہوئی ہے اور اس میں ز
باہ نکلیں ہوتا ہے جب یہ پند اپنی عمر
طبی کو کھینچ جاتا ہے تو لکڑیاں بیج کر
کے اپنے چاروں طرف بجا لیتا ہے
اور چمکناک شروع کر دیتا ہے جس
سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی
ہے اور یہ پند جل کر ادا ہو جاتا ہے
پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس
راکھ سے اظہار پاتی ہے اور اس میں
سے پھر یہ پند پیدا ہو جاتا ہے
یہ پند تمام اوصاف اور تمام شافی
کامل عاشق تھے اور اس کے بھی باہر
تھے لیکن درود عشق کا انہوں نے کسی
ورق نہیں دیا تو معلوم ہو یہ کیفیت کتنی
نہیں ہے تو ممکن عاشقوں کو موت
سے نہیں ڈر لیا جاسکا کہ خود اپنی موت
کے خواب میں ہوتے ہیں۔ عاشقان
عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں
ہے جو زندگی ختم ہونے پر پائی ہے بلکہ
ان کی موت کی بہت سی قسمیں ہیں
سرخ موت ہے جو نفس کشی سے
حاصل ہوتی ہے ہر موت ہے جو
پیندگی گری سے حاصل ہوتی ہے
ایک سیل موت ہے جو مخلوق کی اولیت
سے حاصل ہوتی ہے اس لئے فرمایا
گیا ہے مَوْتُوا قُلُوبَکُمْ لَنْ تَمُوتُوا یعنی
مرے پیہر مرنے

پند سبک! داد رہ بالا گند
چلے پند رکھا ہے اوپر جاتا ہے
جہد گن پند را گل آلودہ ملکن
کوشش کر پند کو مٹی میں نہ سان
پند داد القصہ عاشق را بے
القصہ عاشق کو بہت نصیحت کی

لا ابالی کفین عاشق ناصح و عاذل را از سر عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت اس ناصح صحتش گن چند چند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جا اس قدر
سخت خرشد بند من از پند تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے
آں طرف کہ عشق می افزود درد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے
تو ممکن تہدید از گشتن کہ من
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں
عاشقان را ہر زمانے مُرد نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے
اوس دو صد جاں دار دار جان ہدی
وہ نور ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے
ہر یکے جاں راستاند وہ بہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے
گر بریز و خون من آں دوست رو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے

پند کم رہ زانکہ بس سخت ست بند
نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے
عشق را شناخت و دشمند تو
اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے
بو حنیفۃؒ و شافیؒ در سے نکر د
ابو حنیفہؒ اور شافیؒ نے سبق نہیں پڑھایا
تشہ زارم بخون خوشستن
اپنے دن کا بہت پیسا ہوں
مردن عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے
واں دو صد رامی کند ہر دم فدا
اور ان دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے
از بے بر خواں تو عشر امثالہا
اس کے دس گناہ قرآن میں پڑھ لے
پائے کو باں جاں بر افشانم بزو
میں ناچتا ہوں اس پر جان نثار کر دوں

سے اور عاشق سیکڑوں جانیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اس کو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں
حاصل ہوتی ہیں۔ حشر قرآن میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثْلِهَا یعنی جس نے ایک نیک کی اس کو دس جیسی
دس حاصل ہوتی ہیں۔ مگر یہ دس اگر محبوب عاشق کو مل کر دے تو یہ اس کے لئے انتہائی خوش کاموں سے ہے۔

آزمودم اگر گمنام در زندگی ست
میں نے آزما لیا میری موت زندگی میں ہے
اُقتُلُونَنی اُقتُلُونَنی یا ثَقَات
اے مستعد! مجھے قتل کر دو، مجھے قتل کر دو
یا مُنیرَ الْخَدِّ یا رُوحَ الْبَقَاءِ
اے روشن رخسار! اے بقا کی جان!
لِی حَبِیْبٍ حُبِّہُ یَشْوِی الْحَشَا
میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت بالکل بھلائی ہے
پاری گو گرچہ تازی خوشترست
فادی میں کہہ اگرچہ عربی بہتر ہے
یوئے آں دلبر چو پڑاں می شود
جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے
بس کنم دلبر در آمد در خطاب
میں ختم کرتا ہوں دلبر نے بات شروع کر دی
چونکہ عاشق توبہ کروا کنوں بہتر
چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی
گرچہ ۳۱ اس عاشق بخارا میرود
اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے
عاشقان را شد مدد رس حسن دوست
محبوب کا حسن عاشقوں کا مدد رس بن گیا ہے
خامش اندو نعرہ تکرارِ شال
نہ چپ ہیں اور ان کی عمل کی آواز
در شال آشوب و چرخ و زلزله
ان کا سبق شود اور رقص اور جوش ہے

چوں را ہم زین زندگی پابندگی ست
جب میں اس زندگی سے نجات پاجاؤں کا تو پیشگی ہے
اِنَّ فِی قَتْلِی حَیَاتًا فِی حَیَاتٍ
پچھ میرے قتل میں زندگی و زندگی ہے
اجْتَذِبْ رُوحِی وَ جُلْنِی بِاللَقَا
میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے
لَوْ یَشَاءُ یَمْشِیْ عَلَی عَیْنِی مَشَا
اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے، چلے
عشق را خود صد زبان دیگرست
خود عشق کی دہری سیکڑوں زبانیں ہیں
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود
یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں
گوش شو واللہ اعلم بالصواب
کلن بن جا، اور اللہ دست بات زیادہ جانتا ہے
گوچو عیاراں گند بردار درس
وہ مکالم کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا
نے بد درس و نے باستا میرود
لیکن سبق اور استاد کے لئے نہیں جا رہا ہے
دفتر و درس و سبق شال روئے اوست
ان کی کتب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے
میرود تا عرش و تخت یارِ شال
عرش اور ان کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے
نے زیادات ست و باب و سلسلہ
نہ کہ زیادات اور باب اور سلسلہ

۱۔ آزمودم۔ عاشق کی یہ زندگی
حاصل موت ہے اور موت ہی حقیقی
زندگی ہے۔ ثقات۔ مہتمم علیہ۔ رخشا۔ رشدا۔
پاری۔ چونکہ لیل و دن فادی
ماں ہیں لہذا فادی میں اظہار خیال کر
اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی
زبان بڑی ہوتی ہے عشق داستان
عشق کے اظہار کے لئے سیکڑوں
زبانیں ہیں لیکن ان کو مجھے والے کم
ہیں۔

۲۔ یوئے۔ معشوق کی صفات کا
بیان کی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو
سکتا۔ بس کنم۔ بس۔ اب میں اپنی تقری
ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے
عشق کی داستان سنو۔ چونکہ عاشق
اگر داستان عشق بیان کرنے سے کسی
مجھڑی سے توبہ بھی کر لے تو اس کا
اعتقاد نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا
ہے اور سولی پر داستان عشق بیان کرتی
شروع کر دیتا ہے۔ عیاراں۔ دھوکے
بال۔

۳۔ گرچہ اس عاشق کی بخارا کی
طرف روانگی۔ درس۔ سبق اور استاد
کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان
کرنے جا رہا ہے عاشقان۔ عاشق
کا استاد و حسن دوست ہے اور اس کی
کتب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے
تکرار۔ سبق کا پھرانا۔ آشوب۔ شود
غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ نام
محمد کی فقہ کی مشہور کتب ہے
باب۔ کتب کا نام ہے فقہ کے
ابواب۔ سلسلہ۔ کتب کا نام ہے لا
الہ الا محمد و علیہ السلام پر معروف
ہو کر مومن و مسلمہ حدیث۔



۱۔ بعد۔ ٹھکرایا بال۔ سوہ کی چیز کا اپنے آپ پر خوف ہونا ایک چیز کا کسی چیز پر خوف ہونا جو خواہاں چیز پر خوف ہو۔ کیس۔ خصل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ خصل کی کلمات میں رکھتے وقت خصل کی رقم کن کر نہ دی گئی ہو ایسی کے وقت کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا کوئی کرنے لگے تو لانت رکھنے والا ذمہ دار ہو گا یا نہیں۔ گو یعنی مسائل فقہیہ صاف کرنے والے کو کولمبول جب دیدے کہ اللہ کے خزینے خصل میں نہیں آسکتے ہیں اور اس کو ٹال دے۔ خلع۔ عہت کا اپنے شوہر سے مل کے عوض میں جدلی کا مطالبہ کرنا۔ مبارک مہلات یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی ناجانی کی وجہ سے جدلی۔ بدبین۔ یعنی اگر فرقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اس کو روحانی احوال پر محمول کر لے میں بیوی کی جدلی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدلی کے معنی پہنا لے

۲۔ ذکر ہر چیز سے۔ یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک مہابت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف کھینچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے اولیاء کے قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مشہور ہے بکوالہاب سنی کلمہ یعنی رمٹ کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بخلاف بخدا میں بہت سے علوم ہرگز ہی جوہر کیلئے ہو سکتے ہیں لیکن عمل جب ہو گے کہ خولی جو کولوم

سلسلہ اس قوم بعد۔ مشکبار اس قوم کا سلسلہ تک برسانے والے ٹھکرایا بال ہیں مسئلہ کیس اور پرسد کس ترا اگر کوئی تجھ سے خصل کا مسئلہ پوچھے گردم خلع و مبارک میرود اگر خلع اور مہلات کی بات چل رہی ہے ذکر ۲۔ ہر چیز سے دیدہ خاصیت ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے در بخارا در ہنر ہا با لغی تو بخلا میں بہت سے ہنروں کو چھپے والا ہے آں بخاری غصہ دانش نداشت اس بخلا کو جانے والے کو علم کا اچھوٹ لگا تھا ہر کہ در خلوت بہ بنیش یافت راہ جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پایا با جمال ۳۔ جاں چو شد ہم کلسہ جو روح کے حسن کا ہم پیلا بن گیا دید بر دانش یود غالب فزا آنکھوں سے دیکھ لیتا غل پر غالب ہوتا ہے زانکہ دنیا راہی بیند عین کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھنے ہیں

مسئلہ دوست لیکن دور یاد وہ کا مسئلہ ہے لیکن محبوب کے دور کا گو گنج حق در کیسہا کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تحلیل میں نہیں جاتا ہے بد میں ذکر بخارا می رود برانکہ دارد ہر صفت مہابت کیونکہ ہر صفت ایک مہابت رکھتی ہے چوں بخواری زوہنی زو فارغی جب خولی کے ساتھ کر کے ان کا کلام تفصیل ہے چشم بر خورشید بنیش می گماشت اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمالی تھی او زو انشہا بخوید دستگاہ وہ علوم میں مہابت کا طلب گار نہیں ہوتا ہے باشند ز اخبار و دانش تلسہ اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے زان ہی دنیا پھر بد عالمہ را اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے وال جہانے را ہی دانند دین اور اس عالم کو احوال سمجھتے ہیں



عشق میں سے ہے اختیار کرو غصہ۔ گئے کا چوم یعنی اس وکیل کو صرف علم اربعین کی فکر تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین اربعین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ غلوت جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ ذکر اس صفت کا معنی نہیں رہتا ہے۔ ۳۔ باجمال۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل برکار ہو جاتے ہیں۔ دید خبر کی نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا کلمہ تو یہ رہتا ہے اسی وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ دل جہانے۔ یعنی عالم آخرت دین احوال۔

باز رو سوئے حدیثِ آں جواں کز غم صدرِ جہاں شُد ناتواں
اس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

روئے نہادِ آں عاشقِ سوئے بخارا

اس عاشق کا بخارا کی جانب رخ کرنا

۱ ہاموں۔ محو۔ جنگل۔ حریر۔
۲ ہمیں کپڑا۔ جھول۔ دیا کا نام ہے۔ آگیا۔ تالاب۔ گلستاں۔
۳ پھول۔ جھنڈا۔ مذہب۔ یعنی اس کو بخارا کے قدیم کی عادت ہوئی تھی۔
۴ بخارا وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا ہے۔ بد۔ چھوڑیں کا جامد۔ ہلال۔ پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں ضرب لگتا ہے۔ صاف نعل۔ یعنی میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور صدرِ جہاں کا مقام بلند ہے تو صاف کی نسبت شکل ہے۔

۵ سوار۔ شہر کے طرف گلاب۔ بیہوش کر ہوش میں لانے کے لئے عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی بے ہوشی نہیں ہے بلکہ عشق کی بیہوشی ہے۔ یہ بیہوشی تو مشق کی خوشبو سے رخ ہوتی ہے نہ کہ عرق گلاب سے عادت۔ یعنی اس کو عشق کے حملہ نے بیہوش بنایا تھا۔

۶ تو فسرہ۔ مولانا مخاطب کو خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بیہوشی کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں ہے تو ظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں اس کا لہر نہیں ہے۔

دل طپاں سوئے بخارا گرم و تیز
جلے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے
آبِ جیہوں پیش اوچوں آگیا
جیہوں کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا
می فتاد از خندہ اوچوں گل رستاں
وہ مسرت سے پھول پھٹنے والے کی طرح گرتا تھا

از بخارا یافت وال شہد مذہب
بخارا سے حاصل کی وہی اس کا مذہب ہو گیا
لیک از من عقل و دیں بر بودہ
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا
صدر می جویم دریں صف نعل
ان جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

در سو او غم بیاضے شہد پدید
غم کی سیاحی میں سفیدی نمودار ہو گئی
عقل او پدید در بستان راز
اس کی عقل اسرار کے باغچہ میں پھل کر گئی
از گلاب عشق او غافل بدند
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے

عارت عشق ز خود بریدہ بود
عشق کی عادت گری نے اس کا پیچ آپ سے جدا کر دیا تھا
باشکر مقررں نہ گرچہ نئی
تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گناہ ہے

رو نہاد آں عاشقِ خونبا بہ ریز
اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا
ریگ ہاموں پیش اوچوں حریر
جنگل نکلتا اس کے لئے دشمن کپڑے کی طرح تھا

آں بیاباں پیش اوچوں گلستاں
وہ جنگل اس کے سامنے جن کی طرح تھا
در سمر قدست قند آما لبش
قد اگرچہ اس قدر میں ہے لیکن اس کے ہونٹوں نے

اے بخارا عقل افزا بودہ
اے بخارا تو عقل بڑھانے والا تھا

بدر می جویم از انم چوں ہلال
میں جوہریت کے پہلوؤں میں ہلال جیسے ہلال ہوا

چوں سولہ آں بخارا را بدید
جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا
ساعتے افتاد بہوش و دواز
تھوڑی دیر وہ لبا لہر بے ہوش پڑا رہا
بر سر و رویش گلابے میزدند
لوگوں نے اس کے منہ اور سر پر عرق گلاب چھڑکا
او گلستانے نہانی دیدہ بود
اس نے ایک غفلت باغ دیکھا تھا

تو فسرہ س در خور ایندم نہ
تو غمرا ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

رخت اعقلت با تو هست و عاقل
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے جو تو صاحب عقل ہے
کز جنودا لم تروها عاقل
کیونکہ تو ان لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا عاقل ہے
ایں سخن پایاں ندارد تیز راں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل

در آمدن آل عاشق لا بالی در بخارا و تخدیر کردن دوستان اور از پیداشدن
اس ہے نیاز عاشق کا بخلا میں آتا اور دوستوں کا اس کو نمودار ہونے سے ڈرنا

اند آمد در بخارا شادمان
خوش خوش بخلا میں آ گیا
ہمچوں آل مستے کہ پردہ بر آشیر
اس مت کی طرح جو آسمان پر پردہ کرے
ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز
جس نے بھی اس کو بخلا میں دیکھا کیا اٹھ جا
کہ خرامی جوید آل شہ خشکیں
کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تھے تلاش کر رہا ہے
اللہ اللہ درمیا در خون خویش
خدا کے لئے اپنے خون کے وہ بے نہ ہو
شخص صدر جہاں بودی و زاد
تو صد جہاں کا کو تول تھا اور علقند تھا
ہم مشیرش بودی و ہم مسترم
تو اس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا
غذر کردی در جوا بگریختی
تو نے غدا کی لہ سزا سے بھاگ گیا
از بلا س بگریختی بلند جیل
تو سودھیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا
اے کہ عقلت بر عطا روق کند
اے وہ کہ تیری عقل عطارد پر نکلتی جیتی کرتی ہے

۱۔ رخت تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا
بھلا اس فریبی سے عاقل ہے تو آن
باک میں ہے تو قتلِ محنت قائم
تو وہاں اس نے وہ لکھنا تھا جس کو کم
نہیں دیکھتے تھے یہ اگرچہ فرشتوں
کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا
ہے لیکن مولانا نے اس سے لکھ کر مشتق
مراد لیا ہے خود پر ڈرنا۔ ملا مان۔
اس کی جگہ آشیر آسمان۔ گری۔ یعنی
معتشوق سے کہے کہ بغل گیر ہو جا پیدا
خدا۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے
کہ بخلا میں آ گیا ہے سالہ کیں۔
وہ سالہ شمس۔

۲۔ اللہ اللہ یعنی خدا کے لئے
تکلیف۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تھے بچا
لیں گے نہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے
بچ سکے گا۔ شخص کو تول مہر دیں
انجیر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بھاگ کر
بھاگ گیا۔

۳۔ از بلا۔ یعنی سزا سے بھاگ کر
بھاگ گیا۔ اقبال تھے یہ دونی یا موت
بچنے والی ہے عطارد مدیر فلک۔

نخس! خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو نہ منوں خرگوش ہے جو شیر کی جستو کے

ہست صد چندیں فسونہائے قضا
قضا کے سنگڑوں چلے ہیں
صدہ و مخلص بود از چہ و راست
دائیں بائیں سنگڑوں سے لڑے ہو چو کی گنجیں ہوتی ہیں

جواب گفتن عاشق عاذلایں و تہدید کنندگاں را
عاشق کا رملات گردوں اور ڈرانے والوں کو جوا دینا

گفت من مستقیم آہم گشد
اس نے کہا میں استقام کا پیر ہوں پانی مجھے کھینچتا ہے

ہج مستقی نہ بگیرد ز آب
کئی استقام کا پیر پانی سے نہیں بھاگتا ہے

گریبا مانند مرواست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھل جائیں

گویم ۲ انگہ کہ پیرسند از بطوں
جب اسون کے کپڑے میں مجھے سے پوچھے تو میں کہوں گا

نحیک اشکم گو بد از موج آب
میرے پیٹ کی شک کہد کہ پانی کی موج سے پھٹ جائے

من بہر جائے کہ ینم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں

دست ۳ چوں دف و شکم بچوں دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ دھول کی طرح ہے

گر بریزد خنم آں روح لا میں
اگر وہ روح لائیں میرا خون بہا دے

چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

زیر کی و عقل و چالاکیست گو
تیری ذہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟

گفت انا جلاء القضا ضائق القضا
فرمایا: جب قضا آتی ہے نضا تک ہو جاتی ہے

از قضا بستہ شود گر اثر دہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے خولہ اثر دہا ہو

گرچہ میدانم کہ ہم آہم گشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے مڈالے گا

گر دود بارش کند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو دوسو بار مسلسل اور تباہ کرے

عشق آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہو گا

کاشکے بحر زوال ہوے دروں
کاش میرے اندر سمندر جلدی ہوتا

گر بمیرم ہست مرگم مستطاب
اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہو گی

رشکم آید بودے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا

طبل عشق آب می کو کم چو گل
طبل عشق آب می کو کم چو گل

میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا دھول پیسہ ہا ہوں

جرعہ جرعہ خوں خورم بچوں زمیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں

تا کہ عاشق گشتہ ام ایں کارہ ام
جب بے میں عاشق ہوتا ہوں میرا یہی کام ہے

۱ نخس۔ جو خرگوش شیر کی جستو
کرتا ہے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا

۲ انگہ۔ یہ حدیث نہیں ہے کسی کا
مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو

بھاگنے کا موقع نہیں رہتا نضا تک ہو
جاتی ہے از قضا۔ اثر دہا ہے کی جب

موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے
کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔

عاذلایں۔ عاذل کی جمع ہے ملا مگر۔
مستقی۔ استقام کا مرعیش جس کی

کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کھد۔ پانی
پینا اس کے لئے سخت مضر ہوتا ہے

کند یعنی وہ پانی اس کو کھتا کرتا ہے اور
مرض میں اضافہ کرتا ہے اس کے

ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول
جاتے ہیں۔

۲ گویم۔ اس مریض سے اگر
بطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا

کرتا کہ کاش پیٹ میں میرا جالہ
ہوتا۔ بطون۔ اندرون۔ نحیک۔

نشک۔ مستطاب۔ پاکیزہ۔
۳ دست۔ استقام کی بیلاری

میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے
ہیں۔ دہل۔ دھول۔ گل۔ پھول کی

ترتیب کی پانی سے بھلو گیا وہ پانی کا
عاشق ہے۔ روح لائیں۔ اس سے

مرا حضرت جبرئیل ہوتے ہیں لیکن
یہاں محبوب صمد جہاں مرلا ہے

چوں۔ زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ
خون پیتا ہے عاشق بھی خون جگر پیتا

ہے۔

۱۔ من پشیمانم میں اپنے محبوب
 صدمہ چاہی ہے ہماگ جانے پشیمندہ
 ہوں۔ گو مجھ سے کہہ دو کہ میرے دل پر
 اپنا غصہ اتار لے گاؤ پیش۔
 گلا گئے کا غلاب و خرب عبد فرماں
 میں ترماں ہونے کے لئے ہوتا ہے گاؤ
 موسیٰ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف
 اشارہ ہے کہ موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر
 کے اس کا کچھ حصہ متول پر ملا تھا تو وہ
 متول زندہ ہو گیا تھا تاہم میرے لئے گو
 موت نہ سمجھو وہ دوسری کی زندگی ہے
 جزوی اس طرح میں متول ہو کر ہر عاشق
 کی حیات کا سبب بن گیا۔ انصاف ہونا
 قرآن میں ہے فقط اضربوہ بضعہ
 یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ
 متول ملاں گائے کے بعض سے ملو۔
 ۲۔ اے یارای سبب عاشق ہوتا ہے
 کہ تم کو جو کچھ ملا گائے کے بعض سے
 کھانے کا کھو رہا تھا نظری دیکھو جو
 خاں کے ذریعہ میرے محسوس ہیں زندہ ہو
 جانے کی دھمکی عاشق جسم کے نفیرات
 بنا کر اس کاغذی حیاتیت تارے پر بھجاتا
 ہے کفلی کی کٹا سے کھرا تاہم حیاتیت
 انسانی جسم کے نفیرات یہ ہیں کہ اس کی
 ساخت اس طرح ہوتی ہے کہ نباتاتی
 غذا اجملات سے حاصل کی جاتی ہے جو اجزاء
 اپنی حیاتیت چھوڑ کر نباتیت اختیار کر لیتے
 ہیں پھر حیوانی غذا نباتات سے حاصل
 کرتا ہے تاہم اجزاء نباتاتی حیاتیت چھوڑ
 کر حیوانیت اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان
 اپنی غذا اجزاء حیوانی سے حاصل کرتا ہے
 اجزاء حیوانی حیاتیت چھوڑ کر انسانی
 بن جاتے ہیں۔
 ۳۔ حملہ دیگر جب انسان ہوتا ہے یہ
 ملکی جسم میں ملتا ہے جاتا ہے وہ انسان
 ملائکہ کی صف میں آ جاتا ہے وہ ملک
 پھر مجھے ملک کو بھی قسم کرتا ہے کیونکہ
 بھی قائل ہے کہ وہ انسانی اختیار کر کے
 جبروت میں شامل ہو جاتا ہے۔

شب ہی جو شرم در آتش پھو دو دیگ
 میں ملت کو آگ میں دیگ کی طرح جوش لگا رہا ہوں
 من پشیمانم ۱۔ کہ مکر انجمن
 میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر بپا کیا
 گو براں برجان مستم خشم خویش
 کہدے میری مت جان پر اپنا غصہ جلدی کر دے
 گاؤ اگر خسپد و گر چیزے خودد
 گائے اگر سوتی ہے اور اگر کئی چیز کھاتی ہے
 گاؤ موسیٰ داں مرا جان دانہ
 مجھے حضرت موسیٰ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
 گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ
 حضرت موسیٰ کی گائے قربانی شدہ تھی
 برجہید آں گشتہ ز آپیش زجا
 اس کی چوٹ سے مرہ جگہ سے اٹھ گیا
 یا کربھی ۲۔ اذبحوا ہذا البقر
 اے میرے بزرگوار اس گائے کو ذبح کر دو
 از جمادی مردم و ندی شدیم
 جوش جمادیت سے مرا اور ندی بن گیا
 مردم از حیوانی و آدم شدیم
 میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا
 حملہ ۳۔ دیگر بمریم از بشر
 دوسری مرتبہ میں بشریت سے بنا ہو جاؤں گا
 وز ملک ہم بایدم جستن زجو
 فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کھنا چاہیے
 بار دیگر از ملک قرباں شوم
 دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

روز تاشب خوں خورم بلند ریگ
 دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں
 از مراد و خشم او بگر خشم
 میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گزر کیا
 عید قرباں اوست عاشق گاؤیش
 وہ عید قرباں ہے اور عاشق بھی نہیں ہے
 بہر عید و فوج او می پر ورد
 عید اور ذبح کے لئے وہ بدوش پاتی ہے
 جزو مجوم حشر ہر آزا وہ
 میرا جزو جزو ہر ہر آزاد کا حشر ہے
 کمتریں جوش حیات گشتہ
 اس کا معمولی جزو متول کی زندگی تھی
 در خطاب اضربوہ بعضہا
 اس کو اس کے بعض سے ملو کے حکم کے مطابق
 ان ارفتم حشر ارواح النظر
 اگر تم نظری دیکھو اس کی زندگی چاہے ہو
 وز نما مردم نحواں سرزوم
 اور نباتیت سے مرا حیوان بن گیا
 پس چہ ترسم کے زمردان کم خدم
 تو میں کیا ڈوں میں مرنے سے کب گھٹا؟
 تاہم آدم از ملائک بال و پر
 تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں
 کل شیء ہالک الا وجہہ
 کیونکہ جبرائیل کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
 آنچہ اندر وہم ناید آں شوم
 وہ جو عقل نہیں آ سکتا وہ ہو جاؤں گا

پس عدم گرم عدم چوں ارغنون! پھر عدم بن جاؤں گا عدم ارغنون باجے کی طرح
مرگ داں آں کا اتفاق لمت ست موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے
ہچو نیلوفر بروزیں طرف جو نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا
مرگ او آبست و او جویائے آب اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جیاں ہے
اے فسرہ عاشق تمکین نمد اے بیکہ ہوئے نمدے والے ٹھہرے ہوئے عاشق!
سوئے تیغ عشقش لے تنگ زماں لعلکے لے ہفت ذلت اس کے عشق کی لکڑی جانب
جوئے دیدی کوزہ اند جوئے ریز تو نے نہر دیکھ لی ' پیلا نہر میں بہا دے
آب کوزہ چوں در آب جو شود پیلے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے
وصف او فانی شود ذاش بقا اس کا وصف فانی اور اس کی ذلت باقی بن جاتی ہے

گویدم کہ انا الیہ راجعون مجھے سے کہتا ہے کہ ہم سب کی طرف لوٹنے والے ہیں
کاب حیوانی نہیں در ظلمت ست کہ آب حیات ' تدریج میں پوشیدہ ہے
ہچو مستقی حریص و آب جو ہچو مستقی حریص کی طرح پانی کا حریص اور تلاش کرتا
می خورد واللہ اعلم بالصواب اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتے والا ہے
گوز نیم جاں ز جاناں می رمد کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھگتا ہے
صد ہزاراں جاں نگر و ستک زماں لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ
آب را از جوئے کے باشد گریز پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے
محو گردد دروے و چوں او شود اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے
زیں سپس نے کم شود نے بد لقا اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بدصحت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشت عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے

خویش را برخل س او آوخم میں نے اپنے آپ کو اس کے مجھ کے دھت پر لٹکا دیا
ہچو گوئے سجدہ گن بر روئے و سر سر اور چہرے کے بل سجدے کرتا ہوا گیند کی طرح
بر رُخ چوں زعفران لعلک رواں زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا

۱ ارغنون - ایک بلیہ کا نام ہے جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ - موت۔ ہزاراں ہزار کی کے ہے جس کو عبور کر کے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ نیلوفر - گھاس دھیا کے کنارے پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت حریص ہوتی ہے۔ مرگ - اور استقامت کا حریص پانی کا حریص ہوتا ہے اور وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اے فسرہ - عاشق تو عشق کا ڈھونڈتا رہتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں عشق میں اس کی تیغ عشق کے سامنے تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی مشاق ہیں۔

۲ جوئے - جب دھیاے احدیت نظر آجائے اپنے فقر و حیات کو اس میں ڈبل دے تو اس کا اپنا تشخص ختم ہو جائے گا اور وہ پانی بہ لٹائے حق ہو جائے گا پھر اس میں نہ کمی آئے گی نہ کوئی تغیر پیدا ہوگا۔

۳ برخل - چونکہ میں اس سے بھاگتا تھا اب اس کے قدر و قربان ہو جاؤں گا ہچو گیند کی طرح لڑھکا ہوا رہتا ہوا صدر جہاں کی جانب روانہ ہوں زعفران - فراق میں اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

ہم گفتن! ہم تیغ اندر دست او
کفن بھی نہ کلوں بھی اس کے ہاتھ میں
جملہ خلائق منتظر سرور ہوا
تمام لوگ سروں کو اوپر کئے ہوئے منتظر تھے
اس زماں اس احمق یک لخت را
اب اس پرے احمق کے ساتھ
بچھو پروانہ شرر را نور دید
اس نے پہانے کی طرح چنگریوں کو نور سمجھا
لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست
لیکن عشق کی شمع اس شمع کی طرح نہیں ہے
او بعکس شمعہائے آتش است
وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے
چونکہ بود او عاشق و سر مہبت او
کیونکہ وہ اس کا عاشق اور متلا تھا
کش بسوزد یا بر آویزد و را
کہ وہ اس کو جلائے گا یا اس کو بچائی دے گا
آں نماید کہ زماں بد بخت
صدر جہاں دہ کرے گا جزمانہ کی بد بخت سے کرتا ہے
احتمقانہ در فساد از جاں برید
بے ڈھن کی طرح گرا اور جان کھوئی
روشن اندر روشن اندر روینیت
روشن ، روشن ، روشن و روشن ہے
می نماید آتش و جملہ خوشی ست
آگ نظر آتی ہے اور سرلا خوشی ہے
ہم گفتن! یعنی مرنے کی پہلی
تبدیلی کر لی تھی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر
ابھارے ہوئے کش۔ یعنی صدر
جہاں اس کو کسی قسم کی سزا سے بچائیں
زماں۔ اب اس کو کسی سزا ملے گی جو
زمانہ کی بد بخت کو دیتا ہے۔ بچھو
تماشا ہی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی
پہانے کی طرح ہار کھو رہا تھا۔
لیک۔ لیکن ان کا یہ سمجھنا غلط تھا
وہ عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے
جس کی نارور نظر آتی ہے معمولی شمع
پر قریاں ہونے سے سویش پیدا ہوتی
ہے اس شمع پر قریاں ہونا جسم خوشی
ہے۔ مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا
سمجھاتے ہیں کہ عمام جس چیز
کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ
کامیابوں کا سبب ہوتی ہے۔
سے۔ رے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی
طرف منسوب ہو کر لام فقر الدین
رازی کہلاتے ہیں۔ یتیم ہو جاتے۔
آخر میں۔ صحت مندوں کی موت ہے۔
خود مضمون۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ
اس کہانی سے عبرت حاصل کر لے
قیامت نزدیک ہے۔ خوب غفلت
سے بیدار ہو چلے۔ یعنی بد مزاج۔
پریاں تکلیف دے کر مذاقتی ہیں۔

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود و آں عاشق مرگ
اس مسجد کی بات جو مہمان کو بلا ذاتی تمی اور اس لاپرواہ موت
جوئے لا ابالی کہ در آں مسجد مہمان شد
کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن اے نیک پے
ایک نیک خلعت! ایک قصہ سن
ہیکس دروے نختے شب زبیم
کئی مضمات کو اس میں نہ سنا کہ ذرا کی جہ سے
ہر کہ دروے بیخبر چوں کو رفت
جو بے خبر اندھے کی طرح اس میں چلا گیا
خویشتر را نیک ازیں آگاہ کن
اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کر لے
ہم گفتے کہ پزیرند شنید
ہر شخص کہتا کہ بد مزاج پریاں ہیں
مسجد بے بد بر کنار شہر رے
وہ شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی
کہ نہ فرزندش شدے آں شب یتیم
اس رات میں اس کے بچے یتیم نہ ہو جاتے
صمد چوں اختراں در گھر رفت
صبح ہوئے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا
صبح آمد خواب را کوتاہ کن
صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر
اندر و مہماں کشاں با تیغ گند
اس میں مہمان کو کند کلوں سے مد ڈالنے والی

۱۔ سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جاوے
 ہے جو ملاؤں ہے گئے یعنی مسجد
 کے متولی کہہتا ہے کہ اس مسجد پر
 رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا
 دے۔ وہ ایک کے کسی کی یہ رائے
 ہوئی کہ مسجد پر تلاؤں نہ۔ صیت۔
 شہرت۔ گفت۔ اس مہمان نے دل
 میں یہ سوچا کہ اگر میری کیا تو صرف
 اتنا نقصان ہے جیسا کہ خرزن میں
 سے ایک خبر ضائع ہو جائے انسان کا
 جسم جو محض عجز و جبر کے ہے
 ۲۔ صحت۔ اگر جسم ہلاک ہوا
 جائے گا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو
 روح ہے جو باقی رہے گی کھفت۔
 قرآن میں فرمایا گیا ہے وَتَفْخُتْ فِيهِ
 مِنْ رُوحِي یعنی آدم میں میں نے
 اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا ہو
 ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہے گی۔
 چھتہ۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر
 صرف حق میں جاؤں گا جب تک کہ
 اس کے صوف کا نقش اس عالم میں نہ آئے
 گا جب حق صمد ہو گا تب پھر وہ حق
 حق میرے نام سے تے ہے وارث ہو
 جائے گا۔ تارید۔ میں حق حق کو تن
 سے اس لئے جدا رکھنا چاہتا ہوں
 کیونکہ اس کو ہر حق کے لئے یہ
 صدف جسم تک ہے
 ۳۔ چل۔ قرآن پاک میں یہ ہو کر
 خطاب کر کے فرمایا گیا تَفْخُتْ فِيهِ
 لِرُوحِي اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ تم
 موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو یہود
 چونکہ دوعے میں جھوٹے تھے اس
 لئے انہوں نے تمنا نہ کی میں اللہ کی
 محبت اور ولایت میں سچا ہوں لہذا
 موت کا منتہی ہوں۔ تہدید۔ دیکھ
 دیکھ

آں دگر گفتم کہ سحرست او طلسم
 کوئی کہتا ہے کہ جلاوہ طلسم ہے
 آں دگر گفتم کہ بر نہ نقش فاش
 دھرا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے
 شب تحسب اینجا اگر جاں بایست
 اگر تو جاں بچلی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا
 واں یکے گفتم کہ شب قفلے نہید
 واں یکے گفتم کہ شب قفلے نہید
 ایک کہتا کہ رات کو تلا لگا دے
 کوئی اجیان آئے تو تم ڈال نہ ہونے دے

آمدن مہمان در اہل مسجد ایک مہمان کا مسجد میں آنا

تا یکے مہمان در آمد وقت شب
 حتی کہ ایک مہمان رات کو آ گیا
 از برائے آزمون می آز مود
 امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا
 گفت کم گیرم سر و شکلبہ
 اس نے کہا میں سر اور معصہ کو کبیر کھتا ہوں
 صورت ۲ تن گو برو من کیسنتم
 جسم کی صورت کو کہو دے چلی جائے لہ میں کن ہوں
 چوں نفخت بودم از لطف خدا
 جب میں اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے کھفت تھا
 تا چہند بانگ فحش ایں طرف
 جب تک کہ اس کے صوف کی آواز اس طرف نہ آئے
 چوں تاہو نفوت گفت صدق
 جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کرو اے جبر

کو شنیدہ بود آں صیت عجب
 جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی
 زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
 کیونکہ وہ بہت بہادر لہ جاں باز تھا
 رفتہ گیر از گنج جاں یک خبہ
 رفتہ کر لے خرزن سے ایک جہ ضائع ہو گیا
 نقش کم ناید چون بایستم
 صحت کی کمی نہ ہو گی جب میں باقی ہوں
 نفخ حق باشم زنائے تن جدا
 میں اللہ تعالیٰ کی پھونک ہوں گا میں کی بائری سے علیحدہ
 تار ہداں گوہر از تنگیں صدف
 حتی کہ وہ جو ہر رنگ سیپ سے رہائی پائے
 صاقل جاں راہر افشام بریں
 میں سچا ہوں اس فریب پر جان ناک کروں گا

ملاست اہل مسجد مہمان عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن
 مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملاست کرنا اور ڈرنا

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا حسب
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سنا
کہ غرتبی و نمیدانی تو حال
اس لئے کہ تو سفر ہے اور طوالت نہیں جانتا ہے
اتفاقے نیست ایں ملبا رہا
اتفاقا نہیں ہے یہ ہم نے بہت سی مرتبہ
ہر کہ آں مسجد شے مسکن شدش
و مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے
از یکے تپا نصداں را دیدہ ام
ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے
گفت الّٰتین النّٰصیحۃ آل رسول
رسول ﷺ نے دین خیر خواہی ہے فرمایا ہے
اس نصیحت راتی در دوتی
یہ خیر خواہی دوتی میں چلائی ہے
بے خیانت اس نصیحت از و داد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوتی کی جہ سے

تاگو بدجا نستانت ہچو گسب
تا کہ جان نکالے والا تجھے کھلی کی طرح نہ کوئے
کاندریں جاہر کہ خفت آمد زوال
کہ اس جگہ جو سویا ہے اس پر زوال آیا ہے
دیدہ ایم و بملہ اصحاب نہیے
دیکھا ہے اور سب عقلمند نے
نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
اس کو اسی رات میں قاتل موت آئی ہے
نے بہ تقلید از کسے بشیدہ ام
نہ کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے
آں نصیحت در لغت ضد غلول
خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے
در غلولی خان و سگ پوتی
خود غرضی میں خیانت اور کتا پن ہے
می نمایمت مگر از عقل و داد
ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے مدد رکھنی نہ کر

جواب گفتن عاشق باصحاں و ملامت گویاں را
عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آدم
زندگی کی دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں
عافیت کم جوئے از منبل براہ
میں ہے جس آدمی سے مدد زندگی میں عافیت کی تمنا نہ کر
منبلے ام لا ابالی مرگ جو
میں وہ ہے جس میں جولا پر ماموت کا تلاش کرنا ہے
عاقبت بر زخمیا برمی تنم
میں عاشق ہوں زخموں کے پکر کاٹتا ہوں
منبلے چستہ کزیر پل بگذرد
وہ ہے جس چالاک ہوں جو اس پل سے گزر جائے

گفت اوای باصحاں من بے ندۃ
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والوں میں بغیر کسی ندامت کے
منبلے ام زخم جو و زخم خواہ
میں ہے جس زخم تلاش کرنے والا اور زخم کا خواہشمند ہوں
منبلے نے کو بود خود برگ جو
میں وہ ہے جس میں نہیں ہوں جو سالان تلاش کرے
منبلے بے زخم نلساید تنم
میں وہ ہے جس میں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آہ نہیں پاتا ہے
منبلے نے کو بکف پول آورد
میں وہ ہے جس میں نہیں ہوں جو مٹی میں مد پیچ کر لے

اس کتب۔ کاف کے ضد ہے
راہ کھلی۔ نکل۔ نہیہ کی جمع ہے
عقل
۲۔ ہلاہل۔ چین میں ایک پہاڑ
ہے جس میں ایک گھاس اگتی ہے جو
قاتل ذہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل
ذہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا
ہے اس بل یعنی اس مسجد میں
سونے والے کا مرثیہ انصہیہ۔
غلوس۔ غلول۔ خیانت۔ دہا۔
دوتی۔ دوا انصاف
۳۔ عدم۔ ندامت۔ منبل۔
ست۔ ہے جس برگ۔ سار و سلمان
۔ پول۔ نقدی۔ لڑیں پل۔ یعنی دنیا
طلی۔

آں نہ کو برہر فکانے بر زند
نہ کہ جوہر فکان پر اما ماجرے
مرگ شیریں گشت و تقلم زیں سرا
اس لئے قتل ہو موت ہرے لئے شیریں ہوگی ہے
آں قفص کو ہست عین باغ و
ہہ بجزا جو عین باغ میں ہے
جو قی مرغاں از بروں گرد قفص
پندوں کا جھنڈا باہر بجزے کے چاول طرف
مرغ را اند قفص زال سبزہ زار
بجزے کے اند پند کے لئے سبزہ زد کی ہے
سر زہر سوراخ بیروں می کند
ہہ ہر سوراخ سے سر باہر نکلتا ہے
چوں دل و جان چنیں بیروں بود
جب اس کا دل اور جان اس طرح باہر کی مشاق ہو
نے چٹاں مرغ قفص و اند ہاں
ہہ بجزے کے اس پند کی طرح نہیں ہے جو غنم میں ہو
کے بود اورا دریں خوف و حزن
اس کو اس ڈر اور رنج میں کب ہوگی
اوہی خواہد کزیں ناخوش خفص
ہہ چاہے گا کہ اس ناگوار نیک کی بجائے

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود کہ فن او
اس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اس دنیاوی زندگی پر اس جہ سے
ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آن بازار
تھا کہ اس کا فن اس جگہ کام آتا تھا اور اس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا
بکار آید آنجا خود العوام یکساں می بیند والامر یومئذ للہ
جو اس بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو عام کے برابر سمجھتا تھا اور علم اس خدا کے لئے ہے

۱۔ کانے یعنی محضت خلاندی
کی کان۔ تقلم۔ یعنی اس دنیا سے
نقل ہونا۔ قفص۔ یعنی جس طرح
سے پند کو بجزہ چھوڑ کے اڑ جاتا
شیریں ہوتا ہے باغ۔ یعنی وہ
باغ
۲۔ قفص۔ قفصے کی جمع ہے
نے خوش۔ پند کو بجزے میں زندہ
اچھا لگتا ہے اور نہ اس کو صبر و قرار ہوتا
ہے چوں۔ جب پند کا حال ہو تو
بجزے کا دروازہ دھونے سے اس کو کس
قدر خوشی ہوگی۔

۳۔ نے چٹاں۔ الدتہ وہ پند جو
بجزے کے چاول طرف بلیان
دیکھے تو وہ پیشک بجزے ہی میں بند
رہنا پسند کرے گا۔ خفص۔ فاسکون
کے ساتھ زخمیل، جھولا ضرورت۔
شعری کی جہ سے فاء پر زبردے دیا
گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور
حکیم ہے چونکہ وہ محض علم عقلم
سے واقف تھا اور آخرت کا اس کو کوئی
علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جیسے کا تھی
تھا۔

آنچنان کہ گفت جالینوسِ راول
 جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا
 راضیم کزمن بماند نیم جاں
 کہ میں راضی ہوں اگر اسی جاں بھی رہے
 گزربہ می بیند بگرد خود قطار
 قطار میں اپنے چاہوں طرف بلیاں دیکھتا ہے
 یا عدم دیدست غیر ایں جہاں
 یا اس نے اس جہاں کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے
 چوں چنین کش میکشد بیرون کرم
 جیسا کہ پیٹ کاچکڑاں کو کرم خداوندی باہر کھینچتا ہے
 لطف رویش سوئے مصدر میکند
 مہربانی اس کا رخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے
 کہ اگر بیرونِ نهم زیں شہر گام
 کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا
 یا درے بودے دریں شہر و خم
 یا اس گندے شہر میں بکڑکی ہوئی
 یا چو چشم سوزنے را ہم بدے
 یا سوسوں کے گونے کی بدامیرے لئے راستہ ہوتا
 آنچنین ہم غفل ست از عالمے
 یہ بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے
 او نداند گور طوباتے کہ ہست
 یہ نہیں سمجھتا کہ وہ رطوبتیں جو ہیں
 آنچنان کہ چار عنصر در جہاں
 جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر
 آب ودانہ در قفس گریافتہ است
 اگر بنجرے میں پانی اور دانہ موجود ہے
 از ہوائے ایں جہاں و از مراد
 اس دنیا کی محبت اور مراد میں
 کہ زگونِ استرے ینم جہاں
 تاکہ ٹھہر کی در سے دنیا کو دیکھوں
 مرغش آئس گشتہ بودست از مطار
 اس کا پند روح پودے سے ہواں ہو گیا ہے
 در عدم نا دیدہ او خسر نہاں
 اس نے عدم میں چھپا ہوا شتر نہیں دیکھا ہے
 می گریزد او سپس سوئے شکم
 وہ پیٹ کی جانب پیچے کو بھاگتا ہے
 او مقررہ پشت مادر می کند
 وہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے
 اے عجب دیگر نہ ینم ایں مقام
 ہائے عجا پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا
 کہ نظارہ کردے اند رحم
 کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا
 کہ زیر و نرحم دیدہ شدے
 کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی
 ہچوں جالینوس اونا محرے
 یہ جالینوس کی طرح ملاحظہ ہے
 آل مدد از عالم بیرونی است
 یہ بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں
 صد مدد دارد ز شہر لامکاں
 لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں
 آل زباغ و عرصہ و تافتہ است
 یہ باغ اور میدان سے رضا ہوا ہے

۱۔ رابہ عقلمند۔ ہول خواہش۔
 محبت۔ کون استرے۔ یعنی ذلیل
 مقام۔ آئس۔ ہواں مطار لانے کی
 جگہ ازان
 ۲۔ چنین۔ ماں کے پیٹ کا بچہ
 سپس۔ واپس۔ مصدر۔ نکلنے کی جگہ
 مقرر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ قدم
 تاساق۔ مقام چشم سوزن۔ سوسوں
 کا کور
 ۳۔ نا عزم۔ ملاحظہ راز۔
 رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا
 جو رطوبتیں ہیں وہ ماں کی ان غذاؤں
 سے حاصل ہوئی ہیں جو باہر سے
 اسے حاصل ہوئی ہیں۔ لامکان۔
 عالم اسما لامکوت

جانہائے ۱ انبیاء بینند باغ
انبیاء کی جائیں باغ کو دیکھتی ہیں
پس ز جالینوس و عالم فار غنہ
اس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں
ورز جالینوس اس گفت افتریت
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے
اس جواب آنکس آمد کاس گفت
بھریہ اس کے لئے جب ہے جس نے یہ کہا ہے
مرغ ۲ جانش موش شد سوراخ جو
اس کی جان کا پرند سوراخ دھوٹنے والا جہاں گیا
زال سبب جانش وطن دید و قرار
اس لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا
ہمدریں سوراخ بتائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے قیر سدی کی
پیشہائے کہ مرا ورا در مزید
وہ پیشے جو اس کے لئے اضافے میں
زانکہ دل برگند از بیروں شدن
کیونکہ اس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا
عنکبوت ۳ ارجطع عنقاد اشے
کوی ، اگر عقدا کا مزاج رکھتی
گربہ کردہ چنگ خود اند قفص
لی نے اپنا بچہ کچرے میں ڈال دیا
جھبہ و قونج و لایخولیا
چنگ ، اور قونج ، اور لایخولیا

زین قفص در وقت نکلان و فراغ
اس بچرے سے نکل اور فارغ ہونے کے وقت
بچو ماہ اندر فلکہا بازغ اند
وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں
پس جوام بہر جالینوس نیست
تو میرا حباب جالینوس کے لئے نہیں ہے
کہ نبوشتش دلے با نور بھقت
کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے
چوں شنید از گزربگاں او عز جو
جب اس نے بلیوں سے گھیر لیا ، سنا
اندریں سوراخ دنیا موش وار
چہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں
در خور سوراخ دانائی گرفت
سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی
اندریں سوراخ کار آید گزید
اس سوراخ میں کام آئیں ، اس نے اختیار کئے
بستہ شد راہ رہیدن از بدن
اور بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے
از لعابے خیمہ کے افراشتے
لعاب سے خیمہ کب بلند کرتی
نام چکش صرع و سرسام و مغص
اس کے بچہ کا نام مرگی سرسام اور بچش ہے
سکتہ و سُدہ و جذام و ما شرا
سکتہ اور سُدہ اور کڑھ اور منہ کا دم ہے

۱ جانہائے انبیاء اور اولیاء دنیا
میں رہتے ہوئے آخرت کے باغات
کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی
خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ
الہاں ہیں سترے یعنی جہات میں
نابل جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ
جھوٹ ہے تو میرا کام جالینوس کے
لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے
جو اس عقیدے کا سہارا کامل اور
سے منور ہیں ہے
۲ مرغ جانش جس کے دل
میں نور ہے وہ ایسا چوہ ہے جس نے
بلیوں کی آواز سن لی اور بھٹ کی جستجو
کے سداں سداں لئے وہ اس دنیا کو
پسند کرتا ہے جو چہے کے بھٹ کی
طرح ہے ہمدریں وہ اس دنیا میں
دنیا کے ہنر سیکھنے پر اور دنیا کو سونپنے
پر اکتفا کرتا ہے پیشہائے وہ وہی
پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا
پائیں۔ زانکہ چونکہ اس کو عالم
آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے
۳ عنکبوت اس کی مثل مری
کی ہے جو اپنے لئے ایک کمرہ چلا
تھتی ہے۔ گربہ موت اپنے بچے
بصورت امراض اس سے وابستہ کرتی
ہے صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ و مغص
سے جس میں دماغ پر دم آجاتا ہے
مریض بھکی بھکی پائیں کرتا ہے
مغص۔ بچش۔ جھبہ۔ کسر قونج۔
آنتوں کا درد جو سداں چھ جانے سے
ہوتا ہے۔ لایخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم
ہے۔ سکتہ دماغی مرض ہے جس میں
مریض بالکل مردے کی طرح ہو جاتا ہے
جس سداں آنتوں میں کی چیز کا جم
جاتا۔ جذام۔ کڑھ۔ ماشر۔ چرے کا
دم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا
ہوتا ہے



گر پہلے مرگ ست و مرض و جنگالِ اُو
موت ملی ہے ہر مرض اس کا بچہ ہے
میزند بر مرغ و پتہ و بالِ اُو
جو ہر ہند ہر اس کے بال دپر پر چلتی ہے
مرگ چوں قاضی و ر بجوری گوا
موت قاضی کی طرح ہے ہر مرض گواہ ہے
کہ ہی خوفہ خُراتا حکم گاہ
کہ وہ تجھے عدالت میں بلاتا ہے
گر پذیر شد و گرنہ گفت خیر
اگر اس نے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ کہے گا گناہ جا
کہ زنی بر خرقہ تن پارہا
تاکہ تو جسم کے چیتروں کو پیند لگا لے
چند باشد مہلت آخر شرم دار
آخر مہلت کتنی ہو گی شرم کر
پیش از انکہ آنچنان روزے رسد
اس سے قبل کہ ایسا دن آئے
بر کند زان نور دل یکبارگی
اس نور سے یک لخت دل کو ہلاتا ہے
کاں گوا سُوئے قضا میخواندش
کیونکہ وہ گواہ اس کو موت کی طرف بلاتا ہے
کش کشاں تا پیش قاضی شرمسار
شرمنگی کی حالت میں اس کا قاضی کے سامنے کھانچے لے جائیں گے
کو بہ مسجد آمد آں شب میہماں
جو اس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا
زین گد رگن جانب آں شخص راں
اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل
اے حامدا بادشاہ سے عذر خواہی کر لے
وانکہ در ظلمت براند بارگی
ہر جو اندھیرے میں گھٹا ہوتا ہے
میگریزد از گواہ و مقصدش
وہ گواہ ہر اس کے مقصد سے بھاگتا ہے
ناگہاں سہ گیرند اُورا خوار و زار
اس کو ذلیل و عاجز بنا کر اپنا یک پکڑیں گے
زین گد رگن جانب آں شخص راں
اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل

ملاعت کردن اہل مسجد مہمان را از شب خفتن در اں مسجد
مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملاعت کرنا

قوم گفتندش ممکن جلدی برو تاگرود جامہ و جانت رگرو
لوگوں نے اس سے کہا بھاری نہ دکھا چلیا تاکہ تیری جان نہ کپڑے گروی نہ ہو جائیں

۱۔ غریب موت ملی ہے ہر مرض اس کے بچے ہیں۔ مرگ۔ موت فیصلہ کرتی ہے۔ رنجوری۔ بیماری کی نوعیت پر فیصلہ ہوتا ہے۔ پیادہ۔ موت امراض کے ذریعہ اپنی طرف بلاتی ہے۔ حکم گاہ۔ عدالت۔ مہلت۔ تو وہ کرنے کے لئے مہلت چاہتا ہے اگر مرض نے مہلت دینی تو وہاں کے ذریعے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس نے مہلت نہ دی تو وہ خود موت کے سپرد کر دیتا ہے۔ یعنی اللہ ہر موت کی جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ سے جو تیرے بدن کا نقصان پہنچا ہے تو وہاں کے ذریعوں کو ہر دست کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ عاقبت انجام کا مرض کا پیادہ آئے گا۔ ہر چہ وہ مہلت نہ دے گا۔ عذر۔ لہذا مناسب ہے کہ اس عذر میں حاضری کے لئے قبل از وقت تیاری کرنی چاہیے۔ ظلمت۔ یعنی خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ ہلکی۔ گھٹا۔ بر کند۔ خواہشات کا انتہاک نور خداوندی سے جدا کر دیتا ہے۔ گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرض کا مقصد موت ہے۔

۳۔ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ قاضی۔ یعنی موت۔ زین۔ رات و یا وہاں مسجد کے مہمان کا قہر شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔ بھاری۔ گرو۔ یعنی موت کے ہاتھوں گروی۔

آں از دور آسماں نماید بہ نگر
 وہ سے آسماں نظر آتا ہے اچھی طرح دیکھ لے
 بس گساں کا و بخت خود را از نخست
 بہت سنان میں پہنچنے شروع میں اپنے آپ لٹکا لیا
 پیشتر از واقعہ آسماں بود
 واقعہ سے پہلے آسماں ہوتا ہے
 چوں در آید اندرون کار زار
 جب میدان جنگ میں آ جاتا ہے
 چوں نہ شیری ہیں منہ تو پائے پیش
 جبکہ تو شیر نہیں ہے خبردار آگے قدم نہ رکھ
 دراز ابدالی ۲ و میش شیر شد
 اگر تو ابدالی میں سے ہے تو تیری بھیڑ تیر ہو گئی ہے
 کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود
 ابدال کون ہے وہ جو تبدیل ہو جائے
 لیک مسّت شیر گیری وز گماں
 لیکن تو نیم مسّت ہے تو گمان سے
 گفت حق زہلِ نفاقِ ناسدید
 اللہ تعالیٰ نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے
 در میان ہمدگر مردانہ اند
 ایک دوسرے کے لئے بہادری ہیں
 گفت ۳ پیغمبر سپہدار غیوب
 غیب کے سپہ سالار پیغمبر نے فرمایا
 وقت لاف غر و مستال کف زنند
 جہاد کی کئی جگہاتے وقت مستوں کی طرح یہ بھوکے ہیں
 وقت ذکر غر و شمشیرش دراز
 جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار مقرر ہے

کہ باختر سخت باشد رہگذر
 کہ انجام کار راستہ دشوار ہو گا
 وقت پیچا پیچ دستاویز جست
 پیچیدگی کے وقت سہلا دھوڑا
 در دلِ مردُم خیالِ نیک و بد
 انسانوں کے دل میں اچھے برے کا خیال
 آں زماں گردو برآں کس کار زار
 اس وقت اس شخص پر کام دشوار ہو جاتا ہے
 کال اجل گریست و جانِ تست پیش
 کیونکہ موت بھیڑتا ہے، تو تیری جان بھیڑ ہے
 ایمن آ کہ مرگ تو سر زیر شد
 مطمئن ہو کر آ کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہے
 خمرش از تبدیل یزداں خل شود
 اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے سے اس کی شراب مرک ہو جائے
 شیر پنداری تو خود را ہیں مراں
 اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار آگے نہ بڑھ
 بآسُہم ما بینہم بآسُ شَدید
 ان کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے
 در غرا چوں عورتیں خانہ آند
 جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں
 لَا شَجَاعَةَ يَلْفِي قَبْلَ الْحُرُوبِ
 اے نوجوان الزامیں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے
 وقت جوش و جنگ چوں کفی فتند
 جوش و جنگ کے وقت جھاک کی طرح گر پڑتے ہیں
 وقت گزرفر تیغش چوں پیاز
 کفر کے وقت اس کی تلوار پیاز کی طرح

۱۔ آں۔ یعنی مسجد کا سونا بس
 کساں۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
 پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو
 دشوار ہوتی ہے۔ بیشتر۔ مصیبت کے
 آنے سے پہلے اچھا برا سوچا جاسکا
 ہے۔ چل۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
 پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ
 شیری۔ موت بھیڑتا ہے کہ تو شیر ہے
 تو اس کا مقابلہ کر سکا ہے اگر تو بھیڑ
 ہے تو وہ چار کھائے گا۔

۲۔ ابدال۔ اہلِ اللہ موت
 سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔
 ابدال۔ اہلِ اللہ ہیں جن کی بری
 صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو
 چکی ہیں۔ غر۔ یعنی بری صفات مرک
 یعنی اچھی صفات مسّت شیر گیر۔ وہ
 مسّت جس کا نشہ اچھا رہا ہو۔ بآسُہم۔
 قرآن پاک میں منافقوں کے
 بارے میں فرمایا گیا ہے بآسُہم بآسُہم
 شَدید تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ
 شَتَّىٰ۔ آپس میں ان میں بڑی ہواک
 ہے تو ان کو اکٹھا سمجھتا ہے اور ان کے
 دل متفرق ہیں۔ غر۔ جنگ۔ جہاد

۳۔ گفت۔ یہ حدیث کتابوں
 میں منقول نہیں ہے۔ لا شجاعت۔
 شجاعت کا یہ میدان جنگ میں چلا
 ہے۔ کف۔ زندقہ یعنی یہ بھوکے کر
 بہادری جتاتے ہیں۔ کف۔ جھاک
 دوسرے مصرعے میں۔ کسرا آگے
 بڑھ کر حملہ کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ
 کرنا۔ چوں پیاز۔ یعنی نرم

وقتِ اندیشہ دلِ او غزو جو
خیال کے وقت اس کا دل جنگجو ہے
من عجب دارم زہویائے صفا
مجھے صفائی کے اس طالب پر تعجب ہے
عشق چوں دعویٰ بخفا دیدن گواہ
عشق دعویٰ ہے تکلیفِ برداشت کرنا گلاہ ہے
چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج
جب یہ قاضی گلاہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو
آں بخفا باتو نہاشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ نچنی تھہ پر نہیں ہے
بر غمد چوبے کہ آں را مرد زد
اس شخص نے نمندے پر جو لکڑی مادی
گر بزرگِ در اسپ را آں کینہ کش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو ملا
تاز سسک و وارہد خوش بے شود
ناکستہ رفتاری سے نجات پاجائے خوش رفتار ہو جائے
آں یکے میزد یتیمے را قہر
ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو مارتا تھا
دید مردے آںچنانش زار زار
ایک شخص نے اس کو ایسا زرد زار دیکھا
گفت چنداں آں یتیمک را زدی
اس نے کہا تو نے اس یتیم بچے کو اتنا ملا
گفت اورا کے زدمے جان دوست
اس نے کہا ہے پیارے امیں نے اس کو کب ملا ہے
ماہر گوید ترا مرگ تو باد
اگر تجھے ماں کے 'خدا کرے تو مرے

۱۔ میں۔ چونک بھری ہوئی منک
میں ایک سوئیں چھوٹی جاتے تو ہوا
خاندان ہو جاتی ہے یعنی لائی تکلیف کو
برداشت نہیں کرتے ہیں۔ من
عجب۔ جو شخص صفا و قلب چاہتا ہے
اس کے لئے مجاہدے ضروری ہیں۔
عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک
دعویٰ ہے جو عباد اس کا گلاہ ہے دعویٰ
بہر گلاہ کے ناقابلِ اعتبار ہے۔
بوسہ خزانہ پر سناپ ہوتا ہے اس کو
مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جاسکتا
ہے آں بخفا مجاہدے کی جفا حاصل
اس برائی پر ہے جس کے اولاد کے
لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ بر غمد۔ محسوسات میں اس کی
مثال یہ ہے کہ مکمل جہانے کے
لئے اس پر لکڑی مادی جاتی ہے تو وہ
مائل مکمل پر نہیں بلکہ گرد پر مادی
جاتی ہے گرد و ست گھوڑے پر
بہتر ملا جاتا ہے تو مائل اس کی سستی
پر ملا جاتا ہے سسک۔ ست۔
رفتاری۔ شہر۔ گلاہ کے شیرہ کو منک
میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس
سے شراب بنے آں یکے استاد بچ
کو مارتا ہے تو ظاہر ظلم ہے حقیقت اس
میں اس کی اصلاح ہو رہی ہے۔

۳۔ گفت۔ اس شخص نے استاد کو
ڈانٹا تو استاد نے یہی کہا کہ مقصد اس
بچہ کو مانتا نہیں ہے بلکہ اس شیطان کو
مانتا ہے جو اس میں گسا بیٹھا ہے۔
ماہر۔ ماں بچہ کو قتل ہے اور مرنے کی
بدعا دیتی ہے تو اس کا مقصد اس کی
برائی عادت کی موت ہوتی ہے۔

پس ایک سوزن تھی شدِ حیک او
بھر ایک سوئیں سے اس کی منک خالی ہو گئی
گورمہ وہ وقتِ صیقل از بخفا
جو صیقل کے وقت تکلیف سے ہماگ جائے
چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ
جب تیرے پاس گلاہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے
بوسہ وہ بر مار تالیابی تو گنج
ساپ کو چم لے تاکہ تو خزانہ پائے
بلکہ با وصفِ بدی اندر تو در
بلکہ اس بری مفت پر ہے جو تیرے اندر ہے
بر غمد آں را فرد بر گرد زد
وہ نمندے پر نہیں مادی، گرد پر مادی ہے
آں نزد بر اسپ زد بر سسک کش
اس نے گھوڑے کو نہیں ملا اس کی ست رفتاری کو ملا
شیرہ را زنداں گئی تائے شود
تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بن جائے
قد بود آں لیک بنمودہ چوز ہر
وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا
آمد و گرفت زووش در کنار
کہ وہ آیا اور فوراً اس کو بغل میں لے لیا
چوں نتر سیدی ز قہر ایزدی
تو خدا کے قہر سے کہیں نہ ڈا
من برال دیوے زدم گواہ دوست
میں نے اس شیطان کو ملا ہے جو اس کے اندر ہے
مرگ آں خو خواہد و مرگِ فساد
تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

۱۔ در بداند دلہ سے واقف کسی کے
شہ ڈالنے سے مست نہیں رہتا ہے
پس مشو لہذا ان منافقوں کو شریک
سفر نہ کرنا چاہیے۔ اشتر دلائل لغت
ڈر پوک ہوتا ہے اگلاں۔ اصل کی
جمع ہے غائب ہو جانے والا۔ بحر
بابل۔ بابل کے جلو کی تاثیر سخت مانی
جالی ہے۔ رملہ نازک انعام سطح
طابیت انسان کی طبیعت کی رنگینی
انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی
ہے اور اس کو بلند مقام سے نیچے کر
دیتی ہے۔

۲۔ گفتن۔ جنگ بدر کے موقع پر
شیطان نے سراقہ نجدی کی صحبت
میں غلام ہو کر ابو جہل وغیرہ کو روغلا یا
تھک چیش۔ یعنی جنگ بدر کے لئے
لشکر جمع کر لو۔ صدک۔ یعنی سو پرایک
کا اضافہ۔ فسوں۔ منتر۔

۳۔ جبار لگنم۔ قرآن پاک میں
یٰۤاٰدِیْنَ لَہُمُ الشَّیْطٰنُ
اَعْمٰی لَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمْ
لِقَوْمٍ مِّنْ اِنْسٍ وَّ قٰیِ جَبَل لَّکُمُ لَعْنًا
اِنَّ لَوٰیۤتَ الْفِتٰنِ نَکْصَ عَلٰی
عَقِبَہِ وَقَالَ یٰۤاِبٰی بُوٰی فَنَکْصَ یٰۤاِبٰی
لَوٰیۤ مٰلَا تَسُوْنُ فِیْ اَخْفَ اللّٰہِ
اور جب شیطان نے ان کی حرکتوں کو
ان کو اچھا کر کے رکھا اور کہا کہ آج
لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر
غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ
ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے
سامنے آئیں تو وہ اُلٹے پاؤں چلتا ہوا
اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔
میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں
دیکھتے ہو میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

ہر کہ گوید ہائے اس سوراہ نیست
جو کوئی کہہ دے کہ ہائے اس طرف راستہ نہیں ہے

در بداند دلہ دل باہوش او
اگر اس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے

پس مشو ہمراہ اس اشتر دلائل
تو ان لغت کے دل دلوں کا ہمراہی نہ بن

پس گریزند و خرا تہا ہلند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تہا چھوڑ دینگے

تو زر عنایاں مجو ہیں کار زار
خبردار! تو تار نہیں سے جنگ کی توقع نہ رکھ

طبع طاووسیت و سواست گند
تیری اور دلی طبیعت تیرے اندر دوسے ذاتی ہیں

او گند از نیم آتجا وقف وایست
وہ اسی جگہ خوف سے توقف اور نکاڑ کر دیتا ہے

کے رَوَد ہر ہائے و ہور گوش او
تو ہر ہائے و ہواں کے کان میں کہیں پہنچتی ہے

زانکہ وقت ضیق و نیم اند افلاں
کیونکہ وہ لگی اور خوف کے وقت غائب ہو جانے لگے ہیں

گرچہ اندر لاف سحر بابل اند
اگرچہ وہ جتنی مدنی میں بابل کا جالہ ہیں

توز طاووساں مجو صید و شکار
تو مہوں سے صید و شکار کا طالب نہ بن

دم دہد از تا مقامت برگند
وہ غریب دیتی ہے تاکہ تجھے بلند مقام سے ہٹا دے

گفتن ۲ شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مددیں کروں گا
من یاربہا کنم و قبیلہ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صفیں
اور اپنے کنبہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دلوں منہوں کی ٹڈ بھیز کے وقت اس کا بھاگ جانا

دم دمید و گفت گرد آرید جیش
منتر پھونکا اور کہا لشکر جمع کر لو

نیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
زمین سے اس کی نیخ و بنیاد اکھاڑ دیں

خواند فسوں گشتنی جاز لگنم
اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں ہٹا دینگے دلا ہوں

کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
تو ان سے چالاک سے گفتگو کی

ہمچو شیطان کز وساوس بر قریش
شیطان کی طرح جس نے قریش پر دوسوں کے ذریعہ

تاکہ در احمد ہزیمت افلیم
تاکہ احمد کی منہوں میں ہم شکست ڈال دیں

چونکہ شیطان در سپہ شد صدکیم
جب شیطان سپاہوں میں ایک سواک دلی بن گیا

چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے



کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا
من شمارا عون دیار بہا گنم
میں تمہاری مدد اور امانتیں کروں گا
چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے
دید شیطان از ملائک اسبے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا
آں جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا صَف زده
اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا
پائے خود واپس کشیدہ میگرفت
اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا
کہ اخاف اللہ مالی منہ عون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میری اس کی جانب سے کوئی مدد نہیں ہے
گفت حادث اے سرتاقہ شکل ہیں
حادث نے کہا اے سرتاقہ کی شکل والے ہائیں!
گفت این دم من ہی ینم حرب
اس شیطان نے کہا اب میں سختی دیکھ رہا ہوں
می نہ بینی غیر این لیک اے توشنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن اے شوخ
دی ہی گفتم کہ پابندان خدم
کل تو کہتا تھا کہ میں ذمہ دار ہوں
دی زعمیم جیش بودی اے لعین
اے ملعون! کل تو لشکر کا سرور تھا
تا بخوردیم آں دم تو و آدمیم
یہاں تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے

تا کہ در ہجاء بود پشت شما
تا کہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو
تا سپاہ دشمنان تان بشکنم
تا کہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دیدوں
ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
دونوں لشکروں میں مدد بھیج رہی تھی
سوئے صفت مومنان اندر رہے
مومنوں کی صف کی جانب آتا ہوا راستہ میں
گشت جان او زیم آتشکده
اس کی جان خوف سے بجٹی بن گئی
کہ ہی ینم سپاہ بس شگفت
کہ میں عجب فوج دیکھ رہا ہوں
اذہبوا ایسی اری مالا ترون
جھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
دی چرا تو می تلفتی آتچیں
کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟
گفت می بینی جعا شیش عرب
اس حادث نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے
آں زمان لاف بوداں وقت جنگ
وہ شوخی کا وقت تھا، یہ جنگ کا وقت ہے
کہ بود تان فتح و نصرت دمدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہو گی
ویں زماں نامرد و ناچیز و مہیں
اب نامرد، اور ناچیز اور ذلیل ہے
تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بجٹی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

۱۔ ہجاء جنگ۔ عون۔ مد۔
چوں قریش۔ جنگ بد میں جب
دوؤں میں بالقابل ہوئی تھیں تو
یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے
زائدہ کی جماعت نازل ہوئی تھی۔
جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا قرآن پاک میں
ہے جو قزل جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا اور
اتلا ساریے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا
یہ آیت اگرچہ غزوہ خندق کے سلسلہ
میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوہ
بد کے بارے میں استعمال فرمایا
ہے۔

۲۔ گفت۔ حادث۔ شیطان
نے حادث بن ہشام کو سرتاقہ کی شکل
میں آکر بھلا تھا۔ حرب۔ سدا کے فقرہ
سے سختی۔ جعا شیش۔ جھٹشوں کی جمع
ہے گدا فقیر۔ شک۔ شریر شوخ۔
۳۔ پابندان خدم۔ میں ذمہ دار
ہوں۔ زعمیم جیش۔ لشکر کا سرور۔
تا بخوردیم ہم تیرے کمر میں چھس کر
میدان بد میں آ گئے۔ توں۔ بجٹی۔
حام۔ ہیزم۔ ایندھن

از عتابش خشمگین شد آں لعین!

وہ ملعون اس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

چوں زگفت اُوں در دل رسید

چونکہ اس کی گفت گو سے اس کو دل کا مدد ہوا

خونِ آں بیچارگاں زیں مکر رینخت

اس مکاری سے ان بیچاروں کا خون بہا دیا

پس بگفت اِنِّیْ بَرِّیْ مِنْکُمْ

تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

پس گریزاں شد چو ہیبت تا بخشش

پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر ہیبت طاری ہو گئی

در دو صورت خویش را نمودہ اند

انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

بہر حکمتِ ہاش دو صورت خُندند

اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے ہیں

منع عقل ست و خصم جان و کیش

جو عقل کے لئے مانع اور جان و غلب کا دشمن ہے

پس بسورائے گریزد در فرار

پھر بھاگتا ہوا سوارِ حق میں گھس جاتا ہے

سر زہر سوراخ می آرد بُروں

اور ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے

واندر اہل سوراخ رفتن شدِ نخوس

اور سوراخوں میں گھس جانے سے نخوس ہو گیا ہے

چوں سر قفقدُرا آمد شدِ ست

جیسی کے سر کہ طرح اس کی آمد رفت ہے

کو سر آں خلد پشتک را بماند

کیونکہ وہ جیسی کے سر کی مانند ہے

چونکہ حادث با سراقہ گفت اس

جب حادث نے سراقہ سے یہ بات کہی

ست خود خشمیں ز دست او کشید

غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت

شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا

چونکہ ویراں کرد چندیں عالم او

جب اس نے آتی دنیا ویران کر دی

کوفت اندر سینہ و انداختش

اس کی چھاتی چھٹی اور اس کو گرما دیا

نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

چوں افرشتہ و عقل کایشاں یک بند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

دشمنے داری چنین در سر خویش

تو اپنے اندر ایسا دشمن رکھتا ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسار

وہ گھوڑے کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

در دلی او سوراخا دار و گنوں

دلِ اس انسان کھل میں بہت سے سوراخ لگے ہوئے ہیں

نام سے پنہاں گشتن دیواز نفوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

کہ خوش چوں نخوس قفقد ست

اس کا گھس جانا جیسی کے گھسنے کی طرح ہے

کہ خدا آں دیوارِ نخاس خواند

اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو نخاس کہا ہے

۱۔ لعین یعنی شیطان جو سورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ چونکہ جب بد میں ان کو تھک کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تھرا کیا واسطہ ہے۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا ہونا دینا شیطان ہی کا ہونا دینا ہے۔

۲۔ چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی حاصل ایک چیز ہے نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے ان کو دو صورتوں میں نمود فرمایا ہے۔ دشمن جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنا ہے ایسی دشمن خود تیرے اندر نفس موجود ہے۔ ایک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گھس کر طرح حملہ کر کے بہت میں گھس جاتا ہے۔ دل انسان کھل میں اس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

۳۔ نام پنہاں۔ چونکہ شیطان کا کام ہونا دے کر گھس جانا اور چپ جانا ہے اسی لئے قرآن میں اس کو نخاس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہے۔ قفقد۔ جیسی جو کسی سے چھوٹا ایک جنگلی جانور ہے اس کے بلن پر لمبے لمبے خال ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خال کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھسایا ہوا ہے۔ خار۔ خشک۔ اسی قفقد کو کہا جاتا ہے۔

می نہال گر دوسر آں خار پشت
اس سبکی کا سر چھپ جاتا ہے
ناچو فرصت یافت سر آرد بڑوں
جب اس نے موقع پایا سر باہر نکالا
گر نہ نفس از اندر دل را بہت زدے
تو نفس اللہ سے تیری ماہزی نہ کرتا
زاں عوانِ مقضی کہ شہوت ست
اس فتنہ کرنے والے سپاہی کی جیسے جو کہ شہوت ہے
زاں عوانِ سر شدی دُز دو تباہ
اس پیشہ سپاہی کی جیسے تو چھ لہ تباہ بنا
در خبر بشنو تو ایں پند نکو
حدیث میں تو اس یک فصیح کو سن لے
طمطراق ایں عذو مشو گریز
اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ بن بھاگ جا
بر تو او از بہر دنیا و نبرد
تجھ پر اس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر
چہ عجب گر مرگ را آسان کند
کیا تعجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے
سحر کا ہے را بصنعت کہ کند
جادو کا لہری سے نکلے کو پہاڑ بنا دیتا ہے
زشتہا را تغیر گرداند بفسن
فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے
آدمی را خر نماید ساعت
ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

و مبدم از بیم صیاد درشت
فوراً سخت شکاری کے ڈر سے
زیں چینیں مکرے شود بارش زوں
ایسے مکرے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے
رہزناں را بر تو دستے کے بدے
رہزوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا
دل اسیر حرص و آرز و آفت ست
دل حرص اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے
تا عواناں را بقیہر تست راہ
یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے لو پر ظلم کا موقع ملا
بیں جنیں گم لکم اعدا عذو
کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دلوں پہلوؤں میں ہے
کوچو بلیس ست درن لچ و ستیز
کیونکہ وہ چھکڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے
آں عذاب سرمدی را سہل کرد
اس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے
اؤز سحر خویش صد چنداں کند
وہ اپنے جادو سے اس سے سو گناہ کر دیتا ہے
باز کوے را چو کاے می تند
پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے
نغر ہارا زشت گرداند بظن
بد گمانی سے بھلائیوں کو برا بنا دیتا ہے
آدمی ساز و خرے راز آیت
فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

۱۔ صیاد شکاری تاجو۔ سبکی موقع
پاکر حملہ کرتا ہے اور مار کر مارتا ہے کہ
سانپ بھی اس سے عاجز آ جاتا ہے
گرفت انسانی ہری نفسانی خواہش کی
جیسے ہی اس پر برے لوگ غالب آ
جاتے ہیں۔ زوں عوان۔ انسان کے
اند جو سپاہی ہے جس کو شہوت کہا جاتا
ہے۔ انسان کو برائیوں پر مجبور کرتا ہے
وہ چھڑی کرتا ہے تب ہی چروٹی
سپاہیوں کو اس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا
ہے۔
۲۔ در خبر۔ حدیث شریف میں
ہے۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن
تمہارے دلوں پہلوؤں کے نہ بیچ
میں ہے۔ طمطراق۔ نفس اور شیطان
ایک ہی چیز ہیں ان کی شان و شوکت
پر توجہ نہ کر۔ دلوں بڑے بھگڑاؤ
ہیں۔ بقیہ۔ دنیا کے لالچ میں پھنسا
کر انسان کو بلیا کر لے کرتے ہیں کہ وہ
آخرت پر دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا
ہے۔
۳۔ چہ عجب۔ اس نفس سے یہ بھی
بہت عجیب ہے کہ وہ انسان کے لئے
اس کی اپنی موت کو آسان کر دے
اسنے جادو سے اس طرح کے سحر کر دے
کام کر جاتا ہے۔ سحر۔ جادو نکلے کو پہاڑ
اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اسی طرح
شیطان تمہاری عبادت کو بہت زیادہ
اور بہت سے گناہوں کو بہت کم کر دیتا ہے
کے دکھا دیتا ہے۔ زشتہا۔ شیطانی
فریب میں انسان بھلائیوں کو برائی
اور برائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے
آدمی شیطان کیوں کو بد اور بد کو خالص
میں ڈال کر نیک ظاہر کرتا ہے۔



ہر نفس قلب حقائق می کند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

إِنَّ فِي الْوَسْوَاسِ سُخْرًا مُسْتَمِرًّا

بیک دوسوں میں مستقل جاوہ ہے

سدا چراں ہستند جاوہئے کشا

وہاں جاوہ کا توڑ کرنے والے جاوہر بھی ہیں

نیز روئیدست تریاق اے پسر

اے صاحبزادے وہاں تریاق بھی آگاہ ہے

کہ زہر ہر من بٹو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست و دفع سحر او

میری باتیں جاوہ ہیں اور اس کے جاوہ کا توڑ ہیں

سُخْرًا حَقَّ گُفْتَ اَلْخُشَّ پهلواں

جاوہ ہے، اس اچھے سرور نے صحیح فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

اور دنیا میں تریاق کا سرایہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی جُداست

جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

نوش گن تریاق مُرشدِ حُست و تیز

چتی اور تیزی سے مرشد کا تریاق ہی لے

سُوئے رنج پیر کامل نقب زن

کمال شیخ کے خزانے کی طرف سداغ کرے

جانب مہمان و مسجد بازاراں

مہمان اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہمان بگوو آں ماجرا

مہمان کا قصہ اور وہ سرگذشت بیان کر

کارِ سحر نیست گودم میزند

جاوہ کا یہ کام ہے کہ وہ چھونک مانتا ہے

آپتہنیں سدا درون تست برتر

ایسا جاوہر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اندلاں عالم کہ ہست ایں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جاوہ ہیں

اندلاں صحرا کہ رست ایں نہر تر

جس جنگل میں یہ تازہ زہر آگاہ ہے

گویدت ۲ تریاق از من جو سپر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے

گفت او سحرست ویرانی تو

اس کی گفتگو جاوہ ہے اور تیری چاہی ہے

گفت پیغمبر گران فی الیاس

پیغمبر نے فرمایا بے شک بیان میں

لیک ۳ سحرے دفع سحر ساراں

لیکن وہ جاوہ جو جاوہروں کے جاوہ کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء و اصفیاست

وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفسِ دول گریز

خلاصہ ہے کہ کینہ نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جاوہ کے اس طلسم کو توڑ دے

بس دوازست ایں سوئے آغازاں

یہ بہت لمبی بات ہے، شروع کی طرف چل

زیں گذر گن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

۱۔ کار سحر۔ جس طرح جاوہ بظاہر تبدیل حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفسِ لایم میں بدل ڈالتا ہے۔ آپتہنیں نفسِ لایم سے ڈال کر انسان میں جاوہ گری کرتا ہے۔ اندلاں۔ نفس کی اس جاوہ گری کا یہ علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کر لے۔ اندلاں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرما دیا ہے۔

۲۔ گویدت۔ وہ اولیاء اللہ تجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نفس کی باتیں جاوہ اور دیرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جاوہ کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضرت نے گفتگو کو جاوہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

۳۔ لیک۔ بیان بھی جاوہ ہے لیکن اصل جاوہ وہ ہے جو جاوہروں کے جاوہ کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی حاصل تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگانِ دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ رنج۔ یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کر لے۔

مکرر کردن عاذلاں پند را برآں مہمل مسجد مہاں کش
مہمان کو مد ڈالنے والی مسجد کے مہمان کو طاعت گاہ کا مکرر نصیحت کرنا

ہیں مکن جلدی ابروے بو اکرم مسجد و مارا مکن زیں مہتم
خبردار لے بھلے آئی! بھادی نہ دکھا ہمیں اور مسجد کو مہتم نہ بنا
گر بگوید دشمنے از دشمنی آتشے درما زند فرداؤنی
اگر دشمنی سے کئی دشمن کہہ دے گا تو کینہ کل کو ہمیں آگ میں پھونک دے گا
کہ بتا سانید اُورا طلبے بر بہانہ مسجد او بُد سلاکے
کہ اس کا کپی ظالم نے گھلا گھوٹا ہے مسجد کے بھانے سے وہ اچھا خاصہ تھا
تا بہانہ قتل بر مسجد نہد چونکہ بدنام ست مسجد او جہد
تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے چنگ مسجد بدنام ہے وہ جھوٹ جائے گا
تہمتے بر مانہ اے سخت جاں کہ نہ ایم آئین ز مکر دشمنان
اے جفاکش! ہم تجھ سے مٹنے کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں
ہیں برو جلدی مکن سود اپز کہ خیال ۲ پیود گرووں را بگو
خبردار! بھادی نہ کر خیال پلاؤ نہ پکا کیونکہ آسمان کو گرز سے نہیں ناپا جا سکتا
چوں تو بسیاراں بلا فیدہ ز بخت ریش خود برگند یک یک لخت لخت
تھ جیسے بہت سوں نے نصیب دی کی شئی مادی ہے ہر ایک نے اپنی مادی کا ایک ایک بال نوچا ہے
ہیں برو کوتاہ گن ایں قیل ۲ وقل خویش دما را در میقلن در و بال
خبردار! چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا
خبردار! چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

۱۔ جلدی۔ بھادی بگوید۔ یعنی
تجھ کے یہاں شکایت کر دے گا۔
۲۔ کینہ۔ تاسانیہ تاسانیہ۔ گلا
کھونٹ۔ یہ شعر اور اگلا شعر چقل خور کا
مقلوب ہے۔
۳۔ کہ نکال۔ جس طرح آسمان
کی گرزوں سے پناش کرتا بیہودہ
خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں
سوئے کا خیال بیہودہ ہے۔ چل تو
صحیح کرنے والوں نے مہمان
سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی
خوش نصیبی کی شئی مادی ہے اور پھر
شرمندہ ہوئے ہیں۔
۴۔ قیل و قال۔ بحث و مباحثہ۔
۵۔ تہبان۔ گھولا۔ کون محمودی۔
یعنی سلطان محمود غزنوی کا نائب۔ عجم۔
پائے ام۔

جواب گفتن مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارس
مہمان کا ان کو جواب دینا اور مثل دینا کھیتی کے رکھ والے کی
رکشت بیاںگ دُف از رکشت آں اشرے را کہ کوس
دھم کی آواز سے اس لڑت کو کھیتی سے بھاگانے کی جس کی پشت پر
محمودی بر پشت اوز دندے

رکھ کر محمودی غارے کو پچاتے تھے

گفت اے یاراں از اں دیواں نیم کہ ز لاولے ضعیف آید عجم
اس نے کہا دوستو! میں نے مجھوں میں سے کس میں
کہ ایک لاول سے میرا قدم کز رہ پڑے

طبلکے در دفع مرغاں میزدے
پرندهاں کو اڑانے کے لئے ایک دفلی بجاتا تھا
کشت از مرغان بد بخوف گشت
کشتی شریر پرندهاں سے بے خوف ہو جاتی
برگذر ز داں طرف خیمہ عظیم
گدرا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا
نہ و فیروز صفدر مُلک گیر
لڑکا اور شاہد مصلح کو جاگ کرنے والا ملک کو گرنے والا
بخشی بد پیشتر و ہچموں خروں
آگے چلے والا بخشی نسل کا تھا مرغ کی طرح
می زوند اندر رجوع و در طلب
بجاتے تھے ' رلاگی اور واپسی پر
کوک آں طبلک بزد در حفظ بر
دیکھیں کی حفاظت کے لئے بچے نہ وہ دفلی بجاتی
بخشی طبل ست وبا آنت خو
فقاہ کا لٹ ہے اور اس کو اس کی عادت ہے
کہ کشد او طبل سلطان پیست کفل
کیونکہ وہ بادشاہ کا بیٹا گنا گنا تھا اٹھاتا ہے
جان من نویگہ طبل بلا
میری جانب مصیبت کے فقاہ کی فقاہ خانہ ہے
پیش آنچہ دیدہ است این دیدہا
اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے
کز خیالاتے دریں رہ پیستم
کہ خیالات کی وجہ سے اس واسطے سے باز رہوں
نیل چو اسماعیل آزام ز سر
بلکہ حضرت اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

کود کے کو حارس کشتے ابدے
ایک بچہ جو کشتی کا رکھلا تھا
تا زمید مرغ لال طبلک ز کشت
حتی کہ پند اس دفلی سے کشتی سے اڑ جاتے
چونکہ سلطان شاہ محمود کریم
جب شاہ سلطان محمود کریم
با سپاہے ہچمو استامہ اخیر
ایسے لشکر کے ساتھ جو آسمان کے ستاروں کی طرح تھا
اشترے بد کو بدے خمال کوس
ایک لٹ تھا جو فقاہ اٹھاتا تھا
بانگ کوس و طبل بروے روز و شب
رات دن فقاہ اور دھول اس پر
اندراں مززع در آمد آں شتر
وہ لٹ اس کھیت میں آ گیا
عاقلے ۲ گفتن مزن طبلک کہ او
ایک عقلمند نے اس سے کہا دفلی نہ بجا کیونکہ وہ
پیش اوچہ بود تیوراک تو طفل
اس کے سامنے تھ لڑکے کی دفلی کیا ہے
عاشق من گشتہ د قربان لا
میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں
خود تیوراک سب اس تہدیدہا
یہ ڈروے دفلی چیں
اے حریفان من از انہا پیستم
اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں
من چو اسمعیلیا نم بے حذر
میں اسمعیلیوں کی طرح غر ہوں

۱۔ کشت۔ کشتی۔ طبلک۔ چھوٹا
طبل۔ دفلی۔ اخیر۔ انجام۔ فلکیہ۔
آسمان۔ صفد۔ صف۔ حرم۔ بخشی۔
اس نسل کا لٹ جو تخت لہر نے عربی
نوٹنی لٹ سے بدلی تھی یہ سرخ
رنگ کا عظیم لٹ لٹ ہوتا ہے
خمال۔ اٹھاتا۔ والا۔ مززع۔ کھیت۔
نہ۔ گھیرا۔
۲۔ عاقلے ایک عقلمند نے بچہ کو
سمجھایا کہ اس لٹ سے بھاگنے کے
لئے دفلی بجاتا دیکر ہے یہ فقاہ کا
لٹ ہے اور فقاہ سناتا اس کی عادت
ہے تبھا کہ کھٹکا جو پارغ میں
چڑیوں کو اڑانے کے لئے باندھا جاتا
ہے دفلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاظم۔ یہ
عاشق کا مقتول ہے لا۔ یعنی عدم۔
نویگہ۔ فقاہ خانہ۔
۳۔ خود۔ یعنی تہداری یہ دیکھیں
جو مسجد میں سونے پر مجھو دے ہے
ہو ان مصائب کے مقابلہ میں دعو
میں جھیل چکا ہوں شامی فقاہ کے
مقابلہ میں دفلی جیسی ہیں۔ کز۔
خیالات۔ مسجد کے سونے میں جو
خیالات تم پیش کر رہے ہو۔
اسمعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقانِ خدا جو راہ
خدا میں حضرت اسماعیل کی طرح
جان دیدینے سے لٹی نہ کریں۔

فارغ غم از طمطراق لہ واز ریا
 میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں
 گفت پیغمبرؐ کہ جادفی السلف
 پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض
 ہر کہ بیند مر عطارا صد عوض
 جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے
 مچ ملے در بازار زان گشتند بند
 تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں
 ز در انبا نہا نشسته منتظر
 ہر شخص دہپیہ تھیلیوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے
 چوں بہ بیند کالہ در رخ بیش
 جب کسی سلمان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے
 گرم زان ماندست با آل گوندید
 گرم گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا
 چمنیں علم و ہنر ہائے و حرف
 یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے
 تائبہ از جاں نیست جان باشد عزیز
 جب تک وہ جان سے زیادہ پیارے ہیں جان پیکاری ہوتی ہے
 لعبت مردہ بود جاں طفل را
 مردہ گنیا بچے کی جان ہوتی ہے
 ایں تصور ویں خیل لعبت ست
 یہ تصور اور یہ خیل گنیا ہے
 چوں طفلی رست جاں شد در وصال
 جب جان بچھن سے نجات پاگئی مائل ہو گئی

قُلْ تَعَالَوْاْ گفتم جانم رلیا
 اس نے قُلْ تَعَالَوْا میری جان کے لئے کہا ہے کہ آ جا
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ يَّقِنُ بِالْخَلْفِ
 دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا
 زود در بازو عطار ازین غرض
 اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے
 تلجُو سُوْد افتاد مالِ خود داند
 تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں
 تاکہ سُوْد آید ببدل آید مُصَر
 خرچ کر دینے پر مصر ہے تاکہ نفع آئے
 سن زرد گردو عشقش از کالائے خویش
 اپنے سلمان سے اس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے
 کالہائے خویش را رخ و مزید
 اپنے سلمان کا نفع اور بڑھاتا
 چوں ندید افزوں از انہا در شرف
 جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کچھ نہ دیکھا
 چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
 جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے
 تا نکشت او در بزرگی طفل را
 جب تک کہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنے والا نہ بن جائے
 تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست
 جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے
 فارغ از حس ست و تصویر و خیال
 حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

۱۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ قُل
 تعالوا۔ آپ کہہ دیجئے۔ آ جا۔ سیادت
 قرآن میں مٹی جگہ آئی ہے اور ہر جگہ
 جاؤ کہ خطاب مختلف لوگوں کے لئے
 ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے
 فرمود دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب
 میری جان کے لئے ہے کہ تو آ جا۔
 جان انسان جو کچھ کی غریب کہو یا اور
 بسا اوقات اس کے دینے میں اس
 کے پیش نظر صرف اس غریب کی
 حاجت کو رہ کر رہتا ہے اور بسا
 اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا
 ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلہ
 آخرت میں عطا فرمائے گا یہ دوسری
 صحت دیکھی صحت سے بہتر ہے
 حدیث شریف میں ہے جَوْنُ
 بالسلف من يقن بالخلف یعنی
 قرض دینے میں اس شخص نے جو وہ
 کرم کیا جس نے آخرت کے اجر کا
 یقین کر کے قرض دیا ہر کہ جس
 شخص کا اجر آخری یقین ہوتا ہے وہ
 بہت جلد عطا بخش کر رہا ہے
 ۲۔ جملہ دنیاوی کاموں میں بھی نفع
 کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے
 ہیں۔ زیستہ تجارتی میں دوسرے بھرے
 ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا
 منتظر رہتا ہے چوں کہ بیند کالہ
 آئی کہ جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا مال
 خرچ کرنے میں اس کو کوئی تامل نہیں
 رہتا ہے گرم اپنا مال جمع کرنے میں
 اس وقت تک گرم ہے جب تک کہ
 اس کو نفع کی امید نہیں ہے
 ۳۔ چمنیں۔ علم و ہنر میں جب
 انسان شوق نظر آتی ہے تو انسان جان
 پر کھیل کر اگر حاصل کرتا ہے لیز تیل
 ہے یعنی بچہ لہجہ کھلنا کڑا ہند
 گوشت یعنی انسان جب لیز پڑے

سے بچہ رہتا ہے تو اونچی چیز پر اکتفا کر لیتا ہے طفل در بچہ کہ جتنے دلا اس تصور یہ نصرت کی دینا جب تک ہی پکارتی ہے
 جب تک وصال حاصل نہیں ہے وصال کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

۱۔ نیست یہ حقانی خرم ہادی کی
کچھ میں آگئے ہیں جس کا کھنڈان
ہے وفاتی یعنی وہ لوگ جو میرے
اس بیان کے حقائق ہل ساں دلتے۔
یہ پھر اس عاشق مہمان کا مقولہ شروع
ہوا ہے اللہ قرآن پاک میں ہے
لَئِنْ اَللّٰهُ اَفْضَرٰی مِنَ الْفٰضِلِیْنَ
فَقَسَمْتُ لَکُمْ اَللّٰہَ تَعَالٰی نَیِّبٌ مِّنْ رَّسُوْلِیْنَ
اس کی جا میں خرید لی ہیں۔ ترجمہ یعنی
انسان کو اپنی جان ہر مال میں وقت
تک پیانا ہے جب تک اس کو ان کی
اس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ
تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۲۔ وہیں غجب۔ حقیقی چیز کے بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض انسان صرف اتر آدمی کے بارے میں گمان کے کھجور پر رہتے ہیں اور ان کو یقین کا کھجور حاصل نہیں ہوتا۔ حالانکہ دنیاوی امور میں ہر گمان ترقی کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقین کے مطابق اپنی کچھ باتیں حاصل ہوتی ہیں پھر علم ترقی کر کے علم بننا ہے پھر علم ترقی کے لئے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ یقین آدھو علم۔ کسی چیز کے وقوع اور نہ وقوع میں سے کسی ایک جانب کو خطا ترجیح حاصل ہو جائے تو ظن کہا جاتا ہے۔ علم سے مراد وہ قائم اعتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو۔ یقین اس علم ثابت کو کہیں گے جس کے انزال کی کوئی اور بات نہ رہے عینک مشاہدہ کر لیا جاتا ہے تو ابتدائی کھجور ظن ہے گا۔ پھر علم کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور یقین کے بعد مشاہدہ کا کھجور ہے۔

نیست احرم تا بگویم بے نفاق
 محرم نہیں ہے تاکہ بغیر فصیح کہہ دیا
 مال و تن برف اند ریزانِ فنا
 مال و جسم برف ہیں جو نہ ہے پگھل رہے ہیں
 برفِھا زالا از شمن اولیست
 تیرے لئے برفِ غش سے نیاہ بہتر ہے
 ویں ایجب ظنئے ستہ تولا ہمیں
 اے ذلیل! تجھ میں یہ عجب غن ہے
 ہر گناہ تھنہ یقین ست اے پسر
 اے بیٹا! ہر گناہ یقین کا پیاسا ہے
 چوں رسد در علم پس بر پا شود
 جب علم کے جھڑ میں آجھتا ہے قائم ہو جاتا ہے
 زانکہ ہست اند طریقِ مفتن
 چونکہ آئے ہوئے طریقے میں
 علم جو یائے یقین باشد بدال
 سمجھ نے علم یقین کا طالب ہوتا ہے
 اند س الھکم تجوایں راگنوں
 سہ الھکم میں اس کو تلاش کر لے
 می کشد دانش بہ بنیش اے علیم
 اے علم والے! علمِ مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے
 دید زاید از یقین بے امتہال
 مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے

تن زدم واللہ اَعْلَمَ بِالْوَفَاقِ
 میں نامش ہو گیا اور خدا جلالت کرتا ہوں کو کیا جانے ہے
 حق خریدارش کہ اللہ اشترویٰ
 اللہ تعالیٰ ان کا خرید ہے کیسے نے خرید لیا ہے
 کہ توئی در شک یقینی نیست
 کیسکہ تو شک میں ہے تجھے یقین نہیں ہے
 کہ نمی پرد بہ بُستان یقین
 جو یقین کے باغ کی طرف پہنچ نہیں کرتا ہے
 می زند آند خزید بال و پر
 جو بوحاش کی طرف بال و پر پہنچ پڑتا ہے
 مر یقین را علم اوپو یا شود
 اس کا علم یقین کی طرف دھتا ہے
 علم کمتر از یقین و فوق ظن
 علم یقین سے کم لہ ظن سے اوپر ہے
 وال یقین حویائے دیدست و عیاں
 لہ یقین دید لہ مشاہدے کا طالب ہے
 از پس کلا پس لو تعلمون
 کلا کے پیچے لو تعلمون کے پیچے
 گر یقین بودے بدیدندے تحیم
 اگر ان میں یقین ہوتا تو وہ دھڑ کا مشاہدہ کر لیتے
 آچنایاں کر ظن ہی زاید خیال
 جس طرح ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے

[illegible]

اندر اہلکم بیان ایں ہیں
سودہ اہلکم میں اس کا بیان دیکھ لے
از گماں و از یقین بالا حرم
میں گماں اور یقین سے بالاتر ہوں
چوں دہانم خورد از حلوائے او
جبکہ میرا منہ اس کا حلوا کھا چکا ہے
پانہم گستاخ چوں خانہ روم
میں جبکہ گستاخ ہوں تو بدولتی سے دم مرگتا ہوں
آنچہ گل را گفت حق خنداش کرد
جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اس کو گفتہ کر دیا
اُنچہ زد بر سر و قدش راست کرد
وہ جو سر پر تازل کی اور اس کا قد سیدھا کر دیا
اُنچہ نے را کرد شیریں جان و دل
وہ جس نے گئے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا
اُنچہ لڑو را چنناں طرّار ساخت
جس نے امد کو ایسا لڑکیا بنایا
مر زباں را داد صد فسونگری
جس نے زباں کو سو جلا سکھائے
چوں در زراو خانہ باز شد
جب اٹھ خانہ کا دروازہ کھلا
بر دم زد تیر و سودائش کرد
اس نے میرے دل پر تیر لہا لہا کو بھونٹا دیا
عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست
میں اس کا عاشق ہوں کہ ہر ملکیت اس کی ملکیت ہے
من تلافم در بلائم بچو آب
میں شئی نہیں ملتا ہوں اور اگر ملتا ہوں تو پانی کی طرح

کہ شہد اعلم اقص عن اقص
کہ علم اقصین عین اقصین ہو جاتا ہے
وز ملامت بر نمگرد و سرم
لامت سے میرا سر نہیں چکاتا ہے
چشم روشن گشتم و بینائے او
چشم روشن گشتم و بینائے او
میں روشن چشم اور اس کو دیکھنے والا بن گیا ہوں
پانہ گرزانم نہ کورانہ روم
نہ پاؤں کو لڑتا ہوں نہ اندھا دھند چل ہوں
بادل من گفت صد چنداش کرد
میرے دل سے کہا اور اس کو سو گنا کر دیا
واُنچہ ازوے زگس و نسرین خورد
اور وہ جو اس سے زگس اور نسرین نے حاصل کی
واُنچہ خاکی یافت زو نقش چگل
اور وہ جس سے خاکی نے چگل کا نقش حاصل کر لیا
چہرہ را گلگونہ و گلزار ساخت
چہرے کو سرخ اور گلزار بنایا
وانکہ کان را داد زر جعفری
جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا
عمر ہائے چشم تیر انداز شد
آنکھ کے غمزے تیر انداز بنے
عاشق شکر و شکر خائیش کرد
شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا
عقل و جان جاندار یک مرجان اوست
عقل اور جان اس کے لب سے جاندار ہے
نیست در آتش گشی ام مضطرب
آگ بجھانے میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے

۱۔ کثرت یعنی قسرون العجیم
ثم قسرونها عن اقص بالترجمہ
یعنی شاہد کے کتبہ حاصل ہے اور
لامت لب کی شہادت سے اس
کا انداز نہیں ہو سکے گا چوں
دہانم جبکہ مجھے شاہدہ حاصل ہو گیا
ہے پانہم جبکہ انسان کو اپنے مکان
کے بارے میں علم شاہدہ حاصل ہوتا
ہے وہ کسی شک و شبہ کی بنیاد اس
میں داخل ہونے سے نہیں رک سکتا۔
آنچہ اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات ان
چیزوں پر پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی
ہیں۔

۲۔ بر سر۔ جب میں سر دی
سیدھاں اور زگس کا سا شاہدہ اور
نسرین جیسی خوشبو پیدا ہو گئی ہے
نہ میرا دل گئے کی طرح شیریں
ہے چگل۔ ترکستان کا مشہور شہر
ہے جس کے باشندوں کا سن اور تیر
اندازی مشہور ہے طرّار تیر زبان کہ
کٹ۔ زر جعفری۔ جعفر برقی کے
زمانے کا سونا خالص تھا۔ زراو خانہ۔
الطرح خانہ

۳۔ بر دم۔ جبکہ اس قدر تجلیات مجھ
پر ہیں تو لب میں اس کا عاشق ہوں۔
کہ ہر آن۔ تمام ملکیتیں اللہ کی ہیں
اور ہر جان و عقل اس کے ہونٹ کا
عطیہ ہے مرجان۔ مونگا پہل لب
معتوش مرلو سے در پانہم۔ اگر میں
شئی بچاؤں تو وہ بھی دماغی ہے۔

چول بند زہول حقیقہ مخزن اوست
میں کھڑا کیوں نہ ہوں جبکہ وہ میری پشت پند ہے
سخت زو باشد نہ نیم اُور نہ شرم
وہ میکر ہو گا ' پس کو نہ ڈر ہو گا نہ شرم
گشت زویش حصم سوز و پردہ در
اس کا چہرہ روشن کھلانے والا وہ پہلے ہی کہنے لگا تھا ہے
یک سوارہ کوفت برجیش شہاں
اس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی ہے
یک تنہ تنہا یزد بر علی
تنہا ایک جہاں پر ٹوٹ پڑا ہے
اوتر سد از جہاں پر کلون
وہ دھیوں بھرے جہاں سے نہیں ڈتا ہے
سنگ از صُبحِ خدائی سخت شد
پھر خدائی کارگیری سے سخت ہوا ہے
زانہے شاں کے ہترسد انقصاب
قصائی ان کی کثرت سے کب ڈتا ہے
خلق ملند رَمہ او ساعی ست
حلق ریوڑ وہ ان کی بھائی کے لئے کوشش ہے
لیک شاں حلقہ یوڈ از گرم و سرد
ہاں وہ اچھے برے سے ان کا تمہاں ہوتا ہے
وال ز مہرست آنکہ دارو برہمہ
وہ اس مہرست کی وجہ سے ہے جو اس کی سب پر ہے
گر خرا غمگین گنم غمگین مشو
اگر میں تجھے غمگین کروں تو غمگین نہ بن
تاکت از چشم بداں پنہاں گنم
تاکہ تجھے بھول کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

چول بند زہول حقیقہ مخزن اوست
میں کیسے چما سکا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے
ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم
جو صبح کی جہ سے گرم کر دلا ہو
بچو زوئے آفتاب بخذر
غیر صبح کے چہرے کی طرح
ہر پیمر سخت زو بد در جہاں
دنیا میں ہر پیغمبر بہاد ہوا ہے
رو گمرانید از ترس وغی
اس نے کسی غم اور ڈر سے منہ نہیں منڈا ہے
سنگ باشد سخت زو چشم شون
پھر سخت رو ' اور غر ہوتا ہے
کال کلون از پشت زن یک لخت شد
ڈھیلا اینٹ پاتھنے والے سے مجسم بنا ہے
گوسفنداں اگر یروں انداز حساب
بکیاں اگرچہ شد سے باہر ہوں
تُکَلِّمُ راعِ نبی چول راعی ست
تم سب رو ہو ' نبی گد بان کی طرح ہے
از رَمہ چوپاں نترسد در زہر د
مقابلے میں گڈرہ ریوڑ سے نہیں ڈتا ہے
گرزند با نلے ز قہر او بر رَمہ
اگر وہ فصہ سے ریوڑ پر چلتا ہے
ہر زماں گوید بگو شم بخت تو
نئی خوشی بخت میرے کان میں کہتی ہے
من خرا غمگین و گریاں زماں گنم
میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے بتاتی ہوں

۱ چول بند زہول۔ جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو اب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر پیمر یا پیغمبر چونکہ قرب الہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ غر ہوتے ہیں شاہوں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ سنگ انبیاء۔ پتھر کی طرح ہیں اور عاشقین و دھیوں کی طرح ہیں۔ کلون۔ ڈھیلے کی سختی انسان کی کارگیری ہے۔ پتھر کی سختی خدا کی کارگیری ہے۔ ۲ گوسفنداں۔ عاشقین۔ بکیاں ہیں۔ اور انبیاء۔ بھول۔ قصاب کے قلم۔ نبی۔ ممتاز۔ چوہا ہے کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہی حال ہر ذمہ دار کا ہے اور وہ اگر بکریاں سرکشی کریں تو قصائی ان سے خوف نہیں کھاتا ہے۔ ۳ گرزند اگر نبی قوم پر ہراس بھی ہوتا ہے تو اس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے ہر زماں۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقلد شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہے کہ غم سے لیکن نہ ہواں میں تیرے مفاد مضر ہیں تاکت تاکت۔

تسخ گردانم ز غمہا خوئے تو
غموں کی جہ سے میں تجھے بد مزاج بتائی ہوں
تا بگرد چشم بد از روئے تو
تاکہ نظر بہ کو تیرے چہرے سے واپس کر دوں
نہ لے تو صیادی نہ بویائے منی
کیا تو میرا شکری اور میرا طالب نہیں ہے
حیلہ اندیشی کہ درمن در رسی
تو تدبیر سوچتا ہے کہ مجھ تک پہنچے
چارہ می جوید پئے من درد تو
تیرا درد میرے دل کی تدبیر تلاش کرتا ہے
من تو انم ہم کہ بے ایں انتظار
میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے
تا ازیں گرداب دوراں دارمی
تاکہ تو نہانے کے اس بھند سے نکل جائے
لیک شیرینی و لذات مقر
لیکن منزل کی مناس اور لذتیں
ہرچہ آساں یافتی آساں وہی
تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دے دیتا ہے
آنگہ از شہر روز خویشاں بر خوری
بہن اور شہر سے تو اس وقت فائدہ اٹھائے گا
وز بلاہا رو مگرداں اے جواں
اے جواں! مصیبتوں سے نہ نہ موڑ
تمثیل ۳ گر تختن مومن و تعجیل و بے صبری او در بلا باضطراب

مصیبت میں مومن کے بھاگنے اور اس کی عجلت اور بے صبری کی مثال دینا چنے
و یقراہی نخود دیگر حوائج در جوش دیگ و بر دیگ بر دویدن
اور دھری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ اور دیگ کے اوپر کو بھاگنے

تا بیروں جہد و منع کردن کدبانو اورا

کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اس کو روکنے کے ساتھ

۱۔ نے تو عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق ہے تو مجھے میری مرضی پر راضی رہنا ہے چلے تو میرے وصال کی تدبیر میں کرتا ہے اور وصال کے لئے تکلیف میں مبتلا ہو کر شہنشاہی آپس ہوتا ہے من تو انم میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا وصال عطا کر دوں۔

۲۔ ایک تجھے جو تکلیف پہنچا رہی ہیں وہ تیرے فتنے کے لئے ہیں۔ سفر میں انسان زیادہ محکم ہے تو اقامت کی لذت میں اضافہ ہوتا ہے ہرچہ جو مقصد بلاعت حاصل ہوتا ہے اس کی انسان قدر نہیں کرتا۔ آنگہ وکن اور عزیزوں کی لذت سفر کی تکلیفوں سے برحق ہے وہ بلاہا لہذا وصال کے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ مصاب برداشت کرے گا اسی قدر وصال کی لذت میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ تمثیل۔ اس مثال سے یہ سمجھنا مقصود ہے کہ مصاب اور محالہات سے ہی جھیل ہوئی ہے کدبانو گھر کی مالک۔

می جہد بالا چو شد ز آتش زبول!

لو پر کو اجملا ہے جب آگ سے عاجز آجاتا ہے

بر سر دیگ و بر آرد صد خروش

دیگ پر ' لہ بیگروں چھیں ملتا ہے

پوں خریدی پوں نگوں میانی

جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیس مجھے لودھا کرتی ہے

خوش خوش و بر مجہ ز آتش گئے

خوب جوش کھا اور آگ چلائے والے سے نہ بھاگ

بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی

بلکہ اس لئے کہ تجھ میں ذائقہ لذت پیدا ہو جائے

بہر خواری نیستت ایں احتیال

یہ آزمائش تیرے ذیل کرنے کے لئے نہیں ہے

بہر ایں آتش بدست آں آخور

' پانی پینا ہی آگ کے لئے تھا

تا ز رحمت گردد اہل احتیال

تاکہ رحمت کے ذریعہ آزمائش کے قائل بن جائے

تاکہ سرمایہ وجود آید بدست

تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے

چوں نروید چہ گداز و عشق دوست

جب نہ پیدا ہو دوست کا عشق کس چیز کو کھلائے گا

تا گنی ایثار آں سرمایہ را

تاکہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے

کہ بکروی غسل و بر جستی زجو

کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کھو گیا ہے

رنج مہمان تو شد نیکوش دار

رنج ' خیرا مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

در خود بنگر کہ اند دیگ پوں

پنے کو دیکھ کر ' دیگ میں کیا

ہر زمانے می بر آید وقت جوش

جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلا ہے

کہ چرا آتش بہمن دمی زنی

کہ تو کہیں مجھ میں آگ لگائی ہے

می زند کفلیز کذبانو کہ نے

بی بی کفلیز چلائی ہے ' کہ نہیں

زاں نحو شام کہ مکروہ منی

میں تجھ سے لے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے پسند ہے

تا غذا گردی بیامیزی بجاں

تاکہ تو غذا بنے ' جان میں مکمل ل جائے

آب می خودی بہ بستاں سبز وتر

تو سبز وتر کہ باغ میں پانی پیتا تھا

رحمتش سلیق بدست از قہر زان

اس کی رحمت قہر سے ہی لئے پہلے ہے

رحمتش بر قہر زان سابق شد دست

اس کی رحمت اس کے قہر سے ہی لئے پہلے ہے

زانکہ بے لذت نروید لحم و پوست

کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے

زاں س تقاضہ گریباید قہر ہا

اگر اس عشق کے تقاضے سے مصیبتیں آئیں

باز لطف آید برائے عذر او

پھر اس کی غدر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے

با خود گوید چریدی در بہار

ہے سے کہتی ہے تو نے موسم بہار میں خوب چاہا ہے

۱۔ زبول۔ یعنی آگ کی گرمی سے عاجز ہو کر اجملا ہے۔ ضد خروش۔

ہانڈی میں کھانا بھر کی آگ میں آگ

ہیں۔ کہ چلا گیا زبان حال سے

بالکے سے کہتا ہے کہ مجھے خرید کر لائی

تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے

کفلیز۔ کفلیز۔ آتش کن۔ آگ

چلائے دلا۔ زنی۔ یعنی میں تیرے

بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی

ہوں۔ تاغدا۔ تجھے اس لئے جوش

دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بن

کر انسان کی جان بن جائے۔

۲۔ آب۔ یعنی پانی جسے اے مقصد

کے لئے اگایا گیا تھا۔ رحمتش۔

حدیث قدسی ہے۔ رخصتی۔ شفقت

غضبی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ میری رحمت میرے غضب سے

پہلے ہے تو رحمت غضب سے ہی

لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ

سے اس کی پھڑک ہو کہ وہ امتحان کے

قابل بن جائے۔ تاکہ رحمت ہی

کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل

ہوتی ہے زانکہ رحمت کے ذریعہ

جو گوشت و پوست بنا ہے اگر نہ ہو

عشق کس چیز کو کھلائے گا۔

۳۔ زان۔ اگر عشق کی بنیاد پر

انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان

مصائب میں ثابت قدم اور امتحان

تا کہ امہمان باز گرد و شکر ساز
تا کہ مہمان شکرے ادا کرتا ہوا لوٹے
تا بجائے نعت منعم رسد
تا کہ ہے اس نعت کی بجائے نعت دینے والا آجائے
من خلیم تو پسر پیش بچک
من ظیل اللہ ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے
سر بہ پیش قبر نہ دل برقرار
امیناں قلب کے ساتھ تکلف کے سامنے رکھے
سر بہ تم لیک اس سر آں سر یست
میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سر وہ سر ہے
لیک ۲ مقصود ازل تعلیم تست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے
اے خود می بوش اندر ابتلا
اے بے! آزمائش میں بوش کما
اندر اں بستان اگر خندیدہ
اگر تو اس باغ میں مسکلیا ہے
گر جہد ۳ از باغ آب و گل شدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے
شو غذا و قوت اندر شہما
خیالات کی غذا اور قوت اندر شہما
از صفاتش رستہ واللہ نخست
خدا کی قسم پہلے اس کی صفات کے ذریعہ سے آگاہ
زابر و خورشید وز گردوں آمدی
اب اور سورج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

پیش شہ گوید ز ایشان تو باز
بادشاہ کے سامنے تیرے ایہد کو کھل کر بیان کرے
جملہ نعمتہا برد بر تو حسد
وہ تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں
سر بہ اتسی اتسی اذ بحک
سر رکھ میں نے غلب میں دکھایے کس تجھے نہ کرنا ہوا
تا بزم خلقت اسماعیل وار
تا کہ اسماعیل کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں
کز بریدہ گشتن و گشتن بر یست
جو کتنے اور مرنے سے بری ہے
اے مسلمان بایدت تسلیم جست
اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے
تانبہ ہستی و نہ خود ماند خرا
تا کہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی باقی نہ رہے
تو گل بستان جان و دیدہ
اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے
لقمہ گشتی و اندر احیا آمدی
تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آ گیا ہے
شیر بودی شیر شودر پیشہما
تو دودھ تھا اب کچھلوں کا شیر بن جا
در صفاتش باز و چالاک و جست
پھر تیرا ہر قسمی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا
پس شدی اوصاف و گردوں بر شدی
پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا

۱۔ تاکہ۔ رخ بھی اللہ کا بیجا ہوا
مہمان ہے اگر اس کے ساتھ ایہدو
قربانی کی جائے گی تو وہ شاہ کے دربار
میں جا کر تشریف رکھنے کا سبب بن جائے
رخ پر شکر گزری سے نعمتوں ہی سے
نہیں۔ منعم سے وصال ہو گا وہ یہ اپنی
بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس
کے مقابلے میں پہنچا دیں۔ من خلیم
بی بی بکٹی ہے کہ جب تو میرا ہے تو
میری طرح ہر حالت میں شکر گزری
کر حضرت اسماعیلؑ نے حضرت
ابراہیمؑ کی اطاعت کی۔ اتسی۔ اتسی۔ نقران
پاک میں حضرت ابراہیمؑ کا مقولہ
منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اے
اسماعیلؑ میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر
حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا تھا کہ جو
آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور
وہ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو
گئے تھے۔ سر بہ تم میں تجھے نہ کر
رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور
حقیقت بقاء ہے
۲۔ لیکن۔ یہ سر اگرچہ نفس الامیر
میں کٹ نہیں رہا ہے۔ باہمہ
ظاہری طور پر سر کاٹنے سے رضاء
تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے
خود اس امتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی
ہستی اور وجود ختم ہو جائے گا پھر بقاء
باللہ حاصل ہو گا۔ اندام بننے کی پہلی
حالت اگرچہ اس کے لئے خوشگوار تھی
لیکن امتلا کے بعد کی حالت اس سے
بدتر ہے۔ بہتر ہے غذا بن جانے کے
بعد وہ انسانی جان و دل کے باغ کا
گل ہو جائے گا۔

۳۔ گر جہد طلب چناتری کر کے
نہایت سے حیوانات میں داخل ہو گیا
کیونکہ جڑ حیوان بن گیا ہے۔ شب

غذا انسانی بن کر انسانی افکار کی غذا بن جا۔ شو خدا۔ چنا یک کر انسانی افکار کی غذا بن جاتا ہے
انسانی جڑ ہو جانے کی وجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاتش۔ چنا
انسانوں کی صفات کی پیداوار تھا غذا بن جانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
زابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان تینوں چیزوں کے اثرات ہیں۔

۱ صفات مستطاب۔ عمدہ صفات
یعنی انسانی صفات۔ ہستی حیوان
حیوان نباتات سے خضاک حاصل کر
لیتا ہے لہذا نباتات کی موت ان کی
ترقی کا سبب بنتی ہے قتلونفی یہ
منصور علاج کا قول ہے انہیں نے
فرمایا کہ اے یاد مجھے کل کر دو کہ
میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی
ہے جبکہ نباتات ہو گیا کہ موت ترقی کا
سبب ہے لہذا ان کا قول صحیح بات
ہو۔ برہنہ شریح کی وہ بازی جس
میں مقابل کے سب مہرے پٹ
جائیں صرف شہ باقی رہ جائے یہ
نصف بات ہے۔ مات۔ بازی میں
شاہ شریح کا اس طرح گھر جاتا کہ وہ
زیچ ہو جائے یہ پوری ہمارے ماست
آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت
کے بعد اسی زندگی ہے تو نباتات ہو گیا
کرنے میں زندگی مضمر ہے
۲ فعل و قول۔ سچا فعل و قول
فرشتے کی غذا ان کر بلندی حاصل کر
لیتا ہے آپناں اسی طرح نباتات
انسان کا جزو بن کر بلندی حاصل کر
لتی ہے اسی طرح۔ یعنی کہ کون کونسی
فہ کے بعد اعلیٰ مقام حاصل کر لیتی
ہے کہ وہ۔ انسانی رگوں کے
قافلہ عالم بالا سے دنیا میں کامیاب
کے لئے آتے ہیں اور روح نقصان کا
کہ وہاں جاتے ہیں تو اس مقام
عالم بالا سے ہیں۔ جب دنیا سے
جائناں ہے تو خوشی ہے ہر خوشی ہو کر چل
۳ زل۔ زلانی نے جے سے یہ
بھی کہا کہ میں تجھے نکالتا ہوں اس
لئے کہ بتی ہوں تاکہ تیری ہی وہ ہو
جائے۔ زل۔ جب کہ وہ کا رخت
افردہ ہو جاتا ہے تو ضعیفانی اس کو بیا
جاتا ہے اس سے اس میں خوش آ جاتا
ہے اس کی افسردگی اور سوری ختم ہو

می روی آند صفات اُستطاب
لب تو پاکیزہ صفت میں داخل ہو رہا ہے
نفس و فعل و قول و فکر تہا ہدی
روح اور فعل اور قول اور انکار بن گیا
راست آمد اُقتلونی یا قہات
سچ ثابت ہوا اے مستعد لوگو! مجھے قتل کر دو
راست آمد اِن فی قتلِی حیات
سچ ثابت ہوا بیشک میرے قتل میں زندگی ہے
تا بدیں معراج خُدد سُوئے فلک
یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا
از جمادی بر خُدد و خُدد جانور
جمادات سے بلند ہو گیا اور جاندار بن گیا
گفتہ آید در مقام دیگرے
دوسرے مقام پر کیا جائے گا
جارت می کند وای رَدو
تاکہ تجارت کرے اور وہاں جائے
نے بتلخی و کراہت دُزد وار
نہ کہ چھوٹی کی طرح کڑواہٹ اور ناگاہی سے
تاز تلخیہا فرو شویم خُرا
تاکہ تجھ سے کڑواہٹیں دو وہاں
سردی و افسردگی بیروں نہد
پھر سردی اور غم کو باہر نکال ڈالتا ہے
پس زخیہا ہمہ بیروں شوی
پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائے گا



جانی ہے تو زندگی لہذا تیرے لئے تلخیائیں تیری خوشیاں دھ کر رکھی۔

ہر کرا او اند بلا صابر نشد
جو مصیبت میں صابر نہ بنا
فایغ آئی گر جو ریزند خل
اگر تجھ پر سر کہ ڈالیں اور تو بے فکر رہے
مقبل ایں درگہ فلاز نشد
اس قابلِ فخر گاہ میں مقبل نہ بنا
آں زمان شیریں شوی پھول عسل
اس وقت تو شہد کی طرح بیٹھا ہو گا
خام و نا جو شیدہ جو بے ذوق نیست
خام و نا جو شیدہ جو بے ذوق نیست
کچھ اور خوش نہ دیا ہوا ملے بذاائقہ کے گھٹنوں ہے

سمیٹل صابر شدن مومن پھول او بزمِ ستر بلا واقف شود
مومن کے صابر ہونے کی مثل جبکہ وہ مصیبت کے مار سے واقف ہو جائے

آں انخود گفت چنیں ستلے ستی
اس چنے نے کہا اے بی بی اگر ایسا ہے
تو دیں جوشش چو معماری منی
چونکہ اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنے والی ہے
ہچو پیلیم بر سرم زن زخم و داغ
میں اچھی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ
تا کہ خود را درد ہم در جوش من
تاکہ میں اپنے جوش کھلنے میں خودی کو دیدوں
زانکہ انسان در غنا طاشی شود
کیونکہ انسان بے فکری میں سرش بن جاتا ہے
پیل چوں در خواب بیند ہندرا
جب اچھی خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے
عذر گفتن کذب او باخود و حکمت در جوش داشتن کذبانو خود را
بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

آں سستی گوید و را کہ پیش ازیں
وہ بی بی اس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے
چوں پوشیدم جہاز آذری
جب میں نے آتش لباس پہنا

من چو تو بوم ز اجزائے زمیں
میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی
پس پذیرا گشتم و اند خودی
تب میں مقبل اور لائقِ نبی

۱ ہر کہ مصائب پر مبر مقبولیت کا
سبب ہے فایغ انسان میں جب
یہ بھاشت پیدا ہو جائے کہ باتوں
سے اس میں کئی پیدا نہ ہو تو وہ شہد کی
طرح شیریں بن جاتا ہے۔ سنگ
کے گٹے کی مصیبت جمیل کر دکھائی
بتا ہے انسان مصائب کے ذریعہ
چلتے ہو کر خوش ذائقہ بنتا ہے۔

۲ آں خود جب جے کو یہ
احساس ہو گیا کہ مصائب جمیل کا
ذریعہ ہیں تو وہ مصائب بھاشت
کرنے پر خشنہ پیشانی سے راستی ہو
گیا۔ تو دس۔ تیری تکلیف رسائی
میری جمیل کا سبب ہے تیری ایذا
رسائی اب میرے لئے راحت کا
سبب ہے۔ ہچو اچھی ہندستان کا
جانور ہے۔ دوسرے ملک میں کچھ کر
جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا
ہے تو مست ہو کر سرش ہو جاتا ہے۔
پھر گس اس کو بھاشت پر لاتا ہے۔

۳ تاکہ یعنی ان مصائب اور
جھلجھل کے ذریعے سے میں آغوش
رحمت میں رہا ہوں ہو جاؤں۔ آں
ستی اس بی بی نے چنے سے کہا کہ
میں بھی اپنی اجزاء سے بنی ہوں۔
چوں۔ میں نے کالیف اور مصائب
بھاشت کے سبب کبھی نہیں ہوں۔

مُدّتے! جوشیدہ اُم اندر زَمَن
ایک مدت تک میں نے زمنے میں جوش کھلیا ہے
زیں دو جوشش قوتِ حشہا شدُم
ان دو جوشوں سے میں حسوں کی طاقت بنی ہوں
درِ جمادی گفتے ز ایں می روی
میں جمادی کے مہینے میں کتنی کتنی کلاں سے غل ہوا ہے
چوں شُدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی پھر دوبارہ
از خدا ۲ می خواہ تازیں تَلکُنہا
خدا سے دعا کر تاکہ ان ملکوتوں سے
زانکہ از قرآن بسے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں
مرسن رائیست جرے اے عَنود
اے سرکش! ری کا کوئی قصہ نہیں ہے
جانبِ آں عاشقِ بیخویش راں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

باقی قصّہ مہمانِ آں مسجدِ مہمانِ گش و شبّات و صدقِ عزم او
اس مہمان کو مار ڈالنے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے املاہ کی سچائی اور جہاد کا قصہ

آں سے غریبے شہرِ سرِ بالا طلب
اس شہر کے پدوسی عالمِ بالا کے طالب نے
مسجدِ اگر کر بلائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کر بلا بنے گی
ہیں مرا بگزار اے بگزیہ یار
اے خنب دوست! خبردار! مجھے اہانت دے
گر شُدید اندر نصیحتِ جبرئیل
اگر تم نصیحت کرنے کی جبرئیل ہو
گفت می چشمِ دریں مسجدِ بشب
کہا میں رات کو اسی مسجد میں سوئی گا
کعبہ حاجتِ رَوائے من شوی
تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گا
تارسن بازیِ کُسمِ منصور وار
تاکہ منصور علاج کی طرح دلدردن کا خلیل کیلیں
می نخواہد عُوْث در آتشِ خلیل
تو آگ میں خلیل اللہ مدد نہیں چاہتا ہے

۱۔ مدتے ایک عرصہ تک خارجی مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے کئے ہیں۔ سارا۔ ان مصائب کے بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے ہیں اور میں صاحبِ روح بن کر تیری استاد بنی ہوں۔ وہ جہادی۔ یعنی میں جب جہاد سے ترستی کر رہی گی تو کبھی بھی کہہ تیری اس لئے ہے کہ میں انسان کا علم و مفت بخوں۔ معنی۔ یعنی انسان چل شدی۔ اب جبکہ روح بن گئی ہوں تو روح حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہیے۔ ۲۔ از غلہ ترقیوں کے اس ذکر سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذاتی تکہ ترقی نہ سمجھ لی جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا سے دعا کرنا کہ تو جمعِ مطلب سمجھ سکے اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذاتی کا عقیدہ گراہی ہے۔ زانکہ جس طرح قرآن سے کچھ کچھ ہم گمراہ ہوتے ہیں مشہوری سے بھی ہو سکتے ہیں۔ مرسن اس میں قرآن کا قصہ نہیں بلکہ ان کی کہ باطنی کا قصہ ہے۔

۳۔ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں مسافر تھا اور عالمِ آخرت کا طالب تھا۔ کر بلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مشہد ہے حاجت دہا چونکہ اس کا صل مقصد فانی الذات تھا۔ منصور۔ حضرت علاج کو سولی دی گئی۔ گر شد ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیل نے آکر مدد کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

بہترم چول اعود و عنبر سوختہ

بہتر ہیں جیسا کہ جلا ہوا عود اور عنبر

چول برابر پاسداری میگی

اور بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے

من نہ آں جانم کہ گرد پیش و کم

میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے

آتشے بود اوچو ہیزم شد تکلف

آگ ہے وہ ایندھن کی طرح قسم ہو جاتی ہے

تا ابد معمر و ہم علمر بدے

ابد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی

پر تو آتش بودنے عین آں

آگ کا پر تو ہے نہ کہ بجیہ آگ

پر تو و سایہ و دست آمد زمیں

زمین میں اس کا پر تو ' اور سایہ ہے

سوئے معدن باز میگردد شباب

جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے

سایہ ات کو تہ دے یک دم دواز

تیرا سایہ کبھی چھتا ہے ' کبھی مدد ہے

عکسها واگشت سوئے اُمہات

عکس ' احسن کی طرف لوٹ جاتا ہے

خُشک آر اللہ اعلم بالرشاد

تفائل مدت ' خدا راق کو زیادہ جانتا ہے

شرق و غرب افتاد اندر اضطراب

شرق اور مغرب بے چینی میں جلا ہو گئے ہیں

ہر یکے بادیگرے در جنگ شد

ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

جبرئلا رد کہ من آفر وختہ

اے جبرئیل! جا کہ میں جلا ہوا

جبرئلا گرچہ یادی میگی

اے جبرائیل! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے

اے برابر من بر آذر چاہم

اے بھائی! میں آگ پر تیرا ہوں

جان حیوانی فرزند از علف

حیوانی جان جو چارے سے بڑھتی ہے

گر نکشتے ہیزم او مٹھر بدے

اگر وہ ایندھن نہ بنی ' تو چلتی

باد سوزان ست اس آتش بدال

سمجھ لے یہ آگ یہ فتنہ ہوا ہے

عین آتش وہ اشیر آمد یقین

اصل آگ یقیناً کہ آتش میں ہے

لا جرم پر تو نیاید اضطراب

لا محالہ پر تو بے چینی کی وجہ سے ناپائید ہے

قلعت سج تو برقرار آمد بساز

تیسرا قلعہ سکون کی وجہ سے برقرار ہے

زانکہ وہ پر تو نیاید کس ثبات

اس لئے کہ سایہ میں کوئی فتنہ لگا نہیں پاتا ہے

ہیں وہاں بر بند فتنہ لب کشاد

خبر وہ منہ بند کر لے فتنہ نے لب کشائی کی ہے

فتنہ زانو کرد عالم را خراب

فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے

چول مراتب گرد دلبا تنگ شد

جب حقیقی دلوں کے چادرں طرف تک ہو گئی ہیں

۱۔ چول عود اور عنبر کے چلنے

پر خوشبو پہنکتی ہے جبرئیل۔ جبرئیل

سے اس جان کو صحت کرنے والے

مراد ہیں اور عیسیٰ سے مراد خود مہمان

ہے۔ اے برابر مہمان صحت

کرنے والے ہے کہتا ہے کہ میری

روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں

گھسوا اور بڑھاؤ ہوتا ہے۔ جان

حیوانی۔ حیوانی روح خدا سے بڑھتی

ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو

ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ گر نکشتے اگر انسانی جان بکشت

شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو

وہ خوب بچے بچوے خود بھی مند بنے

اور دوسروں کو بھی منور بنائے۔ باب

مولانا آتش غضب و شہوت کے قافی

ہونے کو کسی آتش کے قافی ہونے

سے سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ

کہ آتش کا پر تو ہے پر تو اور سایہ

ناپائید ہوتا ہے۔ معدن یعنی کربہ

آتش۔

۳۔ قلعت تو اس دنیا کی آگ کا

آتش کہ کا پر تو اور ناپائید ہونا اس

طرح سمجھو جیسا کہ انسان کا قند اور اس

کا سایہ علیہا۔ پر تو اور سایہ اصل کی

طرف لوٹ جاتے ہیں۔ مولانا کی

مشوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات

کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف

روح کرتے ہیں۔ فتنہ۔ اعتراضات

کا فتنہ۔ چوں مراتب۔ مشوی کے

عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی

نہیں ہے اس لئے جگہ جمل میں

جلا ہو گئے ہیں۔

گفتگو بسیار شد خاش خُدم مسئلہ تسلیم کرم تن زد
 بیان بہت ہو گیا میں چپ ہو گیا میں نے بات مان لی میں خاموش ہو گیا
 ورتو گوئی موجب فتنہ چہ بود باز گویم گوش سن چوں غم فرو
 اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا چنکے غم بڑھا ہوا ہے پھر بتاتا ہوں سن

ذکر خیالی بد اندیشی قاصر فہماں حکم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی سے خیال کا ذکر

پیش از اں کایں قصہ تا مخلص رسد دو دو و گندے آمد از اہل حسد
 اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتے تک پہنچے حاسدوں کی جانب سے ہوں اور بددلوں پیدا ہو گئی
 من نمی زخم ازیں لیک ایں لکد خاطر سادہ دلے رلپے گند
 میں اس س رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دلتی کسی سادہ دل کی طبیعت کا چچھا کرے گی
 خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی بہر محبوباں مثال معنوی
 اس غزنوی دانا نے بہت اچھی بات کہی ہے مگر ہوں کے لئے ایک باہمی مثال
 کہ زقرآں گرنہ بیند غیر قال ایں عجب نبوذ اصحاب ضلال
 کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں تو مگر ہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے
 کز شعاع آفتاب پُرز نور غیر گرمی می نیابد چشم کور
 کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی
 خربطے سے ناگاہ از خر خانہ سر برؤں آورد چوں طعنے
 گدھوں کے طویلے سے ایک احمق نے اپنا کبوتر طعنہ باز کی طرح سر اٹھا
 کایں سخن پست است یعنی مثنوی قصہ پیغمبرست و پیروی
 یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے پیغمبر اور ان کی پیروی کا قصہ ہے
 نیست ذکر و بحث اسرار بلند کہ دواند اولیا زان سو سمنند
 بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے کہ دواند اولیا زان سو سمنند
 از مقامات تبشلتا فافا کہ ولایہ اس طرف گھوڑا دھاریں
 غلوٹ سے فنا تک کے مقامات پایہ پایہ تا ملاقات خدا
 غلوٹ سے فنا تک کے مقامات ہجہ بلجہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک
 شرح وحدہ ہر مقام و منزلی کہ بہ پرزور بر پرد صاحب دلے
 ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی تاکہ ہوں کے ذریعہ صاحب دل اس سے پرہیز کرتا

۱ گفتگو یعنی اعتراضات اور
 جملات غم فروں چونکہ مجھ طبعاً بہت
 افسوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان
 کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی
 اختیار کر لیتا۔ کایں قصہ یعنی مسجد
 کے یہاں کا قصہ
 ۲ من نمی زخم یعنی مجھے معترضین
 پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہذا میں
 جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر
 جواب نہ دوں گا تو معترضین کی
 دہشتیں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کر دیں
 گی حکیم غزنوی حکیم سنائی رحمت اللہ
 علیہ محبوباں وہ لوگ جو در معرفت
 سے محروم ہیں کہ زقرآں یعنی
 مگر ہوں کی صحیح حص قرآن کے
 لفظوں تک ہے کہ شعاع ان کی
 مثال چکاؤ کی سی ہے جو سورج کے
 نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا
 احساس کرتی ہے
 ۳ خربطے بڑی تلخ احمق۔
 طعانہ یعنی طعن کرنے والا کہ دواند
 اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی
 کوئی چیز نہیں ہے از مقامات یعنی
 مثنوی میں ابواب اور فصول قائم کر
 کے تصویف کے مراتب کا ذکر کرتا ہوں
 چاہے خدا اور سالک کے لئے ہر منزل
 اور مقام کی شانہ دہی ہونی چاہئے گی۔
 تبشلتا فافا لوگوں سے احتیاط سے غلوٹ۔

جملہ اسر ماسر فسانہ است و فسوں

سب سر اسر افسانہ اور گدھ کہ خدا ہے
چوں کتاب اللہ بیاد ہم بران
جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی
کی اساطیر ست و افسانہ نرند
کہ پانی کہیں ' اور افسانہ ہے

کوڈکانِ خرد ہمیش می کند

اس کو چھوٹے بچے سمجھتے لیتے ہیں
ذکر آدم گندم و ایلین و مار
آدم گیتھن شیطان اور ساتپ کا ذکر ہے
ذکر نوح و کشتی و طوفان تن
نوح کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے
ذکر اسمعیل ذبح جبریل
اسمعیل ذبح اور جبریل کا ذکر ہے

ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش

یوسف کا ذکر ہے ان کی بل کھلی ہوئی زلف کا ذکر ہے

ذکر بلقیس و سلیمان و سبا

بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے

ذکر طالوت و شعیب و صوم او

طالوت اور شعیب اور اس کے بھنے کا ذکر ہے

ذکر حمل مریم و فحل و مخاض

مریم کے حمل مجھ اور ہود نہ کا ذکر ہے

ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب

صالح ان کی فونی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے

کوڈ کانہ قصہ بیرون و دروں

اللہ اور باہر سے بچکانہ قصہ
اس چنیں طعنہ زنداں کافراں
ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیے
نیست تحقیق و تعمیق بلند
کئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے

نیست جو امر پسند و ناپسند

اس میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے

ذکر ہود و باد و ابرائیم و نار

ہود اور ہوا اور ابراہیم اور آگ کا ذکر ہے

ذکر کنعان و سر از خط تافتن

کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے

ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل

کعبہ کے ادا سے اور ہاتھی دلوں کا ذکر ہے

ذکر یعقوب و زلیخا و غمش

یعقوب اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے

ذکر داؤد و زبور و اوریا

داؤد اور زبور اور اوریا کا ذکر ہے

ذکر یونس ذکر لوط و قوم او

یونس کا ذکر ہے لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے

ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض

زکریا اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے

ذکر ادریس و مناجات و جواب

ادریس اور ان کی سرگشتی اور جواب کا ذکر ہے

ذکر قارون و زمیں رفتن فرو

قارون اور زمین میں ڈھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جملہ معترضین نے کہا کہ اس مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔
چوں کتاب اللہ معترضین نے قرآن پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اس میں کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔
۲۔ امر پسند یعنی حلال و حرام۔
تافتن یعنی ان کی حکم برداری کا بیان۔
ذکر یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر ہے جو آئندہ تیرہ شعروں میں مذکور ہیں۔

ذکرِ لُؤْب و صُورِی در بِلَا
ایوبؑ اور مصیبت میں ان کے صبر کرنے کا ذکر ہے
ذکرِ مَوِی و شجرِ طُور و عَصَا
موسیٰ اور رحمت، طہ اور عصا کا ذکر ہے
ذکرِ عِیْسٰی و عِزْدِش بَر سَمَا
عیسیٰ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
ذکرِ فَضْلِ اَہْمَد و خَلْقِ عَظِیْم
اہدؑ کی فضیلت اور اس کے بلند اخلاق کا ذکر ہے
ظاہرِ سِت و ہر کسے پے می بُرد
یہ سب ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے
گفت اگر آساں نمائید اِس بُو
فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
جَنِّان و اِنِّیَان و اِلٰل کَار
جن اور انسان اور کلام کے لوگ
ذکرِ اِسْرَیْلِیَاں در تَبِیہ لَا
خبر تہ میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے
خَلْعِ نَظْلِیْن و خِطَابَات و عَطَا
جوتے اتارنے اور خطابات اور بخشش کا ذکر ہے
ذکرِ ذُو الْقَرْنِیْن و حَضَرَ و اَرْمِیَا
ذوالقرنین اور حضر اور ارمیا کا ذکر ہے
کہ قمر از مُعْجَزَاتِ شَدُّ دُو نِیْم
کہ چاند ان کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا
کُو بِیَاں کُو کہ شُد دُرُوے خُرْد
وہ بیان کہیں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟
اِتِّحٰنِیْکِ یَک سُوْرہ گَوَاے سَخْت گُو
اے بھائی بات کرنے والے بس ایک سوت
گُو یکے آیت ازیں آساں بیاں
کہہ دے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ لَبَنًا

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

باطن ہے سات باطنوں تک

حرفِ قرآں را بِلَاں کہ ظاہرِ سِت
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں
زیرِ آں باطنِ یکے بَطْنِ دِگَر
اس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے
زیرِ آں باطنِ یکے بَطْنِ سُوْم
اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
بَطْنِ چَارَم از نُوے خُو د کس نَمِیْد
قرآن کا چھٹا باطن کسی نے نہیں دیکھا
زیرِ ظہرِ باطنے بس ظہرِ سِت
اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے
خیرہ سچ گردو آند و فکر و نظر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے
کہ دو گردو خُرد ہا جُمْلہ گم
کہ اس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں
جُو خُدائے بے نظیر و بے نَمِیْد
لاٹیل اور لاشریک خدا کے سوا

۱ ظاہر سِت۔ یہ سات ہی باتیں
سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ
مضامین کہیں ہیں جن سے عقلیں
دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ مقررہوں
کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ
اگر قرآن چھپیں بسا ہی آسان نظر آتا
ہے تو تمام جن داس اور دیگر مدعا گنل
کرا یکا سے قرآن جیسی بے لاد۔

۲ اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ لَبَنًا
لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر ان معنی
میں معنی ہیں اسی طرح تہ و تہ سات
معنی تک یہ سلسلہ جان معانی کے
کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے
تفاوت کے اعتبار سے مجتہدین اور
علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے
صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے
کہ اس روئے حکم کے بیان میں وہی معنی
معتبر ہو گئے جو الفاظ قرآن اور ظاہر
کے خلاف نہ ہوں۔

۳ خیرہ گردو۔ حضرت علیؑ کرم اللہ
وجہہ اسے اس لئے کہ پہنچ جاتے تھے کہ
دوسرے صحابہوں میں حیران ہو جاتے
تھے۔ بطن۔ نرم۔ معالیٰ کی اس تہ
میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔
بطن چہارم۔ معالیٰ کی چوتھی منزل تک
عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

۱۔ حدیث منقسم۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو علی سے محفوظ ہے تو قرآن کے الفاظ کو نہ سمجھو بلکہ قرآن ان سے بہت معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ دیو۔ محض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہر قرآن قرآن کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اس کے باطنی اور روحانی اوصاف کی سی مجموعہ۔ مرد اور ایک انسان خواہ وہ تہا را کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اس کے باطنی اوصاف سے غافل رہتے ہو۔

۲۔ بیان۔ مولانا نے یہ سمجھا کر بادجو قرب کے انسان کے باطنی احوال عام سے مخفی رہتے ہیں تو اب اس خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنہوں اور پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی غلوت یہی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے ان کے اوصاف تو بہر حال عام پر چھپے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو بزرگ دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

۳۔ کہ۔ کہ پہاڑ۔ فرا صد کہ۔ یعنی اولیاء عام میں رہتے ہوئے بھی ان سے سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں ان کے اوصاف تک عام کی پہنچ نہیں ہے۔ پس۔ جبکہ ان میں اور عام میں سینکڑوں پہاڑوں اور صافوں کی آہی ہے۔ ان کو چھپنے کی ضرورت ہے۔ کہ پیش۔ ان کے بلند مقام تک تو آسمان کی تک پہنچ بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ خیال ہے کہ آسمان نے کلا بظاہر اس میں نہیں ہے کہ وہ ایام کے مراتب تک نہ پہنچ سکے۔

می شمر تو زیں حدیث منقسم
تو اس محفوظ حدیث سے گمن لے
دیو آدم را نہ بیند جو کہ طیس
شیطان نے آدم کو سوائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا
کہ نقوشش ظاہر و جاش ہی ست
کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے
یک سر موعے نہ بیند حال او
ایک سر موعے نہ بیند حال او
اس کی حالت کا بال برد نہیں دیکھ سکتے ہیں

نہیں صفت بطن اے ذوالکرم
اے بطن اے طرح سات باطن تک
تو قرآن اے پسر ظاہر میں
اے بیلا تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ
ظاہر قرآن جو شخص آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے دھوکے کی طرح ہے
مرد و صد سال عم و خل او
مرد و صد سال عم و خل او
سو سال تک انسان کے بچا اور ماہوں

بیان ۲ آنکہ رفیق انبیاء و اولیاء علیہم السلام بگو بہا و عارہا
اس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے
جہت نہیں کردن خویش نیست وجہ خوف و تشویش خلق نہ بلکہ
آپ کو پوشیدہ کرنے کے لئے ہے اور نہ حقوق کے پیشان کرنے اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے
جہت ارشاد خلق ست و راہ نمودن و تحریض انقطاع از دنیا بقدر ممکن
بقدر امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور براہین دہانے کے لئے ہے

آنکہ گویند اولیاء در گہ سل بودند
لوگ جو کہتے ہیں کہ اولیاء پہاڑوں میں ہوتے ہیں
پیش خلق ایشان فرا صد کہ اند
حق کے سامنے ہے وہ بھی سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں
پس چرا نہیں شود کہ جو بودند
تو کیل چے پہاڑوں کو کیل تلاش کرے
حاجتش نبود بشوئے کہ گریخت
اس کو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
چرخ گردید و ندید او گرد و جال
چرخ گردید و ندید او گرد و جال
آسمان گواہ اور اس نے روح کی گرد کو بھی نہ دیکھا



گر بظاہر آں پری پنہاں بُود آدی پنہاں خرا ز پریاں بُود
 اگرچہ بظاہر پری پوشیدہ ہوتی ہے آدی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے
 نزد عاقل زان پری کہ مُضمرِ ست آدی صد بار خود پنہاں ترست
 عقلمند کے نزدیک اس پری سے جو پوشیدہ ہے آدی سو گناہ زیادہ پوشیدہ ہے
 آدی نزدیک عاقل چوں خفی ست چوں بُود آدم کہ در غیب اوصفی ست
 جبکہ عقلمند کے نزدیک آدی پوشیدہ ہے تو ان آدم کا کیا حال ہوگا جو عالم غیب کے برگزیدہ ہیں

تشبیہ ۲ صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے
 اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ
 موسیٰؑ و صورتِ فسونِ عیسیٰ
 کے عصا اور حضرت عیسیٰؑ کے دم کرنے کی صورت سے

آدی ہنجو عصائے موسیٰ ست آدی ہنجوں فسونِ عیسیٰ ست
 آدی حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہے آدی حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے
 در کف حق بہر داد و بہر زین قلبِ مومن ہست مینِ لا صَبِیْنِ
 عطا اور زینت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں مومن کا دل وہ انگلیوں کے درمیان ہے
 ظاہر ش چوبے و لیکن پیش او گون یک لقمہ چو بکشاید گلو
 اس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اس کے سامنے جب وہ منہ کھولے عالم ایک لقمہ ہے
 تو میں ز فسونِ عیسیٰ حرفِ صوت آں ہیں کز وہ گریزل گشتِ موت
 حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو دیکھ یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے
 تو میں ز فسونِ آں لہجاتِ پست آں نگر کہ مردہ بر خست و نشست
 ان کے دم کرنے میں تو دیکھ لہجے کو نہ دیکھ یہ دیکھ کہ مردہ کھلا اور بیٹھ گیا
 تو میں مرآں عصا را سہل یافت آں ہیں کہ بحرِ اخضر را شگافت
 تو اس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانے والا نہ دیکھ یہ دیکھ کہ اس نے بحرِ اخضر کو چر دیا
 تو ز دوری دیدہ چترِ سیاہ یک قدم پا پیش نہ بنگر سیاہ
 تو نے وہ سے سیاہ چتر دیکھا ہے ایک قدم آگے رکھ لنگر کو دیکھ
 تو ز دوری می نہ بینی جو کہ گرد اند کے پیش آہیں وہ گردِ مرد
 تو دوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ہے تھوڑا سا آگے آ گرد میں مرد کو دیکھ

۱۔ گر بظاہر پری تو ظاہر میں مگی
 انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اس
 کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر
 تعجب فیہ نہیں ہے جس قدر انسانوں
 کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ
 نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔
 آدی۔ جب عام آدمیوں کے
 اوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو
 حضرت آدم کے اوصاف تک ایسے
 پہنچنا جاسکتا ہے

۲۔ تشبیہ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو
 حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت عیسیٰ
 کا ہنجو کہلانا جو بظاہر معمولی
 چیزیں تھیں لیکن ان کے باطنی کمال و
 اوصاف حیرت انگیز تھے۔ م کف
 حق حدیث شریف ہے: لَنْ قُلُوبٍ
 بِنِسْیَانِ اَقَمَ كَلْمَاهَا نَسْنِ اَصْبَحْنَ مِنْ
 اَصْبَحَ لِقَوْمِ خُصْبٍ وَاحِدٍ
 بِصُورَةِ كَلْمٍ يَنْشَاءُ بِقِيَامِ اَمَامِ
 آدم کے قلوب ایک قلب کی طرح
 اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان
 ہیں ان کو جس طرح چاہتا ہے پلٹا
 ہے یعنی جس طرح عصا اور موسیٰ اور دم
 عیسیٰ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص
 تصرفات ہیں اس طرح مومن کے
 دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے
 خصوصی تصرفات ہیں۔

۳۔ موت۔ حضرت عیسیٰ کے
 چھوٹنے سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔
 کہل یافت۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ معمولی
 لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو
 جائے گی۔ شگافت۔ حضرت موسیٰ
 کے عصا کی ضرب سے نکل دو ٹکڑوں
 میں بٹ گیا تو ز دوری۔ تو نے وہ
 سے صرف کالا چتر دیکھا ہے، اللہ
 گھس کر دیکھ کہ کس قدر لنگر موم جو ہے
 گرد تو نے وہ سے صرف گرد دیکھی
 ہے قریب جا تو اس میں مرد کو بھی
 دیکھ لگے۔ یعنی قریب نظر صرف اوصاف
 ظاہری پر ہے باطنی اوصاف کو دیکھ

دیدہا را گردِ او روشن کند
اس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے
کوہہا را مَرِ دبی اُو بر کند
اس کی پہاڑی پہاڑوں کو اکٹھا کر دیتی ہے
چوں برآمد موسیٰ از اقصائے دشت
جب حضرت موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے
ان کی تشریف آوری سے کہ طہر قص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یَا جِبَالُ اُوبِیْ مَعَهُ وَالطَّيْرُ
اللہ تعالیٰ کے قول اے پہاڑ اور پرند اس کے ساتھ جبلی بنو کی تفسیر

رَوئے داؤد از فرشِ تابان شدہ
حضرت داؤد کا چہرہ اس اللہ کی شان سے روشن ہوا
کوہ با داؤد گشتہ ہمزہ ہے
پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھی بنے
یَا جِبَالُ اُوبِیْ اَمْرِ آمَدہ
اے پہاڑ! جبلی بنو کا حکم آیا
گفت داؤد تو ہجرت دیدہ
اللہ نے فرمایا اے داؤد تو نے ہجر دیکھا ہے
اے غریب فرد بے مونس شدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے
مطرِ باں خواہی و قوال و ندیم
تو گویے کہ قول 'اور ہم مجلس چاہتا ہے'
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں
تا بلبلانی نالہ چوں کہ را رواست
تا کہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے
نعمۂ آجزائے آلِ صافی جسد
اس صاف جسم کے اجزاء کا نفع
ہم نشیناں نشود اُو بشو و
ہم نشین نہیں بنتے وہ سنتا ہے
کوہہا اندہ پیشِ نالان شدہ
پہاڑ ان کے پیچھے روئے
ہر دو مطرب مست در عشق شہے
دونوں گانے والے شہ کے عشق میں مست تھے
ہر دو ہم آواز و ہم پردہ شدہ
دونوں ہم آواز اور ہم ساز بن گئے
بہر من از ہمدماں بہریدہ
میرے لئے تو ساتھیوں سے کسا ہوا ہے
آتش شوق از دلت شعلہ زدہ
تیرے دل سے شوق کی آگ بھڑکی ہے
کوہہا را پشتِ آرزو آں قدیم
وہ قدیم اللہ تیرے سامنے پہاڑوں کو لاتا ہے
جملہ پشتِ بادِ پیائی کنند
سب تیرے سامنے نفع سرائی کریں
بے لب و دندان ولی رانا لہا است
تو ولی کے نالے بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں
ہر شے در گوشِ حبش میرسد
ہر بات کو اس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے
اے شک جال کو بغیش بگرو
وہ جان قاتل بدلہ لے جس کی نافرمانی کی گریہ ہو

۱۔ دیدہا ان کے باطنی اوصاف
ایسے ہیں کہ ان کی گرد بھی آنکھوں کو
روشن کر دیتی ہے اور ان کی ہمت مردانہ
پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے موسیٰ حضرت
موسیٰ کے قدم ہیست لہرم سے کہ
طہر قص کرنے لگا تھا یا جبلی۔
حضرت داؤد کے بارے میں
پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ
ان کے ہر فقرہ سنیں۔

۲۔ ہر وہ حضرت داؤد اور پہاڑ اللہ
کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے
پہرہ راگ۔ حضرت داؤد
سے فرمایا تھا تو میرے رفیق میں جلتا
ہے اور دونوں سے چلا ہے
سب خطر ہاں فراق کا غم کر کے
کے لئے محض اور قوالی کی ضرورت لہذا
میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے
دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سونائی یعنی خوشی
کی نئے شہنائی۔ با پیائی۔ چونکہ
مضامیر میں چھوٹک سے آواز پیدا
ہوتی ہے لہذا اس کے بجائے کو باد
پیائی کہا جاتا ہے تا بلبلانی۔ پہاڑوں کو
نالے میں جلتا کرنے میں یہ بھی
حکمت ہے کہ تم یہ سمجھو کہ بے لب و
دندان بھی نالہ ہوتا ہے جو لہا یا کھل
کے نالوں کو ان کے کان سنتے ہیں تم
نہیں سن سکتے لیکن ان کی اس کیفیت
پر یقین کرنا سہائی سعادت ہے۔

ہمنشین او نبردہ چچ یو
ہر اس کے ہمنشین کو کچھ پتہ نہیں ہے

میرسد از لامکاں تا منزلت
لامکاں سے تیرے مقام تک پہنچے ہیں
گرنزدیک تو آرد گوش را
اگرچہ وہ کانوں کو تیرے قریب لے آئے
چوں مالش دیدہ چوں نگروی
جب تو نے اس کی ایک ٹل دیکھی گویہ کیوں نہیں ہوتا

بگزدادہ نفس خود صد گنگو
وہ اپنے نفس میں بیگلوں گنگوئیں دیکھتا ہے

صد سوال و صد جواب اندر ولت
تیرے دل میں بیگلوں سوال اور بیگلوں جواب
بشنوی تو نشود زان گوشہا
تو سنتا ہے وہ ان کانوں سے نہیں سنتا
گیرم اے کر خود تو آں را شنوی
لے بہرے میں رہتا ہوں تو اس کو نہیں سنتا ہے

۱۔ بگزدادہ لایا کے روحانی
مکالمات چلی رہتے ہیں۔ پاس
پہنچنے والے ان سے بے خبر رہتے
ہیں۔ لامکاں۔ عالم غیب۔ زان
گوشہ۔ لامکاں کی جگہ جس کانوں سے
نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ حال بہرے
ہیں جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ
عقل و کلمات دیکھ چکے ہیں تو ان کو
ان کا معتقد ہو جاتا ہے۔

۲۔ عوہو۔ کہنے کے جھوٹے کی
آواز۔ طعن قرآن۔ یعنی مثنوی جو کہ
بنیان پہلوی قرآن ہے اس پر
اعتراض حاصل قرآن پر اعتراض ہے
لیکن یہ راست قرآن پر اعتراض
کرنے کی ہمت نہیں اس لئے بجا
کی یہ صحت اختیار کی گئی ہے کہ
مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔
یہاں شو غلط۔ گریز لگا دیں۔
لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان
بات نہیں ہے یہ مہر کی کفر ہے
تا قیامت قیامت تک یعنی قرآن کا
اعلان ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر
کہنے والے خود چاہہاں وہاں ہوں گے
ان کا جو افسانہ بن کر رہ جائے گا۔

۳۔ من کلام اللہ کی ذاتی مفت
ہے جو ذات ہادی کے ساتھ قائم
ہے اور خورشید ذات خداوندی
بحولہ صحت کے ہر صفات بخور نور
کے ہیں جو صحت کی ذات کے ساتھ
قائم ہیں۔ یوں۔ چشمہ یعنی قرآن
آب حیات کا ایسا چشمہ ہے کہ جو
اس سے سیراب ہو جائے گا۔ اس کو
ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

جواب طعنہ زندہ بر مثنوی از قصور فہم خود
اپنی سمجھ کی کٹھن کی وجہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سب طاعن تو عوہو! مگر
اے طعنہ دینے والے کہے! تو ہمیں بھیں کرتا ہے

ایں نہاں شیرست کز روے جانبری
یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے

تا قیامت میزند قرآن ندا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے

مر مرا افسانہ می پنداشتید
تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا

خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید
تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا

من ۳ کلام حق و قائم بذات
من اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوں

نور خورشیدم فتادہ بر شما
میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے

یک منم پیوے آں آب حیات
یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

قوت جان جان و یاقوت زکات
روح کی روح کی غذا اور پاک یاقوت ہوں

لیکن از خورشید ناگشتہ جدا
لیکن سورج سے جدا نہیں ہوا ہے

تارہاںم عاشقان رازیں مہمات
تاکہ عاشقوں کو اس صمت سے نجات دیوں

شہرہ کاریز کا ستہ آب حیات

آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے

آب خضر از جوئے نطق اولیا

اولیاء کی گفتگو کی نہر سے خضر والا پانی

گر نہ بنی آب کورانہ بفسن

اگر تو اندھے پن سے پانی نکلیں دیکھتا دیر کے ساتھ

چوں شفیعی کا اندیس جواب ہست

جب تو نے سن لیا کہ اس نہر میں پانی ہے

جو فرو بر مشک آب اندیش را

پانی میں عک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈلوے

چوں گراں دیدی شوی تو مستدل

جب تو بھاری دیکھ لگا تو صاحب دلیل بن جائے گا

گر نہ ۲ بیند کور آب جو عیاں

اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے

کہ ز جو لذر سبب آبے برقت

کیونکہ نہر سے ٹھیلیں میں پانی پہنچ گیا

زانکہ ہر بادے مراد می رنود

کیونکہ ہر ہوا مجھے پھلا دیتی تھی

مر سفیہاں را زباید ہر ہوا

بیوقوفوں کو ہر ہوا پھلا دیتی ہے

کشتی ۳ بے لنگر آمد مرد شر

شر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے

لنگر عقل ست عاقل را اماں

عقل کے لئے عقل کا لنگر باعث امن ہے

او مد ہائے ثرد چوں در رنود

جب وہ عقل کی مد میں حاصل کر لیتا ہے

آب کش تا بردہد از تو نبات

پانی ڈال تاکہ تیرے پودے پھل دیں

می خوریم اے تشنہ غفل بیا

ہم پیتے ہیں اے غافل پیاسے آ جا

سوائے جو آور سیو در جوئے زن

ٹھیلیں نہر کی جانب لا اور نہر ڈلوے

کور را تقلید باید کار بست

اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیے

تا گراں بنی تو مشک خویش را

تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

رست از تقلید خشک آنگاہ دل

اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائے گا

لیک داند چوں سبب بیند گراں

لیکن سمجھ لیتا ہے جب ٹھیلیا کو بھاری دیکھتا ہے

کایں سبک بود گراں شد ز آب ذفت

اس لئے کہ یہ بلی تھی بھاری پانی سے بھاری ہو گئی

بادی زربا یدیم لعلم فرود

اب ہوا مجھے نہیں پھلائی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا

زانکہ نبود شایاں گراں و قوی

کیونکہ ان میں بھاری پن اور قوت نہیں ہوتی ہیں

کہ زباو کثر نیاید او حذر

کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرے دیوہ گن از عاقلان

عقل مندوں سے لنگر مانگ لے

از خرنینہ در آں دریائے جود

اس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

۱۔ کاریز۔ بوند قالیز پانی کی تالی

کو کہتے ہیں جو اس طرح پھل جاتی

تھی کہ زمین میں سے پانی اس کے

ذریعہ سے زمین پر بہنے لگتا تھا اور

پانیوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا

یہاں کاریز سے شیخ اور بزرگ مراد

ہے۔ آب خضر۔ یعنی آب حیات۔

گر نہ بنی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی

کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے

دیکھی کے تعلق پیدا کر لے پھر تجھے

اس کی بزرگی کا یقین آ جائے گا۔ اگر

اندھے کو نہر پانی نظر نہ آئے تو اس کو

چاہیے کہ اس نہر میں ٹھیلیا ڈال کر دیکھے

پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے

ہونے کا یقین آ جائے گا۔ تقلید۔

پہلے تو اس کا عمل محض دیکھا دیکھی تھا

اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو

جائے گا۔

۲۔ گر نہ بیند۔ اندھے کو ٹھیلیا بھر

جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔

زانکہ اس کو پتا بھاری پن اور اپنی

مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو

گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو

نہیں لڑا سکتی اور وہ بھاری بھر کم بن

گیلا مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف

ہیں اور بزرگوں سے بغض نہیں

ہیں ان کی ٹھیلیا بھلی ہوتی ہے خواہش

کی ہوا ان کا لڑے پھر پی

۳۔ کشتی۔ شیخ کا تعلق شیخ کے

لنگر کی طرح ہے جو کسی کو باوجود مخالف

کے ساتھ ہو جانے سے مدد کرتا ہے۔

عاقلان۔ چونکہ تجھ میں عقل کو لنگر

نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے نہ

لنگر حاصل کر لے۔ از خرنینہ۔ یعنی شیخ

کا لقب۔

زیں اپنیں امداد دل پُرفن شود
اس طرح کی مدد سے دل صاحبِ تدبیر ہو جاتا ہے
زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست
کیونکہ نور دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے
دل چو بر انوارِ عقلی برزند
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے
پس بدایں کابِ مبارک ز آسمان
پھر جان لے کہ آسمان سے بارگاہِ پانی
ماچو آں گزہ ہم آب جو خوریم
ہم بھی اس پیچھے رہنے کی طرح نہر کا پانی پئیں گے
پیرو ۲ پیغمبرانی رہ سپر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے راستہ طے کر
آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند
جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے
باز گویاں با کباز و شیر مرد
پھر بتا اس پاکہ لہ شیر مرد کو

نہجہ از دل چشم ہم روشن شود
دل سے آگے بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں
تا چو دل شد دیدہ تو عدل ست
جب دل ضائع ہو گیا تیری آنکھ بیکر ہے
زاں نصیب ہم بدو دیدہ دید
وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے حسد دے رہا ہے
وہی دلہا باشد و صدق بیایں
دلوں کی وہی لہ بیان کی سچائی بنتا ہے
سوئے آں دواں طاعتن ننگریم
اس طعنہ دینے والوں کے دواں کی طرف نظر نہ کریں گے
طعنہ خُلقاں ہمہ بادی شمر
لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ
گوش بابانگ سگاں کے کردہ اند
انہوں نے کتوں کے بھونکنے پر کب کان ہرا ہے؟
اندراں مسجد چہ بنمودش چہ کرد
اندراں مسجد میں اس کو کیا نظر آیا اس نے کیا کیا؟

بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قصے کا بقیہ

خفتہ ۳ در مسجد خود اورا خواب کو
وہ مسجد میں لیٹ گیا اس کو نیند کہاں
خواب مرغِ دلیلیاں باشد بنے
پرنڈوں لہ پھیلیں کی نیند ہوتی ہے
نیم شب آواز با بہولے رسید
ابھی رات کو خوفناک آواز آئی
پنج گزرت ایں چنیں آوازِ سخت
اس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ

مرد غرقہ گشتہ چوں خسپہ بگو
ڈوبا ہوا انسان نہر میں کیسے سوئے؟
عاشقاں را زیرِ غرقاب غمے
عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں
کایم آیم بر سر ت لے مستفید
لے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر
می رسید دل ہی شد لخت لخت
آئی اور دل گلے گلے ہوا جاتا تھا

۱ زیں چنیں۔ یہ مدد پہلے دل کو
حاصل ہوئی ہے پھر اس سے آنکھیں
منور ہوئی ہیں۔ زانکہ نور کسی اور نور
باطنی کا اصلہ مطلق دل سے ہوتا ہے
اس سے آنکھ میں شکل ہوتا ہے اس
لئے جب حرکتِ قلب بند ہو جاتی
ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو جاتی
ہے۔ پس بدایں۔ تجلیات۔ رب کا
نور دل پر ہوتا ہے۔ ہاچہ۔ جبکہ
آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو
ہمیں اس پیچھے سے کی طرح پانی پینے
میں لگا رہنا چاہیے اور معزز شہنشاہ کی
بیٹوں سے نہ بدگمانا چاہیے۔
۲ پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو
ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ
زنی کی وجہ سے اپنا کام ختم چھوڑا
سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ بانگ
سگاں۔ یعنی مخالفوں کے
اعتزازات۔
۳ خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں
لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے
کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے
ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔
عاشق کی نیند تو اسی طرح کی ہے جسے
اڑتے پرندے کی یا تیرنی چلی کی۔
مستفید فائدہ اٹھانے والا۔

تفسیر آیہ وَاجْلِبْ عَلَيْهِم بِخِلَکَ وَرَجْلَکَ وَشُلُکْهُمْ فِی

اس آیت کی تفسیر اللہ ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا اور ان کے ساتھ ساجھا لگا

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدَهُمْ وَمَا یَعِدُّهُمْ الشَّیْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر رہا نہیں وعدہ کرتا ہے ان سے شیطان مگر دھوکے کا

۱۔ تفسیر نبی آواز سے اس پہلوان کو صرف ڈرایا اور اس کا ڈرنا غیر واقعی تھا ای طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے اسعدہ اشعد میں اس کی تفصیل ہوگی تو جہ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو غرور و فتنہ سے ڈراتا ہے بیحد دین کے کاموں میں لگے گا تو کئی سے محروم ہو کر مفلس بن جائے گا۔ مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے نہ نہ کوئی مددگار وہ پشیمان ہو کر بے یمن جا ملتا ہے

۲۔ اگر بیری۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا اگر کسی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے کہ بلا اللہ دل میں سوچنے لگتا ہے کہ کئی کرنے کا بہت وقت ہے اسعدہ ننگی کر لیں گا مرگ۔ بڑی کی موت سے کچھ تعبیر ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف لوٹتا ہے اور علم و حکمت سے کام لے کر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منہ منسوب لگا

۳۔ باز۔ شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے باز بیری۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منہ منسوب ہے۔ سالہا سالہا سال انسان اسی کھٹکشی میں گزار دیتا ہے اور معصیت کی عادی میں بسر کرتا ہے

دیو بانگت برزند قدر نہاد
جسم کے اندہ شیطان تجھے آواز دیتا ہے

کہ اسیر رنج و در ویشی شوی
کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا

خوار گردی و پشیمانی خوری
ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اٹھائے گا

واگریزی در صلاحت از یقین
یقین سے گریزی میں لوٹ جاتا ہے

راہ دیں پویم کہ مہلت پیش باست
دین کے راستہ پہ پڑھ پڑھ لگا کر مہلت ہلکے سامنے ہے

می کشد ہمسایہ راتا بانگ خاست
پڑی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوتی

مردہ سازی خوشن را یک زماں
تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیتا ہے

کہ من از خونے نیارم پائے کم
کہ میں ڈر کی وجہ سے ست زلزلہ نہ رہوں گا

کہ بترس وباز گرد از تیغ فقر
کہ افلاس کی تلوار سے ڈر رہا باز آ جا

آں سلاح علم و فن را بگشائی
علم اور فن کے ہتھیار بھینک دیتا ہے

در چنہیں ظلمت نمد آگندہ
ایسی تاریکی میں تو مہم ہے

تو چو عزم دیں کنی با اجتہاد
جب تو کوشش سے دین کا حصہ کرتا ہے

کہ مر و زان سو بیندیش اے غوی
کہ اے گمراہ اس طرف نہ جا، سوچ لے

مینوا گردی زیاراں وا بری
تو مفلس بن جائے گا یا دلوں سے چھوٹ جائے گا

تو زیم بانگ آں دیو لعین
تو اس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے

کہ ہلا فرد او پس فردا مر است
کہ ہاں کل اور پڑوں میرے لئے ہے

مرگ را بنی کہ او از چپ و راست
تو موت کو دیتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے

باز عزم دیں کنی از نیم جاں
جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم
پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار باندھتا ہے

باز سہ بانگے برزند بر تو زکر
وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے

باز بگریزی زراہ روشنی
پھر تو نور کے راستے سے واپس بھاگ پڑتا ہے

ساہنا اورا بہانگے بندہ
تو آہنی کی وجہ سے ساروں سے اس کا غلام بنا ہوا ہے

بیت۔ شیطانی آواز نہ دین کی
 رو پر چلے دیتی ہے نہ غذا روحانی
 کھانے دیتی ہے تلخیاں۔ ان کی
 روحوں پر لکھی ہی ایسی طاری ہے
 جیسی کی کافروں کی روحوں پر مرنے
 کے بعد طاری ہوئی ہیں۔ شیطانی
 آواز کے جب بی اثرات میں تو خدائی
 آواز کے اثرات اس سے بہت
 بڑھے ہوئے ہونگے۔ بیت۔ خدائی
 آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی
 ہوئی ہے لیکن تم پر اس کے اثرات اس
 لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اس کے
 حال نہیں ہو جس طرح کہ باڑی آواز
 کی نسبت لاجلہ کڑی کی آواز کی نسبت
 سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے بھی
 متاثر نہیں ہے۔

۲ زانگہ اگر تم خدائی آواز کے
 حال ہوتے تو محال اس سے متاثر
 ہوتے جس طرح کہ کبک اس کی آواز
 سے متاثر ہوتی ہے کسی چنگہ باڑ کا
 شکار نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں ہوتی
 ہے۔ عنکبوت تم خود غمورہ بھی کے
 ہوا اس لئے کڑی شیطانی کی آواز تم پر
 اثر انداز ہے۔ بانگ شیطانی۔ خدائی
 آواز کے حال ولولہ مائدہ ہیں لہذا ان پر
 وہ اثر انداز ہے کڑی شیطانی کی آواز کا
 ان پر لکھی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن
 میں شیطانی کو خطاب کر کے فرما دیا
 گیا ہے اِن عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ
 عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ بِشَیْءٍ کہ میرے
 بندوں پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے
 تانیا محرو یہ انتہا اسی لئے رکھا گیا
 ہے کہ ولولہ مائدہ اور غیر ولولہ مائدہ باہمی
 متاثر ہیں۔

۳ رسیدن۔ خدائی اور شیطانی
 آواز کے اثرات کے بعد اس آواز
 کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد
 میں سنی اس آواز نے اس کو خوفزدہ نہ

بند کردست و گرفتہ خلق را
 باندہ دیا ہے نہ گلا دیا ہے
 کہ روان کافراں زائل قبور
 جس طرح کہ مردہ کافروں کی جان
 بہیت بانگ خدائی چوں بود
 تو خدائی آواز کی بہیت کیا ہو گی؟
 مگر گس را نیست زال بہیت نصیب
 اس بہیت میں کسی کا حصہ نہیں ہے
 عنکبوتال می گس گیرند ولس
 کڑیاں صرف بھی پکڑتی ہیں
 کرد فردا روزه بر گبک و عقاب
 دبدبہ رکھتی ہے نہ کہ چوہہ شاہین پر
 بانگ سلطاناں پاسبان اولیاست
 شاہ کی آواز ولولہ کی محافظ ہے
 قطرہ از بحر خوش با بحر شور
 میٹے سمند کا قطرہ کھلے سمند سے

بہیت! بانگ شیطانی خلق را
 شیطانوں کی آواز کے ڈرنے خلق کو
 تلخیاں نومید شد جاں شاں ز نور
 یہاں تک کہ لکھی سنگ کی جان اس طرح مایوس ہو گئی ہے
 اس شکوہ بانگ آں ملعون بود
 یہ اس ملعون کی آواز کا دبدبہ ہے
 بہیت بازست بر کبک نجیب
 باز کا خوف شریف چنگہ کو ہے
 زانکہ ۲ نبود باز صیاد مگس
 کیونکہ باز بھی کا شکاری نہیں ہوتا
 عنکبوت دیو بر چوں توڈ باب
 شیطان کی بھی تجھ جیسی کسی پر
 بانگ دیواں گلہ بان اشقیاست
 شیطانوں کی آواز بد بختوں کی گلہ بان ہے
 تانیا میزد بہم بینا و کور
 تاکہ بینا اور ٹانیا آپس میں نہ ل جائیں

رسیدن ۳ بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدمی رات میں جلدو کی آواز کا پہنچنا

بشؤا کنول قصہ آں بانگ سخت
 اب اس سخت آواز کا قصہ سن
 گفت چوں ترسم چو دست ایں طبل عید
 اس نے کہا میں کیوں ڈھول جبکہ یہ عید کا افسہ ہے
 اے دُہلاہائے تھی بے قلوب
 لے خالی دھولو بے دُہلا
 کہ زلفت از جاہداں آں نیک بخت
 اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا
 تاؤیل ترسد کہ زخم اُورا رسید
 وصول ڈرے کیونکہ چٹ اس پر پڑی ہے
 قسمتال از عید جاں شد زخم چوب
 جان کی عید میں سے تہہ لکڑی کی چٹ سے

کابل۔ عید۔ موت کی علامات لیل اللہ کے لئے خوشی کا سبب ہیں۔ دھول وصول یعنی لیل دنیا جو نور باطنی سے خالی
 ہیں۔ عید جاں۔ یعنی موت جلیل اللہ کی خوشی کا باعث ہے۔ دھول دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

شد قیامت عید و بیدیناں دُہل

قیامت عید ہے اور بے دین دھول ہیں

بشعوا کنون ایں دُہل چوں بانگ زَد

اب سن! اس دھول نے جب آواز دی

چونکہ بشعوا آں دُہل آں مَر و دید

جب اس دھول کو اس دیدہ منے سنا

گفت باخود ہیں ملکر ز ایں دل کزیں

اس نے اپنے آپ سے کہا خیر اہل کونہ لڑنا کیونکہ اس سے

وقت آں آمد کہ حیدر وار من

وہ وقت آ گیا ہے کہ میں حیدر کی طرح

بر جہید و بانگ برزد کا لے کیا

وہ کھا اور چنچا ' اے پہلوان!

در زماں ۲ شکست ز آواز آں طلسم

وہ طلسم آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

رمخت چنداں ز رکہ ترسید آں پسر

اس قدر سوتا بہا ' کہ وہ لڑکا ڈا

پر شد آں مسجد ز ر ہر جا نگاہ

ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

بعد ازاں برخاست آں شیر عنید

اس کے بعد وہ بہا شیر اٹھا

فن میکرو دہمی آمد بزر

فن کرتا اور سوتا نکالتا

گنجہا نہاد آں جانباز ازاں

اس سے اس بہا نے خولنے بھرے

ایں زر ظہر بظہر آمدست

یہ ظاہری سوتا دل میں آیا ہے

ماچو اہل عید! خنداں بہچو گل

ہم چونکہ عید والے ہیں پھول کی طرح مسکرا رہے ہیں

دیگ دولت باچکو نہ می پرد

دولت کے شہبے کی دیگ کس طرح بکتی ہے

گفت چوں ترسد لم از طبل عید

اس نے کہا میرا دل عید کے نغمے سے کیوں ڈرے

مرد جان بدولان بے یقین

بے یقین ' بدولوں کی جان مری ہے

ملک گیرم یا پرد ازم بدن

ملک فتح کروں یا جسم کو خالی کر دوں

حاضرم ایک اگر مردی بیا

میں حاضر ہوں ' اگر تو بہا ہے آ جا

زر ہی ریزید ہر سو قسم قسم

طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

تا گلیرد زر ز پڑی راہ در

کرسنا کثرت کی وجہ سے سڑکوں کا راستہ بند نہ کرے

مرد حیراں شدن تقدیر الہ

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مرد حیران ہو گیا

تا سحر گہ زر بہ بیروں می کشید

اور صبح تک سوتا باہر نکالتا رہا

باہوال سے و تو برہ بار دگر

تخیل ' اور تو برے سے وہاں

کوہی و ترسانی واپس خزاں

واپس بھاگے دھولوں کے اندھے پن اور خوف کے لئے

دول ہر کوہ دون زر پرست

ہر کینے زر پرست اندھے کے دل میں

۱۔ اہل عید عید کا نغمہ چنتا ہے تو عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔ بشعوا اس طلسم کے دھول نے جب خوفناک آواز دی تو اس دلی کو کس قدر نغمہ پہنچا۔ دیگ دولت بے یقینی دیگ دولت شہبہ چگونہ یعنی اہل عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے حیدر حضرت علی کا لقب ہے حیدر و رشتہ بہا یعنی بہاؤ نہ کیا۔ پہلوان۔

۲۔ ہذاں۔ اسی مہمان کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زبانی شروع ہو گئی۔ رمخت۔ اتنا سونا برسا کہ اس کو دھارے کا راستہ بند ہو جانے کا خیال پیدا ہو گیا۔ عید۔ آگتا سے ہے تو بمعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نون سے عید ہے تو سرکش اور باہ کے معنی میں ہے۔

۳۔ باجول۔ بھا جس میں سامان بھر کر ٹوٹ پڑا دھا جاتا ہے تو برہ۔ وہ تھیلا جس میں فائدہ بھر کر کھڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوہی۔ یعنی بھر کوہی۔ ایں۔ اس قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ دنیا دار زر پرست دنیاوی سونا بھجے گا حالانکہ اس سے مراد اناور و برکات خداوندی ہیں۔

۱۔ کوٹکاں۔ جس طرح بچے
ٹھیکوں کو سوتا سمجھتے ہیں اسی طرح
لال دنیا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکہ
ہے سوتا سمجھتے ہیں۔ اندھاں بچوں
کے سامنے جب سونے کا ذکر کرو
گے تو وہ ٹھیکے مرولے گئے اسی
طرح دنیا والوں کے سامنے سونے کا
ذکر کرو گے تو وہ دنیاوی سوتا سمجھیں
گے۔ بل زہ اس سونے سے مراد
تجلیاتِ رب ہیں۔ مضروب ٹھیکہ کا
ہول مضروب کمال۔ دل۔ دل اس
چاندی سونے سے لور میں بنتا ہے
جب اس پر رب کی تجلی پڑتی ہے جب
اس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ پچھو موسیٰ۔ اس مہمان کے لئے
مسجد بخیر الخ کے ہوئی ہے یہ اس کا
برون تھا۔ سوخت پرش۔ ابتدا اس
ظلم کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔
اندھا۔ لیکن جب اس نے جاں
فشادی سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا
نزول ہوا۔ پچھو موسیٰ اس مہمان کے
لئے یہ آواز کی ہی ثابت ہوئی تھی
کہ حضرت موسیٰ کے لئے وہ آگ تھی
جو درخت کے پاس انہیں نظر آئی تھی
وہ آگ نہ تھی اور تھا۔

۳۔ چل۔ حضرت موسیٰ پر اللہ تعالیٰ
کی مہربانی عطا تھی جس ان کو آگ کی
ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بہ شکل
نار و خوار و ظن کہ درخت سے اصر حجب
ہوں۔ مرد حق۔ جب کوئی عام انسان
کسی دلی کو دیکھتا ہے تو اس کو اس میں
صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔
تو خود اس دلی میں اوصافِ بشری کا
نظر آتا خود اس کی طبیعت کا عکس ہے
چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے
متصف ہے لہذا اس کو صرف دلی
نظر آتے ہیں حالانکہ وہ دلی

نام زر بہمند و در دامن کنند
سنا کہتے ہیں لہ دامن میں کر لیتے ہیں
آں کنند و خاطر گودک گذر
بچے کے خیال میں وہی آئے گا
گو نگر و کلبہ آمد سرمدی
جو کھٹا نہیں ہوتا ہے، دانی ہے
گوہر و تابندگی و آب یافت
جوہر لہ چمک لہ رفیق پانی ہے
غالب آید بر قمر در روشنی
دشتی میں، چاند پر غالب آ جائے
خوشتن در باخت آں پروانہ خو
پروانہ مزاج اپنی جان پر تحلیل گیا
بس مبارک آمد آں انداختش
اس کا جان پر کھینا بہت مبارک ہوا
کاش دید او بسوئے آں درخت
کہ انہیں نے اس درخت کی جانب آگے دیکھی
نامی پنداشت آں خود نور بود
وہ آگ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ خود نور تھا
تو گماں داری برو نار بشر
تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے
نار و خوار و ظن و باطل اس سوست
آگ لہ کانا لہ گمان لہ باطل اسی جانب ہے
نور خواں نارش خواں بارے بیا
نور کہہ اس کو نار نہ کہہ، اب آ جا

کو دکاں۔ اسفاہا را بشکند
بچے ٹھیکوں کو توڑتے ہیں
اندھاں بازی چہ گوئی نام زر
اس کھیل کو میں جب تو سونے کا نام لے گا
بل زر مضروب ضرب ایزدی
بلکہ ضائی کمال کا ڈھلا ہوا سکہ
آں زرے کیں زر از آں زرتاب یافت
وہ سوتا کس سونے نے اس سے رفیق حاصل کی ہے
آں زرے کہ دل از و گرد و غمی
وہ سوتا کہ دل اس کی وجہ سے غمی ہے
شمع بود آں مسجد و پروانہ او
وہ مسجد شمع تھی لہ وہ پروانہ تھا
سوخت پرش را و لیکن ساختش
اس نے اس کے پر جلانے لیکن اس کو بنا دیا
پچھو موسیٰ بود آں مسعود سخت
وہ نیک بخت حضرت موسیٰ کی طرح تھا
چوں عینہ تھا برو موفور بود
چونکہ ان پر خاندی عنایتیں بھر پور تھیں
مرد حق را چوں بہ بنی اے پسر
اے بیٹا جب تو مرد خدا کو دیکھتا ہے
تو خود می آئی داں در تو است
تو اپنے لوہہ جاتا ہے لہ وہ تھ میں ہے
او درخت موسیٰ ست و پر ضیا
وہ حضرت موسیٰ کا درخت ہے لہ پر نور ہے

ان سے پاک اوصاف ہوتا ہے اور درخت موسیٰ دلی کو حضرت موسیٰ پر اللہ درخت سمجھو جس پر بظاہر آگ تھی۔ لیکن وہ اصل نور
تھا۔ بارے بیا اس دلی سے اتصال پیدا کرتے تھے۔ یہاں کی حقیقت کھلی۔

نے فطام ایں جہاں نارے نمود
کیا اس دنیا کا چھوٹا نار نظر نہیں آتا
پس بدانکہ شمع دیں برمی شود
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے
ایں نماید نور و سُوزد یار را
یہ دنیاوی شمع نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی ہے
ایں ۲ چو سازِ زندہ دے سو زندہ
یہ بظاہر ساز گرجیسی ہے لیکن جلانے والی ہے
شکل شعلہ نور پاک ساز دار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے
ایں سخن را نیست پایلانی پدید
اس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے
سلاکاں رفتند آں خود نور بُود
سلاک چل پڑے وہ نور تھا
ایں نہ ہچکوں دیگر آتشہا بُود
یہ دھری آگ کی طرح نہیں ہوتی ہے
واں بصورت ناروں گل زُوار را
وہ بظاہر نار ہے اور زیارت کرنے والوں کیلئے پھول ہے
واں گہ وصلت دل افزو زندہ
اور وہ دل جانے پر دل کو روشن کرنے والی ہے
حاضراں رانور و دُورال راچو نار
پاس والوں کیلئے نور ہے اور دور والوں کیلئے آگ جیسی ہے
گو حدیث عاشق و صدر مجید
عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

ملاقاتِ آں عاشقِ بصدِ ر جہاں

اس عاشق کا صدر جہاں سے ملنا

آں سہ بخاری نیز خود بر شمع زد
اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بھرا دیا
آہ سوزشِ سُوئے گروں شدہ
اس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی
گفت باخود در سحر گہ کالے احد
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا کہ خدا
اُو گنا ہے کرد و ملایم لیک
اس نے قصہ کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن
خاطر مجرم زما ترساں شود
خطا دار کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے
من بترسام و تیج دیا وہ را
میں بے شرم اور لغو آنی کو ڈراتا ہوں
گشتہ بُود از عشق آساں آں کبد
وہ شفقت عشق کی وجہ سے آسان ہو گئی تھی
در دلِ صدرِ جہاں مہر آمدہ
صدر جہاں کے دل میں محبت آگئی تھی
حالِ آں آوارہ ماچوں بُود
اس ہمارے آمدہ کا کیا حال ہو گا؟
رحمت مارا نمد انت نیک
وہ اچھی طرح ہماری رحمت کو نہ جانتا
لیک صدر امید در ترشش بُود
لیکن اس کے خوف میں ستکڑوں امیدیں ہوتی ہیں
آنکہ ترسمد من چہ ترسام ورا
جو خود ڈرے میں اس کو کیا ڈراؤں؟

۱۔ نے فطام ایک چیز کا بظاہر نار
اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی
سمجھو کہ سلاک کو ترک دینا نار معلوم
ہوتی ہے لیکن جب وہ نار سلوک پر
چل پڑتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ
ترک دنیا حاصل نور ہے۔ پس
بدانکہ شمع دین یعنی شمع روشن ہوتا
ہے لیکن وہ دھری آگ کی طرح
نہیں ہے دھری آگیں بظاہر نور ہیں
لیکن قریب ہوں تو جلا ذاتی ہیں اور
عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن
عاشقوں کے لئے پھول ہے۔
۲۔ ایں چو سازِ زندہ دنیا کی آگ
بظاہر شعلہ ہے لیکن جلانے والی ہے وہ
آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل
روشن ہو جاتا ہے شکل شعلہ عشق
کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت
کے موافق پاک نور ہے جو قریب آتا
ہے اس پر حقیقت کھلتی ہے
۳۔ آں بخاری جس طرح ہے
سمجھ کے مہمان نے اپنے آپ کو شمع
عشق پر قربان کرنے کی ضمانت لی تھی
اس طرح صدر جہاں کے اس عاشق
نے بھی اپنے آپ کو شمع عشق کا روپ
بنادیا تھا۔ کبد محنت و شفقت آمدہ
صدر جہاں کے عشق میں جوہ جلی
ہوتی آہیں مجرما تھا وہ صدر جہاں کے
دل میں محبت کا سبب بن گئیں۔
گفت۔ صدر جہاں نے اپنے دل
میں خدا سے کہہ لو گنا ہے اس نے
اپنی خطا کی طرف جہاں کی ہماری
رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ذکر
بھاک گیا۔ خاطر مجرم۔ خطا دار اپنے
دل کے چمکے وجہ سے ہم سے ڈرتا
ہے لیکن اس کے خوف میں بھی
ستکڑوں امیدیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
من بترسام۔ ہم غصوں کو ڈراتے
ہیں جو خود ڈرنا چاہتے ہیں۔
و تیج بے شرم۔ یاد ہے۔

بہر دیگِ لہ سرد آذر می رود
شعنی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے
لیکنان را من بتر سائیم بخلم
میں غر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں
پارہ دوزم پارہ در موضع نهم
پیند بیتا ہوں پیند جگہ پر لگتا ہوں
ہست ستر مرد چوں شیخ درخت
انسان کا ہلن درخت کی جڑ کی طرح ہے
در خورآں شیخ رستہ برگہا
اس جڑ کے مناسب چے آگے ہیں
۲ بر فلک برہاست ز اشجار وفا
وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں
چوں برست از عشق بربر آسمان
جبکہ آسمان پر عشق کا پھل آگاہ ہے
موج می زد در دش عفو گنہ
خطا کی معافی اس کے دل میں موجیں ملتی تھی
کہ ز دل تا دل یقین روزن بود
دل سے دل تک یقینا رہا ہوتی ہے
متصل نبود سفاک دو چراغ
دو چراغوں کے دیو لے لے ہوئے نہیں ہوتے ہیں
۳ عیش خود نباشد وصل جو
تکلی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا؟
لیک عشق عاشقان تن زہ گند
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لافڑ بناتا ہے

نہ بدال کہ جوشش از سر میرود
نہ کہ اس کیلئے جس کا بال اوپر سے نکلے
خاتقان را ترس بردارم زحلم
ڈرنے والوں کا بے دہائی کے ذریعہ خوف دہر کرتا ہوں
ہر کے را شربت اندر خورد ہم
ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں
زال بر دید برگہاں از چوب تخت
اس سے اس کے چہ گئے ہیں جس طرح تخت لکڑی سے
در درخت و در نفوس و در نہا
درختوں میں اور نفوس میں اور عقول میں
اصلها ثابت و قریحها فی السہما
ان کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں
چوں نوید در دل صدر جہاں
تو صد ہی کے دل میں کہیں نہ آگے؟
زانکہ از دل تا دل آمد روز نہ
کیونکہ دل سے دل تک سواغ ہے
نے جدا و دور چوں دو تن بود
نہ کہ دو جسموں کی طرح دور دور جدا ہوتے ہیں
نور شاں ممزوج باشد در مساع
ان کی روشنی پھیلاؤں میں ملی ہوئی ہوتی ہیں
کہ نہ معشوقش بود جویائے او
جب تک کہ اس کا معشوق اس کا طالب نہ ہو
عشق معشوقاں خوش فر بہ گند
معشوقوں کا عشق ان کو مٹا تازہ بناتا ہے

۱ بہر دیگ سرد بخندی ہادی
کے بچے یک جگہ جلتی جاتی ہے جو
ہادی خود جوں ہادی ہواں کے
نچے سے تو آگ بجھتی جاتی ہے
۲ غصہ علم برداری پارہ
دورم جہاں جی ضرورت ہوتی ہے
دیا ہی گل کرتا ہوں۔ سر مرد انسان
کا ہلن درخت کی جڑ کی طرح ہے
جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی
تے نکلے ہیں درختوں اور نفوس اور
عقول کی جی صورت ہے جیسی
جڑیں ہوں کی دے ہی تے نکلیں
گے نہا۔ یہ کی جگہ ہے عقل۔

۲ بر فلک جن دہل میں وفا کے
درخت کی جڑ آسمان کے چل آسمان
پر ہیں اس لئے کہ وہ ان درختوں میں
سے ہے جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے
اور شاخیں آسمان پر پھٹی ہوئی ہیں۔
چوں جبکہ عشق کا چل آسمان پر پیدا
ہوتا ہے تو صد جہاں کے دل میں
کیوں نہ پیدا ہوگا۔ زانکہ دل سے
دل تک رہا ہوتی ہے۔ نہ جدا و دور
دو جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں
ہوتے ہیں۔ ان میں باہمی اتصال ہوتا
ہے۔ متصل۔ جسموں کی جدائی اور
دول کے اتصال کی مثال یہ ہے کہ دو
چراغوں کے دیوے یک جگہ مل جھو
ہوتے ہیں لیکن ان کے نور میں باہمی
اتصال ہے۔

۳ چچ عاشق ہم نے یہ بتایا تھا
کہ صد جہاں کے دل کی محبت اس
وکیل کیل کی محبت کا اثر تھا تو سر
سری بات بھی غور کیا جائے تو حقیقت
یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت
معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور اثر
ہے عاشق کے دل میں محبت جب
ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معشوق
کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔
ایک ہر حال

عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق
عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تار بنا دیتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں
عشق نہیں ہے۔

۱۔ دل توبہ بھی بخود کند
کسل میں عشق لگی کا تھوس محبت
کاثر ہے جو اس بندے کی خدا تعالیٰ
میں ہے ننگ تالی ہمیشہ دلوں
ہاتھوں سے جتنی ہے تھک پیاسا اگر
پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پینے
لے گا طالب ہے
۲۔ جذبہ پیاسے کی پیاس پانی کے
دل کے جذبہ کا اثر ہے حق
عکس جس طرح خالق و مخلوق
میں باہمی محبت و عشق کا اثر ہے اسی
طرح کائنات میں آپس میں بھی
جذبہ و عشق ہے جملہ اجزاء دنیا کی
اشیا جوڑا جوڑا ہیں اور ہر ایک اپنے
جوڑے کا عاشق ہے کہہ یاد ایک
پتھر ہے جو گھاس کے نکلے کو اپنی
طرف کھینچتا ہے اسلئے اسی طرح
آسمان اور زمین میں باہمی عشق و
محبت ہے آہن۔ مضافیس اور
لوہے میں باہمی کشش ہے
۳۔ آسمان۔ آسمان اور زمین میں ذرات
دوہر کا سا عشق و جذب ہے آسمان
بجزلہ شوہر اور زمین بجزلہ بیوی کے
ہے آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا
ہے زمین اس کی جان کی طرح ہر دھڑ
کرتی ہے آسمان ہی زمین کی گری تیزی
لہری پہنچاتا ہے برنج خاکی آسمان
کے مختلف حصے میں مختلف قسم کے
فائدے پہنچاتے ہیں آسمان کا خاکی
کی برنج زمین کو خاک و عذایت کرتا
ہے آبی برنج پانی عطا کرتا ہے مٹی
برنج لہر کو بھیجتا ہے تابی برنج صحت
کے درویش میں لگاتا ہے

چوں میں دل برق مہر دوستِ حست
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کھنی
دلے دل تو مہر حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دگنی ہو گئی
ہج بانگ کف زدن آید
تھیل بجلنے کی آواز کبھی باہر آتی ہے
تشنہ می نالد کہ اے آب گوار
پیاسا رہا ہے کہ ہائے خوشگوار پانی
جذبہ آبِ ست ایں عطش در جان ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے
حق بحکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے
جملہ اجزائے جہاں زان حکم پیش
اس ازل حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء
ہست ہر جوڑے بعالمِ بخت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے
آسمان سے گوید زمین را مرجبا
آسمان ' زمین کو کہتا ہے ' خوش آمدید
آسمان مرد و زمین زن در خرد
عقل آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے
چوں نماند گرمیش بفرستد او
جب اس میں گری نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے
برنج خاکی خاک ارضی را مدد
خاکی برنج ' زمین کی خاک کے لئے مدد ہے
برنج بادی ابر سوائے او برد
ہوائی برنج اس کے جانب لہ لے جاتا ہے

اندھاں دل دوستی میداں کہ ہست
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے
ہست حق را بے گماں مرے بتو
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے
از یکے دست تو بے دست دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر
آب ہم نالد کہ کواں آبخوار
پانی بھی رہتا ہے کہ پینے والا کہیں ہے
ما از آں او و او ہم زان ما
ہم اس کے ہیں ' اور وہ بھی ہملا ہے
کردہ مارا عاشقان ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے
بخت بخت و عاشقان بخت خویش
جوڑ جوڑ ہیں اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں
راست ہچوں کہربا و برگ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہہ یاد گھاس کا کھکا
باتوام چوں آہن و آہن ربا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور حنا طیس
ہرچہ او انداخت ایں می پرورد
جو وہ ڈالتا ہے ' یہ پاتی ہے
چوں نماند تری دم بدہد او
جب تری لہر کی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے
برنج آبی تریش اندد دہد
آبی برنج ' اس میں تیری پیدا کرتا ہے
تا بخارات و خم را برگشد
یہاں تک کہ باطاف بخارات کو کھینچ لیتا ہے

برج آتش گرمی خورشید ازو
آتش بزم کی صبح کی گرمی اس سے ہے
ہستہ سرگرداں فلک اندر زمن
نارے میں آسمان سرگراں ہے
دیں زمین کذبانو یہاں گند
اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے
پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
پس زمین اور آسمان کو ہوشند سمجھ
گر نہ از ہم ایں دو دلبری مزند
اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مزا نہیں اڑا ہے
بے زمین کے گل بر وید و ارغواں
زمین کے بغیر گل اور دونوں کب اکتا ہے
بہر آں میل سست در مادہ زہر
اسی لئے مادہ میں نہکی جانب جھکا ہے
میل اندر مرد و زن حق زان بہاد
مراہمعت میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے میلان رکھا ہے
میل ۳ ہر جوئے بجزوے ہم نہد
ہر جزو میں دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے
شب چنیں بار و زائد اعتناق
گلے لگانے میں رات دن کے ساتھ اس سے ملتی ہے
روز و شب ظاہر و ضد و دشمن اند
ظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں
ہر یکے خواہاں دگر را پہچو خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
زانکہ بے شب دخل نبود طبع را
کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

پہچو تابہ سُرخ ز آتش پش و زو
تو نے کی طرح آگ سے اس کی مادہ پشت سرخ ہے
پہچوں مرداں گرد و مکسب بہر زن
شوہروں کی طرح یہی کے لئے کمائی کے گرد
بر ولادات و رضا عیش می تند
بننے اور اس کو مادہ پالنے میں لگی ہے
چونکہ کار ہوشمنداں می کنند
کیونکہ وہ ہوشمندوں سے کام کرتے ہیں
پس چرا چوں جفت و ہم می خزند
تو جڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں گھسے ہیں؟
پس چہ زاید ز آب و تاب آسمان
آسمان کی آب و تاب سے کیا اکتا ہے
تلوؤ تکمیل کار ہمدگر
تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے
تا بقیلا بد جہاں زیں اتحاد
تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقاء حاصل کر لے
ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے
مختلف در صورت لہذا اتفاق
ظاہر مختلف ہیں لیکن باہمی اتفاق ہے
لیکن ہر دو یک حقیقت می تند
لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں
از بے تکمیل فعل و کار خویش
اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے
پس چہ آمد خراج آرد و زہا
تو دن میں کیا خرچ کریں گے

۱۔ ہست سرگراں۔ جس طرح شوہر
یہی کے لئے کمائی میں سرگراں رہتا
ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے
سرگراں ہے۔ دین زمین۔ یہ زمین
آسمان کے لئے وضع کام کرتی ہے جو
یہی شوہر کے لئے کرتی ہے بچہ
چنی۔ جس کو مادہ پلائی ہے پس
زمین زمین اور آسمان چونکہ ذی جس
چیزوں کی طرح مکمل کرتے ہیں ان کو
بھی جس سمجھو۔

۲۔ گند۔ ایک دوسرے سے لطف
اندوز نہیں ہے۔ آہیں میں کیوں گھسے
رہتے ہیں۔ بے زمین۔ جیسا کہ
یہی کے بغیر شوہر لا طاف رہتا ہے اسی
طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان
پیدا ہوتے۔ ہمدگر۔ ہر ایک دوسرے
میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور
جھکاؤ اس لئے ہے کہ ہر ایک کے کام
کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں
ہے۔ اتحاد۔ بقاء عالم و محبت اور مرد
کے اتحاد سے ہے۔

۳۔ میل ہر جوئے۔ عالم کے اجزا
میں باہمی میلان تو اللہ کا سب سے
شب۔ رات اور دن ظاہر و مختلف
چیزیں نظر آتی ہیں لیکن ان میں باہمی
اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنی
کاموں کی تکمیل میں دن کی محتاج اور
دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا
محتاج ہے۔ زانکہ۔ انسان رات کو سوتا
ہے تو اس کے قویٰ جمع ہوتے ہیں
جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر
رات کی آمدنی نہ ہو تو دن کا خرچ کیسے
چلے۔

جذبِ اہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی تنبیس شدہ بغیر جنس

ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچتا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بدن میں پھنسی ہوئی ہے

ترکِ جاں گو سُوئے ما آہنجو گرد

جان کو چھوڑ دے گرد کی طرح ہماری جانب آ جا

بہ کہ زان تن وار ہی زیں سو پدی

بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اڑ آ

گر چہ پنچول تو ز ہجر ام تختہ ام

اگرچہ تیری طرح فراق سے ممکن ہوں

کائے خری باز از غربت سُوئے ما

کہ اے تری مسافت سے ہماری جانب لوٹ آ

کہ زناری راہ اہل خویش گیر

کہ تو آگ سے ہے اپنی اہل کا راستہ اختیار کر

از کش شہائے عناصر بے رسن

عنصروں کی بغیر ہی کی کھینچ تان کی وجہ سے

تا عنصر ہمد گرد را و اہلہ

تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے

مرگ در بخور و علت پا کشا

موت اور پھل اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے

مرغ ہر عنصر یقین پر واز کرد

ہر عنصر کا پندہ یقیناً اڑ جائے گا

ہر دے رنج نہد در جسم ما

ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے

مرغ ہر جزوے باصل خود پرد

ہر جزو کا پندہ اصل کی جانب اڑ جائے

جمع شال دار و بصحت تا اجل

موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد

جس کی مٹی کو مٹی کہتی ہے واپس آ جا

جنسِ مائی پیش ما اولی تری

تو ہماری جنس ہے تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے

گوید آرے لیک من پابستہ ام

وہ کہتی ہے ہاں لیکن میں پابند ہوں

تری تن را بخویند آہیا

پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں

گر می تن را ہی خواند اشیر

کہ باز بھی جسم کی گرمی کو پکھتا ہے

ہست ہفتا دو دو علت در بدن

بدن میں بہتر پیدائیں ہیں

علت آید تا بدن را بکسلد

پیدائی آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے

چار مرغ اند ایں عناصر بستہ پا

یہ عنصر چار پاؤں بندھے پند ہیں

پائے شال از ہمد گرد چوں باز کرد

جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا

جذبہ ایں اصحابا و فرعہا

ان اہلوں اور فروع کی کشش

تا کہ ایں ترکیبہا را بر و رد

تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے

حکمت حق مانع آید زیں عمل

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

۱۔ جذب۔ حیوانی جسم چار عنصروں

خاک آب باد آتش سے مرکب ملتا

جاتا ہے ان عنصروں میں سے ہر ایک

کا کہ ہے جو ان کا خزن اور معدن

ہے انسان کے جسم کے چاروں عنصر

ہر وقت اپنے اپنے کمرہ کی طرف لوٹنا

چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا

موت ہے زندگی کیا ہے عنصر میں

ظہور ترغیب موت کیا ہے انہی اجزاء کا

پریشانی (حکمت)

خاک گوید کہ خاکی انسان کے

خاکی اجزاء کو اپنی طرف آ جانے کی

دعوت دیتا ہے

۲۔ گوید انسانی بدن کا خاکی عنصر

اس خاکی کمرہ کو جذب دیتا ہے کہ

اگرچہ مجھ پر کمرے سے جدا ہونا بد محروم

رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی

جسم کا پابند ہوں ہے اشیر۔ یعنی کہ

نار و کشش۔ یعنی ان چاروں

عنصروں کی باہمی کشش۔ رسن۔

ری۔ علت۔ ہماری عناصر کی حیوانی کا

سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو

جاتی ہے

۳۔ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی

میں پابستہ پرندوں کی طرح ہیں

موت اور پیدائی ان کے پاؤں کھول

دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی

طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اصحابا۔

یعنی چاروں کمرے فرعہا۔ بدن کے

چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی

پرواز کے لئے حکمت خداوندی موت

کے تحت تک مانع نہیں رہتی ہے

گوید اے اجزا اجل مشہود نیست
و حکمت کہتی ہے اے اجزا موت معلوم نہیں ہے
چونکہ جو دے تجوید ار تفائق
جبکہ ہر جزو تفائق چاہتا ہے
گوید اے اجزا اجل مشہود نیست
و حکمت کہتی ہے اے میرے نئی پست اجزاء
میل تن در سبزہ و آب رواں
جسم کا میلان سبزے اور بیتے پانی کی جانب
میل ۲ جاں اندر حیات و درجی ست
جان کا میلان زندگی اور جی و قدم کی جانب ہے
میل جاں در حکمت ست و در علوم
جان کا میلان اور علوم کی جانب ہے
میل جاں اندر ترقی و شرف
جان کا میلان ترقی اور شرافت کی طرف ہے
میل و عشق آل شرف ہم سوتے جاں
شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے
گر بگویم مع شرح ایں بیحد شود
اگر میں اس کی شرح کروں لاجحد ہو جائے گی
حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود
خلاصہ یہ ہے کہ جو طالب ہو گا
آدی حیواں نباتی و جماد
آدی حیوان نباتات اور جماد
بے مراہاں بر مراوے می متند
بمراوے عاشق محبوب کا چکر کھاتے ہیں

پرزدن پیش از اجل تامل سو نیست
موت سے پہلے تہلہ باز پڑنا مفید نہیں ہے
چوں بود جان غریب اندر فراق
تو سفر جان کا فراق میں کیا حال ہو گا؟

منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح
جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھینچنا

غربت من تلخ تر من عیشم
میری مسافت زیادہ کڑی ہے میں عیشی ہوں
زاں بود کہ اصل او آمد از ازل
اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے
زانکہ جان لامکاں اصل وے ست
کیونکہ اس کی اصل لامکاں جان ہے
میل تن در باغ باغ ست و کرم
جسم کا میلان باغ جن اور گھڑکی کیلویں کی جانب ہے
میل تن در کسب اسباب علف
جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے
زیں محب را و متحبون را بدال
اس کو محبت کرتا ہے اور محبت کرتے ہیں سے مجھ لے
مثنوی ہشاد من کاغذ شود
مثنوی اسی سیر کاغذ ہو جائے گی
جان مطلوبش بر و راغب بود
مطلوب کی جان کی طرف راغب ہو گی
ہر مراوے عاشق ہر بے مراد
ہر معشوق ہر نامرلو عاشق کا عاشق ہے
وال مراہاں جذب ایشان میکشد
وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

گوید اللہ نے قیامت کے وقت کا
علم اپنے لئے مخصوص فرمایا ہے۔
لذائق یعنی ہر عنصر اپنے کہ کی لذائق
چاہتا ہے۔ چل ہو۔ جبکہ ہر صراحتی
اصل کے لئے ہیں جن ہر ذوق جو
کہ حساس بھی چاہتا ہے اس سے کچھ
سہنے میں کہ اندر ہے چین ہو گی۔
گوید روح جسم کے اجزا ہنری سے
کہتی ہے کہ میں عیشی ہوں اور عیشی ہو
مجھ سے مرکز سے جدا ہر تاخت کا کھ
ہے میل تن۔ چنگ۔ جسم فرشی اجزاء سے
ہاں ہلکا اس کا میلان فرشی چیزوں کی
طرف ہوتا ہے
میل جان روح انسان کی اصل
روح اعظم ہے لہذا روح کا میلان
بدی زندگی اور جی و قدم کی طرف سے
ہے روح کا میلان ترقی اور شرف کی
طرف ہے اور جسم کا میلان صرف
کھانے پینے کی طرف ہے میل۔
جس طرح روح شرف کی طرف میل
ہے اسی طرح شرف روح کی طرف
میل ہے نہ جب قرآن پاک
میں مومنوں کے بارے میں فرمایا گیا
ہے نہ خجیم و یخونہ یعنی خدا ان
سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت
کرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ جس
طرح روح اعظم کی طرف میل
ہے اسی طرح روح اعظم بھی روح کی
طرف میل ہے
مع کہ گویم کہ یعنی اگر اس روح اور
روح اعظم کے امتحانی بات کروں گا تو
یہ مینوت بہت عجیب ہو جائے
گی۔ میر۔ حاصل خلاصہ یہ
ہے کہ ہر معشوق اپنے عاشق کا عاشق
ہوتا ہے ہر عاشق معشوق ہے
مراوے عاشق ہے ہر اہل جبکہ عاشق
طریق میں ہوتا ہے تو عاشق کا عاشق
معشوق کے چکر کھاتا ہے معشوق کا
عشق عاشق کا پی طرف کھینچتا ہے

۱۔ ایک مہل عاشقان لاغر گند
 ۲۔ تین عاشقوں کا عشق ان کو لاغر کرتا ہے
 ۳۔ عشق معشوقان دو رخ افروختہ
 ۴۔ معشوق کے عشق نے مہل خدائے عشق کر دی ہیں
 ۵۔ کمر با عاشق بشکل بے نیاز
 ۶۔ کہا لاہری کے ساتھ عاشق ہے
 ۷۔ ایں زہا گن عشق آں تہ نہ دہاں
 ۸۔ اس کو چھوڑ اس پائے کا عشق
 ۹۔ دو دواں عشق و غم آتشکدہ
 ۱۰۔ اس عشق کا دھواں نہ بجی کا غم
 ۱۱۔ لیک از ناموس و پوش و آبرو
 ۱۲۔ تین عزت نہ فرہ آبرو کی جہ سے
 ۱۳۔ رجتش معشاق آں مسکین شہدہ
 ۱۴۔ اس کی رمت اس مسکین کی مشاق ہو گئی
 ۱۵۔ عقل حیراں کایں عجب اُوراکشید
 ۱۶۔ عقل حیراں ہے تعجب ہے کہ یہاں کو کھینچ رہا ہے
 ۱۷۔ ترک جلدی گن گزریں ناواشی
 ۱۸۔ بھادی چھوڑ کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے
 ۱۹۔ لب بہ بندم ہر دمے زینساں سخن
 ۲۰۔ میں ہی طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند کرتا ہوں
 ۲۱۔ کایں سخن را بعد از ایں مدفون گنم
 ۲۲۔ کہ اس بات کو میں اس کے بعد دفن کر دوں گا
 ۲۳۔ کیست آں کت میکشد کاشقی
 ۲۴۔ لے ذخیرہ اندھا نہ کن ہے جو تجھے کھینچتا ہے

۱۔ ایک مہل معشوق کا اثر آگاہ ہے
 ۲۔ عاشق کا عشق اس کو لاغر کر دیتا ہے
 ۳۔ معشوق کا عشق اس میں حسن کا اضافہ کرتا ہے معشوق کا عشق اس کے رشتہوں کو گندھ دیتا ہے عاشق کا عشق اس کو جلاتا ہے۔ کہا کہ کہا میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی کے ساتھ لہذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے جسکے میں بھی عشق ہے جو اس کو کہہ کر اس طرف کھینچ کر لاتا ہے
 ۴۔ ایں یعنی آں نکات کے باقی عشق کے ذکر کو چھوڑ کر صمد جہاں کے عاشق کا ذکر کر اس کے عشق کا اثر صمد جہاں پر پڑے اس عاشق کی آہوں کا اثر صمد جہاں پر پڑے اس پر مہربان ہو گیا۔ لیکن صمد جہاں کے عشق کے لئے اس کی عزت آبرو معشوق کی تلاش میں ملے گی۔ صمد جہاں کی رحمت تو اس کی مشاق کی لیکن اس کی سلطنت عشق کے لئے نہیں رہی گی۔
 ۵۔ عقل حیراں یعنی عشق میں عقل نہیں رہی گی لیکن کس کی کشش دوسرے کی کشش کا اثر اس میں عقل حیراں ہے۔ جلدی بھادی۔ ناواشی۔ یعنی ناواقف۔ سنی تو ناواقف ہے۔ لب بہ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی محبوبیت کے انگہ کے لئے عاشقوں میں جذبہ عشق پیدا کرتا ہے لیکن یہ ایک تفریع ہے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی استیاضہ ضرورت کا نتیجہ نکال میں کے لہذا اس کا بیان مناسب نہیں ہے۔ وہ صمد جہاں حضرت حق تعالیٰ اہل بیت ہیں وہاں ہے کہ اس امر کی وضاحت نہیں جائے گی کہ کت میکشد کاشقی یعنی کت مجھے اس لہذا سے صدمہ کھاتی دیتی ہے جو انسان کے پختہ عزم کو کم کرتی ہے۔

میل معشوقاں خوش و بافر گند
 معشوق کا عشق ان کو حسین اور ہاشوت دیتا ہے
 عشق عاشق جان او را سوختہ
 عاشق کے عشق نے اس کی جان جلا ڈالی ہے
 کاہ می کوشد دریاں راہ دراز
 نکا اس عشق میں مار مارے لے کرتا ہے
 تافت اند سیتہ صدر جہاں
 صمد جہاں کے سینے میں چمک اٹھا
 رفتہ در مخدوم او مشفق شہدہ
 خدم کو پہنچا نہ مہربان ہو گیا
 شرم می آید کہ وا جویہ ازو
 اس کو شرم آتی تھی کہ وہ اس کی جستجو کرے
 سلطنت زیں لطف مانع آمدہ
 سلطان اس مہربانی سے مانع نہ ہوا
 یا کشش زان سو بدیں جانب سید
 یا کشش اس جانب سے اس جانب پہنچی ہے
 لب یہ بند واللہ اعلم بالحق
 ہونٹ بند کر لے اللہ اللہ کو زیادہ جانتا ہے
 توبہ آرم ہر زماں صد بار من
 ہر وقت سو بار توبہ کرتا ہوں
 واں کشندہ میکشد من چوں گنم
 وہ کھینچے والا کھینچتا ہے میں کہا کہہ؟
 آنکہ می نکذارت کہ دم زنی
 وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم لے



صد عزیمت! میکنی بہر سفر
تو سفر کے لئے سو پختہ ملائے کرتا ہے
زاں بگرداند بہر سوآں لگام
لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے
اسب زیرک سازاں نیکو پے ست
سمجھد گھڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے
اودیت را بردو صد سودا بہ بست
اس نے تیرے دل کو وہ سو خیالات سے وابستہ کر دیا
چوں شکست اوبال آں رائے شکست
جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا
چوں قضایش جبل تدبیرت شکست
جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی رسی توڑ دی
می کشاند مر خرا جائے دیگر
تجھے ہری جگہ کھینچ لے جاتا ہے
تاخبر یا بند فایں اسب خام
تاکہ تاخیر نہ کلا گھڑا سود کو جان جائے
کوہمی داند کہ فایں بروے ست
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سود موجود ہے
بے مراوت کرد و پس دل را شکست
تجھے نامرد کیا سود پھل دل کو توڑ دیا
چوں نشد ہستی بال اسکن درست
تو باز توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟
چوں نشد بر تو قضائے او درست
تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

فتح عزائم و تسخیر چہت باخبر کردن آدمی را از آنکہ مالک و
املاک کا فتح کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کے لئے ہے کہ مالک اور
قلہ اوست و گاہ گاہ عزوم اورا فتح نا کردن و نافذ داشتن تا
ظاہر موجود ہے اور کبھی کبھی اس کے ملائے کو نہ توڑنا اور جلدی رکھنا اس لئے ہے کہ
طبع اورا بر عزوم کردن دارد تا با ز عزومش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود
اس کی طبیعت کو ملائے کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ملائے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا سل و قصدہا درما جرا
محلے میں املائے اور قصد
تا بطمع آں ولت نیت کند
تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ملا کرے
ور بگلی بے مراوت داشتے
اگر وہ تجھے لٹکے نامرد رکھتا
ورنکا ریدے آمل ار غوریش
اگر وہ اپنے اندر سے امید کا بیج نہ بٹاتا

۱۔ صد عزیمت انسان سیکڑوں
پختہ ملائے کرتا ہے لیکن پھر اس
ملائے کو پھانسیں کرتا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص
ذات ہے نہ اس لئے اللہ تعالیٰ ان عزائم
کو اس لئے فتح کرتا ہے کہ لوگوں کو
اس کی معرفت حاصل ہو جائے
مشہور مقولہ ہے غور شکست رفتی
بفسخ فیضہم میں نے اپنے خدا کو
املائے کس کو ہونے سے سمجھا ہے
اور اللہ تعالیٰ دل میں سودا سے پیدا
فرماتا ہے پھر ان میں ناکام بھی ہوا کرتا
ہے

۲۔ چل شکست جب پہلا ملائے
فتح ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی
ذات فتح کرنے والی ہے چوں
قتیل جب انسان کی تدبیر ناکام
ہوتی ہیں تو اس کو قضا و خداوندی اور خدا
کی وجہ کا یقین ہو جاتا ہے عزائم
عزیمہ کی فتح ہے پختہ ملائے

۳۔ عزمہا سل یعنی کبھی املائے کی
تھکیل ہو جاتی ہے وہ اس لئے کہ
انسان بالکل باطل نہیں نہ ہو جائے اور
املائے ہونے سے بالکل نہ چھوڑ بیٹھے
منکار دے اگر بالکل ملائے نہ چھوڑ
دیا تو املائے کے فتح ہونے سے جو
معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ
نہ ہوگی

دل شدے نو امید آمل کے کاشتے
دل تا امید ہو جاتا امید کا بیج کب بٹاتا؟
کے شدے پیدا برو مقہوریش
تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

۱ عاقلاں اہل عقل باوجود
املاے کی پستی کے بحرِ عمری سے
ذاتِ خداوندی کی معرفت حاصل
کرتے ہیں۔ بے مراد ایک مقصد
سے عمری بہشت کی راہ پر ترقی ہے
لے حدیث شریف میں ہے حُثُّ
لِجَنَّةٍ بِالْعَمَلِ جَنَّةٍ كَمَا يَسْتَدِيرُ
گھیل سے گھیر دیا گیا ہے نہ یعنی
جنت میں جانے کے وہ اسباب ہیں
جو انسان کو تلوک کر رہے ہیں۔ پس
اپنی عمری سے انسان اس ذات کو
پہچانتا ہے جس کے املاے سے مراد
عقلہ حاصل ہوتی ہے یعنی ذات
خداوندی۔ پس اہل عقل کی نامرادی
چری اور فطری عاشقان حق کی کسر
نفسی اور مرادی اختیار ہے۔

۲ عاقلاں اہل عقل مجبوری
کے بندے ہیں عاشقِ خدا
محموری میں وصل کی نعمتیں حاصل
کرتے ہیں۔ لیکر قرآن پاک میں
ہے ثُمَّ لَمْ يَلْبِسْ إِلَى الشُّعْلَةِ وَهِيَ
فُحْنٌ قَالَتْ لَهَا وَلِلْأَرْضِ لِيَا طَوْعًا
وَكَرْهًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ
آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک درجوں
تھا پھر اس سے وہ زمین سے کہا تم
دلوں فرما پھر ماری کر خوشی سے یا جبراً
تو خدا کی صداقت ہے عاشقوں کی
اطاعت طوعاً علی صداقت ہے۔

۳ نظر کردن اس قصہ سے
میتا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اطاعت
کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ
کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور
پھر اسلام لاکر اطاعتِ خداوندی میں
لگے۔ جو حق جماعت نفیر۔ آہ
وہاں آگاہ شیر آغوشہ کے نام پر
یعنی وہ قیدی آغوشہ کو زندہ نگاہوں
سے دیکھ رہے تھے تاہم وہ لوگ
آغوشہ پر غضبناک تھے۔

باخبر گشتند از مولائے خویش
اپنے مولا سے باخبر ہوتے ہیں
حُثُّ الْجَنَّةِ شُغْلُ خُوشِ سُرُشْتِ
اے خوش مزاج! جنت کو گھبرا گیا ہے سن لے
پس کے باشد کہ کام اُورِ وِاسْتِ
تو کئی تو ہو گا جس کا مقصود پورا ہوتا ہو گا
لیک کو خود آں شکستِ عاشقان
لیکن عاشقوں کی اسی شکست کہی ہے
عاشقانِ اشکستہ بِلَصْدِ اخْتِیارِ
عاشق سو اختیار کے باوجود شکست پا ہیں
عاشقانِ شکر و قندی اند
اس کے عاشق شکر اور قد کھانے والے ہیں
اِتِّیَا طَوْعًا مہارِ عاقلاں
عاشقوں کی مہد تم دلوں خوشی سے آوے

عاقلاں از بے مراد یہاںے خویش
سمجھ لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے
بے مرادی شد قلاؤ وِز بہشت
نامرادی بہشت کا پیشرو بنی ہے
چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست
جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکستہ پا ہیں
پس شدند اشکستہ پاشِ اِس صَادِقِ
پس یہ سچے انسان اس کی وجہ سے شکستہ پا ہوئے ہیں
عاقلاں اشکستہ آں ازِ اضطرابِ
اہل عقل مجبوری سے اس کے شکستہ پا ہیں
عاقلاں ۲ بندگانِ بندی اند
عقلہ اس کے قیدی غلام ہیں
اِتِّیَا کَرِهًا مہارِ عاقلاں
تم دلوں جبراً آہل عقل کی مہد ہے

نظر کردن ۳ پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
آغوشہ کے قیدیوں کو دیکھنا، اور مسکرات اور فریاد کہ مجھے اس قوم پر
عَجَبْتُ مِنْ قَوْمٍ يُجْرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ
عجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑوں اور طنوٹ کے ذریعہ پہنچی جاتی ہے

دید پیغمبر کیے جوقِ اسیر
پیغمبر نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی
دید شال در بند آں آگاہ شیر
اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا
تاہم خاند ہر یک از غضب
حتی کہ ہر ایک غصے سے چا رہا تھا
کہ اسی بُردند وایشاں در نفیر
کہ وہ ان کو لے جا رہے ہیں اور وہ در رہے ہیں
می نظر کردند دروے زیر زیر
وہ تہی نگین نظروں سے ان آغوشہ کو دیکھ رہی تھی
بر رسولِ صدق دندانہا و لب
دانت اور ہونٹ سچے رسول پر



لے موکل سپاہی کافرستان یعنی
ان کا وطن نے فداۓ آنحضرت
قیدیوں کا فدیہ قبول کر رہے تھے
نہ وہ پیسہ نہ انحضرت کے پاس
کوئی سفارش پہنچ سکے رہی تھی۔
رحمت عالم وہ قیدی دل میں یہ بھی
کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمت
عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گنا
کاشت ہے ہیں۔ باہزار انکار وہ دل
دل میں آنحضرت پر طعن زنی کر رہے
تھے

۲۔ چارہاں ہم نے اپنی کامیابی کی
بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر
کار نہیں ہوئی۔ خاندانک ایک تھکا پھڑ
ہے جو بہت سخت ہوتا ہے مرد کا
بہاد۔ الپ ارسلان۔ الپ بہاد
ارسلان دھندلے شہر۔ بادوسہ یعنی چند
بے سرد سلمان کمزور لوگوں سے
گھٹت کہا کرتی ہے ہوئے جا
رہے ہیں۔ آجئیں۔ اس کی وجہ
ہماری غلط روی ہے یا ہم پر ستلوں کی
نحوت ہے یا جادو ہے

۳۔ کارلو پھر دل میں کہتے تھے
کہ اگر ان کا جادو چلا ہے تو ہم نے بھی
جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ اِن تَسْتَبْخُوا
فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَ اِنْ تَنْصَبُوا
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَعُوْذُوا لَعَذَابُ
نَارٍ غَنِيٌّ عَنْكُمْ فَتَبَكُّوْا وَ شَبَّاهُوْا
تَكُوْرُ وَ اِنْ اَللّٰهُ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

”یعنی اے مکہ والو اگر تم فتح کرتے
تھے کہ جو حق برہوں کو فتح ہو تو
فتح آگئی اب اگر تم بازہ گئے تو
تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم ہارے
ہے اور اگر تم ہارے تو ہم بھی ہائیں گے
اور تمہارا جتنا تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے
گا خود وہ اتنا ہی زیادہ ہو اور بیشک اللہ
مومنوں کے ساتھ ہے“

زانکہ وہ زنجیر قہر وہ من اُند
کیونکہ وہ قہر کی دہر وئی زنجیر میں تھے
می بردار کافرستان شان قہر
ان کو کفرستان سے جڑا لے جا رہا تھا
نے شفاعت میر سدا سرور سے
نہ کسی سرور کی سفارش آتی ہے
علیٰ رومی برد خلق و گلو
ایک جہاں کا گناہ مطلق کاٹنا ہے

زیر لب طعنہ زناں برکار شاہ
شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے
خود دل میں مرد کم از خاندان نیست
خود اس شخص کو دل، پھر سے کم نہیں ہے

بادوسہ غریباں وسست و نیم جاں
دو تین گھول، ست لہ کمزوروں کے ساتھ ہیں

یا ز اختر ہاست یا خود جادوئی ست
یا ستلوں کی وجہ سے یا جادو گری ہے
تخت ماسد سرنگوں از تخت او
ہمارا تخت اس کے تخت سے اونچا ہو گیا

جادوئی کر دیم ما ہم چوں ز رفت
ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

زہرہ نے با آل غضب کہ کم زندہ
بادجو اس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم لے
میں گشاں شال موکل ہوئے شہر
سپاہی ان کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا
نے فداۓ می ستانہ ز زے
وہ فدیہ لیتا ہے نہ دہیہ

رحمت عالم ہی گویند و او
اس کو رحمت عالم کہتے ہیں، لہ وہ
باہزار انکار می رفتند راہ
وہ ہزار انکار کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے

چارہاں کر دیم و اینجا چارہ نیست
ہم نے بہت تدبیریں کیں لہ یہاں کوئی تدبیر کار نہیں ہے

ما ہزاراں مرد کار الپ ارسلان
ہم ہزاروں بہاد

آجئیں وہ ماندہ ایم از کجروست
ہم ایسے عاجز ہیں یہ ہمارا ٹیڑھا پن ہے
تخت ما راہ دید آں تخت او
ہمارے ٹیڑھے کو اس کے ٹیڑھے نے چاک کر دیا

کار او ۳۔ از جادوئی گر گشت ز رفت
اگر اس کا معاملہ جادو گری کی وجہ سے ہماری بڑ گیا ہے

تفسیر ایں آیت اِن تَسْتَبْخُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ طاعناں میکفتند
اس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی، معترضین کہتے تھے
کہ از ما و محمدؐ آنکہ برحق ست فتح و نصر تشن بدہ و ایں سخن بدہاں میکفتند کہ
کہ ہم میں اور محمدؐ میں جو حق پر ہے اس کی فتح لہ مدد کر، لہ وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے
گماں داشتند خود برحق اُند و طلب حق بے غرض اکنوں محمدؐ معصور شد
کہ ان کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں لہ اب حق کا بے غرض طلب گار محمدؐ فاتح بن گیا

کہ بکن ملا اگر مارا ستم
کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں جڑ سے اکھاڑ دے
نصرتش وہ نصرت او را بخو
اس کی مدد کر، اس کا منکر بن
پیش لات و پیش عزائی و منات
لات کے آگے عزائی اور منات کے آگے
گر بنا شد حق زبون ماش گن
اور اگر حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے
ماہمہ ظلمت بدیم او نور بود
اور ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا
گشت پیدا کہ شما نار استید
ماض ہو گیا کہ تم غلط ہو
کوری کردند و دفع از ذکر خویش
بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے
کہ صواب او شود و دل درست
تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے
ہر کسے را غالب آورد روزگار
ننانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے
بارہا بروے مظفر آمدیم
کئی بار اس پر فتح مند ہوئے ہیں
چوں شکست یابو و آوزشت و پست
و ہادی شکست کی طرح ہی اور ذلیل نہ تھی
داد صد شایہ پنہاں زیر دست
سو پشیدہ خوشیاں قبضے میں دیدیں
کہ نہ غم بودش دریاں نے پیچ پیچ
کیونکہ اس کو اس میں نہ کئی غم ہوا نہ پریشانی

از بجاں! واز خدا و خواستیم
ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی
وآنکہ حق و راست ست از ما او
ہم میں اور اس میں سے جو حق اور سچائی پر ہے
ایں دعا بسیار کر دیم و صلوات
ہم نے یہ دعا و صلوات بہت کیے
کہ اگر حق ست او پیداش گن
کہ اگر وہ حق ہے اس کو نمایاں کر دے
چونکہ وادیدیم او منصور بود
جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا، کہ وہ فاتح رہا
ایں جواب ماست کا نچہ خواستید
یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا
باز ایں اندیشہ را از فکر خویش
و پھر اس خیال کو اپنے فکر سے
کایں تفکر ماہم از او بار رست
کہ ہمارے خیال بھی بدلتی سے پیدا ہوا ہے
خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیوں ہوا؟
ماہم از یام بخت آور شدیم
ہم بھی ننانے سے نصیب نہ ہوئے ہیں
باز می گفتند اگر چہ او شکست
و پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست کھائی ہے
زانکہ بخت نیک او را در شکست
کیونکہ بخت نصیب نے اس کو شکست میں
کو با شکست نمی مانت پیچ
و کبھی شکست خیزہ کی طرح نہیں بنا

۱۔ ان بجاں! کہہ دیتے تھے کہ ہم
نے بتوں اور خدا سے دعا کی مگر
تھیں کہ جو حق پر ہوں اس کو حق سے
دے پیش لات و منات اور عزائی
بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ سب جبکہ
مسلمانوں کو حق ہو رہی ہے تو یقیناً یہ
لوگ حق پر ہیں۔

۲۔ ایں مسلمانوں کی فتح مندی
ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔
پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے
کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت
کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آ
چکے ہیں۔

۳۔ ہاں گفتند پھر اپنے اس خیال
کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری
شکست اور مسلمانوں کی شکست میں
بہت فرق ہے ہم شکست سے پست
ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی شکست کھا
کر اور ابھرتے ہیں۔ ذائقہ مسلمان
شکست سے پست ہمت نہیں بننے
ہیں بلکہ ان میں قوت ایمانی اور ہر وہ
جالی ہے کہ آنحضرت شکست سے
بھی شکست خاطر نہیں ہوئے۔

چوں انشانِ مومنوں مغلوبی ست
چنگ مومنوں کی بچان مغلوب ہوا ہے
گر تو مشک وغیرے را بھگنی
اگر تو مشک ہو خبر کو توڑے گا
و شکستی ناگہاں بر گینِ خر
اگر تو اپناک کدے کی لید کو توڑے گا
کہ گند خود مشک با سر گینِ قیاس
مشک کو لید پر کئی قیاس کرے گا؟

لیک در اشکست مومن خوبی ست
لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے
علیٰ از شیخ ریحان پر کنی
ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھروے گا
خانہا پر گند گردد سر بسر
سارے ملکات بدو سے بھر جائیں گے
آب ربا بول و اطلس پاپاں
پانی کو پیٹاں بھرا اطلس کوٹ پر کئی قیاس کرے گا

۱۔ چلن مثل مسلمان کی بے سرو
مسلمان اس کے ایمان کی علامت ہے
اور مومن کی شکست اس کے اعمال و
اتصال کی اصلاح کر دیتی ہے کہ تو
مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضر
خوبی کو ایک مثل سے سمجھاتے ہیں
کہ شکست خبر کی ڈلی کا مرقعہ زیا جائے
تو اس کی خوشبو زیادہ ہو سکے گی ہے
یعنی مہک لپٹ کر غلہ سرنگیں کافروں
کی شکست کی مثل یہ ہے کہ کدے
کی لید کو اگر کرید دیا جائے تو اس کی
بدبو ہو چمک جاتی ہے کہ کدہ
مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی
شکست کو ایک جھناپا ہے جیسے کہ
کئی لید اور مشک کو ایسا ہی لپٹاں کو
پاٹس بھٹا کا ایک بچھ

۲۔ افسانہ مسلمانوں کی
شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث
ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی
ناکامی کو فتح قرار دیا تھا حدیبیہ
آجھوہو صحابہ کی جماعت مدینہ
سے عروہ کی نیت سے مکہ معظمہ سے
لے رہے ہوئے تھے کہ کے قریب
حدیبیہ کے مقام پہنچ کر پڑاؤ کیا
مکہ کے ظفر مکہ میں داخلہ سے مانع
آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
واپس آگئے تھے یہ سب ظاہر مسلمانوں
کی شکست تھی لیکن حقیقت یہ فتح تھی
جیسے کہ آئندہ کے واقعات نے ثابت
کر دیا تھا

۳۔ ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناگہم
واپس آکر قرآن نے فتح میں سے تعبیر
کیا ہے آمدش حضور کو مکہ ہوا کہ عروہ
کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی
سے تشدید نہ ہو۔ کاندھیں۔ پناہ کا
بہت سی فوجات کا سبب بنے گی۔
نقہ۔ یعنی زمین کا علاقہ۔

سر آنکہ بے مروا باز نشین رسول علیہ اسلام از حدیبیہ حق تعالیٰ
اس کا راز کہ بغیر مقصد پہا کئے ہوئے آغوش کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ
لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا بصورت غلج بود
نے فتح کا لقب دیا کہ بیشک ہم نے آپ کو کلی فتح دی بظاہر بندش تھی اور
و بمعنی فتح چنانچہ شکستن مشک بظاہر شکستن ست و بمعنی
حیقا فتح ہے کہ مشک کی شکست بظاہر شکست ہے اور حقیقا اس کے
درست کردن ست مشک اور و تکمیل فوائد او ست
مشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقت برگشت حدیبیہ رسول
حدیبیہ سے واپس رسول
ناگہاں سے اندر حق شمع رسل
رواں کی شمع کے حق میں اپناک
آمدش پیغام از دولت کہ رو
دولت کی جانب سے ان کو پیغام آیا کہ چلے جائیے
کاندھیں خواری بقدرت فتحیاست
اس ذات میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

و تفکر بود و تمکین و ملول
فکر میں تھے اور تمکین اور ملول تھے
دولت اِنَّا فَتَحْنَا زُؤْمِل
دولت نے اِنَّا فَتَحْنَا کا واصل بجا دیا
توز مع ایں ظفر تمکین مشو
آپ اس فتح کے رکے سے تمکین نہ ہوں
نک فلاں قلعہ فلاں بقعد خراست
یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے



۱۔ بکسہ ترقی نہ دینی نصیر بہود
کے قیل تھے حمد نہ کے طرف
میں آباد تھے ان کی معابد گھٹی کی جہ
سے آنحضرتؐ کو حد پیسے کے واقعہ
سے پہلی چلاؤں کر چکے تھے بنی
انصاریہ میں اور بنی فریظہ ۵۰
میں غزوہ خندق کے فوراً بعد چلاؤں کر
دینے گئے تھے حد پیسے کا واقعہ ۱۰
ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیر
میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور خیر
میں چلے گئے مگر مولانا کی مراد
خیر سے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی
کتب کے مطابق ہے وہ مخالف
ہے

۲۔ وہاں شہر اگر فتوحات اور غنیمتیں
نہ کی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے
جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ
جس میں بھی اسی طرح خوشگوار رہتا
ہے جس طرح خوشی حضرت رابعہ
بصریہ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا
مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ
وہ اس کے لئے اپنی ہی خوشگوار دنیا
کو خوشی بہرغم نعمتی ان کو اس لئے
خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کی خوشی کا پیش
خیر ہے قمر چاہد ذلت ان کو اس
قدر پہلایا ہوئی ہے کہ اس کے ذہل
اور تخت شاہی حاصل ہو جانے سے
ڈرتے ہیں۔ وہ فقیریہ یہ لوگ فقر
میں شہنشاہی اور خوں میں باد کے
لطف اٹھاتے ہیں۔ ہر جگہ جیکہ توں
کی گہرائی میں ان کو سستی حاصل
ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر
ہے

۳۔ تفسیر اس حدیث کی تفسیر
سے مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل
معیت حق ہے نہ تعالیٰ تعالیٰ میں خود
کوئی فضیلت اور برائی نہیں ہے
معراج پورس۔ حضرت یونس کو چھٹی

بگسہ آخر چونکہ وا گردید تفت
دیکھ جب وہ جلدی سے واپس آ گئے
قلعہا ہم گرد آں دو بقعہا
ان دونوں کے علاقوں کے اس پاس کے قلعے بھی
ور نہ باشند آں تو بگسہ کایں فریق
اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ
زہر خواری را چو شکر می خوردند
وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں
بہر عین غم نہ از بہر فرج
صرف غم کے لئے نہ کہ خوشی کے لئے
آنچناں شادانند اند قمر چاہ
وہ کنوں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں
وہ فقیری ہر یکے صد شہر یار
ہر ایک فقیری میں سینکڑوں شہروں کی طرح ہے
ہر کجا دلبر بود خود ہم نشین
جہاں نہیں محبوب خود سہمی ہو

تفسیر حدیث آنحضرت ﷺ کہ لا تَفْضِلُونَنِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى
آنحضرت ﷺ کی تفسیر کہ مجھے
گفت پیغمبر کہ معراج مرا
پیغمبر نے فرمایا کہ میری معراج
آں من بر چرخ و آں او نشیب
حالانکہ میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام پستی میں ہے
قرب نے بالانہ پستی رفتن مست
قرب نہ لوہر جاتا ہے نہ نیچے جاتا ہے

کے پیٹ میں سمند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی آں من۔ حضورؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی قرب
حق قرب حق حاصل ہوتے ہوئے نہ تعالیٰ تعالیٰ کی چیز نہیں ہے قرب اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل
نہیں ہوتا بلکہ ترک سستی سے ہوتا ہے

بر قریظہ بر نصیر ازوے چہ رفت
ان کی جانب سے قریظہ اور نصیر پر کیا گزری
شد مسلم وز غنائم نفعہا
فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب لٹے ہوئے
برغم و رنج اند مقنون و عشیق
رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں
خار غمبارا چو اشتہری چزند
غلوں کے کاٹنے کو لہجہ کی طرح جڑتے ہیں
ایں تسافل پوش ایشاں چوں درج
یہ منزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے
کہ ہی ترسند از تخت و گاہ
کہ تخت و تاج کے حامل ہونے سے ڈرتے ہیں
وہ رخوان فاقہ صد ہچو بہار
فاتے کی خوشی میں سینکڑوں بہاروں کی طرح ہے
فوق گردوں ست نے زیر زمیں
وہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر حدیث آنحضرت ﷺ کہ لا تَفْضِلُونَنِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى
یونس بن متى پر فضیلت نہ ۱۰

نیست بر معراج یونس احتبا
یونس کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے
زانکہ قرب حق بر دوست از حسیب
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس حسیب سے بالاتر ہے
قرب حق از محسوس ہستی رستن مست
اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹا ہے

کے پیٹ میں سمند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی آں من۔ حضورؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی قرب
حق قرب حق حاصل ہوتے ہوئے نہ تعالیٰ تعالیٰ کی چیز نہیں ہے قرب اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل
نہیں ہوتا بلکہ ترک سستی سے ہوتا ہے

نیستی اراجہ جائے بالا یست وزیر
 ثابت کے لئے کیا اونچل کیا نیچل
 کالگاہ رنج حق در میسی ست
 اللہ کے عزیز کا کھاندہ ثابت میں ہے
 حاصل اس اشکست ایشاں اے کیا
 غلام یہ ہے اے بزرگ ان کی شکست
 آنچناں شاداندہ دزل و تکلف
 وہ ذات اور پناہ میں اس طرح خوش ہیں
 برگ بے برگ کی ہمہ اقطاع اوست
 پوری ہے سرو سامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے
 آں کیجئے گفت کہ چنان مست آں فرید
 ایک نے کہا 'اگر وہ یکتا ایسا ہے
 چونکہ او مبدل شد مست و شلائش
 جبکہ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی
 پس فقیر دشمنان چوں شاد شد
 تو دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا ہے؟
 شاد شد سچ جاش کہ بر شیران فر
 اس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادریوں پر
 پس بدستیم کو آزاد نیست
 تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے
 ورنہ چوں خندد کہ اہل آن جہاں
 ورنہ کیوں ہنسا جبکہ اس جہان والے
 اس ہی گفتند در زیر زباں
 وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے
 تا موکل نشود در ما جہد
 تاکہ سپاہی نہ سن لے اور ہم پر کوہ پڑے

نیست دانے ز دونه دہست و دریر
 ثابت کے لئے نہ جلدی ہے نہ دھارہ دہ ہے
 غرہ ہستی چہ دانی نیست چیست
 تو ہستی کو کھوکھوں میں ہوا کیا کچھ کہ ثابت کیا ہے؟
 می نماید ہیج با اشکست ما
 اہلی شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے
 ہجو ما در وقت اقبال و شرف
 جس طرح ہم اقبال مندی اور بدلی میں
 فقر و خواری افتخار مست و علو مست
 فقر اور ذات 'فخر اور بدلی ہے
 چوں بخندید او چو مارا بستہ دید
 تو دیکھیں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟
 نیست زیں زندان وزیں آزادیش
 اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے
 چوں ازیں فتح و ظفر پر باد شد
 اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟
 یافت آساں نصرت و دست و ظفر
 آسانی سے فتح اور قابو اور ظفر پالی
 جز بد نیل و خوش و دل شاد نیست
 دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دلی اور سرور نہیں ہے
 بر بد و نیک اندام مشفق مہرباں
 اچھے اور برے پر مشفق اور مہربان ہیں
 آں اسیراں باہم اندام بحث آں
 وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں
 ایں سخن در گوش آں سلطان نہد
 یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

۱۔ نیست جب مقام فنا
 حاصل ہو جائے تو زمان مکان کی کوئی
 شے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے
 کالگاہ ثابت کے بعد اسرار
 خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص
 ہستی میں چھنسا ہے وہ ثابت کو نہیں
 سمجھ سکتا حاصل یہاں سے مہربان
 قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے نہیں
 نے کہا اہلی اور مسلمانوں کی شکست
 میں بہت فرق ہے آنچناں۔ وہ
 شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے
 ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔
 برگ بے سرو سامانی ان کا سامان
 ہے فقر و ذات میں فخر سمجھتے ہیں۔
 آں کیجئے گفت کہ چنان مست آں فرید
 اس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان
 کو مقام ثابت حاصل ہے اور وہ اللہ
 کے مقرب ہیں تو ہماری تباہی پر کیوں
 خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں بالکل
 تبدیلی آگئی ہے اور ان کی خوشی اہلی
 قید اور اپنی آزادی سے متعلق نہیں ہے
 تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں ہنسے
 اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔
 سچ شاد شد۔ یقیناً ان کی خوشی اسی
 بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انہوں
 نے فتح پائی ہے۔ پس اس بات
 سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے
 آزاد نہیں ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔
 اہل آں جہاں۔ اللہ والے تو سب
 انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ
 انسان بھلے ہوں یا برے ہوں۔
 اس۔ یہ باتیں وہ قیدی آہستہ آہستہ
 آپس میں کر رہے تھے تاکہ پناہ نہ
 سن پائے۔

آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان بر شہادت او
خوشی پر ان کی طعن زنی سے آنحضرت ﷺ کا واقف ہو جانا

رفت در گوشے کہ بد آں من لدن
اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا
آنکہ حافظ بولو یعقوبش شنید
اس نے جو حافظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا
نشوند آں سر لوج غیب داں
غیب کے جاننے والے کو لوج کے درگاہ میں نہ تھے
آمدہ سرگرد او گرداں شدہ
را آیا تھا اس نے ان کے گرد چکر لگائے
آں نہ کاگشتان او باشد دراز
نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں
کہ بھل دزدی ز احمد سرستار
کہ چھٹی چھوڑ احمد سے راز حاصل کر
ہیں بمسجد رو بجو رزق ماز الہ
خبردار مسجد میں جا، اللہ سے رزق مانگ

گرچہ نشید آں مولک این سخن
اگرچہ اس پہاڑ نے یہ بات نہ سنی
یوئے پیر لہان یوسف را ندید
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی
آں شیاطین بر عنان آسمان
و شیاطین آسمان کی بلندی پر
آں محمد خفہ و تکیہ زدہ
محمدؐ سوئے ہوئے اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں
آں خود دلو کہ روزیش ست باز
طوا وہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو
نجم ثاقب گشتہ حارس دیوراں
ٹوٹے واسطہ نگہبان اور شیطان کو بھاگنے والا بن گیا
اے دودیدہ سوئے دُکال از لپگاہ
اے صبح سے نکلان کی جانب دوڑے ہوئے

فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را

آنحضور علیہ السلام کا ان قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

گفت آں خندہ نبودم از نبرد
فرمایا میرا ہنسا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا
مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
مردے کو مارنا ہمارے نزدیک بھاری نہیں ہے
چونکہ من پافشرم اندر مضاف
جب میں میدان جنگ میں قدم جما لوں
من شمارا بستہ می دیدم چہیں
میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

پس رسول آں گفت شاں را فہم کروں
پس رسولؐ ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے
مردہ اندایشاں و بوسیدہ فنا
و مردہ ہیں اور فنا سے گلے ہوئے ہیں
خود کیند ایشان کہ نہ گرد شگاف
و کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے
انگہے کا زلو بودید و ملکیں
جس وقت کہ تم آؤ اور ہم تمہیں

۱۔ آگاہ آنحضرتؐ نے ان کی یہ
خفیہ باتیں سن لیں اس لئے کہ آپ
کے کان اس جہان کے کان نہ تھے
بلکہ خدائی کان تھے جن کے لئے
آہستہ بات اور بلند آواز کی بات
یکساں ہے یوئے جن لوگوں کو
قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ
صفات حق سے متصف ہو جاتے
ہیں۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص کی
خوشبو اس حافظ کو نہ پہنچی جو یوسفؑ نے
جا رہا تھا، جو دھڑ دھڑانے والے حضرت
یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ اس شیاطین
لوج محفوظ کے سر شیاطین آسمانوں
پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں
آنحضرتؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سن
لیتے تھے۔

۲۔ آں خود یعنی طاہرہ
ہادی سے نہیں ملتا ہے قدرت سے ملتا
ہے یہی حال امر اور خدائی کا ہے۔
نجم ثاقب جب شیاطین آسمانی
را معلوم کرنے کے لئے آسمان پر
چڑھتے ہیں تو سندے ان پر ٹوٹتے
ہیں اور وہ ان کو بھاگادیتے ہیں۔ زاحم
امر اور خدائی حضورؐ سے حاصل کر۔
اے دودیدہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ
ہے مکان نہیں ہے لہذا اس سے رزق
مانگو۔

۳۔ فہم کرو۔ یعنی آنحضرتؐ کو بطور
حق کے سن لی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد
یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں
سکرا ہوا تھا۔ مردہ یعنی یہ کفارہ و
حقیقت مردہ ہیں اور مردے کو مارنا
کوئی بھاری ہے۔ لباس پر خوشی کی کا
کارو۔ یعنی جبکہ جنگی قیدی نہ تھے
اور اپنے خوں میں مغمم تھے۔

۱۔ اے خاندان اور سلطنت برہنہ
کنا ایسا ہی ٹھیکہ دار ہے جس طرح
کہ لوٹ کا سیرنگی بنگلہ نقشِ تن
جب سے کہ میں شرم کی بادلت سے
آزاد ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو
اس طرح دیکھ لیتا ہوں ہے کہ وہ
میرے سامنے ہے بنگرمِ شہدے
بننے والی شرب کو اس کے کپے خوش
میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے
مقدم ہونے کی حالت میں اس کے
دو جھوکے لیتا ہوں۔

۲۔ بنگرمِ پہلے اشعار میں ہونے
والی باتوں کے بارے میں علم کی
وسعت کا بیان تھا اس شعر میں زوشہ
واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے
یعنی ازل کی واقعات پر بھی میرا علم محیط
ہے۔ کس تکملہ ازل میں جبکہ حضرت
آدم کی پست سے ان کی اولاد کو
چھوڑنے کی شکل میں نکال کر ان سے
عہدِ امت لیا گیا تھا میں نے اس
وقت تمہیں ہوندا دیکھ لیا تھا تو
خداوند کا کائنات کے بارے میں جو
علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا
کائنات کے وجود کے بعد اس میں
کوئی اضافہ نہیں ہوا اس شہد میں نے
اسے عالمِ ہست میں آنے سے قبل
ہی تمہیں ہوندا دیکھا تھا تو نہ بدیم
تمہاری شکست میرے لئے کوئی نئی
بات نکلتی ہے جس پر میں ہنسوں۔

۳۔ بے۔ میں نے ازل ہی میں
تمہیں قہر لہی میں جتلا دیکھا تھا تو قہر
بھی ایسا جس کو تم مجھے نہیں ہو۔ اس
چشمِ ساگر کی کاٹھن وہ وہ شکر کھائے
جس میں زہر ہوا تو اس پر حسد کا کوئی
موضوع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری
روحانی موت ہے تمہارے کان
بہرے کر دیئے ہیں۔ سنی کی کرم ہیرا
جہاد ملک گیری کے لئے نہیں ہے
کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثال
سڑے ہوئے سرور کی ہی ہے۔

نزدِ عاقل اشتراے برِ نرد ہاں
یہ عقلمند کے نزدیک سیرنگی پر لوٹ ہے
پیشِ چشمِ کلنِ آتِ آتِ گشت
ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے
بنگرمِ درِ نیستِ شیِ پیغمِ عیاں
میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں
آدمؑ و حواؑ فرستہ از جہاں
جبکہ آدمؑ اور حواؑ دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

دیدہ امِ پائستہ و منکوس و پست
پایہِ نجیرؑ اور ہوندا اور ذلیل دیکھا ہے
انچہ دانستہ بدیم افزوں نشد
جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا
پیشِ ازل کز آب و گلِ پالیدہ ام
اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پھل پائی ہے
ایں ہی دیدیم دراں اقبالِ تال
یہ تو میں تمہارے مقدمہ میں دیکھ رہا تھا
قندمی خوردیدِ دروئے درجِ زہر
تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا
خوش بنو شد چیتِ حسدِ آیدِ برو
خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟
مرگِ تالِ خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
تمہاری موت نے غشی طور پر دونوں کان بند کر دیئے تھے
تا ظفرِ یامِ فرو گیرمِ جہاں
کہ فتح مند دنیا پر قبضہ کروں
بر چنیں مُردارِ چوں باشمِ حریص
ایسے مردار پر میں کیے لالچی بن سکتا ہوں؟

۱۔ اے بنا زیدہ بملک و خاندان
۲۔ جو سلطنت اور خاندان پر ہاں ہیں
نقشِ تنِ راسا فتاد از بامِ طشت
جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے
بنگرمِ درِ غورہ می پیغمِ عیاں
میں گھم کا کپا خوش دیکھتا ہوں شرب دیکھ لیتا ہوں
بنگرمِ سرِ علئے پیغمِ نہاں
میں عالمِ غیب کو دیکھتا ہوں اولیک پوشیدہ جہاں دیکھ لیتا ہوں

من شُمارا وقتِ ذراتِ اَلست
میں نے تمہیں ازل کی چیزتوں کے وقت
از حدوثِ آسمانِ بے غمد
بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں
من شُمارا سرنگوں می دیدہ ام
میں نے تمہیں ہوندا دیکھا ہے
نوندیدم تا کنمِ شادیِ بدال
میں نے نئی بات نہیں دیکھی کہ اس پر خوشی منادی
بستہ سچِ قہرِ خفی وائگہ چہ قہر
غشی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیسا؟
ایں چنیں قندے پر از زہرِ اعدو
اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی لکی شکر
بانشلا آں زہر می کردیدِ نوش
تم خوشی سے وہ زہر لپی رہے تھے
من نمی کردمِ غزا از بہرِ آں
میں اس لئے جہاد نہیں کرتا
کایں جہادِ حیفہ است و مردارِ حیف
یہ دنیا مرد ہے اور ستا مرد

۱۔ سنگ بچہ۔ کتا مرہ رکھتا ہے
 پرچم۔ دم کے بال۔ عیسیٰ۔ میرا کام
 لوگوں کو حیات ہدیٰ عطا کرتا ہے
 زان۔ میرا جنگ کرنا بھی عالم سے
 فساد کو روک کرنے کے لئے ہے۔
 چہرہ۔ میں اپنی شان و شوکت کے
 لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے
 چند۔ مسندین کو ختم کر کے عالم میں
 اس پرکار کا چاہتا ہوں۔

۲۔ گرشما۔ حدیث شریف ہے
 ضَلَّی كَهْطَی رَجُلٍ لَمْ یَسَوْ قَدْ نَارًا
 فَلَمَّا اَضَلَّ مَا حَوَّلَهَا جَعَلَ
 الْفَرَسُ رَهْلَهُ الْوَابِ الَّذِیْ یُفْع
 لُی الْفَرَسُ فِیْهَا وَجَعَلَ یَحْجُزُ
 مِنْ رَهْلِهِ نَفَقَةً حَمَلَتْ فِیْهَا
 اَحَدًا كَمْ یَحْجُزُكُمْ عَنْ الْوَابِ وَتَقْتَم
 فَتَحْمَلُونَ فِیْهَا۔ یعنی میری مثال اس
 شخص کی ہے جس نے آگ روشن
 کی ہیں جب آگ نے اپنا اصل
 روشن کر دیا تو یہ دونوں اور ن جانوں
 نے جو آگ میں کرتے ہیں اس میں
 گنا شروع کر دیا اور آگ روشن
 کرنے والے نے ان کو دنا شروع
 کر دیا اور وہ اس پر غالب آتے ہیں
 پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ پس
 میں تمہاری کمر بکڑتا ہوں کہ تم کو آگ
 سے بچاؤں اور تم اس میں گھسے پڑتے
 ہو۔ آنکہ جس کلمہ اپنی طرح سمجھتے ہو۔
 یہی تمہاری نحوست ہے تم ایک
 دوسرے کاڑھے کے منہ میں جانے
 کی دعوت دیتے ہو۔

۳۔ قہری۔ گردید۔ یعنی تمہارا ظلم
 خود اپنے کو پر ظلم تھا اور تم خود اس سے
 مغلوب ہو۔ بیان اس مثال سے یہ
 سمجھایا ہے کہ جو خلیفہ کو مغلوب کر رہا
 تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت
 تھی۔ ماسور قیدی والی۔ یعنی حاکم

سنگ ۱۔ نیم تا پرچم مرہ کسم
 میں گنا نہیں ہوں کہ مرہ کی دم کے بال نوچوں
 زان بھی کردم صفوف جنگ چاک
 میں نے جنگ کے صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے
 زان نمی بزم گلوہائے بشر
 میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں
 زان بھی بزم گلوئے چند تا
 میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ
 گرشما ۲۔ پروانہ وار از جہل خویش
 اگر تم نے اپنی تلافی سے پروانوں کی طرح
 من بھی رانم شمارا ہچو مست
 میں مست کی طرح تمہیں بھاتا ہوں
 آنکہ خود را فتحبا پند اشتید
 جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا
 یکد گر راجد جد می خواندید
 تم ایک دوسرے کو بڑے سردار سے بلاتے تھے
 قہر ۳۔ می گردید و اندر عین قہر
 تم ظلم کرتے تھے اور عین ظلم میں

عیسیٰ ۱۔ آیم کہ تازندش کنم
 میں عیسیٰ ہوں اس لئے آیا ہوں تاکہ اس کو زندہ کر دوں
 تازہ نام مر شمارا از ہلاک
 تاکہ تمہیں ہلاکت سے رہائی دوں
 تا مرا باشد کرو فرو خشر
 کہ میرے لئے شان و شوکت اور اجتماع ہو
 زان گلوہا علے یا بدہا
 ان گلوں سے دنیا نجات پا جائے
 پیش آتش می کنید اس حملہ کیش
 آگ پر اس حملے کو غضب بنا لیا ہے
 از در افتادن در آتش بادو دست
 بیڑوں ہاتھوں سے آگ میں گرنے سے
 تخم منخوی خود می کاشتید
 تم نے اپنی نحوست کا بیج بویا ہے
 ہوئے از درہا فرس می راندید
 اڑھوں کی جانب گھوڑا دوڑاتے تھے
 خود شما مقہور قہر شیر دہر
 تم خود زمانے کے شیر کے غلبے سے مغلوب ہو گئے

بیان آنکہ طاعی در عین قہری مقہورست و در عین مصوری ماسور
 اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ ہیں مغلوب ہے، اور عین فتح منگی میں قیدی ہے

دزد قہر خولہ کرد و زر کشید او دران مشغول خود والی رسید
 چور نے خولہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آ گیا
 گر ز خولہ آں زماں بگرختے کے برو والی خشر اگلختے
 اگر وہ اس وقت خولہ کے پاس سے بھاگ جاتا تو حاکم اس پر کب قیامت برپا کرتا؟



اس سے لئے آگیا۔ بگرختے۔ اگر وہ چور خولہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی کڑا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

۱۔ قاہری۔ چور کا خلیہ پر غالب آنا
ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔
سرلو۔ چوہ خلیہ کو لے گیا تھا اس
کے بدلے میں حاکم نے اس کو لے کر
وید۔ قوت قصاص جان کے بدلے
میں جان لیا کہ اے اللہ تعالیٰ
قصدا کفار کو غلبہ عطا فرماتا ہے تاکہ
وہ غلبے کے غرور میں مبتلا ہو کر جاں میں
آجھیں۔ چور غلبہ کا قصد یعنی
قصدا منہزم۔ پاپا۔

۲۔ ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور چاہی کا
سبب بنتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر
پاپا کا چھانہ نہ کرنا چاہیے منہزم۔
سرلوں تک لٹک چلے۔ جب غلبہ
کا ہو کر لے کر تجھے میدان میں لے
آئے گے تو پھر تجھ پر سخت حملہ ہوگا۔
عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں
ہے کل۔ سرمہ فنون۔ ہنرمندیوں
۔ زبون۔ حدیث شریف ہے۔ الا
خبرکم بغلب الغلبة کل ضعیف
مضعف لو اقتصموا علی اللہ
لا تہزہ یعنی کیا تمہیں مضبوطی کا پتہ نہ
بتاؤں ہر وہ کرے جس نے کمزوری
اختیار کی ہو وہ اللہ کے بھروسے سم
کھائے تو اللہ اس کی قسم ضرور پوری کر
دے گا۔

۳۔ از کمال۔ لال جنت کی کمزوری
کمال ہو شادی اور اپنے افعال سے
بڑی کی بنا ہوئی ہے۔ کمزوری
بھی عقل کی ہی سے آتی ہے بھی
بزدلی کی وجہ سے بھی مذہب پر یقین
نہ ہونے سے لال جنت کی کمزوری
ان وجہ سے نہیں ہے و فرہ۔
حدیبیہ کے موقع پر سونوں کی ظاہری
مغلوبیت اور کفار مکہ کے غلبہ کی
حکمت قرآن پاک میں بیان کی
فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْ لَا رَجَالَ
الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ
تَعْلَمُوهُمْ اَنْ تَعْلَمُوهُمْ فَتُصْبِحَ مِنْهُمْ

زائکہ قہر او سر او را ربود
اس لئے کہ اس کے غلبہ نے اس کا سر اڑا
تارسد والی و بستاند قود
حتی کہ حاکم آپہنچے اور قصاص لے لے
در نبرد و غلبی ہشتہ
جگ اور غلبے میں ڈوبا ہوا ہے
تا ترا و حلقہ می آرد کشاں
تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے
در مراں تا تو گمردی منہزم
نہ چلا تاکہ تو نکلا نہ بن جائے
حملہ بنی بعد از ان اندر ز حام
اس کے بعد مجمع میں تو اپنے اوپر حملہ دیکھے گا
چوں دریں غلب شدن دید افساد
جبکہ اس غالب آنے میں اس نے چاہی دیکھ لی ہے
کہ خدائیش سرمہ کرد از کل خویش
کیونکہ خدا نے اپنے سرمے سے اس کے سرمہ لگا ہے
اہل جنت در خصوص ہتا زبوں
بنی جگڑوں میں مغلوب
نے نقص و بد دلی وضع کیش
نہ عقلی نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے
حکمت لَوْ لَا رَجَالَ مُؤْمِنُونَ
لَوْ لَا رَجَالَ مُؤْمِنُونَ کی حکمت

قاہری ۱۔ دُز و مقہوریش بُود
چھ کا غلبہ اس کی مغلوبیت تھی
غالبی بر خولیہ دام او شود
غلبہ پر غلبہ اس کا جال بن جاتا ہے
اے کہ تو بر خلق چہرہ گشتہ
اے وہ کہ تو بر خلق پر غالب آ گیا ہے
آں بقاصد منہزم کردست شال
اس نے قصاص ان کو پاپا کیا ہے
ہیں ۲۔ عنان در کش پئے ایں منہزم
اس پاپا کا پیچھا کرنے سے باگ تھام
چوں کشاندت بدیں شیبہ بدام
جب تجھے اس طریقہ پر جال میں کھینچ لائیں گے
عقل تریں غلب شدن کے گشت مثلاً
اس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟
تیز چشم آمد خرد بینائے پیش
پیش بین عقل تیز آنکھوں والی ہے
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون
پیغمبر نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں
از کمال ۳۔ حزم و سوء اظہر خویش
پوری ہو شادی اور اپنے ساتھ بدگلی کی وجہ سے ہے
و فرہ دادن شنیدہ در کمون
غلبہ دینے کے بارے میں وہ پتہ نہ ہوئے تھے

مَقْرَۃٌ بَعَثَ عَلَیْہِمْ لَیْلَۃً فِی رَحْمَۃٍ مِّنْ نِّسَاءِ لَوْ تَزَلُّوا لَعَلَبْنَا الْبَیِّنَ کَفَرُوا مِنْہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور اگر
شہر مکہ میں کچھ مسلمانوں مرد اور مسلمانوں عورتیں نہ ہوتیں تو ان کے حال سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پال کر ڈالتے اور
باناہتیم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچاتا تھا اسی معاملہ کی سزا دیا جاتا تھا کہ خدا نے جس حدیبیہ کے وقت اس حکمت سے
ان کو نبی نہ دیا کہ خدا اس عرصہ میں جس کو چاہی جنت اسلام میں داخل کرے اگر مکہ کے نبی نے مسلمان نہیں
کلی گئے ہوتے تو لال مکہ کو جس نے کفر کیا سب کو ہی ہر ایک عذاب کی سزا دیتے۔ کمن۔ پڑھنا کھینچنے کی جگہ۔

کو کونکال ارامی بری مکتب بزور
تو بچوں کو کتب میں جبراً لے جاتا ہے
چوں شہود واقف بمکتب می دود
جب وہ جان جاتا ہے کتب میں دود جاتا ہے
می رود کو دُک بمکتب چچ چچ
بچہ کتب میں چچ و تاب سے جاتا ہے
چوں گند در کیسہ دانگے دست مُرد
جب ایک دانگ مزہبی تھیلی میں ڈال لیتا ہے
چہد گن تا مُرد طاعت در رسد
کوشش کرتا ہے بندگی کی مزہبی لے جائے
اینتیَا کَرِه مقلد گشتہ را
مقلدوں کے لئے تم دونوں جبراً آؤ ہے
ایں حُب حق زہیر حق علیے
یہ خدا کا دوست کسی فرض سے ہے
ایں حُب دلیہ لیک از بہر شیر
یہ تا کا عشق ہے لیکن دودھ کی خاطر
طُفل را از حُسن او آگاہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے
واں دگر خود عاشق دلیہ بُود
دوسرا خود تا کا عاشق ہوتا ہے
پس حُب حق بتید و بترس
لاٹھ اور ڈر سے اللہ کا دوست
واں حُب حق زہیر حق کجاست
وہ اللہ کے لئے اللہ کا دوست کہاں ہے؟
گر چہیں دگر پُتل چلن طالب ست
خوہو ایسا ہے خوہو دیا ہے جبکہ وہ طلب گار ہے

زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں
جانش از رفتن شگفتہ می شود
اس کی روح جانے سے کھٹکتی ہے
چوں ندید از مُرد کار خویش چچ
کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی مواضع نہیں دیکھا ہے
انگہے بیخواب گردو شب چو دزد
تب چھ کی طرح رات کو جاگتا ہے
بر مَطعیان انگہت آید خند
تب تجھے فراہم دلوں پر حد ہو گا
اینتیَا طَوْعاً صفا بسرشتہ را
غلوں کی سرشت دلوں کے لئے دلوں ضامندی سے ہے
واں دگر رابے غرض خود خلتے
اس دوسرے کی خود بے غرض دوتی ہے
واں دگر دل دادہ بہر ایں سَیر
وہ دوسرا اس پندہ نشین کا دلدادہ ہے
غیر شیر اورا از و لُخواہ نے
اس کے دودھ کے علاوہ اس کو کچھ مرغوب نہیں ہے
بے غرض در عشق یک رایہ بُود
بلکہ کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے
خیر تقلید می خواند بدلس
تقلید کی کتاب کو دس کے ساتھ پڑھ رہا ہے
کہ ز اغراض وز علیتہا جد است
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے
جذب حق اورا سونے حق جلاوب ست
اللہ تعالیٰ کی کشش اس کو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱۔ کونکال مقلد بچوں کی طرح
ہیں جن کو اپنے عمل کی مزہبی نظر
نہیں آتی ہے۔ چوں شہود چچ جب
کتب جانے پر اعلان ملے تو کتب
کے جانے کی خوشی میں اس کی رات
کی نیند اڑ جاتی ہے۔ تا حوا کر مل کا
ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو
پھر عبادت گزروں کو دکھ کر رشک
آنے لگتا ہے۔ ایسا مقلد کی طاعت
جبری ہے اہل صفا کی طاعت دل و
جان سے ہے۔

۲۔ زہیر علیے۔ مقلد کی عبادت
اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔
اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر
ہوتی ہے اس محبت۔ عام انسان کی
مثال اس بچے کی سی ہے جو تلے سے
دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔
واں دگر۔ بالغ مرد عبادت کے عشق کی
بنیاد پر گرویدہ ہوتا ہے یہ اہل اللہ کی
مثال ہے۔

۳۔ پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ
یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق
ہیں وہ تقلیدی سبق پڑھ رہے ہیں۔
واں ایسے عاشق جو شخص ذات کی وجہ
سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے
عشق میں کوئی غرض نہ ہو بہت نادر
ہیں۔ گرچہیں۔ عاشق خواہ مقلد ہو یا
مؤید دل والا اللہ ہی کی کشش اس کو
اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

گر مُحِبُّ احَقُّ بِؤَدِّ لَغِيرِهِ كَرُمُ يَنَالِ دَائِمًا مِّنْ خَيْرِهِ

خود ماضی اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

يَا مُحِبُّ احَقُّ بِؤَدِّ لَغَيْرِهِ لَا سِوَاهُ خَلِيفًا مِّنْ يَّتِيهِ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے وہ اس کے سوا کسی کے نہیں اس کے فریق سے ڈرتا ہے

ہر دورا اس جستجو ہاں سرست اس گرفتاری دل زان دلبرست

دلوں کی جستجوئیں کی جانب سے ہیں یہ دل کی مجیدی اس کی دلبر کی جانب سے ہے

جَذِبَ ۲ مَعشوق عاشق رَامِنُ حَيْثُ لَا يَعْلَمُهُ الْعَاشِقُ وَلَا يُرْجُوهُ

معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے

وَلَا يَخْطُرُ بِيَالِهِ وَلَا يَطْهَرُ مِنْ ذَلِكَ الْجَذِبُ أَثَرُ فِي الْعَاشِقِ

اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

إِلَّا الْخَوْفُ الْمَمْزُوجُ بِالْيَاسِ مَعَ دَوَامِ الطَّلَبِ

سوائے خوف سے ملی ہوئی ملائی کے مع طلب کی پیچلی کے

آمدیم اینجا کہ در صدرِ جہاں

ہم یہاں آ گئے کہ صدرِ جہاں میں

ناشیکبا کے بدے او از فراق

وہ جدائی سے بے مبر کب ہوتا

میل ۳ معشوقاں نہانست و سیر

معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا بظہار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

خرک آں کردیم کوہ جستجوست

ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا رہد از مرگ ویا بد او نجات

تاکہ موت سے چھوڑا جائے نجات حاصل کر لے

ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ

جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو

جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو

۱۔ گر خود وہ عشق میں مقلد ہے

اور اس کی جنت کا امیدوار بن کر اس کا

عاشق بنائے خود اس کی ذات کا عشق

ہے اور وہ صرف جبر سے ڈرتا ہے اور

صرف وصال کا طالب ہے دلوں کی

طلب منجانب اللہ ہے اور دلوں کا

عشق خدا کا پیدا کردہ ہے

۲۔ جذب معشوق۔ معشوق کی

کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ

معشوق نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں

اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے

آمدیم۔ جبکہ معشوق عاشق کی کشش

کرتا ہے تو اب سنوں۔ بخدا کے

لئے اگر صدرِ جہاں معشوق کی طرف

سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخدا عاشق

کیسے سرائی طرف پہنچتا

۳۔ میل معشوقاں۔ میلان

دلوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا

پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا کھلم

کھلا ہوتا ہے یک حکایت۔ اس

موقع پر ایک اور قصہ سنانا چاہتا تھا

لیکن بخدا عاشق کو کب تک منتظر

رکھیں اس کی خواہش ہے کہ موت

سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے

تاریخ معشوق۔ کا دیدار آبِ حیات

ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔

ہر کہ جس معشوق کا دیدار موت کا

دافع نہ ہو وہ حاصل معشوق ہی نہیں

ہے

کلاں آں کلاست لے مشتاقِ مست

اے مست مشتاق! کام تو مائل وہ ہے

خُدا نشانِ صدقِ ایمان اے جواں

اے جواں! ایمان کی سچائی کی علامت ہے

گر خُدا ایمان تو اے جاں چنیں

اے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے

ہر کہ اندر کار تو خُدا مرگِ دوست

جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو

چل! کراہتِ رفتِ آں خورِ گِ نیست

جب ناگہی ختم ہو گئی تو وہ موت ہی نہیں ہے

چوں کراہتِ رفتِ مُردنِ دفعِ خُدا

جب ناگہی جاتی رہی موتِ مفید ہوئی

دوستِ حقِ مست کسے کوشِ گفتِ او

دوستِ اللہ ہے اور وہ جس کو اللہ نے کہہ دیا ہے

گوشِ دارا کنوں کہ عاشقِ میرِ سد

اس سن ' کہ عاشق پہنچتا ہے

کانداں کلا رسد مرگِ خوشِ مست

کو اس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو

آنکہ آید خوشِ ترا مرگِ انداں

کہ تجھے اس میں مر جانا اچھا لگے

نیست کاملِ رَو بجو اکمالِ دیں

تو وہ کامل نہیں، جا ایمان کی تکمیل چاہ

بر دل تو بے کراہتِ دوستِ اوست

کسی ناگہی کے بغیر وہ تیرا دوست ہے

صورتِ مرگِ مست خُداں کر نیست

بظاہر موت ہے مگر حقیقتاً قتل ہونا ہے

پس دُرست آمد کہ مُردنِ دفعِ خُدا

تو ثابت ہو گیا، کہ موتِ دفع ہو گئی

کہ توئی آنِ من و من آنِ تو

کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں

بستہ عاشقِ اُورا بِجُملِ هِن مَسَد

عشق نے اس کو مومِ کج کی رسی سے باندھا ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدرِ جہاں

عاشق بخاری کا صدرِ جہاں کی خدمت میں پہنچنا

چوں ۳ بیدید او چہرہ صدرِ جہاں

جب اس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا

ہمچو چوبِ خُشکِ افتادِ آں تنش

اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا

ہر چہ کردند از خُور و از گلاب

انہیں نے جو کچھ بھی دھونی اور گلاب سے کیا

کارِ نادید در بخارا ہر بخور

بخارا میں کوئی دھونی کلام نہ ہوگی

گوینا پدیش از تنِ مرغِ جاں

گویا اس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کر گیا

سَر و خُدا از فرقِ سَر تانا خُش

سر کی مانگ سے اس کے ناخن تک خُش پڑ گئے

نہ بختید و نہ آمد در خطاب

و نہ حرکت میں آیا نہ بولا

جُو کہ یوئے آں شہِ باقر و نور

اس پر شوکت اور منور شاہ کی خوشبو کے علاوہ

۱۔ کارِ عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی ہے کہ اس میں موت آجائے۔ خُدا صبحِ ایمان کی علامت یہی ہے کہ اس پر جان قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر خُدا یہ عمر ایمان میں یہ کیفیت نہیں بخواتی وہ اس ایمان سے اس کی تکمیل کرنی چاہیے۔ ہر کہ تم اپنا صحیح دوست اسی کو سمجھو گے جو تمہارے لئے جان دے۔

۲۔ چل کراہت۔ جبکہ صال کے شوق میں مرنا آسان ہو جائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے جس ایک لکڑی مکانی ہے۔ مردنِ دفعِ خُدا۔ موت تو ایک ناگہی چیز ہے جب ناگہی ختم ہو گئی تو موت موت نہ رہی۔ دوست۔ صحیح معنی میں تو دوست اللہ کا ہے اور دنیا میں وہ دوست دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ خُش۔ خُش۔ مومن کی مکی۔

۳۔ چل بیدید۔ جب اس بخاری عاشق نے صدرِ جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہو گیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک خُش پڑ گیا۔ ہر چہ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بے کار ہوئیں۔ کارناہ۔ عاشق تو بولے معشوق سے ہوش میں آتا ہے۔

پس فرد آمد ز مرکب سُوئے او
تو اس کی جانب سہی سے اتر آیا
چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت
جب معشوق آیا ، وہ عاشق چلا گیا
چوں بیاہید از تو نمود تارِ مو
جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے
عاشقی بر فہمی خود خواجہ مگر
اے خلیا شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے
شمس آید سایہ لا کر درِ شباب
سوج نکلا ہے تو سایہ فزا تا ہو جاتا ہے
نہ ستارہ ملکہ و نہ شب اثر
نہ کمی ستارے کا نشان رہا نہ مات کا
عقل رُحبتِ خویش انداز و بروں
عقل اپنا بھویہ بستر باہر لا ڈالتی ہے
گشت آہو بیخبر افتاد زار
تو ہر بہش ہو کر بحالت زار گرا
فہم کن واللہ اعلم بالسداد
سمجھ لے ، کہ اللہ مددگار کو نیاہ جانتا ہے

شاہ اچوں دید آں مژعفر زوئے او
باشہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا
گفت عاشق دوست جوید تیز و تلفت
بولوا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمی سے تلاش کرتا ہے
عاشق غمی و حق آنست کو
تو اللہ کا عاشق ہے اللہ صحیح یہ ہے کہ وہ
صد چو تو فانی ست پیش آں فکر
اس کی فکر کے سامنے تجھ جیسے سیکھوں فانی ہیں
سایہ ۲ و عاشقی بر آفتاب
تو سایہ ہے کہ سورج پر عاشق ہے
چونکہ سر بر زرد مشرق قرصِ خور
جبکہ سورج کی ٹیکنے مشرق سے سر نکلا
از درِ دل چونکہ عاشق آید دروں
دل کے دروازے سے جب عشق اند آجاتا ہے
ہمچو شیرے خور دبا آہو دو چار
جیسے کہ شیر ہرن کے آنے سامنے ہوا
ہمچو زور پشہ پیش تند بالا
جیسے کہ بھیر کی طاقت تیز ہوا بھیرے بالقابل

۱۔ شاہ صفحہ جہاں نے جب اس کی حالت دیکھی کہ زرد چہرہ نکلا تو سہی سے اتر کر اس کے پاس آگیا۔ گفت۔ صد جہاں نے کہا عاشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو دھوڑتا ہے اور اس کے سامنے آنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ عاشق حق خدائے عاشق کا بھی کبھی حال ہوتا چاہیے کہ عاشق کو فنا کا حصہ حاصل ہو۔ مدد چو اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھتا ہے ہر اہل فانی ہیں

۲۔ سایہ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہلکا ہوتا ہے اور سورج کے نور سے ہی سایہ غائب ہو جائے گا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نور ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ از مدخل عشق کا تقاضہ ہے جنون جنون اور عقل میں ہر ہے ہمچو شیرے عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے ہمچو زور۔ عشق تیز آنکھی ہے اور عقل بھیر ہے

۳۔ دلوں کا قصہ ہے بھیر کی ہوا کے اقبال میں ہے کسی کو ظاہر کرنا ہے حدیقہ بارگاہ سلیمان۔ حضرت سلیمان کی جن دلوں پر حکومت تھی اور وہ بھی ان کے حکم کے تابع تھے۔ کیست تفصیل مشکل ہے مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے فضل کی طالب ہے

داد سے خواستین پشہ از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام
بھیر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے مہار میں ہوا کی فریاد کرنا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیارہ
بارگاہ گماں سے بھیر آیا
کے سلیمان معدلت می گستری
کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں
مرغ و ماہی در پناہ عدل نشست
پندہ بھیریں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں
وز سلیمان گشت پشہ داد خواہ
کہ بھیر نے حضرت سلیمان سے انصاف چاہا
برشیا طین و آدمی زانو و پری
شیطانوں اور انسانوں ، اور پرندوں کا
کیست آں گم شہ کش فعلت بخت
کہ کتنا گمراہ ہے جس کو آپ کی حمایت نے تلاش نہیں کیا

داد وہ! مارا کہ بس زاریم ما

ہما انصاف کیجئے کیجئے ہم عاجز ہیں

مشکلات ہر ضعیفے از تو حل

ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں

شہرہ مارہ ضعف و اشکتہ پری

ہماری شہرت کمزوری اور ٹوٹے ہوئے پردوں میں ہے

اے تو اور اطباقِ قدرتِ منتہی

اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں

داد وہ مارا از غم کن جدا

ہما انصاف کیجئے غم سے جدا کر دیجئے

پس سلیمان گفت لے انصاف جو

تو حضرت سلیمان نے فرمایا اے انصاف کے طالب!

کیست آل ظالم کہ از بازوِ روت

وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غم سے

اے عجب در عہد ما ظالم کیجاست

عجب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے

چونکہ ما زاریم ظلم آل روزِ مرد

جب ہم پیہا ہوئے اس دن ظلم مر گیا

چوں آمد نورِ ظلمت نیست شد

جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی

فک شیاطین کسب و خدمت میلند

یہ شیاطین کام اور خدمت کر رہے ہیں

اصل ظلم ظالموں از دیو بود

ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی

ملک زال دادست مارا کن فکان

خدا کی قدرت کن فکان نے ہمیں ملک سے لے لیا ہے

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما

ہم باغ اور گلزار میں سے بے نصیب ہیں

پشہ باشد در ضعیفی خود مثل

پشہ خود کمزوری میں ضربِ اجل ہے

شہرہ تو در لطف و مسکین پردہ

آپ کی شہرت مہربانی اور غریب پردہ میں ہے

منتہی ما در کمی و گمراہی

ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں

دستگیر اے دست تو دست خدا

لے کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہماری دستگیری کیجئے

داد و انصاف از کہ میخوانی بگو

بتا تو کس سے فرما اور انصاف چاہتا ہے؟

ظلم کروست و خراشیدہ است روت

ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟

کوئہ اند جلس و در زنجیر ماست

جو ہماری قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟

پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برود

تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟

ظلم را ظلمت بود اصل و عضد

ظلم کی اصل اور بازو، تاریکی ہے

دیگر اں بستہ باصفانند و بند

دوسرے بیڑوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں

دیو در بندست استم چوں نمود

شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟

تائند خلق سوائے آسمان

ناکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

۱۔ داد۔ مجھ سے ہوا کے ظلم کی یہ
تفصیل کی کہ وہ ہمیں باغ و گلزار میں
نہیں غمر نے دی۔ مطابق طبع کی
جمع ہے مرتب یعنی آپ کو ہر چیز پر مطلق
سے مطلق اقتدار حاصل ہے اور ہماری
کمزوری اور عسارت پر بے انتہا

۲۔ دست تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا
ہاتھ ہے باریک بینی سے غور و فکر۔ کونہ
حضرت سلیمان نے سرکش شیطانوں
کو قید کر دیا تھا۔

۳۔ چوں۔ عدل نور ہے اور ظلم
تاریکی ہے۔ نیک شیاطین اور جن
حضرت سلیمان کی خدمت گاہی
کرتے تھے دیگر اں۔ جو سرکش
ہے۔ قیدی ہیں اصنافِ مخلوق جمع ہے
بیڑی اس ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں
اور مقتد ہیں۔ کن فکان۔ یعنی ہر
خداوندی۔

تا بکلا بر نیاید دودھا ۱ تاکہ جویں لوہ نہ جائیں
تاگر دو مضطرب چرخ و سہا تاکہ آسمان اور سہا پریشان نہ رہیں
تاتہ لَرزد عرش از نلہ یتیم تاکہ یتیم کی فراد سے عرش نہ لرزے
تا نیاید بر فلکھا یار بے تاکہ یارب کی آہ آسمان پر نہ جائے
کاسمانی شاہ داری در زماں کیونکہ تو دنیا میں آسمانی بادشاہ رکھتا ہے
کو دو دست ظلم بر ما برگشاد جس نے ظلم کے دونوں ہاتھ ہم پر کھل دیئے ہیں
بالب بستہ از و خوں می خوریم بالب بستہ از و خوں کی وجہ سے خون پی رہے ہیں
نیست مارا چارہ کردن بجو بیال نیست مارا چارہ کردن بجو بیال
سوائے تیرا دینے کے ہمارے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے
اے کریم عادل اکرام خو اے کریم عادل اکرام خو
اے شریف مزاج کریم اے شریف مزاج کریم

امر کردن سلیمان علیہ السلام پتہ مظلم سے را
مظلم چھر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدی علیہ کو
با حصارِ خصم بدیوان حکم
پکھری میں حاضر کرے

۱ دُوبھا۔ یعنی مظلوموں کی فرادیں۔ تاگر دو۔ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظالم کی آہ عرش کو لرزادیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانون انصاف۔ یارب۔ یعنی مظالم کو فراد میں یارب کہتا۔ آسمانی شاہ۔ شاہ برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ گفت۔ چھرنے کہا ہوتا ہے۔ ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیتے ہیں۔ صرت۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ۲ مظلم۔ ظلم سے ملتا ہے۔ فریاد۔ دیوان۔ پکھری۔ مدی۔ جنتناہٹ۔ مشو۔ یعنی مدی کا بیان مدعالیہ کی موجودگی میں ہونا چاہیے! ستانایہ۔ مدی اور مدعالیہ دونوں کی یہ بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی پر حضرت سلیمان نے فرمایا اچھی سمجھنا ہٹ ملے
حق بمن گفت ست ہاں اے دادور حق بمن گفت ست ہاں اے دادور
اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار اے منصف
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور
جب تک دونوں فریق پکھری میں نہ آجائیں
اگر حق باید کہ از جاں بشوی اگر حق باید کہ از جاں بشوی
تجھے اللہ کا حکم دل و جان سے سننا چاہیے
مَشو از خصم تو بے خصم دگر مَشو از خصم تو بے خصم دگر
کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سننا
حق نیاید پیش حاکم در ظہور حق نیاید پیش حاکم در ظہور
حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

خضم! تنہا گر بر آرد صد نفیر
ایک فرق اگر سو چچ پھر کرے
من نیارم روز فرماں یافتن
میں اللہ کے حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا
گفت قول تست بر پاں درست
اس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے
بانگ زد آں شہ کہ اے باد صبا
ان شہ نے آواز دی اے باد صبا
ہیں مقابل شوخصمت زو برو
خبرہ اپنے مدی کے دہود مقابل ہو جا
باد چوں بشید آمد تیز تیز
ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی
پس سلیمان گفت اے پشہ کجا
حضرت سلیمان نے فرمایا لو پھر کہاں جاتا ہے
گفت شہ مرگ من از دواست
اس نے کہا شہ! اس کے دھوے میری موت ہے
او چو آمد من کجایا بم قرار
جب وہ آگئی میں کہاں ٹھہروں؟
چنچنیں جویائے درگاہ خدا
اسی طرح اللہ کے مہار کی جستجو کرنے والا
گرچہ وصل بقا اندر بقا است
اگرچہ تیرا وہ وصل بقا و بقا ہے
سایہائے کہ بود جویائے نور
وہ سامنے جو نور کے جویاں ہوں
عقل کے ماند چو باشد سرودہ او
عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو جو میں لانا ملا جو ہو

ہاں وہاں بے خضم قول او مکیر
خبرہ خبرہ! انخیرہ! ہرے فرق کے اس کی بات نہ مان
خضم خود را رویا و رسوئے من
جا اپنے مٹی علیہ کو میرے پاس لا
خضم من بادست و او در حکم تست
میرا مدی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے
پشہ افعال کرد از ظلمت بیا
پشہ نے تیرے حکم کی شکایت کی ہے؟
پاش گوو بکن دفع عدو
اس کا جب دے اور دشمن کی ممانعت کر
پشہ بگرفت آں زما راہ گریز
اس وقت پشہ نے یہ راہ فرار اختیار کی
باش تاہر ہر دورانم من قضا
ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں
خود سیاہ ایں روز من از دواست
میرا یہ دن اس کے دھوے سے کالا ہے
کو بر آرد از نہاد من و مار
کیونکہ وہ مجھے مار ڈالتی ہے
چوں خدا آید شود جویندہ لا
جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے
لیک ز اول آں بقا اندر بقا است
لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے
نیست گرد چوں کند نورش ظہور
فنا ہو جاتے ہیں جب اس کا نور ظاہر ہوتا ہے
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

۱۔ خضم۔ مدعی کی غیر حاضری
میں مدی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا
سکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی
موجودگی ضروری ہے تو مدعی کا حاضری
کہ گفت۔ پشہ نے حضرت
سلیمان کی بات تسلیم کرتے ہوئے
عرض کیا کہ مدعی آپ کے زیر فرمان
ہے اس کو حاضری کا حکم دیدیتے
بانگ زد۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو
طلب کر لیا۔ زو گریز۔ جب
ہوا تیزی سے چل پھر بھاگ نکلا۔
۲۔ ہیں سلیمان۔ حضرت سلیمان
نے پشہ سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ
دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا
سکے۔ یوان۔ اس کا وجود و دو۔
یعنی اس کا ظہور نہاد۔ بنیاد۔ اصل۔
دلا۔ ملاکت۔ چنچنیں۔ جس طرح ہوا
کا وجود پشہ کی فنا ہے اسی طرح وصل
حق و اصل کی فنا ہے
۳۔ گرچہ وصل۔ اگرچہ بقا
باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے
پہلے مقام فنا طے کرنا پڑتا ہے
سایہائے۔ ممکن کا وجود ظل اور سایہ
ہے ذات باری نور ہے نور کے ظہور
کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے
سرودہ۔ جو دھوئیں لانے والا۔ کُسل
شعیرہ۔ ذات باری کے علاوہ ہر شے
فانی ہے۔

ہالک آمدیش و چشم ہست نیست ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اس کی ذات کے سامنے یہ فانی فانی اور باقی ہے عدم میں وجود خود عجیب بات ہے

اندیس محضر خرد ہا شد زد دست چوں قلم اینجا رسیدہ خد شکست

اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں جب قلم اس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید

معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گرم جلب صد جہاں در نوازش عاشق خود را نہاں

میں پھر صد جہاں کی طرف پلٹتا ہوں جو وہ پردہ عاشق کو نواز رہا ہے

برگر نقش سر نہاد اندر کنار بر رخس می کرد اشک تر نثار

اس کا سر اٹھایا گو میں رکھا اس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا

اندک اندک از کرم صد جہاں صد جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے

صد جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے زر نثار آہ دمت دامن کشا

میں تیرے پور نچھاور کرنے کو مانا لایا ہوں دامن پھیلا

چونکہ ز نہادش رسیدم چوں ز امید جب میں اس کی پہلے کے لئے آیا کھیں بھاگ گئی؟

باخود آ از بیخودی و باز گرد بے ہوش سے ہوش میں آ جا اور لوٹ آ

بے ہوش سے ہوش میں آ جا اور لوٹ آ رسم مہمانش بخانہ می برد

مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے خانہ ویراں گشت و سقف اندر خنادر

ڈبہ ٹوٹ گیا اور محبت اندر گر گئی ہوش صالح طالب ناقہ خدا

ہوش حضرت صالح کا طالب ہے جو اللہ کی فوٹی کا طالب ہے ہوش عقل مست عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

بہاری عقل اور ہوش مرغ کا ذریعہ ہے خانہ مرغ است عقل وہوش ما

۱۔ ہالک آمد فانی فی اللہ موجودی ہے معدوم بھی وہ اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے اور چونکہ اس کو بقایا اللہ حاصل ہے اس لئے موجود ہے اس ہالک میں ہستی اور نیستی کا اختلاط ہوا کہ جس سے اندیس محضر یعنی وجود و عدم کا اختلاط اور عظمت باری کا بیان ہوا۔ نوازش صد جہاں وہ پردہ اس پر عزتیت کر رہا تھا۔ برخش اس بیہوش کے خدایوں پر صد جہاں کے آنسو گر رہے تھے۔ ی کشید اس کو بے ہوش سے ہوش میں لارہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

۲۔ بانگ زد صد جہاں نے اس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلب زور لایا ہوں دامن پھیلا۔ جان تو فراق میں تیری جان ہے چھین چکی اب جبکہ میں مدد کیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

۳۔ مرغ مولانا اب اس قصہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشق خداوندی میں مبتلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ یا مرغ لوث کو اپنا مہمان بنالایا جس میں لوث نے اس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر برباد ہو گیا اور بچہ گیا۔ یہی حال انسان اور عشق الہی کا ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو خانہ مرغ جو عقل و ہوش میں ہیں وہ فتنہ اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوش صالح ہوش کی مثال حضرت صالح کی سی ہے جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق کی مثال ناقہ کی ہے جس نے قوم کا گھر لایا یہی سب فتنہ گرد تھا۔



ناقہ چوں سر کرداد آب و گلش
جب اس کے پانی لہ لہی میں ٹوٹی ہے سر بھلا
کرد فضل عشق مانساں را فصول
عشق کی بولی نے انسان کو بیہوش بنا دیا
جلالِ ست اواندریں مشکلِ شکار
وہ اس مشکل شکار کے معاملے میں جہل ہے
کے کنار اندر کشیدے شیر را
وہ شیر کو بغل میں کب لیتا
ظالمِ ست او بر خود و بر جانِ خود
وہ اپنے اوپر اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے
جہل او مر علمہا را او ستاد
اس کی تلافی علموں کی استاد ہے
دست او گرفت کایں رفتہ دُش
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا کی اس کا گیا ہوا سانس
چوں بمن زندہ شود آں مردہ تن
جب وہ مردہ جسم میرے ذریعہ سے زندہ ہو گا
من گنم اودا ازین جاں بخشم
میں اے اس جان سے معزز ہوں گا
جانِ ناخرم نہ بیند رُوے دوست
ناخرم جان دوست کو چہرہ نہیں دیکھ سکتی
در دم قصاب و ارایں دوست را
میں قصاب کی طرح اس دوست میں چھوٹ جاتا ہوں
گفت سے جانِ رمیدہ از بلا
اس نے کہا اے مصیبت سے بچنے والی جان

نے گل آنجا ماندو نے جان و دلش
نہ دہل مٹی رہی لہ لہ اس کی جان لہ لہ
زیں فزوں ہوئی ظلم مست و جہول
اسی بڑی ہوئی جتو کی وجہ سے وہ ظالم اور جہول ہے
می گشد خرگوش شیرے در کنار
خرگوش شیر کو بغل میں دباتا ہے
گر بدانے و دیدے شیر را
اگر وہ شیر تو جان لیتا لہ دیکھ لیتا
ظلم میں کز عدلہا گوئی بزد
ظلم کو دیکھ جو انصافوں سے بازی جیت رہا ہے
ظلم او مر عدلہا را شد ریشاد
اس کا ظلم انصافوں کے لئے ہدایت ہے
آنگہ آید کہ من دم بخشم
اس وقت آنے کا جب میں اے سانس بخشوں گا
جانِ من باشد کہ رُو آرد بمن
وہ میری جان ہو گی جو میری طرف توجہ ہو گی
جاں کہ من بخشم نہ بیند بخشم
جو جان میں دل گا وہ میری بخشش دیکھے گی
جو بہانِ جل کا فصل اواز کوئے دوست
سوائے کہ اس جان کے جس کی اہل اس کے چمکے ہے
تاہلہ آں مغر تغرش پوست را
تاکہ اس کا نہیں مغز کھل کو چھوڑ دے
وصل را ما در کشادیم اقصا
ہم نے وصل کا وعدہ کھل دیا ہے موت ہے

۱ کہ قرآن پاک میں ہے
عَرَضْنَا الْآيَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ فَلْيَنْزِلْهَا وَإِلَيْهِ
مِنْهَا وَحُمِلَهَا الْإِنْسَانُ لَهُ كَانَ
ظُلُوفًا جَهْلًا لَمْ يَمْسُ نَمَات
آسمانوں اور زمینوں پر وحش کی انہیں
نے اس کا اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس
سے ڈر گئے انسان نے اس ملائکت کو
انہیں یقین دہرایا ظالم اور نہ لیا تھا مولانا
نے اس شعر میں اس آیت کی طرف
اشعار کیا ہے ملائکت سے عشق الہی
مروا ہے جہل انسان کی تلافی تو
یہ ہے کہ وہ اس مشکل کام میں بخش گیا
اور انسان لہ عشق الہی میں جلا ہوئے
کی مثل یہ ہے کہ کبھی خرگوش شیر کو
بغل میں تھامنے کی کوشش کرے
ظالم است عشق الہی کرنے میں
انسان ظالم ہے اور اپنے آپ کو تھامتا
ہے لیکن یہ ایسا ظلم ہے جو انصافوں
سے بڑھا ہوا ہے

۲ دست او صد جہل نے اس
بیہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اس کا سانس
تپاؤں گے جب میں اس کو سانس
عطا کروں گا - چلتا جب وہ
میرے سانس سے زندہ ہو گا تو پھر وہی
کی طرح میری طرف توجہ ہو گی
میں بھی بخشش قبول کرنے کی
صلاحیت ہو گی جانِ ناخرم اس کی
کلی جان ناخرم کی وہ میرا چہرہ نہیں
دیکھ سکتی گی

۳ وہ دمِ قصائی ذبح شدہ جانور
میں چھوٹ جاتا ہے تاکہ گوشہ
پوست سے جدا ہو جائے صد جہل
نے کہا میں بھی اس میں چھوٹ
بھروں گا تاکہ یہ لاشِ بشریت سے
پاک ہو جائے گفت صد جہل
نے اپنے وصل کا اعلان کر دیا



اے خود ما بخودتی و مستیت

اے اہل دجہ تیری بے خوی اور مستی ہے
باتو بے لب این زماں من نو بنو
میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں کے تازہ تازہ
زال کہ آں لبہا ازیں دم می رمد
نیکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں

گوش بے گوش و دین دم برگشا

بے گشگی کے کان اس بات میں کھل
چوں صلوائے وصل بشیدن گرفت
جب وصل کی دھت سنی شروع کی
نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا
وہ مٹی سے کیا گزرائیں ہے کہ باصبا کے بار وندے

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب
وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے
کم سبز بادے نے کہ شد از ہر گن
وہ اس سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی

کم ز نارے نیست کز ہر سلام
وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے
کم ز چوبے نیست در دفع عدو
وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے

کم ز سنگ کوہ نبود کز ولاد
وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جن سے ولادت کے طریقہ پر

زین ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم
اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مایہ نے

بر جمید و بر طیید شاد شاد
وہ کدو اور اچھل پڑا اور خوش خوشی

اے زہست ما ہمارہ مستیت

اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے
راز ہائے کہنہ میگویم شنو
پانے راز کہتا ہوں سن

بر لب جوئے نہاں برمی دم
وہ بات مخفی نہر کے کندے پر آگتی ہے

بہر راز یفعل اللہ مابشا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کتا ہے
اندک اندک مردہ جنیدن گرفت
مردے نے تھوڑا تھوڑا بنا شروع کر دیا

سبزہ پوشد سر برآرد از فنا
سبزہ پہن لیتی ہے عدم سے سر بھاتی ہے

یوسفال ز ایند رخ چوں آفتاب
آفتاب جیسے چہرے والے یوسف کو جتا ہے

در رحم طاوس و مرغ خوش سخن
رحم میں مور خوش الطمان پرند

گلستاں شد بر خلیل خوش کلام
خوش کلام خلیل اللہ پر گلستان بن گئی

گشت از تو ہائے منکر ز ہر ہو
اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اژدہا بن گئی

ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد
اس ٹوٹتی کو جتا جس نے ٹوٹتی کو جتا

علی زاد و بزاید و مبدم
عالم کو نہیں جتا مگر مبدم جن رہی ہے

یکدو چرنے زد سجود اندر فنا
اس نے ایک دو بار تعظیم کیا اور سجود میں گر پڑا

اے خود تیری مستی اور ہستی
ہماری ہستی سے جلد تیری ہستی ہماری
ہستی سے قائم ہے باتو اب میں
تجھے امر کی تعلیم دیتا ہوں۔ زانکہ
لیکن یہ امر ہماری ہونٹوں سے نہیں
سنائے جاتے ہیں یہ باطنی امر

گوش لب توہ کان کھل جو
ان کانوں کے کھلاں ہیں۔ یفعل۔

یعنی مشیت خداوندی کے امر۔
جنیدن۔ یعنی یہ خوشخبری ان کے مردے
میں جان پڑنے لگی۔ نے کم۔

بہر حال یہ مدح و عاشق مثنوی سے تو
کیا گزرا نہ تھا جبکہ باصبا کے کرشموں
سے اس میں جان پڑ جاتی ہے تو اس

میں موشوں کے غمروں سے جان
کیوں نہ پڑتی۔ کم ز آب نطفہ۔ نطفہ
مثنوی حکم خداوندی سے حسین ترین

پنچ پیدا کر دیتا ہے۔
کم ز نارے۔ مشہور ہے کہ
پرندوں میں مذکر کی ہوا موش کے رحم

میں پڑتی ہے جس سے اناٹا بنتا ہے۔
کم ز نارے آگ نہیں آواز سے
حضرت ابراہیم پر گزرا۔ کم ز

چوبے ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰ
کا عصا اژدہا بن گیا۔ کم ز سنگ۔ کرشمہ
خداوندی سے پتھر سے حضرت صالح

کی ٹوٹی پیدا ہو گئی۔ زین ہمہ۔ ان
جزئیات کو چھوڑ سارے عالم کو دیکھ
ایک کرشمہ سے عدم سے وجود میں آ

گیا۔ بر جمید۔ غرضیکہ صمد جہاں
کے کرشمہ سے مدح و ہوش میں آ
کیا ارض کرنے لگا۔ کدو جلد میں گر گیا۔

بشکفید از رُوئے او شاد مُد در وصال از بندِ ہجر آزاد مُد

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کل گیا ہر خوش ہو گیا دل میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشقِ بیہوش و رُوئے باز آوردن

بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا ہر معشوق کی تعریف

یہ بناؤ شکرِ معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفتے بے عقلے حق جلِ لطاف

بولائے خدائی عطاء جو جان کی لطاف گاہ ہے

اے سرافیل قیامت گاہِ عشق

اے عشق کے میدانِ حشر کے امرا

اولیں خلعت کہ خواہی دائم

جب س پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں

گرچہ میدانِ بصفوتِ حالِ من

اگرچہ جان کی عقل کی جوت آپ میرا حل جانتے ہیں

صد ہزاراں بار اے صدرِ فرید

اے یکتا صدرا لاکھوں بار

آں سمعیؑ تو واں اصفائے تو

وہ آپ کا سننا ہر آپ کا کان دھنا

آں نیویدن کم و پیش مرا

وہ میرے کم و بیش کو سننا

قلبہائے من کہ آں معلوم تست

میرے کھولے سکے جو آپ جانتے تھے

بہر گستاخے و شوخِ غرہ

ایک گستاخ ہر شوخ بے ہوش کے لئے

اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست

اولاً سنئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف

شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا

اے تو عشقِ عشقِ والے خواہ عشق

اے وہ کہ تو عشق کا عشق ہر عشق کا محبوب ہے

گوشِ خواہم کہ نہی بر روزِ نم

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان رکھ دیں

بندہ پرہر گوشِ گنِ اقوالِ من

بندہ پرہر یا میری باتیں بھی سن لیجئے

زارز روئے گوشِ تو ہوشم پرید

آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑے ہیں

واں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکراہٹیں

عشوہ جانِ بد اندیش مرا

میری بے اندیش جان کے کمر کو سننا

پس پذیر فتنی تو چوں نقدِ درست

کمرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں

حلمہا در پیشِ حلمتِ ذرہ

ہمت کی بے بدیلیاں آپ کی ہمدلی کے سامنے نیکدہ ہیں

اول و آخر بہ پیشِ من بکست

تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

۱۔ گفت اس مہوش نے ہوش

میں آکر صدرِ جہاں کو خطاب کیا اور کہا

آپ کی ذلت میرے لئے عطاء ہو گئی

حق خدا کا شکر ہے کہ وہ کہ قاف سے

واپس آ گئی نہ قاف طواف کی جگہ

اے تو۔ آپ پر عشقِ عاشق ہے ہر

آپ عشق کے عجب ہیں خلعت

شاہی عطیہ کا لباس۔ انعامِ برون

یعنی نہ کا صحنِ صفوت یعنی قلب

کی صفائی۔ ز آرزو یعنی اس آرزو

میں بیہوش ہوا ہوں کہ آپ کے کان کو

اپنا روئے سنا سکوں۔

۲۔ آں سمعی کان کے عشق میں

مہوش اس لئے طاری ہوئی تھی کہ

آپ کے کان کی ہمہ پائیاں یاد آتی تھی

اصفائے کان دھنا توجہ کرنا۔ عشوہ

میری ناخ جان جو کمر کرتی تھی وہ

میں آپ سے کہتا تھا ہر آپ اس کون

لیتے تھے۔

۳۔ قلبہائے مصنوعی احوال

آپ کو سنا تھا آپ ان کو سمجھ احوال کی

طرح قبول کر لیتے تھے حلیمہ میری

بیوقوفی حالت پر آپ لکھی بے بدیلی

برتنے تھے کہ اس پر بیوقوفوں

بے بدیلیاں قربان ہیں۔ اولاً۔

بخارِ صدر جہاں سے اپنے احوال

بیان کرتا ہے۔ اول۔ یعنی میں اپنے

انجام آغاز سے بے خبر ہو گیا۔

کہ بسے جستم ترا عالی نبود

کہ میں نے بہت دھوڑا آپ کا کئی عالی نہ تھا

گوینا ثالث ثالثہ گفتہ ام

گویا کہ میں تین میں سے تیسرے کا قاتل ہو گیا ہوں

می ندانم خالصہ از ریلحہ

میں پانچویں کو چھتے سے ممتاز نہیں کر سکتا

از حواسِ خمسہ بوم در زیاں

میں پانچوں حواس سے نقصان میں تھا

گوینا بارید بر من غم دو تو

گویا مجھ پر دھرا غم برسا

خوں ہی گرید فلک از نالہ ام

میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو رہتا ہے

بے بری باشد یقین از چشم ما

کھنکھن لگا لیجے وہ یقیناً ہماری آنکھ کا ہو گا

زابر خواہد تلبار و بر زین

وہ ابر سے چاہتا ہے کہ زمین پر برسے

یا بگریم یا بگویم چوں گنم

روں یا بات کروں کیا کروں

وہ بگویم چوں گنم شکر و ثنا

اگر روں شکر یہ لہ تعریف کیسے کروں

ہیں چہ افتادست از دیدہ مرا

دیکھ آنکھوں سے مجھ پر کیا افتاد پڑی ہے

کہ بر و بگریست ہم دوں ہم شریف

کہ اس پر بڑبڑ بھی لہ شریف بھی رونے لگا

خلقہ کرد لیل بخارا گرد او

کہ بخارا لوگوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

تانیاً بشنو تو اے صدرِ ودود

دوسرے سنیے، اے محبوبِ صدر

ثالثاً تا از تو بیروں رفتہ ام

تیسرے جب سے کہ میں آپ کے پاس سے باہر نکلا ہوں

رابعاً چوں سوخت مارا موزعہ

چھتے جب میرا کھیت جل گیا

خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں

پانچویں، اے صدرِ جہاں! تیرے فراق میں

سادساً از شش جہت بے روئے تو

چھتے، تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے

سابعاً از اثنان ندانم ضالہ ام

مجھے ساتویں آٹھویں میں تیز دریا میں گمشدہ ہوں

ہر کجایی تو خوں بر خاکہا

زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے

گفت ز عدست و اس بانگِ حنین

میری گفتگو لہ یہ آواز لہ رونا، کڑک ہے

من میان گفت و گریہ می تنم

میں بولنے اور رونے کے درمیان گفتگو میں ہوں

گر بگویم فوت می گردد بُکا

اگر بولتا ہوں، رونا چھوڑتا ہے

می فتد از دیدہ خون دل شہنا

اے شہنا! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے

اِس بکفت و گریہ در شد آں نجیف

یہ کہا لہ وہ لہ رونا لگا

از دیش چنداں بر آمد ہائے وہو

اس کے دل سے ایسی ہائے دہو نکلی

۱۔ وود۔ دوست۔ ثالث۔ ثالثہ۔ یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں چلا ہو گیا۔ موزعہ۔ یعنی اعمال کی کھیتی۔ خامسہ۔ یعنی اپنے حواس کو بیضا۔

۲۔ ضالہ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس نے کہا کہ میری بات لہ آواز کا بخور لہ کڑک کے ہے جو میری آنکھوں کے ابر سے آنسو بہتا چاہتی ہے۔ من۔ میں۔ شہنا۔ اوزبانی شکر سے محروم ہو جاتا ہوں۔ شکر۔ کڑک ہوں تو پھر روئیں سکتے۔

۳۔ فتد۔ دیکھئے۔ اب میری آنکھوں سے خون کے میری آنکھوں سے خون کے آنسو گرنے شروع ہو گئے ہیں۔ نجیف۔ لاغر۔ کینہ۔

خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خندہ بہت بولتے ہوئے بہت دلتے ہوئے بہت ہستے ہوئے
 شہر ہم ہمرنگ اوشد اشک ریز شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا
 آسمان میکفت آں دم باز میں اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا
 عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال عقل حیراں تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے
 چرخ ۲ بر خواندہ قیامت نلہ را آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے
 با دو عالم عشق را بیگانگی عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے
 سخت پہاں ست و پیدا حیرتش ملک سخت پشیم عزیز جہاں کی حیرتی شکل مٹی ہے
 غیر ہفتادو دو ملت کیش او بہتر ملتوں کے علاوہ اس کا مذہب ہے
 مطرب ۳ عشق ایں زند وقت سماع عشق کا گویا، سماع کے وقت یہ بجاتا ہے
 پس چہ باشد عشق دریائے عدم تو عشق کیا ہے؟ فنا کا میا ہے
 بندگی و سلطنت معلوم شد غلامی اور حکومت اگر محسوس ہوئی

مردوزن خرد و کلاں حیراں شدند مرد و عورت چھوٹے اور بڑے حیراں ہو گئے
 مردوزن در ہم شدہ چوں رستخیز قیامت کی طرف مرد و عورت گلتد ہو گئے
 گر قیامت راندیدستی بہ میں اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے
 کہ فراق او عجب تر یا وصال کہ اس میں ہجر زیادہ عجب خیز ہے یا وصل
 تا حجرہ بر دریدہ جلمہ را کھکھش نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں
 اندر و ہفتاد و دو دیوانگی اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں
 جان سلطاناں جاں در خسرتش جان کے شہنشاہوں کی جان اس کی خسرت میں ہے
 تخت شہاں تختہ بندی پیش او اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے
 بندگی بند و خداوندی صداع غلامی قید اور آقا کی مدد سر ہے
 در شکستہ عقل را آنجا قدم وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں
 زیں دو پردہ عاشقی مکتوم شد ان دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی



میں عقل کا نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پردہ و حجاب میں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

۱۔ خیر و اسباب اس کی یہ حالت تھی
 سبھی شکوے کرتا سبھی روتا سبھی ہنستا
 ان جو ناز و حرکات پر سب حیراں تھے
 شہر۔ اس کی یہ حالت زاد و کدھر کر پورا
 شہر رونے لگا۔ ذخیر۔ قیامت کے
 میدان میں مردوزن سب باہم غلط
 ہو جائیں گے آسمان۔ آسمان زمین
 سے گھٹا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو
 تو اس کا نمونہ ہے دیکھ لے کہ
 فراق یعنی یہ کچھ میں نہیں آتا کہ اس
 عاشق کا ہجر زیادہ دھناک ہے یا
 وصال زیادہ دھناک ہے۔

۲۔ چہ۔ آسمان قیامت کا بیان
 پڑھ کہ اس حادثے پر اس کو مطمئن کر رہا
 تھا۔ مجرد کھشاک۔ بالاد عالم یہاں
 سے مولانا نے عشق کے صفات بیان
 کرنے شروع کئے ہیں۔ یعنی عشق کے
 احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا
 ہیں۔ انصاف دینا کے ہر پائیل میں
 ایک شہر کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں
 بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ سخت۔ عشق
 خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے
 آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں
 انبیاء و جواہر پائی بلند یوں کے اس کی تمنا
 کرتے رہے غیر ہفتاد عشق کا
 مسلک اور مذہب دنیا کے تمام مسلکوں
 اور مذہبوں سے جدا گانہ ہے یہ شاہی
 تخت کو پاؤں کی بڑی خیال کرتا ہے
 تخت۔ بندگی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا
 پاؤں کاٹ میں پھنسا جاتا تھا۔

۳۔ مطرب۔ عشق عشق کی یہ صدا
 ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور
 آقا کی اس کے لئے مدد سر ہے
 پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا یہ تو
 عشق مجازی کی کیفیات میں اب اگر
 عاشق خداوندی ہو تو اس کی صفات کو
 اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے

کاشکے لے مستی زبانی داشتے
 ہاش عشق زبان رکھتا
 ہر چہ گوئی ایدم ہستی ازاں
 لے انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے
 آفت اور اک آں قال ست و حال
 اس عشق کے علم کے لئے قول اور حال بتاتی ہے
 من ۲ چو با سودا یانش محرم
 میں چونکہ اس عشق کے سوانیوں کا محرم رہا ہوں
 سخت و مست و بنجد و آشفقہ
 تو بہت ست اور مہوش اور پریشان ہے
 ہاں وہاں ہمشداز بر ناری دے
 خبردار خبردار سانس نہ لے
 عاشق و مستی و بکشاہد زباں
 تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے ہے
 چوں ۳ ز راز و ناز او گوید زباں
 جب زبان اس عشق کا راز اور امتداد بیان کرتی ہے
 ستر چہ در پیشم و پنبہ آذرست
 پہلو پوئی کسی لون اور روشنی میں آگ ہے
 چوں بکوشم تا سرش پہناں گنم
 میں جب بکوش کرنا ہوں کس عشق کے دل کی چھپاؤں
 غم انغم گیرم ناگہ دو گوش
 وہ عشق میری بروٹی کے لئے میرے دھڑوں کا پکڑتا ہے

کاشکے۔ کوئی دھرا عشق کی
 حقیقت نہیں بیان کر سکا اگر عشق کے
 خود زبان پہلی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا
 حال بیان کر سکا ہر چہ گئی۔ انسان
 عشق کے جووصاف کہتا ہے اس
 سے اس کی معرفت کی بجائے اور
 چہالت پیدا ہوتی ہے آفت۔ انسان
 کا قول فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں
 مانع ہے لہذا اس کے ذریعہ اس کی
 حقیقت کو واضح کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ
 کوئی خون کو فوں کے ذریعہ دھرتے

۲۔ من چہ۔ مولانا فرماتے ہیں
 چونکہ میں عاشقوں کا محرم رہا ہوں لہذا
 عشق کی حقیقت سمجھنے کی کوشش
 کرتا ہوں لیکن وہ کوشش لکڑی رائیگاں
 ہے جس طرح بنجرے میں پھونک
 بھرتا رائیگاں ہوتا ہے سخت۔ اب
 مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے
 فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو
 بیان کرنے کا کوئی تیرے پرانگندہ
 خیال ہے جو شب کی بے چینی کے
 اثرات ہوتے ہیں۔ پس اپنے آپ
 کو تنبیہ کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت
 کے بیان کو چھوڑ پہلے اپنی محرم تلاش کر
 پھر اس سے بات کرنا۔ تاری۔ نہ آری
 بعض نسخوں میں ناہدے ہے
 عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں
 کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان
 چلاتا ہے تو اس قدر حیرت انگیز بات
 ہے جیسے کلاٹ بیڑی پر چڑھے

۳۔ چوں۔ جب میری زبان عشق
 کے ناز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو
 آسمان خدا کو نکلا کر ان بارانوں کے نشی
 رہنے کی دعا کرتا ہے۔ میل استر۔
 بہترین پہلو پوئ۔ ستر۔ عشق کے راز
 کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی
 چنگاری کو دودی میں چھپائے۔ چوں



بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھاتا ہے اور مجھے لیل کرنے کے لئے میرے دھڑوں کا
 پکڑ کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر رکھو کیسے چھپا سکتا ہے غم انف۔ ناک کا خاک آلودہ وہاں نہ لیل ہوتا۔

گویش! رو گرچہ بر جو شیدہ
میں اس سے کہتا ہوں جا تو اگرچہ جش میں ہے
گوید او محبوبوں خبست ایں تنم
وہ کہتا ہے کہ میرا یہ جسم شک میں مقید ہے
گویش زان پیش کہ گردی گرد
میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ گویا ہو چپ جا
گوید از جام لطیف آشام من
وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ
چول بیاید شام و دزد جام من
جب شام ہو جائے گی وہ میرا جام چمائے گی
زان عَرَب نہاد نام مے مدام
اسی لئے عربوں نے شرب کا نام مدام رکھا ہے
عشق جو شد بادۂ تحقیق را
عشق تحقیق کی شرب کو جوش دیتا ہے
چول بجوئی تو بتوفیق حسن
جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ تامل کرے گا
چول بیغیر ایدے توفیق را
جب وہ عشق توفیق کی شرب کو بڑھاتا ہے
آب گرود ساقی دہم مست آب
پانی ساقی بن جاتا ہے اور پانی ہی مست بن جاتا ہے

ہچو جاں پیدائی و پوشیدہ
تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے
چول مے اندر بزم خبک میرنم
شراب کی طرح میں مجلس میں تھیلیاں بیاتا ہوں
تانیاید آفت مستی برود
تاکہ اس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے
یارِ روزم تا نمازِ شام من
دن کا شام کی نماز تک تیرا ساتھی ہوں
گویش دلاہ کہ نالہ شام من
میں اس سے کہوں گا داناں دیدے کیونکہ میری شام نہیں ہوتی ہے
زانکہ سیری نیست مے خور رلقد ام
کیونکہ شرب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے
او بود ساقی نہاں صدیق را
وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے
بادہ آب جاں بودا بریق تن
تو شراب دہ کے لئے آب حیات اور جسم جام بن جائے گا
قوت مے بشکند ابریق را
شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے
خود بگو اللہ اعلم بالصواب
خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے

۱ گویش! میں اس عشق سے
کہتا ہوں کہ آپ کو جش آگیا ہے
آپ اس وقت چلے جائے اور خود
آپ اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیتے ہیں
تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور
ظاہر بھی۔ گوید وہ عشق کہتا ہے کہ میرا
اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں
ہے میری مثال اس شرب کی سی ہے
جو شک میں مقید ہے اور اس کے آثار
سر محفل نہیں ہیں میں بھی روح میں
مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے
ہیں۔ خبک۔ غم۔ گویش میں اس
عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں
پھسلنے سے پہلے چپ جاو نہ میری
ہستی کوئی ظلم ڈھائے گی اور مجھ پر
مصیبت آجائے گی اور وہ میری
مصیبت تیری مصیبت ہے۔ گوید
تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو
میرے لطیف جام سے سیراب ہو
میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے
ذریعہ میری روحانی زندگی تم کو طرف
نہیں ہو کہ بی کر ہیک جادو روز یعنی
زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔
۲ چول بیاید عشق نے شام تک
ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو
گو یا وہ شام کے بعد جدا ہو جائے گا
اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت
جب جام عشق کو مجھ سے جدا کرنے
لگے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ ابھی
شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جو نہ
چلے زان عَرَب۔ شرب کو عربی زبان
میں مدام کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ شراب اس سیر میں نہیں ہوتا ہے اور
اس کی کھٹکی کا خواہشمند رہتا ہے تو
جب شراب ظاہری کی ہی مصیبت ہے
تو شراب عشق سے کہے میری ہو کھٹکی
ہے مدام۔ ہمیشہ عشق جو شام



اب مولانا نے پھر عشق کے اوصاف بیان کرنے شروع کر دیے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ
عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے چوں عوئی اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری روح کے لئے آب
حیات کا کام کرے گا اور تیرا دل اس کے لئے جام بن جائے گا۔
۳ چول بیاید۔ جب عشق توفیق کی شرب کو جوش دیتا ہے تو پھر ابریق بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ طالع حسامی
سے آکر ہو جاتا ہے آب گویا یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و مشق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست
ایک ہو جائیں گے خود گویا اگر تیری مجھ سے یا خداوند سے تو تیرے دل کو اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے

پرتو اساقی ست کاند شیرہ رفت
شیرہ بر جوشید رقصاں گشت تفت
ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں بچا
شیرہ جوش ملنے لگا تیز تاپنے لگا
اندیس معنی پیرس آل خیرہ را
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را
اس بیہوش سے یہ بات صیافت کر
تو نے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا
بے تفکر پیش ہر دہندہ ہست
آنکہ باگر دہندہ گردانندہ ہست
بغیر سوچے ہر جانے والے کے پیش نظر ہے
کہ گھونٹنے والے کے لئے کئی گھمانے والا ہے

حکایت آل عاشق دراز ہجر بسیار امتحان

لے ہجر والے بہت امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

ایک جوان نے برز نے مجنوں بدست
روز و شب بیخواب و بیخور آمدست
ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا تھا
شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا
بیدل شو ریدہ ہم مجنون دست
می نداش روزگار وصل دست
بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست
می نداش روزگار وصل دست
بس شکنجہ کرد عشقش برز میں
دل کا زبانی اس کے ہاتھ نہ آتا تھا
اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا
خود چرا دا روز اول عشق کیس
نہ معلوم عشق ابتداء ہی سے کیوں دشمنی رکھتا ہے
عشق از اول چرا خونی بود
تاگر یزد آنکہ پیر دنی بود
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
چوں فرستادے رسولے پیش زن
آں رسول از رشک گشتے راہزن
جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا
وہ قاصد رشک سے رقیب بن جاتا
وہ بسوے زن نبشتے کا تبش
نامہ را تصحیف خواندے تابش
اگر اس کا مثنیٰ عورت کو لکھتا
اس عورت کا نائب خط کو غلط پڑھ کر سناتا
وہ صبا سے را پیک کردے در وفا
از غبارے تیرہ گشتے آل صبا
اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بھیجتا
وہ صبا غلبہ سے کالی پڑ جاتی
رُقعہ گر بر پر مرغے دوختے
پر مرغ از ثقت رُقعہ سوختے
اگر وہ خط پند کے پھول پر بیٹھا
خط کی گئی سے پند کے پر جل جاتے

۱۔ پرتو گھر کے شیرے کے تمام
خواساقی کا پرتو ہیں ساندیس ساگر
کئی انگڑا کرے تو اس سے صیافت
کر کہ گھر کے شیرے میں یہ خاص
کہل سے آئے ہیں ہیں۔ بے
تفکر ہر انسان کچھ طور پر جانتا ہے
کہ کئی کام کام کرنے والے کے
بغیر وجود میں نہیں آتا تو لاعلم ایک
ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں
متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات
ہے حکایت اس قصہ سے بھی یہ بتاتا
ہے کہ اسباب میں ہیبت بھی اللہ
تعالیٰ کے تصرف سے ہے وہ ان
اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک
جوان نے ایک عورت پر عاشق
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر
نہ آتا تھا بس شکنجہ عشق نے اس کو
طرح طرح کی برائییں دیں۔
۲۔ خود چلے عشق عاشق کہاں لے
سناتا ہے تاکہ ہر گناہوں حسن پرستی کو
شعلہ نہ بنائے اور نا اہل اس میدان کو
چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں
فرستادے وہ عاشق کسی کو قاصد بھیجتا
تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ در
گردہ پیام عیت تحریر کر کر بھیجتا تو اس
مستوث کا کسی اس کو غلطی پڑھ کر سناتا۔
۳۔ صبا اگر وہ صبا کے ذریعہ
پیغام بھیجتا تو وہ صبا اگر کوئی اور جانی اور
صحیح پیغام نہ پہنچاتی۔ رقعہ اگر کوئی
کے پھول سے بانہ کر خط بھیجتا تو
سوش کے کپڑے کے پر جل جاتے۔



۱۔ رہائے غریبہ کئی سبب
تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغام رسانی
کے جس قدر اسباب تھے وہ سب
ناکارہ ہو گئے تھے۔ پھر پہلے اس کے
لئے معشوق کا انتظار غم کا منوس بننا ہوا
تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور
اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ
گفتے: کبھی وہ عشق کو بلانے بے
دماغ سمجھتا بھی کہتا کہ یہی تو مدد
زندگی ہے۔

۲۔ گاہ ہستی۔ کبھی اس پر غریبی کا
غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتی تھیں
بالکل فنا کا جذبہ اختیار کرتا اور اپنے وجود کو
بھلا بیٹھتا۔ گاہ کبھی تنہائی کی وحشت
میں گریہ و زاری کرتا بھی مجھسب کے
خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ کبھی
اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو مجھ
سے اتحاد کا چشمہ جو ٹہلنے لگا۔
چونکہ اب بے سرو سامانی اس کے
لئے موجب راحت بن گئی تھی۔
خواہشات کے جبکہ اس کا عشق خواہشات
کے کس دشمن کا کس سے پاک ہو گیا تو
وہ عاشقوں کا امام بن گیا۔

۳۔ اے بسا۔ مولانا نال اللہ اور
مدعیان ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں
بہت سے وہ لوگ بظاہر طوطی کی طرح
خوش بیان ہیں لیکن ان کا بیان بالکل
خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی
روح خوش و تر تیز تہا ہے بظاہر ترش و
پسند۔ حقیقی دلی اور بھولی کا
ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح
قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور
حقیقتاً میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ
مردوں میں ہے ہر فرد الگ الگ حالت
جداگانہ ہے۔ غم۔ مردوں میں کیا
زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے
لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔

لشکر اندیشہ را رایت شکست
سوج کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا
آخرش بشکست کہ ہم انتظار
آخر میں وہ ہم برہم ہو گیا کون انتظار بھی
گاہ گفتے نے حیات جان ماست
کبھی کہتا نہیں ہمارے جان کی زندگی ہے
گاہ او از نیستی خودے برے
کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا
گہ خیال دلبرش ہمدم بدے
کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا
جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد
اتحاد کا گرم چشمہ جوش ملتا
برگ بے برگ کی بسوئے او بتاخت
بے سرو سامانی کا سلمان اس کی طرف بڑھا
شہر داراں را رہنما چوں ماہ شد
وہ رات کے مسافروں کا چاند کی طرح رہنما ہو گیا
اے بسا شیریں روان رو ترش
بہت سے خوش و دلی غمگین ہیں
آں خموشان سخن گویا نہیں
ان بولنے والے خاموش کو دیکھ
نیست یکساں حالت چالاک شال
ان کی چالاکی حالت یکساں نہیں ہے
آں یکے غمگین و گر شاداں بود
لیکن ایک غمگین اور خوش ہوتا ہے

رہائے اچارہ را غیرت بہ بست
تدبیر کے سامنے غیرت نے بند کر دیے
بود اول مونس غم انتظار
پہلے انتظار غم کا ہمسفر تھا
گاہ گفتے کایں بلانے بے دوست
کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے
گاہ ہستی ۲ رو بر آوردے سرے
کبھی ہستی اس میں سر ابدانی
گاہ فریادش بگروں بر خدے
کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی
چونکہ بروے سرد گشتے اس نہاد
جب یہ مزاج اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا
چونکہ بابے برگ کی غربت بساخت
جبکہ مسافت کی بے سرو سامانی اس نے ساز کیا
خوشہائے فکرش بیکہ شد
اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے
اے بسا طوطی گویاے خموش
بہت سے طوطی کی طرح چپکے والے خاموش ہیں
رو بگور ستاں دے خاموش نشین
تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ
لیک اگر بیک رنگ بنی خاک شال
لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے
شحم و لحم زندگان یکساں بود
زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے



زانکہ پنهان ست بر تو حالِ شان
کیوں کہ تجھ پر ان کی حالت مخفی ہے
کے بہ بینی حلتِ صدِ توے را
تو سیکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے
خاک ہم یکساں رواں شانِ مختلف
مٹی بھی یکساں ہیں ان کی وجہ مخفی ہیں
آں یکے پر درد و آں پر نازِ ہا
ایک مد سے بھری ہے اور ایک تڑوں سے بھری ہے
بانگِ مرغِ غاں بشنوی اندرِ مطاف
چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے
آں یکے از رنج و دیگر از نشاط
ایک رنج سے ہوتی ہے دوسری خوشی سے
پیشش آں آواز ہا یکساں بُود
اس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں
واں درختِ دیگر از بادِ سحر
دوسرا درختِ صبح کی ہوا سے
زانکہ سر پوشیدہ میجو شیدِ دیگ
کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوشِ مار رہی تھی
جوشِ صدق و جوشِ تزدیر و ریا
سچائی کا جوش اور مٹھ سازی اور ریا کا جوش
رو دماغِ دستِ آور بُو شناس
جا کوئی خوشبو پہچانے والا دماغِ حامل کر
چشمِ یعقوبانِ ہمو روشنِ مُکند
یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

تو چہ اونی تانوشیِ قالیِ شان
تو کیا سمجھے جب تک ان کی بات نہ نہ لے
بشنوی از قالیِ ہائے و ہوے را
تو زبان سے ہائے ہو کو سن لیتا ہے
نقشِ ما یکساں بصد ہا متصف
پہلاؤ متش یکساں ہیں متضاد صفت سے متصف ہیں
پچنچیں یکساں بُود آوازِ ہا
اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں
بانگِ ۲ اسپاں بشنوی اندرِ مصاف
میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے
آں یکے از زہد و دیگر از رتباط
ایک دشتی سے ہے اور دوسری تعلق کی
ہر کہ دور از حلتِ ایشاں بُود
جو ان کے احوال سے دور ہو
آں درختے جبہ از زخمِ تبر
ایک درخت کھڑے کی چوٹ سے ہوتا ہے
بس غلطِ گشتمِ زدیکِ مُردہ ریگ
میں بہت سی مرتبہ بیکار و یک سے غلطی میں پڑ گیا
جوشِ ۳ و نوشِ ہر گشتِ گویدیا
تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آجا
گرنداری دید ہائے رُو شناس
اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے
آں دماغِ کہ براں گلشنِ تہد
وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

۱۔ تو چہ اونی انسان اور انسان میں
فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا
ہے بشنوی بولنے سے بھی پوری
حقیقتِ واضح نہیں ہوتی ہے اصل
حالت کا پتہ لگانا مشکل ہے نقش
انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں
لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم
یکساں ہیں مگر عیال مختلف ہیں
پچنچیں آوازیں بھی یکساں معلوم
ہوں گی لیکن ان آوازوں میں مخفی درد
اور زامانی ہجر سے فرق ہے۔

۲۔ بانگ گھوڑوں اور پرندوں کی
آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے
لیکن ان آوازوں کی باطنی کیفیت
میں فرق ہے ہر کہ جو شخص اصل
حالت سے واقف نہ ہو گا وہ آوازوں کو
یکساں سمجھے گا اس درخت سے دوسری
کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے
لٹنے کا سبب کھڑے کی چوٹ ہے
اور دوسرے کے لٹنے کا سبب بادِ صبا
ہے بس غلط سر پوش سے دھکی
ہوئی دیگ کے جوش مارنے سے ہوا کا
ہوتا ہے۔

۳۔ جوش ہر انسان کا جوشِ غرض
تجھے دعوت دیتا ہے۔ گرنداری اگر
انسان میں خود ابتلا کرنے کی
طاقت نہیں ہے تو کسی صاحب
بصیرت سے مشورہ کر لے آں
دماغ پہچاننے کے لئے اس آدمی
کا سہارا لے لے جوشِ گلشن کا دماغ
رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نورِ دیدہ ہو۔
یعقوبان عاشقان۔



ہیں! بگو احوالِ آں خستہ جگر کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبردار اس خستہ جگر کے احوال بنا کیونکہ لڑکے نام بخاری سے وہ جاڑے

یاقین عاشق معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا بندہ
عاشق کا معشوق کو پالینا ، اور اس کا بیان کو جستجو کرنے والا
یُود کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ صَدَقَ رَسُولُ
پانے والا ہوتا ہے جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو
اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
پا لیا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے ، جو شخص ایک ذرہ کے وزن
خَيْرَ اَیْرَةٍ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا اَیْرَةٍ
کی نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھار شر کرے گا وہ اس کو دیکھے گا

۱۔ ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم
بخاری کے قصہ سے دور بہرے بڑے سبب
اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یاقین۔ اس
قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق
تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی
مقتدر پورا فرماتا ہے اور عالم اسباب
میں سبب پیدا کرنے والا حق تعالیٰ
یہ ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے
اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی
ہے۔ چل خیاں۔ یعنی اس کا وجود
ایک خلیا چیز بن گیا تھا۔ عاقبت
انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی
ہے۔

۲۔ چل۔ محبوب کی جستجو میں جب
تم اس کے کوپے پر ضررنا دیدو گے تو
ضرور اس کا دیدار کرو گے چاہیں۔
مٹی کھودے ہو گے تو کنویں سے
ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ تمام
دنیا کا یہ عقیدہ ہے غلو تو انکار کرے کہ
مٹی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو پوتا
بچہ کا شایہ ہے۔

۳۔ سنگ لوہے پر چھرا دو گے تو
سنت اللہ سے کس سنگ پیدا ہو
جائے گی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے
خلاف بہت کم ہوتا ہے ایک جو
بدبخت ہوتے ہیں وہ سنت الہی کو
پیش نظر نہیں رکھتے تاہم افکار باتوں
کی طرف حیران کرتے ہیں۔

کال بخوال در جستجو بہت سال
وہ جہان سات سال تلاش میں رہا
سایہ حق بر سر بندہ یُود
سایہ پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی درے
پیغمبر نے فرمایا جب تو مددہ ٹھکانے گا
چوں ۲ نشینی بر سر کی کسے
اگر تو کسی کے کوچے کے سرے پر بیٹھے گا
چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک
جب تو کنویں سے مدد مٹی نکالے گا
جملہ داندہ ایں اگر تو نگروی
سب جانتے ہیں غلو تو نہ مانے
سنگ ۳ آہن زردی آتش بجست
تو نے لوہے پر چھرا مارا آگ نکل
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات
جس کا مقصد نصیب اور نجات نہیں ہے

از خیاں وصل گشتہ چوں خیاں
وصل کے خیاں سے خیاں کی طرح ہو گیا
عاقبت جویندہ یا بندہ یُود
انجام کار تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے
عاقبت ز اں در بڑوں آید سرے
انجام کار اس مظلوم سے سر باہر نکلے گا
عاقبت بنی تو ہم رہی کسے
انجام کار کسی کا چہرہ دیکھ لے گا

عاقبت اندر سی در آب پاک
انجام کار پاک پانی میں بھیج جائے گا
ہر چہ می کاریش روزے بدروی
جو تو بوائے گا ، ایک دن کانٹے گا
۰ ایں بباشد در نہ باشد نادرست
یہ ہو گا ، اگر نہ ہو تو تاہ ہے
ننگر و عقلش مگر درنا دہات
اس کی عقل تاہ کے سوا نہیں رکھتی ہے

کال افلاں کس رکشت کردہ نہ داشت

کہ اس فلاں نے کھیتی کی اور پھل نہ پلایا
بلعم باعور و ابلیس لعین
بلعم باعور اور ملعون شیطان

صد ہزاراں آدمیاء و رہبراں
لاکھوں نبی اور راہبر
ایں دو راگید کہ تاریکی دہد
ان دو کراس نے پکڑا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں
بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او
بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں
پس تو اے ادباں رو ہم ناں مخور
تو اے منھوں صحت تو بھی روٹی نہ کھا

صد ہزاراں خلق نا نہامی خوردند
لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں
تو بدلاں سل ناہ کجا افتادہ
تو اس ناہ میں کیوں ٹھس گیا
ایں جہاں پر آفتاب و نور ماہ
یہ دنیا جو پور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی
کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہہں ہے
جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت
شرق و مغرب میں تمام جہاں نے نور محسوس کیا
چہ رہا گن رو با یوان دردم
کنویر کو چھوڑ مٹات اور باغات میں جا

ہیں مگو کا یک فلانے رکشت کرد
خبردار یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

وال صدف بر و صدف گوہر نہ داشت

وہ سیپ لے گیا اور سیپ میں موتی نہ تھا
سود نامہ شاں عباقتہا و دیں
ان کو عبادت اور دین مفید نہ پڑا

ناید اندر خاطر آں بد گماں
اس بدگن کے دل میں نہ آئے
درویش ادباں جز ایں کے نہند
بد نصیبی اس کے دل میں اس کے علاوہ کیا کچھ
مرگ او گروہ بگیرد در گلو
وہ ان کی موت بختی ہے اور ان کا گنا پکڑتی ہے
تا نیفتی ہنجو او در شور و شر
تاکہ اس کی طرح شہ و شر میں جلا نہ ہو

زور می یابند و جاں می پرورند
طاقت حاصل کرتے ہیں اور جاں کی پرورش کرتے ہیں
گر نہ محرومی و ابلہ زادہ
اگر تو محروم اور بے ذوق کا چہ نہیں ہے
تو ہشتہ سر فرد بدہ بچاہ
تو سر کا لٹکانے ہوئے کنویر میں گسا ہے

سر زچہ بردار و بنگر اے دلی
اے کیبڑا کنویر سے سر اٹھا اور دیکھ
تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت
جب تک تو کنویر میں ہے وہ نہ چکے گا
کم ستیز اینجا بدلاں للّٰح شوم
یہاں کج بخشی نہ کر کچھ لے چنا و پن بختی ہے

در فلاں ساں و ملخ رکشتش بخورد
فلاں ساں میں وہ مٹی اس کی کھیتی کھا گئی

۱۔ کال۔ ناہاتوں کی یہ مثالیں
کے پیش نظر ہوتی ہیں کہ فلاں جس
نے کھیتی کی اور پھل نہ پلایا
نے صاف میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اس
میں موتی نہ نکلا بلعم اور شیطان نے
عبادت نہیں کی بلکہ فائدہ نہ سوا
۲۔ صد ہزاراں۔ وہ بد بخت
لاکھوں ازیادہ اور ادباں کو نہیں دیکھتا کہ
عبادت سے ان کو کتنے بڑے رستے
ملے۔ ایں دو۔ بلعم اور شیطان کو
پکڑے ہوئے ہے یہ اس کی بد بختی
کی علامت ہے جس کسلا ناہ اور
افتادات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے
گریز کرتا ہے اگر ناہ ہی دیکھتا ہے تو
افتادہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے
سے انسان مرے تو روٹی کھانا کیوں
نہیں چھوڑ دیتا۔

۳۔ تو بدلاں۔ ناہا وقوع حادثوں کو
پیش رکھنا بڑی بد بختی ہے۔ ایں
جہاں۔ ناہ چیزوں سے استدلال
کرنے والے کی مثال یہ ہے کہ عالم
میں جو پور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہو
اور ایک شخص کنویر میں نہ جھکانے
ان کا اندک کتا رہے۔ جملہ عالم اس
کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور
سے بھرا ہے خود اس سے محروم ہے۔
اللّٰح شوم۔ کج بخشی اور بھگڑا لوہا پن
بد بختی کی دلیل ہے۔

پس چرا کام کہ اینجا خوف هست
تو میں بھتی کیوں کہیں کہ یہاں خوف ہے
ہیں! ملکن استیزہ رود کار گن
خبر دہا جھٹلا نہ کر جا ' جا کام کر
ہر کہ استیزہ گند بر سر قد
جو کج بخشی کرتا ہے سر کے تل گتا ہے
وانکہ او نگداشت کشت و کار را
لہ جس نے کھیتی لہ کام کو نہ چھوڑا
زیں بیاں بگذر زمانے باز راں
تھوڑی دیر کے لے اس بیان سے گزر جا پھر چل
چوں درے میکونفت او از سلوتے
جب وہ لا پہنٹی سے مڑھ کھٹکاتا رہا
جست لگ نیم عس اوشب بیاغ
وہ رات کو کھول کے ڈر سے باغ میں گھس گیا
گفت سازندہ سبب را آں نفس
اس وقت اس نے سبب الاسباب سے کہا
ایشناسا تو سنبہا کردہ
ہم معلوم کو تو نے سبب نا دیا
بہر آں کر دی سبب ایں کار را
تو نے اس لے اس کو اس کام کا سبب بتایا
در شکست پائے بخشد حق پرے
اللہ تعالیٰ پاؤں ٹوٹنے کے بدلے میں پر عبادت کر دیتا ہے
ہر چہ آں بر تو - کرہ لیت بود
۱۱ چیز جو تجھے ناگوار ہوتی ہے

پس چرا افشائیم ایں گندم زد دست
میں پام سے اس کمیوں کو کیوں بکھروں؟
باتو کل کشت گن بشنو سخن
توکل کے ساتھ کھیتی کر بات سن لے
آپنجاں کو بر فخیز دتا ابد
اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا
پر گند کھڑی تو ابد را
وہ تیرے اندھے پن پر ابد بھر لے گا
جانب احوال آں عاشق جواں
اس جون عاشق کے احوال کی جانب
عاقبت دریافت روزے خلوتے
انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت حاصل کر لی
یار خود ریافت بائع و چراغ
اس نے اپنے یاد کو شمع لہر چراغ کے ساتھ پایا
اے خدا تو رحمت گن بر عس
اے خدا کھول پر رحمت نازل فرما
از در دوزخ بہشتم برود
تو دوزخ کے مڑھ سے مجھے بہشت میں لے گیا
تا تمام خوار من یک خار را
تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں
ہم زقرچہ چاہ بکشايد درے
کنویں کے اند بھی وہ مڑھ کھول دیتا ہے
چوں حقیقت بنگری رحمت بود
جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

۱۔ ہیں۔ انسان کو کج بخشی چھوڑ کر
مل میں لگ جانا چاہئے اور اللہ کے
مہر و سے عمل کرنا چاہیے یقیناً وہ اس
کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کج
بخشی کرنے والا اس طرح اللہ سے منہ
گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھالنا
سکے۔ زیں بیاں۔ یعنی انسان کو اس
کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے
سلوتے۔ یعنی بے غری، خلوت۔
یعنی عجب کے ساتھ تنہائی۔
عس۔ کھول۔ یعنی وہ عاشق کھول
کے ڈر سے باغ میں جھپٹنے کے لئے
گھس گیا یہاں اس کی خوب مشغ
کے موجود ہیں۔

۲۔ گفت۔ چونکہ کھول وصال کا
سبب بتا اس لئے اس نے کھول کو
دعا میں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب
بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناس۔ غیر
معروف نا معلوم۔ دوزخ۔ یعنی
فرق۔ بہشت۔ یعنی وصال۔
بہر آں کھول کو سبب وصال بنا کر تو
نے یہ تمسک یہی ہے کہ کسی چیز کو انسان
ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید
ہو سکتی ہے۔

۳۔ در شکست۔ جب اللہ کا کرم
ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا، پاؤں حاصل ہو
جانے کا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ
تعالیٰ ایک خدا دوسری خدا کے حصول
کا سبب بنا دیتا ہے۔ کنویں کی گہرائی
نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ۔
قرآن پاک میں ہے عسی انی نکم
هو اذینا وهو خیر لکم۔ یعنی بد
لوقت تم ایک چیز کا پسند کرتے ہو وہ
وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔



۱۔ تو ہمیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول
 ہے۔ ہم تمام راستوں کی کشادگی کا
 ذریعہ اور سب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو
 خواہی۔ اس عاشق کا بقیہ قصہ دفتر
 چہارم میں مذکور ہوگا۔

تو ہمیں! کہ بر درختی یا بچاہ
 تو مجھے دیکھ میں دانتے کی کجی ہیں
 لے آنی در دفتر چارم بچو
 لے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کر لے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دفتر چہارم

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۶۰۶۲۳۵

فہرست مثنوی مولانا روم دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	مقدمہ	۶	۱۹۔	شرح انما المؤمنون اخوة	۵۵
۲۔	آغاز مثنوی	۱۷	۲۰۔	قصہ قصہ بنای مسجد اقصیٰ	۶۰
۳۔	تمامی حکایت آں عاشق کہ از عرس بگریخت	۲۰	۲۱۔	قصہ آغاز خلافت عثمان	۶۲
۴۔	حکایت آں واعظ	۲۳	۲۲۔	در بیان آنکہ حکمای طیبی گویند	۶۵
۵۔	سوال کردن نقض از عیسیٰ	۲۷	۲۳۔	تفسیر ایں حدیث کہ مثل اُمّتی	۶۷
۶۔	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۴۔	قصہ ہدیر فرستادن بلقیس	۶۹
۷۔	قصہ صوفیہ کہ بخاند آمد	۳۱	۲۵۔	کرامات نورش شیخ عبداللہ	۷۲
۸۔	حکایت برسبیل تمثیل	۳۱	۲۶۔	باز گردانیدن سلیمان رسولان را	۷۴
۹۔	معشوق را زیر چادر نہاں کردن	۳۳	۲۷۔	قصہ عطاری کہ سنگ ترازوئے او	۷۵
۱۰۔	گفتن زن کہ او در بند جہان نیست	۳۵	۲۸۔	دلداداری کردن دواغفن سلیمان مرآں رسولان را	۷۷
۱۱۔	بیان آنکہ غرض از بصیرت وسیع و علیم گفتن	۳۶	۲۹۔	دیدن درویشی جماعت مشارح را	۸۰
۱۲۔	مثل آنکہ دنیا گنہ گنہ و تقویٰ حمام	۳۸	۳۰۔	نیست کردن او کہ ایں زرد بدین ہمیزم	۸۱
۱۳۔	قصہ آں دباغ کہ در بازار عطاران	۴۰	۳۱۔	تخریب کردن سلیمان رسولان را	۸۳
۱۴۔	معاجلہ کردن برادر دباغ و دباغ را	۴۳	۳۲۔	سبب ہجرت سلطان ابراہیم	۸۴
۱۵۔	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۴۵	۳۳۔	حکایت آں مرد غنہ	۸۶
۱۶۔	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۴۶	۳۴۔	در بیان نائے کہ از مقدش	۸۸
۱۷۔	گفتن جہودے امیر المومنین علی را	۴۹	۳۵۔	در بیان قتل کردن از ہر بے ادبی	۸۹
۱۸۔	قصہ مسجد اقصیٰ و خروب ز ستن	۵۳	۳۶۔	تہدید فرستادن سلیمان پیش بلقیس	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحه	نمبر شمار	عنوان	صفحه
۳۷-	پیدا کردن سلمان بلقیس را	۹۲	۵۸-	بیان آنکه حصول علم و مال و جاه	۱۳۷
۳۸-	بقیه قصه سلطان ابراهیم	۹۴	۵۹-	بیان تفسیر آیه شریفه	۱۳۹
۳۹-	بقیه قصه اهل سبا و صیحت دارش و سلیمان مرآں بلقیس را	۹۵	۶۰-	در بیان آنکه ترک الحجاب جواب	۱۵۲
۴۰-	آزاد شدن بلقیس از مملکت دست شدن	۹۷	۶۱-	در تفسیر این حدیث نبوی	۱۵۳
۴۱-	چاره کردن سلیمان در احضار تخت	۱۰۱	۶۲-	چالش عقل با نفس	۱۵۷
۴۲-	قصه یاری خواستن حلیمه از پتیاں	۱۰۲	۶۳-	بشستن آن غلام قصه شکایت	۱۵۹
۴۳-	حکایت آن پیر عرب که ولادت کرد	۱۰۴	۶۴-	حکایت آن فقیه با دستار بزرگ	۱۶۱
۴۴-	خبر یافتن جد مصطفیٰ عبدالمطلب از گم کردن حلیمه مصطفیٰ را	۱۰۷	۶۵-	صیحت دنیا و امر اهل دنیا را	۱۶۲
۴۵-	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۱۱	۶۶-	بیان آنکه عارف را غذا نیست	۱۶۶
۴۶-	بقیه قصه دعوت سلیمان بلقیس را با ایمان	۱۱۲	۶۷-	خطاب با معمر و دان دنیا گرفتاران نفس	۱۶۷
۴۷-	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۱۳	۶۸-	تفسیر آیه فَأَوْجَسَ لِيْ نَفْسٍ	۱۶۹
۴۸-	بقیه دعوت سلیمان بلقیس را	۱۱۷	۶۹-	زجر کردن مدعی را از دعوای و امر کردن	۱۷۱
۴۹-	بقیه قصه عمارت کردن سلیمان مسجد قصی را	۱۱۹	۷۰-	بقیه قصه آن نوشن غلام رفقه را	۱۷۳
۵۰-	قصه شاعر و صلہ دادن	۱۲۳	۷۱-	حکایت اهل مداح که از جهت ناموس	۱۷۵
۵۱-	باز آمدن شاعر بعد چنان سال	۱۲۴	۷۲-	در یافتن طمیان الہی امراض دل	۱۸۰
۵۲-	مانستن بدرائی این وزیر کردن	۱۳۰	۷۳-	مژده دادن با بزیه قدس سره	۱۸۱
۵۳-	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۳۲	۷۴-	جواب سلطان با بزیه قدس سره	۱۸۴
۵۴-	در آمدن هر روز سلیمان در مسجد قصی	۱۳۴	۷۵-	زادن شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سره	۱۸۵
۵۵-	آموختن پیشه گوئی قاتل از زراغ	۱۳۶	۷۶-	رجوع بحکایت کی اجرا - آن غلام	۱۸۶
۵۶-	قصه صوفی که میان گلستان شریز انونہاد	۱۴۱	۷۷-	آشفتن آن غلام از نثار دیدن جواب نامه	۱۸۹
۵۷-	قصه ستن خوب در گوشه مسجد قصی	۱۴۲	۷۸-	کژ و زیدین با و بر خنت سلیمان	۱۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحه	نمبر شمار	عنوان	صفحه
۷۹-	شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را	۱۹۲	۱۰۱-	نفی کردن موسی جادوی و سحر از خود	۲۳۲
۸۰-	رقعه دیگر نوشتن آس غلام	۱۹۳	۱۰۲-	بیان آنکه هر حس مدرک را از آدمی	۲۳۳
۸۱-	ستودن پیغمبر عاقل را	۱۹۳	۱۰۳-	حملة آوردن ایں جهانیاں و تاخت بردن	۲۳۹
۸۲-	قصه شخصیکه با شخصی مشورت کی کرد	۱۹۶	۱۰۴-	بیان آنکه خاکی آدمی زاد	۲۴۱
۸۳-	امیر گردانیدن رسول جوان بدیلی را	۱۹۸	۱۰۵-	باز گفتن موسی اسرار فرعون را	۲۴۳
۸۴-	اعتراض کردن مخرجه بر رسول	۲۰۱	۱۰۶-	در بیان آنکه در توبه و استغفار باز است	۲۴۴
۸۵-	جواب گفتن پیغمبر آں اعتراض کننده را	۲۰۶	۱۰۷-	گفتن موسی مرفر فرعون را	۲۴۵
۸۶-	قصه مُسَبِّحانی نَااعظم شانی گفتن	۲۰۸	۱۰۸-	شرح کردن موسی آں چار فضیلت را	۲۴۷
۸۷-	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۱۲	۱۰۹-	تفسیر کُنْزُ الْمُخْفِیَاتِ فَاصْبِرْ اَنْ اَعْرِفَ	۲۴۸
۸۸-	بیان کردن رسول سبب تفصیل و اختیار کردن	۲۱۳	۱۱۰-	غره شدن آدمی بد کاهوت و تصورات طبع خویش	۲۵۰
۸۹-	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۵	۱۱۱-	تمامی شرح کردن موسی با فرعون فضیلت چهار گانه	۲۵۱
۹۰-	قصه آگیر و میادان و آں سه مای	۲۱۷	۱۱۲-	بیان ایں خبر که کَلِمَةُ النَّاسِ عَلَى قَلْبِ غُفْلِهِمْ	۲۵۲
۹۱-	سر حدیث حُبِّ الْوُطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ	۲۱۸	۱۱۳-	متنی حدیث مَنْ يَشْرَوْني بِخُرُوجِ الصَّغْرِ	۲۵۳
۹۲-	واقف شدن آں مای عاقل و سرفراز گرفتن	۲۲۰	۱۱۴-	مشورت کردن فرعون با آسیه خاتون	۲۵۴
۹۳-	قصه آں مرغ گرفته کی وصیت کرد	۲۲۱	۱۱۵-	قصه باز پادشاه و کم بیز زن	۲۵۷
۹۴-	چاره اندیشیدن آں مای	۲۲۳	۱۱۶-	قصه آں زن که طفل او بر تادوان غویده بود	۲۶۰
۹۵-	بیان آنکه عهد کردن احق	۲۲۵	۱۱۷-	حدیث حدیث رسول جَزَا مُؤْمِنٍ لَنْ تُوَدَّكَ بِقَلْبِهِ لَوْ	۲۶۳
۹۶-	در بیان آنکه دو هم قلب عقل است	۲۲۶	۱۱۸-	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۵
۹۷-	مجادبات موسی که صاحب عقل بود	۲۲۷	۱۱۹-	تزییف سخن با مان با فرعون	۲۶۶
۹۸-	بیان آنکه عمارت در دیرانی است	۲۳۰	۱۲۰-	نومید شدن موسی از ایمان آوردن فرعون	۲۶۹
۹۹-	جواب دادن موسی فرعون را	۲۳۱	۱۲۱-	منازعت کردن امیران عرب	۲۷۰
۱۰۰-	جواب فرعون موسی را	۲۳۱	۱۲۲-	سیل آمدن و قتیب انداختن امرا و غالب شدن مصطفی بر امیران	۲۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۳-	در تہائی حدیث موسیٰ و قریح و قریح فرعون	۲۷۲	۱۲۲-	در تفسیر حدیث ابی لاسمغفر اللہ	۳۱۸
۱۲۴-	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالیٰ نہ پرسد	۲۷۳	۱۲۳-	بیان آنکہ عقل جزوی تا جو پیش نہ بیند	۳۱۹
۱۲۵-	بحث کردن بنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۵	۱۲۲-	بیان آیہ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَقْلُدُوا	۳۲۲
۱۲۶-	تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ	۲۸۰	۱۲۵-	قصہ شکایت استر با شتر	۳۲۵
۱۲۷-	وہی کردن حق تعالیٰ موسیٰ	۲۸۴	۱۲۶-	قصہ بقی کردن استر جوابہائے اشتر را	۳۲۸
۱۲۸-	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۵	۱۲۷-	لابہ کردن قبلی مرسل را	۳۳۰
۱۲۹-	گفتن جبرئیل خلیل را	۲۸۸	۱۲۸-	در خواستن قبلی دعائے خیر و ہدایت از سبطی	۳۳۵
۱۳۰-	مطالبہ کردن موسیٰ از حضرت عزت	۲۹۱	۱۲۹-	حکایت آل زن پلید کار	۳۳۰
۱۳۱-	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۹۳	۱۵۰-	باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۳۲
۱۳۲-	مثال دیگر ہمدری معنی	۲۹۵	۱۵۱-	سخت شدن کار بر قبلیاں	۳۳۴
۱۳۳-	حکایت آل پادشاہزادہ کہ بادشاہی حقیقی بوسہ دی نمود	۲۹۸	۱۵۲-	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و بنز شدن	۳۳۶
۱۳۴-	عروس خواستین پادشاہ از بہر پسر	۳۰۱	۱۵۳-	بیان اطوار و منازل خلقت آدمی	۳۳۸
۱۳۵-	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۳۰۳	۱۵۴-	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند	۳۵۱
۱۳۶-	جادوئی کردن کچور کاہلی شاہزادہ را	۳۰۴	۱۵۵-	رفتن ذوالقرنین بکوبہ قاف	۳۵۴
۱۳۷-	مستجاب شدن دعای پادشاہ در خلاص پسر	۳۰۶	۱۵۶-	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت	۳۵۵
۱۳۸-	در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۸	۱۵۷-	باز التماس کردن ذوالقرنین از کوبہ قاف	۳۵۶
۱۳۹-	حکایت آل زاہد کے در رسالہ قطع شدن و شاد	۳۱۳	۱۵۸-	نمودن جبرئیل خود را بمصطیٰ	۳۵۸
۱۴۰-	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است	۳۱۴	۱۵۹-	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ	۳۶۵
۱۴۱-	قصہ فرزندان عزیر				



قونیہ کا سفر:

۱۲ دسمبر ۱۹۶۷ء سے مولانا نے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمینار ترکی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا ہے میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بن کر میرے پاس آ گیا۔

میں ۱۰ صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ اکاپور اڈن بمبئی میں گزار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جاتا رہا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوش، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزارا۔ شب ایک انٹر کونٹیننٹل ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کیلئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ حضرت ابوالیواب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جاتا رہا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمینار کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرا دیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سرٹکیں اور چمن زار تھے اور ان کے دوسری

جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنا ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمنا میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنا تین روز مسلسل چلا اس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھایہ فارسی میں تھا اور اس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا روم اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام۔ سیمنا کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے ان تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولاناؒ اپنی مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولدؒ مولانا حسام الدین چلییؒ زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولاناؒ کے میوزم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنوا نے چوں حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند
اس نسخہ میں یہ شعر اُس طور پر ہے۔

بشنوا میں نے چوں شکایت میکند از جدایہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۶ اشعاروں میں جو اختلافات ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاء اللہ عنقریب رسالۃ جامعۃ میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مولویہ فرقہ کے رقص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روز قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع الازہر، دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبدالحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ حسین دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ امام لیث بن سعدؒ رابعہ بصریہؒ حضرت زہنبہؒ حضرت عائشہؒ حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مسجدوں میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ دسمبر کو مصر سے روانہ ہو کر جدہ جا اتر۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب تدوائی فرسٹ سکریٹری انڈین امپرسی میرے منتظر تھے۔ شب میں ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمن مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری ۱۹۷۱ء کو مدینہ طیبہ کے لئے روانگی شروع کر دی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عریش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرام گاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گزار کر جدہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہنچوں گا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کی شام کو مدینہ ایر پورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ۱۱ کی شام کو جدہ واپس آ گیا۔ ۱۲ کی شام کو جدہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین امپرسی اور امپرسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ شیخ معروف کرخیؒ شیخ شہروردیؒ امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس مخراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت شکاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؑ شہید کربلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمداد حضرت علی اصغرؑ، حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ اور کربلا کے دوسرے ۲۷ شہداء پر فاتحہ کی شعادت حاصل کی۔

۱۸ کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور پانچ روز عزیز مکرّم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گزار کر دہلی واپس آ گیا۔

اس سفر کی تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر سوم کے بارے میں:

خدا کے فضل و کرم سے دفتر سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یوم رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور ان انتخابات کے نتیجے میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اس کی ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے اس کو مکمل شکست ہو گئی اور نظام حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۷ء کو یوم رومی منایا جاسکے اور دفتر سوم کا اجراء عمل میں آسکے۔ مگر اس کی فروختگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے، خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔
دفتر چہارم سے متعلق:

طی الارض۔ زمین کا لپٹ جانا اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں ان کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبۃ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین لپٹی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

دل بکعبہ می رود در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز اتمان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے
لطائف عشرہ:

دس لطیفہ صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب ۱، روح ۲، سر ۳، خفی ۴، اخفی ۵، اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس ۱، آگ ۲، پانی، مٹی ۴، ہوا ۵، مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں منہمک رہیں۔
تجدد امثال:

ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قوی اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اس کے قوی اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز

ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمتے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور ان میں ہر آن پہلا کرنٹ ختم ہو کر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست

مولانا رومؒ نے فرمایا۔

حاصل اندر یک زماں از آسماں
می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع:

یعنی مزا میر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔
مولانا۔ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نعمت کا سماع دل میں ورق اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا یہ جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نا اہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ

اکبرؒ نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے نزدیک اس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ب بہر حال موجود زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ:

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضور ﷺ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضور ﷺ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اس کو مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرد میں شامل ہوا۔

مسجد حرام:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد حرام کہلاتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہار دیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اس کی چہار دیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیہ سعدیہ:

یہ نبو سعد قبیلہ کی خاتون ہے۔ آنحضور ﷺ کے بچپن میں انہوں نے آنحضور ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضور ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضور ﷺ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضور ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بایزید بسطامی:

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کا اصل نام طیفور تھا۔ اسی لئے ان کا تصوف کا سلسلہ طیفور

یہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور تصوف کے دیگر سلسلے بھی ان تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبرئیلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔ ابو الحسن خرقانیؒ:

ان کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیہ ان کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ ان کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۲۴۲ھ کو خرقان میں ہوئی۔
شق صدر:

یعنی آنحضور ﷺ کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک روز آنحضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت حلیمہ دوڑتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔ اس واقعہ کے وقت آنحضور ﷺ کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضورؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔
 تیسری بار یہ واقعہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔
 چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ
 میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔
 حطیم:

آنحضور ﷺ کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے
 پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ
 کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی
 جائے گی اس بناء پر چندہ ناکافی ہوا تو طے ہوا بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو
 چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار
 اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بناء ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس
 کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضورؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی
 بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بناء پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔
 حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضورؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے
 حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبد الملک ابن مردان کے ہاتھوں شکست کھا
 کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی
 حالت میں کر دیا جس حالت میں آنحضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت
 اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل و قابیل:

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام

قلیما تھا۔ ہانیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لبودا تھا۔ اس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہانیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اس کی منسوبہ سے اس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قانیل نے جب ہانیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہانیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قانیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء

☆.....☆.....☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ اے ضیاء الحق حسام الدین چلیسی مولانا کے وہی خلیفہ ہیں جو مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ گذشت۔ چاند کا نور اقسام پر پڑتا ہے۔ ہمت۔ مرید کی توجہ رخ کے معارف کی کشف کا باعث ہوتی ہے۔ مرغی۔ وہ شخص جس سے امید وابستہ ہو۔ گردن۔ مثنوی کے معارف کا رخ تو چہرہ چاہتا ہے اور کوہِ مذہب سے۔

۲۔ مثنوی۔ بظاہر مولانا احسام الدین مثنوی کی کشش کا سبب ہیں لیکن حقیقتاً اس کی کشش منجانب اللہ ہے۔ مبدل۔ ظاہری سبب چونکہ کشندہ۔ یعنی حضرت حق۔ ناپید۔ جو صاحب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ مولانا حسام الدین ہیں لہذا مثنوی مطالبات انہی کی جانب سے سمجھی جائے گی۔

۳۔ چوں نہیں۔ جبکہ فنا کے بعد بقا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ کی ہر فریاد عبید اللہ کی ہر فریاد بن جاتی ہے۔ کسان اللہ۔ یعنی مقام فنا۔ کسان اللہ۔ بقا اللہ کے بعد انسانی فعل خدائی فعل منصوص ہوتا ہے۔

کہ گذشت از مرہ بنورت مثنوی
کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے
می کشد این را خدا داند گنج
خدا جانے اس کو کہیں لے جائے گی؟
می کشی آں سو کہ تو دانستہ
اس کو اس جانب سمجھ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے
ناپدید از جا بلے کش نیست دید
پوشیدہ اس ناواقف کے لئے ہے جس کی نظر نہیں ہے
گرفتاروں گردو تو آتش افزودہ
اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو پڑھ لیا ہے
می دہد حق آرزوئے مقصی
اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کی تمنا پوری کرتا ہے
تا کہ کسان اللہ لہ آمد جوا
یہاں تک کہ کسان اللہ لہ بلا آیا

اے ضیاء الحق حسام لدیں توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین! تو ہی ہے
ہمت عالی تو اے مرغی
اے امیر گاہ! تیری بلند ہمت
گردن این مثنوی را بستہ
تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے
مثنوی ۲ پویاں کشندہ ناپدید
شی روز رہی ہے، کھینچنے والا پوشیدہ ہے
مثنوی را چوں تو مبداء بودہ
جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے
چوں نہیں خواہی خدا خواہ نہیں
تو جیسا چاہتا ہے خدا دیا چاہتا ہے
کسان لہ بودہ در ما مضی
تو پہلے کسان اللہ بنا

۱۔ مشنوی مشنوی چونکہ حسام الدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو گویا اس کے لورائے اس کے ہاتھ میں جو شکر گزری میں اٹھے ہوئے ہیں۔ مزید شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے چنانچہ فرمایا گیا اللہ نیک شکر کرنے والے ہیں۔ اور اگر تم شکر کرو گے ہم ضرور زیادہ دیں گے۔ وَاَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور کعبہ کر اور قرب حاصل کر یعنی کعبہ قریب خداوندی کا سبب ہے قرب حال۔ جسمانی کعبہ روحانی تقرب کا سبب ہے۔

۲۔ گزریات۔ مشنوی کی طوالت کا سبب مولانا حسام الدین کا جذب ہے نہ کہ کلام میں اس کی پسندیدگی۔ پوش با کے زیر کے ساتھ نشان شوکت۔ باتو تباستان یعنی موسم بہار میں گھوڑی کی بیلیں خوب چھلکی ہیں اس طرح مشنوی کے نشوونما کا سبب مولانا حسام الدین ہیں۔ خوش بخش جس طرح کاروان حج کے لئے جاتا ہے اور اس کے لئے ایک میرن حج ہوتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح ان معارف کا کاروان سب کعبہ کی زیارت کے لئے رواں ہے اور مولانا حسام الدین اس کے سالار ہیں۔ حج جو قافلہ حج کو جاتا ہے اس کا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے لیکن اس قافلہ کا مقصد رب کعبہ کی زیارت ہے۔

۳۔ زل زلیا ضیاء یعنی کوکتے ہیں اور حسام قافلہ کو کوکتے ہیں تمہاری ذات سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفیتیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی ہوتی ہے جس سے وہ اندھیرے کو کاشنا ہے لہذا نام جس طرح حسام ہوا اس طرح ضیاء ہو۔ نور قرآن پاک میں ہے هُوَ الَّذِي جَعَلَ لِّلْمَنِيِّ

مشنوی! از تو ہزاراں شکر داشت

مشنوی تیرے ہزاروں شکرے لگا کرتی تھی
دَرْ لَبِّ وَ كَفَشْ خُدا شُکْر تو دید
خدا نے اس کے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکر یہ دیکھا
زانکہ شا کر را زیادت وعدہ باست
کیونکہ شکر کرنے والے کے لئے زیادتی کے حصے ہیں
گفت وَاَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یزدانِ تاتا

ہمارے خدا نے فرمایا ہے اور کعبوں کر اور قرب ہو جا
گر زیادت ۲ می شود زیں رُو بُود

اگر مشنوی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس وجہ سے ہے
باتو ما چوں رز بتابستان خویشم

ہم تہمت سے اس طرح تھیں ہیں جیسا کہ گھوڑی تل موسم نہیں
خوش بکُش ایں کارواں راتا نَحْج

اس قافلہ کو حج تک عمری سے لے جا
حج زیارت کردن خانہ بُود

حج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
زال ۳ ضیاء گفتم حسام لدین ترا

اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اس لئے کہا ہے
کایں حسام و ایں ضیا یک ست ہیں

کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے
نور از آن ماہ باشد ویں ضیا

نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا

در دُعا و شُکر کفہا بر فراشت

دعا وہ شکرے میں ہاتھ اٹھاتی تھی
فضل کرد و لطف فرمود و مَزید

اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا
آپنجاں کہ قُرب مَزید مجدہ باست

جیسا کہ کعبوں کی اجرت اللہ سے نزدیکی ہے
قُرب جاں شُدہ سجدہ ابدانِ ما

ہمارے جسموں کا سجدہ روح کے قرب کا سبب بنا
نَز برائے یُوش و دہای و هُو بُود

نہ کہ شان و شوکت کی اور وہ لوہ کی وجہ سے
حکم دادی ہیں بکُش مامی کشیم

تو نے حکم دیا کہ ہاں کھینچ ہم کھینچتے ہیں
اے امیر صبر و مفتاح لفرج

اے صبر کے امیر اور کشادگی کی کئی؟
حج رُب الیّت مَر دانہ بُود

بیت اللہ کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے
کہ تو خورشیدی و ایں دو و صفہا

کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفیتیں ہیں
تیغ خورشید از ضیاء باشد یقین

سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے
آن خورشید ایں فرو خواں از بُنا

سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے
سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے



ضیاء و القمر نُورًا۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیاء سے تعبیر فرمایا ہے۔
نبا۔ نے قرآن پاک۔

شمس را قرآن ضیا خواندے پدر
اے بابا! سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
شمس چوں عالی تر آمد خود زماہ
چونکہ سورج کا چاند سے اونچا ہے
بس کس اندر نور مہ منبج ندید
بس کس سے لوگ چاند کو نور میں دیکھ پاتے ہیں
آفتاب اعراض را کامل نمود
سورج سلمان کو مکمل دکھاتا ہے
تا کہ قلب و نقد نیک آید پدید
تاکہ کھٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے
نتاکہ نورش کامل آید در زمیں
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
لیک بر قلاب مبغوض ست سخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ناپسند ہے
پس سجد و جان صراف ست قلب
تو کھٹا صراف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
انبیا با دشمنان بری تنند
انبیاء دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں
کایں چراغے را کہ ہست اذ نور دار
کہ اس چراغ کی جگہ جو روشن ہے
و زود قلاب است خصم نور و بس
چھ اور طبع ساز روشنی کا دشمن ہے
روشنی بر فتر چارم بریز
جو فتر چارم پر روشنی ڈال

وال قمر را نور خواند اس را نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
پس ضیاء از نور افزوں داں بجاہ
پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
چوں بر آمد آفتاب آل شد پدید
جب سورج نکل آتا ہے وہ راستہ نظر آ جاتا ہے
لاجرم بازار ہا در روز بود
لا حول ہا در دن میں لگتے ہیں
تلود از غبن و از حیلہ بعید
تاکہ نوٹے اور کر سے بچاؤ ہو
تاجراں را رحمۃ للعالمیں
تاجروں کے لئے رحمت للعالمین بن کر
زانکہ زوشد کسب اور نقد و رخت
کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سلمان کھٹا پاتا ہے
دشمن درویش کہ بود غیر کلب
کتنے کے سوا درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
پس ملائک رب سلم می زند
تو فرشتے خدا سلامت رکھنے کا نعرہ لگاتے ہیں
از لطف و دہمائے دُر داں دُور دار
چھوٹ کی پھونک اور سانس سے دور رکھ
زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
اے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
کافقاز از چرخ چارم کرد خیز
کیونکہ سورج جیسے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

۱۔ شمس جس طرح سورج
انسان میں بڑھا ہوا ہے تو تم چونکہ ضیاء
ہو لہذا تم بھی انضافہ میں بڑھے
ہوئے ہو۔ بس کس۔ چاند کی روشنی
میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں
آگاتا سورج کی روشنی میں نظر آ جاتا
ہے منبج۔ راستہ۔ آفتاب۔ سورج
ہر حال کے کھٹے اور کھرے پن کو
واضح کر دیتا ہے ہی لئے ہزاروں سال
لگتے ہیں۔

۲۔ تاکہ سورج کی روشنی میں کھٹا
کھرا نظر آ جاتا ہے اور خریدار دھوکے
سے بچ جاتا ہے رحمت تاجروں کے
لئے سورج کی روشنی رحمت کامل ہے
اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ
ضیاء میں ہیں لہذا وہ بھی سالکوں کے لئے
رحمت ہیں۔ لیک۔ جس طرح
دھوکے باز سورج کی روشنی سے نفرت
کرتے ہیں اسی طرح بدھنکی شیوخ
مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے
ہیں۔

۳۔ پس کھٹا مال پر کھٹا مال کی
جان کا دشمن ہوتا ہے دشمن۔ اسی
طرح جو دنیا کے کتنے ہیں وہ بزرگوں
کے دشمن ہوتے ہیں انبیاء انبیاء کا
مقابلہ دنیا داروں سے ہوتا ہے جو ان
کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے ان انبیاء
کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے
ہیں۔ کایں۔ یعنی فرشتے دعا کرتے
ہیں کہ جو چراغ ولایت ایسا لے کر
آئے ہیں اس کو دشمن نہ بنا سکیں۔
روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ کلب
جبکہ خوش بیان کا آفتاب چرخ چہارم
سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اس
چہارم فتر پر انوار معرفت کی روشنی ڈال



ہیں ز چارم! نوردہ خورشید وار
ہاں چوتھے فتر سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما
ہر کش افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ خود قصہ ہے
آب نیل ست و نقیطی خوں نمود
دیہ نیل پانی ہے لہ قیطی کو خون نظر آتا
دشمنِ ایں ۲ حرف ایں دم در نظر
اس وقت اس مشقوی کا دشمن ہماری نظر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حالِ او
اے ضیاء الحق تم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت چو غیب ست اوستاد
تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح ماہر ہے
ایں حکایت را کہ نقدِ وقت ماست
یہ حکایت جو ہمارا ماہر ہے
ناکسایں را ترک گن بہر کسایں
ہلاکتوں سے انھوں کی خاطر قطع نظر کر لو
ایں حکایت گر نہ شد آنجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (فتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے
تہا ۳ حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت در باغِ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجام باغ میں کھول سے بھاگا اور
و معشوق ر در آں باغ یافت و عس را از شدای دعائے خیر میگرد
اس نے معشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کھول کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسی! اَنْ تَکْزِرْهُوَ اَشِیْنًا وَهُوَ خَیْرٌ لِّکُمْ
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے
راہر اندر باغ از خوف او فرس
اندریں بودیم کالِ شخص از عس
یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کھول کی وجہ سے

۱۔ ز چارم۔ یعنی فتر چہارم سورج کو
بھی چوتھے آسمان پر ملتا جاتا
ہے۔ ہر کش۔ جو اس مشقوی کو افسانہ
سمجھے وہ خود مشقوی کو افسانہ اور مہمل
ہے۔ آب نیل۔ ایک چیز وہ
فصوص کے اعتبار سے وہ جگہ گنہ گم
رکتی ہے۔ دیہ نیل حضرت موسیٰ
کے لئے پانی تھا اور قیطیوں کے لئے
خون تھا۔ اسی طرح یہ مشقوی بعض
لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض
لوگوں کے لئے تجزیہ معرّفہ ہے۔
۲۔ ایں حرف۔ یعنی مشقوی۔ ستر۔
جنم۔ اے ضیاء الحق مولانا حسام
الدین کا کشف تھا کہ مشقوی کے مکر
ایمان سے محروم ہیں۔ پاغ۔ جواب۔
ذیفہ۔ مولانا حسام الدین کے کشف
کی طرف اشارہ ہے۔ ایں۔ یعنی اس
عاشق کا قصہ جو فتر سوم میں اٹھا
چھوڑا تھا۔ ناکسایں۔ یعنی مشقوی پر
اعتراض کرنے والے۔ چار میں
جلد۔ یعنی مشقوی کا چوتھا فتر۔

۳۔ تہا۔ یہ عاشق رات کو
معشوق کے فراق میں گم رہا تھا
راستہ میں اس نے کھول کو دیکھا تو
اس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا
وہاں دیکھا کہ اس کی معشوقہ موجود
ہے تو وہ اس کھول کو دعا میں دے
لگا کسی انسان کی چیز کو اپنے لئے
نا پسند کرتا ہے اور اسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

تہا ۳ حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت در باغِ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجام باغ میں کھول سے بھاگا اور
و معشوق ر در آں باغ یافت و عس را از شدای دعائے خیر میگرد
اس نے معشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کھول کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسی! اَنْ تَکْزِرْهُوَ اَشِیْنًا وَهُوَ خَیْرٌ لِّکُمْ
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

راہر اندر باغ از خوف او فرس
اندریں بودیم کالِ شخص از عس
یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کھول کی وجہ سے

کر بخشش اس در عنایا بد ہشت سال
جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

ہچکو عفتقا وصف او را می شنید
عفتا کی طرح اس کی خویں سنتا تھا

بروے افتاد و شد او را لرزبا
اس سے ہو گئی تھی لرہ اس کی لرہا ہو گئی تھی

خود مجالشی می نداو آں شند خو
اس کو اس بد مزاج نے موقع نہ دیا

سیر چشم و بے طمع بود آں نہال
وہ بٹا سیر چشم اور بے طمع تھا

حق بیاوود اول کارش لبے
ابتدا کار میں اللہ تعالیٰ اس کے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں

پیش پاشاں می نہد ہر روز بند
ان کے پاؤں میں ہر روز بیزی ڈال دیتے ہیں

بعد از اں در بست و کا میں جست او
اس کے بعد در بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے

بعد از اں در بست کہ کا میں بیار
اس کے بعد دروازہ بند کر دیا کہ مہر لا

ہر دمے را جی و آئس می شوند
ہر سانس میں امید اور ناامید ہوتے ہیں

کہ کشادندش در اں روزے درے
جی کاس معاملہ میں ایک در اس کے لئے دروازہ کھول دیتے ہیں

بر ہماں امید آتش پاشد ست
ای امید پر ہم جہنم ہوتا ہے

خود فرو شد یا بخش ناگہاں
اپناک اس کا پاؤں خزانے میں چھس گیا

بود اندر باغ آں صاحب جمال
وہ حسینہ باغ میں تھی

سایہ او را نبود امکان دید
اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا

جو یکے لقیہ کہ اول از قضا
سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں متقد سے

بعد از اں چند انکہ می کوشید او
اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی

نے بہ لایہ چارہ بودش نے بمال
نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ مال سے

عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے
ہر مقصد اور ہر پیشہ کے عاشق کے

چوں بدال آسیب در جست آمدند
جب اس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں

چوں در افتادند اندر جستجو
وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں

چوں در افکندش بجست جوئے کار
جب اس کو معاملہ کی جلا کر دیا

ہم سہ براں بومی تند و می روند
وہ اسی خوشبو کے درپے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے برے
ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے

باز در بستندش و آں در پرست
پھر اس کا دروازہ بند کر دیتے ہیں وہ در کا پجاری

چوں در آمد خوش در آں باغ آبنواں
جب وہ نوجوان خوشی سے اس سے باغ میں آیا

۱۔ عتلا مشقت۔ سایہ محبوبہ کا وجود اور کناریہ اس کا سایہ بھی نہ دیکھ سکے ہاتھ عتلا۔ لوگوں نے عتقا کی صرف خویں سنی ہیں کسی نے اس کو دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ۔ ملاقات۔ کے بعد آٹھ سال تک لوقات کا کوئی موقع نہ ملا۔ شند خو۔ یعنی محبوبہ لایہ۔ خوشامد۔ بہال۔ یعنی مشوق۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے۔ ابتداء پھساتا ہے پھر تڑپاتا ہے۔ درست۔ یعنی وصال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ کا میں۔ مہر یعنی عشق کے مصائب جھیلتا۔

۲۔ ہم براں۔ ابتداء ہونٹوں کو جو چکا لگا ہے اس کی وجہ سے امید و نیم میں جتلا رہتے ہیں۔ سدا کی امید اور آئس۔ باؤں۔ ہر کسے ہر شخص مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آتش زیر پا رہتا ہے۔ چل۔ جب وہ عاشق کو قتل کے ڈر سے بھاگ کر باغ میں گھسا تو اس کو محبوبہ کا دیدار ہو گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل ہو گیا۔

تاز نیم او دود در باغ شب
تا کہ اس کے دُر سے رات کو باغ میں دھڑ جائے
طلب انگشتری در بوی باغ
باغ کی نہر میں انگشتی تلاش کر رہی ہے
بنائے حق دُعائے آل عس
اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ کھوال کے لئے دعا کو
پیست چنداں سیم و زر بروے بریز
میں گنا سنا اہر چاندی اس بے بہا دے
آچنیاں کہ شام اُور شاد گن
جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے
از عوانی و سگی اش وار ہاں
سپاہی پن اہر کتے پن سے اس کو نجات دیے
کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا
کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے
بر مسلماناں شود او زفت و شاد
مسلمانوں پر وہ پھولتا اہر خوش ہوتا ہے
از مسلماناں فگند او را بخود
مسلمانوں سے کسی پر بخشش و عطا کی
گیرش قونج زیں غم در زماں
فزا اس غم سے اس کے درد قونج ہو جاتا ہے
زیں بلا فریادیں اے مستعان
اے مددگار! اس مصیبت سے فریاد رہی کر
کز عوال او را چنایں راحت و سپید
کیونکہ کھوال سے اس کو ایسی راحت ملی تھی
آں عوال پیوند آں مشتاق بود
وہ کھوال اس عاشق کا دوست تھا

مر عس را ساختہ یزدان سبب
اللہ تعالیٰ نے کھوال کو سبب بنا دیا
بند آں معشوقہ را او با چراغ
وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چلیخ لے
پس قریں میکرو از ذوق آں نفس
اس وقت وہ ذوق و ذوق سے بلاتا تھا
گر زیاں کردم عس را از گریز
اگر میں نے بھاگ کر کھوال کا نقصان کیا ہے
از عوانی مر ورا آزاد گن
اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے
سعد دارش ایں جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنا دے
گر چہ خوی آں عوال ہست خدا
اے خدا اگرچہ اس کھوال کی عادت ہے
گر خبر آید کہ شہ جرے نہاد
اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا
در خبر آید کہ شہ رحمت نمود
اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا
ماتی در جان او افتد از اں
اس سے اس کی جان غم میں جلا ہو جاتی ہے
صد چنیں اوبارہاں دارد عوال
سپاہی اس طرح کی سینکڑوں خریدیں رکھتا ہے
او عوال را در دُعا در می کشید
وہ کھوال کو دعا میں شامل کر رہا تھا
برہمہ زہر و بر او تریاق بود
وہ کھوال سب پر زہر اس کے تریاق تھا

۱۔ بند۔ وہ اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہے
کہ وہ چراغ لے ہوئے نہیں اپنی
انگشتی تلاش کر رہی ہے قریں۔
ساگی۔ باطن یعنی اللہ کی تعریف کے
ساتھ کھوال کو دعائیں دینے لگا۔
کھوال اگر اس کو گرفتار کر لیتا تو رشوت
میں کچھ حاصل کرتا۔ از عوانی۔ پولیس
کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا
ہے۔ گئی۔ سپاہیوں میں کتوں کی سی
دھکی ہوئی ہے کہ ہمارہ پولیس کو
خوابش ہوئی ہے کہ لوگ جرم میں
جلا ہوں تا کہ ان سے منافع حاصل
کر سکے

۲۔ گر خبر آید۔ اگر پولیس کو معلوم
ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم
قراردیا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور
بادشاہ سے معاف کرنے سے پولیس
رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم
معاف کر دیا ہے۔

۳۔ اوبار۔ بھلائی سے مدد گاہی۔
عوال۔ چونکہ کھال کی وجہ سے اس کو
محبوب کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو
عائیں دے رہا تھا۔ برہمہ۔ کھوال
دروں کے لئے باعث مصیبت تھا
کیونکہ اس کے لئے باعث راحت
میں بند عزیز و اقرب دوست۔

پس ابد مطلق نباشد در جہاں
پس دنیا میں بالکل کوئی ما نہیں ہے
در زمانہ هیچ زہر و قند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے
مریکے را پادگر را پایے بند
ایک کے لئے پاؤں چھوڑے کے لئے پاؤں کی بیڑی
زہر مار آں مار را باشد حیات
سنگ کا زہر سانپ کی زندگی ہے
خلق آبی را بود دیا چو باغ
پھلانی حلق کے لئے دیا باغ جیسا ہے
چمنیں بری شمر اے مرد کار
اے کام کے آبی! اسی طرح شہ کر لے
زید اندر حق آں شیطان بود
زید اس کے حق میں شیطان ہے
آں بگوید زید صدیق و سنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے
زید یک ذات است برآں یک جہاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے
گر س تو خواہی کو ترا باشد شکر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو
منگر از چشم خود آں خوب را
اس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو
اس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے
بلکہ زوگن عاریت چشم و نظر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اس سے مانگ لے

بد بہ نسبت باشد ایں را ہم بدال
بما نسبت سے ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ لے
کہ یکے را پا دگر را بند نیست
کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے
مریکے را زہر و دیگہ بوا چو قند
ایک کے لئے زہر ہے اور دوسرے کے لئے شکر ہے
نسبتش با آدمی باشد مَمات
اس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے
خلق خاکی را بود آں مرگ و داغ
خونگی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور باغ ہے
نسبت ایں را زیک تخلص ہزار
اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک
در حق شخص دگر سلطان بود
دوسرے کے حق میں شاہ ہے
دیں بگوید زید گبر و گشتنی ست
اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گروں زونی ہے
او بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
اور وہ دوسرے کے لئے جسم رنج اور برائی ہے
پس و را از چشم عشاقش نگر
تو اس کو اس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ
بیں چشم طالبان مطلوب را
معتوق کو عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ
عاریت گن چشم از عشاق او
اس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے
پس ز چشم او بری او نگر
پھر اس کی آنکھ سے اس کے چہرے کو دیکھ

۱۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بری چیز یہ ہمد و جوہر کی نہیں ہے کسی خاص نسبت سے اس میں برائی ہوتی ہے۔ زہر و قند۔ یہ دونوں چیزیں بھی مفید اور مضر خاص خاص نسبت سے ہیں۔

۲۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے باعث زندگی ہے انسان کی موت کا سبب ہے۔ خلق۔ پانی آبی جانور کی زندگی ہے خاکی کے لئے موت ہے۔ ہم چمنیں۔ کسی چیز کا نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور مضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے اعتبار سے اس کے مفید اور مضر ہونے کے ہزاروں مدارج ہیں۔ زید زید کسی کے اعتبار سے سلطان ہے۔ آں۔ جس کے لئے زید سلطان ہے وہ زید کی تعریفیں کرے گا جس کے لئے وہ شیطان ہے وہ اس کا کافر اور گردن زدنی کہے گا۔

۳۔ گر اگر تو زید کو اپنے لئے شکر بنانا چاہتا ہے تو اس کے عاشقوں کی نظر سے اس کو دیکھ پھر تجھے اس سے کوئی شکوہ نہ رہے گا۔ منگر۔ مٹا کر۔ چشم۔ بخون بیاہ دید۔ چشم خود۔ محبوب کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اس کے عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ بلکہ محبوب کا عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود اس کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

گفت كَانَ اللَّهُ لَهُ زِيْسُ ذُو الْجَلَالِ

اس جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اس کا ہو گیا

تارمہ از مُد برہما مقبلش

تاکہ اس کی خوش نصیبی بد نصیبوں سے نجات پا جائے

سُوِ محبوبت حبیب ست و خلیل

تیرے محبوب کی جانب وہ محبوب اور دوست ہے

تا شوی اِیْمَن زَسِری و مَلال

تاکہ تو نفرت اور انتہاس سے محفوظ ہو جائے

چشم اُومن بَاشم و دَسْت دُوش

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں

ہر چہ مکروہ است چوں اُوشد و لیل

میرا پسندیدہ ہے جب وہ رات بنا ہوتا ہے

۱۔ تا شوی۔ جب انسان محبوب کو

محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ خلق

باطلاق اللہ ہو جائے گا اور اپنے

احساس کو فنا کر دے گا تو اس کا لائق اللہ

لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اس

میں بقا باللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے

گی۔ چشم۔ وحدیت میں ہے۔ فاذا

انجنت کنت منفعۃ اللہی یسمع بہ

و بصرہ للذی یبصر بہ۔ یعنی جب

میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں

تو میں اس کا لائق بن جاتا ہوں جس

سے وہ سنتا ہے اور جس سے وہ سنتا

ہے اور اس کی چٹائی بن جاتا ہوں

جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہر چہ

نا پسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا

ذریعہ بن جاتے تو وہ بھی مرغوب

ہو جاتی ہے لہذا اس معشوق کے

وصال کا ذریعہ تھا لہذا وہ محبوب ہو گیا۔

۲۔ واعظ۔ منقول ہے کہ یہ واعظ

ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹا

تو اس نے خدا سے دعا کی اور گریہ و

زاری شروع کر دی اس پر اس کو باقی

بقیہ نے کہا مال کے کٹ جانے پر تو

اس قدر گریہ زاری کرتا ہے اس عمر کے

برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اس

تنبیہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہو گیا تھا۔ قاطعان راہ۔ ڈاکو۔

دست۔ چنگیہ یہ ڈاکو تک پہنچنے کا

سبب بنے تو وہ اس کو محبوب ہو گئے

تھے اور وہ ان کا دعا گو ہو گیا تھا۔

۳۔ برہمہ۔ یعنی دینا کے برے

انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور

نیکیوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ مرد

لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ

دعا کے مستحق نہیں ہیں تم ان کے لئے

دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے

جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت

حکایت آں واعظ کہ در آغاز ہر وعظی و تذکیرے دعائے خیر بر

اس واعظ کی حکایت جو ہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں ظالموں

ظالموں و سخت دلاں خبیثوں و مُفسدوں و بے اعتقادات کو دے

اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مُفسدوں اور بد اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

آں یکے واعظ چو بر تخت آمدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا

دست برمی داشت یا رب رحم راں

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما

برہمہ س تسخر گنان و اہل ضیر

سب مفلک اڑنے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر

می نکر دے او دُعا بر اصفیا

وہ برزیدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا

مر ورا گفتند کاس معبود نیست

لوگس نے اس سے کہا یہ معبود نہیں ہے

گفت نیکوئی از نہنہا دیدہ ام

اس نے کہا میں نے ان سے بھلائی دیکھی ہے

قلطعان راہ را داعی شدے

ڈاکوؤں کا دعا گو ہوتا

بربدان و مُفسدان و طاغیان

بدوں اور مُفسدوں اور سرکشوں پر

برہمہ کافر دلاں و اہل دیر

سب کافروں اور بت خانہ والوں پر

می نکر دے جو خبیثاں را دُعا

خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا نہ کرتا

دعوت اہل ضلالت جود نیست

گمراہوں کو دعا دینا سزا نہیں ہے

من دعا شاں زیں سبب بگزیدہ ام

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے



احسان ہے میں ان کے مظالم سے پریشان ہو کر رعباب ہوا ہوں اور ان کے مظالم نے مجھے تنگی میں لگا دیا ہے

تجرب و ظلم وجود چنداں ساختند
 انہوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی
 ہر گہی کہ نو بدنیا کر دے
 جب کبھی میں دنیا کا رخ کرتا
 کرومے از زخم آل جانب پناہ
 تکلیف سے میں اس جانب پناہ پکڑتا
 چوں سبب ساز صلاح من شدند
 جب وہ میری کمی کا سبب بنانے والے ہوئے
 بندہ می نالہ بحق از در دوش
 بندہ خدا کے سامنے در زخم سے آہ و زاری کرتا ہے
 حق ہی گوید کہ آخر رنج و درد
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور مدد
 اس ۲ گلہ زان نعمتے گن کت زند
 یہ شکوہ اس نعمت کا کہ جو تجھے ملے سے بھگائے
 در حقیقت ہر عذ و دار کی تست
 حقیقتاً ہر دشمن تیری مدد ہے
 کہ از و اندر گریزی در خلا
 کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے
 در حقیقت دوستان و دشمن
 حقیقتاً تیرے دوست و دشمن ہیں
 ہست حیلے کنش اسرست ۳
 ایک جانور ہے جس کا نام اسر ہے
 تاکہ چویش میزنی بہ می شود
 تو اس کے لکڑی ملتا رہے گا وہ بہتر ہو گا
 نفس مومن اسرے آمد یقین
 مومن کا نفس یقیناً اسر ہے

کہ مرا از شر بخیر انداختند
 کہ مجھے برائی سے بھلائی میں لاڈ لا
 من زایش زخم و ضربت خودمے
 میں ان سے تکلیف اٹھاتا اور مدد کھاتا
 باز آوردندمے گر گال براہ
 بھڑکے پیچھے لوہر لگا دیتے
 پس دعاشل بر من سستے ہوشمند
 تو اے ہوشمند! ان کو دعا دینا میرا فرض ہے
 صد شکایت می کند از در خویش
 اپنی تکلیف کی سو شکایتیں کرتا ہے
 مر تو لا لبہ گناں و راست کرد
 تجھے خوشحال کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے
 از در ما دور و مطرودت کند
 تجھے ہمارے دور سے دور اور مردود کرے
 کیمیائے نافع و دلجویی تست
 تیرے لئے مفید کیا اور پسندیدہ ہے
 استعانت جوئی از لطف خدا
 اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے
 کہ ز حضرت دور و مشغولت کند
 کیونکہ تجھے خدا کے بار سے دور رہنے کی ضرورت ہے
 گو بزخم چوب زفت و لکڑی سست
 جو لکڑی کی مدد سے مٹا اور قوی ہوتا ہے
 اوز زخم چوب فربہ می شود
 وہ لکڑی کی چوٹ سے مٹا ہو گا
 کو بزخم ورنج زفت سست و سمن
 جو چوٹ اور رنج سے قوی اور مٹا ہوتا ہے

۱ ہر گہی جب میں ان کے
 ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم
 کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف
 رجوع کرتا تھا۔ بارہا تو ان کا ظلم مجھے
 دنیا سے ہٹا کر اللہ کی رو کی طرف لگا
 دیتا تھا۔ ہندی نالہ۔ طالب مولانا
 فرماتے ہیں کہ جب انسان کی رنج
 اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو
 اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ
 لیجا ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف
 متوجہ کر رہی ہے

۲ اس شکوہ تو میری اس نعمت
 سے ہونا چاہیے جو تجھے مجھ سے ہے
 نیاز بنائی ہے۔ حقیقت۔ چونکہ دشمن
 اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو
 وہ دراصل تیرے لئے نافع۔ لڑکیا
 ہے۔ دوستان۔ انسان کے دوست
 اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا
 سے غافل بناتے ہیں۔

۳ اسر۔ باقیم دشمن مجرم مضموم
 خدا پرست۔ اسی کو اور دشمن ہی کہا جاتا
 ہے اس پر اگر لاٹھی ماری جاتی ہے تو وہ
 بدن کو زیادہ مضبوط اور ہونا کر لیتا ہے
 لکڑی۔ قوی۔ نفس مومن۔ مومن کی
 روح مصائب جھیل کر زیادہ قوی ہوتی
 ہے۔ سمن۔ مٹا۔

۱۔ زیر سبب۔ چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہوتا ہے لہذا ان کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پست۔ کچے چمڑے پر دھائیں لگا کر جب اس کو آئیدہ کیا جاتا ہے تو وہ تری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ اویم۔ طاشی۔ طائف کی بنی ہوئی نئی مشہور ٹی۔ دہن۔ کچے چمڑے پر تیز دھائیں نہ لی جائیں تو وہ سڑ جائے۔ آدمی۔ کو بھی کچے چمڑے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بدصورت اور بوجھل ہے۔

۲۔ تلخ و تیز۔ انسانی بدن کی اصلاح کے لئے بھی تلخ و تیز چاہیے اور عبادت کی مالش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ دہی۔ تالی۔ اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہد نہیں کر سکتا ہے تو اسے آسمانی مصائب پر مبر کرنا چاہیے وہ مصائب اس کے لئے مجاہدوں کے قائم مقام بن جائیں گے کہ بلائے انسان کو سمجھ لیتا چاہے کہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان اس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صفا۔ جب آسمانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو وہ مصیبت اس کے لئے شیریں بن جاتی ہے یہی کر دئی دوا کا حال ہے۔ برو بند۔ پھر اپنی تحریک میں اپنی تدبیر سمجھتا ہے اور دوتی سے قتل تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کوں۔ یہ حکمت خداوندی ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی پاداش میں عذاب بنا دیتی ہے اور ان کے حق کی طلب کو تک بندوں کے لئے درجہ کی ترقی کا سبب بنا دیتی ہے۔ رحم ایمان کا تقاضا پر رحم ہے جو سایہ میں نہیں رہتا ہے اور اس میں غفلت اللہ سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو کفر اور گمراہی کی جڑ ہے۔

زیر سبب بر انبیاء رخ و شکست
اسی وجہ سے انبیاء پر رنج اور تکلیف
تاز جانہا جانِ شاں شد زفت تر
حتی کہ ان کی روح تمام دلوں سے زیادہ قوی ہو گئی
پوست از دا رو بلا گش می شود
چرا دوا سے مصیبت جھیلے والا بن جاتا ہے
ورنہ تلخ و تیز مالیدی درو

اگر تو تلخ اور تیز مسالے اس پر نہ ملتا
آدمی را پوست نالمد بوغ داں
آدمی کو بغیر دباغت کی کھال سمجھ
تلخ ۲ و تیز و مالش بسیارده
اس کو تلخ اور تیز دوا دے اور بہت مل
ورنہ تانی رضادہ اے عیار
اے کھرے! اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا
کہ بلائے دوست تطہیر شماسست
کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے
چوں صفا بیند بلا شیریں شود
جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے
برو بند خویش را در عین مات
وہ بعینہ ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے

اس سوعوال در حق غیرے سود شد
یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا
رحم ایمانی از و بریدہ شد
ایمانی رحم اس سے منقطع ہو گیا
کار گاہ خشم گشت و کیس وری
وہ غصہ اور کینہ کا کلاخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست
دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ تون ہے
کہ ندیدند آں بلا قوے دگر
کیونکہ وہ مصیبت کی دوسری قوم نے نہیں دیکھی ہے
چوں ادیم طاشی خوش می شود
طائف کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے
گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو
گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا
از رطوبت ہاشدہ زشت و گراں
جو رطوبتوں سے بھدا اور بھاری ہو رہا ہے
تاشود پاک و لطیف و با مزہ
تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار ہو جائے
کہ خدا رنجت دہد بے اختیار
کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے
علم او بالائے تدبیر شماسست
اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے
خوش شود دار و چو صحت میں شود
جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اچھی لگتی ہے
پس بگوید اُقتلُونی یا ثقات
تو کہتا ہے اے بھروسہ والو! مجھے قتل کر دو
لیک اندر حق خود مردود شد
لیکن اپنے حق میں مردود ہو گیا
کین شیطانی برو پیچیدہ شد
شیطانی کینہ اس پر ات گیا
کینہ داں اصل ضللاں و کافری
کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

سوال کردن شخصی از عیسیٰ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا
ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کہ اے روح اللہ وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست و جواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
تخت کیا چیز ہے اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

۱۔ ہیشا سر عقلمند۔ ہستی۔ وجود
صعب تر۔ زیادہ سخت کہ ازل۔
غضب خداوندی سے دوزخ بھی
کا پتی ہے۔ گفت۔ خدا کے غضب
سے بچنے کی صحت یہ ہے کہ انسان
اپنی ذات غصبیہ پر قابو پالے۔
۲۔ نظم غلط۔ غصہ کو پی جانا خط
لاں۔ ان کا حکم نامہ دوش۔
قرآن پاک میں مومن کی صفت میں
بیان فرمایا گیا ہے وَاللّٰکِظِیْمِیْنَ
الْغِیْظُ وَالْغَارِیْنَ عَنِ النَّصَفِ لَہِ
جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کرتے ہیں۔ سچ۔ صند۔ چ
امید۔ حدیث شریف ہے مَنْ
لَا یُؤْخِمْ لَیْوَ خَمِّہٖ۔ جو شخص دھڑوں پر
رک نہیں کرتا اس پر دم نہیں کیا جاتا۔
۳۔ گرچہ۔ انتظام قائم کرنے
کے لئے۔ سپاہیوں کا وجود ضروری اور
یہی بات ان کے لئے اور گراہی کا
سب سے کہنے۔ وجود کو ضروری سمجھ کر
ظلم پر جرات کرتے ہیں۔ لیکن اس
کی یہ ضرورت ان کے لئے تعریف کا
سبب نہیں ہو سکتی ہے۔ بہت سی گندی
چیزوں کو بھی دنیا کو ضرورت ہے لیکن
اس ضرورت کی وجہ سے ان کو پاک
قرار نہیں دیا جاسکتا۔..... ہمیں۔
پیشاب۔ ماء معین۔ جاری پانی۔
قصبہ خیانت یعنی اس عاشق کا اس
میں سے بوسہ و کنارہ کارا کہنا۔ سادہ
مرد۔ یعنی بھرا عاشق۔

گفت عیسیٰ رایکے ہیشا سر
ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰ سے کہا
گفتن اے جاں صعب تر شتم خدا
انہوں نے اس سے فرمایا جان خدا کا غصہ سب سے سخت ہے
گفت زین شتم خدا چہ بود اماں
گفت زین شتم خدا چہ بود اماں
اس نے کہا خدا کے غصہ سے بچاؤ کی کیا صحت ہے؟
کظم اغیظ است اے پس خطہ اماں
کظم اغیظ است اے پس خطہ اماں
اے بیٹا! غصہ کا پی جانا ان کا فرمان ہے
پس عوان کہ معدن ایں خشم گشت
پس عوان کہ معدن ایں خشم گشت
تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے
چہ امیدتش بر حمت جو مگر
چہ امیدتش بر حمت جو مگر
اس کو دم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے
گرچہ عالم را ازیشاں چارہ نیست
گرچہ عالم را ازیشاں چارہ نیست
اگرچہ دنیا کو ان سے بے نیازی نہیں ہے
چارہ نبود ہم جہاں را از چہیں
چارہ نبود ہم جہاں را از چہیں
دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے
باز گو احوال آں خستہ جگر
باز گو احوال آں خستہ جگر
اس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر

قصہ خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق
عاشق کا خیانت کرنے کا امادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تہائیش بدید آں سادہ مرد
چونکہ تہائیش بدید آں سادہ مرد
زود او قصہ کنار و بوسہ کرد
زود او قصہ کنار و بوسہ کرد
جلد اس سے بغل گیر ہونے اور اس کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا

کہ مرد گستاخ اَدب را ہوش دار
گستاخی سے آگے نہ بڑھ اَدب کا خیال کر
آب حاضر تشنہ ہیچوں منے
پانی موجود ہے پیاسا مجھ جیسا ہے
کیست حاضر چیست منع زیں گشاہ
کون موجود ہے اس بے تکلفی سے کون مانگے ہے
اہلبی وز عافلاں نشوود
تو آہستہ ہے اور تو نے غلغلہوں سے کچھ نہیں سنا ہے
باد جُبْدانِیست اینجا باد رال ۲
یہاں کئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے
زد بریں باد و ہمی جُبْداندش
اس ہوا پر لگتا ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے
باد بیزن تانجبابانی نجست
جب تک تو پگھلائے ہوائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے
بے تو و بے باد بیزن سرنگرد
تیرے بغیر اور بچے کے بغیر نہ ہوئی
تابعِ تصریف جان و قالب است
وہ روح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے
گاہ دَم راہجو و دُشنائے گند
کبھی سانس کو جو اور گالی بنا دیتا ہے
کہ ز جُزوے کل ہمی بیند نہا
کیونکہ عقلیں جزو سے کل سمجھ لیتی ہیں
دردیش زیں لطف عاری می گند
ناگھ کے مہینہ میں اس کو اس لطف سے خالی کر دیتا ہے

بانگ ابروے زد بہیت آل نگار
وہ مشوق کلک کو اس پر چینی
گفت آخر خلوت ست و خلق نے
اس نے کہا آخر تنہائی نہیں چاہتا ہے
کس نمی جُبْد در اینجا جو کہ باد
یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلا ہے
گفت اے شیداکہ ابلہ بودہ
اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے
باد را دیدی کہ می جُبْد بدال
تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے کچھ لے
مر و حہ تصریف صنع ایزدش
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے تصرف کا پگھلا
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے تصرف کا پگھلا
جزو بادے کہ حکم ماورست
تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے
جُبْدش ایں جو و باد اے سادہ مرد
اے سادہ مزاج انسان! ہوا کے اس جزو کی حرکت
جُبْدش باد نفس کا اندر لب است
سانس کی ہوا کی حرکت جو ہونٹ میں ہے
گاہ ۳ دَم را مدح و بیغائے گند
کبھی وہ روح جسم سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے
پس بدال احوال دیگر بادہا
تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے
باد را حق گے بہاری می گند
اللہ تعالیٰ کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

۱ بانگ یعنی مشوق نے اس
عاشق کو اس بیباکی پر ڈانٹا گفت۔
عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل
کا پیاسا ہوں ممبر کی طاقت کہاں
ہے گستاخ خوشی کا مایہ۔ اے
شیداکہ مشوق نے کہا بدادیدی۔
جُبْد کو ہوا کو چلا دیکھ رہا ہے تو سمجھ
لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔
۲ رال۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن
پاک میں فرماتا ہے وَهُوَ السَّمِیْعُ
یَسْمِعُ السَّامِعَاتِ بِشَرِّ السَّمْعِ
وَحِجَّتِهِ۔ یعنی وہی قادر مطلق ہے جو
باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا
ہے کہ وہ لوگوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری
دیں۔ مروحہ پگھلا۔ جو۔ انسان
کے پاس جزوی ہوا ہے بغیر چلانے
والے اور عینے کے حرکت نہیں کرتی
ہے تو اسی طرح کل ہوا کو مجموعہ
قدرت کے عینے کے بغیر کب حرکت
کرے گی۔ بادوس۔ یہ اس بات کی
دوسری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے
والے کے نہیں چلتی ہے سانس کی
ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں
لائے ہیں۔

۳ گاہ۔ یہی روح اور جسم سانس
کی ہوا میں اجمالی اور برائی کا تصرف
کرہے ہیں کبھی جس کو گالی بنادیتے
ہیں کبھی تحریف کے الفاظ بنادیتے
ہیں۔ نہا۔ عقلیں۔ باد۔ عالم کی ہوا
میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں۔ کبھی
اس کو باد بہاری بنادیتا ہے کبھی باد
سوم۔ عاری۔ نگاہ۔ خالی



برگزیدہ عبادِ صرصر می کنند
 قوم عباد پر آمدی بنا دیتا ہے
 می کنند یک باد راز ہر و سُموم
 ایک ہوا کو وہ زہر اور لو بنا دیتا ہے
 بادِ دم را بر تو جہاد او آسائیں
 سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا
 دمِ نمی گردد سخن بے لطف و قہر
 سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کام نہیں بناتا ہے
 مروحہ جہاں پہے انعام کس
 پکھا کسی کی نعت رسائی کے لئے ہوتا ہے
 مروحہ تقدیر ربانی چرا
 خدائی تقدیر کا پکھا کیوں
 چونکہ جو بادِ دم یا مروحہ
 چمک سانس یا پچھے کی جڑی ہوا
 ایں شمال و ایں صبا و ایں دیور
 یہ شمال ہوا اور یہ پڑا اور یہ پچھا
 یک کفِ گندم ز انبارے بہیں
 ڈیر میں سے ایک لمبی گیہوں دیکھ لے
 گلِ باد از بُرجِ بادِ آسمان
 آسمان کے ہوائی برج سے گل ہوا
 بر سرِ خرمن بوقتِ انتقاد
 گہانے کے وقت کلہاں پر
 تا جدا گردد ز گندم کلہا
 تاکہ گیہوں سے بھوسا جدا ہو جائے
 چوں بماند دیر آں باد و زال
 جب چلے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے

۱۔ عباد قوم عباد کے لئے دید آمدی
 یعنی اور اس نے ان کو ہلاک کیا۔
 حضرت ہود کے لئے خوشخبر دینی۔
 سوم۔ لو غم مہلک بادِ دم سانس
 کی ہوا سے تم دھری ہوا کی پائیں کچھ
 لودہ انسان کے سانس کی ہوا میں
 بھی وہ دھڑ ہے کہ کسی کے لئے اس
 شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر
 اسی طرح عام ہوا کو سمجھ لو کہ اس کو کسی
 کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی
 کے لئے اس قہر بنا دیتا ہے۔
 ۲۔ مروحہ قدرت کا پکھا جواں
 ہوا کو حرکت دیتا ہے اس میں بھی
 قوموں کا اتلا اور امتحان ہے چونکہ
 جبکہ سانس اور پچھے کی ہوا میں راحہ
 رسائی یا ایذا رسائی ہے تو لا محالہ ہوا
 میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اس کی یہ
 تاثیریں اللہ کے پچھے کی پیدا کردہ
 ہیں۔

۳۔ انتقاد یعنی دانوں کو بھوسے
 سے جدا کرتا۔ فلا حال۔ کا شکار۔
 کلہا۔ بھوسا چاہا۔ یعنی کلہا
 کھینچ

کہ جہد بے مروحہ آں باد راں
 اس ہوا چلانے والے کے پچھے کے بغیر کب چلتی ہے؟
 نے کہ فلا حال زحق جویند باد
 کیا کا شکار خدا سے ہوا نہیں مانگتے ہیں؟
 تا بانبارے رَوَد یا چاہا
 تاکہ گیہوں ڈیر میں جائے یا سمجھتوں میں
 جملہ را بنی بحق للہ کُناں
 تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

بچیں در طلق آں بادِ ولاد

اسی طرح مددِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا

گر نمی دانندش رانندہ اوست

اگر لوگ نہیں جانتے کہ کوئی اس کا چلانے والا ہے

اہل کشتی ہمچنان جو یائے باد

اہلِ طرح کشتی والے ہوا کے طالب ہیں

بچیں بر درِ دندانہا زباد

اسی طرح دانتوں کی چیس میں دم کے ذریعہ

از خدا لائے گناں آں جُدیاں

خدا سے نفرتی خوشد کرتے ہیں

رُقعہ تعویذ می خواہند نیز

نیز تعویذ کا کاغذ مانگتے ہیں

پس ہمہ دانستہ اندایں را یقین

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں

پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست

ہیں ہر جانکد کی عقل کو یقین ہے

گر تو اورا می نہ بینی در نظر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

تن بجاں جُبد نمی بینی تو جاں

جسمہد کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو نہیں دیکھتا ہے

گفت ۳ او گر اہلہم من در ادب

اس نے کہا اگر میں اب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

گفت ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

اس نے کہا ادب تو یہ تھا جو دیکھ لیا گیا

۱۔ طلق۔ مددِ زہ۔ ولادت کے

وقت اللہ تعالیٰ پر دم ہوا کہ ہوا سے پھلا

دیتا ہے تب بسمانی ولادت ہوتی

ہے گر نمی دانند جب کہ یہ تصور ہوتا

ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو

اس کے سامنے گریہ و زاری کی جاتی

ہے نہ نہ محض ہوا کے سامنے کون گریہ

زاری کرے ہل کشتی کشتی والے

بھی بادِ موائی کے لئے خدا سے دعا

مانگتے ہیں۔ مددِ مضاں۔ دانتوں میں

مدد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم

کراتے ہیں۔ جُبدِ پاں۔ فوج کا سپاہی

کی ہوا کی دعا کرتی ہے

۲۔ پس ہمہ۔ ان تمام واقعات

سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا

چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس۔

یقین سب عقلمندوں کا یقین ہے کہ

حرکت والے کرنے کے لئے کوئی

ذلت حرکت میں لانے والی ہے۔ گر

تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں

دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے

سے اس کے موجود ہونے کو کچھ لے

تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح

حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح

کو نہیں دیکھ سکتا ہے

۳۔ گفت۔ عاقل نے کہا کہ

اگر اب کے سلسلہ میں مجھ سے حقائق

ہوتی ہے تو اس سے مدد گزرتی ہے اور

میری وفاداری اور جھوٹی قدر کر کے

مجھے مغرب بنا دیتے۔ ادب ایں بود۔

محبوب نے کہا کہ تیرے ادب کی

حالت۔ ہم جو کچھ لیٹی کی باتیں

دعا اور جھوٹ کا دونوں تو اس کو بھی اس پر

قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لہذا۔ لہذا کی مع

ہے۔ جھگڑاؤ۔

گر نیل بادنگ درد آید کہ داد

اگر نہ آئے درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

بادِ اہس کردن زاری چہ خوست

تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب

جملہ خواہش از اں رب العباد

اس رب العباد سے اس کے خواہش ہیں

رفع میخوای بسوز و اعتقاد

سوز اور اعتقاد کے ساتھ مدافعت چاہتا ہے

کہ بدہ بادِ ظفر اے کامراں

کہ اے کارساز، کاسپایی کی ہوا چلا دے

در شگجہ طلق زن از ہر عزیز

عہد کے مددہ کی تکلیف کے وقت ہر عزیز ہے

کہ فرستد بادِ رب العامیں

کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

اینکہ با جُبدہ جُبدانندہ ہست

کہ چلنے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

فہم گن آں را باظہار اثر

اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

لیکن از جُبدین تن جاں بدال

لیکن جسم کے ہٹنے سے روح کو سمجھ لے

زیر کم اند و وفا و در طلب

تو جستجو اور وفا دہی میں عقلمند ہوں

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

دوسرے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے



خود ادب ایس بود و آل دیگر دفین زیں بتر باشد کہ دیدمیش یقین
 خود ادب تو یہ تھا دھری پوشیدہ باتیں اس سے بڑھیں کی یکک ہم نے یقین کہ ساتھ اس کو کھلایا ہے
 ہر چہ زیں کوزہ ترادد بعد ازیں یک نمط خواہد بدن جملہ چھین
 اس پیالے سے جو پھٹتا ہے اس کے بعد سب اسی طرح کا ہو گا

قصہ ۱ صوفی کہ بخانہ آمد وزن را ببا بریگانہ دید
 اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز خانہ یک در بود وزن با کفش دوز
 دن میں ایک صوفی گھر میں آیا گھر کا ایک دروازہ تھا اور بیوی موچی کے ساتھ تھی
 بھفت گشتہ با حریف خویش زن اندراں یک حجرہ از و سواں تن
 بیوی اپنے یاد کے ساتھ ہم بستر تھی اس ایک حجرے میں بدن کی خواہش کی وجہ سے
 چوں بزد صوفی بجد در چاشتگاہ ہر دو در ماندند نے حیلست نہ راہ
 جبکہ چاشت کے وقت صوفی نے سختی سے دروازہ چپا دونوں عاجز ہو گئے نہ تدبیر تھی نہ راستہ
 پیچ معہوش نہ بد کو آل زماں سوئے خانہ باز گردد از دُکال
 اس کا یہ کبھی معمول نہ تھا کہ وہ اس وقت نکان سے گھر کر لوٹ آئے
 قاصد ۲ آل روز بیوقت آل مروع از خیالے کرد باخانہ رجوع
 اس روز اس خوفزدہ نے قضا بے وقت اس خیال سے گھر واپس کر دی
 اعتماد زن برآں کو پیچ بار ایں زماں تاخانہ نامہ اوز کار
 بیوی کو اس پر بھروسہ تھا کہ وہ بھیجی بھی اس وقت کام سے فارغ ہو کر گھر نہیں آیا ہے
 آل قیاس راست نامہ از قضا گرچہ ستارست ہم بد ہد سزا
 تقدیر سے اس کا وہ قیاس درست نہ ہوا اگرچہ وہ خدا پروردہ پوش ہے سزا بھی دے دیتا ہے
 چونکہ بد کری بترس ایمن مباشر زانکہ ختم ست و برویاند خدش
 جبکہ تو نے بدی کی تو ذرا مطمئن نہ ہو کیونکہ وہ سچ ہے اور خدا اس کو اگا دیتا ہے
 چند گاہے او پہو شانند کہ تا آمد آخر زان پشیمانی حیا
 بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ بالآخر اس شرمندگی سے حیا پیدا ہو جائے

۱ قصہ صوفی اس عاشق نے جس طرح اپنے جرم کے باوجود وصالی شہوت دہائی طرح صوفی کی اس بیوی کی حالت ہے خانہ یعنی گھر کا ایک دروازہ تھا یہ ممکن نہ تھا کہ موچی کو وہ دروازے سے نکال دیتی۔ کفش دوز۔ موچی۔ حریف۔ ہم پیش دوست دشمن۔ سواں تن۔ یعنی جسمانی شہوت۔ معہوش۔ یعنی صوفی کا اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ تھا۔

۲ قاصد صوفی جان بوجہ کر بے وقت گھر پر آیا۔ مروع۔ خوفزدہ یعنی اس کو بیوی کی بد چلتی کا اندیشہ تھا۔ اعتماد۔ بیوی کو یقین تھا کہ صوفی دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے۔ گرچہ حضرت حق اسان کی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن بھی سزا کے طور پر رسوا بھی کر دیتا ہے۔

۳ چند گاہے خدا کی ستاری اس لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرمناک خود برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً چھل مرتبہ خطا پر پردہ پوشی کرتا ہے اور گناہ کے بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

حکایت بر سبیل تمثیل

مثلاً حکایت

داد دزدے را کجلا دل و عواں

ایک چہ کو جلاہ اور سپاہی کے سپرد کیا

اولیں بارست جرم زہنہار

میری خطا پہلی بار ہے معاف کیجئے

بارِ اول قہر راندہ درِ جوا

پہلی مرتبہ بدلے میں تہہ فرمائے

باز گیرد از پئے اظہارِ عدل

پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے

آں مبشرِ گرد آں مُنذرِ شود

وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانے والی بن جائے

سہلِ بگذشتِ آں و سہلش می نمود

جو آسانی سے گزر گئی اور اس کو آسان نظر آئی

کہ سبودائِم ز جُوناید دُرست

کہ ٹھیکیا نہر سے ہمیشہ سالم نہیں لٹتی ہے

کہ منافق را گندِ مرگِ فجا

جس طرح اچانک موت منافق کو کٹتی ہے

دستِ کردہ آں فرشتہ سُوِ جاں

فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

خُشک شد او و حریفش زابتلا

وہ اور اس یارِ مصیبت میں مبتلا ہونے سے خشک ہو گئے

از شما کینہ کشم لیکن بصر

میں تم سے بدلتوں گا لیکن صبر کے ساتھ

تاگردِ مَطْلَعِ زیں حالِ گس

تاکہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو

اندک اندک ہنجو بیہاری دق

آہستہ آہستہ جیسا کہ دق کی بیماری

چوں عمرِ آں شاہ و میرِ مومنان

جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیرِ عمرؓ نے

بانگِ زداں دُزد کاے میرِ دیدار

وہ چہرہ چننا کہ اے ملک کے حاکم!

گفت امیرش حاشِ لُذ کہ خدا

اس سے امیر نے فرمایا خدا بچائے کہ خدا

بارہا پوشد پے اظہارِ فضل

وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پوش پڑتا ہے

تا کہ آں ہر دو صفت ظاہر شود

تاکہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں

بارہا رن نیز آں بد کردہ بُود

صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی

آں نمی دانست عقلِ پُلی سُست

وہ کمزور عقل والی یہ نہ جانتی تھی

آنجاشِ تنگ آورد آں قضا

اس کو قضا نے ایسا تنگ کیا

نے طریق و نے رفیق دے لہاں

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ لہان

آنچال کہ زنِ دریاں حجرہ خفا

جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں

گفت صوفی بادلِ خود کاے دو گبر

صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے دو کافرا

لیک نادانستہ آرمِ ایں نفس

لیکن اس وقت نادانستہ بن جاؤں گا

از شما کینہ گشد پنہاں حق

حقد تم سے خفیہ بدلتے گا

۱۔ جلابہ شخص جو عمر میں کونسا دیتا

ہے دیار یعنی ملک۔ لوہیں۔ یہ

میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف

کر دیجئے۔ بارہا اللہ تعالیٰ اپنی

صفتِ فضل کے اظہار کے لئے پردہ

پوشی کرتا ہے اور پھر اظہارِ عدل کے

لئے گرفت کرتا ہے۔

۲۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی

دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے

اللہ کا فضل انسان کو بختری دینے

کا اور اس کا عدل جرم کو خوف

نے دلا ہے۔ بارہا یہی اس سے

پہلے بھ یہ گناہ کر چکی تھی اور اللہ کی

ستائی نے اس کی پردہ پوشی کی تھی

لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ اللہ کی ہر بار معاف

نہیں کی جاتی ہے۔

۳۔ آنچاش۔ اس بیوی کو قضا

خداوندی نے اس طرح لاچار کر دیا

جس طرح اچانک موت منافق کو

کرتی ہے اور اس کو تو یہ کاموقع بھی

نہیں دیتی ہے۔ فجا۔ فجا (۵)

اچانک۔ نے طریق۔ موت کے

منافق کو لاچار کرنے کا بیان ہے۔

حجرہ خفا۔ وہی حجرہ جس میں وہ چھپے

ہوئے تھے۔ کینہ کشم۔ یعنی تم دونوں

سے بدلہ لوں گا لیکن صبر کے ساتھ

لوں گا۔ نادانستہ۔ یعنی تمہارے اس

فضل کو ان دیکھتا ہوں گا تاکہ خود شرم

نہ ہو اور غلطی والوں کو اس کا پتہ نہ چلے

از شما۔ حق کی بیماری سرایت کر گلا دیتی

ہے اور سرایت کو اس کا احساس نہیں

ہوتا۔

مرد دق باشد چون آہر لحظہ کم
مفق ہف کی طرح ہر لحظہ گفتا ہے
ہچو گفتارے بھی گیرندش او
جو کی طرح جس کو گرد کہتے ہیں
نیست در سوراخ گفتار اے عمو
اے چچا جہت میں جو نہیں ہے
ایں ہی گویند و بندش می نہند
یہ کہتے ہیں اور اس کو پاڑ لیتے ہیں
چچ پنہاں خانہ آں زن را نبود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نے تنہوے کہ درد پنہاں شود
نہ کوئی تنہو کہ اس میں چھپ جائے
ہچو عرصہ پہن روز رستخیز
شتر کے دن میدان کی طرح پاٹ
گفت بر تل صف آں جلے حرم چہ
اس غلی کی جگہ کے لئے خانا فرمایا

لیک پندار بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غزہ آں گفت کایں گفتار گو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ جو کہیں ہے؟
گشتہ او مغرور خیز گشتگو
وہ اس گشتگو سے اور زیادہ دھوکہ میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کرم غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سج ۲ و دلیر و رہ بالا نبود
تہ خاند اور دیوہی اور اوپر کا راستہ نہ تھا
نے جوالے کہ تعجب آں شود
نہ کوئی بھرا کہ اس کا پردہ بن جائے
نے گونے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھاننے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں بھی نہ دیکھے گا

معشوق را زیر چادر پنہاں کردن جہت تلبیس و بہانہ
تلبیس اور بہانہ اور مکر کے لئے معشوق کو چادر کے

دکر کہ ان کید کن عظیم

نیچے چھپاتا کیونکہ یہ بڑا مکر ہے

چادر خودا برو افکند زود
مرد زون کرد و را بر کٹھود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی
زیر چادر مرد رسوا و عیاں
چادر میں مرد رسوا اور کھلا ہوا
از تعجب گفت صوفی چیست ایں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟

ان برف آہستہ آہستہ پکھل کر
ختم ہو جاتی ہے گفتارے جو کے
شکاری جو کے بھٹ کے پاس آہیں
میں زور سے کہنے لگے ہیں کہ جو
بھٹ میں نہیں ہے۔ بھولان کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرد
ہو جاتا ہے۔ چچ اس طرح میں ہوی
کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔
۳ سمج۔ پہاڑی تختہ خاندہ
بالا۔ زینہ۔ چول۔ اور گوگرد
پشتہ۔ یعنی دیوار۔ گریز۔ قرآن پاک
میں ہے۔ و سئلونک عن
الجبیل فقل یسفھا ربی نسفا
قیل نہا قلنا صفا لا تری فیہا
عوج انجولہا نسفا لہا ہے شیر ترم سے
پہاڑوں کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں تو کہہ دیا میرا یہ درگاہان کو
اڑا دے گا اور زمین کو ہموار میدان کر
دے گا کہ جس میں تو نہ توڑ دیکھے گا
اور نہ توڑی تجھ۔
۳۔ حرج۔ غلی۔ گناہ۔ عوج۔
نیچہ۔ چادر۔ یعنی بیوی نے اس
سوچی کو چادر اڑھا دی تاکہ صوفی اس کو
مرد کی بجائے عورت سمجھ کر دروازہ
کھول کر اس کو نکال دیا۔ زیر چادر۔
چادر میں وہ مرد نہ چھپ سکا اور اس
طرح اس کا مرد ہونا ظاہر تھا جیسا کہ
بیزری پر لوث پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر
ہوتا ہے۔ از تعجب۔ چونکہ صوفی نے
طے کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو نہ دیکھا تھا
دے گا تو تعجب سے بیوی سے
دریافت کیا کہ کون عورت تھی۔

گفت خاتون نیست از اعیانِ شہر
اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی ہے

در بہ بستم تا کسے بیگانہ
میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر

گفت صوفی چستش ہیں خدمتے
صوفی نے کہا ہاں اس کا کام کیا ہے؟

گفت میلش ۲ خویش و پیوستگی ست
اس نے کہا اس کی خواہش اپنائیت اور رشتہ ہے

یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست
اس کے ایک لڑکا ہے جو شہر میں نہیں ہے

خواست دختر را بہ بنید زیر دست
اس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے

باز گفت ار آرد باشند یا سبوس
پھر اس نے کہا وہ آتا ہے یا بھوی

گفت صوفی ما فقیر و زاد کم
صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے

کے بود ایں کفو ایشان در زواج
یہ لڑی نکاح میں ان کا جوڑ کہاں ہے؟

گفتو باید ہر دو بخت اندر نکاح
نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیے

کے بود ہمرنگ فقر و احتشام
دہندی اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں؟

جامہ نیے اطلس وی نیے پلاں
آدھا کپڑا اطلس اور آدھا نمات

با کبوتر باز کے شد ہم نفس
باز کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

مرو از مال و اقبال ست بہر
جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے

در نیاید زود نا دانا نہ
نااہلگی میں جلدی سے اند نہ آ جائے

تا بر آرم بے سپاس و منتے
تاکہ میں بغیر شکر گزاری اور احسان کے کروں

نیک خاتونے ست حق داند کہ کیست
بھلی بی بی ہے خدا جانے کون ہے؟

خوب و زیرک چاہک و مکتب کنیست
خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کماد ہے

اتفاقاً دختر اندر مکتب ست
اتفاقاً لڑکی کتب میں ہے

می گنم اورا بجان و دل عروس
میں اس کو جان و دل سے لہن مینا لوں گی

قوم خاتوں مالدار و مختشم
بی بی کی قوم مالدار اور باعزت ہے

یک در از چوب و در دیگر زعاج
ایک پٹ لکڑی کا اور دو سراپٹ ہاتھی دانت کا

ورنہ ۳ ننگ آید نمائد ار تیاہ
ورنہ شرم آئے گی آسودگی ہو گی

چوں شود ہم جنس یا قوت و رُ خام
یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہاں ہیں؟

عجیب باشد نزد اصحاب شناس
پہچان والوں کے نزدیک عجیب ہے

کے شود ہم از عققاد باگس
عقاد کسی کا ہرگز کب ہوا ہے؟

۱۔ اعیان شہر۔ شہر کے بڑے لوگ۔ مروار۔ یعنی بہت مالدار اور باعزت عورت ہے۔ ذرہ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی گھر میں نہ آجائے اور اس کی بے پردگی اور بے عزتی نہ ہو۔ گفت۔ صوفی نے کہا دیکھی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو آئی گی۔ مجھے بتانا کہ جلد اس کا کام کروں۔

۲۔ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ لے کر آئی تھی۔ خواست۔ اس کے آنے کا مقصد ہماری لڑکی کو چھنا تھا۔ باز گفت۔ چونکہ لڑکی مدرسہ کی تھی اور وہ لڑکی کو نہ دیکھ سکتی تھی تو کتب گلی خانہ کی صورت کسی ہی ہو میں تو اس کو اپنی لہن میناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب گھر اسے اور لڑکا ریش گھر اسے کا ہے یہ بے جوڑ بات ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ دروازے کا ایک کواڑ لڑکا چکا اور ایک کواڑ باجی دانت کا ہو۔

۳۔ ورنہ۔ اگر مایاں بیوی یکساں نہ ہو تو اختلاف دہتا ہے اور تیاہ۔ راحت پانا۔ کہ بود۔ یہ جوڑ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مند کی کا جوڑ یا بات اور سنگ مرمر کا جوڑ۔ جامہ۔ اطلس۔ میں نمات کا جوڑ ہندو عقلمندوں کے دیب برا ہے یا کبوتر۔ کبوتر اور باز کا عقاد کسی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفتن زن کہ او در بند جہان نیست مُراو اوست و صلاح ست
بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد پہلے پوئی اور نیکی ہے
وجواب گفتن صوفی آلِ برتر پوشیدہ را
اندر صوفی کا اس پوشیدہ راز کا جواب دینا

۱ گفتن زن۔ عورت نے کہا کہ وہ لوگ جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو پہلے پوئی اور نیکی کے طالب گار ہیں اور صوفی نے اس کو طعناً جواب دیا۔ ماولیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کتنی ہی کریمہ تو دولت سے عاجز آگئے ہیں وہ اسے یہاں جو دولت ہے وہی بھارتی بڑھ رہی ہے۔ ہاں۔ بیوی نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ ہم عوام کی طرح سال کے لاپچی اور حریص میں ہیں۔

۲ قصیدہ ہم تو لکڑی لڑکی چاہتے ہیں جو پہلے نشین اور نیک ہو دونوں جہانوں میں انہی چیزوں سے بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی نے پھر اپنی عقیدتی کا اظہار کیا تاکہ بات چھپی نہ رہے۔ گفت زن۔ بیوی نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی بات پر مٹی ہوئی ہے اور ہماری غربت سے نہیں گھبراتی ہے۔ ہاں گوید وہ برابر یہی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔

۳ گفت صوفی۔ صوفی نے اب تک تو ایسا طرز کلام اختیار کر رکھا تھا جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کی خواہش سے باخبر ہو گیا۔ جب اس نے یہ گفتگو میں اس نے ایسے طرز یہ فقرے استعمال کئے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بدعظمتی سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ یعنی اہل نے یہ تو دیکھ لیا ہے کہ ہمارا گھر ایسا مختصر ہے کہ اس میں صوفی بھی نہیں چھپ سکتی ہے۔

گفت نے من نیستم اسباب جو کہا، نہیں میں سلمان کی جستجو میں نہیں ہوں فارغیم و ختمہ از مال عظیم ہم بے نیاز ہیں اور زیادہ دولت سے پیٹ بھرے ہیں مابحرص و جمع نے چوں عامہ ایم ہم عوام کی طرح لالچ اور جزنے میں نہیں ہیں در دو عالم خود بدایا باشد فلاح دونوں جہان میں ہی سے نجات ہے وآں مگر کر دستانہ بود نہفت اور اس کو دہرایا تاکہ چھپا نہ رہے بے جہازی را مقرر کردہ ام بے سرو سامانی کو واضح کر چکی ہوں کہ زصد فقرش نمی آید شکوہ سو افلاں سے بھی اس کو ڈر نہیں ہے از شما مقصود صدق و ہمت است تم سے میرا مقصود سچائی اور باطنی توجہ ہے دید و می بیند ہویدا لے خفا دیکھ لیا ہے اور صاف بغیر کسی پوشیدگی کے سمجھتی ہے کہ دُر و پتھر ہاں نماںد سوزنے کہ جس میں ایک سوئیں بھی نہ چھپ سکے

گفت گفتم من چہنیں عذرے و او اس بیوی نے کہا میں نے اس طرح کا عذر کیا وہ اس نے ماولیم از قماش و زر رویم ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے آگے گئے ہیں باز مال و زر ملول و ختمہ ایم ہمہل اور سونے سے آگے گئے اور پیٹ بھرے ہیں قصیدہ ۲۔ ماسترست و یا کسی و صلاح ہمارا مقصد پہلے پوئی اور نیکی ہے باز صوفی عذر درویشی بگفت صوفی نے پھر افلاں کا عذر کیا گفت زن من ہم مگر کردہ ام بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں اعتماد اوست راسخ ترز کوہ اس کا لہجہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے او ہی گوید مُراوم عفت است وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے گفت ۳ صوفی خود جہاز و مال ما صوفی نے کہا اس نے ہمارا سلمان اور مال خانہ تنگے مقام یک تنے تک گھر ایک لطف اس جگہ



اُو زما بہ داند اندر انحصار
نصحت پہلنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
وز پس و پیش و سر و دُنبالِ ستر
اور پہلے پیش کا آگہ چھپا اور سر اور ستر
وز صلاح و ستر اُو واقف ترست
نگلی اور پہلے پیش سے وہ زیادہ واقف ہے
وز صلاح و ستر اُو خود عالمِ ست
اور اس کی نگلی اور پہلے پیش کو وہ بی خود جانتی ہے
چوں بر اُو پیدا چو روزِ روشنت
چونکہ اس بی بی پر ہر روشن کی طرح واضح ہے
لاف کم بانی چو رسوا شد خطا
جب غلامی رہا ہو گئی ہے تو غنی نہ بگماید
ایں بُدستتِ اجتہاد و اعتقاد
یہی اجتہاد اور اعتقاد تیرے پاس ہے
دامِ مکر اندر دُعا بکشودہ
تو نے دغا بازی میں مکر کا جال پھیلایا ہے
شرمِ داری وز خدایِ خویش نی
تو شرح کرتا ہے اور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

بازِ ستر و پاکی و زہد و صلاح
پھر پہلے پوشی اور پاکی اور زہد اور نگلی
بہ زما می داند اُو احوالِ ستر
پہلے پیش کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
بے جہازی خود عیالِ پچھولِ خورست
بے سروسامانی صبح کی طرح خود ظاہر ہے
ظاہراً اُو بے جہاز و خادمِ ست
ظاہر ہے کہ وہ لڑکی، بغیر جہیز اور خادم کے ہے
شرح ۲ مستوری زبانا شرط نیست
اس لڑکی کا پہلے پیش کا تشریفِ باپ کی جانب ضروری نہیں ہے
ایں حکایت را بدالِ گفتم کہ تا
یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے تاکہ
مَرُ خرا ہم اے بد عوی مُستزاد
اے بلند بانگ دعوے والے تیرے بھی
چوں زنِ صوفی تو خانِ بودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان ہے
کہ زہرِ ناشستہ روئی گپ زنی
کہ ہر بھائی کے بارے میں تو گپیں مانتا ہے

۱۔ بالبدی ہی پاکی اور نگلی کی بات
تو اگر اس کو نصحت حاصل کر لی ہے تو وہ
ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے کی مانند
اس کو ہمارے پردے کا حال تو بہت
اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے بے
جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نگلی
اور پردے سے اچھی طرح واقف ہو
چکی ہے ظاہر لڑکی کا بے جہیز اور بغیر
خادم کے ہونا تو ظاہر تھا اس بارے میں
اور پہلے پیش سے بھی واقف ہو گئی ہے
۲۔ شرحِ مستوری۔ لڑکی کی پردہ
پوشی کو باپ کی ممانعت کر کے اس سے وہ
خود واقف ہو چکی ہے اور یہ بات روزِ
روشن کی طرح اس پر کھل گئی ہے اس
حکایت سے اس کا حالِ مستور نے عاشق
کو یہ قصہ بتا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے
تجھے اس لئے سنایا ہے کہ جب تیری
بے لوثی اصل کھل گئی ہے تو دغا داری وغیرہ
کے دعوے نہ کر مرنے والے مستور
نے اس عاشق سے کہا کہ تیری
حالت اسی صوفی کی بیوی کی سی ہے
اور صوفی کی بیوی کی طرح تو کھ خان
ہوتے ہوئے نہ مرنے والے دغا کا جال بچا رہا
ہے اور ہر عیب سے اپنے آپ کو بھری
ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے
اور خدا سے شرماتا ہے

بیانِ سچ آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چیست

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

کہ بُود دید ویت ہر دم نذیر
تاکہ اس کا تجھے دیکھنا ہر وقت نذیر ہے
تا بہ بندی لب ز گفتارِ شنج
تاکہ تو بری گفتگو سے ہونٹ بند کر لے

از پئے آں گفت حق خود را بصیر
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصیر ہی لئے فرمایا ہے
از پئے آں گفت حق خود را سمیع
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سننے والا اس لئے فرمایا ہے

۳۔ بیان۔ چونکہ عاشق نے
مستور کو تھوڑا بھروسہ کر دیا کہ وہ عیال نہ
ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ
علیم ہے اس کے احاطہ علی سے کوئی
واقعہ باہر نہیں ہو سکتا وہ بصیر ہے اس کی
بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی
ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی
بحث شروع کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں
کہ اس کا وہ صفاتی جن صفات سے بنے
ہیں وہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں

بدیہام موجود ہے۔ سچ اللہ کا نام سچ ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بری بات نہ
نکالے اور یہ سمجھے کہ کدو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔

از پے آں گفت حق خود را علیم
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جانے والا ہی لئے فرمایا ہے
 نیست لہذا بر خدا اسم اعلم
 یہ نام خدائی محض شرافت کے لئے رکھیں ہیں
 اسم مشتق ست ز اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ ۲ تسخر باشد و طرز و دہا
 ورنہ مذاق اور طرز اور شکر ہو گا
 یا علم باشد حی نام و تح
 یا کسی بے شرم کا نام حیاء ہو
 طفلك نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
 گر گویند ایں لقبہا در مدح
 لیکن اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کریں
 تسخر و طرزے بوداں یا جنوں
 مذاق اور طرز یا پاگل پن ہو گا
 من ہی دانستمت پیش از وصال
 میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
 من ۳ ہی دانستمت پیش از لقا
 میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در غمش
 جب آنکھیں دکھنے میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تا نیندیشی فسادے تو ز نیم
 تاکہ ڈر کر تو کوئی بری بات نہ سوچے
 کہ سیہ کا نور دارد نام ہم
 کیونکہ چشمی کا نام کافور بھی ہوتا ہے
 نے مثال علت اولی سقیم
 اللہ تعالیٰ علت اولی کی طرح تھس نہیں ہے
 گز را سلع ضریراں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور انھوں کو روشنی والا کہنا
 یا سیاہ و زشت را نام صبح
 یا کالے اور بد صحت کا نام حسین ہو
 یا لقب غازی نہیں بہر نسب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھ دے مناسب ہے
 چوں ندارد آں صفت نبود صحیح
 جبکہ اس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عما یقول الظالمون
 اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ تلو روئی و لیکن بد خصال
 کہ تو اچھی صورت والا ہے لیکن بد عادت ہے
 کز ستیزہ را سخی اندر شقا
 کہ تو جھگڑا ملو ہونے کی وجہ سے بدختی میں پختہ ہے
 و انمش زال درد گر کم پینمش
 میں اس کا درد ہے جاتی ہوں اگرچہ انکس نہ کمی ہوں

۱۔ اسم علم۔ نام ہوتا ہے جو محض
 مسکین کی شرافت کے لئے رکھا جاتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ اس مسکین میں
 صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ بہرہ میں کے رہنے
 والے کا نام کافور رکھا جاتا ہے حالانکہ
 اس چشمی میں نہ کافور کی سی سفیدی ہے
 نہ خوشبو۔ اسم مشتق است۔ اللہ تعالیٰ
 کے اسماء کی قدیم صفات سے بنے
 ہیں جن میں ان صفات کے معانی
 موجود ہیں۔ صبح صفت صبح سے بنا ہے
 اور اس میں قوت صبح موجود ہے اسی
 طرح علیم صفت علم سے بنا ہے اللہ
 تعالیٰ صفت علم سے متصف
 ہے۔ مثلاً۔ فلانہ حضرت حق
 سبحانہ کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں اور
 اس سے صرف معلول قول کا ثبوت
 بطریق وجوب پایتہ ہیں۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ حضرت حق علت اولیٰ
 کی طرح نہیں ہے کہ اس سے صرف
 معلول قول کا حلق ہو اور وہ بھی بہ سبیل
 وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی
 خالق ہے اور اپنی تمام صفات سے
 متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی
 علت ہے اور اس کی صفات کا حلق
 بھی تمام کائنات سے ہے۔

۲۔ درد۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت
 سے متصف نہ مانا جائے جس سے
 اسم وصفی بنا ہے تو یہ محض تسخر ہوگا
 بہرے کو تسخر کہنا اللہ کے کو ضیاء کہنا
 مذاق ہے۔ حی۔ حیاء اور وح۔ بے
 حیاء۔ صبح۔ حسین۔ طفلك۔ باپ
 کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے
 کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض
 بچپان کے لئے رکھ دینے میں کوئی
 حرج نہیں ہے۔ گر گویند۔ اگر کہی
 الفاظ اس پر

کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہوگا۔
 ۳۔ من ہی۔ معشوقہ نے اس عاشق سے کہا میں ملاقات سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو بیکاشقی ہے۔ چونکہ
 کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہوتا ہے
 آنکھیں دکھنے میں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرفی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا
 ہے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

تو گماں بُردی ندام پاسبان
تو نے خیال کیا کہ میرا کئی نگہبان نہیں ہے
کہ نظر نا جاگے مالیدہ اند
کہ بے موقع نظر بازی کرے ہیں
رائگاں دانستہ اند آں سعی را
انہوں نے اس قیدی کو مفت جاتا
کہ منم حارس گزافہ کم بگر
کہ میں نگہبان ہوں، بیہودہ نگہ نہ ڈال
کہ نباشد حارس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے نگہبان نہ ہو گا
داند آں بادے کہ برمن می دزد
وہ اس ہوا کو بھی جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غفل نیست غائبے سقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے، نہ غائب ہے
من بدل کو ریت می دیدم عیاں
میں دل کے ذریعہ تیرے اندر سے پن کا مشاہدہ کر رہی تھی
من بدل کو ریت می دیدم ز دور
میں نے دل کے ذریعہ سے تیرے منہ سے پن کو دیکھ لیا تھا
کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نااہل اور پیچ پیچ سے پردہ دیکھ لیا تھا
کہ تو چوٹی چوں بُود او سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

تو مرا چوں برہ دیدی بے حُباب
تو مجھے بلا گدڑیے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقان از درد زان نالیدہ اند
عاشق مد میں اسی وجہ سے روتے ہیں
بے حُباب دانستہ اند آں ظمی را
انہوں نے اس ہرنی کو بے عافیت سمجھا
تاز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرت خداوندی سے جگر پر تیز لگا
کے کم از برہ کم از بُو غالہ ام
میں بکری اور بھیڑ کے بچے سے کم کب ہوں
حارسے دارم کہ مُلکش می سرود
میں وہ نگہبان رکھتی ہوں جس کو حکمت سزاوار
سرد بُوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم
نفس شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفس شہوانی ز حق کُترست و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالیٰ سے بہرا اور اندھا ہے
ہشت سالت زان پیر سیدم پیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خودچہ پُرسم زانکہ او باشد تبوں
جو بھی میں ہو اے کے بارے میں کیا پوچھوں

۱۔ تو مرا معشوق نے اس عاشق
سے کہا کہ تو نے مجھے بے رکھالا۔
بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر نگہبان
کے جاتا۔ کہ نظر بازیوں کا دانا دھونا
ان کے نگاہ کی سزا ہے عظمیٰ۔ یعنی
معشوقہ۔ سی۔ قیدی عورت۔
غیرت۔ یعنی غیرت خداوندی۔
حارس۔ نگہبان۔ برہ۔ بکری کا بچہ۔ بر
غلہ۔ پہاڑی کی بکری

۲۔ حارسے۔ یعنی میرا محافظ وہ خدا
ہے جو عظیم ذخیرہ ہے وہ اس ہوا کو بھی
جان لیتا ہے جو میرے اوپر سے
گزرتی ہے نفس شہوانی تیرا نفس
شہوت پرست ہے جس میں روح کا
کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے
معاشر میں اندھا بہرہ دار ہے۔

۳۔ ہشت۔ تو آٹھ سال سے
میرے فراق میں ہے چونکہ میں معشوق
تھی کہ جہل اور نااہلی سے پرے نہ بنا
میں نے تیری کوئی برائی نہیں کی۔ خود۔
جو شخص خود تباہی کی معنی میں گرا ہو اس
کے احوال معلوم کرنا بے فوٹی ہے۔
توں۔ یعنی کاوند کا مکمل۔ حمام میں
پانی گرم کرنے کے لئے معنی پتلی
جالی ہے جس میں گوبر اور کڑا کرٹ
چلا جاتا ہے حمام کے خدمت گار اس
معنی میں گوبر وغیرہ لاکر ڈالتے ہیں
اور کندے سے جے ہیں حمام میں نہانے
والے اسے بدن کا میل پھیل صاف
کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال معنی
کے اندھن کی طرح ہے اور دنیا
دار معنی دکن کرنے والوں کی طرح اور
مشی حمام میں نہانے والوں کی طرح
ہیں۔

مثل آنکہ کلخن و تقویٰ جہام و تو انکراں سرگیں گشاندند
اس کی مثل کہ دنیا بھی اور تقویٰ حمام اور ملداں اپنے ڈالنے والے ہیں



شہوتِ دنیا مثالِ گلخنِ ست
دنیا کی شہوت بھی جیسی ہے
لیکے قسمِ مثنوی زیں توں صفاست
لیکن اس بجلی سے متقی کا حصہ صفائی ہے
انعیاء مانندہ سرگیں گشاں
مالدوں کو اپنے لانے والوں کی طرح
اند ایشاں حرصِ بنہادہ خدا
اللہ تعالیٰ نے ان میں حرص رکھ دی ہے
ترکِ ایں توں گیر و درگرمابہ داں
اس بھی کو چھوڑ لو حمام میں جا
ہر کیکہ دلقنِ ست اوچوںِ خلاصت
جو بھی میں ہے وہ خام جیسا ہے
ہر کہ در حمام شد سیمائے او
جو شخص حمام میں چلا گیا اس کی علامت
تونیاں را نیز سیماء آشکار
بھی دالوں کی علامت بھی ظاہر ہے
ورنہ بنی رُوش بُویش را بگیر
اگر تو اس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اس کی بولے لے
گرنداری سے بُورِ آرش در سخن
اگر تجھے سٹکھنا نہیں آتا اس سے بات کرا
پس بگویت توئی صاحبِ ذنب
صونے کا مالک، بھی والا کہتا ہے
حرصِ توچوں آتشِ ست اند جہاں
دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
پیشِ عقلِ ایند جو سرگیں ناتمنِ ست
عقل کے نزدیک یہ ناسرگرم کی طرح برا ہے

کہ ازو حمامِ تقویٰ روشنِ ست
جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے
زانکہ درگرمابہ است و در تقاست
کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
بہر آتشِ کردنِ گرما بہ داں
حمام کو گرمانے کے لئے سمجھ
تلوؤد گرما بہ گرم و باؤا
تاکہ حمام گرم اور پر رونق ہو
ترکِ توں را عینِ آں گرمابہ داں
بھی کو چھوڑنا بعینہ حمام سمجھ
مرو را کہ صابرِ ست و حازمِ ست
اس شخص کے لئے جو صابر اور متعاط ہے
ہست پیدا بر رُبخِ زیبائے او
اس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے
از لباسِ واز دُخانِ واز غبد
کپڑوں اور دھوئیں اور غبد سے
بوعصا آمد برائے ہر ضریر
بو، ہر اندھے کی لالچی ہے
از حدیثِ نو بدلاں را ز کہن
نئی بات سے پرانا را سمجھ لے
بستِ سئلہ چرکِ بَرم تا شب
میں رات تک گور کے میں ٹوکرے گھر لے گیا ہوں
باز کردہ ہر زبانہ صد دہاں
ہر شعلہ نے سو منہ پھیلا رکھے ہیں
گرچہ جلِ سرگیں فروغِ آتشِ ست
اگرچہ وہ گور کی طرح آگ کی چمک والا ہے

۱۔ نیک۔ متقی اس دنیا کے حمام
سے پاک و صاف بن کر نکلتا ہے
گرمابِ حمام۔ اند ایشاں۔ دنیا
دالوں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ
بھی گرم نہ ہوتی۔ ترک۔ ایک
مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بھی کارخ
نہ کرے حمام میں داخل ہو۔

۲۔ ہر کہ دنیا دلوں نے لال
تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر
دیا ہے ہر شان کو خود معرف ہونا پڑتا تو
گویا دنیا دار متقیوں کے خدمت گزار
اور خادم ہیں۔ حمام شد۔ تقویٰ کے
آباد چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں
تونیاں۔ دنیا دلوں کے احوال ان کے
علامتوں سے پہچان لئے جاتے
ہیں۔ ورنہ اگر تم میں یہ استعداد نہ ہو
ہے کہ دنیا دلوں کے چہرے سے سلا
کے احوال پڑھ لو۔ جویش۔ یعنی اور
کی عاقبت سے ان کے احوال معلوم
ہو۔ اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ
خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا
ہے۔

۳۔ گرنداری ہو۔ اگر تم ان کی
عاقبت سے ان کے احوال سمجھنے کی
استعداد نہیں رکھتے ہو تو ان کی گفتگو
سے ان کے احوال سمجھ لو پس۔
بگوید۔ مالدار دنیا دار کہے گا کہ آرزو
میں نے میں ٹوکرے گور کیا۔ حرص
تو حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیا
ہوتے ہیں جیسا کہ گور کے پلور
سے جیسے شعلے پھٹنے لگے گور اور سو۔
کو برابر جھٹتا ہے کیونکہ وہ بھی آتش
حرص کو اس طرح فروغ دیتا ہے کہ
طرح گور آگ کو فروغ دیتا۔
دلوں کا آتش حرص کو فروغ دیتا
دلوں کی کشش کا سبب ہے۔

۱۔ آفتاب۔ سورج کی گرمی تو گور کو خشک کر کے آگ سے جلنے والا بناتی ہے۔ سورج ہی پتھر کا گراما کر اس کی رٹوں میں سونا پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ سونا حرص کی۔ یعنی میں پہنچ کر حرص کی چندکاریوں کو فروغ دے۔ آفتاب۔ جو دنیا پر گریہ رہا ہے کہ اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے دراصل آتش حرص کے لئے گور جمع کیا ہے۔ اس سخن۔ گور جمع کرنا اگرچہ کوئی فخری بات نہیں ہے لیکن بعضی دلوں میں یہ فخر ہے۔ وہ فخر یہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ تو نے کچھ ٹوکے گور جمع کیا ہے تو میں نے نہیں ٹوکے۔ جمع کئے ہیں نہیں دینا دلوں کی حالت ہے۔ ۲۔ آفتاب۔ جس شخص کا شوق نہا ہوئی کے داخل میں ہوا ہے اس کے لئے گوری کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم اس کو مشک سنبھالو گے تو اس سے اسے تکلیف پہنچے گی۔ گراہوں اگر تم بھی اس کے اس یعنی کے کلابار میں شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو گے دنیا دلوں کی محبت میں تمہاری بھی وہی حالت ہو جائے گی جو ان دنیا داروں کی ہے۔ ۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا قصود ہے کہ جیسی محبت ہوتی ہے اسی طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ اگر کچھ چار لگنے والے عطا فرمادیں۔ دلوں کی۔ عکس۔ نیم۔

نہ دیا پھر۔

آفتابے کہ دم از آتش زند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے
آفتاب آں سنگ را ہم کرد زر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے
آنکہ گوید مال گردد آورده ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
ایں سخن گرچہ کہ رسوائی فراست
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے
کہ توشش سلہ کشیدی تا بشب
کہ تو نے رات تک کچھ ٹوکے حاصل کئے
آنکہ ۲ دتوں زاد و پاکی را ندید
جو بھی میں پیدا ہوا ہوں اس نے پاکی نہیں دیکھی
گر بتوں لباز خواہی بود تو
اگر تو بھی کا شریک بنے گا

قصہ ۳۔ آں دباغ کہ در بازار عطا راں از بوئے عطر بیہوش شد
اس کمال رنگنے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

آں کیے دباغ در بازار شد
ایک چورا رنگنے والا بازار گیا
تا خرو آنچه در دکار بد
تاکہ جو اسے دھکا دیا وہ خریدے
چونکہ در بازار عطا راں رسید
جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا
تا مگر دیدش سرو برجا فتاد
تاکہ مگر دیدش سرو برجا فتاد
یہاں تک کہ اس کا سر پھلکا اور وہیں گر گیا
نیم روز اندر میان را بگذر
دوپہر میں سڑک کے درمیان



جمع آمد خلق بروے آں زماں
 اس وقت لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے
 زں یکے کف بر دل اوی براند
 ایک اس کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا
 او نمی دانست کاندہ مرتعہ
 وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں
 آں یکے دستش ہمی مالید و سر
 ایک اس کا ہاتھ اور سر ملتا تھا
 آں بخور و غود و شکر زد بہم
 ایک دھونی اور اگر اور شکر ملاتا تھا
 وال شدہ خم تا نفس چوں می کشد
 دھرا جگا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے
 وال ۲ دگر نبضش گرفتہ از خرد
 دھرا عقلمدی سے اس کی نبض پکڑے ہوئے
 تا کہ مے خورد دست یا بنگ و خیش
 تاکہ معلوم کرساں نے شرب پی ہے یا بنگ و خیش
 پس خبر بردند خویشاں را شتاب
 تو انہوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی
 کس نمی داند کہ چوں مصرع گشت
 کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا ہے
 یک بردار داشت آں دباغ زفت
 اس چورا رنگے والے کا ایک مٹا بھائی تھا
 اند کے سرگین ۳ سگ در آستین
 تھوڑا سا کتے کا پانخانہ آستین میں
 گفت من ز بخش ہمید انم ز چیست
 بولا میں اس کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟

بملا گاہ لاحول خواں در ماں انگناں
 سب لاحول پڑتے ہوئے علاج کرتے ہوئے
 وز گلاب آں دیگرے بروے فشانہ
 دھرا اس پر گلاب پھینکتا تھا
 از گلاب آمد ورا آں واقعہ
 یہ حادثہ اس کو گلاب سے پیش آیا ہے
 وال دگر کہگل ہمی آورد خر
 دھرا مٹ تر کر کے لاتا تھا
 وال دگر از پوششش می کرد کم
 دھرا اس کے کپڑے کم کرتا تھا
 وال دگر بو از دہانش می شمند
 دھرا اس کے منہ کی خوشبو سگھٹا تھا
 منتظر تا نبض او چوں می جہد
 منتظر تھا کہ اس کی نبض کیسی چل رہی ہے
 خلق در مانند اندر بہیشیش
 لوگ اس کی بیہوشی کے سبب میں عاجز آ گئے
 کہ فلاں افتادہ است آنجا خراب
 کہ فلانہ اس جگہ بے ہوش پڑا ہے
 یا چہ شد گورا افتاد از بام طشت
 یا کیا ہوا ہے کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے
 گر پزد دانا بیامد زو تفت
 چالاک اور سمجھدار وہ جلد سرگری سے آیا
 خلق را بشگافت و آمد با حنین
 لوگوں کو چرا روتا ہوا آیا
 چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست
 جب تو سبب جان لے دوا کرنا آسان ہے

۱۔ درماں۔ علاج۔ مرتعہ۔ چراگاہ

یہاں عطارد کا بازار مراد ہے
 واقعہ یعنی بے ہوشی۔ کہگل۔ کاہل
 گل سے مرکب بے ہوشی جس میں
 بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اس سے
 دیواروں کو لپکا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی
 سگھٹانے سے بیہوش کو افتادہ ہوجاتا
 ہے۔ بخور۔ دھونی پوشش۔ کپڑے کم
 کر دینے سے فرحت کے سبب
 بیہوش ہونے میں آجاتا ہے۔ دہانش۔
 تاکہ منہ کو دیکھ کر سمجھ لے کہ بیہوش کی
 نشا اور چیز کی وجہ سے ہوئی ہے۔

۲۔ وال دگر۔ نبض کے ذریعہ سے
 بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔
 بنگ۔ بھنگ۔ خیش۔ گھاس۔
 بھنگ۔ خوشیاں۔ یعنی دباغ کے
 راشنہ۔ مصروف۔ سرگی کا بیہوش بے
 ہوش۔

۳۔ سرگین۔ سگ۔ کتے کا پانخانہ۔
 حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ واضح
 یعنی مرض کا سبب معلوم ہوجانے پر وہ
 آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی
 تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا
 ہے۔

دارہی رنج دور و صد تحمل ست
مرض کی دوا اور اس میں سو احتمال ہیں
دانش اسباب دفع جہل شد
اسباب کا جاننا ، ناقصیت کا ذخیہ ہو گیا
توئے بر تو بھی آں سرگینِ سگ
کتے کے پاخانے کی بو تہ تہ
غرقِ دباغی ست اور روزی طلب
چمڑے رنگے میں ڈوبا ہوا ہے روزی کمانے والا
بُوئے عطرش لاجرم ساز و تیار
اس کو عطر کی خوشبو لا حائل تیار کر دے گی
انچہ عادت دانشت بیمار آتشِ وہ
جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے
پس دوائے رنجش از معتاد و جو
تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیزوں سے کر
از گلاب آید جعل را میبہشی
تو گہر دے کو گلاب سے بے ہوش ہو گی
کہ بدالِ اُورا اہمی معتاد و خواست
کہ اس ہی کی اس کو عادت اور خواہ ہے
رُو پُشتِ اسِ سخن را باز وال
اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے
می دوا سازند بہر فتح باب
علاج کرتے ہیں ہدایت کے دروازے کی کشاوی کیلئے

چوں سبب معلوم ہو مشکل ست
جب سبب معلوم نہ ہو مشکل ہے
چوں بد استی سبب را سہل شد
جب تو نے سبب جان لیا آسان ہو گیا
گفت ایما خود مستش اندر مغرور گ
اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے
تامیاں اندر حدث او تا بشب
یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات تک
باحث کر دست عادت سال و ماہ
اس نے سالوں اور مہینوں بدبو کی عادت ڈالی ہے
پس چہمیں گفت ست جانیوں مہ
تو اسی لئے جانیوں اعظم نے کہا ہے
کز خلافِ عادتِ آں رنج او
کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے
چوں محل گشت است از سرگین کشی
وہ گورج کرنے سے گہر دے کی طرح ہو گیا ہے
ہم ازالِ سرگینِ سگ دارہی اوست
کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے
الْخِیْنَاتِ ۳ الْخِیْنَاتِ رَاہِ خَوَالِ
الْخِیْنَاتِ اور الْخِیْنَاتِ کو پڑھ
ناصحان اُورا بمعبر یا گلاب
نصیحت کرنے والے غیر یا گلاب سے اس کا

۱۔ گفت۔ اس کہ باغ کے پھل
نے سچا کہہ اس کا دماغ بدبو کا
عادی ہے چونکہ یہ رات دن سڑے
ہوئے چمڑے رنگا ہے۔ بقصدت۔
جبکہ اس کو بدبو کی عادت ہے تو خوشبو
اس کو اچھا نہ تیار کرے گی۔ جانیوں۔
یونان کا مشہور طبیب جس نے کہا
ہے کہ مریض کے مزاج کے موافق دوا
جوڑ کر دے۔

۲۔ کز عمو خلاف عادت حادثہ
سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے
مطابق دوا دینے سے زائل ہو
جائے گا۔ معتاد۔ جس چیز کی عادت
ہو۔ جعل۔ گہر دے گہر دے کو اگر
گلاب نکھاؤ گے وہ بیہوش ہو جائے
گا۔ دارہی اوست۔ گہر دے کا علاج
گور سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ الْخِیْنَاتِ قرآن میں ہے
الْخِیْنَاتِ الْخِیْنَاتِ وَالْخِیْنُونَ
لِلْخِیْنَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ لِلطَّيِّبِ
وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ عام طور مفسرین
نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں
خبیث مردوں کے لئے ہیں اور
خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے
پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے
ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لئے اور
پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔
مولانا نے الْخِیْنَاتِ سے بری
عادتیں اور الطَّيِّبَاتِ سے پاکیزہ
اخلاق مراد لئے ہیں۔ ناصحان۔
ہدایت لوگوں کی نصیحت میں ناصح
بھی باتیں سناتے ہیں جو ان کی
عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی
نصیحت کا کر نہیں ہوتی ہے۔



مر حیثاں ۱ را نسا زد طبیات
بھی باتیں حیثوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کز گشتند دم
وہ جب وحی کے عطر سے نیرے اور بہت ہو گئے
رنج و بیماریست مارا ایں مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گریبا غازیہ نصیح آشکار
اگر تم نے علی الاعلان نصیحت شروع کی
ماہر لہو و لعب فر بہ گشتہ ایم
ہم کھیل کود سے موندے ہوئے ہیں
ہست قوت مالدورغ و لاف و لاغ
ہماری غذا جھوٹ اور شیخی اور فحاشی ہے
رنج را صد تو تو افروز می کنند
مرض سو گنا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک ایشان بیحدست
ان کے شرک اور کفر کی گندگی بحد ہے

معالجہ کردن برادر دباغ را مخفیہ بہوئے سر گیس
کتنے کے پاخانہ کی بو سے پوشیدہ طور پر چھڑا رنگنے والے کے بھائی کا چھڑا رنگنے والے کا علاج کرنا

خلق سے رامی را انداز دے آنجواں
اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھاگ دیا
سر بگوشش برد ہچوں را زگو
اس نے زکھنہ لکھنہ میں اس کے کان کے قریب کیا
کو بکف سر گین سگ سائیدہ بود
اس لئے کہ اس نے پھٹکی پر کتے کا پاخانہ ملا تھا
چونکہ بوی آل حدث را وا کشید
جب اس نے اس تپاکی کی بو سونھی

تا علاءش را نیند آں گساں
تاکہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں
پس نہاد آں چیز بر بینی او
پھر اس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی
دار وی مغز پلیداں دیدہ بود
تپاکی دماغ کا علاج اس کو سمجھا تھا
مغز شش بوی ناخوش را سزید
اس کا گندا دماغ بدبو کے لائق تھا

۱۔ مر حیثاں۔ عمدہ نصیحتیں حیثوں
کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔
چوں۔ جبکہ وحی کا عطر ان کے دماغ
کے موافق نہیں ہے تو وہ اس سے
گھبراتے ہیں اور ان کو وہ وعظ و
نصیحت گراں گزرتی ہے۔ گریبا
غازیہ انبیاء کو جس کیلئے وحی شروع کر
دیتے ہیں۔

۲۔ تا۔ کفار نے انبیاء سے کہا کہ
ہمارے پرورش کھیل کود میں ہوتی ہے ہمارا
مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا
ہے۔ بلائے نفسی فحاشی۔ شوش۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا جی متلاطم ہے
رنج۔ ان کفار پر افسوس ہے یہ اپنے
مرض میں اور اضافے کرتے ہیں
عقل کا علاج انہوں نے کرتے ہیں
جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔ ہیں۔
مولانا فرماتے ہیں ان کفار کی حالت
کو چھوڑ دو دباغ بے ہوش پڑا جس کے
قصہ کی تکمیل کرو۔

۳۔ خلق را۔ دباغ کے بھائی نے
لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تاکہ کوئی اس
کے معاملہ سے واقف نہ ہو سکے۔ بر
عجوش۔ اس نے اپنا سرکان کی
طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان
میں کوئی دوا چڑھ رہا ہے اور پیچھے سے
اس کی ناک پر کتے کا پاخانہ دیا۔

۱۔ سالتے۔ جب اس دباغ نے بدلوں کو تو اس کو ہوش آنا شروع ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ کب منتر تھا کہ کان میں پھونکتے ہی اس کو ہوش آئے لگے۔ جنبش۔ بدکار کو برنگوں کے قصے سنو تو ان کو حرا نہیں آتا ہے ہاں زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہرگز۔ کبھی باتیں جس کے مانع کے حواظ نہ ہوں تو یقیناً اس نے بری باتوں کی عادت ڈال رکھی ہے۔

۲۔ مشرکوں۔ قرآن پاک میں ہے فَمَا الْمُشْرِكُونَ نجس مُشْرِكٌ نجس میں چنگان لوگوں کی شوفا گندے ماحول میں ہوتی ہے اسی لئے قرآن نے ان کو نجس کہا ہے کرم۔ جو کیزا گور میں پیدا ہوا ہے غیر سنگھانے سے اس کا حراج نہ بدلے گا۔ چول۔ حدیث شریف ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فِي ظِلْمَةٍ ثُمَّ رَضَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرٍ فَمِنْ اَصْحَابِ مِنْ رُبِّكَ النُّوْرُ فَقَدْ فَضَّلْتَنِي وَمَنْ اخْطَا فَتَدَّ غُوِي۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر ان پر اپنا نور چھڑکا تو جس پر وہ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۳۔ ام مصر۔ مصری لوگ اندھے کو گور میں دبا کر اس سے بچکاں لیتے تھے یہاں کا ایک تجب ایہ نظر لیتا تھا تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب نیز ہے ایک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بڑا راسخ لعل ہوتا ہے تو بدیاں۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا تو بھی اس دباغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے از فراقت۔ فراق کی کڑی سے تازہ پتہ بن گیا لیکن پختہ پھل نہ بنا۔

سالتے اشد مُردہ جُبیدن گرفت تھوڑے پر زری کمر دے نے حرکت کرنی شروع کردی کاس بخواند افسوں بگوش او دمید کہ اس نے منتر پڑھا وہ اس کے کان میں پھونکا جُبش ہل فساد آں سُو بُود مفسدوں کی حرکت اس جانب کو ہوتی ہے ہر کرا مُشک نصیحت سُو نیست جس کو نصیحت کے مُشک سے فائدہ نہیں ہے مُشرکاں از ازاں نجس خواندست حق اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اسی لئے نجس کہا ہے کرم گوز اوست از سر گیس ابد وہ کیزا جو گور سے پیدا ہوا ہے کبھی چول نزد بروے شمارِ رَشِ تور کیونکہ اس پر نور کے چھڑکاؤ کی چھینٹا نہیں لگا ہے ور زرش نورِ حق فسمیش داد اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نور کے چھڑکاؤ میں حصہ دیا لیک نے مُرغِ حسیں خانگی لیکن گھریلو کینہ مرغ نہیں تو بدیاں مانی کز اں نُورِ تہی تو بھی اس دباغ کی طرح ہے کہ اس نور سے خالی ہے از فراقت زر و شد زُخسار و زو فرق میں تیرا زخمد اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

خلق گفتند ایں فسو نے بد شکفت لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا مُردہ بود افسوں بفریادش رسید وہ مردہ تھا منتر اس کی مدد کو آ گیا کہ زنا و غمزہ و ابرو بُود جہاں زنا اور تازہ داد اور ابرو کا اشدہ ہو لاجرم بلوئی بد خوکرو نیست لہالہ بدلو کی عادت ہے کاند رونِ پُشک زائد از سَبَق کیونکہ وہ ازل سے پیشین میں پیدا ہوئے ہیں می نگرداند بغیر خوی خود اپنی عادتِ غیر کی نہیں ڈال سکتا او ہمہ جسم ست نے دل چوں قشور وہ جھکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل ہچو رسمِ س مصر سر گیس مُرغ زاد تو مصریوں کے رواج کے مطابق گور نے مرغ پیدا کیا بلکہ مُرغِ دانش و فرزانی بلکہ عقل و دانش کا مرغ زانکہ بنی بر پلیدی می نہی کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے برگِ زردی میوہ ناپختہ تو تو چٹا پتہ ہے تو کچا پھل ہے



دیگ ز آتش شد سیاہ و دود فام
دیگ آگ سے کالی اور دھوئیں کی طرح ہو گئی
ہشت سال ت جوشِ دلم و در فراق
میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا
خامی و ہرگز نخواہی چخت تو
تو کچا ہے اور ہرگز نہ کچے کا
غورہ تو سنگ بستہ از سقام
پیری سے تیرا انگورں کا گچھا پتھر اگیا ہے
گوشت از سختی چخیں ماندست خام
گوشت سختی کی جب سے اسی طرح کچا ہے
کم نشد یک ذرہ خامیت از نفاق
نفاق کی جب سے تیری خامی ایک ذرہ کم نہ ہوئی
گر ہزاراں بار جوشی اے عشو
اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے
غوربا انکوں مویزند و تو خام
خوشے مفتی بن گئے اور تو کچا ہے

عذر ۲ خواستین عاشق گناہ خوردا بتلیس و رُپوش و فہم
مکلی اور تلپیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور مشقہ کا
کردن معشوق آلِ رانیز
اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم مکیر
عاشق نے کہا معاف کر ' میں آزما رہا تھا
من ۳ ہمی دانستمت بے امتحان
میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا
آفتابی نام تو مشہور و فاش
تو سورج ہے تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے
تو منی من خویشتن را امتحان
تو میں ہوں ' میں اپنا امتحان
انبیاء را امتحان کردہ عدات
رُشمنو نے انبیاء کا امتحان لیا ہے
امتحان چشم خود کردم بہ نور
میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا
تلبہ بینم ت حریفی یا سیر
تاکہ سمجھ لوں کہ تو یاد رکھیں ہے یا پرہ نشین
لیک باشند کے خبر پہچو عیاں
لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے
چہ زیانست از بکردم ابتلاش
کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟
می گنم ہر روز در سود و زیال
نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں
تلشدہ ظاہر از ایشاں معجزات
حتی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے
ایک چشم بدز پشمان تو دور
اے وہ محبوبہ! کہ تیری آنکھوں سے چشم بد دور ہے

۱۔ دیگ۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ
دھوئیں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن
گوشت کچا رہا ہشت۔ میں نے
تجھے آٹھ سال تک آتش فراق سے
جوش دیا لیکن تیری خامی میں کوئی
چختی نہ پیدا ہوئی۔ خامی۔ اگر ہزار
مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا پھر بھی
تیری خامی دور نہ ہوگی۔ غوربا گھوکا جو
خوشہ پتھر اگیا ہے پھر گری سے بھی
نہیں پکتا ہے۔ مویزند۔ انگور پختہ ہو
جانے کے بعد مفتی بنتا ہے۔

۲۔ عذر۔ اب عاشق نے مکلی
سے عذر خواہی کی اور اسے نکل کی غلطی تو
جیہہ شروع کر دی۔ گفت۔ عاشق
نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس
لئے کیا تھا کہ تجھے آزماؤں کہ تو برائی پر
راستی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔
حریف۔ یاد۔ سیر۔ مشہور۔ پرہ
نشین۔

۳۔ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک
ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے
لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی
روز روشن کی طرح ظاہر ہے آزمائے
سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔
انبیاء۔ رُشمنو نے انبیاء کو آزمایا اور ان
سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت
اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں
اتحاد ہے۔ تیرا امتحان حاصل میرا
امتحان ہے اس میں تیرے معجزے کی
کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں
نے حاصل اپنی آنکھ کو آزمایا اس میں
تیری ناراضی بے موقع ہے۔



ایں اچھاں پہجو خرابہ است و تو گنج

یہ دنیا کھنڈ کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے

زائ چٹاں بے خردگی کردم گزاف

میں نے اس لئے لکھی لغو بے عقل کی

تاز بانم چوں تڑا نامے نہد

تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے

گر شد مہ در راہ حرمت را ہزن

اگر میں تیری رحمت کا ڈاکو بن جاؤں

جو بشمشیر خود اے شاہم ملکش

اے میرے شاہ! مجھ کو اپنی تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قتل نہ کر

جو بدست خود مہرم پاو سر

میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ سے کاٹنا

از جدائی بازی رانی سخن

تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے

در سخن آبادم ایندم راہ شد

بات کر سننے کا اب راستہ نکل آیا

پوستہا س گفتیم و مغز آمد دفیں

ہم نے چمکے بیان کر دیے اور مغز چھو چا گیا

گز خطائے آمد از ما در وجود

اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے

احتیاج کردم مرا معذور دار

میں نے احتیاج لیا مجھے معذور سمجھ

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلبیس اُورا

معشوق کا عاشق کے عذر اور تلبیس کو رد کر دینا

در جوابش برگشا داں ماہ لب

اس کے جواب میں اس چاند نے لب کشائی کی

کہ سُوئے مارو دُوئے توست شب

کہ ہلکی جانب دن اور تیری جانب رات ہے

۱۔ ایں جہاں عالم خراب میں تو
خزانہ اگر خزانہ کی جستجو کی جائے تو اس
میں کوئی عیب نہیں ہے۔ زائل۔ یہ
میری بھڑکی اس لئے بھی کہ امتحان
کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری سنگی
کا اظہار کر سکوں۔ تاز بانم۔ یعنی جب
میں زبان سے تیری تعریف کروں تو
آپکے چشم دید گواہی دے۔

۲۔ گر شد مہ اگر میں نے آپ کی
آہود پڑی کی ہے تو تلوار حاضر ہے اور
کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کر
دیتے۔ جز۔ تلوار سے قتل کر دیتے
جدائی کے ذریعہ قتل نہ کیجئے بدست
خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا
دوسرے سے قتل نہ کرنا کیونکہ میں
تمہارے ہاتھ کا ملک نہیں ہوں۔ از
جدائی۔ خدا کے لئے جدائی کی بات نہ
کرنا۔ جو چاہے کہہ سن۔ یعنی میں
اپنے اور غرض کی بیان کر سکتا ہوں لیکن
وقت تنگ ہے۔

۳۔ پوستہا۔ عاشق کہتا ہے کہ
معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں
نے کہی ہیں۔ لیکن ابھی حقیقت کا
پورا اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ گر
خطائے اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو
اب اس کو معاف کر دے چوں۔
اب میں اپنے فعل پر ندامت کا اظہار
کرتا ہوں مجھے معاف کر دے کہ
سوئے۔ یعنی چالی میرے ساتھ ہے
اور تو جھوٹا ہے۔

حلیہ! ہائے تیرہ اند داری
غلام حلیہ انصاف کے موقع پر
ہر چہ در دل داری از مکر و رموز
تو جو کچھ مکر اور اندھے دل میں رکھتا ہے
گر بہ پوشش زیندہ پروزی
اگر ہم اس کو بندہ پروزی کی وجہ سے چھپا رہے ہیں
از پید آموز کاظم در گناہ
بپ سے یکھلے لے یکھلے حضرت آدم کنوے بد سے
چوں بدید آں عالم لاسرار را
جب انہوں نے اس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا
بر سر خاکستر لڈہ نشست
”غم کی راکھ پر بیٹھ گئے
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت دس
بس انہوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا، کہا
دیدہ جانداران پنہاں ہچو جاں
انہوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا
کہ ہلا س پیش سلیمان مور بارش
کہ خبرد! سلیمان کے سامنے چیونٹی بن جا
جو مقام راسخی یکدم مایست
سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر
کوہ اگر از پند پالودہ شود
اندھا، اگر بصیرت سے پاک و صاف بن جائے
آدم تو نیستی کو راز نظر
اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو
عمر ہا باید بنادر گاہ گاہ
عمر چاہیں بہت کم ہوتا ہے اور کبھی کبھی

پیش بینیاں چرامی آوری
عقلندوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟
پیش ما رسوا و پیدا ہچو روز
ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں
تو چرا بے رُوئی از حد می بری
تو کیوں حد سے زیادہ بے لگائی کر رہا ہے؟
خوش فرود آمد بسوئے پانگاہ
خوشی سے جوتوں کی جگہ اتار آئے
بر دوپا استاد استغفار را
تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
وز بہانہ شاخ تاشاخے نجست
اور بہانے لے لیکہ شاخ سے شاخ پر چلا گیا
چونکہ جانداروں بدید از پیش و پس
جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا
دور باش ہر یکے تا آسمان
ہر ایک کا ”د شاخ نیزہ آسمان تک تھا
تانہ بشگافد ترا ایں دور باش
تاکہ تجھے یہ ”د شاخ نیزہ نہ پہنچا دے
ہیچ لالا مرد را چوں چشم نیست
انسان کا کوئی خادم آگہ جیسا نہیں ہے
ہر دے او باز آلودہ شود
”د پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا
لیک اِذَا جَاءَ الْقَضَا عَمِيَ الْبَصَرُ
لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہے
تاکہ بینا از قضا اُفتد بچاہ
کہ آنکھوں والا قضا سے کنویں میں گرے

۱ حلیہ عقلندوں کے سامنے عقلی
دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ ہر چہ
تیرے ہر کمرے ہم واقف ہیں۔ اگر
اگر ہم بندہ نوازی کی وجہ سے چشم پوشی
کر رہے ہیں تو تجھے بے حیائی سے
کام نہ لینا چاہیے۔ اور اپنا انسان کو
اپنے باپ حضرت آدم سے معافی کا
طریقہ سمجھنا چاہیے۔

۲ چوں۔ حضرت آدم سے جیسے
ہی عقلی کارکناب ہوا تو حلیہ بہانہ
کرنے کی بجائے فوراً معافی کے
لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر
پر بیٹھ گئے۔ ہذا بہانہ بہانہ بازی میں
ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی
طرف منتقل نہ ہوئے۔ چنانچہ
یعنی ملاک دور باش۔ ”د شاخ نیزہ اجو
چاؤش چاہ میں لے کر بادشاہ کے
آگے چلا تھا۔

۳ کہ حلا فرشتے کہتے تھے کہ
سلیمان یعنی خدا کے سامنے چیونٹی
یعنی حقیر بن جاؤ ورنہ یہ نیزہ ہلاک کر
دے گا۔ لالا غلام۔ چوں چشم۔ چونکہ
انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آمادہ
کر دے کہ۔ یعنی جسے چشم بصیرت
حاصل نہیں ہے اگر وہ دیکھ ہی کرتا ہے
تو اس پر قائم نہیں رہتا۔ ”د اول
حضرت آدم کو چشم بصیرت حاصل تھی
لیکن قضاء خداوندی کے سامنے مجبور
ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمر ہا چشم
بصیرت والا گناہ میں بہت کم جلا ہوتا
ہے۔

۱۔ کھڑا کر چشم بصیرت نہیں سٹو
پھر اس کا اندھا پن ہر وقت اس کو
مصیبت میں مبتلا کرتا رہتا ہے
وحدث۔ پھر اس کی یہ حالت ہوتی
ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس مصیبت
کا سبب اللہ ولی ہے یا بروہی۔ و
کے اندھے پر مشک چھار کر تو بھی
بکری سمجھے گا کہ میرے بدن کی خوشبو
ہے کی کاٹنی احسان نہیں ہے
۲۔ پس۔ خدا کی کو آنکھیں عطا
فرمادے تو وہ اس کی تربیت کرنے
میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر
ہیں ہر مضر اور برائی سے اس کو بچا سکتی
ہیں۔ خاصہ دل کی آنکھیں جسمانی
آنکھوں سے بد جہا افضل ہیں۔
اسد یغا۔ یہاں پہنچ کر مولانا پاک
کیفیت طاری ہو گئی ہے اور باوجود
اس کے بیان کے اس کو نا کافی سمجھے
ہیں فرماتے ہیں کہ انہیں اسرار کے
بیان کے لئے بہت سے موانع پیش آ
گئے ہیں۔ ہائے بستہ۔ نیز رو
گھڑے کے اگر پاؤں باندھ دیے
جائیں تو اس کی خوش رفتاری ختم ہو
جاتی ہے ایسے تھن۔ اسرار و حکم بمنزل
سوتی کے ہیں اور اللہ کی غیرت ان
کے لئے بمنزل چکی کے ہے غیرت
خداوندی ان کو پس ذاتی ہے
۳۔ ورنہ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے
اور پس جائے تو بھی اس کا سرمہ
آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح
اسرار و حکم اگر پورے طور پر بیان نہ ہو
سکیں تو بھی قائمہ سے خالی نہیں
ہیں۔ اے ورنہ موتیوں کا ٹوٹ جانا
زیادہ قابل غصہ نہیں ہے کیونکہ
بہر حال وہ مفید رہتے ہیں۔
پس۔ کہے نوئے ہوئے اسرار و
حکم کو جو کر کہنا ہی ہے خدا ان کو ج
حالت میں کر دے گا۔

کو ارا خود ایں قضا ہمارا اوست
اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
وَر حَدَثِ افنداند بُوی چست
وہ ناپاکی میں گرتا ہے نہیں سمجھتا کہ بدو کس چیز کی ہے
وَر کسے بروئے کند مُشکے نثار
اگر کئی اس پر مشک چڑھے
پس دو چشم روشن اے صاحب نظر
اے صاحب نظر! روشن آنکھیں
خاصہ چشم دل کہ آں ہفتاد پوست
خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ستر نہیں ہیں
اے دریا ہنرناں بنشستہ اند
ہائے انہوں! ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں
پای بستہ چوں رو خوش را ہوار
عمدہ گھوڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟
ایں سخن اشکستہ می آید دلا
اے دل یہ بات ٹوٹی پھوٹی ہو رہی ہے
دُر سح اگرچہ خُرد و اشکستہ شود
موتی خواہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
اے دُر از اشکستہ خود بر سر مزن
اے موتی! اپنے ٹوٹنے پر سر نہ پینٹ
چمنیں اشکستہ بستہ گفتی ست
اسی طرح ٹوٹا ہوا 'جوز کر کہنا ہے

کہ مر اُرا افتادن طبع و خُوست
کیونکہ گناہ اس کا مزاج اور عادت ہے
از من ست ایں بُوی یاز آلود گیسٹ
یہ بدو مجھ میں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے
ہم ز خود داند نہ از احسان یار
وہ اپنی جانب سے سمجھے گا نہ کہ دوست کے احسان سے
بہتر از صد ما در ست و صد پدر
سینکڑوں ماؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں
وین دو چشم حس خوشہ چین اوست
اور جس کی یہ دونوں آنکھیں اس کی خوشہ چین ہیں
صد گرہ زیر زبانیام بستہ اند
جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گرے ہیں لگا دی ہیں
بس گراں بند نیست ایں معذور دار
معذور رکھ یہ بہت بھاری بھاری ہے
کایں سخن دُر ست و غیرت آسیا
کیونکہ یہ بات ہوتی ہے اور اللہ کی غیرت چکی ہے
توتیلی دیدہ خستہ شود
پیدا آنکھ کا توتیا ہوتا ہے
کز شکستن روشنی خواہی شدن
اس لئے کہ تو ٹوٹنے سے روشنی بنے گا
حق گند آخر دُر ستش کو غنی ست
بالاخر اللہ تعالیٰ اس کو سرت کر دے گا وہ بے نیاز ہے



۱ گندم سے یہ گیہوں پس جانے کے بعد بھی مٹی ہے آئین کر دینی لگانے کے کام میں آجاتا ہے تو ہم عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر ندامت کا اظہار کرے اور چھٹی چیز بیانیہ نہ بنائے۔ آنکھ صبح اولاد کا فرض ہے کہ وہ آپ کی بہترین سیرت اختیار کرے۔ حضرت آدم نے اپنی خطا پر فاطمہؑ کا ہاتھ شروع کر دیا تھا یہی نبی آدم کے لئے بھی مناسب ہے۔ ابلیس شیطان نے اپنی غلطی پر اصرار شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی یعنی شیطان کا یہ کہنا خلق مین غلہ و خفائے مین طین۔ تو نے مجھ سے پیدا کیا ہے اور اس کوئی سے اگر تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب چھپانے والا بنائے تو بھی ایسا کر پھر دیکھا لیتا تیرا انجام بھی وہی ہوگا جو اس کا ہوا ہے۔

۲ آں ابوجہل۔ ابوجہل نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا تھا اس پر آنحضرتؐ نے طلب کیا تھا اس پر آنحضرتؐ سے شق افر کا معجزہ دے دیا ہوا تھا۔ غز۔ تریوں کو ایک خون پر قوم ہے دید۔ ابوجہل کو معجزہ دیکھا بھی مفید نہ ہوا۔ ایک۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی معجزہ طلب کیا اور کہا کہ یہ منہ بھی جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تعذیب کر دی۔

۳ کے زند۔ غرضیکہ امتحان لینا عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ تو مخالفت کی دلیل ہے۔ گفتن۔ اس یہودی کی بات کا نشانہ بھی یہی تھا کہ حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کا زلامیں تو انہوں نے ہی جواب دیا کہ میں اللہ کو زامے کا کوئی حق نہیں ہے۔

بزدکاں آمد کہ نک نان درست مکان پر آیا کہ یہ ب تم روئی ہے آب و روغن ترک گن اشکستہ باش چکنی چیز بات چھوڑ شکستہ بن فتحہ انا ظلمنا می و مند وہ جنگ ہم نے ظلم کیا کام بھرتے ہیں ہجو ابلیس لعین سخت رو و حیت ملعون شیطان کی طرح در ستیز و سخت روئی تو بکوش تو جھگڑے اور ڈھائی میں کوشش کر خواست ہچوں کینہ و ترک غزے کینہ و ترک غز کی طرح مانگا معجزات از مصطفیٰ شاہ مہیں معجزے شاہ اعظم مصطفیٰ سے دید و نفرویش ازاں لا بہ شک اس نے دیکھا اس نے اس میں بجز شک کے کچھ نہ دیکھا کیا گفت ایں رو خود نہ گوید جو کہ راست اس نے کہا یہ چہرہ بجز جگ کے کچھ نہیں کہتا ہے امتحان ہجو من یارے کنی کہ مجھ جیسے راست کا امتحان کرے

گندم از شکست وز ہم دشکست گیہوں اگر ٹوٹا اور ریزہ ریزہ ہو گیا تو ہم لے عاشق جو جرمت گشت فاش اسے عاشق! تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی آنکہ فرزندان خاص آمدند جو حضرت آدم کی خصوص اولاد ہیں حلاوت خود غرضہ گن حجت جو اپنی ضرورت پیش کر دلیل نہ تلاش کر سخت روئی گرو رشاد عیب پوش اگر ہٹائی اس کی عیب پوشی ہی ہے آں ابوجہل از پیغمبر معجزے اس ابوجہل نے پیغمبرؐ سے معجزہ از ستیزہ خواست ابوجہل لعلیں ملعون ابوجہل نے جھگڑے سے چاہے معجزہ جست از نبیؐ ابوجہل سنگ ابوجہل کتے نے نبیؐ سے معجزہ طلب کیا لیک آں صدیقؓ خود معجز خواست لیکن صدیقؓ نے کوئی معجزہ نہ مانگا کے رسد ہجو توئی راکز منی تجھ جیسے کہ کب حق پہنچتا ہے

گفتن جہودے امیر المؤمنین علیؓ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ ایک یہودی کا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ داری از سر اس کو شک خود را بینداز و جواب آں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا ہے تو اس کو نچے قلند پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا



مرقسیؒ را گفت روزے یک عنود
ایک سرکش نے ایک روز مرقسی سے کہا
برسرِ بابے و قصرے بس بلند
بالا خانہ اور بہت بلند قلعہ پر
گفت آ رہے او حفیظ ست غنی
فرمایا ہاں وہ تمہارا ہے اور بے نیاز ہے
گفت خود را ہیں در فتن تو ز بام
اس نے کہا ہاں اپنے آپ کو بالا خانہ سے گرا دیجئے
تا یقین گردد مرا ایقان تو
تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے
پس ۲ امیرش گفت خاش گن برو
تو امیر نے اس سے کہا خاموش ہو جا چلا جا
کے رسد مر بندہ را گو با خدا
بند کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول
بندہ کیا مجال ہے کہ وہ بیہوشی سے
آں ۳ خدا را می رسد کو امتحان
یہ خدا کا حق ہے کہ وہ آزمائے
تا بہما مارا نماید آشکار
تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھا دے
پس آدمؑ گفت حق را کہ ترا
حضرت آدمؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرا
تابہ یتیم علیتِ حِلْمَتِ شہنا
اے شہنا تاکہ میں تیری برداری کی انتہا دیکھ لوں
عقل تو از بس کہ آمد خیرہ سر
چونکہ تیری عقل گستاخ ہے

کوز تعظیم خدا آگہ نبود
جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا
حفظ حق را و افسی اے ہوشمند
اے ہوشمند! آپ اللہ کی تمہاری سے واقف ہیں
ہستی مارا ز طفلی و منی
بچپن اور نطفہ کی حالت سے ہمارے وجود کا
اعتمادے گن بحفظ حق تمام
اللہ تعالیٰ کی تمہاری پر مکمل بھروسہ کیجئے
و اعتقاد خوب با برہان تو
اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا
تا نگرد و جانست زیں جرأت گرو
تاکہ تیری جان اس جرأت سے پس نہ جائے
آزمایش پیش آرد ز ابتلا
امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے
امتحان حق کند اے گنج گول
اے حق بے خوف! اللہ کا امتحان کرے
پیش آرد ہر دمے بایندگان
ہر وقت بندوں کو
کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار
کہ ہم مخفی کیا عقیدہ رکھتے رہیں
امتحان کردم دیں جرم و خطا
اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے
وہ کرا باشد مجالِ ایں کرا
ہاں یہ مجال کس کو ہے؟
ہست عذرت از گناہ تو بتر
تیرا عذر گناہ سے بھی بتر ہے

۱۔ عنود۔ سرکش۔ برسرِ بابے۔ یعنی حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر ہمیں یہ یقین ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرتا ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے آپ کو گرا کر دیکھو۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ میرا محافظ ہے۔ منی۔ یعنی لطفہ۔ خود۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو بلند جگہ سے گرو تاکہ مجھے بھی اس کا یقین آجائے کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر بھروسہ ہے۔

۲۔ پس۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو آزمائے اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہے جو جہانمی کا سبب بن جانی ہے۔ ابتلا۔ آزمائش۔ گنج۔ گول۔ گول ہوش۔

۳۔ آں خدا را آزمائے کا حق خدا کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ تمہارا عقیدہ دراصل کیا ہے حضرت آدمؑ نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تو اپنے خدا تیرے علم کو آزمائے کے لئے غلطی کی ہے تاہم یتیم۔ حضرت آدمؑ نے غلطی کی کہ انہیں نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے کی ہے کہ تیری برداری کو آزمائوں۔ خیرہ۔ بیہوش۔

آنکھ اُو افراشت سَقَفِ آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے
اے ندائستہ تو شر و خیر را
اے وہ کہ تو شر و خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کر دی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بداستی کہ شکر دانہ
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے
پس بدایاں بے امتحانے کہ آگ
پس جان لے کر امتحان لے بغیر خدا
ایں بدایاں بے امتحان از علم شاہ
یہ جان لے کر بغیر امتحان کے جبکہ تو اللہ کے علم میں
ہج عاقل افگند در شمس
کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را حکمے آگے
کیونکہ کوئی باغبر دانا گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا و بہرست
وہ شیخ جو پیشوا و بہرست ہے
امتحان گر گنی در راہ دیں
اگر تو دین کے راستہ میں اس کا امتحان کرے گا
جُرات جہلت شود عریان و فاش
تیری بیباکی اور جہالت نکلی اور ظاہر ہو جائے گی
گر بیاید ذرہ سنجہ کوہ را
اگر ذرہ پہاڑ کو تولے
کز قیاسے خود ترازو می تند
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے

توچہ دانی کردن اُورا امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جائے؟
امتحان خود را گن آنکہ غیر را
پہلے اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائے گا
پس بدانی کاہل شکر خانہ
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ جنت کا مال ہے
شکرے نفرستد نا جاہ گاہ
بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سری نفرستد در پاہ گاہ
سرور ہے تجھے جوتیوں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مُستراح پُر جمیں
نجات سے بھرے ہوئے بیت الخلا میں
ہج نفرستد بانبار کہے
تجھی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے
گر مُریدے امتحان کرد او خرسند
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ مرید گدھا ہے
ہم تو گردی ممتحن اے بے یقین
اے غلی! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
اُو برہنہ کے شود نویں افتتاح
وہ اس تقیث سے نکلا کب ہو گا؟
بَر دَر دَر زان کہ ترازوش اے فتی
اے نوجوان اس پہاڑ سے اس کی ترازو ٹوٹ جائے گی
مرد حق را در ترازو می کند
اللہ تعالیٰ کے دلی کو ترازو میں رکھتا ہے

۱۔ آنکھ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا
امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندائستہ۔
انسان کو خواہ پنے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا امتحان لینا
چاہیے امتحان خود جب انسان خود اپنا
امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲۔ یوں بداستی۔ جب تو جان
لے گا کہ جنت کے قابل ہے تو بھج
جائے گا کہ تو جنتی ہے پس بدایاں۔
اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا حق
قرار دیتا ہے۔ ایں بدایاں۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باعزت کو ذلیل
نہیں کرتا ہے۔
۳۔ ہج عاقل۔ قیمتی موتی کو کوئی
عقلمند بھی پانخانہ میں نہیں پھینکتا ہے تو
اللہ تعالیٰ نکلیوں کو دوزخ میں کیسے بھیج
دے گا۔ مستراح۔ بیت الخلا۔
زانکہ۔ گیہوں کو کوئی عقلمند بھوسے میں
نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بیروں کا
امتحان لینا بڑی بات ہے تو مرید کا شیخ
کا امتحان لینا گدھا پن ہے۔
امتحان۔ شیخ کا امتحان لے گا تو مرید
خود ذلیل ہو جائے گا۔ افتتاح۔
تقیث کرنا۔ گر بیاید۔ مرید شیخ کے
سامنے ایک ذرہ ہے کز قیاسے۔
مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا
ہے شیخ اس ترازو میں کیسے ما سکتا ہے
الحاصلہ ترازو ٹوٹ جائے گی۔

چوں گنج او بجزانِ خرد
جب کہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں ماتا ہے

امتحان! پچھوں تصرفِ دالِ درد
امتحان لینا اس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ

چہ تصرفِ کردِ خولیدِ نقشہا
نقوش کیا تصرف کر سکیں گے

امتحانے گر بدانت و بدید
اگر ان نقوش نے امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے

چہ اقدارِ باشدِ خواہی صورت کہ بست
یہ صہت جو اس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی

دوسرے ایں امتحان چوں آمدت
جبکہ ایں امتحان کا تجھے دوسرے آیا

چوں چہیں دسواں دیدی زود زود
جب تو ایسے دوسے محسوس کرے بہت جلد

سجدہ گہ را تر گن از لشکِ رواں
سجدوں کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے ترک کر دے

آں زہلِ کت امتحانِ مطلوب شد
جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا

ہیں چو دسواں آمدت در امتحان
خبر دے جب آزمانے کے سلسلہ میں تجھے دوسرے آئیں

تا نگہ دارِ ترا آں محترن
تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے

اے ضیاء الحق حُسامِ لدینِ بیا
اے ضیاء الحق حسام الدین آ جا

۱۔ امتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گیا
شیخ تصرف کرتا ہے شیخ نے یہ اس
کو کشف و تصرف سکھایا ہے اور اس
میں قوت تصرف اور کشف شیخ کے
نقوش ہیں نقوشِ نقاش کا کیا امتحان
لے سکتے ہیں امتحانے اگر کشف
کے ذریعہ اس کے مقام کو آزماتا ہے تو
یہ کشف بھی شیخ ہی کا عطا کردہ ہے

۲۔ چہ قدر یہ کشف شیخ کے
کشف کے بالمقابل سچ ہے
دوسرے شیخ کو آزمانے کا دوسرے بھی
دل میں آتا مرید کی جانی کا سبب
ہے چوں چہیں۔ جب مرید کے
دل میں پیدا ہوں کم کے دسواں پیدا
ہوں تو مرید کو فورا توبہ کرنی چاہیے اور
اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی
معافی مانگی چاہیے

۳۔ آں زہل۔ جب مرید میں
ایسے سادہ سادہ آئیں تو وہ سمجھ لے لکس
کے دین پر جانی کے آثار و سواں ہو گئے
ہیں۔ خُروب۔ ایک گھاس۔ جس کا
مکان پر آگنا مکان کی برابری کی
علامت ہے۔ اے ضیاء الحق۔ چونکہ
پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ
تیرے دین کی مسجد میں خُروب گھاس
آگ آگئی ہے تو اب مولانا کا ذہن مسجد
اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں
خُروب گھاس آگ آگئی ہے۔ یعنی
حضرت داؤد کا مسجدِ اقصیٰ تعمیر کرنے کا
قصہ

پس ترازوئے خرد را بر درد
تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے

رو تصرف بر چنناں شاہے مجو
جا ایسے شاہ پر تصرف نہ کر

بر چنناں نقاش بہر ابتلا
ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے

نے کہ ہم نقاشِ آں بروے کشید
کیا نقاش ہی ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے

پیش صورتہا کہ در علم و یست
ان صورتوں کے بالمقابل جو اس کے علم میں ہیں

بخت بدواں کلمہ و گردن زوت
تو سمجھ کہ بد نصیبی آئی اور اس نے تیری گردن لٹائی ہے

با خدا گردو درآ اندر سجود
خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر

کہ خدا یا وارہانم زیں گماں
کہ اے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیدے

مسجدِ دین تو پر خُروب شد
تیرے دین کی مسجد خُروب گھاس سے بھر گئی

باز گردو رو بحق آر آں زماں
پلٹ جا اور فورا اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے

از گمان و امتحانِ اُس و جن
اُس و جن کے گمان اور امتحان سے

قصہ داؤد و برگو و پنا
حضرت داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا



قصہ مسجد اقصیٰ و خُروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام
مسجد اقصیٰ اور خُروب اگے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
پیش از سلیمان پر بنائے آل مسجد و مقوف شدن آل
سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا رک جانا

۱۔ چوں۔ حضرت سلیمان سے
پہلے حضرت داؤد نے مسجد اقصیٰ کی
تعمیر کا ارادہ کیا۔ وحی اللہ تعالیٰ نے
حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے
روک دیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم
اس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا میری کیا خطا ہے
کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا
ہے۔ بے جرمے حضرت داؤد
جب خوش الحانی سے سو رہے تھے
تو بہت سے سننے والے جہاں بحق ہو
جاتے تھے۔

۳۔ گفت مغلوب۔ حضرت داؤد
نے فرمایا کہ میں زیور پہنتے وقت
جوش اور عشق خداوندی میں مغلوب
ہوتا ہوں۔ اور دست قدرت سے
میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے
ہیں۔ جو شاہ کا جمن ہوتا ہے وہ
قابل رحم اور فانی ہوتا ہے اس پر کوئی
مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے مغلوب تو بلکہ یہ
معدم نہیں ہے صرف اے اوصاف
کو اللہ کے اوصاف میں گم کر دینے
کے اعتبار سے معدوم ہے۔ اقصوا
یہ سن لے آنجناس۔ جو اس طرح
کا معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات
ہے۔

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بنگ
کہ مسجد اقصیٰ کی بنچہ سے تعمیر کریں
کہ زومت بر نیاید ای مکان
کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہو گا
مسجد اقصیٰ بر آری اے گزین
مسجد اقصیٰ کو اے منتخب! بلند کرے

کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا
خون مظلوماں بگردن برود
مظلوموں کے خون گردن پر لے لے ہیں
جاں بداند و شدند آئرا شکار
جان دیدی اور وہ اس کے شکار بن گئے
بر صدائے خوب جاں پرداز تو
تیری حسین جان کو مشغول کرنے والی آواز کی وجہ سے
دست من بر بستہ بود از دست تو
میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا
نے کہ الْمَغْلُوبُ كَالْمَعْدُومِ بُود
کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟

جو بہ نسبت نیست معدوم اقصوا
معدوم ہونا محض نسبت ہوتا ہے، سنو
بہترین ہستیا افتاد و زفت
وہ تو فرہ اور بہترین موجودات میں سے ہے

چوں اور آمد عزم داؤدی بہ ننگ
جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا
وحی گردش حق کہ ترک این بخواں
اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ
نیست در تقدیر ما آنکہ تو این
ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس

گفت جرم چیست اے دانی راز
انہیں نے کھلم کھلا کجا نعل میری کیا خطا ہے
گفت بے جرمے تو خونہا کمرود
فرمایا تو نے بغیر کسی کی ہی جرم کے بہت خون کئے ہیں
کہ ز آواز تو خلقے بے شمار
کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے
خون بے رفت ست بر آواز تو
تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں

گفت ۳ مغلوب تو یوم مست تو
انہیں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب اور تیرا مست تھا
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود
کیا ایسا نہیں کہ شاہ کا مغلوب قابل رحم ہوتا ہے؟
گفت اے مغلوب معدومیت کو
اللہ نے فرمایا اے مغلوب! تیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟
آنجناس معدوم کو از خویش رفت
ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

در حقیقت در فنا اورا بقا ست
حقیقۂ فنا میں اس کی بقا ہے
جملہ اشباح ہم در تیر اوست
تمام اجسام بھی اس کی قدرت میں ہیں
نیست مضطر بلکہ مختار ولاست
وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے
کا اختیار گروہ اینجا مفتقد
کہ اس کا اختیار اس جگہ کم ہو جائے
کے بکشتے آخر او محو از منی
تو وہ خوی س محو نہیں ہوتا؟
لذت او فرع محو لذت است
اس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے
لذتے بود او و لذت گیر شد
وہ بھی ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کر لیا
در بحارِ رحمتش معدوم گشت
وہ اس کی رحمت کے سمندوں میں معدوم ہو گیا
ہیج بروے چربد اندر گاہ بود
کوئی سخاوت کے وقت اس پر غالب آ سکے
بے گمان و بے نفاق و بے ریا
بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریا کاری کے
بے زمان و بے چین و بے چنار
بغیر زمانہ اور بغیر ایسے اور ویسے کے
م مزن واللہ اعلم بالصواب
م نہ مار اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

اولاً بہ نسبت با صفات حق فناست
اس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے
جملہ ارواح در تدبیر اوست
تمام روہیں اس کے انتظام میں ہیں
آنکہ او مغلوب اندر لطف ماست
جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے
منتہی اختیار آنت خود
خود اختیار کا اخیر یہ ہے
اختیار گروہ نبودے چاشنی
اگر اس کا اختیار لذت نہ ہوتا
در جہاں گر قلم و گر شربت است
دنیا میں خواہ کوئی قلم یا کئی گھونٹ ہے
گرچہ از لذت بے تاثیر شد
اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے
ہر کہ او مغلوب شد مرحوم گشت
جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا
نے چنار معدوم کز اہل وجود
ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے
بلکہ والی گشت موجودات را
بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے
بے مثال و بے مکان و بے نشان
بے مثل کے اور بے مکان اور بے نشان کے
بے شکل و بے سوال و بے جواب
بغیر اشکال اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

۱۔ اس نے اپنے آپ کا اللہ کی صفات میں فنا کر دیا ہے اس کی فنا تو واصل بقا ہے۔ جملہ اب اس فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام روہیں اس کے زیر تصرف ہیں اور تمام اجسام اس کے زیر تحکیم ہیں۔ اشباح یعنی اجسام آنکے جو ہم میں فنا ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ وہ محبوب ہونے کی وجہ سے با اختیار رہے۔ بلا دوستی۔
۲۔ منتہا ہے۔ بندہ کا اعلیٰ درجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات میں کم ہو جائے۔ اختیار اس کو اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ وہ جہاں۔ دنیا کی تمام تر لذتیں خواہ کھانے کی ہوں یا پینے کی وہ اس پر ہی مبنی ہیں کہ اس چیز کی لذت کو مٹا دیا جائے۔ گرچہ فانی فی اللہ اگرچہ دنیاوی لذتوں کو مٹا دیتا ہے لیکن یہ ترک لذت اس کے لئے لذت بن جاتی ہے۔
۳۔ ہر کہ۔ جو صفات باری سے مغلوب ہو گیا اور وہ اللہ کی رحمتوں کے سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا مستحق ہو گیا ہے۔ نے چنار معدوم لیکن وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود اس پر غالب آ سکے بلکہ ایسا فانی فی اللہ موجودات پر حکمران بن جاتا ہے۔ بے مثال۔ اب نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لازماً ہی ہے اور کم و کیف سے بھی جدا ہے اس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ سوال و جواب کا موقع ہے اس خاموش اختیار کر لے



شرح اَتَمَّا الْمُؤْمِنُونَ اخْوَةٌ وَالْعُلَمَاءُ كَفَسٌ وَاحِدَةٌ خَاصَّةٌ

اسی کی شرح کہ مؤمنین، بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں اتحادِ داؤد و سلیمان و سائر انبیاء علیہم السلام کہ اگر کیے خصوصاً حضرت داؤد اور سلیمان اور بقیہ انبیاء کا اتحاد ان پر سلام ہو کہ اگر تو ان میں سے ایک کا منکر ہو ازیشاں را منکر شوی ایمان تو بیخِ نبی درست نباشد و تو تیرا کسی نبی پر ایمان درست نہ ہو گا اور یہ اتحاد کی علامت گئی

اسی علامتِ اتحاد است کہ اگر کیے خانہ ازال ہزار خانہ ویراں گئی ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویراں کرے گا تو سب ویراں ہمہ ویراں شود و یک دیوار قائم نہماند کہ لَا تَفْرَقُ يَنْ أَحَدٍ ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہے گی کیونکہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں مِّن رُّسُلِهِ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ و اسی خود از اشارت گذشت تفریق نہیں کرتے ہیں عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

پس خطاب آمد بدادود از خدا تو خدا کی جانب سے حضرت داؤد کو خطاب ہوا دل مدار اندر تفکر زیں ۲ خبر اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ کر گرچہ برناید بچید وز ویر تو اگرچہ بحد تیری کوشش اور طاقت سے نہ بنے گی رگچہ برناید بچیدت اسی مقام اگرچہ تیری کوشش سے یہ جگہ نہ بنے گی کردہ او کردہ تُست اے حکیم اے ہانا! اس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے مومنان معدود لیک ایمان یکے مومن متعد ہیں لیکن ایمان ایک ہے غیر فہم و جان کہ دگاد و غرست عقل اور جان جو عقل اور گدہ میں ہے اس کے علاوہ

کالے گزیریں پیغمبر نیکو لقا کہ اے منتخب پیغمبر نیک صحت رہ مدہ درخود ملال و غم مخور رخ کو اپنے اندر راستہ نہ دے اور غم نہ کر لیک مسجد را بر آرد پور تو لیکن تیرا لڑکا اس کو بتائے گا لیک پور تو گند آں را تمام لیکن تیرا لڑکا اس کو مکمل کرے گا مومنان را اتصاے داں قدیم مومنوں کا باہمی قدیم اتحاد سمجھ جسم شال معدود لیکن جان یکے ان کے جسم چند ہیں لیکن جان ایک ہے آدمی را عقل و جان دیگرست انسان کی عقل اور جان دوسری ہے

۱۔ اَتَمَّا قرآن پاک میں ہے فَمَّا الْمُؤْمِنُونَ اخْوَةٌ یعنی مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مشہور مقولہ ہے الْعُلَمَاءُ كَفَسٌ وَاحِدَةٌ یعنی علماء ایک جان ہیں یہ اخوة اور اتحاد ایمان کی وحدت کی بنیاد پر ہے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے لَا تَفْرَقُ يَنْ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے ہیں اس بنا پر یہ حکم ہے کہ ایک نبی کا تفریق تمام انبیاء کا کفر ہے

۲۔ زیں خبر۔ یعنی اس خبر سے کہ تم مسجد اقصیٰ کی تعمیر نہ کر سکو گے اور حضرت سلیمان مومنان۔ یعنی مومنین اگرچہ کئی میں متعدد ہیں لیکن ان میں وحدتِ ایمانی ہے جان یکے روح انسانی جو ایک لطیفہ ربانی ہے اور وہ روح حیوانی کے علاوہ ہے ۳۔ غیر فہم۔ حیوانات میں صرف روح حیوانی ہے جو اہل کے نزدیک ایک جسم لطیف بخاری ہے جو غذاؤں سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ بخار ہے اسی لئے مولانا نے اس کو روحِ باد کہا ہے

باز غیر عقل و جان آدمی ہست جانے در ولی و در نبی! پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ

جان حیوانی ندارد اتحاد حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے

گر خورد ایں ناں نگرود سیر آل اگر یہ روٹی کھانے میں دھری کا پیٹ نہیں بھرتا

بلکہ ایں شادی کند از مرگ او بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی منائی ہے

جان گرگان و سگاں ہر یک جداست بھیڑ لوٹا اور کتوں کی جان ہر ایک جدا گانہ ہے

جمع جم جم جانہا شاں من باسَم میں نے ان کی جانوں کے لئے ام جمع کا لفظ بولا

ہچوں آل یک نور خورشید سما جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور

لیک یک باشد ہمہ اَنوارِ شاں لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے

چوں نمائد جاہنا را قاعدہ جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی

فرق و اشکالات آید پس مقال اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں

فرقہا بجید بود از شخص شیر شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں

لیک در وقت مثال اے خوش نظر لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت

ہست جانے در ولی و در نبی! دلی اور نبی میں اور جان ہے

تو مجواں اتحاد از روح باد تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر

ور گشد بار ایں نگرود آل گراں اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھ نہیں ہوتی

از حسد میر و چو بیند برگ او اگر اس کا سزا و سزا دہکتی ہے تو حسد سے مرنے ہے

مُتحد جانہائے شیران خداست خدا کے شیروں کی جان متحد ہے

کال یکے جاں صد بود نسبت بحکم کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے

صد بود نسبت بصحن خانہا گھروں کے صحن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے

چونکہ بر گیری تو دیوار از میاں جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے

مومنان باشند نفس واحد مومن ایک جان بن جائے گے

زانکہ بود مثل س باشد ایں مثال کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثال ہے

تا بہ شخص آدمی زاو دلیر بہادر آدمی کے وجود کے اعتبار سے

اتحاد از روی جلبازی نگر بہادری کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

اور نبی انبیاء اور اولیاء کی روح انسانی ایک قوی تر لطیف آہنی ہے جان حیوانی روح حیوانی ہر حیوان میں جدا گانہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک روح حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو دوسری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے ان میں سے اگر ایک گراں بار ہوئی ہے تو دوسری کو اس سے گرائی نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک روح حیوانی کی خوشی دوسری کے رنج کا سبب ہے شیران خدا یعنی اولیاء و انبیاء

۲ جمع لفظ ہم نے انبیاء اور اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا ہے حالانکہ وہ ایک ہے اس کا تعدد و ضمیموں کے تعدد و نسبت سے ہے بچو سورج کی وہی جبکہ مختلف حصوں اور مکالوں پر پڑتی ہے تو اس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز ہے قاعدہ بنیاد یعنی جسم۔ زیر مقال یعنی روح انسانی کو سورج کے نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے اشکالات پیدا ہو جائے گے

۳ مثل۔ مثل اور مثال میں یہ فرق ہے کہ مثل شئی وہ کہلاتی ہے جو اس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور مثال کا ہر صفت میں یکساں ہونا ضروری نہیں ہے اگر ایک ضروری نہیں ہے اگر ایک وصف میں بھی اتحاد ہے تو اس کو اس شئی کی مثال کہہ سکتے ہیں۔ فرقہا بہادر شخص کی شیر مثال ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں میں فرق ہے صرف بہادری میں یکسانیت ہے



کال دیر آخر مثال شیر بود
کہ " بہار شیر کی مثال ہے
مُتحد نقشے ندارد ایں سرا
یہ دنیا کئی چیز روح کے ساتھ متحد نہیں رکھتی ہے
ہم مثال ناقصے دست آدم
نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں
شب بہر خانہ چراغی می نہند
رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں
آں چراغ ایں تن بود نورش چو جال
"ہے چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح ہے
والا فہیلہ پنج دار دار حواس
"ہے بتی پانچ حواس رکھتی ہے
بے خورد بے خواب زید نیم دم
بغیر کھائے اور سوئے آہا بل بھی نہیں جی سکتا
بے فہیل در و غش نبود بقا
اس کی بغیر بتی اور تیل کے بقا نہیں ہے
زانکہ نور علتی اش مرگ جوست
کیونکہ اس کی بنیاد روشنی موت کی متقاضی ہے
جملہ سہجہائے بشر ہم بے بقاست
انسان کے تمام حواس فانی ہیں
نور حس و جان نابلیان ما
ہمارے فانی حس اور جان کا نور
لیک مانند ستارہ و ماہتاب
لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست مثل شیر در جملہ حدود
تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے
تاکہ مثلے و انما مر خرا
تاکہ تجھے مثل دکھا دوں
تاز حیرانی خرد را و خرم
تاکہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں
تا بنور آں ز ظلمت می رہند
تاکہ اس کی روشنی کی بنیاد صبر سے نجات حاصل کر لیں
نیست محتاج قلیل و این و آں
جو بتی اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے
جملگی بر خواب و خورد ادا اساس
ان سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے
با خورد با خواب زید نیز ہم
کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے
باخیل و روغن اوہم بیوفا
بتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے
چون زید کہ روز روشن مرگ اوست
کیسے جے کیونکہ روشن دن اس کی موت ہے
زانکہ پیش نور روز حشر لاست
کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہے
نیست کفی فانی ولا چون گیا
گھاس کی طرح بالکلے فانی اور معدوم نہیں ہے
جملہ محو اند از شعاع آفتاب
سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

۱۔ نیست مثل۔ بہار شیر کی مثل
نہیں ہے مثلاً ہے متحد اس دنیا
میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی
مثل ہو تاکہ اس کے ذریعہ روح کو
سمجھایا جاسکے ہم مثال۔ اگرچہ کوئی
چیز روح کی مثل نہیں ہے جس کے
ذریعہ اس کو سمجھایا جائے لیکن ایک
ناقص مثال پیش کی جاتی ہے اس
چراغ جسم کو منزل چراغ کے اور روح
کو اس کی روشنی جیسا مجموعہ روشنی جب
ہو سکے گی۔ جبکہ چراغ میں بتی ہو تیل
ہو اسی طرح جسم غذا وغیرہ کا محتاج
ہے۔ فہیلہ۔ چراغ کی بتی۔ حواس۔
یعنی حواس خمسہ اساس۔ بنیاد۔ یعنی
حواس خمسہ۔ جب کام کرتے ہیں جبکہ
حواس ضروری ہوتے ہوئے پر بھی
موقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
کہ حواس بھی پورے ہوتے رہیں
تب بھی دفنا ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔
جس طرح چراغ باوجود بتی اور روغن
کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا
معدوم کر دیتا ہے اسی طرح جب
موت کا وقت آتا ہے تو یہ روح حواس
اور حواس معدوم ہو جاتے ہیں ان کے
لئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا
کہ چراغ کے لئے دن کا نکلتا۔
۲۔ جملہ سہجہائے۔ جس طرح
روح حیوانی کا تھا ہمیں ہے اسی طرح
روح انسانی کا بھی تھا ہمیں ہے حشر
میں کئی رب کے سامنے اس کا بھی تھا
نہ رہے گا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چون
گیا۔ اس روح انسانی کی فنا گھاس
پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے
لیک۔ روح انسانی کی فنا ایسی ہے
جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی
میں ہوتی ہے۔



۱۔ آنچنانکہ سدح انسانی کی فنا کی
دھری مثال ہے کہ پلو کے کاٹنے کا
دوسرا پلو کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا
ہے ایک تیری جانب۔ عموماً
تیری مثال یہ ہے کہ سدح انسانی کی
محویت لکھی ہے جیسا کہ نگار شہد کی
کھیلوں کے رے پانی میں محو ہو جاتا
ہے۔ بلکہ شہد کے حمل کی بڑی
کھیل اس قدر تعاقب کر لی ہیں کہ
پانی میں اگر غوطہ لگھا جائے تو وہ انتظار
کرتی ہیں کہ باہر نکلے پھر کاٹیں۔
۲۔ آبِ ملا تار شاہی بات
کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ
دوسرا حل شہد کی کھیل کا سا ہے اور
ان سے بچو کہ اللہ کے پانی کے
ذریعہ ہو سکتا ہے بعد ازاں جب
انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی
طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر سکتی
ہے اور طبیعت دوسرا کوہر کرنے لگتی
ہے بعد اس کو جس دم پور ذکر کی غیرو کی
ضرورت نہیں رہتی ہے کہ سب سب
خود اس کی طبیعت میں وہ خاص پیدا
ہو جاتے ہیں جو اس کا حصہ تھے۔
۳۔ بس کسانے۔ جس طرح
روح انسانی بالکل فنا نہیں ہے اسی
طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی
موت فنا محض نہیں ہے بلکہ ان کے
لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ
صفات باری میں مستغرق ہیں۔ وہ
صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی
طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ
سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔
گزرتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے اِنِّی
کُفْتُ اِلَاصِیْعَةَ وَاُحِلَّةَ فُلَانًا هُمْ
جَمِیْعٌ لِّکُنْیَا مُحْضَرُوْنَ۔ بس ایک
زور کی آواز ہو گی تو ایک دم سے سب
لوگ ہمارے حضور میں لا حاضر کئے
جائے گے محضرون۔ حاضر کئے جائے
گئے کا لفظ اس بات کو پتا ہے کہ
رو میں موجود ہیں معدوم نہیں۔

آنچنانکہ اسوز و درد زخم کیک
جیسا کہ پلو کے زخم کی سوز اور درد
آنچنانکہ عموماً اندر آبِ جست
جیسا کہ ننگا پانی میں گھس جائے
میکند زنبور بر بالا طواف
شہد کی کھیل اور پیکر کاٹتی ہیں
آبِ ذکر حق و زنبور اس زمان
اللہ کی یاد پانی ہے اور شہد کی کھلی اس وقت
دم بخور در آب ذکر و صبر گن
ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر
بعد ازاں تو طبع آں آبِ صفا
اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت
آنچنان کہز آبِ آں زنبور شر
جس طرح وہ شریر شہد کی کھلی پانی سے
بعد ازاں خواہی تو دور از آبِ باش
اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا
بس کسانے کز جہاں بگذشتہ اند
بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں
در صفاتِ حق صفاتِ جملہ مثال
ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں
گزر کر آں نقل خواہی اے حروں
اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے
مُحْضَرُوْنَ معدوم نہ ہو نیک ہیں
ابھی طرح سمجھ لے حاضر کئے ہوئے معدوم نہیں ہوتے

محو گردد چوں در آید مارا لیک
محو ہو جاتا ہے جب ساپ تیری جان آجائے
تا در آب از زخم زنبور اس برست
تاکہ پانی میں شہد کی کھیلوں کے کاٹنے سے نجات ملے
چوں بر آرد سر ندر اندیش معاف
وہ جس بر اھاتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں
ہست یاد ایں فلان و آں فلاں
اس فلاں اور اس فلاں کی یاد ہے
تار ہی از فکرو دسواں کہن
تاکہ تو فکرو اور پرانے خیالات سے نجات پالے
خود گیری جملگی سر تاپا
سر سے پاؤں تک خود اختیار کر لے گا
میگر یزد از تو ہم گیرد حذر
بھگتی ہے تجھ سے مجھ سے ڈرے گی
کہ بسر ہم طبع آبی خولہ تاش
کیونکہ ہاں کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خوب تاش ہو گیا ہے
لانیندو در صفات آہستہ آمد
معدوم نہیں ہیں اور وہ اللہ کی صفات میں غرق ہیں
ہجوا ختر پیش آں خور بے نشان
لکھی ہی بنشان ہیں جیسا کہ تلے سورج کے سامنے
خواں جَمِیْعٌ هُمْ لِّکُنْیَا مُحْضَرُوْنَ
پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں
تالباقائے روحا دانی یقین
تاکہ تو روحوں کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے



روح مجبوب از بقایش در عذاب
اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
زیں چراغ حسن حیوانی اُمرِ اد
خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے
روح خود را متصل گن اے فلاں
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے
صد چراغت از مُرندار پیستند
تیرے سو چراغِ خلودہ مریں یا قائم رہیں
زائیں ہمہ جگندہ ایں اصحابِ ما
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں
زانکہ نورِ انبیاء خورشید بُود
کیونکہ انبیاء کا نور سورج سے تھا
یک بمیردیک بماند تا بروز
ایک بجھ جاتا ہے ایک دن تک رہتا ہے
جانِ حیوانی بُود حتی از عذے
حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے
گر بمیرد ایں چراغِ وطی شود
اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے
نورِ آں خانہ چوبے ۶ نہم پیاست
جب اس گھر کی روشنی اس کے بغیر بھی قائم ہے
ایں مثالِ جانِ حیوانی بُود
یہ روح حیوانی کی مثال ہے
بازاز ہندوی شبِ چوں ماہِ زاد
پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا

روحِ واصل در بقا پاک از حجاب
جو روحِ بقائندہ میں حاصل بحق ہووے ہے پاک ہے
گفتنت ہاں تا نجوی اتحاد
میں نے تجھے بتا دیا خبر ہر اتحاد کا طالب نہ بننا
زود با ارواحِ قدس سالکان
بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ
بس جدا یندو یگانہ نیستند
آپس میں بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں
جنگ کس نشنید اندر انبیاء
کسی نے انبیاء میں لڑائی کی بات نہیں سنی ہے
نورِ حسن ما چراغ و شمع و دود
ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے
یک بُود پرشمرده دیگر با فروز
ایک ٹٹماتا ہے دوسرا روشن ہے
ہم بمیرد او بہر نیک و بدے
وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ مر بھی جاتی ہے
خانہ ہمسایہ مُظلم کے شود
پڑوی کا گھر تاریک کب ہو گا
پس چراغِ حسن ہر خانہ جُداست
تو حس کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے
نے مثالِ جانِ ربانی بُود
نہ کہ ربانی روح کی مثال
در سُر ہر روز نے نورے فتاد
ہر سورج پر روشنی پڑی

۱۔ روح مجبوب۔ روح حیوانی کو
بقائندہ حاصل نہیں ہے لہذا وہ عذاب
میں ہوگی جو روحِ انسانی بقائندہ حاصل
کرے کی اس حکومت بانی حاصل
ہوگی۔ زیں چراغِ حسن۔ روح حیوانی
سے اتصال اور اتحاد عذاب کا سبب
ہے۔ روح خود۔ اپنی روح کو سالکوں
کی روح سے وابستہ کر لو تو دیدارِ رب
حاصل ہو گا۔ صد چراغت۔ ارواح
حیوانی سے قطع نظر کر ان روحوں میں
کوئی رنگا گت نہیں ہوتی ہے۔
۲۔ زائیں۔ چونکہ عوامِ روحِ انسانی
سے محروم ہیں ان میں صرف روح
حیوانی ہے جس میں رنگا گت نہیں
ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ
و جدل میں رہتے ہیں انبیاء کی روح
روحِ انسانی ہے جس میں وحدت
ہے۔ زانکہ انبیاء کی وحی خورشید
وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔
نورِ حسن۔ روح حیوانی وہی چراغ
والی روشنی ہے۔ یک بمیرد۔ چونکہ
میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کسی انسان
دوسرے انسان کے احوال سے متاثر
نہیں ہوتا ہے۔
۳۔ جانِ حیوانی۔ روح حیوانی
عذراۃً سے زندہ ہے اور پھر اس کے
لئے فنا ہے۔ گر بمیرد۔ روح حیوانی کی
مثالِ چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر
ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا
چراغ جلتا رہتا ہے نورِ آں خانہ۔ جب
ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے
دوسرے گھر پر اندھیرا نہیں ہوتا ہے تو
معلوم ہوا کہ دونوں جدا گانہ ہیں۔ ایں
یعنی چراغ کی مثال۔ ہندوی۔ انسانی
کی مثال۔ چاند کی روشنی کی سی ہے جب
چاند طلوع کرتا ہے گھروں میں نور پڑتا
ہے۔ سب گھروں میں نور پھیلتا ہے۔
ان سب گھروں کے نور میں وحدت
ہے۔



۱۔ تلوؤ روح انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کمال اپنی زندگی میں چنانکہ طرح ہر مرید کو مدد عطا کرتا رہتا ہے۔ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو مریدوں میں استغناء کی وہ پہلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ اس مثال میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال صوح اور اس کی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام بیہیتوں سے مثال نہ کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور حق یعنی نفسی کے لئے جو امر معرفت میں قیاس کو دخل بناتا ہے ہر بن کے لئے اور اس کو مزید مگر کہ کر دے گی۔ عکبوت۔ فلسفی کی مثال مگر کی کسی ہے جو خواہے اور پارے لعاب سے نور کو لے کر لیتا ہے۔

۲۔ از لعاب مگر کی اپنے لعاب سے اپنے آپ کو روشنی سے محروم کرتی ہے اسی طرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات سے گزرا دیتے اور اک نور سے محروم کر دیتا ہے گران اسب۔ گھوڑے پر قاعدہ سے سوار ہو گا تو قاعدہ اٹھائے گا اور اس کے پاؤ پڑنے کی کوشش کرے گا تو لات اٹھائے گا گہبی مثال کلام حق اور امر معرفت کی ہے کہ اس پر حق طریقہ سے نور کو گئے تو فائدہ اٹھاوے اور معترضانہ نگاہ ڈالو گے

تو تباہی ہی ہوگی۔

۳۔ اسب تو سن سرش گھوڑا یعنی نفس۔ آہنگ۔ رلہ حق رلہ سلوک کو آسان اور حقیر نہ سمجھ اس راستہ میں بہت مبرور و استغفار کی ضرورت ہے جو نفس پر بہت مثال و گراں ہے بنا۔ یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔ مٹی۔ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی رہی جہاد کرتے ہیں۔

نورِ آل صد خانہ را تو یک شمر
ان سو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ
تلوؤ خورشید تالباں بر افق
جب تک صوح افق پر روشن ہے
باز چوں خورشید جاں آفل شود
پھر جب روح کا صوح غروب کر جاتا ہے
اس مثال نور آمد مثل نے
یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے
بر مثال عکبوت آل زشت خو
وہ بڑی مگر کی طرح
از لعاب ۲ خویش پردہ نور کرد
اپنے لعاب سے اس نے نور پر پردہ ڈال دیا
گردن اسب ار بگیرد بر خورد
اگر گھوڑے کی گردن پڑے گا قاعدہ اٹھائے گا
کم نشیں بر اسب ۳ تو سن بل گام
سرش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ
اندیس آہنگ منکر سست و پست
اس راستہ کو سست اور پست نہ سمجھ
باز گرد و قصہ مسجد بگو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ
باقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا باقیہ
چوں سلیمان کرد آغاز بنا
چوں سلیمان نے تعمیر ابتدا کی
چوں چوں کعبہ ہمایوں چوں مٹی
جو کعبہ کی طرح پاک اور مٹی کی طرح پاک ہے



در بنائش دیدہ می شد کز فر
اس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
در بنا ہر سنگ کز گہ می شکست
تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے ٹوٹا تھا
ہچو از آب و گل آدم کدہ
آدم کے مجسمہ کے پانی اور مٹی کی طرح
سنگ ۲ بے خمال آئندہ شدہ
پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
چوں درو دیوار تن با آگہی ست
جیسے کہ جسم کے درو دیوار حساس ہیں
ہم ۳ درخت و میوہ ہم آب زلال
درخت می در پھل بھی ، صاف پانی بھی
زانکہ جنت رانہ ز آلت بستہ اند
کیونکہ جنت کو درختوں سے تعمیر نہیں کیا ہے
ایں بناز آب و گل مرده بدست
یہ علامت مرہ پانی اور مٹی سے بنی ہے
ایں باصل خولیش ماند پر خلل
یہ اپنی اصل کی طرح پر خلل ہے
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت اور قلعہ بھی اور تاج اور کپڑے بھی
فرش بے فرش چپچیدہ شدہ
فرش بغیر فرش کے لپٹا ہوا ہو گا

نے فسرہ چوں بنلائے دگر
دوسری علامتوں کی طرح ٹھنڈی ہوئی نہ تھی
قاش سیرو و ابی انہی گفت از نخست
وہ پہلے ہی سے ”مجھے لے چلو“ علی الاعلان کہتا تھا
نور زان گہ پارہا تلباں شدہ
پہاڑ کے ان ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
واں درو دیوارہا زندہ شدہ
وہ درو دیواریں زندہ ہو گئیں
نیست چوں دیوارہا بیجان و زشت
اور دیواروں کی طرح بے جان اور مجھے ہی نہیں ہیں
زندہ باشند خانہ چوں شائشی ست
چونکہ وہ شائشی گھر ہے زندہ رہے گا
باہشتی در حدیث و در مقال
بہشتی کے ساتھ بات چیت اور گفتگو میں ہوں گے
بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
بلکہ تیرے لئے دین کے اعمال سے بٹیا ہے
آں بنا از طاعت زندہ شدست
وہ علامت زندہ عبادت سے بنی ہے
واں باصل خود کہ علم ست و عمل
وہ اپنی اصل کے ساتھ مشابہ ہے جو علم اور عمل ہے
باہشتی در سوال و در جواب
بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہوں گے
خانہ بے کتاں رو بیدہ شدہ
گھر بغیر جھاڑو دینے والے کے جھڑا ہوا ہو گا

۱۔ سیرو و ابی۔ مجھے لے چلو جلتی ہو
پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے
لے جا کر تعمیر میں لگاؤ۔ ہچو۔ جس
طرح آدم کے مجسمہ کی مٹی اور پانی پر
نور تھا اسی طرح اس مسجد اقصیٰ کے
پتھر پانی اور مٹی پر نور تھے۔
۲۔ سنگ۔ حضرت سلیمانؑ کے
معجزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں
لگنے لگے لے آنے لگے اور اس مسجد
کے درو دیوار میں زندگی پیدا ہو گئی۔
بہشت۔ بہشتی درو دیوار میں بھی زندگی
ہو گئی قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْفُلُ
الْمَخْصِرَ لَهِيَ الْخَوَافِیْ سَت
آخرت کا گھر زندہ ہے۔ چوں۔
انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے اور
اس میں زندگی ہے تو جنت کے درو
دیوار میں زندگی کیوں نہ ہوگی۔
۳۔ ہم درخت۔ جنت کی ہر چیز
میں حیات اور زندگی ہو گی اور وہ
جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔
زالت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے
نیک عملوں سے ہو گی۔ ایں بنا۔
دنیاوی مکانات مرہ مٹی پانی سے بنتے
ہیں لہذا وہ مرہ ہوتے ہیں۔ جنت
زندہ عبادتوں سے تعمیر ہو گی تو اس میں
زندگی ہو گی۔ ہم سر پر۔ جنت کے
تخت و قلعہ اور لباس اور تاج سب زندہ
ہوں گے فرش۔ چونکہ وہاں کے
فرش میں بھی زندگی ہو گی لہذا وہ خود
پوچھے گا اور پت جائے گا۔ خانہ۔
چونکہ گھر میں بھی زندگی ہو گی لہذا وہ خود
اپنے آپ کو صاف کرے گا۔



۱۔ تخت۔ جنت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ جنت کی خواہش کے مطابق ہوا کے زنجیر اور ہوا کے خود مطرب اور قوال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانہ دل۔ جھاڑ دینے والے کے بغیر جنتی گھر کے صاف ہو جانے پر تعجب نہ کرو خود اپنے دل کو دیکھو گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ ہذا بنام بدل کی زندگی کی پوری کیفیت سمجھانے سے بنان کا سر ہے۔

۲۔ چوں سلیمان۔ مسجد اقصیٰ کے مکمل ہو جانے پر حضرت سلیمانؑ روانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو راہ حق کی ہدایت فرماتے۔ پندرہ۔ حضرت سلیمانؑ لوگوں کو کبھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پندرہ۔ مکمل نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳۔ واندراں۔ عملی نصیحت میں ایچ کا حکم بھی نہیں ہوتا ہے بلکہ انہوں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصح فعل۔ وہ ناصح جس کا مکمل دھرم کی نصیحت کا سبب بنے۔ قول۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے مہتر۔ آغوش ہونے کے مہتر کے تین درجے تھے۔ بوکر۔ خطبہ کے درمیان میں آنحضرتؐ سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے دوسرے درجے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ برہم۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دھرم میں ان مہتر کے تیسرے آخری درجے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔

تخت ۱ او سیار بے مثال شد

اس کا تخت بغیر کی اٹھانے والے کے چلنے والا ہو گیا

خانہ دل میں غم ژولیدہ شد

دل کے گھر کو دیکھ جو گناہوں کے غم سے اچھا ہوا ہے

ہست در دل زندگی دار الخلود

دل میں جنت کی زندگی ہے

چونکہ گشت آں مسجد اقصیٰ تمام

جب مسجد اقصیٰ مکمل ہو گئی

چوں ۲ سلیمان در شدے ہر بامداد

جب حضرت سلیمانؑ ہر صبح کو آتے

پند دادے کہ بگفت و سخن و ساز

بھی گفتگو اور لہجہ اور بناؤ سے نصیحت کرتے

پند فعلی خلق را جذاب تر

عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ پھینچتی ہے

واندراں ۳ وہم امیری کم بود

اور اس میں حکومت کا وہم نہیں ہوتا ہے

حلقہ در مطرب و قوال شد

حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا

بے کناں از توبہ رو بیدہ شد

بغیر جہاز کے توبہ سے صاف ہو جاتا ہے

در زبانم چوں نمی آید چہ سود

جبکہ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟

ز اہتمامات سلیمان والسلام

حضرت سلیمانؑ کے اہتمام سے اور سلام ہو

مسجد اندر بہر ارشاد عباد

مسجد کے اندر بندوں کی ہدایت کے لئے

کہ بفعل اعنی رکوع پر نیاز

کبھی فعل یعنی پر نیاز رکوع کے ذریعہ

کہ رسد در جان ہر باگوش و کر

کیونکہ دوکان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے

در ششم تاثیر آں محکم بود

ساتھوں میں اس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

قصہ آغاز خلافت عثمانؓ و خطبہ دے در بیان آنکہ ناصح

حضرت سلیمانؑ کی خلافت کی ابتداء کا قصہ اور ان کا خطبہ اس بات میں کے عالم اپنے

فعل بفعل بہ از ناصح قوال بقول

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

قصہ عثمانؓ کہ بر منبر برفت

حضرت عثمانؓ کا قصہ کہ منبر پر پہنچے

منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست

روا کا منبر جو تین درجوں کا تھا

برسوم پایہ عمرؓ در دور خویش

حضرت عمرؓ اپنے دھرم میں تیسرے درجے پر

چوں خلافت یافت بشاید تفت

جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا

رفت بوکر و دوم پایہ نشست

ابو بکرؓ چلے اور دوسرے درجے پر بیٹھ گئے

از برائے حرم اسلام و کیش

اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے بیٹھے

دورِ اعمال آمد و بالائے تخت
حضرت عثمانؓ کا زندہ آیہ تخت کے اوپر
پس سواش کرد شخصے بوفصول
ان سے ایک ساہ لوح فص نے میادت کیا
پس توچوں جستی ازیشاں برتری
تو آپ نے ان سے برتری کیوں چاہی؟
گفت اگر پایہ شوم را بسپر
انہوں نے فرمایا اگر میں تیرے حج پر غیروں
ور دوم پایہ شوم من جائے جو
اور اگر میں دوسرے حج پر جگہ تلاش کروں
ہست ۲ ایں بالا مقام مصطفیٰ
یہ لوچا حج مصطفیٰ کی جگہ ہے
بعد ازاں برجائے خطبہ آن و دود
اس کے بعد وہ مہیاں خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں نخواست
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھے
ہیت ۳ بنشستہ بد بر خاص و عام
ہر خاص و عام پر بیت بیٹھی ہوئی تھی
ہر کہ بیٹا ناظر نورش بدے
جو بیٹا تھا وہ اس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشم کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی گشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے
گر میش را صبر تے وحالتے
اس کی گرمی میں ایک ٹھنڈی اور ایک حالت ہے

برشد و بنشست آل محمود بخت
چڑھے اور وہ خوش نصیب بیٹھے گئے
کال و نشستند بر جلی رسولؐ
کہ وہ دونوں رسولؐ کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں برتبت تو ازیشاں کمتری
جبکہ آپ رتبے میں ان سے کم ہیں
وہم آید کہ مثال عمرؓ
شبہ ہو گا کہ میں عمرؓ جیسا ہوں
گویم مثل ابو بکرؓ ست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابو بکرؓ جیسا ہے
وہم مثلی نیست با آل شہ مرا
میرے تعلق ان شاہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تلقب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بروں آید مسجد آں زماں
یا اس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پرشد از نور خدا آں صحن و بام
پر خدا تعالیٰ کے نور سے صحن اور بالا خانہ پر تھا
کوزاں خورشید ہم گرم آمدے
اندھا بھی اس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آفتابے بے فتور
کہ مکمل سورج نکل آیا ہے
تابہ بیند عین ہر بشنیدہ را
تاکہ آنکھ ہر سنی ہوئی بات کو کچھ لے
زاں پیش دل را کشادے فصحت
اس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت ہے

۱ دور عثمانؓ حضرت عثمانؓ نے
پھر آنحضرتؐ والے حج پر بیٹھنا
شروع کیا۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور
حضرت عمرؓ کمتری۔ صحابہ کے
مراتب میں حضرت عثمانؓ کا تیسرا
مرتبہ ہے۔ گفت حضرت عثمانؓ نے
فرمایا کیا اگر تیرے حج پر بیٹھوں گا تو
لوگ سمجھیں گے کہ میں عمرؓ جیسا
ہوں۔ مردم۔ دوسرے حج پر بیٹھوں
گا تو لوگ حضرت ابو بکرؓ جیسا سمجھیں
گے

۲ ہست باب میں نے آنحضرتؐ
کے حج پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا
کہ مجھ کو جیسا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا
ہے۔ دو۔ یعنی حضرت عثمانؓ
خاموش۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش
بیٹھے رہے اور پھر یہ کہہ کر نیچے اتر
آئے تھے کہ تمہارا میر فعل ہو یہاں
سے بہتر ہے کہ وہاں ہو۔

۳ ہیت۔ حضرت عثمانؓ منبر پر
خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی یہ جمل نہ
تھی کہ ان سے خطبہ دینے کو کہے یا
اٹھ کر چلا جائے اور اس وقت وہ منظر
نور خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ
بیٹا۔ وہ لوگ جن میں اس نور کے
مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا
مشاہدہ کر رہے تھے لہذا لوگ بھی اس
کے اثرات محسوس کر رہے تھے
بکوز۔ اندھا۔ سورج کی گرمی سے
سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے لیک۔
لیکن اس نور کی گرمی انسان کو بیٹھنا
دیتی ہے۔ گرمیش۔ اس نور کی گرمی
سے اگر چاہیک بے چینی محسوس ہوتی
ہے لیکن دل میں اس سے کشادگی اور
وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ کہہ جس میں مشاہدہ کی حاجت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو بیٹا سمجھ لگتا ہے تخت جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشی میں مست ہو کر کھتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی اور محنت کر لے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ اس نصیب پر تو اس شخص کی حالت بھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت اس سے سو گئی ہوگی۔

۲۔ وانکہ اس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی تفریق شیخ بولی بیٹا بھی اپنی اولاد فلسفہ کے زور سے نہیں کر سکتا۔ اگر شود مقام مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ دلائل سے نہ بنے گا۔ دے جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصل الی اللہ کی کوشش کرے گا اس کے لئے طاقت ہے اس بات کا کہ کوئی شخص عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا تو خدا کی تلوار اس کا ہاتھ کاٹ دے گی یہ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی ہے ورنہ یہ ہاتھ سے پردے ہٹانے کی کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔

۳۔ غالب یہ اسی طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا کے نصیب ہوتا تو وہ خالوں میں جاتی۔ از زبان زبانی دلائل سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں سال کا فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کہے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی روشنی سے گھبرا کر اس کی کوشش نہ چھوڑ بیٹھنا جب اللہ تعالیٰ اس فاصلہ کو

کھول چوں شد گرم از نور قدم جب قدم نور سے اندھا گرم ہو جاتا ہے سخت خوشی مستی دلے لے ہو اسن تو بہت اچھا مست ہے لیکن لے بھلے مانس اس نصیب کو رہا شد از آفتاب سورج سے تابنا کا یہ حصہ ہے وانکہ ۲۔ او آں نور را بینا بود وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے

گر شود صد تو کہ باشد اس زبان اگر زبان سوگنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے وائے بروے گر بساید پردہ را اس پر انوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے دست چہ بود خود سرش را بر کند ہاتھ کیا ہوتا ہے خود اس کے سر کو کاٹ دے گی اس بتقدیر سخن گفتنم خرا یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی خالص ۳۔ را خلیہ بدے خالو بدے خلد کے اگر خلیہ ہوتا وہ خالو ہوتی از زبان تا چشم کو پاک از شک مست زبان کو نہ کرے تاکہ مشاہدہ تک نہ شک سے پاک ہے

ہیں مشو نومید نور از آسماں خبردا مایں نہ ہو آسماں سے نور صد اثر در کانہا از اختراں ستاروں کے سینکڑوں اثرات کانوں میں

از فرح گوید کہ من بینا شدم وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں پارہ راہ است تابینا شدن بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے صد چنین واللہ اعلم بالصواب اس سے سوگنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے شرح او کے کار بوسینا بود اس کی تشریح کا شیخ بولی بیٹا کا کام کہہ ہے

کہ بختباند بکف پردہ عیال کہ ہاتھ سے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے تیغ لبی گند سستش جدا خدا کی تلوار اس کے ہاتھ کو جدا کر دے گی آں سرے کز جہل شرہای گند اس سر کو چو جہالت سے شردن کتا ہے ورنہ خود سستش کجا و آں کجا ورنہ اس کا ہاتھ کہاں اور وہ پردہ کہاں

ایں بتقدیرست یعنی گر بُدے یہ فرضی بات ہے یعنی اگر ہوتا صد ہزار سال گویم اندک مست اگر میں لاکھوں سال کی مسافت کہوں تو کم ہے حق چو خواہی رسد در یک زماں جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے می رساند قدرش در ہر زماں اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائے گا چاند ستاروں زمین سے فاصلہ کھڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت ان کی روشنی فوراً زمین تک پہنچا دیتی ہے صدائے سحر اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ہیرے جواہر بنتی ہیں اور وہ اثرات ان سے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

۱۔ اختر گردوں۔ جب چاند صبح وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو مٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ان سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ آسمان کا زمین سے پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سہ ہزاروں۔ چل ستمہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اس میں اور زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ ہمیشہ اللہ کی یہ قدرت ہے کہ اس ذل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں وہم برہم کر دے۔ آفتاب حق کے سامنے ان اثرات کی جو سبکی طرح ہیں کیا حقیقت ہے۔

۲۔ ذرات نفوس پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستمہ ہم پر اثر ڈال رہے ہیں لب فرماتے ہیں کہ جس طرح ستمہ اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور اولیاء کا جو ستموں پر اثر انداز ہے تو اسی ستمہ جو کہ چیز کی مادی بنائے۔ دہیان۔ حکماء فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہان اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں اور صوفیاء انسان کو بڑا عالم اور دنیا کو چھوٹا عالم مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

۳۔ پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے نمونوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسما الہی اور حقائق کونیہ کا جامع ہے۔ شاعر یعنی عالم شمر۔ یعنی انسان۔ مگر نبوے اگر انسان کی تخلیق قدرت کا نشان ہوتی تو عالم کو

نہ پیدا کیا جاتا۔

اختر حق در صفاتش راسخ است
اللہ تعالیٰ کا ستمہ اپنی صفات میں مضبوط ہے
در اثر نزدیک آمد باز میں
اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے
دمہ دم خاصیتش آرد عمل
اس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے
طول سایہ چست پیش آفتاب
صبح کے سامنے سایہ کی دھڑی کیا چیز ہے
سوئے اختر ہائے گردوں می رسد
آسمان کے ستموں کی جانب پہنچتی ہے
باطن ماگشتہ قوام سما
ہمارا باطن آسمان کی ماہیت بنائے والا ہے

اختر اگر دوں ظلم راسخ است
آسمان کا ستمہ تدبیریں کو دھوکہ دیتا ہے
چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین
اے مدد کے طالب! آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر
سہ ہزاروں سال و پانصد تازہ حل
چل ستمہ تک سارے تین ہزار سال کا راستہ ہے
در ہمیش آرد چو سایہ در ایاب
آنے میں اس کو سایہ کی طرح وہم برہم کر دے
وز ۲ نفوس پاک اختر و شمد
پاک نفوس کی جانب سے مدد ستموں کی طرح
ظاہراً آں اختر آں قوام ما
ظاہر وہ ستمہ اعلیٰ درجہ کا باعث ہیں

در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیر است و
اس بیان میں کہ حکماء فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء
حکمای الہی گویند آدمی عالم کبیر است زیرا کہ علم آں حکماء بر
کہتے ہیں کہ پنی عالم کبیر ہے کیونکہ ان حکماء کا علم آدمی کی صورت
صورت آدمی مقصور بود و علم لدنہا بر باطن آدمی موصول
پر منحصر تھا اور ان کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس معنی عالم کبریٰ توئی
باطن کے اعتبار سے تو بڑا جہان ہے
باطناً بہر شمر شد شاخ ہست
حقیقتاً نہیں پھل کے لئے دھود میں آئی ہے
کے نشاندے باغبان شیخ شجر
تو باغبان دھت کے جڑ کب پتا

پس صورت عالم صغریٰ توئی
صورت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے
ظاہراً آں شاخ اصل میوہ است
ظاہر نہیں پھل کی جڑ ہے
گر نبوے میل و امید شمر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی



۱۔ اُن شجر کو کہا گیا کہ انسان سے پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰ زیدت شریف وقاصا حبیب اللہ، الحمد للہ ہم وقاصفیکم نخعہ اعدو من فونہ ولا فخر یعنی میں قیامت کے روز لائے تمہارا نکلانا ہوں جس کے نیچے حضرت آدم ایران کے کھلا رہا تمام انبیاء ہوں گے اس کی پرکھ کر میں سے یہ اسی نے فرمایا ہے کہ آدم ایران کی اولاد کی تخلیق سے متصور اور محضوہ کی ذات ہے لہذا جہنم

۱۔ ہر اس چنگہ مقصود
آخوند خانی کے تعلق میں ہی لئے
آخوند خانی نے فرمایا کہ میں اگرچہ
آخر میں بیجا گیا ہوں۔ لیکن چنگہ
مقصود اصلی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں کہ چیز کی علت عالی و جوہر عالی
میں اگرچہ غرض ہوتی ہے مگر وہ جہت مبنی
میں وہ اس چیز سے پہلے وجود ہوتی
ہے بعد چنگہ حقیقت آدم کا ظہور
حقیقت محمدی علیہ السلام سے ہوا ہے کہ
برائے حضرت آدم جب کھلا کھائی لئے
بنے کہ ان کی پشت میں نور محمدی متحد
رفتہ ان کو معراج اسی لئے کر لائی گئی
تاکہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کر
سکیں۔ پھر حضرت آدم
۲۔ اولیٰ فکر ہوئے فلی ہر چیز کا
فکر اور تصور اس کے وجود خدائی سے
پہلے ہوتا ہے پھر رہنے کے لئے اور
درخت پھل کے لئے وجود میں آتا
ہے تو ان کے تصورات ان کے وجود
خدائی سے پہلے ہوتے ہیں۔
حاصل۔ یہاں سے مولانا نے پھر
اصل مضمون کی طرف رجوع کیا ہے
کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے
سالک کو گمراہ نہ چاہیے قدرت ان
فناصلوں کو کم کر دیتی ہے۔ ایسے اب
کہ سفا ذہور اگر کایاں ہوتی ہے تہذوار
کا فاصلہ و شری محمدی صلی علیہ وسلم سے

پس بمعنی آلہ شجر از میوه زاد

پس مدتِ حقاً پھل سے پیدا ہوا ہے
مصطفیٰ زیں گفت کا دم و انبیاء
مصطفیٰ نے اس لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ اور انبیاء

سہ ماہی ایس فرمودہ است آل ذوقنون
 ی لے ان جامع کلمات نے فرمایا ہے
 گر بصورت من ز آدم زادہ ام

لڑچہ بظاہر میں آدم سے پیدا ہوا ہوں
 کز براے من بدش سجدہ ملک
 کیلکہ فرشتوں کا آپ کو سجدہ میرے لئے ہی تھا

بس زمن زائید در منی پدر
بس حقیقتا باب مجھے سے پیدا ہوا

پہلے سے فکر آخر آمد در عمل
تبدلی فکر عمل وجود میں آخر میں آتا ہے

حاصل اندر یک زماں از آسماں

یست برائیں کارواں ایں رہ دراز

س قافلہ پر یہ راستہ ہمارا نہیں ہے

وقفہ میں دل کعبہ کو جاتا ہے

گر بصورت از شجر بودش ولاد

اگرچہ بظاہر دخت سے اس کی پیدائش ہے
خلفِ من باشند در زیرِ لوا
میرے پیچھے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

رَمَزَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ

من بمعنی جدّ جدّ افتادہ ام

میں حقیقتاً پر دانا واقع ہوا ہوں
وزے من رفت بر ہفتم فلک

اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے
معنا

پہلے زمیوہ راو در کی قبر
اور اصلاً دخت پھل سے پیدا ہوا

خاصہ فکرے گو بود وصفِ ازل
خصما ۱۱۷۱ ج ۱ ل ۱ کا مفت

میر دو می آید امید کارواں

اب قافلہ آتا جاتا ہے
کے مَفازہ زَفت آید یا مَفاز

کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب بھاری پڑتا ہے



دل انسان کا دل ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جسم اللہ کا کرم ہوتا۔ جسم بھی دل کی رفتار کا خد کر کے طے کر لیتا ہے۔ ہزاروں میل سے طے کرنا ارض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایسے ہزار ہا راست کی ہدایت اور کائنات کی جسم کے لئے ہے۔ دوسرے لئے نہیں ہے۔

چولہ خدا مر جسم را تبدیل کرد
جب خدا نے جسم کو بدل دیا
رقتش بے فرخ و بے میل کرد
اس کا چلنا بے فرخ اور بے میل کر دیا

صدا میدست این زماں بردار گام
اب سو امیدیں ہیں قدم بردھا
عاشقانہ اے فسیٰ خَلِّ الْکَلَامُ
ہاشقوں کی طرح اے نوجوان باتیں بھٹا چھوڑ دے
گرچہ پیلہ چشم برہم می زنی
اگرچہ تو چلیں جھپکا رہا ہے
در سفینہ خفتہ رہ میکنی
تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

تفسیر اس حدیث کہ مَثَلُ اُمْتِیْ كَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوحٍ مَنْ
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو

تَمَسَّكَ بِهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ

اس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے چھڑا وہ ڈوبا

بہر اس فرمود پیغمبر کہ من
ہی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
ماو اصحابیم چول کشتی نوح
ہم اور اہل سہمی حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں

چونکہ باشخی تو دُور از رشتی
جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے برائی سے دور ہے
در پناہ جانِ جاں بخشے تولی
جان بچنے والے کی جان کی پناہ میں ہے

مگسل از پیغمبر یام خویش
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو

گرچہ شیری چول روی رہ بے میل
اگرچہ شیر ہے جب تو بغیر ہنسا کے راستہ طے کرے گا
ہیں مہر لا کہ یار ہائے شیخ
خبردار! شیخ کے ہولہ کے بغیر ہزار نہ کر

یک زمانے موج لطفش بلی تست
ایک وقت اس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

آتش قہرش دی حمال تست
کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری پاؤں پر ہے

کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری پاؤں پر ہے

کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری پاؤں پر ہے

۱۔ چول خدا معراج میں انبیاء کے لئے یہی صورت پیش آتی ہے فرخ تین میل کا فاصلہ صدرا میدست مجاہدہ کرنے والے کو قتل و قاتل کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا چاہیے خدا سے امید ہے کہ وہ شاہدہ کی منزل تک پہنچا دے گا۔ گرچہ سالک بھی آنکھیں بند کر کے عمل کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ چل چل چل چل سفینہ کشتی انسان کشتی میں بیٹھا ہوا ہوتا کہ وہ سوچی جائے جب بھی منزل تک پہنچ جائے گا۔

۲۔ بہر اس فرمودہ اور اصحاب کرام کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ فرخ کا سامان۔ چونکہ سالک کے لئے شیخ کی صحبت حضرت نوح کی کشتی کا کام کرتی ہے۔ سید۔ طے والا۔ جان بخشے۔ یعنی شیخ۔ پیغمبر۔ یعنی اس زمانہ کا شیخ۔

۳۔ گرچہ سالک خواہ کس قسم کی سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے۔ یہاں شیخ یعنی شیخ کی توجہ۔ عون۔ شیخ کی توجہ سے منزل طے ہو گی۔ یک زمانے۔ شیخ بھی اپنی صفت جمال کے ساتھ تربیت کرتا ہے۔ کبھی صفت جمال کے ساتھ تو شیخ کی نئی اور نئی دونوں مدارج کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔

۱۔ قہر شیخ کی محبت اور مصطفیٰ
کے ثمرات مرو کے لئے مفید ہیں لہذا
اثر کے اعتبار سے ایک دوسری کی ضد
نہیں ہے چوں خاک یعنی شیخ کہنے
قہر سے مرید کو متواضع بناتا ہے اور اس
میں اخلاق حسنا کا بہرہ آگاتا ہے
یہ باب یعنی شان و شوکت والا گزیر۔
مطابق یہ صف جلد یعنی خاکساری
ایک مرید کی اس روحانی شایان کو بخش
دیجاتا ہے۔ مغز شیخ کے ساتھ ہے
استقامت نفس سے ملتا ہے۔

۲۔ چوں۔ یہ حضرت ولیدؓ قرنی
کے قصہ کی طرف اشارہ ہے حضرت
ولیدؓ یمن میں رہتے تھے اور بڑے
عاشق رسول تھے لیکن بعض مجبور یوں
کی وجہ سے آنحضرتؐ کی خدمت
میں حاضر نہ ہو سکے تھے آنحضرتؐ
نے ان کا سفر بلایا تھا۔ فی الجملہ دفع
الزحمن من قبل الجن میں یمن کی
جانب سے خدا کی خوشبو گھٹا ہوں۔
یہ آنحضرتؐ کا فرمان حضرت ولیدؓ کی
خوشبو کے بارے میں تھا۔ نیستی۔
یعنی مقام فنا نے جو معراج
برگروں کی محبت میں جو معراج ہوگی
وہاں کسی معراج نہ ہوگی جیسی کہ وہیں یا
غبار کی معراج آسمان تک ہے بلکہ
ایسی باطنی معراج ہوگی جیسی کرنے کو
معراج حاصل ہو کر اس میں شکر پیدا
ہو جاتی ہے۔

۳۔ خوش یعنی یہ فنا کا برحق ایسا
ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو
گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے
گا۔ یعنی سرِ عروج کے بعد سرِ نزول
ہوگی اور تم پھر اپنی جہت میں آ جاؤ گے
کوہ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر
سارے لکھ دینا سے بے نیاز ہو جاتا ہے
پالش۔ شیخ کی محبت میں جو سر ہوئی
ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح
جانِ مشوق کی طرف چلتی ہے۔

قہر ۱۔ او را ضد لطفش کم شمر

اس کے قہر اس کی مہر کی ضد نہ سمجھ
ایک مذہب چوں خاک سبزی می گند

ایک وقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے
جسم عارف را دہد وصف جماد

سائے کے جسم کو مٹی کی غایت عطا کر دیتا ہے
لیک او بیند نہ بیند غیر او

لیکن وہی اس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا ہے
مغز را خالی گن از انکار یار

دوست کے انکار سے دماغ کو خالی کر لے
تا یابی یوی خلد از یار من

تا کہ میر صحت کے در پور بہشت کی خوشبو حاصل کر لے
در صف معراجیاں گر بیستی

اگر تو معراج والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا
نے چو معراج زمینے تا قمر

گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں
نے چو معراج بخارے تا سما

دھوس کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں
خوش براتے گشت جنگ نیستی

فنا کا گھوڑا بہت اچھا برحق بنا
کوہ و دریا ہا سمش مس می گند

اس کے مس بہار اور دریاؤں کو چھوتے ہیں
یا بکیش در گشتی و می رو رواں

گشتی میں قدم رکھ اور چلا چل
چوں سوئے معشوق جان جان رواں

جیسا کہ جانِ مشوق کی طرف جاتی ہے جو روح کی روح ہے

اتحاد ہر دو میں اندر اثر

اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ
ایک زماں پر باد و گزرت می گند

ایک وقت میں ہر شوکت اور عالی قدر بنا دیتا ہے
تا برو روید گل و نسرین شاد

تاکہ اس پر پھول اور عمدہ گل سیوٹی آگے
جو بمغز پاک ندہد خلد بو

بہشت پاک مغز والے کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتی ہے
تا کہ ریحان یابی از گلزار یار

تاکہ تو دوست کے چمن سے خوشبو سونگھے
چوں محمد یوی رحماں از یمن

جیسا کہ آنحضرتؐ نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی
چوں برات پر گشاید نیسی

فنا تیرے لئے برحق کی طرح پر پھیلا دے گی
بلکہ چوں معراج کلکے تا شکر

بلکہ نئے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح
بل چو معراج جینے تا نہا

بلکہ پیٹ کے بچے کی مثل تک معراج کی طرح
سوئے ہستی آردت گریستی

اگر تو فانی ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے
تا جہان حس را پس می گند

یہاں تک کہ وہ محسوس دینا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے
چوں سوئے معشوق جان جان رواں

جیسا کہ جانِ مشوق کی طرف جاتی ہے جو روح کی روح ہے



۱۔ دست نے۔ اس سیر میں ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر عدم سے وجود کی طرف ہوتی ہے۔ برویدے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ عروج و نزول اور فنا و بقا کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس کے بعد کسی عقل دلیل کی ضرورت نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس سے اس کو سن لے۔ ٹھاس۔ ادگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پر حقانیت تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو موتی برسائے چاہیں اور عالم ظاہر کو اس عالم معنی سے شرم آتی چاہیے۔

۲۔ گر بباری۔ گوہر ثاری میں خود آسمان کا فائدہ ہے اس کے موتی چھٹنا ہو جائے گا اور اس کی بے جان مخلوق گویا اور بیٹا بن جائے گی۔ پس۔ مرید جس قدر بھی اعتقاد کے موتی برسائے گا اس میں خود اس کا فائدہ ہے اب اس کی مناسبت سے مولانا بلقیس کا قصہ نقل کرتے ہیں۔

۳۔ بلقیس۔ یہ یمن میں شہر سبا کی ملکہ تھیں حضرت سلیمانؑ کو انہوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔ چالیس۔ خشت زر۔ سونے کی ایشیں۔ زر پختہ۔ خالص سونا۔ برسر زر۔ حضرت سلیمانؑ کے معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔ رونق۔ گفتند۔ یعنی ہدیہ لانے والوں نے کہا۔ مخزن۔ یعنی حضرت بلقیس کا خزانہ۔ زردہ۔ دی۔ خالص سونا۔ الہی۔ بیوقوفی۔

آنچنل کہ تاخت جانہا از عدم
جس طرح کہ روچیں عدم سے دھڑ آئیں
گر نبودے سماع راعناں
اگر سننے والے کی سماعت پر نگہ نہ طاری ہوتی
از جہان او جہانا شرم دار
اے دنیا! تو اس کے جہان سے شرم کر
جلالت گوئندہ و بینا شود
تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائے گا
چونکہ ہر سرمایہ تو صد شود
جبکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا
بر سلیمان می فرستاد اے کیا
حضرت سلیمانؑ کے پاس بھیجا اے عظمت

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس
بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ
سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام
ان پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو

بار آتھا جملہ خشت زر بدست
جن کا بوجھ سب سونے کی ایشیں تھا
فرش آں را جملہ زر پختہ دید
اس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
تا کہ زر را در نظر آئے نماند
یہاں تک کہ اس کی نظر میں سونے کی وقعت نہ رہی
سوی مخزن، ماچہ بیکار اندریم
خزانے میں، ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟
زر بہدیہ بردن آنجا الہی ست
وہاں تحفہ میں سنا لے جاتا بیوقوفی ہے

دست نے وپائے نے روتا قدم
بغیر ہاتھ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
بر دیدے درخن پردہ قیاس
یہ تقریر بات میں قیاس کا پردہ پاک کر دیتی
اے فلک برگفت او گوہر ببار
اے آسمان! اس کی گفتگو پر موتی برسا
گر بباری ۲ گوہر تیشش تا شود
اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائے گا
پس نثارے کردہ باشی بہر خود
تو تیرا نچھاد پر خود تیرے لئے ہو گا
ہمچو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبا
اس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سبا سے

ہدیہ بلقیس چل اشتر بدست
بلقیس کا ہدیہ چالیس اونٹ تھے
چوں بصحرای سلیمانی رسید
جب وہ قافلہ حضرت سلیمانؑ کے علاقہ میں پہنچا
برسر زر تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
بارہا گفتند زر را وا بریم
انہوں نے بارہا کہا سونے کو واپس لے جائیں
عرصہ کش خاک زر وہ وہی ست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سنا ہے

۱ عقل ہدیہ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں الٰہی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بغیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور برے ہون سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ فرماندہ۔ حاکم۔ گر بفرمایند۔ یعنی اگر حضرت سلیمان قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمان جہاں۔ یعنی شاہ جہاں

۲ خندہ۔ حضرت سلیمان اس مال کو دیکھ کر کہنے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ مزید۔ یعنی مال۔ من نمی گویم۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اتوںسی مُسلِمین میرے پاس مسلمان ہو کر آجاؤ گے تو ہدیہ یعنی مسلمان ہو جاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ۔ میں دنیا کی دولت کے بدیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دو تیس عنایت کر دی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو دور کناران کی آرزو بھی نہیں کر سکتا۔

۳ می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بنی ہے اس لئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ ہمیں تو اس خدا کو پوجنا چاہیے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان کی خادم ہے نہ کہ مہبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

اے بے پردہ عقل! ہدیہ تا الہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لے جانے والے
چوں کساد ہدیہ آنجا شہد پدید
جب تحفہ کا گھٹیا پن وہاں کھل گیا
باز گفتند از کساد و از روا
پھر انہوں نے کہا گھٹیا پن اور بڑھیا پن سے
گر زرو گر خاک مارا بردنی ست
خوہ سوتا ہے خوہ مٹی ہمیں لے جاتا ہے
گر بفرمایند کیوں واپس برید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ
اُمر و فرماں را ہمی باید شنید
حکم اور فرمان کو سننا چاہیے
خوش رواں گشتند با ہدیہ رواں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے
خندہ آتش آمد چوں سلیمان آں بدید
جب حضرت سلیمان نے وہ دیکھا ان کو ہنسی آئی
من نمی گویم مرا ہدیہ دہید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ دے
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہدیے ہیں
می پرستید اخترے کو زر گند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے
می پرستید آفتاب چرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

عقل آنجا کمترست از خاک راہ
وہاں عقل راست کی مٹی سے بھی کم ہے
شرمساری شاں ہمی واپس کشید
شرمندگی نے ان کو واپس لٹایا
چست بر ما بندہ فرمانیم ما
ہمیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں
اُمر فرماندہ بجا آورد نیست
حاکم کا حکم بجا لانا ہے
ہم بفرماں تحفہ ربار آورد
حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ
تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید
وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے
تا تخت آں سلیمان جہاں
اس شاہ جہاں کے تخت کی جانب
کز شامن کے طلب کردم مزید
میں نے شامن سے مزید ایمان کے علاوہ کب طلب کیا تھا؟
بلکہ کفتم لائق ہدیہ شوید
بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو
کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کہ انسان کی ان کی تمنا بھی نہیں کر سکتا
رُو باو آرید کو اختر گند
تم اس کی طرف رخ کرو جو ستارہ بناتا ہے
خوار کردہ جانِ عالی چرخ را
تم نے گرافندہ جان کو ذلیل کر دیا



۱۔ طہان۔ پکانے والا سورج کی شعاعوں سے گھٹیاں اور تمام پھل کچلتے ہیں۔ گرگیر۔ سورج گرہن میں آتا ہے تو ایسی ناصں اور مجبور چیز کو پوجنا کیا عقلمندی ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور کرنے کے لئے تو خدا سے دعا کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو پوجنے سے کیا فائدہ۔

۲۔ گرکشنت۔ رات کو سورج غائب ہوتا ہے تو رات میں اگر مصیبت آئی تو کس کو پکارے گا۔ رات ہی میں عموماً حوادث پیش آتے ہیں۔ سوی حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تو مصائب سے نجات پالے گا اور کائنات کا محرم راز بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب تو محرم راز بن جائے گا تو میں تجھے اسرار بتاؤں گا پھر تجھے اس سورج کا مشاہدہ ہو گا جو اسی رات میں بھی موجود ہے۔ جز۔ اس کا مظہر صرف پاک روح ہے اور وہ ہر وقت موجود ہے۔

۳۔ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز نہیں دن تو وہ ہے جب وہ آفتاب حقیقت طلوع کرے اگر وہ رات میں بھی چلی ڈال دے تو رات نہیں رہتی۔ چوں۔ جس طرح دنیاوی سورج کے مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت ہے اسی طرح آفتاب حقیقت کے مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت ہے۔ آفتاب۔ یہ دنیاوی سورج جو نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے نور عرش کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و مسکین اور ناپیدار ہے۔

ابلیٰ باشد کہ گویم او خداست
میں اس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی
آں سیاہی ز تو تو چوں بیروں گئی
تو اس کالک کو اس سے کیسے ہٹائے گا؟
ایں سیاہی را بیر وا دہ شعاع
کہ اس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے
تا بنالی یا اماں خواہی ازو
تاکہ تو اس سے فریاد کرے یا لالں چاہے
وال زماں معبود تو غائب بود
اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
وارہی از اختراں محرم شوی
تو ستاروں سے نجات پا جائے، محرم راز بن جائے
تابہ بینی آفتابے نیم شب
تاکہ تو آئی رات میں سورج دیکھ لے
در طلوعش روز و شب را فرق نے
اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے
شب نماںد شب چو اوباریق شود
جب وہ چمکتا ہے رات، رات نہیں رہتی ہے
خود چنجاں باشد دراں انوار پاک
ان پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے
دیدہ پیشش کند و حیراں می شود
آنکھیں اس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں
پیش نور بنجد مہفور عرش
عرش کے بے حد اور گئے نور کے مقابلہ میں

آفتاب از امر حق طہانِ اباست
سورج خدا کے حکم سے ہلکا باہر چلی ہے
آفتابت گر بگیرد چوں گئی
تیرا سورج گہن میں آ گیا تو تو کیا کرے گا؟
نے بدرگاہ خدا آری صداع
کیا خدا کے مہد میں اس مدور کو پیش نہ کرے گا؟
گر کشندت نیم شب خورشید کو
اگر تجھے آئی رات میں قتل کریں سورج کہاں ہے؟
حادثات اغلب بشب واقع شود
حادثے عموماً رات میں ہوتے ہیں
سوی حق گر راستانہ خم شوی
گو اگر سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب بھٹکے
چوں شوی محرم کشایم باتولب
جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے لب کشائی کروں گا
جو روان پاک اُور اشرق نے
پاک روح کے سوا اس کا مشرق نہیں ہے
روز آں باشد کہ اُوشارق شود
دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے
چوں نماید ذرہ پیش آفتاب
جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے
آفتابے را کہ زخشاں می شود
وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے
ہچو ذرہ بینیش در نور عرش
تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا



دیدہ۔ اس قدر شدید نور کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرمادیتا ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کیا کیا۔ وہ آفتاب حقیقت الٰہی کیا ہے کہ اس کے اثر سے دھواں سورج بن گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھواں کی شکل میں تھا جس سے آسمان بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی سے آسمانی کائنات بھی بنی ہے۔ نادر۔ یہ خدا کی کیا کرمی ہے کہ اس نے دھواں سے سورج بنادیا۔ بنا کر۔ کچھ بنانے والا چونکہ آسمان کا کچھ کی طرح صاف و شفاف ہے اس لئے یہاں لفظ بنا کر سے اللہ تعالیٰ کا استعارہ کیا ہے۔ زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے بلند ساقی آسمان پر ہے۔ ۲۔ باقی۔ جس طرح آسمان اور سورج اللہ تعالیٰ کی کارگیری سے بنے ہیں اسی طرح روح کے موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدہ۔ جسمانی آنکھ تو اس سورج کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے۔ مشاہدہ حق کے لئے ربانی آنکھ کی ضرورت ہے۔ تازیوں۔ جسمانی آنکھ سورج سے مغلوب ہے ربانی آنکھ سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔ شععات۔ شعاعیں۔ کائنات۔ ربانی آنکھ نورانی ہے اور جسمانی آنکھ تاری ہے۔ تازیوں کے بال مقابل تاریک ہو جاتی ہے۔ ۳۔ کرامات۔ شیخ عبداللہ مغربی کی اس کرامت سے ربانی آنکھ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شعی۔ یعنی رات پناہ اور اندھیرا۔ اعتدال۔ یعنی روحانی اعتدال۔ صوفیوں۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم آدمی رات میں ان کے پیچھے چل پڑے۔ دنبال۔ پیچھے۔

خوار و مسکین بنی اورا بے قرار
تو اس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا
کیسے کہ از ویک ماثرے
”کیا جس کا ایک اثر ہے کہ
نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب
”عجب اکسیر کہ اس کی اتنی چمک
یو العجب مینا گرے کز یک عمل
”کیا کرم عجیب ہے کہ ایک عمل سے
باقی ۲۔ اختر ہائے و گوہر ہائے جاں
بقیہ ستاروں اور جان کے جواہر کو
دیدہ جس زبولن آفتاب
جس آنکھ سورج سے مغلوب ہے
تا زبولن گردد بہ پیش آں نظر
تاکہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں
کاں نظر نوری وایں تاری بود
کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ تاری ہوتی ہے

کرامات ۳ و نور شیخ
شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامات

گفت عبداللہ شیخ مغربی
شیخ عبداللہ مغربی نے فرمایا
من ندیدم ظلمتے در شصت سال
میں نے ساٹھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی
صوفیاں گفتند صدق قال او
صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے

دیدہ را قوت شدہ از کر دگار
آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہے
برو خاں افتاد و گشت آں اخترے
دھواں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا
بر ظلامے زد بگردش آفتاب
تاریکی پر پڑی اس کو سورج بنا دیا
بست چندیں خاصیت را بر زحل
زحل ستارے میں اس قدر خاصیتیں پیدا کر دیں
ہم بریں مقیاس اے طالب بدایاں
اے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے
دیدہ ربانی۔ بجوی و بیاب
خدا کی آنکھ تلاش کر اور حاصل کر لے
شععات آفتاب با شرر
چمکاریوں بھرے سورج کی شعاعیں
نار پیش نور بس تاری بود
آگ نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

عبداللہ مغربی قدس سرہ
شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامات

شصت سال از شب ندیدم من شعی
ساٹھ سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی
نے بروز و نے بہ شب از اعتدال
اعتدال کی بدلت نہ دن میں نہ رات میں
شب ہی رقیم در دنبال او
ہم رات کو ان کے پیچھے چلے



دَریا بانہائے پُر از خار و گوا
گروں اور کانوں سے بھرے جنگوں میں
رُہی پَس ناکرہ میگفتے بَشَب
رات میں نہ منہ منہ بغیر کہتے تھے
باز گفتم بعدیک دم سُوئی است
پھر تھوئی وہ کے بعد کہتے دایں جانب
روز گشتہ پُلی بوش گشتہ ما
دن نکلے ہم ان کے پاؤں چومنے والے ہو گئے؟
روز گشتہ پاش را پائے بوش
دن نکلے ان کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
نہ ز خاک ہونے ز گل بروے سائر
ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
نورِ ایں شمسِ شمسِ فارسِ ست
ستاروں کے اس صحن کا نور تیز ہو ہے
چوں نباشد حارسِ آلِ نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیسے نگہبان نہ ہو گا؟
تو بنورِ او ہمیں رو درِ اِلہاں
تو اہلیان سے اس کے نور کے ساتھ چلا جا
پیشِ سپہشتِ می روداں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
یَوْمَ لَا یُخْزِی النَّبِیَّ رَأْسُ دَل
یَوْمَ لَا یُخْزِی لِبْسِی کَوَیْجِ بَحْج

اُوچو ماہ بدر مارا پیش رو
وہ چوہوں کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے
ہیں گوا آمد میل گن در سُوئی چپ
خبردار! گڑھ آ گیا بائیں جانب مڑ جا
میل گن زیرا کہ خلدے پیشِ پاست
مڑ جا، کیونکہ پاؤں کے نیچے کاٹا ہے
زانکہ بوشِ پاک از گل ہر دوپا
کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے
گشتہ پاپاش چو پاپائے عروس
ان کے پاؤں دھن کے پاؤں کی طرح تھے
نہ خراش خار و آسیبِ حَجْر
نہ کانے کی خراش کا (نشان تھا) اور نہ پتھر کی چٹ کا
کمرہ مغرب را چو مشرق نور زای
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بنایا تھا
روزِ خالص و عام را او حارسِ ست
عوام و خواں کے دن کا وہ نگہبان ہے
کہ ہزاراں آفتاب آرد پدید
جو ہزاروں صبح پیدا کر دے
درمیلِ اژدہا و کژدہاں
اژدہوں اور کچھوؤں میں
می کند ہر ریزنے را چاک چاک
وہ ہر ریزن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے
نورِ یسعی بینِ اَیْلِہِمْ بخوال
نورِ یسعی تین اَیْلِہِمْ پڑھ لے

۱۔ گو گڑھا بدر چوہوی کا
چاند رومی۔ یعنی وہ تاریک
رات میں آگے آگے چل رہے
تھے اور بغیر منہ موڑے پیچھے چلنے
والوں کو گڑھے اور کانے سے
بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی
ان کو نیچے کی چیزیں بھی
اندھیرے میں نظر آرہی تھیں۔
روز گشتہ۔ یعنی دن نکلنے پر ہم نے
ان کی مزید کرامت دیکھی کہ ان
کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم
نے ازراہ عقیدت اس کے پاؤں
چومے۔

۲۔ نے ز خاک۔ ان کے
پاؤں پر کانے اور پتھر کا کوئی
نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانوں اور
پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی۔ یعنی
مغرب کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی نہیں ہے۔ مشرقی۔ یعنی
مشرق کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔
مغرب۔ غروب آفتاب کے صدا
اندھیرا ہو جاتا ہے۔
مشرق۔ طلوع آفتاب کے بعد
روشنی پھیل جاتی ہے۔ شمس۔
یعنی ستارے۔ فارس۔ تیز و
حارس۔ نگہبان۔ نور مجید۔ ذات
حق۔ بنوراو۔ یعنی نور حق

۳۔ چشم۔ خدای نور ساک
کے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو
مہلکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔
قرآن پاک میں ہے یَوْمَ
لَا یُخْزِی اللہَ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ
آمَنُوا اَمَعَهُ نُوْرٌ هُمْ یَسْعٰی
بِیْنِ اَیْلِہِمْ وَبِاَیْمَانِہِمْ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتِیْمٌ لَّنَا نُوْرٌ نَا
یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ ہر

ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے روانہ کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے
دائیں جانب چل رہی ہوگی وہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے
آخر دم تک قائم رکھ

گرچہ اگر دود در قیامت آں فزوں از خدا اینجا بخواہید آز مول

وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا آزمائے کے لئے یہاں بھی خدا سے مانگ لو

کو بہ بخشد ہم بمغ و ہم بماغ نور جاں واللہ اعلم بالبالغ

کیونکہ وہ ابر کو بھی اور کھر کو بھی بخشتا ہے جان کا نور اور خدا پہچانے کو زیادہ جانتا ہے

باز گردو نیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آں

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان ہدیوں کے جو وہ

بدیہا کہ آوردہ بودند سوائے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس

لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لانے

رہایمان و ترک آفتاب پرستی

اور صحران پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

باز گر دیدے رسولان فحل زر شمارا دل بما آرید دل

اے شرمندہ قاصدو! واپس ہو جاؤ سنا تمہارا دل ہمارے لئے دل لاؤ دل

ایں ۳ زر من بر سر آں زر نہید کوری تن فرج استرا دہید

میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھ دو جسم کے اندھے پن کو نچری کی شرمگاہ کے حوالے کر دو

فرج استرا لائق حلقہ زر ست زر عاشق رُہی زرد و اصرست

نچری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے عاشق کا سنا زرد اور پیلا چہرہ ہے

کہ نظر گاہ خداوندست آں کان سورج کی نظر گاہ ہے

کو نظر گاہ شعاع آفتاب کجا علقوں کے آقا کی نظر گاہ؟

از گرفت ۳ من زجاں اسپر کنید گرچہ اکنوں ہم گرفتار منید

میری گرفت سے جان کی ڈھل بنا لو اگرچہ اب بھی تم میری گرفت میں ہو

پر گشادہ بستہ دام ست او پر کھلے ہوئے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے

دانه کا عاشق پھنسا ہوا ہے

دانه کا عاشق پھنسا ہوا ہے

دانه کا عاشق پھنسا ہوا ہے

دانه کا عاشق پھنسا ہوا ہے

دانه کا عاشق پھنسا ہوا ہے

۱۔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں

قیامت میں اضافہ ہو گا لیکن

یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا

کر کے دیکھو۔ کہ کیونکہ جب وہ

غیر جان دار چیزوں کو نور عنایت

کر دیتا ہے تو اشرف والخلق کو تو

کیوں عطا نہ کرے گا۔ فحل۔

شرمندہ ہدیہ لانے والے حضرت

سلیمان کے یہاں سونے کی ار

زانی کو دیکھ کر سونے کا ہدیہ دینے

پر شرمندہ ہو رہے تھے۔ دل۔ اللہ

تعالیٰ کے دربار میں سونے

اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل

کی سلامتی کام آئے گی۔

۲۔ ایں زرمن۔ یعنی یہاں سے

اور سونا لے جاؤ تاکہ تمہاری حرص

کی تسکین ہو۔ کوری تن۔ جسم کی

بے بسی کی کو اپنے آپ سے دور

کر کے کسی گندی جگہ پھینک دو۔

فرج استرا۔ نچری اگر حاملہ ہو

جائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً

مر جاتی ہے لہذا اس کی شرمگاہ پر

سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا

تاکہ وہ حاملہ نہ ہو سکے۔ عاشق

عاشق کی کمزوری اور چہرے کی

زردی اس کی زینت ہے۔ کو۔

عاشق کے چہرے کی زردی خدا

کی نظر گاہ ہے اور سونے کی کان

سورج کی نظر گاہ ہے جس کی وجہ

سے کان میں سونا تار ہوتا ہے لہذا

عاشق کے چہرے کی زردی بدر

جہا افضل ہے۔

۳۔ گرفت من۔ ایمان کی پابندی

جہا کہ مملدان دونوں متقی کے اعتبار

سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنہ

دانه دانه کا دیوانہ دنیوی پر بند جو دانہ

کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ

بالاخانہ پر پرکھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی تشریح ہے۔

چوں بداندہ داد او دل را بجای
چونکہ اس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سوئے دانہ می کند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
دانہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ نظریں چماتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سوتا
جب تجھے اس نظر کے اس جانب کھینچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندر نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا دی ہے

ناگرفتہ مر ورا بگرفتہ داں
بغیر گفتہی اس کو گرفتہ سمجھ
آں گرہ داں کو پیا بر میزند
اس کو وہ گرہ سمجھ جو وہ پاؤں پر لگاتا ہے
من ہی دزدم ز تو صبر و مقرر
میں تجھ سے صبر و قرار چما رہا ہوں
پس مداں از خویشتن غفل مرا
تو مجھے تو اپنے سے غافل نہ سمجھ
پس بدانی کز تو من غفل نیم
تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھ سے غافل نہیں ہوں

قصہ ۲ عطارے کہ سنگ ترازوئے او از گل سرشوی بود و
اس عطار کا قصہ کہ جس کی ترازو کا باٹ ملتان مٹی کا تھا اور
دزد دیدن مشتری گل خواراں گل ہنگام سنجیدن شکر و
شکر تولے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اس مٹی میں سے چوری کرنا
دیدن عطار آں را و نادیدہ کردن

اور عطار کا اس کو دیکھنا اور ان کو دیکھا کر دینا

پیش عطارے کیے گلخوار رفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خود گیا
پس بر عطار طرار سے دو دل
اس منائق چالانک عطار کے پاس
گفت عطار اے جواں ابلوج من
عطار نے کہا اے جوان! میری شکر
لیک گل سنگ ترازوئے منست
لیکن میری ترازو باٹ مٹی کے ہیں
گفت ہستم در مئے قد جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں

تاخرد ابلوج وقتید خاص وزفت
تا کہ سفید خاص قد، عمدہ خریدے
موضع سنگ ترازو بود گل
باٹ کی بجائے مٹی تھی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا مبالغہ لا کلام عمدہ ہے
گر خرا میل شکر بخریدن مست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزاں ہر چہ خواہی باش گو
ترازد کے باٹ جو بھی ہو

۱۔ آں نظر اس کی الجائی ہوئی نظر
ماہل اس کے پاؤں کی گرہ ہے
۲۔ دانہ وہ دانہ کو دزدیدہ نظروں سے دیکھ
رہا ہے اور وہ دانہ اس کے صبر و قرار کو چما
رہا ہے۔ چوں۔ جب لالچی نظر بند کو
دانہ کی جانب کھینچ لاتی ہے تو بند کو سمجھتا
چاہیے کہ شکر کی اس سے غافل نہیں
ہے۔ اس کو پچاس لگا۔
۳۔ قصہ۔ ہند جس طرح یہ سمجھتا
ہے کہ وہ شکر کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود بھٹس جاتا
ہے اسی طرح اس قصہ میں خریداریہ
سمجھ رہا ہے کہ وہ کاندہ کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا
نقصان کر رہا ہے گل سرشوی وہ مٹی
جسے مل کر سرسویا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں ملتان مٹی سے گل خواہ
وہ مٹی کھانے والا ابلوج۔ سفید شکر
۴۔ طرار۔ زبان ہزار جب تراش
ٹھک۔ دو دل۔ منائق چونکہ وہ مٹی
کے باٹوں کے ذریعہ کم تولی تھا۔
گفت۔ عطار نے کہا ترازو کے بٹے
پتھر کی بجائے مٹی کے ہیں۔ مست۔
خریدار نے کہا مجھے قدر کی ضرورت
ہے مجھے مٹوں سے کیا بحث ہے جیسے
بھی ہوں۔

گفت با خود پیش آنکہ گل انخودست

پھر اس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانے والے کتائے

ہنچو آں دلالہ کو گفت اے پسر

اس دلالہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا!

سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست

بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے

گفت بہتر آتجہیں خود گر بود

اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے

گر نداری سنگ و سنگت از گل ست

اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے وہ تیرا باٹ مٹی کا ہے

اندھاں رکھے ترا زو ز احمداد

ترازو کے پلارے میں احمداد کے ساتھ

پس برائے رکھے دیگر بدست

پھر دوسرے پلارے کے لئے ہاتھ سے

چوں نبوش تیشہ او دیر ماند

چونکہ اس کے پاس کھربانہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا

رویش آں سو بود گل خوردنا شکفت

اس کا رخ اس طرف تھا بے مبرمٹی خود نے

خرس حرسائی کہ نیاید ناگہاں

ڈرتے ڈرتے کہ وہ اچانک نہ آ جائے

دید عطار آن و خود مشغول کرد

عطار نے اس کو دیکھا اور اپنے آپ کو مشغول کر دیا

گر بد زدی از گل من می بری

اگر تو چہا کر میری مٹی میں سے لے جا رہا ہے

تو ہی تری زمن لیک از خری

تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

سنگ چہ بود گل ز شکر بہتر ست

پتھر کیا ہوتا ہے مٹی شکر سے بھی بہتر ہے

نو عرد سے یاقم بس خوب فر

میں نے ایک نئی دکان بہت شاندار دھوڑ لی ہے

کاں ستیرہ دختر حلوا گریست

کہ وہ پہلے نشین، حلوائی کی بیٹی ہے

دختر او چرب و شیریں خر بود

اس کی لڑکی خوب چلتی اور میٹھی ہو گی

ایں بہ وہہ گل مرا میوہ دل ست

یہ بہتر اور خوب مٹی میرے دل کا میوہ ہے

او بجائے سنگ آں گل را نہاد

اس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی

ہم بقدر آں شکر را می شکست

اس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا

مشتری را منظر آنجا نشاند

اس نے خرید کو اس جگہ انتظار میں بٹھا دیا

گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت

اس سے چھپا کر مٹی چانی شروع کر دی

چشم او بر من قند از احتاں

اور اس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑ جائے

کہ فزول تر دزد ہیں اے رُعبی زرد

کہ اے زرد ردا! اور زیادہ چہا لے

رو کہ ہم از پہلوی خودی خودی

جا کہ تو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے

من ہی خرسم کہ تو کمتر خودی

میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھا رہا ہے

گل۔ مٹی کھانے والے کے لئے
تو مٹی شکر سے بھی زیادہ مزیدار ہوتی
ہے۔ ہنچو۔ عطار کا بنوں کی خرابی کو
ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلالہ نے
لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اس نوجوان
کے لئے اور زیادہ مٹی کی کباعث بنی۔
حلوا گر۔ حلوائی۔ چرب۔ چونکہ حلوائی
کے یہاں مٹی اور شکر کی کثرت ہوتی
ہے۔ میوہ۔ مٹی کھانے والے کے
لئے مٹی دل پسند چیز ہے۔

۱۔ رکھے۔ ترازو کا پلارہ۔ احمداد
تیاری کرنا۔ بقدر آں۔ یعنی مٹی کے
وزن کی۔ تیشہ۔ شکر جم گئی ہوگی جس
کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت
ہوتی۔ آنجا۔ یعنی دکان کے اگلے حصہ
میں۔ پوشیدہ۔ یعنی کاندھ کا رخ۔

۲۔ خرس۔ ترس۔ یعنی مٹی خود
کاندھ سے ڈرتا ہوا۔ مٹی چارہا تھا۔
دزد۔ دکان دار نے اس کو دیکھ لیا لیکن
خود کو اور زیادہ شغل کر دیا تاکہ وہ مٹی
زیادہ چرائے۔ چشم۔ چونکہ وہ جس قدر مٹی چہا
لے گا اس قدر شکر کم چڑھے گی۔ از
پہلوئے خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کر رہا
ہے۔ کمتر۔ کم شکر کم مٹی۔

گر چہ مشغول چٹاں احمق نیم
اگرچہ میں مصروف ہوں، ایسا بیوقوف نہیں ہوں
چوں بہ بنی مر شکر راز آرمود
چوں بہ بنی مر شکر راز آرمود
جب تو آزا کر شکر کو دیکھے گا
جب تو آزا کر شکر کو دیکھے گا
مرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند
مرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند
پند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
پند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
گزنہی چشم کھلے می بری
گزنہی چشم کھلے می بری
اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے حرا اٹھا رہا ہے
اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے حرا اٹھا رہا ہے
ایں نظر از دور چوں تیرست و دم
ایں نظر از دور چوں تیرست و دم
یہ نظر بازی اللہ سے ہی تیر اور زہر ہے
یہ نظر بازی اللہ سے ہی تیر اور زہر ہے
مال دنیا دام مرغان ضعیف
مال دنیا دام مرغان ضعیف
دنیا کا مال کمزور پرندوں کا جال ہے
دنیا کا مال کمزور پرندوں کا جال ہے
تا بدیں ملکہ کہ او دایست ذرف
تا بدیں ملکہ کہ او دایست ذرف
یہاں تک کس سلطنت میں جو کہ ایک گہرا جال ہے
یہاں تک کس سلطنت میں جو کہ ایک گہرا جال ہے
من سلیمان می خواہم ملک تال
من سلیمان می خواہم ملک تال
میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
کاس زماں ہستید خود مملوک ملک
کاس زماں ہستید خود مملوک ملک
کیونکہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
کیونکہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
باز گوئے اے اسیر ایں جہاں
باز گوئے اے اسیر ایں جہاں
اے اس دنیا کے قیدی! اے
اے اس دنیا کے قیدی! اے
اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جال
اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جال
اے تو اس جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے
اے تو اس جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے

کہ شکر افزوں کشی تو از نیم
کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے
پس بدلی احمق و غافل کہ بود
پس بدلی احمق و غافل کہ بود
تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
دانہ ہم از دور را ہش می زند
دانہ ہم از دور را ہش می زند
دانہ بھی اللہ سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
دانہ بھی اللہ سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
نے کباب از پہلی خود میخوری
نے کباب از پہلی خود میخوری
کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
عشق افزوں می شود صبر تو کم
عشق افزوں می شود صبر تو کم
تیرا عشق بڑھتا ہے، صبر کم ہوتا ہے
تیرا عشق بڑھتا ہے، صبر کم ہوتا ہے
ملک عقی دام مرغان شریف
ملک عقی دام مرغان شریف
آخرت کی سلطنت شریف ہندوں کا جال ہے
آخرت کی سلطنت شریف ہندوں کا جال ہے
و شکار آیند مرغان شگرف
و شکار آیند مرغان شگرف
عجب پرند شکاری میں آتے ہیں
عجب پرند شکاری میں آتے ہیں
بلکہ من برہانم از ہر ہلک تال
بلکہ من برہانم از ہر ہلک تال
بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
مالک الملک آنکہ او بچہ ز ہلک
مالک الملک آنکہ او بچہ ز ہلک
ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
نام خود کردی امیر ایں جہاں
نام خود کردی امیر ایں جہاں
تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
چند گوئی خویش را خولجہ جہاں
چند گوئی خویش را خولجہ جہاں
تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کب تک کہے گا؟
تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کب تک کہے گا؟

دلداری کردن و نواختن سلیمانؑ مرآں رسولان را و دفع وحشت و
حضرت سلیمانؑ کا ان قاصدوں کی دلداری کرتا اور نوازنا اور ان کے دل سے تکلیف اور وحشت
آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ و شرح کردن بایشان
کو اللہ کرتا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی ان سے تخریب کرنا

اگرچہ یعنی میرا پر کرنا میری
یعنی نہیں ہے بلکہ قائمہ مند ہے
چوں۔ جب تو گھر جا کر شکر تو لے لگا تو
ہت چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔
مرغ پرندہ دانہ چکنے میں ایسا قائمہ سمجھ
رہا ہے حالانکہ وہی اس کی ہلاکت
ہے بنی کباب۔ چونکہ دوسرے مصرع
میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس
مصرع میں آنکھ کے گلے گلے کا
استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی
حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو
ظاہر۔ لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
کے لئے اپنے لئے پریشانی مول
لے لیتا ہے۔
اس نظر نظر بازی کا تیر خود نظر
باز کے لئے تیر ستم ہے اور وہ بھی
زہر بلا حدیث ہے فطر منہم
منسوخ من میہام فیلسف۔ نظر
بازی شیطان کے تیروں میں سے
زہر بلا تیرے۔ مال دنیا۔ دنیا کی
زب و زبنت ضعیف الامان لوکل
کا جال ہے مومن آخرت کے ملحدہ
ہوتے ہیں۔ مرغان شگرف۔ یعنی
انہما بطور لویا۔
سے من سلیمان۔ یہ حضرت
سلیمانؑ کا قاصدوں کو خطاب ہے۔
اور ہر ہلک۔ چونکہ ستمہ پرتی میں
ہلاکت ہے کاس زماں۔ دنیا دارانی
دلت کا غلام ہوتا ہے شاہ تو وہ ہے جو
اس کی ہلاکت سے بچ نکلے باز
گوئے دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ
کہتا ہے۔ پیاسا ہے جیسا کہ برکس
نہما نام کی کا نور۔

۱۔ تان رسول۔ یعنی اب تم میری جانب سے قاصد بن کر جاؤ۔ یون۔ یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے آؤ گے پیش بقیس۔ تم اپنے واقعات جا کر بقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ چالیس منزل تک تم سونے کی زمین پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے وہ جیسے ہدیہ بھی کہو نہ پس سونے کا ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوئی تھی۔ تابعدا۔ تاکہ بقیس یہ سمجھ جائے کہ ہم اس کی دولت کے طالب نہیں ہیں۔

۲۔ حق۔ محشر کے دن زمین چاندی جیسی کر دی جائے گی اور یہاں وہ ہے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے گے کہ ان کے یہاں سونے چاندی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں ہم تو انسان کو ایمان عطا کر کے زریں بنا دیتے ہیں۔ کیا یہ گرمی خوش بن جاؤ گے تو کیا کر بن جاؤ گے شمر کیا و سیا و رسیا کس غلام جز بذات اولیا ترک آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا کی سلطنت کو خیر باد کہو۔

۳۔ خنڈ۔ خنڈ۔ قید خانہ لکڑی کا وہ کنڈا جس میں باؤں پھنسا کر قید کر دیتے تھے صدر جس مقام کو صدر مقام سمجھا ہے وہ دربان کی جگہ ہے ریش۔ تراشہ تو خود تیری داڑھی پر نہیں چلتا ہے نہ وہ تیری منشا کے خلاف سفید نہ ہوتی۔ مالک الملک۔ اہل بادشاہت اس کی ہے جو اللہ کے ہر بار میں سر نیاز جھکا دے وہ اس کو اس دنیا کی حکومت کے علاوہ اور حکومتیں عطا فرماتا ہے۔

اے رسولائے فرستہ تان رسول اے قاصدا! میں تمہیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں پیش بقیس اُنچہ دیدید از عجب بقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات کہی کہ چل منزل بُری ز بُدید کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے تابعدا کہ بزر طامع نہ ایم تاکہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں آنکہ گر خواہد ہمہ خاکِ زمیں وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی حق پرانے آل گند اے زر گزین اے سونا کہ نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ اسی لئے کرے گا فارغیم از زر کہ ماس پر فہیم ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم ماہر فن ہیں از شُما کے گدیہ زر می کنیم ہم تم سے سونے کی بجائے کب مانگتے ہیں؟ ترک آل گیرید گر مُلکِ سباست اس کو چھوڑ دو خواہ سب کا ملک ہو

تختِ بندست آنکہ تختش خواندہ جس کو تو نے تخت کہا ہے اور وہ کاٹھ ہے پادشاهی نیستت بر ریش خود تیری اپنی داڑھی پر بھی حکومت نہیں ہے بے مُراو تو شود ریش سفید تیری رضی کے خلاف تیری داڑھی سفید ہو جاتی ہے مالک المُلک ست ہر گش سر نہد جو اس خدا کے سامنے سر رکھے وہ بادشاہ ہے

رَد من بہتر شمارا از قبول میرا دکنہ تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے باز گوید از بیابانِ ذہب سونے کے جنگل کی بات کہو وز چنیں ہدیہ نخلِ چوں می شُدید اور ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے ماز از زر آفریں آوردہ ایم ہم سونا پیدا کرنے والے سے سونا ملے آئے ہیں سر بسر زر گردو زر شمیم پوری سنا اور قیمتی موتی بن جائے روزِ محشر اس زمین را نقرہ گیس اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی خاکیاں را سر بسر زریں کنیم ہم مٹی والوں کو جسم سونے کا بنا دیتے ہیں ما شمارا کیا گرمی کنیم ہم تمہیں کیا کر بناتے ہیں کہ درن آبِ گل بس مُلکِ بہاست کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں

صدر پنداری و بر در ماندہ تو نے صدر مقام سمجھا ہے اور تو دروازہ پر پڑا ہے پادشاهی چوں گنی بر نیک و بد ہر اچھے اور برے پتو بادشاهی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟ شرم دار از ریش خود اے کثر امید اے بیخوشی تمنا والے اپنی داڑھی سے شرم بے جہان خاکِ صدر مُلکش دہد خدا کی دنیا کے علاوہ اس کو تخت و سلاطنتیں عطا کرتا ہے

لیک! ذوقِ سجدہ پیش خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنالی کہ نخواہم مُلکہا
پھر تو دے گا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں
بادِ شہانِ جہاں از بدرگی
دنیا کے بادشاہوں نے بدلی کی جہ سے
ورنہ اونہم وارِ سرگردان و دنگ
ورنہ حضرت ابراہیم کی طرح حیران اور پریشان ہو کر
لیک حق بہرِ ثباتِ ایں جہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جہاں کے بقا کے لئے
تا شود شیریں برایشاں تخت و تاج
تاکہ ان کے لئے تخت و تاج شیریں بن جائے
از خراجِ ارجع آری زرِ چورگ
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا
ہمروہ ۲ جانتِ نگرود مُلک و زر
سلطنت اور سونا تیری روح کا ساتھی نہ بنے گا
تابہ بنی کایں جہاں چاہیست تنگ
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنویں ہے
تا بگوید ۳ چوں ز چاہ آئی بپام
تاکہ جب تو کنویں سے بالا خانہ پر آئے گے
ہست درچہ انوکاساتِ نظر
کنویں میں نظر کے عکس ہیں
وقتِ بازی کو دکاں را از اختلاف
خللِ دماغی سے کھیل کود کے وقت بچوں کو

خوشتر آید از دوصد دولتِ ترا
تجے ۱۰ سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہو گا
مُلکِ آں سجدہٴ مُسلمِ گن مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے
بُو نبردند از شرابِ بندگی
بندگی کی شرب کی خوشبو نہیں سونگھی
مُلکِ را برہم زدند بے درنگ
فوراً سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہرِ شاں بہادِ برچشم و دہاں
ان کی آنکھ اور منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں داراں خراج
کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماند مردہ ریگ
بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا
زرِ بدہ سُرمدہ ستاں بہرِ نظر
سونا دیدے نگاہ کے لئے سرمہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری چنگ
یوسف وار وہ رسی ہاتھ میں پکڑ لے
جان کہ یابشیرای لیٰ ہلنا غلام
روح میرے لئے بشارت ہے، یہ لڑکا ہے
کترین آنکہ نماید سنگ زر
سب سے کم یہ ہے کہ پھر سونا نظر آتا ہے
می نماید آں خوفِ ہا زر و مال
وہ ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

۱۔ لیکن جب سجدہ کا ذوق پیدا ہو جائے گا تو سلطنتوں سے بیزار ہو جائے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ بس یہی دولت کافی ہے۔ بادشاہوں۔ دنیاوی بادشاہ چونکہ بندگی کی مٹی سے بناؤں ہیں اس لئے وہ سلطنت کے شوق میں مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو جائے تو حضرت اونہم کی طرح سلطنت پر لات مار دیں لیکن حق۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کا نظام چلانا ہے اس لئے ان کو اس لذت سے محروم کر دیا ہے اور وہ کن ہیں کہ ہم دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں۔ خراج جس۔ مردہ ریگ۔ وہ مال جو درخش میں ملے۔ ۲۔ ہمروہ دنیا کی دولت دنیا میں رہ جاتی ہے روح ہرگز رہ جاتی ہے۔ سرمہ وہ سرمہ حاصل کر لے جس سے یہ چیزیں بے حقیقت نظر آئیں۔ یوسفانہ حضرت یوسف ری کے ذریعے کنویں سے باہر آئے تھے تو بھی عبادت کی رسی کھڑی رہ سدا کیا کس کنویں سے باہر نکل آئے ۳۔ تا بگوید جس وقت حضرت یوسف کنویں سے برآمد ہوئے تھے تو ذولِ نکالے داغِ چرخ اٹھا تھا کہ خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح تیری روح تیرے کنویں میں سے نکل آنے پر خوش خبری دے گی۔ ۴۔ جب دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا کی حقیقت دولت کو کھیتی دکھا دیتی ہے وقت بازی۔ بچے کھیل کود میں ٹھیکریوں کو روپیہ پیسہ تصور کر لیتے ہیں۔



عاز فاش! کیا گر گشتہ اند تاکہ خُدا کا نہا بر ایشاں ہوئے
اس خدا کو پہچان جانے والے کیا گر بن گئے ہیں حتی کہ ان کے لئے کائیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدنِ درویشے جماعتِ مشائخ را در خواب و درخواست کردنِ
ایک مدیش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کئی ک مشغولیت
روزی حلال از ایشاں بے مشغول شدن بکسب کے از عبادت
کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے رہ جاتا ہوں اور ان کی
می مانم وارشاد کردن ایشاں اُوراً بمیوہائے تنخ و ترش کوہی
اس کو کڑوے اور کھٹے پھڑی پھلوں کی جانب منہائی کرنا اور ان بزرگوں
و بروے شیریں شدن آں میوہا بدلت آں مشائخ
کی منہائی سے اس کے لئے ان پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
ایک مدیش نے قصہ میں بتایا
گفتم ایشاں را کہ روزی حلال
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
مر مرا ۲ سوئے کہتاں را ندند
وہ مجھے پھڑ کی جانب لے گئے
کہ خدا شیریں بکرو آں میوہ را
کہ خدا نے وہ پھل بیٹھے کر دیئے ہیں
ہیں بخور پاک و حلال و بے حسیب
ہاں ' پاک اور حلال اور بے حساب کھا
پس مرا از رزق نطقے رُو نمود
پھر اس رزق سے مجھ میں ایسی قوت گویا رہا ہوئی
گفتم میں فتنہ مست ہے پھل
میں نے کہا ' اے دنیا کے پان ہار یہ فتنہ ہے
شدُ خن از من دل خوش یا تم
میری قوت گویا جاتی رہی میں نے مطمئن دل پایا
بخشے وہ از ہمہ خفقاں نہاں
وہ انعام عطا فرما جو سب سے پوشیدہ ہو
چوں انار از ذوق می بشکا فتم
ذوق لطف سے میں انار کی طرح کھلتا تھا

۱۔ عاز فاش۔ جو عارف اللہ ہیں وہ
خود کیا گر ہیں ان کی نگاہ میں سونے
کی کوئی قیمت نہیں ہے
آنکہ خاک را بنظر کیا کنند
آہا بود کہ گوشہ چشمی بہا کنند
دیکھ۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود
ہے کہ اللہ کی نظر میں دنیا کا مال بچ
ہے اور ان کی ہمت کیا کا کام کرتی
ہے سمر۔ قصہ خضر۔ وہ لہلال
جو حضرت خضر کی طرح نکاہوں سے
پوشیدہ ہیں۔ تم میں نے ان لہلال
سے کہا کہ کھانا کھاتو وہاں بے بسی
تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے ہلاک اسے حلال
روزی حاصل ہو جائے۔
۲۔ مر مرا۔ وہ لوگ مجھے جنگل میں
لے گئے اور انہوں نے جنگلی پھل
جھاڑے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ
میرے لئے وہ کڑوے کیے پھل
بیٹھے ہو جائیں۔ خدا۔ وہ
سرپس۔ ان پھلوں کے کھانے سے
میرے کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو گئی
کہ لوگوں پر فتنہ ہونے لگے۔
۳۔ گفتم۔ لایا اللہ کو اپنی شہرت
اور عوام میں مقبولیت ناگوار ہوتی ہے۔
خد خن۔ یعنی وہ لطف کلام کی کیفیت
زائل ہو گئی جو عوام کی گردید کی سبب
تھی اور دل میں ایک جذبہ مسرت پیدا
ہو گیا۔

گفتم ار چیزے نباشد در بہشت! غیر ایں شادی کہ دارم در سرشت
میں نے کہا اگر جنت میں ہر کئی چیز نہ ہوگی
ہج نعمت آرزو تولید دیگر زیں نہر دازم بجوز و نیشکر
تجھے کسی دہری نعت کی تمنا نہ ہوگی
ماندہ بود از کسب یک دو خبہ ام دوخت در آستین جبہ ام
کمانی میں سے میری ایک دھنی خاکی تھی جس کو میں نے جبہ کی آستین میں ہی لیا تھا

۱۔ در بہشت۔ وہ قلمی کیفیت اس قدر پرست تھی کہ اگر جنت میں صرف وہی حاصل ہو تو ہر کسی چیز کی تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔
آستین۔ جبہ آستین میں ہاتھی جالی تھی۔

نیت کردن او کہ ایں زر بدیں ہیزم کش وہم چوں من
اں کا سوچنا کہ یہ سنا میں اں لکھدے کو دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی
رضی حلال یا تم بکرامات مشائخ و نجیدان آں ولی
کلت سے حلال رضی پالی ہے اور اں لکھدے ولی کا اں
ہیزم کش از ضمیر و نیت او
کحل کی بات اور نیت سے پیچیدہ ہوتا

۲۔ ہیزم۔ سوخیہ چلانے کی لکڑیاں
بیش جنگل۔ فارم۔ میں تو جنگل
پھلوں پر گزارہ کر لیتا ہوں لہذا مجھے
اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے
رزق خاص۔ شاہی دسترخوان کی
خواراک۔ چونکہ اب مجھے اپنے خلق
اور کھانے کی فکر نہیں ہے۔ جبہ ایک
رنی کا وزن تکلیف کش بھی لکڑی ہوتا۔
۳۔ تادوست۔ روزک۔ وہ دو تین دن
میرے اس عطیہ سے اپنا کام چلا لے
گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔
زانکہ اں کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے
نور کی روشنی حاصل تھی۔ یوں۔ وہ لکڑی ہوتا
روشن ضمیر تھا۔ دل کی بات اس پر اس
طرح ظاہر ہو جاتی تھی جس طرح
چراغ شیشہ کے لیپ میں سے نظر آ
جاتا ہے

آں یکے درویش ہیزم می کشید
ایک درویش لکڑیاں لا رہا تھا
پس بگفتم من زر دزی فارم
میں نے سوچا کہ میں دزدی سے بے نیاز ہوں
میوہ مکروہ بر من خوش شد دست
ناگوار پھل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
چونکہ من فارغ شد ستم از گلو
چونکہ میں طلق کے معاملہ سے فارغ ہو گیا ہوں
بدام ایں زر را بدیں تکلیف کش
اس مصیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں
خود ضمیرم را ہی دانست او
اس نے خود میرے دل کی بات جان لی
بود سچ پیشش بر ہر اندیشہ
اس کے لئے ہر خیال کا راز

تادوست روزک شود از قوت خوش
تا کہ دو تین دن کے لئے وہ خواراک سے مطمئن ہو جائے
زانکہ شمعش داشت نور از شمع ہو
کیونکہ اس کی شمع میں اللہ تعالیٰ کی شمع کا نور تھا
چوں چراغے درد رون شیشہ
آئینہ کے اند کے چراغ کی طرح تھا

بُود بر مضمون دلہا اُو خیر
 وہ دلوں کے مضمون سے واقف تھا
 در جواب فکر تم آں بوا العجب
 وہ عجب احوال والا میرے خیال کے جواب میں
 کَیْفَ تَلْقَى الرَّزَقَ اِنْ لَمْ یَزِفْ فُوک
 اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے
 برلم میز و عتابش نیک نیک
 لیکن اس کے غصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا
 تنگ ہیزم را نہاد از پشت زیر
 ایندھن کا گھر کر سے نیچے رکھ دیا
 لرزہ بر ہفت عضو من فتاد
 میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا
 کہ مبارک دعوت و فرخ بے اند
 جو بابرکت دعا والے اور مبارک قدم ہیں
 ایں زماں ایں تنگ ہیزم زرشود
 اسی وقت یہ ایندھن کا گھر سنا بن جائے
 ہچو آتش بر زمیں می تافت خوش
 عموگی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا
 چونکہ با خویش آدم من از ولہ
 جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا
 بس غیورند و گریزاں ز اشتہار
 بہت غیرت مند اور شہرت سے بھاگنے والے ہیں
 بے توقف ہم براں حالے کہ بود
 بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا
 مست شد درکار اُو عقل و نظر
 اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

پچ پنہاں می نشد از وے ضمیر
 دل کی کوئی پلٹ اس سے نہ چھٹی تھی
 پس ہی منکبد با خود زیر لب
 تو وہ خود بخود آہستہ بڑ بڑایا
 کہ چنیں اندیشی از بہر ملوک
 تو شہنشاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
 من نمی کردم سخن را نہم لیک
 میں بات اچھی طرح نہ سمجھا
 سوئے ۲ من آمد بہیمت ہچو شیر
 وہ شیر کی طرح ہیئت سے میری جانب آیا
 پر تو حالے کہ اُو ہیزم نہاد
 اس حالت کے اثر سے کہ اس نے ایندھن کا گھر رکھا
 گفت یارب گر ترا خاصاں حی اند
 اس نے کہا اے خدا اگر تیرے مخصوص بندے نہ ہوں
 لطیف تو خواہم کہ مینا گر شود
 تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیسیا گر بن جائے
 در ۳ زماں دیدم کہ ز رشد ہیزم ش
 میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سنا ہو گیا
 من دراں بنجد شدم تا دیر گہ
 میں اس اثناء میں دیر تو بیہوش رہا
 بعد ازاں گفت اے خدا اگر آں کبار
 اس کے بعد اس نے کہا اے خدا اگر وہ بڑے لوگ
 باز ایں لاند ہیزم ساز زود
 اس کو پھر جلد ایندھن کا گھر بنا دے
 در زماں ہیزم شد آں انحصان زر
 اسی وقت وہ سونے کی شانیں ایندھن کا گھر بن گئیں

۱۔ منکبد۔ وہ بڑبڑایا۔ ہواجب۔
 چونکہ اس سے کلمت ظاہر ہو رہی
 تھیں۔ ملوک۔ یعنی اولیاء اللہ۔
 کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے
 پروردہ ہوتا ہے۔ من۔ میں ان کی بات
 تو نہ سمجھا لیکن ان کے غصہ کا اثر
 میرے قلب پر ظاہر ہوا۔
 ۲۔ سوئے۔ وہ لکڑی ہلا بزرگ
 لکڑیوں کا گھر زمین پر ڈال کر شیر کی
 طرح میری طرف آیا تو میں اس کی
 ہیئت سے کانپنے لگا ہفت عضو۔ ہفت
 اندام۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ سینہ
 پشت سر۔ گفت۔ اس لکڑی ہلانے
 کہا اے خدا اگر تیرے قربان یا بارگاہ
 زلف ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے تو
 میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس
 سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن
 جائیں۔
 ۳۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں سونے کی ہو گئیں۔ ولہ۔
 حیران۔ بعد ازاں لکڑیاں کا سنا بن
 جانے کے بعد اس نے دعا شروع کر
 دی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ
 شہرت سے بھاگتے ہیں اور میری
 کرامت شہرت کا باعث بن جائے
 گی لہذا تو ان لکڑیوں کو اصل حالت پر
 کر دے تاکہ میری شہرت نہ ہو
 نہ بخود لکڑیاں پھر اصل حالت پر ہو
 گئیں۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں پھر اصل حالت پر آگئیں۔
 انحصان۔ غصن کی جمع۔ بنی۔
 شاندار۔

بعد ازاں ابرداشت ہمیزم را درفت
 اس کے بعد اس نے ابدمن کا ٹکڑا اٹھایا اور چلایا
 خواستم تا درپے آں شہ روم
 میں نے چاہا کہ اس شہ کے پیچھے جاؤں
 بستہ کرد آں ہیبت او مر مرا
 اس کی اس ہیبت نے مجھے باندھ دیا
 و رکسے را رہ شود گو سر فشاں
 اور اگر کسی کے لئے راستہ ہو کہ وہ سر قربان کرے
 بس غنیمت دار آں توفیق را
 اس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ
 نے چو آں ابلہ کہ یلید قرب شاہ
 نہ کہ اس بیوقوف کی طرح جس کو شاہ کا قرب حاصل ہو
 چوں ز قربانی دہندش بیشتر
 جب وہ اس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں
 نیست این از ران گاؤ اے مفتری
 اسے جھوٹا! یہ گائے کی ران نہیں ہے
 بذل شہان ست این بے رشوتے
 یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت
 شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم
 پرسم ازوے مشکلات و بشووم
 اس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سنوں
 پیش خالص رہ نباشد عامہ را
 عوام کے لئے خواص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے
 کال بود از رحمت و از جذب شال
 کیونکہ وہ ان کی رحمت اور کشش سے رہتا ہے
 چوں بیابی صحبت صدیق را
 جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کر لے
 سہل و آسماں درخت آں دم زراہ
 اسی وقت آسنگی اور آسانی سے راہ سے بھٹ جائے
 پس ۲ بگوید ران گاؤ ست این مگر
 تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے
 ران گاوت می نماید از خری
 تجھے گدھے پن سے گائے کی ران دکھائی دے گی ہے
 بخشش محض ست این از رحمتے
 یہ شفقت سے خالص بخشش

۱۔ بعد ازاں۔ جب کئی زبان اصل
 حالت پر ہو گئیں تو وہ ان کو لے کر چل
 دیں۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے
 مشکل مسائل۔ بستہ میں اس قدر
 مرغوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے
 جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے
 ہیں عوام کی وہاں تک نہ سائی نہیں ہوتی
 چاکر ہوتی بھی ہے تو یہ ان بزرگوں
 کی کشش ہوتی ہے لہذا اسی پر قربان
 ہو جانا چاہیے صدیق۔ وہ جس بخود
 ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔
 نے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ قرب حاصل
 ہوتے ہی مگر اسی اختیار کر لے
 ۲۔ پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی
 بادشاہ نے اعلیٰ درجے کے ذہنوں کی قربانی
 کی اور فقر میں غرق کی ایک فقیر کو ایک
 ران ملی اس نے ذہنی ران اس قدر
 فریہ بھی نہ دہی تھی تو بولا۔ گائے کی
 ران ہے یعنی اس نے انعام کو نہ پہچانا
 اور قدر نہ کی۔ نیست۔ وہ فقیر جھوٹا تھا
 وہ ران اعلیٰ قسم کے ذہن کی تھی یعنی اس
 صحبت کی قدر و قیمت کو پہچانا چاہیے
 اور اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہیے
 خری۔ گدھا ہیں۔

۳۔ خریں۔ پہلے بتایا تھا کہ
 بزرگوں کی صحبت ان کی شش سے
 حاصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمان
 کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلیقیس
 اور اس کی قوم کا حضرت سلیمان تک
 پہنچنا ہی حضرت سلیمان کی کشش
 سے تھا۔ جذب۔ کشش۔ کہ برآمد۔
 اس وقت رحمت خداوندی کا سمندر
 جوش میں ہے جلد آ کر فیضیاب ہو
 جاوے۔

تخریص ۳۔ کردن سلیمان رسولان را بر بخیل کردن
 حضرت سلیمان کا قصاصوں کو ایمان لانے کے لئے بلیقیس کی
 بھرت بلیقیس بہر ایمان
 بھرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

بچیاں کہ شہ سلیمان در خبرد
 جیسا کہ شاہ سلیمان نے جنگ میں
 کہ بیابید اے عزیزاں زود زود
 کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ
 جذب خیل و لشکر و بلیقیس کرد
 بلیقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا
 کہ برآمد موجہا از بحر جود
 کیونکہ سخاوت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

سوی اسل می فشند بے خطر
بغیر کھل خطرے کے سال کی جانب پھینک دیا ہے
اصلاً تقسیم اے اہل رشاد
اے ہدایت پانے والو! ہم نے رست دینی
پس سلیمان گفت اے پیکار روید
پھر سلیمان نے کہا اے قاصد! جاؤ
پس بگویش بیا اینجا تمام
پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آ جائے
یہاں بیا اے طالب دولت شتاب
ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا
اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا
اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے تو بھی آ جا
ملک برہم زن تو اوہم وار زود
تو اوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

جوشِ موحش ہر زمانے صد گہر
ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی
کایں زماں رضواں وِرجست کشاد
کیونکہ اس وقت رضواں نے جنت کا مہر کھل دیا ہے
سوی بلیقوس و بدیں دیں بگروید
بلیقوس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہو جاؤ
زود کان اللہ یدعوا بالسلام
جلد کیونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے
کہ فتوحست ایں زماں ورج باب
کیونکہ اس وقت افحالت اور مہارے کی کشادگی ہے
مطلب یابی ازاں یار وفا
تاکہ تو اس با وفا دوست سے طلب حاصل کر لے
تا بیابی پہچو او ملک خلود
تاکہ تو اس کی طرح بیٹگی کی سلطنت حاصل کر لے

۱۔ سوی اسل۔ وہ مسند جوش میں ہے اور کہنے پر سینکڑوں موتی پھینک دیا ہے جلد ابران کو حاصل کر لو۔ اصلاً۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اس وقت جنت کے مہرے کھل گئے ہیں اور دولت تمام ہے۔ رضواں۔ مہرے جنت میں بگروید۔ یعنی میرا پیش رو کہہ دین اختیار کرو اور جہاد پر کیچو۔

۲۔ ہیں۔ حضرت سلیمان نے قاصدوں سے کہا کہ تم بلیقوس سے جا کر کہو کہ سب یہاں آ جائیں اور سلامتی اختیار کر لیں۔ دولت۔ یعنی آخرت۔ فتوح۔ یعنی افحالت۔ باب۔ یعنی رست کے مہارے کی کشادگی۔ کہ۔ جواب طالب بھی نہیں وہ بھی آ جائے یہاں آ کر طالب صادق پیدا ہو جائے گی۔ اوہم۔ اور حضرت ابراہیم اوہم نے خراسان کی سلطنت چھوڑ کر تقیہ اختیار کر لی تھی۔

۳۔ سر۔ تخت۔ حارساں۔ حارس کی جمع ہے نگہبان۔ واروگیر۔ یعنی فرار۔ رزو۔ زند کی جمع ہے۔ مقصد۔ برعاش۔ عداوت۔ عادل۔ بادشاہ کو پہرہ داروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ کامہا۔ یعنی مقاصد۔ چوبک زن۔ نقد چنی کٹواں۔ چھو۔ صوفیاء کو رہا ب کی آواز اس عہد کی یاد دلاتی ہے جو ازل میں بنی آدم سے لیا گیا تھا جس کو عہد است کہا جاتا ہے۔

سبب ہجرت سلطان ابراہیم اوہم و ترک کردن ملک خراسان
حضرت ابراہیم اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

خفتہ بود آں شہ شبانہ بر سریر
وہ شاہ رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے
قصہ از حارساں آنہم نمود
شاہ کا مقصد حاکموں سے یہ بھی نہ تھا
اوہمی دانست کل کو عداست
وہ جانتا تھا کہ وہ متصف ہے
عدل باشد پاسبان کامہا
مقاصد کا محافظ اوصاف ہوتا ہے
لیک بد مقصودش از بانگ رہاب
لیکن رہاب کی آواز سے ان کا مقصد وہ تھا

حارساں برہام انداد وار و گیر
محافظ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے
کہ گند زان دفع دزدان و نلاد
کہ ان کے ذریعہ رندوں اور چوروں کو دفع کریں
فارغ ست از واقعہ ایمن دل ست
حلاش سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے
نے شب چوبک زماں برہا مہا
نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا پیٹنے والے
ہچو مٹھا قال خیال آں خطاب
جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

۱۔ نالہ یعنی نفیری اور دھول کی
آواز حضرت اسرارِ حقؒ کے ہر صحر کی
آواز سے مشابہ ہے سرناہ نفیری۔
دل۔ دھول۔ ناظر کل۔ صحر جو
قیامت میں پھونکا جائے گا۔
حکیمیاں حکیم خاں غوثؒ نے کہا ہے
کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے
بارہ برجن سے سات آوازیں سات
سیاروں سے چھٹیں شعبے دن رات
کے چمکے گھنٹوں سے اور آواز تالیس
ترکیبیں سال کے آٹھ تالیس ہفتوں
سے بنائے گئے ہیں۔ باگ۔ ان
حکماء کے نزدیک آسمانوں کے
درمیان ہوا ہے اور اس سے آوازیں
پیدا ہوتی ہیں اسی کی اصل جگہ ہے اور
گلے کے ذریعہ کی ہے۔ موسیٰ۔
اور نئے حواریں کہنے کے گانے اور
جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازیں
اور جنت کے درختوں کے چلنے کی
آوازیں سے بنے ہیں۔ ماہمہ ہم
اگرچہ براہ راست جنت میں نہ تھے
کہ وہاں سے ان کو سنتے لیکن چونکہ
ہمارے باؤ آدمؑ وہاں تھے اور ہم انہیں
کے اجزاء ہیں لہذا ہم نے بھی وہاں
سے تھے۔

۲۔ اگرچہ اس آب و گل کی دنیا
نے ہمیں جنت کی پوری باتیں بھلا دی
ہیں پھر بھی کچھ یاد دہانی ہے۔ ایک
چونکہ بدہ نفعی ہمارے جسم سے پیدا
ہو رہے ہیں جو آب و گل سے بنا ہے
اس لئے اب اس زبردست سہوہ مستی
پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری
ہوتی تھی۔ کرب۔ کرتہ جمع ہے
مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔

جنت کے لئے جب انسان ادا کرتا ہے
تو ان کی مثل یہ ہے کہ پانی پاک پانی
پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ

چیز کے ملنے بدلنا ناقور کل
اس بڑے صحر سے کچھ مشابہت رکھتی ہے
از دوار چرخ بگر قہیم
ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
می سر ایندش بطبور و خلوق
ظہرے اور گلے سے گاتے ہیں
نغز گردانید ہر آواز زشت
ہر بھدی آواز کو حسین بنا دیا ہے
در بہشت آں لکھیا بشنودہ ایم
ہم نے وہ راگ بہشت میں سنے ہیں
یاد ماں آید از آتہا اند کے
ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
کے دہدایں زیر وایں ہم اطررب
تو یہ نیچے نیچے سر وہ حرا کہل دیتے ہیں؟
گشت زامیرش مزاحش و تیز
ملاوٹ سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
بول ازاں رو آتھے را می کشد
پیشاب اسی جہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے
کاتش غم را بطبع خود نشاند
مذہب غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے
کہ در و باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں دل کا خیال ہوتا ہے



۱۔ سرناہ تہید ذہل
نفیری کی فریاد اور دھول کی دھمک
پس حکیمیاں گفتہ اندایں لکھیا
حکماء نے کہا ہے کہ یہ راگ
بانگ گرد شہائے چرخ مست اینکہ خلق
یہ آسمان کی گردش کی آواز جس کو لوگ
مومنوں گویند کا ثار بہشت
مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آثار نے
ماہمہ اجزائے آدمؑ بودہ ایم
ہم سب حضرت آدمؑ کے اجزاء تھے
گرچہ ہمارا بخت آب و گل شکے
اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈال دیا ہے
لیک چوں آسخت با خاک گرب
لیکن چونکہ وہ نئے مصیبتوں کی مٹی میں مل گئے ہیں
آں چوں آسخت بابل و گمیز
جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا
چیز سے اس آب بہشت در جسد
اس کے وجود میں کچھ پانی ہے
گر جس شد آب اس طبعش بماند
پانی اگرچہ ناپاک ہو گیا اس کا مزاج بانی رہ گیا
پس غذائے عاشقان آمد سماع
سماں عاشقوں کی غذا بن گئی

اس کی باکیزگی اور لطافت ختم ہو جائے گی۔ گمیز۔ پیشاب۔
اس چیز کے پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ بقیہ باقی رہ جاتے ہیں اس کا آگ بڑا لالچ ہے تو وہ
آگ کو بجھا دے گا اسی طرح ان جہوں میں کچھ بقیہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہی آتش غم کو بجھا دیتے ہیں۔ پس ان غلوں کا
سماع چونکہ اصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

قوتے! گیرد خیالاتِ ضمیر
بلکہ صورتِ گردد از بانگِ وصَفر
دل کے خیالات قوت حاصل کرتے ہیں
بلکہ آواز اہ نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آتشِ عشق از نوہا گشت تیز
آہنخانہ آتشِ آں جوز ریز
عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے
جس طرح سے اس اخوت گرائے والے کی آگ

حکمت ۲ آں مردقشنہ کہ از سرِ جوز بن
جوز در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت جو اخوت کے دھت سے اخوت پانی میں گراتا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسیدتا بافتادنِ جوز بانگِ آب شنودو
گڑھے میں تھا وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تاکہ اخوت کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور اچولِ سماں بانگِ آب در طرب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا سننا سستی میں لاتا تھا

در نغو لے بود آب تشنہ راند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
می فتاد از جوز بن جوز اندر آب
اخوت کے دھت سے اخوت پانی میں گراتا تھا
عاقلے گفتش کہ بگذار اے فتا
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے
بیشتر در آب می افتد شمر
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد نہیں
دیکھا اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تو از بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا
گفت قصد من از فشاندنِ جوز نیست
اس نے کہاں بھانسنے سے میرا مقصد اخوت نہیں ہے
ان کو پانی لے جاتا ہے، تجھے اس سے کیا فائدہ؟
آب جوزت برودہ باشد اے دلیر
اے بہادر! پانی سے اخوت غائب کچکا ہوگا
تیز تر بنگر بریں ظہر مالیست
غور سے دیکھو، اس ظاہر پر نہ ٹہر

۱۔ قوت۔ اگر ساح میں عالی
جذبات ہوتے ہیں تو ان میں ابھار
پیدا ہوتا ہے اور خیالی مجسم اعتبار کر لیتا
ہے آتشِ عشق۔ عشق کی آگ ان
نغموں سے تیز کی پکڑ لیتی ہے جس
طرح اس پیاسے شخص کی پیاس پان
اخوتوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی
جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے
تھے آئندہ حکایت میں مولانا اس کی
تفصیل کرتے ہیں۔

۲۔ حکایت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی
گہرے گڑھے میں تھا یہ پانی تک
پہنچ نہ سکتا تھا تو اس نے اخوت کے
دھت پر چڑھ کر اخوت توڑ کر پانی
میں پہنچنے شروع کر دیا اخوت کے
پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی
تھی یہ اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔
نغموں گڑھ۔ جوز۔ اخوت۔ حباب
بلبل۔ جو زہا۔ عامل اس پیاسے کا
فشانہ سمجھا اور اس نے دیکھا کہ
اخوت پانی میں خالص ہو رہے ہیں تو
کہنے لگا کہ اخوتوں کا خالص ہونا تیری
خواہش کو بڑھا دے گا۔

۳۔ شمر۔ یعنی اخوت۔ سی۔ ہر
پانی ان اخوتوں کو اپنے اندر لے لیتا
ہے۔ آب۔ تیرے اخوت پانی کے
اندروں کو غائب ہو جائیں گے
گفت۔ اخوت پہنچنے والے پیاسے
نے اس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد
اخوت توڑنا نہیں ہے، غور کر مقصد
دراستی ہے۔

۱۔ قصد من۔ اخروث توڑ کر اس لئے پھینک رہا ہوں کہ اس کے گرنے سے پانی کی آواز نہ سکوں اور پانی کے بلبلوں کو کچھ سکوں۔ حباب۔ پانی کا بلبل۔ تشنہ۔ پیاسے کا بھی تشل ہوتا ہے کہ وہ خوش کے چکر کاٹنے پانی اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز سنے اور یہ اس کا گھومنا ایسا ہے جیسا کہ حاجی کعبہ کا پامریہ شیخ کا طواف کرتا رہتا ہے۔ ہچکیاں۔ جس طرح پیاسے کا مقصود پانی کا طواف اور حاجی کا مقصود کعبہ کا طواف ہے اسی طرح مثنوی سے میرا مقصود اے حسام الدین تم ہو۔

۲۔ مثنوی۔ میری اس مثنوی کی ابتداء اور انتہا اور سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ انتہا۔ اس میں تمہاری مدد شامل حال ہے اور مجھے اس کی تکمیل میں تمہاری مہربانیاں اور مدد پر بھروسہ ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے جو۔ فردوس فرح کی جمع ہے شاخ۔ پیاد۔ جھنڈا۔ استوار۔ یعنی سوچ کی سی بلندی۔ اول۔ غروب۔ ان۔ ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مثنوی پسند کر لی تو میری نصیب دہی اور عزت افزائی ہوگی کیونکہ تم میرے بدل و جان کے سلطان اور شاہ ہو چکے ہو۔ بڑے لوگ ہر اچھی بری چیز قبول کر لیتے ہیں اور پھر جس اس کو نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ چوں۔ اے حسام الدین جب تم نے مثنوی کا پورا لکھا ہے تو اس کی آبیاری کرتے رہو۔ قصد من۔ مثنوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور احوال بیان کر رہا ہے اور اس کے بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہارا آواز کام کر رہی ہے۔

ہم بہ ینم بر سر آب ایں جناب
میں یہ بلبلے بھی پانی پر دیکھوں
گرد پائے حوض گشتن جادواں
ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا
ہچمو حاجی طائف کعبہ صواب
اس حاجی کی طرح جو حج کعبہ کا طواف کرنے والا ہے
اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے
جملہ بہر تست و بر تست انتہا
سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی اس کی انتہا ہے
تکلیہ بر اشتقاق و برا سعاد تو
تیری مہربانیاں اور مدد پر بھروسہ ہے
میکند زیر لوی تو رجوع
تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے
جملہ آن تست و کردتی قبول
پوری تیری ملکیت میں ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے
زانکہ شاہ جان و سلطان دلی
کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے
چوں قبول آرند شاہاں نیک و بد
جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا
چوں کشادش دادہ بکشا گرہ
جب تو نے کشادگی دی ہے، گرہ کھل دے
قصدم از انشائش آواز تو است
میرا مقصد اس کے لکھانے سے تیری آواز ہے

قصد من آنست کاہد بانگ آب
میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے
تشنہ را خود شغل چه بود در جہاں
دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے؟
گرد جوی و گرد آب و بانگ آب
نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد
ہچکیاں مقصود من زیں مثنوی
اسی طرح اس مثنوی سے میرا مقصود
مثنوی ۲ اندر اصول و ابتدا
مثنوی بنیادوں اور ابتداء میں
انتہا بر تست و بر امداد تو
تجھ سے اور تیری مدد سے درخواست ہے
مثنوی اندر اصول و در فروع
مثنوی اصول اور فروع میں
مثنوی در استواء در اقول
مثنوی عروج اور غروب میں
در قبول تست عز و مقبلی
تیرے قبول کر لینے میں عزت اور نصیب دہی ہے
در قبول آرند شاہاں نیک و بد
بادشاہ اچھے اور بڑے کو قبول کر لیتے ہیں
چوں نہا لے کاشی آبش بدہ
جب تو نے پونا لکھا ہے اس کو پانی دے
قصدم از الفاظ او راز تو است
میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے



۱۔ پیش من یہ آواز اگر چہ ہمارے
مخلوقم سے نکل رہی ہے لیکن یہ
واصل خدائی آواز ہے تم عاشق خدا ہو
لہذا خدا سے کب جدا ہو۔ اتصال
اللہ تعالیٰ کا اپنے تک بندوں سے وہ
اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابل
بیان ہے اور وہ اتصال کسی قیاس میں
نہیں آ سکتا ہے۔ یہ خدائی
اتصال انسانوں کے ساتھ ہے بن
انسانوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی
ہے جو اپنے خالق کو پہچان لے
۲۔ ناس۔ بہت سے انسان شکل
انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت
نہیں ہے غلامیت۔ جنگ بدر میں
آنحضور نے ایک مٹی خاک دشمنوں
کی طرف پھینکی جس سے وہ بہوت
ہو گئے قرآن پاک نے اس کے
بارے میں فرمایا وہ خاک تم سے نہیں
پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے
جو میں سمجھا رہا ہے۔ ایک جسمی لیکن
تو صرف جسم بلا روح ہے اور مرتبہ
یقین کو نہیں پہنچ سکا ہے ملک۔ تو
اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح
خیر باد کہو۔ جس طرح بلیقے نے
حضرت سلیمان کی خاطر سلطنت کو
خیر باد کہہ دیا تھا۔ میکیم۔ یہاں آ کر
مولانا کو مشنوی کے مترجمین کا خیال آ
گیا فرماتے ہیں میں اپنی گفتگو پر
لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں
پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں
مشنوی کا انکار اور اس کے متعلق بد
گمانیاں ہیں۔

۳۔ چاہہ نیست۔ جبکہ مخالفت کی
ٹھان لی ہے تو بجز لاحول کے اور کوئی
بدیہ نہیں ہے چونکہ اچھا اگر میری
گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں
ارتی ہے تو پھر اس جیسی مشنوی کہ دو

پیش من آواز ت آواز خداست
میرے نزدیک تیری آواز خدا کی آواز ہے
اتصالے بے تکلیف بے قیاس
ناقابل بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے
لیک نکتم ناس من ناس نے
لیکن میں نے انسان کہا ہے، بن مانس نہیں کہا؟
ناس ۲۔ مردم باشند و گو مردے
انسان، انسان ہوتا ہے، لیکن انسان کہل ہے؟
مَارَمِیْتَ اِذْ رَمِیْتَ خَوَانِدَه
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے پڑھا ہے
مُلک جسمت را چو بلیقے ای غمی
یہ خوف اپنے جسم کے ملک کو بلیقے کی طرح
میکنم لاحول نے از گفت خویش
میں لاحول پڑھتا ہوں لیکن اپنی گفتگو پر نہیں
گو خیالے می گند و رگفت من
کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے
می گنم لاحول یعنی چارھ ۳ نیست
میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علان نہیں ہے
چونکہ گفت من گرفت در گلو
چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

عاشق از معشوق حاشا کے جداست
توبہ توبہ، عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟
ہست رب لئاس ربا جان ناس
لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان سے
ناس غیر جان جان اشناس نے
انسان خان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں ہے
تو ہر مردم ندیدستی دے
تو نے تھوڑی دیر کے لئے بھی انسان کا نہ نہیں دیکھا ہے
لیک جسمی در تحری ماندہ
لیکن تو ایک مجسمہ ہے شکل میں پھنسا رہا ہے
ترک گن بہر سلیمان نبی
سلیمان نبی کے لئے چھوڑ دے
بلکہ از دوساں آل اندیشہ کیش
بلکہ شبہ کرنے والے کے دوسرے پڑ
در دل از دوساں و انکارات وظن
دل میں دوسوں اور انکاروں اور بدگمانی کے
چوں ترا در دل بصدم گفتنی ست
جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں
من حشم کرم تو آں را خود بگو
میں چپ ہو گیا تو اس کو خود کہہ

در بیان نالی کہ از مقدش بادے بگست نے رابر زمیں نہباد
اس نے نواز کے بیان میں جس کی مقد سے گز نکلا اس نے بائری زمین
کہ اگر تو از من بہتری زنی بگیر
پڑھو کہ اگر تو مجھ سے بہتر جانتا جانتی ہے تو لے

اس پاک قصہ سناتے ہیں کہ نے نواز کا نے بجاتے ہوئے گز خان ہو گیا تو اس نے بائری اپنی مقد کے حوالہ کر دی اور
کہا کہ اگر تو اچھا جانتا جانتی ہے تو تو ہی بجالے

آں یکے نالی کہ خوش نے میز دست
ایک بانری بجانے والا جو اچھی بانری بجاتا تھا
ناگہاں از مقعدش بادے بجست
اچانک اس کی مقعد سے گھ خارج ہو گیا
گر تو بہتر می زنی ہستال بزن
اگر تو بہتر بجاتی ہے لے لے اور بجا
اس نے بانری مقعد پر رکھ دی کہ مجھ سے

در بیان حمل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفق و مدارات سپردن
ہر بے ادب کی برداشت اور نرمی اور خاطر تواضع کی راہ اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب
اے مسلمان! راہ طلب میں خود ادب
ہر کرا بنی شکایت می کند
تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے
اس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست
یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بدعات ہے
زانکہ خوش آں بود گو در خمول
کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشہ نشینی میں
لیک در شیخ آں گلہ ز امر خداست
لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے
آں شکایت نیست مست اصل جبل
یہ شکوہ نہیں ہے، روح کی اصلاح ہے
ناحمولی مع انبیاء از امر داں
نبیل کی عدم برداشت حکم سے سمجھ
طبع را گشتند در حمل بدی
انہوں نے نبی کے برداشت کرنے میں طبیعت کھڈا ڈال ہے
اے سلیمان در میان زلغ و باز
اے سلیمان! کہے اور باز میں
بلبل بسیار گویا پر ممکن
بہت بولنے والی بلبل کے پر نہ نوج

۱۔ نالی۔ بانری بجانے والا۔ باد۔
یعنی گھڑ۔ کون۔ مبرز۔ حمل۔
برداشت۔ مدارات۔ خاطر تواضع۔
اے مسلمان۔ چونکہ مشہوری کے
مترشین نے راہ ہے اولی اختیار کی
اس پر برداشت کا مضمون شروع کیا
ہے۔ طلب۔ یعنی ایک طالب اور
سائل کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر
ناگہانی کو برداشت کرے۔ ہر کرا۔
جس کو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی برائی
اور شکایت کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ
خود بدعات سے کیونکہ بدگوئی میں
جستار ہو گیا ہے۔ خوش آں۔ اچھی عادت تو
اس شخص کی ہے جو بدوں کو برداشت
کرے۔

۲۔ خمول۔ گمانی۔ حمول۔
برداشت کرنے والا۔ ایک۔ شیخ بھی
مرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اس کا شکوہ
لڑائی دینے اور نفیس کے تقاضے کے
بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم
سے مرید کی اصلاح کے لئے ہوتا
ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ
انبیاء نے قوموں کا شکوہ کیا ہے۔
۳۔ ناحمولی۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ
خداوندی حکم سے ہوتا ہے۔ طبع۔ روح
نفس اللہ کو مدد دینے کے ہیں لہذا ان کا
غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم
ایزدی سے ہوتا ہے۔ سلیمان۔ یعنی
شیخ حضرت سلیمان چونکہ پندوں کی
بلیاں سمجھتے تھے اس لئے اس
مناسبت سے اچھے اور برے انسانوں
کو پندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا
ہے۔ زلغ و باز۔ یعنی اچھے اور برے
انسان۔ بلبل۔ پر گومان کو بھی
معاف کر۔

نیست لا حمل از ہر بے ادب
نہیں ہے ہر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ
کال فلاں کس راست طبع و خوبی بد
کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بری ہے
کہ مرآں بد خوئی را او بد گوئیست
کیونکہ وہ اس بد خوئی کی بدگوئی کرتا ہے
باشد از بد خوئی و بد طبعال حمول
بدعات اور بد طبیعت والوں کی برداشت کرنے والا ہے
نے بے خشم و ممدارات و ہواست
نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے
چوں شکایت کردن پیغمبران
جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرتا
ورنہ حمال ست بد را حلیم شمال
ورنہ نہ کی بردہاری برے کو برداشت کرنی والی ہے
ناحمولی گر بود ہست ایزدی
اگر عدم برداشت ہے تو خدائی ہے
حلیم حق شوبا ہمہ مرغان بساز
اللہ تعالیٰ کا حلیم بن جا تمام پرندوں سے بھا
باز را و کبک را بر ہم مزن
باز اور کچھ کو نہ شیخ

اے دو صدیق بلقیس حاکمیت راز یوں کھلے قومیں انہیں لا یعلمون

اسے کہ دو صدیق تیری رہداری کے مقابل میں کچ ہیں کیونکہ میری قوم کو ہدایت دے پیشک نہیں پہنچاتی ہے

تہدید فرستادن سلیمان پیش بلقیس کہ ہصر ارمیندیش بر شرک و حضرت سلیمان کا بلقیس کی جانب دھکی بھیجا کہ شرک پر ہصر نہ کر اور ایمان

تاخیر ممکن در ہجرت ہر ایمان

لانے کے لئے وطن چھوڑنے میں تاخیر نہ کر

ہیں بیاہ بلقیس ورنہ بد شود لشکرت خصمت شود مُرتد شود

خبردار! بلقیس آ جا ' ورنہ برا ہو گا تیرا لشکر تیرا دشمن ہو جائے گا، باقی ہو جائے گا

پردہ دار تو درت را برگند جان تو باتو بجال خصمی گند

تیرا چہرے دار تیرا مدافہ اکھاڑ دے گا تیری جان جان جان (دل) سے تجھ سے دشمنی کرے گی

جملہ ذرات زمین و آسمان لشکر حق انگاہ امتحان

زمین اور آسمان کے سارے ذرے آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں

باد را دیدی کہ با عداآں چہ کرد آب را دیدی کہ در طوفاں چہ کرد

تو نے ہوا کو دیکھا اس نے قوم عدا کے ساتھ کیا کیا؟ تو نے پانی کو دیکھا اس نے طوفان لوح میں کیا کیا؟

آنچہ بر فعون زد آں بحر کیں وانچہ با قارول نمودست ایں زمیں

جو اس غضب کے میانے فرعون پر جو حملہ کیا اور وہ اس زمین نے قارول کو دکھایا

وانچہ آں بائیل با آں پیل کرد وانچہ پشہ کلمہ نمود خور و

اور وہ جو بائیل نے اس باہی کے ساتھ کیا اور وہ جو پشہ نے نمود کی کھوپڑی کھائی

وانکہ سنگ انداخت داؤدے بدست گشت سیہ صد پارہ و لشکر شکست

اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا تین سو کلے ہو گیا اور لشکر کو شکست دیدی

سنگ سی بارید بر اعدائے لوط وانکہ در آب سیاہ خوردند غوط

حضرت لوط کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے تاکہ در آب سیاہ خوردند غوط

ما گویم از جمادات جہاں حتی کہ انہوں نے کالے پانی میں غوط کھلیا

اغلانہ یاری پیغمبرائں عافلانہ کے ساتھ پیغمبروں کی مدد

بھمداری کے ساتھ پیغمبروں کی مدد

سے سنگ قوم ملکہ سنگد کے لئے قرآن پاک میں ہے لیسو مسل علیہم جہلۃ قریٰ قریٰ تاکہ ان پر پٹی کے پتھر

برسائیں۔ مگر یہ اگر تشریح کی جائے کہ جمادات کے انبیاء کی کیا آمد کی ہے؟ مشنوی کی خدایت چالیس اونٹوں کے

بوجھ کی ہو جائے گی۔

۱۔ دو صدیق بلقیس۔ یعنی وہ مریدین

جو انکی راہ سلوک پر نہیں لگے ہیں۔

۲۔ جب وقت جنگ احد میں

آنحضرت کو مشرکین نے زخمی کر دیا تو

آپ نے دعا کی اَللّٰهُمَّ غِدِّ قِیَمِی

فَقِیْمِ لا یعلمون۔ اے اللہ میری قوم

کو ہدایت دے وہ میرے مرتد لوگوں

جانتے ہیں۔ تہدید حضرت سلیمان

نے بلقیس کو پیغام بھیجا کہ جلد آ کر

مسلمان ہو جادو نہ خرابی پیدا ہو جائے

گی۔ لشکرت۔ یعنی تیرا لشکر خود تیرا

دشمن ہو جائے گا۔ مرتد۔ یعنی اطاعت

سے پھر جائے گا۔ پردہ دار۔ چونکہ

خود ہارون زرا لے لگا جان تو تیری

جان خود تیری دشمن ہو جائے گی۔

جملہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو تہدید کرنا

چاہتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا

دشمن ہو جاتا ہے۔

۳۔ باد قرآن میں ہے۔ اَللّٰهُ غَدِّ

فَقِیْمِ لَکُمَا اَبْرَحَ صَرْصَرِہ قوم عدا

آمدی سے ہلاک کر دی گی۔ آپ۔

قرآن میں ہے وَ اَنفَرْنَا الْفَلِیْنِ

مُکَلِّبِیْنِ اِبْلِیْحَا۔ جن لوگوں نے ہمارے

آئین کی تکذیب کی ان کو ہم نے

پانی میں ڈوب دیا۔ فرعون۔ قرآن میں

ہے فَغَشَّیْهُمْ مِنَ الْیَمِّ مَآ غَشَّیْهُمْ۔

بس ان کو سمندر نے ڈھانپ لیا۔

قارول۔ قرآن میں ہے فَخَسَفْنَا

بِہِ وَیْلًا وَاَلَا یَرْضٰ ہم نے اس کو

اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

بائیل۔ قرآن پاک میں ہے

فَجَعَلْنٰہُمْ کَخَضِیْفٍ مَّا کُوْنُ۔ پتھر کا

ڈھانچہ ان کو جیسے ہمیں کا کھلیا ہوا داؤد

حضرت داؤد نے تین پتھر دشمنوں کی

طرف پھینکے تو ان کے صد ہاتھوں سے

ہر کر دشمنوں کے گھر وہ ہلاک ہو

گئے۔

مثنوی چنداں شود کہ چل شتر
مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس اونٹ
دستِ ابر کا فر گواہی می دہد
ہاتھ کا فر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے
اے نمودہ ضدِ حق در فضل و درں
اے قولِ فضل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے
جُور و جُوروت لشکرِ حق در وفاق
تیرا جُور جز بلا اتفاق اللہ کا لشکر ہے
گر بگوید چشمِ راگو را فشار
اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو ٹک کر
وریدنداں گوید او بنما و بال
اگر وہ ہاتھوں کہ کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ
باز گنِ طب را بخواں بابِ اعلل
طب کو کھل پتھریوں کا باب پڑھ لے
چونکہ جانِ جان ہر چیزے ویست
چونکہ ہر چیز کی جان کی جان حق ہے
خود رہا گنِ لشکر دیو و پری
دیو اور پری کے لشکر کو جانے دے
ملک سے را بگذار بلیقیں از خُست
اے بلیقیں! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے
خود بدانی چوں برمن آمدی
جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان لے گی
نقش اگر خود نقش سلطان یا غنی ست
تصویرِ خلوہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی
زیستِ آوازِ برائے دیگران
اس کی ملوثی دھروں کے لئے ہے

گر گشود عاجز شود از بارِ پُر
اگر اٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آجائیں گے
لشکرِ حق می شود سمری نہد
اللہ کا لشکر بن جاتا ہے لطاعت کرتا ہے
درمیانِ لشکرِ اوی ہترس
تو اس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کھا
مرثرا اکنوں مطیع اندازِ نفاق
اب نفاق سے تیرے فراموش ہیں
در چشم از تو برآرد ضدِ دمار
آنکھ کا مد تیری سو ہلاکتیں پیدا کر دے گا
پس بہ بنی تو ز دندانِ گوشمال
تو تو ہاتھوں سے سزا پائے گا
تائبہ بنی لشکر تن را عمل
تاکہ تو جنم کے لشکر کا عمل دیکھ لے
دشمنی با جانِ جاں آساں کے ست
جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آساں ہے؟
کز میانِ جاں کنتدم صفدری
کیونکہ جان کے گھد سے میری بات سے صف فٹنی کر دے ہیں
چوں مرلیابی ہمہ ملک آن تست
جب توجھ حاصل کر لے گی سبک تیری ملکیت ہیں
کہ تو بے من نقش گراما بہ بدی
کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی
صورتِ تست از جانِ خود بے چاشنی ست
تصویر ہے اپنی جان سے بے لذت ہے
باز کردہ بیہدہ چشمِ دو ہاں
خلوہ خلوہ اس نے آنکھ اور منہ کھل رکھا ہے

۱۔ دست۔ قرآن میں ہے
وَنُكَلِّمُنَا لَيْلِيهِمْ وَنَنفَعُهُمْ
بِمَا كَفَرُوا بِكَ يَوْمَئِذٍ
ہاتھ ہم سے کلام کر دیتے ہوں ان کے
پاؤں گواہی دے گئے ان کا من کی جو
آہوں نے کئے۔ اے نمودہ اللہ تعالیٰ
کے خلاف کوڑنا چاہے وہ اس کی
کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا
ہے۔ جس کا قول۔

۲۔ جُور۔ انسان کا ہر ہر جزو اللہ کا
لشکر ہے۔ فی الحال نفاق کے معطلوں کا
ساتھ دے رہا ہے۔ دہا ہلاکت۔
دندان۔ ہاتھوں کا دھانسان کو مصیبت
میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بابِ اعلل۔
طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں
پتھریوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو
جائے گا کہ انسان کے بدن میں کس
قدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دکن۔
جان کی جان سے دشمنی آساں نہیں
ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں
کے ذکر کو چھوڑ دو خود انسان کے اندر
اے امراض ہیں جو جانوں کے صف
ختم ہیں۔

۳۔ ملک را۔ بلیقیں کو خطاب ہے
کے ظاہری سلطنت کو چھوڑ کر آجانب
تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات
تیری حکم ہوگی۔ نقش گراما بہ حماموں
میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو
بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویرِ خلوہ
شکل کی ہو یا مالدار کی۔ بہر حال بے
جان چیز ہے۔

۱۔ اے انسان اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اس کے وہ قصورات بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ایک زماں انسان اپنے آپ کو مقرب بارگاہِ مہرِ مخلوق ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا ٹھوڑی دیر کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر دیکھے پھر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق سے اس کو کیا اس ہے۔ اس تو یعنی تو نے یہ سمجھا ہے کہ تو عابد اور وہ معبود ہے اور دونوں جہا گناہ چھڑیں ہیں یہ غلط خیال ہے۔ اوصدی تو ذاتِ باری کا مظہر ہے اور حق تعالیٰ اپنے وحدت کے ساتھ کچھ میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں ہے۔

۲۔ مرغِ خوشی۔ خود کدوہ و خود کدوہ گرد و خود گل کدوہ خود بر سر آں کدوہ خریدار برآمد جوہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بنفسہ ہے وہی میں موجود ہے پانی موجود اس کی شعوب ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ آئم۔ حضرت آئم تمام ذرات عالم کا پانی ذرات میں مشہد کرتے تھے کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق الہیہ اور کوئی جان میں ان کی اولاد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۳۔ چست۔ اس شعر میں عالم کو ختم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب انسانی کو نیز اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اس کی وسعت کی وجہ سے بچہ لونی ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا عالم صغیر ہے پیدا کریں۔ حضرت سلیمان نے بلقیس پر راجح کیا کہ اس کو طلب کرنے میں ان کی کوئی ذلی غرض نہیں ہے محض اچھے اللہ اس کو طلب کر رہے ہیں۔

اے! تو در پیکار خود را باخته خبر داد تو نے اپنے آپ کو جنگ جہل میں مصروف کر رکھا ہے تو بہر صورت کہ آئی بیستی تو جس صحت میں رہتا ہے جم جاتا ہے یک زماں تنہا بمائی تو ز خلق اگر تو وہ مخلوق سے ٹھوڑی دیر کے لئے اکیلا رہ جائے اس تو کے باشی کہ تو آں اوصدی تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ مظہر وحدت ہے مرغِ خوشی صید خوشی دام خوشی تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے تو اپنا جال ہے جوہر آں باشد کہ قائم باخوست جوہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو اگر تو آئم زائد چوں اُن نشیں اگر تو آئم کی اولاد ہے اس کی طرح بیٹہ چست ۲۔ اندر خم کہ اندر نہر نیست مکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے انجہاں خم مست دل چوں بخوی آب یہ دنیا مکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے

پیدا کردن سلیمان بلقیس را کہ خلاصاً لأمر اللہ ست جہد در حضرت سلیمان کا بلقیس پر راجح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خلاصاً اللہ کے ایمان تو یکذره غرضے نیست مرانہ در نقش تو نہ در حسن تو نہ در حکم سے ہے میری ایک ذہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں تیرے حسن میں نہ تیری ملک تو خود بینی چوں چشمِ جانت باز شود بخور اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست سلطنت میں جب تیری روح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ سب بے غرضی سے ہے



ہیں بیا کہ من رسولم دعوتی ۱

خبر دلا آجا کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں

در بُود شہوتِ امیرِ شہوتم

اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر حکمراں ہوں

بُت شکن بُودست اصلِ اصلِ ما

ہماری اصل کی اصل بت شکن تھی

گر در آیم از رہے در بیکدہ

اگر میں کسی راستہ سے بت خانہ میں جاؤں

احمد و یوحنا در بُتخا خانہ رفت

عمر اور یوحنا بت خانہ میں گئے

ایں در آمد سر نہند اورا بُتال

یہ اند آئے بتوں نے ان کے سامنے رکھ دیا

ایں جہل شہوتی بُت خانہ ایست

یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے

لیک شہوت بندہ پاکال بُود

لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے

کافراں قلب اندو پاکال بچوزر

کافر کوئے ہیں اور پاک لوگوں کو سونے کی طرح ہیں

قلب ۳ چوں آمد یہ شد در زماں

کھٹا جب داخل ہوا تو آکلا ہو گیا

دست و پا انداخت اندر بُوتہ زر

سونے نے ہاتھ پاؤں کو ٹھلائی میں ڈالے

جسم مار و پوش باشد در جہاں

دنیا میں ہمارا جسم پہنہ ہے

شاہ دیں رامنگر اے نادان بطیں

اے بیوقوف! دین کے شاہ کو مٹی کا نہ سمجھ

چوں اجل شہوت کشم نے شہوتی

موت کی طرح میں شہوت کھانا ہوں شہوت کھائیں ہوں

نے اسیر شہوت و رہی بتم

نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی

چوں خلیل حق و جملہ انبیاء

مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی

بُت سجدو آرد بمن در معبدہ

عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں

زیں شدن تا آل شدن فرقیست رفت

اس جانے میں اور اس جانے میں بھاری فرق ہے

آل در آید سر نہند چوں اُمتاں

وہ آتا ہے تو امتوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے

انبیاء و کافراں رالا نہ ایست

نبیل اور کافروں کا گھونلا ہے

زر نسوزد زانکہ نقد کال بُود

سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے

اندریں بُوتہ دند ایں دو نفر

دونوں شخص اس بھٹی میں ہیں

زرد آمد شد زری او عیاں

سونا داخل ہوا اس کا سونا پن واضح ہو گیا

در رخ آتش ہی خندو چو خور

وہ سونے کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے

ماچو دریا زیر ایں کہ در نہاں

ہم اس گھاٹ کے نیچے ہیا کی طرح پوشیدہ ہیں

کیں نظر کردہ است ابلیس لعیں

کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱ دعوتی۔ یعنی میں ایسا رسول ہوں

جو لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دے

اجل۔ موت۔ قاطع شہوت ہے

نے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر

تجھے آنے کی دعوت نہیں دے رہا

ہوں۔ اور ہوں۔ رسول میں اگرچہ

عمدوں کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ

شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ

شہوب برعالم ہوتا ہے دوسری قسم۔

یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی

نہیں ہوں۔ بت شکن۔ حضرت

خلیل اللہ اور دوسرے نبیل کا کام

بت شکنی تھا۔ گروا آیم۔ رسول کی بربت

کہہ میں جاتا ہے تو بت سرگوں ہو

جاتے ہیں۔ احمد۔ آنحضرت خان کعبہ

میں گئے تو بت سرگوں ہوئے گئے

یوحنا جاتا تھا تو خدا ان کے سامنے

سرگوں ہوتا تھا۔

۲ ایں جہاں۔ دنیا شہوت کا گھر

ہے اور نبی اور کافروں اس میں مقیم

ہیں۔ لیک۔ شہوت پاک لوگوں کی

غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی

سی ہے سونا بھٹی میں جا کر اور کھر این

جاتا ہے۔ کافراں۔ کافروں کی مثال

مخ شہد چیز کی سی ہے جو بھٹی میں جا

کر کالی اور زرا ہو جاتی ہے۔

۳ قلب کھر۔ امتحان میں پُر کر

کر کھر این جاتا ہے کھونے کا کھوت

پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ ساری

گھٹالی۔ خورد خورد جسم نبیل کا

عادی جسم ان کا حجاب بن جاتا ہے۔

شاہ دیں۔ مومن کا کام نبیل کی

روحانی طاقت کو دیکھنا ہے شیطان

نے حضرت آدم کے ٹہنی کے جسم کو

دیکھا تو ان کا سنگر بن گیا۔

بالکے گل تو بگو آخر مرا
ایک مٹی مٹی سے آخر تو مجھے بتا
برسر نور، او برآید سرش
اس کے نور پہ نور اس خاک کے لوہا پر آجائے گا
طین کہ باشد گو پوشد آفتاب
مٹی کیا ہوتی ہے کہ صبح کو چمپائے؟
دود ازیں ملک دوسہ روزہ برآر
اس دین و دھرم کی حکومت میں سے وہاں اٹھائے
ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
بتا ان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم ادہم دوح اللہ روحہ

حضرت شاہ ابراہیمؒ کے قصہ کا بقیہ خدا کی مدد کا تارہ کرے

طقطقے وہاں وہو شب زبام
راگو بالاخانہ پر کھٹکا اور شہر دخل
گفت با خود آتجین زہرہ کرا
دل میں کہا ایسا پتہ کس کا ہے
ایں نباشد آدمی مانا پرست
یہ یقیناً کئی انسان نہیں ہے بھوت ہے
ماہمی گردیم شب بہر طلب
ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام برکہ جست ہاں
ان (ابراہیمؒ) نے کہا کہ لوگوں کو بھوت پرکس نے دھڑکا ہے
چوں ہی جولی ملاقات الہ
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد نا پدید
پری کی طرح انسانوں سے غائب ہو گئے

کے اتواں اندو اس خورشید را
اس صبح کو کہاں لپکا جا سکتا ہے؟
گر بریزی خاک و صد خاکسترش
اگر اس پر مٹی اور سو راکھیں ڈالے
کہ کہ باشد گو پوشد زہی آب
تھکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چمپائے؟
خیز بلیقیسا چو ادہم شاہ وار
اے بلیقیس! شاہ ادہمؒ کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گو احوال ابراہیمؒ زود
ابراہیمؒ کے احوال پھر جلد کہہ

برسر تختہ شہید آل نیک نام
اس نیک نام نے تخت پر سے سنا
گا مہلی شہد بر بام سرا
عمل کی جست پر بھڑکی قدم
بانگ زد بر روزن قصر او کہ کیست
انہوں نے عمل کی کھڑکی پر پکھا کون ہے؟
سر سح فرو گردند قوسے بو اعجب
کچھ عجیب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا
ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اشتر اں
ہیں کیا تلاش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا لوٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ
پھر انہوں نے ان سے کہا آپ تخت اور رتبہ میں
خود ہماں بد دیگر اُور کس ندید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا

۱۔ کے اتواں۔ انبیاء کی روحانی
ملاقات اور مصافحہ خدا کی جسم میں
نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر پری۔
صبح پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں
چھپ سکتا کہ دنیا کی راکھ پر اگر
گھاس آجائے تو وہ ایک چھپ سکتا
ہے خیز بلیقیسا۔ مولانا کا بلیقیس کو
خطاب ہے کہ ابراہیمؒ کی طرح تو
بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ
دے۔ یعنی اس دنیاوی سلطنت
کو چھوٹکا۔

۲۔ برسر۔ حضرت ابراہیمؒ انتمہات
کے وقت اپنے تخت شاہی پر سوار ہے
تھے کہ جست پر سے ملے پھرنے کی
آہیں آئیں۔ طقطق۔ کھٹ
کھٹ۔ بام سرا۔ قلعہ کا بالاخانہ۔
زہرہ۔ پتہ۔ ہمت۔ مدفن۔ قصر۔
کھڑکی۔ تالچر پست انسان کی توبہ
مجال نہیں کہ شاہی بالاخانہ پر رات
میں چڑھ آئے۔ یقیناً کوئی بھوت
پرست ہے۔

۳۔ سر و سر۔ پرستان لوگوں نے
جھانک کر کہا ہم تلاش میں پھر رہے
ہیں۔ ہیں۔ حضرت ابراہیمؒ نے کہا
کیا دھڑکا ہے وہ انہوں نے کہا لوٹ
دھڑکا رہے ہیں۔ کہ جست۔ یعنی
لوٹ کو بالاخانہ پر آج تک کسی نے
نہیں تلاش کیا۔ پس۔ ان لوگوں نے
حضرت ابراہیمؒ سے کہا کہ اگر لوٹ
جست پر تلاش کرنا غلط ہے تو خدا کو
تخت و تاج پر تلاش کرنا کڑی دست
بات ہے۔ خود ہماں۔ پس اس واقعہ
کے بعد ان کے حالات بدل گئے اور
وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو
گئے۔

معنیش اینہاں و او در پیش خلق
ان کا ہاں پیشہ تھا وہ لوگوں کے سامنے تھے
چوں زخم خویش و حلقاں دُور شد
جب وہ اپنی ہر لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے
جان سیر غے کہ آمد سوی قاف
سیرؔ کی جان جو (کہ) قاف کی طرف چلی آئی
چوں رسید اندر سبا ایں نورِ شرق
یہ شرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی
رُو جہائے مُردہ جملہ پر زوند
سب مردہ رو جس اڑنے لگیں
یکدگر را مژدہ می دافند ہاں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں
زاں ندا دینہا ہی گردند گبز
ان آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں
از سلیمان آں نفس چوں نفخِ صور
حضرت سلیمانؑ کے سامنے سے جھونکنے کی طرح
مر خرا بادا سعادت بعد ازیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک بختی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دلق
لوگ ہارشی ہر گدڑی کے سوا کب دیکھتے ہیں؟
ہمچو عنقا در جہاں مشہور شد
عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے
جملہ عالم از اولا قندلاف
تمام لوگ اناپ شاپ اس کی باتیں کرتے ہیں
غلغلے افتاد در بلیقیس و خلق
لوگوں اور بلیقیس میں شہر بچ گیا
مردگان از گورتن سر بر زوند
مردوں نے جسم کی قبر سے سر اٹھانا
نک ندائے می رسد از آسمان
یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے
شاخ و برگِ دل ہی گردند سبز
دل کی شاخ ہر پتے سبز ہو جاتے ہیں
مردگان را وارہانید از قبور
مردوں کو قبروں سے راہنی دے دی
ایں گزشت واللہ اعلم بالیقین
یہ گزر گیا ، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیہ س قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشادِ سلیمان علیہ السلام مر
سہا دلوں کے قصہ کا بقیہ ہر حضرت سلیمانؑ کی نصیحت اور راہنمائی بلیقیس کی رعایا کو
آل بلیقیس را ہر یکے اندر خورِ خود و مشکلاتِ دین و دل او
ہر ایک کو اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے
وصید کردن ہر جنس مرغِ ضمیرے بصیرانِ آل جنس مرغِ و طعمہ او
دل کے پرند کی جنس کو اس کی جنس کے پرندوں کی آواز اور خوراک سے شکستہ کرتا

معنیش۔ حضرت ابراہیمؑ کا
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ
ہے کہ ان کے اوصاف باطنی اور
مدائن کو لوگ نہ سمجھ سکا اگرچہ وہ ان
کے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر
بیچوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی
ہے چوں زخم۔ اپنی آنکھوں سے
اس فرق کی وجہ سے دور ہو گئے اور
دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو
گئے تو عنقا کی طرح ان کی شہرت ہو
گئی۔ سیرؔ۔ یہ جانور بھی لوگوں
نگاہوں سے دور ہے لہذا اس کا بھی
بہت چرچا ہے اور شرق۔ یعنی
حضرت سلیمانؑ کی دولت۔ خلق یعنی
بلیقیس کی رعایا۔ دجائے مردہ
روحیں زندہ ہو گئیں جسم میں دہلی ہوئی
دور سے سر اٹھانا
۲۔ یکدگر۔ وہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور
کہتے تھے کہ آسمانی دولت ہے
زاں۔ اس دولت کا تو خاصہ یہی ہے
کہ اس سے لوگوں کے لہان بڑھتے
اور تڑتارہ ہو جاتے ہیں۔ نفس۔ یعنی
حضرت سلیمانؑ کی دولت۔ مردگان۔
یعنی مردہ دل۔ قبور۔ یعنی دنیاوی
زندگی۔ ایں گزشت۔ حضرت
سلیمانؑ کا واقعہ جو ہم نے بیان کیا ہے
اس کی پہلی باتیں خدا کو معلوم ہیں جو
کچھ مشہور تھا وہ کہہ دیا گیا ہے ہر حال
اس قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے
۳۔ بقیہ۔ حضرت سلیمانؑ نے
بلیقیس کو اس کے مناسب اور اس کے
ملک دلوں کو ہر ایک کی استعداد کے
مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔
شکاری جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا
ہے اسی قسم کی سیٹی بجا کر ان کو جمع کرتا
ہے اور ان کے مناسب دانہ ڈالتا
ہے۔



۱۔ صبا۔ یعنی ہمت سلیمان۔ لالہ زار ملک ہلنا آٹھ۔ یعنی جو احجام رحوں سے محرم تھے وہ ان سے مل گئے عادت۔ یعنی احجام روحانیت کے غلبہ سے دلچسپ بن گئے۔ لبت۔ عاشق کوام میں جیسے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو لوگ کئی لفظوں خرچ کرتے ہیں اور اس کی خلوت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظروں سے اس کی خلوت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ السقم۔ یعنی خلوت پر ملامت اور اظلال وغیرہ کا خوف دلانا۔ ۲۔ فلذ۔ جب تک مدح و تسم میں دلی ہوئی ہے وہ میل ہے جب مدح کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشق۔ ہرگز نیرودکہ دل زندہ شد عشق۔ فلتسبون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔ ۳۔ ک۔ پیغام سلیمانی۔ منطق الطیر۔ حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ۔ یعنی ہر ایک کو اس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے کر مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ جبر کو عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھا۔ ۴۔ پاشک۔ وہ لوگ جو ناقص اختیار کے قائل ہیں ان کو صبر عن العاقبہ کی تعلیم دے کر غلبہ جو لوگ مصیبت سے کئے ہوئے ہیں۔ مرغ عشق۔ جو لوگ عالم غیب سے قطع رکھتے ہیں ان کو عالم غیب کی باتیں بتا کر۔ یعنی ظلم۔ باز۔ یعنی ظالم۔ دل خفاشے۔ جو لوگ نور سے محجوب ہیں ان کو نور عطا کر۔ کبک۔ لڑنے والوں کو۔ پراگندہ کر۔ غروما۔ یعنی ہل چل اگر غلط بحثوں میں ہیں ان کو ہلاکت کی علامات دکھا۔

قصہ گویم از سبا مشتاق وار
میں مشتاقانہ سبا کا قصہ سنا ہوں
لَاقَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصِلَهَا
جسم اپنے دل کے دن سے وابستہ ہو گئے
أَمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيَّتْ فِي الْأَمَمِ
عشق کی امت اس میں پوشیدہ ہے
خِلَّةُ الْأَرْوَاحِ مِنْ أَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذات ان کے جسموں سے ہے
أَيُّهَا الْعُشَّاقُ السَّقِيَا لَكُمْ
اے عاشق! سیرابی تمہارے لئے ہے
أَيُّهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَعَاشِقُوا
اے بے فکر! کھڑے ہو جاؤ اور عشق کرو
مَنْطِقُ الطَّيْرِ سَلِيمَانِي بِيَا
اے سلیمانی منطق الطیر آ جا
چوں بمر غانت فرستادست حق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی جانب بھیجا ہے
مُرْغُ جَبْرِي رَا زِيْلِي جَبْرُكُو
جبری پرند کو جبر کا نقصان سمجھا
مُرْغُ صَابِرَا تُو خُوش دَار وَمَعَا
صابر پرند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر
مَرُ كَبُوتَرَا حَذَرُ فَرْمَا زَبَا
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے
وَالْخَفَاشِي رَا كِه مَانْدُ اُو بِيُوَا
وال خفاشے را کہ ماند او بیووا
اس چکاڈر کو جو بے ساز و سامان ہے
كَبِكُ جَنْكِي رَا بِيَا مَوْزَاں تُو صَلَاحُ
کبک جنگلی را بیا موزاں تو صلاح
لڑکا چکر کو تو صلح سکھا

چوں صبا آمد بسوئے لالہ زار
جب لالہ زار کی جانب (بار) صبا پہنچی
عَادَتِ الْأَوْلَادُ صُوبَ أَصْلَہَا
ولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی
مِثْلُ جُودِ حَوْلِهِ يَوْمَ السَّقَمِ
اس خلعت کی طرح جس کے پہلو طرف پئی کان ہے
عَزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِهَا
جسم کی عزت ان کی رحوں سے ہے
أَنْتُمْ الْبَاقُونَ وَالْبَقِيَا لَكُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے
ذَاكَ رِيحُ يُونُسَ فَاَسْتَشْوَا
یہ حضرت یونسؑ کی خوشبو ہے سگھ لو
بَانِگِ ہر مُرْغِ کِه مِی آید سَرَا
جو مرغ آئے اس کی بولی بول
حُسنِ ہر مُرْغِ بَدَاوَسْتِ سَبَقِ
تجھے ہر پرند کے لہجے کا سبق پڑھا دیا ہے
مُرْغِ پَرَسِ اِشْکَتَہ رَا اَز صَبْرُکُو
پر نوئے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے
مُرْغِ عَمَقَارَا نَخْوَالِ اِصْصَافِ قَافِ
عقا پرند کو قاف کے اصناف پڑھا
بَا ز رَا اَز حِلْمِ گُوی و اِحتِرَازِ
باز کو بربادی اور پرہیزگاری سکھا
مِی کُنَشِ بَانُورِ بَحْثِ و آشنَا
اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا
مَرُ خُروصَاں رَا نُمَا اَشْرَاطِ صَبْحِ
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

۱۔ ہمیں غریبہ ہر آدمی کی اس کے مناسب حال اصلاح کر دے
الا از تخت۔ یعنی دعوت سلطانی پر
بلیس ایمان کے شوق سے مست ہو
گئی اور اپنے ملک و سلطنت کی ہر چیز
کی محبت دل سے نکال دی البتہ اس کو
اسے سخت شامی سے جو بہت قیمتی تھا
تعلق خاطر رہا صغیر۔ یعنی بیٹا
حق۔ جہ۔ یعنی سب لوگ حضرت
سلیمان پر ایمان لائے البتہ وہ لوگ
جن میں استعداد اور تقابلیت ہی نہ تھی
وہ محروم ہے

۲۔ نے غلط۔ یعنی میرے کلام
سے یہ نہ ہو کہ وہ کسی میں یہ صلاحیت
ہی نہیں ہے کہ وہ بد فطرت کو متاثر کر
سکے بلکہ وہ بھی اگر توبہ کرے اور طلب
پیدا کر لے تو خدا اس کی مدد کرے تاہم
اور اس میں صلاحیت پیدا فرمادیتا
ہے ہر زمان رفتہ۔ جو وقت ساتھ
پریشی میں گزرا تھا ترک۔ بلیس مال
دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جس
طرح عاشق نام و رنگ سے بے نیاز
ہوتا ہے

۳۔ آں غلاماں۔ جن غلاموں اور
کثیروں کو ناز سے پالا تھا وہ اس کے
لئے شری ہوئی بیاز بن گئی۔ باغیا۔
یعنی تفریح کے اسباب اس کے لئے
باعث تکلیف بن گئے۔ عشق۔ عشق
اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو
چیزیں محبوب ہوئی ہیں اس حالت
میں وہ مردود بن جاتی ہیں۔ معنی لا۔
یعنی جب انسان لا لاکہ قائل ہو جاتا
ہے تو اس کے لئے غیر اللہ ہی ہو جاتا
ہے لا لاکہ۔ کمر طبع کا عشق اثر یہی
ہے کہ ماسوی اللہ نظر میں بے
وقت ہو جاتا ہے

ہمیں! میر و زہد ہد تا عقب رہ نما واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح چلا چل ہمد سے عقب تک راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدن بلیس از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات
بلیس کا ملک سے آزاد ہو جانا اور میان کے شوق سے اس کا مست ہو جانا اور
ہمت او از ہمہ ملک منقطع شدن بوقت ہجرت لا از تخت
ہجرت کے وقت تمام ملک سے بجز تخت کے اس کی باقی توجہ کا منقطع ہو جانا

یک صغیرے کرد و ست آں حملہ را
ایک سیٹی بھائی اور سب کو ہانہ لیا
یا چو ما ہی گنگ بود از اصل و گر
یا جو پھلی کی طرح پیدائش گونگا اور بہرا تھا
پیش و جی کبریا سمعش دہد
خدا کی وحی کے سامنے اور اس کو سننے کی طاقت دیدے

بر زمان رفتہ ہم افسوس خورد
گزشتہ دلوں پر بھی اس نے افسوس کیا
کہ ترک نام و رنگ آں عاشقاں
جو عاشقوں کے نام و رنگ کو چھوڑنے کی طرح تھا

پیش چشمش ہچو بوسیدہ پیاز
اس کی آنکھوں کے سامنے سڑی ہوئی پیاز کی طرح تھے
پیش چشم از عشق کلخن می نمود
عشق کی وجہ سے نگاہوں کو جی نظر آتے تھے
زشت گرد اند لطیفال را بچشم
عمرہ چیزوں کو آنکھ کے سامنے بنا دیتا ہے
غیرت عشق ایں بود معنی لا
عشق کی غیرت یہی لا کے معنی ہیں
کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

چوں سلیمان سوی مرغان سبا
جب سلیمان نے سبا کے پرندوں کے لئے
جو مگر مرغے کہ ہد بے جان و پر
سوائے اس پرند کے جو بے جان نہ ہے پر تھا
نے غلط گفتہ کہ گر گر سر نہد
نہیں میں نے غلط کہہ دیا اگر بہر سر دکھ دے

چونکہ بلیس از دل و جاں عزم کرد
چونکہ بلیس نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا
ترک سال و ملک کرد او آںچنان
اس نے مال اور ملک کو اس طرح چھوڑ دیا

آں غلامان و کنیران بناز
وہ ناز پر مرد غلام اور باندیاں
باغیا و قصر ہا و آب زود
باغیاں اور قلعے اور نہر کا پانی
عشق در ہنگام استیلا و خشم
عشق اور غصہ قلب کے وقت
مر ز مرد را نماید گندنا
مرد کو گندنا دکھا دیتی ہے
لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ
اے پناہ (کے طالب) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ

می در یفش نالہ لا جو کہ تخت
بجز تخت کے اس کو انوس نہ ہوا
کز دل اوتا دل او راہ بد
کیونکہ ان کے دل سے اس کے دل تک راستہ تھا
ہم ز دوراں میر دوراں بشنود
ہر سے ہر رہنے والوں کا مدد سن لے
ہم بداند راز ایں طاق کہن
یہاں پہلی عرب کا مدد بھی جان لے
نخش آمد فرقت آں تخت خویش
اپنے تخت کی چٹائی گریں ہوئی ہے
کہ چراؤش تخت آں عشق و ساز
کہ اس کو تخت سے عشق اور محبت کیل تھی؟
نیست جنس کا تب اور مونس است
وہ کاتب کا ہم جنس نہیں ہے اس کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں مونس ہر جانورے
بے جان ہے اور جاندار کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں لیک مونس شد مجاں
بے جان ہے، لیکن جاندار کے لئے مونس ہے
گر نبودے چشم فہمت رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی
نقل کردن چچ نوع امکان نبود
اس کا نقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصالی بدن باہمہ گر
جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

چچ مال و چچ خرمن چچ رخت
کسی مال اور کسی خرمن اور کسی رخت پر
پس سلیمان از دلش آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے واقف ہو گئے
آں کسے کو بانگ موراں بشنود
جو شخص چیخ کی آواز سن لے
آنکہ گوید رازِ قالْت نَمْلَہ
جو "چیخ" نے کہا "کہ مدد بتا دے
دید از دورش کہ آں تسلیم کیش
اس نے دور سے دیکھا لیا کہ اس سلیم اور رضا والی کو
گر بگویم آں سبب گردد راز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لہا ہو جائے گا
گرچہ ایں کلک و قلم خودیکسے است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
بچنیں ۳ ہر آلت پیشہ ورے
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا ابزار
آلت ہر پیشہ کارے بچناں
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا ابزار
ایں سبب را من معین گفتے
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
از بزرگی تخت کز حد می فرود
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
خردہ کاری بود تفریقش خط
باریک کام تھا، اس نکلے کرنا خطرناک تھا

۱۔ چچ بلیس و سلطنت کی کسی چیز
کے چھوڑنے پر انوس نہ تھا البتہ تخت
کے چھوڑنے کا انوس قلم پر ہے۔
حضرت سلیمان بلیس کی اس قلمی
کیفیت سے باخبر ہو گئے چونکہ دل
سے دل تک وہ پیلا ہو چکی تھی اور
بہی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ اں
کے حضرت سلیمان چیخ کی بات
سن لیتے تھے اور وہ کہ انسانوں کے
دل راز سمجھ لیتے تھے قالْت قرآن
پاک میں ہے کہ جب سلیمان
چیخوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک
چیخ نے کہا کہ اسے چیخیں اپنے
بلوں میں گھس جاؤ ہمیں سلیمان اور
اس کا لشکر پالان نہ کرے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر انوس
پڑے سلطان بن آسان
۲۔ تسلیم کیش وہ جس نے تسلیم
ورضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے یعنی
بلیس۔ گر بگویم اگر میں اس کی
تفصیل کریں کہ بلیس کو تخت سے
کیوں محبت تھی تو گفتگو ہزار ہو جائے
گی پھر بھی بجلا بیان کرتا ہوں۔
گرچہ قلم کاتب کا اکہ اور وہ اس کے
لئے باعث محبت ہوتا ہے۔
۳۔ بچنیں غرضیکہ ہر کارگر کا آلہ
اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس
محبت پیدا کرنے والا۔ نئے۔ یعنی
آنکھیں دیکھنے کی نمی۔ اور بزرگی
محبت کا تقاضا تو تھا کہ بلیس تخت کو
ساتھ لے کر آتی لیکن چونکہ اس کی
لبائی چڑائی بہت تھی اس کو تحمل کرنا
ممکن نہ تھا خردہ کاری۔ اس کو توڑ کر
اس جہ سے تلاشتی تھی کہ اس پر بہت
بازگ اور باریک کام تھا وہ خراب ہو
جاتا اوصالی وصل کی جمع جڑ



پس سلیمان گفت گر چہ فی الامخو
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ آخر میں
چل نہ وحدت جاں بروں آں دوسرے
جب۔ وحدت سے جان برآمد ہو گی
چوں برآید گوہر از قعر بحار
جب موتی سمندوں کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب با شرر
جب شعلہ بد سورج لگا ہے
لیک خود با ایں ہمہ در تقد حال
لیکن با ایں ہمہ اس وقت
تا گرد خستہ ہنگام لقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ دل نہ ہو
ہست برما سہل و آورا بس عزیز
ہمارے لئے آسان اور اس کو بہت پیارا ہے
عبرت جانش شود آں تحت باز
پھر وہ سخت اس کی جان کے لئے باعث عبرت بنے
تا بلند درجہ یو دآں مبتلا
تاکہ اسے پہلے چل جائے وہ کس چیز میں پھنسی جی
خاک سے را و نطفہ را و مضغہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو
از کجا آورد مت اے بدنیت
کے بدنیت میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟
تو بدماں عاشق بدی در دور آں
تو اس کے زمانہ میں اس کا عاشق تھا

سرد خواہد شد برو تاج و سریر
اس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائے گا
جسم را با فر او شود فرے
جسم را با فر او شود فرے
اس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہے گی
نگری اندر خس و خاشاک و خد
تو کھڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کرے گا
دع عقرب را کہ سازد مستقر
م عقرب ستارے کوں ٹھکانا بناتا ہے
جست باید تحت آورا اقبال
اس کے تخت کو ٹھیل کرنا چاہیے
کودکانہ حاجتش گردد روا
اس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے
تا بود بر خوان خوراں دیو نیز
تاکہ پڑیوں کے درخوان پر دیو بھی ہو
ہجو دلق و چار قے پیش لیا
جیسا کہ لیا کے لئے گدڑی اور چیل
از کجا ہار رسید او تا کجا
و کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارد خدا
خدا ہمای نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہی خضر یقینیت
کہ اس سے تجھے شرم آتی ہے
منکر ایں فضل بودی آں زماں
اس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

ظاہر فرمایا کہ انسان کا اللہ نے اپنے فضل سے کہا ہے کہ اس کی امتداد میں چلے ہے جن کو کس سے بھی اس
کو شرم آتا ہے قرآن میں ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی سے بنایا پس اس کو نطفہ کیا پھر جسے نطفہ سے خلق پھر مضغہ سے مضغہ
بنایا پھر جسے اس کو ایک نئی صفت عطا کر دی۔ مضغہ۔ گوشت کا ٹکڑا۔ تو بدماں انسان زبان حال سے اپنی ابتدائی حالت
سے ترقی کرنے کا منکر تھا۔

۱۔ پس سلیمان۔ جب حضرت
سلیمان پر یقیں کے قلب کی حالت
واضح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ حالی
عروج کے بعد اگر تخت و تاج وغیرہ کی
عزت مٹ جائے گی لیکن فی الحقیقہ
چونکہ اس کو تخت کے نہ جانے کا سبب
ہے لہذا اس کو ٹھکانا چاہیے۔ چل نہ
وحدت فنا کے بعد جب بقا حاصل
ہو جاتی ہے تو تمام ہدایت بے وقعت
ہو جاتی ہیں۔ چل۔ جب سمند
سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر
انسان اس کے خس و خاشاک کی
طرف نظر نہیں کرتا ہے سر نامہ۔
جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ
ستارے جو برج عقرب میں م
عقرب کی طرح تھکے ہو جاتے ہیں ان
کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے
مستقر۔ ٹھکانا انتقال۔ یعنی اپنے
یہاں اس کو ٹھیل کر لایا جائے
۲۔ کودکانہ۔ بچپن کی تخت سے
عزت بچکانہ فعل تھا۔ کھل۔ جن کے
ذریعہ اس کو کھانسی ٹھیل کیا جاسکتا
ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت
ہے۔ نطفہ۔ خرویدنی خنثوں کے ساتھ
یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے
عبرت۔ مشہور ہے کہ لیا نے اپنی
اصلی گدڑی اور جنگلی چیل خرمن میں
مختوفہ کر رکھے تھے اور ان کو جا کر دیکھ
کر وہ اپنی اصلی حالت یاد کرتا تھا اسی
طرح تخت یقیں کے لئے باعث
عبرت ہو گا کہ اس کی پہلی حالت اس
قدر خراب تھی کہ وہ تخت کیسی چیزوں
سے عزت کرتی تھی۔ اور کجا۔ پہلے دنیا
کی عزت و فخرات میں پھنسی ہوئی کی تاب
روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز
۳۔ خاک خدا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی
خلقت کے مراتب میں انسانی

۱۔ ایں کرم انسان کو اس قدر
نفیست دنیا اس انکار کا فعیہ ہے جو
اس کی فطرت دردی کی۔ حجت انکار
یعنی انکار کے خلاف دلیل انکار نشر
کرنا پیدا کرنا۔ قیود جس انکار کو
اپنے مدعی کی تائید سمجھتا تھا وہی انکار
تیرے مدعی کی تردید بن گیا یعنی جس
چیز کو اپنے موافق سمجھے ہوئے قیودی
مخالف پر دیکھ خاک مٹی میں یہ
حیات خدا شہد اصراف نشکی قدرت
سے آئی ہے غلط یہ انسان غلط تھا
آج وہ اس حالت میں ہے کہ شرف
کا انکار کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی
قدرت کا شرف پہلے وہاں کا شرف
شرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کہے
خارج ہو سکتا ہے۔ مان مہ یعنی
غلط ہونے کی حالت میں تمھیں اس
انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

۲۔ ارجماں۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا
کہ توجہات سے اس مرتبہ پر پہنچا
ہے کہ تمھیں اس انکار کی صلاحیت پیدا
ہو گئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت
اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا وہاں
حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن۔ تیرا انکار
خود حشر کا اثر اسی طرح ہے کہ جیسا
کوئی زید کو بلانے اس کے گھر پر
جائے اور خود زید اندر سے یہ کہے کہ
زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے
ہونے کا انکار خود ہونے کا اثر ہے
پس انکار جمادات سے ترقی کر کے
اس مرتبہ تک پہنچتا کہ حشر کا انکار کرتا
ہے خود حشر کو دلائل سے ثابت کر دیا
ہے۔

۳۔ چند انسان بننے تک مختلف
مراتب میں اللہ کی قدرت کا رنگیں
ہیں ان کے ہوتے ہوئے حشر کا

ایں اگر مچوں دفع آں انکار تست

یہ کرم گیا اس انکار کا مد ہے

حجت انکار شہد انکار تو

تیری پیدائش تیرے انکار کے خلاف دلیل ہو گئی

خاک را تصویر ایں کار از کجا

مٹی سے اس کام کا قصد کہاں؟

چوں درآں دم بیدل و بے سر بُدی

چونکہ تو اس وقت بغیر دل اور سر کے تھا

از ۲ جمادی چونکہ انکارات برست

مٹی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا

پس مثال تو چوں ایں حلق زنے ست

پس تیری مثال اس زنجیر پینے والے کی سی ہے

حلقہ زن زیں نیست دیابد کہ بست

زنجیر پینے والا اس انکار سے بچنے لگا کہ وہ ہے

پس ہم انکارات مبین می گند

تو تیرا انکار ہی واضح کرتا ہے

چند صنعت رفت اے انکارات

چند کاریگریاں ہو چکیں اے اک تک انکار؟

آب و گل می گفت خود انکار نیست

پانی اور مٹی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے

من بگویم شرح ایں از صد طریق

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

کہ میان خاک می کردی نخست

جو تو نے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا

از دوا بد تر شد ایں بیمار تو

تیرا یہ بیمار ہوا سے اور بگڑ گیا

نطفہ را خصمی و انکار از کجا

نطفہ میں جھڑپاؤ پن اور انکار کہاں؟

فکرت و انکار را منکر بُدی

تو فکر اور انکار کا منکر تھا

ہم از ایں انکار خشرت شد درست

تیرے اسی انکار سے تیرا خشت ثابت ہو گیا

کز دروش خولجہ گوید خولجہ نیست

کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے

پس ز حلقہ بر خداداد ہیج دست

تو حلقہ سے کبھی دست بڑھ نہ ہو گا

کز جماد او حشر صدق می گند

کہ وہ مٹی سے سو طرح حشر کر دے گا

آب و گل انکار را در ہل نمی

مٹی اور پانی سے "ہل نمی" کا انکار سرزد ہوا

بانگ می زد بے خبر کا خبر نیست

بے خبر بھارتا ہے کہ خبر دیتا نہیں ہے

لیک خاطر لغو از گفت دقیق

لیکن باریک بات سے طبیعت لغزٹ کھا جاتی ہے

انکار تک ہو سکے گا، مٹی اور پانی میں یہ استعداد آگئی کہ اس نے سورہ ہل آتی کے مضمون کا جو
کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کے انکار کی نفی کرتا
ہے بلکہ اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ ع۔ بگویم۔ میں اس مضمون
کو کے انکار خود اقرار ہو جاتا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن وقایع کا سمجھنا بعض کم نہیں
کے لئے لغزش کا سبب بن جاتا ہے لہذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلیقے کے تحت کے منتظر
ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

شرح آل رائب بہ بستم اے کیا بہر نقل تخت بلقیس از سبا
لے بزرگ میں نے اس کی کثرت سے خاموشی اختیار کر لی
سب سے بلقیس کے تخت کے منتظر ہونے کے قہہ کیلئے

چارہ کردن سلیمان در اصرار تخت بلقیس از سبا پیش از قدم بلقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آنے سے پہلے

۱۔ عفریت جنوں میں سے ایک
بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم
ہونے سے پہلے حاضر کروں گا۔
آصف سائیں بر خیا جو حضرت سلیمان
کے دیر تھے انہوں نے کہا میں ام
عظم کی برکت سے فوراً حاضر کروں
گا۔ اگرچہ اگرچہ وہ جن بھی جلاو کا
استاد تھا لیکن تخت کی آمد حضرت
آصف کے دم کرنے کی برکت سے
ہوئی۔

۲۔ حضرت سلیمان نے
اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول
پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے
دخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا
اس کو دخت کے لفظ سے خطاب کر
کے فرمایا کہ تو آفتوں کو اپنی بخت میں
پھنساتا ہے۔ ہے پیش چوب آفت
لوگ تڑا شدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو
مجھ کے کرتے ہیں۔

۳۔ ساجد۔ یہ بت کے پجاری اور
بت دونوں روح ہے۔ بے خبر ہیں ان
بتوں میں روح کا تصور اس قدر آ جاتا
ہے جس کی وجہ سے بھی ان سے
حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔
نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی باڑی
بے موقع کھیلنے ہیں پتھر کے بت کو
حقیقی شیر سمجھ بیٹھے ہیں۔

تخت اُور حاضر آرید ایں زمان
اس کے تخت کو فوراً حاضر کرو
حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کروں گا
حاضر آرم پیش تو دریک دُش

اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کروں گا
لیک آں از فسخ آصف رُو نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا
لیک آصف نر فتن عفریتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے
کہ بدید ستم ز رب العالَمین
جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دیکھی ہیں

گفت آئے گول گیری اے دخت
فرمایا اے دخت! تو آفت کو پھنسانے والا ہے
اے بسا گولوں کہ سر ہامی نہند
بہت سے آفت ہیں جو مجھ کے کرتے ہیں
دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر
اس سے جان کی تھوڑی سے حرکت تو ہو سکتی ہے

کہ سخن گفت و اشارت کرد سنگ
کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا
شیر سنگی راشقی شیرے شناخت
پتھر کے شیر کو بدبخت، شیر سمجھا

پس سلیمان گفت بالشکر عیال
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر لشکر سے کہا
گفت عفریتیاں کہ بخش رابفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے
گفت آصف من باہم اعظمش
آصف نے کہا میں اس کو ام عظم کے دریدہ
گرچہ عفریت اُستاد سحر بود
اگرچہ وہ جن جلاو کا استاد تھا
حاضر آمد تخت بلقیس آں زمان
بلقیس کا تخت فوراً آ گیا
گفت الحمد للہ برین و صد چنین
حضرت سلیمان نے فرمایا اس پر اس میں بھی بجز ان بتوں پر اللہ کی تعریف ہے

پس نظر کرد آں سلیمان سُوی تخت
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا
پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
کی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے
ساجد ۳ و مسجود از جاں بے خبر
مجھ کرنے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں

دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہو گئے انہوں نے دیکھا
نر و خدمت چول بنام مفعول بباخت
چونکہ اس نے خدمت کی زد بے موقع کھلی

از گرم شیر حقیقی کرد بُود استخوانِ سوی سگ انداخت زود
 حقیقی شیر نے گرم سے سخاوت کر دی فورا کتے کے سامنے ہڈی ڈال دی
 گفت گر چہ نیست آل سگ بر قوام لیک مارا استخوانِ لطفے ست عام
 کہا اگرچہ وہ کتا لہ راست پر نہیں ہے لیکن ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصہ یاری خواستن ۲ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بُتیاں چول عقیبِ فطام
 حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے مدد جانے کا قصہ جبکہ دودھ چھڑانے کے بعد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بُتیاں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور سجدوں کا سجدہ کرنا
 و گواہی دادن ایشان بر عظمتِ کارِ محمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصہ رازِ حلیمہ گوئمت تا زولاید داستان او غمت
 میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
 مصطفیٰ را چول ز شیر او باز کرد بر گفش برداشت چولِ رحمان و درد
 حضرت مصطفیٰ کا جب انہوں نے دودھ چھڑا ان کو رحمان اور گلاب کی طرح خمیلی پر رکھا
 می سے گریز ایندیش از ہر نیک و بد تا سپارواں شہنشاہ را بجز
 وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچائی تھی تاکہ ان شہنشاہ کو دھاک کے سپرد کر دے
 چولِ ہی آورد امانت رازِ بیم شد بکعبہ و آمد او اندرِ حطیم
 جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی اے حطیم! بکعبہ و آمد او اندرِ حطیم
 از ہوا بشدید بانگے کاے حطیم ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم!
 اے حطیم! امروز آید بر تو زود اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئے گے
 اے حطیم! امروز آرد درِ تورخت اے حطیم! آج تجھ میں سلمان لا رہا ہے
 اے حطیم! امروز بیشک از نوی اے حطیم! بے شک آج از سر نو
 تا زولاید داستان او غمت تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
 بر گفش برداشت چولِ رحمان و درد ان کو رحمان اور گلاب کی طرح خمیلی پر رکھا
 تا سپارواں شہنشاہ را بجز تاکہ ان شہنشاہ کو دھاک کے سپرد کر دے
 شد بکعبہ و آمد او اندرِ حطیم کعبہ میں پہنچی اور وہ حطیم میں آئی
 تا یافت بر تو آفتابے بس عظیم تافت بر تو آفتابے بس عظیم
 تجھ پر بہت بڑا سورج چکا ہے
 صد ہزاراں نور از خورشید بُود صد ہزاراں نور سخاوت کے سورج سے
 مختشم شایہ کہ بیکِ اوست بخت وہ باحتمل شایہ نصیب جس کا قاصد ہے
 منزلِ جانہائے بالائی شوی منزلِ بالائی رحل کی منزل بنے گا

۱۔ از گرم شیر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ
 اس کے استبداد کے لئے بتوں سے
 اس طرح کی ملکیت ظاہر کر دیتا ہے
 یعنی کتے کو ہڈی ڈال دیتا ہے
 گفت۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے
 لہذا کتے جیسے بد نظر کو بھی غذا مہیا فرما
 دیتا ہے۔ قصہ چونکہ اس قصہ میں
 بھی بتوں کی شکوک و کاؤ کر رہے ہیں
 اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔ فطام۔ دودھ
 چھڑانا۔

۲۔ حلیمہ سدرہ جو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ راز۔
 یعنی بتوں کی زبانی آنحضرت کے
 فہم و فہم کے۔ چونکہ اس سے
 پہلے شیخ صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اس
 سے خائف تھیں اور آنحضرت بہت
 زیادہ گھبرائی کرتی تھیں۔
 می سے گریز ایندیش۔ آنحضرت کی
 بہت حفاظت کرتی تھیں تاکہ آنحضرت
 کو کبھی حالتِ بران کے دکھاؤ یعنی خلیفہ
 عبدالمطلب۔ حطیم۔ بیت اللہ کی
 زمین کا وہ حصہ جو تعمیر سے باہر ہے
 اور ہوا۔ حضرت حلیمہ نے غیب سے یہ
 آواز سنی۔ نور یعنی آسمانی برکتیں۔
 رخت۔ سلمان۔ مختشم۔ مذی شان۔
 نوی۔ فرست کے زمانہ میں حضرت
 جبرائیل وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم
 ہو گیا تھا۔ بے شک از سر نو۔

جان پاگل طلبِ اطلبِ وُحوق
 پاک لوگوں کی دہس جماعت جماعت گمہ گمہ
 گشتہ حیراں آں حلیمہ زان صدا
 حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی
 شش جہت خالی ز صورت ویں ندا
 چھوٹوں جانب انسان سے خالی لہ یہ آواز
 مصطفیٰؐ را بر زمین بنہاد او
 اس نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا
 چشم می انداخت آں دم سوبو
 وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی
 کاجنیں بانگ بلند از چہ و راست
 کہ لکی بلند آواز دائیں لہ بائیں سے
 چوں ندید او خیرہ و نو امید شد
 جب انہوں نے نہ دیکھا حیران لہ ناامید ہو گئیں
 باز آمد سونے آں طفل رشید
 وہ اس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں
 حیرت اندر حیرت آمد بردش
 اس کے دل پر حیرانی و حیرانی آ گئی
 سوي منزلہاں دید و بانگ داشت
 مکانات کی جانب دوڑی لہ چینی
 مکیاں گفتند مارا علم نیست
 کہ دلوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے
 نہ بخت چنداں اشک و کراؤںں فغان
 اس نے اس قدر آنسو بہائے لہ فریاد کی
 سینہ کو باں آچنناں بگریست خوش
 چلتی پھرتی ہوئے لقا زیارہ دلی

آیدت از ہر نواحی مست شوق
 شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندازے کی
 نے کسے وہ پیش نے سہی قفا
 نہ کوئی سارنے تھا نہ گدی کی جانب
 شد پیلے آں ندا را جاں فدا
 پے پے آئی اس آواز پر جان قربان ہے
 تا کند آں بانگ خوش را جستجو
 تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے
 کہ کجا است آں شہ اسرار گو
 کہ وہ رازوں کو بتائے والا شاہ کہیں ہے؟
 می رسد یا رب! رسد نہ کجا است
 آ رہی ہے اے خدا! بھٹکانے والا کہیں ہے؟
 جسم لرزاں ہچو شاخ بید شد
 بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا
 مصطفیٰؐ را بر مکان خود نہ دید
 مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا
 گشت بس تاریک از غم منزلش
 غم سے اس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی
 کہ کہ بردردانہ ام غارت گماشت
 کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ چائی ہے؟
 ملدا نسیم کاجا کوؤ کے ست
 ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے
 کہ از و گریاں شدند آں دیگر اں
 کہ اس سے دھڑے رونے لگے
 کاخراں گریاں شدند از گریہ اش
 کہ اس کے رونے سے دھڑے رونے لگے

۱۔ طلب طلب جماعت۔
 جوق۔ گروہ نواحی۔ اطراف۔ صدا۔
 یعنی یہی آواز۔ مصطفیٰؐ کو آواز کی جستجو میں
 حضرت حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو گود سے
 اٹا کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شہ جس
 کی آواز آ رہی ہے جس سے آنحضرتؐ
 کی ہشت کے سر اٹھ رہے ہیں۔
 ۲۔ رسد نہ۔ یعنی آواز دینے والا۔
 خیرہ۔ حیران۔ شاخ بید۔ بید کے
 دخت کی شاخ جگ میں مشہور
 ہے طفل رشید۔ یعنی آنحضرتؐ
 یعنی آنحضرتؐ کے کم کرنے سے
 ۳۔ منزلہاں۔ یعنی مکہ کے مکانات
 ذردانہ۔ موتی۔ گفتند۔ ہمیں تو اس بچے
 کے ہونے کا بھی علم نہیں چچا تک یہ
 معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔
 رنجت۔ حضرت حلیمہؓ اس رنج میں
 اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ
 سب کھلادیا۔

حکایت آل پیر عرب کہ دلالت کرد حلیہ ربا استغانت از بتان
اس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیہ کی جوں سے مد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

کالے حلیہ چہ خُدا آخر خُرا
کہ اے حلیہ آخر تجھے کیا ہوا ہے؟
وہیں جگرہا را زاتم سوختی
اور ماتم سے جگروں کو جلا دیا ہے
پس بیادرم کہ بسپارم بجد
میں ان کو لائی تھی کہ دلا کے پردہ کر دوں
می رسیدوی شنیدم از ہوا
آئیں اور میں نے ہوا میں سے سنیں
طُفل را بنہام آتجا زان صدا
اس آواز کی وجہ سے میں نے بچہ کو زمین پر بٹھا دیا
کہ ندائے بس لطیف و بس شہی ست
کیونکہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے
نہ ندایِ منقطع شد یک زماں
نہ ایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی
طُفل را آتجا ندیدم وائے دل
میں نے بچہ کو وہاں نہ دیکھا ہائے دل
کہ تمنایم مر خُرا یک شہر یار
میں تجھے ایک شہر کا بچہ بتاتا ہوں
اُو بداند منزل و خُرا حالِ طفل
کیونکہ وہ بچہ کی منزل اور سفر کو جانتا ہے
مر خُرا اے شیخ خوب خوش ندا
تجھ پر اے بہتر اور اچھی آواز والے بزرگ
رکش بود از حالِ طفل من خمر
جس کو میرے بچہ کے حال کی خبر ہو

پیر مردے پیش آمد با عضا
ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا
کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے لہنی آگ بھڑکائی ہے
گفت احمد را رصیم مُعتمد
اس نے کہا میں احمد کی معتمد دایہ ہوں
چوں رسیدم در حطیم آوازہا
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں
من چوآں الحال شنیدم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں
تا بہ پنجم ایں ندا آواز کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟
نزع کئے دیدم بگرد خود نشان
نزع میں نے اپنے پاؤں طرف کسی کا نشان پایا
چونکہ وا گشتم ز حیرت ہائے دل
جب میں دل حیرتوں کے ساتھ واپس لوٹی
گفتش اے فرزند تو کدہ مدار
اس نے اس سے کہا اے بیٹا غم نہ کر
کہ بگوید گر بخوابد حالِ طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتا دے گا
پس حلیہ گفت اے جانم فدا
تو حلیہ نے کہا میری جان قربان ہو
ہیں مرا بٹمائی آں شاہ نظر
ہاں اے شاہ نظر کو مجھے دکھائے

۱۔ استغانت۔ مدعا۔ عدا۔ بوڑھا
لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ
چنیں۔ تیرے اس غم سے لادروں
کے جگر کیب ہو رہے ہیں۔ ماتم۔
سوگ۔ رصیم۔ یعنی مرضعہ۔ دودھ
پلانے والی آتا۔
مُعتمد۔ فرس ہے کہ آج اس
استاد کو کھینچ لگ رہی ہے الحال۔
نفس۔ طفل۔ یعنی آنحضرتؐ آتجا۔ یعنی
حطیم کہ ندا کیونکہ وہ بے لطف اور دلکش
آواز تھی۔
نزع۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی
لہذا انکار نے والا نظروں سے غائب
تھا۔ گفتش۔ اس بوڑھے نے
حضرت حلیہ سے کہل شہریار۔ شاہ۔
بزرگ۔ حال۔ سفر

بروز اورا پیش عززی ا کاس صنم
 وہ اکو عززی کے سامنے لے گیا کہ بہت
 ماہزراں گم شدہ زو یا فقیہ
 ہم نے ہزاروں گشتہ اس کی جہ سے پائے ہیں
 پیر کرد اورا سجود و گفت زود
 بڑھے نے اس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا
 گفت اے عززی تو بس اکر امہا
 اس نے کہا اے عززی تو نے بہت سے کرم
 بر عرب حق ست ازا کر ام تو
 تیری مہمانی کا عرب پر حق ہے
 ایں حلیمہ سعدی از امید تو
 یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر
 کہ ازو فرزند طفلے گم شدہ ست
 کہ اس کا ایک چھٹا بچہ گم ہو گیا ہے
 چوں محمد گفت آں جملہ بتاں
 جب اس نے محمد ﷺ کہا وہ سب بت
 کہ بروائے پیراں چہ جستجو ست
 کہ اے بڑھا جا یہ کیا تلاش ہے؟
 مانگون و سنکسار انیم ازو
 ہم اس کی جہ سے اندھے اور سنکسار ہیں
 آں خیالاتے کہ دیدندے زما
 وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں
 گم شود چوں بارگاہ او رسید
 گم ہو جائیں گی کیونکہ ان کا مہد کا وقت آ گیا ہے
 دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز
 وہ بڑھا وہ ہو جا فتنہ نہ بھڑکا

ہست در احبار غیبی مُغتنم
 غیبی خبریں دینے میں غیبت ہے
 چوں بخد مت سویی او بشتا فقیہ
 جب ہم عقیدت سے اس کی طرف دوڑے ہیں
 اے خداوند عرب وے بحر جود
 اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے میلا
 کردہ تارستہ ایم از دا مہا
 کہے ہیں حتی کہ ہم نے چالوں سے رہائی پائی ہے
 فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
 جو فرض بن گیا ہے حتی کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
 آمد اندر ظن شاخ بید تو
 ترے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
 نام آں کوک محمد آمدہ ست
 اس بچے کا نام محمد ہے
 سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں
 فوراً گوندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے
 آں محمد را کہ عزل ما از دست
 اس محمد کی کہ اس کی جہ سے ہماری معزولی ہے
 ما گسا دو بے عیاریا نیم ازو
 ہم اس کی جہ سے کھوئے اور بے رونق ہیں
 وقت فترت گاہ گاہ اہل ہوا
 ہل ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی
 آب آمد مر تیتیم را درید
 پانی آ گیا، اس نے تیتیم کو توڑ دیا ہے
 ہیں زر شک احمدی مارا مسوز
 خبردار احمدی رشک سے ہمیں نہ جلا

۱۔ عززی۔ مکہ کا مشہور بت تھا۔
 اخبار۔ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ماہزراں۔
 ہم اے اس کے بتانے سے بہت سی
 گشتہ چیزیں پائی ہیں۔ اے یعنی
 عززی۔ تارستہ۔ تیرے بتانے سے
 بہت سی ہلاکتوں سے نجات پائی
 ہے۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب
 پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب
 تیرا مطیع ہے۔

۲۔ چوں۔ یعنی بڑھے کی زبان پر
 لفظ محمد آیا۔ جملہ بتاں۔ عززی اور اس
 کے ماحول میں جو بت تھے کہ برو
 ان بتوں نے کہا کہ اس بچہ کی تلاش
 کیوں کرتا ہے جس کی بشت ہماری
 معزولی کا سبب ہے۔ مانگونوں کے
 طہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور
 وقت نہ رہی۔

۳۔ آں خیالاتے۔ بت پرستوں
 نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز
 واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو
 جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو
 حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھانے
 کے بعد سے آنحضرت کی بعثت تک کا
 ہے۔ آب آمد۔ تیتیم پر نجات۔
 درو۔ اس عززی بت نے بڑھے
 سے کہا۔ رشک۔ آنحضرت کی بعثت
 سے ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی
 تھی۔

دور شو بہر خدا اے پیر تو
لو بڑھا خدا کے لئے تو دغ ہو
انچہ دُم اژدہا افشردن است
یہ کیا اژدہ کی دم دبانا ہے؟
زیں خبر خوں شد دل دریا و کلاں
اس خبر سے دیا اللہ کان کا دل خون ہو گیا ہے
چول شنیذ از سنگہار پیراں سخن
جب بڑھے نے پھرد سے یہ باتیں سنیں
پس زلزلہ و خوف و بیم آں ندے
اس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے
آنچنال کاند رز مستال مرد عور
جس طرح کہ جاڑوں میں ننگا انسان
چول درآں حالت بدید آں پیراں
جب اس حلیمہ نے بڑھے کو اس حالت میں دیکھا
گفت پیر اگرچہ من در خستم
بولی اے بڑھے اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
ساعتے بادم خطیبی می کند
کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
باد با حرفم سخنبا می دہد
ہوا صرف کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے
گاہ سہ طفلیم را ز بودہ غیبیاں
کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں
از کہ نالم با کہ گویم ایں گلہ
کس سے فراد کہوں، کس سے شکوہ کروں؟
غیرتش از شرح غیم لب بہ بست
الفاظت نے غیب کی باتیں کرنے سے روک دیا ہے

۱۔ تانسوزی بہر تو جل گئے ہیں۔
تو بھی نہ جل جائے۔ دم اژدہا کوئی
انسان اژدہ ہے کی دم کو سٹے تو یہ انتہائی
خطرناک کام ہے۔ دیا کلاں۔ چونکہ
اب آنحضرت کی آب و تاب کے
سامنے ان کی آب و تاب ماند پڑ
جائے گی۔ غمت۔ چونکہ میر و داماد پڑ
جائیں گے۔
۲۔ بچوں حنفیہ۔ بڑھے نے بت
کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لاشی
پھینک دی۔ بدید۔ آواز۔ دندانہا۔
خوف میں دانت بچنے لگتے
ہیں۔ عور۔ ننگا۔ زان۔ عجب۔ یعنی
عزی کی باتیں۔ گفت۔ حضرت
حلیمہ نے فرمایا اے بڑھے اگرچہ
آنحضرت کے معاملہ میں پریشان ہوں
لیکن عجائب کے ظہور سے حیرت
میں ہوں۔ بادم۔ حضرت حلیمہ نے
ہوا سے باتیں کی تھیں۔
۳۔ گاہ۔ بچپن میں شن صد کے
واقعہ میں آنحضرت فرشتے اٹھا کر لے
گئے تھے۔ صمد۔ پریشان۔
غیر تش۔ یعنی غیبی حالات اور اشادات
کو میں دماغ میں کھانا چاہتی ہوں۔

خلق بندندم بزنجیر جوں

لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دے گے

سجدۂ شکر آرو رو را کم خراش

شکر کا سجدہ کر اور چہرے کو نہ فوج

بلکہ عالم یا وہ گردِ اندر

بلکہ عالم اس میں گم ہو جائے گا

صد ہزاراں پاسبانست و ترس

لاکھوں نگہبان اور محافظ ہیں

چوں شدند از نام طغلت سرنگوں

تیرے بچے کے نام سے کس طرح سرنگوں ہو گئے

پیر گشتم من نہ دیدم جنس اس

میں بڑھا ہو گیا میں نے ایسا نہ دیکھا تھا

تاچہ خواہد بر گنہگاراں گماشت

گنہگاروں پر کیا چیز مسلط کرے گی؟

تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش

تو مجبور نہیں ہے کہ اس کا بندہ ہے

تا کہ بر مجرم چہا خواہندست

تو مجرم پر کس قدر بندش ہوں گی؟

گر بگویم اچیز دیگر من گوں

اب اگر میں کوئی دوسری بات کہوں

گفت پیرش اے حلیمہ شادباش

بڑھے نے ان سے کہا اے حلیمہ خوش ہو جا

تو مخور غم کہ نگرود یا وہ او

تو نگر نہ کر، کیونکہ وہ گم نہ ہو گا

ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس

ہر وقت رشک و غیرت کی وجہ سے آگے و پیچھے

آں ندیدی کاں بتان ذوقنوں

تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہر مند بت

ایں عجب کرنے ست بلوئے زمیں

یہ روئے زمین پر عجب زندہ ہے

زیں رسالت سنگہاچوں نالہ داشت

اس رسالت سے جبکہ پتھر فریاد کرنے لگے

سنگ بے جرم ست در معبودیش

اپنے معبود ہونے میں پتھر بے قصور ہیں

آنکہ مضطر آنچنین ترساں شدست

جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے

اگر بگویم۔ اگر وہ نہیں باتیں لوگوں

سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں

گے۔ وہ عورتیں ماتم میں چہرے کو

چھپتی ہیں۔ تو خور۔ آنحضرت کی طرف

سے نگر نہ کرو کم نہ ہوں گے بلکہ عالم

ان کی عظمت میں گم ہو جائے گا۔

۲ صد ہزاراں فرشتے آنحضرت

کی حفاظت کرتے تھے۔ آں

ندیدی۔ عزتی بت سرنگوں ہو گیا تھا۔

زیں رسالت۔ رسال کو تسلیم نہ کرے

واہوں کا انجام برا ہوگا۔

۳ سنگ۔ بت غیر اختیاری طور

پر معبود بنے ہیں جب ان کا یہ حال

ہے تو ان کے پجاری جو اختیار ہیں

اور پوجنے میں مضطر نہیں ان کا انجام تو

بہت ہی برا ہوگا۔ مضطر۔ یعنی بت۔

جد مصطفیٰ۔ جناب عبدالمطلب

خبر یا فتن جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از گم

آنحضرت کے دادا عبدالمطلب کو حلیمہ سعدیہ کے آنحضرت کو گم کر دینے کی

کردن حلیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدن او گرد

خبر ملنا اور ان کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا اور کعبہ کے

شہر و نالیدند او بر در کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از

صوت پر رونا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا اور کعبہ کے اندر

درون کعبہ شوقون و یا فتن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم را

سے آواز کا سنا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینا

چوں خبر یابید جدہ مصطفیٰ

جب مصطفیٰ کے ملا نے خبر پائی

وز اپٹاں بانگ بلند و نعر ہا

اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے

زود عبدالمطلب دانست چیست

فورا عبدالمطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے

آمد از غم بردر کعبہ بسوز

رنگ سے کعبہ کے موزہ پر سوش کے ساتھ آئے

خوشتن را من نمی بینم فنی

میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں

خوشتن را من نمی بینم ہنر

میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود

یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو

لیک ۲ در سیمائے آل در یتیم

لیکن اس در یتیم کی پیشانی میں

کہ نمی ملد بما گرچہ زماست

کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے

آں عجائبہا کہ من دیدم درو

وہ عجائبات جو میں نے اس میں دیکھے ہیں

انچہ فصل تو دریں طفلیش داو

تیری مہربانی نے جس کو بچپن میں عطا کیا ہے

چوں یقین دیدم عندہا تو

جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں

من ہمو را می شفیع آرم جو

میں ہی کو تیرے پاس شفاعت لایا ہوں

از حلیمہ وز فغانش بر ملا

حلیمہ اور ان کے برملا رونے کی

کہ بہ میلے می رسید ازوے صدا

کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

دست برسینہ ہی زد می گریست

سینہ کو پی کرتے تھے اور روتے تھے

کائے خیر از سر شب وز راز روز

کہ اے رات کے راز اور دن کے بید گے جانکا

تا بود ہمارا تو ہنچوں منے

کہ جس میں مجھ جیسا تیرا ہمارا بنے

تا شوم مقبول اس مسعود در

کہ اس مبارک موزہ پر میں مقبول ہوں

یا باشکم دولتے خداں شود

یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے

دیدہ ام آثار لطفت اے کریم

لے کر یہاں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں

ہائے مہم و احمد کیمیاست

ہم سب تائب ہیں اور احمد کی کیا ہیں

من ندیدم بروی و بر عدو

میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

گس نشان ندیدم بصد سالہ جہاد

کے لئے سولہ کے پہلے کے بعد بھی اس مثل پیش نہیں کی

بروے او در یست از دریائے تو

اس پر تو وہ تیرے دیا کا ایک موتی ہے

حال او اے حال داں باما بگو

اے حال کے جاننے والے اسکا حال میں بتا دے

۱۔ در چٹاں۔ حضرت حلیمہؓ کے رونے کی آواز ایک میل تک جاری تھی۔ زود عبدالمطلب فوراً سمجھ گئے کہ حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو کم کر دیا ہے۔ خوشن عبدالمطلب نے کہا کہ مجھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے تیرا ہمارا بنوں۔ مسعود۔ یعنی در کعبہ

۲۔ لیکن۔ میں نے آنحضرتؐ کے چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ کئی مانند۔ اگرچہ وہ ہم میں سے ہیں لیکن یہ آثار میں سے کسی کا انداز نہیں ہیں۔

۳۔ انچہ۔ ان کے بچپن میں جو فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو سال کے پہلے سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ من ہمو را۔ میں ان کو شفاعت دیتا ہوں ان کے طفیل ان کا حال میں بتاؤ۔ کہل ہیں۔

از درون کعبہ آمد بانگ زود
نوا کعبہ کے اندر سے آواز آئی
بادو صد اقبال او محفوظ ماست
وہ دو آواز ہیں کہ ساتھ ہماری جانب سے نہیں ہے
ظاہر را شہرہ گہاں کنیم
ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
زیر کاں بود آب و گل مازر گریم
پانی اور مٹی سونے کی کان مٹی ہم زسر گرہیں
گہ حملہائے شمشیر شکریم
کبھی ہم اس کو تلواروں کے پرتے بناتے ہیں
گہ خرچ تخت بر سازیم آژو
ہم کبھی اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
عشقا داریم بایں خاک ما
ہم اس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں
گہ چنین شاہے آژو پیدا کنیم
کبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں
صد ہزاراں عاشق و معشوق آژو
اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
کارما نیست بر کوئی آل
ہمارے کام ہے اس شخص کے اندر سے پن کے خلاف
اس فضیلت خاک را ز ازل رودیم
یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
زانکہ دارد خاک شکل انگری
کیونکہ مٹی غبار آلود شکل رکھتی ہے
ظاہر بابا طمش گشتہ بجنگ
اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

کہ ہم اکنون رخ بتو خواہد نمود
کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دے گا
بادو صد طلب ملک محفوظ ماست
وہ دو پشتوں کی جماعت کے ذریعہ ہم سے پاس محفوظ ہے
باطش را از ہمہ پنہاں کنیم
اس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
گہ گہش خلخال و گہ خاتم بریم
گہ کبھی اس کو بازب اور کبھی اگلی تراشے ہیں
گاہ بند گردن شیرش کنیم
کبھی اس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں
گاہ تاج فرہائے ملک جو
کبھی کبھو کشا مروں کے تاج
زانکہ آقاوست در قعدہ رضا
کیونکہ وہ تسلیم و رضا کی نشست پر واقع ہوئی ہے
گہ ہم اورا پیش شہ شیدا کنیم
کبھی ہم اس کو شہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں
در فغان و در نفیر و جستجو
نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں
گو بکار ما ندارد میل جاں
جہاں ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے
زانکہ نعمت پیش بے برگاں نہیم
کیونکہ ہم بے مصلحت لوگوں کے سامنے نعمت پیش کرتے ہیں
وز دروں دارد صفات انوری
اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے
باطش چوں گوہر و ظاہر چون سنگ
اس کا باطن مٹی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

از درون کعبہ خلیفہ عبدالمطلب
کو کعبہ کے اندر سے جواب ملا
عقرب ان کا چہرہ دیکھ لو گے
محفوظ نصیبہ طلب جماعت
ظاہر حضور کے ظاہری احوال عالم پر
کھلے باطن احوال کو اللہ سے ان کو
کونسا قرب حاصل ہے اس تک
رسانی نہیں ہو سکی گہاں جہاں
آژو پانی اور مٹی سے اللہ نے جو
خلق بنائی ہے اس کے مختلف
مراتب ہیں۔ خلخال۔ بازب۔
خرچ۔ کیوں مصر میں کپڑوں کی
چھائی اور کڑھائی کی چھائی اور
کڑھائی میں کیوں کی شکل بنائی جاتی
تھیں۔ وہ قعدہ مسجد کے بعد بیٹھے
کی بیٹ۔ کہ ہم یعنی کسی اس جیسے
شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں۔
صد ہزاراں اسی خاک سے
لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے
ہیں جو خوش دی سے نالہ و فریاد میں
مصروف ہیں۔ کارما۔ ہمارے یہ
کارنامے مکرروں کے انکار کے باوجود
جاری ہیں۔ اس فضیلت۔ مٹی کو فرقی
کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی
ہے کہ اس سے اس طرح کے لوگ
پیدا ہوتے ہیں۔ زانکہ زمین کا ظاہر
غبار آلودہ ہے۔ لیکن اس کا باطن پرانوار
ہے جسے اللہ ورعنا ہوتے ہیں۔
باطش۔ زمین کا باطن مٹی اور ظاہر
پتھر ہے۔

ظاہرش! گوید کہ ما اینیم و بس

اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں

ظاہرش منکر کہ باطن چچ نیست

اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن کچھ نہیں ہے

ظاہرش بابا طشش در چالش اند

اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

زیر تر شر و خاک صورتہا کنیم

اس تر شر و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں

زانکہ ظاہر خاک اندودہ و نکاست

کیونکہ مٹی کا غلہ غم لودنا ہے

کشف لبرتیم و کار ما ہمیں

ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے

گرچہ دزد از منکری تن میزند

چھو اگرچہ نکلی ہوئے کی جہ سے خاموش ہے

فصلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا

ان مٹیوں نے بہت سی فضیلتیں چھوڑ دی ہیں

بس عجب فرزند کورایودہ است

اس کے بہت سے عجیب فرزند ہوئے ہیں

عُد زمین دم آسمان خندان و شاد

زمین اور آسمان شاد و فرحان ہوئے

عُد زمیں چوں آسمان از شادش

ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہو گئی

ظاہرت باباطنت اے خاک خوش

اے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ

ہر کہ باخود بہر حق باشد بجنگ

جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

۱۔ ظاہرش اس کی ظاہری صورت کمالات باطن کو چھپائے ہوئے ہے مگر ہے باطن کمالات ہے ظاہرش ظاہر باطن کی یہ جنگ جلدی ہے مگر ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے مگر باطن کو فتح حاصل ہو جاتی ہے نیز تر شد بدصورت مٹی حسین و خلیل مخلوق کا پیدا کرنا اس کے باطنی حسن کا اظہار ہے

۲۔ زانکہ زمین بظاہر مدتی صورت ہے لیکن اس کے باطن میں سرمدش موثرن ہیں۔ کشف لبرتیم اللہ تعالیٰ چھپے رازوں کی چھپی ہوئی خوبیاں ظاہر کر دیتا ہے گرچہ چھو کر چھو کر جانے کا منکر ہو جاتا ہے مگر خاموشی اختیار کرتا ہے کھول اس کو دیا کر قہر کر کھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی آزمائش میں ڈال کر انسانوں کی باطنی خوبیاں واضح کر دیتا ہے

۳۔ بس عجب۔ زمین نے بہت سے باکمال فرزند بنے لیکن سید الانبیاء جیسا کوئی نہ جنت شدہ زمین اور آسمان کے طالب سے جب سید الکونین کا ظہور ہوا تو دونوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ شد زمین۔ آنحضرت کی پیدائش سے زمین کو عروج حاصل ہوا۔ خاک۔ زمین نے آنحضرت کو جنت و سون کی طرح۔ زبان بن کر اظہار مسرت کیا۔ آراؤش۔ یعنی آنحضرت کی پیدائش۔ ظہرت۔ جس کا ظاہر باطن خدا کے لئے یہی جنگ میں ہو اس کی مدد پر تیار ہوئی ہے اور اس کا نور ناقابلِ زوال ہوتا ہے

باطنش گوید نکو میں پیش و پس

اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ

باطنش گوید کہ بنمایم بایست

اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دیکھا ہوں ٹھہر

لا جرم زیر صبر نصرت می کنند

لا محالہ اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں

خندہ پنہاش را پیدا کنیم

ہم اس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں

در درویش صد ہزاراں خندہاست

اس کے اندر لاکھوں مسکرائشیں ہیں

کایں نہا نہارا برآریم از کمیں

کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے بارے آئیں

شخہ آں از عصر پیدا می کنند

کھول دیا کر ظاہر کر دیتا ہے

ما مقرر آریم شماں از لوتلا

ہم آزمائش کے ذریعہ ان کو نور کرنے والا کر دیتے ہیں

لیک احمد برہمہ افزودہ است

لیکن احمد سب سے بڑے ہوئے ہیں

کاچچیں شاہے زماو جفت زاد

کہ ایسا شاہ ہمارے جڑے سے پیدا ہوا

خاک چوں سون شدہ ز آراؤش

ان کی پیدائش سے مٹی سون کی طرح ہو گئی

چونکہ در جنگ ست و اندر کشمش

چونکہ جنگ اور کشمکش میں ہے

تا شود معنیش خصم یو رنگ

حتیٰ کہ اس کا باطن بولہ رنگ کا مخالف ہو

ظلمتش بانور اوشد در قتال
اس کی تارکی اس کے نور کے ساتھ جگ میں گی
ہر کس کو شد بہر ماہ امتحان
جو شخص ہلے لے امتحان دینے میں کوشش کرے
ظاہرت از شیرگی افغان کنال
تیرا ظاہر تارکی کی جہ سے فرانی ہے
قاصداً چوں صوفیان روترش
وہ صوفیوں کی طرح بالا ادا تر شو ہے
عارفان روترش چوں خار پشت
تو شرع عارف سہی کی طرح ہیں
باغ پنہاں کرد ودا آں خارفاش
باغ نے پھل کو چھپا لیا ہے کانٹا گھلا ہوا ہے
خار پشتا خار حایس کردہ
اے کیا تو نے کانٹوں کو گنہگار بنایا ہے
تا کہے در چار دانگ عیش تو
تاکہ کوئی تیرے وسیع عیش میں
طفل س تو گرچہ کوک خوبدست
تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت والا ہے
ماتہانے را بدو زندہ کنیم
ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را نبود زوال
اس کے جان کے صبح کے لئے زوال نہیں ہے
پشت زیر پاش آرد آسمان
آسمان کر اس کے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے
باطن تو گلستاں در گلستاں
تیرا باطن باغ باغ ہے
تانیا میزند باہر نور کش
تاکہ وہ کسی نور بھانے والے سے میل جول نہ کریں
عیش پنہاں کردہ در خار درشت
سخت خلدوں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں
کالے عدو دزدانیں در دور باش
کہ اے چھ دشمن! اس مدار سے دور رہ
سر چو صوفی در گریباں بردہ
صوفی کی طرح سر کو گریبان میں ڈال لیا ہے
گم شود زین مگر خان خار خو
دل میں پھل سے ہر سال لگانے کی نیت میں رہے
ہر دو عالم خود طفیل او بدست
وہ جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں
چرخ را در خدش بندہ کنیم
آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنادیں گے

۱ ہر کہ جو شخص بارگاہ خداوندی
میں امتحان دینے کے معاملے میں
کوشش ہے اس کا مرتبہ آسمان سے
بلند ہے۔ ظاہرت۔ ظاہر پرانگی
ہے لیکن باطن باغ باغ ہے۔
۲ قصد۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو
اس لئے پرانہ رکھتا ہے کہ دنیا والوں
سے میل جول نہ پیدا کریں۔
عارفان۔ بزرگوں کی ترشہ میں اس لئے
ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی
الذت کو بچائے رہیں۔ باغ۔ ان کی
مثال اس باغ کی ہے جس نے
پھلوں کو چھپا لیا ہو اور کانٹوں کو ظاہر کر
رکھا ہوتا کہ پھل دشمن کی دست برد
سے محفوظ رہیں۔ مگر خان۔ یعنی دنیا

۳ طفل۔ خواہ مخواہ صلی اللہ علیہ
وسلم جہ خلق عالم ہیں۔ زندہ کنیم۔
یعنی ہم روحانی زندگی عطا کرے
گے۔ کجاست۔ یعنی آنحضرت اس
وقت کہاں ہیں ان کا سیوا راستہ بتا
دے۔

نشان خواستن عبدالمطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
خوب عبدالمطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا
کہ کجایش یابیم و جواب آمدن از درون کعبہ و نشان یافتن
کہ ان کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آتا اور پتہ معلوم ہوتا

گفت عبدالمطلب کا یندم کجاست
اے علیم اتر نشان دہ را راست
خوب عبدالمطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے
اے راہ کو جاننے والے اسیدے راست کا پتہ بتا دے

گفت اے جویندہ طفلِ رشید
اے کہا اے دیوباب بچے کے تلاش کرنے والے
باتو زان شاہ جہاں بد ہم نشان
میں تجھے اس شاہجہاں کا پتہ بتاتا ہوں
پس رواں شد زود پیر نیکبخت
تو وہ نیک نصیب بڑے میں فوراً روانہ ہو گئے
زانکہ حدش بود اعیان قریش
کیونکہ ان کے طاقتور قریش کے سرداروں میں سے تھے
مہترانِ رزم و بزم و ملکہ
بزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوئے ہیں
کز شہنشاہانِ مہ بالودہ است
کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے چھٹی برگریزہ ہیں
نیست جنبش از سمک کس تلمساک
سمک سے تاک تک کوئی ان جیسا نہیں ہے
خلعت حق راجہ حاجت تار و پود
اللہ کی خلعت کو تارے بانے کی کیا ضرورت ہے؟
بر فزاید بر طراز آفتاب
وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

بقیہ قصہ دعوتِ سلیمان و بلقیس رابا ایمان

حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان کی دعوت دینے کا قصہ کا قیہ

بر لب دریای یزداں در بچیں
اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی جن لے
تو بحرِ دارے چہ سلطانی گئی
تو مردار پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟
جاوداں از دولتِ مایہ مخور
ہمیشہ ہماری دولت کے پھل کھا

از دورانِ کعبہ آوازش اے رسید
کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی
با نفس گفتا مخور غم کایں زماں
یعنی آواز نے ان سے کہا غم نہ کر ابھی
در فلان وادیت زیر آں درخت
فلان میدان میں درخت کے نیچے ہے
در یکاب او امیرانِ قریش
قریش کے سردار ان کی ہر اہی میں تھے
تابہ پشتِ آدمِ اسلاف ہمہ
ان کے تمام بزرگ حضرت آدم کی پشت تک
ایں نسب خود پوست اور بودہ است
یہ نسب بھی ان کے لئے چھلکا ہے
مغر او خود از نسب دورست و پاک
ان کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے
نور حق را کس نجوید زاد و بود
اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدا نہ ہو جو کس کو چھلکا ہے
کمر تن سلطنت کہ بد بد در ثواب
وہ جو اولیٰ وجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے

۱۔ آواز۔ یعنی عبدالمطلب کو
آواز آئی۔ پیر نیکبخت۔ یعنی
عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے
دوسرے سردار بھی آنحضرت کو تلاش
کرنے چلے۔ اعیان۔ عین کی جمع
سردار۔ بزم۔ میدان۔ جنگ بزم۔
عمل نشاط۔ بزم۔ میدانِ قتال۔
۲۔ ایں نسب۔ آنحضرت کے ذاتی
فضائل کے مقابلہ میں کسی فضیلت
پہنچ ہے۔ مغر۔ آنحضرت کا لی جوہر نسب
سے بے نیاز ہے۔ آنحضرت خیر الخلق
ہیں۔ سمک۔ چھلی یعنی تختِ اشرف
عوام کا خیال ہے کہ زمین چھلی کی
پشت پر قائم ہے۔ بنا کہ۔ یعنی
آسمان کی انتہائی بلندی، تاک۔ اصل
اور تاک مارے دو ستارے ہیں جو
انتہائی بلندی پر ہیں۔ زاد۔ یعنی
نسب۔ خلعت۔ لباس کا شاہی جوڑہ
جو کسی کا مقام میں دیا جائے۔ تار و پود۔
تار و پٹا۔

۳۔ کمر تن۔ اللہ کی جانب سے
جو معمولی جوڑا ثواب میں ملتا ہے وہ
نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑا ہوا
ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار۔ ملک۔
یعنی روحانی سلطنت۔ خواہر انت۔ وہ
عورتیں جو مقرراتِ بارگاہِ خداوندی
ہیں جیسے حضرت آسیہ زوجہ نوح کی بیوی
وغیرہ۔ مایہ۔ بزم۔ مردار۔ حدیث
میں ہے اَللّٰہُ جَفَّہُ ذِیْہِ سَرْدِہُ؟

خیز و بلقیس بیا و ملک ہیں
اے بلقیس! اللہ! آ جا سلطنت کو دیکھ
خواہر انت ساکنِ چرخِ سنی
تیری بہنیں، بلند آسمان پر مقیم ہیں
خیز بلقیس بیا دولتِ نگر
اے بلقیس! اللہ! آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہر انت راز بخششہلی راد
تیری بہن کو صحت کی بخششوں میں سے
خیز بلقیسا بیاد بحر بخود
اے بلقیس! اللہ صحت کے سمندر میں آ جا
خواہر انت جملہ در عیش و طرب
تیری ہمیں سب عیش و رستی میں ہیں
خیز و بلقیسا سعادت یا رشو
اے بلقیس! اللہ نیک بختی کی یار بن جا
توز شادی چوں گدائے طبل زن
تو خوشی میں اس فیر کی طرح ہے جو فغانہ پیٹ رہا ہے
چچ میدانی کہ آں سلطان چہ داد
تو کچھ جانتی ہے کہ اس شاہ نے ان کو کیا دیا ہے؟
ہر دے بر دار بے سرمایہ سود
ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کا
بر تو چوں خوش گشت ایں یارن و لقب
یہ رنگ اور شہت تیرے لئے کیسے بھلی بن گئی
وز ہمہ مُلک سبّا بیزار شو
اور سہا کی پوری سلطنت سے بیزار ہو جا
کہ منم شاہ و رئیس گولخن
کہ میں بھی کا شاہ اور رئیس ہوں

۱۔ ایں رنگ۔ یہ رنگاوی سلطنت۔
چوں گدائی۔ چونکہ تیری یہ سلطنت
ہے حقیقت ہے لہذا تو شاہ نہیں گدا
ہے اور اس خس و خاشاک کی بھی کو
سلطنت سمجھ کر اس پر اپنی شاہی کا
اعلان کرتی ہے یا کثرت قومی۔ یعنی
خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم
جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہو رہا ہے
۲۔ آں گدے دنیا دار کی مثل گل
کے اس کتے کی سی ہے جو اچھے
شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر لپکتا
ہے۔ گفتہ ایم۔ اندھے کو کوچہ کے
کتے کا قصہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے
ہیں لیکن بات کو مضبوط کرنے کے
لئے تکرار کہہ رہے ہیں۔

۳۔ کہہ اندھے نے کتے سے
کہا اندھے کتے تو پہلا رگور کا شکار
کر رہے ہیں۔ تو اندھے کو چٹ رہا
ہے۔ ترکہ۔ کتے کے قصہ سے مولانا
نے بتائی ہیں ان کو غیرت دلائی ہے
آب شوریٰ تو کھڑی پانی ہے تو نے
اپنے اندھے مریدوں کو اپنے
چاہوں طرف جمع کر لیا ہے۔

مثل قانع شدن آدمی بدینا و حرص او در طلب دنیا و
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اس کی حرص اور روحانیوں
غفلت او از دولت روحانیوں کہ اہنائے جنس وے اند
کی دولت سے اس کی غفلت کی مثل جو روحانی اسی جیسے ہیں اور
و نعرہ زناں کہ یالیت قوم می یعلمون
نعرہ لگ رہے ہیں کہ کاش میری قوم جان لیتی

آں گدے کو گدائے کور دید
ایک کتے کی سی ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم ایں را ولے بار دگر
ہم یہ قصہ کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ
کہہ ۳۔ گفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند گور
تیری قوم پہلا میں گور پکڑ رہی ہے
ترک ایں تدویر کن شیخ نفور
وے متفر ش! اس سر کو چھوڑ دے
حملہ می آورد و لقص می درید
اس پر حملہ کر دیا اور اس کی گدڑی چھا دی
شد مکرر بہر تاکید خیر
بات کی تاکید کے لئے مکرر ہوا ہے
برگہ اندر ایندم شکار و صید جو
اس وقت صید شکار کی جستجو میں پہلا پر ہیں
در میان کوئی می گیر تو گور
تو کوچے میں اندھے کو پکڑتا ہے
آب شوری جمع کردہ چند گور
تو کھادی پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں
وے متفر ش! اس سر کو چھوڑ دے

۱۔ آب خود باقی کمال حاصل کر
اور اس کے بذریعہ مریدوں کو فیض
پہنچا۔ عمر لڈن۔ یعنی غلامی فیض۔
خیر۔ مراد حق عینی فیض ہے بہرہ
مند ہیں تو صرف مریدوں کو ملنے پر
لگا ہے کہ چہ مراد حق کو گھر کر کہا
قصاب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو
صرف طالب خدا ہیں وہ جسم شیر ہیں
اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ وہ
نظارہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ میں
مستغرق رہتے ہیں اور ان کو شمش میں
فنا کا جذبہ حاصل ہے۔

۲۔ ہچو کہ نہ شکاری جس طرح
کا شکار کیلتے ہیں اس قسم کے مردہ
جانور کو جس وقت ہر کر اپنے ساتھ
رکھتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اس
کے ہم جنسوں کا شکار کریں اسی طرح
یہ بزرگ گویا کہ مردہ جانور ہیں اور
اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کے ہم
جنسوں کا شکار کرتا ہے مرغ مردہ
ظاہر ہے کہ مردہ جانور بالکل شکاری
کے اقتدار میں رہتا ہے شکاری سے
وصل اور جدائی میں مجبور محض رہتا ہے
ایسی حال ان بزرگوں کا ہوتا ہے کہ یہی
معنی اس حدیث کے ہیں جس میں
فرمایا گیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے
درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے
اس کو پلٹ دیتا ہے سر غمزدہ اس
مردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ
مائل شکاری کا شکار بناتا ہے ہر کہ
اُس اس مردہ جانور سے کٹا ہونے کی گاہ
وہ صیاد کے ہاتھ سے دور ہوگا۔

۳۔ گوید کہ فانی فی اللہ کہتا ہے
ظاہر میرے مراد ہونے کو نہ دیکھ خدا کی
عشق مجھے جس ہونے سے بچائے
ہوئے ہے صہوت من۔ فقر فنا کی
جہ سے جس مردے کی صہوت میں
ہوں۔ شہنشاہ حرکت جو کہ زندگی کا اثر
چہ پہلے میرے ذہنی ارادہ سے تھی۔
اب صہوت حرکت کے ذریعہ ہے۔

کایں مریدانِ من و من آب شور
کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھلی پانی ہوں
آب خود شیریں گن از بحر لڈن
لڈن کے مہا سے اپنے پانی کو شیریں بنا لے
خیز شیرانِ خدا میں گود گیر
اللہ خدا کے شیروں کو گھر پکڑنے والا دیکھ
گود چہ از صید غیر دوست دُور
گود زیاہتا ہے صہوت کے علاوہ شکار سے دور ہیں

در نظارہ صید و صیادِ شہ
شکار اور شہ کو شکار کرنے کے نظارے میں
ہچو ۲ مرغ مردہ شال بگرفتہ یار
ان کو دوست نے مردہ پنہ کی طرح پکڑ رکھا ہے
مرغ مردہ مضطر اندر وصل وین
مردہ پنہ وصل اور جدائی میں مجبور ہے
مرغ مردہ آں راہر آں گوشد شکار
اس کے مردہ پنہ کو جو شکار ہوا
ہر کہ اوزیں مرغ مردہ سر بتافت
جس نے اس مردہ پنہ سے روگردانی کی
گوید ۳ او منکر ہر دارِ پی من
وہ کہتا ہے میری مردگی پر نظر نہ کر
من نہ مردام مرا شہ گشتہ است
ہیں مردہ نہیں ہوں مجھے شہ نے مارا ہے
جہشتم زیں پیش بود از بال و پر
اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی

می خوردند از من ہی گردند گور
وہ مجھ سے پیتے ہیں اور اندھے ہوئے جاتے ہیں
آب بد را دام ایں گوراں ممکن
برے پانی کو ان انگوٹھوں کے لئے جال نہ بنا
تو چوسنگ چونی بزرگی کو گیر
تو نے کی طرح کھلی ساتھ پکڑنے والے کھلے ہے
جملہ شیر و شیر گیر و مست نور
جسم شیر ہیں اور شیر پکڑنے والے ہیں لہذا مست نور
کردہ ترک صید و مردہ در لوطہ
شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں
تا کند او جنس ایشان را شکار
تاکہ وہ دوست ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
خواندہ القلب بین الاضعیفین
تو نے پڑھا ہے کھل دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
چوں بہ بیند شد شکارِ شہر یار
جب وہ غور کرے گا تو شہ کا شکار ہوا ہے
دست آں صیاد راہر گزنیافت
اس نے شکاری کے ہاتھ کو بھی نہ پلا
عشق شہ میں در نگہداری من
میری حفاظت کے بارے میں اللہ کے عشق کو دیکھ
صورت من شبہ مردہ گشتہ است
میری صہوت مردے کے مشابہ ہو گئی ہے
جہشتم اکنوں زوست دادگر
اب میری حرکت منصف کے ہاتھ سے ہے



جَبْشِ اَفَانِیمِ بیروں شُد ز پُوستِ
میری اُتار ہونے والی حرکت کھل سے باہر ہو گئی ہے
ہر کہ کج جُنہد بہ پیشِ جَبْشِ
جو کوئی میری حرکت کے سامنے میری حرکت کرتا ہے
ہیں مرا مُردہ میں گِر زَنَدَہ
خبردار! اگر تو زندہ ہے مجھے مردہ نہ سمجھ
مُردہ زَنَدہ کُرد عیسیٰ از گرم
حضرت عیسیٰ نے گرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
کے ۲۔ بمانم مُردہ در قبضہ خدا
میں خدا کے قبضہ میں وہ گرم وہ کب رہ سکتا ہوں
عیسیٰ لیکن ہر آنکُو یافتِ جاں
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی
شُد ز عیسیٰ زَنَدہ لیکن باز مُرد
حضرت عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
مَنْ عَصَا مِ دَر کَفِ مَوْسٰی خُویش
میں اپنے موی کے ہاتھ میں لا گئی ہوں
بر مُسلماناں پُلِ دَرِیا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دیا کا پل ہو جاتا ہوں
اِس عَصَا را اے پسر تنہا میں
اے بیٹا! اس لاٹھی کو اکیلا نہ سمجھ
موج طوفاں ہم عَصَا بُد گُوزِ دُرد
طوفان کی موج بھی لاٹھی تھی جس نے مدد کے ساتھ
ہم عَصَا بُد بادِ بر اعدائے ہوؤ
حضرت ہوؤ کے دشمنوں پر ہوا بھی لاٹھی تھی
ہم عَصَا بُد پَشہ در نبرد
مجھ بھی مقابلے میں لاٹھی تھا

جَبْشِ باقیست آنکُل چلِ دوست
نہایتی بے خطر حرکت ہے دیکھنا کی جانب ہے
گر چہ سیرِ غ است زارشِ می کشم
خود وہ سیرِ غ ہو میں اس کو میری طرح مانتا ہوں
دَر کَفِ شاہم نگر گِر زَنَدَہ
اگر تو زندہ خدا ہے تو مجھے شہ کے ہاتھ میں سمجھ
مَنْ بکفِ خالقِ عیسیٰ دُرم
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
بَر کَفِ عیسیٰ مَدِ اِراںِ ہم رَوَا
حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ دانا نہ رکھ
از دَم مَنْ اُو بماند جاوداں
میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
شاد آنکُو جاں بدیں عیسیٰ سُرِ د
وہ قاتل مبارک ہے جس نے اس میں کو جان پر رکھی
موسیم پنبالِ و مَنْ پیدا بہ پیش
میرا موی پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بَرِ فَرْخُونِ اژدہا شوم
پھر فَرْخُون پر اژدہا بن جاتا ہوں
کے عَصَا بے کَفِ حق بُد و چنیں
کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لاٹھی لکڑی نہیں ہوتی ہے
طَفَنُہ جادو پرستوں را بخورد
جادو پرستوں کے دبدبہ کو نگل لیا
کہ بر آوَرْد از بقیۃ عَادِ دُود
جس نے عاد کے بقیہ لوگوں کے ہویں اڑا دیے
گُو بر آوَرْد از سَرِ نمرودِ گِرْد
جس نے نمرود کے سر سے چھل اڑا دی

۱۔ جَبْشِ فَانِیم۔ جب انسان
اپنے فرائض اور فرائض کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس
کے تمام مقول اللہ کی طرف منسوب
ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ قراء کو انعام
ہونے سے بڑے انسان کو خاک میں
ملا دیتا ہے۔ فانی فی اللہ صرف
اپنے افعال کے اعتبار سے ہے جس و
حمت ہوتا ہے۔ دستِ قدرتِ اس
سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مردہ
حضرت عیسیٰ مروے کو زندہ کر دیتے
تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مروے کو
کیسے زندہ نہ کر دے گا۔
۲۔ کے ہاتھ حضرت عیسیٰ کی
حیاتِ جَبْشِ کا انکار بھی جائز نہیں
ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیاتِ جَبْشِ
عیسیٰ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں
بلکہ مردوں کو بھی ایسی زندگی عطا کرتا
ہوں۔ شہ عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے
جس مجھے کا ذکر ہے اس سے
عادی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں
عیسیٰ اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ جلتو
کوئی اشکال نہیں اگر خود فانی فی اللہ مردہ
ہوے تو مرد یہ ہے کہ ان کے لئے عجز کا
تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگرچہ وہ
بھی روحانی ایسی زندگی عطا کرتے
تھے اس کا ذکر نہیں ہے۔
۳۔ مَنْ عَصَا مِ۔ یعنی نبی میں
اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی
قدرت کا مظہر ہوں۔ مسلمان۔
یعنی میں اللہ حق کے لئے باعث
نجات اور کفار کے لئے باعث عذاب
ہوں۔ دیا۔ یعنی سر کا دیا نکل۔
موج حضرت نوح کی بدعا سے ان
کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک
ہوئی۔ جادو پرست۔ یعنی فَرْخُون کی
قوم۔ عادی یہ حضرت ہون کی قوم تھی۔

گر عصا ہائے خدا را بشمرم

اگر میں خدا کی لٹھیں کا شمار کروں

لیک زیں شیریں گیا ہے زہر مند

لیکن اس زہری شیریں گھاس کو

گر نپا شد جاہ فرعون و سرے

اگر فرعون کا رتبہ اور سروری نہ ہو

فریش گن سگاہش کش لے قصب

اے قصب! اس کو مٹا کر پھر ذبح کر

گر نبودے خصم و دشمن در جہاں

اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے

دورخ آں خشم است و حصے بایش

دورخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیے

گر بماندے لطف بقہر بندے

اگر مہربانی بغیر قہر اور بلی کے نہ جاتی

ریشخندے کردہ انداں منکراں

ان منکروں نے مذاق اڑائی ہے

تو اگر خواہی بلکن ہم ریشخند

اگر چاہے تو بھی مذاق اڑا

شاد سہ باشید اے مہرباں در نیاز

اے دوستو نیاز مندی میں خوش رہو

ہر حویجی باشدش گردے دیگر

ہر ضرورت کی ایک دھری کیلہی ہوتی ہے

۱۔ غصہ بمعنی میں اگر خدائی

عذاب کی تفصیل بیان کروں تو فرعون

طبع انسانوں کے کر کا پردہ چاک کر

دوں۔ لیکن ان فرعونوں کو دنیائی

لذتوں میں چوکہ حقیقت زہر ہیں جلا

رہند۔ گر بائید ظاہر قدرت کی بجا

کے لئے سمجھا گا رکی بھی ضرورت

ہے اور کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خداک

ہیں جس سے اس کی پھڑ پھڑ ہوتی ہے

فریش کرے آن پاک میں ہے ذہنم

یا کسلو و یا خضرو و یا یلہو و یا ملو

فسوف یغلبون اے نبیوں کو

چھوڑے رکھو کھاتے اور کھاتے

ہیں اور ان کو تمنا غفلت میں ڈالے

رکھے پھر عقرب بدہ جان لے گے

کلاب۔ دورخ کے کتے ان کے

گوشت کے شہتر ہو کر کھیں۔

غصہ کی ہٹاکے لئے مخالفت اور دشمنی کا

وجود ضروری ہے نہ غصہ نہ جانیے

۲۔ دورخ۔ دورخ اللہ تعالیٰ کے

غصہ کا مظہر ہے اس کے لئے ان

دشمنوں کی ضرورت ہے۔ رکی۔

اگر صفت غضب نہ رہے تو دورخ

شخصی ہو جائے۔ گر بماندے۔ اگر

صرف صفت رحمت ہو اور صفت

غضب نہ ہو تو بادشاہی کا مکمل نہیں

ہے لہذا الوہیت کے لئے دونوں

صفتیں ضروری ہیں۔ ریشخندے

منکر کھلے ذکر مذاق اڑاتے ہیں تو بھی

اگر چاہے مذاق اڑا لے پھر دیکھا انجام

کیا ہوتا ہے۔

۳۔ شاد۔ جولوگ آیات الہیہ کے

ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی

نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ

قابل مبارکباد ہیں۔ حویج۔ مولانا نے

اس لفظ کو ضروریات زندگی کے معنی

زُرُقِ این فرعونیاں را بر درم

ان فرعونوں کی مٹھکی کا پردہ چاک کر دوں

خرک گن تا چند روزے می چرند

رہنے دے، تاکہ چند روز چلیں

از کجا یابد جہنم پرورے

تو جہنم کہیں سے پھڑ پھڑے

زانکہ بے برگند در دورخ کلاب

کیونکہ دورخ میں کتے بے سرو سامان ہیں

پس بجز دے خشم اندر مرد ماں

تو انسانوں میں غصہ مردہ ہو جاتا

کے زید، میرد زبور مومنال

کب زندہ رہے، مومنوں کے نور سے بچھ جائے

تا زید ورنہ رحیمی بکشدش

تاکہ زندہ رہے ورنہ رحیمی اس کو بچھا دے

پس کمال بادشاہی کے شدے

تو بادشاہی کا مکمل کب ہوگا؟

بر مشاہد بیان ذاکراں

ہاں ذکر کی مثالوں اور بیان کی

چند خواہی زیست اے مردار چند

اے مردار! تو کب زندہ رہے گا؟

بر ہمیں در کہ شود امروز باز

اس معاملے پر جو آج کھلا ہوا ہے

در میان باغ از سیر و گبر

باغ میں کہن اور کمبر کی

سیر

میں بولتا ہے کہ وہ کاف کے غم سے کیاری۔ سیر۔ کبر۔ ایک محل کا نام ہے جو خراسان میں پیدا ہوتا ہے اس کا چادر ڈالا جاتا ہے مولانا بالخصوص اور مذاق کے مسلک کو جدا گانہ کر کے سمجھا رہے ہیں۔

ہر یکے ابا جنس خود در گرد خود
ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیادی میں
تو کہ گرد زعفرانی زعفران
تو جو کہ زعفران کی کیادی ہے زعفران
آب می خود زعفران تازی
اے زعفران! سیریلی حاصل کرتا تو پک جائے
تو ممکن در گرد شلغم پوز خویش
تو شلغم کی کیادی میں اپنا منہ نہ ڈال
تو بگردے او بگردے مودعہ
تو ایک کیادی میں اور وہ دوسری کیادی میں رکھا ہوا ہے
خالصہ آل ارضے کہ از پہناوری
خصوصاً وہ زمین جس میں وسعت کی وجہ سے
اندلس بحر و بیابان و جبال
ان سمندوں اور جنگلوں اور پہاڑوں میں
ایں بیاباں دریا با نہائے او
یہ جنگل اس کے جنگلوں میں
آب استلاہ کہ سیرستش نہاں
پانی ٹھہر ہوا ہے کیونکہ اس کی رند پویشہ ہے
گودورن خویش چوں جان ورواں
کیونکہ وہ اپنے اند جان اور روح کی طرح
مستمع خفہ است کو تہ گن خطاب
سننے والے سو گیا ہے تقریر مختصر کر

از برائے چنگی نم می خود
چنگی کے لئے سیریلی حاصل کرتی ہے
باش و آمیزش ممکن بادیگراں
ہاں اور دوسروں کے ساتھ نہ مل
زعفرانی اندریں خلوا رسی
تو زعفران ہے اس طوعے میں ملے گا
کہ نگرود بالو اوہم طبع و کیش
تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم مذہب نہ ہو جائے
زانکہ ارض اللہ آمد ولبعہ
کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے
در سفر گم می شود دیو و پری
دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں
منقطع می گردد اوہام و خیال
اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں
ہیچو اند بحر و بریک تار مو
اس طرح ہیں، جیسے سمندر اور خشکی میں ایک بال
تازہ تر، خوشتر زجو ہائے رواں
جلدی نہروں سے، تازہ تر اور اچھا ہے
سیر پنہاں دارد و پائے رواں
پویشہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے
اے خطیب! اس نقش نام زن بر آب
اے مقرر! اس نقش کو پانی پر نہ کھینچ

بقیہ دعوت سلیمان بلقیس را کہ فرصت غنیمت است
حضرت سلیمان کی بلقیس کو دعوت کا بقیہ کی فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا کہ باز اریست تیز
اے بلقیس! اٹھ کیونکہ باز تیزی پر ہے
ان نوئے میں جلا کرنے والے کینوں سے بھاگ

۱۔ ہر ایک کے ہر تہ کا دی اپنی کیادی میں
پروش پانی ہے اور سیریلی حاصل کر
کے پختہ ہوتی ہے۔ تو کہ مجلس کو
مناظر کے ساتھ میل جول نہ چاہیے
آپ ہی خود اپنے مسلک پر قائم رہ
کر چنگی پیدا کرتا کہ اعلیٰ مقام شامل
ہو جائے۔ تو ممکن۔ زعفران کو اپنی
کیادی میں درہنا چاہیے شلغم کی کیادی
کا رخ کرے گا تو اس میں اس کی
خاصیت آجائے گی۔ تو بگردے
اللہ نے زمین کا ایک مقام اور مناظر کا
دوسرا مقام بتلایا ہے خدا کی زمین وسیع
ہے غلط وسط کی ضرورت نہیں ہے
خاصہ عالم غیب کی سرزمین تو اس
قدر وسیع ہے کہ اس میں دیو اور پری
بھی راستہ گم کر بیٹھتے ہیں۔

۲۔ اندلس۔ عالم غیب کے سمندوں
اور جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعت
تک وہم اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔
ایں بیاباں۔ دنیاوی زمین کی کائنات
اس غیب کی زمین کے اعتبار سے
ہے جیسا کہ بحر و بر کے مقابلہ میں
ایک بال۔ آب استلاہ۔ سالک کے
پاؤں کا کھانا پانی جس کا بہاؤ پویشہ
ہے جاری پانی سے بد جہا بہتر ہے۔
۳۔ کوہ سالک کی سیر جان اور روح
کی سیر کی طرح عقلی اور پویشہ ہوتی
ہے سمیع۔ چونکہ سامعین کی توجہ
نہیں ہے لہذا فنا کے مقام کی باتیں
بند کر دو ورنہ نقش پر آب ہوں گی۔
خیر۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو گل
کی دعوت دی اور فرمایا کہ رواں کی
محبت سے غافل۔

خیز بلقیسا گنوں باختیار

اے بلقیس! اب اٹھ جبکہ اختیار ہے

خیز بلقیسا بیابیش از اجل

اے بلقیس! اٹھ، موت سے پہلے آ جا

خیز بلقیسا بجاہ خود مناز

اے بلقیس! اٹھ اپنے مرتبہ پر تاز نہ کر

خیز بلقیسا و مستہ باقضا

اے بلقیس! اٹھ اور قضا خداوندی سے نہ بجز

بعد از ازل گوشت گشود مرگ آسپناں

اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی

زین خراں تا چند باشی نعل دُزد

تو ان گدھوں کے نعل کب تک چمائے گی؟

خواہرات یافتہ مُلک خلود

تیری بہنوں نے ہمیشہ کی سلطنت حاصل کر لی

لے خاک آسجلی کزین مُلک بخت

وہ جان قابلِ مبادیہ جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا

خیز بلقیسا بیا بارے بین

اے بلقیس! اٹھ آ جا اب دیکھ

شستہ در باطن میان گلستاں

وہ حقیقتِ باغ میں بیضا ہوا ہے

بوستاں سے با او رواں ہر جا رود

جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے

میوہا لایہ گناں کر من بچر

پھل خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں کما

طوف می گن بر فلک بے پرو بال

بغیر بال و پر کے آسمان کا طوف کر

۱۔ باختیار انسان جب تک زندہ ہے اختیار ہے۔ مرگ یعنی عالم آخرت کی نشانی جو لازماً ہر مرگ یعنی وہ گاہ خداوندی میں صرف نیاز کا آتا ہے۔ مستہ کا مخفف ہے، جھکنا نہ کر۔ بعد ازل۔ مرنے کے بعد ہجر کی کسی خطرناک حاضری ہو گی نہ سخت کفّال۔ خوں۔ دولت کے لئے دنیا دہوں کی پابندی نہ کر۔ فعل۔ حکمت کے نعل و گوبر۔ خواہرات۔ یعنی دنیا کی نیک عمدت۔

۲۔ اے خاک۔ جو شخص تباہ پندار حکومت سے دستبردار ہو کر لہری سلطنت حاصل کر لے وہ مبادیابی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشست کا مخفف ہے یعنی جس نے انہوی سلطنت حاصل کر لی وہ اپنی کمالات کے باغ میں بیضا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ اپنے ملنے والوں کو ایک کاشا نظر آ رہا ہے۔

۳۔ بوستاں اس کے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ میوہ وہاں باغ کے پھلوں سے قطع انداز ہے اور اس باغ کی نہروں سے آب حیات لپی لیا ہے۔ طوف۔ عالم حکومت کی ہیر۔

پیش از ازل کہ مرگ آرد گیر و دار

اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

در نگر شاہی و مُلک بے دغل

بادشاہی اور بغیرِ فساد کی سلطنت دیکھ لے

اندیں در کہ نیاز آور نہ تاز

اس ہنگامہ میں نیاز پیش کر نہ کہ تاز

ورنہ مرگ آید گشود گوش ترا

وہ نہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی

کہ چو دُزد آئی بشنہ جاں گناں

کہ تو چہ کی طرح لٹکے گا پاس جان کی حالت میں آئی گی

گر بھی دُزدی بیا و لعل دُزد

اگر چھپی ہی کرتی ہے تو آ اور فعل چا

تو گرفتہ مُلکت گور و کبود

تو بے نور ہو کر ایک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے

کہ اجل ایس مُلک را ویراں گرسٹ

کیونکہ موت اس سلطنت کو دیوان کر دینے والی ہے

مُلکت شہان و سلطانان دیں

دین کے امراء اور شاہوں کی سلطنت

ظاہراً خارے میان دوستان

بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے

لیک آں از خلق پنہاں می شود

لیکن وہ باغِ حلق سے پوشیدہ ہوتا ہے

آب حیواں آمدہ کز من بخور

آب حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

ہچو خورشید و چوبندر و چون ہلال

صبح اور چھوٹے اور پہلی کے چاند کی طرح

چولہا رواں باشی رواں و پائے نہ
تو دھج کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے
نے نہنگ عم زند بر کشتیت
نہ تیری کشتی پر غم کا گرچہ حملہ کرے گا
ہم ۲ تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت
تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی
گر تو نیکو بختی و سلطان زفت
اگر تو نیک بخت ہے اور سلطان اعظم
تو بماندی چوں گدالیاں بے نوا
تو فقیر کی طرح بے سرو سامان رہ جائے گی
چوں تو باشی بخت خود اے معنوی
اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہوگی
تو ز خود کے گم شوی اے خوشحال
اے خوشحال! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

می خوری صد لوت و قلمہ خائے نہ
تو سوغنائیں کھائی گی اور قلمہ چبانے ملا نہیں ہے
نے پدید آید زمردن زشتیت
نہ مرنے کی وجہ سے تیرے لوہے بد نمائی آئے گی
ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت
تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی
بخت غیر ٹست روزے بخت رفت
نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائے گا
دولت خود ہم تو باش اے بختی
بے برگ و بار خود تو دولت بن جا
پس تو کہ بخشی ز خود کے گم شوی
تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے کہنے آپ سے کب گم ہوگی
چونکہ عین تو خراشد ملک و مال
جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

۱۔ چولہا یہ سیر روحانی ہوگی جس میں
پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے
می خوری۔ معارف غداوندی سے
لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک
کے لئے جسے چبانے کی ضرورت
نہیں ہے نہ نہنگ تیری اس
کشتی کو غم کا گرچہ نقصان نہیں پہنچا
سکتا۔

۲۔ ہم تو شاہ عالم ملکوت میں تو خود
ملکہ ہوگی تو خود نصیب ہوگی اور خودی
نیک بخت ہوگی۔ اگر تو اس عالم میں
اگر تو نصیب و بھی ہے تو بخت اور چیز
ہے اور تو اور چیز مغارت کی وجہ سے
کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو
جائے گا اور تو فقیر بن جائے
گی۔ چوں تو باشی۔ جب میں ملکہ
نصیب میں تھان ہو جائے گا تو پھر بخت
کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کئی اپنے
آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

۳۔ بقیہ قصہ حضرت سلیمان کا ذکر
چل رہا تھا اور میں باقیس کا قصہ آگیا
تھا بہر حال وہ حضرت سلیمان کے
پاس آکر ان پر ایمان لائے انکی عبادت
حضرت سلیمان کے قصہ کا پھرا
کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور
سلیمان کا ذکر شروع کرتے ہیں۔
بعد ازاں۔ یعنی جب باقیس کی بخت
کی تکمیل ہو گئی۔ بخت یعنی تخت
سلیمان کے سامنے سے باقیس بھی
کی آواز آئی لشکر باقیس یعنی باقیس
کا لشکر عبادت کرنے لگا۔ سلیمان
وسیع مسجد کی ضرورت ہے چونکہ
یعنی حضرت سلیمان۔ آں مسجد یعنی
اقصیٰ۔ جن واس حضرت سلیمان کی
حکومت پر جن واس پر ہوگا۔

بقیہ ۳ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را بہ تعلیم و
حضرت سلیمان کا مسجد اقصیٰ کو حکمتوں کی وجہ سے خدا کی تعلیم اور وحی کے ذریعہ
وحی خدا جہت حکمتها و معاونت ملائکہ و دیو و پری
تعمیر کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمد ندا از پیش تخت
اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی
اے سلیمان مسجد اقصیٰ بساز
اے سلیمان! مسجد اقصیٰ بنا
چونکہ او بنیاد آں مسجد نہاد
جب انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی



۱۔ ایک گروہ کچھ لوگ دل و جان سے کام کر رہے تھے کچھ بدلی سے جیسا کہ عملات میں انسانوں کا حال ہے خلق جس طرح مسجد کے کام میں جن گئے ہوئے تھے اسی طرح ہر انسان کو دو بھجور اور ان کا فلسی ریحان ان کے لئے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ اس زنجیر کے ذریعہ اپنے ہر شب کام میں لگا ہوا ہے غلہ آمدنی پیداوار خوف و طمع زنجیریں وہ قسم کی ہیں ایک ذرا کی ایک عشق اور محبت کی ہے سلسلہ قرآن پاک میں ہے مبین ذلٰلۃ الٰہیۃ آخذۃ بنا صیغۃ نہیں کوئی زمین پر چلنے والا مگر اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے ہے

۲۔ من کشاندہ یعنی زنجیر اس کو مختلف کاموں کی طرف پھینکتی ہے فی جہاں قرآن میں اہلباب کی سیوی کے بارے میں فرمایا گیا ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے مولانا نے یہاں رسی سے وہی خواہش نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کر رہے ہیں مروی ہے معتقد یہ پایہ گنہگار مستحق اصل میں مستحق تھا پاک و صاف طائرہ پرند یعنی احوال نامہ حرص انسان کی حرص اس کے برے عمل کو خوشا کر کے پیش کر دیتی ہے جس طرح آگ کا لہو کو حسن اظہار دیتی ہے

۳۔ آں سیاہی کولہ کالا ہوتا ہے آگ اس کو سیرخ بنا دیتی ہے جب آگ بجھ جاتی ہے کولہ کا کالا پن نمودار ہو جاتا ہے۔ ہر عمل خواص کی وجہ سے حسین بنائے جب حرص جانی رہتی ہے اس عمل کی برائی نظر آنے لگتی ہے۔ تم کولہ

ایک اگر وہ از عشق و قوے بے مراء
ایک گروہ عشق کے ساتھ اور کچھ لوگ بادل ناخواستہ
خلق دیواندہ و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے
ہست ایں زنجیر از خوف و ولہ
یہ زنجیر ذر اور عشق کی ہے
ہست ایں بند و کند آں خوفِ شال
یہ پھندہ اور کند ان کا وہ خوف ہے
می کشاندہ شال سوئے کسب و شکار
وہ ان کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے
می کشاندہ شال سوئے نیک و بد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے

قَدْ جَعَلْنَا الْجُبْلَ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ
بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں رسی ڈال دی ہے
لَيْسَ مِنْ مُّسْتَقْبِرٍ مُّسْتَقْبِه
نہیں کوئی بھی گنہگار (۱) پاک
حرص تو درکار بد چوں آتش ست
برے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے

آں سیاہی خم در آتش نہاں
کولے کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے
انگر از حرص تو خمد خم سیاہ
کالا کولہ تیری حرص ہی وجہ سے انکلا تھا
آں زماں آں خم انگر می نمود
اس وقت وہ کولہ انکلا نظر آیا
حرص کارت راہیا راہندہ بود
لاچ نے تیرے کام کو آہستہ کیا تھا

بہنچاں کہ در رہ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ رہ عبادت میں
می کشند شال سوی دکان و غلہ
وہ ان کو دکان اور آمدنی کی طرف کھینچتی ہے
تو ہمیں ایں خلق را بے سلسلہ
تو ان لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ
نہستند ایں خلق بے بند نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں
می کشاندہ شال سوئے کان و بخار
وہ ان کو کانوں اور سمندوں کی جانب کھینچتا ہے
گفت حق فی جلیہا جمل المسد
اللہ نے فرمایا اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے

وَاتَّخَذْنَا الْجُبْلَ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ
اور ہم نے رسی ان کے اخلاق سے پٹائی ہے
قَطُّ الْأَطَاوِرُ فِيْ عُنُقِهِ
ہرگز، مگر اس کا اعلان اللہ اس کی گردن میں ہے
انگر از رنگ خوش آتش خوش ست
انگر آگ کے خوشنارنگ کی وجہ سے حسین ہے

چونکہ آتش خمد سیاہی شد عیال
جب آگ ختم ہوئی کالک کھل گئی
حرص چوں خمد ماند آں خم تباہ
حرص جب ختم ہوئی وہ تباہ کولہ نہ گیا
آں ز حسن کار نار حرص بود
وہ حرص کی آگ کے کائنات حسن کی وجہ سے تھا
حرص رفت و ماند کار تو گبود
حرص ختم ہو گئی وہ تیرا کام بد نما ہو گیا

غُورِ اے را کہ بیا را یند غول
جس کے خوشے کو بھٹ نے آمانت کیا ہے
آزمایش چوں نماید جان او
جس اسی کی جان آزمائش کرتی ہے
از ہوں آں دام دانہ می نمود
ہوں کی وجہ سے اس جال کو دانہ دکھا دیا
حرص اند کارِ دین و خیر جو
خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
خیر ہا نفزند نہ از عکس غیر
نیک کام خود خوبصورت میں نہ کہ غیر کے عکس سے
تابِ حرص از کارِ دنیا چوں برفت
دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلی جائے
کوکل را حرص می آرد غرار
بچوں کو حرص دھکا دیتی ہے
چوں ز کوک رفت آں حرص بدش
جب بچہ میں اس کی وہ بڑی حرص جالی رہی
کہ چہ می کردم چہ می دیدم و دیں
کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟
آں بنائے انبیاء بے حرص بود
انبیاء کی تعمیر بغیر لالچ کے تھی
اے بسا مسجد برآوردہ کرام
شراف نے بہت سی مسجدیں بنائیں
کعبہ را کش ہر دے عزتے فرود
کعبہ جس کی عزت ہر وقت بڑھتی ہے
فصل آں مسجد خاک و سنگ نیست
اس مسجد کی فصیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

مُحَنّت پندارد کسے گوہست گول
محنت کو پختہ سمجھے گا جو حق ہے
کند گردو ز آرموں دندان او
آزمائش سے اس کے دانت کٹے ہو جاتے ہیں
عکس غول حرص و آں خود دام بود
حرص کے بھٹ کے عکس نے اور وہ خود جال تھا
چوں نماید حرص مانند نغز او
جب حرص نہیں دیتی، وہ خوبصورت رہتا ہے
تابِ حرص از رفت مانند تابِ خیر
حرص کی چمک اگر چلی جائے نیکی کی چمک دیتی ہے
خُش باشد ماندہ از انگہر بہ تفت
ہر حالت انگہر کی بجائے کوئلہ رہ جاتی ہے
تا شوند از ذوق دل دامن سوار
یہاں تک کھل سکتے ہیں دامن کے طہ بننے میں
بر دیگر اطفال خندہ آیدش
دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
خل سے عکسِ حرص نمود انگلیں
حرص کے پرتو سے سر کہ شہد نظر آیا تھا
زا پنجاں پیوستہ رفقہا فرود
اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی روفقیں بڑھیں
لیک نمود مسجد اقصاں نام
لیکن ان کا مسجد اقصیٰ نام نہ ہوا
آں زا خلاصاتِ ابراہیم بود
یہ حضرت ابراہیم کے خلوص کی وجہ سے ہے
لیک در بناسِ حرص و جنگ نیست
لیکن اس کے بنانے والے میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

۱۔ غور۔ کچا خوش۔ غول۔ چھلواؤ
بھٹ۔ گول۔ بیوقوف آزمائش۔
جب کے پھل کو کھانے کے لیے چٹکا
اور دانت کٹے ہو جائیں گے اور
ہوں۔ انسان کی حرص جال کو دانہ دکھا
دیتی ہے حرص۔ کار خیر میں اگر حرص
ہو اور وہ حرص جالی رہے تب بھی عمل
بہتر دکھائی دے گا۔ تاب۔ چمک
۲۔ تاب۔ حرص۔ دنیا کے کاموں
میں لالچ کی چمک ہٹ جانے کے
بعد ان کاموں کی بدنامی واضح ہو جاتی
ہے۔ کوکل۔ بچہ کھڑے کی حرص
میں اپنے دامن کو گھڑا کرنا سوار
ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب بڑا ہو
جانے پر، دوسرے قسم ہو جاتی ہے تو پھر
وہی بچہ دوسرے بچوں کی اس حرکت
پر ہنستا ہے۔
۳۔ خل۔ غرض کہ انسان کی حرص
اور لالچ بڑے کو بھلا دکھاتی ہے سر کہ
شہد نظر آتا ہے آں بنائے۔ جو تعمیر
انبیاء کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
لالچ اور طمع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا
ان کی تعمیروں کی رونق میں اضافہ ہوتا
رہتا ہے۔ اے بسا۔ دوسرے پھلے
لوگوں نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن
ان کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
کا ہے کعبہ کعبہ کی روز افزوں
عزت حضرت ابراہیمؑ کے اخلاص کی
وجہ سے ہے فصل۔ آں مسجد۔ یعنی
مسجد حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت
ابراہیمؑ نے اخلاص سے مسجد حرام کی
تعمیر کی تھی کسی کی حرص اور مقابلہ میں
تعمیر نہ کی گئی۔

نے مساجد شال نہ کسب و خانمال

نہ ان کی مسجدیں نہ کاہدار اور گھر

نے نعل اس و نے قیاس و نے مقال

نہ لکھ اور نہ قیاس اور نہ مقال

صد ہزاراں شمت و ہم مکرمت

لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

مرغ جاں شال طائر از پر و گر

ان کی جان کا پرندہ دوسرے قسم کے پرے پڑا کرتا ہے

قبلہ افعال ما افعال شال

ان کے افعال ہمارے افعال کا قبلہ ہیں

نیم شب جان شال تحریر گئی خدست

ان کی جان آجی رات میں صبح کو دیکھتی ہے

نقص گفتم گشتہ ناقص گئی قوم

گویا اس قوم کا ناقص گوین کران کی برائی بیان کرتا ہوں

کہ سلیمان باز آمد و اسلام

کیونکہ سلیمان آ گیا ہے و اسلام

جملہ را املاک در چنبر گشند

فرشتے سب کو غلجے میں کس دے گے

تازیانہ آیدش بر سر چو برق

اس کے سر پر بجلی کی طرح کھڑا پڑتا ہے

سنگ برتند از پے ایوان تو

تیرے عمل کے پتھر ڈھو کر لائیں

تاخرا فرماں برد جتنی و دیو

تاکہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

تاگرد و دیوار خاتم شکار

تاکہ اگھوئی دیو کا شکار نہ بنے

نے اکتب شال چوں کتب دیگران

نہ ان کی کتابیں دوسروں کی کتب کی طرح ہیں

نلب شال نے غضب شال نے نکل

نہ ان کا لب نہ ان کا غضب نہ عذاب

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت

ان میں سے ہر ایک کا حق نے عطا فرمایا ہے مرتبہ میں

ہر یکے شال را یکے فر و گر

ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دوسری شان ہے

دل ہی لرزد ز ذکر حال شال

ان کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مرغ شال را بیضہا ز ریس بدست

ان کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجاں نیکوئے قوم

میں دل و جان سے اس قوم کی جو کچھ بھلائی بیان کرتا ہوں

مسجد اقصیٰ ۲ بسازید اے کرام

اے شریفو! مسجد اقصیٰ بنادو

ور ازیں دیوان و پریاں سرکشند

اگر اس سے دیوار اور پری سرکشی کریں گے

دیو یک دم کثر رود از مکر و زرق

اگر مکاری اور فریب سے دیو کچھ کھڑی اختیار کرتا ہے

چوں سلیمان شو کہ تا دیوان تو

تو سلیمان بن جا تاکہ تیرے دیو

چوں سلیمان باش بے وواں وریو

تو بے شک و شبہ سلیمان کی طرح بن جا

خاتم ۳ تو اس دست و ہوش دار

تیری اگھوئی یہ دل ہے اور ہوش رکھ

۱۔ اپنے کتب انبیاء کی ہر چیز اگھوئی ہوتی ہے ہر یکے رب ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے عطا فرمایا ہے جس میں لاکھوں جنتیں اور عزتیں پہنچا دی ہیں۔ ہر ذکر ہر نبی کی خاص صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل ان کے فضائل بیان کرنے سے بھی دل اس خوف سے لرزتا ہے کہ اس میں کتنا ہی نہ ہو جائے۔ بیضہا یعنی اچھے نتیجے نیم شب یعنی چشم بطن سے اندھیری رات میں نور کا مشاہد کرتے ہیں۔ ہر چہ گویم چونکہ میں کما حقہ تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہذا میرا تعریف کرنا ناقص ہے۔

۲۔ مسجد اقصیٰ یعنی ہرمیان میں اور باتیں شروع ہو گئیں اب پھر مسجد اقصیٰ اور حضرت سلیمان کا ذکر شروع کرو۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں دیوار اور پری مصروف کار ہیں اگر وہ سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے ان کو سزا دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو بکروی اختیار کرتا ہے اس پر برق کا تازیانہ آگیا ہے۔ چوں سلیمان۔ یہ ارشادی مضمون ہے کہ مخاطب تو بھی حضرت سلیمان کی طرح بن جائے تو جن اور پریاں تیرے بھی خدمت گار بن جائیں گے۔

۳۔ خاتم تو حضرت سلیمان جنوں پر ایک اگھوئی کی تاثیر سے حکومت کرتے تھے صحیحی ایک جن نے اگھوئی چلائی تھی اور اسکے ذریعہ حکومت کرنے لگا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں تیری اگھوئی تیرا دل ہے تو اس کی حفاظت کر شیطان اس کو نہ چالے اور وہ تجھ پر حکومت نہ کرنے لگے۔

پس سلیمانی گند بر تو مدام
پھر تجھ پر ہمیشہ حکمت کرے
آں سلیمانی ولا منسوخ نیست
اے دل وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے
دیو ہم وقتے سلیمانی گند
دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے
دست جُلباند چوست او ولیک
وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن
در بیان ایں حدیث معوی
اس بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن و اسلام
دیو، انگلی کے ذریعہ جُج والیام
در سر و سرت سلیمانی گندی ست
تیرے ہاتھ اور سر میں سلیمانی کرنے والا ہے
لیک ہر جولاہہ طلّس کے تیند
لیکن ہر جولاہہ طلّس کب بن سکتا ہے؟
در میان ہر دوشال فرقتے ست نیک
ان دونوں میں بہت فرق ہے
یک حکایت بشنوند مثنوی
مثنوی میں ایک حکایت سن لے

۱۔ سلیمانی گند یعنی تیری روح
تیرے اندر ہے اگر تو اس کی اصلاح
کر لے گا وہ سلیمانی کرنے کی۔ دیو
مزدخ کی مثال اس دیو کی ہے
جس نے حضرت سلیمان کی انگلی چڑھا
کر اس کے ذریعہ حکومت شروع کر
دی تھی۔

۲۔ دست جُلباند۔ معمولی جولاہہ
طلّس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا
ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت
فرق ہے یہی حال جُج کی اور مزدخ
کا ہے۔ یک حکایت۔ اس حکایت
میں دو دوزیوں کا ذکر ہے جن دونوں کا
نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق
تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ
سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں
دینے کا حکم دیا اس کے حسن نامی وزیر
کے سفارش کر کے اس ہزار اشرفیاں
دوائیں کرم۔ بخشش کرنے والا۔

۳۔ از جواب ایسے عمدہ شعر اور تجھ
جیسا انعام دینے والی نسبت سے
اس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ یعنی شاعر
کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے سخنوں
کا قصہ۔ فلسفہ۔ یعنی بخشش و عطا کا
فلسفہ۔ تاہم۔ یعنی بادشاہ کے
خزانے اس قدر تھے کہ یہ اس ہزار اس
کے بچے ہال کا دواں حصہ تھا۔
خانہ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و ثناء
سے بھر گیا۔ تخلص۔ جو یعنی شاعر
نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ
بادشاہ کو اس بڑے عطیہ پر کس نے
لحاظ دیا ہے۔

قصہ شاعر وصلہ دادن شاہ و مصاعف کردن آں صلہ را وزیر حسن نام
شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر، حسن نامی کا اس کو دگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ
ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے
شاہ مُکرم بُود فرمودش ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
پس وزیرش گفت کایں اندک بُود
وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے
از چو او شاعر و از تو بحر دست
اس سے شاعر کے لئے آپ جیسے غی سے
قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ
اس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سنایا
وہ ہزارش دلا و خلعت در خورش
اس کو پانچ ہزار اور اس کے غناب خلعت دی
پس گھص کرد کایں سعی کہ بُود
پس اس نے جمو کی کہ یہ کس کی کوشش تھی
برامید خلعت و اکرام و جاہ
خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر
از زر سُرخ و کرامات و نثار
اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا
وہ ہزارش ہدیہ دہ تا وا رَوَد
اس ہزار کا بدیمہ دیجئے تاکہ واپس ہو
وہ ہزارے کہ بگفتم اندک ست
میں نے جو اس ہزار کہے تھوڑے ہیں
تاہر آمد عشر خرمن از کفہ
یہاں تک کہ پچھلے ہال میں سے خرمن کا دواں حصہ نکال دیا
خانہ شکر و ثنا گشت آں سرش
اس کا دماغ شکر و ثناء کا گھر بن گیا
شاہ را اہلیت من کہ نمود
بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

ایس بگفتند لوگوں نے اس شاعر کو بتایا کہ فلاں وزیر جس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس نے یہ عطیہ دلایا ہے شعر دراز یعنی بڑا قصیدہ ہے زبانِ شہاد کی عطایا زبانِ حال سے شہاد کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ یہ قاعدہ خویش اس مرتبہ بھی شہاد نے ایک ہزار اشرفیاد دینے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ بدھ یک۔ یعنی وہاں حصہ بعد سالے اس شعر کے مصرع اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے غور۔ نادری گفت۔ اس شاعر نے سوچا کہ جس دہاد سے پہلے عطا حاصل ہوئی ہے وہاں ہی چلنا چاہیے۔

۳۔ معنی اللہ۔ یہاں سے مولانا نے ایک لاشیٰ مضمون شروع کر دیا سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تفسیق کی ہے اس میں کہا ہے کہ یہ اسم مشتق ہے اور لہ سے بنا ہے جو دراصل لڑ تھا جس کے معنی سرگشتہ ہونا اور کبریاہت ظاہر کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک اللہ الیہ تھا چلی باور دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے لام کو لام میں مدغم کر دیا ہے اور یا کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں اس کے سامنے متضرع زاری کرتی ہے دوسرے مصرع سیبویہ کا مقولہ ہے اس میں اللہ کی جہت سے ظاہر کی ہے گفت۔ سیبویہ نے کہا کہ ہم نے ضروریات میں اللہ سے متضرع وزاری کی اور ہماری ضروریات پوری ہوئی ہیں۔

پس ابگفتند فلان الدین وزیر لوگوں نے اس سے کہا فلاں الدین وزیر نے جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے در ثنائے او یکے شعر دراز اس نے اس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ و ہزار دنیا چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی امیر پر اور بادشاہ کا فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و گفتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا وزیرے نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ بقدر صلہ بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن سخت بسیارست و ما را خرجهاست و خزینہ خلیست تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت سے خرچہ پیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور

ومن اُورابده یک ایں راضی کنم
میں اس کو بھی حصہ پہنچائی کر لوں گا

بعد سالے چند بہر رزق و گشت چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے گفت وقت فقر و تنگی و دوست اس نے سوچا دونوں ہاتھ کی تنگی اور فقر کے وقت در گہے را کار موم از کرم جس دہاد کو کرم میں میں آنا چکا ہوں معنی ۳۔ اللہ گفت آل سیبویہ سیبویہ نے اللہ کی معنی بتائے ہیں گفت الہنا فی حوائجنا الیک اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوئے

شاعر از فقر و عوز محتاج گشت شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا جستجوئے آزمودہ بہترست آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے حاجت تو را ہماں جانب برم نی ضرورت کو وہیں لے جاؤں یُولَهُونَ فِي الْحَوَائِجِ هُمْ لَدَيْهِ وہ ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں وَ التَّمَسُّنَا وَ جَلَدْنَا هَالَيْكَ ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پلایا

۱۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں مخلوق
مصیبت میں اس اللہ کی طرف رجوع
کرتی ہے۔ دیان۔ بدلہ دینے والا۔
قلیوے۔ آفت۔ گدب۔ بھیک۔
گرنیدندے۔ اگر عقلمندوں کی
ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوتی
ہوتی تو کیوں اس کی طرف رجوع
کرتے بلکہ صرف عقلمند انسان ہی
نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات
اسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔

۲۔ جملہ موجدانہ عقلمند انسانوں کے
علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے
جان کائنات بھی اسی اللہ سے سرایا
حاصل کرتی ہے۔ حید۔ شیر۔ مایہ
زوباند۔ غریبیکہ جملہ کائنات اسی
سے پروا اندوز ہے۔ آسمان۔ آسمان
اپنے جوں میں اسی سے مستفید
ہے۔ مطوی قرآن پاک میں ہے
وَالْمُتَوَكِّلُونَ مَطْوَیَاتُ یَسْمُوْنَ اور
آسمان لئے ہوئے ہیں اس اللہ کے
دائے ہاتھ میں۔ دوست۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ملا رہا ہے۔ جالیہ۔ جو کائنات
آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔
یمین۔ حدیث میں آیا ہے کُنَّا
یَنْتَظِرُ رَبَّنَا یُخْرِجُ مِنَّا سَبَّحَ
دُؤُنَ ہَاتھ دایں ہیں انسان کا یلیاں
ہاتھ کمر ہوتا ہے۔

۳۔ وہیں زمین۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین کو پانی پر قائم کیا ہے۔ جملہ گلاں۔
دوسرے جو بخشش کرتے ہیں وہ بھی
خدا کے عطا کردہ مال میں سے بخشے
ہیں تو ان کا دینا بھی وہی اللہ کا دینا
ہے۔ دلاں۔ یہ صفت بندوں میں خدا
کی صفت کا مظہر ہے۔ عزت۔ شہائی
حکماء نے تلوین۔ فسحیو اور ضروریات
میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کر لی
صبر کے ساتھ نمازوں میں اس دعا
کو دعا پڑھا ہو جائے گا۔

جملہ نالاں پیش آں دیان فرد
سب اس بیکہ حاکم کے سامنے روتے ہیں
بر بخیلے عاجزے گدیہ تند
کہ عاجز، بخیل سے بھیک مانگے
عاقلاں جاں کے کشیدندیش پیش
عقلمند کب اس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟
جملہ پزندگاں بر او جہا
بلندیوں پر تمام پرندے

ذوق و شوق راہیاں اندر عیاں
اس کے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں
اژدہائے زفت مورد و مارنیر
مٹا اژدہا چیتنی اور سانپ بھی
مایہ زو یاند ہم دے ہم بہار
اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خزاں بھی بہار بھی
کہ فرومگذازم اے حق یک زماں
کہ اے خدا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ

جملہ مطوی یمین آں دو دست
سب چیزیں ان دونوں دائیں ہاتھوں میں لپی ہوئی ہیں
اے کہ براہم تو کردتی سوار
اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے
دا دن حاجت اژد آموختند
ضرورت پوری کرتا اس سے سیکھا ہے
استعینوا منہ صبرا و الصلاۃ
کہ اس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

صد ہزاراں عاقل اندر وقت درد
لاکھوں عقلمند مد کے وقت
چچ دیوانہ قلیوے اس گند
کئی آفت، دیوانہ یہ کرتا ہے
گرنیدندے ہزاراں بار پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے
بلکہ جملہ مایاں وہ موجدانہ
بلکہ موجوں میں عام مچھلیاں
بلکہ جملہ موجدانہ موجدانہ بازی گناں
بلکہ کھیتی ہوئی تمام مومیں
پیل و گرگ وحید و اشکار نیز
ہاگی اور بھیڑیا اور شیر اور شکار بھی
بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگریں بھی
ہر دُش لبہ گندائیں آسمان
یہ آسمان ہر وقت اس کی خوشامد کرتا ہے
استن من عصمت و حفظ تو است
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے
وین زمین گوید کہ دارم برقرار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے یہ قرار رکھ
جملہ گلاں کیسے از و بر دو ختمند
سب نے تھمئی اسی سے ہی ہے
ہر نبی ازوئے بر آوردہ برات
ہر نبی نے اسی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے



۱۔ آب اللہ تعالیٰ عطا کا مسند ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ وہ بخوابی دوسروں کی عطا بھی حاصل اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ ان میں سخاوت کا مادہ اسی نے رکھا ہے معرض۔ جب وہ منکروں کو بھی نوازتا ہے تو عبادت گزاروں کو کیوں نہ نوازے گا۔ سولہ خیال۔ بہند گرو۔ شاعر شعر پیش کر کے انعام چاہتا ہے۔ محض۔ نئی دلوں کے لئے دہیہ لے ہوئے شاعروں کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام دیں۔

۲۔ پیش شاہ۔ جو لوگ ان کے نزدیک ایک شعر دشمنیں کہتے ہیں ان کے بیکروں ٹھروں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے خاصہ خصوصاً اس شاعر کے اشعار جو نئے عہد مضامین شعر میں کہے آئی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ روٹی کی فکر کرتا ہے جب اس سے مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب بنتا ہے۔ سوئی۔ پیٹ کے لئے جائز و ناجائز سوچنے لگتا ہے۔

۳۔ تاکہ اس کی خواہش ہے کہ شہداء اس کے حسب و نسب کی مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر مدح و اشعار پڑھیں۔ ہجو غیر تاکہ اس کی شان و شوکت کی خوشبو میں پھل جائیں۔ خلق اللہ نے انسان کو اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شکر و حمد کا طالب ہے لہذا انسان میں یہ صفت ہے۔

ہیں از و خواہید نے از غیر او
خبردار! اسی سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز بخوابی از دیگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض را ز زر قاروں گند
جو عرض کرنے والے کو سونے سے قاروں بنا دیتا ہے
بار دیگر شاعر از سودلی داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیال سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
چسناں بلصد عطا و بود و پر
محسن بیکروں عطاؤں اور سخاوت اور احسان ہے
پیش امثال شعر ہے بل از صد تنگ شعر
ان کے نزدیک ایک شعر ان کے گو گھروں سے بہتر ہو جاتا ہے
آمی اوّل حریص نال بود
انسان پہلے روٹی کا حریص ہوتا ہے
سوئے کسب و نفع صدد حیل
کمائی کی جانب جھپٹے اور بیگزروں تدبیروں کی جانب
چوں بنار گشت مستغنی زناں
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہو گیا
تاکہ اصل و نسل او را بر دہند
تاکہ اس کی اصل و نسل کو وہ بھلا کر دیں
تاکہ کزو فرو زر بخشی او
تاکہ اس کی شان و شوکت اور سخاوت
خلق مابہ صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہے

آب دریم جو مجو در خشک جو
پانی مسند میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش نہ کر
بر کف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی پھیلی پر سخاوت وہی رکھے گا
رؤبد و آری بطاعت چوں گند
اسی کی طرف رخ کر دھڑا رہی کہ ماتھ کیا کرے گا؟
رو بسوئے آل شہ حسن نہاد
اس حسن باشہ کی جانب رخ کیا
پیش تحسن آردو بہند گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گروئی رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعران را منظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے منتظر رہتے ہیں
خلصہ شاعر کو گہر آرزو قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گہرائی سے موتی نکال کر لاتا ہے
زانکہ قوت نال ستون جاں بود
کیونکہ روٹی کی بھڑی جان کا ستون ہے
جاں نہادہ بر کف از حرص وائل
لاالچ اور امید سے پھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے
عاشق نام ست و مدح شاعران
تو نام آدمی اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے
در بیان فضل او منبر نہند
اس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر نہیں
ہجو عنبر بود ہر در گفتگو
بات چیت میں عنبر کی طرح خوشبو مہکائے
وصف ما از وصف او گیر و سبق
ہمارے توصف اس کے توصف سے سبق لیتے ہیں

چونکہ آلِ خَلّاق شکر و حمد جوست
چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے
خاصہ ہر حق کہ فضل ست جست
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں جست ہے
وَر نہاشد اہل زان بادِ دورغ
اور اگر اہل نہ ہوئے اس جھوٹی ہوا سے
ایں مثل از خود تلفتم اے رفیق
اسعدت یہ مثل میں نے بائیں طرف نہیں کہی ہے
ایں پیغمبر گفت چوں بشنید قدح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انہوں نے اعتراض نہ کیا
رفت شاعر سُوئے آلِ شاہ و بیرو
شاعر اس بادشاہ کی جانب چلا اور لے گیا
مُحسناں ۲ مُردند و احسانہا بماند
احسان کرنے والے مر جاتے ہیں اور احسان زندہ رہتے ہیں
ظالماں مُردند و مانداں ظلمہا
ظالم مر گئے اور وہ مظلوم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خُشک آں را کہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے
مُرد حُسن لیک احشائش مُرد
احسان کرنے والا مرا لیکن اس کا احسان نہ مرا
نام ۳ نیک اُو فَعْل نیک داں
اس کی نیکیاں نیک کام سے سمجھ
وائے آنکو مُرد و عصیائش مُرد
اس پر افسوس ہے جو مر گیا اور اس کا گناہ نہ مرا
ایں رہا گن زانکہ شاعر برگذر
اس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر

آدی را مدح جوئی نیز خوست
تعریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پُرشود زان باد چوں خیک درست
صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست کے گیر و فروغ
پھنسا ہوا مشکیزہ ہے وہ کب بھار حاصل کرے گا؟
سُرسری مَشو چو اہلی و مُفقیق
اگر تو ہوشمند اور اہل ہے اس کی سرسری نہ سن
کہ چرا فربہ شود احمد بمدح
کہ احمد تعریف سے موملے کیوں ہوئے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کاں مُرد
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ احسان نہ مرا تھا
لے خشک آترا کہ ایں مرکب براند
قابلِ مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواہی چلائی
وائے جانے گو گند مکرو دغا
اس جان پر افسوس ہے جو مکرو اور دغا کرے
شد ز دنیا ماندا زو فَعْل نیکو
جو دنیا سے گیا اور اس کا نیک کام باقی رہا
نزد یزدان دین و احساں نیست خرد
اللہ کے نزدیک دین اور احسان معمولی چیز نہیں ہے
پس مُرد دست اُو یقین بنگر میاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے اچھی طرح غور کر لے
تانہ پنداری بمرگ اُو جاں بیرو
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جاں بچالے گیا
وام دارست و قوی محتاج زَر
مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

۱ خاص یعنی اہل اللہ جب اپنی
تعریف سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ
ان کے مدح میں کر سیدھے بات پر
گند ہے ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی
ہے خیک درست اگر درست
مشک میں چھونک بھر دو وہ پھول جالی
گی۔ بادِ دورغ اگر غیر واقعی تعریف
ہو تو اس کی مثال یہ ہے کہ چھٹی ہوئی
مشک میں چھونک بھری جائے
مفقیق۔ ہوشندہ ایں پیغمبر گفت اس
مفہوم کی کوئی حدیث کتابوں میں
وجہیاب نہیں ہوئی غیر و احساں اور
عمل خیرہ نہیں ہوتا ہے۔
۲ مُحسناں۔ محسن مر جاتا ہے لیکن
اس کا احسان زندہ رہتا ہے
ظالماں۔ اسی طرح ظلم زندہ رہتا ہے
اور ظالم مر جاتا ہے۔ گفت۔ ان الفاظ
کی کوئی حدیث کتب حدیث میں
نہیں ہے البتہ ایک حدیث ہے اذ
مات الانسان فقطع عنه عمله الا
من ثلثه من خلقه جلاۃ او علم
یقطع بہ او وکذا صالح یدفعو لہ۔
جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل
منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں
صدقہ جاریہ علم جس سے نفع حاصل
کیا جائے اور نیک اولاد جس کو اس
کے لئے دعا کرے۔
۳ نیک نام۔ نیک نامی بھی ایک
نہ مرنے والا عمل ہے۔ وائے۔ وہ
انسان بد بخت ہے جو مر گیا اور اپنے
پیچھے ایسے بادل چھوڑ گیا جو نہ مرنے
والے میں اس شخص کے مرنے سے
اس کی جان نہ چھوٹے گی بلکہ اس بد
عمل کی وجہ سے اس کے گناہوں میں
اضافہ ہوتا رہے گا۔ ایں راکن۔ اب
ایں ذکر کو ختم کر کے شاعری کی بات کی
تھیں کرو۔

بر اُمید بخشش و احسان پارا
گزشتہ سہل کی بخشش اور احسان کی امید پر
بر اُمید و بُوئے اِکرام نخست
پہلے جسے اِکرام کی امید اور آرزو پر
چوں چنیں بد عادت آں شہر پار
کیونکہ اس بادشاہ کی بھی عادت تھی
بر بُراق عزیز دُنیا رفتہ بُود
عزت کے براق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
گشتہ لیکن سخت بے رحم و خسیس
بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کمینہ تھا
شاعر نے رائیوڈ اس بخشش سرا
ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
مرد شاعر را خوش و راضی کنم
شاعر کو خوش اور راضی کر لوں گا
وہ ہزارے زیں دلاور بردہ است
اس طاہر بادشاہ سے وہ ہزار لے گیا ہے
بعد سلطانی گدانا چوں کند
شاہی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟
تا شود زار و زوار از انتظار
تاکہ وہ انتظار سے تپنے لگے اور لاغر ہو جائے
در زباید ہچو گل برگ از چمن
جن سے پھول کی پتیوں کی طرح لے جائے گا
گر تقاضا گرود ہم آتشیں
خود تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو
فرم گرود چوں بے بیند او مرا
جب مجھے دیہ لے کر نرم پڑ جائے گا

بُود شاعر شعر سُوئے شہر یار
شاعر، شعر بادشاہ کے پاس لے گیا
ناز میں شعرے پر از درِ درست
بزرگ اشعد عہد موتیوں سے پر
شاہ ہم بر خوبی خود گفتش ہزار
بادشاہ نے بھی اپنی صلت کے سلطان اس کے لئے ایک ہزار کا حکم کیا
لیک ایں بار آں وزیر پُرز بُود
لیکن اس بار وہ سخاو سے پر وزیر
بر مقام او وزیر نورئیں
اس کی جگہ پر نیا وزیر حاکم
گفت اے شہ خرچہا داریم ما
کہا کہ بادشاہ ہمیں بہت سے اخراجات پیش ہیں
من سہ برقع عشر ایں مقنم
اس مقنم! میں اس کے چالیسوں حصہ پر
خلق گفتندش کہ او از پیش دست
لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ پہلے
بعد شکر کلاک خالی چوں کند
شکر کے بعد زہل چبانا کیسے گوارا کرے گا
گفت بن شام اُورا اند فشار
اس نے کہا میں، اس کو تنگی میں دباؤں گا
آنکہ سہ ار خاش و ہم از راہ من
تب اگر میں اس کو راستہ کی خاک بھی دوں گا
ایں بمن بگذار کا ستام دریں
یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استاد ہوں
از ثریا گر پرود تا ثریا
اگر وہ ثریا سے ثریا تک پہنچ کرے

۱۔ پار گذشتہ ناز میں۔ یعنی جو
قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ
تھا اس کے موتی جیسے الفاظ تھے
ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً
شاعروں کو ایک ہزار سترہیں انعام
میں دیا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب
شاعر آیا تو پرانا وزیر دینا سے باعزت
رضعت ہو چکا تھا۔ بر مقام اُوراس
کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے
رحم اور کمینہ نہ تھا۔ گفت۔ اس اور سے
وزیر نے بادشاہ سے کہا ہمیں خود
اخراجات پیش ہیں ایک شاعر کو اس
قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔
ع۔ من سہ برقع عشر۔ اس وزیر نے
کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسوں
حصہ پر شاعر کو بھی کر لوں گا۔ خلق۔
لوگوں نے اس وزیر سے کہا۔ بعد
شکر یعنی شکر کھانے کے بعد زہل کو
کیسے چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے
لوگوں سے کہا میں اس کو اتنا انتظار
کراؤں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہو
جائے گا۔
س۔ آنکہ۔ جب وہ انتظار میں
پریشان ہو گا تو معمولی انعام کو بھی
قیمت سمجھے گا۔ ایں من۔ وزیر نے
بادشاہ سے کہلیہ معاملہ میرے بارے پر چھوڑ
دیتے ہیں ایسے کاموں میں استاد
ہوں تقاضہ کرنے والا خواہ کہ ہزاروں ہو
میں اس کو خشن کر دیتا ہوں۔ او ثریا۔
خود اس کی دوزخوں تک پہنچے ہی ہو مجھے
دیکھ کر نرم پڑ جائے گا اور راضی ہو
جائے گا۔

گفت سلطان شہر فرماں تراست
لیک شادش گن کہ نیکو گئی ماست

بادشاہ نے اس سے کہا جا تجھے اقتدار ہے
لیکن اس کو خوش کر دینا بھلا کیوں کہ غلام ہے
گفت اورا و دو صد چوں او گدا
تو لے شہا میرے اوپر چھوڑ دے اور مطمئن ہو جا

پس گفتند صاحب اندر انتظار
شد زمستان و دے و آمد بہار
پھر اس کو وزیر نے انتظار میں جلا کر دیا
جاڑا اور موسم خزاں ختم ہوا اور موسم بہار آ گیا

شاعرش چند آنکہ حاجت می نمود
صاحبش در وعدہ حیلہ می فرود
شاعر جتنی بھی اس کے سامنے ضرورت پیش کرتا
صاحب اور تدبیر سے بہت عاجز آ گیا

شاعر ۲ اندر انتظارش پیر شد
اس کے انتظار میں شاعر بوڑھا ہو گیا
گفت اگر زر نہ کہ دشنام دی
تارہد جانم ، خرا باشم رہی

اس نے کہا اگر سنا نہیں تو مجھے گالی ہی دیے
تا کہ میری جان چھوٹے میں تیرا غلام بن جاؤں گا
انتظارم گشت بارے گوبرو
تارہد ایں جان مسکین از گرو

مجھے انتظار نے مالا مال اب کہہ دے کہ چلا جا
تا کہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے
بعد از انش داد ربع عشر آں
ماند شاعر اندر اندیشہ گراں

اس کے بعد اس نے اس کا چالیسواں حصہ دیا
شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا
کا پنجاں ۳ نقد و چٹاں بسیار بود
ایں کہ دیر اشگفت دستہ خار بود

کہ وہ ایسا نقد اور اتنا زیادہ تھا
یہ جو دیر میں کھلا کانٹوں کا مٹھا تھا
پس بگفتندش کہ آں دستور راو
رفت از دنیا خدا مزدش دہلا

لوگوں نے اس سے کہا وہ عقلمند وزیر
دنیا سے چلا گیا خدا اس کو اجر دے
کہ مصاعف زوہمی شد آں عطا
کم ہی افتاد در بخشش خطا

کہ اس کی وجہ سے عطا ہو گئی ہو جاتی تھی
عطا کے معاملہ میں اس سے غلطی نہ ہوتی تھی
ایں زماں اور رفت و احساں را برود
او بمراد الحق ولے احساں نمرود

اب وہ چلا یا اور احسان کو بھی لے گیا
وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں مرا
رفت از ما صاحب را دو رشید
صاحب سلخاں در ویشال رسید

ہم سے ملتا اور کو کا وزیر رخصت ہو گیا
فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

۱۔ گفت سلطان شہر فرماں تراست
سے کہا تجھے اقتدار ہے جو چاہے کر
لیکن اس کو خوش کر دینا گفت اورا
وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اس جیسے
لاکھوں سے مت لال گا یہ معاملہ
میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس
گفتند شہر فرماں نے انعام دینے میں
بال منہل شروع کر دی اور موسم بر موسم
گزرنے لگے شاعر جس قدر بھی
اپنی ضروریات ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی
میں اضافہ کر دیتا۔

۲۔ شاعر۔ شاعر وعدہ کے ایفاء کے
انتظار میں بوڑھا ہو گیا اور وزیر کی مکار
سے عاجز آ گیا۔ گفت۔ شاعر نے
وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دے
دیتا تا کہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکر
گزار ہوں گا۔ انتظار۔ شاعر نے
وزیر سے کہل ربع عشر۔ چالیسواں
یعنی پچیس اشرفیاں۔

۳۔ کا پنجاں۔ یعنی پہلے فورا اور
بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا مٹھا۔
آں دستور۔ پہلا احسان نائی وزیر۔
مصاعف۔ ڈونگنا۔ ایں زماں۔ یعنی
پہلا وزیر حسن اگر چہ مر گیا لیکن اس
کے احسانات زندہ ہیں۔ سلخاں۔ کھال
کھینچنے والا۔

تا نگیرا باتو اس صاحب ستیز
تا کہ یہ بھڑلو تھے گرفت میں نہ لے لے

بستدیم اے بے خبر از جہد ہا
ماہل کی ہے اے کوششوں سے بے خبر

از کجا آمد بگوئید اس عواں
بتاؤ یہ سپاہی کہاں سے آیا ہے؟

قوم گفتندش کہ نامش ہم حسن
لوگوں نے کہا اس کا نام بھی حسن ہے

چوں یکے آمد دروغ اے رب دیں
ایک کیسے ہوا؟ اے دین کے رب انہوں نے

صد وزیر و صاحب آمد جود جو
سو وزیر اور صاحب طالب بخشش تھے

می تو اں بافید اے جاصد رسن
اے جان! سو رسیاں غنی جائیں

شاہ و ملکش را ابد رسوا کند
وہ ہمیشہ شاہ اور اس کی سلطنت کو رسوا کرتا ہے

روگیر اس را وزیر بخت گریز
جلیہ لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا

بلصد حیلست ازواں ہدیہ را
ہم نے بیٹکڑوں تدبیروں سے یہ پیشکش

رو بدیشال کرد و گفت اے مشفق
اس نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا اے مشفق!

چیت نام اس وزیر جامہ گن
اس کپڑے اتارنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟

گفت یارب نام آن و نام اس
اس نے کہا اے خدا اس کا نام اور اس کا نام

آں حسن نامی کہ از یک کلک او
وہ حسن نام والا کہ اس کے ایک قلم کی جنبش سے

اس حسن کز ریش زشت اس حسن
یہ حسن کہ اس حسن کی بدنامی دلائی سے

بر چنین صاحب چوشہ اصفا کند
اپنے وزیر کی بات پر جب بادشاہ کان دھرتا ہے

ماستن بدرای اس وزیر دون در فساد مروت شاہ بوزیر فرعون یعنی
اس کمینہ وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی

ہلمان در فساد قابلیت فرعون چند موسیٰ را علیہ السلام
ہلمان کے ساتھ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے فساد میں مشابہت

چو شنیدے اوز موسیٰ آں کلام
جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا

از خوشی آں کلام بے نظیر
اس بے نظیر کلام کی خوبی سے

مشورت کردے کہ کینش بود خو
وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کمینہ پن تھی

چند آں فرعون می شد نرم و رام
بہت سی مرتبہ فرعون نرم اور مطیع بنا

آں کلامے کہ بدادے سنگ شیر
وہ کلام کہ پتھر لودھ دے دیتا

چوں بہالماں کہ وزیش بود او
جب ہلمان سے جو کہ اس کا وزیر تھا

۱۔ تا نگیر یعنی یہ عطا کر چلا جا
ورنہ کوئی الزام رکھ کر بھی جھین لے
گا۔ بلکہ وزیر سے متعلق لوگوں نے یہ
بھی کہا کہ تجھے تو خبر نہیں ہم نے اتنا
بھی تجھے بہت کوششوں سے دھویا
ہے۔ زور یعنی شاعر نے ان لوگوں
سے کہا کہ یہ وزیر نہیں بلکہ ظلم پیش
سپاہی ہے یہ کہاں سے آیا ہے۔ جامہ
گن۔ کپڑے کا تار لینے والا۔ گفت۔
شاعر نے جب یہ سنا کہ اس وزیر کا نام
بھی حسن ہے تو اس نے انہوں کا
اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر اور ایسے
برے وزیر کا نام کس کاں ہو۔

۲۔ آں حسن۔ پہلا وزیر جس کا نام
حسن تھا اس کے قلم سے تو سخاوت
ہوتی تھی اور یہ حسن اس قائل ہے کہ
اس کی داڑھی سے رسیاں بنائی
جائیں۔ بر چنین۔ لیا بد فطرت وزیر
شاہ اور سلطنت کے لئے رسولی کا
باعث ہے۔ ماستن۔ شاہ کا یہ دھرا
وزیر ایسی ہی تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر
ہلمان۔

۳۔ چند فرعون کی بد حضرت
موسیٰ کی گفتگو سے نرم ہو گیا تھا لیکن
اس کا وزیر پھر اس کو حضرت موسیٰ کے
بد مقابل کر دیتا تھا۔ سنگ شیر۔ یعنی
حضرت موسیٰ کا کلام ایسا پتھر تھا کہ
اس کو سن کر پتھر سے بھی لودھ نکل
جاتا۔ کینش۔ ہلمان کی طبیعت بہت
کمینہ تھی۔

ما نعرش گشتے مُدام آں سخت جاں

وہ سخت جاں ہمیشہ اس کے لئے مانع بنا

بندہ گردی ژندہ پوشے را بر یو

مگر سے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے

آں سخن بر شیشہ خانہ او زدے

یہ بات ' اور اس کے شیش محل پر لگتی

ساختے در یک دم او کردے خراب

بناتے وہ ایک دم میں اس کو برباد کر دیتا

در وجودت رہزن راہ خداست

تیرے وجود میں راہ خدا کا ڈاکو ہے

آں سخن را او بفن طرح نہد

وہ اس بات کو چالاکی سے ٹال دیتی ہے

نیست چنداں باخود آشید امشو

یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آدیوانہ نہ بن

جائے ہر دو دوزخ پر کیس بُود

دونوں کا مقام غضبناک دوزخ ہے

باشد اندر کار چوں آصف وزیر

دونوں مقام غضبناک دوزخ ہے

نام او نور علی نور ایں بُود

تو اس کا نام نور علی نور ہو

نور بر نورست عمبر بر عمبر

نور بالائے نور ' عمبر پر عمبر ہے

ہر دورانہ بُود زبد نخستی گزیر

تو دونوں کے لئے بدختی کے سوا چارہ نہیں ہے

نے خرد یار دنہ دولت روزِ عرض

قیامت کے روز نہ عقل یار ہو گی نہ دولت

چوں اہل مال مشورت کر دے دران

جب وہ اس میں ہلان سے مشورہ کرتا

پس بگفتے تا کنوں بُودی خدیو

وہ کہتا کہ آپ اب تک شاہ مصر تھے

بھجو سنگ منجیتے آمدے

گھوٹن کے پتھر کی طرح آتی

ہر چہ صد روز آں کلیم خوش خطاب

وہ خوش کلام کلیم اللہ جو سو دن میں

عقل ۲ تو مغلوب دستور ہو است

تیری عقل خوش نفسانی کے ذریعے مغلوب ہے

ناصحے رہائے پندت دہد

کئی اللہ ولا نصحت کرنے والا تجھے نصیحت کرتا ہے

کایں نہ رہ جالیست ہیں از جا مشو

کہ یہ بات باموقع نہیں ہے خبردار جگہ سے نہ ہل

ولے آں شہ کہ وزیرش ایں بُود

اس بادشاہ پر انھوں ہے جس کا ایسا وزیر ہو

شاد آں شاہے کہ اورا دستگیر

وہ بادشاہ قابل مبارکباد ہے کہ اس کا ایسا وزیر ہو

شاہ ۳ عادل چوں قرین او شود

منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو

چوں سلیمان شاہ و چوں آصف وزیر

سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر

شاہ فرعون و چوہا ماش وزیر

شاہ فرعون ہو اور ہلان جیسا اس کا وزیر

پس بُود ظلمات بعضے فوق بعض

تاریکیاں ہوں گی تہہ بہ تہہ

۱۔ چوں فرعون جب ہلان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے روک دیتا پس بگفتے۔ ہلان فرعون کو بھڑکانے کے لئے کہتا کہ اب تک تو آپ شاہ مصر ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائے گے۔ خدیو مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ زندہ پوشے یعنی حضرت موسیٰ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ۔

۲۔ عقل۔ اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہلان سے مغلوب تھا۔ اویشن۔ یعنی خواہش نفسانی مہکلی سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے کایں۔ ہوائے نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ یہ بات باطل نہیں ہے اس پر فریضہ نہ ہو۔ ولے اس شاہ پر انھوں ہے کہ جس کا وزیر ہلان جیسا ہو ان دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ شاد۔ وہ شاہ قابل مبارکباد ہے جس کا صف جیسا وزیر شیر کا رہو۔

۳۔ شاہ عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔ چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان۔ اور ان کا وزیر آصف نور بالائے نور کا مصداق تھے۔ شاہ فرعون۔ شاہ فرعون اور وزیر ہلان تو بدختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس۔ ایسے شاہ کے لئے قیامت میں تار کی بالائے تار کی ہو گی نہ وہاں عقل کا آئے گی نہ دولت۔

گر تو ایدیتی رساں از من سلام
اگر تو نے دیکھا ہے تو ان کو میرا سلام پہنچا دے
عقل فاسد روح را آرد بہ نقل
خواب عقل روح کو نکل دیتی ہے
سحر آموز دو صد طاغوت شد
دو سو شطانوں کو جادو سکھانے والا ہو جاتا ہے
عقل کل راساں اے سلطان وزیر
اے شاہ! عقل کل کو اپنا وزیر بنا
کہ بر آید جان پاکت از نماز
کیونکہ تیری پاک جان عبادت سے خارج ہو جائے گی
عقل را اندیشہ یوم لدیس بود
عقل کو قیامت کی فکر ہوتی ہے
بہر آں گل می گشد اوج رخ خار
وہں پھل کے لئے کانٹے کی تکلیف بڑھاتے کرتے ہیں
باد ہر خطوم آخشم دور ازال
خدا کرے نہ سگھ سکے والے کی ناک اس سے دور ہے
یار باش و مشورت گن اے پدر
دوست بن جا، اے باوا! مشورہ کر لے
پائے خود بر اوج گرد و نہانمی
اپنا پاؤں آسمانوں کی بلند پر رکھے گا

من ندیدم جو شقاوت در لحم
میں نے کینوں میں سوائے بخنکی کے کچھ نہ دیکھا
ہمچو جال باشد شہ و صاحب چو عقل
شاہ بمنزلہ جان کے کہ وزیر عقل جیسا ہوتا ہے
آں فرشتہ عقل چوں ہاروت شد
عقل کا فرشتہ جب ہاروت بن جاتا ہے
عقل مجروری را وزیر خود مگیر
باقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا
مر ہوا را تو وزیر خود مساز
تو ہوا (دھوں) کو اپنا وزیر نہ بنا
کایں ہوا پر حرص و حالی میں بود
کیونکہ یہ خواہش حرص بھری ہوئی ہو جو کوئی کھینچنے والا ہوتی ہے
عقل ۲ را دو دیدہ دریا یان کار
عقل کی دھوں آکھیں انجام کار پر ہوتی ہے
کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزان
کیونکہ وہ خزان میں نہ شکستہ ہوتا ہے نہ بھرتا ہے
ورچہ عقلت ہست با عقل دگر
اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن دھری عقل کا
باد و عقل از بس بلا ہوا رہی
تو وہ عقلیوں کے زریعہ بہت سی بلاؤں سے نجات پالے گا

۱۔ اگر تو اگر کینوں میں تجھے کوئی
سعادت نظر آئے تو اس سے میرا سلام
کہہ دے۔ ہمچو جال۔ شاہ بمنزلہ
وزیر بمنزلہ عقل کے ہے اگر عقل
خواب ہو جائے تو روح پانی نہیں رہتی
ہے عقل۔ عقل جو بمنزلہ فرشتہ ہے
اگر وہ ہاروتی فطرت اختیار کر لے تو
اس کے کانٹے سے خواب ہوتے ہیں۔
طاغوت۔ ہر وہ طاغوت جو اللہ سے
سرکشی کرے عقل مجروری۔ عام
انسانی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو ہوا
وہوں سے آزاد ہو۔ ہول انسان کی
خواہش فطرتی حریص ہوتی ہے اور
حالی یعنی نیاوی معاملات کی فکر کرتی
ہے عقل آخرت کے معاملہ کو سمجھتی
ہے
۲۔ عقل در عقل کی دو آکھیں
انجام پر نظر کرتی ہیں۔ گل۔ یعنی
آخرت۔ خار۔ یعنی دنیاوی
مصائب۔ کہ وہ پھول نہ بھرتا ہے
نہ بھرتا ہے آخشم۔ وہ انسان جس
میں کوئی نقص کی قوت نہ ہو۔ وہ چاہے خواہ
انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقل
کامل کو ضرور شریک مشورہ کرے۔ باو
عقل۔ خواہ انسان کی عقل یا عقل کامل
دھوں بل کر مصائب سے نجات
دلائے گی۔
۳۔ شستن۔ یہ قصہ کہ حضرت نامی
دیو نے حضرت سلیمان کی انگشتی
چالی تھی اور خود حضرت سلیمان کی جگہ
بیٹھ گیا تھا متعین کے نزدیک شخص
انسان ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں
مولانا نے شخص تشبہ اس کو بیان فرمایا
ہے بہر حال مولانا نے بتانا چاہتے ہیں
کہ انسان کا دل بمنزلہ سلیمان کی
انگوٹھی کے ہے شیطان سے اس کی
حفاظت ضروری ہے۔

نشستن دیو بر مقام سلیمان و شبہ گردن او بکار ہائے سلیمان و فرق طاہر
حضرت سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمان کے کاموں کی نقل اتارنا
شدن میل دیو و سلیمان و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن
اور دیو اور حضرت سلیمان میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنے نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا



دیو اگر خود را سلیمان نام کرد
دیو نے اپنا نام سلیمان رکھ لیا
صورت کار سلیمان دیدہ بود
اس نے حضرت سلیمان کے کام کا ظاہر دیکھا تھا
خلق گفتند این سلیمان بصفات
لوگوں نے کہا یہ سلیمان بے نور ہے
او چو بیدار است این بچو و سن
وہ بیداری کی طرح، یہ نیند کی طرح ہے
دیو میگفت کہ حق بر شکل من
دیو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری صورت پر
دیو را حق صورت من داده است
اللہ تعالیٰ نے دیو کو میری صورت دیدی ہے
گر پدید آید بدعویٰ زینہار
اگر وہ دعوے کے ساتھ نمودار ہو، ہرگز
دیو شال از مکر می گفتے ولیک
دیو مکاری سے ان سے کہتا تھا، لیکن
نیست بازی با متمیز خلصہ او
وہ کاتیز کر لینے والے کے ساتھ ممکن نہیں ہے خصوصاً وہ
چچ سحر و چچ تلخیص و دغل
تکلی جادو اور تکلی مکاری اور کئی فریب
پس ہمہ ہی گفتند با خورد در جواب
پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے
باز گونہ رفت خواہی پنچین
تو اسی طرح اٹا جائے گا
او اگر معزول گشتہ است و فقیر
وہ سلیمان اگرچہ معزول اور فقیر ہو گئے ہیں

ملک برد و مملکت را رام کرد
ملک نے اڑا اور سلطنت کو مسخر کر لیا
صورت اندر سر دیوی می نمود
شیطانی باطن میں صورت رخصا تھی
از سلیمان تا سلیمان فرقیہاست
سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں
پنچن کہ آں حسن تا ایں حسن
جیسا کہ اس حسن اور اس حسن میں
صورتے کروسخت خوش برا ہر من
شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے
تاہند از دشمار او بشست
تاکہ وہ تمہیں کند میں پھنسا لے
صورت اورا مدارید اعتبار
اس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا
می نمود آں عکس بر دلہائے نیک
اس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا
کہ بود تمیز و عقلش غیب گو
کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو بتا دے
می نہ بند پردہ بر ایل دُول
پردہ نہیں ڈال سکتا دولت دلوں پر
باز گونہ می روی اے کج خطاب
اے نیرنگی بات کرنے والے اتو اتنی چال چل رہا ہے
سوی دوزخ اسفل اندر سافلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نچلے میں
ہست در پیشانی بد منیر
ہست کی پیشانی میں چوہوں کا چاند ہے

۱۔ دیو۔ سحر۔ رام۔ فرہاتر اور
صورت۔ وہ دیو حضرت سلیمان کے
ظاہر کار سے واقف تھا حقیقت سے
واقف نہ تھا تو اس نے ظاہری کارکی
نقل اتارنی شروع کر دی لیکن ان
کاموں کا باطن شیطانی تھا۔ خلق۔
جب سحر نے سلیمان ہونے کا دعویٰ
کیا اور اپنا نام بھی سلیمان ظاہر کیا تو
لوگوں نے کہا کہ یہ سلیمان تو بے نور
ہے اور اس سلیمان اور ان دونوں بہت
فرق ہے اور ان دونوں میں ایسا ہی
فرق بتایا جیسا کہ پہلے ذکر حسن اور
دوسرے ذکر حسن میں فرق تھا۔
۲۔ دیو میگفتے۔ سحر کو جب شبہ ہوا
کہ لوگ مجھ سے بڑھ کر نور اصل
سلیمان کی تلاش میں ننگ جاں تو
ان کو بہکانے کے لئے کہتا تھا کہ اللہ
نے ایک شیطان بھی میری صورت پر
پیدا کیا ہے، مگر وہ آکر کچھ کام کر دیتا
ہے تو اس کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی نہ
کرتا۔ دیو۔ وہ سحر اس نے بے باطنی
کرتا تھا لیکن نیک لوگوں پر اس کی
اصلیت کا عکس پڑ رہا تھا۔ نیست
نیک لوگوں کے ساتھ مکر کرنا آسان
نہیں ہے۔ چچ جو لوگ آخرت کی
دولت کے مالک ہیں ان کے عقلوں
پر کوئی جادو مکاری اور فریب پردہ نہیں
ڈال سکتا۔
پس اس سحر کی تقریر پر چچ
نہیں کرتے اور کہتے کہ تیری سب
باتیں غلط ہیں اور تیری چال اتنی
بے باز گوئی تو دوزخ کے سب
سے نچلے طبقہ میں اٹا کرے گا۔
حضرت سلیمان اگرچہ اس وقت
سلطنت سے معزول ہیں اور گما ہیں
لیکن ان کی پیشانی میں نور نبوت
ہے۔

تو اگر انکشتی را بُردہ تو نے اُنر اگوشی اڑالی ہے
 دوزخی چوں ز مہریر افسردہ تو دوزخ ہے ز مہریر کی طرح غصہ ہوا ہے
 ملبوش و عارض و طاق و طرب ہم کرو فر اور لشکر اور شان و شوکت کی وجہ سے
 سر کجا کہ خود ہی نہ نہیم سُب سر کجا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے
 ور بغفلت مانہیم اُورا جبیں اگر ہم غفلت سے اس کے سامنے پیشانی رکھ دیں
 کہ منہ آں سر مَرایں سر زیر را کہ اس اندھے کے لئے سر نہ جھکا
 کردے من شرح آیں مَس جانفرا کہ دے من شرح آیں مَس جانفرا
 ہم قناعت گن تو پذیر ایں قدر میں اس کی پر لطف تفریح کرتا
 تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کر لے
 نام خود کردہ سُلیمانے نبی اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر
 در گذر از صورت و از نام خیز در گذر از صورت و از نام خیز
 صورت سے آگے بڑھ اور محض نام سے تدبیر دار ہو جا
 پس سپیرس از خلق و ز افعال او پس سپیرس از خلق و ز افعال او
 اس کے اخلاق اور افعال دریافت کر
 کار ہر کس نیست ہیں در کش زمام کار ہر کس نیست ہیں در کش زمام
 خبردار! یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے لگام کھینچ لے
 شد تمام المقصہ مسجد بے فتور شد تمام المقصہ مسجد بے فتور
 قصہ مختصر ہے عیب مسجد مکمل ہو گئی
 دوزخی چوں ز مہریر افسردہ تو دوزخ ہے ز مہریر کی طرح غصہ ہوا ہے
 سر کجا کہ خود ہی نہ نہیم سُب سر کجا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے
 نچہ مانع برآید از زمیں دکنے والا نچہ زمین سے برآمد ہو گا
 ہیں ممکن سجدہ مَرایں اُدیرا ہیں ممکن سجدہ مَرایں اُدیرا
 خبردار! اس بدبخت کے لئے سجدہ نہ کر
 گر نبودے غیرت و رشک خدا گر نبودے غیرت و رشک خدا
 اگر خدا کی غیرت اور رشک مانع نہ ہوتی
 تا بگویم شرح ایں وقت دگر تا بگویم شرح ایں وقت دگر
 جب تک کہ میں اس کی دوسرے وقت شرح کروں
 رُئی پوشی می کند بر ہر صبی ہر بچہ کے لئے اپنی روپوشی کر لیتا ہے
 از لقب وز نام در معنی گریز از لقب وز نام در معنی گریز
 لقب اور نام کی بجائے باطن کی طرف جا
 در میان خلق و فعل او را جُو در میان خلق و فعل او را جُو
 اخلاق اور افعال کے درمیان اس کو تلاش کر
 مسجد اقصیٰ بسازو گن تمام مسجد اقصیٰ تعمیر کر اور مکمل کر
 بد سلیمان زائر و مسجد مَرور بد سلیمان زائر و مسجد مَرور
 حضرت سلیمان زیارت کرنے والے اور مسجد زبیدہ گاہی

۱۔ تو اگر ان لوگوں نے دل میں
 یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے اگوشی چاکر
 حضرت سلیمان کے تخت پر فتنہ کر لیا
 ہے لیکن تو دوزخ کا زمہیری حصہ
 ہے۔ پوش۔ کفر۔ عارض۔ لشکر
 رشک۔ طاق۔ طرب۔ طاق۔ طرم ہی
 کی بدلی ہوئی صورت ہے شان و
 شوکت۔ سُب۔ سم۔ پاؤں۔ ور
 بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی
 کریں تو بھی نچہ ہمارے لئے مانع
 آتا ہے۔ سر زیر۔ اور نہ حال۔ ادیر۔

ادب۔ کمال ہے۔
 ۲۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تشریح
 کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو کیوں
 مواقع نہایت کرتا ہے اور ان کو ذلیل
 دینے میں کیا اسرار ہیں، غیرت
 خداوندی اس تشریح کے لئے مانع
 ہے۔ نام خود۔ شیطان اپنا چھانما کہ
 کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ صبی۔
 یعنی نا تجربہ کار۔ در گزر۔ انسان کو
 چاہیے کہ قطع صورت اور بڑے
 القاب سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ باطنی
 اوصاف کو دیکھے۔

۳۔ پس۔ انسان کو اس کے اخلاق
 اور اس کے کارناموں سے پہچان محض
 صورت اور نام سے دھوکہ نہ کھلا۔ کار
 ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شاہی
 ہر پدی کا کام نہیں ہے۔ در کش زمام۔
 یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجد اقصیٰ
 کی تعمیر کی بات کر۔ فتور۔ خرابی۔
 مَرور۔ جس کی زیارت کی جائے۔
 عقا قیر۔ عقار کی جمع ہے دلوں کی
 جزی لایاں۔

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصیٰ بعد از تمام شدن بجہت عبادت و
 مکمل ہو جائے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد اقصیٰ کی عبادت کے لئے اور عبادت گزاروں اور عبادت کرنے والوں
 ارشاد عابدان و معتقفاں و رستن عقا قیر در مسجد و با حضرت علیہ السلام سخن در آمدن
 کی رضائی کے لئے اور بنوں کا مسجد میں آنا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرنا

چوں سلیمان نبی شاہِ انام !
جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے
ہر صبح اُورِ وظیفہ ایں بدے
ہر صبح کو ان کا یہ معمول تھا
نو گیا ہے رُستہ دیدے اندر
اس میں نیا بنا اگا ہوا دیکھتے
تو چہ دارویٰ چہ نکت چہ است
تو کس مرض کی کیا دا ہے تیرا کیا نام ہے؟
پس گفتمے ہر گیا ہے فعل و نام
تو ہر بولی کام اور نام بتاتی
من مراں راز ہرم واں را شکر
میں اس کے لئے ہر اور اس کے لئے شکر ہوں
پس سلیمان با حکیمان زان گیا
پھر حضرت سلیمان طیبوں سے اس بولی کے
پس ۲ طیبیاں از سلیمان زان گیا
تو طیب حضرت سلیمان کی کچھ سال لائی کے بدلے میں
تا کتبہائے طبیی ساختند
یہاں تک کہ انہوں نے طب کی کتابیں تصیف کیں
ایں نجوم و طب و حی انبیاست
یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے
عقل سہزوی عقل استخراج نیست
تہ عقل ایجاد کرنے والی عقل نہیں ہے
قابل تعلیم و فہم ست ایں خرد
یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے
جملہ حرفہا یقین از وحی بود
یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام
مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے
کلمے در مسجد اقصیٰ شدے
کہ آتے ، مسجد اقصیٰ میں جاتے
پس گفتمے نام و نفع خود بگو
تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا
تو زیاں برکہ و نفع برکہ است
تو کس کے لئے مضر اور کس کے لئے نفع رسا ہے؟
کہ من آرا جانم و ایں را حمام
کہ میں اس کے لئے جان اور اس کے لئے موت ہوں
نام من انیسٹ بر لوحِ قدر
لوح محفوظ میں میرا یہ نام ہے
شرح کردے نفع و ضرر اے کیا
نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے
عالم و دانا شدند و مقتدا
عالم اور دانا اور مقتدا بنے
جسم را از رنج می پرداختند
بدن کو مرض سے نجات دلائی
عقل و حس را سوی بے سورہ کجاست
عقل و حس جس کے لئے لامکان کی جانب مائل کھلے؟
جو پذیرائے فن و محتاج نیست
ضرورت مندوں کو قبول کر لینے والا کچھ نہیں ہے
لیک صاحبِ وحی تعلیمش دہد
لیکن اس کو صاحبِ وحی تعلیم دیتا ہے
اول او لیک عقل آں را فرود
ان کی ابتدا لیکن عقل نے ان کو بڑھایا ہے

۱۔ انام مخلوق خلیفہ معمول ہو
گیا ہے یعنی حضرت سلیمان کو ملی تھی
بولی اکی بولی دیکھتے تو اس سے اس کا
نام اور نفع و نقصان دریافت کرتے
پس گفتمے۔ وہ جڑی بولی اپنا نام اور
اپنے افعال و خواہش حضرت سلیمان کو
بتا دیتی۔ لوح۔ حقی۔ قدر تقاضا و قدر
گیا۔ بولی۔

۲۔ پل۔ طیب حضرت سلیمان
سے اس بولی کے افعال و خواہش یکہ
لیتے تھے تا کتبہائے اس کے بعد
حق کی کتابیں تصیف ہوئیں۔ جسم را
جسمانی بدنوں کے علاج کرنے
لگے ایں نجوم۔ غرض کہ سب علوم کی
ابتدائی کے ذریعہ بولی ہے حدیث
شریف ہے ان یسین الانبیاء
کان یخط خطا فتن و لقی خط
خطہ صلیق و من لم یخط
کذب یعنی ایک نبی لکیر لکھتے تھے
جس سے اسندہ کے واقعات معلوم ہو
جاتے تھے پس جس مال اور حق اور
چم کی لکیر ان کی لکیر کے مطابق ہوئی
ہے وہ درست ہے اور جس کی مخالف
ہوئی ہے وہ غلط ہے

۳۔ عقل۔ جو وحی عام انسانی
عقل۔ استخراج۔ یعنی علم کا ایجاد
کرنے۔ قابل تعلیم۔ یعنی عام عقل
انسانی میں کھینے کی صلاحیت ہے اور
صاحبِ وحی اس کو سکھا دیتا ہے
لیک عقل۔ علماء اور فلاسفہ نے ان
علوم پر افسانے کئے ہیں۔

ہیچ احراف را بہیں کایں عقل ما تاند او آموختن بے اوستا
 دیکھا ہادی یہ عقل کوئی پیش کیا وہ بغیر استاد کے سیکھ سکتی ہے؟
 گرچہ اندر مکر موی اشگاف بد ہیچ پیشہ رام بے اُستاشد
 اگرچہ وہ عقل تدبیر میں بال کو چرنے والی تھی تکی پیشہ استاد کے بغیر قابو میں نہ آیا
 دانش پیشہ ازیں عقل ار بدے پیشہ بے اوستا حاصل شدے
 پیشہ کا علم اگر عقل سے ہوتا ہے تو پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن ۲ پیشہ گور گنی قاتیل از زارغ پیش از انکہ در عالم
 قاتل کا قبر کھودنے کا پیشہ کوئے سے سیکھنا اس سے پہلے کہ دنیا میں
 علم گور گنی بود
 قبر کھودنے کا علم ہوا

گندن گورے کہ مکر پیشہ بود کے ز فکر وحیلہ و اندیشہ بود
 قبر کھودنے کا جو معمولی پیشہ ہے کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا؟
 گر بدے ایں فہم مر قاتیل را کے نہادے بر سر او ہاتیل را
 اگر یہ سمجھ قاتل میں ہوتی تو وہ ہاتیل کی نقش کو سر پر کب رکھتا؟
 کہ کجا غائب گنم ایں کشتہ را ایں بخون و خاک در ہشتہ را
 کہ میں اس مقتول کو کہاں چھپاؤں؟ اس خون اور مٹی میں تھڑے ہوئے کو
 دید ۳ زانغے زانغے مردہ درد ہاں گر گرفتہ تیزی آمد پراں
 اس نے دیکھا کہ ایک کا مردہ کوئے کو منہ میں لے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
 از ہوا زیر آمد و شد او بفن در پے تعلیم اورا گور گن
 وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے فنا کو قبر کھودنے والا اس کو سکھانے کے لئے
 پس چننگال از زمین تلخیت گرد زود زانغے مردہ را در گور کرد
 پھر اس نے زمین سے پتھر کے ذریعہ مٹی کھودی جلدی سے مرے ہوئے کوئے کو قبر میں رکھ دیا
 فن کردش پس پو شیدش بخاک زانغ از الہام حق بد علمناک
 اس کو دفن کر دیا پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا کا اللہ تعالیٰ کے الہام سے عالم تھا
 گفت قاتیل آہ شہ بر عقل من کو بود زانغے زمن افزوں بفن
 قاتیل نے کہا آہ میری عقل پر انوس ہے کہ کا ہر میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

۱۔ ہیچ حرفت کوئی دستکاری بغیر استاد کے نہیں سیکھی جاسکتی۔ گرچہ عقل اگرچہ پوش گافیاں کرتی ہے لیکن بغیر استاد کے کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔ دانش پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر عقل عقل کی وجہ سے ہوا کرتا تو وہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا۔ ۲۔ آموختن۔ قاتیل نے قبر کھودنے کا پیشہ کوئے سے سیکھا۔ گور گنی۔ قبر کھودنے کے ز فکر۔ خود قاتیل کے غور و فکر سے اس کو حاصل نہ ہو سکا۔ قاتیل۔ حضرت آدم کا لڑکا جس نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا تھا۔ کے نہادے۔ قاتل کے بعد اس کی نقش سر پر لے پھر رہا تھا۔ ایں۔ یعنی ہاتیل۔ ۳۔ دید۔ اس قاتیل نے دیکھا کہ ایک مردہ کوئے کو لایا اور اس نے زمین کھود کر اس کو دفن کیا تو اس کوئے سے قاتیل کو قبر کھودنے کا ہنر آیا۔ گور گن۔ قبر کھودنے والا۔ چننگال۔ پتھر۔ علمناک۔ علم والا۔ عالم۔ شہ۔ قتل۔

عقل کل را گفت مازاغ البصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”تھو دیکھ نہیں“

عقل مازاغ ست نورِ خلصاں

”دراغ“ دل عقل خاصان خدا کا نور ہے

جاں کہ او دُنبالہ زاعاں پرد

وہ جان جو کون کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مردِ ندر پئے نفسِ چوزاغ

خود! کو جسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر روی رو دے عقلی دل

اگر لگا ہے تو دل کے عقا کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودی تو

تیرے خیال کی نئی کھاس ہر وقت

تو سلیمان وارِ دلِ او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ بائبات

کیونکہ اس پائیدار زمین کی مٹی کا حل

در زمین ۳ گرنے شکرِ درخود نیست

زمین میں خود گنا ہو خود نکل

پس زمینِ دل کہ نپتش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا بیٹا خیال تھا

گرخن گش پنہم اندرِ انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

درخن گش یاہم آں دم زنِ بزد

اگر میں اس وقت بزد کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقل جودی می کند ہر سو نظر

جودی عقل ہر جانب نظر دھڑاتی ہے

عقل زاغ اُستاد گورِ مُردگاں

کوہ کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاغ اُورا سُو گورِ ستاں برد

کو اس کو قبرستان کی جانب لے جائے گا

کو بگورِ ستاں برد نے سُو باغ

جو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی جانب

سُو قاف و مسجدِ اقصیٰ دل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کہ قاف کی جانب جا

می دد در مسجدِ اقصیٰ تو

تیری مسجد اقصیٰ میں آتی ہے

پے براز وے پلّی ردے برومنہ

اس سے پتہ لگا انکار کا قاف اس پر نہ رکھ

باز گوید با تو انواعِ نبات

بوٹیوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہہ دیں گی

ترجمانِ ہر زمینِ نبات و نیست

ہر زمین کی پیدل اور اس کی ترجمان ہے

فکرِ ہا اسرارِ دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیئے

صد ہزاراں گلِ برویم در چمن

چمن میں لاکھوں پھول اگا دوں

میگر یزد غلجہا از دل چو دزد

تو چھ کی طرح نکتے دل سے بھانکتے ہیں



اعقل کل انخصوی عقل کل

عقل قرآن میں آپ کے بارے میں

فرمایا گیا ہے مازاغ البصر و ما

طعنی یعنی انخصوی نگاہ نہ کی ہوگی نہ

اس نے سر کی کسی عقل جودی عام

انسانی عقل عقل مازاغ جو عقل

صحیح کا سر کی ہے وہ خاصان خدا کا نور

ہے جو ان کو عطا کر دیا گیا ہے عقل

زاغ کو کسی عقل قاف ہی ہے کہ وہ

قافیل کو گورِ ستاں سکھا سکی زاعاں۔

شاہین بنی شیون۔

۲۔ ہیں مرد تیرا نفس بھی چلا کی

میں کا ہے اس کے پیچھے نہ لگ وہ نہ

تجھے گورِ ستاں میں پہنچا دے گا۔

عقلی دل۔ دل چونکہ اسرار کا مرکز

ہے اس کے پیچھے چل قاف پہاڑ

کا نام ہے جو عقائد کا مقام مانتا گیا

ہے نو گیا ہے تیرا دل مسجد اقصیٰ

جس کے خیالات دہریاں ہیں جو

مسجد اقصیٰ میں آتی ہیں تو سلیمان

اور جس طرح حضرت سلیمان ان

بوٹیوں سے علم حاصل کرتے تھے تو

بھی اپنے خیالات سے دل کا علم

حاصل کرتا تھا نہ انک۔ جس طرح کے

خیالات پیدا ہو گئے اس سے قلب

کی حالت کا اندازہ لگالے۔

۳۔ در زمین زمین کی اچھائی اور

برائی کا معیار اس کی پیدل اور جو

زمین گنا اگائے وہ بہتر ہے اور جو

زمین نکل اگائے وہ خراب ہے۔

زمین دل۔ خیالات دل کی زمین کی

پیدل ہیں ان سے دل ک اچھائی

برائی معلوم ہو جائے گی۔ گرن گش۔

اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو

کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔ درخن

گش۔ اگر سامعین فہم ہوں تو نکتے

فرما اختیار کر لیتے ہیں۔

مستمع اچوں نیست خاموشی باست

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے

جہنیش ہر کس بسوی جاذبِ ست

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گہ گمرہ وگہ درِ رشد

تو بھی گرہ ہو کر چلا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اُشترے گوری مہارِ تور ہیں

تواندا لوت ہے، تیری مہد گدی ہے

گرے شدے محسوسِ جذبِ مہار

اگر مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا

گہر دیدے گو پے سگِ می رَوَد

کافر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے

درے او کے شدے، بچوں اسیر

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

درے او کے شدے مانند حیز

بھوکے کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

گاؤس اگر واقف ز قصاباں بُدے

اگر گائے قصابوں سے واقف ہوتی

یا بخور دے از کفِ ایشاں سبوس

یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسی کھاتی؟

درِ نحمدے کُلفِ ہضمش شدے

اور اگر کھاتی تو چاہ اس کو کب ہضم ہوتا؟

پس ستونِ انجیہاں خود غفلتِ ست

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دو دو باترکتِ بخور

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر ما کھا ہے

۱۔ مستمع۔ جب سننے والوں میں

اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اور وہ

عقلِ نااہلوں کو نہ سنانے چاہئیں۔

جہنیش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین

کی کشش کا سبب ہے اور جذبہ بھی

صادق ہونا ضروری ہے۔ می روی۔

جس طرح ظاہری کشش ہے اسی

طرح پرچم کشش ہے جو کبھی سیدھا

چلائی ہو کبھی نیز حال اور انسان بندھا ہوا

ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ

کھینچنے والا۔ اُشتر۔ انسان کی مثال

اندھے لوت کی سی ہے جس کی مہا

دوسرے کے قبضہ میں ہوتی ہے

انسان کو کھینچنے والے کی طرف حیلان

دینا چاہیے۔

۲۔ گرے شدے۔ اگر انسان کا غیر

محسوس مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو

دنیا بھوکے کا گھر نہ ہے جذبِ

کھینچنے والا۔ دارالغیر۔ دارِ غور بھوکے کا

گھر۔ گہر۔ کافر کو گہری کی طرف

کھینچنے والا دوسلو کتا شیطان ہے

درے۔ پھر وہ کافر بھی اس کا اتباع نہ

کرتا۔ جز سارہ۔ گہر یعنی کافر۔

۳۔ گاؤ۔ گائے اگر قصابی کی

حقیقت سے واقف ہو جائے تو بھی

بھی اس کے پیچھے اس کی دکان تک نہ

جائے نہ اس کے ہاتھ سے چاہ

کھائے نہ اس کو دودھ پائے۔ در

بخور دے۔ اگر بخوری میں قصابی کے

ہاتھ کی گھاس کھاتی تو بھی ہضم نہ

ہوئی۔ کُلف۔ چاہے بس دنیا کا کٹا ہوا

کا دبا ہوا غفلت سے چل رہا ہے

ورنہ دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ

اور ماہ پیٹ کے سوا کچھ نہیں ہو۔ دو۔

دو بھاگ دوڑ۔ ات ملتا خر۔ یعنی

دینا اور۔

نگہ از نااہل گر پوشی بہ است

اگر نکتہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذبِ صائق نے جو جذبِ کلابِ ست

کچی کشش جھٹی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدانے والں رکت می کشد

نہ دھڑ ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو کس می میں مہارت را میں

تو کشش کو دیکھ، اپنی مہد کو نہ دیکھ

پس نمائندے اس جہاں دارالغیر ار

تو یہ دنیا بھوکے کا گھر نہ رہتی

حرہ دیو سیہ رو می شود

سیاہ دیو شیطان کافر نیرو بن رہا ہے

پائے خود را وا کشیدے طفلِ پیر

یہ بوڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خود را وا کشیدے گہرِ نیر

کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پئے ایشاں بدال کاں شدے

تو کب ان کے پیچھے اس دکان تک جاتی

یا بد اوے شیر شاں از چا پلوس

یا پید سے کب ان کو دودھ دیتی؟

گر ز مقصود کُلفِ واقف بُدے

اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی؟

چیت دولت کا اس دلو و بالست است

دولت کیا ہے یہ بھاگ دوڑ ہے ماہ پیٹ کے ساتھ

جو دریں دیرانہ نبود مرگِ خر

اس دیرانہ گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

تو بختِ کارے کہ بگرفت بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
ز الٰہی تانی بادلان تن بکار
ہی ہے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
ہنچیں ہر فکر کہ گرمی درال
اسی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
بر تو گریبید لشد سے ز الٰہی عیب و شین
اگر اس کا عجیب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
حال ۲ کا خرزو پشیمانی شوی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے
پس پوشیدہ اول آں بر جان ما
اللہ نے شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے
چوں قضا آورد حکم خود پدید
جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا
ایں پشیمانی قضای دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے
ورگنی عادت پشیمانی خود شوی
اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بن جائے گا
نیم سح عمرت در پریشانی شود
تری آدھی عمر پریشانی میں صرف ہو جائے گی
حرک ایں فکر و پشیمانی بگو
اس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ
ورنہ داری کارنیکو خرد بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عیشِ ایں دم بر تو پوشیدہ شد
اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
کہ پوشیدہ از تو عیشِ کردگار
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ رکھا ہے
عیبِ آں فکر شد دست از تو نہال
تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
زورِ میدے جانت بعد از شرم قین
تیری جان اس سے شرم و مغرب کی دہری پر بھاگتی
گر شود ایں حالت اول کے ودی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوزخا؟
تا نیم آں کار بر وفق قضا
تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں
چشمِ واگشت و پشیمانی رسید
آنکھ کھلی اور شرمندگی ہوئی
ایں پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
زیں پشیمانی پشیمانی تر شوی
اس شرمندگی سے اور زیادہ شرمندہ ہو گا
نیم دیگر در پشیمانی رود
باقی آدھی شرمندگی میں چلی جائے گی
حال دیار و کارنیکو تر بخو
اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
پس پشیمانی بر فوت چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر ہے؟

۱۔ تو بخت۔ آدمی جس کام میں
محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اس
کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے
جب ہی وہ لگا رہتا ہے نہیں یہ
بات صرف کام میں ہی نہیں ہے بلکہ
خیال میں بھی ہے۔ بر تو۔ اگر اس
خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس
سے کھول بھاگے۔ بعد از شرم قین۔
وہ فاصل جو شرم و مغرب میں ہے۔

۲۔ حال۔ جس حال اور کیفیت
سے انسان آخر میں شرمندہ ہو گا اگر
ابتداء میں اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو
اس میں بھی نہ لگے۔ قضا۔ قضاء
خداوندی کا تقاضہ یہی ہے کہ کام اور
خیال کی برائی انسان پر ضابطہ ہو ورنہ
قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا اس
پشیمانی ایک تو وہ کام مقدم میں تھا پھر
یہ پریشانی ایک دوسری قضا خداوندی
ہے اس پریشانی۔ گنا پر شرمندہ ہونا
زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ
میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ ورگنی۔ اگر
انسان گناہوں پر شرمندگی میں محسوس
کر رہ گیا تو انجام کام اس شرمندگی
سے اس کو دور شرمندگی ہوگی۔

۳۔ نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں
پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا نتیجہ
یہ ہو گا کہ آدمی عمر تو کاموں کی پریشانی
میں گزری اور آدھی شرمندگی میں
گزرادی کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ
آئے۔ حرک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر
انسان کو اپنے عمل، اچھی صحت، اقتدار
کرنی چاہیے۔ ورنہ دہری۔ اگر یہ ہے
کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود
ہی نہیں ہے اس لئے تو بے کام کی
شرمندگی میں وقت گزار رہا ہے تو پھر
یہ بتا کہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹے
پرہیز ہے۔



اگر ہی دانی اگر تجھے نیک راستہ
معلوم ہے تو اس پر چل اور اگر تجھے
نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تو نے
یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر تھا
بداندانی۔ جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے
وہ نیکی کو نہیں سمجھ سکے گا اس لئے کہ
ایک چیز کو اس کی ضد سے جانا جاسکتا
ہے چوں زترک۔ ہماری نصیحت
ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع
کر اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے
سے میں عاجز ہوں تو ایسا عجز تو گناہ
چھوڑنے پر بھی تھا لہذا تیرا گناہ
خطرہ ہی ہوا اور خطرہ ہی فعل پر
شرمندگی لغت ہے عاجزی۔ تیری
عاجزی نقصان خدائی سے احتیاط
کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں
ہے عاجزی انسان کا عاجز قدرت
سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے
۲۔ چنچیں۔ مولانا پھر پہلے مضمون
کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر ترنا
اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے
پیشہ ہے علت۔ عیب کس
نبردے اس کا آرزو کا عیب واضح ہو
جائے تو پھر انسان سمجھنے سے بھی اصرار
نہ جائے وہ دگر جس کام سے
انسان کلفت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی
ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو
جاتا ہے

۳۔ اے خدا مولانا نے یہاں
سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے
اللہ برے کاموں کے عیب کو ہم سے
خفی نہ رکھ اور نیک کام میں کوئی عیب
روفا نہ کر۔ بہا۔ ذہ۔ یعنی ناچیز۔ ہم
برائے۔ حضرت سلیمان اپنی عادت
کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد
اُٹھ جاتے تھے اور نئی بونی تلاش
کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے
فوائد اور معجزات معلوم کر لیں۔

گر ہی دانی رہ نیکو پرست
اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر
بداندانی چوں ندانی نیک را
جب تک تو نیکی کو نہیں سمجھ گا بدی کو نہ سمجھے گا
چوں زترک فکر اس عاجز بخدی
جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہے
چوں بدی عاجز پشیمانی زچست
جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے
عاجزی بے قادری اندر جہاں
عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں
چنچیں ۲ ہر آرزو کہ می بری
اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے
وہ نمودے علت آل آرزو
اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمود کر دیتا
گر نمودے عیب آل کار او خرا
اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا
وال دگر کارے کز اس ہستی نفور
وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے
اے ۳ خدائے راز دان خوش سخن
اے رازوں شیریں کلام خدا
عیب کار نیک را منما بما
ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا
ہم براں عادت سلیمان سنی
بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

ورندانی چوں بدانی کایں بدست
اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟
ضد را از ضد تو اس دید اے فتنی
اے لوجہاں! ضد کو ضد سے پہچانتا جاسکتا ہے
از گئے آنگاہ ہم عاجز بدی
اس وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
عاجزی را باز جو کز جذب کیست
عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے
کس ندیدست و نباشد اس بیدار
یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہوگی
تو ز عیب آل حجابے اندری
تو اس کے عیب سے پردہ میں ہے
خود رمیدے جان تو از جستجو
تو تیری جان جستجو سے خود بھاگتی
کس نبردے کش کشاں آسوخرا
کوئی سمجھ جان سے تجھے اصرار کرنے لے جاسکتا
ز اس بود کہ عیش آمد در ظہور
اس وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
عیب کار بد زما پنہاں مکن
برے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
تا نگردیم از روش سرد و ہبا
تاکہ ہم رفتار میں خنڈے اور ناچیز نہ بنیں
رفت در مسجد میان روشنی
صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے



قاعدہ ہر روز رای جست شاہ کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا
روزانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے تاکہ مسجد میں کوئی نئی بوٹی دیکھیں
دل بہ بیند سرِ بادل چشم صفی آں خشایش کہ شد از عامہ خفی
دل بہ بیند سرِ بادل چشم صفی آں خشایش کہ شد از عامہ خفی
مصطفیٰ آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز ان بوٹیوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

قصہ صوفی کہ در میان گلستاں سرِ بزانو نہادہ مراقب بود یا رانش
اس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا، اس کے دوستوں
گفتند سرِ برآر و تفرج کن گلستاں و ریا حین و مرعان را کہ
نے کہا کہ سر اٹھا باغ اور پھولوں اور بندوں کی سر کر کیونکہ حکم ہے اللہ کی
فَلْيُظِرُّوا لِيَ آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ و جواب گفتن صوفی یاراں را
رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفیہ در باغ از بہر کشاد
ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے
پس فرود رفت او بخود اندر نغول
پس فرود رفت او بخود اندر نغول
کہ چمن چمنی آخر اندر رز نگر
کہ چمن چمنی آخر اندر رز نگر
کہ کیوں سوتا ہے؟ گھوٹوں کو دیکھ
کہ کیوں سوتا ہے؟ گھوٹوں کو دیکھ
امر حق بشنو کہ گفت مست انظر او
امر حق بشنو کہ گفت مست انظر او
اللہ تعالیٰ کا حکم اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ
اللہ تعالیٰ کا حکم اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ
گفت آثارش دست اے بو الہوس
گفت آثارش دست اے بو الہوس
اس نے کہا اے بولہوس اس کے آثار دل ہے
اس نے کہا اے بولہوس اس کے آثار دل ہے
باغبان و سبز ہا در عین جاں
باغبان و سبز ہا در عین جاں
باغات اور سبزے جلن میں ہیں
باغات اور سبزے جلن میں ہیں
آں خیال باغ باشد اندر آب
آں خیال باغ باشد اندر آب
پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے
پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے
باغبان و میوہا اندر دل مست
باغبان و میوہا اندر دل مست
باغات اور پھل دل کے اللہ ہیں
باغات اور پھل دل کے اللہ ہیں

۱۔ دل بہ بیند جس طرح حضرت
سلیمان بوٹیوں سے ان کے حالات
معلوم کر لیتے تھے اسی طرح صوفی
اپنے دل کی مصفی آنکھوں سے
محافل کا راز دیکھ لیتا ہے۔ خشایش
خشیش کی جمع ہے گھاس۔ تفرج
تفرج۔ ریا حین۔ ریحان کی جمع
ہے۔ ہر خوشبودار پودہ کشاد۔ کشادگی
تفرج۔ صبح۔ نغول۔ گہرائی۔
چمن۔ چمنی۔ اس شخص نے مراقبہ
سوتے سوتے کیا نہ رکھ خضر۔
سبز۔ امر حق۔ قرآن پاک میں
ہے۔ فَلْيُظِرُّوا لِيَ آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ
تَعَالٰی لِيُظْهِرَ لِيَ الْآثَارَ الَّذِي بَعْدَ مَوْتِي۔
پس تم دیکھو اللہ کی رحمت بارش کے
آثار نباتات کو وہ کس طرح زمین کو
زندہ کر دیتا ہے اس کے مرہ ہو
جانے کے بعد گفت۔ ان صوفی
نے کہا کہ حاصل رحمت کے آثار اس
کے آثار ہیں جن کا مرقع میں مشاہدہ
ہوتا ہے اور یہ دنیا کے باغ و بہار دل کی
نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس
طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر
میں نظر آتا ہے جو باغ میں مٹا ہے
اسی طرح یہ باغ و بہاروں کے آثار کا
عکس ہیں۔
۲۔ آں خیال۔ جو بانی میں نظر آتا
ہے وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس
ہوتا۔ باغبان۔ کائنات میں ہر چیز کی
صفت خداوندی کا مظہر ہے اور قلب
انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہذا
حاصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں
ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے سجدہ
وہم کی چیز ہے لہذا اس کا عکس ہے
جیسا کہ اس کا عکس پانی میں پڑتا
ہے

پس نخواندے ایزدش دارالغروا
تو اس کو اللہ تعالیٰ ہو کے کا گھر نہ فرماتا
ہست از عکس دل و جان رجاں
انسانوں کے دل اور جاں کا عکس ہے
برگمانے کایں بود جنت کدہ
اس گمان سے کہ یہ جنت کدہ ہو گا
برخیلے می کنند اس لاغبا
یہ بکواس عکس پر کر رہے ہیں
راست بینندو چہ دوست آں نظر
ٹھیک دیکھ لیں گے لیکن وہ دیکھنا کیا مفید ہے
تاقیامت زیں غلط وا خسرتاہ
قیامت تک اس غلطی سے انہوں
یعنی او از اصل اس رزبوائے برد
یعنی اس کو اس گھرستان کی اصل کا پتہ چل گیا

قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ و تمکین شدن سلیمان
مسجد اقصیٰ کے کدے پر خروب اگے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام
علیہ السلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیت خود گفت
کا رنجیدہ ہوتا جبکہ اس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

شد بعاذت مسجد اندر اے قتی
اے نوجوان! عادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے
رستہ بروے دانہ ہچموں خوشہ
خوش کی طرح اس پر دانے اگے ہوئے تھے
می ریزد آں سبزیش نور از بصر
اس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو ایک ریختی
اوجواہش گفت و شگفت از خوشیش
انہوں نے جواب دیا اور اس کی خوشنمائی سے کھل گئے

گر نبودے عکس آں سر دسرود
اگر یہ اس سرود کے سرود کا عکس نہ ہوتا
اس غرور آنت یعنی آں خیال
یہ ہو کہ وہی ہے یعنی وہ عکس
جملہ مغرواں بریں عکس آمدہ
سب ہو کے میں پڑے ہوئے اس عکس پر جمع ہیں
می گرینند از اصولی باغبنا
وہ باغوں کی اصلوں سے بھاگتے ہیں
چونکہ خواب غفلت آید شاں بسر
جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہو گی
پس بگورستان غریو افتاد و آہ
قربستان میں بہت شور اور آہ ہے
بے خشک سنکس کہ پیش مرگ مرد
وہ شخص قابل مہذبہ ہے جو مرنے سے پہلے مر گیا

چشمیں روزے سلیمان از قضا
تقدیر سے ایک روز حضرت سلیمان
نو گیا ہے دید اندر گوشہ
ایک گوشہ میں ایک نئی ہوئی دیکھی
دید بس نادر گیا ہے سبز و تر
انہوں نے ایک بہت کیاب سبز اور تر ہوئی دیکھی
پس سلا مش کرد و حال آں حشیش
اس ہوئی نے فورا ان کو سلام کیا

دارالغروہ ہو کے کا گھر۔ اس غرور اس دنیا کو ہو کے کا گھر اسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائنات دل کے آثار کا عکس ہے مغرواں۔ جو لوگ ہو کے میں پڑے ہوئے ہیں اسی کائنات کو اصل اور جنت کدہ سمجھتے ہوئے ہیں۔ می گرینند۔ جوان باغوں کی اصل ہے یعنی دل کی باغ و بہار اس سے بھاگتے ہیں اس عکس کے حصول پر جتنی بھگداتے ہیں۔ چونکہ جب اس خواب غفلت سے بیدار ہوں گے اصل حقیقت نظر آئے گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بگورستان اس وقت پہ لوگ قبرستان میں ہوں گے اور دارالعمل سے جا چکے ہوں گے تو سوائے آپس بھرنے اور داسرتا لینے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اے خشک س نفس نے موت سے پہلے فنا حاصل کر لی اور اصل باغوں کا دار پایادہ قابل مہذبہ ہے۔ قصہ یہاں سے پھر حضرت سلیمان کا یوشوں سے ہمکلام ہونا بیان کیا ہے۔ خروب۔ مہذبہ کرنے والا۔ ایک کھاس کا نام ہے جس کا اگنا مکان کی پرادی کی نشانی ہے۔ مسجد یعنی مسجد اقصیٰ۔ خوش۔ یعنی اس کے اوپر خوش کی طرح پھلنے تھے۔

۳۔ دید۔ حضرت سلیمان نے یہ نئی ہوئی دیکھی جو بہت ہی سبز و تر شاہب گی۔ کرد۔ یعنی ہوئی نے حضرت سلیمان کو سلام کیا۔ شگفت۔ یعنی اس ہوئی کی خوشنمائی سے حضرت سلیمان کی طبیعت شگفتہ ہوئی۔

گفت نامے چست برگزید ہاں
انہوں نے فرمایا ہاں تا تیرا کیا نام ہے؟
گفت اندر تو چہ خاصیت بُود
فرمایا تیرے اندر کیا خاصیت ہے
من کہ خرد و دم خراب منزل
میں چونکہ خراب ہوں مکان کی خرابی ہوں
پس سلیمان آں زماں دانست زود
تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
گفت تا من ہستم ایں مسجد یقین
انہوں نے دل میں کہا جب تک میں زندہ ہوں یہ مسجد یقیناً
تا کہ من باشم وجود من بُود
جب تک میں ہوں اور میرا وجود ہے
پس خرابی مسجد مابے گماں
تو یقیناً ہادی مسجد کی تہاں
مسجد ست آل دل کہ جسمش ساجدست
وہ دل مسجد ہے جس کا جسم نمازی ہے
یار بد چوں رُست در تو مہر او
تیرے اندر جب برے دوست کی محبت آگئی
برگن از نجیش کہ گر سر بر زلف
اس کو جڑ سے اکھاڑ دے اس لئے کہ اگر ابھرے گی
عاشقا خُروب تو آمد کُرش
اے عاشق! کئی تیر ہی خوب ہے
خویش رانا دان و مجرم گو بترس
لپٹے آپ کو نالان اور مجرم کہہ ڈر
چوں بگوئی جاہلم تعلیم وہ
جب تو کہے گا میں جاں ہوں، سکھادے

گفت خُروب ست اے شاہ جہاں
اس نے کہا اے شاہ جہاں! میرا نام خُروب ہے
گفت من اِستم مکاں ویراں شود
اس نے کہا میں آگیاں تو مکان ویراں ہو جائے
ہلام بُیاد ایں آب و گلم
میں اس پانی اور مٹی کو ڈھانے والی ہوں
کہ اجل آمد سفر خواہد نمود
کہ موت قریب آگئی وہ سفر آخرت کریں گے
در خلل نایزد آفاتِ زمین
زمین کی آفتوں سے خلل میں نہ آئے گی
مسجد اقصیٰ مختل کے شود
مسجد اقصیٰ کب تہہ ہو سکتی ہے؟
نمود الا بعد مرگ ملبداں
ہمارے مرنے کے بعد ہی ہوگی، سمجھ لے
یار بد خُروب ہر جا مسجدست
جس جگہ مسجد ہے یا دوست خُروب ہے
ہیں از و بگریز و کم گن گفتگو
خبردار! اس سے بھاگ، بات نہ کر
مر ترا و مسجدت را بر کُند
تجھے اور تیری مسجد کو اکھاڑ دے گی
ہچو طفلان سُو کُرش چوں می غوی
تو بچی کی طرف گھٹنوں کے تل چل کر کھیل جا رہا ہے؟
تانه دزد داز تو آں اُستادِ درس
تاکہ درس کا استاد تجھ سے آنکھ نہ چرائے
اچنیں انصاف از ناموں بہ
یہاں انصاف بڑائی سے بہتر ہے

۱۔ من رستم۔ اس بوٹی نے کہا
جہاں میں آگیاں ہوں وہ جگہ ویراں ہو
جانی ہے خُروب چونکہ میرا نام ہی
خراب کُندہ ہے لہذا میں مکان کی
بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گلم۔
یعنی مکان۔ پس سلیمان۔ مسجد کی
تہاں سے حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ
ان کی وفات کا وقت آگیا ہے کیونکہ
ان کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ
ہو سکتی تھی۔ خلل۔ خلل پافت۔ پس
خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے
مرنے کے بعد ہو سکتی۔

۲۔ مسجدست۔ یہاں سے مولانا
نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا
ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل
مسجد ہے اور ہر محبت اس کے لئے
خُروب بولی ہے۔ یارب۔ جب
برے دوست کی محبت دل میں آگے
گی تو مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو
مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو تہہ ہو
جائے گا۔ عاشقا۔ سراج کے دل کی
خُروب اس کے دل کی کئی ہے جو اس کو
مردہ سے دور کر دیتی ہے۔ غوی۔
غویان گھٹنوں کے تل چلنا۔

۳۔ خویش رانا۔ شیخ کے سامنے
لپٹے آپ کو نالان اور مجرم سمجھتا کہ وہ
تعلیم دینے میں مدد فرم کرے۔ چوں
بگوئی۔ جب تو اپنے تہل اور خطا کا
اقرار کرے گا تو شیخ تجھے تعلیم دے گا۔
انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی
ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فقر
سے بہت بہتر ہے۔

از پدرا آموز اے روشن جمیں

اے روشن جمیں! باپ سے سکھ لے

نے بہانہ کردنے ترویر ساخت

نہ بہانہ کیا نہ مکر کیا

بازاں ابلیس بحث آغاز کرد

پھر اس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا غم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے تو ہی مجھے رنگے والا ہے

ہیں بخوال رب بما اغویتہی

خبردار رب بما اغویتہی کو پڑھ لے

بر دخت ۲ جبرتا کے بر جہی

جبر کے دخت پر کب تک کھ پھرے گا؟

بھجوں آں ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں بود اکراہ باچندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟

آخیناں خوش کش دود در مگر ہی

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون بھڑکتا ہے؟

پیست مردہ جنگ می کردی درال

تو نے اس معاملہ میں بیس انسانوں کی طرح جنگ کی

کہ صوبانیت و اہلنیت و لیس

کہ صحیح یہی ہے اور بس راستہ یہی ہے

کے چنیں گوید کسے کو مگرہ ست

جو مجھ ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟

ہر چہ نفست خواست داری اختیار

جس چیز کو تیرا ہی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

رتنا گفت و ظلمنا پیش ازیں

اس نے اس سے پہلے رہنا اور ظلمنا کہا ہے

نے لواء مکر و حیلست بر فراخت

نہ مکر اور حیلہ کا جھنڈا بلند کیا

کہ بدم من سرخو کردیم زرد

کہ میں سرخو تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

اصل جرم و آفت و غم توئی

میرے جرم اور آفت اور غم کی جڑ تو ہے

تاگردی جبری و کڑ کم تنی

تاکہ تو جبری نہ بنے اور نیرخا نہ چلے

اختیار خویش رایک سونہی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عصیاں ہی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھماتا ہے

کس چٹاں رقصاں رود در مگر ہی

کون ہے جو اس طرح گراہی میں تاجتا ہوا جائے؟

کت ہی داوند پندآں دیگرال

وہ دہرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جو ہیج کس

مجھے تالاق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

چوں چنیں جنگد کسے کو بے دست

کیسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ جبرائیلہ ہے

ہر چہ عقلت خواست آری اضطرار

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

۱۔ از پد حضرت آدم نے فوراً

اعتراف کر لیا شیطان کی طرح جھڑ

اور بہانہ نہ بنائے تھے لواء جھنڈا

باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ

میں خدا سے بحث شروع کر دی اور

طرح طرح کے عذر تراشے کر دیے

کر دی امہ رنگ یہ بدختی کا رنگ

تیرا چڑھایا ہوا ہے رب بے مہما

اغویتہی اے خدا تو نے کس جبر سے

مجھے کر لیا یہ شیطان نے کہا تھا

جبری یعنی شیطان نے اپنے آپ کو

مجبور شخص بن کر پیش کیا تھا۔

۲۔ بد دخت گناہ پر اپنے جبر کو

بہانہ بناتا ہے اور اپنے اختیار سے قطع

نظر کر لیتا ہے کچھ شیطان نے

بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و

مجادلہ شروع کر دیا۔ چوں بوس انسان

گناہ خوشی خوشی کرتا ہے تو اس کے

ہوتے ہوئے جبر کا عذر غلط ہے

آپناں۔ گناہوں کی طرف رقص

کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جبر

اور اگر کہ کہاں جمع ہو سکتا ہے پیست

مردہ نصیحت کرنے والوں کے ساتھ

تو بیس انسانوں کی سی لڑائی لڑتا ہے تو

گناہوں میں تو مجبور کیسے ہے؟

۳۔ کہ صوب۔ تو نصیحت کرنے

والوں سے کہتا ہے کہ جو راستہ میں

نے اختیار کیا وہی صحیح ہے اور مجھے کوئی

عقیری طعنہ دے سکتا ہے مجبور کی

باتیں کب کرتا ہے اور کیسی لڑائی کب

لڑتا ہے ہر چہ نفست۔ غرضیکہ زبانی

خواہشوں کو پورا کرنے میں تو اختیار

بننا ہے بلکہ تقاضائے عقل نیک کام

کرنے میں اپنی مجبوری ظاہر کرتا

ہے

داندا آں اگو نیک بخت و محرم ست
جو نیک بخت اور مولاناے راز ہے وہ جانتا ہے
زیر کی آمد سباحت در محار
چالاکی سندس میں تیرا ہے
ہل سباحت رار ہا گن کبر و کیس
تیرا چھوٹا کبر اور کینہ ترک کر دے
وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
اور پھر گہرا اور بے پناہ سند
عشق چوں کشتی بود بہر خواص
خاص (خدا) کے لئے عشق بھول گئی ہے
زیر کی بفروش و حیرانی سحر
چالاکی فروخت کر دے اور حیرانی فرید لے
عقل قرباں گن بہ پیش مصطفیٰ
عقل کو حضرت مصطفیٰؐ قربان کر دے
ہمچوس کنعال سر ز کشتی واکش
کنعان کی طرح کشتی سے سربل نہ کر
کہ برآیم بر سر کوہ مشید
کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
چوں رہی از منتش اے بے رشد
اے گمراہ تو اس کے احسان سے کیسے بچ سکتا ہے؟
چوں نباشد منتش بر جان ما
ان کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
توچہ دانی اے غمراہ پر حسد
اے حامد مغرور! تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زالیس و عشق از آدم ست
چالاکی شیطان کا اور عشق حضرت آدمؑ کا کام ہے
کم ربد غرق ست او پایاں کار
و تجارت نہیں پاتا آخر کار ڈھتا ہے
نیست جھول نیست خودیاست ایں
جھول نہیں ہے، نہ نہیں ہے، یہ سند ہے
در رباہد ہفت دریا را چو کاہ
جوساتوں سندس کو بچنے کی طرح بہا لے جائے
کم بود آفت بود اغلب خلاص
(جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے
زیر کی ظن و حیرانی نظر
چالاکی، گمان ہے اور حیرانی مشاہدہ ہے
حسی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
جسی اللہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے
کہ غروش داد نفس زیر کش
کیونکہ چلاک نفس نے اس کو ہٹا دیا
منت نوحم چرا باید کشید
میں حضرت نوحؑ کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
کہ خدا ہم منت او می کشد
جبکہ اللہ تعالیٰ ان کا شکر یہ اور احسان مانتا ہے
چونکہ شکر و منتش گوید خدا
جبکہ خدا بھی اس کی ناز بھری کرتا ہے
منت اُورا خدا ہم می کشد
اس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

۱۔ دانہ نیک بخت خوب سمجھتا
ہے کہ گناہ کے چالاکی سے اس کے
عذر پیش کرنا شیطان کا کام ہے اور عشق
و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ
حضرت آدمؑ کا کام ہے زیر کی اس
طرح کی چالاکی سندس کو تیرا کبر پار کرتا
ہے جس کا انجام ہلاکت ہے
۲۔ بل سباحت اللہ کے معاملہ
میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے
کبر و کینہ اس معاملہ میں شیطان
نے کبر و کینہ اختیار کیا۔ تجوں نے اپنے
قرب ایک دیا کام ہے عشق۔
اس ناپیدا کندہا کو عبور کرنے کے
لئے عشق بمنزل جی سے زیر کی۔
انسان کو چلاک چھوڑ کر عشق کی حیرانی
اعتقاد کرنے چاہیے تب مشاہدہ
حاصل ہوگا عقل قربان گن۔ انحضرتؐ
کی تعلیمات پر عقل کو قربان کر دے
اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر خدا
کے ہمراہ پہل پڑ۔
۳۔ بھجھو حضرت نوحؑ کے
ناظران لڑکے کنعان نے طوفان
کے وقت حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی
میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق
کی کشتی سے انکار کئے جانے لگے کہ
ہر آیم قرآن پاک میں کنعان کا
مقبول مقبول ہے۔ ساؤیابی جبکہ
مغصصی میں مغرب پہاڑ پر ٹھکانا
ہواؤں کا جو مجھے جہادے گا۔ اس نے
یہ بھی کہا کہ میں حضرت نوحؑ کا
احسان نہ لوں گا۔ چل دی۔ کنعان کو
خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح
دیتا کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے
کیوں گریز کرتا ہے۔ چل۔ جبکہ وہ
خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری
جانوں کو برداشت کرنا چاہیے غمراہ
دھوکہ میں مبتلا۔



کاشکے۔ کاش اس بد بخت
کعبان کو تیر نہ آتا تو وہ حضرت نوح
کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔
کاش۔ بچہ کو چکھو خیلو تہ تیریں
نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت
مال کی پٹلا پکڑتا ہے۔ یا بعلم۔ وہ
کعبان کی علوم سے محروم رہتا تو عقلی
تدبیریں چھوڑ کر کسی با خدا سے الہامی
علوم کیلے لیتا۔ باچش۔ دینی علوم کے
مقابلہ میں دنیوی علوم بیچ ہیں۔

۲۔ چوں۔ ہم دینی علوم اور دنیوی علوم
میں وہی نسبت ہے جو تیمم اور وضو
میں وضو پر اگر قدرت ہے تو تیمم بیکار
ہے خوش۔ شہ اور دلی کے سامنے
اپنے آپ کا نشان بنائے تب دینی علوم
کی حماقت سے نجات ملے گی۔
گفت۔ حدیث شریف ہے عقل
الْحَيَّةُ نَبْلُہُ جتنی بھولے لپھالے
ہیں۔ ایلہ۔ شہ ایلہ سے مراد وہ شخص
ہے جو عشق خداوندی میں غافل اور
دنیا سے بے خبر ہو۔

۳۔ ایلہ۔ نشان سے مراد نشان مراد
نہیں ہے جس میں مسخرہ پن ہو نہ وہ
مراد ہے جو اپنی نااہلی سے دنیا کی
دلت خلع کرنے کا شوقین ہو۔ ایلہ
کہ وہ نشان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت میں ہو اور
خدا کے عشق ان کا اس کے گلے میں
طوق ہو۔ لکھا نہ۔ ایلہ۔ وہ مراد
ہے جو عشق خداوندی میں اس طرح
مادوش ہو جس طرح کہ مصری عورتیں
حضرت یوسف کے عشق میں کوہوگی
جھیں اور انہوں نے اس کو حیرت میں
اپنے اچھ کاٹ لئے تھے اور ان کو مصری
رہا یوسف کا ہوش تھا نہ نذر نہری
جمع ہے خبر نہ۔ ازال۔ سو۔ عقلیں
اللہ کا عطیہ ہیں تو اس کی راہ میں ہی
صرف ہونی چاہیں۔

کاشکے ۱۔ او آشنا ناموختے

کاش کہ وہ تیرا نہ سیکھتا

کاش چوں طفل از حیل جاہل بدے

کاش وہ بچوں کی طرح یلوں سے جاہل ہوتا

یا بعلم نقل کم بودے ملی

یا وہ دنیوی علم سے پر نہ ہوتا

باچش نورے چو پیش آری کتاب

ایسے نورے ہوتے ہوئے جب کہ کتاب سامنے لائے گا

چوں ۲۔ تیمم باوجود آب دال

پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ

خویش ابلہ کن تیج میر و سپیش

اپنے آپ کو نشان بنائے تا بلع بن کر اس کے پچھلے چل

اکثر اہل الجنتہ ابلہ اے پدر

اے ابلا جتنی اکثر بھولے ہوں گے

زیر کی چوں کبر باد انگیز تست

چلا کی تکبر کی طرح تجھ میں ہوا بھرنے والی ہے

ایلہ ۳۔ نے کو بمسخرگی دو تو مست

ایسا نشان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے

ایلہ کو والد و حیران ہو مست

ایسا نشان جو اس کا عاشق اور حیران ہے

اہلہا ننداں زنان دست بر

ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نشان ہیں

عقل را قز بل کن اند عشق دوست

دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے

تا طمع در نوح و کشتی دوختے

تا کہ نوح اور کشتی سے تنہا وابستہ کرنا

تا چو طفلان چنگ درما در زدے

تا کہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑنا

علم وحی دل ربوے از ولی

کسی دلی سے دل کی وحی کا علم حاصل کرنا

جان وحی آسلی تو آرد عتاب

تیری وحی سے مانوس جان تلافی ہوگی

علم نقلی بادم قطب زماں

قطب زمان کے قول کے سامنے دینی علم کو

رستگی زیں اہلی یابی و بس

اس حماقت سے بس نجات پالے گا

بہر ایں گفت ست سلطان بشر

سرور عالم نے ہی لئے فرمایا ہے

ایلہ شوتا بماند دیں درست

نشان بن ، تاکہ ایمان سلامت رہے

ایلہ نے کز شقاوت مال جو مست

ایسا نشان نہیں جو بد بختی سے مال کی جستجو میں ہے

باشد اندر گردن او طوق دوست

اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے

از کف ابلہ وز رُبخ یوسف نذر

جہاں سے خبر نہ حضرت یوسف کا کفر و غفلت تھیں

عقابا بارے ازال سویست کو مست

بہر حال عقابیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں کا وہ ہے



عقلہا ۱ آئو فرستادہ عقول
 بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں
 زیر سر از حیرت گراں عقلت رَوَد
 اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی بجائے جاتی ہے
 نیست آں سورخ فکر نے بردماغ
 اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے
 سُوی دشت از دشت نکتہ بشنوی
 تو جنگل کی جانب آنے کو جنگل سے نکتہ سے
 اندر یں آ رہ کر گن طاق و طرب
 اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے
 ہر کہ او بے سر بجبد دُم بُود
 جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے
 کثر روست و گور و دشت و زہرناک
 نیز چاہئے دلا ہے اور اندھا اور برا اور زہر ملا ہے
 سر بکوب آزا کہ سرش اس بُود
 جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر پٹل دے
 خود اصلاح اوست اس سر کو فتن
 یہ سر پکنا اس کی بھلائی ہے
 و ہست ۳ از دست دیوانہ سلاح
 دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
 چل سلاحش مست و عقلش نے بند
 جبکہ اس کے ہاتھ ہتھیار عقل نہیں ہیں باندھے

ماندہ اس سو آنکہ گولست و فصول
 اس جانب اس نے باقی رکھیں جو افسانہ اور بیہودہ ہیں
 ہر سر مویت سر و عقلے شود
 تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے
 کز دماغ و عقل زوید دشت و باغ
 کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ آگئے ہیں
 سُوی باغ آئی شود نخلت رَوی
 باغ کی جانب آئے تو تیرا نخل سیراب ہو جائے
 تا قلا و دشت بجبد تو مجب
 جب تک تیرا رہنما حرکت نہ کرے حرکت نہ کر
 جنبش چوں جنبش کژم بُود
 اس کی حرکت بچھو کی سی حرکت ہوتی ہے
 پیشہ او خستن اجسام پاک
 اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے
 خلق و خوی مستمرش اس بُود
 جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوں
 تار ہد جاں ریزہ اش زیر شوم تن
 تاکہ اس کی حقیر جان نگوں جسم سے چھٹکارا پالے
 تاز تو راضی شود عدل و صلاح
 تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو
 دست اورا ورنہ آرد صد گزند
 اس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

۱ عقلہا۔ جو عقلمند ہیں وہ عقول کو
 اللہ کی ذات و صفات کے سمجھنے میں
 صرف کرتے ہیں جو بیوقوف ہیں وہ
 دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال
 کرتے ہیں۔ زیر سر۔ اگر محویت کی
 بنا پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر
 لفظ عقل اور سر بن جاتا ہے
 نیست۔ دنیاوی امور میں عقل سوزی
 ہے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے
 سے عقل باغ و بہار بنی ہے۔ سوئے
 دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے
 باغ و جنگل کی طرف رخ نہ کرے تو
 اس جنگل سے دین کے نکتے سنو گے
 اور نہ ہادی عقل رہتا رہے گی۔

۲ اندر یں اس روانہ عقل میں باقی
 شہد و شکر کو کر کے شے کے تابع
 بن جاؤ۔ سر۔ یعنی شے۔ کژم۔ بچھو کا
 ڈنک دم میں ہوتا ہے۔ کژم۔ جوش
 کا اسیار نہ کرے گا اس میں عیب ہی
 عیب ہوں گے اور وہ پاک و پوچھ کو
 زنجی کرے گا۔ سر بکوب۔ ایسے شخص کی
 زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ روح کو
 اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

۳ واسطی۔ دیوانہ سے ہتھیار
 چھین لینا عدل اور نیکی ہے۔ چوں۔
 اگر دیوانہ کے ہاتھ میں کھوار ہے گی تو
 بہت نقصان پہنچا دے گا۔ بیان۔
 ناظر کے ہاتھ میں غلط اور میل اور مرتبہ
 ایسا ہی چاہ کن ہے جس طرح ڈاکو کے
 ہاتھ میں کھوار۔

بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ مرید گہر را فضیحت اوست و
 اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا باطل کو حاصل ہو جاتا اس کی رسوائی ہے
 چوں شمشیرست فتادہ بدست را ہرناں
 اور اس کھوار کی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

۱۔ بد گہر۔ بد باطن۔ رنگ جشی
عمومات کمال ہوتے ہیں بھر جب
وہ فرش میں ہوتو کوئی عقل کی بات نہ
کرے گا۔ علم و مال۔ بد اہل انسان
پر چیز کا غلط استعمال کرے گا۔
قرآن۔ قرآن سعدین خوش نصیبی۔
پس۔ جہل کی شروعات اس لئے ہوئی
ہے کہ ان دنیا کے دیوانوں کی طاقت
ختم کر دی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ و
گمراہ نہ کر سکیں۔ سنان۔ بھلا۔
جان۔ جان لوگوں کو جدا کرنا گویا ان
کے ہاتھ سے تلوار چھین لیتا ہے۔
منصب۔ عہدہ و اسلاں۔ شیر۔

ع۔ غیب۔ او۔ جب تک اس کے
پاس ذرائع نہ تھے اس کے عیوب
چھپے ہوئے تھے مسائل ہاتھ آجاتا گویا
کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑتا
ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان
شاہ بن جاتے تو اس کے کاندے
سانپ اور چھوکی طرح لوگوں کو کاٹتے
ہیں۔ مال۔ منصب۔ خود بھی تباہ ہوتا
ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و سوا کرتا
ہے۔

۲۔ یا کند۔ جاہل بادشاہ یا بخل
کرے گا اور کسی کو کچھ نہ دے گا اگر
دے گا تو تباہوں اور غیر مستحقوں کو
دے گا۔ شاہ۔ ذیلیوں کو باعزت
بنائے گا اور عزت والوں کو ذلیل
کرے گا۔ جاہ۔ وہ اس کو رتبہ اور
منصب سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اس کے
لئے کنواں ہے اگر اس مصرع میں
یہ پنداشت کے بجائے پندارید پڑھا
جائے تو ترجمہ یہ ہوگا تم مجھ کو مرتبہ
کنوئیں میں گر گیا رہ نمیدانے اس کو
خود سلیقہ نہیں تو دوسروں کو کیا سلیقہ
سکھائے گا۔

بد گہر را علم و فن آموختن
بد اہل کو علم و فن سکھاتا
تبع داوان در کف رنگی مست
تبع جشی کے ہاتھ میں تلوار دیدنا
علم و مال و منصب و جاہ و قرآن
علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور ان سے وہ نیکی
پس غز از پس فرض شد بر مومنان
مومنوں پر جہاد اسی لئے فرض ہوا ہے
جان او مجنوں تنش شمشیر او
اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اس کی تلوار ہے
آنچه منصب می کند با جاہلاں
جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے

غیب افروزی ست چوں آلت بیانت
اس کا عیب پوشیدہ ہے جس نے ذریعہ حاصل کر لیا
جملہ صحرا مار و کژدم پُر شود
تمام جنگل سانپ اور چھو سے بھر جاتا ہے
مال و منصب ناکسے کار و بدست
تباہی جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے

یا کند مع نخل و عطا ہاکم دہد
یا وہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا
شاہ را در خانہ بیدق نہد
شاہ کو پیدل کے خانہ میں رکھ دے گا
حکم چوں در دست گمراہے قفا
جب حکمت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی
رہ نمیداند قفا و وزی کند
راستہ نہیں جانتا رہنمائی کرتا ہے

داوان تیغ بدست را ہزن
ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے
بہ کہ آید علم ناگس را بدست
اس سے بہتر ہے کہ علم تباہی کے ہاتھ آئے
فتنہ آمد در کف بد گوہراں
بد اہلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے
تا ستانند از کف مجنوں سناں
تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھلا چھین لیں
و استاں شمشیر را زیں زشت خو
اس بدعات سے تلوار چھین لے
از فضیحت کے گند صد ارسلان
روحانی میں سو شیر نہیں کرتا ہیں
مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا
چونکہ جاہل شاہ حکم مَر شود
جب جاہل کڑے حکم کا شاہ بن جاتا ہے
طالب رسولی خویش او شد دست
وہ اپنی روحانی کا طالب بنتا ہے
یا سخا آرد بنا موضع نہد
با سخاوت کرے گا تو بے موقع کرے گا
آتشیں باشد عطا کا حق دہد
حق جو عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے
جاہ بی پنداشت در چاہے قفا
اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ کوئیں میں گرا
جان زشت او جہاں سوزی کند
اس کی بری جان دنیا کو پھوٹتی ہے

طُفَلِ اِراہِ فقر چوں پیری گرفت
پیرواں را غولِ ادیری گرفت
راہِ فقر کے بچے نے جب پیری اختیار کر لی
ماہ را ہرگز ندید آں بے ضیا
خود اس نے نور نے چاند کو بھی نہیں دیکھا ہے
کہ بیاتا ماہ بنمایم تَرا
تاکہ تجھے چاند دکھاس
چوں نمائی چوں ندیدی بَغر
اے کس مہ درآب ہم اے خام غمر
تو کیسے دکھائے گا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہے
احتمال سر در شد ستمد وز نیم
اے کچے ناہان! پانی میں بھی چاند کا عکس
بیوقوف سرور ہوتے ہیں اور خوف سے
عقلوں نے گدزی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیہ شریفہ یَا أَيُّهَا الْمَرْمَلُ

یا ایہا المزل آیت شریف کی تفسیر کا بیان

خواند مَرَمَل بنی را ایں سبب
اے سب سے بنی کو کھلی لٹھنے والا کہہ کر پکارا
سر مکن اندر گلیم و رو پوش
سر مکن اندر گلیم و رو پوش
کلی کے اندر سر نہ کر اور منہ نہ چھپا
ہیں مشو پنہاں زنگ مدعی
مدعی کی مدد سے نہ چھپ
ہیں قَمِ اللَّیْلِ کہ شمع اے ہملم
اے سرور! تو رات کو کھڑا کیونکہ تو شمع ہے
بے فروخت فروشن ہم شب ست
تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے
باش کشتباں دریں بحر صفا
اس بحر صفا میں ملاح بن
رہ شناسے می ببايد بلباب
عقل نہ رہا شناس ہمارا ہے
کہ بروں آ از گلیم اے بو الہرب
اے صاحب فرار! کھلی سے نکل
کہ جہاں جسے ست سرگراں تو ہوش
کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے اور تو ہوش ہے
کہ تو داری شمع و جی شعشی
کیونکہ تیرے پاس منور جی کی شمع ہے
شمع دایم شب بُود اندر قیام
شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے
بے پناہست شیر اسیر ارنب ست
تیری ہنہ کے بغیر شیر خوش کا قیدی ہے
کہ تو نوحِ ثانی اے مصطفیٰ
اے مصطفیٰ! کیونکہ تو دوسرا نوح ہے
ہر رہے را خالصہ اندر راہِ آب
ہر رات کے لئے خصوصاً پانی کے رات کے لئے
عقل نہ رہا شناس ہمارا ہے

۱۔ طفل۔ جس طرح اہل بادشاہ
کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی
طرح حرمہ شیخ کے ہاتھوں دین برباد
ہوتا ہے وہ خود راہِ طریقت سے
ناواقف ہے تو اس کے مرید بربادی
ہوں گے کہ یہ وہ دعوے کرتا ہے اور
مریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں
مشاہدہ حق کروں حالانکہ اس نے خود
بھی مشاہدہ تو درکنار پرچھائیں بھی
نہیں دیکھی غم۔ ناخبر کار ناواں۔

احتمال۔ سعدی نے فرمایا
نازلے را چو بنی بختیار
عاقلاں تسلیم کردند اختیار
۲۔ خواند۔ اکثر روایتیں یہ بیان
کرتی ہیں اس کو جب آنحضرت پر غار
حرام میں پہلی وحی آئی تو آپ کانپ
گئے اور گھبرا کر چار لٹھ کر لیت گئے
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ فریش کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو
کر چار لٹھ کر لیت گئے تھے مولانا
کا کلام اس دوسری روایت پر مبنی ہے
کہ آنحضرت نے چونکہ ملاحوں کی وجہ
سے روپوشی اختیار کر لی تھی اسی لئے
آپ کو مزل کھلی لٹھنے والا کہا
گیا ہے بو الہرب۔ فریش سے
علحدگی کو بھانسنے سے تعبیر کیا ہے اسی
لئے آنحضرت کو بو الہرب یعنی فریش
سے فرار اختیار کرنے والا کہا ہے
زہد پوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کرو گے تو
دنیا دیوانگی میں مبتلا ہو گے تو دنیا
دیوانگی میں مبتلا رہے گی۔ قَمِ اللَّیْلِ۔
اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات
کو نذر میں قیام کیا کرو خطاب اس
لئے ہوا کہ آپ صبح ہیں اور شیخ کا کام
رات کا کھرا رہنا ہے

سے فروخت۔ آپ ہی کے دنور ہدایت سے عالم روشن ہوگا ورنہ درج جو شیر ہے وہ نفس سے جو
کہ خرگوش ہے مغلوب رہے گی۔ باش۔ آپ امت کے لئے بمنزل حق بنائے ہیں۔ روشناسے۔
راہنمائی وہ کر سکتا ہے جو صاحب عقل ہو خصوصاً دریا کی راستہ کی۔

خیز! و دیگر کاروانِ رہِ زدہ

اٹھا اور لے ہوئے قافلہ کو دیکھ

خضرِ وقتی غوثِ ہر کشتی توئی

تو خضرِ زمانہ ہے، ہر کشتی کی تو مدد ہے

پیشِ ایں جمعے چو شمعِ آسمان

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے

وقتِ خلوت نیست اندر جمعِ آئی

خلوت کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ

بدرِ برصدِ فلک شدُ شبِ رواں

چودھویں کا چاند آسمان کے سینہ پر لٹ کر چلتا ہے

طاعناں! ۲ ہچکوں سگاں بر بدرِ تو

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے تو کی طرح ہیں

ایں سگاں کرتنذر اہوا انصوا

یہ کتے خاموش رہو کے حکم سے بہرے ہیں

ہیں بمگذار اے شفا رنجور را

خبردار! اے شفا! بیمار کو نہ چھوڑ

نے ۳ تو گفتی قائدِ اعمیٰ براہ

کیا تو نے خود کوئی کہا جتا مدھکے ساتھ پرلے جانے والا؟

ہر کہ او چل گام گورے را کشد

جو اندھے کو چالیس قدم لے جائے

پس بکشد تو زیں جہان بے قرار

پس تو اس زول پذیر دنیا سے لے جا

کارِ ہادی ایں بُود تو ہادی

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے ہدایت دینے والا ہے

ہر طرف غولِ ست کشتباں شدہ

ہر سرفِ شیطانِ ملج بنا ہوا ہے

ہچو رُوحِ اللہ ممکن تنہا روی

حضرت عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

انقطاع و خلوتِ آری را بمان

انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر

اے ہدیٰ چوں کوہِ قاف و تو ہمای

اے وہ ذات! کہ ہدایت کوہِ قاف ہے اور تو ہما ہے

سیر را نکذار داز بانگِ سگاں

کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا ہے

بانگِ می دارند سویی صدر تو

جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

از سفہ و عووع گناں بر بدرِ تو

تیرے بدر پر بیوقوفی سے بھول بھول کرتے ہیں

توز ششم کر عصای گور را

بہرے پر عصیہ سے اندھے کی لاٹھی نہ چھوڑ

صد ثواب و اجر یا بداز الہ

اللہ کی جانب سے سو ثواب اور اجر پاتا ہے

گشتِ آمرِ زیدہ و یا بدرِ شد

وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

جوقِ گوراں را قطار اندر قطار

انگوٹوں کے مجمع کو قطار و قطار

اتمِ آخرِ زماں را شادی

تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

۱۔ خیز۔ آپ اٹھیے ہر طرف
شیطانیں دوسرے ہے خضرِ وقتی میں اس
وقت علومِ لدنیہ کا فیضان پہنچانے
والے صرف آپ ہیں۔ روحِ اللہ
حضرت عیسیٰ قوم سے روپوش ہو کر
آسمانوں پر پہنچ گئے پوش اس مجمع
حلقوں خدا کے لئے آپ آفتاب
ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور
لوگوں سے جلائی مناسب نہیں ہے
آپ ہدایت کے کوہِ قاف کے عقاب
ہیں۔ بد۔ چاند آسمان پر اپنی سیر
جاری رکھتا ہے اور کتوں کے بھونکنے
سنا کر رفاقتیں چھوڑتا ہے۔

۲۔ طاعناں۔ آپ کے مخالف
کتے ہیں ان کے بھونکنے سے آپ پنا
طر عمل نہ بدلیں۔ فـصـصـوا۔
خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا
ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے
لیکن یہ کتے اس حکم سے بے بہرہ
ہیں اور برابر بھونک رہے ہیں۔
بمگذار۔ عالم بیمار ہے آپ اس کی شفا
ہی مخلوقِ اندھی ہے آپ اس کے
راہنما ہیں مخالفوں کی وجہ سے اس کو نہ
چھوڑیے۔

۳۔ نے تو گفتی۔ حدیثِ شیف
سـعـن فـاذا مـنـکـوفا اربعین خطوة
غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
جس نے اندھے کی چالیس قدم تک
راہنمائی کی اس کے انگوٹے پچھلے گناہ
بخشے گئے۔ پس۔ آپ اس اندھی
حلقوں کی قیادت کیجئے ان کو قطار و
قطار چل کر لے جائیے۔ مام۔ آپ
نبیِ آخرِ زماں ہیں ان کے سوگ کو خوشی
میں تبدیل کر دیجئے۔



ہیں رواں گن اے امامِ انتہیں
ہاں اے متقیوں کے امامِ پہنچا دے
ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے
بر سر کوریش کد یہاں نہم
میں اس کے اندھے پن پر بہت ساندھاپن رکھوں گا
عقلہا ۲ از نور من افر و خند
انہوں نے عقلیں میر نور سے روشن کی ہیں
چسٹ خود الا پتی آلِ ترکماں
اس صحرائین کی جھوپڑی خود کیا ہے؟
آلِ چراغِ او بہ پیشِ صر صرم
میری آندھی کے سامنے اس کا چراغ
خیز در دم تو بصورِ سہناک
اٹھ! خفاک صو میں چھوٹ کر دے
چوں تو اسرائیلِ وقتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرائیل ہے، اٹھ کھڑا ہو
ہر کو گوید گو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے اے محبوب و
در نگر اے سائلِ محنت زدہ
اے مصیبت اٹھانے والے سال! دیکھ لے
وہ بنا شد اہلِ ایں ذکر و قنوت
اگر وہ اس ذکر اور قنوت کا لال نہ ہو
ز آسمانِ حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں اخیال اندیشگاں را تالیقین
ان شک کرنے والوں کو یقین تک
گرویش را من زخم تو شاد رو
میں اس کی گروں ماروں گا، تو خوشی سے چل
او شکر پندارد زہرش و ہم
وہ شکر سمجھے گا میں اس کو زہر دوں گا
مکرہا از مکر من آموختند
انہوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیش پائے ترہ پیلان جہاں
دنیا کے ترہاتھیں کے کپڑوں کے آگے
خود چہ باشد اے مہیں پیغمبرم
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟
تا ہزاراں مردہ بر نوید ز خاک
تاکہ ہزاروں مردے مٹی سے نکل پڑیں
رستخیزی ساز پیش از رستخیز
قیامت سے پہلے قیامت برپا کر دے
خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھا دے کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیام سے سینکڑوں جہاں برپا ہو گئے
پس جوابِ الحق اے ساطلِ سکوت
تو اے سلطان! حق کا جواب خاموشی ہے
چوں بود جانناں دُعا نا مستجاب
اے جان! جب دعا مانگو تو ہوتی ہے

۱۔ ایں خیال۔ یعنی جو لوگ شک کر
شہادت میں جھٹلا ہیں ان کو اس سے
نکل کر یقین کی منزل میں پہنچا
دینے ہر کہ جو لوگ تمہارے
خلاف کر لیا کر رہے ہیں ان کو
میں ہلاک کر دوں گا۔ نو پش۔ جو
اندھے ہیں ان کو اور اندھا بنادوں گا اور
ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ ہر کو شکر کر
کھا جائیں۔

۲۔ عقلہا۔ یعنی انہوں کی عقلیں
اور تدبیر کی میری مٹی اور تدبیر سے
روشنی ہوئی نہیں ہیں۔ الا پتی۔ کپڑوں کا
خیمہ، ترکمان۔ صحرائی زن قوم تھی۔
پیش۔ یعنی ان کا وجود میرے مقابلہ
میں ایسا ہی ہے جیسے نہاتھیں کے
مقابلہ میں کل کا جھوپڑی نہ ضرر۔
آندھی۔ مہین۔ بزرگ صو۔
قیامت میں جب اسرائیل صو
چونگیس کے مردے اٹھ کھڑے ہوں
گئے تھے یہاں اپنا صو چھوٹ کر اور اعلان
نبوت کو مردہ دل حیات الہی حاصل
کر لیں گے۔

۳۔ رستخیز۔ قیامت منم۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت
مٹے جلتے بیچے گئے ہیں یعنی جس
طرح قیامت حق و باطل کی تفریق
کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی
تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔
جس طرح قیامت میں مردے زندہ
ہوں گے اسی طرح آنحضرتؐ کی بعثت
سے مردہ لوگوں کو زندگی حاصل ہوئی۔
وہ بناد۔ اگر ان معاف کے سامنے
کی اہلیت نہیں ہے تو پھر ان کے
بیان سے خاموشی بہتر ہے جواب
الاحق۔ جواب جہاں باشد خوشی۔
ز آسمان۔ اگر کوئی نادانی ہے دعا کرتا
ہے اور اس کی دعا ناقابل قبول ہوتی
ہے۔ سکوت اختیار کر لیتا ہے۔



اے دریا! وقتِ خرمن گاہ شد
ہائے افسوس! کلیں کا وقت آ گیا
وقت تنگ ست و فضلی اس کلام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی مانگی کے لئے
نیزہ بازی اندریں گوبلی تنگ
ان تنگ گروں میں نیزہ بازی
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام
وقت تنگ ہے اور عوام کا حزن اور سمجھ
چوں ۲ جوابِ احمق آمد خاشی
جبکہ احمق کا جواب خاشی ہے
از کمال رحمت و موجِ گرم
رحمت کے کمال اور گرم کی موج سے
لیک روز از نختِ مابگاہ شد
لیکن ہماری قسمت سے دن بے وقت ہو گیا
تنگ می آید برو عمرِ دوام
بدی زندگی کم ہے
نیزہ بازی را ہی آرد بہ تنگ
نیزہ بازیوں کو شرمندہ کرتی ہے
تنگ تر صد روز وقت ستارے غلام
اے لڑکا! وقت سے سو گنا تنگ ہے
ایں درازی در سخن چوں میکش
بات میں تو یہ طول کیوں دے رہا ہے
میدہد ہر شورہ را باران و غم
ہر شور زمین کو بارش اور نمی پہنچاتا ہے

در بیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر اس سخن کہ جوابِ الاحق
اس کا بیان کو جواب نہ دینا جواب ہے، اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا
سکوت و شرح اس ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جواب خاشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

بادشاہ ۳ ہے بُود اُورا بندہ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا
خُرد ہائے خدمت نکداشتے
اس کی چھوٹی خدمت بھی نہ کرتا
گفت شہنشاہ جزاءش کم کنید
بادشاہ نے کہا اس کی تنخواہ کم کر دو
عقل او کم بُود حرص او فزوں
اس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا
عقل بُودے گردِ خود کردے طواف
اگر اقل ہوتی اپنے گرد چکر کاتا
مردہ عقلے بُود و شہوت زندہ
جس کی عقل مردہ اور شہوت زندہ تھی
بد سگا لیدے نکو پنداشتے
بد خواہ کرتا اس کو اچھا سمجھتا
ور بجنگد نامش از خطِ بر زنید
اگر لڑے تو اس کا نام فہرست سے کاٹ دو
چوں جوا کم دید شد و حُروں
جب تنخواہ کم دیکھی بد مزاج اور سرکش بن گیا
تا بدیدے جرمِ خود گشتے معاف
تاکہ اپنا قصور دیکھ لیتا اور وہ معاف ہو جاتا

۱۔ اسدیغ مقام کا تقاضا تھا کہ
آپ کے کلاموں کی تفصیل بیان
کی جائے کہ کئی سے متحہ کر آپ نے
کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں
ہے آپ کے ان کلاموں کی تفصیل
کرنے کے لئے تو عمر جلاواں بھی
نا کافی ہے۔ نیزہ بازی بہترین نیزہ
باز سے بھی اگر کہا جائے کہ وہ گڑھے
میں گھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی
ذلیل ہو جائے گا اور سچ بازی نہ کر
سکیگا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع
میدان ہمارے تو معاف کا بیان
تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے
سامنے اس کی بھی ہیصبت ہے۔
۲۔ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ
احقوں کا جواب خاشی ہے تو
اوتراش ہوا کہ پھر ان معاف کے
بیان میں اس قدر طویل تقریریں
کیوں ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہی
ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے بچہ
ہوں کیونکہ اس کی رحمت عام اس کی
موج گرم اچھی زمین اور شور زمین
سب کی پہنچتی ہے۔
۳۔ بادشاہ ہے۔ بادشاہ کا یہ غلام
بقوف اور شہوت پرست تھا۔
خُرد ہائے آقا کی معمولی معمولی
خدمت بھی انجام نہ دیتا تھا اور آقا کا یہ
غلام تھا اور اسی کو اچھا سمجھتا تھا۔ جزاء
تنخواہ خط۔ یعنی ملازمین کا ریشہ۔
خُرد۔ سرکش۔ عقل۔ یعنی اگر عقل مند
ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی
چاہتا تو خطا معاف ہو جاتی۔

چوں اُخرے پائستہ شند داز خری
ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرارت کرتا ہے
پس بگوید خر کہ یک بندم بس ست
پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بند ہی کافی ہے
گر بندیدے سر بند آں چشم گور
اگر وہ اندھا باند کا ردا دیکھ لیتا
وَر ز جُرم بند پا آگہ بندے
اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
وَر نہ تندیدے زند آں بولفضول
اگر وہ بیہوش بند کی وجہ سے شرارت نہ دکھاتا

ہر دو پائش بستہ گردد بر سَری
تو چہ اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیتے جاتے ہیں
خود بدل کال و فعل آں خس ست
تو سمجھ لے کہ وہ دو بند ہی کمینہ کے کام کی وجہ ہیں
بند برد ستش نہ بستندے بؤور
تو جبرا اس کے ہاتھ نہ باندھتے
خود زند دست و پا ایمن شدے
تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا
اُو نہ خر بودے شدے شیر خول
تو وہ گدھا نہ ہوتا 'نر شیر ہوتا

۱۔ چوں۔ اس غلام کی مثل اس
گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں
بندھنے پر شرارت کرتا تو دوسرا پاؤں
بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بر سَری۔
مزید برآگ۔ پس۔ دونوں پاؤں
بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے
ایک بند کافی تھا یہ نہیں سمجھتا کہ دونوں
پاؤں بندھنا خود اس کے کمینہ پن کی
وجہ سے ہوا ہے۔

۲۔ سر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ
ایک پاؤں میری شرارت کی وجہ سے
بندھا ہے اور شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ
پاؤں بھی کل جاتا۔

۳۔ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں
میں صرف عقل رکھی جس کا متعین
طاعت اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ہے
حجرات میں صرف شہوت رکھی
ہے جنہی ہو یا کھانے پینے کی انسان
میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔
زندہ۔ ملائکہ کی غذا صرف عشق
خلوئی ہے۔

در تفسیر اس حدیث ۳ نبویؐ کہ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْمَلٰٓئِکَۃَ
اس حدیث نبویؐ کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
وَر کَبَ فِیْہُمْ الْعُقُلَ وَ خَلَقَ الْبَہَائِمَ وَ ر کَبَ فِیْہَا الشَّہْوَۃَ وَ خَلَقَ
اور ان میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور انہیں شہوت رکھی اور
بَنٰی اَدَمَ وَ ر کَبَ فِیْہُمْ الْعُقُلَ وَ الشَّہْوَۃَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُہُ
نبی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی تو جس کی عقل
عَلٰی شَمُوْتِہُ فَہُوَ اَعْلٰی مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ مَنْ غَلَبَتْ شَمُوْتُہُ عَلٰی
شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
عَقْلُہُ فَہُوَ اَذْنٰی مِنَ الْبَہَائِمِ صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
غالب آگئی وہ چوپایوں سے کتر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
یک گزہ را جملہ علم و عقل و وجود
ایک گزہ میں علم اور عقل اور مخلوق مکمل ہے
نیست اندر عنصرش حرص و ہوا
اس کی ماہیت میں حرص و ہوا نہیں ہے
خلق عالم راسہ گو نہ آفرید
عالم کی مخلوق میں قسم کی پیدا فرمائی ہے
آں فرشتہ است و نداند جو سجود
وہ فرشتہ ہے اور سوائے عبادہ کے کچھ نہیں جانتا
نور مطلق زندہ از عشق خدا
وہ نور مطلق ہے 'خدا کے عشق سے زندہ ہے

یک گروہ ہے دیگر از دانش تہی

ایک دوسرا گروہ جو عقل سے خالی ہے
اُو نہ بیند جو کہ اصطبل و علف
وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
آں سوم ہست آدمی زادہ و بشر
تیرا آتم کی ولادہ اور انسان ہے
میم خر خود مائل سفلی بود
گدھے والا آدھا (عالم) سفلی کی طرف مائل ہوتا ہے
تاکد میں غالب آید در نبرد
دیکھ معرکہ میں کونسا غالب ہوتا ہے؟
عقل گر غالب شود پس شد فزوں

اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا
شہوت اور غالب شود پس کمترست
اگر شہوت غالب ہو گئی، تو کم تر ہے
آں دو قوم آسودہ از جنگ و حراب
وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں
وہیں بشر ہم ز امتحان قسمت شدند
اور یہ انسان کبھی آزمائے سے تقیم ہو گئے
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ

ایک گروہ پورا ذوب چکا
نقش آدم لیک معنی جبرائیل
صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبرائیل کا ہے
از سب ریاضت رستہ در زہد و جہاد
وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا
قسم دیگر باخراں ملحق شدند
دوسری قسم گھوٹوں سے جا ملی

۱۔ علف۔ چارہ۔ اور حیوانات کو
صرف خواب و خود کی فکر ہے وہ
شہوت اور سعادت سے غافل ہیں۔
نیچے دیش۔ انسان روح انسانی اور جسم
سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے
اور جسم میں حیوانیت ہے۔ سفلی۔ جسم
کا تعلق عالم سفلی ناموت ہے۔
علوی۔ روح کی پرواز عالم بالا کی
طرف ہے۔ تاکد میں۔ انسان کی
ان دونوں قوتوں میں تصادم ہوتا ہے۔
فزیوں۔ انسان روح کے فاضل کو
پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا
ہے چونکہ اس نے جسمانی خواہش کو
مغلوب کیا ہے۔

۲۔ شہوت۔ اگر انسان شہوت
سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات
سے بڑھ ہوتا ہے کیونکہ حیوانات میں
تو عقل نہ تھی۔ وہ قوم فرشتوں اور
حیوانات میں ان متضاد طاقتوں کی
مکمل کشمکش نہیں ہے انسانی ان کی
کشمکش سے عذاب میں ہے۔ وہیں
بجز۔ اب انسانوں میں بھی تین
قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ جس نے
خاص ملکیت اختیار کر لی جیسے کہ
حضرت عیسیٰ ہیں کہ فرشتوں ہی میں
جا شامل ہوئے۔ جسم و ہول یہ سب
چیزیں بقائضائے جسم ہوتی ہیں۔

۳۔ ریاضت۔ مجاہدوں کی
ریاضت اخلاف زہیدہ کو ختم کرنے
کے لئے ہے جب وہ نہ رہے تو
مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم
دیگر انسانوں کی ایک قسم ہے جو
بالکل حیوانات اور گھوٹوں کی طرح
ہیں ان میں ملکیت نہیں لیکن وہ کم
خوف تھے ان میں سے ملکیت
بالکل ختم ہو گئی ہے۔

ہمچو حیواں از علف ا در فرہی
مثل حیوان، چارے سے مٹاپے میں ہے
از شقاوت غافل ست و از شرف
وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے
از فرشتہ نیچے و نیمش ز خر
اس کا آدھا فرشتہ ہے اور آدھا گدھے سے ہے
میم دیگر مائل علوی بود
دوسرا آدھا (عالم) علوی کی طرف مائل ہوتا ہے
زیں دو گانہ تاکد میں برد فرد
ان دونوں میں سے کون سا باری جیتتا ہے
از ملائک ایں بشر در آزموں
امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے
از بہائیم ایں بشر زان کا بترست
یہ انسان جو پاپوں سے کیونکہ بری حالت میں ہے
وہیں بشر بادو مخالف در عذاب
اور یہ انسان دو مغالطوں کی وجہ سے عذاب میں ہے
آدمی شکل اندوسہ اُمت شدند
آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے
ہمچو عیسیٰ بملک ملحق شدہ
حضرت عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جلا
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
وہ غصہ اور خواہش اور قائل و قیل سے نجات پا گیا
گویا از آدمی او خود نزاو
گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا
خشم محض و شہوت مطلق شدند
خالص غصہ اور جسم شہوت بن گئے

۱۔ مردہ گروہ جس طرح روح نکل جانے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح جان کی جان نکل جانے سے جان مردہ ہو جاتی ہے یعنی جب روح کے اوصاف باقی نہ رہیں تو روح مردہ ہو جاتی ہے۔ زار گروہ۔ مردہ ہمارا انہوں نے زار مفت انسانوں کی پیروی شروع کر دی تو یہ کہہ کی طرح کھر جس مردہ خودی کے عادی ہو گئے۔ جسم گروہ۔ جب روح اپنے خواص کو پیٹھے تو وہ جسم ہے۔ زانک۔ جس روح میں روح کے خواص نہ رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے صوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ نو ز۔ خود اقبال۔ عالم ناموس میں اس کی مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ عالم ناموس کے مشاغل ہی حیوانوں سے زیادہ مشقت اٹھاتا ہے۔ مگر اب یہ وہ مکاریاں کرتا ہے جو حیوانات سے مخصوص ہیں۔ جامہائے عالم ناموس کے مشاغل کی حیوانات تکلیف نہیں اٹھاتے ہیں۔ کہ تعلق۔ ان تمام دستکاریوں کا تعلق عالم ناموس سے ہے اور یہ صرف دنیا داری ہے اس کا رخ ملا علی کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔ ۲۔ ایں ہمہ یہ کہ قدرتِ علم ہیں صرف عالم ناموس کی تعمیر اور ترقی کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری منزل ہے۔ ہر۔ یہ علم چند رموز زندگی کے لئے ہیں ان کو یہ حق فلاسفہ رموز سے تعبیر کرتے ہیں۔ گنجیاں۔ اسق لوگ۔ عالم ناموس۔ طریقت اور اس کے منازل دل اور صاحب دل جانتا ہے۔ ماضی وہ رموز کہلانے کے حق ہیں۔

تنگ بود آتخانہ وآں وصف زفت
وہ گھر تنگ تھا اور وہ مفت ہوتی تھی
خروشود چوں جان اوبے آں شود
جس کی جان میں ہر ایک مفت کے بغیر رہتی ہو گھبرا جاتا ہے
جسم گروہ جان چوں اوبے جان شود
جان جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ ہے جان ہو جاتی ہے
ایں سخن حق ست و صوفی گفتہ است
یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے
در جہاں باریک کاریہا گند
دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے
آں ز حیوانے دیگر ناید پدید
وہ دوسرے حیوان سے رخصا نہیں ہوتے ہیں
دُرہا از قعر دریا یافتن
موتیوں کو دھیا کی گہرائی سے پانا
یا نجوم و علم طب و فلسفہ
یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
رو بہ فتم آسمان بر نیستش
ان کا رخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے
کہ عیال بود گاؤ و اشترست
جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے
نام آں کردند ایں گجیاں رموز
ان آفتوں نے ان کا نام رموز رکھ لیا
صاحب دل داند آئرا یاوش
اس کو صاحب دل یا اس کا دل جانتا ہے

وصف جبرئیلی در ایشاں بود رفت
جبرئیل دلی مفت ان میں تھی چلی گئی
مردہ اگر و شخص کو بیجاں شود
جو شخص بے جان ہوتا ہے مردہ ہو جاتا ہے
زار گروہ چوں پے زانغاں رود
انسان کو بن جاتا ہے جب کوئی کا اتباع کرتا ہے
زانکہ جانے کال ندارد ہست پست
چونکہ وہ جان جو وہ مفت نہیں رکھتی پست ہے
اوز حیوانہا فزوں تر جاں گند
وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے
مرد ۲۔ تلبیہ کہ اوتاند تنید
جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے
جامہائے زر کشی را بافتن
زر دوزی کے کپڑے بنانا
خردہ کاریہائے علم ہندسہ
علم ہندسہ کی باریکیں صنعتیں
کہ تعلق باہمیں نیستش
کیونکہ ان کا تعلق اسی دنیا سے ہے
ایں ۳۔ ہمہ علم نبلی آخرست
یہ سب اسطبل کی تعمیر کا علم ہے
بہر استقبالی حیواں چند روز
چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے
علم راہ حق و علم منزلش
راہ حق کا علم اور اس کی منزل کا علم



۱ ترکیب یعنی عقل و شہوت کا اجتماع حیوان لطیف یعنی انسان۔ نام جب انسان روح حیوانی کھم بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن پاک میں پہلوئوں کے بارے میں فرمایا گیا۔ **وَلَوْلَا تَفَكُّكُمْ أَتَمَمْتُمْ** وہ چوپائوں کی طرح ہیں۔ نقطہ روح انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوئی ہوئی ہے روح حیوانی۔ بیدار عقل اور مقصیات سے اسی طرح غافل ہے جسے کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے حواس کو عقل کے مقصیات کے برعکس کام میں لائے۔ نقطہ جب ان میں بیداری آئے گی تو ان کو حواس کا اٹنا ہو جائے گا احساس ہوگا۔ ۲ چھوٹے نیند سے بیدار ہو کر انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے تھے اسفل۔ قرآن پاک میں ہے **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** ہم زکوة افضل سلیقہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں اٹھا لائے ہرگز ادا ایسے لوگوں کی محبت سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے جاننا شروع کی اللہ ہیست سے جدلی اختیار کر لی تھی کہ میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانک لیا انسان بزرگ مخلوق ہے اس لئے کہ اس میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اس کو جلا کر دیکھ جہانات میں استعداد ہی نہیں ہے بلکہ وہ بہت میں معصہ ہیں۔

۳ روز۔ جب انسان نے استعداد کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کرے گا مزید صفا کا سبب بنے گی اگر بلا وہ بھلاؤں سکتے اور بیوقوفی کے ذریعہ میں منیفہ ہے لیکن وہ اٹھا کرے گا۔

پس میں ترکیب حیوان لطیف پس اس سستی اور بھگی ترکیب سے پاکیزہ حیوان نام کالا نعام کرداں قوم را اس روح سے محرم قوم کا نام جانوروں جیسے کر دیا رُوح حیوانی ندارد غیر نوم حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے یقظہ آمد نوم حیوانی نماند بیداری آئی تو حیوانی نیند نہ رہی ہچو حس آنکہ خواب آں را زبود اس کی حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر دیا لا جرم اسفل بود از سا فلین لا محله وہ نچلوں میں نچلا ہو گا زانکہ استعداد تبدیل و نبرد کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت باز حیوان را چو استعداد نیست پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے زو ۳ چو استعداد شد گال رہبرست جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو رہتا ہے گر بلا در خورد او انیوں شود اگر بھلاؤں کھائے گا وہ انیوں بن جائے گا ماندیک قسم دگر اندر جہاد ایک دوسری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

آفرید و کرد باداںش کیف پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا زانکہ نسبت گو بیقظہ نوم را کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے جسہائے منعکس دارند قوم یہ لوگ اٹکے حواس رکھتے ہیں انعکاس حس خود از لوح خواند تو اس نے سختی سے اپنے حس کا اٹنا ہوتا پڑھ لیا چوں شد او بیدار عکسش رونمود جب وہ بیدار ہوا اس کو اس کا اٹنا پھر واضح ہو گیا ترک او گن لا اُحب الا سفلیں اس کو چھوٹا پس غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں بودش از پستی و آزا فوت کرد پستی سے اس کو تھپی اور اس نے اس کو ختم کر دیا عذر او اندر بھیمی روشنیست حیوانیت میں رہنے کا اس کا عذر واضح ہے ہر غذائے کو خورد مغز خرسست جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے سکتے و بے عقلیش افزوں شود اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی نیم حیوان نیم حی بارشاو جو آدمی حیوان آدمی ہدایت زندہ ہے

ماندیک قسم۔ یہ عام مومنین کی قسم ہے جن کا نفس نفس لواہم سے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و تن کی شکست میں رہتی ہے پہلا کردہ جس کا بیان ایک کردہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا ان کا نفس نفس مطہر ہے دوسرا کردہ جس کا بیان قسم دیگر باخراں ملحق شدن میں تھا اس کا نفس نفس اتارہ ہے اس تیسرے کردہ کی شکست کو جنوں اور اس کی آؤنی کے قصہ سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ اندک کشمش کردہ چالش اولش با آخرش
 وہ دن رات جنگ نہ کشمش میں ہے اس کا ایک اس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

چالش عقل با نفس ہجوں تنازع مجنوں با نائق و میل مجنوں
 عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا فونٹی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا
 سُوئی تھرہ ۱ و میل نائق سُوئی گڑہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوئی
 میلان شریف زہلی کی طرف اور فونٹی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہا میری
 نَاقَتِیْ خَلْفِیْ وَقَدَّامِیْ الْهَوٰی وَاِنِّیْ وَاِیَّاهَا لَمُخْتَلِفَانِ
 اُونٹی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے ہیں اور وہ دونوں مختلف ہیں

۱۔ خود شریف عورت یعنی
 لیلیٰ۔ کہہ گھڑے کا بچہ مولانا نے
 یہاں فونٹ کا بچہ مراد لیا ہے۔ ہجو
 مجنوں۔ مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا
 کہ لیلیٰ آ رہی ہے تو وہ اس کے
 استقبال کے لئے چلا جس فونٹی پر
 سوار ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ گیا
 راستہ میں اس کی لہر فونٹی کی کشمش
 شروع ہوئی۔ ح۔ آزاد

۲۔ میل۔ مجنوں چاہتا تھا کہ فونٹی
 آگے بڑھے تاکہ لیلیٰ کا وصال
 حاصل ہو۔ میل۔ نائق۔ فونٹی گھر کی
 طرف لوٹا چاہتی تھی تاکہ بچہ کے
 پاس پہنچے۔ یک دم مجنوں کی ذرا سی
 غفلت ہوئی تو وہ فونٹی پیچھے کو لوٹ
 جاتی۔ عشق۔ چونکہ مجنوں کا جسم عشق
 سے پر تھا اس لئے وہ فونٹی کی اس
 حرکت سے بہوش ہوا جاتا تھا۔
 مراقب۔ انسان کی عقل اس کے کام
 کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں
 بے عقل ہو چکا تھا۔

۳۔ نائق۔ کوہوش تھا وہ جب دیکھتی
 کہ اس کی مہارو چلی ہے فوراً سمجھ جاتی
 کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی
 طرف چل پڑی۔ چوں۔ خود جب
 مجنوں کوہوش آتا تو وہ دیکھتا کہ فونٹی
 میلوں پیچھے واپس ہو گئی ہے۔

ہجوں مجنوں در تنازع با شتر
 جیسا مجنوں فونٹی کے ساتھ مقابلہ میں تھا
 ہجوں مجنوں اندوچل نائقہ اش یقین
 وہ لگ بھگ مجنوں اور اس کی فونٹی کی طرح ہیں
 میل ۲۔ مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں
 مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب روانہ ہے
 یک دم ارجمٹوں زخود غافل بدے
 اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہو جاتا
 عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
 چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پر تھا
 آنکہ او باشد مراقب عقل بود
 جو گمراہ ہوتی وہ عقل تھی
 لیک نائقہ بس مراقب بود و پست
 لیکن فونٹی بہت گمراہ اور پست تھی
 فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ
 وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
 چوں بخود باز آمدے دیدے زجا
 جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

چوں بدیدے او مہار خویش سُست
 جب وہ اپنی مہار کو ڈھیلا دیکھتی
 رُوسپش کردے بگڑہ بے درنگ
 بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف رخ کر دیتی
 کو سپش رفتہ است بس فرسنگہا
 وہ میلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

دوسرے روزہ رہ بدیں احوالہا
 تین روز کے راستہ پر ان احوال میں
 گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقین
 بولا اے فوٹی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں
 نیستت بروفق من مہر و مہار
 تیری محبت اور مہر میرے موافق نہیں ہے
 ایں دو ہمہ یکد گرا را ہزن
 یہ دو راستہ کے ساتھی ایک دوسرے کے رہزن ہیں
 جاں ۲ زجر عرش اندر فاقہ
 جان عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے
 جاں کشاید سوی بالا بالہا
 جان اوپر کی جانب بازو کھولتی ہے
 تا تو باشی با من اے مردہ وطن
 اس وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ ہے گی
 روزگارم رفت زیں گوں حالہا
 اس قسم کے احوال میں میری عمر گزر گئی
 خطوتینے بود ایں رہ تا وصال
 وصال تک یہ راستہ دو قدم کا تھا
 راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
 راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہو گئی
 سرنگوں خود راز اشتر در فلکند
 اس نے اپنے آپ کو لوندھا فوٹی سے گرا دیا
 تنگ شد بروے بیابان فراخ
 اس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا
 آخنال اقلند خود را سوی پست
 نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو ایسا گرایا

۱۔ سالہا۔ مجنوں اس تین روزہ
 مسافت میں اسی حالت میں کئی سال
 رہا گفت۔ پھر اس نے سوچا کہ دو
 متضاد سمتوں کے عاشقوں کا باہمی
 سفر طے نہ ہو سکے گا۔ ایں دو ہمہ
 فوٹی مجنوں کا راستہ کھٹا کر رہی ہے
 بالآخر مجنوں نے فوٹی کو چھوڑا اور چل
 پڑا کہ مولانا فرماتے نہ چھوڑے
 وہ بھی گرا رہا ہے۔

۲۔ جاں۔ جان اور جسم کی بھی
 خواہشات جدا گانہ ہیں ان دونوں کا
 ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ خاڑن۔ کانٹوں
 کا جھاڑ۔ جاں۔ جان کی پرواز عالم بالا
 کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر
 رہنکی ہے تا تو۔ جب تک انسان
 کی روح جسم کے ساتھ رہے گی
 مقصد حاصل نہ ہو گا۔ مردہ
 وطن۔ عاشق وطن۔

۳۔ روزگارم۔ مجنوں نے کہا اس
 کھٹکھٹ میں میرا وقت ضائع ہوا ہے
 وہ میدان جس میں چالیس سال تک
 بنی اسرائیل چکر کاٹتے رہے تھے اور
 شام کو اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں
 سے نوح کو چلے تھے خطوبتین۔ دو
 قدم۔ شت۔ کمر دھیلے سرنگوں۔
 مجنوں نے پھر اپنے آپ کو اپنی پر
 سے سر کے تل گرا دیا۔ سنگلاخ۔
 پھر لی ڈھن۔

ماند مجنوں در تزد دل سالہا
 مجنوں سالہا آنے جاتے میں لگا رہا
 ما دو ضد بس ہمہ نالاقیم
 ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں
 کرد باید از تو دوری اختیار
 تجھ سے دوری اختیار کرنی چاہیے
 گمرہ آل جاں گو فرو ناید رتن
 وہ جان گمرہ ہے جو جسم سے باہر نہ آئے
 تن ز عشق خار بن چوں ناقہ
 جسم جھاڑ کے عشق میں فوٹی کی طرح ہے
 در زہ تن درز میں چنگا لہا
 جسم نے زمین میں پٹے گاڑ دیے ہیں
 پس زیلی دور ملد جان من
 تو میری جان لیلی ہے دور رہے گی
 ہچوتیہ و قوم موی سالہا
 جیسا کہ برسوں تک تیرا حضرت موی کی قوم کا معاملہ
 ماندہ امور در شستنت تیصت سال
 میں ساتھ سال تک تیرے کمر کی جوتی ساتھی میں رہا
 سیر گشتم زیں سواری سیر سیر
 اس سواری سے میں بھر پلا، بھر پلا
 گفت سوزیدم زغم تا چند چند
 کہا میں غم سے کتنا کتنا جل رہا ہوں
 خویشتن اقلند اندر سنگلاخ
 اس نے اپنے آپ کو پھر لی زمین میں گرا دیا
 از قضا آل لحظہ پایش ہم شکست
 تقدیر سے اس وقت اس کا پاشی بھی ٹوٹ گیا

پلی را بر بست و گفتا گویا شوم
اس نے پاؤں کو باندھا اور بولا گیند بن جاؤں گا
زیں کند نفریں حکیم خوش دہن
خوش کلام حکیم اس لئے نفرت سمجھتا ہے
عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
گویا شومی گزد بر پہلوی صدق
گیند بن جا، سچائی کے پہلو پر لڑھک
کایں اسفرزین پس بود جذب خدا
کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہو گا
آپنجیں سیر یست مستثنیٰ از جنس
اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جداگانہ ہے
آپنجیں جذبے بست سے بر جذب عام
عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
قصہ کوتہ گن برائے آل غلام
اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے

در خم چو گالش غلطاں میروم
اس کے بل کے موڑ میں لڑھکا ہوا جاؤں گا
بر سوارے گو فرو ناید ز تن
اس سوار پر جو جسم سے نیچے نہ اترے
گئی گشتن بہر او اولیٰ بود
اس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے
غلط غلطاں در خم چوگان عشق
لڑھکا لڑھکا عشق کے بلے کے موڑ میں
وال سفر بر ناقہ باشد سیر ما
اور اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہو گی
کاں فرود از اجتناد جن وانس
کیونکہ وہ جن وانس کی کوشش سے بڑھا ہوا ہے
کہ نہادش فضل احمد والسلام
جس کو احمد کے فضل سے قائم کیا ہے والسلام
کہ سویی شہ بر بندہ است او پیام
جس نے بادشاہ کو پیغام لکھا

نبشتن سل آل غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سویی بادشاہ
تخلو گئے پر بادشاہ کو اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

ز قعہ پر جنگ و پر ہستی و کیں
ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرا ہوا
کالبند نامہ است اندر دے نگر
جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
گوشہ رو نامہ را بکشا، بخواں
گوشہ میں جا خط کو کھول، پڑھ
گر نباشد در خور آں را پارہ گن
اگر مناسب نہ ہو اس کو پھاڑ دے

می فرستد پیش شاہ ناز میں
نازک مزاج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے
ہست لائق شاہ را آنگہ بیر
کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر لیجا
ہیں کہ فرش ہست در خور شہاں
دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
نامہ دیگر نویس و چارہ گن
دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر

۱۔ گو گیند حکیم بنائی رہت اللہ
علیہ عشق مولیٰ اللہ کا عشق لیلیٰ کے
عشق سے کم نہیں ہے جب جنوں
لیلیٰ کے عشق میں کوئی کوئی بار کہہ سکتا
ہو خدا کے عشق میں جسم کی ساری کو
یقیناً خیر باد کہہ دینا چاہیے۔ گئی
شوم اللہ کے راستہ میں گیند بن جاؤں
لڑھکا ہوا اس کے ہمارے ساتھ چلا۔
۲۔ کایں سفر اس سفر میں ارشاد تو
کوشش کرے گا پھر اللہ کی جانب
بے کشش شروع ہو جائے گی۔
آپنجیں۔ جذب خداوندی سے جو فرار
ہو گی وہ محض عطار خداوندی ہے
آپنجیں۔ یہ خدائی جذب عام جذب
نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو
جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو
آنحضرت کی مہربانی نے قائم کیا ہے اور
ان کے جانشینوں کو حاصل ہے۔
۳۔ نبشتن۔ غلام کی انتہائی
حاجت تھی کہ اس نے غصہ سے بھرا ہوا
خط لکھا اور وہ بھی نازک مزاج بادشاہ
کو پرستی۔ جس میں اپنی بڑائی
جسٹائی۔ کالبند۔ مولانا نے یہاں سے
اور شاہی مضمون شروع کر دیا کہ تیرا جسم
بہر لڑاں غلام کے خط کے ہے اس
میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق اوصاف
ہیں یا نہیں۔

لیک فتح نامہ لے زبِ مدال
لیکن جسم کے خط کو کھلنا آسان نہ سمجھ
نامہ بکشاؤں چہ دشوارست و صعب
خط کو کھلنا بہت جلد اور سخت ہے
جملہ بر فہرست قلع گشتہ ایم
ہم سب فہرست پر قلع ہو گئے ہیں
باشد آں فہرست دلمے علمہ را
وہ فہرست عوام کے لئے جاں ہے
باز گن سرنامہ را گردن محتاب
خط کے عنوان کو کھل من کو نہ مڑ
ہست آں عنوان چو اقرار زباں
وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے
کہ موافق ہست با اقرار تو
کہ وہ تیرے اقرار کے مطابق ہے
چوں جو الے بس گرنے می بری
جب کہ تو بہت بھاری بھالے جا رہا ہے
کہ چہ داری در جو ال از تلخ و خوش
کو اپنے بھروسے میں کیا چیز کڑی ہو کیا میٹھی رکھتا ہے
ورنہ خالی گن جوالت را ز سنگ
ورنہ پتھر سے اپنے بھروسے کو خالی کر لے
در جو ال آں گن کہ می باید کشید
بھروسے میں وہ بھروسے جو لے جانا چاہیے
زشت نبود کاں جو ال پر زریگ
کیا یہ ہمارے نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا بھرا
چوں نمی تانی کہ پر لعش گنی
اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

۱۔ نامہ تن: جسم کے اس خط کو کھلنا
اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زب: آسان۔
کاہنہ رقص: اپنے جسم کے خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں
عوام کو اپنے دلوں کے رازوں کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ: یعنی ہم
نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کر لیتے ہیں۔ باشد: یہ عنوان عوام کو
پہنچانے کا جاں ہے۔ وہ خط کے معنوں کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھے ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے ہیں۔
۲۔ باز گن: خط کے معنوں کو پڑھنا چاہیے۔ ہست ایمان کا زبانی اقرار
وہ عنوان ہے اصل ایمان دل میں ہے کہ موافق اگر صرف زبانی اقرار ہے
بہر قلمی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق ہے۔ چوں: جب تو بادشاہ کے سامنے
خود پیش کوئی بھرا بھرا لے جا رہا ہے تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں کیا چیز ہے۔
۳۔ ورنہ: اگر بادشاہ کے مناسب نہیں ہے تو بھرا خالی کر لے۔ اور اس میں وہ بھروسے جو بادشاہ کے مناسب ہو۔ زشت: یہ بری بات ہوگی کہ تو معمولی ریت کا بھرا بھرا کر لے جائے۔ چوں نمی تانی: اگر انسان اپنے جسم کو اخلاق حسنہ سے نہیں بھر سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاق مزید سے وہ خالی ہو۔

ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیال
ورنہ ہر آبی دل کا رلا کھلم کھلا دیکھ لیتا
کارِ مردانِ ست نے طفلانِ لعب
بہلوں کا کام ہے نہ کہ کھلنے بچوں کا
زانکہ در حرص و ہوا آہستہ ایم
کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں
تا چنناں دانند متن نامہ را
حتیٰ کہ خط کے معنوں کو یہاں ہی سمجھتے ہیں
زل سخن واللہ اعلم بالصواب
اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے
متن نامہ سینہ را گن امتحان
سینہ کے خط کے معنوں کو آزما لے
تا منافع وار نبود کار تو
تاکہ تیرا کام منافق نہ ہو
زاں نیاید کم دروے بنگری
کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے
گر ہی آزد کشیدن را بکش
اگر لے جانے کے قابل ہے لے جا
باز خر خود را ازیں پرکار و تنگ
اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچالے
سوی سلطاناں و شلہان رشید
بجملہ طوک اور شاہوں کی جانب
می کشی و باشد آں ہم مردہ ریگ
تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو
ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی
خلہ ما بہتر ہے نسبت میں کھترے جسمی ہم مضو

حکایت آل فقیہ باز دستار بزرگ و آنکہ دستارشن بر بود و بانگ و نعرہ
اس فقیہ کی حکایت جو بڑی بگڑی ملا تھا اور اس کی جو بگڑی ایک لے گیا اور
فقیہ کہ بازش گن و بنیں کہ چہ می بری آنگاہ بیر
فقیہ کا پکانا اور لکھنا کہ اس کو کھل اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے تب لے جا

یک فقیہ زندہ ۲ بر چیدہ بود در عمامہ خویش در پیچیدہ بود
ایک فقیہ نے چھترے چنے تھے اور اپنی بگڑی میں لپیٹ لئے تھے
تا شود زفت و نماید آل عظیم چوں درآید سوی محفل در حطیم
تاکہ وہ سوئی ہو جائے اور بڑی نظر آئے
زندہ از جاہبا پیراستہ ظہر دستار چوں خلہ بہشت
مختلف کپڑوں کے چھترے جوڑے تھے
بگڑی کا ظاہر بہشت کے جوڑے کی طرح تھا
یادہ یادہ دلچ ۳ و پیٹبہ و پوتیش
غلوئے غلوئے گدڑی اور دہلی اور پٹن
رُہی سوی مدرسہ کردہ صبح
اس نے صبح صبح مدرسہ کا رخ کیا
درہ تاریک مردے جامہ گن
اندھے راستہ میں ایک کپڑے اتارنے والا شخص
در ریود او از سرش دستار را
وہ اس کے سر سے بگڑی لے اڑا
پس فقیہش بانگ برزد کاے پسر
فقیہ نے اس کو آواز دی لے بیٹا
آچنیں کہ چارہ پڑہ می پری
تو جو اس طرح چار پڑوں سے اڑا رہا ہے
باز گن آل را بدست خود بمال
اس کو کھل اپنے ہاتھ سے نٹول

۱ حکایت اس حکایت کا خلاصہ
یہ ہے کہ اس فقیہ کا دستار کو غلام چڑوں
سے ٹھرا کہ قدر بڑا تھا۔ آتش کن۔
یعنی اس بگڑی کو کھل کر دیکھ اس
میں کیا ہے۔
۲ زندہ پرانے چھترے
حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر
عمدت نکس ہے۔ غلہ۔ کپڑوں کا
جوڑ۔
۳ دلچ۔ گدڑی۔ دھنیں۔ دھون۔
صبح۔ صبح۔ نور۔ نذرانہ۔ جگہ
گن۔ کپڑے جھینے والا۔ پیر۔
یعنی اپنا ہاتھ رکھانے کے لئے کاررو
یعنی اپنی ضرورت پوری کرے۔ چار
پڑہ۔ چار پڑوں سے اڑنا یعنی بہت
تیز بھاگنا۔ آل ہدیہ۔ یعنی دستار۔
کرم حلال۔ یعنی میں نے تجھ سے
دستار بخش دی۔

چونکہ بلاش کرواں گوی گریخت
ج بھاگ رہا تھا جب اس نے اس کو کھلا
زال عمامہ زقت ناپلاست اُو
اس کی اس موٹی ہانکد گڑی سے
برز میں زدر خرقہ را کاے بے عیار
چھڑے کو زمین پر پٹا کہ لے تالاق
ایں چہ مکرست و چہ زویرست و شید
یہ کیا عمر ہے کہ فریب ہے اور دغا ہے؟
شرم ناید مَر خُرا زیں ژندہا
ان چھڑوں سے تجھے شرم نہ آئی
گفت بنموم دغل لیکن خُرا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے
صَد ہزاراں ژندہ اندر رہ بریخت
لاکھوں چھڑے راستہ میں بکھر گئے
ماندیک گز کہنہ در دست اُو
ایک گز پٹا پٹا کپڑا اس کے ہاتھ میں رہ گیا
زیں دغل مارا بر آوردی زکار
اس فریب سے تو نے ہمیں کام سے روک دیا
کہ فگندی مَر مرا در قید صید
کہ تو نے مجھے شکار کے پھندے میں پھنسا دیا
از دغل بفگندیم اے پُر دغا
فریب سے تو نے مجھے پھنسا دیا لے دغا باز
از ۲ نصیحت باز گفتیم ما جرا
خلوص سے میں نے قصہ بتا دیا

نصیحت دنیا مر اہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را
زبان حال سے دنیا دلوں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جتو کرنے
و افسوں بوفاجویندگان
والوں کو اپنی بیوفائی دکھانا

چنچیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفتہ ہے
اندیں کون و فساد اے اوستاد
اے استاد اس بتاؤ اور بگاڑ میں
کون سی گوید بیامن خوش بیم
بتاؤ کہتا ہے آجا میں مبارک قدم ہوں
اے زخوی بہاراں لب گزراں
اے بہاراں کی رونق سے ہونٹ کاٹنے والے!
روز دیدی طلعت خورشید خوب
تو نے دن میں صبح کا حسین چہرہ دیکھ لیا
عیب خود را بانگ زو بہاملہ گفت
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
آں دغل کون و نصیحت وال فساد
بتاؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
واں فسادش گفت رومن لاشیم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
مرگ اُو را یاد گن وقت غروب
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

۱۔ ناپلاست۔ یعنی بیکار۔ ماند۔ یعنی
اندے کے چھڑے بھر گئے اور ایک گز
پٹا پٹا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ ہڈیوں میں
اس چھڑے کو زمین پر پٹا کہ لے تالاق
پھینک دیا اور فقیر بناناں ہو کر نکلا۔
یعنی اگر میں اس پڑی کی فکر میں نہ
پڑتا تو اور کئی مفید چوری کر لیتا۔
قید صید۔ شکار کا پھندا۔ بفگندیم۔
افگندی۔ مر۔

۲۔ از نصیحت۔ یعنی تجھے نصیحت
دو کا گار لیکن آخر میں تو میں نے تجھے
سب سمجھا دیا۔ نصیحت۔ دنیا بھی
ابتداء میں کرتی ہے لیکن آخر میں اپنے
عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندیں۔
دنیا عالم کون و فساد ہے یعنی اس کے
کاموں میں بتاؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی
بتاؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب
ظاہر کر دیتا ہے۔

۳۔ کون۔ دنیا کا بتاؤ اپنی طرف
کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی
ظاہر کرتا ہے۔ لاشیم۔ میں کچھ نہیں
ہوں۔ لب گزراں۔ انسان موسم بہار
کی رنگینیاں پر تعجب کرتا ہے اس کی
خزاں کو بھی غور رکھنا چاہیے۔ روز۔
دن کی صبح کا چہرہ حسین ہوتا ہے
غروب کے وقت اس کے چہرے پر
مر دی چھا جاتی ہے۔

بدر را دیدی بریں خوش چارِ طاق
تو نے حسین خیمہ پر چھوئیں کے چاند کو دیکھ لیا
لود کے از حسن شد مولائے خلق
ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا
گر تن سیمیں بجاں کردت شکار
اگر چاندی جیسے ہوں کے جسم نے تیرا شکار کر لیا ہے
اے بدیدہ لو تہائے چرب خیز
اے روئی غداؤں کے دیکھنے والے اٹھ
مر خبث را گو کہ آں خوبیت گو
نجات سے صیانت کر کہ وہ تیری خوبی کہل ہے؟
بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوت
طشت پر تیرا زانو از اور نرمی اور عادت کہل ہے؟
گوید او آں دانہ بدمن دام آں
وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جال ہوں
بس اناں رشک استلواں شدہ
بہت سی انگلیاں استلویں کے لئے باعث رشک بنتی ہیں
زرگس ۲ چشم خماری ہچمو جال
جان جیسی مست آنکھ کی زمرگس
حیدرے کا اندر وصف شیراں رَوَد
وہ بہادر جو شیروں کی منوں میں جاتا ہے
طبع تیز وہ بین محترف
پیشہ دہی وہ بین تیز طبیعت کو
زلف و تعدد مشکبار عقل بر
مشکبار زلف اور ہوش رہا ٹھوگر والے بال
خوش بہیں کنش زاول با کشاد
اس کے ہنؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے

خسرش را ہم بہیں اندر محاق
گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی لکھ لے
بعد پیری شد خرف رسوائے خلق
بڑھاپے کے بعد بڑھاپے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا
بعد پیری بین تھے چوں پنبہ زار
بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روئی کا کھیت ہے
فصلہ آں را بہیں در آبریز
پاخانہ میں ان کا فضلہ دیکھ لے
آں فریب و حسن و مرغوبیت گو
وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہل ہے؟
بر سب کو جلوہ و نغری و لوت
چگری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہل ہے؟
چوں شدی تو صید شد دانہ نہاں
جب تو شکار بن گیا دانہ چھپ گیا
در صناعت عاقبت لرزاں شدہ
دستکاری میں لیکن انجام کار وہ کانپی ہیں
آخر عیش بین و آب ازوے چکاں
بالآخر چند ہی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا
آخر او مغلوب موشے می شود
آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے
چوں خیر پیرش بہیں آخر خرف
بڑھے گدھے کی طرح، بے عقل دیکھ لے
آخر او دُم زشت پیر خر
انجام میں بڑھے گدھے کی بھدی دم ہیں
وآخر آں رسوائیشن بین و فساد
اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور فساد کو دیکھ لے

۱۔ چار طاق۔ چوکوشہ خیمہ زروئی
یہاں آسمان مراد ہے محاق۔ چاند کا
گھٹاؤ۔ کوہ کے وہی لڑکا جو اپنے حسن
کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا ہے
بڑھاپے میں بڑھاپے عقل ہو کر رسوا
ہوتا ہے پنبہ زار روئی کا کھیت یعنی
بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آ
جاتے ہیں۔

۲۔ اے بدیدہ وہی روئی غدا میں
جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب
فصلہ بن کر بہت اچھا لگتی ہیں تو
نا قابل دید ہوتی ہیں۔ خبث۔ یعنی
فضلہ۔ سب کو ذریعہ خرابی بنا دیتا ہے۔
وہ فضلہ نہاں حال سے کہتا ہے وہ
میری پہلی حالت جیل کا دانہ تھی جب
تو چھپ گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا
ہے۔ بس اناں۔ رشکار کی وہی
انگلیاں جو بھی فن کے استادوں کے
لئے باعث رشک بنتی ہیں بڑھاپے میں
کانپنے لگی ہیں۔

۳۔ زرگس۔ جوانی کی مست زگی
آنکھیں بڑھاپے میں چند ہی ہو جاتی
ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے
خیز۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے
میں بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے خرف
پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھاپے عقل۔
جمعہ ٹھوگر والے بال خوش غرضکہ دنیا
کے ہنؤ کے بعد نگاہ ہے انسان کو
اسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

زانکہ او نمود پیدا دام ل را
 کیکہ اس نے جل کو ظاہر کر کے دکھا دیا
 پس مگو دینا بتر ویرم فریفت
 پس تو نہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے بھلایا
 طوق زریں و حمال بین ہلکہ
 خرد را سونے کے گول بند لہو پر تلوں کو دیکھ
 ہنجشیں ہر جوو عالم می شمر
 اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
 ہر کہ آخر میں خر او مسعود خر
 جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے وہ زیادہ نیک بخت ہے
 روی ہریک چوں مہ فاخر بنیں
 غر ہرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
 تاباشی ہجو اہلیس اعمورے
 تاکہ تو شیطان کی طرح کاٹا نہ بنے
 دید طین آدم و نیش ندید
 اسے آدم کو مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
 فصل سہمرداں برزناں اے پوشجاء
 اے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
 ورنہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر
 فصل مرداں برزناں حالی پرست
 اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 مرد کا اندر عاقبت بنی خم ست
 جو مرد انجام پر نظر رکھے میں ٹیڑھا ہے
 از جہاں دو بانگ می آید بھد
 دنیا سے وہ مختلف آوازیں آتی ہیں

۱۔ نام۔ دنیا کا بگاڑ ظاہر کر دیتا ہے
 کہ اس کا بیٹو انسان کے لئے حال
 ہے خاتم یعنی آخری حال۔ تجربہ کار مس گم۔
 انسان کا یہ عذر بیکار ہے کہ دنیا نے
 فریب دیا۔ طوق۔ ہی چیزیں جو رونق
 کا باعث ہیں ان کا انجام تباہی ہے۔
 ہنجشیں۔ تمام اجزاء عالم کا بھی حال
 ہے ان کی ابتدا و نفاذ سے اور انجام بگاڑ
 پر ہے ہر کہ دنیا کی چیزوں کے
 انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت
 ہے آخر۔ چہ جس میں جانور کو
 گھاس دانہ کھلایا جاتا ہے مگر وہ
 مردود ہو جاتا ہے۔ تاباشی۔ رونق ہوتی ہے۔
 ۲۔ تاباشی۔ یعنی ہر چیز کے آغاز و
 انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح یہ نہ
 کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان
 نے حضرت آدم کا ایک جزو دیکھا
 دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا
 روح کو نہ دیکھا۔
 ۳۔ فصل مرداں۔ مردوں کو
 عورتوں پر فضیلت مردوں کی
 عاقبت۔ بنی کی وجہ سے ہے۔ ہونہ
 طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر
 انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہوتا
 چاہیے تھی۔ میرے چچا۔ حالی
 پرست۔ یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا
 حال پر نظر نہ کرے والا۔ خم۔ ٹیڑھا۔
 جہاں۔ دنیا کے عروج و زوال سے
 عبرت حاصل کرنے کی نصیحت
 شروع کی ہے۔ بھد۔ یعنی دونوں
 متضاد آوازیں ہیں۔

پیش تو برگند سبکت خام را
 تیرے سامنے کچھ کی موٹھہ نوج دی
 ورنہ عقل من زداشی شگفت
 وہ میری عقل اس کے جل سے آرام پاتی؟
 غل و زنجیرے شد دست و سلسلہ
 طوق لہ زنجیر لہ ہیزی بن گیا
 اول و آخر و آرش در نظر
 اس کے اول لہ آخر کو نظر میں لے آ
 ہر کہ آخر میں خر او مطر و خر
 جو جزو کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
 چونکہ اول دیدہ شد آخر بنیں
 جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے، انجام بھی دیکھ لے
 نیم بیند نیم نے چوں اترے
 وہ آدھا دیکھا ہے آدھا نہیں باقی کی طرح
 انجہاں دید آنجہاں بنیش ندید
 اس جہاں کو دیکھا ان کو اس جہاں کا دیکھنے والا نہ سمجھا
 نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
 طاقت اور کمال اور جانتا ہو کی وجہ سے نہیں ہے
 فصل بودے بہر قوت اے عمی
 فضیلت ہوتی اے میرے چچا! طاقت کی وجہ سے
 زال بود کہ مرد پایاں میں تراست
 اس لئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
 اوزاہل عاقبت چوں زن کم ست
 وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے
 تاکدائیں را تو باشی مستعد
 دیکھنا ہے کہ تو کونسی کے لئے مستعد ہوتا ہے

۱۔ آں یکے دنیا کی بماندی کی
آواز سے مثنوی خواب غفلت سے
بیدار ہوتے ہیں۔ ہاں دگر دنیا کے
جلاوطن قبل کی آواز پر بدبخت غفلت
ہوتے ہیں۔ بانگ غار دنیا کے
زوال اور عروج کی آواز ہے پھر زوال
کی آواز پر عمل کر من شکوفہ زوال کی
آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم
ہونے والی ہے۔

۲۔ بانگ شکوفہ دنیا کی رونق اپنی
طرف بلاتی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے
کہ میرے قریب نہ آں۔ اس آواز
انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا
ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ غلے غلغلا
ہو جاتا ہے۔ حاضریم یعنی دنیا کہتی
ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود
ہوں۔ آخر ہم دوسری آواز سنتی ہے کہ
دنیا کے انجام کو دیکھ لے۔

۳۔ حاضری میری موجودہ
صورت مکر اور فریب ہے آغاز کے
آئینہ انجام دیکھ لے جہاں میں شہنشاہ
کسی کام کو اختیار کر لینا ناہ خود
تالاف، ناقابل اے خنک۔ وہ شخص
قابل مہار ہا ہے جو آغاز میں انجام کو
دیکھ لے۔ خانہ خالی اگر انسان نے
صرف آغاز کی نگاہ کی تو وہ اس کے
دل میں گھر کرے گی پھر وہ انجام کی
آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ گوڑہ ٹوڑ۔
انسان جب آغاز پر غفلت ہو جاتا ہے
تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ کما بترن اگر
پیشاب کو جذب کر لے تو پھر پانی اس
کو پاں نہیں کر سکتا۔ ریحان نظام
عالم جذب اور اتحاد پر قائم ہے ہر
چیز کی دوسری کو اپنی طرف پھینکتی
ہے کفر کفر کا فرقہ کو اپنی طرف پھینکتی
ہے مثنوی کا اپنی طرف پھینکتی ہے۔
یہ مثنوی کش ہے۔

واں دگر بانگ فریب استقیا
اس کی دوسری آواز بدبختوں کے لئے فریب ہے
بعد از اس شو بانگ خارش را گرو
اس کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا
گل بریز دمن بمانم شاخ خار
پھول جھڑ جاتا ہے میں کانٹوں کی شاخ رہ جاتی ہوں
بانگ خار او کہ سوی ماکوش
اس کی کانٹے کی آواز ہے کہ مہلکی جانبانی کی کوشش نہ
کہ محبت از ضد محبوب ست کز
کیونکہ عاشق مثنوی کے مخالف سے بہرہ ہے
بانگ دیگر بنگر اند اند خرم
دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ
نقش آخز آئینہ اول بہ میں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے
آں دگر را ضد و نادر خورد شدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا
کش عقول و سمع مرداں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں
غیر آتش کز نماید یا شکفت
اس کے علاوہ اس کو نیڑی نظر آتی گی یا عجب
آں خبث را آب نتواند برید
اس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا
گفر کفر را و مرشد را رشد
کفر، کافر کو ہدایت، ہدایت یافتہ کو

آں ایک بانگ نشور استقیا
اس کی ایک آواز متقیوں کو جگانے والی ہے
بانگ خار و بانگ اشکوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچہ کی آواز سن
من شکوفہ خرم اے فخر کبر
اے بیوں کے فخر! میں غنچہ کا کانٹا ہوں
بانگ ۲ اشکوفہ کہ ایک گلفروش
اس کے غنچہ کی آواز ہے کہ یہ گلفروش ہے
اس پذیرفتی بماندی زان دگر
تو نے اس کو قبول کر لیا دوسری سے رہ گیا
آں یکے بانگ اینکہ ایک حاضریم
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا فی الحال ہے
حاضری ۳ ام ہست ہمچوں مکر و کین
میری موجودہ حالت مکر اور کینہ جیسی ہے
چوں یکے زیں دو جواں اند شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا
اے خنک آں گوز اول آں شنید
مہلک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی
خانہ خالی یافت جارا او گرفت
اس نے خالی گھر پلا جگہ پر قبضہ کر لیا
گوڑہ نو گوبہ خود بولے کشید
وہ کھا پیلا میں نے پیشاب جذب کر لیا
در جہاں ہر چیز چیزے می کشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو پھینکتی ہے



کہرِ پالہم ہست و مقناطیس ہست
 کہہ رہا بھی ہے ہر مقناطیس بھی
 بُردِ مقناطیس اُر تو ہنی
 اگر تو لوہے تو مقناطیس لے گیا
 آں یکے چوں نیست با اختیار
 جو شخص نیکیں کا دست نہیں ہے
 آں یکے را صحبت خار اختیار
 ایک کو کانٹے کی صحبت پسند ہے
 ہست ۲ موسیٰ پیش قطبی بس ذمیم
 حضرت موسیٰ قطبی کے نزدیک برے ہیں
 جان ہاماں جاذبِ قبط شدہ
 جان کی جان قطبی کو کھینچنے والی بنی
 معدہ خرگہ کشد درِ اختداب
 گدھے کا معدہ ہضم کرنے میں گھاس کو کھینچتا ہے
 گر تو شناسی کسے را از ظلام
 اگر اندھیرے کی وجہ سے تو کسی کو نہ پہچانے
 زان ۳ کہ ہر کرہ پے مادرِ رود
 کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے
 آدمی را شیر از سینہ رسد
 آدمی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے
 تا تو آہن یا گہی آئی بشت
 تاکہ تو لوہا ہو یا گھاس جان میں آجائے
 ور گہی بر کہرِ با بری تخی
 اگر تو گھاس ہے تو کہرِ پر چکر کاٹتا ہے
 لا جرم شد پہلوی قجار جاد
 لاحلہ بکھڑوں کے پہلو کا پڑوسی بنا
 لا جرم شد پہلوی ہر خار خوار
 وہ لاحلہ ہر کانٹے کے پہلوں میں ذلیل ہو
 ہست ہاماں پیش سبطی بس رجم
 ہلان سہلی کے نزدیک سخت ملعون ہے
 جان موسیٰ جاذبِ سبطی شدہ
 حضرت موسیٰ کی جان سہلی کو کھینچنے والی بنی
 معدہ آدم جاذبِ گندم آب
 آدم کا معدہ گہوں پانی کو کھینچنے والا ہے
 بنگر او را کوش سازید ست لام
 اس کو دیکھ لے جس کو اس نے پیشا بٹایا ہے
 تا بیداں جنس پیش پیدا شود
 حتیٰ کہ اس سے اس کی جنسیت ظاہر ہو جاتی ہے
 شیر خراز نیم زیرینہ رسد
 گدھے کا دودھ نچلے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے

۱۔ کہر یا ظاہری کشش بھی دیکھ
 لے کہر یا تنکی کو چلتی جلاور مقناطیس
 لوہے کو کھینچتا ہے بدنم میں جیسی
 صلاحیت ہوگی اس طرف تمہاری
 کشش ہوگی۔ آں یکے اگر نیکیوں
 کی طرف کشش نہیں ہے تو بدوں کی
 طرف کشش ہوگی۔ خار یعنی
 برائی۔

۲۔ ہست موسیٰ قطبی یعنی فرعون
 کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی
 طرف کشش نہیں ہے وہ اس کو برے
 معلوم ہوتے ہیں سبطی اسرائیلی
 حضرت یعقوب کی نسل کی کشش
 ہلان یعنی فرعون کے وزیر کی طرف
 نہیں ہے وہ اس کو برا معلوم ہوتا ہے
 معدہ خرگہ کے معدہ میں گھاس
 کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی
 صحبت اختیار کرنے کے لئے ان کی
 کشش کو دیکھو کہ کس طرف ہے اگر
 ان کی کشش کا تمہیں پتہ نہ ملے تو ان
 کے حق کی کشش کو دیکھ کر اچھا بنائی
 کا فیصلہ کرو۔

۳۔ زان۔ گندم جس باہم جس پر ہزار
 کبیر با کبیر باز با باز
 آدمی۔ انسان چونکہ اشرف و
 مخلوقات ہے اس کی غذا بیلن کے
 اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے
 گدھے کو اٹل حصہ سے غذا ملتی
 ہے۔ عارف۔ چونکہ عارف باللہ
 اشرف مخلوقات میں فردِ مطلق ہے اس
 کو غذائِ اللہ کی جانب سے ملتی ہے
 حضور ﷺ کو صدیقین کا اللہ سے
 غذا حاصل ہوتی ہے۔

بیان آنکہ عارف را غذائیت از نور حق کہ لَیْسَتْ عِنْدَ رَبِّیْ
 اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ حدیث ہے میں اپنے
 یُطْعَمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ وَ قَوْلُهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ
 خدا کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے
 اَبْلَانِ الصَّالِحِیْنَ اِیْ فِی الْجُوعِ یَصِلُ طَعَامُ اللہِ تَعَالٰی عَزَّ وَ جَلَّ
 بھوک خدائی غذا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بِلان یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

عدل اقسا مست قسمت کر نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم ہے
خیر بودے کے پشیمانی بدے
خیر ہوتا تو شرمندگی کب ہوتی؟
روز آخر ہمد سبق فرما بود
شام ہو گئی، سبق کل ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و درلیاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں

ایں عجب کہ خیر نے و ظلم نیست
یہ عجب بات ہے کہ نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بودے کے نگہبانی بدے
ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ مارا روز کے گنجی بود
ہمارے روز کی دن میں گنجائش کہاں ہے؟
در زگر وَاللّٰهُ اعْلَمُ بِالْصَّوَابِ
غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطابِ مایا مغروران دنیا و گرفتارانِ نفس

دنیا سے محروم کہانے والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکروہ اعتمادِ ولقے
اے مضبوط مجرورہ کئے ہوئے
قبر بر سناختی از حباب
تو نے بلبلے کا قبر بنایا ہے
زرق چوں برق سست اندر نور آں
مگر برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں
ایں جہانِ ولہل او بجماصل اند
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں
زادہ سے دنیا چو دنیا بے وفاست
دنیا کی پیدائش دنیا کی طرح ہے وفا ہے
لہل آں عالم چو آں عالم زہر
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی وجہ سے
خود دو پیغمبر بہم کے صد شدند
دو پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟
کے شود پڑ مرده میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

بر دم و بر چالپوسِ فاسقے
ایک فاسق کے فریب اور چالپوسی پر
آخر آں خیمہ است بس ولہل طناب
یقیناً وہ خیمہ کمزور رسیوں والا ہے
راہ نتواند دیدن رہر واں
راستہ چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گرچہ زو آرد تو آں رو قفاست
اگرچہ تیری طرف رخ کرے وہ چہرہ گدی ہے
تا ابد در عہدو پیمان مستمّر
ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں
معجزات از ہمدگر کے بستند
آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب چھینے ہیں؟
شادی عقبی نگرود اندھاں
آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

۱۔ عدل۔ شعر قسمت کیا ہر چیز کو
قسام بولنے جو شخص کہ جسکی چیز
کے قائل نظر آئیں اس عیب اس تقسیم
میں کسی پر جبر بھی نہ ہوا اور کسی پر ظلم نہ
ہوا۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت کے
اعتقاد سے جب انسان برا کام کرتا
ہے تو اس کو شرمندگی ہوتی ہے اگر
جبر ہو تو پھر کام پر شرمندگی نہ ہوتی
چاہیے نگہبانی۔ ظالم، مظلوم کا
نگہبان نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا نگہبان ہے، رزق دیتا ہے
صحبت دیتا ہے۔ روز۔ اب اس
مضمون کو ختم کر دینا چاہیے بہت
وقت گزر گیا اور مضمون نامتواں رہا۔
حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ہمارا
خداوندی میں آنا جائے تو اپنی حالت کو
بہ نظر رکھو۔

۲۔ خطاب۔ جن لوگوں کو مومن
جانب اللہ خدا حاصل ہوتی ہے ان
کے بالمقابل گروہ کا تذکرہ شروع کیا
ہے۔ اعتماد و اتقاسے۔ مضبوط
مجرورہ۔ فاسقے۔ یعنی بددلی شخص۔
جباب۔ پانی کا بلبل۔ طناب۔ خیمہ کا
رستہ۔ زرق۔ مکاری۔ یعنی مکاری کی
مکاری بجلی کی کوئہ ہے جس کے ذریعہ
راستہ طے نہیں کیا جاسکتا۔ بے
حاصل۔ بے نتیجہ۔

۳۔ زادہ۔ دنیا۔ یعنی دنیا دار۔
زواں کا رخ بھی گدی کی طرح
ہے۔ ز۔ نیکی۔ مستمّر۔ دائم۔ دو
پیغمبر۔ اہل اللہ میں کسی باہمی مخالفت
نہیں ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کا مال
یعنی معجزے نہیں چھینتے ہیں۔ کے
شود۔ عالم آخرت کی نعمتیں بالمقابل
زواں ہیں اور اس کی خوشی بھی غم سے
تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

نفس بے عہد ست دل و کشتی ست

نفس بے وفا ہے اس لئے گر ن زدنی ہے

نفسہا را الاق ست اس انجمن

نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے

نفس اگرچہ زیرک ست و خردہ داں

نفس اگرچہ ذہین اور نکتہ داں ہے

آب وحی حق بدیں مردہ رسید

اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا

تانیاید ۱ وحی زو غرہ مباحش

جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ آئے اس سے ہو کر نہ کما

بانگ وصیت جو کہ آں داخل نشد

وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گم نام نہ ہو

آں ہنر ہائے دقیق و قال و قیل

بازک ہنر اور قیل و قال و قال

روقی و طاق و طرب و سحر شال

ان کی روق اور شان و شوکت اور جلاو

سحر ہائے ساحراں داں جملہ را

سب کو جلاو گروں کے جلاو سمجھ

جلاو ۲ یہارا ہمہ یک لقمہ کرد

اس نے ان سب جلاوں کو ایک لقمہ بنا لیا

نور ازاں خوردن نشد افزوں و بیش

اس کمانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا

در اثر افزوں شدہ در ذات نے

اثر میں اضافہ ہوا ذات میں نہیں

۱ نفس۔ دنیا دار نفس کے جانچ

ہیں اور وہ بے وفا ہے لہذا دنیا دار بھی

بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ نفس کا قبلہ گاہ

نفس و محور ہے۔ دنی۔ کینہ۔ گمراہ

کفن۔ دنیا کا وہ مقلد جس میں ذکر و

نگر نہ ہو غیر ہے نفس۔ دنیا دار خود کو کتا

ہی ذہن ہو جب وہ آخرت سے

غافل ہے مردہ ہے۔ آب وحی۔

دنیا دار کو جب بھی ہدایت میسر آتی

ہے تو یہ سمجھ کر مردہ زندہ ہو گیا ہے۔

۲ تانیاید۔ نفس انسان کو خود کیش

بتلا کرتا ہے اور یقین دلاتا رہتا ہے کہ

عمر روز ہے آئندہ نیکی کرنے کا موقع

ہے فی الحال دنیا کے حریے اڑاؤ۔

گلگونہ غمناک۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش

کر جو کبھی گم نام نہ ہو اور وہ نور حاصل کر

جس کے لئے غروب ہو جاتا نہیں

ہے اور وہ حق کے پاس ہے اس

ہنر ہائے دنیا کے تمام ہنر اور بحث و

مباحثہ بمنزلہ فرعون کی قوم کے ہیں اور

ان کے لئے موت بمنزلہ یہائے نیل

کے ہے۔ روق۔ اس دنیا کی روق اور

شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی

طرف چھپتی ہے لیکن موت ان کے

لئے حضرت موسیٰ کی لاشی سمجھو جس

نے جلاو گروں کی جلاو گری کو نگل لیا

تھا۔

۳ جلاو یہاں اسی طرح موت ان

تمام ہنر مندوں کو نگل جائے گی۔

یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اس

معجزے سے دنیا کی تار کی کھیت گئی

تھی اور نور خداوندی اس تار کی کو نگل

گیا تھا۔ نور خدا کے اس نور مطلق

میں اس تار کی کو نگل جانے سے کوئی

اضافہ نہ ہوا۔ پہلے ہی کامل و مکمل تھا

تمام دنیا کا ایمان لاتا خدا کی خدائی میں

اضافہ نہیں کر سکتا۔

اُو دنی و قبلہ گاہ اُو دنی ست

وہ کمینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کمینہ ہے

مردہ را در خود بود گور و کفن

گور و کفن مردے کے لئے مناسب ہوتا ہے

قبلہ آش دنیا ست اُورا مردہ داں

اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مردہ سمجھ

شد ز خاک مردہ زندہ پدید

مردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا

توبداں گلگو نہ طاق بقاش

اس کی عمر روز ہو کے فنا ہے

تاب خورشیدے کہ آں آفل نشد

اس صبح کی جمع چاہ جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے

قوم فرعون اندر اجل چوں آب نیل

فرعون کی قوم میں موت دھبائے نیل کی طرح ہے

گرچہ غلقلان را گشد گردن کشاں

اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں

مرگ چو بے داں کہ آں شد اژدہا

موت کو وہ عسا سمجھ جو اژدہا بنا

یک جہاں مر شیبداں را صبح خورد

ایک دنیا رات سے بھری تھی جس کو صبح نے نگل لیا

بل ہمال سمان ست کو بودہ است پیش

بلکہ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا

ذات را افزونی و آفات نے

ذات کے لئے بڑھاد اور گھٹاد نہیں ہے



حق زایجاد جہاں افزوں نشد
دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں اضافہ نہیں ہوا
لیک! افزوں شد اثر زایجاد خلق
دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا
شد فرہنی اثر اظہار او
نشان کی زیادتی اس ذات کا اظہار ہوئی
ہست افزونی ہر ذاتے دلیل
ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے
نگتہ شد باریک اینجاے رفیق
لے دوست اس مقام پر نکتہ باریک ہو گیا

انچہ اول آل نبود اکنوں نشد
جو کچھ پہلے نہ تھا اب بھی نہ ہوا
درمیان اس دو افزونیت فرق
ان دونوں اضافوں میں فرق ہے
تا پدید آید صفات و کار او
تاکہ اس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو
گو بود حادث بعاجتا علیل
کہ وہ حادث ہے اور علتوں کی وجہ سے ناقص ہے
لیک بشنو تو مقالات دقیق
لیکن تو باریک باتیں سننا رہ

۱۔ ایک۔ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے
پہچانے میں نشانیوں میں اضافہ ہو
جائے گشت گشت نامنحیا
فما خبیت ان اعرف فخلق
الخلق میں ایک چھاپڑاں تھا میں
نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں
نے مخلوق پیدا کی۔ شان دو۔ ذات
اور نشانیوں کے اضافہ میں فرق ہے
ہست۔ کسی ذات میں اضافہ اس کی
دلیل ہے کہ پہلے وہ ناقص تھی ذات
قدیم حدوث اور نقصان سے بالا
ہے۔ نکتہ۔ اگرچہ یہ مضمون دقیق
ہے لیکن تو سننا رہ اللہ بخشنے کی توفیق
دے گا۔

۲۔ تفسیر۔ اس سے یہ بھلا ہے
کہ معارف اور حقائق کے کھٹے اللہ کی
توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔
گفت موی۔ حضرت موسیٰ کے
ڈرنے کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کا
خوف۔ جس بندے کا لوگ مجھ سے
اور جلا میں فرق نہ کر سکیں گے۔ گفت
حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل حل فرما
دی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو حل فرما دیتا ہے
معجزات۔ عصا اور بیڑیا کے
معجزے اور جلا میں فرق بجا دوں
کا۔

۳۔ دیدہ۔ عظم۔ مومنین کے ایمان
میں اضافہ کر دوں گا۔ اشتیاء ایمان سے
محروم رہے گے۔ اگرچہ ان ساتھیوں
کا بڑا خوف تھا کہ سب کا نور ہو جائے گا
اور غلبہ تمہارا ہو گا۔ نبود۔ مولانا فرماتے
ہیں اس دور میں جلا کی بہت زیادہ
باعث فرمیں۔ لیکن عصا کے معجزے
کے بعد وہ حقیر اور ذلیل ہو گئی۔

تفسیر ۲ آیہ فلو جسد فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف
ہیں موی اپنے دل میں ڈرے ہم نے کہا تو نہ ڈر
انک انت الاعلیٰ
یقیناً تو اعلیٰ ہے ات کی تیر

چہ گنم کاس خلق را تمیز نیست
میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے
عقل بے تمیز را بنا گنم
بے تمیز عقل کو بصورت دے دوں گا
عقل را در دیدنش فاخر گنم
عقل کو ان کے دیکھنے میں قابلِ فخر بنا دوں گا
کو سازم جاہل نا چیز را
ناچیز جاہل کو اندھا بنا دوں گا
موسیا تو غالب آئی لا تخف
اے موسیٰ! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو
چوں عصا شد مار آہنگشت عار
جب لاٹھی سانپ بنی وہ ذلت بن گیا

گفت موی اسحر ہم حیراں گئے ست
حضرت موسیٰ نے کہا جلا بھی حیران کن ہے
گفت حق تمیز را پیدا گنم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دوں گا
چونکہ معجزات را ظاہر گنم
جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کر دوں گا
دیدہ ۳ عظم عقل بے تمیز را
بے تمیز عقل کو بیٹائی بخش دوں گا
گرچہ چوں دریا برآوردند گف
اگرچہ وہ دریا کی طرح جھاگ نکل رہے ہیں
بود اند عہد خود سحر اختار
جلا اپنے زمانہ میں باعثِ فخر بن گیا

ہر اے کے را دہیٰ حسن و نمک
ہر شخص کو حسن اور ملاح کا دہی ہے

سحر رفت و معجز موسیٰ گذشت
جلاو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ بھی گذر گیا

بانگ طشت سحر جو لعت نہ ماند
جلاو کے طشت کی آواز لعت کے سوا نہ رہی

چو لمحک پنہاں شد است لازم روزن
جب مردوں زن سے کسٹی چھپ گئی ہے

وقت لافستت محک چل غائب است
تیرے لئے شئی بھلنے کا وقت جبکہ کسٹی غائب ہے

ہر دم عزت عزے و نازے در فرزد
ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا

قلب می گوید ز نخوت ہر دم
کھٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے

زر ہی گوید بلے اے خولجہ تاش
سنا کہتا ہے ہاں ' اے دوست!

مرگ ستن ہدیہ است برا صاحب داز
جسم کی موت راز دانوں کا تحفہ ہے

قلب اگر در خویش آخر میں بدے
کھٹا ' اگر اپنا انجام میں ہوتا

چوں شدے اول سید اندر لقا
اگر شروع میں سید ہو جاتا ' ملاقات کے وقت

کیمیائے فصل را طالب بدے
بزرگی کی کمی کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد نمکھا را محک
موت کا پتھر ملاحتوں کی کسٹی ہے

ہر دو را از بام بود افتاد طشت
دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگ طشت دیں بجز رفعت نہ ماند
دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوا نہ رہی

در صفا آ قلب انکول لافذن
اے کھٹا! میدان میں آ جا ب شئی بھل

می برندت از عزیز می دست و دست
تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

چوں محک آمد چرا گشتی کبود
جب کسٹی آ گئی تو کالا کیوں ہو گیا؟

اے زہ خالص من از تو کے کم
اے خالص سونے میں تجھ سے گھٹیا کم ہوں؟

لیک می آید محک آمادہ باش
لیکن کسٹی آ رہی ہے تید ہو جا

زر خالص را چہ نقصان سل گاز
خالص سونے کا گنتی سے کیا نقصان

آں سیہ کا خرشد او اول شدے
جوسیاہ روئی آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

دور بودے از نفاق واز شقا
نفاق اور بدبختی سے دور ہو جاتا

عقل او بر زرق او غلب بدے
اس کی عقل اس کے مکر پر غالب ہوتی

۱۔ ہر اے کے ہر زمانہ میں ایک ہنر
باعث فخر رہا ہے لیکن معجزے کے
ساتھ ساتھ معجزہ پڑ گیا ہے حضرت موسیٰ
کے دور میں طب جوان کے دم کرنے
کے معجزے سے ماند پڑی حضورؐ کے
دور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن
سے ماند پڑ گئی۔ بود و وجود طشت۔
طشت از بام افغان مشہور ہو جاتا۔
بانگ جلاو گری کی شہرت بصورت
لعت اور معجزے کی شہرت بصورت
رفعت و بلندی پائی ہے۔ محک۔
کسٹی قلب کھٹا۔

۲۔ ہر دم عزت کھٹے کی روٹی اسی
وقت تک رہتی ہے جب تک کسٹی نہ
ہو کسٹی کے بعد وہ بے روٹی ہو جاتا
ہے۔ شئی حال معجزوں کے مقابلہ
میں ان ہنرمندوں کا ہول قلب۔
جب کسٹی نہ ہو تو کھڑنا کھرے کی
برابری کا دعویٰ کرتا ہے خولجہ تاش۔
ایک آکا کے دو غلام باہی خولجہ تاش
کہلاتے ہیں۔

۳۔ مرگ ستن انبیاء اور اولیاء کے
موت ان کے لئے اللہ کے قرب کا
سبب ہے۔ گاز۔ گنتی، سنا کی سونا
کترنے کی پیمانی۔ قلب۔ بھکار جو
آخرت میں نعمت اٹھانے کا اگر وہ
عاقبت میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں
پر نعمت کا اظہار کر دیتا۔ چوں
شدے۔ اگر گناہ بھگائے گناہوں پر
زندگی میں نام ہو جاتا تو آخرت میں
نفاق اور بدبختی سے نجات پا جاتا۔
فصل۔ یعنی تیرے فضل کی رحمت کا
اسید وار بن جاتا۔



چوں اشکستہ شدے از حال خویش

جب وہ اپنی حالت پر رنجیدہ ہوتا

عاقبت را دید او اشکستہ شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ دل ہوا

فصل میہا را سویی اکسیر راند

اللہ کے فضل نے تانبے کو کیمیا کی جانب بدل دیا

اے زر اندود وہ ممکن دعویٰ نہیں

اے ملع شہہ دعویٰ نہ کر دیکھ

نور محشر چشم شاں پینا کند

قیامت کا نور ان کی آنکھوں کو پینا کر دے گا

منگر آتہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو مد نظر رکھا ہے

منگر آتہارا کہ حالی دیدہ اند

ان کو دیکھ کہ جنہوں نے موجود کو دیکھا ہے

پیش چالی میں کہ جہل مست و شک

موجود کو کیسے دالے کے لئے جہاں جہل مست و شک میں ہے

صح کاذب صد ہزاراں کارواں

صح کاذب نے لاکھوں قافلہ کو

صح صادق را طالب گن اے عزیز

اے پیارے صح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کلی کر نکش ہے جس کے لئے غلطی میں جلا کرنے والا نکستہ

باز رو سویی غلام و کتبش

غلام اور اس کے رقعہ لکھنے کی طرف واپس چل

جلد اشکستگاں دیدے بہ پیش

دل ٹوٹے ہوئے کو جھڑنے والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند دردم بستہ شد

ٹوٹے کو جھڑنے والے کی طرف فوراً جڑ گیا

آل زر اندوداز کرم محروم ماند

وہ ملع شہہ کرم سے محروم ہو گیا

کہ نمائد مشتریت اعلیٰ چنین

کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی خرا رسوا کند

تیری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا در شک دیدہ اند

جہاں کے لئے حسرت لاکھوں کے لئے شک دیدہ ہیں

سر فاسد ز صل بسر بیریدہ اند

فاسد از ' اصل راز سے کتر لیا ہے

صح صادق صح کاذب ہر دو یک

صح صادق اور صح کاذب دونوں ایک ہیں

داد بر باد ہلاکت اے جواں

اے جواں! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تاز صدق او شوی صاحب تمیز

تاکہ تو اس کی چابی کے ذریعہ تیز دہن بن جائے

ولے آل جہل کش محک و گار نیست

اس جہاں پر مصیبت ہے جس کے پاس کوئی اور گمان نہیں ہے

کوسوی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقعہ شہہ کو لکھتا ہے

۱ چل شکستہ جب انسان اپنے

گناہوں پر تادم ہوتا ہے تو رحمت

خداوندی اس کی دل شکستگی کو رفع کر

دیتی ہے عاقبت جس نے آخرت

کو پیش نظر کر لیا رحمت خداوندی اس

کی دشگیری کرتی ہے مسہا وہ لوگ

جو نگہار ہیں اس کبر یعنی مغفرت۔

۲ زر اندود منافق بدلتی شیخ

۲ اے زر اندود بدلتی شیخ کو

خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ

ایسے ہی اندھے بندے کے کہ تیری

حقیقت کو نہ سمجھ سکیں چشم بندی نظر

بندی۔ مگر تو ان لوگوں کے رتبہ

جنہوں نے آخرت کا حیلان رکھا

رنگ ہیں مگر ان بدلتی بیروں

کی طرف نہ دیکھ انہوں نے اصلی

معارف میں سے کچھ چیزیں کھری

ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے

۳ پیش حالی ہیں دنیا دلو

جھوٹے شیخ اور بے شیخ میں فرق نظر

نہیں آتا ہے صح کاذب کا ظاہر

صح کاذب صح صادق سمجھ کر چل پڑتا

جھوٹ جاتا ہے اسی طرح جھوٹے

شیخ کی پیروی سے انسان تباہ ہوتا

ہے صح صادق۔ بچے شیخ کے اتباع

سے صح نظر حاصل ہوتی ہے

نیست۔ دنیا میں ہر کھری چیز کی

صورت میں ایک کھلی چیز ہوتی ہے

جس میں ابتداء کی صلاحیت نہ ہوں

کی تباہی ہے زجر کر زین۔ جھوٹے

شیخ کے لئے تنبیہ کہ وہ انبیاء اور

اولیاء کی پیروی کریں۔

زجر کردن مدعی را از دعویٰ و امر کردن او را بجماعت انبیاء و اولیاء

جھوٹے مدعی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۔ یوسلیم۔ یعنی مسیلمہ کذاب جس نے پیام میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کے پیروں گئے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہو جانا آخر ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ اس قلابی نبوت اور رہنمائی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھلے کی پیروی کر اور اس شیخ کو پیشرو بنائے۔ حصر جمع۔ یعنی دنیا کا مال جمع کرنے کا لالچ۔

۲۔ شہ۔ دو سچا آدمی راہنمائی کرے گا اور تجھے بتائے گا کہ اس طرف تباہی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گرجو اسی۔ بھلوں کی محبت لا محاذ مفید ہے۔ بھلے بڑے میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ گرجا۔ ان جھوٹے شیعوں نے اپنے شیعوں کی باتیں مٹ لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں مگر کوئی بد مذہبی بولی سیکھ لے تو اس کے پاس وہ تائید ملیں کہیں سے اور وہ پیغام کہیں ہے جو بد مذہب نے انیس کو سبائیں جا کر دیا تھا۔ قضا ایک خوش آواز پرندہ جو قضا قضا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور نکھر کھاتا ہے اس لئے اس کو سنگ خواہ کہتے ہیں۔

۳۔ بانگ۔ حقیقی پرندے سے اڑنے والے اور فرضی پرگانے والے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور ہد کے تاج میں فرق ضروری ہے۔ بے حلیاں۔ ان جھوٹے شیعوں نے بزرگوں کی کچھ باتیں سیکھ لی ہیں جن کے ذریعہ عوام کو پھنساتے ہیں۔ ہر ہلاکت پہلی استوں پر ہلاکت آتی ہے۔ ہر استیلا کے بعد کو تیار کرنے کی قوت دی گئی لیکن رہنمائی امتیاز نہ کیا۔ یوسلیم نے ان کو تیار کرنے کی قوت دی گئی لیکن رہنمائی امتیاز نہ کیا۔

یوسلیم! گفت من خود احمد مسیلمہ، کذاب، بولا میں خود پیغمبر ہوں یوسلیم را بگو کم گن بطر مسیلمہ کذاب اسے کہہ دے کہ آؤ نہیں اس قلاب و وزی ممکن از حرص جمع دولت جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر شمع ۲ مقصد را نماید ہنچو ماہ شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے گر بخو اہی یا نخواستہی با چراغ خلو تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے گرچہ این زاعاں دخل آفر وختند اگرچہ ان کوں نے مکر کا چراغ روشن کیا ہے بانگ ہد ہد گریا موزد قضا کوئی اگر ہد ہد کی بولی سیکھ لے بانگ ۳ پر رستہ زپر بستہ بدال کلمے پہلے کہہ دینے سے پہلے کی بات سے بچان لے حرف در ویشاں وکلتہ عارفان فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے ہر ہلاک اُمت پیشین کہ بود پہلی استوں کی جو تباہی ہوئی بود شاں تمیز کاں مظہر گند ان میں قوت تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے کوہی کوراں زرحمت دور نیست انہوں کو اندھا پن رحمت خداوندی سے دور نہیں ہے

دین احمد را بفن برہسم زدم میں نے احمد کے دین کو تدبیر کے ذریعہ تباہ کر دیا غزہ اول مشو آخر نگر ابتدا سے ہو کر نہ کھا انجام کو دیکھ پس روی گن تاروی در پیش شمع ابتلا کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے کاس طرف دانہ است یا خود و امگا کہ اس جانب نہ ہے یا جال کی جگہ دیدہ گرد و نقش باز و نقش زانغ باز کی صحت اور کوئے کی صحت نظر آ جاتی ہے بانگ بازارن سفید آموختند سفید بازاروں کی بولی سیکھ لی ہے راز ہد ہد گو و پیغام سبا ہد ہد کا راز اور سبا کا پیغام کہیں ہے تاج شہاں راز تاج ہد ہداں شاہوں کے تاج کو ہد ہد کے تاج سے ممتاز کر لے بستہ اند ایں بے حلیاں بر زباں ان بے حیائوں نے زبان پر باندھ لئے ہیں زانکہ جندل را گماں بر دند عود اس لئے ہوئی کہ جندل پتھر کو انہوں نے اگر سمجھا لیک حرص و آز کوہ و کر گند لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے کوہی حرص ست کاں معدو نیست لالچ کا اندھا پن ہے جو باعث عذر نہیں ہے

ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوہی اگر حقیقی اندھا ہو تو اندکی رحمت اس کی دیکھ کر کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معدوی تاقل معالی ہے۔

۱۔ چار میخ جس کو سزا دی جاتی تھی اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیوں سے جکڑ دیئے جاتے تھے حامدی انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے سزاوارہ تکلیف میں مبتلا ہوا تو اس کی معافی نہیں ہوتی ہے بلکہ گلوئی یعنی ملحق کی بری حالتیں ہوا دیدہ اللہ نے وہ آنکھیں اس کے ہی ہیں کہ انسان آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف دنیا پر نظر رکھے وہ کیا ایک کھلا ہے چلے بہائم جانورائے انجام سے بے خبر ہے گویا ایک کھلا ہے۔

۲۔ چلے دو جسم ان اشعار میں یہ بیان مقصود ہے کہ انسان کی آنکھ کو حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے جس میں انسان کی انجام دہی ہے۔ آنکھوں کی ہلاک کرنے کی صحت میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تعلق وہ ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تعلق ہے نصف قیمت اگر جانور کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اس جانور کی نصف قیمت کا تعلق دینا ہوگا کیونکہ حیوان کی دو آنکھیں اپنا کام کرنے میں انسان کی آنکھ کی تینوں ہیں لہذا آنکھ کا پورا نفع اسکو جاراںکھوں سے پچاسا ہے یعنی خود اس کی دو آنکھوں اور انسان کی دو آنکھوں سے تو اس کی دو آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔

۳۔ درکن انسان دو آنکھوں سے پورا نفع حاصل کرتا ہے جس میں ایک آنکھ پھوڑنا گویا آنکھ کا نصف دیت ضائع کرتا ہے لہذا اس کو نصف پیہ دینا ہوگا۔ یعنی نہ صرف قیمت خرم گدھا چونکہ انجام میں نہیں ہے لہذا اس کی دونوں آنکھیں بمنزل ایک آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانا ہے۔

خفیف یعنی خفیف النعل۔ رشیف۔ رول۔ یعنی ملاوٹ۔ مخ۔

چار میخ حامدی مغفور نے حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے بد گلوئی چشم آخر بینت بست ملحق کی ہلاکت تیری جواب کو کیسے ملتا ہے نہ کر کے ہے ہیں مباحش اعور چو ہلیس لعین خبردار ملعون شیطان کی طرح کانا نہ بن چوں بہائم بنجر از پیش و پس جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو ہچو یک چشم ست کش نبو و شرف انسان کی ایک آنکھ کی طرح ہیں کیونکہ میں شرف نہیں ہے کہ دو چشمش راست مسند چشم تو کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے نصف قیمت لازم ست از جلاہ مذہب کی وہ سے ادھی قیمت لازم ہے بے دو چشم یار کارے می کند یار کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے گرو چشمش ہست حکمش اعور ست اگر چہ اس کی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے می نویسد رقعہ در طمع رعیف روٹی کے لالچ میں رقعہ لکھ رہا ہے

چار میخ اٹھ زرجمت دور نے بادشہ کی سزا شفقت سے وہ نہیں ہے ماہیا آخر نگو بنگر بہ شست اسے پھل کاتنے کو اچھی طرح دیکھ لے بادو دیدہ اڈل و آخر بینن دونوں آنکھوں سے دل لہر آخر کو دیکھ لے اعور آں باشد کہ حالی دید و بس کانا وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے چوں دو چشم گاو در جرم تلف نعل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سزا میں نصف قیمت اززد آں دو چشم او اس کی وہ دونوں آنکھیں ادھی قیمت کے لائق ہیں در کنی ۳ یک چشم آدم زادہ اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکل دے زانکہ چشم آدمی تنہا بخود کیونکہ انسان کی آنکھ اکیلی خود چشم خرچوں اولش بے آخر ست گدھا کی آنکھ آٹھ چونکہ بغیر انجام کے کہنے کے ہے اس خن پایاں ندارد آں خفیف اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ بے عقل

بقیہ قصہ آل نوشتر غلام رقعہ را بطلب اجرے روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ رفت پیش از نامہ پیش مطہی کالے بجیل از میخ شاہ سخی وہ رقعہ لکھنے سے پہلے ملاوٹ مطہی کے پاس گیا کہ اسے سخی بادشہ کے مطہی سے نکل کر نکلائے



از جری ام آیش اندر نظر
میری مدی پر اس کو حیان ہو
نے برائے نخل وے تنگی دست
نہ کہ نخل مد عقدی کی جھ سے
پیش شہ خاک بہت ہم زر گہن
باشہ کے سامنے تو پٹا سنا بھی سنی ہے
او ہمہ زد کرد از حرصے کہ داشت
اس نے اس کی جھ سے جھ میں ہی سب کھد کیا
زد بے تشنوع و او سودے نداشت
اس نے بہت لعل طعن کی کوئی فائدہ نہ ہوا
گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
اس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں
بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
کمان پر طعنہ زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے
بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست
نبی پر الزام نہ اورو خدا کی جانب سے ہے
پیشتر بگر یکے بکشی چشم
آگے کو دیکھ دیا آنکھ کھل
سوی شہ نبوشت خمیں رقعہ
غصہ سے بھرا خط باشہ کو لکھا
گوہر جود و سخائے شاہ سفت
باشہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی ہوئے
در قضائے حاجات جو
ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کر نکلا ہے
گف تو خنداں پیاپے خواں نہد
تیری بھلی سکرانی ہوئی ہے مہ پے خوان دیتی ہے

دور از وز ہمت او کایں اقدر
اس کی لہ اس کی شان سے دور ہے کہ اس قدر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است
اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہے
گفت ولینریست واللہ ایں سخن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے
مطعن مجی وہ گونہ جغت بر فراشت
مطعن کے طعنہ نے اس میں لیلیں اٹھائیں
چوں خری کم آمدش در وقت چاشت
باشہ کے وقت جب اس کو گم خوراک ملی
گفت قاصد می لکید لہ نہا شام
اس نے کہا یہ سب کچھ تم قصدا کرتے ہو
ایں مکیر از فرع ایں از اصل گیر
یہ شان کی جانب سے نہ بھڑکی جانب سے بھج
مَلَوْمِیْتَ اِذْ رَمِیْتَ اِبتلاست
جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا آزمائش ہے
آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم
اے اندھا پانی اصل سے گدلا ہے
ہد س زخم غم درون بقعہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا
اندلاں رقعہ شہی شاہ گفت
اس نے اس رقعہ میں باشہ کی تعریف کی
کاے ز بحر و ابر افروز گفت تو
اے وہ کہ تیری بھلی سندھو اے بڑی ہوئی ہے
زانکہ ابر انچہ دہد گریاں دہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے دیتے ہوئے دیتا ہے

۱۔ کایں قدر یہ کہ میری معمولی
بڑی کی طرف اس کو حیان ہو اور
اس کے بارے میں کسی کرنے کا حکم
نہ دلیزی۔ یعنی بات باہر کے
لوگوں کی جانب سے ہے ذرا کہن۔
۲۔ اسنا بہت خالص ہو جاتا ہے وہ
گفت۔ یعنی طعنہ مطعن سے ہر چند
سمجھا کہ تیری مدی شاعی حکم سے کم
کی جھ سے لیکن اس نے ایک دلیل نہ
ملی۔ نتیجہ لغت سلامت۔

۳۔ قاصد یعنی پتہ لے لے لہذا
سے کیا ہے فرع یعنی باشہ کا
عمل اصل۔ یعنی باشہ بر کماں۔
تیرا لہ کمان خود کام نہیں کرتے ہیں
چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے
بارست۔ جنگ جلد میں آنحضرت نے
ایک ٹھکی مٹی جھینگی جس سے مخالف
سراسر ہو گئے قرآن پاک نے اس
کے پیچھے کی نسبت آپ کی طرف کی
اور پھر اس کی ٹھکی کر دی اس لئے کہ
اس وقت آنحضرت کو انتہائی قرب
حاصل تھا۔ ابتلاست۔ جو لوگ قرب
فرائض سے متعلق ہیں وہ حقیقت و
عجز کی بحث شروع کر دیتے ہیں۔

سر یعنی چشم۔
۴۔ خط۔ مطعن کے طعنہ سے
جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں گیا
اور باشہ کو پر عتاب خط لکھ دیا۔
یعنی مکان۔ کاے کر دے۔
قضائے حاجت یعنی لوگوں کی
ضروریات پوری کرنے کے لئے ان
کی ضروریات کی جستجو کرتا ہے
زانکہ ابر اہل با خواست رہتا ہوا فیض
پہنچاتا ہے۔

ظہیر رُقعہ اگرچہ مدح بُود
اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
زماں ہمہ کار تو بے نورست و زشت
اس لئے تیرے تمام کام بے رونق ہو جھڑے ہیں
رونقِ کارِ نحساں کلبہ شود
کینوں کے کام کی رونق کھٹی ہوتی ہے
رونقِ دنیا بر آرد زو کساد
دنیا کی رونق جلد کھٹ ظاہر کر دیتی ہے
خوش ۲ مگر وہ از مدیجی سینہا
جینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں
اے دل از کین و کراہت پاک شو
اے دل کینہ اور نفرت سے پاک ہو جا
بر زباں الحمد و اکراہِ دواں
زبان پر تعریف اور اہم نفرت
وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم
تب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں

بویٰ! خشم از مدح اشرہا می نمود
خشم کی بوجہ تعریف میں سے آہر ظاہر کر رہی تھی
کہ تو دُوری دور از نور سرشت
کیونکہ تو فطری نور سے بہت دور ہے
ہچو میوہ تازہ زو فاسد شود
جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے
زانکہ ہست از عالم و فساد
کیونکہ وہ بنے اور بگڑنے والے جہاں کی ہے
چونکہ در مداح باشد کینہا
جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہوں
وانگہاں الحمد خواں چالاک شو
پھر تعریف کر اور تیز ہو جا
از زباں تلبیس باشد یا فسوں
زبان کا فریب ہو گا یا کمر
من بظاہر من بیاطن ناظر م
ظاہر کو میں باطن کو دیکھنے والا ہوں

۱ بویٰ! خشم یعنی اس خط میں الفاظ
تو تعریف کے تھے لیکن ان میں سے
خشم کی بویٰ کی گند زل انسان کے
اعمال اگر حسن نیت سے خالی ہوں تو
بے رونق ہیں جیسے کہ اس غلام کی
تعریف تھی سرشت خلقت
طینت میوہ تازہ پھل کو
رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں زود
زود کا ختم ہے

۲ خوش آگاہی میں صدمت ہو اور
زبان پر تعریف ہو تو کسی تعریف سے
ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے اے
دل انسان دل کی صفائی کے ساتھ
الہ پر ہے اور تعریف کرے تو تیزی
سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے
تلبیس پہلے فریب دھوکا دینا
بہنایا کھینچ کر دل کا ڈر
اس جیسے کھینچ کے مارا کر
گفتہ خدا حدیث شریف ہے اور
اَللّٰہُ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوْرَتِکُمْ
وَقُلُوْبِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ
وَأَعْمَالِکُمْ اَللّٰہُ تعالیٰ تمہاری صورتوں
اور باطن کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے
دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے

۳ حکایت اس حکایت کا
خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف
کرنے والے کی زبان پر تعریفی
کلمات تھے لیکن گزری سے خالی
تھا خلافت پہنچی عراق اس زمانہ
میں دارالخلافہ تھا فراق یعنی وطن
سے جدائی مڑھہ خوشگن۔

حکایت ۳ آں مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح می کرد
اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو اہم کی خاطر ممدوح کا شکر یہ لہا کرتا تھا اور اس
بُوئے اند وہ وغیم اندوون او از خلافت لاق او ظاہر می
کے باطنی رنج غم کی بواں کی گڈی کے پانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی
نمود کہ آں شکہ ہا ہمدافست و دروغ
کہ مقام شکر یعنی شہی اور صحت ہیں

آں یکے بادلق آمد از عراق باز پُر سیدند یاراں از فراق
ایک شخص عراق سے گڈی پہنے ہوئے آیا دوستوں نے جدائی کے دور کا حال دریافت کیا
گفت آری پد فراق لا سفر
اس نے کہا ہاں جدائی تو تھی لیکن سفر
میرے لئے بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا

کہ خلیفہ دادہ دہ خلعت مرا

کیونکہ خلیفہ نے اس شلوی جوڑے مجھے عطا کئے

شکر ہوا حمد ہا بری شمر د

شکر ہے اور تعریفیں شد کرتا تھا

پس بگفتندش کہ احوال نرشد

تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال

تن برہنہ سر برہنہ سوختہ

بدن نکا سر نکا جلا ہوتا

گو نشان شکر و حمد میر تو

تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟

گر زبانت مدح آل شہ می شد

اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے

در سخنی آل شہ و سلطان جود

اس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں

گفت من ایثار کردم انچه داد

اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے خیرت کر دیا

بستدم بجلہ عطاہا از امیر

میں نے بادشاہ سے سب عطیات لے لئے

مال دادم بستدم عمر دراز

میں نے مال دے کر ہزار عمر خرید لی

پس بگفتندش مبارک مال رفت

تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا

صد کرامت در درون تو چو خار

تیرے اندر سکڑوں ناگہریاں کاغنے کی طرح ہیں

کو نشان عشق و ایثار روضا

عشق اور ایثار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟

۱۔ اگر قریش۔ خلیفہ کے لئے دعا

۲۔ شکر ہوا اس نے خلیفہ کا بے حد

۳۔ شکر ہے اور تعریف کی بگفتندش۔ لوگوں

نے اس سے کہا تیری خراب حالت

۴۔ اس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول

۵۔ رہا ہے تن برہنہ تیرا رنگا بدن لکڑی

۶۔ دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی

خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ۔ یعنی

۷۔ دھوپ سے۔ میر۔ یعنی خلیفہ ہے

۸۔ تو فر۔ ہے عزت۔

۹۔ گر زبانت۔ یعنی اگرچہ تیری

۱۰۔ زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن

۱۱۔ تیرے ساتوں اصحاب اس خلیفہ کی

۱۲۔ شکایت کر رہے ہیں۔ مرزا تو کئے

۱۳۔ پاؤں اور کئے بدلے اس عطا میں

۱۴۔ جو نہ اور شکر نہ کئے۔ ایثار۔ اپنی

۱۵۔ ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو

۱۶۔ ترجیح دینا۔ بختاد۔ دہلی۔ عمر داد۔

۱۷۔ فقرا میر کی ہزاری کی دعا دیتے ہیں۔

۱۸۔ پس۔ لوگوں نے اس سے کہا

۱۹۔ کہ مبارک ہو کر دنیا کا قابل مال دے

۲۰۔ کر عمر داد حاصل کر لی لیکن تیرے

۲۱۔ دل میں دھولیں کھیل اٹھ رہا ہے اور

۲۲۔ شوش کہیں ہے صد کہانت۔ چمک

۲۳۔ دل میں ناگہریاں کی خلش ہو اور غم تو

۲۴۔ کسی خوشی کی نشانی کہاں ہوتی ہے

۲۵۔ کو نشان عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضا

۲۶۔ مندی اور عشق میں تمام مل خیرات کیا

۲۷۔ ہے تو اس کی کوئی علامت تجھ میں ہو

۲۸۔ ظاہر ہوئی چاہیے۔

کہ قریش! باد صد مدح و ثنا

خدا کرے بکلاں مدح و ثنا اس کی ساتھی بنیں

تا کہ شکر از حد و اندازہ میر د

حتی کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا

بر دروغ تو گواہی می دہند

تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں

شکر را دُر دیدہ یا آموختہ

تو نے شکر کو چلایا ہے یا سیکھا ہے

بر سر و برپلی بے توقیر تو

تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر

ہفت اندامت شکایت میکند

تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں

مرثرا کفشے و شلوارے نبود

تیرے لئے جوتا اور شلوار نہ تھی

میر تقصیرے مکرد از انتقاد

بادشاہ نے دہلی میں کوئی کی نہیں کی

بخشش کردم بر یتیم و بر فقیر

میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیے

در جزا زیرا کہ یوم پاکباز

بدلے میں کیونکہ میں پاکباز ہوں

چہست اندر باطنت اس درود و تقص

یہ دھول اور شوش تیرے اندر کیسی ہے؟

کے بود لدہ نشان بپشمار

غم بشارت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟

گر درست است آنچه گفتی ماضی

اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

خود گزتم ماں گم شد میل اگو
میں نہ لٹل چلا گیا خیرت کرنے کا میلان کہل ہے؟
چشم تو گر بند سیاہ و جاں فزا
اگر تیری آنکھ کالی تھ جافزا تھی
گو نشان پاکبازی اے خرش
اے ترشوا پاکبازی کا نشان کہل ہے؟
صد نشان باشد دروں ایثار را
باہن میں ایثار کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں
مال در ایثار اگر گردد تکلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے
در زمین حق زراعت کردنی
اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھیتی کرنا
گر گردد زرع جاں یک دانہ صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ سو نہ بنیں
اصل ارض اللہ قلب عارفت
اللہ تعالیٰ کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے
گر نہ زوید خوشہ از روضات ہو
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو
چونکہ این ارض فنا بے رنج نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدلہ کے نہیں ہے
رجح آں رانے حد و نہ حد بود
اس کی پیدلہ کی حد و شد نہیں ہے
حمد گفتی گو نشان حامدوں
تو نے تعریف کی تعریف کرنے لک علامت کھل ہے
حمد عارف مر خدا را راست است
عارف کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے درست ہے

سئل اگر بگذشت جلی سئل گو
سلاہ اگر گذر گیا ہے سلاہ کی جگہ کہل ہے؟
گر نماند او جافزا ارق پرا
اگر وہ جافزا نہیں رہی تو نیلی کیل ہے؟
بوی لاف کر ہی آید شمش
بیہوش شچی کی بو آ رہی ہے چپ نہ
صد علامت ہست نیکو کار را
نیکو کار کی سیکڑوں علامتیں ہیں
در دروں صد زندگی آید خلف
دلہ میں باہن میں سیکڑوں زندگیاں آ جاتی ہیں
تخمہائے پاک وانگہ دخل نی
چ پاک تھ بھر پیدلہ نہ ہو
محسن ارض اللہ واسع کے بود
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی فضا وسیع کب نہ
لا امکان ست وندار فوق و پست
جو لامکان ہے تھ بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے
پس چہ واسع باشد ارض اللہ بگو
تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چوں بود ارض اللہ آں مستوسع ست
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کا کیا حال ہو گا وہ بہت وسیع ہے
کمتریں دانہ وید ہ مقصد بود
معمولی دانہ ڈالے تو سات سو ہو جائیں
نہ بر وقت ہست اثر نے اندر دل
نہ تیرے اللہ اثر ہے نہ باہر
کہ گواہ حمد او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے کوہن گئے ہیں

۱ میل۔ یعنی نیکی اور خیرت
کرنے کا رجحان اور خواہش۔ سئل
پانی بہہ کر نکلتا ہے تو کچھ نشان
جاتا ہے۔ چشم اگر کوئی کے کیری
آنکھیں سر کیوں ادر بہت حسین ہیں تو
اس کی آنکھوں میں نیلا مٹ تو نہ ہونی
چاہیے۔ کونشان۔ چہرے کی روشنی بتا
رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ کپ
ہے۔ سزناں۔ اگر طبیعت میں ایثار
کا دانہ ہوتا ہے انسان کا کراہت ہوتا
ہے تو اس کے سیکڑوں آثار ظاہر ہوتے
ہیں۔ خلف۔ سایہ را کرتا ہے تو دل
میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔
اللہ کے راستہ میں انسان ایثار کرے
اور نیک نیت ہو تو نتائج اور آثار یقیناً
نمایاں ہوں گے۔ دخل۔ آمدنی
پیدلہ۔

۲ گر گردد اگر اللہ کی زمین میں
ایک دانہ کے سونہ آئیں تو پھر اللہ کی
زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جاسکتا
ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی
سر زمین ہے۔ ہو۔ اللہ تعالیٰ چمک رہا
کی فانی زمین جب پیدلہ دیتی ہے تو
اللہ کی زمین میں کیسے پیدلہ نہ دے گی
اور دل میں سب کا بیج بونے سے اس
کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہوں گے۔

۳ رنج۔ پیدلہ فرآن پاک میں
ہے۔ مثل اللین یفقرن أموالہم
فی سئل اللہ کما یصل حبة ثبث
منع سئل فی کل منبہ مقہ
حبة جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال
خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی
مثال اس دانہ کی ہے جس سے
سات بائیس پیدلہ ہوں اور ہر مال میں
سو دانے۔ حمد عارف۔ عارف باللہ
جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس کے
اعضائے اس کی گواہی دیتے ہیں۔

وزنگ زندان دنیا اش خرید
 اور دنیا کے قید خانہ کی گہرائی سے اس کو نجات دیدی
 آیت حمد است او را بر کف
 اس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے
 ساکن گلزار عین جاریہ
 وہ باغی اور جلدی چشمہ کا ساکن ہے
 مجلس و جاہ و مقام در تہش
 وہ اس کی مجلس اور عجب اور مقام اور مرتبہ ہے
 جملہ سر سبزند رشاد و تازہ رو
 سب خوشحال اور خوش اور تازہ رو ہیں
 صد نشانے دار و صد گیر و دار
 سیکڑ نشان اور سیکڑ شان و شوکت رکھتی ہے
 وال گلستاں و نگارستاں گواہ
 اور وہ باغ اور ٹھہر خانہ گاہ ہے
 در گواہی ہچمو گوہر در صدف
 گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی
 وز سرو و روتا بد اے لانی غمت
 اے شجی خدے اسر اور چہرے سے تیرا غم چمک رہا ہے
 تو بجلدی ہائے موم کن گراف
 تو پہلوی کے نفوس سے شجی نہ مار
 از دم تو می کند مشکوف راز
 تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے
 می زند از سیر کہ یا وہ گوئی
 بہن کی پھلی ہے ' کہیں نہ کر
 خانہ دل را نہاں ہمسایگان
 دل کے گھر کے چھپے ہوئے پڑوسی ہیں

از چہا تاریک جسمش بر کشید
 اندھیرے کنویں سے اس کے جسم کو نکال لیا
 اطلس تقویٰ و نور مؤ تلف
 تقویٰ کا اطلس اور بائوس نور
 وار ہیدہ ار جہان عاریہ
 چند روز دنیا سے وہ نجات پا گیا
 بر سریر برتر عالی بہشت
 اس کی ہمت بلند راز کے تخت پر ہے
 مقعد صدقہ صدیقہ صدیقہ درو
 وہ سچائی کی لکڑی نصیب گاہ ہے کہ صدیق اس میں
 حمد شاں چوں حمد گلشن از بہار
 رونق کی وجہ سے اس کی حمد گلشن کی حمد جیسی ہے
 بر بہارش چشمہ و نخل و گیہا
 اس کی رونق پر چشمہ اور کھجور اور گھاس
 شلہ شلہ ہزاراں ہر طرف
 ہر جانب ہزاروں گلہ موجود ہیں
 یوی سیر بد بیاید از دمت
 تیرے سانس میں سے بہن کی بدبو آتی ہے
 یوشنا ساند حاذق در مصاف
 میدان جنگ میں ماہر ' بوسگنے والے ہیں
 تو ملاف از مشک کال یوی پیاز
 تو مشک کی گپ نہ مار کیونکہ پیاز کی بدبو
 گلشکر خورم ہی گوئی و یوی
 تو کہتا ہے میں نے گلقدہ کھلیا ہے اور بو
 ہست دل مانند خانہ کلاں
 دل بڑے گھر کے مشابہ ہے

۱۔ لڑچ۔ اس عارف کو اللہ کی تعریف اعلیٰ انداز پر پہنچا رہی ہے اس کے اصحاب پر انور و برکات رخصا ہو جاتے ہیں۔ وہ بے خوف و ہراس ہیں۔ اس عارف کو دنیا سے نجات دے کر جتنی بنا دیتی ہے عین جلدی۔ جنت میں جلدی جتنے ہیں۔
 ۲۔ بر سریر برتر۔ قرآن پاک میں ہے: *اِنَّ الْفَاضِلِينَ لَفِي حَبْتٍ وَنُورٍ فِي مَقْعَدٍ صُلِقٍ عَذْمًا لِّكَ مَقْعَدٌ* جو لوگ پرہیز گزار ہیں وہ جنت کے باغوں اور نہروں میں سچی عزت کی جگہ پاؤں گاہ کے مشرب ہوں گے جو گلشن۔ باغ کی حمد اس کی بہار ہے اور اس بہار کے گلہ اس کی پھل اور چشمہ وغیرہ ہیں۔
 ۳۔ شلہ۔ پہلا شلہ یعنی گلہ اور دوسرا شلہ یعنی حاضر ہے یوی سیر۔
 ۴۔ یوی لوگوں نے عراق سے ماہی آئے والے سے کہل حاذق۔ ماہر۔ مصاف۔ میدان۔ جنگ۔ جلدی۔ پہلوی۔ ہائے و ہوش و غل۔ تو ملاف۔ جب منہ سے پیاز کی بو آ رہی ہو تو مشک کھانے کی سچی نہ بھولنی چاہیے مشکوف کھلا ہوا گلشکر۔ گلقدہ۔ برہن۔

از ۱ شگافِ روزن و دیوار ہا
روشنی مان ہر دیووں کے شگاف سے
از شگافے کہ نداند ہیچ وہم
اس شگاف سے جس کو کوئی ہم بھی نہیں جانتا ہے
از بے بر خوال کہ دیو و قوم او
قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان ہر اس کی ذریت
از رہے کہ انس از اس آگاہ نیست
اس راستے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے
در میانِ ناقداں زرقے متن
پرکتے دلوں میں مکاری نہ کر
مرحک ۲ را رہ بود در نقد و قلب
کسوئی کے لئے کمرے ہر کسوئی میں رہا ہوتی ہے
چوں شیطاں با غلیظ پہلی خویش
جبکہ شیطاں اپنی گندگیوں کے باوجود
مسکے دارند دُر دیدہ دلوں
وہ باہن میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں
و مبدم خبط و زیاں شال میرسد
ہر گھڑی خبط اور نقصان پہنچتا ہے
و مبدم خبط و زیانے می کنند
ہر گھڑی خبط اور نقصان کرتے ہیں
پس ۳ چرا جانہائے روشن در جہاں
تو پھر روشن جائیں دنیا میں کیوں
در سرایت کم خراز دیواں شدند
کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں
دیو در دانہ سوي گرووں رود
شیطان چھوٹی کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے

مطلع گردند بر اسرار ہا
ملاہوں سے واقف ہو جاتے ہیں
صاحب خانہ ندارد ہیچ سہم
جس سے کمر مالے کو کوئی غلہ نہیں ہے
می برزند از حالِ انے خفیہ یو
انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر سمجھ لیتی ہے
زانکہ زین محسوس وزیں اشباہ نیست
کیونکہ محسوسات ہر ان محسوس میں سے نہیں ہے
باجک اے قلبِ دُور لائے مزن
اے کہنے کھوئے! کسوئی سے کپ نہ مل
کہ خدائش کرد ہمیر جسم و قلب
کیونکہ خدائے اس کو جسم ہر دل کا حاکم بنایا ہے
واقف انداز بر سرِ ماو فکر و کیش
ہرے ملا ہر فکر اور غیب سے واقف ہیں
ماز دُر دیدہ ایشاں سرنگوں
ہم ان کی چھوٹیوں کی جہ سے لہرے ہیں
رنج میں بیند از اس جان و جسد
اس سے روح اور جسم تکلیف پاتا ہے
صاحبِ نقب و شگافِ روز نند
وہ کھڑکی کے سوا ہر شگاف کے مالک ہیں
بے خبر باشند از حالِ نہاں
پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گی؟
رُجھا کہ خیمہ بر گرووں زدند
وہ روئیں جنہوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟
از شہابِ محرق او مطعوں شود
جلانے والے شہاب سے اس پر نیزہ لگتا ہے

۱ از شگافِ دل کی کھڑکی کے
شگاف سے ہر دل کے ملا دیکھ لیتے
چیں ملے قرآن پاک میں ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ تَمُوتُونَ
تسود گئے یا جنتاً یا عذاباً
اللہ تعالیٰ لا یغفل عن شیطان
ہر اس کی ذریات تم کو دیکھتے رہے
ہیں جہر سے تم ان کو گھس دیکھتے ہم
نے شیطانوں کو ان کا یاد بنایا ہے جو
ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ہے وہ
راست انسان کو غیر محسوس ہے اشباہ
استل دلوں کہینہ

۲ مرحک یعنی لولہاء اللہ لے
کشف کے ذریعہ دل کے احوال
معلوم کر لیتے ہیں۔ چوں شیطاں
لولہاء کے کشف کی دلیل ہے یہ
شعر شرط ہے پانچویں شعر میں پس
چراں کی جڑا ہے کیش۔ غیب
مسکے دستہ

۳ پس چل جب شیطاں دل
کی بات جان لیتے ہیں تو لولہاء کیوں
نہ جان لیں گے۔ لولہ یعنی لولہاء کی
روئیں شہاب۔ ٹوٹنے والا ستارہ
خرقہ جلانے والا۔ مطعوں نیزہ
زود

سرنگوں از چرخ زیر آفتد چُناں کہ شقی در جنگ از زخم سناں
آسمان سے ایسا لوندھا ہو کر نیچے گتا ہے جس طرح بدبخت جنگ میں نیزے کے زخم سے
آں زر شک ز جہلی دل پسند از فلک شاں سرنگوں میں افگند
محبوب دھول کے رشک کی وجہ سے ان کو آسمان سے لوندھا پھینک دیتے ہیں
تو اگر اُٹھتی ونگی کور و کر ایں گماں بر ز جہلی مہ مبر
اگر تو لہجہ اور لنگڑا اور لوندھا اور بہرا ہے تو بزرگ دھول پر ایسا لگن نہ کر
شرم دار و لاف کم زن جاں ممکن کہ بسے جاسوں ہست آں سوتن
شرم کر اور شقی ہلاک نہ ہو کہ بسے جاسوں ہست آں سوتن

در یافتن طیبیان الہی امراض دل و دین را در سیمائے مرید و بیگانہ
غفلت طیبیوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو مرید اور اہل حق کے چہرے سے
از کفن گفتد نو و رنگ چشم نو و بے انہمہ نیز از رہ دل کہ لہم
اس کے بات کے لیے اور آنکھوں کی رنگت سے اور اس کے بغیر بھی دل کے راتے سے کیونکہ وہ دل
جو اَبْسِس الْقُلُوب فَجَا لَسُوهُمْ بِالصَّلٰقِ
کے جاسوں ہیں ان کے ہم نشین چاہی سے کرو

ایں طیبیان بدن دانشور اند بر سقام سہ توز تو واقف تر اند
یہ بدن کے طیب دانش مند ہیں تیری پید پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
تاز قارورہ ہمی بیند حال کہ ندانی تو ازاں زو اعتدال
جی کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں کہ تو اس طریق سے بیماری کو نہیں سمجھ سکتا
ہم زبض و ہم زرنگ و ہم زدم بو برزند از تو بہر گوئے سقم
نہض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی تو ہر قسم کی بیماری کا پتہ لگا لیتے ہیں
پس طیبیان الہی در جہاں چوں ندانند از تو بے گفت وہاں
تو دنیا میں غفلت طیب منکے گفتگو کے بغیر تیری بیماری کو کیسے جان جائے گا
ہم زبض و ہم زرنگ و ہم زدم صد سقم بیند در تو بید رنگ
وہ تیری نہض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگت سے بھی بلا توقف سیکھوں بیماریاں دیکھ لیتے ہیں
ایں طیبیان نو آموزند خود کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
یہ طیب خود نو آموز ہیں کیونکہ ان کو ان علاقوں کی ضرورت ہوتی ہے

۱۔ تو اگر انسانِ فطرتِ نکلات سے محروم ہے تو اولیاء کو محرم نہ سمجھے
۲۔ یافتن جبکہ بدنی املاءِ علامتوں کے ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو روحانی املاءِ علامت کے ذریعہ روحانی امراض کو پہچان نہ جان سکیں گے بلکہ ان کو ظاہری علامت کی بھی ضرورت نہیں ہے

۳۔ سقام۔ بیماری۔ قارورہ۔ املاء۔ پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے ہیں۔ اعتدال۔ پتہ ہو جاتا۔ ہم زبض۔ املاء۔ نہض۔ رنگت اور سانس کے ذریعہ امراض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ پس طیبیان۔ لہذا روحانی طیب بھی بغیر ستائے امراض کو پہچان جاتے ہیں۔

۴۔ ہم زبض و ہم زرنگ۔ یہ بدنی املاءِ آموز ہیں اس لئے ان کو ان علاقوں کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی املاءِ دور سے ہی نام مگر تمام اندرونی حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

۱۔ بلکہ بیدو جانی طیب تو زبان
کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندوئی
کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ نو۔
ذلت حق۔ مراد اس قصہ سے یہ
سمجھایا ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے
حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش
سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر
لیتے تھے اور لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

۲۔ بایزیدؒ نام بطور ہے اسی لئے
ان کے سلسلہ کے لوگ طیفوری
کہلاتے ہیں حضرت جنید بغدادی
نے فرمایا کہ بایزیدؒ کو ہم میں وہی
نسبت ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو
فرشتوں میں۔ بہتر سال کی عمر میں
بسطام میں ۳۳۳ھ وفات پائی۔
ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمد غزنوی کے

دور کے بزرگ ہیں روحانیت
اور ولایت کے طہر پران کو بایزیدؒ سے
نسبت ہے آپ نے چالیس سال
تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز
پڑھی ہے ۳۳۴ھ میں خرقان میں
وفات پائی۔

۳۔ سوا۔ اطراف شہر۔ رے
ایک علاقہ کا نام ہے علاقہ رازی اسی
رے کی طرف منسوب ہیں۔
خرقان۔ خرقان رے کے علاقہ میں
ایک گاؤں ہے اشتقاق۔ سوگھنا۔
کوزہ۔ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے
شراب پی اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ
ہوا سے پانی بن جاتا ہے لہذا ان کا ہوا
سے شراب پینا درست ہے۔ آں۔
برف کے پانی سے بھرے ہوئے
پیالے پر جو بوندیں باہر جم جاتی ہیں
وہ اندک کا پانی نہیں بلکہ سردی سے ہوا
پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کلاہاں از دور نمانت بشنوند
کال لوگ وہ سے تیرا نام سننے ہیں
تیرے آنے والے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
بلکہ اپیش از زادن تو سالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے
تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
حالی تو داندیک یک مؤ بمؤ
زانکہ پُر بودند از اسرار ہو
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں
کیونکہ ذلت حق کے رازوں سے پر ہیں

مرثوہ داون بایزید قدس سرہ از زادن ابوالحسن خرقانیؒ
حضرت بایزید قدس سرہ کا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے
پیش از سالہا و نشان داون صورت و سیرت او یک بیگ
میں سالوں قبل خوشخبری دے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دیدینا
دوشتین تاریخ نویساں آل رحمت صدق او
اور ان کی تصدیق کے لئے تاریخ نویسوں کا اس لکھ لینا

آں شمدی داستان بایزیدؒ
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت
ایک دن وہ شاہ تقویٰ بنا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مشتاق کرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا
بُوئی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سوگھتے تھے
کوزہ کو از تخ آہ پُر بود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو
آں ز سردی باد آہے گشتہ است
تو ہوا ٹھنک سے پانی بن گئی ہے
گوز حال ابوالحسن پیشیں چہ دید
کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے ہی کیا دیکھا تھا؟
باہر یدال جانب صحرا و دشت
جنگل اور بیابانی طرف مریدوں کے ساتھ
ذر سوا س رے زسوی خدقاں
رے کے اطراف میں خدقان کی جانب سے
بُوئی را از باد اشتقاق کرد
ہوا سے خوشبو کو سوگھنا
جان او از باد بادہ می کشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرق بر طاہرش پیدا شود
جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں
از درون کوزہ خم بیروں نجست
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

پانی بوی اور مر اور آب گشت
خوشبو لانے والی ہوا ان کے لئے پانی بن گئی
چوں در و آثارِ مستی شُد پدید
جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے
پس پرسیدش کہ ایں احوالِ خوش
تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین حوال
گاہ سُرخ و گاہ زرد و گہ سپید
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید
می کشی بوی و بظاہر نیست گل
آپ خوشبو سونگر ہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے
اے تو کام جانِ ہر خود کامہ
اے وہ کہ آپ ہر عادتِ مندی کی جان کا مقصود ہیں
ہر دے یعقوب و اراز یوسف
حضرت یعقوب کی طرح ہر وقت ایک ہوش سے
قطرہ بر ریز بر مازاں سب
اس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے
خونداریم اے جمالِ مہتری
اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے
اے فلک پیکلی چُست چُست خیز
اے آسمان کو تاپنے والے چالاک اور سبک پرور!
میر س مجلس نیست در دواں و گر
نہانہ میں کوئی دھوا صد محفل نہیں ہے
کے تو ان نوشید ایں مے زیر دست
یہ شرب چما کر کب پی جا سکتی ہے
بوی را پوشیدہ و ممکنوں کند
اپنی بو کو پوشیدہ اور ممکن کر لیتا ہے

۱۔ باد حضرت بایزیدؒ کے لئے وہ
ہوا جو خوشبو لانی گی پانی بن گئی اور پانی
میں وہ کیفیت پیدا ہوئی جو شراب میں
ہوتی ہے۔ پس اس مرید نے
حضرت بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ
آپ کیا سلوک رکھ رہے ہیں بظاہر کوئی
پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب
و غریب کیفیت کیوں طاری ہو رہی
ہے۔ چنانچہ حوالِ غمہ۔ شش۔ چھ
جہتیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ گل۔ ذات
حق۔ کام۔ مقصود۔ خود کامہ۔
ضرور تہند۔

۲۔ ہر دے حضرت یعقوب
نے وہ دے ہی حضرت یوسفؑ کی
قیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ قطرہ جو
احوالِ آپ پر طاری ہیں ان کے
بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ خود
آپ نے ہمیں اس کا عادی نہیں بنایا
ہے کہ آپ خما مستفید ہوں اور ہم
محرور ہیں۔
۳۔ میر مجلس۔ صد مجلس ہی
دوسروں کو شراب پلاتا ہے حریفان یعنی
مجلس کے شریک کے توں۔ حضرت
بایزیدؒ سے ان کے مرید نے کہا
شراب چما کر نہیں پی جا سکتی اس کا
یقیناً ظہور ہوا جا جائے انسان اگر مذکی
بوگی چما لے آنکھوں کی مستی کیسے
چمپا لے گا۔

آب ہم اورا شرابِ ناب گشت
پانی ان کے لئے خالص شراب بن گیا
یک مرید اورا ازال دم بر رسید
ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا
کہ برونست از حسابِ پنج و شش
جو پانچ حوال اور چھ جہات کے حساب سے باہر ہیں
می شود رویت چہ حالست و نوید
آپ کا چہرہ ہوا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟
بیشک از غیب مست و از گلزارِ گل
بیشک وہ غیب سے اور ذاتِ گل کے گلزار سے ہے
ہر دم از غیبت پیام و نامہ
آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے
می رسد اندر مَشامِ توشفے
آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے
شتمہ زان گلستاں باما بگو
اس گلستان کا تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجئے
کہ لبِ ما خشک و تو تنہا خوری
کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پیتے
زبان چہ خوردی جُرعہ برما بریز
جو آپ نے پیا ہے اس کا ایک گھونٹ ہمیں دیجئے
جز تو اے شہ در حریفان در نگر
اے شہ! آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے
مے یقین مَر مر در ارسوا گرست
شراب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے
چشمِ مستِ خویششن را چوں کند
اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

خودانہ آں یویست ایں کندر جہاں
یہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں
پُرشد از تیزی او صحرا و دشت
اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں
ایں سرخ را بہ کہگل در مکیر
اس نئے سر کو کہگل سے بند نہ کیجئے
لطف کن اے راز دار راز گو
اے راز کو جانے والے راز کو بتانے والے میرانی کیجئے
گفت یوی بوالعجب آمدن
انہوں نے فرمایا مجھ تک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے
کہ محمد گفت بر صبا
کہ محمد نے فرمایا صبا کے ذریعہ
یوی را میں می رسد از جان و پس
لوہس کی جان سے رائیں کی خوشبو آ رہی ہے
از او پس واز قرن یوی عجب
لوہس اور قرن کی عجیب خوشبو نے
چوں او پس از خویش فانی گشتہ بود
چونکہ لوہس اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے
آں ہلیلہ پر و ریدہ در شکر
بڑ شکر میں سر بی بٹائی ہوئی
آں ہلیلہ رستہ از ما و منی
کیونکہ وہ ہر خوبی اور ثنیت سے نجات پا گئی ہے
آں کسے کز خود بگئی در گذشت
وہ شخص جو خوبی سے پوری طرح گزر گیا
ایں خن پایاں ندارد باز گزد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہاں لوٹ

صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں
دشت چہ کزنہ عفلک ہم در گذشت
جنگل کیا، اور تو آسمانوں سے گزر گئی ہے
کایں برہنہ نیست خود پوش پذیر
یہ ننگا دکھنے جانے کے قابل نہیں ہے
آنچہ بازت صید کردش باز گو
جو آپ کے باز نے شکار کیا ہے بتا دیجئے
بہچیاں کہ مر نبی را از یمن
جیسے کہ نبی کو یمن سے محسوس ہوئی تھی
از یمن می آیدم یوی خدا
مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے
بُوئے رحمن می رسد ہم از او پس
لوہس سے میں بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے
آں نبی رامست کرد و پر طرب
نبی کو مست اور سرور کر دیا
آں زمینے آسمانے گشتہ بود
زمین و آسمان بن گئی تھی
چاشنی تلخیش نبود دگر
اس میں پھر تخی کا مزا نہیں رہتا ہے
نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
صحت بڑ کی، مزا ہر کا نہیں ہے
ایں منی و ملی خود در نوشت
اس نے خودی اور ثنیت کو لپیٹ دیا ہے
تا چہ گفت از دجی غیب آں شیر مرد
بتا اس شیر مرد نے نبی وحی کے بارے میں کیا کہا؟

۱۔ خود شراب معرفت کی خوشبو
لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ
سکتی۔ پردہ۔ اس شراب کی خوشبو
سے جنگل اور صحرا تو بھر ہوا ہے ایں
کی خوشبو آسمانوں سے بھی گزر گئی
ہے اس سرخ۔ شراب معرفت کے
نئے سر کو کئی سے بند نہیں کیا جا
سکتا یہ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے
لطف۔ آپ کی باطنی تہہ نے
معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ
ہیں بھی بتا دیجئے۔

۲۔ گفت حضرت با یزید نے
فرمایا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف
ہے یقینی لا جملہ نفس المؤمنین
من قبل الیقین میں خدا کے واسطے کو
یمن کی جانب سے محسوس کر رہا
ہوں۔ رائیں۔ یعنی مشہور عاشق اور
دیس اس کی معشوقہ تھی اس کے بعد
ویدہ عشق کا غلبہ اس قدر ہوا کہ وہ
رائیں کی عاشق بن گئی تھی یعنی عاشق
جب اسے آب کو فنا کرتا ہے تو اس
میں مومشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے
اسی طرح حضرت اوہس قرنی میں
سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن۔
حضرت لوہس کا وطن ہے۔

۳۔ فانی گشتہ بود فنا کے بعد
انسان اللہ کے اطلاق والا ہو جاتا ہے
اور زمین سے آسمان بن جاتا ہے
ہلیلہ۔ بڑ کا جب سر بی بن جاتا ہے
تو وہ اپنی خوشبو اور ذائقہ سے علیحدہ ہو
جاتی ہے۔ یعنی خودی اور ثنیت۔
آں کے۔ جو شخص فنا کا حصہ حاصل کر
لیتا ہے اس کی خودی اور ثنیت ختم
ہو جاتی ہے۔ دجی غیب۔ یعنی با یزید کو
جو نبی الہام ہوا تھا۔

جواب سلطانِ بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ
 شہ بایزید قدس سرہ کا جواب اخفصہ کے قول کے ہم معنی کہ میں
 علیہ وسلم کہ **اِنْ لَّا جَذَّ نَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْيَمِّنِ**
 یمن کی جانب سے جذلی سانس محسوس کر رہا ہوں

۱۔ اللہ یعنی خرقان گاؤں۔ بعد
 چندیں۔ یعنی اتنے سال کے بعد
 یہاں ایک بزرگ پیدا ہو گا جس کا
 مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ ازمن حضرت
 بایزید نے بطور انکساری کے فرمایا کہ
 اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا۔
 گفت۔ بایزید نے پیدا ہونے والے
 بزرگ کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا۔ خدا
 رخصت شخصوں میں لفظ اللہ ہے
 ۲۔ جلیہائے یعنی روح کی
 صفات اور اس کا مسلک سب بتا دیا۔
 جلیہ ترین۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان
 تین چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم
 روح حیوانی روح انسانی۔ پہلی دونوں
 چیزیں فانی ہیں اور ان کا حلیہ بھی فانی
 ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے
 روح انسانی جس کا حلق ملائی سے
 ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے
 ۳۔ جسم اور۔ بایزید نے فرمایا اس
 بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر
 ہو گا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہو گا۔
 آں شعاع۔ اس بات کو کہ اس شہاد کا
 جسم زمین پر ہو گا اور نور آسمانوں تک ہو گا
 مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج
 آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں
 ہے۔ نقش گل۔ پھول ناک کے نیچے
 ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر
 ہوتی ہے۔

گفت ذیں سوی بوی یارے رسد
 فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے
 بعد چندیں سال می زیاد شے
 کچھ سال کے بعد ایک شہ پیدا ہو گا
 رُوش از گوارِ حق گُلگوں بُود
 اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہو گا
 چیست نامش گفت نامش بُو الحسن
 اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا اس کا نام ابوالحسن ہے
 حَدَّ او و رنگ او و شکل او
 ان کا رُشد اور رنگ اور شکل
 جلیہائے ۲ رُوح او را ہم نمود
 انہوں نے روح کے حالات بھی بتا دیے
 حلیہ تن ہجو تن عاریت است
 جسم کا حلیہ جسم کی طرح عارضی ہے
 حلیہ رُوح طبعی ہم فناست
 طبعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے
 جسم ۳ او ہچوں چراغے بر زمیں
 اس کا دھند چراغ کی طرح زمین پر ہے
 آں شعاع آفتاب اندر و ثاق
 سورج کی شعاع آفتاب گھر میں ہے
 نقش گل در زیرِ بنی بہر لاغ
 پھول کا جسم تفریح کے لئے ناک کے نیچے ہے

کاندیں اوہ شہر یارے می رسد
 کیونکہ اس گاؤں میں ایک شہ آئے گا
 می زند بر آسمانہا خَر گہے
 جو آسمانوں پر خیمہ زن ہو گا
 از من او اندر مقام افزوں بُود
 وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا
 حلیہ اش واگفت زابر و تاؤ قن
 ان کا حلیہ اور سے ٹھوڑی تک صاف بتا دیا
 یک بیگ واگفت از گیسو درو
 ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتایا
 از صفات و از طریق و جاہ بُود
 صفات اور راست اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے
 دلہل کم نہ کمال یک ساعت است
 اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا ہے
 حلیہ آں جاں طلب کالہ سہاست
 اس جان کا حلیہ طلب کہ جو آسمان پر ہے
 نور او ہائے سقف ہفتستیں
 اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے
 قرص او اندر جہان چار طاق
 اس کی بجائے آسمان کے جہان میں ہے
 بوی گل بر سقف و ایوان دماغ
 پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

مردِ اُختہ در عدل دیدہ فرق
عکس آں بر جسم افتادہ عرق
گھر میں سویا ہوا عدل میں خوف دیکھا ہے
اں خوف کے برتو سے جسم کو پینا آتا ہے
پیرِ ہن در مصر رہن یک حریم
پُر شدہ کنعان زبوی آں قیص
اں مصر میں ایک لاپٹی کے بند میں ہے
اں قیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے
بر عیشند آں زماں تلخ را
از کباب آرا ستمد آں سج را
اں وقت انہوں نے تلخ کھانے کی
اں سج کو کباب سے آراستہ کر لیا
چلہ سید آں وقت آں تلخ نخواست
زل میں آں شایید اشت و نخواست
اں وقت تلخ نہ دیا
اں زل میں سے وہ تلخ پھینکا ہو گئے ہر اٹھے

زادانِ شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفاتِ شیخ
حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزید کی وفات کے بعد ہی تلخ کو
بایزید رَوَّح اللہ رُوخ بہماں تاریخ
پیدہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نور و ملک باخت
از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے ہر سلطنت کی باری کھلی
مجم سے پیدا ہوئے ہر سولی بھڑا دی
از پس آں سائبان آمد پدید
یو آسن بعد از وفاتِ بایزید
اں کے سائبان بعد پیدا ہوئے
ابوالحسن بایزید کی وفات کے بعد
آپنجل آمد کہ آں شہ گفتہ بود
ای طرح ثابت ہوئیں جیسا کہ اں شاہ نے فرمایا تھا
از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
کس چیز سے محفوظ ہے غلطی سے محفوظ ہے
وہی حق واللہ اعلم بالصواب
اللہ کا الہام ہے ہر خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
وہی دل گویند آں را صوفیاں
اں کو صوفی دل کی وہی کہہ دیتے ہیں
چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست
غلطی کیسے ہو گی کیونکہ دل اس سے باہر ہے
زادہ شد آں شاہ و نور و ملک باخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے ہر سلطنت کی باری کھلی
از پس آں سائبان آمد پدید
اں کے سائبان بعد پیدا ہوئے
تجملہ خوبیاں او زامساک و خود
ان کی تمام عادتیں نہ دینے نہ دینے میں
لوچ محفوظ ست اُورا پیشوا
لوچ محفوظ ان کی پیشوا ہے
نے نجوم ست و نزل ست نہ خطب
نہ نجوم ہے نہ نزل ہے نہ خطب ہے
از پئے رو پوش عالمہ در بیاں
عالم سے روپوش کے لئے بیان میں
وہی لگیش کہ منظر گاہ اوست
اں کی لگیش کہ منظر گاہ اوست ہے

۱۔ مردِ اُختہ ایک شخص اپنے گھر
میں سویا ہوا عدل ہے اور اسی کی روح
عدل میں کی خوشبو نے کنعان کو پینا ہے
اں سے جسم پر پینا آتا ہے
پیرِ ہن۔ حضرت یوسف کی قیص مصر
میں لگی اور اسی کی خوشبو کنعان میں پہنچی
رہی تھی۔ بر عیشند۔ لوگوں نے
حضرت بایزید کے کہنے کے مطابق
حضرت ابوالحسن کی پیدائش کی تلخ
لکھی کہ کباب۔ یعنی کام کو مل کر
لیا اں تلخ۔ چنانچہ کسی بھی تلخ
کے مطابق ان کی پیدائش ہوئی۔
ع۔ غزو ملک۔ یعنی شاہی شہر
کر دی۔ مرکب۔ سولی اور کباب
حضرت بایزید کی وفات کے تقریباً
۷۰ سال بعد حضرت ابوالحسن پیدا
ہوئے تجملہ خوبیاں۔ حضرت
ابوالحسن میں وہ صفات و اوصاف تھے
جو حضرت بایزید نے بتائے تھے۔
لوچ محفوظ۔ حضرت بایزید
کے بتائے ہوئے اوصاف صحیح ہیں
نہ ہوتے انہوں نے لوچ محفوظ سے
بڑھ کر بتائے تھے اور اں لوچ
محفوظ ہی لئے کہا جاتا ہے کہ اں میں
لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔ نے
نجوم۔ نجوم اور فل و فیر کی باتیں غلط
ہو جاتی ہیں وہی حق۔ حضرت بایزید
کا اں اصول کی جڑی الہی کہ فرمود
ہوئی تھی صوفیاء اں کو وہی دل کہتے
ہیں۔ وہی لکیر۔ ہم اں کو وہی دل
تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اصل جو خدا کا

مُؤْمِنًا اِنْظُرْ بِنُورِ اللّٰهِ شَدٰی از خطا و سہو ایمن آمدی
لے مؤمن! اور وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے بن گیا ہے تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع بحکایت کمی اجرائے آل غلام و در بیان اجرائے
اس غلام کی ہدٰی کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صوفی
دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالیٰ
کھل دھان کی ہدٰی خدا کی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود عین فقرش دایم و مطہر بود
کئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے اس کے لئے فقر دایم اور کھانا کھانے والا بن جاتا ہے
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است رحم قسم عاجز و اشکستہ است
چون عاجز اور شکستہ دل کا حصہ ہے رحم حق و خلق ناید سویی او
اللہ اور مخلوق کا رحم اس کی جانب نہیں آتا ہے
اس سخن پایاں ندارد و آل جواں از کم اجرائی ناں شد ناتواں
ہدٰی کے کم ہو جان سے کٹھن ہو گیا ہے
آں شبہ در گرد و اودم شود آں شبہ موتی بن جائے اور نہ دیا ہو جائے
اور سزوی قرب و اجرے گاہ شد وہ قرب کا مستحق اور ہدٰی کا مقام بن گیا
جانش از نقصان او کرزاں شود ان کی کمی سے اس کی جان لڑنے لگے
کہ سمن زار رضا تفکفتہ است کہ سمن کی وجہ سے رضا کا ہانچہ نہیں کھاتا ہے
رُقعہ سویی صاحب خرمن نوشت کلین کے مالک کو رقعہ لکھا
خواند او رقعہ جولے و انداد اس نے رقعہ پڑھا کئی جواب نہ دیا

۱۔ مومن کو جب وہ مرتبہ حاصل ہو جائے کہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھنے لگے تو اس کی صوفیہ غلطی سے محفوظ ہوتی ہے صوفی جب صوفی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا ہے تو خود حق اس کو حاصل ہونے لگتا ہے زانکہ جنت نامی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے جو کس کو کد گذرتی ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل پر نازل ہوتی ہے مکارہ کردہات یعنی نفس کی ناکارہ چیزیں۔ آنکہ حکمران و مغرور پر خداوند خلق خدا نہیں کرتی ہے

۲۔ شہ جس صوفی پر رزق کی کمی ہو وہ قابل مہربان ہو جسے اس شہہ صوفی اگر پتہ تھا تو اب وہ ہوتی اور سمندر بن جائے گا جس میں سے صوفی نکلیں گے زں جرای فقر کے بعد جو خدا کی رزق حاصل ہوتا ہے جب صوفی اس کی حقیقت سمجھ جاتا ہے تو اس کو قرب خدا ہی حاصل ہو جاتا ہے نقصان شود اب جسمانی رزق کی فریابی سے وہ خدا کی رزق کھاتا ہے تو وہ غور نہ ہو کر لڑنے لگتا ہے

۳۔ کس بلائیں وہ سمجھتا ہے کہ اس رزق خداوندی کی کمی کی خطا اور قصور کی بناء پر ہوئی ہے مگر نہ گستاخ۔ ہیچاں۔ وہ اس غلام کی طرح پریشانہ ہوتا ہے جس نے جسمانی ہدٰی کھنے پر رقعہ لکھا رقعہ ش۔ اس غلام نے شہہ کو رقعہ لکھا شہہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ اس بیوقوف کو صرف ہدٰی کھنے کا ہرہ ہے اور جس بنیاد ہدٰی کوئی اس کا کوئی خیال نہیں جس کو کبر سے مل کر رزق کا کوئی ہدٰی نہیں ہے لہذا ایسے احمق کا جواب خاموشی ہے

۱۔ بند فرغ یعنی رزق کے بارے میں کلمہ اور رزق دینے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ مثنوی یعنی بخود اور اتانیت میں جہاں ہمدردی کی فکر میں لگا ہمدردی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہا پہلے شیر کا مضمون تھا کہ اس غلام فرغ کی فکر میں غفلت تھا اس مناسبت سے اس فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سبب سمجھو اور انسان کو اس کے اندر کا کیزرا اور کیزروں کی دو قسمیں ہیں ایک کیزر اتو وہ ہے جو فرغ اور سبب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سبب کے اندر ہے لیکن درخت اور باغبان سے باجمعی طرح غافل ہے۔
۲۔ جنبش اس کی کیزرے کی اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سبب کو چھڑا کر باہر نکل جاتا ہے اور جہلات اس کی نظر میں پہنچتے ہیں یہ بظاہر کیزرا ہے لیکن حقیقتاً اڑ رہا ہے یہ دوسری قسم ہے باخدا لوگوں کی ہے جو دنیا سے گزر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔
۳۔ آتشے مولانا سمجھاتے ہیں کہ اس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشاہیر کی مدد و محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگیزی جو لوہے سے لکڑی ہے ابتداء گزور ہوتی ہے لیکن جب روٹی اور گندھک کی مدد حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد انسان بھی ابتداء دیہاتی مشاغل میں لگتا ہے لیکن ہولیاہ کی مدد سے ملائکہ سے بزر ہو جاتا ہے۔ عالم اسب اس انسان میں اتنا نور و طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شیر کو سونے کا گھڑا بنا دیتا ہے۔

پس جواب احمق اولیٰ تر سکوت
تو خامشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے
بند افرغ ست او بنواید اصل پہنچ
وہ شاخ کا پائند ہے جس کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے
کز غم فرغش فراغ اصل نے
کس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جس کی فرمت نہیں ہے
کز درخت قدرت حق شد عیال
جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے
وز درخت و باغبانے بے خرم
درخت اور باغبان سے لایم رہے
لیک جانش از بروں صاحب علم
لیکن اس کی جان باہر کی علم مدد ہے
لیکن اس کی جان باہر کی علم مدد ہے
برنتا بد سیب آل آسیب را
سیب اس صدمہ کو بھاشت نہیں کر سکتا
صورتش کرم ست و معنی اڑدہا
اس کی صحت کیزرے کی ہے اور باہن اڑدہا
اوقدم بس سست بیروں می نہد
باہر کو بہت سست قدم رکھتی ہے
می رساند شعلہا راتا اشیر
اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے
آختر لامر از ملائک برتر ست
آخر میں وہ ملائکہ سے بزر ہے
شعلہ و نورش برآید تاسہا
اس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے
گندہ آہن بسوزن می کند
لوہے کے گھڑا کو سونے سے اکھڑا دیتا ہے

گفت اورا نیست لا در قوت
کہا اس کو محض رزق کا رتبہ ہے
نیستش درد فراق و وصل پہنچ
اس کو فراق اور وصل کا مدد بالکل نہیں ہے
احمق ست و مردہ ماو منی
بیوقوف ہے اور خونی اور عنایت کا مردہ ہے
آسمانہا و زمین یک سیب داں
آسمانوں اور زمین کو ایک سبب سمجھ
تو چو کرے در میان سیب و
تو کیزرے کی طرح سیب کے اندر ہے
آں یکے کرے دگر در سیب ہم
پورا کیزرا بھی سیب ہی میں ہے
جنبش ۲ او وا شکافد سیب را
اس کی حرکت سیب کو چھڑا دیتی ہے
بر دریدہ جنبش او پردہا
اس کی حرکت نے پردوں کو چھڑا دیا
آتشے ۳ کا دل زاہن می جہد
چنگیزی جو شروع میں لوہے سے لکڑی ہے
دلہ اش پندہ است اول لیک اخیر
اس کی دلہ شروع میں لکڑی ہے لیکن آخر میں
مرد اول بسے خواب و خورست
انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پائند ہے
در پناہ پندہ و کبر چہا
روٹی اور گندھک کی پناہ میں
عالم تدریک روشن می کند
تدریک جہاں کو روشن کر دیتا ہے

گر چہ آتش نیز ہم جسمانی ست

اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے

جسم را نبود ازاں عز بہرہ

جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود

جسم، جان سے روزانہ بڑھتی پاتا ہے

حد جسمت یک دو گز خویش نیست

تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے

تابہ بغداد و سمرقند اے ہمام

اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگ ست پیہ چشم تاں

تمہاری آنکھ کی چربی سات ماشے وزن کی ہے

نور بے ایں چشم می بیند خواب

نور اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے

جاں ز ریش و سبکت تن فارغ ست

جان جسم کی داڑھی اور مونچھ سے بے نیاز ہے

باس ز نامہ رُوح حیوانی ست ایں

یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے

بگذر از انساں و ہم از قال و قیل

انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ

بعد از انت جان احمد لب گرد

اس کے بعد احمد کی روح تجھ پر تعجب کرے گی

گوید ار آیم بقدر یک کماں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی جلد آؤں

جبرائیل کہیں گے

نے ز رُوح ست و نہ از روحانی ست

و نہ روح ہے نہ نہ روحانی ہے

جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ

جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

چوں رَو دجاں جسم میں چوں می شود

جب جان نکل جاتی ہے دیکھ جسم کیسا ہو جاتا ہے

جان تو تا آسمان جولان گینست

تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

رُوح را اندر تصور نیم گام

روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور رُوح تا عینان آسمان

اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

چشم بے ایں نور چہ بود جو خراب

آنکھ اس نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

لیک تن بے جاں بولور دار و پست

لیکن جسم جان کے بغیر مر رہے ذلیل ہوتا ہے

پیشتر رو رُوح انسانی نہیں

آگے بڑھ، روح انسانی کو دیکھ

تائب دریائے جان جبرئیل

جبرئیل کی جان کے دریا کے کنارے تک

جبرئیل از نیم تو واپس خود

جبرئیل تیری ہیبت سے پیچھے ہٹیں گے

من بسوی تو بسوزم در زماں

تیری جانب تو فوراً جلاؤں

تیری جانب تو فوراً جلاؤں

۱۔ اگرچہ پیالہ جس کے شعلے آسمان تک پہنچے نہ روح ہے نہ روحانی پھر بھی اس کی پہنچ آسمان تک ہوگی تو پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ لگاؤ۔ جسم۔ جسم بروح کی شرافت کو اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر ذلیل شی ہے کس کوئی میں دن کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ خود خستہ۔ جسم کی وسعت دو گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے تم اپنی جگہ پر روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ جانے کے لئے نصف قدم کی ضرورت ہے۔ وہم آنکھ کی چربی کو دیکھو کہ خود وہ سات ماشے سے زیادہ نہیں لیکن اس کا نور آسمان تک جاتا ہے۔ نور بے ایں چشم نور چشم کائنات ہے۔ جان۔ روح کو جسمانی خواص کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج نہیں ہے۔

۳۔ باز نامہ۔ شان و شوکت تو ہم نے روح حیوانی کی دکھائی، روح انسانی جو اس سے زیادہ قوی ہے اس کو اس پر قیاس کر لو۔ گنبد۔ اس روح حیوانی اور بحث و مباحثہ سے گزر کر روح کے طالب خود اس روح تک پہنچو جو جبرئیل کی جان سے جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو آنحضرتؐ اپنے اتنی کی تری پر غرض سے تعجب کریں گے اور جبرئیل تمہارے مقام سے فخر ہوں گے گوید۔ حضرت جبرئیل یہ کہیں گے۔

اگر ایک سر مونے پر پر فرشتہ جلی بسوزم پر



ایں بیاباں خود اند دیا و سر بے جواب نامہ خستہ است آں پسر
اس جنگل کا سر لہر پائیں نہیں ہے وہ لڑکا بغیر جواب کے رشید ہے

اشفقین آں غلام ازنا رسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
باشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اس غلام کا پریشان ہونا

چوں جواب نامہ نامہ خیرہ گشت چمک رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
وز غم او آب صافی تیرہ گشت غم سے اس کا صاف پانی گلا ہو گیا
نہ قرارش مانند نے خواب از جنوں روز و شب بد در تفکر سرنگوں
پاکل بن سے نہ اس کے لئے سکون رہا نہ نیند دن رات فکر میں لوندھا تھا
کے عجب چونم نداؤں شہ جواب یا خیانت کرد رقعہ برز تاب
کہ تعجب ہے شہ نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا یا فسک بے رقعہ لہجہ نالے خیانت کی ہے
رُقعہ نہاں کرد و نمود او بشاہ گو منافق بود و آبے زیر کاہ
اس نے رقعہ چھپا لیا اور شہ کو نہ دکھایا کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی
رُقعہ دیگر نویسم ز آزمون دیگرے جویم رسول ذو فنون
آرائش کے لئے دھڑا رقعہ لکھتا ہوں دھڑا ہر مند قاصد تلاش کرتا ہوں
بر امیر و مطہی و ملکہ بر عیب بہادہ ز جہل آں بے خبر
باشاہ پر اور ملکہ مطہی پر اور رقعہ لے جانے والے پر اس جہل نے نااہلی سے عیب دھرے
چچ گرد خود نمی گردد کہ من کثر روی کردم چو اند دیں دشمن
لپے کچھ خبر نہیں لیتا کہ میں نے بیڑی چال چلی ہے جیسے کہ بت پرست نے دین میں

۱۔ ایں بیاباں۔ معرفت اور امر
معرفت کی بیان غیر محدود ہے۔ قبل۔
جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ جز۔ سیاہ
گلا۔ رقعہ۔ نامہ۔ کتاب۔ غصہ
۲۔ یعنی اس نامہ برنے وہ
رقعہ باشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔
آب۔ پیکار۔ جس پانی پر گھاس ہوا اس
سے دھوکا لگایا ہے۔ ذنون۔ ماہر۔ بیچ
گرد خود۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے
دھڑا۔ پر اہرام دھڑا ہے۔ فنون۔
بت کا پچھلی دین میں مجروح ہے۔
۳۔ کثر۔ زیادہ۔ حضرت سلیمان
کے اس قصہ سے سمجھانا مقصود ہے
کہ اگر وہ غلام اپنی نقلی محسوس کر کے
اس کی طاعت کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک
ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمان نے
کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی
نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی
تخت جس کو ہوا و فضا پر لئے پھرتی
تھی۔ مغز۔ غریب۔ سرین کے بل
چلنا۔ اس ترادو۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ترادو بربادی کے
لئے پیدا فرمائی ہے۔

کثر و زیدین باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او
حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیڑھا چلنا

باز بر تخت سلیمان رفت کثر پس سلیمان گفت بادا کثر مغزو
حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا بیڑی چلی حضرت سلیمان نے فرمایا اب ہوا بیڑی نہ چل
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو و روی کثر از کثرم شمسین مشو
ہوا نے بھی کہا اے سلیمان آپ ٹیڑھا نہ چلیں اور روی کثر از کثرم شمسین مشو
اگر ٹیڑھا چلتے ہیں تو میرے ٹیڑھے ہیں پر غصہ نہ کریں
ایں ترادو بہر ایں بہاد حق تارود انصاف مارا در سبق
تاکہ اہل انصاف جلدی رہے

از ترازو کی گئی من کم گنم
تو ترازو سے کم کسے گا میں بھی کم کہیں گا
نہیں تاج سلیمان میل کرد
اسی طرح حضرت سلیمان کا تاج نیزہا ہو گیا
گفت تاجا کثر مشور بر فرق من
انہیں نے کہا اے تاج میرے سر پر نیزہا نہ ہو
راست می کرد او بدست آل تاج را
ہاتھ سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے
ہشت بارش راست کرد و گشت کثر
انہیں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا تھ نیزہا ہو گیا
گفت اگر قصد نہ کنی تو راست من
اس نے کہا کہ آپ مجھے سو بار سیدھا کریں گے
پس سلیمان اندرونہ راست کرد
تو حضرت سلیمان نے ہاتھ کو ٹھیک کر لیا
بعد ازاں ہاتھس ہمال دم راست شد
اس کے بعد ان کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا
بعد از انش کثر ہی کرد او بقصد
اس کے بعد انہیں نے اس کو قصداً نیزہا کیا
ہشت گزرت کثر نہاد اں مہترش
ان سرور نے اس کو آٹھ مرتبہ نیزہا کیا
شلہ گفت تاج خوش است ایں زمل
شلہ نے فرمایا اے تاج اس وقت کیا بات ہے؟
تاج ناطق گشت اے شہ ناز گن
تاج نے کہا اے شلہ تیرے کچھے
نیست دستوری کزین من بگذرم
اہل بیت نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں

۱۔ از ترازو۔ قرآن پاک میں ہے۔ جَوَازُ الْمَنَافِعِ مَنَافِعُهَا۔ برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے۔ ترازو پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مجھ سے بہتر کسی طرح ہونے کی بجائی اختیار کی گئی تاج بھی نیزہا ہو گیا جس پر حضرت سلیمان رنجیدہ ہوئے۔ فرق۔ سر کی بانگ۔ آفتاب۔ یعنی اے تاج تو چالی کا آفتاب ہے۔ ۲۔ گفت۔ تاج نے حضرت سلیمان سے کہا اے ملائکہ! جب آپ کھل میں مناسب خیال نہیں ہے تو میری راست روی کی امید کیجئے۔ اندرونہ۔ یعنی دل میں جو خیال تھا اس کی اصلاح کر لی۔ شہوت۔ یعنی جو نامناسب خیال ان کے دل میں آیا تھا۔ ۳۔ بعد از انش۔ یعنی اپنے دل کی اصلاح کرنے کے بعد تاج کو قصداً نیزہا رکھتے تھے۔ خود بخود سیدھا ہو جاتا تھا۔ زاحمال۔ یعنی میں آزمائش کے لئے تجھے قصداً نیزہا رکھتا تھا۔ چوں فشانہی۔ یعنی جب آپ نے اپنے دل کو اس نامناسب خیال سے صاف کر لیا ہے۔ نیست۔ مولانا فرماتے ہیں کسی عمل اور جزاء کے دروازہ زیادہ واضح کرنے کی عبارت نہیں ہے۔

تا تو باہن روشنی من روشنم
جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں
روز روشن را برو چوں لیل کرد
اس نے روشن دن کو ان پر رات بنا دیا
آفتابا گم مشواز شرق من
اے آفتاب! میرے شرق سے گم نہ ہو
باز کج می شد برو تاج اے فقی
اے نوجوان! تاج ان پر پھر نیزہا ہو جاتا تھا
گفت تاجا چیست آخر کثر مغو
انہیں نے کہا اے تاج آخر کیا ہوا ہے کہ میری نہ کر
کثر شوم چوں کثر روی اے مؤمن
میں نیزہا ہوں جہاں تک کہ تاجا حب آپ کے کمری کرینگے
دل برال شہوت کہ پوش گشت سرد
دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا
آپنحال کہ تاج را می خواست شد
جس طرح تاج چاہے تھے دیا ہو گیا
تاج اومی گشت تازک جو بقصد
ان کا تاج قصداً سر کو تاش کر لینے والا بن گیا
راست می شد تاج بر فرق سرش
ان کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا
کثر گنم تو راست گردی ز احتال
میں آزمائش کے لئے تجھے نیزہا کرتا ہوں تو سیدھا ہوتا ہے
چوں فشانہی پر ز گل پرواز گن
جیسا کہ پہل کوئی صاف کر لیا ہے پھر کچھے
پردہائے غیب ایں برہم درم
اس کے غیب کے پہلو کو چاک کہیں

مرد ہاں نہ تو دست خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجے 'بند کر دیجے'
پس خراہر غم کہ پیش آید درد
لہنا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن نمر بردیگر سے دوست کام
لے دوستوں کے ہموار دھڑے پر بگلی نہ کر
گاہ جنگش بارسول و مطہی
کبھی اس کی قاصد اور طرفہ مطہ سے لڑائی ہوتی
ہچو فرعون نے کہ موسیٰ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آں عذو در خانہ آں کور دل
دشمن اس دل کے اندھے کے گھر میں ہے
تو ہم از پیروں بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دھڑوں کے ساتھ بدنا ہوا ہے
خود عذوت اوست قدش می دنی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شکر کھلا رہا ہے
ہچو فرعون نے تو کو رو و کو ردل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے
چند فرعون کشی کبے جرم را
اے فرعون! بے قصوں کو کب تک قتل کرے گا؟
عقل او بر عقل شلمان می فرد
اس کی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

مرد ہاں راز گفت ناپسند
میرے منہ کو ناپسندیدہ بات سے
برکے تہمت منہ بر خویش گزد
کسی پر تہمت نہ رکھ 'اپنی پستیل' کر
آں ممکن کہ می سگالید آں غلام
وہ بگلی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ شمش با شہنشاہ سخی
کبھی سخی بادشاہ پر اس کا غصہ ہوتا
طفاگان خلق را سمری ر بود
اور لوگوں کے بچوں کے سر کاٹنا تھا
او شہد اطفال را گردن گسیل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا
واندروں خوش گشتہ بانفس گراں
اور اندر کردہ نفس سے خوش ہے
وز بُروں تہمت بہر گس می نہی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
بلخو خوش بیگنا ہاں را مندل
دشمن سے خوش ہے قصوں کو ذلیل کرنے والا ہے
می نوازی مرتن پر غرم را
تاجانوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا
حکم حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش گند
خوہ افلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے



۱۔ بدنامی مولانا دعا کرتے ہیں
کہ اسے خدا کریم سے منہ سے تیری
مرضی کے خلاف سائنس لکھیں اور غیب
کے علاوہ ظاہر کرنے والوں کو تیرا منہ بند
کر دے پس خرد انسان کو جو
تکلیف پہنچتی ہے حاصل وہ اس کے
کسی عمل کی سزا دہتی ہے لہذا وہ
دھڑوں پر لازم نہ رکھنا چاہیے اور اس
غلام کی طرح نہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے
آپ کو ہی قصہ اور نہ بھٹانا چاہیے گاہ
جنگش اس غلام کی عقلی و فنی خواہش
کی خطا پر دزدی کم ہوئی اور دھڑوں
سے لڑا

۲۔ ہچو فرعون نے بھی
بھی عقلی کی اس کی سلطنت کی رہائی
کا اصل سبب حضرت موسیٰ تھے جو اس
کے گھر میں پریشاں رہے تھے اور وہ
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا نقس
گراں خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے
تو اس سے خوش رہتا ہے دھڑوں پر
ناخوشی کا ظہور کرتا ہے تو بھی فرعون کی
طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا اور
دھڑوں کو ذلیل و خوار کر دیا تھا

۳۔ چند فرعونانہ انسان کی یہ
فرعنیت ہے کہ اصل دشمن یعنی اپنے
آپ کو بے قصہ سمجھتا ہے اور وہ
دھڑوں سے دشمنی کرتا ہے عزم
تاجان قرآن پاک میں ہے فسا
انصدکم من فضیلتہ فیما کنت
یکذبکم یعنی جو مصیبت تمہیں پہنچتی
ہے وہ تمہارے اہلوں کی کمائی ہے
عقل نو مولانا فرماتے ہیں فرعون
عقل میں دوسرے شہنشاہوں سے
بڑھا ہوا تھا لیکن قضاء خداوندی نے
اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی
مہر بڑے سے بڑے عقل مند کو بے عقل
جانور بنا دیتی ہے

حکم الحق بر لوح می آید پدید آںچال کہ حکم غیب از بایزید
لہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ غیب کا حکم بایزید پر ظاہر ہوا

شہیدین شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دلاں بایزید را از
حضرت شیخ ہاشم خرقانی کا حضرت بایزید کے پیدا ہونے کی یہ احوال
یودن اود احوال او پیش از زادن اود
کی پیدا ہونے سے قبل خبر دے کونسا

بچپناں آمد کہ او فرمودہ یود یو الحسن از مرد ماں آں را شہود
ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا یو الحسن نے لوگوں سے یہ تا
کہ حسن باشد مرید و اتم ہر گید ہر صباہ از خرتم
کہ ہاشم میرا مرید و میرا اسی ہو گا ہر صبح کو میری قبر سے نسیم حاصل کرے گا
ہر صباہ آید و خواند سبق بر سر خاکم شود پیرے بحق
ہر صبح کو آئے گا کہ میں حق حاصل کرے گا میری قبر پر پانچا شیخ بن جائے گا
گفت الحسن ہم نیز خواب دیدہ ام ہر روان شیخ ایں بشیدہ ام
انہوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ شیخ کی روح اسے یہ تا ہے
ہر صباہ تیز رفتے بے فتور بر سر گدش نفسے با حضور
طہ جی کے ساتھ میں کی قبر کے سرانے بیٹھے ہر سر گدش نفسے با حضور
ہر صباہ زوہاے سوی گد طہ جی کے ساتھ میں پانچا شیخ اند حضور
ہر صبح قبر کی جانب مدہ ہوتے یا کہ بے گفتمے شکاش حل شدے
تا مثال شیخ پیش آمدے یا بغیر بات کے ان کا شکل مل ہو جاتا
توئے بر تو بر نہا ہچوں علم قبروں کو عے ہف نے چھا رکھا تھا
بائش آمد از ظہیرہ شیخ حتی توے دیکھے کہ تم سے ان کی جان ملے گی
ان کو بعد شیخ کے ظہیرے سے آمد آں ہا انا اذعوک کئی تسعی الی
ہاں میں تجھے پکارتا ہوں تاکہ تیرے پاس آئے

۱۔ حکم حق اللہ کا فیلا احوال ظاہر ہو کر رہتا ہے جیسا کہ بایزید کا حکم لوح پر ظاہر ہو کر رہا۔ شہیدین۔ حضرت ہاشم خرقانی نے ہاشم کے بعد حضرت بایزید کی جگہ لے لی کہ حسن۔ حضرت ہاشم خرقانی نے یہ بھی تاکہ بایزید نے فرمایا کہ حسن میری قبر سے نسیم حاصل کرے گا۔ میرا مرید ہو گا میرے طبقہ میں شامل ہو گا۔ ہر صباہ انہوں نے یہ بھی تاکہ فرمایا تھا کہ ہر صبح کو میری قبر سے نسیم حاصل کرے گا۔ پانچا شیخ بنے گا۔

۲۔ گفت جب یہ باتیں حضرت ہاشم خرقانی نے سنیں تو فرمایا کہ بایزید گدش نے مجھ سے بھی خواب میں یہ باتیں فرمائی ہیں۔ ہر صباہ پانچا شیخ ہاشم خرقانی مدہ جی کا حضرت بایزید کی قبر پر جائے تھے حضور یعنی حضور ملک مدہ با مثال۔ کئی حضرت بایزید وصیت مثال میں سامنے آ کر ان کے اشکات حل کرتے کہ کئی وصیت مثال کے طبقہ کے بغیر نسیم حاصل ہو جاتا۔

۳۔ ٹپکے روضے سے ایک دن حضرت ہاشم خرقانی قبر پر پہنچے تو نظر انکی اس بہت بے رغبتی سے ٹپکے روضے سے نظر آئے تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ بائش۔ شیخ بایزید جو روحانی حیات سے مدد سے ان کی آواز آئی کہ ہف سے گہرا میری طرف آ جا دنیا تو سدا کی ہف کی طرح ہوا پیدا ہے۔

ہیں بیا ایں سویر آوازِ شہاب عالم اور فست زوی از من متاب
ہاں میری آواز پر جلد بھر آ جا دنیا اگرچہ بھ ہے مجھ سے نہ نہ
حالی اُنواں روزِ خد خوب دید آں عجائب را کہ اول می شنید
انہ سے کی حالت خوب ہو گئے نہ دیکھے عجب جہ پلے نے تے
باز باید گشت سوی آں غلام کرد باید آں حکایت را تمام
اس غلام کی طرف لٹا چاہیے اس حکایت کو پھا کرنا چاہیے

رُقعہ دیگر نوشتن آں غلام پیش شاہ چوں
جگہ پلے رقعہ کا جواب نہ آیا اس غلام کا ہاتھ کو پیش کرنے

جواب رُقعہ اول نیامد

کے لئے ہر رقعہ لکھا

نامہ دیگر نوشت آں بد گمناں ۲ پُر تشنّج و نفیر و پُر فُغال
اس بد گمناں نے ہر رقعہ لکھا طاعت اور فدا اور شہ سے بھرا ہوا
کہ یکے رُقعہ نوشتم پیش شاہ لے عجب آتجا سید دیافت راہ
کہ میں نے ہاتھ کے حصہ میں ایک رقعہ لکھا رجب ہے کہ وہ دہل پہنچا اور ہدایب ہوا
آں دیگر را خواند ہم آں خوب خد ہم ندلا اُور جواب و تن بزد
اس حسین چہرے والے نے ہر بھی پڑھا اس کا بھی جواب نہ دیا اور چپ ہوا
اشک می آورد اُور شہریار او مکرر کرد رُقعہ پنج بار
اس کے ساتھ شہ نے شکی بٹنی اس نے پانچ مرتبہ پڑھ کر کے
گفت ۳ حاجب آخر او بندہ شامت گر جوابش بر نویسی ہم رواست
حاجب نے کہا کہ آخر وہ آپ کا غلام ہے اگر اس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے
از شہی توجہ کم گروہ اگر بر غلام و بندہ اندازی نظر
آپ کی باتوں میں کیا کی آجائے گی اگر غلام اور بندہ پر آپ نظر کر م کریں
گفت ایں سہل ست لہا احم ست مرد احم زشت و مرد و دوق ست
گفت میں سہل ست لہا احم ست مرد احم زشت و مرد و دوق ست
انے کہا یہ آسان ہے لیکن وہ احم ہے ہم گند دمن سرایت و علتش
گرچہ آمرزم گناہ و علتش مجھ میں بھی اس کی پکاری سرایت کر جائے گی
اگر میں اس کی خطا اور لغزش صاف کہوں گا

۱۔ حالی۔ اب حضرت اہلسن
فرقہ کی تحلیل ہو چکی تھی اور ان
پر مشابہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔
باتیاد۔ اب مولانا پھر غلام کا رقعہ
شروع کرتے ہیں۔

۲۔ بد گمناں۔ یعنی دین غلام تشنّج
بما بکلا کہتا ہے عجب۔ یعنی اس پر
عجب ہے کہ وہ رقعہ ہاتھ تک پہنچ
سکا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔
خوب خد۔ حسین رخ یعنی شاد تن
ہو نہ خاشاک و پُشک۔ یعنی شہ نے
اس سے شکی بٹنی۔

۳۔ گفت حاجب پیشکار نے
کہا کہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر
اس کو جواب لکھیں تو مناسب ہوگا۔
حاجب۔ وہاں۔ پیشکار۔ اندازی
نظر۔ یعنی نظر کر م کر کے جواب لکھا
دیے۔ ایں۔ جواب لکھنا۔ احم۔
بیوقوف انسان مرد و دوق۔ ہاتھ خدائی
ہے۔ آمرزم۔ یعنی صاف کر کے پھر
قریب کرنا۔ علتش۔ یعنی اس کی
حالت کی پکاری۔

صد کس از گریں! ہمہ گریں شوند
خاشی سے سو محض سب خاشی ہو جاتے ہیں
گرز کم عقلی مباد اکبر رہا
گرز کم عقلی مباد اکبر رہا
بے عقلی کی خاشی خاک کے لافز کو بھی نہ ہو
نم نبارد ابر از شویں او
اس کی بدبختی سے لہ بادش نہیں برساتا ہے
از گراں احتمال طوفانِ نوح
اس کی بدبختی سے لہ بادش نہیں برساتا ہے
بہ عقل کی خاشی کی جیسے حضرت نوح کے طوفان نے

سُتودن پیغمبر علیہ اسلام عاقل را و بکو ہیدن احمق را
پیغمبر علیہ اسلام کا عقلمند کی تعریف کرتا لہ احمق کی مذمت کرتا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے
ہر کہ او عاقل بود او جانِ ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے
عقل ۲ دشنام دہد من را ضمیر
عقل مجھے گالی دے میں خوش ہوں
عقل ۲ دشنام دے او بے فائدہ
اس کی وہ گالی بے فائدہ نہ ہو گی
احمق ار حلوا نھد اند لم
احمق اگر میرے ہونٹوں پر حلوا رکھے
اس یقین دال گر لطیف و روشنی
اگر تو پاکیزہ لہ روشن ہے تو یقین کر
سبکت گندہ گند بے فائدہ
بے فائدہ تیری مٹھنوں کو گندہ کرے گا
مائدہ عقلست نے نان و کباب
دروخون عقل ہے نہ روٹی لہ کباب
او عدو ملو غول رہزن ست
وہ ہمارا دشمن لہ بھٹکانے والا چھلا ہے
روح او درخ او ریحانِ ماست
اس کی روح لہ اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے
زانکہ فیضے دار دارِ فیا ضمیر
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے
نوداں مہمانیش بے ماندہ
اس کی وہ مہمانی بغیر درخون کے نہ ہو گی
من از اں حلوی او اند بتم
میں اس کے حلوی سے بخد میں ہوں
نیست ۳ بوس گون خرا چاشنی
گدھے کی منہ کو بوس دینے میں کوئی لطف نہیں ہے
جامہ از دلکش سیہ بے ماندہ
بغیر درخون کے کسی ایک سے تیرے کپڑے بے ماندہ
نور عقل ستارے سرچال و شرب
لے بیڑا جان کی شرب عقل کا نور ہے

اگر کہیں کہیں فاضل کی علامت
ہے اگر تاف فاضل کے کچھ ساتھ
خاشی کی پیدلہ گرے بے عقلی کی
خاشی خدا کرے کافر کو بھی نہ لگے
خوش۔ بد عقل کی بدبختی سے لہ بھی
بے ہاں ہو جاتا ہے بوی لہ مشہور
ہے کہ جہاں لہ بیٹھے لگے وہ مقام
دیران ہو جاتا ہے کہ تو مہر کی
جرات سے طوفان آیا لہ دیران ہو
گئی تھی۔ گفت پیغمبر بعض
احادیث کا مفہم یہ ہے کہ حضور نے
فرمایا کہ عیوق ہمارا دشمن ہے لہ عقلمند
ہمارا دوست ہے

۲ عقل دشنام دے ہو سکتا ہے کہ یہ
مولانا کا عقلمند مولانا تاج ہے
میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو
ہے خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برا بھی
کہتا ہے اس میں کوئی مصلحت نہ ہوتی
ہے احمق۔ عیوق کی بھلائی میں
بھی برائی ہے

۳ نیست عیوق سے محبت
کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے
کی منہ کو بوس دے نہ سکتا۔ اس
بوسے سے ہمیں نقصان پہنچے گا اور یہ کہ
کپڑے کا لے ہوں گے ماندہ
عقلست۔ اصل درخون عقل ہے
جس سے انسان فضا حاصل کرتا ہے
نان و کباب اگر احمق پیش کیے کہ سٹو
دروخون نہیں ہے بلکہ حضرت دربان
ہیں اس کا نان تک بے عقل ہوتا ہے
گا۔

نیست! غیر نور آدم را خویش
انسان کی خفاک نور کے ساتھ نہیں ہے
زیں خود شہا اندک اندک باز بر
ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تاغذی اصل را قابل شوی
تاکہ تو اصلی غذا کے قابل ہو جائے
عکس آں نورست کایں مثل فلک دست
ای نور کا پرتو ہے، کہ یہ مدنی مدنی ہے
چوں خوری یکبار از ماگول نور
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھالے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی خرباہ
تو کے کا عقل مائل ہو گئی ہے تو کیا کہیں کرتا ہے
عقل دو عقل است اول ملکسی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی
از کتاب و اوستا فکر و ذکر
کتاب اور اوستا اور غور اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور دور گشت میں تو حفاظت کرنے والی ممتی ہو گا
عقل دیگر بخشش یزدان بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں زمین آب دانش جوش کرد
جب زمین پر عقل کا پانی جوش مالتا ہے
در رہ بخشش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے لپٹنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا فکر ہے

از جواں جاں نیابد پرورش
اس کے ساتھ سے جاں پرورش نہیں پائی ہے
کایں غذای ثربود نے آن خر
کیونکہ یہ گدھے کی خفاک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت
تہمیل نور را آکل شوی
نور کے لئے کھانے والا بن جائے
فیض آں جانست کایں جل جل شد دست
ای جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان بنی ہے
خاک ریزی بر سر نمان تنور
تنور کی مدنی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات
راستہ پیدا ہو گیا، تو کمرہ پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در ملک صبی
جو کہ کتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی و علوم خوب و بکر
معانی سے اور عمدہ اور تازہ علم سے
لیک تو باشی ز حفظ آں گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں در گزشت
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گزر گیا
چشمہ آں در میان جاں بود
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے نہ پرانا نہ نر
گو ہمیں جوشد ز خانہ دمدم
کیونکہ وہ گھر دل میں سے ہر وقت جوش رہا ہے

۱۔ نیست! اگر اس حق کے سر خوان
پر بیٹے کی چیزیں ہیں تو وہ انسان کی
شراب نہیں ہے شراب تو نوحل ہے
روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہے
خورشید! کسی غذا میں نہ خور۔ یعنی
شریف انسان تاغذای اصل شعر۔
اندریں از طعام خالی رہ
تا وہاں نور معرفت بنی
عکس۔ جسمانی غذاؤں میں ای
نورانی غذا کا پرتو بچہ ان میں ملتے کی
ہے۔ یہ جیانی جان ای نورانی جان
سے جان بنی ہے۔

۲۔ چوں خوری نور کی روحانی غذا کا
ایک لمحہ کھالو گے تو یہ غذا ہے جسمانی
پتھر ہو جائے گی۔ عقل خد لحد۔ جب
تو وہ غذا کھالو گے تو جسمانی غذا کو کھو
گے کہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے اب تو
چینی چیز کی باتیں کہیں کرتی ہے
مجھ سے مل گیا ہے مجھے تجھے جیسے کہ
پاؤں کی ضرورت نہیں ہے عقل۔
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی عقل
ہے جو درگاہوں سے حاصل ہوتی
ہے عقل اگر حاصل ہو جائے تو
دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہے یہ
کتاب اور اوستا اور علم سے حاصل
ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے
پر انسان حفاظت کرنے والی ممتی بن
جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جس کی حق
تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا
ہے وہ اس کے علاوہ چیز ہے۔

۳۔ عقل دیگر عقل کی دوسری قسم
ہے جو خدا کی عطا ہے اور اس کا
سر چشمہ درگاہ اور استاد نہیں ہے بلکہ
خود روح کے اندر اس کا چشمہ ہے اس
چشمہ سے جیانی آتا ہے نہ گندہ ہوتا
ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے نہ اگر
کسی عقل کی باتیں بند ہو جائیں تو
اس عقل سے لکھن نہیں ہوتا کیونکہ
وہ خداوند سے جوڑن ہوتی ہے۔

عقل لے کھیلی مثال بویہا کال رَوَد در خانہ از گوہیا
 حصلی عقل نہوں کی طرح ہے جو گمرل میں تالاہوں میں سے پہنچی ہے
 راہ آبش بستہ شد شد بینوا از درون چشمہ کے بند دُورا
 اگر اس کے پانی کا راستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بن جاتا ہے چشمہ کے اندر سے اس کو کون بند کر سکتا ہے؟
 از درون خویشتن جو چشمہ را تار ہی از منت ہر نا سزا
 اپنے اللہ چشمہ کی تلاش کر تاکہ تو ہر بلائی کے احسان سے نجات پالے

قصہ شخصیکہ باشخص مشورت می کرد او گفت مشورت
 اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ کسی دوسرے سے
 بادگیرے گن کہ من عدو تو ام

مشورہ کر کرینک میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکسے کز ۲ ترؤد وا رہد وز محسبے
 ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا تاکہ تیرا اور بندش سے چھوٹ جائے
 گفت اے خوش نام غیر من بجو ماجرائے مشورت با او بگو
 اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر مشورے کا معاملہ اس سے کہہ
 من عدوم مر خرابا من پیچ نہود از رلی عدو پیر وز پیچ
 میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ اچھے دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے
 روح کے جو کہ خرا او دست دوست دوست ہر دوست لاشک خیر جو ست
 جاکسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو بے شبہ دوست دوست کا خیر خواہ ہے
 من عدوم چارہ نہود کز منی کثر روم باتو نہمایم دشمنی
 میں دشمن ہوں لہذا میں خوبی کی وجہ سے بڑھا چلاں گا تجھ سے دشمنی کروں گا
 حارسی از گرگ جستنی شرط نیست جستنی از غیر محل نا جستنی ست
 بھڑے سے رکھلاں چاہتا مناسب نہیں ہے بے موقع تلاش کرنا تلاش نہ کرنا ہے
 من خرابے پیچ شکے دشمن من ترا کے رہ نہمایم رہز نم
 میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں میں کب تیری دھمائی کروں گا میں رہز ہوں؟
 ہر کہ باشد ہمنشین دوستال ہست در کلخن میان بوستال
 جو دوستوں کا ہم نشین ہو یعنی میں بھی باغ میں ہے

۱۔ عقل حصلی یعنی کبھی عقل جو دوسروں سے حاصل کی جاتی ہے گوہید گڑھے راہ آبش اگر کبھی عقل کے حصول کے ذریعہ مغفور ہو جاتے ہیں تو انسان ہے ہر مسلمان وہ جاتا ہے لیکن انسانوں کی چشمہ اس آفت سے محفوظ ہے لہذا وہ عقل کے روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے قصہ اس قصہ سے عقل کی فضیلت بیان کرتا ہے۔

۲۔ کز ترؤد انسانی ترؤد میں کسی طرف پیش قدمی نہیں کرتا ہے گفت اس شخص نے کہا کہ اللہ سے مشورہ کر لے من عدم میں تیرا دشمن ہوں دشمنی کے مشورے سے کوئی کامیابی نہیں ہوتی ہے۔
 ۳۔ رو کے تجھے کوئی دوست تلاش کر کے اس سے مشورہ کرنا چاہیے دوست دوست کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ منی۔ خوبی۔ حارک۔ بھڑیا۔ بھڑیوں کا رکھلا نہیں بن سکتا جستنی بے محل تلاش اور جستجو سے کہے حاصل نہیں ہوتا۔ ہر کہ دوستوں کی محبت میں جتنی بھی باتیں بن جاتی ہے اور دشمنوں کی محبت باغ کو بھی بجلی بجاتی ہے۔

ہر کہ با دشمن نشیند در دشمن
جو زندہ میں دشمن کا ہم نشین ہو
دوست! را مازار از ماو منت
دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا
خیر گن با خلق از بہر ایزد
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر
تلاشہ را دوست بنی در نظر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے
چونکہ کردی دشمنی پر ہیز گن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط برت
گفت من دائم تراے یواکس
اس نے کہا اے ہواکس میں تجھے جاتا ہوں
لیک مرد عاقلی و معوی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور بامعنی ہے
طبع ۲ خواہد تا کشد از خصم کیوں
طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے بدلہ لے
آید و منعش کند وادارش
و عقل آتی ہے اور اس کو منع کرتی ہے اس کو روکتی ہے
عقل ۳ ایمانی چو شخہ عادل ست
ایمانی عقل منصف کقول کی طرح ہے
ہچو گربہ باشد رو بیدار ہوش
بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے
در ہر آنجا کہ برآرد موش دست
جس جگہ چہا بچہ بچہ نکالے
گربہ چہ شیر و شیر آکلن یود
بلی کیسی شیر لہ شیر کو پچھاوے دلی ہوتی ہے

ہست او در ہوستال در گونشن
ہا باغ میں بھی بھی بجٹی میں ہے
تا نگردد دوست خصم دشمنیت
تاکہ دوست تیرا مخالف لہ دشمن نہ بنے
یاد آئے راحت جان خودت
یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے
در ولت ناید زکیں ناخوش صور
تاکہ تیرے دل میں کینہ سے بے خیالات نہ آئیں
مشورت یادیار مہر انگیز گن
مشورہ محبت بھرے دوست سے کر
کہ توئی دیرینہ دشمن دار من
کہ تو میرا پلٹا دشمن ہے
عقل تو نکذات کہ مجروی
تیری عقل تجھے اجابت نہ دے گی کہ تو نیز چاٹے
عقل بر نفس ست بند آہنیں
لیکن عقل نفس پر لوہے کی زنجیر ہے
عقل چوں شخہ است دینک و بندش
عقل اس کے لئے اچھلے اور اس کو قتل کی طرح ہے
پاسبان و حاکم شہر دل ست
دل کے شہر کی محافظ لہ حام ہے
دزد در سورخ ماند ہچو موش
جو سورخ میں چوہے کی طرح گھسارہتا ہے
نیست گربہ و ر یود او مردہ است
دہاں بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مردہ ہے
عقل ایمانی کہ اندر تن یود
ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

۱ دوست۔ خود غرضی کر کے
دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے غیر کہ
لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر
بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو اپنی
راحت کی خاطر اور دل کیساتھ
بھلائی کرو۔ تاہم جب لوگوں کے
ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ تمہارے
دوست بن جائیں گے اور تمہارے
دل میں تکلف و خیالات نہ آسکیں
گے چونکہ اگر تو سب کو دوست
نہیں بنا سکتا ہے تو بھر مشورہ کسی
خاص دوست سے کہ گفت۔ مشورہ
لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو
میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور
عقلمند ہے اور عقل نہیں ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ تیری عقل تجھے میرے
ساتھ مجروی نہ کرنے دے گی۔

۲ طبع خواہد۔ عقلمند کا طبیعتی تقاضا
اگر چہ دشمن سے بدلہ لینے کا ہوتا ہے
لیکن اس کی عقل اس کی طبیعت اور
نفس پر غالب آجانی ہے عقل۔
عقل۔ عقلمند کی ہر بات بھرے موقع پر
حفاظت کرتی ہے۔

۳ عقل۔ عقل منصف کقول
بے لہول کے خیالات پر حاکم۔ ہچو
گربہ عقل کی مثال بلی کی سی ہے
اور نفس ایک چوہا ہے۔ ہر آنجا کہ
نفس کا غلبہ ہے تو مجھو کہ وہاں عقل
نہیں ہے اور اگر ہے تو مردہ ہے۔
گربہ۔ ہم نے عقل کی بلی قرار دیا ہے
غلطی تھی عقل تو شیر اور شیر لہاں ہے۔

عزّہ او حاکم دنگال ۱
اس کی غراہت صدوں کی حاکم ہے
شہر پر دُرداست و پر جامہ گئے
شہر چھوٹا کپڑے اتارنے والوں سے بچا ہے
عقل دَرتن حاکم ایماں بُود
عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والا ہے
عقل و جان جل جل توئی
اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے
عقل کل سرگشتہ و حیران تُست
عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیلی را بر سرِیہ
آخضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اس لشکر کا سربراہ بنانا
کہ در اں پیراو جنگ آموز دگان بُودند
جن میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

یک سرِیہ می فرستادے رسولؐ
آخضورؐ ایک لشکر بھیج رہے تھے
یک جوانے را گوید او از ہذیل
آپ نے بنی ہذیل کے ایک جوان کو منتخب فرمایا
احصل لشکر بیگماں سرور بُود
یقیناً سرور لشکر کی بنیاد ہوتا ہے
ایں ہمہ کہ مردہ و پڑ مردہ
یہ جو تو بالکل مردہ اور پڑ مردہ ہے
از گسکل وز بخل وز ما و منی
سستی اور بخل اور خودی و انایت کی وجہ سے
ہچو استورے کہ بگریزد زبار
اس گدھے کی طرح جو بوجھ سے بھاگے

۱۔ دنگال۔ یعنی انسان کی قوت
غصیبہ۔ پرتنگان۔ یعنی انسان کی
قوت شہوب۔ شہر پر دُرداست۔
انسان میں لاعلمہ نفسانی قوتیں ہوتی
ہیں عقل کے مجبور پر ان سے
عقل نہ بنتی چاہے جس اس
قدرے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ
قوتیں مضحل ہو جاتی ہیں لیکن بالکل
فنا نہیں ہوتی ہیں۔
۲۔ عقل عقل۔ کامل انسان کو
خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور
جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر
تیری سلطنت ہے عقل کل۔
جبر کل۔ مہر میں آخضورؐ کے
عروج پر حیران تھے امیر گردانیدن۔
اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے
کہ زندگی نہ عقلست نہ ہمال یہ سر
بہ جہاد کا وہ لشکر جس میں آخضورؐ
خود سرکینہ ہوں۔

۳۔ ایک جوان نے آخضورؐ نے
اس لشکر کا ایک بنیاد کو جوان کو سربراہ بنا
دیا۔ ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ
ہے۔ خیل۔ گدھے۔ اصل۔ فوج کا
سربراہ۔ بخور۔ سرکے ہے بغیر سرور کی
فوج بغیر سر کا دھڑ ہے۔ ایں ہمہ۔
مولانا نے لشکر کے سرور سے گریز فرما
کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع
فرمایا ہے۔ یعنی انسان کی اعمال غیر
میں شرم کی اسی لئے ہوتی ہے کہ ان
سے کسی شیخ کو اپنا سربراہ نہیں بنایا۔
اور کل۔ کسی کو شیخ اور پیر بنانے میں
انسان کی مکمل سے سستی اور خدمت
میں بخل اور خودی مانع بنتی ہے۔ ہچو۔
شیخ سے گریز کرنے والے کی مثال
اس گدھے کی ہے جو بوجھ سے بھاگا
کہ پہاڑی کی طرف بھاگ پڑے۔

صاحبش اور پڑواں کا خیرہ سر
اس کا مالک پیچھے ہٹے کہ اس سرکش
گرم چشم اس زماں غائب شوی
اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا
اتخوانت را بخایید چوں شکر
شکر کی طرح تیری ہنسیاں چہلے گا
آں ملکن آخر بمائی از علف
وہ نہ کر بالا تو کھاس سے عوم د چلے گا
ہیں بمکریز از تصرف کردنم
خبر دہا میرے کام میں لگنے سے نہ بھاگ
تو ستوری ہم کہ نفست غالب است
تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نس غالب ہے
خرخواندت بس خواندت ذوالجلال
اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے گدھا نہیں کہا
میر ۲ آخر بود حق را مصطفیٰ
آخضہ اللہ تعالیٰ کے میر اسبل ہیں
قُلْ تَعَالَوْاْ گفت از جذب کرم
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے کہ آؤ
نفسہا راتا مَرَوْض کرمہ ام
میں نے جب سے نفسوں کو مرض بٹایا ہے
ہر گجا باشد ریاضت بادۂ
جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے
لاجرم اغلب بکلا بر انبیاست
لا عمل کزی آزمائش نبیوں کی ہے
سکسکانید از دُم یرغا روید
تم ست زندہ گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو

ہر طرف گر گے ست اندر قصد خُر
ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھڑپے ہیں
پشت آید ہر طرف گرگ قوی
ہر جانب قوی بھڑپا تیرے سامنے آئے گا
کہ نہ بینی زندگانی را دگر
حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
آتش از بے ہیز می گردد تلف
بغیر ایندھن کے آگ جلہ ہو جاتی ہے
وز گراں باری کہ جان تو منم
اور بوجہ لانے سے کیونکہ میں تیری جان ہوں
حکم غالب را بُو د اے خود پرست
اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے
اسب تازی را عرب گوید تعالٰی
عربی گھوڑے کو عرب "تعل" کہتے ہیں
بہر استوران نفس پُر جفا
ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
تا ریاضت تاں دہم من را فخم
تاکہ میں تم سے ریاضت کھوں میں ریاضت کہنے لگا ہوں
زیں ستوراں بس لکد ہا خوردہ ام
ان گھوڑوں کی بہت سی دھتیاں کھائی ہیں
از لکد ہا لبش نبیکد چارۂ
اس کے لئے دھتیاں سے مفر نہیں ہے
کہ ریاضت وادان خالماں بکلا است
کیونکہ تازیوں کو ریاضت کرنا ہی مصیبت ہے
تلوُش مرکب سلطان شوید
تاکہ نرم رفتار دہ شہ کی ساری بن جاؤ

۱ صاحبش اس گدھے کا مالک
کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سونگھوں
بھڑپے ہیں جو تجھے ہلاک کر دیں
کہ اگر تیری ہنسیاں شکر کی طرح چہلے
ڈالے گئے آں ملکن۔ شیخ بھی
بھاگنے والوں کو بھجاتا ہے کہ بھاگنے
میں ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی نہ
ہو تو کم از کم آنتوں سے عروہ ہے
تصرف کر۔ شیخ کی تعلیمات سے
نہ گھبراتا چاہیے بلکہ کلیت فی یہ
افصال نہلانے والے کے ہاتھ
میں مردہ بن جانا چاہیے۔

۲ تو ستوری انسان کا نس گدھا
ہے جب وہ انسان پر غالب ہو تو
چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہذا انسان کو
گدھا کہا جائے گا۔ خرخواندت جن
لوگوں پر نس کا غالب جان کا لکھ تعالیٰ
نے قرآن کریم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ
گھوڑا قرار دیا ہے عرب جب عربی
نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو
لفظ "تعل" آجاتا ہے جسے ہی طرح
قرآن نے آخضہ کو کہا ہے کہ ان
لوگوں کو تعالوا کہو۔

۳ میر آخر دافعہ اسبل۔ پُر
جفا۔ ظالم۔ را معنی گھوڑے کو
سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا
گھوڑا لکد ہا دھتیاں۔ ریاضت
بہد ریاضت کرانے والا۔ تازی۔ عربی
چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہذا اس کو
زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑتے
ہیں۔ سکسکانید سکسک۔ ست
رفتار گھوڑوں کا نام۔ یرغا۔ تیز رفتار گھوڑا
تلوُش۔ تری لفظ ہے نرم رفتار گھوڑا

۱۔ سَتُورَانِ مَلُولِ اَمْدِ سَنَیْ ۱

۱۔ گزڑھ میں عاجز گھوڑا

۱۔ سَتُورَانِ رَمِیدِ اَزْ اَدَبِ

۱۔ لب سے بھاگے ہوئے گھوڑا

۱۔ سَتُورَانِ فِرْدِ رِگ و پے

۱۔ ست رگ و پھل والے گھوڑا

۱۔ زان دو بے تمکین توہڑا ز کس مشو

۱۔ ان دو چاہے وقت کی جہ سے خستہ میں نہ ہر

۱۔ ہر ستورے را صطیلے دیگرست

۱۔ ہر گھوڑے کا دھرا اطمیل ہے

۱۔ ہست ہر آپے طویلہ او جُدا

۱۔ ہر گھوڑے کا اطمیل جلا ہے

۱۔ زانگہ ہر مرغے جُدا دلا قفص

۱۔ کیونکہ ہر پند کا بنجرہ علیحدہ ہے

۱۔ زیں بسبب آسمل صف صف خُددند

۱۔ اسی جہ سے آسمان پر صف صف ہو گئے

۱۔ دَر سَنَیْ ہر یک ز یک بالا خُرا ند

۱۔ مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑے ہوئے ہیں

۱۔ مَعْصَبِ دیدار حس چشم راست

۱۔ دیکھنے کی حس کا مقام آنکھ کا ہے

۱۔ جملہ محتاجانِ چشم روشن آند

۱۔ سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

۱۔ دَر بَیْمَاعِ جال و اخبلا بُے

۱۔ قرآن کی صاف ہر قصوں کے سننے کے لئے

۱۔ ہچ چشمے از بَیْمَاعِ آگاہ نیست

۱۔ کوئی آنکھ سننے سے واقف نہیں ہے

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفْتُ بَیْنِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہو آجہ کہو آجہ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفْتُ رَبِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہو آجہ کہو آجہ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفْتُ عِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہو آجہ کہو آجہ

گر نیابند اے نبی عَمَلِکِی مشو

۱۔ کیا اگر وہ نہ آئیں تو غم نہ نہ ہو

گوش بعضے زیں تَعَالَوْا ہا گُرسِت

بعض لوگ ان آجہ کی آوازوں سے بہرے ہیں

مَنْبَرِ ۲۔ گُروند بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے پٹ گئے

مَقْبِضُ گُروند بعضے زیں قَفْصُ

بعض لوگ ان قصوں سے عمل ہوئے

خود ملائک نیز نا ہمتا بُدند

لائک بھی رتبہ میں یکساں نہیں تھے

کودکال گرچہ بیک مکتب و آند

بچے اگرچہ ایک ہی کتب میں ہیں

مَشْرِقی ۲۔ و مغربی را سہاست

شرق و مغرب دونوں کی طاقت میں ہیں

صَد ہزاراں گُوشہا گر صَف زَنند

اگر لاکھوں کان صف بزمیں

باز صَف گو شہارا مَعْصِے

بہر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے

صَد ہزاراں چشم را آل راہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ حاصل نہیں ہے

۱۔ سنی گزڑھ قُلْ تَعَالَوْا

یعنی اے نبی لوگوں سے کہو کہو کہو

جائے جی اللہ تعالیٰ گر نیابند قرآن

پاک میں ہے مَن مَن کُفَرِ فلا

بغیر نیک کُفَرِ فلا ہر شخص کفر

کرتے تو اس کا کفر کرتا ہے لیکن نہ

کرتے تو نہ ہر گھوڑا اپنے اطمیل

کی طرف جاتا ہے تو جو مال شہادت

ہی رہاں کا اطمیل وہ نہیں ہے جس کی

طرف ہی رجعت دتا ہے

۲۔ مَنبَرِ اطمیل قفص قفص خود ملائک

جس طرح انسانوں میں استدلال کا

اختلاف ہے اسی طرح ملائک میں بھی

اسی لئے ان کو مختلف مَقْبِض میں رکھا

گیا۔ کوئیک ملائک ہر انسانوں کی

ملاحت کے اختلاف کو اس مثال

سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی کتب

میں پڑھتے ہیں لیکن ملاحت ہر

استدلال کے اعتبار سے بعض کو بعض پر

فوقیت ہوتی ہے

۲۔ مشرق و مغربی۔ یہ ملاحت کا

اختلاف جو اس میں آگیا ہے کان میں

سننے کی ملاحت ہے جو آنکھ میں نہیں

ہے آنکھ میں دیکھنے کی ملاحت ہے

جو کان میں نہیں ہے صد ہزاراں

اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل جائیں تو

ایک کان کی ہمت نہیں کر سکتیں۔

نچیں اہر حسن یک یک می شمر

ای طرح یک ایک حس کو گن لے

بچ حسن ظاہر و بچ اندرون

پانچ ظاہری حس اور پانچ باطنی

ہر کے کو از صف دیں سرکش مست

جو شخص دین کی صف سے سرکش کرتا ہے

تو ز گفارت تعالوا کم ملکن

آپ "آ جاؤ" کہنے میں کی نہ کریں

گر مے گرد ز گفتارت فقیر

اگر کوئی تباہ آپ کے قول سے خمر ہو

ایں زماں گریست نفس سلاش

اس وقت اس کا جلاہ گریس بہا ہے

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا اے غلام

آپ آ جاؤ "آ جاؤ" کیسے "اے لڑکا

خوبہ باز آ از منی و از سری

اے صاحب خوبی اور سہمی سے باز آ جا

ہر یکے معرول ازاں کارِ دگر

ہر ایک ہرے کے کام سے جلا ہے

در صف اند اند مقام الصالحون

صفائے صلوٰۃ و تقویٰ کے قیام میں مصروف ہیں

میر و سہمی صفے کاں ناخوش مست

وہ بھی صف کی جانب چلا جاتا ہے

کیما ی بس شگرف مست ایں خن

یہ کد بہت عجب کیا ہے

کیما را چچ ازوے وا مکیر

کیما کو اس سے نہ ہٹائے

گفت تو سوش گند در آعرش

اس کے آخر میں آپ کی گفتگوں کو فائدہ دے گی

ہیں کہ اِنَّ اللہَ یَدْعُوْا بِالسَّلَامِ

آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

سروے جو کم طلب گن سروی

کوئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

کئی سروہ تلاش کر لے سروہی کا طالب نہ بن

اعتراف کردن معترضے بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر

ایک معترض کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہڈی کو لشکر کا سروہ

گردانیدن آں ہڈی را بر سر یہ

ہانے پر اعتراف کرنا

چوں پیغمبر سروے کرد از ہڈیل

جب پیغمبر نے ہڈیل میں کا سروہ بٹایا

یو المفضولے از حسد طاقت نداشت

ایک بیہودہ حد کی وجہ سے طاقت نہ کر سکا

خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند

لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں

لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں

لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں

لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں

لوگوں کو دیکھ کہ کس قدر اندھے میں ہیں

۱۔ عجیب تمام حس کا یہی حال

ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے

وہ ہرے میں بھی ہے بچ حسن

حس ظاہری اور حس باطنی سب اپنی

اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے

لئے کام میں لگے ہیں جیسا کہ

ملائکہ کی کیفیت میں اس لئے کام

میں لگی ہیں۔ اسی طرح یہ صف

صفت ملائکہ ہر کسی میں ہیں

کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں

ہے۔ یہ وہ بدخلوں کی صف میں شامل ہو

گا۔

۲۔ تو ز گفتارت نبی کا کام دھت

دینا ہے وہ عسکری سے جنگ میں ہو کر

دھت نہیں چھوڑتا ہے۔ گر سے اگر

کوئی عسکر ایک وقت میں اٹھ کر سٹو

ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے

اعتبار سے آخر میں دھت کو قبول کر

لے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ہے

وَاللّٰهُ یَدْعُوْا اِلَیْهِ دُکُوْرًا

وَقَبِيْحًا مِّنْ یُّنْفِکُ اِلَیْهِ صِرَاطَ

مُسْتَقِیْمٍ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی

دھت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے

سیدھا راستہ ہی رہنمائی کر دیتا ہے

۳۔ خوب مولانا پھر فصیح

کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے ہاں سے

راہت ہو جانا چاہیے۔ سروہ سروہ

خیل جماعت گردانے والے معترض

اعتراف میں یہ کیا کرتا ہے کہ مجھے

آپ کا کوئی تسلیم نہیں ہے۔ ظلمانی

تاریک باطن چونکہ زیادہری کا غلبہ تھا

اس لئے اعتراف کی کوشش نہ کی۔

از ۱ تکبر جملہ اند تفرقہ
تکبر کی وجہ سے سب تفرقہ میں ہیں
اس عجب کہ جاں بزمنداں اندرست
یہ تعجب ہے کہ جاں قید خانہ میں ہے
پلی تاسر غرق سرگیں آنجواں
وہ جوان سر سے پاؤں تک گور میں غرق ہے
واہما پہلو بہ پہلو بے قرار
ہمیشہ ہر کوٹ پر بے قرار ہے
نور ۲ منہاں ست و بخت و جو گواہ
نور پوشیدہ ہے اور جستجو گاہ ہے
گر نبودے حبس دنیا را مناص
اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا
دشت ہچموں موکل می گشد
دشت تجھے سپاہی کی طرح سمجھتی ہے
ہست منہاں و نہاں در ممکن ست
راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے
تفرقہ ۳ جو یلی جمع اندر کمین
چھوٹ مخفی طوط پر اتحاد کی جویاں ہے
مردگان باغ بر خستہ زین
باغ کے مردہ ج جڑ سے اک پڑتے ہیں
چشم ایں زندانیان ہر دم بدر
ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت ہولناکی پر

۱۔ از تکبر۔ ہا ہی اختلاف کا سبب
تکبر اور غرور ہوتا ہے تفرقہ۔ جلائے دلی
یعنی دنیا طلبی۔ اس عجب۔ دنیا سے
نجات کی فہم اس کے اچھ میں ہے
عجبہ کر کے کھل سکتا ہے لیکن تعجب
ہے کہ اس کو قید خانہ میں پڑا رہنا منظور
ہے پای تاسر۔ انسان مصیبتوں
میں آگاہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر
اس کے دامن سے گمراہی ہے اس
سے آگاہی کو دور کر سکتا ہے۔ نامک۔
روحانیت کی آرام گاہ اس کے پہلو میں
ہے اس کے ہوتے ہوئے بے مقصدی
سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اس آرام گاہ
میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ نور خدا کا روشنی ہے اور عابدوں
کی جستجو اس کے جھلکی گاہ ہے (شعر)
دل گاہ ست کہ پہلو بدلنے سے
ہستی قطع ہو کر اس کی گاہی سے
مناس۔ بچاؤ کی جگہ نے بدے دنیا
سے دل کی دشت اور عالم آخرت کی
جستجو اور نجات کا پتہ دیتی ہے
دشت۔ دنیا دشت انسان کو روک
ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے
موکل۔ سپاہی۔ منہاں۔ حساستہ۔ ہست
منہاں۔ شعر

گرچہ رختہ نیست عالم را پدید
خبرہ یوسف داری باید دید
۳۔ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت
کا مشاہدہ کرو۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اِنَّمَا
تُكْتَمُ لَهُهُ اللہ تبارک را تھ ہے تم
جہاں بھی ہو۔ مردگان۔ فاضل زلی
آثار رَحْمَةُ اللہ كَيْفَ يُغْنِي
الْاَرْضُ عَنْهُمْ مَوْتُهُمْ اِنْ كُنْ
مردوں کے بعد اس کی تروتازگی وجود
باری کی دلیل ہے چشم ایں۔ رہائی
کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت
کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی
نہ ہوتا اور رہائی کی خوش خبری دینے



والہی آمدی اسید نہ ہوتی تو رہائی کے لئے حلاوت پانگہ کیوں لگی رہتی تو ہدایت کی توقع اس کے جھلکی دلیل ہے

صد ہزار آلودگانِ آبِ جو
لاکھوں آلودہ پانی تلاش کرنے والے
بر زمیں پہلوت را آرام نیست
زمین پر تیرے پہلو کو آرام نہیں ہے
نیمقر گاہے نباشد بے قرار
سکن کی جگہ کے بغیر کئی بے قرار نہیں ہوتا ہے
گفت نے نے یا رسول اللہ ممکن
اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنائیے
یا رسول اللہ جواں آر شیر زاد
اے رسول اللہ جوان خولہ شیر کا بچہ ہو
ہم ۲ تو گفتستی و گفت تو گر
آپ بتے یہ کہا کہ آپ کا فرمانا گلا ہے
یا رسول اللہ دریں لشکر نگر
اے رسول اللہ اس لشکر کو دیکھئے
زیں دخت آں برگِ زرش را میں
اس دخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے
برگہائی ۳ زرد او خود کے تہی ست
اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں
برگ زر دریش و آں موی سپید
ڈاڑھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال
برگہائے نور سیدہ سبز فام
سبز اے ہوئے سبز پتے
برگ بے برگ نشانِ عاری ست
بے سرو سامانی کا سامانِ شامانی کی نشانی ہے

کے بندے گر بُدوے آبِ جو
کب ہوتے اگر نہر کا پانی نہ ہوتا
زانکہ درخانہ لحاف و بستر نیست
کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے
بے خمار اشکن نباشد ایں خمار
یہ خمار بغیر خدا مانے والی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے
سرور لشکر مگر شیخ کہن
لشکر کا سرور سوائے پرانے بڑھے کے
غیر مردِ پیر سر لشکر مباد
بڑھے شخص کے سوا لشکر کا سرور نہ ہوتا چاہیے
پیر باید پیر باید پیشوا
کہ پیشوا بڑھا چاہیے بڑھا
ہست چندیں پیر و از دے پیشتر
بہت سے بڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہیں
سیہائے مخنہ اُورا نکچیں
اس کے پختہ سب چمن لہجے
ایں نشانِ پختگی و کاملی ست
یہ پختگی اور کامل کی علامت ہیں
بہر عقل مخنہ می آرد نوید
عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں
شد نشانِ آنکہ آں میوہ است خام
اس کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے
زرہی زر سرخ روی صیر فی ست
سونے کی زردی صرف کی سرخ روی ہے

۱۔ ضد ہزار لاکھوں گنہگار آب
رحمت کی جستجو میں ہیں جوابِ رحمت
کے درجہ کی دلیل ہے بڑھیں۔
راحت کی توقع ہے رانی میں ہے
چینی ہوئی ہے اگر تو بخ نہ ہو تو قرما
جانے روح کی بجینی آخرت کے
آرام کی توقع کی جہ سے ہے بے سقر
گا جہ ہے قرمانی جب ہی ہوئی
ہے جب کوئی متوجہ آرام گاہِ موعدا
جب ہی ہوتا ہے جب خدا ممکن چیز
کی توقع ہو شرب کا وجود ہی نہ ہو تو
اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو
سکتی۔ گفت۔ اس ارشادی مضمون
کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع
کیا ہے۔
۲۔ ہر تو گفتستی۔ معترض نے کہا
آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا
بڑھا ہونا چاہیے۔ آئینہ فی اصلہ
کا لہجہ لہجہ بڑھا ہے اصل میں
ایسا ہے جیسا کہ نما اپنی امت میں یہ
آغوش کا فرمان ہے یا رسول اللہ۔
اس امت پر کرنے والے نے
آغوش دے کہا دیکھئے لشکر میں بہت
سے بڑھے ہیں جواں و جوان سے
بڑھے ہوئے ہیں۔ زیں دخت
ان بڑھوں کے بڑھانے کو نہ دیکھئے
ان کی عقل کی پختگی کو دیکھئے۔
۳۔ برگہائی۔ بڑھانے کے آثار
عقل کی پختگی کی دلیل ہیں۔ برگہا
جوانی کے آثار عقل کی غامی کی دلیل
ہیں۔ برگ نو جوانی کے آثار و سامان
سے بے سامانی ان کی جانکاری کی
دلیل ہے۔ زردی۔ سونے کی زردی
امتِ انسانی کی سرخ روی کا سبب بنتی ہے۔



۱۔ آنکھ جلوتو جان ہے اس کے
 رخسار گلاب کی طرح ہیں ہر روز وہ خطا
 رستہ جیساں بات کی نیکل ہے کہ
 خطا میں لے کر آئے ہوں اس کے
 حرف قاصد کے مطابق نہ ہوں
 کے لہذا جو جان بدن کا اگر وہ دست
 ہوتا ہے لیکن جس کا لایعاج ہوتا ہے پانی
 جیہ۔ ہڑے کے ہاتھ پاؤں اگرچہ
 دست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل
 کو ہر روز حاصل ہو جاتا ہے۔
 ۲۔ گر کر مثل خواہی بجعفرؑ در نگر
 ہو جانے پر حاصل ہو جانے کی کوئی
 مثل چاہیے تو وہ حضرت جعفرؑ کی
 ہیں غرض کہ جس جس کے ہاتھ
 کٹ گئے تھے تو اللہ نے ان کو حجت
 میں پر عملت فرما دی ہے۔ ہر روز
 جعفری جعفری ربی کے کہہ کا سنا
 خالص ہونے میں شہد ہے نہ
 دینیائی سونے کی بات سے امر
 پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے
 میرا دل پائے کی طرح بے قرار ہو
 گیا۔ دست ہوتوں پر ہاتھ رکھا
 خاموش رہا شکار شدہ ہوتا ہے
 ۳۔ خاموشی انسان خاموشی میں
 خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو
 شروع کرتا ہے تو خاموشی سند ہے
 جس سے گفتگو کی ضرورت ہوتی ہے
 جب سند خود انسان کا طالب ہوتو
 اس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیے
 انسان خاموشی اشارے کر رہی ہے
 کہ اب ان امر کی گفتگو ختم کر
 لیجئے۔ لیکن مولانا نے مہر میں لکھا کہ
 شروع کیا ہے دست جب کسی
 چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ
 کرنے والوں کو اس چیز کی خبر نہ دینا
 بلکہ بات ہے اس خبر نہ کی چیز
 کے بارے میں خبر نہ دینے کے حکم
 مقام ہیں خبروں کا حلق اس شخص
 سے ہے جہاں خبر سے غائب ہو۔

آنکھ اول عارض دست و خطاست
 یہ شخص جو پھول کے سے رخسار ملا ہوا آفتاب ہے
 حرفہ خط او کرثر مژد
 اس کی حریر کے حرف ہڑے میں کے
 پانی پیر از سرعت ارچہ بازماند
 ہڑے کے پاؤں اگرچہ تیز رفتاری سے عاجز ہیں
 گر ۲۔ مثل خواہی بجعفرؑ در نگر
 اگر تو مثل چاہتا ہے جعفرؑ کو دیکھ لے
 گر ز اسرار سخن بونے بری
 اگر تو کلام کے راز سمجھ سکے
 بگذر از در کاہن سخن شد محتجب
 سونے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات چھپ گئی
 زائد رخم صد خموشی خوش نفس
 میرے اللہ سے سو خاموشیاں خوش ہوا
 خاموشی بحرست و گفتن ہجومو
 خاموشی سند ہے کہ گفتگو نہر کی طرح ہے
 از اشارتہای دیا سر متاب
 اشارتوں کے اشاروں سے من نہ مٹ
 نہیں پیوستہ کرد آں بے ادب
 اسی طرح مسلسل و بے ادب کرتا ہوا
 دست می دلاش سخن او بے خیر
 باتیں اس کے ہاتھ آتی رہیں و بے خبر تھا
 این خبرها از نظر ہلالت دست
 یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بملک گاہ خیر نوحط است
 وہ ملک میں تو آئے ہونے کی خبر دینے والا ہے
 مومن عقل ست اگر تن می دود
 عقل کا لایعاج اگرچہ جسم مڑ رہا ہے
 یافت عقل او دو پر براون راند
 اس کو عقل کے دو پر حاصل ہو گئے ہیں یعنی ہار رہا ہے
 دلا حق برجلی دست و پاش پر
 اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھ پاؤں کی بجائے پردیئے ہیں
 من سخن گویم چو زور جعفری
 تو میں جعفری سونے کی بات کہیں
 ہجومو سیماں ایں لم شد مضطرب
 میرا یہ دل پائے کی طرح بے قرار ہو گیا
 دست بر لب می زند یعنی کہ بس
 ہون پر ہاتھ رکھی ہیں یعنی کہ بس
 بحر می جوید ترا جو را حو
 تجھے سند تلاش کر رہا ہے تو نہر کی تلاش نہ کر
 ختم کن واللہ اعلم بالصواب
 ختم کر دے کہ خدا بہتر جانتا ہے
 پیش پیغمبر سخن زان سر دل لب
 بات پیغمبر کے سامنے غصے ہوتوں سے
 کہ خبر ہر وہ بود پیش نظر
 کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے
 ہر حاضر نیست ہر غائب دست
 یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں غائب کے لئے ہیں



ہر کما اُو اند نظر موصول شد
جو قصہ مشاہدہ میں پہنچ گیا
چونکہ بامعشوق عشقی ہم نشین
جب تو مشوق کا ہم نشین بن گیا
ہر کہ از طفلی گزشت و مرد شد
جو قصہ بچے سے نکل گیا وہ جان ہو گیا
نامہ خوفہ از پے تعلیم را
خط پرستا ہے، سکھانے کے لئے
پیش بینیاں خبر گفتن خطاست
دیکھتے ہیں کہ خبر سنا ظلی ہے
پیش بینا شد خوشی نفع تو
کہ اب صبر کے سامنے چہ حیرت لے نہیہ
گر بفر مایہ بگو بر گئی خوش
اگر ہم دے کہ ہل (ن) ابھی بات کر
وہ بفر مایہ کہ اندک گش ہاز
اگر ہم دے کہ قصیل کر
بچیاں کہ من و ہرین زیبائسوں
جیسا کہ میں اس حسین کلام کے مطالعہ میں
چونکہ کوئی می گنم من از رشہ
جب میں بھلائی کے ساتھ متھر کرتا ہوں
اے حسام لدین ضیاء ذوالجلال
اے حسام الدین آپ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں
ایں مگر باشند حُبِ مشہقی
یہ شاہد محب کی محبت کی وجہ سے ہے

ایں خبر ہا پیش اُو موصول شد
یہ خبریں اس کے لئے بیکر ہو گئیں
دفع کن ظالکوں را بعد ازین
اس کے بعد ظالم (معتوں) کو دفع کر
نامہ و ظالم بروے سرود شد
خط لہ ظالم اس کے لئے بے ضرورت بن گئے
حرف گوید از پے تفہیم را
بات کہ ہے، سمجھانے کے لئے
کال دلیل غفلت و نقصان ماست
کیونکہ وہ بھلی جہالت لہ کی کی دلیل ہے
بہر ایں آمد خطاب قصصوا
اس لئے ہم ہا ہے، حاضر ہو
لیک لندک گور از اندک ملکش
لیکن بات کو طے نہ دے
بچیاں شیریں بگو با اہر ساز
اس طرح عمد بات کر، ہم مان
باضیاء اہن حسام لدین گوں
اب ضیاء اہن حسام الدین کے ساتھ ہیں
اُو بصد توعم بگفتن می کشد
وہ بیکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں
چونکہ می بینی چہ می جوئی مقال
جبکہ شاہد کہتے ہیں بات کی جو کید کہتے ہیں
لستغنی خمر او قل لی انھا
مجھے شرب پلا دے مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

ایہ کہ جو قصہ مشاہدہ کہہ رہا ہوں
کہ خبر یہ سنا لہ کام ہے چونکہ
قصہ حاصل ہو جانے کے بعد
وہاں لہ ذرا لے گیا ہو جاتے ہیں۔
ظالکوں سے معشوق جماعت و مشوق
میں نامہ و ظالم کا در پڑ جاتی ہیں۔ ہر
کہ عاشق کی جھلی خود مشوق کو
دھرت دیتی ہے مگر نامہ و ظالم کی
حالت میں رہتی ہے کہ جی بے تک
کہ سالک کا بچپن ہے اس کو ذرا لے
کی ضرورت ہے جبکہ بچپن پر کچھ
کہ مشاہدہ کر لیتا تو اسل سے بے
نیز ہو جاتا ہے۔

۲۔ نامہ ظالم کا لین جو بھلائی
ذرا لے کر اہل کرتے ہیں وہاں اس کی
تعلیم و تہذیب کے لئے ہوتے ہیں۔
پیش بینیاں جن کو مشاہدہ حاصل
ہیں ان کو خبریں دینا کے مقام سے
اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے
قصصوا قرآن پاک میں ہے ایفا
قری قرآن فہتصوا و فہتصوا۔
جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی
طرف کان لگاؤ، حاضر ہو کر
بفر مایہ اگر صاحب مشاہدہ تم سے
اس چیز کے بارے میں دریافت
کرتے تو تم سے پوچھنا کہہ دو
ہیں اگر تم قصیل کا مطالبہ کرے تو عمدہ
طریقہ پر قصیل کہو۔

۳۔ بچیاں۔ میرا اللہ ضیاء اہن کا
مجھ کی مطالعہ میں اس صاحب
مشاہدہ کے سامنے کچھ متھر کہتا ہوں
لیکن اس کی جانب سے قصیل کا
مطالبہ ہوتا ہے چونکہ حسام الدین کا
شوق ہمارے شوقی کہنے پر مجبور کر
دیتا ہے اے حسام الدین آپ کو
جب مشاہدہ حاصل ہو تو محب کی
باتیں سننا مستند شوق کہتا ہے
ایہ کہ یہ جواب ہے عشق کا قاضی

ہے کہ عاشق کے تمام احوال مشوق سے ہر وہاں لگا کر دیتی ہے کہ ان باتیں سننا مشاہدہ ہا ہے عشق مست
پہتا ہے کہ ملتی کی شرب سے صرفہ نہیں لگات مال نہ کرے بلکہ کھان کی اس کام میں۔

برمدہاں! اُتست ایں دَم جام او
اں وقت آپ کے منہ سے اں کا جام لگا ہے
گوش می گوید کہ قسم گوش گو
کان کہتا ہے کہ کان کا حصہ کہاں ہے
قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست
گفت حرص من ازیں افزول ترست
تیرا حصہ گرمی ہے یہ تھہ میں گرمی ہے
اں نے کہا میری حرص اں سے بڑھی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اں اعتراف کنندہ را
اں اعتراف کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

دَر حضورِ مُصطفیٰ قند خو
چول زخِ برداں عَرَب اں گفتگو
شیریں مزاج، مصطفیٰ کے مبارک میں
جب اں عرب نے وہ گفتگو سے بڑھا دی
آں شہ و انجم و سلطانِ عبس
لب گزید اں سرو دم را گفت بس
انجم کے شاہ اور عبس کے سلطان نے
ہوٹ دلیلا، اں سرو دم سے کہا کہ بس
دست می زد بہرِ معش بردہاں
چند گوئی پیش دانہی نہاں
اں کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا
پیش ۲ پینا بردہ سرگین خشک
ہو خشک گرد صاحبِ صیرت کے سامنے لہجے ہیں
بعر را اے گندہ مغز گندہ ح
اے بد دماغ گندہ مغز، میگئی کو
اَخ اَنے برداشتی اے بیج و کاج
اے حق بیگنا تو آخانا کرتا ہے
اَخ اَنے برداشتی اے خشک مغز
اے خشک دماغ تو آخانا کرتا ہے

تا س فریبی اں مشام پاک را
تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دے گا؟
حلم او خود را اگرچہ گول ساخت
اں کی برمدہاں نے اگرچہ اپنے آپ کو بھولا بنا لیا ہے
دیگ را گرباز ماندا مشب دسن
دیگ را گرباز ماندا مشب دسن
اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا رہ گیا ہے

۱۔ برمدہاں منہ سے اگر جام لگا ہے
تو کان پنا حصہ نکلا ہے قسم کان
کو جواب ملتا ہے کہ تیرا حصہ وہ
حالت عشق ہے جو تھہ میں دیکھنے
سے سرایت کر رہی ہے کہتا ہے خشک
میں اں سے زیادہ لذت چاہتا ہوں
لہذا مجھ کا کام سننے سے حاصل ہو
گیا کہ حضور ایں معترض نے بڑی
نوجوان کے سر پر ہاتھ جانے پر
جب بہت زیادہ اعتراف کیا تو
آنحضرت نے اں کو خاموش رہنے کا
امثالہ کیا۔ تاہم اں حصہ میں آپ
کے برحق ہونے کا ذکر ہے سہرہ
جس میں آپ کی ناکامی کا ذکر
ہے یہ دونوں باتیں صحت حال
کے مناسب نہیں اں لئے ان کا ذکر
کیا گیا ہے۔ دلائل نہیں۔ آنحضرت
ذلت کراہی۔

۲۔ پیش پینا معترض نے بات
اچھے انداز سے کہی لیکن اں کا نشانہ
حدودِ بدیہی میں اں لئے مولانا
نے اں کی یہ تشبیہات ذکر کی ہیں۔
بعر را میگئی کو دھوکہ کرا رہا کرتا ہے تاکہ
وہ سرے خوشبودار مشک بچھ لیں۔
حق۔ کاج۔ بیگنا کالا۔ سامان۔
پشک۔ میگئی۔

۳۔ تا فریبی تو خوشبوؤں کے باہر
دھوکہ دیتا چاہتا ہے علمِ بیوں کی
برمدہاں اں کو ساتھ ہانے رہتی ہے
لیکن دھوکا دینے والے کو اپنی طرف
دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دھوکا دے رہا
ہے۔ دیگ اگر ہڈیاں دیا جائے تو بلی
کوتلہ کچھ شرم کرنی چاہیے اور اں میں
منہ ڈالنا چاہیے۔

خویشتر اگر گزشتہ کرد آں خوب فر
مگر مالیشان نے اپنے آپ کو سیاہا بنالیا ہے
چند گوئی اے گوج بے صفا
اے بہان جگر تو کب تک پڑے گا؟
صد ہزاراں حلیم دارند ایں گروہ
یہ لوگ لاکھوں بیداریاں رکھتے ہیں
حلیم شاں بیدار را ابلہ کند
ان کی بیداری بیدار مغز کو بیوقوف بنا دیتی ہے
حلیم شاں ہنچوں شرابِ خوب و نغز
ان کی بیداری عمدہ اور بہتر شراب کی طرح ہے
مست ادا میں زال شرابِ بد شکفت
اس عجیب شراب سے مست کو دیکھ
مرد برنازاں شرابِ زود گیر
اس زود اثر شراب ہے جو ان انسان
خلعہ ایں بادہ کہ از خمِ بنی مست
خصوصاً یہ شراب جو کہ نبی کے منہ کی ہے
آنکہ اصحابِ کہف از نقل و نقل
وہ شراب کہ اصحابِ کہف نقل اور سفر سے
زال ۳۰ زانِ مصر جامے خودہ اند
اسی شراب سے مصری عقلموں نے ایک جام پیا ہے
ساحراں ہم سکر موسیٰ داشتند
جادوگر بھی حضرت موسیٰ کا نشہ رکھتے تھے
جعفر طیار زان مے بود مست
حضرت جعفر طیار اسی شراب سے مست تھے

سخت بیدارست دستارِ مبر
وہ خوب بیدار ہے اس کی کپڑی نہ اند
ایں فسوں دیو پیش مصطفیٰ
یہ شیطانی مگر مصطفیٰ کے ہوتے
ہر یکے حلیمے از انہا صد چوکہ
ان میں سے ہر بیداری سو پہاڑوں جیسی ہے
زیرک صد چشم را اکمہ کند
سو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے
نغر نغرک بر رَوَد بالائی مغز
جو عموگی عموگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے
ہنچوں فرزیز مست و کثر رفتن گرفت
فرزین کی طرح مست اور بڑھا چلنا شروع کر دیا
درمیانِ راہ می افتد چو پیر
بڑھے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے
نے می کہ مستی او یک شمی مست
نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے
سہ صد و نہ سال گم کر دند عقل
تین سو نو سال تک اپنی عقل کو بیٹھے
دستہارا شہرِ شہرِ شہرِ شہرِ شہر
انہوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے
دار را دلداری پیدا شدند
انہوں نے سولی کو پیدا سمجھا
زال گرومی کرد بخود پاو دست
اسی لئے بخود ہی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے

۱۔ خود دشمن۔ بڑے لوگ غم سے
اپنے آپ کو قاتل بنا لیتے ہیں لیکن وہ
سب کچھ سمجھتے ہیں۔ چونکہ مگر انہوں
بے صفا۔ بد بطن۔ خون۔ دہ۔ مشہور
ہے کہ مگر بڑے درجن کو کوسل میں بند
کر لیا جاتا ہے۔ صد ہزاراں انہی
بیداری کا معمولی حصہ سو پہاڑوں
سے زیادہ محمل ہوتا ہے۔ حلیم ذل۔
ان میں اس قدر بیداری ہوتی ہے کہ
بڑے سے بڑا ہوشیار اور بڑا دھکا کھا
اتا ہے۔ حلیم شاں۔ ان کی بیداری
میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو
مردوش کر دیتی ہے۔
۲۔ مست۔ شرابی۔ مستان۔ کچھ رفتادو
جاتا ہے۔ فرزیز۔ یہ بے طرح کا مہرہ
ہے جس کی پال ٹیڑھی ہوتی ہے۔
مرد بننا۔ جو ان آدمی شراب کے نشہ
سے بڑھوں کی طرح راستہ میں گر
پڑتا ہے۔ خاصہ۔ جب اس معمولی
شراب کے باعث ہیز و عشق الہی
کی شراب کے کیا کچھ ثمرات نہیں
گئے۔ اصحاب۔ اصحابِ کہف عشق
الہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے
کہ ان کو چوبیس سالہ ہائے سفر گناہا ایک
عام میں تین سو سال ہوتے ہے۔
۳۔ زان۔ حضرت یوسف کو بچہ کر
مصری عہد میں عشق الہی کی شراب
سے لسی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ
کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن
جادو گروں کو فرعون حضرت موسیٰ کے
مقابلہ پر لایا تھا وہ ہیں شراب سے
ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا
ان کو پورا لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفر
غزوہ موتہ میں اسی شراب سے ایسے
مست تھے کہ انہوں کے لٹنے کی ان
کو کوئی پروا نہ تھی۔



قصہ سنجائی ما اعظم شائی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض
حضرت بایزید قدس سرہ کے سنجائی اعظم شائی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض
مُریدان و جواب اُمرایشاں رانہ بطریقِ گفت زباں بلکہ از راہِ عیاں
اور ان کو ان کا جواب ذہانی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستے سے

با مریڈاں آل فقیرِ محترم
معزز دوست مریدوں کے سامنے
گفت مستانہ عیاں آل ذوفنون
اس صاحبِ کمالات نے مثنوی کی حالت میں حکم لکھا کہ
چوں گزشتہ استحالِ گفتندش صبا
جب وہ حالتِ گزر گئی صبح کو انہوں نے ان سے کہا
گفت ایں بار از گنم ایں مشغلہ
فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کریں
حق منزہ از تن و من با شتم
اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں
چوں وصیت کرواں آزاو مرد
جب اس آزاو مرد نے یہ وصیت کی
مست گشت اوباز از استغراقِ زفت
پھر ہمہ استغراق سے مست ہو گئے
عشق آمد عقل او آوارہ خد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی
عقل چل شہناست چل سلطانِ سید
عقل کو قتل ہے جب شہ آتا
عقل سے سایہ حق بود حق آفتاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ صبح ہے
عقل مریدوں کے ہاں

۱۔ قصہ حضرت بایزید کے اس
قصہ سے بھی شربِ معرفت کے نشہ
اور سرکشی کیفیت کا ظاہر کرنا ہے
سنجائی اعظم شائی میں ذاتِ پاک
ہوں میری مثال کس قدر بڑی ہے
ہم پریشان استغراقِ وحدت اور کامل
مثنوی میں بایزید نے اپنے آپ کو خدا
کہہ دیا۔ ذوفنون۔ بایزید گفتندش۔
جب سرگرم اور اللہ ان کی محو کی حالت
ہوئی تو مریدوں نے ان سے کہا آپ
کے وہ کلمات بہت غیر مناسب
تھے۔ گفت بایزید نے مریدوں سے
کہا کہ اگر اس طرح کی کلمات میری
زبان سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا
میں خدا کہے ہو سکتا ہوں میں مجسم
ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔

۲۔ چل۔ مریدوں نے ان کی
وصیت پر چھریاں تیز کر لیں۔ مست
گشت۔ پھر ایک بار ان پر سرکشی
کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی
ساری گفتگو بھول گئے۔ عشقِ بایزید
کے کلمات عشق کی مثنوی کی وجہ سے
مولانا مثنوی کی تاثیر بیان کرتے ہیں
عقل بھولنے کے بعد عشق صبح
ہے صبح نکلنے پر شمع بھلا ہو جاتی ہے
اسی طرح عقل عشق کے سامنے لاپرواہ
ہے۔ سلطان۔ عشق بادشاہ ہے اور
عقل کو قتل۔

۳۔ عقل سایہ عقل کا سایہ اللہ کے
جانب نور کی وجہ سے ہے اگر وہ نور کا
پردہ ہٹ جائے تو حق اور عقل برابر
نظر آئے گا اور نہ ہو جائے اسی طرح سایہ
کا وجود صبح کے پردہ ہٹنے سے ہونے کی
وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو
سایہ بالی نہ ہے۔



چول پری غالب شود بر آدمی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ یُود
”جو کچھ کہتا ہے“ جن کی گفتگو ہوتی ہے
چول پری را ایں دم وقانوں یُود
جب ہی کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے
اوی ۱۔ اُو رفتہ پری خود اُو شدہ
اس کی اہمیت چلی گئی ”خود جن بن گیا
چول بخود آید عنائد یک لغت
جب ”ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جاتا
پس خاضعہ پری و آدمی
تو جن و انس کا خدا
شیر گیر از شیر کے ترسند بگو
تا غم مست ثیر سے کب ڈنٹا ہے؟
شیر ۲۔ شیر گیر از خون تر شیر خورد
چشم مست اگر ز شیر کا خون لپی جائے
و در سخن پر دازد از راز کہن
اگر ”ہلنے مارنے کی بات کہے
بادہ را می یُود گر ایں شر و شور
اگر شراب میں یہ شور و شر رہتا ہے
کہ ثرا از تو بگل خالی گند
کہ ”تجھے“ تجھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد وصفِ مردی
آئی سے اہمیت کی مفت گم ہو جاتی ہے
زیں سری و زال سری گفتہ یُود
اس جانب کی ”اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
کر دگایاں پری خود چول یُود
تو اس جن کا خدا خود کیا ہو؟
شرک بے الہام تازی گو گندہ
شرک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا
چول پری ماہست ایں ذاتِ صفت
جبکہ یہ ذات اور مفت جن کی تھی
از پری کے باشندش آخر کی
آخر ”جن سے کب کم ہو؟
شرح راہ از کور کے پُر سد بگو
تارسات کی تفصیل اندھے سے کن پوچھتا ہے؟
تو بگوئی اُو نکرد آں باوہ کرد
تو کہے گا یہ کام اس نے نہیں کیا شرب نے کیا ہے
تو بگوئی باوہ گفتہ است ایں سخن
تو کہے گا یہ بات شرب نے کہی ہے
نور حق را نیست آں فرہنگ و زور
تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ لیاقت اور طاقت نہ ہوگی
تو شوی پست اُو سخن عالی گند
تو مغلوب ہو جائے اور ”بلند بات کرے



۱۔ چول پری پہلے تو مولانا نے
بازید کے اس کلام پر زور دیا کہ
سب کہتے ہیں کہ وہ لہنا حاصل ان کا
کہنا ہی نہ تھا بلکہ خود ذات حق کا کہنا
تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح انسان پر
اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اس سے
انسانیت کے لوصاف ختم ہو جاتے
ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا
بلکہ جن بولتا ہے چول۔ جب جن
کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ
کی تجلیات کی کثرت ایک انسان اپنی
حالات پر کب مسلک ہے؟
گفتہ ۱۔ گفتہ ۲۔ گفتہ ۳۔
گرچہ از عقلم عبائے ہو
۱۔ اُو یعنی اس کی ”خود“ جن
کے غالب آجائے پر اُو یعنی
اس کی ”خود“ جن کی ”خود“ بولنے لگتا
ہے حالانکہ اس شرک نے ہی ”خود“ نہ
سکھی تھی چول۔ جب اس شرک پر
ہے جن رہتا ہے اور عربی کا ایک لفظ
بھی نہیں بول سکتا چول پری یہ
مصرع شرط ہے اس کی ”خود“ کا شعر
ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں
تو خدا کی تجلیات میں کیا تجلیات نہ
ہوں گے؟ شیر گیر شرب سے غم
مست شیر سے نہیں ڈنٹا تو یہ اس کی
فطرت نہیں ہے بلکہ شرب کا شر ہے
شرح زلہ اندھے سے کوئی رات
معلوم نہیں کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ
ادکام کا خلق ذات سے نہیں ہے بلکہ
صفات سے ہے تو جب مفت
انسانیت ختم ہو جائے تو کاغذ ذات
کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ شیر گیر غم مست جب شرب کو
بے حرکت ملاؤ اُلٹے پلٹے عمل اس کی
ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ
اس اثر کی طرف منسوب ہے جو

شراب نے پیدا کیا ہے۔ حسن اگر غم مست پرانے روزِ غابر کرنے لگا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شرب بول
رہی ہے جب شرب کے یہ کثرت ہیں تو نور حق ہو گا شرب جب انسان پر نازل ہوتا ہے اس کی بات اس کی طرف کیل
نہ منسوب کی جائے۔

۱۔ اگرچہ قرآن کے الفاظ اگرچہ
انحصار کے دامن مہلک سے لگا
ہوتے تھے لیکن اس کو انحصار کا کام
کہنے والا کافر ہے اس کو خدا کا کام
قرار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ الفاظ
اگرچہ بایزید کے منہ سے لگا ہوئے
لیکن وہ خدا کا کام تھا۔ چنانچہ ہماری
حضرت بایزید پر جب تجلیات سے
پھر بتجوی طاری ہوئی تو اس بار انہوں
نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا
اور کہنے لگے کہ میرے جب میں خدا
کے ساکن نہیں ہوں اس کبر سے جب
میں تلاش کرواؤں انہوں میں پرکھیں
تلاش کرتے پھرتے ہو

۲۔ آن فریدیں اس جملہ پر تمام
مرید دیوانہ وار ان پر چھریاں لے کر
ٹوٹ پڑے اور ان کے پاک جسم پر
چھریاں چلا دیں۔ ہر ایک گرد کو
سے کے علاوہ کا شہر پہاڑ سلام
دادی کے زمانہ میں دیں کافروں کی
ایک جماعت بھی جو مسلمانوں کو بے
صفت قتل کرتی تھی۔ ستورہ بھسمین۔
تندک ہوا۔ ہر کج جو مرید شیخ کے
چھری مانتا تھا اس کا زخم خود اس کے لگا
تھا۔ ایک اترنے بایزید کے بدن پر
کسی کی چھری کا زخم خود اس کے لگا
تھا۔ ایک اترنے۔ نہ لگا اور مرید خون
میں نہا گئے۔

۳۔ ہر کج جو مرید نے ان کا گلا
کاٹنے کے لئے حملہ کیا اس کا خود گلا
کٹ گیا اور مر گیا۔ تاکہ جس شخص
نے بایزید کے سینہ کو چاک کرنا چاہا
اس کا خود سینہ چاک ہو گیا اور وہی مر گیا
سو گیا۔ تاکہ جس شخص نے حضرت
بایزید کی شخصیت کو سمجھا اور اس نے
تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو معمولی
تم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اس کے لگا۔

گر چہ قرآن از لب پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لہجے سے ہے
چوں ہمیں بے خودی پرواز کرد
جب بخودی کے جانے پڑی کی
عقل را سبیل تحیر و دود
عقل کو تحیر کا سیلاب بہا لے گیا
نیست اندر جبہ ام لا خدا
کہا میرے جب میں خدا کے ساکن نہیں ہے
آں مریدان جملہ دیوانہ خدند
سب مرید پاگل بن گئے
ہر یکے چوں ملحدان گرد کوہ
گرد کوہ کے بے دینوں کی طرح ہر ایک
ہر کہ اندر شیخ تیغ می خلید
جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا
یک اثر نے برتن آں ذوفنون
اس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
ہر س کہ او سوی گلویش زخم برد
جس نے ان کے گلے پر زخم لگایا
وانکہ اورا زخم اندر سینہ زد
اور جس نے ان کے سینہ پر زخم لگایا
وانکہ آگہ بود زان صاحب قرآن
اور جو شخص اس اقبال مند سے واقف تھا
نیم دانش و ست اورا بستہ کرد
تھوڑی سی عقل سے اس کے ہاتھ باندھے دیے

ہر کہ گوید حق نگفت او کافرست
لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے
آں سخن را بایزید آغاز کرد
بات بایزید نے شروع کر دی
زاں قوی تر گفت کا دل گفتہ بود
اس سے زیادہ سخت بات کہی جو پہلے کہی تھی
چند جوبی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کرے گا؟
کار دہا بر جسم پاکش می زدند
ان کے پاک جسم میں چھریاں گھونپ رہے تھے
کار دمی زد پیر خود را بے ستوہ
اپنے پیر کے بے مڑک چھری گھونپتا تھا
باز گوئے از تن خود می درید
اور اٹا اپنے جسم کو پھاڑتا تھا
واں مریدان خستہ و غرقاب خوں
اور وہ مرید زنی اور خون میں غرق تھے
خلق خود ببریدہ دید و زار مرد
اس نے اپنا گلا کٹا ہوا پلایا اور بری طرح مرا
سینہ اش بشگافت و شد مردہ ابد
اس کا سینہ چھا اور ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا
دل نداش کہ زند زخم گراں
اس کے دل نے اس کا بہت زخمی کھادی زخم لگائے
جاں ببرد الا کہ خود را خستہ کرد
اس نے جان بچائی مگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا



روزِ گشت واکِ مریدان کاستہ
 دن نکل آیا نہ ہم مرید
 پیش او آمد ہزاراں مردوزن
 ہزاروں مردوزن ان شیخ کے پاس آئے
 ایں تن تو گرتن مردم بدے
 اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
 باخود کے بابے خودے دو چار زد
 خودی والے نے جب فانی کا مقابلہ کیا
 اے زندہ برے خوداں تو ذوالفقار
 اے وہ کہ تو نے فاقوں پر تلوار چلائی
 زانکہ بے خود فانی ست و امین ست
 کیونکہ بے خود فانی ہے نہ محفوظ ہے
 نقش او فانی و او شد آئینہ
 اس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بن گیا ہے
 گر گئی تفت سوی رہی خود گئی
 اگر تو تھو کے گا تو اپنے منہ پر تھو کے گا
 و رہی بینی روی زشت آنہم توئی
 اگر تو نے بھلا چہرہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے
 او نہ انیسست و نہ آل او سادہ است
 وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ صاف ہے
 چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست
 جب بات یہاں پہنچی ہنوں نے وہاں بند کر دیا
 لب بہ بد ارچہ فصاحت دست داد
 ہونٹ بند کر لے اگرچہ فصاحت حاصل ہو

نوجہا از جانِ شال برخاستہ
 ان کی جان سے نوسے بلند ہوئے
 کالے دو عالم درج در یک پیر ہن
 کر لے دو شیخ کہ دونوں جہاں ایک لباس میں ہیں
 چوں تن مردم زخیر غم شدے
 انسانوں کے جسم کی طرح خیر سے فنا ہو جاتا
 باخود اندر دیدہ خود خار زد
 تو اس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چھپوایا
 برتن خود می زنی آل ہوشدار
 سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
 تا ابد در ایمنی او ساکن ست
 وہ ہمیشہ کے لئے ان میں مقیم ہے
 غیر نقش رہی غیر آنجلی نہ
 سوائے غیر کی صورت کے اس میں کچھ نہیں ہے
 و رہی بر آئینہ بر خود زنی
 اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے نوپر کرے گا
 و رہی بینی مریم توئی
 اگر تو عیسیٰ ابن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
 نقش تو در پیش تو بہادہ است
 اس نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
 چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست
 جب قلم یہاں پہنچا ٹوٹ گیا
 دم مزون واللہ اعلم بالرشاد
 دم نہ مارا اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

لہذا گشت سات میں یہ سب کچھ
 ہوا شیخ کو جب نیم مرد مریدوں پر
 حقیقت کھل گئی تو وہ ہر پیکاروں کو
 شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
 کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی
 ایک شخص کا جسم نہیں ہے دونوں جہاں
 میں اس لباس میں انسانی جسم ہوتا
 تو وہ جہروں سے نئی ہو جاتا۔

۲ باخودے جب کوئی دنیا دار
 کسی بزرگ سے بھرتا ہے تو وہ خوفنا
 نقصان کرتا ہے ذوالفقارِ آخضر
 کی تلوار کا نام ہے جو آخضر کے بعد
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی
 تھی اس کے بعد ہر اچھی تلوار کو
 ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے زانکہ مقام فنا
 پر پہنچنے کے بعد اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا
 لہذا اس کے لئے نقصان کا کوئی
 امکان نہیں ہے نقش او فانی کی خود
 اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے اور وہ
 مردوں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا
 ہے اب اس میں خود اس کی اپنی
 صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالقابل
 ہوتا ہے اس کی صورت نظر آتی ہے
 گر کی۔ آئینہ پر تھوکانا اپنے منہ پر
 تھوکانا ہے۔

۳ وہ بینی۔ اس میں جو کچھ
 اجمالی یا برائی تھی نظر آ رہی ہے وہ خود
 تیری اجمالی برائی ہے چل دیکھ۔
 مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس
 مقام تک پہنچیں تو ہنوں نے ہنوں کو
 کاراستہ بند کر دیا اور کھٹے سے قلم عاجز
 آ گیا۔ لب بہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو
 خطاب کرتے ہیں کہ خلو تہی تن
 فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سر
 بست رکھنا چاہیے۔



بر کنارِ لبامی اے مستِ مدام
اے شرب سے مست ابوالاخذہ کے کندے پر ہے
ہر زمیکہ خُدی تو کامراں
جس وقت تو کامیاب ہو
بر زمانِ خوش ہر اسماں باش تو
تو اچھے وقت پر خورہ نہ
تلیکید برولا ناگہ بلا
تاکہ دقتی پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے
ترسِ جہاں در وقتِ شادی از زوال
خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف
گر نمی بینی کنارِ بامِ راز
اگر تو اسرار کے بالاخذہ کا کندہ نہیں دیکھ رہا ہے
ہر نکالے ناگہاں کالِ آمدہ ست
جو عذابِ اچانک آیا ہے
جو کنارِ بامِ خود بخود سُقوط
گنا بالاخذہ کے کندے سے ہی ہوتا ہے
اعتبارِ گیرِ تابی صفا
تاکہ تجھے ہاں کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے
سببِ فصاحت و بسیار گفتنِ آلِ فضولِ ز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہوش کے بہت بولے اور زبانِ ہادی کا سبب

پر سہ تو مستی بیحدِ نبی
نمی کی لافِ مستی کا عکس
لا جرم بسیار گوشتِ از نشاط
لاعلیہ مدد کی وجہ سے بہت بولے دلا بن گیا
نے ہمہ جا بے خودی شرمی گند
مستی ہر جگہ شرم پیدا نہیں کرتی ہے
چون بزفاہم مست خوش گشت آلِ عی
جب پڑا وہ غیبی بھی مست اور خوش گشت بن گیا
مستِ ادب بگذاشت و آمد در خطاب
مست نے ادب کا حسن چھوڑ دیا گی میں جلا ہو گیا
بے ادب را بے ادبِ شرمی گند
بے ادب کو نیاہ بے ادب بنا دیتی ہے

۱۔ بر کنار لبامی اس قدر لہو مٹانے
دعا میں کہ عشقِ الہی کا مست بالاخذہ
کی منڈ پر بیٹھا ہوا ہے جہاں سے
ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ
منڈ سے نیچے آ کر بیٹھے یا بالاخذہ
سے ہی اتر آئے منڈ ہر وقت خطرے
میں ہے۔ بر زمانِ خوش۔ قرب الہی
سے جو خوش دقتی حاصل ہو جس کے
بارے میں ہر وقت خورہ رہنا
چاہیے کہ کہیں وہ چھ سے نہ جاتی
رہے اس ترانہ غیب کے لاکھوں
سے غنی رکھنا ضروری ہے۔ دلا۔ یعنی
خدا کی دقتی۔ ممکن۔ پوشیدہ مقام
۲۔ ترس۔ مقامِ قرب حاصل
ہونے پر جو خوشی ہے اس کے بارے
میں خوف ہے کہ یہ مقامِ ازل نہ ہو
جائے گرنی پئی۔ بسا اوقات سالک
کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن
اس کی مدد اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر
نکالے اقوام سابقہ قوم اور قوم
لوط پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطہ
عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔
نزول و سقوط عروج کے بعد ہی محسوس
ہوتا ہے۔ اعتبار۔ انبیاء کے نقش
قدم پر چلو گے ان کی طرح آئینہ بن
جاؤ گے

۳۔ بے ادب آنحضرت کو جو قرب الہی کا
نشاط اور مستی حاصل تھی اس مندرجہ پر
اس کا برعکس کیا جس کی وجہ سے وہ خوشی
میں باطل ہو گیا اور غلط اثرات
شروع کر دیے نہ ہر جگہ اس شخص
میں کسی نے جو برا اثر کیا ہے نہ سمجھا
چاہے کہ مستی ہر جگہ برا اثر رکھتی
ہے۔

گر بُودِ اعقل عاقل نکو فرمی شود
اگر وہ سمجھد ہو تو اچھی شان و شوکت ملا بن جاتا ہے
وَر بُودِ بد خوی بد خرمی شود
اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو وہ نیاہ ما بن جاتا ہے
وَز غبی کم گرددِ استیناسِ او
اگر غبی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے
با خود از مے بے اَدب گرددِ مدام
خودی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بنتا ہے
خوی والا شراب سے ہمیشہ بے اَدب بنتا ہے
برہمہ مے را حُرّم کردہ اند
اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
تغ را از دست رہزن بستند
تغ را از دست رہزن بستند
انہوں نے تلوار ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے
انہوں نے تلوار ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

اگر وہ جس طرح کے جذبات
انسان کے دل میں ہوتے ہیں
ان کو اچھا دیتی ہے برلیب شراب
کے اثر سے غیب کی ذہانت بڑھ جاتی
ہے جیسے عقل مرید کے عقلی کرنے
لگتا ہے استیناس۔ ہاں ہوتا
بے خوف اگر انسان خود غرض نہیں ہے
تو اس میں عالی جذبات ہیں۔
مدام۔ تو وہ جذبات ادا ہو جاتے ہیں
ہمیشہ۔

۱۔ ایک چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سبھی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تنقہ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

بیان کردنِ رسولِ علیہ السلام سببِ تفصیل و اختیار کردنِ او آں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بذلی کو امیری اور سروری کے لئے باہر اور تجربہ کار بڑھوں
بذیلی ربا میری و سر لشکری بر پیرانِ کار دیدہ و کار آرز مودہ
پر فضیلت دینے اور جن لینے کے سبب کا بیان کرنا

۲۔ ایک چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سبھی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تنقہ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

گفت ۳۔ پیغمبر کہ اے ظاہر فکر
پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر بین
اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر
بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بڑھے ہیں
عقل اُورا آموزم بارہا
میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے
پیر پیر عقل باشد اے پسر
اے بیٹا! بڑھا عقل کا بڑھا ہوتا ہے
از بلیس او پیر تر خود کے بُود
وہ نوجوان شیطان سے زیادہ بڑھا کب ہو سکتا تھا؟
طُفل گیرش چوں بُود صاحبِ کمال
ان کو بچہ سمجھ، جب وہ صاحبِ کمال ہو
تو میں اُورا جوان و بے دھنر
تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ
وے بسا ریش سفید و دل چو قیر
بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں
کرد پیری آں جوان و کارہا
کاموں میں اس جوان نے بڑھا پن دکھایا ہے
نے سفیدی موی اندر ریش و سر
نہ کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی
چونکہ عقلش نیست او لاشی بُود
چونکہ اس میں عقل نہیں ہے وہ لاشی ہے
پیر باشد در ہنر آں خوشحصال
پیر ہنر میں بڑھا ہو گا
خوش خصلت ہنر میں بڑھا ہو گا

۳۔ ایک چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سبھی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تنقہ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

طفل گیرش چوں بود عیسیٰ نفس

اس کو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آں اسفیدی مودیل پنجگی ست

بالوں کی سفیدی چنگی کی دلیل ہے

آں مقلد چوں نداند جو دلیل

وہ مقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہر او گفتیم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیک پیر عقل نے پیر مسن

لیکن عقل کا بڑھا نہ کہ عمر کا بڑھا

آنکرمز او از پردہ تقلید جست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نور پاکش بے دلیل و بے بیان

اس کا پاک نور بغیر دلیل اور بغیر بیان کے

پیش ظاہر بین چہ قلب و چہ سرہ

ظاہر بین کے سامنے کیا کھتا اور کیا کھرا

اے بسا رز سیہ کردہ بدود

بعض اوقات سنا دھویں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے

اے بسا مسہائے اند و وہ بزر

بہت سے سونے کا طبع کئے ہوئے تاج ہے ہیں

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادت گفت و ایمانش نبود

جب کہ شہادت پڑھ لیا اور اس میں ایمان نہ تھا

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہو گا

پیش چشم بستہ کش کوتہ تنگی ست

بند آنکھ کے لئے جو کلاہ رنڈا ہے

در علامت جوید او دائم سبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگزیں پیر را

جب تو اعتقاد کرے بڑھے کو پنج کر

می نداند ممحن از ممحن

جو امتحان دینے والا امتحان لینے والا نہیں بدانتہ کر کے

او بخور حق بہ بیند ہرچہ ہست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوست بشکافد در آید در میاں

کھل پھڑکتا ہے اللہ گھس جاتا ہے

اوجہ داند چیست اند قوسرہ

وہ گھبرا جائے تو ذری میں کیا ہے

تا رہد از دست ہر دزد خود

تاکہ ہر حاسد چور کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فرو شد آں بعقل خضر

تاکہ ان کو کلاہ عقل کے ہاتھ فروخت کر دے

دل بہ بنیم و بظاہر تنگیم

ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

حکم بر اشکال ظاہر می کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکم او مومن کنند اس قوم زود

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں

۱۔ آں سفیدی بالوں کی۔
سفیدی بھی عقل کی چنگی کی دلیل
ہے لیکن یہ ظاہر بین لوگوں کے لئے
ہے آں مقلد جس کو نور بصیرت
حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دلیل کا
طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ
تلاش کرتا ہے۔ پیر کو مقلد کے
لئے حکم ہے کہ وہ کسی بڑھے سے
مشوہہ کرے۔ لیکن اس
بڑھے سے عمر کا بڑھا ہوا نہیں ہے
بلکہ صاحب بصیرت ہوا ہے۔

۲۔ آنکھ سے نور ہے جو تقلید
سے نجات پا گیا ہو اللہ کے نور سے
چروں کو دیکھتا ہو اس کی نگاہ کھل
سے گزر کر باطن کو دیکھ رہی ہے۔
پیش ظاہر بین کھوئے کھڑے میں
اعتدال نہیں کر سکتا۔ قوسرہ تو کڑی
اے بسا بہت سے سچ سے کھلا کر
دیتے جاتے ہیں تاکہ چھوڑت
دھڑکی نہ کرے۔

۳۔ مسہائے اندوہ بہت سے
کئے تاج کے ہوتے ہیں جن پر
سونے کی طرح کاری ہوئی ہے تاکہ
خسرو نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں
ظاہر بظاہر نہیں رکھتے ہیں۔
قاضیانے قاضی ظاہر پر حکم لگاتے
جب کوئی شخص اس کے سامنے کلمہ
شہادت پڑھے تو وہ اس کے دل میں
تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار
نہیں دے گا۔

بس امانت کا اندر میں ظاہر گر بخت
بہت سے منافق ہیں جنہوں نے اس ظاہر میں بند بکلی
جہد کن تلویہ عقل و دیں شوی
کوشش کر تاکہ عقل اور دین کا بڑھا جائے
از عدم چوں عقل زیبا رو کشاد
جب حسین عقل عدم سے رضا ہوئی
کمترین زان نامہائے خوش نفس
ان بہترین ناموں میں سے کمترین نام
گر بصورت ۲ وانماید عقل رو
اگر عقل مجسم ہو کر رضا ہو جائے
ور مثال احمق پیدا شود
اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے
گوز شب مظلم خرو تازی ترست
کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالی ہے
اندک ۳ اندک خوی گن بانور روز
دن کی نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال
عاشق ہر جا شکل و مشکلی ست
وہ ہر کسی جگہ کی عاشق ہے جہاں شکل اور شکل ہے
ظلمت اشکال ازاں جویدلش
اس کال اندھیرے کا شکل کی جستجو میں لے ہے
تا ترا مشغول آں مشکل گند
تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خون صد مومن بہ پہنائی بر بخت
و پندہ اس نے بیگزوں مسلمانوں کی خور پڑی کی
تا چو عقل کل تو باطن میں شوی
تاکہ تو عقل کل کی طرح باطن میں بن جائے
خلعتش داو و ہزاراں نام داو
قدرت نے اس کو خلعت بخشی اور ہزاروں نام دیئے
اینکہ نبوہ ہچ او محتاج کس
یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو گی
تیرہ باشد روز پیش نور او
دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے
ظلمت شب پیش او روشن بود
رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہو گی
لیک حقائق شقی ظلمت خورست
نیک بد بخت چکاڑو تاریکی خود ہے
ورنہ حقائقے بمانی بے فروز
وہ تو نور سے محروم چکاڑو بنا رہے گا
دشمن ہر جا چراغ مقبلے ست
اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بجلی کا چراغ ہے
تاکہ افزوں تر نماید حاصلش
تاکہ اس کی آمدنی زیادہ رضا ہو
وہ نہاد زشت خود غافل گند
اور اپنی بری فطرت سے غافل کر دے

اس منافق بہت سے منافقوں
نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کر کے
سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خون
ریزی کی ہے عقل کل۔ عقل
کامل جبرئیل از عدم۔ جب عقل
پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت
عزت افزائی فرمائی۔ کترین۔ اس کو
ایک یہ خوبی عطا کی کہ وہ کسی کی
محتاج نہیں ہے

۲ اگر بصورت ۱ عقل مجسم ہو
کر دنیا میں رضا ہو تو صرح کی روشنی
اس کے سامنے مانہ پڑ جائے۔ وہ
اگر حماقت مجسم ہو کر رضا ہو تو رات کی
تاریکی اس سے شر جائے۔ ایک
اس کی مثال تاریکی خود چکاڑو کی سی
ہے لہذا اس کو حماقت ہی پسند آتی
ہے

۳ اندک انسان کو نور ہدایت
سے تعلق پیدا کرنا چاہیے ورنہ بری
حالات میں موت آ جائے گی۔
عاشق۔ کہ باطن تاریکی کو پسند کرتا
ہے لہذا ہدایت سے بھاگتا ہے چکاڑو
صفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب
ہے اور چراغ ہدایت سے گریز
کرتا ہے اور دنیاوی ظلمت کا طالب اس
لئے ہے کہ دنیا کی دولتیں کمائے
تا ترل اسے ملے انسان کو دیکھ کر
دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔
علامت یہ اس بیان سے مولانا کا یہ
مقصد ہے کہ کال مظلمہ وہ ہے جو نور
باطن حاصل کر لے لاشی۔ حقیر
محس۔

علامت عاقل تمام و نیم عاقل و مرد تمام و نیم مرد و علامت
کمل عاقل اور آدمی ہندہ کمل انسان اور آدمی انسان کی علامت
شقی مغز ویر لاشی

اور بے وجود مغز و بد بخت کی علامت

عاقِل آں باشد کہ باؤ مشعل است
 عقلد ۱۱ ہے جس کے پاس مشعل ہے
 پیر و نورِ خودست آں پیش رو
 ۱۱ پیشوا اپنے نور کا بیرو ہے
 ۱۱ اپنے نور پر جس سے اس کی روح نے غذا مل کی ہے
 عاقلے را دیدہ خود داند او
 ۱۱ کسی عقلد کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے
 تابد و بینا شد و جست و جلیل
 حتی کہ اس کے ذریعہ پناہ دست اور زبان گیا ہے
 خود نبو ش عقل و عاقل را گزارشت
 اس میں خود عقل نہ تھی اور عقلد کو بھی چھوڑ دیا
 می نجوید ہم نذیر ہم بشیر
 نذیر اور بشیر کو بھی نہیں غلط کرتا ہے
 تنگش آید آمدن خلف دلیل
 اس کو رہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے
 گاہ لنگاہ آریس و گاہے بتاز
 کبھی مایوس لنگھتا ہوا اور کبھی دھڑکتا ہوا
 نیم شمعے نے کہ نورے گد گند
 آگنی شمع بھی نہیں ہے کہ نور مانگ لے
 نیم عقلے نے کہ خود مردہ گند
 آگنی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مردہ بنا لے
 تابر آید از نشیب خود بیام
 تاکہ اپنی پستی سے بالا خانہ پر پہنچے رہائے
 در پناہ عاقل زندہ سخن
 زندہ م عقلد کی پناہ میں
 پوری عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنائے

۱۱ مشعل یعنی نور کی مشعل اور
 ۱۱ نوروں کا بھی رہنما ہے بخود وہ
 خود اپنے نور کا تابع اور پیرو ہوتا ہے
 مومن تجویش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے
 انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوہے
 ایمان لائیں اور اپنی بہت کی تصدیق
 کریں۔
 ۱۱ دیگرے نیم عقل وہ ہے جو
 کسی صاحب نور کی اپنی آنکھ بنائے
 اور ہر چیز کو اس کی آنکھ سے دیکھے
 دست ہر معاملہ میں اس پر ایسا اعتماد
 کر لے جس طرح اندھا اپنے رہنما
 پر کرتا ہے۔ ہاں خیرے تیسرا جو را
 گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور
 حاصل ہو نہ کسی کو نہ رہنما بنائے نہ نذیر
 بشیر۔ یعنی رہنما غرتہ۔ خود غفلت
 میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما
 بنانے سے لذت محسوس کرتا ہے
 ۱۱ ۱۱۔ یہ تیسرا شخص لوہا اور
 خیالات کی راہوں میں سرگراں رہتا
 ہے۔ شمع اس کو خود نور مانگ حاصل
 نہیں پہنچا تو عقل کی نہیں ہے کہ
 کسی دوسرے سے نور حاصل کر
 لے۔ نیست عقلش۔ اس کو خود نور
 حاصل نہیں ہے اور اتنی بھی عقل نہیں
 ہے کہ اپنے آپ کو کلیتہً فیضانِ خیال
 کر دے۔ اگر مردہ بن کر اپنے
 آپ کو کسی عقلد کے سپرد کر دے تو
 ہام مردہ پر پہنچے جاوے عقل کاہل۔
 اگر اپنے اند کاہل عقل نہیں ہے تو
 اپنے آپ کو کسی عقلد کے سپرد کر دے۔

زندہ نے تا ہمدم عیسیٰ بُود مُردہ نے تا دمگہ عیسیٰ شود
 نہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نام شرب ہو مردہ بھی نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پھونک کا بل ہو
 زندہ نے و مُردہ نے لاشیٰ بُود غورہ باشد نے عنب نے مے بُود
 نہ زندہ ہے نہ مردہ کچھ نہیں ہے کچھ ہے نہ کچھ ہے نہ شرب
 غورہ کز غورگی در فلکِ دَر سنگ بست و خام و خرش و ردِ بُود
 کچھ کچھ جو کچھ پن سے آگے نہ بڑھے ہر چہرہ گیا ہے لہر کچھ لہر کچھ لہر مردہ ہوتا ہے
 جانِ کوش گام ہر سوی نہد عاقبت نجد و لے بری جہد
 اس کی اتنی دوج ہر جانب قدم بوجھتی ہے عاقبت کی کوش نہیں کرتی ہے لیکن تڑپتی دقتی ہے
 سوند ہدیر جہیدن آں زماں زانکہ نازل شد بلا از آسماں
 اس وقت اچھلتا کھٹا قائمہ نہیں رہتا ہے کیونکہ آسمان سے بلا اتر چکی ہے

قصہ آبگیر و صیادان و آں سہ ماہی کہ یکے عاقل و یکے نیم عاقل و
 تالاب لہر شکریں لہر تین مچھلیں کا قصہ جو ایک عقلمند لہر ایک ناموس اہل لہر ایک
 آں دیگر مغرور، ابلہ، مغفل، لاشی و عاقبت ایشان
 دھری مغرور، بے خوف غافل لاشی تھی لہر ان کا انجام

قصہ سچ آبگیر ست اے عفو کہ دو سہ ماہی شگرف بُود
 اے سرکش اس تالاب کا قصہ ہے جس میں تین بڑی مچھلیں تھیں
 در کلیلہ خواندہ باشی لیک آں قشر افسانہ بُود ویں مغرور جاں
 تو نے کلیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن قصہ کا چمکا تھا یہ دوج کا مغز ہے
 چند صیادے سوی آں آبگیر بر گزشتند و بدیدند آں ضمیر
 اس تالاب کی جانب چند شکری
 پس شتابیدند تا دام آوند گزرے لہر اس را کو سمجھ گئے
 ہر دھڑے تاکہ جل لائیں
 آنکہ عاقل بُود عزم راہ کرد ماہیاں واقف شدند و ہوشمند
 جو سمجھ تھی اس نے سر کی ٹٹائی
 گفت با لہنہا ندام مشورت کہ یقین سستم کھنڈاؤ مقدرت
 کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی کیونکہ وہ یقیناً طاقت میں مجھے بہت کر دے گی

۱۔ زندہ اسی انسان زندہ ہے کہ
 حضرت عیسیٰ اسی کی طرح اس کدم
 میں اثر ہو لہر نہ مردہ ہے کہ کسی عیسیٰ
 نفس کے دم سے زندہ ہو جائے۔
 غورہ کچھ کچھ نہ کھانے کے قابل ہے
 نہ اس سے شرب پتی ہے کہ غورگی۔
 جو کچھ پکا کچھ کچھ کھانہ جاتا ہے
 لہر ناقابل قبول ہوتا ہے۔

۲۔ جاں۔ اسی انسان ہوا میں
 پسند ہوتا ہے عاقبت کی فکر نہیں کرتا
 ہے پھر ایسے وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی
 قائمہ مرتب نہیں ہوتا۔ سوند ہے
 وقت ضاعت مفید نہیں ہے آبگیر۔
 تالاب جمیل۔ قصہ اس قصہ سے
 انہی تین قسم کے آدمیوں کے انجام کو
 سمجھنا مقصود ہے۔

۳۔ قصہ ایک مچھلی میں تین ماہ
 لہر مونی مچھلیں دقتی نہیں کلیلہ لہر
 دقت مشہور کتاب ہے ضمیر۔ پیشہ
 چڑھائی مچھلیوں کی اس تالاب میں
 سکونت۔ آنکھ ان تینوں مچھلیوں
 میں سے جو عقلمند ہی اس نے شکریوں
 کے دلائے کو بھانپ کر سر کر جانے کا
 ارادہ کر لیا لہر وہاں سے چلی دی۔

میرا زاد و بودِ شال بر جاں زند کاہلی و چہل شال بر من زند
 جلے پیدائش ہو قیام کی محبت ان کی جان ہر اڑ کرے گی ان کی سستی اور ناپائی مجھ پر اثر کرے گی
 مشورت بازندہ باید رکو کہ تڑا زندہ گند آں زندہ گو
 مشورے کے لئے نیک اور زندہ دل چاہیے کہ تجھے وعدہ کر دے اور زندہ کہیں ہے؟
 اے مسافر با مسافر رائے زن زانکہ پاپیت لنگ واد رائے زن
 اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر زانکہ پاپیت لنگ واد رائے زن
 از دم حُب الوطن بگور مالیست کون آسوست جلیں سوی نیست
 وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جائز نہیں ہے اے جان! وطن لہرے لہر نہیں ہے
 گروطن خواہی گذر آں سوی خط ایں حدیث راست را کم خواں غلط
 اگر تو وطن چاہتا ہے نہر کے اس کنارے پر چلا جا ایں حدیث کو غلط نہ پڑھ

۱۔ نمبر۔ ان دونوں پچھلیں پروٹوں کی محبت غالب آجائے گی اور وہ میرے دلوں میں مجھے ست کر دیں گی۔ اے مسافر۔ مسافر کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ خانہ نشین عہد سفر سے دلکش ہے۔

۲۔ آرزو میں حدیث میں وطن سے آخرت مراد ہے دنیا کا وطن مراد نہیں ہے اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر ہونکا نہ کھانا۔ سر۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا ایک محل ہے اس کو غلط مقام پر استعمال نہ کرنا چاہیے اسی طرح جب الوطن کو غلط مقام پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

۳۔ وضو۔ بزرگان دین وضو میں ہر عضو کو دوتے وقت ایک خاص دعا پڑھتے ہیں۔ چونکہ جب ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں خدا مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے۔ تاہر پھول کی خوشبو چمن کے لئے رہنا ہے اسی طرح سے جنت کی خوشبو جنت کی رہنا ہے۔ چونکہ استیجاب دعا استیجاب کے بعد پانچانے لکل کر پڑھنی چاہیے۔

سِرِّ حدیث حُبِّ الْوَطَنِ مِنْ لَایْمَانٍ وَکَرِّ خَوَانَدَنِ شَخْصِ
 اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں
 دُعَایِ اسْتِشْقَاقِ رَا کہ اَللّٰهُمَّ اَوْحِنْنِیْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ بِجَاۓ
 پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے
 وَرِدِ اسْتِجَابِ کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ
 استیجاب کی دعا جبکہ جو کہ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاکی حاصل کرنے
 مِنْ الْمُطَهَّرِیْنَ وَشَنِیْدِیْنَ عَزِیْزِیْ وَطَاقَتِ نِیَا وَرِدَلِ وَبَازِ نَمُوْدَلِ
 دلوں میں سے کر دے اور ایک دوست کا سنا اور صبر نہ کر سکتا اور بتاتا

دَرْ ۳ وضو ہر عضو را وردے جدا وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا وظیفہ
 آمده است اندر خبر بہر دعا چونکہ استیشقاق بینی می گنی
 حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے بوی جنت خواہ از رب غنی
 بے نیاز رب سے جنت کی خوشبو چاہ
 بوی گل باشد دلیل گلستاں جب تو ناک میں پانی دے
 پھول کی خوشبو چمن کی رہنا ہوتی ہے تاکہ وہ خوشبو تجھے جنوں کی طرف سے پہنچے
 ایں بود یا رب تو زینم پاک گن چونکہ استیجاب گنی ورد و سخن
 یہ ہو گا کہ اے خدا تو مجھے اس سے پاک کر جب تو استیجاب کرے، وظیفہ اور کلام

وَسْتِ اِنْ اِنْجَارِ سِدَا اِس رِشْتِ
میرا ہاتھ پہل پہنچا ' اس کو دھویا
اے ز تو گس گشتہ جان ناگساں
اے خدا تجھ سے ملافتوں کی جان لائق بن گئی ہے
حَدِّ مَن اِس یُو دِ کَرِ مَن لَیْمِ
مجھ کہنے کی یہی حد تھی جو کر لی
اَز حَدِّ شِسْتَمِ خُدا یَا پُوسْتِ رَا
اے خدا میں نے ناپاکی سے کمال کو دھویا
اَلْیَکِ رِوَقْتِ اِسْتِجَا بَکَفْتِ
ایک شخص نے اتنے کے وقت کہا
گَفْتِ شَخْصِ خُوبِ وِرْدِ آوَرْدِ
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا خلیفہ پر دیا
اِس دُعا چوں وِرْدِ بِنِی یُو دِ چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا خلیفہ تھا ' کہیں
رَاکِ حَتِّ زِ بِنِی یَا فِت حُر
آلودہ آدمی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے
اے سِ تَوَاضِعِ بَرْدِ پِش اِبْلہَاں
اے بیوقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے
اَلْتَکْبِرِ بَرِ خُشِ خُوبِ سِتِ حَسْتِ
تکبر کہیں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
اَز پَے سُو رَاخِ بِنِی رَسْتِ گُل
پھولوں کی ناک کے سوراخ کے لئے آگاہ ہے
پُھولِ ناکِ کَے سَورَاخِ کَے لَے آگاہِے
یُو یِ کُلِ بَہرِ مِشَامِ سِتِ اے دَلِیر
اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے
کَے اَزِ بِنِجَا یُو یِ خُلْدِ آیدِ خُرا
تجھے جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟

دَسْتَمِ اَنْدِ شِسْتِ جَانِ سِتِ
روح کے دھونے میں میرا ہاتھ کلاہ ہے
وَسْتِ فَعْلِ سِتِ دَرِ جَانِہَا رِسَالِ
تیرے کرم کا ہاتھ دھوں تک پہنچے والا ہے
زَاں سُو یِ حَدرِ اَنْقِ گُنِ اے کَرِیمِ
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
اَز حَوَاثِ تُو بَشُو اِس دُوسْتِ رَا
تو اس دوست کو حواثِ زمانہ سے دھو دے
کَہ مَرا بَا یُو یِ حَتِّ دَارِ جَنَّتِ
مجھے جنت کی خوشبو کا جھڑی دل بنا دے
لَیکِ سُو رَاخِ دُعا گَمِ کَرْدِ
لیکن تو نے دعا کی سوراخ کو گم کر دیا ہے
وِرْدِ بِنِی رَا تُو آوَرْدِ بَکُوں
تو ناک کے خلیفہ کو مقدمہ میں لے آیا؟
رَاکِ حَتِّ کَے آیدِ اَز دُورِ
مقدمہ سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تَکْمِرِ کَرْدِ تُو پِش شَہَاں
اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے
ہِیں مَرِ وِمعکُوسِ عَکْشِ بِنْدِ سِتِ
خبردار! انا نہ چل ' اس کا انا تیری ہیڑی ہے
بُ وَخِیفِہِ بِنِی آیدِ اے عَتلِ
اے بدخوا سوگھنا ناک کا کام ہے
جَلِی اَلْ یُونِیسْتِ اِس سُو رَاخِ زِیرِ
یہ چمکا سوراخ اس کی خوشبو کی جگہ نہیں ہے
یُو زِ مَوْضِعِ بُو اَکْرِ بَا یِدِ خُرا
اگر تجھے خوشبو چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

۱۔ وِسْتِ مَن اِس دُعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا کہتا ہے کہ نجاست ظاہری کا اثر تو مجھ سے ممکن تھا وہ میں نے کر لیا باطنی نجاست سے خدائی پاک کر سکتا ہے۔ اے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ صبح کو پاک کر دے۔ حد۔ انسان کا مقدمہ یہی ہے کہ وہ نجاست ظاہری سے پاک حاصل کر لے۔ نجاست ظاہری کی حد سے آگے کی پائی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حد۔ وہ چیز جن سے خود پائے ٹوٹ جاتا ہے۔ حواث۔ یعنی دنیوی معاملات۔

۲۔ اَلْیَکِ ایک آدمی نے اتنے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی رہنے کے وقت کی ہے۔ سوراخ۔ یعنی ناک کا سوراخ اور پانخانہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پانخانہ کا سوراخ اور پانخانہ کا سوراخ۔ ۳۔ اَلْیَکِ تواضع۔ جس طرح ہے عمل دعا ہے اسی طرح یہ بھی ہے عمل بات ہے کہ انسان افسوس کے سامنے تواضع کرتے اور شاہوں سے اکڑے۔ اِبْلہَاں۔ دنیا دار۔ شاہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ بند۔ انسان کی اپنی چالیں اس کی رفعت اور پائندی کے لئے مائع ہیں۔ رست۔ گل۔ پھول سوگھنے کے لئے ہے اور سوگھنا ناک کا کام ہے۔ عتل۔ بد مزاج۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخ زیر۔ پانخانہ کا سوراخ۔ اَلْیَکِ۔ یعنی پانخانہ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو نہیں ہو سکتی۔

ہمیں حُب الوطن باشد درست تو وطن شناس اے خولہ نخست
اسی طرح سے وطن کی محبت درست ہے اے خولہ! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدن آں مہی عاقل و سفر پیش گرفتن بے
عقلد مجمل کا واقف ہو جانا اور ہٹائی سے دوروں کے مشورے
مشورۂ بادگیراں از حکمت

بغیر روانہ ہو جانا

گفت آں مہی زیرک رہ کتم
دل زرای و مشورۂ شاں بر کتم
اس عقلمند مجمل نے کہا میں سفر کر جاؤں
ان کے مشورے اور رائے پر دل نہ جمائوں
نہیست وقت مشورۂ ہیں راہ گن
چوں علیٰ تو آہ اندر چاہ گن
نہیست وقت مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا
حضرت علیؓ کی طرح تو کنویں میں آہ کر
خرم آں راہ کیا بست و بس
شب بھلی پہنل مہی گن چوں عس
اس راستہ کا محرم بالکل تلباب ہے
سوی دریا عزم گن زیں آ بگیر
شب بھلی پہنل مہی گن چوں عس
اس راستہ کا محرم بالکل تلباب ہے
سوی دریا عزم گن زیں آ بگیر
اس تلباب سے مہیا کی جانب ادا کر
سیند اپا ساخت دی رفت آں حذر
ہمچو آہو کز پئے او سنگ بود
ہمچو آہو کز پئے او سنگ بود
اس بہن کی طرح کتا جس کے مپے ہو
خولہ خرقہ و سنگ اند پے خطاست
خرگوش کی نیند اور کتا مپے غلط ہے
رفت آں مہی رہ دریا گرفت
مہی چلی گئی مہیا کی رہ لی
رنجما بسیار دید و عاقبت
رنجما بہت سی تکلیفوں سے چار ہوئی انجام کار
خویشمن افگند در دریلی ژرف
خویشمن افگند در دریلی ژرف
اس نے اپنے آپ کو گھرے مہیا میں ڈل دیا

۱۔ راستہ یعنی وطن کی محبت کا
جزا میں ہونا تو درست ہے لیکن اس
کو سمجھ لے کہ کتنا وطن سے ظاہر
ہے مومن کا اصلی وطن مقبلی ہے
دل یعنی میں دھری چھلیوں سے
مشغول نہ کہیں گی۔ چوں علیؓ ایک
ظلمت مشورہ ہے کہ حضرت علیؓ
نے جنابت سے بچھو ہو کر آہ کرنا
چاہی تو کہی آہ کا محرم نہ پیا اور
کنویں میں نہ لگا کر آہ کی۔
۲۔ خرم مجمل نے یہ بھی کہا اس
راستہ کے محرم تلباب ہیں لہذا غامضی
سے بات کو نکل جانا چاہیے سالک کو
بھی یہی سوچنا پڑتا ہے کہ سلسلہ کی
مشکلات و خودی برداشت کرنا پڑتا
ہے۔ سوی دریا تلباب کو چھوڑ کر مہیا
کا رخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو
چھوڑ کر لا محدود مقبلی اختیار کرنی
چاہیے۔ سیند سیند کے بل کہ محفوظ
مقام پر پہنچ گئی۔ ہمچو وہ اس طرح ہونے
کر کہ خطر مقام سے مہیا کی جس طرح
وہ بہن بھاگتا ہے جس کا پیچھا لگای
کتا کر رہا ہو۔ خولہ! کتا مپے ہو
اور پھر غفلت کی نیند ستا بڑی غلطی
ہے۔

۳۔ رفت وہ عقلمند مجمل یہاں ہوگی
اور اس نے لہذا چار راستہ اختیار کر لیا۔
رنجما راستہ کی تکالیف برداشت کیں
اور ان کی جگہ پہنچ گئی۔ خویشمن اس
نے اپنے آپ کو گھیرے تاہم کیا کند
میں نے بچا دیا۔

پس! چو صیاداں بیاوردند دام
بہر جب شکاری چل لے آئے
گفت آہ من فوت کردم وقت را
بولی 'ہائے میں نے وقت گنایا
ناگہاں رفت او لیکن چوں برفت
وہ اچانک چلی گئی لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے
ایں زماں سودے ندارد خسرتم
اب میری حسرت مفید نہیں ہے
پزگذشتہ حسرت آوردن خطاست
گزشتہ پر حسرت کتنا غلطی ہے
نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام
اس سے نیم عاقل کو ناگہی ہوئی
چوں نکشتم ہمرہ آں رہنما
میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
می بایستم شدن در پے بہ نقست
مجھے بھی جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
چوں کنم چوں فوت شد آں فرستم
کیا کروں جب کہ وہ موقع جاتا رہا؟
باز ناید رفتہ یاداں بہاست
گیا وقت نہیں لوٹتا ہے اس کی یاد بیکار ہے
گزشتہ پر حسرت کتنا غلطی ہے

قصہ! آں مرغ گرفتہ کہ حصیت کرد کہ برگذشتہ پشیمانی مخور
اس پہنچے ہوئے پرند کا قصہ جس نے حصیت کی کہ گزشتہ پریشمان نہ ہو
و سخن محال باور ملکن و در تدارک وقت اندیش و
اور نامکن بات کا یقین نہ کر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں
روزگار مبرور پشیمانی
وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکرو دام
ایک شخص نے ایک پرند کو جال سے پکڑ لیا
تو یکے مرغے ضعیفے پہچو من
تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو
تو جسے سچ گاواں و میشاں خوردہ
تو نے بہت سی گائیں اور بھیڑیں کھائی ہیں
تو نکشتی سیر زانہا در زمین
تو نلکہ میدان سے پیٹ بھرا نہ بنا
مر مرا آزاد گرداں از کرم
کریم کر کے مجھے آزاد کر دے
مرغ اہوا گفت کاے خولجہ ہمام
اس سے پرند نے کہا کہ اے خولجہ بزرگ!
صید کردہ خوردہ گیر اے نیک ظن
شکار کر لیا 'فرض کر لیا' اے نیک گمان
تو جسے اشتہر بقرباں کردہ
تو نے بہت سے لوٹ قربان کئے ہیں
ہم نگر دی سیر از اجزئی من
میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ د بھرے گا
اے جواں مرد کریم محتشم
اے شریف! معزز جواں شخص

۱۔ پس۔ شکاری جب جال لے
آئے تو نیم عاقل چلی کر گھر ہوئی۔
گفت۔ اس نیم عاقل چلی نے کہا
انہوں میں نے وقت ضائع کیا میں
اس حملہ چلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ
چل دی۔ ناگہاں۔ وہ اچانک چل دی
تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اس کے
پیچھے چل دینا چاہیے۔ اس زلہ۔
گزشتہ بات پر انہوں نے کہنے سے
کوئی فائدہ نہیں گزرا وقت وہاں
واپس نہیں آسکتا اس پر انہوں نے کہنے
کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا
چاہیے تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو
سکے۔

۲۔ قصہ اس قصہ سے یہ بتاتا
مقصود ہے کہ گزشتہ بات پر انہوں
میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔
آں یکے ایک شکاری نے ایک پرند
پکڑ لیا تو اس پرند نے کہا کہ اگر تو
مجھ سے سچ لکھا بھی لگا تو بھی
کیا فائدہ ہوگا۔

۳۔ تو جسے پرند نے شکاری سے
کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے
جانور کھا چکا ہے اور ان سے تیرا پیٹ
نہ بھرتا تو مجھے کھا کر تیرا کیا ہوگا۔
مر مر! مجھے میری کھانسی کے زلہ کر دے
تو میں تجھے نیک سمجھتا ہوں۔

۱۔ ازل میں پہلی صیحت تو اس وقت کہیں گاہ جب تو مجھے اچھ میں پکڑے ہوئے ہوگا دھری جب کہوں گا کہ تو مجھے چھوڑ دے گا وہ میں دیوار پر جائیوں گا کہ تیری جب کہوں گا کہ میں دخت پر جا بیٹوں گا۔ پھر دست تیرے ہاتھ میں رہے ہوئے جو صیحت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کئی شخص سے نامکن نہ عمل بات کہے اس پر یقین نہ کرے۔ برکش۔ جب پند نے یہ صیحت کر دی تو دشمنی نے اس کو چھوڑ دیا۔ پند دیوار پر جا بیٹا۔

۲۔ غفلت۔ دیوار پر بیٹھ کر پند نے دھری صیحت کیا کہ گزشتہ واقعہ پر کسی حسرت اور غصہ نہ کرنا اور اس کے بعد پند نے کہا کہ میرے پوتے میں ایک نامہ موتی ہے جس کا وزن ایک دوہم بحر یعنی تین تولے ہے۔ تعلیم چھپا ہوا ہے۔ تمہیں وہ دیکھا۔ دولت اگر تو مجھے ذرا کرتا تو وہ موتی تیری دولت ہوتا۔ حق۔ یعنی تیری جان کی قسم فوت کر دی۔ چنگہ تیرا مقدمہ تھا اس لئے وہ موتی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

۳۔ آنجنال۔ پند کی اس بات کو سن کر وہ شکاری اس طرح نالہ و فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ جننے وقت کرتی ہے۔ گفت۔ وہ شکاری پند کی اس گفتگو پر سنیں وہ کراہ آہ کرنے لگا اور اس سے بولا کہ تو نے حیلہ بازی کر کے مجھے تباہ و برباد کر دیا۔ فرشتہ میں موتی کے ذریعہ بہت طاقت مند ہیں۔

پند جاتا۔

پل مرا تاکہ سہ پندت بردہ ہم مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تین صیحتیں کر دوں
 اول! آں پندے دہم بردست تو ان میں کی پہلی صیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے
 بر سر دیوار بدہم ثانیث ان میں سے دھری دیوار پر بیٹھ کر کہوں گا
 وال سوم پندت وہم من بردخت میں تیری صیحت تجھے دخت پر پہنچ کر کہوں گا
 انچہ بردست ست نیست آں سخن جو ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کرنی ہے وہ یہ بات ہے
 بر کفش چوں گفت اول پندرفت اس کے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے جب پہلی صیحت کہی گئی
 گفت ۲ دیگر بر گذشتہ غم خور دھری صیحت کہ گزری ہوئی بات پر غم نہ کر
 بعد ازاں گفتش کہ وہ جسم تعلیم اس کے بعد اس نے اس کے کمرے میں چھپا ہوا
 دولت تو بخت فرزندان تو تیری دولت تیری اولاد کا نصیب
 فوت کر دی دُر کہ روزیت نبود تو نے وہ موتی کو دیا چنگہ تیرے مقدمہ میں نہ تھا
 آنجنال ۳ کہ وقت زادن حاملہ جس طرح حاملہ عورت جننے کے وقت
 گشت غمناک وہ میگفت آہ آہ غمگین ہو گیا ہے کہ کہتا تھا 'ہائے ہائے'
 من چرا آزاد کردم مر خرا میں نے تجھے کیوں آزاد کر دیا

تالبدانی زیر کم یا اہلہم حتی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں کھڑا ہوں یا بیوقوف ہوں
 بدہمت اے جان و دل سر مست تو تجھے کہیں گالے وہ کہیں وہ جان تیرے شیدائی ہیں
 تاشوی زان پند شاد و خوب و گش تاکہ تو اس صیحت سے خوش نہ بھلا دہ تازوں ہو
 کہ ازیں سہ پند گردی نیک بخت تاکہ تو ان تینوں صیحتوں سے نیک بخت بن جائے
 کہ محالے راز کس باور ممکن کہ نامکن بات پر کسی کا یقین نہ کر
 گشت آزاد و برآں دیوار رفت آزاد ہو گیا کہ دیوار پر جا بیٹا
 چوں ز تو بگذشت ذال حسرت مبر جب تجھ سے گزر گئی اس پر حسرت نہ کر
 وہ دم سنگ ست یک در یتیم اس دم کے وزن کا ایک نامہ موتی ہے
 بود آں گوہر بحق جان تو تھا وہ موتی تیری جان کی قسم
 کہ نباشد مثل آں دُر وہ وجود کہ جس موتی کی مثل وجود میں نہ ہو گی
 نالہ دار و خویشہ خُند در غلغلہ فریاد کرتی ہے (وہ شکاری) خوب شہ کرنے لگا
 ایں چرا کردم کہ خُند کارم تباہ یہ میں نے کیوں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا
 زیں حیل از راہ بُردی مر مرا زیں حیل ان حیلوں سے مجھے گمرا کر دیا

مُرغِ گفتش نے نصیحت کر دمت
پند سے کہا میں نے تجھے نصیحت نہیں کدی
چول گزشت درفت غم چولِ مسخوری
جبکہ رفت و گزشت ہو گیا تو کیں غم کرتا ہے؟
والِ دُوم پندت بلفتم کو ضلال
میں نے دہری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے
من نیم خود سے دم سنگ اے اُسد
میں خود تین دم بھر نہیں ہوں اے شیر!
خولجہ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں
خولجہ ہوش میں آیا ہلا کہ ہاں
گفت آ رہے خوش عمل کردی بد اداں
اس نے کہا ہاں تو نے ان سے پر اچھا عمل کیا
اس بگفت و بر پرید و شلار رفت
اس نے یہ کہا کہ اگر کھاد خوش ہو کر چل دیا
پند ۳ گفتن با جھول خوابناک
تاہن جاہل کو نصیحت کرنا
چاکِ حق و جہل نہ پذیرد و فو
حافظ لہ ناہلی کا چاک نہ کے قابل نہیں ہے
زانکہ جاہل جہل را بندہ بُود
کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہوتا ہے

کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت
کہ کل کی گزشتہ بات پر تو ممکن نہ ہو
یا کروی فہم پندم یا کزی
یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے یا تو بہرا ہے
پچ تو باور ممکن قولِ محال
تو کبھی ناممکن بات کا یقین نہ کرتا
وہ دم سنگ اندوغم چول بُود
وہ دم کا وزن میرے اند کے ہو گا؟
باز گو پندِ سوم اے نازنین
اے نازنین! تیری نصیحت کر
تا بگویم پندِ ثالث را نگاہ
تاکہ میں فضل تیری نصیحت کر دوں
سو صحرا سر خوش و آزاد رفت
مست لہ آزاد جنگل کی جانب چلا گیا
تخم افکندن بُود در شوره خاک
شیشی زمین میں ج بٹا ہوتا ہے
تخم حکمت کم دُش اے پند گو
اے نصیحت کرنے والے اس میں ناہلی کا ج نہ ہو
چونکہ تو پندش دہی او نشود
جب تو اسے نصیحت کرے گا وہ نہ سنے گا

چارہ اندیشیدن آں مہی نیم
اں ہنس عقل دلی پچلی کا تدبیر سوچنا لہ خود کو مردہ بنا لیتا

نیم عاقل گفت در وقتِ بلا
مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا
گو سوئی دریا خُمد و از غم عتیق
کہ وہ دیا کی جانب چلی گئی لہ غم سے آزاد ہو گئی

ایرغ پند نے کہا کہ میں نے
تجھے نصیحت کی تھی کہ گزشتہ بات
پراہوں نہ کرنا تب تو اس گزشتہ بات
بات پر میں اسوں کر رہا ہے یا تو
میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے
وہ دم میں نے تجھے دہری
نصیحت کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات
پر یقین نہ کرنا لہ تو نے میری ناممکن
بات پر یقین کر لیا لہ یہ نہ سوجا کہ وہ
پند جس کا کل وزن ساڑھے دس
ماٹھے بھی نہ ہوا اس کے پونے میں
تین تو لگا سکتی کیسے ہو سکتا ہے
۲ خولجہ جب شکری کو دوا
سکون ہوا تو اس نے کہا تیری
نصیحت بھی سنا دے گفت
پند نے طوا کہا تو نے وہ
نصیحتوں پر خوب عمل کیا ہے جو تجھے
تیری نصیحت سنا کر فاسخ کر دیں
طوا میں تیری نصیحت بھی مضمر ہے
کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اس کو
نصیحت نہ کر اس بگفت۔ اس
پند نے طوا کو ملے کہہ دیا جس
میں تیری نصیحت بھی تھی لہ اگر
جنگل کی طرف چلا گیا۔

۳ پند گفتن۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے
شہزادہ میں آ کر بیڑی کرنا۔ چاک
حافظ لہ جاہل ناقابل اصلاح ہے۔
نشود قبول کرنے کے لہ اسے نہ
سنے گا۔ چاہہ اندیشیدن۔ مکمل
عقلدی تو یہی ہے کہ کل مصیبت
دُش کی تدبیر کرے نیم عقلدی یہ ہے
کہ مصیبت کے وقت ہی نجات کی
صحیح تدبیر کرے۔ سید عالمؑ یعنی
پچلی جہل کی بھی نصیحت آزاد

خوشیشتن را ایں زماں مُردہ گنم
 اس وقت اپنے آپ کو مردہ بتاتی ہیں
 پشت زیرِ دمی روم بر آبِ بر
 پشت نیچے کو کہ پانی کے لوہے آ جاتی ہیں
 نے بسبّاحی چنانکہ کس رَوَد
 نہ کہ تیرا کی ہے جیسے کہ انسان چلا ہے
 مرگ پیش از مرگ اسن ست از عذاب
 مرنے سے پہلے مر جانا، عذاب سے ان سے
 آتچیں فرمودہ مارا مصطفیٰ
 مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے
 یٰبَنِی الْمَوْتِ تَمُوتُوا بِالْفَتْحِ
 موت آنے اور فتنوں سے مرد
 آب گہ بُردش نشیب و گہ بلند
 پانی نہی اس کی نیچے لے جاتا، کبھی لوہے
 کہ دریا ماہی مہتر بر مُرد
 کہ انہوں میں بڑی مچھلی مر گئی
 پیش رفت ایں بازیم رستم ز تیغ
 میری یہ چال چلی گئی، میں تیرے سے بھاگ گئی
 پس بروقت کرو بر خاش فگند
 پھر اس پر تھکا اور زمین پر پھینک دیا
 مانداں احمق ہی کرد اضطراب
 احمق نہ گئی جو زہنی غشی
 تاکہ بچید خویش برہاند گلیم
 تاکہ دیا میں کو بڑے اپنی گدڑی چھڑالے
 احمق اُورا دریاں آتش نشاند
 بیوقوف نے اس کو اس آگ میں بٹھا دیا

لیک ا زماں نندیشم و بر خود زخم
 لیکن میں میں نہیں ہوں نہ تکلیف نہ سختی نہ
 پس بر آرم اہلکم خود بر زہر
 پس میں اپنا پیٹ لوہے کو کٹی ہیں
 می روم بروے چنانکہ خس رَوَد
 اس میں طرح چلوں جیسے کہ کھانا چلا ہے
 مردہ گرم خویش بسپارم بآب
 میں اپنے آپ کو دھاتی ہیں اور پانی کے پیر کو کٹی ہیں
 مرگ پیش از مرگ اسن ست لفتے
 اے نوجوان! مرنے سے پہلے مر جانا ان سے
 گفت مَوْتُوا کُلُّکُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ
 فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ
 ہچنچاں مُرد و شکم بالا فگند
 اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ لوہے کر لیا
 ہر یکے زماں قاصداں پس غصہ خورد
 ان تمامہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت دغ کرتا تھا
 شامی شد اُوراں گفت دروغ
 اس انہوں کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی
 پس گرفتش یک صیاد ارجمند
 پھر اس کو ایک بھلے شکاری نے پکڑ لیا
 غلط سفلطاط رفت پنہاں اندر آب
 وہ لائق پتلی چپکے سے پانی میں چلی گئی
 از چپ از راست می حست آل سلیم
 وہ بیوقوف دائیں اور بائیں سے کوئی سمجھ
 دام افگندند و اندر دام ماند
 انہوں نے جال پھینکا اور وہ جال میں نہ گئی

۱۔ ایک۔ اب گزشتہ پر انہوں
 کرنے میں وقت ضائع کرنا
 مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی
 ہوں کہ اپنے آپ کو مردہ بتاؤں گی۔
 ہمارے مچھلی مر گئی ہو کر اس آب پر
 جاتی ہے۔ دمی روم۔ پانی کے ساتھ اس
 طرح چلوں کہ جس طرح کھانا خود
 بہہ کر چلا جاتا ہے۔ سبائی۔ تیرا کی۔
 مرگ۔ حدیث شریف ہے مَوْتُوا
 قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا یعنی نجات اسی میں
 ہے کہ مرنے سے قبل ہی ناکارہ چہ
 اختیار کرو۔

۲۔ مَوْتُوا بِالْفَتْحِ۔ مقامِ فتنہ
 اختیار کرو گے تو فتنوں میں چلا ہو کر
 مرد گے۔ چپاں۔ جیسا اس مچھلی نے
 سوچا تھا وہ ایسا ہی کیا۔ قاصداں۔ یعنی
 مچھلی کے شکاری۔ تیغ۔ یعنی ہلاکت
 ۳۔ غلط غلطان۔ یعنی جب
 شکاری نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو
 وہ کسی طرح لائق پتلی چپکے صاف میں کس
 گئی۔ نامہ۔ تیری بے عقل مچھلی
 اچھل کر گئی رہی تاکہ اپنی بے وقت
 کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کر
 لے۔ سلیم۔ سادہ مزاج۔ بیوقوف۔ عام
 افگند۔ شکاری نے اس کو جال سے
 پکڑ لیا اور اس کے کباب بنا کر توڑے
 پرینکے۔

بر سر آتش بہ پشتِ تابہ
اگر پرتو کی پشت نہ
اُو ہی جو شید از تفتِ سعیر
اگر کی گئی سے ہل رہی تھی
اُو ہی گفت از شکنجہ وز بلا
وہ شکنجہ بلا میں سے کہتی تھی
بازی گفت اُو کہ گرائیں بار من
پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں
من نازم جو بد ریلِ وطن
میں مہیا کے ساتھ وطن نہ بیٹوں گی
آبِ بجمد جویم و ایمن شوم
لاحد پانی تلاش کروں گی ان سے ہو جاؤں گی
بچھیں نہ می کرد با خود عہد ہا
وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کتنی تھی
دامنِ عاقل بگیرم روز و شب
دن رات عقلمند کا دامن پکڑے رہوں گی

بیان ۳ آنکہ عہد کروں احمق وقت گرفتار وندم ہیچ سود
اس کا بیان کی احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا ہر نام ہوتا مجھ مفید
ندارد کہ وَلَوْ رُفُوا الْعَاثِرُونَ لَمَانُحُوا عَنْهُ وَانْهَمُ لَكَافِرُونَ
نہیں ہوتا بیکندہ اگر وہاں بھیج دیئے جائیں تو وہ موعظت کو دہارہاں عمل میں لائیں گے اور وہ بیٹک جھوٹے ہیں
ہیچ کاؤب و فاندارد
کوئی جھوٹا وفا نہیں کرتا ہے

عقل می گفتش حماقت باتواست
عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے
عقل را باشد وفا عہد ہا
عقل کو دفا عقل کے لئے ہے
باجمات عہد را آید شکست
حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
تونداری عقل رواے خربہا
تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھرا تو جا

عقل - عقل اس پر طنز کر رہی
تھی کہ کیا تیرے پاس مجھے عذاب
سے ڈرانے والے نہ آئے
تھے لہذا وہ مجھ کی گدھری تھی کہ
بیٹک ڈرانے والے آئے تھے لیکن
میں نے ان کا کہنا نہ جانتا تھا۔ بازی
گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس
بار ہیچ جاؤں تو پھر میں تالاب سے
محبت نہ کروں گی اور وہ پکا کھڑے کروں
گی یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا
میں بے عقلی کریں گے اور بصیرت
کرنے والوں کی بصیرت نہ سنیں
گے
۲۔ بچھیں۔ اب وہ دل میں اس
طرح عہد کر رہی تھی کہ اگر زندگی
حاصل ہو جائے تو میں کسی عقلمند کا
دامن پکڑ لوں گی۔
۳۔ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں
کہ ایسے احمقوں کے ان عہدوں اور
وعدوں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن
پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا
ہے کہ اگر ان کو دہارہ زندگی دے بھی
دی جائے تو یہ بد عہدی کریں گے یہ
جھوٹے ہیں۔ عقل می گفتش۔
دہارہ زندگی کی قضا کرنے والے سے
عقل کہتی ہے خربہ۔ گدھے کی
قیمت والا۔

چونکہ عقلت نیست نسیان میرتست
چونکہ عقلت نیست نسیان میرتست
از کمی عقل پروانہ خسیس
کینہ پروانہ عقل کی کمی کی وجہ سے
چونکہ پریش سوخت توبہ می گند
جب اس کے پر جلے توبہ کرتا ہے
ضبط و درک و حافظی و یادداشت
ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت
چونکہ گوہر نیست تابش چوں یود
جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہوا
اس تمنا ہم زبے عقلی اوست
یہ تمنا بھی اس کی بے عقلی سے ہے
آل ندامت از نتیجہ رنج یود
و ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی
چونکہ شد رنج آل ندامت شد عدم
جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہو گئی
آل قدم از ظلمت غم بست بار
اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے
چوں برفت آل ظلمت غم گشت خوش
جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا
می گند او توبہ و پیر خرد
و توبہ کرتا ہے اور پیر بھی عقل

۱۔ نسیان۔ یعنی عہد کے بارے
میں بھول کر۔ پروانہ میں عقل کی
کمی ہے جس کی وجہ سے شر کی آگ
کی صورت میں کوئی نہیں آتی۔ خسیس۔
پہلی آواز۔ آت۔ پروانہ کی حرص اور بھول
اس کا سلا دیتی ہے۔

۲۔ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور
اس کو سمجھنا اور یاد رکھنا۔ عقل کے کام
ہیں عقل ہی سے یہ مقصدیں پیدا کی
جس۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تابش۔ یعنی
عقل کے آثار۔ ذکر انسان کی عقل
اس کو اس کا عہد یاد دلاتی ہے۔ ایلیاب۔
رجوع۔ یعنی عہد کی طرف رجوع۔ اس
تمنا۔ یعنی وہ بار بار غم و کرشمہ کی کرنے
کی تمنا۔ کہ نہ بیند اس کی بے عقلی یہ
ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں
سمجھ رہا ہے۔ آل ندامت۔ غلاب
کے وقت ندامت غلاب کا نتیجہ
ہے۔

۳۔ چونکہ جبکہ ندامت غلاب کا
نتیجہ ہے۔ جب غلاب ختم ہو جائے گا
ندامت بھی ختم ہو جائے گی اسی لئے
اس توبہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت
نہیں ہے۔ آل ندم۔ وہ ندامت غم کی
تاریکی میں پیدا ہوئی ہے۔ رات کی
بات کو دن بھلا دیتا ہے۔ توبہ جب تاریکی
ختم ہو جائے گی ندامت بھی باقی نہ
رہے گی۔ نتیجہ۔ یعنی ندامت۔ پیر خرد۔
تجربہ کار عقل۔ دیوان۔ وہ دم اور عقل
میں بہت فرق ہے۔

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ او ست
اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھٹا سکہ اور اس کا مخالف ہے

و با او ماند و او نیست

اور اس کے ساتھ ہے اور وہ نہیں ہے

عقل ہند شہوت ستلے پہلوں
لے پہلو عقل شہوت کی ضد ہے
وہم خواہش آنکہ شہوت را گداست
اس کو وہم کہہ جو شہوت کا بھکاری ہے
بے محک پیدا نگرود وہم و عقل
وہم عقل میں بغیر کئی کے تیار نہیں ہوتا ہے
ایں محک قرآن و حال انبیاء
یہ کئی قرآن اور انبیاء کی سیرت ہے
تاہم بنی خویش را از آسیب من
تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے
عقل را گراۓ ساز دو وہم
اگر آدم عقل کے دو ٹکڑے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں
جو شہوت کا پکر کاٹے، اس کو عقل نہ کہہ
وہم قلب و نقد زر عقلمہا ست
وہم کھٹا ہے اور عقلیں خالص سنا ہیں
ہر دو را سویی محک گن زود نقل
دونوں کو بہت جلد کئی کی طرف منتقل کر
چوں محک مَر قلب را گوید یا
کیونکہ کئی کھوٹے کو کہتی ہے، آ جا
کہ نہ اہل فراز و شیب من
کہ تو میرے شیب و فراز کا اہل نہیں ہے
بچوں زر باشد در آتش او بسیم
دوسنے کی طرح آگ میں مسکنے والی ہوگی

۱ عقل۔ شہوت نفسانی عقل کی
ضد ہے عقل اس کی طرف مال نہیں
ہو سکتی۔ وہم۔ جو نفسانی خواہش کی
طرف مال ہو وہ وہم ہے وہم بھی سکے
ہے لیکن کھٹا اور عقل بھی سکے ہے لیکن
کھڑا ہے۔ بے محک۔ عقل اور وہم
کے مقصودات کو قرآن اور سیرت کی
کئی پرکھنے سے دونوں میں امتیاز
ہو جائے گا۔

۲ تاہم بنی۔ قرآن اور سیرت
واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
مقصدات ان کے مطابق نہیں ہیں۔
عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا
جائے گا اس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔
بسیم۔ مسکنے والا۔ فرعون۔ فرعون
وہی تھا اور حضرت موسیٰ صاحب عقل
تھے۔

۳ رفت۔ حضرت موسیٰ فرعون
کے پاس پہنچے اور اس وقت وہ مقام نما
میں تھے۔ رفت۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا میں عقل مجسم ہوں۔ خدا رسول
اور اللہ کی دلیل، لوگوں کو گمراہی سے
بچانے والا ہوں۔ گفت۔ نے فرعون
نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو
اپنا قدیم نام اور نسبت بتا۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے کہا میرا نسبت تو یہ
ہے کہ میں خاکراہہ ہوں اور میرا نام
اللہ کا کترین غلام پیار میں اللہ کے
غلاموں اور لوطیوں کی پشت و پلن
سے پیدا ہوا ہوں۔

مجاوبات موسیٰ کہ صاحب عقل یود با فرعون کہ صاحب وہم یود
حضرت موسیٰ کے جو عقلمند تھے، فرعون کے ساتھ سہل و جبب جو وہی تھا

وہم مَر فرعون عالم سوز را
عالم سوز، فرعون کے لئے وہم ہے
رفت مَر موسیٰ بر طریق نیستی
حضرت موسیٰ فا کے مقام کے طریقہ پر ہونے ہوئے
گفت من عقلم رسول ذوالجلال
انہوں نے کہا میں عقل ہوں ذوالجلال کا رسول ہوں
گفت نے خاش را گن ہاں ہوئی
اس نے کہا چپ، ہائے و ہو ختم کر
گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش
فرمایا میری نسبت اس کے خاکدان سے ہے
بندہ زلہ آل خداوند و حید
اس خلائے واحد کا غلام زلہ ہوں

عقل مَر موسیٰ جاں افروز را
جان کو منور کرنے والے موسیٰ کے لئے عقل ہے
گفت فرعونش بگو تو کیستی
فرعون نے ان سے کہا بتا تو کون ہے؟
جختہ اللہ ام امانم از ضلال
میں اللہ کی جخت ہوں گمراہی سے امن دلانے والا ہوں
نسبت و نام قدیمت را بگوئی
اپنا پہلا نام اور نسبت بتا
نام مسلم کترین بندگانش
میرا اصلی نام اس کا کترین بندہ ہے
زلہ از پشت جواری و عبید
لوطیوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

نسبت اصلم ز خاک و آب و گل
میری اصل کی نسبت خاک و آب و گل ہے
مرجِ این جسم خاک ہم بخاک
میرے اس خاکی جسم کا مرجع خاک ہے
اصل ما و اصل جملہ سرکشان
ہماری اصل اور سب حکیموں کی اصل
نے مدد از خاک می گیر و منت
کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟
چوں رود و جان می شود و باز خاک
جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا
ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو
تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی
گفت غیر این سب نامیت ہست
اس نے کہا اس نسبت کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے
بندۂ فرعون و بندۂ بندگاش
فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام
بندۂ باغی و طاغی و ظلم
تو ظالم اور سرکش باغی غلام ہے
خونی و غداری و حق ناشناس
تو خونی اور غداری ہے اور حق کو نہ پہچاننے والا ہے
در غریبی خوار و درویش و خلق
تو پردیس میں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال رہا
گفت حاشا کہ بودا آں مُلک
انہوں نے فرمایا خدا بچائے کہ اس ملک کے ساتھ ہو
واحد اندر مُلک و او را یار نے
وہ سلطنت میں آکلیا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

۱۔ نسبت۔ میں آدم کی اولاد ہوں۔
آدم کو خدا نے آب و گل سے فرمایا
پھر اس کو جان و دل عطا فرمایا۔
مرج۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن
جائے گا اور تجھ ظالم کے جسم کو بھی
خاک میں ملنا ہوگا۔ اصل۔ تمام
انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس
کی سوا ملائیں ہیں۔ نے مدد۔ کوئی
نشانہ نہیں ہے کہ انسان زمین کی پیداوار
سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی
سے پرورش پاتا ہے۔
۲۔ چوں۔ جلد ہی۔ نشانی ہے کہ
سب کچھ خاک میں مل جاتا ہے اور
تجھے بھی خاک میں جانا ہے اور یہ تیرا
اقبال قالی ہے۔ گفت۔ فرعون نے
غصہ سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور
وہ نیاہد مناسب ہے اور وہ نیاہد
مناسب ہے اور یہ ہے فرعون کا غلام
فرعون کے غلاموں کا غلام کہ از و یعنی
اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے
عی پرورش کیا ہے۔
۳۔ بندۂ تو غلام تو ہے تو باقی اور
سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک
جرم کر کے مصر سے بھاگا تھا۔ فعل
شوم۔ یعنی ایک قبیلے کا قتل۔ ہم
بریں۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اور
اصاف سمجھ لے۔ در غری۔ فرعون
نے حضرت موسیٰ سے کہا چونکہ تو نے
میرے حقوق اللہ کئے اس لئے
پردیس میں ملا ملا پھر لا گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی
شریک نہیں ہے واحد وہ خدا ہے
واحد تم جس کو کسی مددگار کی بھی
ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا
تہا خدا ہے۔

آب و گل را دا ویز داں جان و دل
پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرمایا ہے
مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک
اے ظالم! تیرا مرجع بھی خاک ہے
ہست از خاکے و آتر اصد نشان
خاک سے ہے اور اس کی سوا نشانیں ہیں
از غدلی خاک فریہ گرفت
خاکی غذا سے چیری گھٹن مٹی ہے
اندراں گورِ خوف سہمناک
خوفناک ڈرہانی قبر میں
خاک گردند و نماوند جاہ تو
خاک ہو جائیں گے اور تیرا رتبہ نہ رہے گا
مر خرا آں نام خود او لی ترست
وہ نام حیرے لئے نیاہد بہتر ہے
کہ از و پرو و اوّل جسم و جانش
جس سے شروع میں اس کے جسم میں نے پرورش پائی
زیں وطن بگرہ نیتہ از فعل شوم
میرے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے
ہمبیریں اوصاف خودی گن قیاس
اس پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے
کہ ندانستی سپاس ما و حق
کیونکہ تو حق اور ہماری شکر گزری کو نہ سمجھا
در خداوندی کس دیگر شریک
کوئی اور شریک خدا کی میں
بندگاش را جو او سالار نے
اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سربراہ نہیں ہے

نہیست خلقتش را در گرس مالک
 اس کی خلق کا کوئی دھار نفس مالک نہیں ہے
 نقش او کردہ ست و نقاش من اوست
 اس نے صحت بتائی ہے اور میرا صحت گروہی ہے
 تو منتانی ابروئے من ساختن
 تو میری ابرو بھی نہیں بنا سکتا
 بلکہ آں غذا و آں طافی توئی
 بلکہ تو وہ غذا اور سرش ہے
 گر بکشم من عوانے را بسہو
 اگر میں نے ایک ظالم کو بھولے سے مارتا
 من زدم مشتے و ناگہ او فتاو
 میں نے ایک ماکا مارا اپنا کمر پڑا
 من سگے کشتم تو مرسل زانگاں
 میں نے ایک کتے کو مارا تو نے رسول کی لولا کے
 کشتم و خون شال در گردنت
 قتل کئے ہیں اور خون کا خون تیری گردن پر ہے
 کشتم و یقوب را
 تو نے حضرت یعقوب کی لولا کو قتل کیا ہے
 کہی تو حق مرا خود برگزید
 میرے لئے میں نے خود کو برگزید
 میرے لئے خدا نے مجھے جن لیا
 گفت نہ ہمارا بہل بے بیج شک
 اس فرعون نے کہا ان باتوں کو چھوڑ بلا شک
 کہ مرا پیش خشر خواری گنی
 کہ تو مجھ کے سامنے میری توہین کرے
 گفت خواری قیام صعب تر
 گفت میری نے فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے

شر کشش! دعویٰ کند جو ہالک
 اس کی حرکت کا دعویٰ ہے کہ وہ ہالک ہے
 غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست
 غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے
 چوں توانی جان من بشناختن
 تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟
 کہ گنی باحق تو دعویٰ دوتی
 جو خدا کے ساتھ دلی کا دعویٰ کرتا ہے
 جو خدا کے ساتھ دلی کا دعویٰ کرتا ہے
 نے برہی نفس کشتم نے باہو
 تو نفس کے لئے نہیں مانتا نہ کھیل سے
 آنکہ جانش خود نہ بد جانے بدلا
 جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی
 صد ہزاراں طفل بے جرم و زیال
 لاکھوں بے خطا اور بے قصور بچے
 تاچہ آید بر تو زیں خول خوردنت
 دیکھ تیری خون آشامی کا کیا وبال تجھ پر آئے گا؟
 بر امید قتل من مطلوب را
 میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا
 سرنگوں شد آنچه نفست می پرید
 تیرا نفس جو خیال پہلا تھا وہ اندھا ہو گیا
 ایں بود حق من و نان و نمک
 میرا وہ نام و نمک کا بھی حق تھا
 روز روشن بر دم تلاری گنی
 اور روشن دن کو میرے دل پر تلاری کر دے
 گر نداری پاس من دخیل و دشر
 اگر تو اچھلی اور بھٹی میں میرا لحاظ نہ کرے گا

۱۔ شر کشش۔ جو اس کی حرکت کا
 دعویٰ کرے گا وہ جلا ہو گا۔ نقش
 حضرت موسیٰ نے فرمایا وہی میرا
 صحت کرے اگر کوئی دھار دعویٰ
 کرے تو وہ ظالم ہے تو منتانی تو میرا
 خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو
 بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پہلا
 وجود۔ بلکہ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔
 خدا میں نہیں ہوں تو خدا کا خدا
 ہے۔ ۲۔ عوانے۔ مجھ سے قبل پہل پہلا
 ارادہ ہوا تھا۔ ۳۔ زدم۔ مارا۔ ۴۔ مرسل۔
 کی جان جان ہی نہ تھی۔ ۵۔ مرسل۔
 یعنی حضرت یعقوب کشتم۔ یعنی تو
 نے ہزاروں بے قصور لولا یعقوب کو
 قتل کیا اس کی سزا میں تو طرح طرح
 کے عذاب دیتے تھے۔ ۶۔ فرعون بنی اسرائیل
 کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اس کا مقصد
 حضرت موسیٰ کو قتل کرنا تھا کہ وہی تو
 خدا نے تیری مرضی کے برخلاف
 مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر
 لیا۔ ۷۔ یقوب۔ یعنی تو میرے دل پر قابو
 نہ ہو۔ ۸۔ نفست۔ فرعون کہنے لگا کہ ان
 باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا بھی
 قصاص ہے کہ مجھے بر سر تلوار قتل کرتا
 ہے۔ ۹۔ تلاری۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
 اگر تو خیر و شر میں میرا ہر حال نہ کرے گا تو
 قیامت میں ذیل ہو گا اور وہ ذلت
 اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت
 ہے۔

زخم اے کیسے رانی تانی کشید زہر مارے را تو چوں خواہی پخید
جب تو ایک مچھر کا زخم بھاشت نہیں کر سکتا ساپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟
ظاہراً کارِ تو ویراں می گنم لیک خارے را گلستاں می گنم
میں بظاہر تیرا کام چل کر رہا ہوں لیکن میں کانٹے کو گلستاں بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی
اس کا بیان کہ قیصر خرب میں در درل بھی پریشانی میں در درستی شکستگی میں در
در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علی ہذا
مراد بے مرادی میں در وجود عدم میں ہے اس پر بقیہ ضلوع
بقیۃ الاضداد والاک زواج
اور جوڑوں کو قیاس کر

۱۔ زخم کیسے۔ پہلے تو ایک مچھر
کے کانٹے کو بھاشت نہیں کر سکتا تو
قیامت میں سانپوں کا زہر کیسے پیئے
گا۔ ظاہراً جس کو تو بربادی سمجھتا ہے
اس میں ہی میری آباہی ہے
بیان۔ اب مولانا چند لکسی مثالیں
دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے
لیکن حاصل وہی قیصر ہے
۲۔ آں یکے ایک شخص نے
زمین کو کھدنا شروع کیا۔ کایں۔ اس
بیوقوف نے زمین میں مل چلانے
والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویران کر
رہا ہے۔ اس کی ٹہنی کو مترق کر رہا
ہے تو عمارت تو تعمیر ہو کر خرب
میں فرق نہیں کر سکتا ہے۔ کے شود
چن اور کمیت جب ہی تیار ہوتا ہے
جب پہلے زمین کو ویران کر دیا جائے۔
۳۔ کے شود۔ زمین کو جب تک لانا
پلانا نہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی
ہے نہ اس میں چل پھول پیدا ہوتے
ہیں۔ پخو۔ وہ پھوٹا جس کا منہ نہ بنا
ہو۔ پارہ۔ ہڈی جتنی کپڑے کو تراش
کر کٹوے کٹوے کرتا ہے۔ کئی ہڈی
کو برا نہیں کہتا ہے۔

آں یکے آمد زمیں را می شکافت ایک شخص آیا زمین کھدنے لگا
کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟
گفت اے ابلہ برو بر من مراں گفت اے ابلہ برو بر من مراں
اس نے کہا اے احمق! جا مجھ پر حکم نہ چلا
کے شود گلزار و گندم زار اس کے شود گلزار و گندم زار اس
یہ چن اور گیہوں کا کھیت کی بن سکتی ہے؟
کے شود رستان و رکشت و برگ و بر کے شود رستان و رکشت و برگ و بر
باغ اور کھیتی اور پتے اور پھل کی جگہ ہوں
تانہ بشگانی بہ نشتر ریش پخو تانہ بشگانی بہ نشتر ریش پخو
جب تک تو نشتر سے بند زخم کو نہ چیرے
تانسوزد خلطہایت از دوا تانسوزد خلطہایت از دوا
جب تک وہ سے تیری رطوبتیں نہ ملیں
پارہ کردہ درزی جلمہ را پارہ کردہ درزی جلمہ را
ہڈی نے کپڑے کو کٹوے کٹوے کر دیا
اہلے فریاد کردو بر نتافت اہلے فریاد کردو بر نتافت
ایک احمق نے شہ کیا اور بھاشت نہ کر سکا
می شکافی و پریشاں می گنی می شکافی و پریشاں می گنی
کھو رہا ہے اور بکھیر رہا ہے
تو عمارت از خرابی باز داں تو عمارت از خرابی باز داں
پہلے قیصر اور خرب کے فرق کو سمجھ لے
تا نگرد زشت و ویراں اس زمیں تا نگرد زشت و ویراں اس زمیں
جب تک یہ زمین بدلتا اور ویران نہ ہو
تا نگرد نظم او زیر و زبر تا نگرد نظم او زیر و زبر
جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو
کے شود نیکو کے گزید نفز کے شود نیکو کے گزید نفز
و اچھا اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
کے رود سودش گجا باید شفا کے رود سودش گجا باید شفا
اس کو ناکام کب ہو سکتا ہے اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
گس زنداں درزی علّامہ را گس زنداں درزی علّامہ را
اس ماہر ہڈی کو کٹن مانتا ہے؟

کہ چرا میں طلسم برگزیدہ را
کہ اس تنجب طلسم کو کہیں
ہرے پناے کہنہ کا بادل کند
جس پانی بناد کو آباد کرتے ہیں
ہمیں نجات و حداد و قصاب
اسی طرح برحق ہر لودہ ہر قصاب
آں ہلیلہ والں ہلیلہ کو فتن
ہیر ہیرے کا کٹنا
تا نکوبی گندم اندر آسینا
جب تک تو گھیں کو چکی میں نہ پیسے گا
کے شود آراستہ زال خوان ما
اس سے ہمارا دسترخوان کب آراستہ ہو گا

جواب دلاؤں موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اس کی دھمکی کے بارے میں

ایں ۲ تقاضا کرواں نان و نمک
اس نان و نمک نے یہ چاہا
گر پذیری پند موسیٰ واری
اگر موسیٰ کی نصیحت قبول کرے تو نجات پا جائے گا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنالیا ہے
اژدہا ۳ را اژدہا ' آوروہ ام
میں اژدہ کے لئے اژدہا لایا ہوں
تاوم آں از دم ایں بشکند
تاکہ آں کی پھنکھ کو اس کی پھنکھ دبا دے
گر رضا دادی رہیدی از دو مار
اگر تو راضی ہو گیا تو دونوں سانپوں سے بچ گیا
ورنہ از جانت برآرداں دمار
ورنہ وہ تیری جان کو ہلاک کر دے گا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او
فرعون کا حضرت موسیٰ کو جواب دینا اور اس کی دھمکی

لو ہر پناے۔ جب پانی بنیادوں
پر نئی تعمیر کی جاتی ہے تو ان بنیادوں کو
اکٹار دیا جاتا ہے۔ سمجھیں۔ جتنے
کارگر ہیں ان کا بھی عمل ہے کہ تعمیر
سے قبل وہ تخریب کرتے ہیں۔
الیلہ ہیر۔ الیلہ ہیر و قصاب۔ یعنی
ان کو کھٹ کر دھپاتے ہیں جس سے
جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ تا نکوبی۔
گیہوں کو چکی میں پیس کر لہذہ
غذا میں پٹائی جاتی ہیں۔

۲ ایں تقاضا حضرت موسیٰ نے
فرمایا تیرے حقوق کا یہی تقاضا ہے کہ
میں تجھے ہلاکت سے نجات
دلاؤں۔ گر پذیری۔ اگر تو میری
نصیحت قبول کرے گا تو تیری ہلاکت
سے نجات پا جائے گا۔ کر کے یعنی
تیرا نفس جو ایک معمولی کیز تھا تو نے
اس کو اژدہا بنا کر اپنے لو پر مسلط کر لیا
ہے۔

۳ اژدہا تیرا نفس اژدہا ہے اس
کے مقابلہ کے لئے میں عصا کا اژدہا
لایا ہوں۔ تاوم۔ اس کی پھنکھوں
کو پھنکھ کر اژدہ کی پھنکھیں دبا دیں
گی۔ دو مار۔ یعنی نفس کا سانپ ہر
عصا کا سانپ ہلاکت۔

گفت الحق سخت اُستا جادوئی کہ در افگندی بنگر اینجا دُوئی
 اس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے کہ تو نے کر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا
 خلقِ یک دل را تو کردی دو گرو جادوئی رخنہ کند در سنگ و کوہ
 تو نے ایک دل مخلوق کو دو گروہ کر دیا تیری جادوگری تجرہ پہاڑی میں شکاف ڈالتی ہے

لفی کردنِ موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے ہاتھ میں سحر اور جادوگری کا انکار کرنا

گفت ہستم غرق پیغامِ خدا انہیں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں مستغرق ہوں
 غفلت و کفرست مایہ جادوئی جادوگری کا مددِ اللہ سے غفلت اور کفر پر ہے
 من بجادویاں چہ نامم اے قبیح من بے شرم! میں جادوگروں سے کیسے مشابہ ہوں؟
 من بجادویاں چہ نامم اے جُبب من بے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟
 من بجادویاں چہ نامم اے خبیث من بے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟
 چوں تو با پڑ ہوا برمی پری تو چونکہ ہوں کے پسوں سے اڑتا ہے
 ہر کرا سہ افعالِ دام و دد بُود جس کے چھند اور معدن کے کام ہوں
 چوں تو جو جو عاکی پس اے مہیں چوں کہ تو دنیا کا جڑ ہے اس لئے اے ذلیل!
 گر تو برگردی و برگرد سرت اگر تو چکر کاٹے اور تیرا سر چکرائے
 ورتو و کشتی روی بریم رواں ورتو و کشتی میں چلے
 جادوئی کہ دید بانامِ خدا خدا کے نام کے ساتھ جادوگری کس نے دیکھی ہے؟
 مشعلہ دینست جانِ موسوی موسیٰ کی جان دین کی مشعل ہے
 کردم پُر رشک می گردو مسیح کہ میرے دم سے سج پر رشک بننے ہیں
 کہ زجانم نوری گیر و کُتب ۲ کہ زجانم نور می گیر و کُتب ۲
 میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں
 کز خدا نازل شود بر من حدیث کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر کلام نازل ہوتا ہے
 لا جرم بر من گماں آں می بری لا محالہ مجھ پر بھی وہی گمان کرتا ہے
 بر کریمانش گمان بد بُود اس کا بھولوں کے ہاتھ میں برا گمان ہوتا ہے
 کلن را بر وصفِ خود بینی غوی کلن را بر وصفِ خود بینی غوی
 تو مجھ کو اپنی مفت کے مطابق گمراہ سمجھتا ہے
 خانہ را گردندہ بیند منظر تری خانہ را گردندہ بیند منظر تری
 تیری آنکھ گمراہ کو گھونٹنے والا دیکھے گی
 ساحلِ یم را ہی بینی دواں ساحلِ یم را ہی بینی دواں
 میا کے کنارے کو دھڑتا ہوا دیکھے گا

۱۔ گفتہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا تو مکمل جادوگر بن چکے تھے
 اے گمراہ جادو سے میری قوم میں اختلاف پیدا کر دیا جادو کا اثر پہاڑ اور پتھر کے بھی ٹکڑے کر دیتا ہے۔
 حضرت موسیٰ نے جادوگر نہ ہونے کے دلائل بیان فرمائے۔ گفتہ جادوگر اپنے عمل میں خدا کے نام کا سہارا نہیں لیتا۔ جادو میں شیطان کا نام استعمال کرتا ہے۔ جبکہ اس سے مردِ حضرت موسیٰ نہیں ہیں بلکہ اپنے شر کا کمال پھر رہا ہے۔
 ۲۔ کُتب یعنی آسمانی کتابیں میں میری ذکر ہے کہ خدا میرے بارے میں نازل ہوئی ہے جادوگر کوئی سے کیا واسطہ چلے تو تو خود جیسا ہے ویسا ہی مجھے سمجھتا ہے۔
 ۳۔ ہر کر انسان جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسروں دنیا دار ہے اس لئے دوسروں کو بھی ایسا سمجھتا ہے کہ تو مولانا چند مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ انسان اپنی حالت پر دوسروں کو قیاس کرتا ہے جس کا سر پتھر اور ہونہ گھر کو گھونٹتا سمجھتا ہے۔ وہ کسی میں بڑھا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ ساحل بھی چل رہا ہے۔

گر تو باشی تنگدل از ملکہ
اگر تو جنگ سے محمل ہے
وَر تو خوش باشی بکام دوستاں
اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے
اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق
بہت سے انسان شام اور عراق گئے
وے بسا کس رفتہ تا ہندو ہرے
بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرت تک گئے
وے بسا کس رفتہ ترکستان و چین
بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے
طالب ۲ ہر چیز اے یار رشید
اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبہ نے
چوں ندارد مدر کے جو رنگ و بو
جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے
گاؤ در بغداد آمدنا گہاں
نیل اچانک بغداد میں آ گیا
از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ
تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں
کہ بود س آفتادہ در راہ یا حشیش
جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس
خُشک بر تیغ طبیعت چوں قدید
وہ طبیعت کی تیغ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے
وال فضل یحرق اسباب و علل
اسباب اور علتوں کی کلکت کی فضا
ہر زمان مبدل شود چوں نقش جاں
جبکہ مدح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بینی جملہ دنیا را ہمہ
تو پوری دنیا کی فضا کو تنگ سمجھے گا
انہیماں بنمایدت چوں گلستاں
یہ دنیا تجھے چمن جیسی نظر آئے گی
اُو ندیدہ پیچ جو کفر و نفاق
انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ جو مکر پیچ و شرے
انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ پیچ جو مکر و کمیں
انہوں نے مکر اور گھات کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
جو ہماں چیزے کہ میجوید ندید
ای چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا
جملہ اقلیمہا را گو بنجو
کہہ دے کہ سارے ممالک محفوظ لے
بگذرد اوزیں سیراں تا آں سیراں
اس جانب سے اس جانب گزر گیا
اُو نہ بیند جو کہ قشیر خرپوہ
وہ سوائے خریزوں کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے
لائق سیراں گاوی یا خریش
جو گائے کی رفتہ اور اس کی حماقت کے لائق ہے
بستہ اسباب و جانش لا یزید
وہ اسباب و جان میں اضافہ نہیں ہوتا ہے
ہست ارض اللہ اے صدر اجل
اے صد اعظم! اللہ کی زمین ہے
تو بنو بیند جہانے در عیاں
تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ تازہ جہان دیکھتا ہے

۱۔ گرتو۔ اگر انسان محمل ہوتا ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔ ملکہ۔ جنگ۔ وَر تو خوش۔ اگر انسان خوش ہے تو اس کو تمام دنیا پرست معلوم ہو گی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے مرکز ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی نظر آئے گا۔ ہری ملک ہرت۔ طالب۔ انسان جس چیز کی جستجو کرتا ہے وہی اس کو غفلت آتی ہے۔ مدر۔ معلوم۔ جو چیز محسوس ہو۔ بچہ۔ یعنی جو محسوس باطن کی سیرت سے خالی اور ظاہر بین سے اس کو تمام عالم میں صرف ظاہر نظر آئے گا۔ گاؤ۔ نیل اگر بغداد میں چکے تو اس کو خریزوں کے چھلکوں کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔ ۲۔ ہر چیز کو وہ بیل کو وہ چھلکا یا گھاس نظر آئے گی جو راستہ میں پڑی ہوگی۔ لائق۔ ظاہر بین انسان کی سیر بھی اسی گائے کی سیر ہے جو صرف ظاہر کو دیکھتا ہے۔ خشک۔ اسباب ظاہری کا پائند انسان صرف اپنی طبیعت پر اعتماد کرتا ہے اور اس کے مزاج کی مثال اس گوشت کے پارچے کی کی ہے جس کو کوئی پر لٹکا دیا ہو جس میں اب اضافہ نہیں ممکن بلکہ روزمرہ گھٹ رہا ہے۔ فضا۔ اسباب۔ علل سے گزر کر جب انسان اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں سب اسباب کی قدرت کا عمل جاری ہے تو اس کو ایک وسیع میدان ملتا ہے ہر زمان اس مقام پر پہنچ کر تیرہ و امثال کے طریقہ پر اس کو نئے عالم نظر آتے ہیں۔

گر بُود فروش و اہل بہشت
خود فروش اور جنت کی نہیں ہوں
اے ز غفلت از مُسبب بے خبر
لے غفلت کی وجہ سے پیدا کرنے والے سے خبر ہو
لا جرم اعلیٰ دل و سر گشتہ
لا عملہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے
چشم بکشا و مُسبب راگر
آنکہ کھل اور سب پیدا کرنے والے کو دیکھ

بیان ۲ آنکہ ہر حسِ مُدِرِک را از آدمی نیز مُدِرِکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر اہاک کرنے والی حس کے معلومت دہرے ہیں جن
کہ از مُدِرِکاتِ آلِ حسِ دیگر بنجرست چنانکہ ہر پیشہ و استاد
کی دوسری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر علمی پیشہ استاد دوسرے استاد کے کام
انجی از کارِ اوستا و دیگرے بے خبرست و بے خبری او از آنکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
وَلِیْفَاؤُنِیْسْت دِلِیْلُ بُودِ کَہِ آسِ مُدِرِکاتِ نِیْسْت
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مددکات نہیں ہیں

چشمہ دید جہاں اوراکِ تُست
دنیا کو دیکھنے کا دائرہ تیرا اہاک ہے
مَدَّتے سَحسِ را بشوز آبِ عیاں
مشاہدہ کے پانی سے حس کو ایک مدت تک دھوا رہا
چوں شدی تو پاک پردہ برگند
جب تو پاک ہو جائے گا پردہ اٹھ جائے گا
جملہ عالم گر بُود نور و صُور
تمام عالم اگر نور اور صورتیں ہو گا
چشم بستی گوش می آری بہ پیش
اگر تو آنکھ بند کر لے، کان کو سامنے لائے

۱۔ گر بُود مشہور ہے افسردہ دل
افسردہ کدا کہنے۔ راز اے غفلت۔
انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی
طرف نظر رکھتا ہے مسبب و لا سبب
سے غافل ہے
۲۔ بیان۔ انسان کے ہر حس کے
مددکات جدا گانہ ہیں یک حس
دوسرے حس کے مددکات سے بے
خبر ہے۔ چہرہ انسان اپنی عینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک
پردہ اور حجاب ہے
۳۔ مدتے۔ صوفیا کی طرح
حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و
صاف کرنا چاہیے۔ چوں شدی۔
جب تیرے حواس پاک ہو جائیں
گئے بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لگے۔
چشم بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان
کا کام نہیں ہے

گوش گوید من بصورت نگر م
 کان کہے گا میں صحت پر بال نہیں ہوتا ہوں
 گوش گوید من بصورت نگر م
 کان کہے گا میں صحت کو نہیں دیکتا ہوں
 عاکم من لیک اند فن خویش
 میں عالم ہوں لیکن اپنے فن میں
 ہیں بیانیہیں ہیں ایں خوب را
 خبردار! ناک تو آہیں حسین کو دیکھ
 گر بود مشک و گلایے بو برم
 اگر مشک اور گلایہ ہو میں سگھ لہاں کی
 کے بہ پنم من رخ آں سیم ساق
 میں اس چاندی کی پٹلی لکچر و کب دیکھ سکتی ہوں؟
 باز حس کثر نہ بیند غیر کثر
 پھر میری حس سوائے میرے کے نہ دیکھے گی
 چشم ۲ احوال از یک دیدن یقین
 جیسے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے
 تو کہ فرعون ہبہ مکرہ و زرق
 تو جو فرعون ہے مجھ مکر اور فریب ہے
 منکر ۳ از خود در سن اے کثر باز تو
 اے میرے کام والے مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ
 ہنگر اند من زمن یک ساعتے
 تھوڑی دیر کے لئے مجھ میری ذات سے دیکھ
 وار ہی از تنگی و از ننگ و نام
 تو تنگی اور ننگ و نام سے نجات پا جائے گا
 پس بدنی چونکہ رستی از بدن
 جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لے گا

صورت ار بانگے از زند من بشنوم
 صحت اگر پکارے میں سنوں گا
 حس چشم ست آں ز دیدن قاصر م
 وہ آنکھ کی حس ہے میں دیکھنے سے قاصر ہوں
 فن من بحر حرف صوے نیست پیش
 میرا فن 'حرف اور آواز سے نیاہ نہیں ہے
 نیست بنی در خور ایں مطلوب را
 ناک بھی اس مقصد کے لائق نہیں ہے
 فن من نیست و علم و محرم
 میرا فن اور علم اور تجربہ یہ ہے
 ہیں ممکن تکلیف مالیس یطاق
 خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ دے
 خواہ کثر غو پیش اویار است غو
 خواہ تو اس کے سامنے نیزا ہے چلے یا سیدھا چلے
 ناظر شرک است نہ توحید میں
 وہ شرک کو دیکھنے والی ہے 'نہ کہ توحید کو
 مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
 تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے
 تاکے تو را نہ بینی تو دو تو
 تاکہ تو ایک کو دو نہ دیکھے
 تاواری کون بنی ساحتے
 تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے
 عشق اندر عشق بنی والسلام
 عشق میں عشق دیکھے گا والسلام
 گوش و بینی چشم می تاند شدن
 کہ کان اور ناک آنکھ بن سکتے ہیں

۱۔ بانگے۔ سننا کان کا کام ہے۔
 ۲۔ علم۔ کان سننے کا ہر ہے۔ بنی۔
 ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا
 ہے۔ کے پنم۔ ناک محبوب کا منہ
 نہیں دیکھ سکتی ہے باز حس۔ اگر حس
 میری ہے تو وہ صحیح کام نہیں کرے گی۔
 ۳۔ چشم احوال۔ جیسے کی آنکھ ایک
 چیز کو دو کر کے دکھائی ہے۔ تو کہ۔
 حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا
 چونکہ تو مجھ کو اور فریب پہنچا تو مجھ
 میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کر
 سکتا۔
 ۴۔ منکر۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا مجھے
 اپنے آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالم غیب
 کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق
 میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔
 ۵۔ پس۔ جب تو جسم کی ماریت سے
 پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو
 جائے گا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا
 کام کرتے ہیں۔

چشم گرد و موبوی عارفاں
عارفوں کا بال بال 'آکھ بن جاتا ہے
در رحم بُود اُو جبین گوشتیں
وہ رحم مادہ میں گوشت کا لکڑا تھا
ورنہ خواب اندر ندیدے کس صُور
وہ خواب میں کوئی قصص معنی نہ دیکھا
نیست اندر دیدگانِ ہر دو پیہ
بہوں کی آکھ میں چربی نہیں ہے
نستیش بخشد خلاق و دُود
خلاق و دود نے اس کو نسبت عطا کی ہے
دُجی است از نار بے پیچ اشتراک
بغیر مناسبت کے جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں
گر چہ شلش اُوست چوں می ہنگری
اگرچہ اس کی اصل وہ ہے جب تو غور کرے گا
نامناسب را خدا نسبت بداد
غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے
ہست پیچوں ارچہ داؤش و صلبا
وہ بے نظیر ہے، اگرچہ خدا نے جوڑ ملا دیئے ہیں
ایں پسر را بایدر نسبت گجاست
اس بیٹے کو باپ سے کہیں مناسبت ہے؟
ہست پیچوں و خرد کے پے پرد
وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پاتنی ہے؟
فرق چوں میکرد اندر قوم عاد
تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟
چوں ہمی دانست مومن از کدو
اس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

راست گفت آں شہ شیریں از بال
اس شیریں زبان شہ نے سچ فرمایا ہے
جسم را چشمے بُود اَوّل یقین
یقیناً شروع میں جسم میں آکھ نہ تھی
عَلّت دیدن مداں پیہ اے پسر
اے بیٹا! آکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ
آں پری و دیو می بند شنبیہ
پری اور دیو مصمت دیکھتے ہیں
نور را بایہ خود نسبت بُود
روشنی کو چربی سے کوئی نسبت نہ تھی
آدم است از خاک کے ماند بخاک
آدم خاک سے بنے ہیں خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟
نیست خود مانند آتش آں پری
پری آگ کے مشابہ نہیں ہے
مُرغ از بادست کے ماند بباد
پرند ہوا سے پیدا ہوا ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟
نسبت ایں فرعہا با اصلہا
ان فردغ کی اصل سے نسبت
آدمی چوں زادہ خاک و ہباست
آدمی خاک اور ذرّوں سے پیدا ہوا ہے
نسبتے گر ہست مخفی از خرد
اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے
باوے را بے چشم اگر بینش نداو
اگر اس نے ہوا کو بغیر آکھ کے بینائی عطا نہیں کی ہے
چوں ہمی دانست مومن از کدو
اس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

۱۔ شیریں زبان۔ یعنی حضرت
بازید بسطامی۔ جسم۔ جب چرمیاں
کے پیٹ میں ہوتا ہے پھر سے خواں
آکھ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض
آکھ کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا
چاہیے۔ ورنہ خواب میں انسان
دیکھتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی
ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں
ان کی آنکھوں میں یہ چربی نہیں ہے۔
نور۔ آکھ کی روشنی اور چربی میں کوئی
مناسبت نہیں ہے۔ خدا نے اس میں یہ
طاقت دے دی ہے تو اس کی قدرت میں
یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے
کی طاقت دکھائے۔

۲۔ آدم۔ انسان خاک اور جن
ناری ہے لیکن بال میں اور ان کی
اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔
مرغ۔ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ
پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا سے ہوتی
ہے۔ ہست۔ ان اصول اور فردغ
میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت
ناقابل بیان ہے۔

۳۔ باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت
نے آکھ کی چربی میں دیکھنے کی قوت
عطا کر فرمائی اور یہ چیزوں کو بھی یہ
قوت عطا کر دیتا ہے تو مبادی جو
ہوا مسلط ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر
ذنبوں کو ہلکا کر دی تھی۔

آتش نمرود را گر چشم نیست
نمرود کی آگ میں اگر آنکھ نہیں ہے
گر نبودے نیل را آل نور دید
اگر صیائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی
گر نہ کوہ و سنگ بادیار شد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے
اس زمیں را اگر نبودے چشم جاں
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی
گر نبودے چشم دل حکانہ را
اگر (اسطونہ) حنہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی
سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور
اگر پتھر کے ٹکڑے پنا نہ ہوتے
اے خرد برکش تو پرو بالہا
اے عقل تو بال و پر کھالے
در قیامت اس زمیں بر نیک دید
نیک اور بد پر یہ زمین قیامت میں
کہ تَحَدَّثْ حَالَهَا وَ اَخْبَرَهَا
کیونکہ وہ اپنی حالت اور خبریں بتائے گی
اس ۳ فرستادن مرا پیش تو میر
تجہ حاکم کے سامنے مجھے بھیجتا
کہ چشیں وارو چخاں ناسور را
کیونکہ ایسے رخم کے لئے ایسی ہی وہ
واقعات دیدہ بودی پیش ازیں
تو نے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے
من عصا و نور بگرفتہ بدست
میں لٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

با حلیش چوں بچشم کردنی ست
اس کے غلیل کے ساتھ اس کو کیوں تکلف ہوا؟
از چہ قبلی را سبطی می گوید
تو قبیلے کو سبطی سے کیسے منتخب کرتی؟
پس چرا داود را او یار شد
تو وہ حضرت داود کے دوست کیوں بنے؟
از چہ قاروں را فرو خورد آخیناں
تو قاروں کو اس طرح کس وجہ سے نکل گئی؟
چوں بدیدے جبر آں فرزانه را
تو ان عقائد کے جبر کو کیسے دیکھ لیتی؟
چوں گواہی دادے اندر مُشت در
تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟
سورہ برخوال زُلزَلَتْ زُلزَلْهَا
سورہ زُلزَلَتْ زُلزَلْهَا پڑھ
کے ز نادیدہ گواہیہا دید
بغیر دیکھے گواہی کب دے گی؟
تُظْهِرُ الْأَرْضُ لَنَا اَسْرَارَهَا
زمین ہمہ لئے اپنے راز ظاہر کرے گی
ہست بر ہانے کہ بد مرسل خبیر
اس کی دلیل ہے کہ بھیجتے والا باخبر ہے
ہست در خور از پے تیسور را
سہولت کے لئے مناسب ہے
کہ خدا خواہد مرا کردن گزین
کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا
شاخ گستاخ ترا خواہم شکست
تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

۱۔ آتش نمرود کی آگ کو بصالت
حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیم
کو نہیں جلا رہی تھی۔ جسم تکلیف
اٹھاتا یعنی حضرت ابراہیم کی حفاظت
کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔
صیائے نیل کو بھی بصالت حاصل تھی
اسی لئے اس نے قبیلوں کو ڈوبایا اور
اسرا کیلئے کو نہ ڈوبایا۔ داود پہاڑ میں
بصالت بھی تھی تو پتھر حضرت داود
کو پہچان گئے تھے اور ان سے خواہش
کی تھی کہ طاوت کو ہلاک کرنے کے
لئے ہمیں ساتھ لے چلو۔
۲۔ زمین۔ زمین کو بصالت
حاصل تھی اسی لئے اس نے
قاروں کو نکلایا۔ حنہ۔ اسطونہ حنہ
حضور کے فراق پر دیا اس کی جہاں
کی بیٹائی تھی۔ سنگریزہ۔ اس منجرے
کی طرف اشارہ ہے جس میں
سنگریزوں نے حضور کی مٹھی میں حضور
کی رسالت کی گواہی دی تھی۔
زُلزَلَتْ۔ سورہ زُلزَل میں اس کا بیان
ہے کہ قیامت میں زمین سب راز
ظاہر کر دے گی۔
۳۔ اس فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم
حاکم کے مقابلے کے لئے خدا کا بھیجے
بھیجتا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا
کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے
مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

واقعات! سہمکیں از بہر ایں

اے خفاک واقعات

دو خورِ سرِ بد و طغیان تو

تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب

تبدیلی کو حکیمِ ست و خمیر

تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے

تو بتا دیلاتِ می گشتی ازل

تو توہیوں کے ذریعہ ان سے بننا تھا

واں ۲ طیب و آلِ نجم در کعب

اور اس طیب اور نجی نے روشنی میں

گفت دور از دولت و از شاہیت

اس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے وہ

از غذای مختلف یا از طعام

مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے

زانکہ دید او کہ نصیحتِ جوئے

کیونکہ اس نے دیکھا کہ نصیحت کا جویا نہیں ہے

پادشاہِ خوں گند از مصلحت

بادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں

شاہ ۳ را باید کہ باشد خویِ رب

بادشاہ کو چاہیے کہ خدائی مزاج کا ہو

نے غضبِ غالب بود ملند دیو

نہ دیو کی طرح اس پر غصہ غالب ہو

نے حلیمِ تخت وار نیز

بجڑے کی سی بہدلی بھی نہ ہو

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را

تو نے سینہ کو شیطاں کا گھر بنا لیا تھا

گونہ گونہ نمودت رت دیں

دین کے رب نے طرح طرح کے چمچے دکھائے

تبدیلی کوست در خوردانِ تو

تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

مصلح امراض درماں ناپذیر

ناقابلِ علاج مرضوں کا مصلح ہے

کو رو کر کایاں ہست از خوابِ گراں

اٹھا اور بہرا کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں

دید تعبیرش پو شید از طمع

اس کی تعبیر دیکھ لی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی

کہ در آید غصہ در آگاہیت

کہ کئی ناگہری تیرے علم میں آئے

طبعِ شوریدہ ہی بیند منام

پریشانِ طبیعتِ خوب دیکھتی ہے

تند و خونخواری و مسکینِ خوئے

تو بدمزاج اور خونخوار ہے مسکینِ طبیعت نہیں ہے

لیکِ رحمتِ شالِ فز و نست از عنّت

لیکن ان کی محبت غصہ سے بڑی ہوئی ہوتی ہے

رحمتِ اوسبق گیرد بر غضب

اس کی رحمت غصہ پر سبقت کرے

بے ضرورتِ خوں گند از بہرِ ریو

اور نکر کے لئے بے ضرورتِ خون بہائے

کہ شود زنِ رُوسی زان و کینر

کہ اس سے بیوی اور باندی بکھر ہو جاتی ہے

قبلہ سازیدہ بودی کینہ را

تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

۱۔ واقعات تو نے کئی بار خواب میں دیکھ لیا تھا کہ خدائے تیرے مقابلہ کے لئے مجھے منتخب کر لیا ہے۔ وہ خوب وہ خواب تیرے مناسب حال تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ناقابلِ علاج مرض کا علاج بھی فرما دیتا ہے تو بتا دیلات۔ لیکن تو ان خوابوں کی غلط باتیں کر کے اٹھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا کرتے ہیں۔

۲۔ والی طیب۔ بلکہ اور نجی ان خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تو ان کی بات نہ مانے گا اور ان پر عتاب نازل کرے گا اس لئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف غذائیں اور قسم قسم کے خرابی ایں خوابوں کا سبب ہیں۔ پادشاہیں۔ بادشاہ کسی مصلحت کی بنیاد پر عمل بھی کراتے ہیں لیکن رعایا پر ان کی شفقت ان کے غصہ پر غالب رہتی ہے۔

۳۔ شاہ۔ بادشاہ کو اخلاقِ الہی اختیار کرنے چاہئیں۔ رحمتِ خدا کا حلق یہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان کا غصہ اس کی شفقت پر غالب ہے۔ حلیم۔ بادشاہ میں سے موعظِ حلیم بھی نہ ہونا چاہیے جس کی وجہ سے بیوی اور غفلتیں بڑھ جائیں۔ وہ کسی رنڈ کی تازیانہ۔

شاخِ تیزت بس جگر ہارا کہ خست نک عصایم مثلِ شوختِ دلا شکست
تیرے تیر سنگ نے بہت سے جگر کو خست کیا ہے اب میری لاٹھی نے تیرے شوخ سینگ کو توڑا ہے

حملہ آوردنِ ایں جہانیاں و تاخت بردنِ براں جہانیاں
ای دنیا والوں کا حملہ کرنا اور عادت گری کرنا اس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک
تاسفور وژ کہ سرحدِ غیبِ ست و غفلتِ ایشان از کمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کمین گاہ سے غافل ہوتا کیونکہ غازی جب
غازی بغزائز و دکانِ فر تاخت آورد
جہاں نہیں کرتا کافر حملہ کرتا ہے

۱۔ شاخ۔ لیکن تو ایسا عالم بادشاہ
ہے کہ بے قصہ لوگوں کا خون کرتا
ہے اب اللہ تعالیٰ نے میری لاٹھی
کے ذریعہ تیرے سینگ کو توڑا ہے
حملہ آوردن۔ قدرِ خداوندی کے خلاف
فرعون کی تدبیر کا مل دنیا کا عالم غیب پر
حملہ کرنا ہے۔ سندھ۔ انقسم اول و ثانی
ترکی دوی لغت سے وہ سرحد جو دو
سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان
فاصل ہو۔ اسپ۔ سپاہ۔ ژ۔ قلعہ
اور بندل۔ دھڑے۔ پاک۔ جیب۔
پاک۔ دل۔

۲۔ غازیوں۔ قدرت کی طرف
سے ڈھیل ہوتی ہے تو کافروں کو
جرات ہو جاتی ہے کیش۔ مذہب
چنگ۔ فرعون نے نسل کشی شروع کی
تاکہ موسیٰ کا ظہور نہ ہو سکے شایع
راستہ۔ شہر۔ شاہراہ۔ انتقال۔ نسل
بڑھانا۔

۳۔ سَد۔ بند۔ لُجوج۔ جھگڑاؤ۔
سرہنگ۔ یعنی حضرت موسیٰ۔
ہنکت۔ قصد تو۔

حملہ بَرُندِ اُسپہ جسمانیان جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
تا فرو گیرند در بندانِ غیب تاکہ غیب کے مہذلوں پر قبضہ کر لیں
غازیاں ۲ حملہ غزا چوں کم بَرُند غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
غازی غیب چوں از حلیم خویش غیب کے غازیوں نے جب اپنی مددگار کی وجہ سے
غیب کے غازیوں نے جب اپنی مددگار کی وجہ سے
حملہ بُردی سُوئی در بندانِ غیب تو نے غیب کے مہذلوں پر حملہ کیا
چنگ در صلت و رجمہا درز دی چنگ در صلت و رجمہا درز دی
تو نے پشتوں اور رجموں پر دست مہزی کی
چوں بگیری شہر ہے کہ دوا لجلال چوں بگیری شہر ہے کہ دوا لجلال
تو اس شہر کو کیسے بند کر سکتا ہے جس کو خدا نے
سَد شدی ۳ در بند ہارا اے لُجوج سَد شدی ۳ در بند ہارا اے لُجوج
اے جھگڑاؤ۔ تو مہذلوں کی بندش بنا
نک منم سرہنگ و ہنکت بشکنم نک منم سرہنگ و ہنکت بشکنم
اب میں سپاہی ہوں اور تیری اراکہ کو شکست دوں گا
اب اس کے نام پر تیرے نام ونگ کو شکست دوں گا

چند گاہے بر سبال خود بخند
تھوڑی دیر اپنی مونچھوں پر ہنس لے
تبادلنی کالقلز یُعیمی البصر
تاکہ تو جان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے
کہ ہی لرزید از دم شاں بلاد
جن کے دم سے شہر لرزاں تھے
کہ نیلہ مثل ایشاں در وجود
کہ ان جیسا پیدا نہ ہوا
بشوی و ناشنودہ آوری
تو سنی ہوئی بات کو ان سنی کر بیے گا
بے سخن من دارویت آیتیم
بغیر کہے ہوئے میں تیری دھاکھوتا ہوں
با بسوز دریش درشت تا ابد
تاکہ ہمیشہ کے لئے دُشمن تیری دھڑی جل جائے
می دہد ہر چیز را در خود او
ہر چیز کو اس کے مناسب حال عطا کرتا ہے
کہ ندیدی لائقش در پے اثر
کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
نیکے کز پے نیلہ مثل آں
نگنی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
ہر دمے بنی جُولی کار تو
ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے
حلاقت ناید قیامت آمدن
تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ رہے گی
حاجتش ناید کہ گویندش صریح
اس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

تو ہلا در بندہا را سخت بند
خبردار تو مددوں کو سخت بند کر دے
سبکت را برگند یک یک قدر
تقدیر تیری مونچھ کو ایک ایک کر کے اکھاڑے گی
سبکت تو تیز خر یا آن عاد
تیری مونچھ زیادہ نوکیل ہے یا قوم عادی
تو ستیزہ رو خری یا آں شمود
تو زیادہ لڑاکو ہے یا شمود
صد از نہما گر بگویم تو گری
اگر اس قسم کی سیکنوں باتیں کہیں گا تو سچا ہے
توبہ کردم از سخن کاسیم
جو باتیں میں نے اٹھائیں ان سے توبہ کرتا ہوں
کہ نهم بریش خامت تا پُرد
تیرے کہے دُشمن پر رکھوں تاکہ وہ پک جائے
تبادلنی ۲ کو خیرست اے عذو
اے دُشمن! تاکہ تو جان لے کہ وہ جان کار ہے
کے کثری کردی و کے کردی تو شر
تو نے کب کئی برتی ہے اور تو نے کب شر پہنچایا ہے
کے فرستادی دمے بر آسمان
تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر بے بھیجی ہے
گر مُراقب ۳ باشی و بیدار تو
اگر تو گمان اور بیدار ہو جائے
چوں مُراقب باشی و گیری رن
جب تو گمان ہو گا اور رن کو پکڑ لے گا
آنکہ رمزے را بداند او صحیح
جو اشارے کو صحیح سمجھ لے

۱۔ سبال۔ سبکت کی جمع ہے
مونچھ۔ غارت قوم عادی طاقت سے
سب تو میں ڈرتی ہیں۔ شمود بہت
طاقتور قوم کی توبہ ب میں نصحت
کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید
نہیں ہے۔ دُشمن دھڑی۔
۲۔ تبادلنی۔ حضرت موسیٰ نے
فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا علاج
شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو
جائے کہ قدرت ہر فرعون کے لئے
موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے کے کڑی۔
انسان کو سبکی اور بدی کا بدلہ ضرورت ملتا
ہے۔
۳۔ مُراقب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ
کرتا رہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ
ہر کام کا بدلہ ضرورت ملتا ہے۔ چوں۔
مُراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو
پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس
کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔
جو شخص دنیا میں اشیاء خداوندی کو
سمجھ لے گا اس کے لئے قیامت کے
مرحہ قبول کی ضرورت نہ ہوگی۔

ایں بلا از گودنی آید ثرا کہ نکردی فہم نکتہ و رمز را
یہ سمیت ببقی سے تجھ پر آتی ہے کیونکہ تو اشد بے فہم تکتہ کو نہ سمجھا
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد فہم گن اینجا نشدید خیرہ شد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ ہو گیا سمجھ لے اس جگہ بے باکی مناسب نہیں ہے
ورنہ خود تیرے شو داک تیرگی در رسد در تو جزوی خیرگی
وہ نہ سیاہی خود تیر بن جلائی گی تجھے بے باکی کی سزا ملے گی
وہ نیاید تیرت از بخشایش ست نے پے نادیدن آلائش ست
اگر تجھے تیر نہ لگے تو یہ بخشش ہے نہ کہ گناہ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے ہے
پس مراقب باش گر دل بایست کر پے ہر فعل چیزے زایدت
اگر تجھے دل کی سلامتی چاہیے تو گمراہی بن اس لئے کہ ہر کام کے بعد تجھ میں کچھ پیدا ہوتا ہے
وہ ازیں افزوں تبرا ہمت بود از مراقب کار بالا تر رود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو گمراہی کرنے والے سے کام بالا تر ہو جائے گا

ایں بلا۔ چونکہ انسان مثلث کو نہیں سمجھتا لہذا مصائب میں مبتلا ہوتا ہے از بدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا سبب ہے

وہ اگر انسان کی برائی پر اس کی گرفت نہیں ہوتی ہے تو یہ اللہ کا کرم ہے یہ نہیں ہے کہ خدا کو اس کی برائی کا علم نہیں ہے کہ پے انسان کے ہر فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے بڑھ کر کوشش کرے تو مراقب کے مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ لوجہ مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ تاہم انسان دل کو معنی کر لے تو اس پر آخرت منکشف ہو جاتی ہے

پس۔ جس طرح کالا لوبا صیقل کے ذریعہ صوفیوں کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا دل عبادت کے ذریعہ عینی صوفیوں کو قبول کرنے لگتا ہے۔ ویکل۔ جسم۔ جسم پر۔ جسمیں بدن۔ صیقل۔ لوبہ۔ لوبہ صیقل سے حسن اختیار کر لیا۔

بیان آنکہ تن خاکی آدمی زاد ہجو آہن نیکو جوہر قابل آئینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اس لوبہ کی طرح ہے جو عہد جوہر ملا آئینہ بنے
شدن ست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کر لے
معائنہ بنماید بطریق خیال بکلیعیاں
محض خیالی طریقہ نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پس جو آہن گرچہ تیری ہیکلی صیقلی گن صیقلی گن صیقلی
پس اگرچہ تو لوبہ کی طرح کالی شکل والا ہے صیقل کر صیقل کر صیقل کر
تا دولت آئینہ گردد پر صور اندر و ہر سو ملجے سیم بر
تاکہ تیرا دل صوفیوں بھرا آئینہ بن جائے جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود صیقلی آل تیرگی ازوے زدود
لوبا اگرچہ کالا اور بے نور تھا صیقلی کرنے نے اس کی کالک صاف کر دی
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو تاکہ صورتہا تو اس دید اند رو
لوبہ نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا یہاں تک کہ اس میں صوفی دیکھی جاسکتی ہیں

گرتن خاکی غلیظ و تیرہ است

اگر خاکی جسم غلیظ ہو کلا ہے

تا دُر و اشکال غیبی رُو دہد

تا کہ اس میں غیبی صحت نظر آئیں

صیقِل عقلت بدلِ دادست حق

تجھے اللہ تعالیٰ عقل کا صیقِل اس لئے دیا ہے

صیقِلی را بستہ اے بے نیاز

اے لاپرواہ تو نے صیقِل کو بند کر دیا ہے

گر ہوا را بند بندہ بندہ شود

اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

آہنے کا مینہ غیبی بدے

جو لہا غیب کا آئینہ بن جائے

تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد

تو نے کالم کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا

تاگوں ۲ کردی چٹیں اکنوں ملکن

تو نے اب تک ایسا کیا ' اب نہ کر

بر مشورالِ تا شود اس آب صاف

اس کو نہ ہلا تا کہ پانی صاف ہو جائے

زانکہ مردم ہست ہچوں آہچو

کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

قعر ۳ جو پُر گوہرست و پُر زور

نہر کی تہ موتیلں لہر گوہر بھری ہے

جانِ مردم ہست مانند ہوا

انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

مانع آید او زید آفتاب

وہ صبح کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

صیقِلش گن زانکہ صیقِلی گیرہ است

اس کو صیقِل کہہ صیقِل کو قبول کر لینے والا ہے

عکسِ اُور و ملک دے جہد

حرف لہ فرشتے کا عکس اس میں جھلکے

کہ بدو روشن شود دل را ورق

تا کہ اس کے ذریعہ دل کا حق روشن ہو

وال ہوا را کردہ دو دست باز

لہر خواہش کے دونوں ہاتھ کھل دیئے ہیں

صیقِلے را دست بکشادہ شود

صیقِل کے ہاتھ کھل جائیں گے

جملہ صورتہا در و مرسل شدے

تمام صحتیں اس میں بھیج دی جاتی ہیں

اِس بُودِ یسعون فی الارض فسدا

وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کہ یہی سنی ہیں

تیرہ کردی آب را افزوں ملکن

تو نے پانی کو گدلا کر دیا ' زیادہ نہ کر

واند رو میں ماہ و اختر در طواف

لہر اس میں تو چاند لہر ستارے گھومتے دیکھے

چوں شود تیرہ نہ بنی قعر او

جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو تہہ نہیں دیکھتا ہے

ہیں ملکن تیرہ کہ ہست آل صاف و خ

خبردار! اس کو گدلا نہ کہہ صاف لہر پاک ہے

چوں بگرد آسخت شد پُر دہ سما

جب وہ گرد آلود ہو گئی ' آسمان کا پردہ بن گئی

چونکہ گردش رفت شد صفائی و ناب

جب اس کی گردش جاتی رہی وہ صاف لہر خالص بن گئی

۱۔ عکس۔ یعنی عالم غیب کی صحتیں ہوں انسان بجائے پھل دیں کے خواہشات نفسانی کے صے ہے کہ ہوں اگر انسان خواہشات کو ترک کر دے تو اس کے دل کی صحت ہو جائے تیرہ کر دی۔ قرآن پاک میں ہے یَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں لہر خدا فساد پھیلاتے والوں کو پسند نہیں کرتا مولانا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کی ہیں۔

۲۔ تاگوں۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلا یا اب ایسا نہ کر۔ پرمشعل۔ مزاج میں جو گندگی پیدا ہو گئی ہے اس کو زائل کر لہر اس میں آخرت کا مشاہدہ کر چلیں۔ پانی جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی نظر نہیں آتی ہے۔

۳۔ قعر جو۔ انسان کی طبیعت میں زرد جوہر چھپے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو قفی کر لے تو وہ غلط آئیں گے مانند ہوں ہوا میں جب گرد شامل ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کثیف ہو جاتی ہے تو وہ صبح کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

حاصل آنکہ کم ملکن اے بے سرور صیقلی واللہ اعلم بالصُّلُور

اے ناخوش! خلاصہ یہ ہے کہ کم نہ کر صیقل کو ہر خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

باز گفتنِ موسیٰ اسرارِ فرعون را واقعاتِ او بظہر الغیب تا حضرت موسیٰ کا فرعون کے بار ہر واقعات کو عکینہ بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر

نجیرِ حق ایماں آورد و قصہ آں زنگی کہ بر آئینہ رید ہوتے پر ایمان لے آئے ہر اس جی کافہ جس نے آئینہ پر پاخانہ بھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات باوجود مکمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات

ز آہن تیرہ بقدرتِ می نمود قدرت کے ذریعہ کالے لوسے سے رہا کے

تا ۲ گنی کم خر تو آں ظلم و بدی تاکہ تو ظلم اور بدی نہ کرے

نقشبائے زشت خوابتِ می نمود خواب تجھے ہی صحت دکھاتے تھے

ہنجو آں زنگی کہ در آئینہ دید اس جی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا

کہ چہ رشتی لائقِ اینی و بس کہ تو کیا بدیا ہے تو بس اسی کے لائق ہے

ایں ۳ ہخا بر رُئی زشتتِ می کئی یہ ظلم تو اپنے بدیا چہرے پر کر رہا ہے

گاہ می دیدی لباسِ سوختہ کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا

گاہ حیواں قاصدِ خونتِ خُده کبھی جانور تیرے خون کے دھپے ہوا

گاہ گولِ اندر میانِ آب ریز کبھی گول اندر میں اٹلا میں

کبھی بیتِ اٹلا میں اندھا

گاہ می دیدی لباسِ سوختہ کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا

گاہ حیواں قاصدِ خونتِ خُده کبھی جانور تیرے خون کے دھپے ہوا

گاہ گولِ اندر میانِ آب ریز کبھی گول اندر میں اٹلا میں

کبھی بیتِ اٹلا میں اندھا

گاہ گولِ اندر میانِ آب ریز کبھی گول اندر میں اٹلا میں

کبھی بیتِ اٹلا میں اندھا

۱۔ باز گفتن۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے ڈھکے جیسے واقعات بیان فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم و خیر ہونے پر ایمان لے آئے باکمال۔ فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تارک ہے لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت سے واقعات تجھ پر رہا کئے جو ظہر پر ہونے والے تھے۔

۲۔ تا کئی۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تجھے اس لئے دکھائے جا رہے تھے کہ تو ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ نقشبائی۔ یہ ہی صحت خود تیری جی میں لیکن تو ان کو اپنی نہ سمجھتا تھا۔ ہنجو۔ تیری مثال اس جی کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی صحت دیکھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو اپنی صحت سمجھتا وہ آئینہ کی خرابی سمجھا اور اس پر پاخانہ بھر دیا کہ چہ اور آئینہ کو کہنے لگا کہ تو اس قدر بد صحت ہے کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔

۳۔ ایں ہخا۔ اس جی کا یہ ظلم خود اپنی صحت پر تھا۔ آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے کبھی خواب میں اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا کبھی توبہ دیکھتا تھا کہ کبھی دھتورے خون کے دھپے پر گول۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ پاخانہ میں اوندھا غالب کبھی یہ دیکھتا تھا کہ خون کے ہونے پانی میں تو غرق ہے۔

گاہ گولِ اندر میانِ آب ریز کبھی گول اندر میں اٹلا میں

کبھی بیتِ اٹلا میں اندھا

گم از بایے اوفتاده گشته پست

کبھی بالاخانہ سے گرا ہوا ہوا

گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل

کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا

کہ نجات آمد ازیں چرخ قہق

کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی

کہ ۲ نجات آمد صریحا از جبال

کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی

کہ ندائی آمدت از ہر جماد

کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی

کہ خطاب آمد خرا از ہر نبات

کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی

زیں بخر ہا کہ نمیگویم ز شرم

اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں

آمد ۳ کے گفتم بچوے ناپذیر

سے قبول کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں

خویشترن را کہد کردتی و مات

تو نے اپنے آپ کو اندھا اور مردہ بنا لیا

چند بگریزی نک آمد پیش تو

تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگئی

گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست

کبھی شکنجے میں دلوں ہاتھ بندھے ہوئے

گاہ مغزت راز دندے چوں دہل

کبھی تیرے سر کو دھول کی طرح پٹختے تھے

کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی

کہ تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے

کہ برو ہستی ز اصحاب شمہال

کہ جاوہر بائیں جانب دلوں میں سے ہے

تا ابد فرعون در دوزخ فساد

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا

گشت مطر و ابد فرعون دما

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا اور مر گیا

تا نگر دو طبع معکوس تو گرم

تاکہ تیری لوندی طبیعت غضبناک نہ ہو

زاند کے دانی کہ ہستم من خبیر

تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں

تا نیندیشی ز خواب و واقعات

تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے

کوہی ادراک مکر اندیش تو

تیرے کر کے منصوبہ ساز نہ ہوں کی پابستی

در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست از کرم حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا مدارہ کھلا ہوا ہے

ہیں ممکن زیں پس فراگیر احترام

خبردار اس کے بعد نہ کر، بچو اختیار کر

توبہ را از جانب مغرب درے

مغرب کی جانب سے توبہ کا مدارہ

باز باشد تا قیامت برورے

کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک

۱۔ کہ زبا سے کبھی تو خوب میں
دیکھا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے کبھی
یہ دیکھا تھا کہ شکنجے میں کسا ہوا ہے اور
تیرے دلوں ہاتھ بندھے ہوئے
ہیں کبھی دیکھا تھا کہ تو زنجیر اور طوق
میں بندھا ہوا ہے کبھی تو دیکھا تھا کہ
تیرے سر کو دھول کی طرح پٹختے
ہیں۔ کہ کبھی غیب سے آواز آتی تھی
کہ تو بدبخت ہے

۲۔ کہ نجات۔ کبھی پہاڑوں سے
آواز آتی تھی کہ تو جنتی ہے۔ جماد
کبھی تو فرعون سے اپنے دھوئی
ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات کبھی
زمین کے پودے تیرے سر دھوئے
کی خبر دیتے تھے۔ زیں بخر ہا اس
سے بھی زیادہ غراب باتیں تو نے کسی
ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا
ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو
جائے

۳۔ اندکے یہ میں نے تھوڑے
سے تیرے واقعات تجھے بتائے ہیں
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے
سادہ باتیں معلوم ہیں۔ چند
بگریزی۔ ان واقعات ہے تو کہیں
نیک نکلیں بندہ کو گناہ بیان۔
ابھی توبہ کا مدارہ کھلا ہوا ہے تو ابھی
بدکردگی سے توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ
جب تک سوچ مغرب کی جانب
سے طلوع نہ کرے گا توبہ کا مدارہ کھلا
رہے گا۔ مخلوق۔

باز باشند آں دروازے نو متاب

وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے رو گزرائی نہ کر

یک در توبہ است دل ہشت لبہ سر

ان آٹھ میں سے اے بیٹا ایک توبہ کا دروازہ ہے

واں در توبہ نباشد جو کہ باز

اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

رخت آنجا کش بکوری خسود

سلمان وہاں لے جا حاسد کی آنکھ میں دھول جھونک کر

بعد ازاں زاری تو گس نشود

اس کے بعد تیری (آہ و) زاری کوئی نہ سنے گا

تاگردی از شقاوت رد باب

تاکہ تو بدبختی سے مردود بارگاہ نہ بنے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بتان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام است

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

پس ز من بستان عوض آں را چہار

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

شرح گن با من ازاں یک اندکے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے

کہ خدای نیست جو از کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

مملکت او بے حد و او بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثال ہے

تا مغرب بر زند سر آفتاب

جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے

ہست اخترت راز رحمت ہشت در

(خدا کی) رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں

آں ہمہ گہ باز باشند گہ فراز

وہ سب کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں

ہیں غنیمت دار در بازست زود

خبردار غنیمت سمجھ دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد

پیش ازاں کز قہر در بستہ شود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے دروازہ بند ہو جائے

باز گرد از کفر و ایں در بازیاب

کفر سے پلٹ جا اور اس دروازہ کو حاصل کر لے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بتان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام است

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

ہیں ز من بستان عوض آں را چہار

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

شرح گن با من ازاں یک اندکے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے

کہ خدای نیست جو از کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

مملکت او بے حد و او بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثال ہے

لے ہست۔ جنت کے آٹھ

دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا

دروازہ ہے اس دروازے کے علاوہ

دوسرے دروازے کسی وقت کھلے

رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن

توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

ہیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

بہت جلد اس کی طرف رجوع کر لینا

چاہیے اس کے بند ہو جانے کے بعد

آزادی کا مہتابی گئی۔

ع باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا

اے فرعون اس دروازے کی طرف

جلد رجوع کر لے گفتن۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے

اور اس کے عوض میں چار فضیلتیں

حاصل کر لے

ع گفت۔ فرعون نے کہا اے

موسیٰ اس ایک بات کی تشریح کر

دیجئے۔ کہ کوئی۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو جو حید کا

قائل ہو جا۔ خالق۔ آہی کو انسانوں

ستاروں انسانوں اور تمام کائنات کا

خالق مان لے۔ جیہ۔ میدان جنگل۔

مملکت۔ مملکت۔ بے شبیہ۔ بے

مثال۔

رازقِ ہر جانور اُمیدِ جہاں
دنیا میں ہر جانور کو بوق دینے والا ہے
ہم پدید آئندہ گل از گیاہ
گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے
حاکم و جبار برگردن گشاں
وہ منکبوں پر حاکم اور زبردست ہے
حکم اورا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ
اس کا حکم ہے 'اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے'
کہ عوض بد ہی مرا برگو بیار
کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا 'لا
سُست گرد و چارمِ کفر مَن
میرے کفر کی سزا ست پڑ جائے
بر کشایدِ قفلِ کفر صد منم
میرے کفر کا سینکڑوں من کا قفل کھل جائے
شہد گردو در تنم ایں زہر گیس
یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
پرورش یا بد دے عقل اسیر
تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پرورش پالے
مست گردم بُو برم از ذوقِ امر
میں مست ہو جاؤ علمِ خداوندی کا ذوقِ حاصل کرلوں
تازگی یابد تن شہوہ خراب
بربادِ بخرِ جسمِ تازگی حاصل کر لے
خار زارم جَنَّةُ الْمَآوٰی شود
میرا کائناتوں کا کھیت جنتِ ملایٰ بن جائے
جاں شود از یادیِ حق یاد بُو
جان 'اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

حافظِ ہر چیز و ہر کس ہر مکاں
وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
ہم نگہدارندہ ارض و سما
زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے
مُطَّلِعُ اُو بر ضمیرِ بندگان
وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
اُوست بر ہر بادشاہ ہے بادشاہ
وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
گفت اے موسیٰ کدام ست آنچہار
اس نے کہا اے موسیٰ! وہ چار کیا ہیں؟
تا بُود کز لطفِ آں وعدہ حسن
ہو سکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے
بُو کہ زان خوش وعدہاے مغتنم
ہو سکتا ہے کہ اچھے مغتنم وعدوں کی وجہ سے
بُو کہ از تاثیرِ بُوئی ۲ انگین
ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے
یا ز عکسِ بُوئی آں پاکیزہ شیر
یا اس وعدہ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
یا بُود کز عکسِ آں جُوہائے خمر
یا شاید شراب کی ان نہروں کی پرتو سے
یا بُود کز لطفِ آں جُوہائے آب ۳
یا شاید ان پانی کی نہروں کی لطافت سے
شہوہ ام را سبزہ پیدا شود
میری شوہر زن میں سبزہ پیدا ہو جائے
بُو کہ از عکسِ بہشت و چار بُو
ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پرتو سے

۱۔ گیاہ گھاس۔ مطلع اللہ تعالیٰ
ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے۔
گردن گشاں۔ منکبہ لوگ۔ گفت۔
فرعون نے کہا برگہ تہا۔ پیلہ۔ لا۔
چارم۔ سزا کا ایک طریقہ تھا جس
میں مجرم کے چاروں ہاتھ
پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے
تھے کفر صد من۔ بھاری کفر
۲۔ بُوئی انگین۔ جنت کی شہر کی
نہر۔ شیر۔ جنت کی وعدہ کی نہر۔ یا
بُو۔ جنت کی تیسری نہر جو شراب کی
ہے۔ یعنی امر خداوندی
۳۔ آب۔ جنت کی چوتھی نہر جو
پانی کی ہے شہوہ یعنی شوہر لی زمین
جَنَّةُ الْمَآوٰی ایک جنت کا نام
ہے۔ ہر ایک انسان کے اخلاقِ جدیدہ
جنت کا عکس اور اخلاقِ ذمیرہ و ذرخ
کا عکس ہیں۔ چار بُو۔ جنت کی چار
نہروں۔

اچھاں کز عکس دوزخ گشتہ ام
جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں
کچلے عکس نازد دوزخ ہچو مار
کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سانپ کی طرح
کہ عکس جوشش آب حمیم
کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے
من ز عکس زمهریرم زمهریر
میں زمهریر کے عکس سے زمهریر ہوں
دوزخ درویش مظلوم گلوں
میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں
موسیٰ ۲ باشد کہ بکشائیم در
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تجھ پر ہمارے کھلے
موسیٰ باشد کہ یابم مانے
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں اس کی جگہ پاؤں
ہیں گو با من کد امست آں چہار
ہاں بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آتش و در قہر حق گشتہ ام
آگ! اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں ڈبا ہوا ہوں
گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں
آب ظلم کرد خلتاں را رمیم
میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا ہے
یا ز عکس آں سعیرم چوں سعیر
یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں
ولی آنکہ یابمش ناگہ زووں
اس پر افسوس ہے جس کو میں کزہر پاؤں
در فضیلتہات گرم باخبر
اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں
وارہم از کثرت ما و منے
میں تکبر اور خوبی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں
کہ عوض خواتیم دادن بر شمار
جو مجھے تو بدلے میں دے گا، شمار کر

شرح کردن موسیٰ آں چار فضیلت را جہت پامردی ایمان فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کرنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰ کا ولین آں چہار
حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چاروں میں سے پہلی یہ ہے
ایں علیہا کہ در طب گفتمہ اند
وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں
ثانیاً باشد خرا عمر دراز
دوسرے تیری عمر دراز ہو گی
وین نباشد بعد عمر مستوی
ایک ہموار عمر کے بعد یہ نہ ہو گا

صحیح ۳ باشد ثنت را پائیدار
کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہو گی
دور باشد از ثنت اے ارجمند
اے با اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی
کہ اجل دارد ز عمرت استراز
کیونکہ موت تیری عمر سے استرازا کرے گی
کہ بنا کام از جہاں بیرون روی
کہ تو دنیا سے ناکام ہو جائے

۱۔ کہ عکس۔ انسان کا ظلم و جور
دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آب
حمیم۔ گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا
جائے گا۔ زمیم۔ برائے بوسیدہ من
عکس۔ زمهریر دوزخ کا ایک طبقہ ہے
جو انتہائی سرد ہے۔ ہاں۔ میں ہرگز نہ
پر ظلم کرتا ہوں۔

۲۔ موسیٰ۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ
شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے
آؤں۔ مان۔ اس کی جگہ پا
منے۔ یعنی تکبر اور خوبی۔ ہوں۔ وہ چار
چیزیں بتاؤں جو حید کا قائل ہونے
پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کردن۔
حضرت موسیٰ نے ان چار باتوں کی
تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں
فرعون کو حاصل ہوں گی۔

۳۔ صحیح۔ یعنی اگرچہ تو اس وقت
بھی مجھ سے لیکن ایمان لانے پر
آئندہ مجھ سے کما صدہ ہے۔ ثانیاً۔
دوسری بات جو مجھے حاصل ہو گی وہ عمر
کی مازگی ہے۔ دس نباشد۔ بالآخر
موت آئی گی لیکن ایسی حالت میں
آئی گی کہ تو دنیا سے با مقصد جاے
گا۔

نے زرنجے کہ تڑا دارد اسیر
 نہ کہ کسی پہلی کی جس جس نے تجھے قیدی بنالیا ہو
 بلکہ بنی در خراب خانہ گنج
 بلکہ تو گھر کی دیوانی میں خزانہ دیکھے گا
 می زنی بر خانہ بے اندیشہ
 بے تال گھر پر مدے گا
 مانع صد خرمن اس یک دانہ را
 اس ایک دانہ کو سو کھلیاؤں کا مانع سمجھے گا
 پیش گیری تیشہ مردانہ را
 مردانہ کدال کو سامنے رکھے گا
 تا برون آید مہمت از زیر میخ
 تاکہ تیرا چاند ابر کے نیچے سے نکل آتے
 ہنچو کرے برگش از رز راندہ
 اس کیڑے کا طرح جس کو ایک پتے فکھ سے نکال دیا ہے
 اژدہا جہل را اس کرم خورد
 اس کیڑے نے جہل کے اژدہ کے کو نکل لیا
 اس چنیں تبدیل کرد او نیکیخت
 اس نیک بخت نے اس طرح تبدیل کر لی

بلکہ خواہن اجل چوں طفل شیر
 بلکہ موت کا خواہن ہو کر جس طرح لودھ پتا پچ
 مرگ جو باشی ولے ز عجز ورنج
 تو موت کا جویاں ہو گا لیکن عجز اور تکلف کیجہ سے نہیں
 پس بدست خویش گیری تیشہ
 تو اپنے ہاتھ میں کدال لے گا
 کہ حجاب گنج بنی خانہ را
 کیجہ تو گھر کو خزانہ کا پتہ سمجھے گا
 پس در آتش افکشی اس دانہ را
 تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا
 برگنی اس خانہ تن بے دریغ
 بے تال اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا
 اے بیگ برگے زباغے ماندہ
 لودھ چلیک پتے کی جیسا ایک بلبل سے عرصہ ہا گیا ہے
 چوں گرم اس کرم را بیدار کرد
 جب اللہ کے اکرم نے اس کیڑے کو بیدار کر دیا
 کرم کرے شد پُر از میوہ درخت
 کیڑا اگور کی تیل ' میوہ بھرا درخت بن گیا

۱۔ بلکہ تجھے پھر مرنے کی ہمتی نہ تھا
 ہوگی جیسی کہ بچہ کو لودھ کی ہوتی ہے
 مرگ دینا سے بھگ آ کر مرنے کی
 ترسانہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ تو یہ
 سمجھے گا کہ جب تک جسم پران نہ ہوگا
 اس کے اندر مدفون خزانہ ہاتھ نہ آئے
 گا۔ خانہ یعنی جسم کہ حجاب
 جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کے
 لئے تو پتہ سمجھے گا تاہوں تو سمجھے گا
 کہ معرفت کا چاند اس جسم کے گھر میں
 پوشیدہ ہے

۲۔ اے ایک جولوگ جسم پروری
 میں لگے ہیں اس کی مثال اس کیڑے
 کی سی ہے جو ایک پتے کو چماتا ہوا ہے
 اور اس کی جڑ سے وہ اگور کی لذتوں
 سے محروم ہے چوں کرم۔ جب خدا
 کے کرم سے یہ کیڑا پیدا ہوا ہے گا۔
 تو جہل اور نااہلی کے اژدہ کے کو نکل
 جائے گا۔

۳۔ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی
 معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان
 خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس
 کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت
 ہوتی ہے عقین۔ اس یکن۔ یکن
 سے مراد تکیب اور روح ہے اور عقین
 سے مراد حکمت ہے مایست۔ یعنی
 مجاہدات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے
 سے نہ رکھ کہ ہزاروں۔ خزانہ ہاتھ
 جائے تو اس دیوان شدہ گھر جیسے
 بیٹنگروں اس کے ذریعہ تعمیر کر لئے
 جائیں گے

تفسیر ۳۔ کُتْ کُتْ اَمَحْیَا فَحَیْتُ اَنْ اُحْیَا فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لَا اَعْرِفُ

میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہچانتا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہچانتا جاؤں اس تفسیر

خانہ برگسن کز عقیق اس یکن
 گھر کھو ڈال یکن کے اس عقین سے
 گنج زیر خانہ است و چارہ نیست
 خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے
 کہ ہزاروں خانہ از یک نقد گنج
 ایک فہد خزانے سے ہزاروں گھر
 صد ہزاروں خانہ شاید ساختن
 لاکھوں گھر بنائے جا سکتے ہیں
 از خرابی ہیں میندیش و مایست
 دیوانی کی فکر نہ اور نہ غم
 می تو اس کردن عمارت بے زرنج
 تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جا سکتے ہیں

عاقبت! ایں خانہ خود وریاں شود
انجام کار یہ گھر خود دیاں ہو گا
لیک آں تو نباشد زانکہ رُوح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہو گا کیونکہ روح کے لئے
چوں نکرد آنکار مُردش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا اس کی مرہوی معدم ہے
دست خالی بعد ازاں تو کاغذ دروغ
اس کے بعد تو ہاتھ کاٹے گا کہ ہائے غصہ
من ۲ نکر دم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انہوں نے کہی میں نے نہ کی
مانع صد خرمن ایں یک دانہ بود
سینکڑوں کھلیاؤں کے لئے ایک دانہ مانع تھا
خانہ را اُجرت گرفتگی و کرے
تو نے گھر اجرت اور کرلیہ پر لیا ہے
ایں کرے را مدّتے اوتا اجل
اس کرلیہ کی مدت موت تک ہے
پارہ ۳ دوزی میکنی اندر دُکّاں
تو دکان میں چیتھڑے سے رہا ہے
ہست ایں دُکّاں کرائی زودباش
یہ دکان کرلیہ کی ہے جلدی کر
تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی
تا کہ تو کدال اچانک کان پر رکھ دے
پارہ دوزی چیست خود آب و نال
چیتھڑے پینا کیا ہے دہنی پانی کی خدک
ہر زماں می دَرَد ایں لُتی ممت
یہ تیرے جسم کی گدڑی ہر وقت پھنٹی رہتی ہے

گنج از زرش یقیں عریاں شود
خزانہ یقیناً اس کے نیچے سے ظاہر ہو گا
مُرد وریاں کرد نستش آں فتوح
وہ نہرانہ اس جسم کو دیاں کرنے کی مرہوی ہے
لَیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَسْعٰی
انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی
ایں پختیں ماہے بد اندر زیر مرغ
اگر کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا
گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا اور گھر بھی اور میرا ہاتھ خالی ہے
حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود
خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا
نیست ملک توبہ نیچے یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعے تیری ملکیت نہیں ہے
تا دریں مُدّت گنی دروے عمل
تا کہ تو اس مدت میں اس میں کام کر لے
زیر ایں دُکّاں تو مدفون دوکّاں
اس دکان کے نیچے دوکانیں مدفون ہیں
تیشہ بستان و تلش را می تراش
کدال لے اور اس کی تہ کو کھد
از دُکّاں و پارہ دوزی واری
دکان اور چیتھڑے پینے سے نجات پا جائے
میزنی ایں پارہ برلقی گراں
بدلی گدڑی پر توبہ پیچہ لگا رہا ہے
پارہ بروے می زنی زیں خوردت
تو اس خدک سے اس پر پیچہ لگاتا ہے

۱۔ عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہوتا ہے
لیکن مرہوی محنت سے ملتی ہے اگر
اس کے فنا کرنے میں تیری محنت
مثال نہیں ہے تو یہی خزانہ تیری
مرہوی میں تجھے نہ ملیں گے۔ چوں
نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مرہوی
معدم ہے اس لئے کہ انسان کو اس کی
محنت اور سعی کا کوئی ثمرہ ملتا ہے دست
خالی۔ جب خزانہ خالی ہو گا اور وہ تیرا نہ
ہو گا تو غصہ کرسا۔

۲۔ من نکر دم۔ اس وقت نصیحت
پر عمل نہ کرنے سے تو غصہ کرسے گا
اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اس کھلیاؤں
کے حاصل کرنے سے مانع بالا خانہ۔
جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے ایک
کرلیہ کا اور عارضی گھر ہے اس کرلیہ
پر کرلیہ داری موت کے وقت تک کی
ہے اور اسی لئے ہے کہ اس میں عمل کر
لے۔

۳۔ پارہ دوزی۔ کھانے پینے کے
ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ
نہیں سمجھتا کہ اس میں دوکانیں مدفون
ہیں۔ تلش۔ یعنی اس کی گہرائی۔ دُقی
گراں۔ یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔
انسان کی بھوک پیاس جسم کی شکست
اور سخت ہے اور کھانا پینا اس کی تفریحی
ہے۔

اے زَنَسِلِ بادشاہِ کام یار
اے باقاعدہ بادشاہ کی نسل سے
پارہ برگن ازیں قُعر و کال
اس مکان کی تہ سے کھلا ہوا
پیش ازاں کاسِ مہلبت خانہ کرے
اس سے قبل کہ گھر کی کرلیہ داری کا وقت
پس ازِ ابریں و گند صاحب دُکال
پس تجھے مکان کا مالک نکال دے
توزِ حسرت گاہ بر سرِ می زنی
تو کبھی حسرت سے سر پہنے گا
کالے دریغِ آن من بود ایں دُکال
کہ ہلے افسوس یہ مکان میرے قبضہ میں تھی
اے دریغِ گنج را بگذاشتم
ہلے افسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا
اے دریغِ بودِ ما را بُرد باد
ہلے افسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

۱۔ بادشاہ یعنی حضرت آدم جو پہلے خلیفہ اللہ ہیں۔ پارہ گن اس عارضی مکان یعنی جسم کو زوال اس میں سے زور و جہاں کی دکانیں برآمد ہوں گی۔ پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم ہے اس سے قائمہ اٹھالے اور اس کی صحت یہی ہے کہ چیلہات کے ذریعہ اس کو فنا کر دے۔

۲۔ پس ایک وقت آجائے گا کہ یہ عارضی جسم تجھے سے لے لیا جائے گا اور تو اس مکان سے محروم ہو جائے گا جو اس میں مدفون ہے اور تو افسوس کرے گا کہ کہے گا کہ میں خزانہ سے محروم ہو گیا اور میں نے اب حیات کو مٹی سے چھپا دیا۔ تاہم پھر تو اس آیت کا صدا بن جائے گا۔

۳۔ غرہ خُذْن۔ انسان اپنی ذہانت اور عقلندی کے بھروسہ پر علم نبوت سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیدم۔ بالآخر اس کو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ مکان کے نقش و نگار میں مصروف ہو کر اس کے خزانہ سے محروم ہو گیا۔ عشق۔ پھر افسوس کے ساتھ اس کو کہنا پڑے گا کہ میں گھر کے نقش و نگار میں کھو گیا اور خزانہ سے محروم ہو گیا۔

غرہ ۳ خُذْن آدمی بہ ذکاوت و تصوراتِ طبع خویش و طلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے جو کہ میں پڑتا اور
ناکردنِ علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام
علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار
میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے
ماندہ ام در خانہ حیران و نزار
میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کزود بن گیا
عشق خانہ در دل من کار کرد
گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی
بُودم اندر عشق خانہ بے قرار
میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا
لا بُد از معنی شُدم من عور و زار
لا محالہ میں حقیقت سے خالی اور بدحال رہ گیا
لا جرم از گنج ماندَم دور و فرد
میں احمالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

یوم از گنج نہانی بے خبر
میں پیشہ خزانے سے بے خبر تھا
آہ اگر دادِ تیرا دادے
اے اگر میں تیر کی قدر کر لیتا
خوش ، اگر میں تیر کی قدر کر لیتا
چشم را بر نقش می انداختم
میں نے نقش و نگار پر آنکھ جمادی
بس ۲۔ نکو گفت آں حکیم کامیار
اے ماہر اور دانائے بہت اچھا کہا ہے
اں ماہر اور دانائے بہت اچھا کہا ہے
در الہی نامہ بس قدر کرد
الہی نامہ میں اس کی صیحت کی ہے

تمہی شرح کردن موسیٰ علیہ السلام با فرعون فضیلت چہار گانہ
حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرتا

بس گن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم
اے موسیٰ بس کر ، تیرا وعدہ بتا
گفت موسیٰ آں سوم مُلکِ دو تو
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیری دہری حکومت ہے
بشتر ز اں مُلک کا کنوں داشتی
اس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
آنکہ در ۳ جنگ چنل مُلکِ دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
آں گرم کاندر جفا آنہات دادو
جس گرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
گفت اے موسیٰ چہارم چیست زود
اس نے کہا اے موسیٰ! چوتھی کیا ہے ، جلد
گفت چہارم آنکہ مانی تو جواں
فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

۱۔ دشمنی ایک مصنوعی خوشبوؤں
کا گلاب ہوتا تھا جس کو کھانہ میں رکھا
جاتا تھا۔ تیر۔ یعنی میں تیر کے ذریعہ
اس خزانہ کو کھول دیتا تیر کی چیز سے
برائت کا اظہار کرتا۔ چشم را میں نے
مکان کے ظاہری نقش و نگار پر نظر
رکھی۔

۲۔ بس کہ حکیم بنی رحمت اللہ علیہ
نے اپنی کتاب حدیث میں فرمایا ہے
الہی نامہ حکیم بنی رحمت اللہ علیہ نے
اپنی کتاب الہی نامہ میں فرمایا ہے
ہمہ انداز من بتوانست
کہ تو طفلی و خانہ رگینست
دو دہاں۔ خاندان یعنی اعضاء جسمانی
۔ بس گن۔ یہاں تک کہ مولانا کی تقریر
حضرت موسیٰ کی زبان سے اب فرعون
نے کہا کہ تقریر ختم کرو اور تیری بات
بتاؤ۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ ایمان لے آئے گا تو تجھے
دو دہاں جہانوں کی دھری بادشاہت
حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے
کسی دشمن کا بھی ڈرنہ ہوگا۔

۳۔ در حکمت۔ فکر کی حالت میں
تجھے اتنا بڑا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو
صلح کر لے گا اور ایمان لے آئے گا تو
دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی
ہے۔ بخلاف۔ یعنی کفر۔ فقہ۔ یعنی
ایمان۔ انتقاد۔ دیکھو۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
چوکی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہے کہ
بقیہ عمر میں بھی تو جوان رہے گا۔ ثیر۔
ایک کالا روغن ہے۔ ارنواں۔ گل
بالون۔

موسیٰ بچوں قیر و رُخ چوں ارنواں
بال بالکل کی طرح اور چہرہ گل بالون کی طرح رہے گا

رنگ و دود و پیش بائس کا بدست
لیک تو پستی سخن کردیم پست
رنگ و دود ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں
لیکن تو گھٹیا ہے اس لئے ہم نے گھٹیا بات کہی
اختار از رنگ و دود از مکاں
ہست شادی و فریب کو دکاں
رنگ و دود اور مکان پر فخر کرنا
بچوں کی خوشی اور دھوکا ہے

بیانِ اس خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَلْبِ عَقُولِهِمْ
اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو نہ کہ
لَاَعْلَى قَلْبِ عَقُولِكُمْ حَتَّى لَا يَكْتَبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جلا نہ دیا جائے

چونکہ باکودک سرو کارم فتاد
ہم زبان کو دکاں باید گشاد
چونکہ میرا واسطہ بچے سے پڑ گیا
مجھے بھی بچوں کی زبان کھولی چاہیے
کہ بروۂ کتاب تا مرغت خرم
یا مویز و جوز و فستق آدرم
کہ مدرسہ جا تیرے لئے پند خریدوں گا
یا متقی یا اخوت یا پست لا دوں گا
جو شباب تنِ نمیدانی بگیر
اس جوانی را بگیر اے خرِ شعر
جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے لے
اس جوانی کو اے گدھا جو لے لے
چچ آژنگے نیفتد بر رُخت
تازہ ملدایں شبابِ فرخت
تیرے چہرے پر کوئی تھری نہ پڑے گی
یہ تیری مہلک جوانی تازہ رہے گی
نے زندہ پیریت آید برو
نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی
نے شود زورِ جوانی از تو کم
نہ اتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی
نہ کی در شہوت و طمٹ و طحال
کہ زناں را آید از صُفتِ ملال
نہ شہوت اور جماع اور طاعت میں کمی آئے گی
نے شود مویت سفید و پشتِ خم
کہ عموں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو
نہ تیرے بال سفید ہوں گے اور نہ کمر جھکے گی
آچنباں بکشاید فرِ شباب
لیک خوشتر لُحظ لُحظ دم بدم
تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشادہ ہوگی
بلکہ لُحظ بہ لُحظ اور دم بدم بہتر ہو گا
کہ کشوں آں مودہ بر عکاشہ باب
جس طرح حضرت عکاشہ پر خوشخبری نے مودہ کھلا تھا

۱۔ کاسد کھٹا۔ کھٹا۔ یہ
چیزیں بچوں کی خوشخبری کی ہیں۔
کَلِمُوا اخذہ کا رُشا ہے کہ لوگوں
سے دین کی ایسی باتیں کہو جو ان کی
سمجھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ ان کی
تکذیب کر دیں گے۔

۲۔ کہ برو۔ بچوں سے ایسی بچکانہ
باتیں کی جالی ہیں۔ فستق۔ پست۔
خرس۔ بدچھا آژنگ۔ تھری۔ زندہ۔
ذلت۔ خواری۔ الم۔ تکلیف۔

۳۔ طمٹ۔ جیس و جماع و پھال۔
بوی سے کھیل کو کہتے خوشتر۔ یعنی دم
بدم جوانی میں اضافہ ہوگا۔ عکاشہ۔
حضرت عکاشہ مشہور صحابی سے
ایک دفعہ حضور نے فرمایا میرا امت میں
کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر
حسب و کتاب جنت میں داخل ہوں
گے حضرت عکاشہ نے عرض کیا حضور
دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان لوگوں
میں سے ہوں تو حضور نے ان کو
بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی
لوگوں میں سے ہو۔

معنی حدیث شَمَنْ بَشَرْنِي بِخُرُوجِ صَفَرٍ بَشَرْتُكَ بِدُخُولِ لَحْجَةٍ وَلَسَقَى عُكَّاشَةً

اس حدیث کا مطلب کہ مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی خوشخبری دے گا اور حضرت عکاش کی پہلی

اُمید آخر زماں را انتقال

نی آخر اہل اہم کا انتقال

چوں خبر یابدش زیں وقتِ نقل

جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا

چوں صفر آمد شو شاد از صفر

جب ماہ صفر آیا آپ صفر سے خوش ہوئے

ہر شبے تاروز از شوقِ ہدے

لہ یابی کے شوق سے ہر شب کو دن نکلنے تک

گفت ہر کس کہ مرا مژدہ دہد

فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

کہ صفر بگذشت و شد ماہِ رَیج

کہ صفر گزر یا اہر رَیج کا مہینہ ہو گیا

چوں صفر برست زخت و ماہِ نو

جب صفر نے سلمان باندہ لیا اور نیا چاند

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت

حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا

دیکرے آمد کہ بگذشت آں صفر

دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا

بس رجال از نقلِ عالمِ شادماں

بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں

چونکہ آبِ خوشِ ندید آں مرغِ کور

چونکہ اس اندھے پند نے عمدہ پانی نہیں دیکھا ہے

ہنجشیں مویٰ کرامتِ می شمرد

حضرت مویٰ اس طرح سے انعام ٹھکر رہے تھے

در رَیجِ الاول آمد بے جدال

بلا اختلاف رَیجِ الاول میں ہوا ہے

عاشقِ آلِ وقتِ گردِ او بے عقل

آپ دل و جان سے اس وقت کے مشاق ہو گئے

کز پسِ ایں ماہِ می سازم سفر

کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

او رفیقِ راہِ اعلیٰ می زدے

آپ راہِ اعلیٰ کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

چوں صفر پای از جہاں بیرون نہد

جب صفر کا مہینہ دنیا سے باہر پاؤں نکلے گا

مژدہ درِ ہاشم مر اورا و شفیع

میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنے والا ہوں گا

گشت پیدا بر فلکِ باتاب و صو

روشنی اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا

گفت جنتِ مرثراے شیرِ زفت

(انحضرت نے فرمایا کہ بہشتی شیر! میرے لئے جنت ہے)

گت عکاشہ میرد از مژدہ بر

فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے

وز بقائش شادماں ایں کو دکاں

اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

پیش او کوثرِ نماید آبِ شور

اس کو کثر کھاری پانی نظر آتا ہے

ہم بد نیسیاں بے قدم رہ می سپرد

اسی طرح بغیر قدم کے راستہ طے کر رہے تھے

۱۔ اہم اہل سنت کے نزدیک

بالافتاح حضور کی وفات رَیجِ الاول

کے مہینہ میں ہوئی ہے وقتِ نقل۔

انتقال کا وقت رَیج۔ وفات کے

قریب حضورؐ پر حملہ فرما رہے تھے

اللہم بالرفیقِ الاعلیٰ یعنی نبیؐ میں

رفیقِ اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

۲۔ گفت حضورؐ نے فرمایا جو صفر

کے ختم ہونے اور رَیجِ الاول کی آمد کی

خوشخبری دے گا میں قیامت میں اس

کا سفارشی ہوں گا۔ ماہِ نو۔ یعنی رَیجِ

الاول کا مہینہ نظر آیا۔

۳۔ دیکرے کسی دوسرے صحابی

نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوش

خبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ

بازی لے گئے۔ بس رجال۔ جن

لوگوں کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو

جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر

خوش محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا

میں رہنے پر خوش ہوتے ہیں وہ طفل

طبع ہیں۔ ہنجشیں۔ ایمان لانے پر جو

اس کو انعام ملیں گے حضرت مویٰ وہ

شکر کرتے رہے۔

کہا نہ گردو صاف اقبال تو درد ہم گمروو اطللس بخت تو برد
 کہ تیرا صاف اقبال تلخت نہ بنے گا حیرے نصیب کا اکلے ہو نہ بنے گا
 ہرچہ خواہی یابی از بخت جوان شادماں مانی گمردی ناتواں
 قوی نصیب سے تو جو چاہے گا پائے گا تو خوش رہے گا ' کمزور نہ بنے گا
 گفت احسننت کلو گفتی ولیک تا کنتم من مشورت با یار نیک
 فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمدہ بات کہی لیکن میں اچھے دوست سے مشورہ کر لوں

مشورت کروں فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
 حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں حضرت سلیمان خاتون سے فرعون کا مشورہ
 بموسیٰ علیہ السلام و فرمودن آسیہ اورا با ایمان آوردن
 کرنا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایں سخن با آسیہ
 پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں
 بس عند جہاست متن ایں مقال
 اس گفتگو کا متن بہت سی عبارتیں ہیں
 وقت رکشت آموز ہے ہر سود کشت
 کھیتی کا وقت آگیا وہ کس قدر نفع بھری کھیتی
 بر جمید از جا و گفتارخ لک
 جگہ سے کوہیں اور کہا تجھے مہرک
 عیب سے کل را خود پو شاند گواہ
 عیب خود مجھے کو ٹوٹی پہناتا ہے
 ہمدماں مجلس کہ بشیدی تو ایں
 اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا
 ایں سخن در گوش خورشید ارشدے
 یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی
 بچ میدانے چہ وعدہ است اوچہ داد
 تو کچھ جانتا ہے کہ کیا وعدہ اور کس قدر محنت ہے
 گفت اجل اشغال بریں اسل سیہ
 انہوں نے فرمایا سیاہ طہان پر جان چڑک دے
 زود دریاب اے شہ نیکو خصال
 اے نیک خلعت شہا جلد حاصل کر لے
 ایں بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
 یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں
 آفتابے تاج کشتت اے کلک
 اے کچھ سورج تیرا تاج بن گیا ہے
 خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ
 خصوصاً جبکہ سورج اور چاند ٹوٹی ہو
 چوں غلفتی آڑے و صد آفریں
 تو نے ہاں اور صد آفریں کہیں نہ کہا؟
 سرنگوں بر بھی آں زیر آمدے
 اس کی تمنا میں روندھا نیچے آ جاتا
 می گند ابلیس را حق انتقاد
 اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

۱۔ کہ نہ گردو حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے فرمایا تو ایمان لاتے گے گا
 تو تیرا اقبال میرا ہے گا۔ ہمدماں
 ہر معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔
 گفت۔ فرعون نے نصیحتیں سن کر کہا
 میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ
 کر لوں اس وقت تک کوئی جواب
 نہیں دے سکتا۔

۲۔ گفت حضرت آسیہ فرعون
 کی بیوی تھیں انہوں نے فرمایا کہ
 حضرت موسیٰ کی نصیحتوں پر عمل کر
 لے متن وہ عبارت جس کی تشریح
 کی جائے گرم گشت۔ یعنی مشق
 خداوندی میں گرم ہو گئی۔ رخ لک۔
 خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔
 کلک۔ گل گنجائش میں کافی تغیر کا

۳۔ عیب۔ کل گھنچے کا سچا گراس
 کو ٹوٹی اڑھا کر اس کا عیب چھپانے تو
 عیب کی بات ہے مزید عیب جب
 ہے کہ ٹوٹی بھی چاند اور سورج کی ہو۔
 ہمدماں۔ حضرت آسیہ نے فرعون
 سے کہا تجھے فوراً ہی مجلس میں ایمان
 لے آتا تھا۔ بیچ ایمان پر فرعون کی
 بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ
 تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

چوں لہدیں لطف آل کریمت باز خواند
جب اس کریم نے اس مہربانی سے تجھے بلایا ہے
زہرہ ات غدیرید تازاں زہرہ ات
زہرہ ات نہ پٹھا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ کز بہر حق او بر درو
وہ پتے جو خدا کے لئے پھٹ جائے
غافل ہی ہم حکمت ست و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا پن بھی حکمت ہے
غافل ہی ہم حکمت ست و نعمت ست
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسورے شود
لیکن نہ اس قدر کہ تاسہ بن جائے
خود کہ یابد اس چنینس بازار را
ایسے بازار کو خود کن حاصل کر سکتا ہے؟
دانہ را صد در خنانت عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدلہ ہوں
کان للہ دادن آل جبہ است
اس دینی کا دینا 'اللہ کا ہو جاتا ہے
زانکہ اس ہوئی ضعیف بیقرار
کیونکہ یہ کمزور ہے قرار شخصیت
ہوئی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہمچو قطرہ خائف از بادوز خاک
اس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باصل خود کہ دریا بود حسرت
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا تھا کو گیا

لے عجب چوں زہرہ ات بر جلے ماند
تعب ہے تیرا پتے کس طرح جگہ پر رہا؟
بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا
چوں شہیدان از دو عالم بر خورد
وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا ہے
تا بماند لیک تا اس حد چرا
تاکہ اس کا وجود ہے، لیکن اس حد تک کیوں ہے؟
تا نبرد زود سرمایہ زدست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زہر جان و عقل رنجورے شود
ایک پید کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خری گلزار را
کہ تو ایک پھول کے بدلے میں جن کو خرید لے
جبہ را آیدت صد کاں عوض
ایک دینی کا تیرے لئے سو کانیں بدلہ ہوں
تاکہ کان اللہ لہ، آید بدست
تاکہ 'اللہ اس کا ہو گیا' ہاتھ آجائے
ہست شد زال ہوئی رت باندگار
اللہ کی پائید شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم و ہرگز نمرود
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مرے گی
کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دونوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از تہ خود شید و باد و خاک رست
تو اس نے صحن کی گری اور باد و خاک سے نجات پالی

۱۔ چوں اسے جیسے مصیبت کا
پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتے کیوں نہ
پھٹا اگر کچھ جاتا تو دونوں جہان کی
کامیابی تھی۔ زہرہ جو پتے اللہ کے
لئے پھٹ جائے اس کو شہیدوں کی
طرح خدا کی جانب سے غذا ملتی
ہے غافل ہی نظام عالم کی بھلا کے لئے
خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی
ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد
سے بڑھ چکی ہے
۲۔ غافل۔ اگر انسان ہمہ وقت
استغراق میں رہے اور اس کے حواس
معطل رہیں تو اس کے علم کا سرمایہ
کٹ جائے۔ لیک۔ لیکن لکھی
غفلت جو تاسہ کے صحن کی ہو پری
چیز ہے خود کہ یابد حضرت موسیٰ کی
رحمت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ
ایک پھول کے عوض جن خرید لیا
جائے وہ حسان باغ
۳۔ کان اللہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانًا لِلَّهِ لَهُ جَوْشَنُ اللَّهِ
کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔ ہوئی۔ ذات
شخصیت گشت باقی۔ حدیث قدسی
بِعَنِ اخْتِی قَلْبَهُ وَمَنْ قَلْبُهُ قَلْبًا
چونکہ جو مجھ سے محبت کرے اس میں کوئی
کردیتا ہوں اور جس میں کوئی کرتا
ہوں اس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہجہ۔
پانی کی پوند کو صحن کی گری اور باد و خاک
سب کچھ کو مٹاتی ہے۔

ذاتِ اَوْ معصوم و پا برجا نیک

اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے

تالیابی در پہلی قطرہ یم

تاکہ تو قطرے کے عوض سند حاصل کرے

در کف دریا شوا یمن از تلف

دیا کے ہاتھ میں بیچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا

قطرہ را بحرے تقاضا گر شد ست

کہ قطرے کے لئے سند تقاضا کرنے والا ہو ہے

پس چه استادی و در ماندی ہلا

تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟

قطرہ وہ بحر پر گوہر میر

قطرہ دیدہ جواہر بھرا سند لے جا

کہ ز بحر لطف آمد اس خن

کیونکہ میرانی کے سند سے یہ پیغام آیا ہے

چونکہ بحر رحمت ست اس نیست خو

کیونکہ یہ رحمت کا سند ہے نہ نہیں ہے

تا شود چوگانِ موسیٰ پا ثرا

تاکہ موسیٰ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے

بر چنیں انعام عام اے بیخبر

اے بے خبر! ایسے عام انعام پر

تاگردی در غلط بینی فنا

تاکہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے

چونکہ خواند سنت بروئے معتمد

جب اس نے بلایا ہے اے مستدا چلا جا

بر فروز از اس اشارت بے سخن

اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

ظاہر شل گم گشت در دریا و لیک

اس کا ظاہر میا میں گم ہو گیا لیکن

ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے قدم

اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دیدے

ہیں بدہ اے قطرہ خود را اس شرف

ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش

خود کرا آید چنین دولت بدست

یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟

چوں ۲ تقاضا می کند دریا ثرا

جب دیا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے

اللہ اللہ زود بفروش و بحر

خدا کے لئے جلد بیچ اور خرید

اللہ اللہ بیچ تاخیرے ممکن

خدا کے لئے بالکل تاخیر نہ کر

اللہ اللہ زود بشتاب و بخو

خدا کے لئے جلد دوڑ اور تلاش کر

اللہ اللہ گئی ۳ شو بیدست و پا

خاکے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا

اللہ اللہ تو گمان بد مبر

خدا کے لئے تو بگلی نہ کر

اللہ اللہ زود دریاب اے فتا

خدا کے لئے اے نوجوان جلد حاصل کر لے

اللہ اللہ ترک گن ہستی خود

خدا کے لئے اپنی ہستی کو چھوڑ دے

اللہ اللہ زود تر تعجیل گن

خدا کے لئے بہت جلد غلت کر

۱۔ ظاہر شل۔ جو قطرہ دریا میں ل گیا
بظاہر وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ
ہو گیا ہے۔ ہیں بعد اپنی ذات کو فنا کر
کے ذات ہادی حاصل کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ قطرے کے عوض میں سند
حاصل کرنا۔ اس شرف۔ قطرے کا
دیا میں مل جانا قطرے کی عزت
ہے خود کہ یہ سعادت اپنی طاقت
سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ چل۔ جب دیئے وحدت
خود وحدت سے ہاں فتا تو وقف کیا
ہے اللہ۔ جلد قطرہ دے کر پر جواہر
دیا خرید لے۔

۳۔ گوی شو۔ جس طرح موسیٰ
کہیں وہ کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو
موسیٰ کے بلکہ گیند بنانا چاہیے
خرک گن۔ اپنی ہستی کو خرک کر کے
قرب حاصل کرنا چاہیے اشارت۔
موسیٰ کی وحدت قدرتی اشارہ ہے اس
سے منور ہو جانا چاہیے۔

اللہ! اللہ! تاکوں گو باختی
خدا سے ڈر اب تک تو نے میری بازی چلی

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید
سبحان اللہ جب اللہ کی مہربانی ہو گئی
اللہ اللہ چونکہ عصیاناً تو
خدا کے لئے جب تک تیرے گناہ

اللہ اللہ چوں زفصلت راہ داد
خدا کے لئے جب اس نے فضل کر کے تجھ راستہ دیا ہے
اللہ اللہ باحتیں کفر تو
تعب ہے ایسے دہرے کفر کے ہوتے ہوئے

لطف اند لطف او گم می شود
مہربانی اس کی مہربانی میں گم ہو رہی ہے
ہیں کہ یک بازے فداوت و العجب
آگاہ ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آ گیا ہے

در پذیر ایں چار خلعت زود زود
ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کر لے
گفت باہا ماں بگویم اے سیر
اس نے کہا ہے پردہ نشین! میں ہلان سے گفتگو کروں گا

گفت باہا ماں گویا ایں راز را
اسنے کہا ہلان سے یہ راز نہ کہنا

قصہ باز بادشاہ و کم
بادشاہ کے باز اور اس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

باز اسپیدے کم پیرے دی
ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے
ناخن کہ اصل کارست و شکار
وہ ناخن جو اصل کام اور ذریعہ شکار ہیں

۱۔ اللہ اللہ حضرت آسیہ نے فرمایا
تو اب تک میری چال چلتا رہا ہے اور
گناہوں میں سر بلندی حاصل کرتا رہا
۲۔ عنایت۔ خدا کی توجہ۔ عید۔
سرکش۔ شکر گو۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کر
کرتا ہے۔ گناہ تیری رسولی کا
باعث نہیں ہوئے ہیں۔

۳۔ کفر۔ بدعت۔ خود غفلت کا کفر اور
اس کی قوم کا کفر۔ اسٹلے۔ پیچھے
کے انسان کو بلندی حاصل ہو رہی
ہے۔ باز۔ یعنی توفیق خداوندی۔
نیاید۔ یہ سعادت قوت بازو سے
حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ چار
خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے
پر توجہ حاصل ہو جائے گی۔

۴۔ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں
سن کر غفلت نے کہا میں اس معاملہ
میں ہلان وزیر سے مشورہ کہوں گا۔ کوز
کم پیرے۔ کبزی بڑھیا اور باز کا
قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔
اسپید۔ سفید باز بہت قیمتی ہوتا
ہے۔ ناخن۔ باز کے تمام ہتھوں کا
مدد اس کے پنچن پر ہے۔ کھو۔ کھو
اندھا پن۔

ناٹھال زینساں درازست اے کیا
 باخنتے لے ہیں اے بھلے ہمارا
 وقت مہر ایں می گند زال پلید
 باپک برسیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے
 خشم گیر و مہر ہارا بر درو
 غصہ میں بھر جاتی ہے محبت کو چاک کر دیتی ہے
 تو تکبر می نمائی و غشو
 تو تکبر ہو سرکشی کرتا ہے
 نعمت و اقبال کے ساز و ثرا
 نعمت ہو غشی نصیبی تجھے کب سوائی آسکتی ہے
 گر نمی خواہی کہ نوشی زال فطیر
 اگر بے خبر کی دہلی کھاتا نہیں چاہتا ہے
 زال بتر رنجہ شود شمش دراز
 اس سے دھونڈیادہ رنجہ ہوتی ہے اور اس کا غصہ بڑھ جاتا ہے
 زن فرو ریز و شود گل مغفرش
 محبت ڈال دیتی ہے اس کی کھوپڑی گئی ہو جاتی ہے
 یاد آرد لطف شاہ دل فروز
 دل کا خنور کرنے والے بادشاہ کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے
 کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
 جوشہ کے چہرے کی جگہ سے ستاروں کی کلمات کہتی تھیں
 چشم نیک از چشم بد باد درو داغ
 اچھی آنکھ بد نظیر سے بد اور داغ دلی ہو گئی
 ہر دو عالم می نماید تار مو
 دونوں جہاں ایک بال نظر آتے تھے
 ہچو چشمہ پیش قلمزم گم شود
 ہچو چشمہ کی طرح سندھ میں گم ہو جائیں

کمال کجا دوست ماہ تا خرا
 کہ تیری میں کہیں تھی کہ تیرے
 ناخن و منقار و پرش را برید
 ناخن ہوا اس کی چونگ ہوا اس کے پر کاٹ ڈالے
 چونکہ شتمناش دہد او کم خورد
 جب وہ اس کو دنیا دیتی ہے وہ نہ کھاتا
 کہ چہیں شتمناج خشم بہر تو
 کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلایا پکلا
 تو سزائی مر ہماں اداہ را
 تو اسی بدبختی کے لائق ہے
 آب شتمناش دہد کایں را بگیر
 اس کو دلیے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے لے
 آب شتمناش نگیر و طبع باز
 باز کی طبیعت اس دلیے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے
 از غضب آں آتش سوزاں بر سرش
 غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیہ اس کے سر پر
 آشک از ایں چشمش فرو ریزد سوز
 سوزش سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں
 زال س دو چشم نازنین باذلال
 ان نازنین پر غمزہ آنکھوں سے
 چشم ماز آتش شدہ پر زخم زان
 اس کی زخم ہوئی دلی آنکھ کو بے زخم سے پر ہو گئی
 چشم دریا بسطے کز بسط او
 سندھ کی وسعت دلی آنکھ جس کی کشادگی سے
 گر ہزاراں چرخ در چشمش رود
 اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

۱۔ کہ کجا۔ بڑی محبت نے یہ بھی
 کیا کہ باز کی ماں کہیں چلی گئی تھی کہ
 اس کے ناخن اس قدر بڑھ گئے ہیں۔
 چنانچہ اس بڑی نے اس باز کے پر کو
 چونکہ اور بچے کاٹ ڈالے شتمناج۔
 ۲۔ زنی کمان ہے جو دلیے پر
 ہر بے کی طرح کا ہوتا ہے۔ خشم
 گیر۔ باز شتمناج کو نہیں پیتا ہے تو
 بڑی ہو غضبناک ہوتی ہے اور اس کی
 محبت کے پورے چاک ہو جاتے
 ہیں۔ شتمناج۔ سرکشی اور غمناک۔

۳۔ آب شتمناش۔ اس کو شتمناج
 دیتی ہے اور کبھی ہے کہ اگر بے خبر کی
 دلی پند نہیں ہے تو یہ کھالے فطیر۔
 ۴۔ دلی جس میں خیر نہ ہو گل۔ مغفل۔
 مغفل۔ سر پر لڑھکنے کی لو ہے کہ خود
 پہل ہوا سر ہے یا سب اس باز کو
 بادشاہ کی محبت یاد آتی ہے۔

۵۔ زال دو چشم۔ یعنی باز کی وہ
 آنکھیں جو نازنین میں جن سے وہ
 شاہ کا دیدار کرتا تھا۔ نازنین وہ بڑی
 نہیں ہے معرکہ کے واقعہ میں قرآن
 نے کہا ہے کہ آنحضرت کی آنکھیں
 بڑیں اور ان کو بیدار ہر حاصل ہوا۔
 بسط۔ کشادگی۔ قلمزم۔ سندھ۔

چشم ۱۔ بگذشتہ ازیں محسوسہا
 وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے
 خود نمی یابم یکے گوشے کہ من
 میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
 می چکید آں آب محمود جلیل
 اس سے وہ قابل تعریف عظیم آنسو نکلتے
 تا بمالد در برو مقار خولیش
 تاکہ اپنی چونچلہ پھول پر ملیں
 باز ۲۔ گوید چشم کم پیرا فروخت
 باز کہتا اگرچہ بڑی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے
 باز جانم باز صد صورت تند
 میری جان کا باز بھرتیوں صورتیں حاصل کر لے گا
 صلح ار یکدم کہ آد با شکوہ
 حضرت صلح اگر ایک پر شوکت بھونک مادیں
 دل ہی گوید خموش و ہوشدار
 دل کہتا ہے کہ چپ اور ہوش میں آ
 غیرتش ۳۔ راہست صد حلم نہاں
 اس کی غیرت میں سینکڑوں حلم پوشیدہ ہیں
 نخوت شاہی گر نقش جلی پند
 شاہی عکبر نے اس کی نصیحت کے مقام پر بندہ کر لیا
 کہ کنم با رائے ہلاں مشورت
 کہ میں ہلان کی رائے سے مشورہ کروں گا
 مصطفیٰ را زنی صدیق رب
 حضرت مصطفیٰ کے مشیر اللہ کے صدیق ہیں
 عرق جنسیت چنانش جذب کرد
 ہم جنس ہونے کی رگ نے اس کو ایسا کھینچا

یافتہ از غیب بنی یوسہا
 غیب بنی سے لاشعور محسوس کئے ہوئے ہیں
 نکتہ گویم ازاں چشم حسن
 کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہ سکوں
 می زبوںے قطرہ اش را جبرئیل
 کہ جبرئیل اس کے قطرے کو لے اڑتے
 گردہ دستوریش آں خوب کیش
 اگر وہ پاک خصلت ان کو اجازت دے
 فرو نور و صبر و حلم را نسوخت
 میری شان و شوکت تو اور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا
 زخم بر ناقہ نہ بر صلح زند
 وہ ٹوٹی پر نہ حضرت صلح پر زخم لگتی ہے
 صد چٹاں ناقہ برزاید متین کوہ
 پہاڑ کی چٹان ایسی سینکڑوں اونچیاں جن دے
 ورنہ درانید غیرت پود و تار
 ورنہ غیرت خداوندی تاتا بانا اونیز دے گی
 ورنہ سوزیدے بیگ دم صد جہاں
 ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہاں بھونک دے
 تادل خورا زبند او کرد بند
 حتیٰ کہ اس نے نصیحت کی جانب سے دل کو روک دیا
 گوشت پشت ملک قطب مقدرت
 کہیں کے وہ سلطان کی پشت اور اقتدار کا مادہ ہے
 زنی زن بو جہل رشد بولہب
 بو جہل کا مشیر اللہ بولہب ہوا
 کان نصیحتہا بہ پیشش گشت سرد
 کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے ٹھنڈی بڑ گئیں

۱۔ چشم باز سے مراد اللہ کا وہ دل
 ہے جو مخالف جہانوں میں پھنس جاتا
 ہے اسے دل کی آنکھیں محسوسات
 سے گزر کر مغیبات سے لطف اندوز
 ہوتی ہیں۔ یہی چکیدہ وہ آنسو اس قدر
 قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل
 اٹھائیے ہیں اور تیر کا اپنے جسم پر لٹے
 ہیں۔

۲۔ باز گوید۔ وہ دل جو دشمن کے
 باقوں تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ
 مخالفوں کے غصہ سے میرے
 استقلال میں کوئی فرق نہیں آ سکا
 ہے باز جانم اگر مادی جسم ہلاک
 بھی ہو جائے تو کیا رہا ہے اس کی
 مثال تو حضرت صلح کی ٹوٹی کیڑی
 ہے خصوصیت حضرت صلح میں بھی
 نہ کہ ٹوٹی میں۔

۳۔ غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی
 بڑا رہا ہے ورنہ اس طرح کے بھی راز
 افشا کرنے سے وہ اس قدر مضبوط
 ہو جاتی کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ نخوت۔
 یعنی فرعون کا شاہی عکبر نصیحت قبول
 کرنے سے مانع بنا کہ کہہ سکے کہ
 وجہ سے اس نے کہا میں اپنے ذریعہ
 ہلان سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰ۔ ہم
 جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے
 آنحضرت کے مشیر حضرت ابو بکر صدیق
 ابو جہل کا مشیر اللہ تھا۔ نصیحت۔ یعنی
 حضرت آسی کی نصیحتیں۔

جنس اسہی جنس صد پردہ پرو بر خیاش پردہ ہارا بر درد
جنس جنس کی جانب سے نکلوں میں سے اڑتی ہے اس کے خیال پر سے پردے ہٹا دیتی ہے

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناوداں غویدہ و دو خطر افتادن داشت
اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پٹالے سے چڑھ گیا تھا اور گرنے کا خطرہ رکھتا تھا
واز امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سوال کردن و چارہ جستن مامور او
اور اس کی ماں کا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زن آمد بہ پیش مرتضیٰ
ایک عورت حضرت مرتضیٰ کے پاس آئی
گرش میخوانم نمی آید بدست
اگر میں اس کو بلاتی ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے
نیست عاقل تاکہ دریا بدچوما
وہ سمجھ رہی نہیں ہے کہ ہلکی طرح سمجھ جائے
ہم اشارت را نمی داند بدست
وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے
بس نمودم شیر و پستان را بدو
میں نے اس کو دودھ اور چھاتی بہت دکھائی
از برائے حق شناید اے مہاں
اے بزرگ! خدا کے لئے آپ ہیں
زود درماں گن کہ می کرزد لم
جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لڑ رہا ہے
گت س طفلے را برآورد ہم زبام
فرمایا ایک بچہ کو کوٹھے پر لے جا
سوی جنس آید سبک زان ناوداں
وہ فوراً پٹالے سے اپنے ہم جنس کی طرف آ جائے گا
زن چہاں کردو چوید آں طفل او
عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اس کو دیکھا
گفت عہد برنا و داں طفلے مرا
بولی میرا بچہ پٹالے پر چڑھ گیا ہے
ورہلم ترسم کہ افتد او بہ پست
اگر چھوٹی ہوں ذرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے
گر بگویم کز خطر سوی من آ
اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آ جا
وز بداند نشود انہم بدست
اگر جانتا بھی ہے، نہیں سنتا ہے یہ بھی بڑا ہے
او ہمی گرداند از من چشم و رو
وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے
دستگیر این جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان کے دستگیر
کہ بدر و از میوہ دل بسگم
کہ تکلیف کے ساتھ میل کے سوسے سے جدا ہو جائیں
تابہ بیند جنس خود را آں غلام
تاکہ وہ بچہ اپنے ہم جنس کو دیکھے
جنس بر جنس ست عاشق جاوداں
ہم جنس ہمیشہ ہم جنس پر عاشق ہوتا ہے
جنس خود خوش بدو آورد رو
اس نے خوش خوش اپنے ہم جنس کی طرف رخ کر دیا

۱۔ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی
طرف تیزی سے پھلتی ہے۔ قصہ۔
حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ
چھت پر چھڑ دیا جائے وہ بچہ پٹالہ
سے اس کے پاس آ جائے گا۔
مرتضیٰ۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے
ناوداں۔ پٹالہ۔ پست۔ یعنی پٹالہ
سے زمین پر۔
۲۔ نیست۔ اس میں اتنی عقل
نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے
بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں
یعنی از دست سے دوسرے مصرع
کے آخر میں معنی برابر ہے کہ
بدست۔ یعنی ہر لچک ہلاک ہو جائے۔
۳۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا
کہ ایک بچہ چھت پر بٹھا دے وہ بچہ
پٹالے سے اس کے پاس آ جائے گا۔
زن۔ اس عورت نے حضرت علیؑ کے
مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس کے پاس
آ گیا۔

سوی! بام آمد ز متن ناو داں
پنلہ پر سے کوشے پر آگیا
عو عوان آمد بسوی طفل طفل
کھٹکا کھٹکا بچہ بچہ کی طرف آگیا
زاں بود جنس بشر پیغمبراں
ای لئے پیغمبر انسان کی جس کے ہوتے ہیں
پس بشر فرمود خود را ملکم
ہیں انہوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کہا
زانکہ جنسیت عجائب جاذبے ست
کیونکہ جنیت عجیب جاذب ہے
عیسیٰ! وادیس برگردوں شدند
حضرت عیسیٰ اور اویس آسمان پر چلے گئے
بازاں ہاروت و ماروت از بلند
پھر وہ ہاروت اور ماروت بلندی سے
کافراں ہم جنس شیطان آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں
صد ہزاراں خوی بدستے آموختہ
انہوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں
کتریں شوخال بدستے ایں حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے
زاں سگاں آموختہ جھد و حسد
انہوں نے ان کتوں سے کینہ اور حسد سیکھا
ہر کرادید اوکمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں کسی کو صاحب کمال دیکھتا ہے
زانکہ ہر بدخت خرمن سوختہ
کیونکہ جس بدعت کا کلیان جل گیا ہو

جاذب ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا سمجھ
وارہید از اوقاتن سوی سفیل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا
تا جنسیت رہند از ناو داں
تاکہ جنیت کی وجہ سے پنلہ سے نجات پا جائیں
تا جنس آیند و کم گردند گم
تاکہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں
جاذبش جنس ست ہر جاذب لے ست
جس جگہ کئی طلبہ ہے جس اس کی جاذب ہے
با ملائک چونکہ ہم جنس آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے
جنس تن بودند از اں زیر آمدند
چونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے
جان شال شاگرد شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی
دیدہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں
آں حسد کہ گردن ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی
کہ نحوہد خلق را ملک بد
جو مخلوق کے لئے ہدی سلطنت نہیں چاہتے
از حسد تو جنش آمد درد خاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو قویٰ کا درد ہوتا ہے
می نحوہد شمع کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

۱۔ سوی نام۔ وہ بچہ پنلہ سے
چھت پر آگیا۔ جاذب کھینچنے والا
سفیل۔ یعنی زمین زل۔ چونکہ ہر چیز
اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی
لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔
بشکم۔ انحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں
بھی تمہاری طرف انسان ہوں۔
طالب۔ جو طلب گار ہوتا ہے اس کو
اس کی جنس کی طرف کھینچتے ہیں۔
۲۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور
حضرت اویس آسمان پر چلے گئے
چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس
تھے۔ ہاروت۔ ماروت۔ اور ہاروت
فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس
تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیج دیئے
گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم
جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی
عادتیں سکھ لیتے ہیں۔
۳۔ کتری۔ حسد شیطان کی
خصلت ہے جو کافروں نے اس سے
سیکھ لی ہے۔ ملک۔ ابلیس یعنی آخرت
کی زندگی۔ ہر کر۔ کہ شیطان چونکہ اپنا
سب کچھ تباہ کر چکا ہے اس لئے وہ
کسی کی نیکی کو برا دیکھتا نہیں کرتا ہے
اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ
سکتا۔

ہیں! کمالے دست آور تا تو ہم
 خیردا کمال مائل کر تاکہ تو بھی
 از خدا می خواه دفع این حسد
 اس حسد کا دفعیہ خدا سے چاہ
 مر تر! مشغولیئے بخشید دروں
 تجھے اپنے باطن کی مصروفیت عطا کر دے
 جرعه مے را خدا آں می دهد
 خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے
 خاصیت ۲: بنہادہ در کف حشیش
 ایک مٹھی بھنگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے
 خواب را یزداں بد انساں میکند
 نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے
 کرد مجنوں راز عشق پوستانے
 مجنوں کو کمال کے عشق سے ایسا کر دیا
 صد ہزاراں اس چمنیں می دارد او
 وہ اس طرح کی لاکھوں بیڑیاں رکھتا ہے
 ہست میہلی شقاوت نفس را
 بستی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں
 ہست ۳: میہلی سعادت عقل را
 نیک بستی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں
 خیمہ گردوں ز سر مستی خویش
 وہ اپنی سرمستی سے آسمان کے خیمہ کو
 ہیں بہر مستی دلا غرہ مشو
 خیردا اے دل ہر مستی سے دھکا نہ کھا
 اس چمنیں مے را بخور زیں غلبہا
 ان مٹکوں سیلکی شراب پی

۱۔ ہیں! اگر انسان کے پاس کمال
 نہیں ہوتا ہے تو دھروں پر حسد کرتا
 ہے۔ ہر دھڑکے کے کمال کو دیکھ کر غم
 میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفی۔ نہ اتنی کا
 مخفف ہے از خدا حسد کا دفعیہ خدا
 کر سکتا ہے مشغولیئے۔ اگر انسان
 اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس
 کو دھڑکے کے دیکھنے کا موقع نہیں
 ملتا۔ وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔
 جرعه۔ خلیفہ ہستی کی چیزوں میں وہ
 خاصیت رکھی ہے جو دھروں میں
 مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی
 ہے۔
 ۲۔ خاصیت۔ بھنگ بھی دھروں
 کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔
 کہہ مجنوں کیل کے ظاہر برعاش ہو
 کہ دھروں سے غافل ہو گیا تھا۔ حسد
 ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت
 سی چیزیں لپی پیدا فرمائی ہیں جو
 دھروں کے احوال سے غافل بنا دیتی
 ہیں۔ بہت نفس لپی استیوں میں
 مبتلا ہے جو اس کو وہ مستقیم سے غافل
 بنا دیتی ہیں۔

۳۔ ہست۔ عقل لپی مستیوں
 میں رہتی ہے جس سے وہ ایسی مقام
 حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجے میں
 اس کی ہزاراں آسمانوں سے بالا ہو جاتی
 ہے۔ انسان کو مستیوں میں
 فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے
 حضرت عیسیٰ کی مستی اور عریضی کی مستی
 جاکانہ ہے۔ خوب غم، شراب کا
 مٹکا کوئی ذنب چھوٹی دم لگا دھلا۔

انکہ ہر معشوق چوں خب سستہ
 کہنے ہر معشوق کے کی طرح پر ہے
 نے شناسا ہیں بخش با احتیاط
 اے شرب کے پچاننے والے احتیاط سے چھ
 نے شناسا ہیں بخش از روی ترش
 اے شرب کو پچاننے والے از ترشٹی سے چھ
 ہر دوستی می دہندت لیک ایں
 تجھے دلوں مست کرتی ہیں لیکن یہ
 تار ہی ازو مکرو و سواں و حیل
 تاکہ تو مکرو و سواں سے نجات پا جائے
 انبیاء چوں جنس روح آند و ملک
 انبیاء چونکہ روح اور فرشتہ کے ہم جنس ہیں
 باد جنس آتش ست و یار او
 ہوا، آگ کی جنس اور اس کی یاد ہے
 چوں بہ بندی تو سر کوزہ تہی
 اگر تو خالی پیالہ کے سر کو باندھ دے
 تاقیامت او فرو ناید بہ پست
 وہ قیامت تک نیچے کی جانب رخ نہ کرے گا
 میل بادش چوں سوی بالا بود
 چونکہ اس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
 باز آں جانہا کہ جنس انبیاست
 پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
 زانکہ عقلش غالب ست و بے شک
 کیونکہ اس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے
 واں ہوئی نفس غالب بر عدو
 خواہش، نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے درو دگر صافی چو در
 ایک تھٹھ دھرا موتی کی طرح صاف ہے
 تائے یابی مفرزہ ز اختلاط
 تاکہ تو میل سے پاک شرب حاصل کر لے
 آں مئے صافی کز و گروی خمش
 اس صاف شرب کو جس سے تو خاموش ہو جائے
 مستیت آرد کشاں تاربت دیں
 مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
 بے عقل عقل در قص اجمل
 وہ عقل کی رسی کے بغیر اجمل کو دہیں ہے
 مر ملک را جذب کردند از فلک
 فرشتہ کو آسمان سے کھینچ لیا
 کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
 کیونکہ دلوں کا قصد اوپر کی جانب ہے
 در میان وض یا جوئے نہی
 حوض یا نہر میں اس کو رکھے
 کہش خالی ست درو بے بادہست
 کیونکہ اس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہوا ہے
 ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
 وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
 سوی کش کش چل سیہاست
 وہ سایل کی طرح ان کی جانب کش میں ہیں
 عقل جنس آمد خلقت با ملک
 عقل، خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
 نفس جنس اسفل آمد شہ بدو
 نفس، اسفل کا ہم جنس ہے اس پر تفت ہے

۱۔ زانکہ ہر شیخ کی صحبت میں
 کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح
 ہونا ضروری نہیں ہے۔ بے شمار
 سالک کو اختیار کرنا چاہیے اور کشش
 اختیار کرنی چاہیے جو خاص ہو۔
 گری۔ کشش اس کشش کو اختیار کرنا
 چاہیے جو ان کے خیر و شر سے باز نہ آئے
 مصداق ہو۔ تاربت دیں۔ جو کشش
 خدا کی طرف لے جائے وہ کشش
 اختیار کرنی چاہیے۔ نفس اجمل۔
 لوٹ کا رقص یعنی بے قاعدہ اجمل
 کہ۔

۲۔ انبیاء انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ
 سے ہوتا ہے اس لئے فرشتے ان تک
 پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا
 عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔
 خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی
 میں ڈالو چونکہ اس میں ہوا بھری ہوئی
 ہے وہ نیچے نہ جائے گا۔ میل بادش۔
 وہ ہوا اس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے
 دے گی۔

۳۔ باز۔ جو وہ جنس انبیاء کی ہم جنس
 ہیں وہ انبیاء کے ساتھ ساری طرح
 گئی رہتی ہیں۔ زانکہ ان لوگوں میں
 عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتے کی
 ہم جنس ہے۔ ہوا کی نفس خواہشات
 نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے
 شہ۔ بد و اس پر تفت ہے۔

یُوْدُ قَبِیْلِ اِچْنِسِ فِرْعَوْنِ ذَمِیمِ یُوْدُ سَبْطِی چَنْسِ مَوْسٰی کَلِیمِ
 قَبِیْلِ بڑے فرعون کا ہم جنس تھا سَبْطِی مَوْسٰی کَلِیمِ اللہ کا ہم جنس تھا
 یُوْدُ ہاہاں چَنْسِ مَرِ فِرْعَوْنِ رَا بَرِ گَزِیْدِش بَرُوْدَا صَدْرِ سَرَا
 ہاں ، فرعون کا ہم جنس تھا اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلائین تک لے گیا
 لَا جَرَمِ اَزْ صَدْرِ دَرِ قَعْرِشِ کَشِیدِ کہ ز چَنْسِ دَوْرَخِ اَنَدَاآں دُو پَلِیدِ
 لاعمال اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دُو سُو زِندہ چوَلِ دَوْرَخِ صَدِّ نُوْرِ ہر دُو چوَلِ دَوْرَخِ ز نُوْرِ دِلِ نَقُوْرِ
 دونوں جلنے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متضرر ہیں
 زَانِکَ دَوْرَخِ گَوِیدَاے مَوْمنِ تُو زُوْدِ ہر گز دَرِ کہ نُوْرِتِ آتَشِ رَا رُوْدِ
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

در بیان ۱۲ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْیَا مُؤْمِنٍ فَاَنْ نُّوْزَکَ اَطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نورت می گشد آتشم را چوں کہ دامن می گشد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھاتا ہے میری آگ کو جب وہ نار سے چلتا ہے
 می رَمَدِ آں دَوْرَخِی اَزْ نُوْرِ ہَمِ زَانِکَ طَبِیعِ دَوْرِ حَسْتَشِ اے صَمِ
 وہ دوزخی بھی نور سے بھگتا ہے اے پلید! کیونکہ اس کا مزاج دوزخی ہے
 دَوْرَخِ اَزْ مَوْمنِ گَرِیْزِ دِ اَنچَنَّاں کہ گریزِ مَوْمنِ اَزْ دَوْرَخِ بَجَاں
 دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے
 زَانِکَ چَنْسِ نَارِ نَبُوْدِ نُوْرِ اُو ضَدِّ نَارِ اَمَدِ حَقِیْقَتِ نُوْرِ جُو
 اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 دَرِ حَدِیْثِ ۳۱ اَمَدِ کہ مَوْمنِ دَرِ دُعَا چوَلِ اَمَالِ خَوَابِدِ ز دَوْرَخِ اَزْ خُدا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے
 دَوْرَخِ اَزْ دُوے ہَمِ اَمَالِ خَوَابِدِ بَجَاں کہ خدا یا دُوْرِ دَارِمْ اَزْ فَلَائِں
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا مجھے فلاں سے دور رکھ
 جَاذِبَ جَنْسِیْسِتِ سَتِ اَنکُوْلِ بَہِیْں کہ تُو چَنْسِ کِیْسِتِی اَزْ کُفْرِ وِدیں
 جنیت کی کشش ہے ، اب تو دیکھ لے کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

۱۔ قَبِیْلِ فرعون کی قوم والا۔ سَبْطِی۔
 بنی اسرائیلی۔ ہاں۔ فرعون کا وزیر
 بادشاہ اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم
 جنس تھا ہی لئے فرعون نے اس کو
 مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔
 ہاں کے مشورہ سے وہ چاہی کے
 گزے میں کر گیا۔ زَانِکَ۔ دوزخ اور
 نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان
 سے متضرر اور دوزخ سے متضرر ہے۔
 ۲۔ در بیان۔ اس حدیث سے نور
 اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے
 بگذر۔ جس وقت مومن پل صراں
 سے گزرے گا جنہم یہ کہے گی۔ نُوْرِ
 جو۔ یعنی جتنی

۳۱۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث
 میں غلط ہے جلاذب ہر انسان میں
 جنیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا
 چاہیے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا
 دین کی کشش ہے۔

بُود قبطی! چنسِ فرعونِ ذمیم بُود سبطی چنسِ موسیٰ کلیم
 قبطی بڑے فرعون کا ہم جنس تھا سبطی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا
 بُود ہلماں چنسِ مَر فرعونِ را بَر گزیدش بَر دتا صدرِ سَرا
 ہلماں فرعون کا ہم جنس تھا اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلاشین تک لے گیا
 لا جرم از صدر در قعرش کشید کہ ز جنسِ دوزخِ اَنکَاں دو پلید
 لاخدا اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دوسو زندہ چول دوزخِ ضِدِّ نَور ہر دو چول دوزخِ زَنورِ دلِ نَفر
 دونوں جلے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متغیر ہیں
 زانکہ دوزخِ گوید اے مومن تو زود بر گذر کہ نورت آتش را رُود
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

۱۔ قبطی فرعون کی قوم دلا۔ سبطی۔
 بنی اسرائیلی۔ ہلماں۔ فرعون کا وزیر
 باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم
 جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو
 مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔
 ہلماں کے مشورے سے وہ جانی کے
 گھر میں گر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور
 نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان
 سے متغیر اور دوزخ سے متغیر ہے۔

۲۔ دہیان۔ اس حدیث سے نور
 اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے
 بگذر۔ جس وقت مومن پل صراں
 سے گزرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نور
 جو۔ یعنی جنتی

۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث
 میں مذکور ہے جالب ہر انسان میں
 جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے نور کر لینا
 چاہے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا
 دین کی کشش ہے۔

در بیانِ احمدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْئاً مُؤْمِنٌ فَإِنَّ نُورَکَ اُطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نورت می کشد آتشم را چوں کہ دامن می کشد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھاتا ہے میری آگ کو جب وہ نار سے چلتا ہے
 می رمد آں دوزخی از نور ہم زانکہ طبع دوزِ حستش اے صنم
 وہ دوزخی بھی نور سے بھگتا ہے اے پیدل! کیونکہ اس کا حراج دوزخی ہے
 دوزخ از مومن گریزد آسچنآں کہ گریزد مومن از دوزخ بجال
 دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے
 زانکہ چنس نار نبود نور او ضد نار آمد حقیقت نور جو
 اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 در حدیث ۳ آمد کہ مومن در دُعا چول اَمالِ خواہد ز دوزخِ از حُدا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے
 دوزخ از وے ہم لماں خواہد بجال کہ خدا یا دُور دارم از فلاں
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا مجھے فلاں سے دور رکھ
 جازبہ جنسیست ست اکنول بہ بین کہ تو چنس کیستی از کفر و دیں
 جنسیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

گر بہاں ۱۔ مائی با مائی
 اگر تو ہاں کی طرف ہاں ہے ہاں ہے
 ورنہ بہر دو مائی اچھتہ
 اگر تو ہاں کی طرف ہاں ہے اسکا ہاں ہے
 ہر دو در جنگد ہاں وہاں بکوش
 ہاں بر سر پیکہ ہیں ہاں ہاں کوش کر
 ساغر صدق از کف موسیٰ بنوش
 حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے چائی کا پیلہ پی
 در جہان جنگ شادی اس سست
 لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے
 جہد گن تا خصمت اشکتہ شود
 کوش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھا جائے
 ایں حدیث آمد دراز اے ناگزیر
 یہ بات لمبی ہو گئی مجھدی تھی

مشورت کردن فرعون باوزیرش ہاں در ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام
 فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہاں سے مشورہ کرنا

آں ۳ ستیزہ رُوختی عاقبت
 لآخر اس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے
 وعدہای آں کلیم اللہ را
 کلیم اللہ کے وعدوں کو
 گفت باہاں چو تمہائش بدید
 جب ہاں کو تمہا دیکھا اس سے کہا
 بانگہا زد گریہ ہا کرواں لعین
 اس لعین نے نمرے لگائے اور رونے لگا
 کہ چگونہ گفت اندر زہی شاہ
 کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟

گفت با ہاں برلی مشورت
 مشورے کی غرض سے ہاں سے کہا
 گفت و محرم ساخت آں گمرہ را
 اس گمرہ سے کہا کہ اس کو راز دار بنا لیا
 جست ہاں و گریباں را درید
 ہاں اچھل پڑا اور گریباں پھاڑ لیا
 کوفت دستار و گلہ را بر زمین
 ٹوٹی اور علامہ کو زمین پر شیخ دیا
 آچنین کستاخ آں حرف تباہ
 یہ ہی بات ایسے گستاخ نے

۱۔ گر بہاں۔ اگر انسان ہاں کی
 طرف ہاں ہے تو وہ ہاں کی طرف سے
 چلا کر موسیٰ کی طرف میلان ہے
 وہ انسان اللہ والا ہے وہ ہر دو۔ اگر
 انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف ہاں
 ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں کس اور
 عقل کی کھینچ چاہی ہے۔ ساغر۔
 ایسے انسان کو کوش کرنا چاہیے کہ
 اس پر عقل کا غلبہ ہے۔
 ۲۔ در جہان۔ اس کھینچ میں
 کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس
 کو مغلوب رکھے۔ گرچہ جس کی
 طبیعت فرعون ہوگی وہ اس صیحت کو
 قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہاں
 نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔
 ۳۔ آں ستیزہ۔ وہ۔ یعنی فرعون۔
 کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ نے ایمان
 لانے پر جو وعدے کئے تھے وہ سب
 ہاں سے کہہ دیے۔ جست۔ ہاں
 اچھلا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر
 ڈالا۔ کہ چگونہ۔ کہنے کا کہ موسیٰ کو
 کیسے جرات ہوئی کہ تجھ جیسے شاہ سے
 ایسی باتیں کرے۔

جملہ عالم را مسخر کردہ تو کار رلیا بخت چوں زر کردہ تو
 تو نے تمام دنیا کو تابع فرمان بنا لیا ہے تو نے اقبال مندی سے کام کو منی کی طرح کر لیا ہے
 از مشارق و مغارب بے لجاج سویی تو آرد سلطاناں خراج
 مشرق و مغربوں سے بلا جھگڑے کے سویی تو آرد سلطاناں خراج
 بادشاہاں لب ہی مانند شاد بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
 سب بادشاہ خوشی سے ہونٹ لٹے ہیں بادشاہ تیرے پاس آستانہ کی خاک پر
 سب باغی چوں بہ بیند اسب بادشاہ تیرے پاس گریزد بے عصا
 باغی ٹھوڑا جب ہمارے ٹھوڑے کو دیکھتا ہے بغیر ڈنکے کے سرخ پھیر لیتا ہے بھاگ جاتا ہے
 تا گھوں ۲ معبود و معبود جہاں بودہ گروی کمینہ بندگاں
 اب تک تو عالم کا معبود اور معبود ہاں ہے گروی کمینہ بندگاں
 در ہزار آتش شدن زین خوشترست ہاں ہے (ب) حقیر ترین بندہ ہے گا
 ہزار آگوں میں ہوتا اس سے بہتر ہے کہ خداوندے شود بندہ پرست
 نے بلش اول مرا اے شاہ ہیں تانہ بیند چشم من بر شاہ اس
 نہیں اے بادشاہ خربد پہلے مجھے قتل کر دے تانہ بیند چشم من بر شاہ اس
 خرا اول مرا گردن بزن تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے
 اے شاہ پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ میری آنکھ یہ حالت نہ دیکھے
 خود ۳ دوست و مبادا اس چنین کہ زمیں گروں شود گروں زمیں
 ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو کہ زمیں آسمان بنے اور آسمان زمین
 بندگانماں خولجہ تاش ما شوند بید لامان لخر اش ما شوند
 ہمارے غلام ، ہمارے ہسر بنیں ہم سے ڈنکے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے نہیں
 چشم روشن دشمنان و دوست کور گشت مارا پس گلستان قعر گور
 دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا ہو تو ہمارے لئے چمن قبر کا گڑھا بن جائے

۱۔ جملہ عالم ہاں نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کا تابع فرمان بنالیا ہے اس سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چھل کر دیا ہے بلکہ جھگڑا خراج وہ محصول جو بادشاہ کو لانا کیا جائے۔ بادشاہاں۔ دنیا کے بادشاہ تیرے ہی خاک چائاں فقر سمجھتے ہیں اسب باغی مخالف لشکر ہمارے لشکر کو کچھ کر بھاگ پاتا ہے ۲۔ تا گھوں تو اب تک معبود ہوا ہے لوگ تجھے سمجھتے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا لکن زندگی سے ہزار آگ کی بہتر ہیں۔ بلش۔ موی پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ روشنی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔ ۳۔ خود۔ یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشاہ بنے اور نہ ہو گا۔ بندگانماں۔ یہ اسرائیل کا جواب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت نہیں۔ چشم روشن دشمنان کی۔ اس حالت سے دوست و خجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائے گا۔ تہیف۔ کھٹان۔ دوست ہیں ہاں کو دوست اور دشمن میں تیز نہ بنی لہذا وہ اپنی بازی کھیل رہا تھا

ترتیب سخن ہامان با فرعون علیہ اللعنة
 فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہامان کی باتوں کی نزدیکی

دوست از دشمن ہی شناخت او فرد را کو رانہ کثمی باخت او
 دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا اس نے اندھے پن سے بازی اپنی چلی

دشمن! تو جو تُو مُرد اے لعلیں
اے ملعون تیرا دشمن تیرے علائقہ لکھی نہیں ہے
پیش تو ایں حالتِ بدِ دولتِ ست
تیرے لئے یہ بری حالتِ دولت ہے
گرازیں دولتِ متازی خنز خزاں
اگر تو ایں دولت سے آہستہ آہستہ نہ بھاگے گا
مشرق و مغرب چو تو بوس دیدہ آند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں
مشرق و مغرب کہ بنود برقرار
مشرق و مغرب جو پائید نہیں ہیں
تو بدال! فخر آوری کز خرس و بند
تو اس پر فخر کرتا ہے کہ خوفِ ہر بندش سے
ہر کرا مردم سجودے می کنند
جس شخص کو لوگ بھجے کرتے ہیں
چونکہ برگرد ازواں ساجدش
جب وہ بھجہ کرنے والا اس سے رو گھٹائی کرتا ہے
اے تختک آں را کہ ذلتِ نفسہ
مبارکباد ہے اس کے لئے جس کا نفس خاکسدا بنا
ایں تکبرِ زہر قاتلِ دلاں کہ ہست
اس تکبر کو زہر قاتل سمجھ کہ جو ہے
چوں مئے پُر زہر نوشد مدِ برے
جب کوئی بے نصیب زہری ہوئی شراب پیتا ہے
بعد یک دم زہر در جانش خند
تھوڑی دیر کے بعد زہر اس کی جان اڑھ کرتا ہے
گرداری زہریش را اعتقاد
اگر تو اس کے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں راگو دشمن بکیں
کیونکہ سے ' بے قصوں کو دشمن نہ کہہ
کہ دوا دو اول و آخر کلتِ ست
کہ جس کی ابتدا بھاگ ہو وہ آخر کلت ہے
ایں بہارت را ہی آید خزاں
تیری اس بہار پر غصہ آ جائے گی
کہ سر ایشاں زتنِ ببریدہ آند
جن کے سر ہڑ سے جھا کر دیئے ہیں
چوں کنند آخر کسے را پائیدار
وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟
چاپلوست گشت مردم روز چند
چند روز کے لئے انسان تیرے خوشامدی بن گئے ہیں
زہر اند جانِ اُو می آگند
اس کی جان میں زہر بھرتے ہیں
داند اُو کاں زہر بود و موبدش
وہ جان جاتا ہے کہ وہ اس کا سر د زہر تھا
ولی آں کز سر کشی شد چوں کہ اُو
اس پر انہوں جو سرکشی سے پہاڑ کی طرح بن گیا
از مئے پُر زہر گشت آں گنج و مست
زہر پوری شرب کی تہمت جس سے حق دست ملتا ہے
از طرب یک دم بختیاند سرے
تھوڑی دیرِ مستی سے جھوٹا ہے
زہر در جانش گند دادو رشتہ
زہر اس کی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے
گرچہ زہر آمدن گر وہ قوم عاد
اگرچہ وہ زہر ہے ' قوم عاد کو دیکھ لے

۱۔ دشمن تُو۔ مولانا کی طرف سے
ہلان کا جواب ہے کہ تو خود اپنا دشمن
ہے بے قصور لوگوں کو دشمن نہ سمجھ۔
دولت۔ تو اس دنیا کو دولت سمجھتا ہے
جس کی ابتدا بھاگ ہو ہے اور آخر
میں وہ لالت مار کر چل دیتی ہے۔ گر
اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو
دنیا خود اسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔
دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا
ہے۔ برگرد۔ دنیا پائیدار ہے وہ کسی کو
پائیدار کیسے کرتی ہے۔
۲۔ تو بدال۔ مجھ سے چند
انسان تکلیف کرنے لگتے ہیں تو انسان
ہو کے میں پڑ جاتا ہے ہر کر۔
لوگوں کی تکلیف ایک زہر ہے جو انسان
کی روح کو ہلاک کرتا ہے۔ چونکہ
خود بھجہ کرنے والے بھی اس زہر سے
متاثر ہوتے ہیں۔ ہلان کا اس زہر کا پتہ
جب چلتا ہے جب ان کو ہوش آتا
ہے۔ موبد۔ آتش پرستوں کا سرور۔
۳۔ تختک۔ جو لوگ دنیا میں
فردنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش
نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہریلی
ہوئی شراب ہے۔ چوں۔ تکبر کی
شراب کی گرچہ وہ انسانِ مستی کا
اظہار کرتا ہے۔ بعد یک دم۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ زہر اڑھ دیتا ہے۔ قوم
عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک
ہوئی ہے۔

چونکہ اسلئے دست یابد بر شے
جب کئی بادشاہ کی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے
وہ بیلید خستہ افتادہ راہ
اگر کسی دشمن کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے
گر نہ زہرست آں تکبر پس چرا
اگر وہ تکبر زہر نہیں ہے تو کیوں؟
وہیں دگر بل بے خدمت چوں نواخت
اس دھڑے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں نواخت؟
۲۔ ہزن ہرگز گلدائے را نود
کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں مارا
خضر کشتی را برائے آں شکست
حضرت خضرؑ نے کشتی اسی لئے توڑی
چوں شکستہ می رہد اشکستہ شو
جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے، شکستہ ہو جا
آں کہے گو داشت از کال نقد چند
”پہلا جو فقری کی چند کانیں رکھتا تھا؟“
”تبع بہر اوست گور اگر دنیست
تو اس کے لئے ہے جس کی (لوہی) گردن ہے
مہتری نطفہ ست و آتش لے انھوی
اے گرہا! سرور می کا تیل اور آگ ہے
ہر چہ او۔ ہموار باشد باز میں
جو چیز زمین سے ہموار ہو
سر برآرد از زمین آنگاہ او
”زمین سے سر اٹھاتی ہے تب وہ
فرد بان خلق ایں ما و منی ست
یہ خوبی اور تکبر مخلوق کے لئے سیرمی ہے

۱۔ چونکہ تکبر کے زور ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ اپنے تکبر کی وجہ سے مارا جاتا ہے اور زخمی پایاؤں سے جاتا ہے۔ گر نہ زہرست۔ اس بادشاہ کے مارے جانے کا سبب اس کا زہر تکبر ہے۔ دیکھو کہ اس کی خستہ حالی اس پر چمکا سبب ہے۔

۲۔ زہن۔ ڈاکو کی تکبر والہ کو لوٹتا ہے۔ گر۔ بھڑیا بھی تکبر زندہ بھڑیے کو بھڑاتا ہے۔ خضر کشتی کی شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے۔ چوں شکستہ۔ شکستہ حالی نجات کا سبب ہے۔ تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔ جس پہلا میں کانیں ہوتی ہیں اس کی کھالی ہوتی ہے۔ خضر۔ خضر بریلین کی لٹی ہے۔

۳۔ سب سب سب سے چیز ہے اس پر تو کو نہیں چلائی جالی۔ نطفہ۔ ایک مادہ ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے۔ ہموار۔ ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔ جو چیز زمین سے سر اٹھاتی ہے وہی نشانہ بنتی ہے۔ زہان۔ تکبر اور خودی انسانوں کے لئے ایک لٹی سیرمی ہے جس سے محل کر زمین پر گرتا ہے۔

بلکشدش یا باز دارد در چہ
اس کو تل کر دتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کر دتا ہے
مر ہمیش ساز دشمن و بد ہد عطا
بادشاہ اس کی مرہم (پٹی) کرتا ہے اور عطا کرتا ہے
گشت شہ را بیگناہ و بے خطا
اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور مارا
زیں دو جنس زہر را بیلید شناخت
زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے
گرگ، گرگ، مردہ را ہرگز گود
بھڑیے نے کسی مردہ بھڑیے کو کبھی نہیں پھڑا
تا تو اند کشتی از نجار رست
تاکہ کشتی غالموں سے بچ جائے
اسن وہ فقرست اند فقر رو
ان فقر میں ہے فقر اختیار کر
گشت پارہ پارہ از زخم ٹکند
”کمال کی مد سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا“
”سایہ کا فلندست بروئے خیم نیست
”سایہ جو پڑا ہوا ہے اس پر انہیں ہے
اے براہر چوں بر آوری روی
اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟
تیر ہمارا کے ہدف گردو بہیں
”تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے
چوں ہدف ہا زخم یابد بے رفو
نشانوں کی طرح نہ ملنے والے زخم پاتی ہے
عاقبت زیں نروباں افتادنی ست
انجام کار اس سیرمی سے گر پڑتا ہے

ایں افروغ ست و اُصولش آل بُود
یہ فردی بائیں ہیں اور اس کی اصل یہ ہے
چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندہ زُو
جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا

چوں بد و زندہ بخدی آل خود ویست
جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود ہے
شرح ۲: ایں در آئینہ اعمال بُو
اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر
گر بگویم انچہ دارم در دُروں
اگر میں وہ کہہ دوں جو دل میں رکھتا ہوں
بس کُتم خود زیرِ کال را ایں بس ست
بس کرتا ہوں، عقلمندوں کے لئے یہ کافی ہے
حاصل ۳: آل ہماں بدال گفتار بد
خلاصہ یہ ہے کہ اس ہلان نے بری گفتگو کے ذریعہ

تقمہ دولت رسیدہ تا دہاں
دولت کا تقمہ نہ تک پہنچ چکا تھا
خرمن فرعون را داد او بباد
اس نے فرعون کا کھلیاں برباد کر دیا
از چُنیں ہمراہ بد دوری گوئیں
ایسے برے ساتی سے بدھی اختیار کر
ایسے برے ساتی سے بدھی اختیار کر

نومید شدنِ موسیٰ از ایمان آوردنِ فرعون و جلیا فتن
حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے بائیں ہو جانا اور ملعون ہلان
سخن ہامان لعین در دل فرعون
کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف محمودیم و خود
حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور خلعت کی
خود خداوندیت را روزی بُود
آج ہی خود تیرے مقد میں نہ تھی

۱۔ ایں کبر کی یہ معنی میں تو فردی
میں بنیادی بات یہ ہے کہ کبر ہا مل
خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے
چوں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کے
مطابق اگر تو نے خود کو فانی نہیں بنایا اور
بقابل اللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا بائی ہے
چوں بد۔ جب تجھے بقابل اللہ کا مقام
حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا
کا وجود ہے اور یہ خالص و حید ہے۔
۲۔ شرح۔ وحدت الوجود کے
مسئلہ ایک تفرع گفتگو کے ذریعہ ممکن
نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے
اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے اگر
جو کہ یہ اس مسئلہ کے متعلق اگر میں
اپنے پورے خیالات ظاہر کروں تو
لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے
لہذا انہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں
جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔
۳۔ حاصل۔ غرضیکہ فرعون نے
ہلان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی
راہنمائی مسدود کر دی۔ تقمہ قری تھا
کہ وہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہلان
اس کی رو باری کا سبب بن گیا خدا اس
وزیر کی بادشاہ کو نہ دے جو بربادی کا
سبب بنے گفت موسیٰ۔ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ یہ تو بیدی سلطنت
دینا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر
میں نہ تھی۔

آں خُداوندی کہ نبود راستیں مَرُو رانے دَستِ دالِ نِے آستیں
 " آہلِ جو بھی نہ ہو ٹھہرے اس کے نہ ہاتھ ہٹا ہے نہ آستیں
 آں خُداوندی کی دُز دیدہ یُود بے دل و بے جان و بے دیدہ یُود
 " آہلِ جو چلنی ہوئی ہو " بے دل و بے جان و بے آنکھ کی ہوئی ہے
 آں خُداوندی کہ داوندتِ عوام باز بستانند از تو ہچو وام
 " آہلِ جو تجھے عوام نے دیا ہے فرض کی طرح " تجھ سے دایں لے لیجے
 آں خُداوندی تو از بندگی کترست از باز دانی اندکی
 تیری " آہلِ غلامی سے کتر ہے اگر تھوڑا سا سمجھ لے
 وہ خُداوندی عاریتِ بحق تا خُداوندیت بخشد متحقق
 عارضِ آہلِ خدا کے پرد کر دے تاکہ " تجھے متفق آہلِ عیلت کر دے

منازعت ۲ کردنِ امیرانِ عربِ بارِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 عرب کے سرداروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملکِ بائ
 کہ مُلکِ را مقاسمہ گن تا نزاع نباشد و جوابِ رسولِ ایشاں
 لیجے تاکہ جھگڑنا ہو اور آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس
 را کہ من ماموم دیر امارت و محبتِ ایشاں از طرفین
 حکمت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جابین سے ان کی بحث

آں امیرانِ عرب رگرد آمدند نزو پیغمبرِ منازِع می شدند
 عرب کے سردار جمع ہو گئے پیغمبر کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے
 کہ تو میری ہریک از ماہم امیر بخش گن ایں مُلک و بخشِ خود بگیر
 کہ آپ بھی سرداروں میں سے بھی ہر ایک امیر ہے اس ملک کو تقسیم کر لیجے اور اپنا حصہ لے لیجے
 ہریکے ۳ در بخشِ خود انصاف جو تو ز بخشِ مالدو دستِ خود بشو
 ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے آپ ہمارے حصہ سے اپنے دلوں ہاتھ دو لیجے
 گفتِ میری مَر مرا حق دادہ است سروری و اہرِ مطلق دادہ است
 آپ نے فرمایا مجھے سرداری خدا نے عطا کی ہے اس نے عالمِ سروری اور حکم عطا فرمایا ہے
 کایں قرآنِ احمدست و دورِ او ہیں بگیرید اہرِ اُورا اتقو
 کیونکہ (فرمایا ہے) یہ احمد کا زمانہ اور وہ ہے خبردار اس کا حکم مانو اور تقویٰ اختیار کرو

۱۔ آں خُداوندی غلط قسم کی آہلِ
 بے دست و پا ہوئی ہے آں
 خُداوندی۔ جو آہلِ انسانوں کی عطا
 کردہ ہے وہ انسان واپس لے لیتے
 ہیں۔ آں خُداوندی انسانوں کی عطا
 کردہ آہلِ غلامی سے بدتر ہے ہل
 جو آہلِ خدا کی جانب سے ملے ہے
 پائیدار و متفق علیہ ہوئی ہے

۲۔ منازعت۔ اس حکایت سے
 یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت کی آہلِ
 خدائی عطیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان
 سرداروں نے آنحضرت سے کہا ملک
 تقسیم کر لیا جائے تم اپنے حصہ پر
 حکمت کرو ہم اپنے حصہ پر حکمت
 کریں۔

۳۔ ہریکے۔ ہر شخص اپنے حصہ پر
 حکمت کرے آپ ہمارے حصہ
 سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔
 آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پورے ملک کی سرداری عنایت کی
 ہے کایں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ
 احمد کا دور ہے اس کا حکم مانو اور پندہیز
 گارہو۔

قوم! گفتندش کہ ہم زان قہا
 قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے
 گفت لیکن مرا حق ملک داد
 آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت دی ہے
 میری من تا قیلت باقی ست
 میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے
 قوم گفتند اے امیر افروں گو
 لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ
 آپ کی بولائی پر دلیل کیا ہے؟

۱۔ قوم گفتندش ان سرداروں نے
 آنحضرتؐ کو عرض کیا کہ ہم بھی سردار
 ہیں اور ہماری سرداری بھی خدا کا عطیہ
 ہے گفت آنحضرتؐ نے فرمایا میری
 سرداری الہی ہے تمہاری سرداری الہی
 ہے تمہاری سرداری دنیوی عارضی
 ہے قوم گفتند سرداروں نے کہا اپنی
 الہی سرداری پر کوئی دلیل پیش کیجئے۔
 ۲۔ سید آمدن۔ اس قصہ کا
 حادثہ اور تاریخ میں کہیں ذکر نہیں
 ہے اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے
 کہ آنحضرتؐ کی ایک معمولی شایعہ
 پانی کا سیلاب رک گیا اور یہ معجزہ
 آنحضرتؐ کی الہی سرداری پر دلیل بنا۔
 نہیب۔ نسبت ناکہ رعیب۔
 مرعوب خوفزدہ نہیں۔ یعنی اب تک
 میری الہی سرداری جو تم پر پڑ چبہ ہے
 واضح ہو جائے۔

سید آمدن و قضیب انداختن امراء جہت دفع شدن سید
 سیلاب کا آنا۔ اور سیلاب رونے کے لئے سرداروں کا کھڑی ڈالنا
 وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام بر امیرال
 اور مصطفیٰ علیہ السلام کے سرداروں پر غالب آ جانا

در زماں ابرے بر آمدن ہر مر
 فوراً سخت حکم سے ایک اور آیا
 رو بشہر آورد سیلے بس مہیب
 ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا
 گفت پیغمبر کہ وقت امتحان
 پیغمبرؐ نے فرمایا کہ امتحان کا وقت
 ہر سردار نے اپنا نیزہ خود در فلند
 ہر سردار نے اپنا نیزہ ڈال دیا
 نیز ہارا ہنچو خاشا کے رُود
 نیزوں کو ٹکھن کی طرح بہا لے گیا
 پس قضیب انداخت دروے مصطفیٰ
 پھر مصطفیٰؐ نے ایک شایعہ اس میں ڈال دی
 نیز ہاگم گشت جملہ وآں قضیب
 سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شایعہ
 سید آمد گشت آں اطراف پر
 سیلاب آیا اور اطراف پانی سے پر ہو گئے
 اہل شہر افعال گناہاں جملہ رعیب
 شہر والے خوفزدہ ہو کر فرار کرنے لگے
 آمد انوں تانہاں گردو عیاں
 اب آ گیا تاکہ پوشیدہ دار ظاہر ہو جائے
 تاشود در امتحان آں سید بند
 تاکہ آزمائش کے وقت میں سیلاب رک جائے
 آب تیز سید پر جوش و عنود
 جو شیلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی
 آں قضیب معجز فرماں روا
 وہ شایعہ جو سیلاب کو عاجز کرئی والی اور حاکم حق
 بر سر آب ایستادہ چوں رقیب
 ٹکھن کی طرح پانی پر کھڑی رہی

۳۔ ہر امیر سے اس سیلاب کو
 روکنے کے لئے ہر سردار نے اپنے
 ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود
 سرکش۔ قویب۔ شایعہ۔ رقیب۔
 ٹکھن

زہ تمام آں قضیب آں سیل رفت

اس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا

چوں بدیدند از دے امرۂ عظیم

جب انہوں نے ان سے وہ بڑا کاغذ دیکھا

جو نہ کس کہ جھڈ ایشال چیرہ بود

سوائے تین فصوص کے جن کا کینہ غالب تھا

بود یو جہل لعین و بولہب

لعون ابوجہل تھا اور ابولہب

ملک برستہ چناں باشد ضعیف

مارے باندے کی سلطنت لکی کمزوری ہوتی ہے

نیز ہا ۲ را گر ندیدی یا قضیب

اگر تو نے نیزہ یا شاخ نہیں دیکھی ہے

نام شاں را سیل تیز مرگ بر و

ان کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا

پنج نوبت می زندش بر دوام

بیش پانچ وقت ان کے نام پر نوبت جیتی ہے

رو بہ گردانید و سوی بحر رفت

اس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

پس مقرر گشتند آں میراں زیم

وہ سرور در سے اقرار کرنے والے بن گئے

ساحش گفتند و کاہن از محود

انہوں نے انگڑے سے ان کو جادوگر اور کاہن کہا

وال سوم ہم بود یوسفیان حرب

اور وہ تیسرا ابوسفیان بن حرب تھا

ملک برستہ چناں باشد شریف

آزاد سلطنت لکی شریف ہوتی ہے

نام شاں میں نام اویں لے عجیب

اے شریف! ان کا نام اور ان کا نام دیکھ لے

نام او و دولت تیزش نمرود

ان کا نام اور ان کی تیز حکومت نہیں مری ہے

ہم چنین ہر روز تا روز قیام

اسی طرح قیامت تک ہر روز

در تمامی حدیث موسیٰ علیہ السلام و تفریع و تو شیخ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تحجیل اور فرعون کو ڈرانا اور حکمت

گر سخر عقل ست کرم لطفها

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں

آچنناں زیں اثرت بیروں گنم

تجھے اہطل سے اس طرح نکالوں گا

اندیس آخر خران و مرد ماں

اس اہطل میں گدھے اور انسان

یک عصا آورده ام بہر ادب

مرا دینے کے لئے میں ایک لاٹھی لایا ہوں

ہر خمرے را کو نباشد مستجب

ہر اس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

۱۔ امر عظیم یعنی آنحضرت کی شاخ
سے سیلاب کا رگ جانا۔ جزئہ کر۔
یعنی دوسرے سرور تو ایمان لائے
ابوجہل ابولہب اور ابوسفیان ایمان نہ
لائے اور حضور کو جادوگر اور کاہن کہتے
گئے۔

۲۔ نیزہ یا شاخ کا مطلب اگر تو نے وہ
نیزہ اور شاخ کا حاملہ نہیں دیکھا
ہے تو اب ناموں سے اس معاملہ کو
سمجھ لے نام شاں ان کے ناموں کو
موت کا سیلاب بہا لے گیا اور
آنحضرت کے نام نامی کا پانچ وقت
قیامت تک ان میں ڈٹکا جاتا ہے۔
۳۔ گر تو حضرت موسیٰ نے
فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے
میں نے دین کی رو دکھا کر تجھ پر
مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو
تیرے لئے یہ میری لاٹھی ہے آخر۔
اہطل۔ اندیس۔ اس دنیا میں
انسان اور حیوان شے سے مصیبت میں
ہیں۔ ایک عصا۔ یہ میری لاٹھی ہے
لوہوں کو ادب سکھانے کے لئے
ہے۔

اژدہائے امی شود در قہر تو
تجہ مغلوب کرنے میں ایسا اژدہا بنے گی
اژدہائے کوہی تو بے اماں
تو بے لاکھ پہاڑی سانپ ہے
ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی
یہ لاکھی دوزخ کا حرا بنی ہے
مر ترا گوید کہ اے گہر دینی
تجہ سے کہتی ہے کہ اے کینے کافر
ورنہ درمانی تو در زندان من
دہن تو میری قید میں رہے گا
باز گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
باز گرد اے گمراہ بد بخت دُور
اے کینہ بد بخت گمراہ باز آ
ایں عصائے بُود ایندم اژدہاست
یہ لاکھی حتی اب اژدہا ہے

در بیان آنکہ شنائے ساقدرت حق تعالیٰ پیرِ سد کہ بہشت گجاست و دوزخ چہ جاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہرست ۳۱ ایں دوزخ تمام دولت
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر گجا خواہد خدا دوزخ کند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ پیدا کر دے
ہم ز دانت برآرد در دہا
تیرے دانتوں میں مد پیدا کر دے
یا کند آب دہانت را عسک
یا تیرے لعاب دہان کو شہد بنا دے

ہست پوشیدہ یقیں ز آب و گلست
یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دام و رخ کند
بلندی کو پرند کے لئے جال اور پھندا بنا دے
تا بگوئی دوزخ بست و اژدہا
حتیٰ کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ اور اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و خلل
حتیٰ کہ تو کہیں لگے کہ بہشت اور جوڑے ہیں

۱۔ اژدہا سیلائی تیرے لئے اژدہا
بنے گی چونکہ تو خدا اژدہا بنا رہا ہے کہ
۲۔ یہی تو پہاڑی سانپ ہے اور سیلائی
آسمانی اژدہا ہے اس عصا منکر کے
لئے یہ لاکھی دوزخ کا اثر رکھتی ہے اور
مومن کے لئے نور ہدایت ہے
۳۔ ورنہ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ
کے لئے میری قید میں رہے گا۔
۴۔ باز گرد حضرت موسیٰ نے
فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق
اختیار کر لے ورنہ دوزخ میں بری
حالات میں رہے گا۔ ایں عصا یہ
لاکھی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے
تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔
۵۔ دہیاں جو شخص قدرت الہی کا قائل
ہوتا ہے وہ دوزخ اور بہشت کے
بارے میں شکوک نہیں ہوتا ہے۔
۶۔ ظاہرست۔ عالم غیب کی
خبروں کے آثار اس عالم
شہدیں موجود ہیں لیکن انسانوں کا
عالم ناموس میں انہماک ان کے
اہماک سے مانع ہے اور نہ بلندی کی
رُخ۔ خیال۔ ہم ز دانت۔ انسان
دانتوں کے درد میں ایسا جلا ہوتا ہے
کہ اس کو دوزخ اور اژدہوں کی تکلیف
محسوس کرتا ہے یا کند لعاب دہان
کو ایسا لذت بخش کر دیتا ہے کہ بہشت کا
مزا آجاتا ہے۔

از بنِ دُشمن برویاند شکر
تا بدانی قوتِ حکم و قدر
تا کہ تو تقدیرِ حکم کی طاقت کو سمجھے
فکرِ گن از ضربتِ نا محرز
تا قاتلِ بچہ ضرب کی فکر کر
سبٹیاں را از بلا محضوں گند
سبٹوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے
بر کلیمے قندنا ممنون شود
کلیم (اللہ) پر بغیر مت شکر بن جاتا ہے
در میان ہوشیارِ راہ و مست
راستہ کے ہوشیار و مست کے درمیان
کہ گشا دآں را و ایں را سخت بست
کہ اس نے اس کو کھل دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا
قہر او ابلہ گند قاتیل را
اس کا غصہ قاتیل کو اجنبی بنا دیتا ہے
عقل از عاقل قہر خود برید
قہر سے عقلند سے عقل منتقل کر دی
وز نکال از عاقلان دانش رمید
غلب سے عقلندوں سے عقل بھاگ گئی
عقل ایں موشم حق دید و گر بخت
عقل نے اس جانب شکر کیا تا اس کی دشمنی اور بھاگ گئی
جملہ بر ترتیب آیند و روند
سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں
کہ نہ پس ماندز ہنگام و نہ پیش
کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے
دانش آوردند در سنگ و عصا
انہوں نے پتھر اور لاشی میں عقل پیدا کر دی

۱۔ پس بدشمن۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کمزروں کی ایذا رسانی کے لئے نہ استعمال کرنا چاہیے۔ نمل۔ مہیائے نمل۔ فرعونوں کے لئے خون ثابت ہوا اور اسرائیلیوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ حکیم۔ حضرت موسیٰ تابانی۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جو ذات ان جہالت کو ہاشمہ دیتی ہے کہ قدر علیہ خیر ہے۔
۲۔ نمل۔ مہیائے نمل میں یہ قوت نیز خطاب اللہ آئی تھی۔ اں۔ یعنی حضرت موسیٰ و اہل۔ یعنی فرعون و جہالت۔ اللہ تعالیٰ بھی جہالت کو عقلمند بنا دیتا ہے اور بھی عقلندوں کو بے عقل بنا دیتا ہے۔
۳۔ اہ۔ تمام کلمی اہرام ترتیب سے مصروف ہیں۔ ہر ایک ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقررہ وقت سے نہ وہ تقدیر کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چل کر۔ اس بات کو جب انسان انہما کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ جہالت میں یہ سمجھ پیدا کرتا ہے۔

تجملات! دگر را بے لباس
تا کہ دوسرے جمالت کو بلاشبہ
طاعت سنگ و عصا ظاہر شود
چتر لہ لاشی سے فراموشی ظاہر ہو
کہ زیز داں آگہیم و طاعتیم
کہ ہم خدا سے واقف ہو فراموش ہیں
ہچوں آب نیل دانی وقت غرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے فرق کرتے وقت
چوں زمیں کش داناں آمد وقت خسف
زمین کی طرح جس کو خسانے کے وقت غسل آگئی
چوں قمر کہ امر بشید و شتافت
چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا ہوا
چوں ستوں نالید از ہجر نبی
جس طرح ستوں نبی کے فرق میں دیا
چوں درخت و سنگ کا اندر ہر مقام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
قیاس سے لاشی لہ چتر کی طرح سمجھ لے
وز جمالت دگر خیر شود
تو وہ دوسرے جمالت کے بارے میں خبر ہوتا ہے
ملمہ بے اتقانی ضائعیم
مہافت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں
کہ میان ہر دو امت کرد فرق
کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا
در حق قاروں کہ قہرش کرد نسف
قانون کے بارے میں کاس کے قہر نے اس کو ہلاک کر دیا
پس دویمہ گشت برجین و شکافت
بحر آسمان پر دو کھلے ہو گیا لہ شق ہو گیا
با خبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس سے بڑے لہ بچے باخبر ہو گئے
مصطفیٰ را گفت ظاہر والسلام
مصطفیٰ کو واضح طور پر سلام کیا

۱۔ تجملات۔ لاشی لہ چتر پر
قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے جمالت
کو بھی اللہ تعالیٰ عقل عنایت فرمادیتا
ہے۔ لباس۔ اتقاس۔ طاعت لاشی
نے حضرت موسیٰ کی لہ چتروں نے
آنحضرت کی اطاعت کی۔ ہر دو
امت یعنی حضرت موسیٰ اور فرعون کی
قوم۔ چوں زمیں۔ قاروں کے
بارے میں زمین میں شہید ہوا۔
۲۔ چوں قمر۔ آنحضرت سے حق القمر
کا مجرہ ظاہر ہوئے ستوں۔ ستوانہ بنا
نہ آنحضرت کے فرق میں دیا۔
داسلام۔ چتروں لہ درختوں سے
آنحضرت کو سلام کرنے کا مجرہ ظاہر
ہوا۔
۳۔ دی۔ سنی نے کہا کہ تمام عالم
اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی
فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیداوار
ہے۔ پیداوار کاس کے بارے میں کیا
علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی
ہے۔ بارش ابر سے پیدا ہوئی ہے تو
بارش ابر کے بارے میں کیا جان سکتی
ہے۔ ذرہ ذرہ کا آفتاب کے حادث
ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری کہ منکر الوہیت است
سنی لہ فلسفی کا بحث کرنا لہ اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے
و عالم را قدیم دانند
اور عالم کو قدیم جانتا ہے

دی کیسے کی گفت عالم حادث است
کل ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے
فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث
فلسفی نے کہا تو نے اس کے نو پیدا ہونے کو کیسے جانا
ذرہ خود نیستی از انقلاب
تو اس انقلاب کا ایک ذہ بھی نہیں ہے

فلیستیں چیں خوش طرست
یہ آسمان فانی ہے لہ اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے
حادثی ابر چوں داند غیوث
بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم؟
توچہ میدانی حدوث آفتاب
تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

۱۔ کرینگے۔ گوہر میں جو کچھ ہے
اس کو زندگی دیتا اور ہمتا کی کج خبر ہو
کتی ہے اس۔ انسان کے ہاں
سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن
لی ہے اسی طرح بلا تین اس کو ہمتا چلا
آتا ہے جست فلسفی نے کہا اگر اس
مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر
خود بخود زیادہ باتیں نہ کر گفت۔ سنی
نے کہا میں نے ایک دفعہ و فریق کو
اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا وہ
جدل۔ دونوں میں زور دہ بحث ہو
رہی تھی اور ایک صحیح ہو گیا تھا۔ سنی
میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے پہنچ گیا
تھا۔

۲۔ من بسوی۔ میں بھی اس مجمع
میں پہنچا تا کہ ان کی باتیں سنوں۔
آں کیلئے ایک یہ کہتا تھا کہ اس عالم کا
کوئی بنانے والا ہے لہذا یہ پیدا چہر
ہے۔ حال دگر دوسرے یہ کہتا تھا کہ عالم
قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں
ہے اگر کہتے خود خود اپنے آپ بنانے
والا ہے بے کیسٹ۔ یعنی عالم کے
بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ
کب سے ہے گفت۔ دوسرے
نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے لفظ کا
منکر ہو گیا۔

۳۔ گفت بے بہان فلسفی نے
کہا میں غبی بہان کے کوئی بات نہ
سنوں گا تو شخص تقلیدی باتیں کر رہا
ہے گفت جت۔ سنی نے کہا جت
ذاتی ہے اور یہ کہ خود انسان اپنے
حالات پر گہر کرے تو اس سے وجود
پاؤی پرستار لال کر سکتا ہے۔ من
عرف نفسه فقد عرف ربه جس
نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا
کو پہچان لیا۔

کر کجی کا اندر حدت باشد و نفس
و کیزا جو غلاقت میں فتن ہے
اس بتقلید از پیدہ بشیدہ
تو نے یہ باپ سے تقلید سنا ہے
چیسٹ بڑہاں بڑہاں حدوت اس بگو
یہ بتا اس کے نوپیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟
گفت دیدم اندریں نحر عمیق
اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمند میں
در چدال و در خصام و در شکوہ
لڑائی اور جھگڑاے اور شور میں
سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں
اس ہنگامہ کی طرف میں بھی روانہ ہو گیا
من ۲ بسوی جمع ہنگامہ خدوم
میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا
آں یکے می گفت گردوں فانی ست
ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے
واں دگر گفت اس قدیم و بے کیست
دوسرے نے کہا یہ قدیم اور کب سے ہے کے بغیر ہے
گفت منکر گشتہ خلاق را
اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا
گفت ۳ بے بڑہاں نخواہم من شنید
اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا
ہیں ببا در جت و بڑہاں کہ من
خبر در جت اور دلیل لا کیونکہ میں
گفت جت در دون جاہم ست
اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بداند آخر و بدوز میں
وہ زمین کے انجام اور آقا کو کیا جان سکتا ہے؟
از حماقت اندریں پیچیدہ
بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے
ورنہ خامش گن فزوں گوئی حو
ہنہ چپ ہو جا ' زیادہ باتیں نہ بنا
بحث می کروند روزے و فریق
ایک دفعہ و فریق بحث کر رہے تھے
گشتہ ہنگامہ براں دو کس گروہ
اور اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا
تاہیابم اطلاع از حال شاں
تا کہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں
اطلاع از حال ایشاں بستدم
اور ان کے حال کی معلومات حاصل کیں
بے گمانے اس پنا راہانی ست
بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے
میشش بانی و یابیانی و است
اس کو کوئی بنانے والا نہیں اور یا وہ خود بنانے والا ہے
روز و شب آیندہ و رزاق را
دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا
انچہ گوئی بہ تقلیدے گزید
تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے
نقوم بے جت اس را در زمین
اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا
در دون جاں نہاں بڑہاں ست
جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

توئی اپنی ہلال از ضحہ چشم
آگہ کی کزوی سے تو چاند کو نہیں دیکتا ہے
گفتگو بسیار گشت و خلق گنج
بات بسی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے
گفت ۲ یاد آرد دو دم گچے ست
اس نے کہا دوست میرے دل میں ایک دلیل ہے
من یقین دائم نشان آں بود
مجھے یقین ہے اس کی علامت یہ ہے
در زباں می ناید ایں جغت بدال
سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
نیست پیدا بر سر گفت و گوی من
میری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے
اشک ۳ چوں بر رخ روانہ می رود
جب آنسو رخ پر بہتے ہیں
گفت من لہ نہا ندام گچے
اس نے کہا میں اس کو کبھی دلیل نہیں سمجھتا ہوں
گر بیاری من گنم آترا قبول
اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
گفت چوں قلبہ و نقدے دم زند
اس نے کہا جب کھٹا اور کھرا دعویٰ کریں
ہست آتش امتحان آخریں
تو آخری آزمائش آگ ہے
عام و خاص از حال شاں عالم شوند
عام اور خاص ان کے حال سے باہر ہو جائیں گے
آب و آتش آمد اے جاں امتحان
لے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

من ہی ینم مکن بر من تو چشم
میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر
در سر و پلایان ایں چرخ پنج
اس با امانہ آسمان کی رہتا اور اچھا میں
بر حدوث آسمانم آیتے ست
جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے
مر یقین داں را کہ در آتش رود
کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھے
بچوں حال و سر عشق عاشقان
جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز
جو کہ زردی و زواری رہی من
سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے
جغت حسن و جمالش می شود
اس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں
کہ بود در پیش علمہ آیتے
جو علمائے کے سامنے علامت بنے
ورنہ کوتاہ کن حدیث عرض و طول
ورنہ لمبی چھڑی بات کو مختصر کر
کہ تو قلسی من نکویم و از جمند
کہ تو کھٹا اور میں اچھا اور مبارک ہوں
کاندہ آتش در ہند آں دو قریں
کہ دلوں ساتھی آگ میں گریں
از گمان و شک سوی اقبال روند
گمان اور شک سے یقین کی جانب چلے جائیں گے
نقد و قلبہ را کہ آں باشد نہال
اس کھرے اور کھوٹے کے لئے جو پیشہ ہو

۱ توئی بنی۔ اس دلیل کی مثال
پہلی بات کے چاند کی سی ہے جس کو
نہ دیکھ سکے خود اپنے آپ کو علامت
کرے گفتگو ان دلوں میں بات
آتی ہوگی کہ لوگ عالم کے حادث
ہونے نہ ہونے میں حیران ہو گئے۔
۲ گچے یا زردی نے کہا ہے
دوست وہ زانی اور باغی دلیل دنیا کے
حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے
اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
میرے بچے ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ میں اور تو آگ میں کھویں جو چکا
لے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
دلائل سے نہیں بلکہ اس کے آثار اور
حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے
عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
دلیل ہوتے ہیں۔

۳ اشک۔ عاشق کے آنسو عشق
اور معشوق کے حسن کی دلیل ہوتے
ہیں۔ کہ بود قلسی نے کہا میں قلسی
دلیل چاہتا ہوں جو کام بھی سمجھ سکیں۔
ہست سنی نے کہا اگر کھرے
کھوٹے میں بحث ہو تو آزمائش کی
یہ صحت ہے کہ ان کو آگ میں تیلیا
جائے اس سے شکوک و شبہات رفع
ہو جائیں گے لہذا تجھے اور مجھے آگ
میں داخل ہونا چاہیے جو چاہے وہ بچے
گا۔

تاجت باقی حیرانان شویم
 باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں
 کہیں درِ دعویٰ من و تو کو قہیم
 کیونکہ میں نے تو نے دوسے کا وہ نہ کھٹکھٹایا ہے
 ہر دو خود را بر تہ آتش زدند
 دونوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈال دیا
 متقی را ساخت تازہ تر بکرد
 متقی کو سنہرے دیا تازہ کر دیا
 رست و سوزید اندر آتش آں دعی
 فتح گیا اور وہ حرام زلہ آگ میں جل گیا
 کوئی افزوں روانِ خام را
 جو کبھی دھوپ کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے
 کش مسمیٰ صدر ربودہ است و اجل
 کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا
 در رہ او سر بسر او فتادہ
 اس کے راستے میں سر کے بل پڑی ہیں
 سر گروہ و بے عصا را راویہ
 سرگروہ کا بے بہارے کے لئے سراب کرنے والا بنا
 بر دیدہ پر دہای منکراں
 جنہوں نے منکروں کے ہرے چاک کئے ہیں
 در دوام معجزات و در جواب
 معجزوں کے دوام اور جواب کے بارے میں
 در حدوث چرخ پیر و زست و حق
 آسمان کے نوپیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے
 یک نشان بر صدقِ ایں انکار کو
 اس کے انکار کی چٹائی پر ایک علامت بھی کہیں ہے

تاجت و تو ہر دو در آتش روم
 میں اور تو دونوں آگ میں گھس
 یاسن و تو ہر دو در بحر او قہیم
 یا میں اور تو دونوں مہیا میں کہیں
 ہچنچاں کردند و در آتش شدند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں جل گئے
 فلسفی را سوخت خاکستر بکرد
 اس نے فلسفی کو جلا دیا تاکہ بنا دیا
 آں خدا گویندہ مرد مدعی
 وہ مدعی خدا کا ماننے والا
 آز مودہ بشنو ایں اعلام را
 اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن
 کہ سوزید رست ایں نام از اجل
 کہ موت سے یہ نام نہ جلا
 صد ہزاراں روح شد دلدادہ
 لاکھوں رو جس دل والا ہیں
 صد ہزاراں خلق را در باد یہ
 جنگل میں لاکھوں انسانوں کا
 صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآن
 قرآن میں اس طرح کی لاکھوں باتیاں مذکور ہیں
 چوں گرو بستند غالب شد صواب
 جب انہوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی
 فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
 میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا
 تاجت منکر ہمارہ زرد رو
 منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

۱۔ تاجت و تو ہر دو در آتش
 ہوجائے گی تو ہر دو میں سمندر میں کہیں
 جو چاہے وہ فتح جائے گا۔ چنچاں۔
 چنانچہ دونوں آگ میں کھسے ہی فتح
 گیا فلسفی جل گیا۔ مدعی۔ وہ شخص جو
 جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے
 ۲۔ کہ سوزید رست ایں نام از اجل
 بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ نام و لا صدر
 اور بزرگ ہوتا ہے۔ صدر ہزاراں۔
 ایسے بزرگوں کی لاکھوں رو جس دلدادہ
 ہوتی ہیں۔ صدر ہزاراں۔ غالباً
 آغوش کے اس معجزے کی طرف
 اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ
 پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان
 بچائی گئی۔ باقی شریط لگانا۔
 ۳۔ چوں گرو۔ جب بھی مخالفین
 نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے
 ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان طحال سے
 میں یہ سمجھا کہ عام کو پیدا کرنے والا چاہا
 ہے۔

ایک منارہ! در شکی منکران
 منکوں کی تعریف میں ایک منارہ بھی
 منبرے گو کہ وہ آتجا خمرے
 کئی خیر کہاں ہے کہ اس پر کئی خیر دینے والا
 رومی دینار ورم از نام شان
 دینار ورم کا رخ ان کے نام سے
 سکتہ شہاں بھی گروہ دیگر
 بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے
 بر رُخ نقرہ ویا رُہی زرے
 چاندی پر یا سونے پر
 بر رُخ سیم و زرے اندر جہاں
 دنیا میں چاندی و سونے پر
 خود بگیر ایں معجزہ چوں آفتاب
 اس صحن چمے معجزے کو لے
 زہرے کس را کہ یک حرفے از لیل
 کسی کی جمل نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف
 یار غالب شو کہ تا غالب شوی
 غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے
 حُجّت منکر ہی آمد کہ من
 منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں
 پیچ تندیشد کہ ہر جا ظاہر یست
 اس نے نہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے
 قائمہ ہر ظاہرے خود باطن ست
 ہر ظاہر کا قائمہ خود پوشیدہ ہے
 ایں تفاوت حق نہاد اندر زماں
 زمانہ میں یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تابا شد عیاں
 دنیا میں کہاں ہے تاکہ بات واضح ہو
 یاد آرد روزگار منکرے
 منکر کے زمانے کو یاد کرے
 تا قیامت می دہد از حق نشان
 قیامت تک حق کا نشان دے گا
 سکتہ احمد بہ ہیں تا مستقر
 احمد کے سکہ کو قیامت تک دیکھ
 وانما بر سکتہ نام منکرے
 سکہ پر کسی منکر کا نام تھا
 سکتہ بنما بنام منکران
 منکوں کے نام کا سکہ دکھا
 صد زبان و نام او امّ الکتاب
 جو سوزناں والا ہے وہ اس کا نام قرآن ہے
 یا بد زرد یا فزاید در میاں
 چمے یا در میاں میں بڑھائے
 یار مغلوباں مشو ہیں اے غوی
 خبردار! اے گروہ مغلوبوں کا یار نہ بن
 غیر ایں ظاہر نمی بینم و طن
 اس ظاہر کے سام میں اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں
 آل ز حکمتہای پنہاں خمر یست
 وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کرنے والا ہے
 ہنچو نفع اندر دولہا کلان ست
 جس طرح دواؤں کا قائمہ پوشیدہ ہے
 تا بد اندر اہل عرفاں در جہاں
 تاکہ اہل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱۔ منارہ وہ بلند جگہ جہاں علامت
 کے لئے آگ روشن کر دیتے تھے
 ۲۔ خمرے خیر دینے والا۔ رومی سکوں
 پر اپنا نام کا نام کی چابی کا نشان ہے
 مستقر قائم۔ ہمیشہ منکرے یعنی
 منکر خدا
 ۳۔ خود یعنی اگر سکوں پر نام قائم
 رہے معاملہ میں شک و شبہات ہیں
 آنحضرت کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
 لے زہرہ قرآن میں ایک حرف کی
 بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکتی
 غالب یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب
 یعنی مخلوق۔ حجت منکر منکر کی سب
 سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم
 بتاتا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے
 پیدا کرنے والا کہیں ظاہر نہیں ہے
 ۴۔ پیچ تندیشد کی گزروں سے کہ
 ظاہر کو سب کچھ بھلایا گیا حالانکہ ظاہر
 باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے
 قائمہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر
 سے مقصود بھی باطن ہے دوا کا قائمہ دوا
 میں چھپا ہوا ہے اور وہ مقصود ہے

عمر کر گس اسے ہزار و پانصد ست
گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے
مر کبوتر راچہ باشد زال بدست
کبوتر کو اس سے کیا ہاتھ آیا
مرگ کر گس می نہ بیند آشکار
گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں
لاکھوں کبوتر مرتے ہیں

جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
نہ غلط کردند یک کس باقیست
نہیں انہوں نے غلطی کی ایک ذات باقیہ
می نہ بیند از غمی نے پس نہ پیش
اندھے پن سے نہ آگ دیکھتے ہیں نہ چچا
چونکہ ظاہر میں شد انداز جہل خویش
وہ چونکہ اپنی نادانی سے ظاہر میں بنے

می ۲ نمائد در جہاں یک تار مو
دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
باطش بنگر بریں ظاہر مایست
اس کے ہاتھوں کو دیکھ ظاہر پر نہ ٹھہر
ہر چہ پیدا کرد بہر معنی ست
اس نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
تفسیر آیت کریمہ ”آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا
يَسْتَهْمَا إِلَّا بِالْحَقِّ نِیَا فَرِید شَالِ از بہر ہمیں کہ شامی بیند
کیا مگر حق کے ساتھ ان کو صرف ہی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو
بلکہ ہر معنی و حکمت باقیہ کہ شامی بیند آں را
بلکہ ایک معنی اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جس کو تم نہیں دیکھتے ہو

چچ نقاشے نگار در زین نقش
توئی مصور عمدہ تصویر بناتا ہے
بے امید نفع بہر عین نقش
نفع کی امید کے بغیر محض تصویر کے لئے
بلکہ ۳ بہر میہمانان وکیاں
بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے
کہ بفرجہ وارمند از لڑہاں
تاکہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں
شادی بچگان ویاو دوستاں
بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے
گزرے رفتہ مرا از نقش آں
گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے
چچ کوزہ گر گند کوزہ شتاب
توئی کہد جلد سکھا بناتا ہے
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
محض سکھ کے لئے نہ کہ پانی کے لئے؟

۱ کر گس مشہور ہے کہ گدھ کی
عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی
ہے یعنی اپنی عمر کی کتاب اور گدھ کی
طویل عمر ہونے کی وجہ سے اس کو قدیم
مان لیتا ہے۔ جملہ سب کبوتر گدھ کو
ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی
صرف خدا کی ذات ہے۔
۲ می نمائد دنیا کی ہر چیز فانی
ہے۔ بس باقی ذات خداوندی ہے۔
ہر چہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی
ہے کسی پوشیدہ حکمت وجہ سے کی
ہے۔ چچ کوئی مصور تصویر برائے
تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اس کا اس میں
کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔
۳ بلکہ مصور کا مقصد دوستوں
اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے
شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر
خوش ہو یا غائب دوستوں کی تصویر کو
دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ۔
کہد سکورا اس لئے بناتا ہے کہ اس
میں بھر کر پانی پیا جائے۔

چچ کاسہ اگر گند کاسہ تمام
تکئی پیلہ بنانے والا پیلہ مکمل کرتا ہے
چچ خطاطے نويسد خط بفقن
تکئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے
نقش ظاہر بہر نقش غائب است
ظاہری نقش پیشہ نقش کے لئے ہے
تاہوم چارم دہم بر می شمر
تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کر لے
ہچو ۲ بازی پہلی شطرنج اے پسر
اے بیٹا! شطرنج کی بازیوں کی طرح
ایں نہادہ بہر آں لعب نہاں
ایں نے اس کے لئے پیشہ چال چلی
چنچنیں دیدہ جہات اند جہات
اسی طرح غرضوں میں غرضیں
اول ۳ از بہر دؤم باشد چنل
پہلی چال دوسری کے لئے لکھی ہے جیسا کہ
واں دؤم بہر سوم می واں تمام
دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے
شہوت خوردن ز بہر آں منی
کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے
گند بینش می نہ بیند غیر ایں
ناقص نظر اس کے سوا نہیں دیکھتی ہے
بست راجہ خواندہ چہ نا خواندہ
گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

بہر عین کاسہ نے بہر طعام
محض قیلہ کی خاطر نہ کہ کھانے کے لئے؟
بہر عین خط نہ بہر خواندن
محض خط کی خاطر نہ کہ پڑھنے کے لئے؟
واں برلی غائب دیگر بہ بست
وہ کسی دوسرے غائب کے لئے بنا ہے
ایں فوائد را بمقدار نظر
ان فوائد کو نظر کے انداز کے مطابق
فائدہ ہر لعب در ثانی نگر
ہر چال کا فائدہ دوسری چال میں دیکھ
واں برلی آں واں بہر فلاں
وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے
درپے ہم تارسی در برد و مات
پے پے یہاں تک کہ تو بازی جیت لے
کہ شدن بر پایہای فرد باں
بیزگی کے م جوہر چڑھنا
تارسی تو پایہ پایہ تا بپام
تاکہ تو بیزگی بہ بیزگی بالا خانہ تک پہنچ جائے
واں منی از بہر نسل و روشنی
اور منی نسل اور روشنی کے لئے ہے
عقل او بے سیر چوں نسبت زمین
اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح ساکن ہے
ہست پئی او بگل در ماندہ
اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

۱۔ کاسہ پیالہ اس لئے بٹایا جاتا
ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھلیا
جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا
کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو
لوگ شوق سے پڑھیں۔ نقش نقش
ظاہر معنی پرطالت کرتا ہے معنی کسی
اور مقصود پر طالت کرتے ہیں اسی
طرح در دنیا میں سلسلہ قائم ہے ہر فعل
کے مطابق لوگ ادا کرتے ہیں۔
۲۔ ہچو۔ شطرنج میں جو چال چلی
جانی ہے اس سے مقصود یہی چال
نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو
اگلے چال چلنی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔
چنچنیں۔ آخر تک کی چالیں پیش نظر
رکھ کر چال چلی جانی ہے اس سے
انسان بازی جیت لیتا ہے۔

۳۔ اول۔ پہلی چال دوسری چال
کے لئے اسی طرح سے درپہ ہے
جیسے بیزگی کے ڈنڈے سے چھلا ڈانڈا
دوسرے کا درپہ اور دوسرا تیسرے اور
تیسرا چوتھے ڈنڈے کے لئے واسطہ
ہے۔ شہوت خوردن۔ کھانے کی
خواہش ہوتی ہے وہ ذریعہ بنتی ہے منی
کی تولید اور منی کی تولید سب بنتی ہے
نسل کی بنیاد کا۔ کد بینش۔ جو شخص کدہ
نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا
مقصد صرف کھانا کھانا ہے نہ کہ شوق
ایسا کہ نظر انسان گھاس کی طرح اپنی
جگہ جم رہا ہے اس کے نزدیک مقصود
اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔
نسبت زمین زمین کی گھاس کو بلانا اور
نہ بلانا یکساں ہے وہ کسی نہیں چل
سکتی ہے اور اس کے پاؤں مٹی میں
پھنسنے ہیں۔



۱۔ گر سرکش گھاس کے پٹنے سے
دھوکا نہ کھاتا چاہے وہ کھڑی کھڑی
سر ملاری ہے اس سرکش باد صبا کی
دھوت پر اس کا سر لیک کہتا ہے اس کا
پاؤں ناغہ مانی کرتا ہے چلے غلام۔
اس کو آفاق اور اس کی سیر حاصل نہیں
ہے وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور بغیر
دیجے انصاف کی طرح قدم بڑھاتا
ہے چلو توکل کا سہارا پکڑتا ہے۔

۲۔ بر توکل۔ اسباب کو ترک کر
کے توکل اختیار کرنا غلط ہے میدان
جنگ اور شطرنج کی بازی میں جب
تک اچھی چالیں نہ چلے گا کام نہ بنے
گا۔ نظر پائی۔ اولیاء کی نظریں جو
غصہ مری ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور
افس کی سیر کرتی ہیں اور ہوں کو
چاک کر دیتی ہیں دس سال میں
ہونے والے واقعات کو عالم مثل
میں دیکھ لیتی ہیں ان کے آگے بچھے
کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی
نظریں لوح غیب سے ہونے والے
واقعات پڑھ سکتی ہیں۔

۳۔ چل نظر۔ ان بزرگوں کی
نظریں ابتداءً آخرت میں کو بھی دیکھ لیتی
ہیں لڑل میں حضرت آدم کو خلیفہ
بنانے کے بارے میں ملائکہ نے جو
گفتگو کی اس کو یہ سن لیتے ہیں۔ م
پیش۔ اب تک جو واقعات ہونے
والے ہیں ان کو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں
غرض کہ اول اور ابدان کی نگاہوں کے
سامنے ہوتا ہے اور ان کا علم اگر علم
خود غدی کی طرح محیط نہیں ہوتا لیکن
حضرت حق ان کو بہت ہی چیزوں کا
علم عطا فرمادیتا ہے۔ روزِ فصل۔ روز
محشر۔ جس ہرے کے جو جس قدر دل
کو صاف کرے اس پر عقل کر لیتا
ہے اس قدر اس کو مغیبات کا مشاہدہ
ہوتا ہے۔

گر سرکش جبید بباو تیز رو
اگر تیز چلے دلی ہو اسے اس کا سر بلے
آں اس سرش گوید سَمْعًا یَا صَبَا
اس کا سر کہتا ہے ہم نے باد صبا کی اطاعت کی
چوں نداد سیر میراند چو عام
چنگ چلنا نہیں جانتا ہے عوام کی طرح چلتا ہے
بر توکل ۲۔ تاجہ آید در نبرد
جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

وال نظر ہی کہ آں افسردہ نیست
وہ نگاہیں جو غصہ مری ہوئی نہیں ہیں
انچہ دروہ سال خواہد آمدن
جو کچھ دس سال میں آئے گا
ہمچنین ہر کس باندازِ نظر
اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق
چونکہ سدّ پیش و سدّ پس نماوند
چنگہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی
چوں ۳۔ نظر پس کرو تا بدو وجود
جب اس نے پیچھے نظر کی وجہ کی ابتدا تک

بحث اُملاک و زمیں با کبریا
خدا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بحث
چوں نظر در پیش اُگلند او بدید
اس نے جب نگاہ آگ ڈالی تو دیکھ لیا
پس ز پس می بیند اوتا اصل
پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے
ہر کس اندازہٴ روشندی
ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے

تو بسر جُبا نیش غرہ مشو
تو اس کے سر ہلانے سے دھوکا نہ کھا
پلی او گوید عَصِیْنَا خَلْنَا
اس کا پس کہتا ہے ہم نے نافرمانی کی ہے میں چھوڑ
بر توکل می نہد چوں کو گام
اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے
چوں توکل کردن اصحاب فرد
جیسا کہ چہر باز کا توکل کرنا
جو رونندہ جو درندہ پردہ نیست
وہی چلے دلی پندہ چاک کرنے دلی ہیں
ایں زماں بیند پنچشم خویشتم
وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے
غیب و مستقبل بہ بیند خیر و شر
غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے
شد گزراہ چشم و لوح غیب خواند
وہ گزر جانے والی آنکھ میں گیارہاے غیب کی شئی پڑھ لیا
آخر و آغاز ہستی رو نمود
وجود کا آخر اور آغاز رضا ہو گیا
در خلیفہ کردن بابلی ما
اہلے بابا جان کو خلیفہ بنانے میں
انچہ خواہد بود تا محشر پدید
ہر اس چیز کو جو محشر تک رضا ہو گی
پیش می بیند عیاں تا روزِ فصل
سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے
غیب را بیند بقدرِ صیقلی
ضعف کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید
 جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
 گرتا گرتی کالی کاں صفا فصل خداست
 اگر تو کہے کہ وہ دل کی صفائی خدا کی دین ہے
 قدر ہمت باشد آں جہد و دعا
 وہ کوشش اور دعا ہمت کے اندازے سے ہے
 ولہب ۲ ہمت خداوندست و بس
 ہمت کا یہ عطا کرنے والا صرف خدا ہے
 نیست تخصیص خدا کس را بکار
 اللہ تعالیٰ کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا
 لیک چوں رنجے دہد بد بخت را
 لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی بد مصیب کو تکلیف دیتا ہے
 نیک بختے را چون حق رنجے دہد
 جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
 بد دلاں از بیم جاں در کار زار
 بد دلاں نے جنگ میں جان کے خوف سے
 پر دلاں در جنگ ہم از بیم جاں
 بہادری نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
 رستم آں را ترس و کم واپیش برود
 بہادری کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
 چوں محک آمد بلا و بیم جاں
 جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کھلی بنا
 حاصل آں کز وسوسہ ہر سو گنجست
 غلامیہ ہے کہ جو شیطانی وسوسہ سے ہر جانب جلا ہو گیا

بیشتر آمد برو صودت پدید
 اس پر صودت زیادہ ظاہر ہوئی
 نیز ایں توفیق صیقل ز اعطاست
 نیز اس صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
 لیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 نہیں ہے انسان کے لئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے
 ہمت شامی ندارد هیچ خس
 کوئی ناچیز انسان شامی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
 مانع طوع و مراد و اختیار
 اطاعت اور مقصد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
 او بگز راند بکفران رخت را
 تو وہ ہٹھکی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
 رخت را نزدیک خرواہے نہد
 وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے
 کردہ اسباب ہزیمت اختیار
 ہپائی کے اسباب اختیار کر لئے
 حملہ کردہ سوی صف دشمنان
 دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
 ہم ز ترس آں بد دل اندر خویش مرد
 بزدل خوف سے خود بہ خود مر گیا
 ز اں پدید آمد شجاع از ہر حیاں
 اس کی وجہ سے بہادری ہر بزدلی سے میں ہو گیا
 از قضا ہم در قضا باید گریخت
 اس کو قضا (خداوندی) سے قضا کی جانب بھاگنا چاہیے



۱ گرتا گرتیہ خیال کسے کدل
 کی صفائی کھل علیہ خداوندی ہے
 انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل
 نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش
 کرتا ہے تو میرے رحمت بخش میں آ
 کر علیہ گزرتا ہے
 ۲ ولہب انسان کی کوشش اور
 دعا بقدر ہمت ہے اور ہمت دینے والا
 بھی خدا ہے ہمت ناچیز انسان عرفان
 کائنات کا ارادہ نہیں کر سکتا نیست
 تقدیر اختیار کے معنای نہیں ہے تقدیر
 کے ساتھ اختیار پائی ہے بد بخت اس
 اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور
 مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا
 ہے جبکہ بخت اس مصیبت پر آد
 زاری کے ذریعہ اور قرب حاصل کر لیتا
 ہے بد دلاں جنگ کے آثار بہادری
 اور بزدلی پر مختلف مرتب ہوتے ہیں
 اور اس کے اختیاری کی بنیاد پر ہیں۔
 ۳ بر خیاں بہادری کے لئے
 خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور
 بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے
 چوں جان کا خوف بہادری اور بزدلی
 کی کھلی ہے حاصل۔ خلاصہ یہ
 ہے کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد
 میں شیطانی دوسلوں سے بچ کر قضا
 الہی سے قضا الہی کی طرف بھاگنا
 چاہیے ایک موقع پر جب حضرت
 عمرؓ نے ملاحون کے خطرے سے سفر
 چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو
 بعض صحابہؓ نے اعتراض کیا کہ کیا کہہ کر
 نَفَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ
 بھاگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نَعَمْ
 نَفَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ
 ہر قضا الہی سے قضا الہی کی طرف
 بھاگتے ہیں یعنی مصالح کی بنیاد پر جو
 روٹھی جاتی کی وہ بھی قضا الہی ہے

وہی! کہ دن حق تعالیٰ بھویٰ علیہ السلام کہ اے موسیٰ من
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہی کہنا کہ اے موسیٰ میں جو کہ پیدا کرنے

کہ خالق اُم خُردا دوست دارم

دلا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

گفت موسیٰ را بوجی دل خدا

کہ اے برگزیدہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں

موجب آں تامن آں انزوں کنم

اس کا سبب تاکہ میں اس کو بڑھاؤں

وقت قہرش دست ہم بروے زودہ

جو اس کے غصہ کے وقت بھی اس سے چپٹا ہوا ہے

ہم از و چمور و ہم از اوست مست

اسی سے وہ بخور ہے اور اسی سے وہ مست ہے

ہم بمارد آید و بروے تند

ماں کے پاس آتا ہے اس کا پکر کاٹا ہے

اوست جملہ شرّ او و خیر او

اس کا اچھا برا سب کچھ وہی ہے

التفّاش نیست جاہائے دگر

اس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے

گر صبی و گر جوان و گر شیوخ

خولہ بچہ ہو اور خولہ جوان اور خولہ بوڑھے

در بلا از غیر تو لا نستعین

معیّت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں

در لغت دال از پے فہی ریا

عربی میں سمجھ لے ریا کی فہمی کے لئے ہے

حصر کردہ استعانت را و قصر

جس سے استعانت کی ذات کے ساتھ حصر مخصوص کیا ہے

گفت موسیٰ را بوجی دل خدا

اللہ تعالیٰ نے دل کی وہی کے ذریعہ موسیٰ سے کہا

گفت چہ خصلت بوداے ذوالکرم

حضرت موسیٰ نے عرض کیا میری کونسی خصلت ہے

گفت چوں طفلی بہ پیش والدہ

فرمایا تو ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے

خود نہ داند کہ جو او ویتار ہست

وہ بچہ نہیں جانتا کہ گھر میں اس ماں کے سوا کونسی اور ہے

مادرش گر سیلے بروے زند

اگر اس کی ماں اس کے لمبا بچہ ملے

از کسے یاری نخواہد غیر او

اسکے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے

خاطر ۲ تو ہم زماہ خیر و شر

بھلائی اور برائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے

غیر من پشت چوسنگ ست و کلون

میرے ساتھ تیرے لئے پھر اور ڈھیلے کی طرح ہے

ہیچان کہ ایاک ۳ نَعْبُدُ در حین

جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں مدد نہیں ہے

ہست ایں ایاک ۴ نَعْبُدُ حصر را

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لئے ہے

ہست ایاک ۵ نَسْتَعِین ہم بہر حصر

تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں بھی حصر کے لئے ہے

۱۔ وہی اس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ
مومن کو خدا کے معاملہ میں ایسا ہی ہونا
چاہیے جیسا کہ حضرت موسیٰ تھے
گزیدہ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت
موسیٰ نے عرض کیا میری کونسی خصلت
وہی کا سبب ہے کہ خدا تجھے تاکہ میں
اس میں اور اضافہ کر لوں۔ طفلی۔
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا
میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا
ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں اس کو
بائی کہو بھی وہ ماں ہی کو چپٹا ہے
کسی دوسرے کی طرف مدد کے لئے
نہیں جاتا ہے دیار گھر میں رہنے
والا۔

۲۔ خاطر تو۔ حضرت حق نے
حضرت موسیٰ سے فرمایا تیرا مزاج بھی
ایسی ہے کہ ہماری جانب سے خیر ہوا
اظہار شکر تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا
ہے کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا
بے غیر من۔ میرے ساتھ تیرے
لئے ناقابل التفات ہے خواہ بچہ ہو یا
جوان یا بوڑھا۔ ۳۔ بچہ شیوں۔ شیخ
کی محبت ہے بوڑھا۔

۴۔ ایاک نَعْبُدُ۔ ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مختص
کرنے کے لئے ہے یعنی دوسرے
کی عبادت کرنا تو وہ نیک ہم عبادت
میں ریا کاری کو بھی لکھ نہیں کرتے
ہیں۔ ۵۔ ایاک نَسْتَعِین۔ ہم تجھ سے
مدد چاہتے ہیں۔ ہم تجھ کے لئے
ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مخصوص کرنے کے لئے ہے۔

کہا عبادت مرثا آرم و بس طمع یاری ہم ز تو داریم و بس
کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود و شفاعت کردن شفیع مقضوب
بادشاہ کا اپنے مصاحب پر غصہ کرنا اور مجرم کی بادشاہ سے ایک سفارشی کا سفارش کرنا
علیہ را و از پادشاہ در خواستین و قبول کردن پادشاہ در خواست و
اور بادشاہ کا سفارش اور درخواست کو قبول کر لینا اور مصاحب کا سفارش سے
شفاعت کردن شفیع را در نجدین ندیم از شفیع کہ چرا شفاعت کردی
رجیدہ ہو جانا کہ تو نے سفارش کیوں کی؟

۱۔ کہ دونوں جملوں کا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ خشم اس قصہ کا خلاصہ ہے کہ مصاحب کی عمداً الملک نے شہ کے معاملہ میں جو مدد کی وہ اس مصاحب کو ناگوار گزری یہی حالت ایک مؤمن کی خدا کے معاملہ میں ہونی چاہیے۔ ندیم مصاحب خود یعنی اس یعنی اس کو مل کر دے خلاف یعنی کام کی سزا جو مصاحب نے شہ کی مرضی کے خلاف کیا تھا۔

۲۔ پچکس۔ بادشاہ کے سامنے کسی کی سفارش کرے۔ جو عمداً الملک جو بادشاہ کے خواص میں سے تھا وہ سفارش کے ساتھ اسی طرح مختص تھا، جس طرح آنحضرتؐ میں عام شفاعت کے لئے مخصوص ہوں گے۔ ہذا مل۔ بادشاہ نے عمداً الملک کی سفارش پر فوراً ٹکڑا ہوا تھا سے رکھ دی۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا خواہ یہ مصاحب شیطان تھا اور اس نے شیطنت کی تجھی میں نے اس کو عاف کر دیا۔

۳۔ چونکہ بادشاہ نے عمداً الملک سے کہا مجرم کی خواہ سینکڑوں خطا میں ہوں جبکہ تو مجھ میں آگیا ہے میں سینکڑوں غصوں کو پی اٹھ گا۔ لایہ چونکہ تجھ میں اور مجھ میں بالکل افتخار ہے تو برا خوشامد کا نتیجہ میرا خوشامد کرنا ہے۔

پادشاہ بر ندیمے خشم کرد
اب بادشاہ نے ایک مصاحب پر عتاب کیا
کرد شدہ شمشیر بیروں از غلاف
بادشاہ نے نیام سے تلوار نکل لی
پچکس ۲۔ را زہرہ نے تادم زند
کسی کی جہت نہ تھی کہ دم ملے
جو عمداً الملک نامی از خواص
سوائے عمداً الملک نام والے کے جو خواص میں تھا
بر جہید و زود در سجدہ فتاد
وہ اتھا اور فوراً سجدہ میں گر گیا
گفت اگر دیوست من بخشد مش
اس بادشاہ نے کہا اگر شیطان ہی ہے تو میں نے اس کو عاف کیا
چونکہ ۳۔ آمد پل تو اند میاں
چونکہ تیرا قدم چھ میں آ گیا ہے
صد ہزاراں خشم را تاہم شکست
میں لاکھوں غصوں کو پی سکتا ہوں
لایہ ات را ہیچ نتوانم شکست
تیری خوشامد کو میں رو نہیں کر سکتا ہوں

خواست تا از وے بر آرد و دو و گرد
چاہا کہ اس میں سے وہاں اور گرد نکالے
تا زند بروے جوی آں خلاف
تاکہ اس خلاف کی سزا میں اس کو ملے
یا شفیع بر شفاعت بر بند
یا کوئی سفارشی سفارش پر آمادہ ہو
در شفاعت مصطفیٰ وارانہ خاص
اور حضرت مصطفیٰ کی طرح سفارش میں مخصوص تھا
در زماں شہ تیغ قہر از کف نہاد
بادشاہ نے فوراً غصہ کی تلوار ہاتھ سے رکھ دی
ور بلیسی کرد من پوشید مش
اگرچاس نے شیطنت کی میں نے اس کی بہہ ہٹا کر دی
را صمیم گر کرد مجرم صد زیاں
میں راضی ہوں اگر مجرم نے سینکڑوں نقصان کئے ہیں
کہ ترا آں فضل و آں مقدار ہست
کیونکہ تیری بزرگی اور رتبہ ایسا ہے
زانکہ لایہ تو یقین لایہ من مست
کیونکہ تیری خوشامد خود میری خوشامد ہے

۱۔ گز میں کر کے سفارش نہ کرتا تو
خود زمین و آسمان نہ دہلا ہو جاتے
ہیں کبھی صاف نہ کرتا۔ بڑے بادشاہ
نے کہا کہ یہ بیان تجھ پر احسان
رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ
اور عزت کی تشریح ہے۔ ایسا یہ
سفارش تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی
ہے کیونکہ اپنی صفات اور خواہشات
کو میری صفات اور خواہشات میں فنا
کر چکا ہے اس صحت میں تجھ پر
احسان جتنے کے لئے کوئی معنی نہیں
ہے۔ تو میرے جیکر اصل سفارش
میری جانب سے ہے تو تو محض ایک
اکبر کے حکام کرنے والا تو میں ہو میں
نے تجھ پر سفارش لا دی ہے تو نے خود
اس پر ہوجھ کو نہیں اٹھایا ہے۔
۲۔ ملامت نہ آخضر نے جبکہ
اپنی شخصیت کو ذات الہی میں فنا کر لیا
تو جنگ جہاد میں آخضر کا معنی ہر
کنکر لیں کو چھیننا آخضر کی طرف
منسوب نہ ہوگا بلکہ خدا کی طرف
منسوب ہو گا اس طرح جب تو اپنی
صفات کو میری صفات میں ضم کر چکا
ہے تو سفارش کرنا تیری طرف
منسوب نہ ہوگا۔ لاشد کی طرف طیبہ
میں لا الہ میں غیر اللہ کی لٹی ہے اور لا
اللہ میں ذات الہی کا ثابت ہے اسی
طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ تو غیر کا
انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا
ہے لہذا تو فانی بھی ہے میری جہاں میں اور
تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست
ہے۔ وہ جو حقیقی صرف شاہ کا ہے تو
ہزاروں تیری طرف منسوب نہ ہوگا
شاہ کی طرف منسوب ہوگا۔

۳۔ وہاں نہ کہ عباد الملک کی
سفارش سے نجات پا جائے کے بعد
وہ مصاحب عباد الملک سے ناراض

گر زمین و آسمان را بر ہم زدے
خود زمین و آسمان نہ دہلا ہو جاتے
وہ شدے ذرہ بذرہ للہ گر
اگر وہ وہ خوشامدی بننا
بر تو می نمہیم وقت اے کریم
اے شریف میں تجھ پر احسان نہیں جاتا ہوں
اس نگر دی تو کہ من کردم یقین
یہ (سفارش) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے
تو دریں مستعملی نے عاملی
تو اس سفارش میں مستعمل ہوا ہے تو کرنے والا نہیں ہے
مَا رَمَيْتَ ۱ اِذْ رَمَيْتَ گشتہ
تو نے نہیں پھینکا جب پھینکا بن گیا ہے
لا شدی، پہلوی لا خانہ گیر
تولا بن گیا، لا کے پہلو میں مٹیم ہو گیا
انچہ داوی تو عداوی شاہ داد
جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا، شاہ نے دیا ہے
وال ۳ قدیم رستہ از زخم و بکا
وہ مصاحب ہلاکت اور مصیبت سے چھوٹ کر
دوٹی بیزید زال مخلص تمام
اس مخلص سے بالکل دوٹی تو زدا
زیں شفیع خویشتن بیگانہ شد
لپنے اس سفارش سے بیگانہ بن گیا

ز انتقام ایں مرد بیروں نامدے
یہ شخص سزا سے نہ بچ سکتا
اُونبر دے ایں زماں از تیغ سر
وہ تلوار سے اس وقت سر نہ بچا سکتا
لیک شرح عزت تست اے قدیم
ہاں اے مصاحب (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے
اے صفات در صفات مافقیں
اسد کتری صفات ہمارے صفات میں مدغم ہو گئی ہیں
زانکہ محمول مٹی نے حاملی
کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حامل
خویشتم در موج چوں کف و شمشیر
تو نے اپنے آپ کو کھانگ طرح موج کے پر کر لیا ہے
اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
عجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی
اوست بس واللہ اعلم بالرشاد
بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے
زیں شفیع آژرو رو بر گشت از ولا
اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے منحرف ہو گیا
رُو بحایط کردتا نازد سلام
دیوار کی طرف کو منہ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے
زیں تعجب خلق در افسانہ شد
اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیں میں لگ گئے



ہو گیا زین شفیع جب وہ مصاحب عباد الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کر دیں کہ
اس کو پاگل کہنا کہ اس کی حسین کہانہ لوگ کہتے کہ ایسے سن کی تو خاک پاؤں چاہے تھانہ کہناں ہوتا۔

گر نہ مجنون ست یاری چوں بُرید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے ہوتی کیوں توڑی؟
وا خریدش آں دم از گردن زدن
اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بچالیا
باز گوئے رت و بیزاری گرفت
اس نے اپنی چال چلی اور بیزاری اختیار کر لی
بس! ملامت کرو اورا نصیحت
اس کو ایک نصیحت کرنے والے نے بہت ملامت کی
جان تو بخریداں دلدارِ خاص
اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
گر بخفا کردے نیلےست ز امید
اگر وہ ظلم بھی کرتا ہے بھانگا نہیں چاہیے تھا
گفت بہر شاہ مبذول ست جاں
اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
لَسِی مَعَ اللّٰہِ وقت بُود آندم مرا
اس وقت مجھے لی مع اللہ وقت کا مقام حاصل تھا
من نخواہم رحمے جو رحم شاہ
میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہش نہیں ہوں
غیر شمس را بہر آں لا کردم ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اس لئے نفی کی ہے
گر بیزد او بقیہ خود سرم
اگر وہ شاہ اپنے غصہ سے میرا سر قلم کرے گا
کار من سر بازی و بیخوشی است
میرا کام سر دینا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
فخر آں سر کہ کف شاہش بُرد
وہ سر قابلِ فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کاٹے

از کسے کہ جانِ اورا وا خرید
ایسے شخص سے جس نے اس کی جان دوبارہ خریدی
خاک نعلِ پاش پایست شدن
اس نعل کے پاش کے جوئے کی خاک ہو جانا چاہیے
باختیں دلدار کیوں داری گرفت
ایسے دوست سے کیونکہ وہی شروع کر دی
کیوں بخفا چوں میکنی با مصالحت
کر ایسی نیکی کرنے والے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے؟
آں دم از گردن زدن کردت خلاص
اس وقت تجھے گردن کٹنے سے بچلایا
خالصہ نیکی کرواں یار حمید
خصوصاً جبکہ اس قابلِ توفیق دوست نے بھلائی کی ہے
او چرا آید شفیع اندم میاں
وہ شفیع بن کر کچھ میں کیوں آیا؟
لَا یَسْعُ فِیْہِ نَبِیُّ مُجْتَبِی
جس میں کسی منتخب نبی کی بھی خواہش نہیں ہے
من نخواہم غیر آں شہ را پناہ
میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہش نہیں ہوں
کہ بسوی شہ تولد کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے ہوتی کر لی ہے
شاہ بخشہ شخصت جانِ دیگرم
شاہ مجھے ہماری ساتھ جانیں عطا کر دے گا
کارِ شاہنشاہ ما سر بخشش است
ہمارے شہنشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے
نگ آں سر کہ بغیرے سر بُرد
وہ سر باعثِ ذلت ہے جو اس کے بغیر کے آگے جھکے

۱۔ بس ملامت کرو۔ ایک نامح
نے کہا اس کی بھلائی کرنے والے سے
تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو مجھے قتل
کے بجایا ہے۔ اگر خدا یا حق اگر ظلم
بھی کرے تو اس کو ہر بات کرنا
چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی سے منہ
ہٹا چاہیے۔ گفت۔ اس مصاحب
نے کہا کہ میری جان تو شاہ کے لئے
تھی یہ بھی میں آکر بجا نہ دلاؤں
تھا۔

۲۔ لی مع اللہ یا خالصہ نے فرمایا
چلی مع اللہ وقت لا یسعی
فیہ ملک مغرب و آفاقہ
موسل میرے لئے خدا کے ساتھ وہ
وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی
مغرب فرشتہ کی خواہش ہوئی نہ کسی
موسل نبی کی اس مصاحب نے کہا
کہ مجھے شاہ وقت سے ایسا قرب
حاصل تھا جیسا کہ آنحضرت کو جناب
باری سے حاصل ہوتا تھا۔ لہذا عباد
الملک کی اس میں خواہش کہاں تھی۔
۳۔ غیر شمس میں نے شاہ کے
علاوہ سب کی نفی کر دی ہے اور صرف
کی ہوتی پر محروسہ کر لیا۔ جب اس کو
اختیار ہے میرے ساتھ جو چاہیے
معاہدہ کرے میں اس کی رضا پر آمین
ہوں۔ آخر جو سر شاہ کے ہاتھ سے
کٹ جائے وہ باعثِ فخر ہے اور جو
سر دوسرے کے سامنے جھکے باعثِ
ذلت ہے۔

تنگ دارد از ہزاراں روز عید
عید کے ہزاروں دنوں سے ذلت محسوس کرتی ہے
فوقِ قہر و لطف و کفر و دیں بُود
غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہے
کہ نہایت و نہایت و نہایت و نہایت
کیونکہ وہ پشیمہ ہے، پشیمہ ہے، پشیمہ ہے
از رگلابہ ۲ آدمی آمد پدید
انسان کے جسم سے نکلے ہیں
لیک نے بد در لباس عین و لام
لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا
گشت آں آسمای جانی رو سیاہ
وہ روحانی اسلام کالے پڑ گئے
تا شود بر آب و گل معنی پدید
تاکہ پانی اور مٹی پر معنی واضح ہو جائیں
لیک ہم شہد مرا حقا مناص
لیکن واقعہ شد چمکے کی جگہ بنا
لیک از وہ وجہ دیگر مکلف ست
لیکن اس دوری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

شبکہ کہ شہ از قہر در قیشر کشید
وہ رات جس کو شہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا
خد طواف آنکہ اوشہ میں بُود
جو شخص شہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا چکر کاتا
زاں نیامد یک عبادت در جہاں
اس کو دنیا میں کوئی عبادت بیان نہیں کر سکتی ہے
زانکہ ایں آسا و الفاظ حمید
اس لئے کہ یہ اسلام اور اچھے الفاظ
عَلَّمَ الْأَسْعَاءَ بَدَّ آدَمَ رَا إِمَام
علم اسلام آدم کا نام تھا
چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاہ
جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی
کہ نقاب حروف و دم در خود کشید
کیونکہ ان اسلام نے حروف اور آدم کا نقاب اڑھا
گر چہ ۳ از شہم شہم کرد او خلاص
اس نے اگرچہ مجھے بادشہ کے غصہ سے چھڑا
گر چہ ایک وجہ منطبق کا کف ست
خفتگار چلیک حیثیت سے حقیقت کا ظاہر کر نکلا ہے

۱. شب۔ جس رات کو شہ کے غصہ
نے کالا کیا اور عید کے ہزاروں دنوں
سے افضل ہے خود جس کو مشاہدہ
حق حاصل ہے اور وہ ذات حق کا
طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف
میں یکساں لذت ہوتی ہے اور وہ کفر
اور اس کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے
دین۔ یعنی نفی کفر کی سربراہ ایمان الدین یعنی
ہم حشر کا نام دیا اس مقام شہادہ کو
کی عبادت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جا
سکتا کیونکہ وہ نہایت سچی ہے عبادت
اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔
۲. رگلابہ۔ گل و آب یعنی جسم
انسانی مادی الفاظ روح کے مادی مقام
کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ علم
الاسماء اگرچہ اسلام اور الفاظ کی تعلیم من
جانب اللہ اور حضرت آدم کو سکھائے
گئے تھے لیکن وہ اسلام اس مادی حروف
مجھی سے نہ بنے تھے۔ چل۔ جب
ان غیر مادی اسلام نے بادہ لباس پہنا
تو ان کی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں
سیاہی پیدا ہو گئی کہ نقاب۔ ان اسلام کو
مادی لباس اس لئے پہنایا گیا تاکہ
مادی انسان ان کے معانی سمجھ سکیں۔
۳. گرچہ اس مصاحب نے کہا
اگرچہ خدا الملک نے بظاہر مجھے بادشہ
کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری
اسل گرہ کا خود شہ ہے لہذا میں اس کا
ممنون احسان نہیں ہوں۔ گرچہ
مصاحب نے کہا کہ میں اپنا اصل
حضور و الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ
اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح
کرتے ہیں لیکن اس حیثیتوں سے
اس میں اور ایہام پیدا کر دیتے ہیں۔
من خلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اور
بادشہ کا وہی معاملہ تھا جو حضرت
ایمانیم خلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس

کھنن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا (حضرت ایمانیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ
هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَىٰ أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا
تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و تم و او جبرئیل من خواہم در بلا اورا دلیل
میں اپنے زمانہ کا خلیل اللہ ہوں وہ (منزل) جبرئیل ہے من نصیبت میں اس کو رہنا بیٹا نہیں چاہتا ہوں



طرح خلیل اللہ نے حضرت جبرئیل کی مدد پر نہ کیا مجھے بھی اللہ الملک کی مدد پر نہ آئی۔

اُو اِو اب ناموخت از جبرئیل راد
 اس نے غنجد جبرائیل سے اب نہ سیکھا
 کہ مُرادت ہست تایاری گنم
 کہ تیری لکڑی مراد ہے تاکہ میں مدد کروں
 گفت ابراہیم نے رَواز میاں
 ابراہیم نے کہا نہیں دہیان سے ہٹ جا
 بہر ایں دنیا ست مُرسل رابطہ
 اس جان کے لئے رسول رابطہ ہے
 ہر دل اسماع بُدے دئی نہاں
 اگر ہر دل غنی دئی کا سننے والا ہوتا
 گرچہ اُو حق ست و بے سراسر است
 اگرچہ وہ جبرئیل اللہ تعالیٰ میں فنا ہو بخود ہے
 کردہ اُو کردہ شاہ است لیک
 اگرچہ اس کا کام شدہ کا کام ہے لیکن
 انچس عین لطف باشد بر عوام
 جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے
 بس بلا و رنج می باید کشید
 بہت سی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں
 کایں حروف واسطہ اے یار غار
 اے یار غار یہ واسطہ کے حروف
 بس بلا و رنج بایست و قوف
 بہت سی بلائیں اور رنج اور (ان میں) نکلا چاہیے
 لیک بعضے زیں بلا کثر خُردند
 لیکن بعض اس بلا سے اور زیادہ بڑھے ہو گئے

کہ پرسید از خلیل حق مُراد
 کہ اس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی
 ورنہ بگریریم سبکباری گنم
 ورنہ میں جاؤں بوجھ نہ بخوں
 واسطہ زحمت بُود بعد اعلیٰاں
 لکھ مشاہدہ کے بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے
 مومنّاں را زانکہ ہست اُو واسطہ
 مومنوں کے لئے کیونکہ وہ واسطہ ہے
 حرف دھوتے کے بد مانند جہاں
 تو دنیا میں حرف اور آدابک ہوئے؟
 لیک کارِ من ازاں ناز کتر است
 لیکن میرا کام اس سے زیادہ نازک ہے
 پیش چشم بد نمایندہ است نیک
 لیکن میری نظروں میں بہت بڑھا ہے
 قہر خُرد بر عشق کیشاں کرام
 شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے
 علمہ راتا فرق راتا ننوید
 عوام کو ، تاکہ فرق کو دیکھ سکیں
 پیش واصل خار باشد خار خار
 واصل (بجن) کے لئے کاٹا ہیں کاٹا ہی کاٹا
 تا دماں روح صافی از حروف
 تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اٹھے
 باز بعضے صافی و بر خر خُردند
 بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

۱۔ اواب۔ علو الملک کو جبرئیل
 اس قصہ سے نصیحت حاصل کر
 لینی چاہیے مگر کہ مراد حضرت
 ابراہیم جب ساگ میں تھے تو حضرت
 جبرئیل نے آکر مدد کرنی چاہی
 حضرت ابراہیم نے انکار کر دیا اور فرما
 دیا مشاہدہ کے بعد واسطہ کی ضرورت
 نہیں رہتی ہے۔ بہر اس ذیل عام
 مومنین جو مشاہدہ سے محجب ہیں ان
 کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں
 حضرت ابراہیم خود مشاہدہ میں
 مستغرق تھے ان کو جبرئیل کا واسطہ
 ناگوار گذر رہا۔ ہر دل پر انسان میں یہ
 استعداد نہیں کہ وہ دئی کو سن سکے اس
 لئے کوئی کو بذرِ ریحہ حروف اور آداب
 گیا ہے اگر ہر سننے والے میں دئی کو
 سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حروف اور
 آداب کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔
 ۲۔ گرچہ حضرت ابراہیم نے
 فرمایا کہ جبرئیل کو قنایت کا مقام
 حاصل ہے لیکن میرا معاملہ اس سے
 بھی نازک ہے اس میں کسی واسطہ کی
 محتاج نہیں خواہ تعالیٰ اللہ ہی کیل نہ
 ہو۔ کہ جبرئیل کا کام تمام قنایت
 کی وجہ سے خدای کا کام ہے لیکن وہ
 اس کام میں مازوں ہیں اللہ کی جانب
 سے مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ
 میں خدا کے حکم سے مدد کے لئے آیا
 ہوں۔
 ۳۔ آج۔ اس طرح کی مدعوام
 کے لئے عین لطف خداوندی ہے
 لیکن عاشقانِ خدا کے لئے مناسب
 نہیں ہے مشہور قول ہے خستہ
 آفرینِ سناتِ افقہ تعین حکام نیک
 لوگوں کے خستہ ہیں وہ کام بسا
 اوقات مقرر بین بارگاہ کے لئے گناہ

شہر ہوتے ہیں۔ بس اس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت اور جہاد کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد
 دہیانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں ہے۔ بس بلا بہت سے مصائب جھیلنے کے بعد حروف کے ذریعہ اس حقیقت کو سمجھا
 جاسکتا ہے ایک مصائب کو دیکھنا ہی ہے اس کو برسرِ فکر و محنت بلند ہوتے ہیں۔

سعد را آہست و خون بر اشقیاء
جو نیک کے لئے پانی جلد بہتوں کے لئے خون ہے
جد تر او کارد کہ افزوں دید بر
زیادہ محنت سے دیکھنے کا جس نے پھل زیادہ دیکھا ہے
ہست بہر محشر و برد آشتن
محشر کے لئے (پیدا ہونے) حاصل کرنے کے لئے ہے
بلکہ از بہر مقام ین و سود
بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
منکریش بہر عین منکری
کہ اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو
با فرونی جستن و اظہار خود
یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کے لئے ہوتا ہے
بے معانی چاشنی ند بد صور
محض مصمت بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں
کہ صور زیت است و معنی روشنی
کیونکہ مصمت تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں
چونکہ صورت بہر عین صورتیست
جبکہ صورت محض صورت کے لئے ہے
جو برلی اس چرا گفتن بدست
اس کے سوا کے لئے "کیں" کہتا ہوا ہے
چوں بود فائیدہ این خود ہمیں
جبکہ یہ فعل خود فائدہ ہو
نیست حکمت کال بود بہر ہمیں
(اس میں) کلاں حکمتیں ہیں کہ مصمت محض صحتوں کے لئے ہیں

ہمچو آب ل نیل آمد این بلا
یہ بلا (ہیائے) نیل کے پانی کی طرح ہے
ہر کہ پایاں میں خر او مسعود تر
جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ نیک بخت ہے
زانکہ داند کایں جہان کاشتن
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ بھی کرنے کی دنیا
چچ عقدے بہر عین خود نمود
کوئی معاملہ بغیرہ معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے
چچ نمود منکرے گر بنگری
اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے
بل برلی قہر حصم اند حسد
بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہوتا ہے
والں فرونی ہم نے طمع دگر
وہ برتری بھی کسی دوسرے لاف میں ہوتی ہے
زاں ہمیں پرسی چرا اس میکنی
اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟
ورنہ اس گفتن چرا از بہر چیست
ورنہ یہ "کیوں" کہنا کا ہے کے لئے ہے
اس چرا گفتن سوال از فائدہ ست
یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہے
ازچہ رو فائدہ جوئی اے امیں
اے امین! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟
پس نقوش آسماں و اہل زمین
تو آسمان اور زمین والوں کی مصمتیں

۱۔ آب نیل ہیائے نیل کا پانی
قبیلوں کی تباہی اور غلبوں کی نجات
کا سبب بننے پر کہ جو ان مصائب
کے عہد متنازع پر نظر رکھے گا سعادت
حاصل کرے گا جو محقق کی عمدہ ہدایت اور
دیکھے گا وہ محقق میں محنت کرے گا۔
زانکہ احیاء میں سمجھتا ہے کہ دنیا
آخرت کا نعمت ہے جو یہاں ہوئے
گاہاں کاٹے گا۔

۲۔ چچ عقدے جس طرح دنیا
خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے
اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف
معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس
کا مقصد نفع اور فائدہ اظہار ہوتا ہے۔
منکر۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار
محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس
کے پیش نظر انکار کی مطلوبیت اور
اپنی فوٹیت ہوتی ہے۔

۳۔ والں فرونی۔ برتری بھی انسان
کا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج
مقصود ہوتے ہیں۔ مصد یعنی کامیابی
محض صورت اس وقت لذت بخش
ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر
ہو۔ چرا اس میکنی۔ کام کرنے والے
سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا
ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصود
کو دریافت کرتا ہوتا ہے کہ صور۔
معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال
تیل کی کسی ہے اصل مقصود کی مثال
تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے۔
ورنہ۔ اگر معاملہ کی ظاہری صورت
مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا
جاتا۔ پس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ
معاملہ محض صورت مقصود نہیں ہے تو
اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا
کرنے سے ان کی صورت مقصود نہیں
ہے بلکہ ان کی پیدا شدگی میں حکمتیں
پوشیدہ ہیں۔



گرا حکیم نیست این ترتیب چیست
اگر صاف حساب نکند و ترتیب نکند ترتیب کی ہے
وَر حکیمے ہست چوں فعلش تہی ست
اگر نہ حکمت نظر اس کا صل حکمت سے کب خلا ہے
جو پے قصد صواب و ناصواب
کسی مقصد کے بغیر خواہ مقصد ست و پادست دہو
ہست بہر معنی و حکمت
وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطابت ۲ کردن موی از حضرت عزت کہ لِمَ خَلَقْتَ خَلْقًا
حضرت موی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے
فَلَمْ تَحْكَمْهُ وَاحْتَرَفَهُ و جواب آمدن از حضرت عزت
پھر تو اس کو اور جہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آتا

گفت موی اے خداوند حساب
حضرت موی نے عرض کیا اے عالمہ کے مالک
تزو مادہ نقش کر دی جانفزا
تو نے حسین ز اور بادہ بنائے
گفت بحق دائم کہ ایں پرشش ترا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال
ورنہ تادیب و عتابت کردے
وہ تجھے سزا دیتا اور غصہ کرتا
لیک می خاہی کہ در افعالی ما
لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں
نازراں واقف گنی مر عام را
تاکہ تو اس سے علم کو باخبر کرے
قاصدا سائل غدی درکاشفی
وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے
زانکہ نمیم علم آمد ایں سوال
یہ سوال نصف علم ہے

۱۔ مگر حکیمے۔ حکمت دان کا کوئی
فعل حکمت سے خالی نہیں رہتا آسمان
اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے
کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتائی
ہے کس۔ تمام میں جو تصویریں
بتائی جاتی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد
ہے خواہ مخواہ ہو یا غلط۔ ہرچہ دنیا میں
ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت
مضمحل ہے۔

۲۔ مطابت۔ اس قصہ کا مقصد
تعلقات میں حکمت الہی کا بیان کرنا
ہے۔ گفت۔ حضرت موی نے عرض
کیا کہ خدا تو انسانوں کو پیدا کرتا ہے
پھر مارتا ہے اس میں کیا حکمت
ہے۔ خداوند حلیب یعنی لہم حلب
کے مالک۔

۳۔ گفت بحق۔ حضرت حق تعالیٰ
نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور
غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں
درگزر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا ہوں اس لئے
معلوم کر رہا ہے تاکہ علم کو ہماری
حکمتوں سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے
مخلوق کے پیدا کرنے میں ہماری
حکمتیں معلوم ہیں زانکہ سال علم
کے معانی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے
لشوال نصف العلم یعنی کسی چیز
کے بارے میں حیافت کرنا اس چیز کا
آصا علم ہے حضرت موی حکمتوں
سے واقف تھے۔

بہر عامہ ارچہ توزاں واقعی
علم کے لئے، اگرچہ تو اس سے واقف ہے
ہر بروئے را نباشد ایں مجال
ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

۱ ہم سول کی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ہی اس کے بارے میں سوال و جواب ہو سکتا ہے یہ دونوں متضاد باتیں لکھی ہیں جیسا کہ مٹی سے پھل بھی اگتا ہے اور کانٹا بھی۔ ہم ضلال۔ علم ہی گمراہی اور ہلاکت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ مٹی اور تری ہی پھل میں لگی مٹی پیدا کرتی ہے اور شیرینی بھی ملاقات اور تعارف سے دشمنی اور دوش پیدا ہوتی ہے اور غذا سے بیماری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

۲ مستفید۔ حضرت حق نے فرمایا کہ میری باتوں کو مکتوں سے استفادہ کرنا چاہتا ہے اس لئے تجھ کو علمانہ برت رہا ہے ہم بھی اس کے علم سے آسمان بن کر اس کو جواب دیتے ہیں۔ غرورِ خیالی دنیا میں یہ طریقہ ناپاکی ہے کہ تجھ کو برت کر معاملہ کو حل کر لیتے ہیں گدھا بچنے والے آپس میں مرضی طو پر لکھی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہ گاہک گدھا خرید لیتا ہے۔

۳ سول۔ حضرت مویٰ کی جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت مویٰ سے وہ عمل کر لیا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تا کہ جواب اچھی طرح ان کی سمجھ میں آجائے حضرت مویٰ سے کہا کہ تم کتنی بڑے اور جب کتنی تیز ہو گئے تو انہوں نے اس کتنی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چرا لے اللہ تعالیٰ نے حضرت مویٰ سے یہ دریافت کیا کہ تم نے خود کتنی بولی اور پھر اس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت مویٰ نے عرض کیا کہ کتنی کے کتنے پر اس میں اندازہ جو سنا تھا اور دونوں گولا جلا رہا تھا سب نہ تھا صکت کا قاضی یہی تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

ہم سوال از علم خیز وہم جواب سول بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے ہم ضلال از علم خیز وہم ہندے گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہلاکت بھی ز آشنائی خیز دایں بغض و ولا یہ بغض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے مستفید ۲ ابھی خدا آں کلیم

وہ کلیم اللہ تبارک و تعالیٰ کو قائلہ حاصل کرنے والے بنے ہم ازوے انجمنی سازیم خویش ہم بھی اپنے آپ کو اس سے تبارک و تعالیٰ بتاتے ہیں خر فروشان خصم یکدیگر شدند گدھا بچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے پس بفر موش خداے دطلباب پھر ان سے خدا نے فرمایا اے عقلمند

موسیٰ ۳ تجھے بکار انداز میں اے مویٰ زمین میں چاہے چونکہ مویٰ کشت نہ شد کشتش تمام جب حضرت مویٰ نے کھیتی بولی ان کی کھیتی پوری ہو گئی داس بگرفت و مراں را می برید انہوں نے حاتی لی اور اس کو کاٹ لیا کہ چرا کشتے گئی و پردہری کہ تو کیوں بتا ہے اور پردہری گفت یارب ذال گنم ویران و پست مویٰ نے عرض کیا کہ غرض کہ یہ کھیتی بستی اس لئے تھی

ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب جس طرح مٹی اور پانی سے کانٹا اور پھل ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندے جیسا تری سے تلخ اور شیریں وز غذائے خوش بود سقم و شفا بیماری اور شفا اچھی غذا سے پیدا ہوتی ہے تا عجیبیاں را گند زیں سر علیم تاکہ تبارک و تعالیٰ کو اس بارے سے باخبر کریں بخش آریم چوں بیگانہ پیش پیچوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں تا کلید قفل آں عقد آمدند یہاں تک کہ اس معاملہ کے قفل کے لئے کئی بجی گئے چوں پر سیدی بیا بشنو جواب جبکہ تو نے سول کیا ہے آج جواب سن تاکہ تو خود واد ہی انصاف اس تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے خوشہائش یافت خوبی و نظام اس کے خوشوں نے اچھلی اور نمکی حاصل کر لی پس ندا از غیب در گوش رسید تو ان کے کان میں غیب سے آواز آئی چوں کمال یافت آں را می بری جب وہ مکمل ہو جاتی ہے تو اس کو کانٹا ہے کہ درینجا دانہ ہست و کادہ ہست کہ اس میں دانہ بھی ہے اور بوسہ بھی ہے



۱۔ گفت حضرت حق نے فرمایا کہ عقل تم نے کہاں سے حاصل کی حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ دانش اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔ وہ خلقت اب اللہ تعالیٰ نے اصل چاہ دیا کہ انسانوں کی رو میں دو قسم کی ہیں ایک پاک ایک ناپاک۔

۲۔ اس میں صفات سب انسانی جسم ایک درجہ کے نہیں ہیں کسی جسم میں مٹی جیسی روح ہے کسی جسم میں گنج کے پتھر کی طرح ہے۔ واجب ان روحوں کو بھی اسی طرح ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس طرح گینہوں کو بھوسے سے تاکہ نیک رو میں جنت میں چلی جائیں اور بری رو میں دوزخ میں بہر اظہار۔ پہلی حکمت تو ماننے کی گئی پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہمدی صفات کا اظہار ہو جائے۔

۳۔ گفت۔ حدیث قدسی ہے کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَخَلَقْتُ أَنَا اَعْرِفْ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اَعْرِفْ خزانہ قہا میں نے چاہا کہ میں پچھانا جاؤں لہذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ مخلوقات مظہر صفات خداوندی ہے جو ہر خود انسان کے جسم میں جو مٹی ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ بیان۔ مولانا انشاؤں مضمون میں اب یہ بتاتا چاہتے ہیں کہ روح جسم میں اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح مسکا چھپاؤ میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ صوفی جو مٹ یعنی جسم نالغ۔ روح چھپاؤ۔

کاہ در انبار گندم ہم تباہ
بھوسا بھی گینہوں کے ڈیر میں برباد ہوتا ہے
فرق واجب می گند در نیچتن
وہ (دھاتی) چھانے میں جدا کر دینا ضروری ہوتی ہے
کہ بدائش بیدرے بر ساختی
کہ عقل کی وجہ سے تو نے کھلیاں بنایا
گفت پس تمیز چوں نمود مرا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر مجھ میں سمجھا کیوں نہ ہوگی؟

رُوحِی تیرہ و گلناک ہست
کالی اور مٹی میں سی ہوتی رو میں ہیں
در یکے درست و در دیگر شبہ
ایک میں موتی ہے دوسری میں پتھر ہے
ہچناں کا ظہار گندمہاز کاہ
جس طرح گینہوں کا بھوسے سے الگ کرنا
تا نماند گنج حکمِ چہا نہاں
تاکہ حکمتوں کا خزانہ پوشیدہ نہ رہے
جوہر خود گم مکن اظہار شو
تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

دانہ لائق نیست در انبار کاہ
دانہ کا بھوسے کے انبار میں رہنا مناسب نہیں ہے
نیست حکمت اس دورا آمیختن
ان دونوں کو بلائے رکھنا دھاتی نہیں ہے
گفت ایں دانش تو از کہ یافتی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمجھ تو نے کس سے حاصل کی؟
گفت مییزم تو دادی اے خدا
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے جو عقل
در خلایق رُوحِی پاک ہست
مخلوق میں پاک رو میں ہیں
ایں صد فہا نیست در یک مرتبہ
یہ سچاں ایک طرح کی نہیں ہیں
واجب ست اظہار ایں نیک و تباہ
نیک اور برباد کا واضح کرنا ضروری ہے
بہر اظہار ست ایں خلق جہاں
دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے
کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَخَلَقْتُ اَعْرِفْ
سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا

بیان آنکہ رُوح حیوانی و عقل جُودی و وہم و خیال بر مثال دوغند
اس کا بیان کہ حیوانی روح اور جودی عقل اور وہم اور خیال چھپاؤ جیسے ہیں
و رُوح وحی کہ باقی ست دریں دوغ ہچوں روغن پنہاں
اور وحی کی روح جو باقی رہنے والی ہے اس چھپاؤ میں پوشیدہ گئی کی طرح ہے
جوہر صدقت خفی شد در دروغ
ہچو طعم روغن اندر طعم دروغ
تیری سچائی کا جوہر جھوٹ میں چھپ گیا
جس طرح گھی کا مڑا مچھاپہ کے مڑے میں



راستست! آں جانِ ربّانی بُود
تیری سچائی، خدائی روح ہے
روغنِ جانِ اندو و فانی و لاش
روح کا بدن اس میں فنا ہو محض ہوتا ہے
دو غ را درِ خمرہ جنباً نندہ
چھاپہ کو تنگی میں بولنے والے کو
تا بدنام من کہ نہاں بُود من
تاکہ میں جان لوں کہ شہد پوشیدہ تھا
درِ رود و گوش آنگو و جوست
اس کان میں پہنچے جو وحی کا طالب ہے
آنچنان گوشے قرین داعی است
ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے
پر شود ناطق شود او در کلام
بھرتا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے
گفت مار نشود گنگے شود
وہ ماں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے
ناطق آں کس شد کہ از مار نشود
بولے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ماں سے بات سنتا ہے
زانکہ در گوش رسیدہ علتے ست
کیونکہ اس کے کان میں کئی پہلی پیدا ہو گئی ہے
لا جرم مر نطق را تسلیم نیست
تو لاعلم وہ بولنے کے قائل نہیں ہے
کہ صفاتِ اوز علیہا جد است
کیونکہ اس کی صفات علتوں سے پاک ہیں
بے حجاب مار و دایہ و را
اس کی ماں اور دایہ کے واسطے کے بغیر

آں دروغت این تن فانی بُود
تیرا جھوٹ یہ فنا ہونے والا جسم ہے
سہا ہا این دوغ تن پیدا و فاش
برسوں یہ جسم کی چھاپہ ظاہر اور مٹی رقی ہے
تا فرستد حق رسولِ بندہ
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی رسول بندہ کو بھیجتا ہے
تا بچباند بہنجا رو بفسن
یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بولے
یا کلامِ بندہ کالِ مجوہ اوست
یا اس بندہ کا کلام جو اس نبی کا جزو ہے
اُذن ۲ مومن وحیِ مبرا داعی است
مومن کا کان ہماری وحی کی حفاظت کرنے والا ہے
آنچنان کہ گوشِ طفل از گفتِ مام
جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے
وَر نہاشد طفل را گوشِ رشد
اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو
واہما ہر گرا صلے گنگ بُود
اصلی بھرا ہمیشہ گونگا ہوتا ہے
وانکے ۳ گوشِ کر و گنگ از آفتے ست
وہ شخص جو بھرا اور گونگا ہے کسی آفت کی وجہ سے
کہ پذیرائیِ دم و تعلیم نیست
جو آدم اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے
آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست
جو بغیر تعلیم کے بولے والا ہے وہ خدا ہے
یا چو آدم کردہ تلقینش خدا
یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھایا

۱۔ راست۔ سچ یعنی روح۔
سہا ہا۔ کافی وقت لیا کرتا ہے جس
میں روح جسم میں گم رہتی ہے
لاش۔ لاشیٰ محض۔ تا فرستد اللہ
تعالیٰ رسول کو بھیجتے ہیں تاکہ جسم کی
چھاپہ کو بلور روح کا مسکا اس سے
ٹکائیں۔ خمرہ۔ چھوٹی مٹی۔ من۔ اس
کا ترجمہ غلط۔ غلط
کیا ہے ہم نے شہید سے کیا ہے اس
سے مراد روح ہے یا کلام روح کی
ترتیب رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ
کرتے ہیں جو رسول کے لئے
بجول کر دے دیتے ہیں۔

۲۔ اذن۔ قرآن پاک میں ہے
وَسْمِعُوا لَكَ وَبَعِثْ لَكَ رُسُلًا
رکھے والے کان محفوظ کر لیتے
ہیں۔ طائی۔ یعنی رسول یا وہ شخص جو
ان کا جزو ہے۔ ماں۔ ماں یعنی بچہ
ماں کی بات کو سنتا ہے اور بھرا خود بولنے
لگا ہے۔ نہاشد۔ جس بچہ کے کان
میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ
گونگا ہو جاتا ہے۔ دایہ۔ عموماً بھرا
گونگا ہی ہے ہوتا ہے کہ وہ ماں کی
بات نہیں سن پاتا۔

۳۔ وانکہ۔ جو بچہ بھرا اور گونگا ہوتا
ہے وہ کسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے
کان میں کئی پہلی ہوتی ہے جس کی
وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے
تسلیم۔ قائل۔ آنکہ۔ حقائق سن کر
بولے ہیں کی تعلیم سے قاصر ہوتی
ہے بغیر تعلیم کے بولنے والی صرف
ذاتِ خداوندی ہے۔ آدم حضرت آدم
نے ماں باپ نہ تھے ان کو تعلیم خانے
دئی۔

یا مسجے لے گوبہ تعلیم و دود
یا سچ کہ وہ خدا کی تعلیم ہے
از بری دفع جہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
جہشے بایست اندر اجتہاد
کوشش میں حرکت چاہیے
روغن اندر دوغ باشد چوں عدم
سکا چھاپہ میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ مستقیم نماید دست پوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے
دوغ روغن نا گرفت ست و کہن
سکا نہ نکال ہوئی نہ پانی چھاپہ
ہیں بگرداش بدانش دست دست
خبردار سمجھادی سے اس کو ہاتھ سے خوب چلا
زانکہ اس فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی ہائی کی دلیل ہے
روغن اندر دوغ پنہاں میشود
سکا چھاپہ میں چھپ جاتا ہے

در ولادت نطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زانست از زنا و از فساد
کہ وہ نہ تھا زانیہ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں
تا کہ دوغ آں روغن از دل باز داد
تاکہ چھاپہ سکے کو اللہ سے داپس دیدے
دوغ در ہستی بر آوردہ علم
چھاپہ وجود میں جنمدا بلند کئے ہوئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل اوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے
تا نہ بگوزنی بنہ خزش ممکن
جب تک تو نکال نہ لے اس کو کہ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید انچہ پنہاں کردہ است
تاکہ وہ اس کو نمایاں کر دے جو اس نے چھپایا ہے
لابہ مستان دلیل ساقی ست
مستان کی خوشند ساقی کی دلیل ہے
ہر چہ می سازی تو آتش آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمد ریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست بازیہلی آں شیر علم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کو
گر نبودے جہش آں بادہا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوتی
تھرے از باد ہلی
چھپی ہوئی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں
شیر مردہ کے بجگستے در ہوا
بے جان شیر ہوا میں کب کھتا؟



لے یا سچے۔ حضرت سچ بھی بغیر
تعلیم کے اپنے پورے تہمت دفع
کرنے کے لئے تعلیم خداوندی سے
بیل پڑے۔ جہشے۔ جس طرح
چھاپہ سے سکا نکالنے کے لئے
چھاپہ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح
روح کے اظہار کے لئے جسم کو
جہالت کے ذریعہ ہونا ضروری ہے۔
روغن۔ سکا چھپا ہوا ہے چھاپہ ظاہر
ہے۔ آنکہ۔ جو ظاہر ہے۔ یعنی جسم وہ
بہرہ نظر چھلکے کے ہے۔ فانی۔ روح جو
نظر نہیں آتی وہ بہرہ سکے ہے۔
دوغ۔ جس چھاپہ میں سے سکا نہ
نکالا گیا ہوا اس کو حضور رکنا چاہیے تاکہ
سکا نکالا جاسکے اس کو خرچ نہ کرنا
چاہیے۔
لے ہیں۔ جسم کو خوب اچھی طرح
بولنا چاہیے تاکہ وہ روح کو ظاہر کر
دے۔ زانکہ۔ روح کے کٹنے ہونے کی
وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لیتا ہے۔ جسم
فانی اس روح ہائی کی دلیل ہے۔
روح جب تک جسم میں ہے جسم سے
وہ افضل صادر ہوتے ہیں جو روح
کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز محلی لاہ
مستان۔ مست ساقی کی خوشند
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی
موجود ہے۔

س روغن۔ روح جسم میں چھپی
ہوئی ہے تو اس کو جیسے پائے گا وہ کسی
بن جانی گی۔ مثال دیگر۔ اس مثال
میں جسے بھی جھنڈے کے ظاہر اور معدوم
محلی چیز کے وجود کی دلیل بننا ہے۔
ہست۔ جھنڈے کے پھروے پر
شیر کی تصویر بناتے ہیں پھر رے کا
بنا ہوا شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں
پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل
ہے۔

۱۔ زان۔ شیر کی حرکتوں سے انسان بچ لیتا ہے کہ بڑا ہوا چل رہی ہے یا پھسل رہی ہیں۔ انسانی جسم کو جھنڈے کا شیر جھولہ فکر وادہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے اس کی ہوا جیسا سمجھو۔ فکر انسان کے جو خیالات مشرق سے آئیں ان کو صاف ہو جو مغرب سے آئیں ان کو دھیر کہنا چاہیے مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب نہیں ہے۔

۲۔ خواب۔ ہوا کا بے لاج چیز ہے اس کا مشرق بھی بے لاج ہے روح جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق قلب ہے مشرق خوشیدے روح جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دل کا خوشید اس کا چمکا اور گل ہے زانک اگر دل کو روشن کرنے والا خوشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دل مات نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج بیکار ہو جاتا ہے۔ دہ نہ سورج نہ ہوا روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کا کام منظم ہوتا ہے۔

۳۔ بچپان۔ روح خواب میں بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی ہے۔ کونم مشہور عقولہ ہے الخوم آخ الخموت نیند موت کی بہن ہے لہذا جب نیند کی حالت میں انسان سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ ہر گویند۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی تھیں لہذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اس کی بات نہ ماننا کی بے ہوش انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔

زالا اشناسی باد را کہ آں صباست
اس سے تو ہوا کو پہچان لیتا ہے کہ وہ پڑا ہے
ایں بدن مانند آں شیر علم
یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے
فکر کاں از مشرق آمد آں صباست
جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پڑا ہے
مشرق ایں باو فکر دیگرست
تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دھری ہے
خورد جمادست و بود شترش جماد
شورج جماد ہے، اس کی مشرق جماد ہے
شرق خورشیدے کہ شد باطن فردوز
اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنے والا ہے
زانکہ چوں مردہ بود تن بے لہب
اس لئے کہ جب بے نور جسم ہو جاتا ہے
ورنہ باشد آں چو باشد اس تمام
اگر وہ نہ رہے اور یہ مکمل ہو
بچپانکہ سچ چشم می بیند بخواب
جیسا کہ نیند میں آنکھ دیکھتی ہے
نوم باچوں شدن الموت افسلاں
اے فلاں! جبکہ ہادی نیند موت کی بہن ہے
ورگو نیند کہ ہست آں فرغ ایں
اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرغ ہے
می بہ بیند خواب جانست صف و حال
تیری روح نیند میں اس حالت کے صاف دیکھتی ہے

یاد بوردست ایں بیان آں خفاست
یا بچھا ہے، یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے
فکر می جعباند اورا دمیدم
فکر اس کو کچھ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے
وانکہ از مغرب دیکور باو باست
اور جو مغرب کی جانب سے وہ پیدای بھری بچھا ہے
مغرب ایں باو فکرست زال سرست
تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے
جان جان جان بود شترش فواد
جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے
قشر و عکس آں بود خورشید روز
دن کا سورج اس کا چمکا اور عکس ہے
پیش اُونے روز بنماید نہ شب
اس کے سامنے نہ دن رخصا ہوتا ہے نہ رات
بیشب و بے روز دار و انتظام
تو بغیر شب و روز، وہ منظم رہے گا
بے مہ و خورشید و ماہ و آفتاب
چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو
زیں برادر آں برادر را بدال
اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے
مشقو آں را اے مقلد بے یقین
اے بے یقین مقلد، اس کو نہ سن
کہ بہ بیداری نہ مبنی بیست سال
کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا



در لے پئے تعبیر آں تو عمر ہا
تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست
کہ بتائے اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟
خواب عامست اس و خود خواب خواہ
یہ عام کا خواب ہے اور خود خواہ کا خواب
پیل باید تا چو خُشد او رستاں
ہاں ہوتا چاہیے تاکہ جب وہ چت سوئے
خُرنے بند پہنچ ہندوستان بخواب
گدھا خواب میں بھی ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے
جان ہچو پیل باید نیک و زفت
روح ہاتھ جیسی اچھی اور بھاری چاہیے
ذکر ہندوستان گند پیل از طلب
ہاں طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
اَذْكُرُوْا اللّٰهَ کَلِمَہٗ ہر او باش نیست
”اللہ کی یاد کرو“ ہر آواز کا کام نہیں ہے
لیک س تو آؤس مشو ہم پیل باش
لیکن تو باؤں نہ ہو ہاں بن
کیمیا سازان گردوں را بہ بین
آسمان کے کیمیا گردوں کو دیکھ
نقشبند انند در بخو فلک
آسمان کی فضا میں فاش موجود ہیں
گرنہ بنی خلق مشکلیں جیب را
اگر تو مشکلیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سُوی شہان بادہا
عقلمند شاہوں کے پاس دھڑتا پھرتا ہے
فرع گفتن آتجنیں ستر را سگی ست
اس طرح کے راز کو فرع کہنا سنا پن ہے
باشد اصل اجبا و اختصا
برگزینی اور خصوصیت کی اصل ہے
خواب بیند خطہ ہندوستان
ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
خرز ہندوستان نکر وہ است اختراہ
گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے
تا خواب او ہند تاند رفت تفت
تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جا سکے
پس مَصُوْر گردو آں ذکرش بشب
تو اس کی یاد شب میں مصور ہو جاتی ہے
لا جعہ بر پایی ہر قلاش نیست
”لوٹ جا“ ہر مفلس کے پاؤں کے لئے نہیں ہے
ورنہ پیلی در پئے تبدیل باش
اگر تو ہاں نہیں ہے تبدیل کے صپے ہو
بشنو از مینا گراں ہر دم طنین
ہر وقت مناہوں کی آواز سن
کار ساز انند بہر لہی و لک
وہ میرے اور تیرے لئے کلہری کر رہے ہیں
بگراے شب کو ایں آسیب را
تو اے رات کے اندھے اس اثر کو دیکھ لے

آسان نہیں ہے۔ لیکن ہاں نہ ماننا چاہیے اندر تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیسا دلایا اللہ کی محبت اختیار کر تیرے
اندر تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ طنین۔ مضمینا بہت۔ نقشبند دلایا گرنہ بنی اگر تجھے دلایا نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے کار
دیکھ لے

۱۔ صپے اگر انسان نے وہ
واقعات دیکھے جو دیکھے ہیں جو خواب
میں اس نے دیکھے ہیں پھر پھر بھی تعبیر
کے لئے دوزان پھر لہذا یہ کہنا کہ
خواب بیداری کی دیکھ کا اثر ہے غلط
ہے خواب عام۔ یہ تو ہم عام کے
خواب کی بات کر رہے تھے خواہ اس کا
خواب تو ان لوگوں سے بھی زیادہ اسرار
غیب دکھا دیتا ہے۔ پیل باید۔ اچھی
ہندوستان کا جانور ہے جب دوسرے
ملک میں وہ آرام کی نیند سوتا ہے تو وہ
خواب میں ہندوستان کے حسن
منظر دیکھتا ہے اور مست ہوتا ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ہمارا بھی
اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے
جس کا حلق عالم غیب سے لیا ہوا ہو
جیسا کہ ہاں کا ہندوستان ہے۔

۲۔ خُرنے بند۔ گدھے میں یہ
بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب
میں دیکھ کر مست ہو جائے اس کو یہ
وجہ بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کو
ہندوستان سے لے جایا جائے۔
جان۔ جو روح اچھی کی طرح ہوگی وہ
اپنے اصل وطن عالم غیب کو خواب
میں دیکھ کر نہ کہ ہاں ہندوستان کو
یاد کرتا ہے تو اس کی یاد ہر منظر خواب
میں اس کے لئے مصور ہو جاتے
ہیں۔ اَذْكُرُوْا اللّٰهَ کَلِمَہٗ یاد کرو
کو بھی مفت بتا دیتی ہے لیکن یہ کام
ہر کس کا نہیں ہے۔ لا جعہ قرآن
پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ
پاک روح کو نفس مطمئنہ کو فرماتے
ہیں لا جعہ لہی رنگ راجحہ
مشرقیہ۔ اپنے خدا کی طرف لوٹ
جاتو بھی خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے
خوش ہے۔

۳۔ لیک۔ اگرچہ ہاں کی طرح

ہر دم آسبِ ست بر اداکِ تو
نبٹ نو نورِ ستہیں از خاکِ تو

تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
مٹی میں سے نئی ٹھاس کو اگا ہوا دیکھ لے

زین بد ابراہیم اوم دید خواب
بسطِ ہندوستان دل را بے حجاب

یہی ہوا (حضرت) ابراہیم اومؑ نے خواب دیکھا
دل کے ہندوستان کی وسعت کا بغیر حجاب کے

لا جرم زنجیرا را بر درید
مملکت بر ہم زد و شدنا پدید

لا محالہ انہوں نے زنجیر توڑ دیں
سلطنت کو چھڑا اور ہم گم ہو گئے

آں نشان دید ہندوستان یود
کہ جہد از خواب و دیوانہ شود

یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
کہ وہ نیند سے اٹھے اور دیوانہ بن جائے

می ۲ فشانہ خاک بر تدبیرا
می دراند حلقہ و زنجیرا

تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے
حلقہ اور زنجیر توڑ ڈالتا ہے

ترک گیرد ملک دنیا سر بسر
جملگی برہم زند بے دوسر

دنیا کی سلطنت بالکل چھوڑ دیتا ہے
بغیر دوسر کے سب کو مبرا کر دیتا ہے

آنچنآں کہ گفت پیغمبر ز نور
کہ نشان آں یود اندر صدور

جیسا کہ پیغمبر نے نور کے بارے میں فرمایا ہے
کہ سینوں میں اس کی علامت یہ ہوتی ہے

ہم انابت آرد از دل اسرود
کہ سینوں میں اس کی علامت یہ ہوتی ہے

آخرت کی طرف رجوع بھی کرتا ہے
ہم انابت آرد از دل اسرود

داستانے بشنو اے یار صفا
اے شخص یار ایک قصہ سن لے

بہر شرح ایں حدیثِ مصطفیٰ
آخضہ کی اس حدیث کی تشریح میں

حکایت ۳ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی ہوے رومود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی اور جس دن

یفر المرء من اخیه و ائیه نقد وقت او
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے باپ سے اس کے سامنے آ گیا

شہدہ بادشاہی ایں خاک تودہ کہ کوک طبعال قلعه گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعے فتح کرنا کہتے

کنند آں کود کے کہ خیرہ آید بر سر خاک تودہ برآید و لاف زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شنی بگھلتا ہے کہ

۱۔ ہر دم لایاہ اللہ کے تصرفات
جلدی ہیں۔ زین۔ حضرت ابراہیمؑ کی
روح ہاکی بنی انہوں نے روحانی
وسعت کو بغیر حجاب کے دیکھا
۔ ہندوستان۔ یعنی روحِ اصلی وطن
عالم غیب آں نشان۔ عالم غیب کے
مشاہدہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواب
سے دیوانہ بن کر اٹھتا ہے۔

۲۔ فشانہ۔ جو عالم غیب کا خواب
میں مشاہدہ کر لینا ہے وہ تدبیروں پر
خاک ڈال دیتا ہے۔ آنچنآں۔ حضور
نے فرمایا میں اور پیدا ہو جانے کی
علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر
اور آخرت کا شائق ہو جاتا ہے
و از نور۔ جو کہ کھر دیتا۔
و از اسرود۔ خوشی کا کھر عالم آخرت۔
بہر ایں۔ اس مضمون کی تشریح کے
لئے حسب ذیل قصہ سن لو۔

۳۔ حکایت۔ ایک بادشاہ تھا جس
نے بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا
منظر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ
دنیوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے
ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے
کھلنے میں مٹی کا ڈھیر لگا لیتے ہیں۔
جو کچھ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کوکر
اس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کوکر
ہے کہ میرا قلعہ ہے جو میں نے فتح
کر لیا ہے اور دوسرے بچے اس پر
رنگ کرنے لگتے ہیں۔

قلعہ مراست کوکان دیگر بروے رشک برند کہ اتراب رزنج

قلعہ میرا ہے دھڑے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار

الصَّيَّانِ اَلْ بادشاہزادہ چوں از قید رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

مَنْ اِس خاکہلی رنگیں را ہماں تودہ خاکِ دول میگویم وز رو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی ہے قیمت مٹی کا ڈھیر کہتا ہوں اور سنا اور

اطلس! و اسوں نمیگویم مَنْ ازیں اسوں رہزن رستم و بیک سو

اطلس اور اسوں نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اسوں سے نجات پا گیا اور ایک دم

بجستم و اَیْنَهُ الْحُکْمِ صَبَّاءُ اِشْلا حق را مَرورِ سالہا حِلّت نیست

کو گیا اور ہم نے اس کو بچپن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رحمتی کے لئے سالوں

وَرَقْدِ رَتِ کُنْ فِیْکُونْ کس سخن قابلیت نگورید

کی ضرورت نہیں ہے ہو جا پس ہو گیا قابل قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

۱۔ اطلس۔ دشمنین پکڑا جس پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔
۲۔ آکسوں کا لادیلو بیک سو انسان کے مراتب بلند ہونے میں سالہا سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ بیک وقت عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

۳۔ خواب اس بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر گیا۔ آتشِ بے رحمی کی آگ مشک اور یعنی اس کی آنکھیں آدھ یعنی آہ کرنے کی گئی اس میں طاقت نہ تھی۔

۴۔ خواست۔ اس خواب سے بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر بانی تھی لہذا بیدار ہو گیا۔ شاید یہ بیدار ہو کر اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ شادی سب وہ خوشی سے مرا جاتا تھا انتہائی خوشی تھی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ پس لیکن جسم روح کے لئے طوطی بن گیا اور اس کو پر ہار نہ کرنے دیا۔ مٹوٹو۔ وہ جس کے گلے میں طوطی پہنایا جائے۔

ظاہر و باطن مُرْسِن از ہنر

جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

صافی عالم برآں شہ گشت دُرد

اس بادشاہ پر صاف دنیا مکد ہو گئی

کہ نماوند از تفت آتشِ اشکِ او

آگ کی سوز سے اس کے آنسو نہ رہے

کہ تہی یابید دُروے راہ آہ

کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

عمرِ مانندہ بود شہ بیدار شد

کچھ عمر بانی نہ گئی تھی، شہ بیدار ہو گیا

گو ندیدہ بود اندر عمرِ خویش

کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

پس مُطَوَّق آمد اینجاں بآبدن

لیکن یہ جان بدن سے لپٹی رہی

بادشاہے داشت یک زیبا پسر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا

خواب دید او کاں پسر ناگاہ بمرود

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا جا بک مر گیا ہے

خُشک شد از تاب آتشِ مشکِ او

آگ کی گرمی سے اس کی مشک آگے خشک ہو گئی

آچنباں پُر شد ز دودِ دردِ شاہ

بادشاہ درد کے دھوئیں سے ایسا پر ہو گیا

خواست سِ مردنِ قابِش بیکار شد

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا

شادیے آمد بیدارِش پیش

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی

کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن

وہ خوش سے مرنے کو تھا

وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
 اور خوشی کی پھونک سے بھی بھتا ہے یہ کھیل ہے
 ایں مٹوٹو شکل جلی خندہ است
 یہ طوق بنی ہوئی شکل، ہنسنے کا مقام ہے
 آنچناں غم بود از تسمیپ رب
 ایسا غم، اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
 واں زیک رُہی وگر احیا و برگ
 وہی دھری حیثیت سے زندہ کرنا اور سہزی ہے
 باز ہم از سُوی دیگر امتساک
 پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے
 سُوی روزِ عاقبت نقص و زوال
 آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے
 گریہ گوید با درلغ و لُغْد ہاں
 انہوں اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے
 ہست در تعبیر اے صاحبِ مرَح
 تعبیر ہے اے خوشی والے
 لیک جاں از جنسِ ایں بدن بکشت
 لیکن اس جیسی چیز سے جان بدگمان ہو گئی ہے
 گر رَوْد گل، یادگارے بایدم
 اگر پھل جاتا رہے میرے لئے کئی یادگار چاہیے
 یادگارے بایدم گر او رَوْد
 اگر وہ مر جائے تو میرے لئے کئی یادگار چاہیے
 پس کد ایں راہ را بندیم ما
 تو ہم کونے راستہ کو بند کریں گے

از دم غم می بمیرد ایں چہارغ
 یہ چہارغ، غم کی پھونک سے بھج جاتا ہے
 در میانِ ایں دو مرگ اوزندہ است
 وہ ان دو مٹوں کے درمیان زندہ ہے
 شاہ با خود گفت شادی را سبب
 بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب
 ایں عجب یک جو وار یک رُوی مرگ
 یہ تعجب ہے، ایک جڑ ایک حیثیت سے موت ہے
 آلہ یکے نسبت بدالِ حالت ہلاک
 ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
 شادی تن سُوی دنیاوی کمال
 جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
 خندہ را در خواب ہم تعبیر داں
 خواب میں ہنسی کی تعبیر سمجھ لے
 گریہ را در خواب شادی و فرح
 خواب میں رونے کی خوشی اور مسرت
 شاہ ۳ اندیشید کاسِ غم خود گزشت
 شاہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
 و رَسد خارے چمنیں اندر قدم
 اور اگر ایسا کانا پاؤں میں چبے
 چشم زخمی زیں مبادا کہ شود
 خدا کرے اس قسم کا کئی صدمہ نہ پہنچے
 چوں فنا رشد سبب بے منتہا
 جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

۱۔ ایں چہارغ یعنی چہار شاہ ہے کہ
 چہار زندگی غم سے چھی بھتا ہے اور
 خوشی سے بھی۔ درمیان موت کے
 ان دونوں سببوں کے درمیان انسان
 زندہ رہتا ہے جیسا کہ پریشانی ہے کہ
 انسان کا جسم صدمہ کے گلے کا لہر جاتا
 ہے۔ شاہ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا
 غمناک خواب اس قدر خوشی کا سبب
 بنے یہ سبب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب
 سے ہو رہا ہے۔ ایں عجب وہی
 خواب موت کا سبب بھی تھا اور وہی
 خواب زندگی اور خوشی کا سبب بھی ہو۔
 ۲۔ آلہ یکے بہت سی چیزیں
 لکھی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا
 سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا
 سبب بھی بنتی ہیں۔ شادی تن۔
 جسمانی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال
 ہے آخرت کے اعتبار سے زوال
 ہے۔ خندہ تعبیر دینے والے خواب
 میں ہنسی کی تعبیر نہ غم سے کرتے
 ہیں اور خواب میں رونے کی تعبیر
 مسرت اور خوشی سے کرتے ہیں۔
 ۳۔ شاہ شاہ نے سوچا کہ اگرچہ
 خواب کی بات ختم ہو گئی ہے لیکن ایک
 بدلتی بات ہے اب اگر خدا خواست لڑکا
 مرے نوں کی کوئی یادگار تو باقی رہی
 چاہیے گل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار۔ یعنی
 اس کی یاد دلانے والا اس کا لڑکا۔ چشم
 زخمی۔ خدا کرے کہ نہ مرنے کا
 صدمہ مجھے نہ پہنچے بہر حال احتیاط کا
 تقاضا ہے کہ اس کی یادگار کا بندوبست
 کر لیا جائے۔ چوں۔ موت کے
 سیکڑوں اسباب ہیں ان پر قابو پانا
 مشکل ہے۔



پس عروسے خواست باید بہر او
اس کے لئے ایک لہن تلاش کرنی چاہیے
گر رود سوی فنا میں باز باز
اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے، پھر
صورت میں باز گر زینجا رود
اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
بہر میں فرموداں شاہ غیبیہ
اسی لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
بہر میں معنی ہمہ خلق از شغف
اسی لئے تمام لوگ شوق سے
تا بمانداں معانی وہ جہاں
تاکہ دنیا میں وہ خمیں باقی رہیں
حق حکمت حرص شال وادست وجد
اللہ تعالیٰ نے مانائی ان کو حرص اور شوق خطا کر دی ہے
من ہم از بہر دوام نسل خویش
میں بھی اپنی نسل کی پیکشلی کے لئے
دخترے خواہم ز نسل صالحے
کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
شاہ خوداں صالح دست آزادہ دوست
بادشاہ وہ ہے جو نیک اور آزاد ہے
مر اسیراں سے را لقب کردند شاہ
لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
شد مفازہ بلادیہ خونخوارہ نام
خونخوار جنگل کا نام، مفازہ بنا

تا بماند زین تھوؤج ا نسل او
تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
فرخ او گرو ز بعد باز باز
اس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے
معنی او در ولد باقی بود
اس کی معنیت بچہ میں باقی رہے
مصطفیٰ کہ اولد سر لایہ
مصطفیٰ نے کہ بچہ باپ کا وار ہے
می بیا موزند طفلان را حرف
بچوں کو ہنر سکھاتے ہیں
چوں شوداں قلب ایشان نہاں
جب ان کا جسم چھپ جائے
بہر رشد ہر صغیر مستعد
ہر صاحب استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے
بخت خواہم پور خود را خوب کیش
اپنے لڑکے کے لئے خوبصورت پیرایہ لادوں گا
نے نسل بادشاہے طالعے
نہ کسی بد معاش بادشاہ کی نسل کی
نے اسیر حرص فرج ست و گلست
نہ وہ جو شرمگاہ اور طلق کی حرص کا قیدی ہو
عکس چوں کافور نام آں سیاہ
بالعکس جیسا کہ حشی کا نام کافور
نیک بخت آں پس را گویند عام
کوئی کو عام نیک بخت کہتے ہیں

۱۔ تھوؤج نکاح کہنا۔ باز۔ یعنی
لڑکا۔ فرخ۔ پند کا بچہ یعنی لڑکے کا
لڑکا۔ معنی۔ او۔ لڑکے کی خمیں۔
بہر میں۔ چونکہ بچے میں باپ کی خوبی
ہوتی ہے اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
ہے اولد سیر لایہ۔ بچہ باپ کا وار
ہے؟ حرف۔ کارگر کو لاد کو لپٹنا۔ ہنر
سکھانا ہے تاکہ وہ ہنر اس کے کرنے
کے بعد بھی باقی ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ
نے والدین میں یہ جذبہ ہی لئے رکھا
ہے کہ ان کے ہنر ان کے بعد بھی باقی
رہیں۔

۲۔ من ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی
اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے اپنے
لڑکے کی شادی کر دیاں گا۔ صالحے
لڑکے کی لہن کی نیک شخص کی لڑکی کو
بیویں گا۔ طالع۔ بھلا و بد معاش۔
صالح۔ باخدا انسان کو شاہ کہنا چاہیے
دنیا دار تو۔ شرمگاہ اور طلق کا قیدی رہتا
ہے۔

۳۔ اسیراں۔ عام بادشاہوں کو
بادشاہ کہتا تو ایسی ہی ہے جیسا کہ حشی کا
نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالکس بات
ہے عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی
کے قیدی ہوتے ہیں جو جس کا لا ہوتا
ہے کافور سفید پتھر شد مفازہ۔ مفازہ
کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل
کو مفازہ کہا جاتا ہے حالانکہ ہلاکت
کی جگہ ہے۔ پس۔ کوئی کو نیک
بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ
بد نصیب کہن ہوگا۔



ہر اسیر شہوت و حرص و اہل
ہر شہوت اور لالچ اور آغزو کے قیدی کو
آں اسیرانِ اہل را عام داو
نام میرانِ اہل اندر بلاد
ان موت کے قیدیوں کو عام نے دیا ہے
شہوں میں بڑے حاکموں کا نام
صدر خواندش کہ در صفِ نعال
جانِ اوستہ است یعنی جاہ و مال
اس کو صد کہتے ہیں جس کے جھوٹ کی صف میں
جانِ بندی ہے، یعنی چاہ و مال میں

۱۔ اہل۔ پہلے مصرعے میں موت
کے معنی میں ہے دوسرے مصرعے میں
بزرگ کے معنی میں ہے۔ فعل
جوتے یعنی رجبہ اور مال۔ اعتقاد
کردن۔ بادشاہ نے لڑکے کی دکان دیکھا
ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا یہی
نے ان پر اعتراضات شروع کر
دیئے۔ پھر لڑکا کفویت۔ شریعت
اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ
ہونا چاہیے۔

۲۔ سخت قسم کا بھل۔ وہاں کر
یعنی تو خرچ سے ڈر کر فقیر کھانے
میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے
گفت۔ ایک اور قانع انسان کو گدا اور
فقیر کہنا نہ سکتا تھا۔

۳۔ قناعت۔ قناعت پر مرزا کر
انسان تقویٰ کی وجہ سے قناعت
اعتقاد کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا
جاسکتا۔ خیر۔ گدا اور قانع میں بہت
فرق ہے گدا ایک پسہ کے لئے سر
جھکا دیتا ہے اور قانع خزانوں پر لات
دھرتا ہے۔

اختیار کردن پادشاہ دختر زہد را از جہتِ پسر و اعتراض کردن
بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا
اہل بیت و تنگ داشتن ایشان از پیوندِ درویشاں
اعتراض کرنا اور درویشوں کے ساتھ رہنے سے ذاتِ معصوں کرنا

۱۔ اس شخص کو انیسویں پیلوں خواستِ محبت
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے یہی مانگ لی
شاہ چوں باز ابدے خویشی گزید
بادشاہ نے جب ایک زہد کے یہاں رشتہ پسند کیا
مادرِ شہزادہ گفت از نقص عقل
عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا
تو ز شیخ ۲ و نخل خواہی و ز دہا
تو کبھی اور بھل اور مکاری سے چاہتا ہے
گفت صلح را گدا گفتن خطاست
اس نے کہا ایک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے
در قناعت ۳ میگر یزد از قناعت
پرہیز گاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے
قلبتے کال از قناعت و ز تقاست
وہ کی جو قناعت اور پرہیز گاری کی وجہ سے ہے
خیر آں گریبا بد سر نہد
وہ اگر ایک جہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے

بہر پورِ خویشتن شاہ از نہفت
بادشاہ نے چپکے چپکے اپنے لڑکے کے لئے
ایں خبر در گوشِ خاتوناں رسید
یہ خبر عورتوں کے کان میں پہنچی
شرطِ کفویت بود در عقل و نقل
عقل اور نقل میں جوڑ شرط ہے
تابہ بندی پورِ ما را بر گدا
کہ میرے بچے کو فقیر کے ساتھ بانٹ دے
گو غنی القلب از داو خداست
کیونکہ وہ خدا کی دین سے دل کا مالدار ہے
تو بھی و گسل پھجوں گدا
نہ کہ فقیر کی طرح کاہل اور کمینہ پن سے
آں ز فقر و قلتِ دوناں جداست
وہ کمینہ پن کی کمی اور فقر سے جداگانہ ہے
دیں ز رخ زر بہمت مے جہد
یہ سونے کے خرمن سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

۱۔ شہ جیادشاہ کا نام ہے جس میں حلال و حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس کو گناہ کہتے ہیں۔ گفت۔ ملک نے کہا ان لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ قطعہ جو ہر لڑکی کو بھیڑ میں دیں گے نہ لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر نذر کرنے کے لئے زور جہاں رہا۔ گفت۔ زور شاہ نے ملک سے کہا کہ مجھے اب دین کی فکر ہیں اور جو شخص دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے غلوں سے آزاد ہو جاتا ہے لہذا مجھے جہیز وغیرہ نہ منوانے کا کوئی غم و فکر نہیں ہے۔

۲۔ غالب آمد نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے ملک کی باتیں نہ سیں اور ایک نیک شخص کی لڑکی کو بیلا یا جواہریا حسن تھی جس کا حسن یہاں سے باہر ہے صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کو دین حاصل کرنا چاہیے دوسری چیزیں اس کے تابع ہیں وہ اصلی مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

۳۔ آخرت۔ آخرت کی مثال لڑکوں کی تھلکی ہے جو دنیا کی مثال ان کی۔ یعنی یہ لڑکوں کی سی ہے۔ پشیم بگونی۔ اگر وہ شخص ان کے لون کی فکر میں لگا تو تھلہ تھمہ نہ آئے گی۔

جاوہی۔ شادی کے بعد شہزادے پر ایک بڑھیا جاوہ گرنی کے جو کالی بھی جاوہ کر دیا وہ بڑھیا اس پر عاشق ہو گئی تھی اور اس کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ بالی۔ ہاتل کے علاقہ کا جاوہ مشہور تھا۔

شہزادہ کہ او از حرص قصد بر حرام

وہ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا لہو

گفت گو شہر و قلاع او را جہیز

اس نے کہا شہر و قلعوں کے پاس جہیز میں سے کھلیں؟

گفت زو ہر گو غم دیں بر گزید

اس نے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا

غالب آمد شاہ و پسندید دخترے

بادشاہ غالب آ گیا اور اس نے ایک لڑکی پسند کر لی

در ملاحت خود نظیر خودداشت

حسن میں وہ اپنا حال نہ رکھی تھی

حسن دختر این نصالحش آچنان

لڑکی کا حسن (اور) اس کی یہ خصلتیں ایسی تھیں

صید دیں گن تارسد اندر تیغ

دین کا شکار کر تاکہ تیغ بن کر آئے

آخرت مع قطار اشتر و انعمو

اے چچا! آخرت کو لوت کی قتلہ سمجھ

پشیم بگونی شتر نبود ثرا

اگر تو لون پسند کرے گا لوت تیرے نہ ہوں گے

میکند او را گدا گوید ہمام

کہتا ہے اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے

یا نثار گوہر و دینار ریز

یا نثار گدا کہ نہ کھیرنے کے لئے سلیقہ نہ رکھتا ہے

باقی غمبہا خدا از وے برید

باقی غلوں کو خدا نے اس سے جاکر دیا ہے

از نثار و صالکے خوش جوہرے

عمہ حزان والے ایک نیک شخص کی نسل سے

چہرہ آتش تباہاں خراز خورشید چاشت

چاند گزری دن کے سورج سے زیادہ روشن چہرے والی

کز بکوئی می نکلید در بیاباں

کہ خوبی کی وجہ سے بیابان نہیں ہو سکتی ہیں

حسن و مال و جاہ و بخت منتفع

حسن اور مال اور رتبہ اور فلاح کے قابل نصیب

در تیغ دنیاں ہموں پشک و مو

اس کے پیچھے دنیا کو بیٹھی اور بال (بجھ)

در بود اشتر چہ قیمت پشیم را

اور اگر لوت ہیں تو لون کی کیا قیمت؟

جاوہی کردن کمپیر کالی شہزادہ را و فریفتہ شدن شہزادہ

ایک کالی بڑھیا کا شہزادے پر جاوہ کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

با نثار و صالحان و اولیا

نیکوں اور صالحان کی نسل سے

عاشق شہزادہ باسن وجود

حسین شہزادے پر عاشق

کہ بردواں رشک سحر بالی

کہ (چاہ) ہاتل کا جاوہ (بجھی) اس پر رشک کرے

چوں برآمد اس نکاح آں شاہ را

جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا

از قضا کمپیرک جاوہ کہ بود

تقاضا (غلامی) سے جاوہ گرنی بڑھیا جو کہ تھی

جاوہی کردش عجز کالی

اس پر کالی بڑھیا نے ایسا جاوہ کر دیا

شہ پہنچہ شد عاشق کمپیر ازشت
شہزادہ بد صحت بوحیا پر عاشق ہو گیا
یک سیہ دیوے و کاہولی زنی
ایک کالا بھوت اور کالی صحت
زالا سیہ روئے خبیث نالکار
اس گھرنی، خبیث نالکار کی جہ سے
آں نود سالہ عجوز گندہ پیر
اس نوے سالہ بوحیا کھوت نے
تلسالے ۲ یود شہزادہ اسیر
پہل تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
صحبت کمپیر او را می زود
بوحیا کی صحبت اس کو تہ کر رہی تھی
دیگراں از ضعف وے باد و سر
دوسرے اس کی کمزوری سے دوسر میں تھے
ایں جہاں بر شاہ چوں زنداں شدہ
بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی
شاہ ۳ بس بیچارہ شد در بر دومات
اس بازی میں بادشاہ لاچار ہو گیا
زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پدر
باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
پس یقین گشتش کہ مطلق آں سرایت
تو اس یقین ہو گیا کہ لایہ مطلق اللہ کی جانب سے ہے
سجدہ می کرد او کہ ہم فرماں تراست
وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
لیکن اس مسکین بھی سوزد چو غود
لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے

تا عروں و آں عروسی را بہشت
پہل تک کہ اس نے لہن اور شادی سے کدہ کر لیا
شت بر شہزادہ ناگہ رہزنی
اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
گشت آں شہزادہ مدھوش و فوار
شہزادہ مدھوش اور لاف ہو گیا
نے خرد بہشت آں ملک رائے ضمیر
اس شہزادے کی نہ عقل چھوڑی نہ دل
بوسہ جالیش نعل کفش گندہ پیر
بوحیا کی جوتی کا طلا اس کی بوسہ گاہ تھی
تاز کاہش نیم جانے ماندہ یود
پہل تک کہ گھاؤ کی جہس آوی جان رہ گئی تھی
اوز سکر سحر از خود بے خبر
وہ جلاو کے نشہ سے اپنے آپ سے غافل تھا
ویں پسر برگریہ شال خنداں شدہ
یہ لڑکا ان کے رونے پر ہنستا تھا
روز و شب می کرد قربان و زکات
دن رات قربانی اور خیرات کرتا تھا
عشق کمپیر کہ بھی شد بیشتر
بوحیا کا عشق بڑھتا تھا
چارہ او را بعد ازیں لایہ گریست
اس کے بعد اس کی تدبیر اللہ کے سامنے ختم شدہ ہے
غیر حق بر ملک حق فرماں کراست
اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے
دست گیرش اے رحیم والے و دود
اے رحیم کرنے والے اے محبوب اس کی دیگری کر

۱ کمپیر۔ بوحیا بوز حلہ کاہولی۔
کالی۔ زالا۔ شہزادہ اس غیبت کے
عشق میں مدھوش رہنے لگا اور لاف
گیا۔ گندہ پیر۔ بہت بڑھاپا بوحیا۔
ملک۔ یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل

۲ تالسا۔ ایک سال تک
شہزادہ اس کی قید میں رہا اور اس کی
جوتیاں چھتا تھا۔ صحبت۔ یعنی اس
بوحیا کی ہمبستی سے وہ مکمل کر آ رہا
رہ گیا تھا۔ رنگاں۔ دوسرے اس کی
لافز کی کوہ کیے کہ دوسر میں جلا ہوئے
اور وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ یں
پسر۔ بادشاہ شہزادے کے کم میں رہتا
تھا تو شہزادہ اس کے رونے پر ہنستا
تھا۔

۳ شاہ۔ بادشاہ اس جلاو کے
مخالفہ میں لاچار تھا اور صدقہ خیرات
کرتا رہتا تھا کہ اس کے ذریعہ یہ
مصیبت ٹل جائے۔ ناک۔ اگر وہ
اس جلاو کا کوئی توڑ کرتا تھا تو جلاو
مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی
تدبیر کارگر نہ ہوتی تو اس کو یقین ہو گیا
کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے
ہے اسی کے سامنے رہتا اور دعا کرتا
چاہے لہذا اس نے اللہ کی عبادت اور
دعا میں شروع کر دی۔ لیکن۔ چونکہ
تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح
جل رہا ہے میری دیگری کر

مستجاب اِشْدٰنِ دَعٰی بادشاہ در خلاصِ پسر از جلاوٹی کاہلی
کاہلی کی جلاوٹی سے چھٹکے کے بارے میں بادشاہ کی دعا قبول ہوتا

تاز یارب یارب و آفغانِ شاہ
یہاں تک کہ بادشاہ کی یارب یارب ہر فرد کی وجہ سے
اُو شنیدہ بُود از دورایں خبر
اس نے وہ سے یہ بات سنی تھی
کاں عجزہ بُود اندر جلاوٹی
کیونکہ وہ بڑھیا جلاوٹی میں
دستِ اِمْر بالائی دستِ اے قتی
اے لوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے
مُنْتَهٰی دستِ خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے
ہم از و گیرند ملیہ ابرہا
اب اس سے سر ملیہ حاصل کرتے ہیں
گفت شاہش کایں پسر دستِ رفت
بادشاہ نے اس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا
نیست ۳۲ ہمتا زان را ایں ساحراں
ان جلاوٹیوں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے
چوں کفِ موسیٰ نہ ابرِ کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح
کہ مرا ایں علم آمد زان طرف
کیونکہ میرا یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے
آدم تاہر کشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اس کا جلاوٹ کھل دوں
سوئے گورستان برو وقتِ سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

۱۔ مستجاب قبول شدہ تازیارب
بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جلاو
گر سفر کر کے آگیا۔ اوشنیدہ اس
جلاوٹ کرنے سن لیا تھا کہ شہزادہ جلاوٹ گئی
کے چندے میں ہے۔ کال عجزہ
کیونکہ اس بڑھیا جلاوٹ کی بہت
شہرت تھی۔

۲۔ دست۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا
میں ہنرمند سے بڑھ کر ہنرمند ہے
تمام ہنرمندیاں خدا پر کارِ ختم ہوئی
ہیں۔ سحر تمام دیا سمند میں جا کر
گرتے ہیں ہم از دستِ خداست
بادل بن کر رہتے ہیں۔ گفت۔
بادشاہ نے اس آنے والے جلاوٹ
سے کہا کہ شہزادہ ہمارے ہاتھ سے
جاتا۔ آدم۔ اس جلاوٹ کرنے کا
میں اس کا علان بن کر آیا ہوں۔

۳۔ نیست۔ اس جلاوٹ کرنے کا ہاں
بڑھیا کے توڑ جوڑ کا سچے میرے
کوئی جلاوٹ نہیں ہے۔ کفِ موسیٰ
جس طرح حضرت موسیٰ کے بدبغضا
کے معجزے نے تمام جلاوٹوں کو
ٹھکت دی تھی اس کا مقابلہ کر
کے اس کے جلاوٹ کو تباہ کر دوں گا۔ کہ
مر۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے
میں نے کسی جلاوٹ سے نہیں دیکھا
ہے مستحق۔ ذلیل۔ سہی۔ جلاوٹ
نے کہا حج کے وقت قبرستان جائیے
وہاں آپ کو دیوار کے پہلو میں ایک
سفید قبر ملے گی۔

ساحرے اُستو پیش آمدنِ راہ
ایک استاد جلاوٹ سفر سے سامنے آ گیا
کہ امیر پیرہ زن خُدا آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و ایمین از مثل و دوی
بے نظیر ہر مثل ہر دوی سے مطہر تھی
در فن و در زور تازاتِ خدا
ہر ہر طاقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات تک
بحر بیشک مُنْتَهٰی جو یہاں
یقیناً مریاؤں کا آخر سمند ہے
ہم بدو باشد نہایت سبیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے
گفت ایک آدم در مانِ زفت
اس نے کہا اب میں زہرِ موت علان آ گیا ہوں
جو منِ واہی رسیدہ زان کراں
سوائے کچھ ہوشید کے جو اس جانب سے آ گیا ہو
نیک بر آدم من ز سحر او دمار
اب میں اس کے جلاوٹ کی تباہی چلاؤں گا
نے ز شاگردی سحرِ مستحق
ذلیل جلاوٹ کی شاکری سے نہیں ہے
تا نماوند شاہزادہ زرد رُو
تاکہ شہزادہ پیلے چہرے کا نہ رہے
پہلوی دیوارِ ہنست اسپید گور
ایک دیوار کے پہلو میں سفید قبر ہے

سویٰ قبلہ باز کاواں جانی را
 اس جگہ کو قبلہ کی جب کہو
 پس دراز ست این حکایت تو مملول
 یہ قصہ لبا ہے (اور) تو صاف ہے
 سوی گورستان رفت آں شاہ زود
 وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا
 جادو یہاں دید چہنہاں اندر
 بڑا جادو اس میں دبا ہوا دیکھا
 واں گرہ ہلی گراں را بر کشاد
 اس (جادوگر) نے ان مضبوط گروں کو کھولا
 آں پسر با خویش آمد شد دواں
 وہ شہزادہ ہوش میں آ گیا (اور) دوا
 سجدہ کرد و بر زمیں می زد دقن
 سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگڑی
 شاہ آئیں بست و اہل شہر شاد
 شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
 عالم از سر زندہ گشت و با فروز
 دنیا از سر نو زندہ اور پر رونق ہو گئی
 یک عروسی کرد شاہ اورا پختاں
 بادشاہ نے اس کی شادی کی دھوم اکی کی
 جادوی کمپیر از غصہ بمرود
 جادوگر نے بڑھیا رنگ سے مر گئی
 شاہ آئیں بست و آمد در نیاز
 شاہ نے جشن منایا اور نیاز مندی اختیار کی
 شہزادہ در تعجب ماندہ بود
 شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تابہ بنی قدرت و صبح خدا
 تاکہ تو خدا کی قدرت اور کلمہ کی دیکھ
 زندہ را گویم رہا کردم فضول
 غلام بتاتا ہوں، زندہ کو چھوڑتا ہوں
 گور را آں شاہ آں دم بر کشود
 گور را آں شاہ نے فوراً قبر کو کھولا
 بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا
 صد گرہ بر بستہ بر یک تار مو
 صد گرہ ہر بستہ ہر ایک تار مو
 ایک بال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں
 پس ز محنت پور شد را راہ داد
 شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
 سوی تخت شاہ بلعد احتیاج
 سوی تخت شاہ بلعد احتیاج
 بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
 در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
 در بغل کر کے تیغ و کفن لئے ہوئے
 واں عروسی نا امید و بے مراد
 اور وہ عروسی نا امید و بے مراد
 اور وہ عروسی نا امید و بے مراد
 اے تعجب آں روز روز امروز
 اے تعجب آں روز روز امروز
 تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن ہے
 کہ جلاب وقتہ بد پیش سگاں
 کہ گلاب اور شکر کتوں کے سامنے تھا
 روی و خوی زشت با مالک سپرد
 چہرہ اور بری عادت مالک کے سپرد کر دی
 راز گفتم با خدای کار ساز
 خدا کے کار ساز سے دل کی بات کہتا تھا
 کر من او عقل و نظر چوں در رود
 کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اپک لے گئی

۱۔ سوی قبلہ۔ اس آنے والے
 جادو کرنے بادشاہ سے کہا کہ اس سفید
 قبیر کو قبلہ کی جانب سے کھینچ کر تجھے
 خدا کی قدرت نظر آجائے گی۔ زندہ۔
 غلام۔ فضول۔ زاید چیز۔ جادو یہاں
 اس بڑھیا نے ایک بال میں سینکڑوں
 گرہیں لگا کر جادو کیا تھا وہ اس قبر میں
 سے نکلا۔

۲۔ واں۔ بادشاہ اس بال کو اس
 جادوگر کے پاس لے آیا تو اس نے
 اس کی گرہیں کھول دیں اور شہزادے کو
 جادو سے نجات دیدی اس پر۔ جادو
 ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً رباب کی
 خدمت میں حاضر ہو گیا۔ در بغل۔
 اپنے بغل پر شہزادہ تھا اور اسے آپ کو
 مجرم قرار دے کر اپنے ساتھ کھولا اور
 کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن
 منایا۔

۳۔ اے تعجب۔ مولانا فرماتے ہیں
 جس دن جادو ہوا تھا وہ بھی ایک دن
 تھا اور آج جبکہ جادو ختم ہوا اور خوشیاں
 منائی جا رہی ہیں یہ بھی ایک دن
 ہے۔ عروسی۔ یعنی ریسہ۔ جلاب۔
 گلاب پیش سگاں۔ یعنی اس دھوم
 کی نعمتوں سے کتنے مجرم نہ
 رہے۔ مالک اس فرشتہ کا نام ہے جو
 جہنم کا دروازہ ہے۔ شاہ بادشاہ انتہائی
 خوش تھا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی
 باتیں کرتا تھا۔ شہزادہ۔ جب جادو ختم
 ہو گیا تو اپنے محلہ پر شہزادہ حیران
 تھا۔

نول عزو سے دید بچوں ماہ حسن
 اس نے حسن کا چاند بھی لہن دیکھی
 گشت بیہوش و بزد اندر فتاد
 وہ بیہوش ہو گیا ہر منہ کے بل گر پڑا
 سہ شبانہ روز او بیہوش گشت
 تین دن رات وہ بے ہوش رہا
 از گلکاب و از علاج آمد بخود
 وہ گلکاب ہر علاج سے ہوش میں آیا
 بعد ۲ سالے شاہ گفتش در سخن
 ایک سال کے بعد گفتگو کھان میں ہوا تھا اس سے کہا
 یاد آورزاں صبحج وزاں فراش
 اس بہتر ہر پہی کو یاد کر
 گفت روزن یاتم دارا سرور
 اس نے کہا جائے میں نے خوشی کا گھر پایا
 بچہاں ۳ باشند چو مومن راہ یافت
 ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
 مخلص این قصہ بر کفتم تمام
 میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا
 کہ ہی زد بر ملکجاں راہ حسن
 جو سینوں پر حسن کی مدد مسدود کرتی تھی
 تاسہ روز از صدر او گم شد قواد
 تین دن تک اس کا دل سینے سے غائب رہا
 تاکہ خلق از غشی او ہر جوش گشت
 یہاں تک کہ خلق اس کی بیہوشی سے مضرب ہو گئی
 اندک اندک فہم کشش نیک و بد
 رفت رفت وہ اچھے برے کو سمجھنے لگا
 کاسے پسر یاد آرازاں یار کہن
 کہ اے بیٹا! پاپانے دوست کو (بھی) یاد کر لیا کر
 تابدیں حد بیوفا و مر مباش
 اس حد تک بے وفا ہر کڑوا نہ بن
 وار ہیدم از چہ دارا لغرور
 میں دھوکے کے گھر کے کنویں سے نجات پا گیا
 سوی نور حق ز ظلمت روی تافت
 اللہ تعالیٰ کے نور کی جانب اس نے تار کی سے منہ موڑا
 تابدانی مقصد خود واسلام
 تاکہ تو اپنا مقصد سمجھ لے واسلام

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی خلیفہ
 اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مرو) ہے ہر اس (شہزادے) کا باپ حضرت
 حق مسجود ملائکہ وآل کمپیر کاہلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
 آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ ملائکہ کے مسجود ہیں ہر کاہلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
 برید ببحر و انبیا و اولیا آل طیب تدارک کنندہ اند
 آدم کی اولاد کو جلاو کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہو ہر نبی ہر ولی وہ علاج کرنے والے طیب ہیں

اے برادران کہ شہزادہ توئی در جہان کہنہ زادہ از نوی
 اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے پرانی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

۱۔ نوزو سے لسانی لہن کے
 اس گیا تو اس کو انتہائی حسین پلا۔
 ۲۔ گفتش اس کا حسن دیکھ کر بیہوش ہو
 گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس
 سے لوگ پریشان ہو گئے۔ از گلکاب
 بیہوش کا علاج ہوا تب اس کو رفتہ رفتہ
 ہوش آیا۔

۳۔ بعد ۲ سالے ایک سال کے
 بعد وہ ان گفتگو میں بادشاہ نے
 شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا
 جلاو کرنی کو بھی یاد کر لیا کرو۔
 ۴۔ کڑط دارا سرور۔ جنت یعنی لہن۔
 ۵۔ دارا سرور دنیا یعنی بڑھیا جلاو کرنی۔
 ۶۔ بچہاں۔ جو حالت شہزادے کی
 تھی کہ اس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند
 کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی
 ہوتی ہے جبکہ اس کو نور خداوندی
 حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ
 کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اے
 برادر ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا
 ہے اس سے مراد زاد (انسان) مراد
 ہے جلاو کاہلی جلاو کرنی سے مراد دنیا ہے
 جس نے نئی آدم پر جلاو کر رکھا ہے۔

کالی جلاو ایں دنیا ست کو
کالی جلاو گئی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت دریں آلودہ روزی
جبکہ اس نے فوجا تجھے اس گندگی میں ڈال دیا ہے
تار ہی زیں جلاوئی وزیں قلق
تاکہ اس جلاو اور پریشانی سے نجات پالے
زائ نبی دنیات را سخارہ خواند
اسی لئے نبی نے تیری دنیا کو جلاو گئی کہا ہے
ہیں فسوں گرم دار دگندہ پیر
خبردار! بوسیا تیز جلاو رکھتی ہے
در درون سینہ نقائات ۲ اوست
وہ سینہ میں مٹر پڑھ کر پھونکیں ماننے والی ہے
سلاہرہ دنیا قوی وانا ز نے ست
جلاو گئی دنیا بہت عقند عورت ہے
ور کشادے عقدہ اورا عقلہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکتیں
ہیں طلب گن خوش دے عقدہ کشا
آگاہ! اگرہ کھولے والا اچھا دم کرنے والا طائر کر لے
ہچو ۳ ہای رستہ استت او بہ شست
اس نے تجھے پھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شصت سال از شست او در محنتی
تو ساٹھ سال اس کے کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیات خوب
تو بد بخت فاسق ہے نہ تیری دنیا ہی اچھی ہے
رخ او ایں عقد ہلا سخت کرد
اس کے بھونکنے نے ان گرہوں کو مضبوط کر دیا ہے

کردہ مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے
دمدم میخوای و میدم قل انخوذ
ہر وقت قل انخوذ پڑھ کر دم کرتا رہ
استعانت خواہ از رب اُفلق
صبح کے سفید کے رب سے مدد چاہ
گوبا فسوں خلق را درجہ نشاند
یکہ اس نے جلاو کئے یہ خلق کو توں میں ڈال دیا ہے
کردہ شہاں رلام گرمش اسیر
ہاشاہوں کو اس کے گرم دم نے قیدی بنالیا ہے
عقد ہلی سحر را اثبات اوست
وہ جلاو کی گرہوں کو باندھنے والی ہے
حل سحر او پپائے عامہ نیست
اس کے جلاو کا توڑ عام کے بس کا نہیں ہے
آئیا را کے فرستارے خدا
اللہ تعالیٰ نہیں کو کب بھیجتا؟
راز دان یفعل اللہ مایشا
جو یفعل اللہ مایشا کا راز داں ہو
شاہزادہ ماندہ سالے تو شصت
شہزادہ ایک سال پھنسا رہا تو ساٹھ سال
نے خوشی نے بر طریق سستی
تو نہ خوش ہے نہ ست کے راستہ پر ہے
نے ریمیدہ از وبال وار ذوب
نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب گن نفعہ خلاق فرد
خلاق احد کی پھونک کا طلبگار بن

۱۔ زوفہ اگر ہل سے پہلے حرف
ملت ہو تو بعض جگہ اس کو ذال سے
بدل لیتے ہیں۔ قل انخوذ یا حضور
پر یہ سہمت جلاو کے توڑ کے لئے
نازل ہوئی۔ اسی سہمت میں خدا کو
رب اُفلق یعنی صبح کی سفیدی کا رب
فرمایا گیا ہے۔ ذال یا حضور نے دنیا
کا جلاو گئی فرمایا ہے جو انسانوں کو
جلاو کے توں میں بند کر دیتی ہے۔
سحارہ۔ جلاو گئی فسوں گرم۔ تیز
جلاو۔

۲۔ نقائات۔ مٹر پڑھ کر پھونکنے
والی۔ حل سحر۔ دنیا کے جلاو کا توڑ
ہر شخص کے بس کا نہیں ہے
در کشادے دنیا کے جلاو کی گرہیں
اگر عقل کھول سکتی تو نہیں اور رسولوں
کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوئی۔
یفعل اللہ مایشا۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے یعنی مقدرات خداوندی۔
۳۔ ہچو ہای۔ شہزادہ تو جلاو گئی
کے جال میں ایک سال ہی رہا تو
ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے
جال میں پھنسا رہا۔ شصت پھلی
چانٹنے کا کاٹنا۔ فاسقی۔ تیری دنیا اور
دین دونوں پر ہا ہیں۔ سحر۔ کھول دینا
مٹر پڑھ کر جو کہ لگائی ہے وہ بہت
سخت ہے۔ وہ اللہ کے پھونکنے سے ہی
کل سکتی۔

تَا نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي خُرا

تا کہ نفختم فیہ من روحی خجے

جو بنی حق نسوزد رخ سحر

جلو کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہے

رحمت او سلیق ست از قہر او

اس کی رحمت اس کے قہر سے پہلے ہے

تارسی اندر نفوس زوَجَحْت

تا کہ تو زوَجَحْت دالے نفوس میں داخل ہو جائے

باوجود زل زل ناید اِخلال

ہو جا کے ہوتے ہوئے (جلو کی گروں کا) کھانا حاصل نہ ہوگا

نے کہ فرموداں سراج لہتاں

کیا استوں کے چلنے نے نہیں فرمایا

پس وصالِ ایں فراقِ آں بُود

تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سخت می آید فراقِ ایں مَر

اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے

چوں ۳ فراقِ نقشِ سخت آید خُرا

جب تجھے نقش کی جدائی سخت لگتی ہے

اے کہ صبرِ نیست از دنیایِ دواں

اے وہ کہ تجھے اس کہنی دنیا سے صبر میر نہیں

چونکہ صبرِ نیست زیں آبِ سیاہ

جبکہ اس کالے پانی سے تجھ میں مبر نہیں ہے

چونکہ بے ایں شَرُب کم داری سکون

جبکہ اس کو پے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

۱۔ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي میں

نے اس میں اپنی روح پھونک دی

یعنی تیرے اندر بھی وہ روح آجائے

تو دینا کے جلو کی پھونک اللہ کی

پھونک سے چلے گی۔ رحمت اور

حدیثِ قدسی ہے مِسْقَتْ رَحْمَتِي

علی غُضْبِي میرے رحمت میرے

غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے

زَوَجَحْت۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا

النَّفُوسَ زَوَجَحْتْ جِبْجِبْنِیوں کے

چوڑ لگائے جا ہیں گے یعنی جنت

کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ۔

۲۔ باوجود۔ جب تک انسان

بوجھ دینا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا

جلو اٹھے گا نہ شہزادے کی طرح لڑائی

یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے

گی۔ خُراں۔ حدیث شریف ہے

لَقَبْنَا وَالْآخِرَةَ لَقَضَرْنَا اِنَّ

رَحْمَتِي اِخْلَصْنَا سَبَّحْتَ

الْآخِرَى دینا اور آخرت دونوں میں

ہیں اگر ایک دوسری ہوتی تو دوسری

بارش ہو جاتی ہے۔ پس اگر دنیا کا

وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔

ممر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مقرر فرما گئے یعنی

آخرت

۳۔ چوں فراق۔ دنیا کا نقاش خدا

ہے جب اس نقش دنیا کی جدائی اس

قدرِ شاق ہے تو خدا نقاش کی جدائی

کس قدر شاق ہوگی۔ آبِ سیاہ یعنی

دنیا۔ چشمہ اللہ۔ یعنی آخرت۔

زہد اور قرآن پاک میں ہے اِنَّا

الْآخِرَةَ لَقَضَرْنَا مِنْ تَحْتِیْ کُنْ

مِنْ اَشْهُا کَلْفُوْنَا نَبْکَ لَوَ اِیْے

پنالے سے تجھیں گے جس کی طوئی

کافوں ہوگی۔

وَار ہاند زین و گوید بر خُرا

اس سے چڑا دے اور کہہ دے آگے آجا

رخ قہرست ایں واں دمِ رخِ مہر

یہ ظلم کی پھونک ہے اور وہ محبت کی پھونک ہے

سہاٹی خواہی برُو سابقِ بَخُو

تو آگے بڑھتا چاہتا ہے تو جا سابق کی تلاش کر

کالے شی مسخوہ ایک مَحْرَجَت

کیونکہ جلو میں تلاش نہ کرے لنگھتی جگہ ہے

وہ شبیکہ در برآں پیرِ دلال

(اور) وہ تاروں بھری جال اور بغل میں نہ آئے گی

انجہان و آنجہاں را خُرتاں

اس دنیا اور اس جہان کو وہ سونے

صحتِ ایں تَن سِقَامِ جاں بُود

اس جسم کی تندی جان کی پیدی ہے

پس فراقِ آں مَقَرِ داں سخت خُرا

تو اس قیام جگہ کی جدائی زیادہ سخت ہے

تاچہ سخت آید ز نقاشش جُدا

تو اس کے نقاش کی جدائی کس قدر سخت ہوگی؟

چونکہ صبرست از خدا آید و ست چوں

لحوتِ تجھے خدا کی جدائی پر کس طرح صبر آسکے؟

چوں صبوری داری از چشمہ اللہ

خدا کی چشمہ سے تجھ میں کیسے مبر ہے؟

چوں ز ابراری جدا وَرِ یَشْرَبُون

تو یشرابن اور ٹیکوں سے کیسے جدا ہے



گر پہا بنی یک نفس حُسن و دُور
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
حیفہ بنی بعد ازاں ایں شرب را
اس کے بعد تو اس پئے کو مروا سمجھ گا
پہچو شہزادہ رسی دیدار خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دوست تک پہنچ جائے
چہد گن در بیخودی خود را بیاب
اپنی فانیّت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر از زمانے ہیں مشوبا خویش بخت
ہر وقت خوبی میں مبتلا نہ ہو
از قصور چشم باشند آں عِشور
وہ لعش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
یوی پیراہان یوسف گن سَند
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو کا سہلا پڑ
صورتِ پہنان و آں نورِ جبین
پیشہ صورت اور پیشانی کے نور نے
نورِ آں رخسار برہاند زنا
اس رخسار کا نور نار سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نورِ حالی ہیں گند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست و در تحقیق نار
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقتاً نار ہے
و مبدّم در رُفتد ہر جا رود
جس جگہ جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ روندی گرتی ہے
دور بیند دور بین بے ہنر
بے ہنر دھڑین ایسا ہی دھڑین ہے

اند آتش افگنی جان و دُور
جان اور جسم کو آگ میں ڈال دے
چوں بہ بنی کرو فرو قرب را
جسبہ (خدا کی) شان و شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں آری زپا تو خار خویش
تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکال دے
زود تر و اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے
ہر زماں چوں خرد آب و گل میفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ گر
کہ نہ بیند شیب و بالا راز دُور
کیونکہ وہ دور سے شیب و فرا کو نہیں دیکھتی ہے
زانکہ یویش چشم روشن می گند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کردہ چشم انبیا را دور بین
نبیوں کی آنکھ کو دھڑین بنا دیا ہے
ہیں مشوقانِ بنورِ مستعار
خبردار عارضی نور پر قائم نہ بن
چشم عقل و روح را گر گیس گند
روح اور عقل کے چشم کو خدائی بنا دیتا ہے
گر ضیا خواہی و دوست ازے و بدار
اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اس سے دست بردار ہو جا
دیدہ و جانے کہ حالی ہیں بُود
وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
بچناں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خوب میں دور دیکھنا

۱۔ گر بہ بنی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے
درا بھی نظر آئے تو اپنے جسم و روح
کو قربان کر ڈالے۔ حیفہ۔ مردار۔
۲۔ شرب۔ یعنی خداوندی قرب۔ پہچو۔
جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی کہن سے
مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو
پالے اور دنیا کا کانا پاؤں سے نکال
چھینکے۔ چہد گن۔ اس کی ترکیب یہی
ہے کہ ناکا کا وجہ حاصل کر لے۔
۳۔ ہر زمانے۔ فنا کا وجہ جب
حاصل ہو جائے گا کی وقت بھی خوری
نہ اختیار کرے گا اور دنیا سے کنارہ کش
ہو جائے گا۔ از قصور۔ جب نگاہ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان شیب
و فرا کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا
ہے۔ یوی۔ حضرت یعقوبؑ کی بیٹائی
حضرت یوسفؑ کی بیس کی خوشبو سے
روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر
دیکھ کر منظر روشن ہو جائے گی اور مشاہدہ
تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیا کا چشم
بصیرت اسی سے حاصل ہوتی ہے۔
۴۔ نور۔ اس نور کا مشاہدہ مارہمت
سے نجات دیتا ہے۔ ایں نور۔ یعنی
عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو
دکھاتا ہے اور بصیرت عقلی کو بیدار بناتا
ہے۔ گر گیس۔ خارش کے مرض میں
جلا صحت کش۔ عارضی نور ظاہر نور ہے
لیکن حقیقتاً نار اور جہنم کا باعث ہے
و مبدّم۔ عارضی نور ولا ہمیشہ ٹھوکر کس
کھاتا ہے۔ دور بیند۔ اس نور والے کی
دور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے
ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

خُفتہ ہاشی بر لبِ جو خشک لب

تو میا کے کندے خشک ہوئے سویا ہوا ہے

دور می بینی سرابِ دی دوی

تو سراب کو دور دیکھتا ہے اور دھڑتا ہے

میزنی در خواب پایاں تو لاف

تو خواب میں دوستوں سے شنی بگھلاتا ہے

نیک بدالِ سوا آب دیدم ہیں شتاب

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خیرہ را جلدی کرو

ہر قدم زیں آب تازی دُور تر

تو ہر قدم پر اس پانی سے زیادہ دور بھاگتا ہے

عینِ آں غرمتِ حجابِ آں شدہ

تیرا پختہ امامِ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا عزمِ بجائے می گند

بہت سے لوگ ہیں جن کا کلمہ (دوری) جگہ لجاتا ہے

دید و لاف خُفتہ می ناید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شنی بگھلنا کامد نہیں ہے

خوابنا کی سہ لیک ہم بر راہِ حُجب

تو نیند کا متولا ہے، پھر بھی راستہ پر سو

ملوود کہ سنا لکے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی راہ تو تجھ سے بھڑ جائے

خُفتہ را گر فکر گردد ہچو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہے

فکر خُفتہ گردد تا گو گرسہ تاست

سوئے ہوئے کا فکر خلوہ دہرا ہو یا تہرا

گرچہ شمش تیز بین و با ضیاست

اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین و روشن ہو

می دوی سویی سراب اندر طلب

جتنو میں سراب کی جانب دھڑتا ہے

عاشقِ آں بیشِ خود می شوی

اپنے اس دیکھنے کا تو عاشق بنتا ہے

کہ منم پینا دل و پردہ شکاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا ردیم آنجا و آں باشند سراب

تاکہ ہم وہاں چلیں اور سراب ہوتا ہے

دو دواں سویی سرابِ با غرر

دو کے والے سراب کی جانب دھڑتے ہوئے

کہ جُو پیوستہ است و آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کالِ غرضِ دوئے بُود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جُو خیا لے نیست دست ازوے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

اللہ اللہ بر راہِ اللہ حُجب

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالاتِ نعلست بر گند

نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں وقتِ نیا بدر را گوی

وہ اس بار کی سے بھی کوچہ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست

غلط م غلط م غلط ہی ہے

ہم ہما اندر ہما اندر ہماست

خاک م خاک م خاک رہی ہے

۱۔ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کی دور بینی
یہ ہے کہ میا کے کندے پیاسا سو رہا
ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا
ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور
کچھ ہا ہے کہ میں بہت دور بین ہوں
دور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔
خواب میں دوستوں سے اپنی دور بینی
کی شنی بھی بگھلاتا ہے۔ نیک۔
دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے دور
سے پانی دیکھ لیا ہوں۔ چلو۔

۲۔ ہر قدم۔ ہر قدم پر تو گھر کر خواب میں
جس قدر سراب کی طرف بھاگ رہا
ہے وہ پانی سے ہی قدر دور ہوتا ہے
عین۔ سراب تک پہنچنے کا عزم نہر کے
اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اس
کے قریب تھا۔ بس۔ بہت سے
فرض ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو
مقصد کی اصل جگہ سے دور کر دیتا
ہے۔ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز
کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار
ہوتا ہے۔

۳۔ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے سمجھائی
ہے تو سرور اور اللہ کے راستہ پر سو
شاید کوئی اللہ کا نیک بندہ وہاں سے
گزرے تو تیرے خواب والے
خیالات دور کر دے۔ خُفتہ۔ جبکہ تو
سوا ہوا ہے تو اپنی تدبیر سے لالچا بن
ہو گا کسی خدا کا کچھ بچنے لے

خوشبہا! فہم رسیدہ تائماں

بکثرت (بکثرت کی) ہائیں کر تک

پڑ بیاباں سب تر از گندنا

جنگل بھرا ہوا ہے، گندنے سے زیادہ سرسبز ہے

دست و چشم خویش را چوں بر کنم

لپے ہاتھ اور نگہ کو کہے ہٹا لوں؟

ز اں نماید مرثلا نیل خوں

اس لئے تمہیں (میاں) نیل خون نظر آتا ہے

تا ناماند خون و بید آب رود

تاکہ خون نہ رہے اور تم میا کا پانی دیکھ لو

آں پدید در چشم تو سنگ می شود

و ہاپ تیری نگہ میں کتا ہو جاتا ہے

کہ چٹاں رحمت نظر رنگ نماست

کہ ایسی رحمت نگہ میں کتا جیسی ہے

چوں کہ اخواں را حسودی بود و خشم

چنگہ بھائیوں میں حسد اور غصہ تھا

آں سنگی شد گشت بابا یار زفت

و کتا پن بھی ختم ہوا ہاپ گہرا دست بن گیا

من ہی پنم بہر دشت و مکاں

میں ہر جگہ اور جگہ میں دیکھ رہا ہوں

خوشبہا در موج از باد صبا

ہائیں پھا ہوا سے لہلہا ہیں

ز آزمون من دست بروے میرنم

آگے کے لئے میں ان کو چھتا ہوں

یار فرعون تیند لے قوم دُوں

اے کینہ قوم تم فرعون جہنم کے یار ہو

یار موسیٰ خرد گردید زود

جلد وصل موسیٰ کے یار بن جاؤ

از پدید بر تو بھائے چوں رود

جب ہاپ کی جانب سے تم پر ظلم ہو

آں پدید سنگ نیست تاثیر جفاست

ہاپ کتا نہیں ہے، ظلم کی تاثیر ہے

گرگ می دیدند یوسف را بچشم

حضرت یوسف کو آنکھ سے بھڑا دیکھا

با پدید چوں گری خشم رفت

جب تو نے ہاپ سے صلہ کر لی غصہ ختم ہوا

۱۔ خوشبہا میں ہر جگہ نیل پانی کی کیفیت دیکھ رہا ہوں جو کر کے خوشبہا یعنی کی ہائیں ہوا سے لہلہا رہی ہیں۔ گندنا یعنی ہن کی قسم کی ایک ترکاری ہے۔ ز آزمون۔ آگے کے لئے میں اس یعنی ہاتھ بھی پھیرتا ہوں تو اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کیسے چھتا ہوں۔ یار ہم اپنے فرعون جہنم کے دوست ہو لہذا فرعون کی طرح جہنم بھی میاں نیل کا پانی خون نظر آ رہا ہے۔ خرد۔ جلد وصل۔ موسیٰ کے یار بنو تو حقیقت حال واضح ہوں۔

۲۔ فرعون انسان کی اپنی اندرونی کیفیت جفا کی کدیل کر دیتی ہے اگر انسان ہاپ سے متاثر ہو جائے تو وہ اس کو کتا نظر آنے لگتا ہے۔ گرگ۔ اپنی باطنی کیفیت کی بنا پر حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو بھڑا نظر آتے تھے۔ باپ۔ اگر باپ سے محبت ہو تو وہ ہر امر رحمت نظر آتا ہے۔

۳۔ بخدا تمام عالم حضرت حق کا مظہر اور اس کا عباد کیا ہوا ہے اس عقیدے سے تمام عالم کا ہاپ ہے اگر تمہارے دل میں اس سے بیزاری ہے تو تمام عالم غیر واقعی صحت میں نہیں نظر آئے گا۔

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صورت عقل کل است چوں با عقل کل بگو

اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صحت ہے جب تو عقل کل کے ساتھ بیٹھا

روی جفا س کردی صورت عالم خرا غم فزاید اقلب احوال چنانکہ با

چلے گا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صحت مبرا خرا غم بڑھانے کی جیسے کہ ہاپ کے ساتھ تونے

پدید کردی صورت پدید خرا غم فزاید و نتوانی اُورا دیدن اگرچہ

مکلی کی ہاپ کی صحت خرا غم بڑھانے کی لہ اس کو دیکھ نہ سکے گا، اگرچہ

پیش از اں نور دیدہ ہو وہا باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

کل عام صورت عقل اکل ست
 پہا عالم عقل کل کی صحت ہے
 چوں کسے با عقل کل سفر اں فرود
 جب کئی عقل کل کی تاہی کرے
 صلح گن با ایں پدر عاتی بہل
 اس باپ سے صلح کرے تاہی کو چھوڑے
 پس قیامت نقد حال تو بود
 پر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
 منکھ محکم دھما با ایں پدر
 میری بیش اس باپ سے صلح ہے
 ہر زمانہ نو صورتے و نو جمال
 ہر وقت نئی صحت ہے ہر نیا حسن ہے
 من ہمیں پنیم جہاں را پر نعیم
 میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکتا ہوں
 باغبان آبش می رسد در گوش من
 پانی کی آواز دھیرے کان میں پہنچی ہے
 شاخہا قصاں خدہ چوں قاتباں
 شاخیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
 برق آئینہ است للامع از عمد
 آئینہ کی چمک مندے میں سے چمکتی ہے
 از سر ہزاراں من نمی گویم یکے
 میں ہزار (ہاتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
 پیش و ہم ایں گفت مودہ دانست
 وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کوست باہی ہر آں کابل قل ست
 ہر اس شخص کا پایا ہے جو قول ملا ہے
 صورت کل پیش او ہم سگ نمود
 کل کی صحت اس کو سنا نظر آتی ہے
 تاکہ فرش رز نماید آب و گل
 تاکہ تجھے زمین گھر کا فرش نظر آئے
 پیش تو چرخ وز میں مبدل شود
 تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
 ایں جہاں چوں جعستم در نظر
 یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے
 تاز نو دیدن فرد میرد ملال
 حتی کہ نئے مشاہدے سے غم زائل ہو جاتا ہے
 آبہا از چشمہا جوشاں مقیم
 چشموں سے ہمیشہ پانی جوش رہتا ہے
 مست می گردد ضمیر و ہوش من
 میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں
 برگہا کف زن مثل مطر باں
 پتے گویں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں
 گر نماید آئینہ تا چوں بود
 اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہو گا؟
 زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
 کیونکہ ہر کان شک سے بھرے ہوئے ہے
 عقل گوید مودہ چہ نقد من ست
 عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کہا ہوتی ہے میری صحت ہے

۱ عقل کل۔ مولانا صاحب کل کا
 بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے
 ہیں پہلے خدائے تعالیٰ مولا ہے۔
 دل کل۔ یعنی وہ جس نے جنہوں نے
 اول میں کشت ہو پنجم کے جواب
 میں ملا کا قول کیا تھا۔ چوں کہ
 جب انسان کے دل میں خدا کا کفر
 ہوتا ہے تو اس کو سدا جہاں بھیا تک
 نظر آتا ہے صورت کل۔ یعنی
 جہاں عاتی۔ مایہ باپ کی تاہی کرے۔
 تاکہ تمام زمین اچھوڑے میری
 ہوئی نظر آئے گی۔ قیامت قیامت
 میں زمین و آسمان بدل دے جائے
 گے۔ منکھ اس بزرگ نے کہا چونکہ
 میری خدائے سرچ سے لہنا چھوٹے تمام
 عالم جنت نظر آتا ہے۔
 ۲ سر ہزاراں۔ کہہ رہے تھے پرتی
 تجلیات کا کشف ہوتا رہتا ہے۔
 طبیعت لول نہیں ہوتی ہے۔
 ۳ ضمیر۔ دل۔ شاخہا شاخوں کا
 ہواؤں سے لہنا چھوٹے صوفیوں کا رقص
 معلوم ہوتا ہے۔ ہر چوں کا بچنا گویں
 کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ برق آئینہ۔
 یہ تجلیات میرے اوپر ناسوت کے
 پہلوں سے بڑ رہی ہیں جبکہ مولا
 راست بڑی کی تو کیا حال ہوگا۔
 ۴ سر ہزاراں۔ میں ہزاروں
 حقائق میں سے ایک بات بھی پر
 نہیں اعتبار ہوں کیونکہ سننے والے
 دل نہیں ہیں۔ پیش وہم۔ جن کی
 عقل ہاں میں وہاں باتوں کو بخیر
 خوشخبری کے سننے ہیں۔ کل عقل
 دالان کا شاہد کرتے ہیں۔



قصہ فرزند ان عویر علیہ السلام کہ از پدر احوال پدری پرسیدند
حضرت عزیر علیہ السلام کی ولاد کا قصہ کہ باپ سے ہی باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پدر گفت آری دیدمش از عقب می آید بعضی کہ شنای خندش
باپ نے کہا میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آ رہا ہے جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش
بیہوش شدند و آنانکہ شنای خندش می گفتند این شخص خوش
ہو گئے اور جنہوں نے نہ پہچانا کہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے ابھی خوشخبری
مژدہ دادہ اس بیہوشی از چیست و اس حالت
دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

پہچو پوران ۲ عویر اندر گذر
حضرت عزیر کی ولاد کی طرح راستہ میں
گشتہ ایساں پر و بابا شاں جواں
وہ بڑھے ہو گئے تھے اور ان کے والد جان تھے
پس پرسیدند از و کایے رہگذر
تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!
کہ کسے مال گفت کامرواں سند
کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہلا
گفت ۳ آری بعد من خواہد رسید
ان عزیر نے کہا میرے بعد وہ آئے گا
بانگ می زند کایے مبشر باش شاد
شہ پہنچا تھا کہ اب خوشخبری دینے والے خوش رہے
کہ چہ جلی مژدہ است لے خیر ہر
کہ اے احق خوشخبری کا کیا موقع ہے؟
وہم راموہ است پیش عقل نقد
وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ
کیکہ ہم کی آنکھ کشش سے دھکی ہوئی ہے

۱۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض بائیس مجتہدین کے لئے
خوشخبری کا وعدہ رسمی ہیں اور کالین
کے لئے وہ مشاہدہ کامر جہتی ہیں۔
حضرت عزیر ایک سو سال کے بعد
جب زندہ ہوئے تو ان کی ولاد نے سنا
کہ ہمارے باپ زندہ ہو کر آ رہے
ہیں وہ ان کی خوشخبری کے لئے شہر سے
باہر نکلے حضرت عزیر بھی اس آ رہے
تھے وہ راستہ میں لے پہنچا وہ نہ
پہچانی اور اس نے انہی سے ان کی
خبریں معلوم کرنی چاہیں انہوں نے
فرمایا کہ ابھی آئیں گے یہ خبر اس
ولاد کے لئے خوشخبری تھی بعض لوگوں
نے ان کو پہچان لیا تو ان کے لئے یہ
خبر مشاہدہ ہی تھی وہ خوشی سے بیہوش ہو
گئے۔

۲۔ پہلا۔ ولاد۔ پدر یعنی
حضرت عزیر ایساں ولاد اور بھائی ہو گئی
تھی حضرت عزیر کئی زانیہ سے
مختلط تھے وہ جان تھے سند یعنی
حضرت عزیر
۳۔ گفت۔ چونکہ یہ ولاد نے پہچانی تو
انہوں نے ان پر ٹھوکیا اور فرمایا کہ
ہاں وہ میرے بعد آئیں گے۔
بانگ۔ اس نے انہی کو اس خوشخبری
دینے کی دعائی دوسری ولاد نے ان کو
پہچان لیا تو فرط مسرت سے بیہوش
ہو گئی کہ چہ چاہی۔ پہچانے والوں
نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی ہے وہ
کان شکر تو ہمارے سامنے ہے
وہم ایک ہی بات فاس عقل کے
لئے خوشخبری کا وعدہ کرتی ہے چونکہ
مشاہدہ نہیں کر سکتے ہیں عقل کامل کے
لئے وہ مشاہدہ ہے



کافراں لالہ و مومن را بشیر
کافروں کے لئے مومن کے لئے خوشخبری بظاہر ہے
زانکہ عاشق در دم نقد ست مست
زانکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
یکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
کفر و ایمان ہر دو خود در بان اوست
کفر و ایمان دونوں اس کے مہبان ہیں
کفر قشر خشک رو بر تفتہ
کفر خشک چھلکا نہ بھیرے ہوئے ہے
قشر ہلکے خشک راجا آتش ست
خشک چھلکوں کی جگہ آگ ہے
مغر خود از مرتبہ خوش بر ترست
مغر اپنے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
مغر اپنے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
ایں سخن پیاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
در خور عقل عوام اس گفتہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
ز زرع عقل ریزہ است ایستہ
لے تہمت زد تیری عقل کا سنار ریزہ ریزہ ہے
عقل تو قسمت شدہ بر صد ہم
تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں غی ہوئی ہے
جمع باید کرد اجزا را بعشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
جو جوے چوں جمع کردی ز اشتباہ
وہم کو اگر جو کر کے تو جمع کر لے

لیک نقد حال در چشم بصیر
نکین بیا کی آنکھ میں نقد حال ہے
لا جرم از کفر و ایمان بر ترست
لا جرم کفر و ایمان سے بالا ہے
لا جرم کفر و ایمان سے بالا ہے
لوست مغر و کفر و دیں اور او پوست
کیکدہ مغر ہے اور کفر و دین اس کے کھلے ہیں
باز ایمان قشر لذت یافتہ
پھر ایمان لذت پایا ہوا چھلکا ہے
قشر پیوستہ بمغر جاں خوش ست
چھلکا جو جان کے مغر سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے
بر ترست از خوش ک لذت گسترست
(بلکہ) اچھے سے بڑھ کر ہے کیکدہ لذت بخش ہے
تاہم آرد موسم از بحر گرد
تا کہ میرا موسمی سمندر سے گرد اڑائے
از سخن باقی آں بہنفتہ شد
اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
بر قراشہ مہر سکہ چوں نیم
ہلکے ہلکے کی مہر کیے لگائے؟
بر ہزاراں آرزوی و طمع و دم
ہزاروں آرزوئیں اور بہت مال و
مثنوی خوش چوں سرقد و دشت
تا کہ تو سرقد و دشت کی طرح حسین بن جائے
پس تو اں زد سکہ بر تو بادشاہ
تو بادشاہ تھم پر شہہ کا سکے کا

۱۔ کافروں ایک ہی بات مکتوبوں
کے لئے ہے مومن کے لئے
خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ
عاشق۔ مشاہدہ اور دیدہ سے مست
رہتا ہے لہذا وہ کافر و دیں مومن سے
بالتر ہے کفر و ایمان۔ کفر و دین
ایمان اس عاشق کے ہر کے مہبان
ہیں کیکدہ مغر و کفر و دیں کے چھلکا
ایمان دونوں اس کے چھلکے ہیں کفر۔
ان دونوں چھلکوں میں یہ فرق ہے کہ
کفر تو مشاہدہ سے بالکل منہ موڑے
ہوئے ہے کفر ایمان کچھ نہ کھولت
چھلکے ہوئے ہیں۔

۲۔ قشر ہلکے خشک کفر کو کھلکا
ہے جو آگ میں جلانے کے قابل
ہے عام مومنین کا ایمان وہ چھلکا ہے
جو مغر سے جڑا ہوا ہے۔ مغر۔ عشق
الہی عام ایمان سے بالاتر ہے اس
عشق۔ یعنی اس ایک شخص کی
باتیں۔ موسم۔ میرا موسمی سمندر سے
میرا یہاں لذت حق ہے بحر۔ یعنی
بحر معارف معارف کا یہاں۔ در
خور۔ عوام کی جیسی کھلکا ہوا شہہ کہ
وہی ہیں بقیہ باتیں پھیل جائیں۔

۳۔ زرع عقل۔ انسانوں نے اپنی
عقل کے سونے کو پراگندہ کر رکھا ہے
سونے کے بدلے پر شہہ پس لگایا جا
سکا معارف کا شہہ۔ جب تک سکھ
کہ عقل جمع ہو جائے گی۔ عقل۔
انسان اپنی عقل کو سینکڑوں حصوں
میں بانٹے ہوئے ہے طمع۔ ہم عمری
کا لہوہ جلتہ و طمع و تقوم۔ یعنی وہ
خشکی اور سہک کی چیزیں لے آئے
بہت مال لے آئے۔ معین۔ عقل
خداوندی عقل فانی کا ایک حصہ ترجیح
کرتا ہے سرقد۔ سرقد و دشت
کی مدنی شہہ کی غوطہ و دشت اور

سعد سرقد زبانی مثنوی میں شہہ ہوتے تھے جو جوے عقل کو تھوڑا سا جمع کر لے گا تو کچھ نہ معارف حاصل ہو
جائے گئے

۱۔ وہ ختم لے لے کر اس کا ایک
ختم کے وطن سے زیادہ حق کر
لے گا تو پھر جس کا زہریں جام بن
جائے گا جو شکر کی مجلس میں شکر
کو شکر کا شہد حاصل ہو گا۔
شہی جام پر شہ کا ہم پر لکھ لے
تصور کندہ کر دی جاتی تھی۔ تاکہ
اب حقے دنیا کی ہر جگہ میں محبت
حق کا جلوہ نظر آئے گا۔ انجیست۔
یعنی خاکوں، زانک، ہات اس لئے
کھا جاتی ہے کہ کتنے دلوں کو اس کا
یقین دل جائے جب تک تمہیں شرک
کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی
ہے۔

۲۔ جان شرک کی جان ویران کا
تخلی ایک ذات خداوندی پر نہیں
ہے وہ کائنات میں غی ہوئی ہے
بی نظروں معاملوں میں مستقیم ہے
پس خوشی۔ جلاوں کے سامنے کسی
دعا کے ثبوت کے لئے خوشی بہتر
ثبوت ہے۔ مستی تیر۔ یعنی روحانی
مستی بعض نفوس میں مستی میں بھی
ہے۔ انجیل۔ چپک لے گزرتی
میں ہے اعتبار نہ مل جاتا ہے اس
طرح اس طرح کے بیان کرنے میں میرا
مبدا اختیار مل جاتا ہے۔

۳۔ فی لا مستغفر یا خضعت
استغفر لہی ای ہمارے حق ہے اعتبار
معارض ظاہر ہو جائے۔ حقہ دار
یعنی ہر معرفت کو بنانا اس تھی۔
یعنی روحانی تھی۔ مستی۔ بھلا دینے
ولا حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے جلا
کہ عام آخرت کے کاروائیوں کو اس
معلوم ہواں لئے وہ بعض راہوں
پرستی طاری کر دیتا ہے تاکہ جو جوی
میں سرور لکھتا ہو کر دے۔

۱۔ و از مشقائے شوی افزوں تو خام
۲۔ پچھلے ایک ختم سے زیادہ جانے کا
۳۔ پس بروہم نام و ہم القاب شہ
۴۔ تو اس پر باشد کا نام بھی لے لکھ بھی
۵۔ تاکہ معشوق و دہم ناں ہم آب
۶۔ تاکہ مٹی لے پانی بھی تیرا معشوق ہو
۷۔ جمع کن خود را جماعت دہمت است
۸۔ اپنے آپ کو جمع کر لے جماعت دہمت ہے
۹۔ زانکہ گفتن از برلی باور است
۱۰۔ اس لئے کہ کہا یقین کے لئے ہے

۱۱۔ جان ۲ قسمت گشتہ در دو فلک
(شرک کی) جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
۱۲۔ پس خموشی بہ دہد اورا ثبوت
۱۳۔ خاموشی اس کے لئے اچھا ثبوت مہیا کرتی ہے
۱۴۔ ایں ہی دافم و لے مستی تن
۱۵۔ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی
۱۶۔ آنچال کز عطشہ و از خامیاز
۱۷۔ جیسا کہ چپک لے گزرتی سے

۱۔ از تو سازد شہ یکے زریں جام
۲۔ تو باشد تیرا زہریں جام بنا لے گا
۳۔ باشد دہم صورتش اے وصل خواہ
۴۔ ہو گا کہ اس کی تصویر بھی اے وصل کے خواہند
۵۔ ہم چراغ و شہاد و نقل و شراب
۶۔ چراغ بھی لے شہاد بھی نقل لے شراب بھی
۷۔ تا تو ہم باتو گفتن آنچہ ہست
۸۔ تاکہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے وہ کہہ سکوں
۹۔ جان شرک از باور حق بر است
۱۰۔ شرک کی جان حق کو پہچاننے سے خالی ہے
۱۱۔ در میان شصت سوہا مشترک
۱۲۔ بہت سے معاملوں میں مشترک ہے
۱۳۔ پس جواب احمقاں آمد سکوت
۱۴۔ انہوں کے لئے جب خاموشی ہے
۱۵۔ می کشاید بے مراد من و من
۱۶۔ بغیر اللہ کے میرا من کھل دیتی ہے
۱۷۔ ایں دہل گردد بنا خواہ تو باز
۱۸۔ تیرے اللہ کے بغیر منہ کھل جاتا ہے

در تفسیر حدیث ۳۔ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ لَہٗ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنَ مَرَّةً
حدیث کی تفسیر کہ میں اللہ اپنے رب سے ہر روز ستر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

۱۔ ہنچو پیغمبر ز گفت وار بنار
۲۔ پیغمبر کی طرح گفتگو (امرو) مجاہد کرنے سے
۳۔ لیک آں مستی یو د توبہ شکر
۴۔ لیکن وہ مستی توبہ شکر میں ہے
۵۔ حکمت اظہار تاریخ ہزار
۶۔ ہزار تاریخ کے اظہار کی حکمت
۷۔ توبہ آرم روز من ہفتاد بار
۸۔ میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں
۹۔ منسی ست ایں مستی تن جامہ گن
۱۰۔ پہ پہلے پاک کرنے کی مستی میں ہلا دینے والا ہے
۱۱۔ مستی انداخت بر طاقی راز
۱۲۔ ایک بار میں پرستی طاری کر دیتی ہے

پہلی نظر اس نور کے قطع نظر
کر کہ چھلکات میں مصروف نہ کر
انتظار کر تا کہ تجھے نور موسیٰ میرا
جائے شکر۔ جو چھلکات کی حالت
میں انتظار میں ہے اس کے لئے بڑا
مفید نہیں۔ منہ منید ہے منصب
تعلیم۔ علوم نامہ کی خواہش کی بنیاد
جلاہد ہے۔ جو خواہش اس ہے کہ
خواہش اس کو پورا کرنا اور وقت میں
بت رہتی ہے کہ کھٹکھٹ۔ اگر
انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اور معرفت
حاصل ہوا کرتے تو رسول کی بشت
پہناتے۔

عقل جس کی انسان کی نفس
عقل آسمان کی بجلی کی کوئی طرح
ہے جس کے ذریعہ راستی نہیں ہو
سکتا۔ عقل ایک جگہ کا نام ہے۔
نیمت۔ بجلی کی کھدکات طے کرنے
کے لئے نہیں ہے۔ تو وہ کہہ سکتے
کے لئے ہے کہ وہ اپنی آواز پر
برقی عقل۔ عقل بنائی کی کوئی بھی ہوا
لئے ہے کہ انسان مشق الہی میں
مصطفیٰ ہی سے فنا کا مقام حاصل
ہوتا ہے۔

عقل کوک عقل نفس کی
مثال ہے۔ عقل کی بجلی کی کوئی
کوئی مثال ہے کہ کتب میں جائز
عقل اس کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقل
زنجیر بنائی عقل اس کو طیب کے
پاس جانے پر مجبور کرتی ہے لیکن اس
کے لئے وہ مجبور نہیں کر سکتی اسی
طریقہ پر ہی عقل کو کوئی بدولت تک
پہنچا سکتی ہے۔ اور اس کا سکھانا ہی
دل کا کام ہے۔ تک۔ شیطانی ہوا
ماست اور تعلیم کرنے کی کوشش
کرتے ہیں تو ان کو شیطانی مقصد
کہلاتے ہیں اور ان کو حکم ملتا ہے کہ
اس کی تعلیم ہی سے حاصل کر۔

ہمچو موسیٰ نور کے یابد زحیب
حضرت موسیٰ کی طرح کریمانہ کتب حاصل کرنا ہے۔
زین نظر وین عقل ناید جود وار
اس فکر میں عقل سے صلہ عدم کے کھال نہیں ہوتا
از سخن گوئی مجوسید از تقاع
ہائیں بٹانے سے بلندی نہ چاہو
منصب تعلیم نوعی شہوتست
تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے
گر بفطش لے بردے ہر فضول
اگر ہر بیہوش اپنی بڑائی کی وجہ سے پتہ پالینا
عقل ہجو دی ہمچو برق ست و درخش
ہمس عقل بجلی ہر چمک کی طرح ہے
نیمت نور برق بہر رہبری
بجلی کی چمک مانتے طے کرنے کے لئے نہیں ہے
برق عقل مابہر گریہ است
بہر عقل کی چمک مانتے کے لئے ہے
عقل کوک گفت بر کتاب تن
بچ کی عقل نے کہا کتب میں جا
عقل رنجور آروش سوی طیب
بچ کی عقل اس کو طیب کے پاس لاتی ہے
تک شیطانی سوی گروں می ہند
شیطان آسمان کی جانب مجھے
می رنجور اند کے زان راز ہا
ان رازوں میں سے کچھ آپک لے گئے

سحرۂ استاد و شاگرد کتیب
استاد کا تاج اور کتب کا شاگرد
پس نظر بگذار و بگوئیں انتظار
تعمیر و فکر چھوڑ دو انتظار عقیدہ کر
منظر رابہ زلفتن استماع
خبر کے لئے کہنے سے منہ بہر ہے
ہر خیالے شہوی در رہ مت است
نفسانی ہر خیال مانتے کا بت ہے
کے فرستائے خدا چندیں رسول
تو خدا لیتے رطل کب بھیجتا
و در خوشی کے تو اس شد سوی و خوش
چمک میں ویش تک کہل جلا یا سکتا ہے
بلکہ امرست ابر را کہ می گری
بلکہ وہ کو حکم ہے کہ تو وہ
تا بگریہ نیستی و شوق ہست
تا کہ مانتے فنا عشق میں ہے
لیک نتواند بخود آموختن
لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی
لیک نبود در دوا عقلش مصیب
لیکن جو بکرنے میں اس کی عقل صحیح پہنچے وہ نہیں ہے
گوش بر اسرار بالائی زدند
(ہام) بالا کے رازوں پر کان لگایا
تا شہب می راند شاں زود از سما
تو شہابوں نے فورا آئیں آسمان سے بھاگ دیا



۱۔ دے نہ تھا۔ یعنی ہمارا معرفت۔
 اور پہلے ہمارا حاصل کرنے کا راستہ ہی
 اور وہی کی ذات ہے من زن۔ مہر وہ
 سے مل ہوئے کا مطلب ہے کہ
 مہر ہے پر جا کر کنڈی بجا اور مہر وہ
 جب اجازت ہو تو اللہ جل جلالہ
 ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ کہانوں کا
 طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے
 ہم نے ایک خاک کی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 دے دیں اس سے جا کر مکہ تک نزل
 ہوا اس کی محبت سے کہان جاوے۔
 ۲۔ سوز۔ وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خاک سے بنوا گا کہ گاہیکہ وہ
 مرتبہ میں حضرت جبریل کے
 کھڑے کے سم سے کم نہیں ہے
 حضرت جبریل جب اسرائیلیوں کی
 مدد کے لئے آئے تو ان کے کھڑے کا
 قدم جس جگہ پڑا ہے وہ سب زمیں
 مٹی مٹی ہو گئی۔ اس کی مٹی اٹھا کر گھوٹالے میں ڈال
 جس سے اس میں زندگی کے ثمرات
 پیدا ہو گئے۔ غرض اس وقت وہ مومن
 تھے لیکن سامری کے بھگانے کے
 بعد وہ مر گئے تھے۔
 ۳۔ گرائیں۔ اس کا مطلب ہے محبت
 دینا۔ تبارک سے اختیار کر کے تو وہ
 ہمت جانے گا جو جتنی چیزیں دیکھنے
 سے ملے۔ ہر کلمہ باز جب تک
 مالک سے مانگ نہیں تھا اس کے سر
 پر ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی ہے
 جس سے اس کی آنکھیں نہ کان چھپے
 رہے ہیں۔ زل۔ یہ ٹوپی اس لئے
 اڑھائی جاتی ہے کہ اس کا میلان مالک
 کی طرف نہیں ہوتا۔ دوسرے بازوں
 کی طرف سے ہے۔ چوں برید۔
 جب انسان کا دل بڑی بڑی طرف
 میلان کرتا ہو جاتا ہے اس کا ہر ہادیا
 جاتا ہے۔ چھپے۔ کہ ہر جس سے کٹ
 کر اٹھ کر طرف میلان ہو جاتا ہے
 اس کے سر کی ٹوپی اڑھائی جاتی ہے۔

ہر چہ می خواہید از و آید بدست
 تم جو چاہے ہو اس سے ہرچہ آئے گا
 اَدْخُلُوا الْيَسَانَ مِنْ اَبْوَاهِهَا
 گھروں میں ان کے صفوں سے داخل ہو
 کز سُوِي بام فلک تاں راہ نیست
 اس لئے کہ ان کے بطن کی بہت ہی لمبی نہیں ہے
 خاکیتے را ملاہ ایم اسرار را زار
 ہم نے ایک خاک کی کورہ کے ہیڈے دیئے ہیں
 نیشکر گزید از و گرچہ نے آید
 اس سے گناہ بن جاوے اگرچہ تم نزل ہو
 نیست کم از سم اسب جبرئیل
 وہ جبریل کے کھڑے کے سم سے کم نہیں ہے
 گر تو خاک اسب جبرئیل شوی
 اگر تو کسی جبرائیل کے کھڑے کی خاک بن جاوے گا
 کرد دو گو سالہ تلخد گوہری
 چھوڑنے میں رکھ دیا یہی تک کہ وہ جوہر ملا ہو گیا
 آچنخال بانگے کہ شد فتنہ عذو
 اس طرح بولنا کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا
 وار ہید از سر گلہ ملید باز
 تو ہار کی طرح سر کی ٹوپی سے نجات پا جاوے گے
 کہ ازو باز ست مسکین و کوثر
 جس کی وجہ سے ہار مسکین و کوثر ہے
 کہ ہمہ میلش سُوِي جنس خودست
 کہ اس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے
 بر کشاید چشم اُور باز وار
 تو ہار کی طرح اس کی آنکھیں کھل دے گا

کہ روید آتجا رسولے آمدہ است
 کہ جاوہ میں ایک رحل آ گیا ہے
 گر بھی جوئید در لے بے بہا
 اگر تم میں قدر سنی تلاش کرتے ہو
 می زن آل حلقہ دروز باب ایست
 مہرے کی کنڈی بجا اور مہرے پر مہر
 نیست حاجت تبادیں راہ و زار
 اس ملا راستہ کی ضرورت نہیں ہے
 پیش او آئید اگر خائن نہ آید
 اگر تم خائن نہیں ہو تو اس کے سامنے آؤ
 سوزہ رویاند ز خاکت آل وکیل
 اور رضا تیری خاک سے بنوا گا دے گا
 سوزہ گردی تازہ گردی از نوی
 تو از سر تو بنوا بن جاوے گا تازہ بن جاوے گا
 سوزہ جاں بخش کاں را سامری
 جان مٹا کرنے والا بنوا جس کو سامری نے
 جاں گرفت و بانگ ز دواں سوزہ او
 اس بنوا سے وہ جانبدار ہو گیا اور بولنے لگا
 گرائیں ۳ آئید سُوِي لہل را ز
 اگر تم راہ کی جانب لاتند بن جاوے گے
 سر کلاہ چشم بند و گوش بند
 وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہے
 زان گلہ بر چشم باز اول خودست
 وہ ٹوپی ہار کی آنکھوں پر بندہ اس لئے آتی ہے
 چوں برید از جنس باقر گشت یار
 جب وہ اپنی ہم جنس سے کشادہ کا دست ہو گیا

راغداد و یوں راتِ ازمِ صا و خوش
 اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی گت سے بھا دیا
 کہ سری گم کن نہ تو مستعد
 کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے
 زو بر دل رو کہ تو جو و ولی
 جلد دل کے پاس جا کیجئے تو دل کا جہ ہے
 بندگی ۲ او یہ از سلطانی است
 اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے
 فرق بین و برگزین تو اے حسین
 اے کیجئے تو فرق سمجھ لے لہ اختیار کر
 گفت آنکہ ہست خورشید رہ او
 جو رہ کا صحیح ہے اس نے کہا ہے
 سایہ طوبیٰ بہین و خوش نخب
 طوبیٰ کا سایہ دیکھ لے لہ آرام سے سو
 ظلم ۳ ذلت نفسہ خوش مضجع ست
 ذلت نفسہ کا سایہ بہتر بن خراب گاہ ہے
 گر ازیں سایہ روی سوی منی
 اگر تو اس سایہ سے خوبی کی طرف جائے گا
 عقل تجوی را از استبداد و خویش
 ہنس عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھا دیا)
 بلکہ شاگرد ولی و مستعد
 بلکہ تو دل کا شاگرد لہ صاحب استعد ہے
 ہیں کہ بندہ بادشاہ عادی
 خربہا تو منف بادشاہ کا غلام ہے
 کہ آقا خیر و دم شیطانی است
 میں بہتر ہوں کا دھنی شیطانی ہے
 بندگی آدم از کبر عیسیٰ
 آدم کی بندگی شیطان کی کبر کے بجائے
 حرف طوبیٰ ہر کہ ذلت نفسہ
 طوبیٰ کا سایہ ہر اس شخص کے لئے ہے جس کا سر ذلیل ہو
 سر بہ در سایہ سرکش نخب
 سر رکھ دے سرکش کے سایہ میں نہ سو
 مستعد ان صفا را مجھے ست
 صفائی کی استعداد رکھنے والوں کے لئے خواہ گاہ ہے
 زود طاعی گردی ورہ گم گنی
 زود طاعی بن جائے گا لہ راستہ گم کر دے گا
 فرمان سرکش بن جائے گا لہ راستہ گم کر دے گا

۱۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی گت سے ہار کر اس لئے بھگا ہے کہ ہنس عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھا دیا) چاہے لہ خود سری چھوڑ کر کسی ولی کی شاگردی کرنی چاہے لہ اپنی استعداد کو بھٹے کار لانا چاہے۔ زود نہ کا مخفف ہے۔ دل۔ یعنی صاحب دل۔ ہیں۔ ہنس عقل والے کو فتح کال کا غلام بنانا چاہیے۔ ۲۔ بندگی اس کے لئے غلامی سلطانی سے بہتر ہے کا غیر۔ شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان کے مقابلہ میں فرق بین آدم نے بندگی اختیار کی اور شیطان نے کبریاہوں کا فرق سمجھ لے لیا نتیجہ ذلت گفت حدیث شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک درخت جس کا سایہ عظیم الشان اور خوشگوار ہے خوشخبری۔ ۳۔ ظلم۔ سایہ۔ نخب۔ خواہ گاہ۔ یعنی خواہ گاہ۔ منی۔ خوبی۔ لاکھ۔ چھ۔ نچے کہ دونوں شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

بیان آئیہ کریمہ بآئہا الذین آمنوا لا تقعدوا بین
 آیت کریمہ کا بیان لے مولانا ہیں قدی نہ کہو

یٰلٰہِ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہِ وَتَقُو اللّٰہَ

اللہ! اس کے سامنے اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چوں نمی نیستی ز امت باش
 چونکہ سلطان نہ رعیت باش
 جب تو نمی نہیں ہے امتی بن
 جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن
 پس رو خلمشا و خامش باش
 وہ خودی رای زجنت متراش
 تو خاموش کا ہو لہ خاموش بن
 لہ خوبی سے تکلیف کی رائے نہ اختیار کر

پس از روی خاش باش از افتیاد
 تو چو ہے ' فراموشی سے چپ ہ
 پس روضت شود خاموش باش
 تو چو ہے ' چپ ہو جاو خاموش ہ
 ورنہ گرچہ مستعدی و قلبی
 منہ اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
 ہم ز استعداد و آملی اگر
 استعداد نہ تھنوں سے بھی اگر
 صبر ۲ گن در موزہ روزی و بنوز
 منہ چنے لہ مشقت پر مبر کر
 کہنہ روزاں گریڈے شال صبر و حلم
 پلنے جوئے کا نقشہ ملان کا کر برہم دہلی مائل مل
 پس بکوشی و باخر از کلال
 بحر تو کوش کرے گا کہ بالآخر تک کر
 ہچموں مرد مفلس روز مرگ
 اس قلبی کی طرح جس نے موت کے دن
 بے غرضی کر دند اندم اعتراف
 اس وقت اس نے اظہار سے قرار کیا
 از غروی سر کشیدم از ریجاں
 میں نے تیر کی جد سے (باضا) لوگوں سے سر کشی کی
 آشنا پیچ ست اندر بحر روض
 روح کے سمندر میں تیر کی بیڑ ہے
 کاشکے کو آشنا ناموختے
 کاش ' تیر کی نہ سیکھتا
 آنچنین فرموداں شاہ رسل
 رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیر ظن ہر شیخ و اوستا
 استاد لہ شیخ کے عم کے سایہ ہے
 از وجود خویش ولی کتراش
 اپنے وجود کو ولی (حاکم) نہ بنا
 مسح گردی تو ز لاف کاہلی
 تو کمال کی غنی بکھانے سے مسح ہو جائے گا
 سر کشی ز استاد زلو باخبر
 تو قلند ' باخبر استاد سے سر کشی کرے گا
 در شوی بے صبر مانی پارہ دور
 اگر تو بے مبرجے کا پیچہ لگنے والا نہ جائے گا
 جملہ نو روزاں شد ندے ہم بعلم
 ہر کے ذریعہ سب یا (مفہم) چنے ملے بن جائے
 خود بخود گوئی کہ العقل عقل
 خود کہے گا کہ عقل بندن ہے
 عقل را می دید بس بے بال و برگ
 عقل کو بہت بے سار و سامان دیکھا
 کر ذکاوت را ندیم لب از گراف
 کہ ہم نے ذہانت کے گھوٹے بیکر دھولے
 آشنا کردیم در بحر خیال
 خیال کے سمندر میں تیر کی تیراکی کی
 نیست آشنا چارہ جو شستی نوخ
 وہاں نوخ کی شستی کے سا چارہ نہیں ہے
 تا طمع در نوخ و کشتی دوختے
 تاکر تمنا کو نوخ لہ کشتی سے وابستہ کر دتا
 کہ منم کشتی دریں دیدی کل
 کہ اس عظیم مہیا میں چشتی ' میں ہوں

۱۔ میں دیکھ کر یہ کہنا مشی ہے
 شیخ کی بعدی کفری نہ رہی ہے
 مرید کام چپ ہونا شیخ کی قابلیت
 پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے باتیں
 پلٹا ہوا اپنی پہلی جیتا جی ہے
 منہ اگر تو شیخ کے سامنے پہلی
 بکھانے کا تو اگرچہ صاحب استعداد
 ہو تیری وہ استعداد بان ہو جائے گی۔
 ۲۔ صبر کن۔ پورا سہمی اس وقت
 بننا ہے جب مبرہ وقت سے سیکھتا
 بعد صرف مہرہ جوئے کا نقشہ ملان
 بن کر دہ جاتا ہے کہنہ روزہ جوئے
 کا نقشہ ملان کر مبر سے کام لے کر
 استاد سے سیکھے تو مرید بن کر موعی
 بن جائے اصل عقل۔ عقل ہی
 ہے نفسی اہلی عقل اہل ہے ہر سیکھے
 کے لئے نام بن گئی مطلب اس
 سے عقلی بیوقوفی ہو جے
 ۳۔ بے غرضی شیخ کی بیادنے
 موت کے وقت جب عالم آخرت
 منکشف ہونے کا تو قرار کیا کہ ان
 محلات میں عقلی گھوٹے بیکر دھولے
 قندار غروی علم کے غور نے فل
 اللہ تک نہ پہنچے دیا وہ میں خیالی
 سمندر میں غولے لگا تاہل آشنا
 مولانا نے فرماتے ہیں روح کے
 سمندر میں خود تیرا بیڑ ہے وہاں نوخ
 وہاں تیر کی شستی ہے کاشکے اگر شیخ
 پہلی سہ عقلی گھوٹے بیکر دھولے جاتا تو
 کسی بزرگ کا تھہر پکڑ لیتا نہیں۔
 آنحضرت نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
 کہ میں مہیا نے روح کی کشتی میں
 اس کیلئے بزرگ کا تھہر پار کر سکو گے

۱۔ یا کے لے کو در بصیر جہلی من
 میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
 رُو گمرطانی زکشتی اے قشتی
 لے لوجان! تو کشتی سے رو گمرطانی نہ کر
 از بنے لَا عَصِمَ الْيَوْمَ شَنُو
 قرآن سے آج کوئی بچائے ولا نہیں سن لے
 می نماید کوہِ فِکرت بس بلند
 تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
 بنگر آں فصلِ خدا پیوست را
 خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
 کہ یکے مَوْجِش گند زیر و زبر
 کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کرے گی
 گردو صد چندیں نصیحت آورم
 خولہ میں اس جیسی ۱۰ سو نصیحتیں کوں
 کہ بر و مہرِ خدا یست و ختام
 کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
 کے بگرداند حَدَثِ حکمِ سبق
 یعنی بہت اہلِ علم کب بدل سکتی ہے
 بر امید آنکہ تو کنعالت نہ
 اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
 ہم ز اوّل روزِ آخر را ببین
 پہلے ہی دن سے انجام میں بن جا
 چشمِ آخرِ پینتِ را کوہ و کہن
 اپنی انجام ہیں آنکہ کو انصاف نہ پاتا
 نبوٹش ہر دم برہِ رفتنِ عشار
 اس کو راستہ چلنے میں ہر وقت ٹھکر نہیں لگتی ہے

۲۔ یا کے لے کو در بصیر جہلی من
 میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
 رُو گمرطانی زکشتی اے قشتی
 لے لوجان! تو کشتی سے رو گمرطانی نہ کر
 از بنے لَا عَصِمَ الْيَوْمَ شَنُو
 قرآن سے آج کوئی بچائے ولا نہیں سن لے
 می نماید کوہِ فِکرت بس بلند
 تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
 بنگر آں فصلِ خدا پیوست را
 خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
 کہ یکے مَوْجِش گند زیر و زبر
 کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کرے گی
 گردو صد چندیں نصیحت آورم
 خولہ میں اس جیسی ۱۰ سو نصیحتیں کوں
 کہ بر و مہرِ خدا یست و ختام
 کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
 کے بگرداند حَدَثِ حکمِ سبق
 یعنی بہت اہلِ علم کب بدل سکتی ہے
 بر امید آنکہ تو کنعالت نہ
 اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
 ہم ز اوّل روزِ آخر را ببین
 پہلے ہی دن سے انجام میں بن جا
 چشمِ آخرِ پینتِ را کوہ و کہن
 اپنی انجام ہیں آنکہ کو انصاف نہ پاتا
 نبوٹش ہر دم برہِ رفتنِ عشار
 اس کو راستہ چلنے میں ہر وقت ٹھکر نہیں لگتی ہے

۱۔ یا کے لے کو در بصیر جہلی من
 میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
 رُو گمرطانی زکشتی اے قشتی
 لے لوجان! تو کشتی سے رو گمرطانی نہ کر
 از بنے لَا عَصِمَ الْيَوْمَ شَنُو
 قرآن سے آج کوئی بچائے ولا نہیں سن لے
 می نماید کوہِ فِکرت بس بلند
 تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
 بنگر آں فصلِ خدا پیوست را
 خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
 کہ یکے مَوْجِش گند زیر و زبر
 کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کرے گی
 گردو صد چندیں نصیحت آورم
 خولہ میں اس جیسی ۱۰ سو نصیحتیں کوں
 کہ بر و مہرِ خدا یست و ختام
 کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
 کے بگرداند حَدَثِ حکمِ سبق
 یعنی بہت اہلِ علم کب بدل سکتی ہے
 بر امید آنکہ تو کنعالت نہ
 اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
 ہم ز اوّل روزِ آخر را ببین
 پہلے ہی دن سے انجام میں بن جا
 چشمِ آخرِ پینتِ را کوہ و کہن
 اپنی انجام ہیں آنکہ کو انصاف نہ پاتا
 نبوٹش ہر دم برہِ رفتنِ عشار
 اس کو راستہ چلنے میں ہر وقت ٹھکر نہیں لگتی ہے

گر نحو اہی ہر دے ایں ٹھٹ و خیز
آر تو ہر ہت گنا لہ سبھتا نہیں چاہتا
کھل دیدہ ساز خاک پاش را
اس کے پاؤں کی خاک کو آگھ کا سرہ بنا لے
کھن ازیں شاگرہی وزیں اختیار
کیکھ اس شاگرہی لہ اس اختیار سے
سر مہ گن تو خاک ہر بگو دیدہ را
ہر برگزیدہ کی خاک کو سرہ بنا لے
چشم روشن گن ز خاک اولیا
لایلاہ کی خاک سے آگھ روشن کر لے
چشم اشتر زال بود بس نور بار
لوت کی آگھ اسی لئے زیادہ روشن ہوتی ہے
خار ۲ خود تاگل برویاند خرا
کانا چا تا کہ وہ تجھ میں پھل اگائے
خارا از چشم دل گر بر گنی
آر تو دل کی آگھ سے کانٹا نکال دے گا

قصہ ۳ شکستِ استر بہ اشتر کہ من بسیار در روی اُتَم در راہ رفتن
خجَر کی لوت سے شکست کا قصہ کہ میں راستہ چلنے میں منہ کے بل بہت گنا ہوں
و تو کم می افقی چون است و جواب گفتن شتر مر استر را
لہ تو نہیں گنا (یہ) کیوں ہے لہ لوت کا خجَر کو جواب دینا

اشترے را دید روزے استرے
ایک خجَر نے ایک روز ایک لوت کو دیکھا
گفت من بسیار می اُتَم برو
اس نے کہا میں منہ کے بل بہت گنا ہوں
کز چہ در روی تَم بسار من
میں منہ کے بل اکثر کیوں گنا ہوں؟
چونکہ با او جمع شد وہ آخرے
جبکہ وہ ایک اسٹبل میں اس کے ساتھ جمع ہوا
در گریوہ و راہ و در بازار و گلو
ٹیلے لہ راستہ میں لہ بازار و کوچہ میں
در رہ ہموار و ناہموار من
ہموار لہ ناہموار راستہ میں

۱۔ کہ لیں۔ لہ اللہ کے بہتر
سے ٹھوڑی سی استعداد ملا بھی کمال
بن جاتا ہے ذوقِ فقار حضرت علیؑ کی
تکوار کا نام ہے ہم سب سے زیادہ مالک
تو ہے لیکن آگھ کو دست کرتا ہے یعنی
لہ اللہ کی اطاعت ناگوار تو ہوتی ہے
لیکن انسان کو کمال بنا دیتی ہے کہ
خود لوت نے کانٹے چبائے تو
آگھیں روشن ہو گئیں۔
۲۔ خار خود خجَر کی تعلیم و محبت
میں ناگوار ہیں برداشت کر کر سنا
معرفت کے گلے پھوٹے انہیں کے
آگھوں میں روشنی دل میں صفائی پیدا
ہو جائے گی۔ خارا اگر نفس کے
دوڑاں کا کانٹا آگھ سے نکال دے گا تو
نور بصیرت حاصل ہو جائے گا۔
۳۔ قصہ اس قصہ سے مولانا نے
وہ نبی کے فوائد لہ وہ تین کی
اطاعت کے فائدے سمجھائے ہیں۔
استر۔ خجَر۔ آخر۔ چپائے باندھنے
کی جگہ گریوہ ٹیلہ

خاصہ از بالائی کہ تا زیر کوہ
 خصصا پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک
 کم ہی آفتی تو در زو بہر چیست
 کیا سبب ہے تو منہ کے تل نہیں گتا ہے
 د سر آیم ہر دم و زانو زخم
 میں ہر وقت سر کے تل گتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا
 گو شود پالان و رستم بر سرم
 میرا پالان اور میرا بوج میرے سر پر لانا ہو جاتا ہے
 ہجو کم عقلی کہ از عقل تباہ
 اس بیوقوف کی طرح جو بہاد شد عقل کی وجہ سے
 سحرۃ ۲ اہلس گروہ در زمن
 زمانے میں شیطان کے تابع بنی ہے
 در سر آید زماں چوں اسب لنگ
 لنگڑے گھوڑے کی طرح ہر وقت منہ کے تل گتا ہے
 می خورد از غیب بر سر زخم او
 غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
 باز توبہ می کند باری سست
 پھر کمرہ الہی سے توبہ کرتا ہے
 ضعف اندر ضعف و کبرش آںچنان
 کمزوری و کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر
 اے سحرۃ کہ تو مثال مومن
 اے لاف تو مہین کی طرح ہے
 اے لاف تو مہین کی طرح ہے
 توجہ داری کہ چنیں بے آفتی
 تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
 تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
 گفت گرچہ ہر سعادت از خداست
 اس نے کہا کہ ہر نیک شئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے
 اس نے کہا کہ ہر نیک شئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے

خاصہ ماحول پر بھی گتا ہوں
 لیکن پہاڑی راستہ میں تو ضرور گتا
 ہوں۔ پھر تھوٹی۔ گوشت منہ کے
 تل گتا ہوں تو جو چاہ پالان کھک کر
 سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے ملا میرے
 ڈھکے ملتا ہے پھر مولانا فرماتے
 ہیں کہ توبہ جن کے عمل کی مثال اس
 گدھے کی ہے
 ۲۔ سحرۃ یہ توبہ جن اپنی کمرہ
 مانے کی ہے جسے شیطان کے تابع
 ہوتا ہے اور لنگڑے گھوڑے کی طرح
 ٹھوکر کھانے کے تل گتا رہتا ہے
 جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی
 چھرا ہو۔ باز توبہ جن پھر توبہ کرتا
 ہے اور شیطان ایک چوٹک سے پھر
 اس کی توبہ زور سے ضعف و خورق
 اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
 دلیل دیتا ہے
 ۳۔ سحرۃ پھر فجر کی بات
 شروع کی ہے فجر نے لاف سے کہا
 کہ تیری مثال مومن کی ہی ہے جو نہ
 منہ کے تل گدھے ملتا ہے نہ کھنک
 اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
 ہے لیکن ظاہری وجہ بھی ہے کہ میرا
 سر بلند اور میری آنکھیں وہ ہیں
 ہیں۔

۱۔ خاصہ ماحول پر بھی گتا ہوں
 لیکن پہاڑی راستہ میں تو ضرور گتا
 ہوں۔ پھر تھوٹی۔ گوشت منہ کے
 تل گتا ہوں تو جو چاہ پالان کھک کر
 سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے ملا میرے
 ڈھکے ملتا ہے پھر مولانا فرماتے
 ہیں کہ توبہ جن کے عمل کی مثال اس
 گدھے کی ہے
 ۲۔ سحرۃ یہ توبہ جن اپنی کمرہ
 مانے کی ہے جسے شیطان کے تابع
 ہوتا ہے اور لنگڑے گھوڑے کی طرح
 ٹھوکر کھانے کے تل گتا رہتا ہے
 جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی
 چھرا ہو۔ باز توبہ جن پھر توبہ کرتا
 ہے اور شیطان ایک چوٹک سے پھر
 اس کی توبہ زور سے ضعف و خورق
 اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
 دلیل دیتا ہے
 ۳۔ سحرۃ پھر فجر کی بات
 شروع کی ہے فجر نے لاف سے کہا
 کہ تیری مثال مومن کی ہی ہے جو نہ
 منہ کے تل گدھے ملتا ہے نہ کھنک
 اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
 ہے لیکن ظاہری وجہ بھی ہے کہ میرا
 سر بلند اور میری آنکھیں وہ ہیں
 ہیں۔

سر بلند من دو چشم من بلند
میرا سر بلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سر کہ من بہ بنیم پلای کوه
میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں
ہچمچاں کہ دیداں صدر اجل
جس طرح اس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
جو بات میں میں سال بعد ہوگی
حالی خود تنہا ندیداں متقی
اس متقی نے صرف اپنا حال ہی نہیں دیکھا
نور در چشم و دلش ساز و سکن
نور اس کی آنکھ اور دل کو سکن بناتا ہے
ہیچو یوسف کو بدید اول بخواب
جس امر حضرت یوسفؑ کو پہلی بار خواب
از پس دہ سال بلکہ بیشتر
دس سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ میں
نیست آں بنظر بنور اللہ گراف
اللہ کے نور سے دیکھتا ہے لہٰذا نہیں ہے
نیست اندر چشم تو آں نور رد
جا تیری آنکھ میں اللہ نور نہیں ہے
توز ضعف چشم بینی پیش پا
تو آنکھ کمزوری کی وجہ سے صرف پاؤں کا دکھ دیتا ہے
پیشا چشم ست دست و پلای را
اتھ اور پاؤں کا پیشا آنکھ ہے
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست
ملاہ اتریں میری آنکھ زیادہ روشن ہے

بنیمش عالی آمان ست از گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امن کا سبب ہے
ہر گویا ہوا راہ را من تود تود
ہر گویا ہوا راہ را من تود تود
پیش کار خویش تار و زر اجل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اندر حال آں نیکو خصال
تو نیک خصلت اس کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حالی مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا بھی دیکھا
بہر چہ سازد بے حب الوطن
کیوں بناتا ہے وطن کی محبت کی خاطر
کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
کہ ان کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد برد کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا
نور ربانی بود گروں شکاف
غالی نور آسمان کو پھلانے والا ہوا ہے
ہستی اندر حسن حیوانی گرد
تو حیوانی حس میں پھنسا ہے
تو ضعیف و ہم ضعیف پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
گوبہ بیند جلی رانا جلی را
کیونکہ وہ سمجھتا ہے غلا جگہ کو دھمتی ہے
دیگر آنکہ خلقت من اطہر ست
ملاہ اتریں میری پیدائش پاک ہے

۱۔ کہ گزشتہ تود تود ہے
تہ ہچمچاں۔ صدر اجل۔ میرے صدر
سے مر رہا ہوں یا سلطان ہو سکتے ہیں
جن کو کسچ پاس ختمی کے احول
پیدائش سے کل معلوم ہو گئے تھے یا
مطلق دلیر ہو چکا ہے انچہ خواہد بود کسی
دلی کا کشف و افشاء کے بعد تمام
اشیاء سے اس کا تعلق ہوتا ہے انچہ
بعض مستقبل میں ہونے والے
واقعات تکشف ہو جائے ہیں۔

۲۔ نور دلی کے کشف کی وجہ سے
ہے کہ نور اس کی آنکھ اور دل کو سکن
بناتا ہے کہ کیوں دل عالم غیب کا عاشق
ہوتا ہے اور اس عشق سے نور پیدا ہوتا
ہے ہیچو یوسف یوسف علیہ السلام
نے خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اور
سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں یہاں
واقعہ کا ظہور دس سال بعد ہوا جبکہ ان
کے بھائی ان کے سامنے سر ہنجو ہو
گئے۔

۳۔ یوسف دلی آنے والی بات کو
اس لئے دیکھتا ہے کہ نور خداوندی
کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نور خداوندی
کے لئے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔
تو ضعیف عام انسان کسی آنکھ سے
دیکھتا ہے جو ایک کمزور اور اس کا چیز
ہے انسان خود بھی کمزور ہے اور اس کا
پیشوا یعنی کسی آنکھ بھی کمزور ہے لہٰذا
اس کو صرف سامنے کا نور بخوری اور کا
نظر آتا ہے دیگر دھڑکی بات ہے
ہے کہ تیری آنکھ زیادہ روشن ہے تیری
بات یہ کہ میں حلال اور پاک کمال کا
ہوں تو حرامی ہے غیر خیر سے پیدا
نہیں ہوتا بلکہ گدھے اور موی کے
میل سے پیدا ہوتا ہے۔

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال نے ز اولادِ زنا و اہلِ ضلال
کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد
تو ز اولادِ زانی بے گناہ تیر کٹر پڑد چو کٹر باشد کماں
تو یقیناً زنا کی اولاد ہے تیر ٹیڑھا لٹا ہے جبکہ کماں ٹیڑھی ہو

تصدیق کردنِ اَستَرِ جلالی اَستَر را و اقرار آوردنِ بفضلِ او
خیر کا ثبوت کے جواہر کی تصدیق کرنا اور اس کی بڑائی کا اقرار کرنا
برخود و از و استعانتِ خواستن و بد و پناہ گرفتن بصدق و نوافتن
اور اس سے مدد مانگنا اور چاہی س اس کی پناہ پکڑنا اور ثبوت کا
شتر اور اوراہ نمودن و یاری دادن پدرانہ و شاہانہ
اس کو نوازنا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اس کی رہنمائی اور مدد کرنا

۱۔ ٹوڑ ٹھاڑ۔ جب تیری ولادت
ہی غلط ہے تو سارے کام غلط ہیں اگر
کماں ٹیڑھی ہو تو تیرے عمارت ہے
۲۔ گفت۔ اَستَر۔ خیر نے ثبوت کی
باتوں کی تصدیق کی اور سونے لگا پھر
ثبوت کے پانوں پر گر پڑا اور بولا کہ
میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب
نیک اطاعت نہ کرنے میں میرا اعتدال
قبول کر لیجئے۔

۳۔ گفت۔ چل۔ ثبوت نے خیر
سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے پیچوں کا
اقرار کر لیا ہے اور مجھ سے دشمنی
چاہی ہے مصائب سے نجات پا گیا
ہے خوش بند۔ تیرے اقرار کی وجہ یہ
ہوئی کہ یہ محبوب تیرے اندر عاری
تھے اگر اصل ہوتے تو کبھی اقرار نہ کرتا
عاری بولا کر لیتا ہے۔

گفت ۱۔ اَستَرِ راست گفت ۲۔ شتر
خیر نے کہا اے ثبوت! تو نے سچ کہا
ساعتی بگریست در پائش فتاو
تصوی دیو دنیا اس کے پاؤں پڑا
چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی
کیا نقصان ہو گا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے
فصل تو برمن فروزست از شہار
تیری بزرگی ہے شہر مجھ سے بڑی ہوئی ہے
گفت ۳۔ چوں اقرار کردی پیش من
اس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا ہے
داوی انصاف و رہیدی از بکلا
تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا
خوبی بد در ذات تو اصلی نبود
تیری ذات میں بد حالت اصلی نہ تھی
آں بد عاریتی باشد کہ او
و عاری بد ہوتا ہے کہ جو
ایں بگفت و کرد چشم از اشک پڑ
یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
گفت ۱۔ بگوئید رَبِّ اِعباد
کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ
در پذیری تو مرا در بندگی
تو مجھے غلامی میں قبول کر لے
ہم بفضلِ خود مرا معذور دار
اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا اعتدال قبول کر لے
رو کہ رستی تو ز آفاتِ زمین
جا تو نمانے کے مصائب سے نجات پا گیا
تو عذ و بُودی شدی ز اہلِ وِلا
تو دشمن تھا دشمنوں میں سے ہو گیا
کز بد اصلی نیاید جو بخود
کیونکہ اصلی بد سے صرف انکار سرزد ہوتا ہے
آرد اقرار و شود او توبہ جو
(خلا کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

ہچو آدَم زلّتش عاریہ بُود
 جیسے کہ حضرت آدم ان کی لغزش عاری تھی
 چونکہ اصلی بود جُرم آلِ بلیس
 چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی
 رو کہ رستی از خودی و از خودی بد
 چاکہ تو خودی اور بدعات سے نجات پا گیا
 رو کہ انکوں دست در دولت زدنی
 چاکہ اب دولت تیرے ہاتھ آگئی ہے
 اَدْخُلْیَ چوں فِی عِبَادِی یافِی
 جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پایا
 در عبادش راہ کردی خویش را
 جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنالیا ہے
 اِهْدِنَا کَفِی صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمِ
 تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے کہا
 نار بُودی نور گشتی اے عزیز
 اے پیارے تو آگ تھا نور بن گیا
 اخترے بودی شدی تو آفتاب
 تو بنا تھا صبح بن گیا
 اے ضیاء الحق حُسام لدیں بگیر
 اے ضیاء الحق حُسام الدین تو لے
 تار ہداں شیر از تغیر طعم
 تاکہ وہ دھڑہ مزہ بدلے سے محفوظ ہو جائے
 متصل گردد بدال بحر اَلست
 وہ است کے سمندر سے مل جائے گا

لا جُرم اندر زناں توبہ نمود
 لا عذر انہوں نے فوراً توبہ کر لی
 رہ نبوُش جانبِ توبہ نفیس
 اس لئے عمدہ توبہ کی طرف اس کا راستہ نہ تھا
 وز زبانه نار وز دندانِ دد
 آگ کے شعلے اور دندانوں کے دانت سے
 در فگندی خود یہ بختِ سرمدی
 تو نے اپنے آپ کو اپنی خوش نصیبی سے وابستہ کر دیا ہے
 اَدْخُلْیَ فِی جَنَّتِی دِیافِی
 تو نے داخل ہو جا میری جنت میں جس کو حاصل کر لیا ہے
 رفتی اندر حُلد از راہِ خفا
 تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے
 دست تو گرفت بَرُودت تا نعیم
 اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
 غورہ بُودی گشتی انگور و مویر
 تو کچا خوشہ تھا انگور اور مٹی بن گیا
 شاد باش وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 خوش رہو اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
 شہد خویش اندر فگن در بوی شیر
 اپنا شہد دھڑہ کی نہر میں ملا دے
 یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
 اور مزے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے
 چونکہ شد دریا زہر تغیر رست
 جب وہ دریا بن جائے گا ہر تغیر سے بچ جائے گا



یا نبی۔ حضرت آدم کی لغزش
 عاری تھی انہوں نے فوراً کر لی شیطان
 کی خطا فطری تھی اس کو توبہ کی تلقین نہ
 ہوئی۔ رو۔ لذت نے کہا اب جبکہ
 نے توبہ کر لی تو خودی اور بدعات سے
 نجات پا گیا اور جہنم کے عذاب سے
 چھوٹ گیا۔ بدعات اب تجھے خوش
 نصیبی کی دولت مل گئی ہے اور تو نے
 جنت حاصل کر لی ہے۔ اَدْخُلْیَ۔
 قرآن پاک میں ہے۔ اَدْخُلْیَ فِی
 جَنَّتِی وَالْاُخْلَی جَنَّتِی یعنی اے
 مہمکن نفس تو میرے بندوں میں
 داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل
 ہو جا یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں
 داخل ہو جانا جنت میں داخلہ کا سبب
 ہے۔

۲۔ در عبادش انسان اللہ تعالیٰ کا
 عہد اس وقت بنتا ہے جبکہ اس کی
 عبادت کرے اور عبادت کے ذریعہ وہ
 جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِهْدِنَا۔
 جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے
 اور کہتا ہے۔ اِهْدِنَا صِرَاطَ
 الْمُسْتَقِیْمِ ہمیں سیدھے راستے کی
 رہنمائی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی
 دیگر فرمائش ہے اور جنت میں داخل
 کر دیتا ہے۔ نار بودی۔ پہلے تو آگ تھا
 اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا
 اب کامل بن گیا۔ غورہ انگور کا کچا
 خوش۔

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مولانا فرماتے
 ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف
 میں اپنا شہد ملا دتا کہ اس میں تغیر نہ
 آئے اور وہ ہر مزہ پر ہو جا میں۔
 متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ
 ناقص و جو کمال سے مل جائے گا جب
 دجو کمال میں داخل ہو جائے گا تو اس کو
 بقا و دوام حاصل ہو جائے گا۔

منفذے باید دواں بحر عسکل ! آفتے را بُود اندوے عمل
 اس شہد کے میا میں رات پالے گا اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا
 غرہ گن شیر دارے شیر حق تارو دال غرہ بر ہفتم طبق
 اے اللہ کے شیرا شیر کی طرح غرا تاکہ وہ ڈھک ساتویں آسمان پر پہنچے
 چہ خبر جان مملول سیر را کے شناسد موش غرہ شیر را
 کمال ست کی جان کو کیا خبر؟ چہا شیر کی ڈھک کو کہیں پہنچاتا ہے؟
 بر نویس احوال خود با آب زر بہر ہر دیدار لے نیکو گھر
 اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے ہر ميا مل تک فطرت کے لئے
 آب نیل ست ایں حدیث جانفزا یار بش در چشم قبلی خود نما
 یہ روح کو بڑھانے والی بات دہیائے نیل کا پانی ہے اے خدا اے قبلی کی نظر میں خون بنا دے

۱۔ عمل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اس کے اندر کی چیز تعمیر پذیر نہیں ہوتی ہے غرہ گن۔ اے خیاہ اقل آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرا ہے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد۔ چہا شیر کی ڈھک کو کہیں سمجھتا ہے بڑھیا جانور اس کو سمجھتے ہیں۔ بر نویس۔ اپنے احوال بظلم مشوی لکھ لیں ایں حدیث۔ یعنی خیاہ اقل کے احوال دہیائے نیل کی طرح ہیں جو بطنوں کے سیرابی کا ذریعہ تھا۔

۲۔ لایہ کر۔ مولانا دہیائے نیل کے خون بن جانے کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ قبلی یعنی فرعون کے ماننے والے سہلی۔ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو۔ عطش۔ پیاس۔ دھاق۔ گھر۔ خویشتان۔ شہر۔

۳۔ زانک۔ ضرورت یہ ہے کہ کہ حضرت موسیٰ نے جلاو کے ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اسی دہیائے سہلی پانی پر ہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

لایہ کر۔ قبلی مرسطی را کہ یک طرف بہ قیث خویش از نیل پر
 ایک قبلی کی سہلی کی خوشامد کہ ایک برتن اپنی نیت سے دہیائے نیل سے بھر لے
 گن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری سب کو کہ شمار
 اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے من سے لگا دے تاکہ میں ہاں لوں وہ
 سبطیاں بہر خود پری کلید از نیل آب صاف ست و سبزو
 ٹھلیا کہ تم سہلی دہیائے نیل سے اپنے لئے بہرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلیا
 کہ ما قبطیاں پری کلیم خون صاف ست
 کہ ہم قبلی بہرتے ہیں بالکل خون ہے

من شنیدم کہ در آمد قبطیے از عطش اندر وثاق سبطیے
 میں نے سنا ہے کہ ایک قبلی آیا پیاس کی وجہ سے ایک سہلی کے گھر
 گفت ہستم یار و خویشا ہد تو گشتہ ام امروز حاتمہ تو
 کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں میں آج تیرا محتاج ہوں
 زانکہ ۳ موسیٰ جلاوئی کرد و فسون تاکہ آب نیل ملا کرد خون
 کیونکہ موسیٰ نے جلاو ٹوٹا کر دیا ہے یہاں تک کہ اس نے دہیائے نیل کو خون بنادیا ہے
 سبطیاں زان آب صافی می خورند پیش قبلی خون شد آب از چشم بند
 سہلی اسی سے صاف پیتے ہیں نظر بندی کی وجہ سے قبلی کے لئے خون بن گیا ہے

قبطیاں نک می مُرد از قشکی
اب قبطی پیاں سے مر ہے ہیں
بہر خود یک طاس را پر آب کن
بہر خود ایک طاس را پر آب کن
ایک طعلا اپنے لئے پانی سے بھر لے
ایک طعلا اپنے لئے پانی سے بھر لے
چوں بری خود گنی ایں طاس پر
چوں بری خود گنی ایں طاس پر
جب تو یہ طعلا اپنے لئے بھرے گا
جب تو یہ طعلا اپنے لئے بھرے گا
من طفیل تو بشوم آب ہم
من طفیل تو بشوم آب ہم
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
اس نے کہا اے جان جہاں میں خدمت کروں گا
اس نے کہا اے جان جہاں میں خدمت کروں گا
بر مراد تو روم شادی کنم
بر مراد تو روم شادی کنم
تیری مراد پوری کروں گا خوش ہوں گا
تیری مراد پوری کروں گا خوش ہوں گا
طاس را از نیل او پر آب کرد
طاس را از نیل او پر آب کرد
اس نے طعلا کو نیل میں سے پانی سے بھرا
اس نے طعلا کو نیل میں سے پانی سے بھرا
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
طعلا کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکا
طعلا کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکا
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
پھر اس طرف جھکا بخون پانی بن گیا
پھر اس طرف جھکا بخون پانی بن گیا
ساعتی دید چشمش برفت
ساعتی دید چشمش برفت
تھوڑی دیر بیٹھا یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہا
تھوڑی دیر بیٹھا یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہا
اے براہ ایں گرہ را چارہ چیست
اے براہ ایں گرہ را چارہ چیست
یہ بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟
یہ بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟
مقی آنست کو بیزار شد
مقی آنست کو بیزار شد
پرہیزگر وہ ہے جو بیزار ہو
پرہیزگر وہ ہے جو بیزار ہو
قوم موسیٰ شو بخور ایں آب را
قوم موسیٰ شو بخور ایں آب را
موسیٰ کی قوم بن جا، یہ پانی پی لے

از اپنے اِدبار خود یا بدر گی
از اپنے اِدبار خود یا بدر گی
اپنی نخوت یا بد فطرتی کی وجہ سے
اپنی نخوت یا بد فطرتی کی وجہ سے
تا خورد از آبت ایں یار کھن
تا خورد از آبت ایں یار کھن
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دست پی لے
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دست پی لے
خوں نباشد آب باشد پاک و خر
خوں نباشد آب باشد پاک و خر
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
کہ طفیلی در تبع بچند زغم
کہ طفیلی در تبع بچند زغم
کیونکہ طفیل تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
کیونکہ طفیل تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
پاس دارم اے دو چشم روشنم
پاس دارم اے دو چشم روشنم
اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لکھا ہر بات کا
اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لکھا ہر بات کا
بندہ تو باشم و آزادی کنم
بندہ تو باشم و آزادی کنم
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
برو ہاں بنہاد و نیے را بخورد
برو ہاں بنہاد و نیے را بخورد
منہ پر رکھا اور آدھا چبا
منہ پر رکھا اور آدھا چبا
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ تو بھی پی لے، وہ کالا خون بن گیا
کہ تو بھی پی لے، وہ کالا خون بن گیا
قبطی اندر خشم و اندر تاب شد
قبطی اندر خشم و اندر تاب شد
قبطی غصہ اور بچ و تاب میں پڑ گیا
قبطی غصہ اور بچ و تاب میں پڑ گیا
بعد ازاں گفتش کہے صمصام زلفت
بعد ازاں گفتش کہے صمصام زلفت
اس کے بعد اس سے کہا اپنے بھائی کو!را
اس کے بعد اس سے کہا اپنے بھائی کو!را
گفت ایں را آں خورد کو مقی ست
گفت ایں را آں خورد کو مقی ست
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگر ہے
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگر ہے
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
صلح کن بلکہ ہمیں مہتاب را
صلح کن بلکہ ہمیں مہتاب را
چاند سے صلح کر لے، چاندنی دیکھ لے

۱۔ اور ہے یہ خون تھا ہمارے
۱۔ اور ہے یہ خون تھا ہمارے
نصیبی یا بھول حضرت موسیٰ بد فطرتی
نصیبی یا بھول حضرت موسیٰ بد فطرتی
ہے بہر خود تو یہ کر کے اپنے لئے پانی
ہے بہر خود تو یہ کر کے اپنے لئے پانی
بھولے میں بھی اس میں سے پی لوں
بھولے میں بھی اس میں سے پی لوں
گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
پاک و صاف ہے گا خون بنے گا۔
پاک و صاف ہے گا خون بنے گا۔
من طفیل تو۔ میں تیرا طفیل بن کر
من طفیل تو۔ میں تیرا طفیل بن کر
پانی پی لوں گا۔ طفیلی ہر قسم کی فکر سے
پانی پی لوں گا۔ طفیلی ہر قسم کی فکر سے
بے نیاز ہوتا ہے۔
بے نیاز ہوتا ہے۔
۲۔ گفت اس سبلی نے کہا میں
۲۔ گفت اس سبلی نے کہا میں
تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
کروں گا۔ طاس۔ اس سبلی نے
کروں گا۔ طاس۔ اس سبلی نے
طعلا نیل کے پانی سے بھر اور آدھا
طعلا نیل کے پانی سے بھر اور آدھا
خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سبلی
خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سبلی
نے طعلا قبطی کی طرف جھکایا تو اس
نے طعلا قبطی کی طرف جھکایا تو اس
طعلا میں پانی کی بجائے کالا خون تھا
طعلا میں پانی کی بجائے کالا خون تھا
پھر اس سبلی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
پھر اس سبلی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے قبطی کو
وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے قبطی کو
بہت غصہ آیا۔
بہت غصہ آیا۔
۳۔ ساعتی وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ
۳۔ ساعتی وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ
میں بیٹھا رہا پھر اس نے سبلی سے کہا
میں بیٹھا رہا پھر اس نے سبلی سے کہا
کہ یہ گرہ کیسے حل ہے۔ گفت سبلی
کہ یہ گرہ کیسے حل ہے۔ گفت سبلی
نے کہا یہ پانی پی لے گا۔ مقی۔
نے کہا یہ پانی پی لے گا۔ مقی۔
مقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
مقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
امت میں داخل ہو کر مقی بن
امت میں داخل ہو کر مقی بن
جائے پانی پی لگا۔
جائے پانی پی لگا۔

۱۔ صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے مقبول بندوں پر تجھے غصہ آتا ہے لہذا تیری آنکھوں پر تارکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یا زلی۔ یعنی شبلی قومِ اعتراف۔ چلو سے پانی چلا کہ قاف۔ یعنی نظمیں۔
۲۔ کہہ۔ تیرے پہاڑ جیسے کفر کے ہوتے ہوئے نکل کا پانی پینا ایسا ہی ہے جیسا کہ سوئی کے کونے میں پہاڑ کو داخل کیا جائے کہ گن لے کر کفر کے پہاڑ کو توبہ کے ذریعہ گناہ کا ننگا بنا دے۔ پھر سطیوں کا جام لے کر خوب پانی پی لے۔ تزویر۔ طمع سازی۔ چال بازی۔ مفتزی۔ ام قائل ہے جھوٹ بولنے والا۔ مفتزی۔ اسم مفعول ہے جھوٹ۔ آل۔ موسیٰ۔ یعنی موسیٰ کی امت۔ حیل۔ یعنی یہ تدبیر کہ میں اپنے لئے پانی بھروں اور تو اس میں سے پانی لے لے۔
۳۔ نیز۔ اللہ تعالیٰ نے جب پانی کو یہ حکم دیدیا ہے کہ وہ قطی کے لئے خون بنے تو وہ ناخرمانی نہیں کر سکتا۔ یا تو پنداری کا فر کے لئے روئی بھی جس کا کام روح کی تقویت ہے اپنا کام نہیں کرتی ہے بلکہ انشاؤں دکھائی ہے۔ یا تو اگر مثنوی جیسی کتاب کو بھی بیکار سمجھ کر پڑھے گا تو اس سے نصیحت اندیش نہ ہو سکے گا۔ کلام حکمت۔ کیسی ہی دانا کی بات ہو وہ باتیں انسان کے کان میں نہیں پہنچتی ہے کہیں۔ کئی کئی۔ کہ تیرے

صد ہزاراں اظلمت ست از ششم تو
لاکھوں اندھیریوں ہیں تیریں غصہ کی وجہ سے
ششم پنشاں چشم بکشا شلا شو
غصہ فرد کر، آنکھ کھل، خوش ہو جا
کے طفیل من شوی در اعتراف
پانی پینے میں تو میرا طفیل کب ہو سکتا ہے؟
کوہ ۲ در سوراخ سوزن کے رَوَد
پہاڑ سوئی کے کونے میں کہاں گھس سکتا ہے؟
کوہ را کہ گن باستغفار خوش
عمد توبہ سے پہاڑ کو ننگا بنا لے
تو بدیں تزویر چوں نوشی ازاں
تو اس دھوکے بازی سے اس کو کیسے پی سکتا ہے؟
خالق تزویر تزویر خُرا
چال بازی کا خالق تیری چال بازی
آل موسیٰ شو کہ حیلست سود نیست
موسیٰ کی امت بن کیونکہ چال بازی سے فائدہ نہیں ہے
زہرہ سل دارد آب کز ہر صمد
پانی کا پڑے، کہ خدا کے حکم سے
یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری
یا تو سمجھتا ہے کہ تو روئی کھاتا ہے؟
ناں گجا اصلاح آں جانے گند
روئی اس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟
یا تو پنداری کہ حرف مثنوی
یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حرف
یا کلام حکمت و سیر نہاں
یا دانا کا کلام اور پاشیدہ را

بر عباد اللہ اندر چشم تو
اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تیری آنکھ میں
عبرت از یاراں بگیر اُستاد شو
دوستوں سے عبرت پکڑ، استاد بن جا
چوں ترا کفریست بہچوں کوہ قاف
جبکہ تیرا کفر کہ قاف کی طرح ہے
جو مگر آں کوہ برگ کہ شود
سوائے اس کے کہ پہاڑ گناہ کا ننگا بن جائے
جام مغفوراں بگیر و خوش بکش
بخشنے ہو گناہوں کا جام لے اور اچھی طرح پی
چوں خراش کرد حق بر کافراں
جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں پر حرام کر دیا ہے
کے خرد اے مفتزی مفتزی
میں کب آ سکتا ہے اے جھوٹوں کے جھوٹے
حیلہ ات باد ہی پیود نیست
تیری چال بازی خالی ہوا کو ٹانہا ہیں
گرد و با کافراں آبی گند
گرد و مٹی کرے اور کافروں کے لئے پانی کا کام کرے؟
زہر مارو کاہش جاں می خوری
ساپ کا زہر اور جان کا گھٹا کھا رہا ہے
گو دل از فرمان ناں وہ برگند
جو روئی دینے والے کے حک سے دل اکھاڑے
چوں بخوانی را گناش بشنوی
جب تو بیکار کر کے پڑھے گا سمجھ سکے گا؟
اند آید سہل در گوش کہاں
آسانی سے باتوں کے کان میں آ جائے گا

اندرا آید لیک چوں افسانہا
اند آتا ہے لیکن افسانوں کی طرح
در سر و رو در کشیدہ چادرے
سر نہ منہ پر چادر تانے ہوئے
شاہنامہ یا کلیلہ پیش تو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے
فرق ۲ آنگہ باشد از حق و مجاز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے
ورنہ پشک و مشک پیش آئشے
ورنہ بیکار ناک دالے کے لئے میٹھی اور مشک
خویشمتن مشغول کردن از ممال
محکم سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا
کاتش و سواس را و غصہ را
کہ دوسوں اور رنج کی آگ کو
بہر ۳ ایں مقدار آتش شانندن
آگ کی اس مقدار کو بجھانے کے لئے
آتش و سواس را ایں بول و آب
دوسوں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی
لیک اگر وقف شوی زیں آب پاک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے وقف ہو جائے
نیست گردد و سوسہ مکی زجاں
دوسہ ہالکیہ جان سے معدوم ہو جائے
زانکہ در بانغ و در جوئے پرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگا ہے

پوست بنماید نہ مغزود آہا
چھلکا نظر آتا ہے نہ مغز اور دالے
رُونہاں کردہ ز چشمت دلبرے
دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے
ہیچنیاں باشد کہ قرآن از عتو
ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن سرکشی کی وجہ سے
کت گند محل عنایت چشم باز
کہ مہربانی کا سرمہ تیری آنکھ کھل دے
ہر دو یکسانت چوں نمود شے
جبکہ سوکھنے کی طاقت نہیں ہے دونوں یکساں ہیں
باشدش قصد از کلام ذوالجلال
اللہ تعالیٰ کے کلام سے اس کا مقصد ہوتا ہے
زاں سخن بنشانند و سازد دوا
اس کلام سے بجھائے اور علاج کرے
آب پاک و بول یکساں شد برفن
پاک پانی اور پیشاب تدبیر سے یکساں ہو گئے
ہر دو بنشانند ہچوں خمر و خواب
دونوں بجھاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح
کہ کلام ایزداست و روحناک
کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پرہ ہے
دل بیابد رہ بسوی گلستاں
اور دل گلستاں کا راستہ پا لے
ہر کہ از برتر صُحف ہوئے برد
جو صحیفوں کے راز کا پتہ لگا لیتا ہے

۱۔ اللہ وہ محض اس کو افسانہ سمجھا
اس کے مغز اور گوشت تک نہ پہنچ سکے
گندہ سر میں نفس کے لیے مغز کی یہ
حالت ہوئی جیسے کئی مشقوی سرور
منہ پر چادر تانے لیا اور ظاہر میں اس
کے حسن کو نہ دیکھ سکے گا شاہنامہ
یعنی فردوسی کا شاہنامہ کلیلہ یعنی
قصہ کلیتلوں کی مشہور کتاب کلیلہ
دستِ عتو بکرائے بکری کی وجہ سے اس
سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے
۲۔ فرق۔ حقیقت اور مجاز کو انسان
جب سمجھتا ہے جب اس کو بصیرت
حاصل ہوا چشم۔ وہ انسان جس کی
ناک میں سوکھنے کی حس نہ ہو چشم۔
سوگند۔ خود بخشن۔ محض جی بھلانے
کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا قرآنی
حقائق سے محروم رکھتا ہے کاتش
انسان اگر محض دل کی پریشانی اور رنج
کو دور کرنے کے لئے قرآن پڑھ لے
اس کے حقائق سے غافل رہتا ہے
۳۔ بہر ایں۔ محض وقت کاٹنے
کے لئے تو قرآن اور افسانہ یکساں
کام کرتا ہے۔ آب پاک۔ یعنی
قرآن۔ بول۔ یعنی افسانہ۔ خمر و
خواب۔ نیند اور شراب دونوں دوسوں
اور دل کے خیالات کو رفع کرتے ہیں
لیکن دونوں میں بہت فرق ہے
ایک اگر کبھی محض قرآن پاک کو کلام
اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر پڑھے تو دل
کے دوسے بالکل یہ زائل ہو جائیں
اور دل کو باغِ جنت کا راستہ مل جائے۔
زانکہ جو محض قرآن کے حقائق سے
آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات
اور نہروں کی سیر کرتا ہے۔ صحف۔
صحیفہ کی جمع ہے آسمانی کتاب



۱۔ یا تو جس طرح علام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ وہ تجسسا غصہ کو جب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ مشرق کے صبح سے زیادہ صند ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں اس پر انھیں غصہ کو بتلایا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاندن سے پوشیدہ ہے۔

۲۔ سنی تو آیا آپ کے چہرہ اور کی مثال بدلی کے چاندنی طرح ہے۔ آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر دلی چٹائی ہوئی ہے۔ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ گفت قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ یہی غیاب بت پرستوں کی آنکھوں میں مدنی سمجھتا ہے جو واقعے کے خلاف ہے۔

۳۔ پیش چشم۔ بت پرست اس کی آنکھ کے سامنے اس کی تعلیم بجا لاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعلیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔ اگرچہ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علی۔ یعنی یہ سلام نہیں کہتا ہے۔ یہی عجیبانہ میرے جموں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے جموں کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے لیکن دل میں تاثیر پیدا کرتا ہے یہ فرق ہے۔

یا تو ۱۔ پنداری کہ رُہی اولیا یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ لایا کا چہرہ در تعجب ماندہ چشمہ ازال جنبہ اس سے تعجب میں تھے چوں نمی بینند نور روم خلق لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟

وہی بینند ایں حیرت چراست اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟ سوئی ۲۔ تو ماہ است و سوی خلق ابر آپ کی جانب چاند ہے اور مخلوق کی جانب ابر ہے سوئی تو دانہ است و سوی خلق دام آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب جال گفت یرزوں کہ تو کہم یظرون خلق فرمایا کہ ان کے دل میں خیال کتا ہے کہ دیکھتے ہیں

می نماید صورت اے صورت بدست اے صحت پرست! صحت ظاہر کرتی ہے پیش ۳۔ چشم نقش می آری ادب تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجا لاتا ہے ازچہ بس بے پاخت ایں نقش نیک یہ سبلی تصویر کیوں خاموش ہے می جنبانہ سر و سبلیت ز بود ہرمانی ہے وہ سر ہر موچہ کیوں نہیں ہلاتی ہے حق اگرچہ سر جنبانہ بروں اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے

آچنانکہ هست می یتیم ما جیسا کہ (باقی) ہے ہم دیکھتے ہیں چوں نمی بینند روم مومنوں کی ایمان لانے والے میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں کہ سبق بردست بر خود شید شرق جبکہ مشرق کے صبح سے بازی لے گیا ہے

تا کہ وحی آمد کہ آں زودو خفاست یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے تانہ بیند رانگاں رُہی تو گیر تاکہ آپ کے چہرے کو کاغذ بے فائدہ نہ دیکھے تانوشد زیں شراب خاص عام تاکہ اس خاص شرب کو عام نہ بنیں نقش تمام اندھم لایصرون وہ تو عام کی تصویر ہیں وہ نہیں دیکھتے ہیں

کال دو چشم مرده او ناظر مست کہ اس کی وہ مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں کہ چراپا سم نمی دارد عجب تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے کہ نمی گوید سلام را علیک کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے پاس آنکہ کر دمش من صد سجود اس لحاظ سے کہ میں نے اس کو سجدے کے ہیں پاس آں ذوق دہد در اندول اس کے لحاظ سے ہاں میں چاہتی عطا فرماتا ہے



کہ وہ صد جہیدن سرارِ زداں
کہ وہ سر ہلاتا اس کی قیمت ہے
عقل را خدمت گنی در اجتہاد
تو کوشش سے عقل کی خدمت کرتا ہے
حق نجباند بظاہر سرِ ثرا
اللہ تعالیٰ بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے
مرے ترا چیزے دہد یزداں نہاں
خدا تجھے غنی ملے پر لکی چیز عطا کرتا ہے
آنچناں کہ داد سنگے را ہنر
جیسا کہ اس نے پتھر کو وہ ہنر عطا کر دیا
قطرہ ۲ آئے یہاں لطفِ حق
پانی کا قطرہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پا جاتا ہے
جسم خاک ست و چون تائیش داد
وہ خاکِ جسم ہے اور جب خدا نے اس میں چمک دیدی
ہیں طلسم ست این نقشِ مردہ است
خبر ہوا یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے
می نماید او کہ چشمے می زند
وہ نظر آتا ہے کہ پلک چمکا رہا ہے

سر چہیں جہاند آخر عقل و جان
عقل اور جان اس طرح سر ہلاتی ہے
پاس عقل آنست کافزاید رشاد
عقل کا لحاظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بخوادیتی ہے
لیکن سازد بر سراں سرورِ ثرا
لیکن تجھے سر ملوں کا سرود بنا دیتا ہے
کہ سجود تو کنند اہل جہاں
کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں
تا عزیز خلق شد یعنی کہ زر
کہ وہ لوگوں کا پیدا ہو گیا یعنی سونا
گوہرے گرد و برداز زر سبق
موتی بن جاتا ہے سونے سے بازی لے جاتا ہے
در جہانگیری چومہ شد اوستاد
دنیا کو فتح کرنے میں جان کی طرح استاد ہو گا
احتمال را چشمش از درہ بردہ است
اس کی آنکھوں نے بیوقوفوں کو راستہ سے ہٹا دیا ہے
اہلہاں سازیدہ انداں را سند
بیوقوفوں نے اس کو دلیل بنایا ہے

۱۔ سر غزل ہے پوجنے والے کو خدا
وہ مرجہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا
والے اس کے سامنے سر سجدہ ہوتے
ہیں آنچناں۔ عبادت گزار کو خدا ایسا
ہی لکھن بنا دیتا ہے جس طرح پتھر کو
سونا بنا دیتا ہے سونا پتھر کی رنگوں میں
پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ قطرہ اللہ تعالیٰ کا بندھنا اس کے
اگر کسی ایک قطرہ کو موتی بنا دیتا ہے جو
سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے جسم
خاکہ ہو سکتا ہے کہ یہ شمع بھی موتی
سے متعلق ہو نیز موتی کی کیفیت بیان کی
اس شعر میں موتی کی کیفیت بیان کی
ہو۔ ہیں۔ یہ بحر بت اور بت
پرستوں کا بیان ہے کی نمائندہ بت
تراشی کے یہ کلمات تھے کہ بت کی
چشم ہار پر مختلف تاثرات نظر آتے
تھے جیسا کہ ایلوہا اور اجنا کے بتوں
میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ درخواست۔ قبلی نے سہلی
سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا
کرو اس نے دعا کی اور وہ قبول ہو
گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ
ہے تو میرا اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنے سے قابل نہیں ہے۔ تاکہ وہ
ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میرا دل
کی رنگہاں مل جائے۔

در سخواستن قبلی دُعایِ خیر و ہدایت از سہلی و دعا کردن سہلی
قبلی کا سہلی سے دعائے خیر اور ہدایت کی درخواست کرنا اور سہلی کا قبلی کے لئے
قبلی را بخیر و مستجاب شدن آں دعا از اکرم لا کز مین حق تعالیٰ
دعائے خیر کرنا اور اکرام والا کریم حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دُعایِ کن کہ من
قبلی نے کہا تو دعا کر دے کہ میں
تا بود کہ قفلِ ایں دل وا شود
ہو سکتا ہے کہ اس دل کا قفل کھل جائے
از سیاہی دل ندارم آں وہن
دل کی سیاہی کی وجہ سے وہ منہ نہیں رکھتا ہوں
زشت را در بزمِ خوباں جا شود
بصورت کی حسینوں کی محفل میں جگہ ہو جائے

از تو منے صاحب خوبی شود

تیری (دعا کی وجہ) سے رخ شدہ خوبی دلا بن جائے

یا بفرست مریم یوی مُشک

یا حضرت مریم کے جیسے ہاتھ سے مشک کی خوشبو

سبطی آل دم در سجود افتاد و گفت

سبطی اس وقت سجود میں گر گیا اور کہا

سبطی و قطبی ہمہ بندہ تو اند

سبطی اور قطبی سب تیرے بندے ہیں

جو تو پیش کہ برآرد بندہ دست

تیرے سامنے کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے؟

ہم ز اوّل تو دہی میل دُعا

ابتداء تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے

اوّل و آخر توئی مادر میاں

اوّل و آخر تو ہی ہے 'ہم درمیان میں

آپتچیں می گفت تا افتاد طشت

وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ صحن گر پڑا

باز آمد او بہوش اندر دُعا

پھر وہ ہوش میں آ کر دعا میں مصروف ہو گیا

در س دُعا بود او و ناگہ نعرہ

وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ بلاشتاب و ایمال عرصہ گن

کہ آگاہا جلدی کر اور ایمان پیش کر

آتش در جان من انداختند

انہوں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

دوستی تو ز حُب نا شکفت

تیری دوستی نے محبت کے ناشکفتہ غنچہ ہے

یا بلیسے باز گزوبی شود

یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

باید و تری و میوہ شاخ خشک

اور تری اور میوہ خشک شاخ حاصل کر سکتی ہے

کائے خدای عالم جہر و نہفت

کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا

عاجز ہر تو اند و مستمند

تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں

ہم دعا و ہم اجابت از تو است

ہماری تیری بہت سے عقل کا بھی تیری بہت ہے

تو دہی آخر دُعا ہارا جوا

بالآخر تو ہی دعاؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

چچ ہچے کہ نیاید در بیاں

ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا

از سر بام و دش بہوش کشت

بالاخانہ پر سے اور اس کا دل بے ہوش ہو گیا

لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى

نہیں ہے انسان کے لئے کچھ جس کی اس نے کوشش کی

از دل قطبی بجست و غرہ

اور شہر قطبی کے دل سے نکلا

تا بیرم زود زتار کہن

تاکہ پڑتا زود زتار جلد کاٹ دلوں

مر بلیسے را بجاں بنو اختند

مجھ شیطان کو جان سے لودا

حمد لله عاقبت و ستم گرفت

الحمد للہ انجام کار میری دیکھیری کی

۱۔ ازلہ قطبی نے اپنے آپ کو رخ شدہ انسان اور شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ پانچ سبطی کے ہاتھ کو حضرت مریم کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت سے خشک کچھ جھلکا ہو گئی اور قطبی نے اپنے آپ کو کچھ کا خشک درخت قرار دیا سبطی قطبی کی درخواست پر سر سجود ہو گیا اور دعا میں کرنے لگا۔ مستمند محتاج ضرور ہوتا

۲۔ جو تو خدا کا بندہ خدا کے سامنے دست دعا دراز کر سکتا ہے دعا کی قبولیت اور دعا کی قبولیت اللہ کی دینا ہے

۳۔ نہ کسی دہاند نہ کسی دہد خدا کی دہاند خدا کی دہد کا کھٹکھٹ یہ محاورہ راز فاش ہونے کے معنی میں ہے مولانا نے یہاں صحن غروب ہوجانے کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ یعنی انسان کی کوشش کا سبب ہونے سے سبطی کی دعا قبول ہو گئی۔

۴۔ در دُعا۔ سبطی تو دعا میں مصروف تھا اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا کہ قطبی نعرے مارنے لگا اور سبطی سے بولا کہ جلد ایمان پیش کر تاکہ میں مومن بنوں اور کفر کا زہار کاٹ سکیں۔ بلیسے۔ یعنی مجھ شیطان صفت کو کھار کھار خداوند نے ایمان سے لودا دیا ہے۔ دوستی تیری ابدی دوستی نے کیا دیکھیری کی۔

کیمیٰ لے بُود صحتِ جہلی تُو
تیری صحتیں کیا تھیں
تو یکے شانے بُدی از نخلِ خلد
تو جنت کی کبھو کی ایک شلخ تھا
سِل بُود آنکہ تنم را در رُود
بہاؤ تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا
من بُوئی آبِ رَتم سُوئی سِل
پانی کی تنہا میں بہاؤ کی جانب گیا
طاس ۲ آوردش کہ اکنواں آ بگیر
وہ سلی اس کے پاس طحطا لایا کرب پانی لے لے
شرِبتے خوردم ز اللہ اِشتوی
میں نے اللہ نے خرید لیا کثرت بہا لیا ہے
آنکہ بُوئی و چشمہ را آبِ دلا
وہاں جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عایت کیا ہے
ایں جگر کہ بُود گرم و آبِ خوار
یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا
کاف ۳ کافی آمدہ بہرِ عباد
بندوں کے لئے کافی کا کاف آیا ہے
کافیم بدہم ثرا من جملہ خیر
میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں
کافیم بے ناں خرا سیری دہم
میں کافی ہوں روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں
کافیم بے دا رُویت درماں گنم
میں کافی ہوں بغیر دوا کے تیرا علاج کر دیتا ہوں

کم مباد از خلد دل پئی تُو
خاک کے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ لکے
چوں گر فتم او مرا تا خلد بُرد
جب میں نے اس کو پھرایا وہ مجھے جنت میں لگئی
بُرد سلیم تالِب دریلی بُود
مجھے بہاؤ صحت کے مہا کے کندے لے گیا
بحر دیدم درِ رَتم گیل کِل
میں نے سمندر دیکھ لیا میں نے پائے بحر لے
گفت رَوُشد آبہا پیشم حقیر
اس نے کہا جائے پانی میرے لئے حقیر ہو گئے ہیں
تا بہ محشر تشنگی ناید مرا
قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی
چشمہ اندر درون من گُشاد
اس نے میرے دل کی اندر چشمہ جاری کر دیا ہے
گشت پیشِ ہمت او آبِ خوار
اس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہو گیا
صدق وعدہ کھیا عص
کا کھیا عص سچا وعدہ آیا ہے
بے سبب بے واسطہ یارِ تری غیر
بغیر کسی سبب کے اور غیر کسی مدد کے واسطہ کے بغیر
بے سپاہ و لشکرت میری دہم
بغیر سپاہوں اور لشکر کے تجھے سرحدی دیتا ہوں
کوہ را و چار را میداں گنم
پہاڑ کو اور کنوئیں کو میدان بنا دیتا ہوں



لے کیا ہی قبلی نے سلی سے کہا
تیری صحتیں لیے لئے کیا بات
ہو میں خاک کے تو میرے دل میں
بہا سے تو یکے تو جنت کے
ورخت کی شلخ تھا جس کو میں نے
پکڑا اور جنت میں داخل ہو گیا۔
دُرِیائی بُود مہاے حقیقت اللہ
تعالیٰ کِل کِل یعنی بہت زیادہ۔
۲ طاس سلی اس قبلی کے پاس
پانی کا طحطا لایا اور کہا پانی پانی
اس نے کہا اب مجھے اس پانی کی
ضرورت نہیں ہے۔ اَللّٰہُ اِشتوی۔
قرآن پاک کی آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ
اِشْتَوٰی مِنَ الْفُلُوْضِ اَنْفُسَهُمْ یٰۤاَیُّ
اَنۡہُم لِحُجَّةٍ لِّیۤنۡیۤنَ فُلۡدۡنَ مَوۡثِقِیۡنَ
جاؤں کو جنت کے بدلے میں خرید
لیا ہے۔ آنکہ اب خدانے میرے
باطن میں چشمے جاری کر دیے ہیں۔
ایں جگر پیسے پیکر نکلا یہاں تھا
اب یہ پانی اس کے لئے ناچیز ہے۔
۳ کاف مولانا فرماتے ہیں یہ
باتیں کچھ مستجد نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھینچ
فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کَفَّ هُوَ
اَلۡکُمۡ یَا عِبَادَ اللّٰہِ صِلٰۃً یعنی وہ اللہ
تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے اللہ
کے بندو! یقیناً تو جب اللہ کا وعدہ ہے
اور وہ سچا ہے تو وہ بلاشبہ سچی ہر بہتری
پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی
ضرورت نہیں ہے کافیم وہ اللہ بغیر
روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے
خود سے سکتا ہے بغیر دوا کے عطا کر سکتا
ہے کہہ یعنی سخت مصائب کو آسان
کر سکتا ہے بغیر موسم کے زکس و
نرسن عطا کر سکتا ہے بغیر استاد اور
کتب کے علم عطا کر سکتا ہے۔

بے بہارت نرگس و نسریں دہم
بغیر موسم بہار کے تجھے نرگس اور نسریں دیتا ہوں
موسیٰؑ ارادل دہم بایک عصا
موسیٰؑ کو دل، مع ایک لٹکی کے دیتا ہوں
دستِ موسیٰؑ را دہم یک نور و تاب
دستِ موسیٰؑ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمک دیتا ہوں
چوبِ رملہ گئے گنم من ہفت سر
چوبِ رملہ کے گنم من ہفت سر
میں لکڑی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں
خولؑ ۲ نیا میزم دہ آب نیل من
خولؑ ۲ میں میائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں
شادیت را غم گنم چوں آب نیل
شادیت را غم گنم چوں آب نیل
نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہوں
باز چوں تجدیدِ ایمان برتی
باز جب تو ایمان از سر نو لے آتا ہے
موسیٰؑ رحمت بہ بنی آمدہ
موسیٰؑ تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰؑ آ گیا ہے
چوں سر رشتہ نگہداری دروں
تو جب ہلکے غفلت کا رشتہ بہن میں محفوظ کر لیتا ہے
من ۳ گماں بر دم کہ ایمان آورم
میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں
من چہ دانستم کہ تبدیلی گند
مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا
سوی چشم خود یکے نیلیم رواں
اب میں اپنی نظر میں ایک رواں نیل ہوں
ہچنانکہ ایں جہاں پیش نبی
جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

۱ موسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کو اللہ
نے ایک دل اور ایک لٹکی دی اور اس
کے ذریعہ عالم کو رخ کر دیا۔ دست۔
حضرت موسیٰؑ ان کو بدیضا عیادت کر
دیا جس کا نور صبح پر بھی غالب تھا
حضرت موسیٰؑ کے عصا کو سات سروں
کا سانپ بنا دیا جس کو کی فریاد نہ تھی
نہیں جتنا تھا۔
۲ خول۔ مپائے نیل میں خون
نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔
شادیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا غم بنا
دیتا ہے کہ اس میں خوشی کا نام بھی نہیں
رہتا۔
۳ من گماں۔ میرا خیال تو یہ تھا
کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میں
نیل کا پانی ہی سکوں گا یہ معلوم نہ تھا کہ
وہ میرے اندر انقلاب برپا کر دے گا
اور خود مجھے میائے نیل بنا دے گا
میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خواہ
مجھے دوسرے سویر ہی سمجھیں جیسا کہ
میں پہلے تھا۔ ہچنانکہ ایک چیز کی وہ
نظروں میں وہ حقیقتیں ہوتا جب تکیز
نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم ناموش
اور سرکش دیکھتے ہیں لیکن مخصوصان
کو شیخ بڑھنے والا دیکھتے تھے۔

۱ پیش چشم افسوس کی نظر میں تمام
کائنات عشق الہی سے برقی دھڑکتے
اس کبریا کے تھے۔ بہت حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک
روز حضور کے ساتھ تھا جو ڈھلا پتھر
حضور کے سامنے آ رہا تھا افسوس کو
سلام کرتا تھا۔ زین عجب۔ یہ عجب
برہ ہے کلام کچھ نہ کہہ سکتے ہیں ہونہ
سن سکتے ہیں خواں پتھر کی کیج اور
ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ یعنی جنت کا
باغی جو نیل کی جگہ ہے پھر۔
یعنی چمن کا گڑھ علم افسوس کے
احوال دیکھ کر کلام کہنے لگتے تھے کہ
حضور زرشور ہو گئے ہیں ذوق نش۔
یعنی پہلے خوش طبع تھا اب ذوق خوش
طبع سے بیکار ہیں۔

۲ خاصہ خواں کہتے تھے کہ وہ
تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری
نگاہ سے ان کو دیکھو تو ان میں
سکرا نہیں دیکھو گے۔ خلّ قویٰ یعنی
دھڑکتا جس پر ہلّ قسی یعنی وہ
ذلت جس پر ہلّ قسی ہیں جن
نعمتوں کا تذکرہ ہے ان پر افسوس کی
سکرا نہیں۔ از سر امرود۔ امرود کے
دھڑکتے چیزیں اُنی نظر آتی ہیں
جیسا کہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا
وہ امرود کا دھڑکتا تری آتی ہے جب
تک تو اس کو فنا نہیں کرے گا کچھ نئی
چیز پرانی نظر آئے گی۔

۳ تاہم آسمانی جب تک تجھ
میں خودی ہے تجھے حسین اور پرورش
کرنے والے کانوں کا جھل نظر
آئیں گے چل۔ جب تو خودی کو
چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے
امرار دیکھ سکے گا۔ خار دار سے مراد
دنیاوی اشیاء ہیں اور مگر خان اور دایگان
سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات
ہیں جو حسینوں اور عالم کے مہر کی ہیں۔

پیش چشم دیگرانِ مردہ، جماد

مردے کی نگاہ کے سامنے مردہ اور جماد ہے
از گلوخ و سنگ او نکتہ شنو
وہ ڈھیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زین عجب ترمن ندیم پرمدہ
میں نے اس سے زیادہ عجیب پہنہ نہیں دیکھا
روضہ و مخرہ بہ پیش اولیا
اولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چہ گشتہ است و شدتِ اوزوق نش
کیوں ہیں اور وہ ذوق کو ختم کرنے والے سن گئے ہیں
می نماید او ترش اے امتثال

اے امت دلاوا اور رنجیدہ نظر آتے ہیں
تحد ہا بید اند ہلّ قسی
ہلّ قسی کے اند سکرا نہیں دیکھو
مُنعکس صورت بزیر آ آے جواں

اُنی صحت اے جوان! نیچے از آ
تاہر آنجلی نمودید نو کہن

جب تک تو وہاں نیا پاتا نظر آتا ہے
پُر ز کثرد مہلی خشم و پُر زمار

غصہ کے بھجوں اور ساپ سے بھرا ہوا
یک جہاں پُر مگر خان و دایگان

ایک دنیا حسینوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی
در دروں اسرارِ فیض کبریا

اللہ اللہ تعالیٰ کے فیض کے امرار

پیش چشم ایں جہاںِ عشق و دل

اس کی نظر میں یہ دنیا عشق و محبت سے بھری ہے
پست و بالا پیش چشمش تیز رو

غیب و فروزاں کی نگاہ کے سامنے تیز رو ہے
با عوام ایں جملہ پست و مردہ

عوام کے لئے یہ سب پست اور مردہ ہیں
گور ہا یکساں بہ پیش چشم ما

ہمارے نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں
عامہ گفتندے کہ پیغمبر ترش

عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ
خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تال

خواں نے کہا کہ تمہاری نظر میں
یک زماں در چشم ما آئید تا

تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آجاتا کہ
از سر امرود بن بنماید آل

امروہ کے دھڑکتے سے وہ نظر آتا ہے
آل درخت ہستیتِ امرود بن

تیرے وجود کا دھڑکتا امرود کا دھڑکتا ہے
تاہر س آنجای بہ بنی خار زار

جب تک تو اس جگہ ہے کانوں کا جھل دیکھے گا
چوں فروز آئی بہ بنی راگال

جب تو نیچے از آئے گا تو دیکھے گا کہ مفت میں
چوں فروز آئی فروز آید ترا

جب تو نیچے از آئے گا از آئیں گے تیرے



حکایت آں زنِ پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سر
 اس بکار محبت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے دخت
 امرود بن می نماید چشم آدمی را، از سر امرود بن فرود آتا آں خیالات
 پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے دخت پر سے اگر آتا کہ وہ خیالات
 برود و اگر کسی کو گوید کہ آنچہ مردی دید خیال بُود جواب آنست کہ ایں
 وہ ہو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے
 مثال است نہ مثل در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر او بر سر امرود بن
 کہ یہ مثل ہے مثل نہیں ہے یہ مثل میں بھی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے دخت
 نمی رفت آں را نمی دید خواه حقیقت بُود خواه خیال
 پر نہ چھتا تو اس کو نہ دیکھا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

۱۔ کے گوید اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اس میں اور خوبی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اس میں بہت فرق ہے، حتیٰ کہ دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعہً اُنہی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہً دیکھا وہ صحیح تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں لہری مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خوبی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو دخت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔
 ۲۔ منول۔ محبت کا یاد۔ گل۔
 ۳۔ حق۔ میوہ چیدن۔ یعنی امرود بننے کے لئے۔ ہاون۔ وہ شخص جس کو کافی کی پہلی ہونے کی مفعول بناتا ہو۔
 ۴۔ لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ عجب جزو دشت۔ عجب۔
 ۵۔ بھول۔ بھولائی یا بھولنا۔ بلکہ۔ عجب کا کہ ہے عرف۔ بے عقل۔ بوزحل۔

آں زنی میخواست تا با مولیٰ خود
 ایک محبت نے چاہا کہ اپنے پار سے
 پس بشوہر گفت زن کاے نیکنیت
 تو یہی نے شوہر سے کہا کہ اے نیک بخت!
 چوں برآمد دخت آں زن گریست
 جب دخت پر چڑھ گئی وہ محبت لانے لگی
 گفت شوہر را کہ اے ملوون رد
 شوہر سے بولی کہ اے مفعول مرد!
 تو بریز او چو زن بقنودہ
 تو اس کے نیچے محبت کی طرح لگھ رہا ہے
 گفت شوہر نے سرت گئی بکشت
 شوہر نے کہا نہیں، گیا تیرا سر چکا رہا ہے
 زن مگر ز کرد کاے با برطلہ
 محبت نے مگر کہا اے اٹی ٹوپی والے!
 گفت زن میں فرود از دخت
 اس نے کہا اے یہی! دخت سے نیچے آ جا
 برزند در پیش شوی گولی خود
 اے، اپنے آحق شوہر کے سامنے
 من برآیم میوہ چیدن بر درخت
 میں بھل توڑنے دخت پر چڑھتی ہوں
 چوں زبالا سوی شوہر بنگریست
 جب اس نے اوپر سے شوہر کی جانب دیکھا
 کیست آں لوطی کہ بر تو می فتد
 یہ لٹی کن ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے؟
 اے بغا تو خود تخت بُودہ
 اے بھرا تو بھرا ہے
 ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
 ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
 کیست بر پشتت فروختہ ہلہ
 خبردا تیری پشت پر کن سوا ہوا ہے؟
 کہ سرت گشت و عرف گشتی تو سخت
 کیونکہ تیرا سر چکا گیا ہے اور تو بہت بے عقل ہو گئی ہے

چوں فرود آمد بر آمد شوہر
جب وہ نیچے آگئی اس کا شوہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست ایں اے روہی!
شوہر نے کہا لو مڑی! یہ کن ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے ساکنی نہیں ہے
او مکرر کرد بر زن آں سخن
اس نے عورت سے وہ بات کمرہ کی
از سر امرود بن من ہچمال
میں نے بھی امرود کے دخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بنی چچ نیست
نیچے اتر آتا کہ تو دیکھ لے کہ کتنی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آں راجد شنو
کھانے کے لئے غنا کے تو اس کو حقیقت سمجھ
ہرل جدے ہزلست پیش ہازلاں
مسخروں کے سامنے ہر واقعہ غنا کے ہے
کھلاں امرود بن جویند لیک
ست لوگ امرود کا دخت تلاش کرتے ہیں لیکن
نقل کن از امرود بن اکنوں برد
امرود کے دخت سے منتقل ہو جا جا چلا جا
ایں س منی و ہستی اوّل بود
یہ خودی اور ابتدائی وجود ہوتا ہے
چوں فرود آئی ازیں امرود بن
جب تو اس امرود کے دخت سے نیچے اتر آئے گا
یک درخت سخت بنی گشتہ ایں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت دخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اند برش
عورت نے اس یاد کو بغل میں دبا لیا
کہ ببالائے تو آمد چوں مکی
جو بند کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار تیار سر چکا رہا ہے، بکھاس نہ کر
گفت زن این ست از امرود بن
عورت نے کہا یہ امرود کے دخت کے اثر سے ہے
کثر ہی دیدم کہ تو اے قتلہاں
الٹا دیکھل جیسا کہ تو نے، اے دیوہ!
ایں ہمہ خلیل از امرود بنے ست
یہ سب خیال امرود کے دخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظہر ہزلش گرو
تو اس کے ظاہری غنا کا پابند نہ بن
ہزلہا جد ست پیش عاقلان
عقل مندوں کے لئے ہر غنا حقیقت ہے
تبادل امرود بن راہست نیک
اس امرود کے دخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے
کہ از و دیدہ کثر و احوال بود
جس سے آنکھ نہیں اور جی بگنی بن جاتی ہے
کثر نمائد فکر و چشم و سخن
تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو میری نہ رہے گی
شاخ او بر آسمان ہفتسمیں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

۱۔ زہکی۔ زلیہ عورت۔ مڑی۔
کمی۔ بند۔ ہرزہ متن۔ بکھاس نہ کر۔
گفت۔ عورت نے کہا یہ امرود کے
دخت کا اثر ہے کہ اس پر سے غنا نظر
آتا ہے قتلہاں۔ دیوہ۔ ہزل۔
یہ میں نے جس اور غنا کا قصہ تعلیم
کیلئے سنا دیا ہے تو اس کے ظاہر کو نہ
دیکھو اس سے جو نصیحت مقصود ہے
اس پر نظر کرو۔

۲۔ ہر جدے۔ جو لوگ ہزل کے
عادی ہیں ان کو تو جد بھی ہزل نظر آتی
ہے اور جو عقلمند ہیں وہ غنا کی بات
سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔
کھلاں۔ کمال لوگ اس امرود کے
دخت کو تلاش کرتے ہیں جہاں کثرت
دکھائے یعنی وہ ہستی جو غنا کے بعد
حاصل ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا
دخت وہ ہے نقل کن۔ پہلے اس
امرود کے دخت کو یعنی اپنی خودی اور
ہستی کو چھوڑ دے پھر چل جائے
حاصل ہو گا اس ہستی کے ہونے
ہوئے تیری نظر خیرہ جدہ نظر نہ آئے
گا۔

۳۔ ایں۔ یہ امرود کا دخت جس
سے غنا نظر آتا ہے یہ اس کی خودی اور
ابتدائی وجود ہے چلاں۔ فرو۔ جب تو
خودی کے دخت سے اتر آئے گا تو
پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو میری ہو
جائے گی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
دخت تھا اور اس کا پھیلا بہت تھا۔

۱۔ مُبدلش۔ خفی چھوڑ دے گا تو
پھر اللہ تعالیٰ اس دھت کو تبدیل کر
دے گا۔ ۲۔ توضع۔ جو عاجزی اور دعا
قبول کرنے کی عادت بنی۔ حق تعالیٰ
کو کج دیکھنا اگر آسان ہوتا تو آنحضرتؐ
لَہُم مَوْنًا اَفْضٰیہ تکلیفی لے لیتا
ہیں چہرے دیکھی رکھا جیسی وہ
ہیں دعائیں لگتے گفت آنحضرتؐ نے
دعا کی کہ خدا ہمیں آسان ہدین کا ہر
ہر جزئی طرح رکھا جیسا کہ تیرے
نزدیک ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ جب غوی اور ہستی
فنا ہو جائے تو پھر بھلائی کی ہستی میرا
جائے گی اس کا اختیار لے لے چوں۔
اب یہ دھت وہ دھت ہوگا جس پر
حضرت موسیٰ کو لگی رب نظر آئی تھی۔
آتش لب آپس پرانہ اثر دکھائے
گی بھلائی کی شانِ حق تعالیٰ کا کلمہ
لکھی ہے حضرت موسیٰ کو دھت سے
یہ آواز آئی تھی کہ میں نے شک خدا
ہوں۔ زیرِ ظلم لب اس ہستی کے
سندھ میں تیری ساری ضرورتیں پوری
ہوں گی۔ یہ ضلالت کی کیا کی تیری فانی
ہستی کو بانی ہستی بھلائی۔

۴۔ آں میں لب یہ غوی اور ہستی
دھت ہے اس میں ضلالتی صفات نظر
آئے گی۔ باقی قصہ مولانا بھی
ترک کرنے کا بیان کر رہے تھے اسی
مطلب سے حضرت موسیٰ کو جو
فاسق کلمہ کا حکم ہوا یعنی کج روی ترک کر
دے اس کا ذکر شروع کیا ہے حضرت
موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا
سہارا بولہ فرعون کا مقابلہ شروع کر دو
حضرت موسیٰ نے ہاتھ کا عصا زمین پر
ڈال دیا جس کو کلمے نظر آئے اسی
طرح تیرے فانی جسم عصا موسیٰ ہے
اس کو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل
ہوگا اس کے طوعے کیجئے۔

چوں فروغ آئی ازو گروی جدا
جب تو نیچے اتر آئے گا اس سے طبعہ ہو جائے گا
زیر توضع گر فروغ آئی خدا
اس توضع کے ذریعہ اگر تو نیچے اتر آئے گا خدا
راست بینی گریدے آسان چنیں
صحیح دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا
گفت ہما جو و جو از فوق و پست

کہا ' اوپر اور نیچے سے جو جو کو رکھا
بعد ازاں ۲۔ بر رو براں امرو بن
اس کے بعد اس امرو کے دھت پر چڑھ جا
چوں در دھت موسوی شد آں در دھت
جب وہ دھت حضرت موسیٰ والا دھت بن گیا
آتش اُورا سبز و خرم می کند
آں ' اس کو سبز اور بھلا بنائے گی
زیر ظلمش مجملہ حاجات روا
تیری ساری حاجتیں اس کے لیے کیے پوری ہوں گی

آں میں منی و مستیت باشد خلخال
تیری وہ خفگی اور دھت جائز ہے
شد در دھت کج مقوم حق نما
یہ دھت ' سیدھا حق نما بن گیا

مُبدلش! گرداند از رحمت خدا
خدا رحمت سے اس کو بدل دے گا
راست بینی بخشد آں چشمِ ثرا
تیری اس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دے گا
مصطفیٰ کے خواستے از رب دیں
تو دین کے رب سے آنحضرتؐ کو دعا (لکھتے)
آنچنانکہ پیش تو آں جو ہو ہست
جیسا کہ وہ جز تیرے سامنے ہے

کہ مُبدل گشت و سبز از ہر گن
کیجئے کن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
چوں سوی موسیٰ کشانیدی تو رخت
جب تو نے موسیٰ کی جانب سفر اختیار کر لیا
شاخ اُو یَی قَالا اللہ می زند
اس کی شانِ حق تعالیٰ کا کلمہ لگائے گی
ایں چنیں باشد الہی کیمیا
ضلالتی کیمیا ایسی ہی ہوتی ہے
کہ دُر و بینی صفات ذوالجلال
جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے

اَصْلُهُ ثَابِتٌ وَفَرْعُهُ فِي السَّمَاءِ
اس کی جڑ زمین میں ثابت ہے اس کی شاخ آسمان میں ہے

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ

کلمش پیغام از وحیِ مہم
کہ کثری بگذار آکنوں فاسق
اس موسیٰ کو مہم ہالشان وحی کے ذریعہ پیغام آیا
کہ اب کبھی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا



ایں رحمت تن عصلی موسیٰ است
یہ جسم کا رحمت (حضرت) موسیٰ کی لائی ہے
ثائبہ بنی خیر او و شیر او
تاکہ تو اس کی بھلائی اور اس کی برائی دیکھ لے
پیش زافگندن نبود او غیر چوب
ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سا کچھ نہ تھی
اول او بد برگ افشاں بردہ را
پہلے وہ برکی کے بچے کے لئے بچے بھلانے والی تھی
گشت ۱ حاکم بر سر فرعونیاں
۱۱ فرعونیں پر حاکم بن گئی
از مزارع شاں برآمد قحط و مرگ
ان کے کھیتوں سے قحط اور موت برآمد ہو گئی
تا برآمد بنخود از موسیٰ دعا
یہاں تک کہ بنخود میں (حضرت) موسیٰ سے دعا کی
ایں ہمہ اعجاز کشیدن چہا دست
یہ معجزے اور کوششیں کیوں ہیں؟
امر ۳ آمد کاتباع نوح گن
حکم ہوا کہ حضرت نوح کی پیروی کر
منگر آخر کہ تو داعی ربی
تم نہ جانتے تھے کہ تم اللہ کی طرف بلانے والے ہو
کمتریں حکمت کزیں الحاح تو
معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس امر سے
تاکہ رہ بنمودن و اضلال حق
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اللہ کا گروہ کرنا
چونکہ مقصود از وجود اظہار بود
چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کارش آمد کہ بیند ازش ز دست
اس کا سونچ آگیا کہ تو اس کو ہاتھ سے نہ میں پر ڈال دے
بعد از اں برگیر اورا از امر ۱ ہو
پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے
چوں بامرش برگرتی شد جذوب
جب تو نے اس کے حکم سے پکارا دنگے والی بن گئی
گشت معجزاں گروہ عترہ را
۱۱ غافل جماعت کے لئے معجزہ بن گئی
آب شاں خوں کرد کف بر سر زناں
سر پینے والوں پر اس کا پانی خون بنا دیا
از منگجہاں کہ آں خوردند برگ
ان ٹڈیوں کی جگہ سے جنہوں نے پتے کھا لئے
چوں نظر افتادش اندر متعجب
جبکہ ان کی نظر انجام پر پڑی
چوں خوابندیاں جماعت گشت دست
جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے
ترک پایاں بنی و مشروح گن
انجام بنی اور تشریح کو چھوڑ
امر ۴ بلغ ہست نبوآں تہی
بلغ کا حکم ہے اور وہ خالی نہیں ہے
جلوہ گردوآں لجاج وآں عتو
۱۱ جھگڑاؤ پن اور سرکشی ظاہر ہو جائے گی
فاش گردو بر ہمہ اہل فرق
تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا
بایدش از پند و انخوا آز مود
تو اس کو صیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہیے

۱ امر ہو۔ امر خداوندی۔ پیش
حضرت موسیٰ کا عصا جب تک ہاتھ
میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب
خداوندی حکم سے اس کو جگہ اٹھا تو وہ لکڑی
والا اڑوٹھا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ
صرف بکریوں کے لئے بھانے کے
لئے ہی اب وہ کانروں کے لئے معجزہ
بن گئی۔
۲ گشت۔ اب جبکہ امر خداوندی
سے اس عصا کو ہاتھ میں لیا تو
فرعونیں پر حکمرانی کرتا تھا ان سرکشی
والوں کے لئے اس نے ہمایئے کیل
کو خون بنادیا۔ از مزارع۔ فرعونیں پر
ٹڈیوں کا غلبہ بھی آیا۔ اندر۔ اندر۔
حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ ان
انجام لالچہ مارے لہذا ان کو معجزے
دیکھانے اور راہ راست پر لانے کی
کوشش کی گئی۔
۳ امر آمد۔ حضرت موسیٰ کا حکم ہوا
کہ نوح کی طرح ان کے انجام سے
قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کے جوتہم
فرمایا اور داعی ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا
ہے تمہیں ہی کا حکم ہے اور تمہاری تبلیغ
میں فائدہ نظر ہے۔ خواہ وہ ایمان نہ
لایں۔ کمتر۔ ایک فائدہ تو یہی
ہے کہ تمہارے امر سے ان کا
جھگڑاؤ پن اور سرکشی واضح ہو جائے
گی۔ چونکہ مخلوق کی پیدائش سے اللہ
کا مقصد چھپے ہوئے حالت کو واضح
کرنا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ
انسان کو نصیحت سے اور پرہیزگانی سے
جانچا جائے تاکہ اس کے شرعی حالات
ظاہر ہو جائیں۔

ہیں تجہاں آل عصا تا خاکہا
ہاں عصا ہاں دے تاکہ رہیں
واں ملکہا در زماں گرو تہا
ہاں ٹہیں فورا تہا ہو جائیں گی
کہ سیمہا نیست حاجب مر مرا
کہ ہیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے
تا طیبے خویش بردار و زند
تا کہ طیب اپنے آپ کو دھامیں صرف کر دے
تہناتق از حریفی بالمداد
تا کہ منافق چلا کی سے 'مج' 'مج'
بندگی ۲ تا کرد و ناشستہ رو
عمدت کے بغیر اور منہ دھوئے بغیر
آکل و ماکول آمد جان عام
عام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے
می چرداں بڑہ و قصاب شلا
وہ بکری کا بچہ جتا ہے اور قتالی خوش ہے
کارِ دوزخ میکنی در خوردنی
تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے
کارِ خود گن روزی حکمت بچر
اپنا کام کر دہائی کی خوراک کھا
خوردن تن مانع ایں خوردنست
جسم کا کھانا اس کھانے سے مانع ہے
شیع تاجر آنگہ ہست افروختہ
تاجر کی شیع اس وقت روشن ہے

وا دہد ہرچہ ملخ کرش فنا
وہ واپس کر دیں جس کو ٹہیں نے فنا کیا ہے
تا بہ بیند خلق تبدیل الہ
تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بدل دیئے کو دیکھ لیں
آل سبب بہر حلاست و عطا
یہ سبب تو حجب اور پردے کے لئے ہے
تا منجم روبا ستارہ گند
تا کہ نجومی ستاروں کی جانب منہ کرے
سوی بازار آید از نیم کساد
بازار کی جانب آئے کساد بازار کے ڈر سے
لقمہ دوزخ بکشتہ لقمہ جو
لقمہ کا جویاں 'دوزخ' کا لقمہ بنا ہوا ہے
ہمچوآں بڑہ چرندہ از حطام
اس بکری کے بچہ کی طرح جو چاہہ چرنے والا ہے
کہ برلی ما چرد برگ مراد
کہ مقصد کے پتے ملنے لے چ رہا ہے
بہر او خود را تو فرہ میکنی
تو اپنے آپ کو اس کے لئے مٹا کر رہا ہے
تا شود فرہ دل با کز فر
تا کہ شان و شوکت سے دل فرہ ہو جائے
جاں چوبازنگان وشن چولہ ہزنست
جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے
کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ
جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

۱۔ واں ملکہا آپ کے عصا کے ٹکڑے
سے ٹہیں بھی مر جائی گی اور سب
لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا کو ہرچہ کے
بدلنے کی کس قدر قدرت ہے کہ
سمیہا اللہ تعالیٰ کا اسباب کی ضرورت
نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں
طیب دھوا کو لینا ہوا ہے اور ہم ستاروں
کو حالانکہ اصل سبب ذاتِ خداوندی
ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور
محنت سے فائدہ سمجھ رہا ہے

۲۔ بندگی یہ دنیا دار کی نوعِ عبادت
میں لگا ہے اس کو منہ دھوئے کی
فرمت ہے شیع کے لئے بازار میں دوزخ
جاتا ہے لقمہ کی قتلش میں دوزخ
کا لقمہ بنا ہوا ہے آکل یہ دنیا دار
کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی
خوراک بھی ہے اس کی مثال اس
بکری کے بچہ کی سی ہے جو جتا ہے
اور قتالی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے
لئے چر رہا ہے یہی حال دنیا دار کا ہے
کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں
حالانکہ وہ اپنے وجود کو دوزخ کے لئے
پال رہا ہے

۳۔ کار خود انسان کی اپنے لئے
خوراک تو معارف الہی ہیں جس سے
دل قوی ہوتا ہے اور اس کی شان و
شوکت میں اضافہ ہوتا ہے خودیوں
تن جسائی غذا روحانی غذا کے لئے
مانع ہے دوزخ کو تاجر سمجھو جسم کو ڈاکو
تاجر کا دل ڈاکو والا لیتا ہے شیع تاجر
تاجر اس وقت پر رونق بنتا ہے جب
ڈاکو جلا ہو جائے



کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پُوش

کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپا دینے والے ہیں

پرہہ ہوش ست و عاقل ز دست دنگ

ہوش کے لئے پرہہ اور عقلمند اس سے حیران ہے

ہر چہ شہوانی ست بند چشم و گوش

جو چیز فی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے

وانکہ شہوت بندوت ہم چشم و گوش

سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر دے گی

مست بود او از تکبر و مجود

وہ تکبر اور انکار سے مست تھا

زر نماید انچہ مست و آہینست

سنا نظر آئے جو کہ تانا اور لوبا ہے

لب بچباں تا بروں آید گیا

ہونٹ ہلا ، تاکہ گھاس اگ آئے

خوشتن را گم مکن یا وہ مکوش

اپنے آپ کو گم نہ کر ، بیہوش کوشش نہ کر

وانکہ ہر شہوت چو خمرست و چونگ

سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھگ کی طرح ہے

خمر تنہا نیست سرمستی ہوش

شراب تنہا ہوش کی سرمستی نہیں ہے

ترک شہوت گن اگر خواہی تو ہوش

اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے

آں بلیس از خمر خوردن دور بود

وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا

مست آں باشد کہ آں بیند کہ نیست

مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے

ایں سخن پایاں ندارد موسیا

اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت زارہا و باران آمدن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

سبز گشت از سنبل و حبت تمیں

سنبل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی

قط دیدہ مردہ از جوع البقر

جو قحط زدہ مردہ جوع البقر سے مرے ہوئے

آں دمی و آدمی و چار پا

پرنندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے

وال ضرورت رفت پس طاعی شدند

وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر برکش ہو گئے

تانیا رو یا ذراں گفر کہہن

تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

پہچناں کرد وہم اندر زم زمیں

انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً

اندر افتادند و لوت آں نفر

لذیہ غداؤں میں لگ گئے ، وہ لوگ

چند روزے سیر خوردند از عطا

عطا (غذاؤں) کو چند روز پیٹ بھر کر کھایا

چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند

جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی

نفس فرعونیت ہاں سیرش مکن

نفس فرعون ہے ، خبر دہا اس کا پیٹ نہ بھر

۱۔ خوشن انسان کی مدح ہے اس کا ہوش اور جسمانی لذتیں اس کے ہوش گم کرنے والی ہیں۔ وانکہ یہ سمجھ لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور بھگ کی خاصیتیں رکھتی ہیں۔ خمر دنیا میں صرف شراب اور بھگ کو بیہوشی کا سبب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ پیتا تھا اور تکبر کے نشہ سے مدہوش تھا۔

۲۔ مست۔ مست تو اسی کو کہتے ہیں جو معدوم کو موجود سمجھ لے اور تائبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھے، شیطان نے غیر واقعی بات کو واقعہ خیال کیا تو تھیں وہ بدست تھا۔ ایں سخن۔ سرمستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے۔ اے موسیٰ تم دعا کرو تاکہ گھاس وغیرہ اگ آئے اور قحط کی صورت ختم ہو جائے۔

۳۔ پہچناں۔ حضرت موسیٰ نے وہی کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی۔ حبت تمیں۔ قیمتی غلہ۔ لوت۔ یعنی فرعون جو قحط میں مبتلا تھے لذیہ غذا میں کھانے لگ گئے۔ جوع البقر۔ ایک قسم کی بھڑکی جس میں انسان کھاتا رہتا ہے اور اس کا دل نہیں بھر پاتا۔ دمی۔ بھولی یعنی بربند۔ چوں۔ ان فرعونوں کا پیٹ بھرنا تو پھر برکش بن گئے۔ طاعی۔ سرکش۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا نفس بھی فرعون ہے اس کا پیٹ بھرنا اور دھڑکنا۔

خلصہ چندیں شہرہا را گوفتہ
گودہا از در گہ او تا روفتہ
خصوصاً جبکہ اس نے بہت سے شہروں کو دیکھا ہے
اس کے مقام طے سے گودہا صاف نہیں ہوئی ہے
اجتہاد گرم ناگرہ کہ تا
دل شود صافی و بیند ماجرا
سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ
ط صاف ہو جائے اور گزشتہ واقعات دیکھ لے
سر بروں آردش از بحر راز
اول و آخر بہ بیند چشم باز
راز کے سمندر سے اس کا دل سر اٹھائے
کلی آنکھ لول اور آخر کو دیکھ لے

بیان اطوار و منازل خلقت آدمی از ابتداء خلقت
ابتداء پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول بالیم جماد
وز جمادی در نبائی او قنار
پہلے وہ روح جماد کی تعلیم میں آئی
اور جمادی اہم سے نبی تعلیم میں آئی
سالہا اندر نبائی عمر کرد
وز جمادی چوں بکھوئی فتاد
سالوں نبی تعلیم میں عمر بسر کی
اور نبی تعلیم جب حیوانی تعلیم میں آئی
جو ہماں میلے کہ دارد سوی آل
سوائے اس مسلمان کے جو اس کی جانب ہے
ہمچو میل کو دکاں باما درال
جیسا کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان
ہمچو میل مفرط ہر نو مرید
جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان
جو و عقل ایں از اں عقل کل ست
اس کی جڑی عقل ہی کلی عقل سے ہے
سایہ اش فانی شود آخر درو
اس کا سایہ بالاخر اس میں فنا ہو جاتا ہے

۱۔ خاصہ روح نے بہت سے
مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ
اس کے شہر میں رہے ہیں۔ گودہا
پھر تم نے اپنے قلب کو صاف نہیں رکھا
اگر اس کو چاہت ہے کہ ذریعہ مصطفیٰ کر
لیے تو وہ روح کے پہلے واقعات
چشمیں دکھا دیتا۔ سر بڑوں۔ اگر ط
صاف ہوتا ہے تو وہ پیشہ راز
سمندر میں غوطہ کھائیے اور آقا و
انجام کو آنکھیں سے دیکھ لیتا ہے
آمدہ نے جو مختلف شہروں میں
سکونت کی ہے اب مولانا اس کی
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وز
جمادی۔ یہی روح پہلے جماد کے
خط میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات
کے خط میں آئی۔ سالہا۔ عرصہ ہوا
تک یہ روح نبی خط میں رہی لیکن
اس کو نبی جمادی حالت کی یاد نہ آئی۔
۲۔ وز نبی۔ پھر روح نباتات کے
خط سے حیوانی خط میں آئی تو اس کو
اپنی نبی زندگی یاد نہ رہی۔ جو ہماں۔
ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ اس موسم
بہار میں اور تازہ کے پھولنے کے
وقت اس کی طرف میلان کرتی ہے
یہ اس کی نبی زندگی کی یاد ہے۔ ہمچو۔
بچہ اپنی ماں کے دودھ کی طرف میلان
ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں
اس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ ہمچو
میل مفرط سے مرید کو شیخ کی طرف
میلان ہوتا ہے لیکن وہ اس میلان کا
سبب نہیں سمجھتا ہے
۳۔ جو و۔ اب مرید کے شیخ کی
طرف میلان کی وجہ بتاتے ہیں کہ اس
کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ
ہے اور شیخ شاخ گل ہو۔ سایہ
اش سایہ وقت وہ آئے گا کہ یہ مرید
فانی آئینہ کا مقام حاصل کرے گا تو
اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرح
اصل کی طرف میلان ہو کر رہی ہے۔



سایہ شاخ درخت اے نیک بخت
اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ
باز از حیواں سویی انسانیش
پھر اس کو حین کیا اہم سے انسان کی جانب
چنچیں اقلیم تا اقلیم رفت
وہ اسی طرح ایک اہم سے دوسری اہم تک چلتی رہی
عقلہای اویش یاد نیست
اس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں
تازہ پس ازین عقل پر حرص و طلب
تاکہ میں حرص و طلب بھی عقل سے نجات پا جائے
گرچہ خفتہ گشت و شد ناسی ز پیش
اگرچہ وہ سو گئی ہے لہ پہلے کو بھول گئی ہے
باز از ازل خوابش بہ بیداری کشند
اس کو پھر اس کی نیند سے بیدار کریں گے
گرچہ غم بود آنکہ می خوردم خواب
اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا
چوں ندانستم کہ آن غم و اعتلال
پہن کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم لہ بیدار ہوتا؟
چنچیں سل دنیا کہ حلم تاغم ست
اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے
تا برآید ناگہاں صبح اجل
یہاں تک کہ ہوا کہ موت کی صبح آ جاتی ہے
خندہ اش گیرد ازین غمہای خویش
اس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے
ہرچہ اندر خواب بینی نیک و بد
تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا یا برا دیکھتا ہے

کے بچبد گر بچبد ایں درخت
کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ لہ
می کشد آں خالقے کہ دانیش
وہ اللہ تعالیٰ اس کو بچپتا ہے جس سے تو واقف ہے
تا شد اکنوں عاقل و دانا و رفت
یہاں تک کہ وہ اب عقلمند لہ دانا لہ قوی ہو گئی
ہم ازین عقلش تحوّل کرد نیست
اس عقل سے بھی اس کو عقل ہوتا ہے
صد ہزاراں عقل بیند یو العجب
وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے
کے گذرندش دلاں نسیان خویش
وہ اس کو اس کی بھول میں کب رہنے دیں گے
تا کند بر حالت خود ریشخند
تاکہ وہ اپنی حالت پر فراق اڑائے
چوں فراموشم شد احوال صواب
مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟
فعل خواہست و فریب ست و خیال
خواب کا کام ہے لہ فریب لہ خیال ہے
خفتہ پندارو کہ ایں خود و اغم ست
سو یا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے
وار ہد از ظلمت ظنن و و غل
لہ وہ گمان لہ فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے
چوں بہ بیند مستقر و جلی خویش
جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام لہ جگہ دیکھتا ہے
روز شمر یک یک بیگ پیدا شود
قیامت کیوں ایک ایک ظاہر ہو جائے گا

۱۔ سایہ اگر درخت کی شاخ
حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر
سلک باز حیواں اللہ تعالیٰ دلوں کو
پھر حیوانیت سے انسانیت کو مرتبہ پر
پہنچاتا ہے چنچیں۔ غرضیکہ روح
اہم تا اہم سفر کرتی ہوئی اس حالت
میں پہنچتی کہ وہ صاحب عقل ہو گئی
ہے عقلہا پر۔ روح اپنی کوشش
عقلوں سے غافل ہے پھر اس کی اس
موجودہ عقل سے بھی تہہ ل ہو گئی۔
۲۔ تازہ روح کو اس دنیائی
حریص عقل کو بھی خبر یاد کہتا ہے تب
اس کو لاکھوں عجیب عقلیں حاصل ہو
جائیں گی۔ اگرچہ اگرچہ انسان
خواب کی حالت میں اپنے واقعات
بھول جاتا ہے لیکن وہ لاکھوں بیدار ہوتا
ہے اور پھر خواب کے واقعات کی ہنسی
اڑاتا ہے۔ اگرچہ بیدار ہو کر اس کو
توجہ ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو
کیسے بھول گیا تھا۔ چوں خواب کے
واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ
کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔
۳۔ چنچیں۔ دنیا وہ جو دنیا کی
زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے
کہ یہی اصل زندگی ہے تا برآید
جب موت آتی ہے تو اس کی آنکھ کھلتی
ہے خندہ اش۔ موت کے وقت
جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں
پر ہنستا ہے۔ ہرچہ دنیا کی زندگی میں
جو برائی یا اچھائی کی ہے وہ قیامت
میں سامنے جائے گی۔

۱۔ ہنگام بیداری۔ یعنی قیامت کے وقت تانہ پنداری انسان کو سنبھلنا چاہیے کہ اس دنیا کی خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے اس کی تعبیر قیامت میں سامنے آ جائے گی۔ بلکہ دنیا میں غافلوں کے چننے کی آخرت میں تعبیر دنا ہو چکا ہو گا۔ گریہ اگر دنیا میں گریہ و زاری ہو گی تو آخرت میں اس کی تعبیر خوشی ہو گی۔ خواب کی تعبیر عوامانی ہوئی اسے مدد دے جو یوسف جیسے نبیوں کو دنیا میں سامنے گا وہ آخرت میں بھیڑیا بن کر اٹھ گا۔

۲۔ گشت۔ انسان کی ہری عادتیں آخرت میں بھیڑیے بنیں گی اور خود اس کے اعضا کو بھڑکے خون آکر انسان نے کسی کا تانہ خون بہلائے جو وہ خون نہ سوسے گا اور قیامت میں بدلے کا فہم ہو گا اس قصاص۔ اگر دنیا میں بدلے لے بھی گیا ہو گا تو آخرت کے عذاب سے بھیڑی کی حالت نہ ملے گی بلکہ دنیا ملا بدلے اس کے مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔ زین لعب قرآن نے دنیا کی زندگی کو کھیل کو سے تعبیر کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارا انتقام آخرت کے انتقام کے مقابلہ میں کھیل کو ہے۔

۳۔ اس چیز کہ دنیا میں جو بدلہ لیا گیا وہ تو محض وقتی فتنہ ساز اور کرنے کے لئے لے لیا گیا ہے اس دنیا کے بدلے کی مثال غمخیز کرنا اور آخرت کے بدلے کی مثال غمی کرنا سمجھو آں قرآن۔ یعنی فرعونوں کو دنیا کے مزے سنا لینے اور تاہم یہ فرعونی جہنم کے بھیڑیوں کی خداک ہیں وہ بھیڑیے بھول سے غصہ میں ہیں تو ان کو خوب سنا ہونے والا کرنا کہ ان کو اچھی خداک ملے۔

آنچه کردی اندرین خوابِ جہاں
تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے
تانہ پنداری کہ ایں بد کرد نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بد کردی
بلکہ ایں خندہ بود گریہ و نفیر
بلکہ یہ ہنسی دنا ہو گریہ و فریاد ہو گئی
گریہ و درد و غم و زاری خود
اپنے رونے اور درد اور غم اور عاجزی کرنے کو

اے دریدہ پوشتین یوسفال
اے یوسف کے پوشین کو بھاننے والے
گشتیم گرگاں یک بیک خوابے تو
تیری ایک ایک عادت بھیڑیا بن کر
خون نخسید بعد مرگت در قصاص
قصاص کہ سلاطین تیرے مارنے کے اور خون منہ بٹا گا

ایں قصاص نقد حیلست سازیت
یہ فوری قصاص ایک تعمیر ہے
زیں لعب خواندست دنیا را خدا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے

ایں جزا تسکین جنگ و فتنہ است
یہ بدلہ لڑائی اور فتنہ کو دیتا ہے
ایں سخن پیاں ندارد موسیا
اے موسیٰ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
تلممہ زان خوش علف فر بہ شوند
تاکہ سب اس علف گھاس سے مومنے ہو جائیں

گردت ہنگام! بیداری عیاں
تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائے گا
اندرین خواب و ترا تعبیر نیست
خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے
روز تعبیر اے شمرگر بر اسیر
تیرے دن کے اے قیدی پر ظلم کرنے والے
شادمانی داں بہ بیداری خود
اپنی بیداری کے وقت میں خوشی سمجھ
گرگ بر خیزی ازیں خواب گراں
اس بھاری نیند سے تو بھیڑیا بن کر اٹھ گا
می درانند از غضب اعضائے تو
غصہ سے تیرے اعضا کو بھڑکے گی
تو مگو کہ میرم ویا بم خلاص
تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور فح جاؤں گا
پیش زخم آں قصاص ایں بازیت
اس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے
کایں جو العب ست پیش آں جوا
کیونکہ یہ بدلہ اس بدلے کے مقابلہ میں کھیل ہے
آں چو اہواء است ویں چو لحتنا است
وہ حسی کرنے کی طرح اور یہ فتنہ کی طرح ہے
ہیں رہا گن آں خراں را د گیا
ہاں اور گھاس کو گھاس میں چھوڑ دے
ہیں کہ گرگانند مارا خشم مند
خبردار اہلے بھیڑیے غصہ میں ہیں



بیان آنکہ خلقِ روزخ گر سدا گان آند و نالاں آند و از حق خولہاں
اس کا بیان کہ روزخ کی مخلوق بھوک اور نالاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
کہ روزی پہلی مارا فریبہ گرداں و زود بما رساں کہ مارا صبر نمائد
کہ ہماری خوراک کو مٹا بنا دے اور جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

۱۔ نالہ گر گاں۔ میرے علم میں
ہے کہ بھوکے بھوکے سے فریاد کر
رہے ہیں بھجان کولان کی خوراک مٹاتا
ہے اس خوراک آپ نے اپنی خوش
کلائی کی کیا ہے ان کو آدمی مٹاتا چاہا
لیکن ان کے حقد میں آدمی مٹانا
قدیم پسند ان پرست کالیاف اذرا
وہا کہ غفلت کی نیند سوجائیں۔

۲۔ تاج۔ جب اس غفلت سے
بیدار ہوئے تو مجلس ختم ہو چکی ہو گی نہ
شع ہو گی نہ ساقی ساقی تم سے سادہ بہاری
ہدایت سے فائدہ اٹھانے کا وقت نہ
رہے گا۔ داشت۔ ان کی سرکشی
تمہارے لئے حیرن کن کھی اب
حسرت کا مزہ چکھیں گے تاکہ
ہمارے انصاف کا قاض ہو گا کہ ہم
ان کو ان کے برے اعمال کی بری سزا
دیں۔ کان ہے۔ جس خدا کو وہ نہیں
دیکھتے ہے تھے خدا ان کے ساتھ تھا۔
۳۔ چل غر۔ مولانا مثال سے
سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرح اور بھی
چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ سکتا
ہے اور وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں
انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن
وہ انسان کے ساتھ ہے نیست
قاصر تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر
ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے
قاصر نہیں ہے چہ بظنہ
آنے والی عقل تیرے ساتھ ہے تو اگر
اس طرح اس کا خالق خدا تیرے
ساتھ تھا کیا تعجب ہے

نالہ ۳۔ گرگانِ خود را موقیم
ہمیں اپنے بھیزوں کے رونے کا یقین ہے
اس خراں را کیمیای خوش دمی
ان گدھوں کو خوش کلائی کی کیمیا نے
لو جسے کردی بدعوت لطف وجود
تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی اور سخاوت کی
پس فرو پوشاں لحافِ نعمتی
تو ان کو اپنے انعام کا لحاف اڑوھا دے
تا چو بچند از چشمن خواب ایں رده
تاکہ یہ گدھ جب لکی نیند سے بیدار ہوں
داشت طغیاں شاں خراہ حیرتے
ان کی سرکشی نے تجھے حیرانی میں جلا کر دیا ہے
تا کہ عدلِ ما قدم پیروں نہد
تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے
کاں شے کہ می ندیدندیش فاش
کیونکہ وہ شے جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے
چوں ۳۔ خرد بائست مشرف بر تننت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگاہوں
نیست قاصر دیدن اُوے افلاں
اے فلاں! اس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے
چہ عجب گر خالقِ آل عقل نیز
تو تعجب کیا ہے اگر اس عقل کا پیدا کرنے والا بھی

اس خراں را طعمہ ایشاں
ہم ان گدھوں کو ان کی خوراک بنائیں گے
از لب تو خواست کردن آدمی
تیرے ہونے سے، ان کو آدمی مٹاتا چاہا
آں خراں را طالع و روزی نمود
ان گدھوں کا نصیب اور مقدہ نہ تھا
تا برد شاں زود خواب غفلتی
تاکہ غفلت کی نیند ان کو جلد سلا دے
شمع مرده باشد و ساقی شدہ
شع گل ہو چکی ہو اور ساقی دولت ہو چکا ہو
پس بنوشند از جوا ہم حسرتے
تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے
در جوا ہر زشت را در خود ہد
ہر برے کو مناسب بدلہ دے
بود بالیشاں نہاں اندر معاش
وہ زندگی میں ان کے ساتھ پوشیدہ تھا
گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت
اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے
از سکون و حبشت در امتحاں
تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں
بآو باشد در سکون و نقل نیز
تیرے ساتھ ہو سکون اور منتقل ہونے میں بھی

بعد از ازل عقلش ملامت میکند
 اس کے بعد اس کو عقل ملامت کرتی ہے
 کز حضور ستش ملامت کردنے
 کیونکہ اس کا ملامت کرنا اس کی موجودگی کی دلیل ہے
 در ملامت کے ترا سبلی زدے
 ملامت میں کب تیرے طمانچہ ملتی؟
 کے چٹاں کردے جنوں و نفس تو
 تو تیرا پاگل پن اور گری کب ایسا کرتی؟
 زان بدلی قرب خورشید وجود
 تو اس سے دھوکے صبح کی نوبت جان لے
 نیست از پیش و پس و سف و علو
 جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے
 کہ نیلبد محبت عقل آں راہ را
 کیونکہ عقل کی بحث اس کا راستہ نہیں پاتی ہے
 پیش اصبح یا پیش یا چپ و راست
 اگلی کے آگے یا اس کے پیچھے یا بائیں اور دائیں سے
 وقت بیداری قرینش می شود
 بیداری کے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے
 کاصبحت بے او ندارد منفعت
 کیونکہ تیری اگلی میں اس کے بغیر نفع نہیں رکھتی ہے
 از چہ رہ آمد بغیر شش جہت
 بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟
 بے جہت دال عالم امر و صفات
 عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ



سے منزہ ہے تو آخر یعنی حضرت حق تعالیٰ جسے کلمہ کن فرمایا ہے بعد از ازل جہت اور جانب سے پاک ہوگا۔

از ازل خرد غافل شود بر بدستند
 عقل سے غافل ہوتا ہے اور بدستند
 توشہ دی غافل ز عقلت عقل نے
 تو اپنی عقل سے غافل بنا، عقل نہ بنی
 گر نبودے حاضر و غافل بدے
 اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور غافل ہوتی
 ورا زو غافل نبودے نفس تو
 اگر تیرا نفس اس سے غافل نہ ہوتا
 پس از عقلت چو صطرلاب بود
 تو تیری عقل صطرلاب کی طرح ہے
 قرب یتیموں ست عقلت را بتو
 تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے
 قرب یتیموں چوں نباشد شاہ را
 توشہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہوگا؟
 نیست آں جنبش کہ اصبح تراست
 وہ حرکت نہیں ہے جو تیری اگلی میں ہے
 وقت خواب و مرگ ازوے میرود
 موت اور نیند کے وقت وہ اس میں چلی جاتی ہے
 از چہ رہ می آید اندر اصبعت
 وہ تیری اگلی میں کس راہ سے آتی ہے؟
 نور چشم مرؤ مک در دیدہ ات
 آنکھ کی پستی کا نور تیری آنکھ میں
 عالم خلق ست باسوی وجہات
 عالم خلق جانب اور جہتوں والا ہے

۱۔ از خود انسان غلطی کرتے ہیں
 عقل سے غافل ہو جاتا ہے پھر عقل
 اس کو ملامت کرتی ہے کز حضور
 عقل کا ملامت کرنا اس کی دلیل ہے
 کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے
 غافل نہ بنی۔ سبکی طمانچہ اس
 غلطی کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس
 وقت عقل سے بیگانہ تھا۔
 ۲۔ پس تیرا تیری عقل حضرت
 حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ
 ہے اس کی مثال سے تو سمجھ لے
 صطرلاب وہ اگر جس سے بجلی
 چاند صبح تا سون کے فاصلے معلوم
 کرتے ہیں۔ خورشید وجود حق
 تعالیٰ سمجھنے یعنی بے کو کیف عقل
 کا انسان سے قرب جہتوں سے
 متصف نہیں ہے قرب یقیناً اللہ
 تعالیٰ جس کی ذات خود کبھی
 سے بالاتر ہے اس کا قرب بھی ان
 کیفیوں سے بالاتر ہے نیست
 آں۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب
 کی مدد سے مثال پیش کر رہے ہیں
 اگلی حرکت کون کی سے جو قرب ہے
 وہ بے کو کیف ہے۔
 ۳۔ وقت خواب انسان کے
 سونے میں اس کی اگلی کو حرکت نہیں
 ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آ
 جاتی ہے از چہ وہ کبلی نہیں بتا سکتا
 کہ یہ حرکت اگلی میں کس طرف سے
 آتی ہے نور چشم آنکھوں میں روشنی
 کی آمد بھی جہات سے منزہ عالم
 خلق۔ وہ عالم ہے جو مادی اور ذہنی
 ہے وہ جانب اور جہت سے متصف
 ہے عالم امر وہ عالم ہے جس کی
 پیدائش لفظ کن سے ہوتی ہے اور وہ
 مادی اور ذہنی نہیں ہے وہ جہات کا
 عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت

۱۔ عقل۔ عقل بھی ہے جہت
چیز ہے قدرت تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل
اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت
سے پاک نہ ہوگا۔ عقل مخلوق کا
خالق سے جو عقل ہے وہ بھی کیفیت
سے بالاتر ہے زائد و مکمل سے
پاک ہے لہذا اس میں نہ فصل کی
صفت ہے نہ وصل کی لیکن انسان کا
خیال و گمان وصل اور فصل کے علاوہ
کوئی تعلق نہیں سمجھتا ہے غیر فصل۔
ہماری بیان کردہ دلیل سے پتہ لگائے
کہ اتصال اور انفصال کے علاوہ بھی
کوئی تعلق ہے لیکن وہ نفس جو نفسانی
ہواریں میں جلا ہے وہ پتہ نہیں لگا
سکتا بعض نفسوں میں نہ پشاور
علیل ہے اس کے متقی یہ ہوں گے
محض پتہ لگانا پس نہیں سمجھتا ہے
ماہل ہو جائے گا۔

۲۔ بے پایاں اگر انسان مسلسل
یہ سوچے گا کہ مجھے ذات خداوندی
سے دوری ہے تو مردانگی کی گاہ اس کو
وصل کی طرف لے جائے گی۔ اس
تعلق جو عقل محض اتصال اور
انفصال کے تعلق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ
اللہ سے مخلوق کے تعلق کا پتہ نہیں بتا
سکتی۔ زہر۔ چونکہ عقل اس کو نہیں
سمجھ سکتی اس لیے آنحضرتؐ نے فرمایا
تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا
تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ اَللّٰهُ خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُّوْرِ
كَوْنِهِ تَعَالٰی كِيْ ذَاتٍ مِنْ نُّوْرِ كَوْنِهِ۔
آنکے کیونکہ ذات کا تصور ممکن ہے
لہذا اس میں فکری ناممکن ہے۔

۳۔ ہست ذات میں غور و فکر کرنا
ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض
اسے ایک مفرضہ میں غور کرنا ہے
کیونکہ ذات اور مخلوق میں کروڑوں
پہلو ہیں۔ ہر یکے ذات میں غور

بے جہت ہم باشد آمر لا جرم
لا علم امر کرنے والا بھی بے جہت ہو گا
عقل تر از عقل و جان تر ہم ز جان
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
آں تعلق ہست بیچوں اے غمو
اے پچا۔ عقل بلا کیف ہے
غیر فصل و وصل نندیشد گمان
گمان فطری اور وصل کے علاوہ نہیں سوچتا ہے
لیک پے بردن نہ شناسد علیل
لیکن پتہ لگانا پتہ نہیں جانتا
تارکِ مردیت آرد سویی وصل
ناکہ مردانگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے پے
بستہ فصل است وصل است این خرد
یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
بحث کم جوئید در ذاتِ خدا
کہ ذات خدا میں بحث نہ کرو
در حقیقت آں نظر در ذات نیست
حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
صد ہزاراں پردہ آمد از اللہ
خدا کی جانب سے لاکھوں پہلو ہیں
وہم آواں ست کال عین خود اوست
اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے
تا نداشت در غلط سودا پتر او
ناکہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانے والا نہ بنے



کرنے والا کسی پردے سے وابستہ ہو گیا ہے اور اسی کا اندیشہ ذات کا عین سمجھ رہا ہے۔

وانکم اندر دہم او ترک ادب
کیونکہ اس کے دہم میں پڑنا ادب کو چھوڑنا ہے
سرگونی آل بود کو سوی زیر
سرگونی آل بود کو سوی زیر
اندھا پن یہ ہے کہ بچے کو
زانکہ حد مست باشد ایں چہیں
کیونکہ مدوش کی یہ تعریف ہے
در عجبہایش بفکر اندر روید
اس کے عجب میں غور کرو
اس کے چاہب میں غور کرو
چول ز جعش ریش و سبک گم کنید
جب تم اس کی صنعت میں حیرن ہو جاؤ گے
جز کہ لا اھی نگوید او ز جل
جز کہ لا اھی نگوید او ز جل
حل سے طعنے کے کچھ نہ کہہنا کہیں ٹھنڈا کر سکتا
چول بیانش بجدست اے بوالہوس
چول بیانش بجدست اے بوالہوس
اے بولہوس! چونکہ اس کا بیان لامحدود ہے

رخن س ذوالقرنین بکوہ قاف و در خواست کردن کہ اے
حضرت ذوالقرنین کا کہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف
قاف از عظمت صفات حق تعالیٰ شہدہ باما بگو و جواب او
ہمیں کچھ تھوڑی سی اللہ تعالیٰ کی صفاتی کی عظمت بتا دے اور اس کا جواب
کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر و نیاید ولا بہ کردن ذوالقرنین
دینا کہ اللہ تعالیٰ کی بولائی کی تعریف تقریر میں نہیں آ سکتی اور ذوالقرنین کی
کہ از انچہ تو اس گفت و بنماطر داری شہدہ بگو
خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جا سکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوی کوہ قاف دید کہ را کر زمر د بود صاف
ذوالقرنین کوہ قاف کی جانب گئے انہوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمرہ سے زیادہ صاف تھا



۱۔ وانکم ذلت خدا میں مشغولیت نہ ہو اور دہم میں جلا ہو یہ خدا کے ساتھ چلانی ہے جس کی مراد سرگونی ہے سرگونی۔ اندھے پن کا بھی مطلب ہے کہ انسان نیچے گر رہا ہو اور یہ سمجھے میں اوپر چڑھ رہا ہوں۔ حدست۔ مست کی تعریف بھی یہ ہے کہ وہ زمین اور آسمان یعنی نیچے اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔ عجبہایش۔ عجب کی عجب صافی میں غور کرنا چاہیے اور اس کی عظمت و اہمیت میں گم ہو جانا چاہیے۔ چول۔ جب اللہ تعالیٰ کی کارگیری میں غور کر کے تو تم پر اپنی حقیقت کھل جائے گی اور خاموشی اختیار کر لو گے

۲۔ جو کہ اب تم یہ کہو گے لا انحصیٰ لفاء علیک قت کفنا فنیست علی ففسک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو دوسرا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی ہے چول بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی تعریف کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے لہذا اس میں بحث ختم کر دینی چاہیے اور خاموشی اختیار کر لینی چاہیے

۳۔ رخن۔ حضرت ذوالقرنین اور کوہ قاف کے مکالمہ سے بھی سمجھایا ہے کہ اوصاف باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے ذوالقرنین۔ ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کا نام سکندر تھا یہ سکندر دہلی سے بہت پہلے گزرا ہے کوہ قاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لٹریچر میں اس کے بارے میں بہت سے غریبی فسانے مذکور ہیں۔

گردِ عالم حلقہ گشتہ آں محیط ا
 دگر نے دلا دنیا کے چاروں طرف ملنے کوئے ہیں
 گفت تو کوئی دگر ہا چستند
 انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دھڑے کیا ہیں؟
 گفت رگہای من انداں کو بہا
 اس نے کہا ' وہ پہاڑ میری رگیں ہیں
 من بہ شہرے رگے دارم نہاں
 ہر شہر میں میری رگ جھپی ہوئی ہے
 حق ۲ چو خواہد زلزلہ شہرے مرا
 جب اللہ تعالیٰ کی شہر میں زلزلہ (لانا) چاہتا ہے مجھے
 پس بجبنا من آں رگ را بھر
 میں غصہ سے اس رگ کو ہلا دیتا ہوں
 چوں بگوید بس شود ساکن رگم
 جب وہ کہتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
 بچو مرہم ساکن و بس کارکن
 جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے
 نزواں ۳ کس کہ نداند عقلش ایں
 جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اس کے نزدیک
 ایں بخارات زمیں نمود بدال
 سمجھ لے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں
 ز اہر حق ست وازاں کوہ گراں
 اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس بجاری پہاڑ کی وجہ سے ہیں

بیان آنکہ مود کے بر کاغذ می رفت نوشتن قلم دید قلم را ستودن
 اس کا بیان کہ ایک چوٹی سی چوٹی کاغذ پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھا قلم کی تعریف
 گرفت مودے دیگر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائش انگشتان
 کرنی شروع کر دی دھری چوٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اس نے کہا انگشتوں کی
 را گن کہ ایں ہنر از ایشان می بینم مودے دیگر کہ از ہر دو چشم او
 تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر ان کا سمجھتی ہوں تیری چوٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

۱ محیط۔ گھرنے والا یعنی وہ پہاڑ
 تمام دنیا کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے
 تھا۔ گفت ذوالقرنین نے کہا تیری
 بوٹی کے مقابلہ میں ان پہاڑوں کی
 کوئی حیثیت نہیں ہے رکھائی کہ
 قاف نے کہا وہ پہاڑ میری جڑیں ہیں
 جڑوں اصل یکساں نہیں ہوتی اس لئے
 تم ان کو دگر پہاڑ سمجھ رہے ہو من
 بہر شہر دے دنیا کے ہر شہر کے نیچے
 میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا
 میری رگوں پر آباد ہے
 ۲ حق۔ جب اللہ تعالیٰ کی شہر
 پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے حکم
 دیدیتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا
 ہوں اور اس شہر میں زلزلہ آ جاتا ہے
 چوں بگوید جب مجھ کے حکم کہتا
 ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
 بظاہر میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
 کے احکام پس پری میری رگ دو چار
 ہے بچو۔ ساکن وہ کر کام کرنے
 کی مثال مرہم اور عقل ہے
 ۳ نزواں کسی جس کی عقل
 میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی
 سبب زمین کے بخارات کو سمجھتا ہے
 لیکن اصل زلزلہ کا سبب خدا کی حکم
 اور وہ قاف ہے بیان اس سے یہ
 ثابت کیا ہے کہ جو سمجھند ہیں وہ
 سبب اسباب پر نظر رکھتے ہیں کہ
 عقل سب کو ہی جانتے ہیں۔

تیز تر بود گفت من ستایش باز و کنم کہ انگشتاں فرخ وے آند
تیز تھیں بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اس کی فرخ ہیں

مورال کے برکاغذے دید او قلم
ایک چھوٹی سی چوٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقشبہا آں کلک کرد
کہ قلم نے عجیب نقش کھینچے ہیں
گفت آں موصح ست آں پیشہور
اس چوٹی نے کہا، اگلی کار گذار ہے
گفت آں مورال سوم کز بازواست
تیسری چوٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے ہے
پہنچیں می رفت بالا تائیے
بات اسی طرح اوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گت کز صورت مبدیہ ایں ہنر
اس نے کہا، اُس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا
جسم بخولہ لباس اور اگلی کے ہے
بیخبر بود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یک زماں ازوے عنایت برگند
تھوڑی دیر کے لئے وہ اس پر مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے

۱۔ مورال کے مورچہ جی کاغذ کاغذ
کاغذ یا وحدت کی ہے۔ راز۔ یعنی
قلک کرد یعنی کلک۔ قلم۔ ریحان۔
راز بود ہر خوشبود پہلہ سون۔ ایک
نیکلوں پہلوں سے نصف گلاب آج۔
ای چوٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں
بلکہ اصل کارگیری کاغذ کی انگلیوں
کی ہے۔

۲۔ مورال تیسری چوٹی نے کہا
کہ حاصل کیا م بازو کا ہے فطن۔
سمجھدار۔ کز صورت۔ اس کارگیری کا
اصل سبب جسم نہیں روح ہے۔
صورت۔ جسم روح کا ایک لباس
اور کہ ہے نقش عقل اور جان پہلی
ہے۔ یہ خبر وہ چوٹی بھی اس سے
بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی
تخلیق پر عمل کرتی ہے۔
۳۔ یک زماں۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل
سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی مہربانی ہٹا
لیتا ہے عقل بے عقلی کے کام کرنے
لگتی ہے۔ چونکہ جب ذوالقرنین
نے کہہ قاف کو بلانا دیکھا تو اس سے
درخواست کی۔ کہ اسے کہ قاف
ذوالقرنین کی صفات سے واقف ہے میں
اس کی صفات سے آگاہ کروں۔

باز اتماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب از ثنائی حق
ذوالقرنین کا دوبارہ کہ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہ قاف در نطق سفت
جب کہ قاف نے گویائی کا موتی پویا
کالے سخنگوی خبیر راز داں
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کر دے

گفتار و کمال وصف ذہن ہر ترست
اس نے کہا جا، کیونکہ وہ مفت اس سے بالاتر ہے
یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے
گفت مکتد استمانے باز گو
انہوں نے کہا تمہاری سی داستان سنا دے
گفت ایک دشت سیہ صد سالہ راہ
اس نے کہا یہ تین سو سالہ مسافت کا جنگل
کوہ بر کے بے شمار و بے عدد
پہاڑ بلائے پہاڑ بے شمار اور ان گنت
کوہ برے فی زند بر دیگرے
برف کا پہاڑ دھڑے (پہاڑ) پر پڑتا ہے
کوہ برے فی زند بر کوہ برف
برف کا پہاڑ برف کے دھڑے پہاڑ پر گرتا ہے
گر نبودے آتشنیں وادی شہا
اے بادشاہ اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا
غافلاں را کوہی برف داں
غافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ
گر نبودے عکس جہل برف باف
اگر برف کی سی ساخت کے جہل کا عکس نہ ہوتا
آتش از قبر خدا خود ذرہ ایست
جہنم کی آگ اللہ کے قبر کا ایک ذرہ ہے
باہتیں قہرے کہ زفت و فائق ست
ایسے قوی اور بڑے ہوئے قہر کے بلجود
سبق نیچوں و چوگنہ معوی
یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنی ہے

کہ بیاں بروے تواند برد دست
کہ بیان اس پر قابو پا سکے
بر نویسند بر صحائف زال خمر
وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
از عجیبی حق اے حیر نکو
اللہ کی عجیبی کی اے اچھے عالم!
کوہی برف پر کردہ است شاہ
شاہ نے اس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے
میر سمہ در ہر زماں فرش مدد
ہر وقت ان کو برف کی مدد پہنچتی ہے
می رساند برف سردی تاثرے
برف ٹھنڈک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے
و مبدم ز انبار بیحد و شگرف
ہر وقت بے حد اور عجیب بوجھ سے
تقت دوزخ محو کر دے مر مرا
دوزخ کی سوزش، مجھے مٹا دیتی
تانسو زد پردہلی عاقلاں
تاکہ عقل مندوں کے پردے نہ پھنک جائیں
سوختے از نار شوق آل کوہ قاف
تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا
بہر تہدید لیلیاں درہ پیست
وہ کینوں کو ڈرانے کے لئے ذرہ ہے
برو لطفش میں کہ بروے سابق ست
اس کے کرم کی ٹھنڈک کو دیکھ جو اس سے آگے ہے
سلیق و مسبوق دیدی بے دوئی
تو نے بغیر ہی کیا گئے ہو غلاما پیچھے جانے والا دیکھا

۱۔ گفت۔ کہ قاف نے کہا اللہ
تعالیٰ کے اوصاف بیان سے بالاتر
ہیں۔ یا قلم۔ نہ قلم میں یہ طاقت ہے
کہ ان کو تحریر کر سکے۔ خمر۔ بڑا عالم۔
گفت۔ کہ قاف نے قدرت کے
عجاب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ
جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی
مسافت کا ہے اس کو خدا نے برف
سے پر کیا ہے اور اسباب پر برف کی
تجہیں جتنی دیتی ہیں۔
۲۔ کہہ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ
نے برف کے پہاڑ چمک کر دیئے
ہیں۔ گر نبودے اس میں یہ حکمت
ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے
پہاڑوں کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ
کی آگ کی گرمی مجھے چھوٹک ڈالتی۔
غافلاں۔ اگر غافلوں کی غفلت کا اثر
غافلوں کے دل پر نہ پڑتا تو غافلوں کا
شوق ان کو جلا ڈالتا۔
۳۔ عکس۔ غافلوں کی غفلت کا
اثر غافلوں کے دل پر دینی اثر کرتا ہے
جو برف کے پہاڑ کو قاف کے لئے
کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی
آتش جس کی تاثیر کا اس قدر بیان ہوا
ہے کہ اللہ کے قہر و غضب کا ایک ذرہ ہے
باہتیں۔ لیکن قہر و غضب کی اس
حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی
ٹھنڈک اس سے بڑھی ہوئی ہے
سبق۔ رحمت کی غضب پر مستقیم
سبق نہیں ہے بلکہ معنی ہے
رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت
اور وہ کی صفتیں ہیں اور اولاد عین
ذات باری تعالیٰ ہے لہذا یہاں سابق
اور مسبوق ہونا ایک چیز کی صفت

گرنیدی آل بود از فہم پست
اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ بائس عقل کی جہ سے ہے

عیب بر خود نہ نہ بر آیات دیں
اپنا عیب سمجھ نہ دین کی آیتوں کا

مرغ را جولاں گہ عالی ہواست
تیرے پرند کی بلند پرہار گاہ فضا ہے

پس تو حیراں باش بے لا و بکے
بس تو حیران رہ بغیر نہیں اور ہاں کے

چوں ز فہم ایں عجائب کوئی
جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں نااہل ہے

ور ۲ کوئی نے زند نے گزشت
اگر تو "نہیں" کہے گا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی

پس ہمیں حیران و والہ باش و پس
تو اسی طرح سے حیران اور سرگشتہ رہ اور پس

چونکہ حیراں گشتی و کج و فنا
جبکہ تو حیران ہو گا اور ناہیز اور فنا

زفت زفت ست و چو لڑاں میشوی
برا برا ہی ہے اور جب تو لڑ گیا

زانکہ شکل زفت بہر منکرست
کیونکہ بری شکل منکر کے لئے ہے

کہ عقول خلق زل کان یک دوست
کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان میں ایک جوئی برابر ہیں

کے رسد بر چرخ دیں مرغ گلین
دین کے آسمان پر مٹی میں سنا پرند کب پہنچ سکتا ہے

زانکہ نشو اوز شہوت وز ہواست
کیونکہ اس کا نشو و نما شہوت اور نفسانی خواہش ہے

تاز رحمت پشت آبد حملے
تازہ رحمت کا کچھ تیرے سامنے آ جائے

گر بلے کوئی تکلف می گنی
اگر تو "ہاں" کہے ' تکلف برتے گا

قہر بر بند دبدال نے روزنت
اس "نہیں" سے قہر تیرا رزون بند کر دے گا

تا در آید نصر حق از پیش و پس
تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آگے اور پیچھے سے آ جائے

با زبان حال گفتی اھلنا
زبان حال سے تو ہمیں ہدایت دے کہے گا

می شود آں زفت نرم و مستوی
وہ بڑا نام اور ہموار ہو جائے گا

چونکہ عاجز آمدی لطف و برست
جبکہ تو عاجز ہو گیا تو مہربانی اور بھلائی ہے

۱۔ گرنیدی ایک ہی چیز سابق بھی ہو اور مسبوق بھی اگر یہ تیری سمجھ میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان ہے اور انسانوں کو عقل کا قصور اساحصہ ملا ہے جو دنیا کی آکاشوں میں ہے اس کی پرہار اعلیٰ علوم کی طرف نہیں ہوتی۔ مرغ۔ پرند کی پرہار صرف آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح بائس عقل کی پرہار کا حال ہے۔ پس۔ رحمت اور غیب کے سابق اور مسبوق ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا ہے تو اس کا اور ادا نکار نہ کر بلکہ اپنے بچر کا اظہار رحمت خداوندی و گمیری کر گی۔ کر لی۔ اگر بے سمجھے سمجھنے کا اقرار کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز نہیں۔

۲۔ وہ کوئی اگر انکار کریں گا تو تجھ پر قہر خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ چرانی اور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آجائے گی۔ چونکہ چرانی اور عاجزی کی حالت میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے ہدایت فرما دے۔ زفت۔ حقائق کا سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت فرما دیتا ہے اور حقائق سمجھ میں آ جاتے ہیں۔

۳۔ زانکہ کسی حقیقت کی بری صورت منکر کے لئے ہوتی ہے چونکہ جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی برف صورت بکلی بن جاتی ہے۔ نوذن۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ عاجزی سے بہت رحمت بن جاتی ہے۔

نمودن جبرئیل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت خویش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل کا اپنے آپ کو اپنی اصلی صورت پر
وازاں مہنقد پر او چوں یک پر ظاہر شد اُنق را بگرت و
ظاہر کرتا اور ان کے ساتھ سو پہل میں سے جب ایک پر ظاہر ہو اس نے

آفتاب محبوب شد

آسمان کے اطراف نگہیلا اور صحن چھپ گیا

مصطفیٰ می گفت پیش جبریل
مصطفیٰ نے جبریل سے کہا
مر مرا ایلی محسوس آشکار
مجھے واضح اور محسوس کر کے دکھائیے
گفت نتوانی و طاقت نبودت
انہوں نے کہا آپ نہ دیکھ سکتے گے اور آپ کتاب نہ ہوگی
گفت بنما تابہ بیند این جسد
آپ نے فرمایا کہ دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے
آدمی را ہست حسن تن سقیم
آدمی کی جسمانی تھی ناقص ہے
بر۲ مثال سنگ و آہن این تنہ
یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے
سنگ و آہن مولد ایجاد نار
پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیدائش گاہ ہے
باز آتش و متکابر وصف تن
پھر آگ جسم کے اوصاف کی دکھائی ہے
پھر بدن میں حضرت ابراہیم کی طرح شعلہ ہے
گر بر آری از درونت آتشی
اگر تو اپنے اندر سے آگ ظاہر کرے
لا۳ جرم گفت آن رسول ذوفنون
لا محالہ اس صاحب کلمات رسولؐ نے فرمایا
ظاہر ایں دو بسندانی زبوں
ظاہر یہ دونوں ہتھوڑے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورت تست اے خلیل
اے دوست! جیسی تیری اصلی صورت ہے
تابہ بینم مر ترا نظارہ وار
تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنے والے کی طرح دیکھ لوں
حسن ضعیف ست تنگ سخت آیدت
حسن جسمانی ضعیف اور کمزور ہے آپ کو پریشانی ہوگی
تاچہ حد حسن نازک ست و بے محدود
کہ جس کس قدر نازک اور بے طاقت ہے
لیک در باطن یکے خلق عظیم
لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے
لیک ہست او در صفت آتش زنہ
لیکن وہ صفت میں جہنم کا ہے
زاد آتش زیں دو والد قہر بار
قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوئی
ہست قاہر برتن او شعلہ زن
وہ شعلہ زنی اس سے جس کے جسم پر غالب ہے
کہ از و مقہور گردد برج نار
کہ اس سے آگ کا کہ مغلوب ہو جاتا ہے
آتش گردد مطیع و لخنو شے
آگ تیری فرمانبردور اور راضی ہو جائے
رمز نحن الآخرون السابقون
اشعار ہم پیچھے ہیں، پہلے ہیں، کا
در صفت از کان آہنہا فزوں
صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ مر مر! آنحضرتؐ نے حضرت
جبریلؑ کی اس کہانی کی اصل صورت دکھا
دیجئے تاکہ میں اس کا نظارہ کروں۔
گفت۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی
حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی
تاب نہ لاسکتیں گے اور آپ کو تکلیف
ہوگی۔ اس جسد آنحضرتؐ نے فرمایا
کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو
اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو
جائے۔ آدمی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور
ہیں لیکن بدن انسانی نہایت طاقتور اور
بڑی مخلوق ہے۔
۲۔ مثال انسان کی جسم کی مثال
لوہہ اور پتھر کی سی ہے لیکن اس کی
صفت جہنم کی سی ہے جس میں
آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوئی
ہے۔ سنگ۔ پتھر اور لوہے سے آگ
پیدا ہوتی ہے جو قہر ڈھاتی ہے۔ باز
آتش قوی کا ضعیف سے پیدا ہوتا
مستعد نہیں ہے۔ انسان کا بدن
جہنم کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے
اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی
ہے۔ باز درتن۔ جسم انسانی میں ایک وہ
ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ
کے کرے پر غالب آجاتی ہے۔
۳۔ لا جرم۔ آنحضرتؐ نے اپنی
امت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیداوار
بتایا لیکن چونکہ یہ پیداوار اصل سے
بڑی ہوئی ہے اس لئے اس کو ان سے
سابق بتایا۔ ظاہر۔ پتھر اور لوہا
ہتھوڑے سے عاجز ہیں لیکن ان سے
جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی
کانوں کو بھی گھلاتی ہے۔



پس بصورت آدمی فرخ جہاں

پس آدمی صفت دنیا کی فرخ ہے

ظاہرش را پشہ آرد پھر خ

اس کے ظاہر کو ایک مجھ بچا دتا ہے

چونکہ کرد إلحاح نمود آند کے

جب انہوں نے اسرار کیا انہوں نے دکھائی تھوڑی سی

شہسپہرے بگرفتہ شرق و غرب را

ایک شہر جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا

چوں زینم و خرس بیہوش بدید

جب انہوں نے ان کو خوف اور ڈر سے بیہوش دیکھا

آں مہابت قسمت بیگانگان

وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے

ہست شاہاں را زمانے برنشت

جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے

دور باش و نیزہ و شمیر ہا

و شانہ اور نیزہ اور تلواریں

بانگ چاو و شال و آں چوگان ہا

نقیبوں کی آواز اور بے

اس برائے خاص و عام رگنہد

یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے

از برائے عام باشد ایں شکوہ

یہ دبدبہ عام کے لئے ہوتا ہے

تامن سے دماہی ایشاں بشکند

تاکہ ان کی خوی اور تانیت کو توڑ دے

شہر از ایں ایمن شود کال شہر یار

شہر اسی سے پران ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

شہر اسی سے پران ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

در صفت اصل جہاں ایں را بدال

صفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ

باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اس کا باطن ساتوں آسمان کو محیط ہوتا ہے

ہیئتے کہ گہ شود زال مند کے

وہ ہیئت کہ پہاڑ اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے

از مہابت گشتہ ہمیش مصطفیٰ

مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے

جبرئیل آمد در آغوش کشید

جبرائیل آئے ان کو بغل میں لیا

واں جشم دوستاں را را نگاں

اور وہ محبت دوستوں کے لئے ہے

ہولی سر ہنگاں و صار مہاب دست

سپاہوں کی ہیئت اور تلواریں ہاتھ میں

کہ بلر زائد از مہابت شیر ہا

کہ خوف سے شیر لرزتے ہیں

کہ شود سست از ہمیش جانہاں

کہ ان کے ڈر سے جانیں سہتی ہیں

کہ کند شاں از شہنشاہی خبر

تاکہ ان کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے

تا گلاہ کبر بہند آں گروہ

تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں

نفس خود میں فتنہ و شر کم کند

تکبر نفس فتنہ اور شر نہ پھیلائے

دارد آند قہر زخم و گہرو دار

غصہ میں لیت اور کچر دھڑک رہتا ہے

غصہ میں لیت اور کچر دھڑک رہتا ہے

۱۔ پس۔ انسان اگرچہ دنیا ہر

جہاں کی پیداوار ہے لیکن اصل سے

بڑھا ہوا ہے۔ ظاہر۔ انسان کو

ظاہری جسم پھر سے عاجز آجاتا ہے

لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو

گھیر لیتی ہے۔ چنگ۔ انحصار کے

اسرار پر حضرت جبرئیل اپنی اصلی

صفت پر نہیں ہو گئے۔ لعل۔

اسرار منکبہ پادشاہ شد۔

شہسپہر۔ حضرت جبرئیل کے ہاتھ

کا ایک ہرے مشرق و مغرب گھیر لیا۔

۲۔ آں مہابت۔ حضرت جبرئیل

نے عرض کیا کہ خوف اور بیت

منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ جشم۔

اظہار محبت۔ را نگاں۔ بادشاہ عام پر

ہیئت ظاہری کرتے ہیں۔ خواں پر

مہربانی کرتے ہیں۔ برنشت۔

یعنی جلوس۔ صلازم۔ تیز تلوار۔ اور

باش۔ وہ تیز و جنوب کے ہاتھ میں

ہوتا ہے اور نقیب اعلان کرتا جاتا ہے

کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے عام

راستہ سے۔ صلازم۔ نقیب خوف

ایں۔ یہ بادشاہ کا سارا عہد و دبہ

راستہ کے عام و خواں کے لئے ہوتا

ہے تاکہ وہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے

نکل دیں۔

۳۔ تامن۔ یعنی تانیت اور

تکبر۔ خود میں۔ شکبر۔ دار۔ یعنی

بادشاہ غصہ کے وقت کچر دھڑک رہا ہے

قاد ہے۔

پس بگرداں ہوسہا در نفوس
تو نفوس میں ہوئیں مر جاتی ہیں
باز چوں آید بسوی بزم خاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
حلم بر حلم ست و رحمہا بجوش
پڑھائی پر پڑھائی ہے اور شفقتیں جوش میں ہیں
طبل و کوس و ہول باشد وقت جنگ
طبل اور قنادہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہے
ہست دیوان محاسب عام را
پوچھ گچھ کی پکھری عام کے لئے ہوتی ہے
آل زہرہ واں خود در جنگ و وعا
زہرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
جوشن آواں خود مر چالیش راست
زہرہ اور خود خاص جنگ کے لئے ہے
ایں سخن پیاں ندارد اے جو او
اے خفا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
اندر احمد آں جسے کال غارب ست
احمد کے اندر کی وہ جس کو چھپ جانے والی ہے
واں عظیم الخلق آں کو صفہ ست
وہ بڑی مخلوق جو صفہ شکن ہے
قابل تغیر اوصاف تن ست
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
بے ز تغیرے کہ لاشرقیہ
بدل پذیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ شرقی ہے
آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد
سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟

ہبت شد ملج آید زان نحوس
اس غمات سے باز شدہ کا خوف ملج آتا ہے
کے بود آتجا مہارت یا قصاص
وہاں خوف اور سزا کہاں ہوتی ہے؟
منشوی از غیر جنگ و نخر و ش
تو مدگی اور بانسری کی آواز کے سوا نہ سنیں گا
وقت عشرت با خواص آواز چنگ
خواص کے ساتھ عیش کے وقت مدگی کی آواز ہوتی ہے
واں پیرویاں گرفتہ جام را
اور حسین جام تھامے ہوئے ہیں
وین شراب و نقل در بزم صفا
شراب اور چینیا غلوں کی محفل میں ہوتا ہے
وین حریر و ورد مر تعریش راست
اور شمعین کپڑا اور گلاب خاص تخت نشینی کے لئے ہے
ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
ختم کر اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے
تھمتہ ایں دم زیر خاک یرثب ست
اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سوئی ہوئی ہے
بے تغیر مقعد صدق اندر ست
بغیر تغیر کے سچائی کی جگہ کے اللہ ہے
روح باقی آفتاب روشن ست
باقی رہنے والی روح روشن سورج کی طرح ہے
بے ز تبدیلی کہ لاخریہ
وہ بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
شمع از پروانہ کے بیہوش شد
شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

نحوس۔ یعنی تکبر کی غمات۔
بہشت۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں
ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف نہ ہوتا ہے نہ
بلکہ میں قتل کا ڈر ہوتا ہے۔ حلم۔ یعنی
خاص مجلس میں پروہاری ہی پروہاری
ہوتی ہے۔ طبل۔ یعنی یہ صرف جنگ
کے وقت کے لئے ہے عیش و عشرت
کی مجلس میں چنگ و دیاب ہوتا
ہے۔ ہست۔ محاسب کی پکھری عام
کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں
حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے
آں۔ سالانہ جنگ جنگ کے لئے
ہوتا ہے عیش و عشرت کی مجلس میں نقل
در شراب چلتی ہے۔

۲۔ جوشن۔ زہرہ۔ خود۔ جنگ میں
لڑنے کی لوبہ کی ٹوٹی۔ چالیش۔
جنگ ایس۔ سخن۔ یعنی ٹھہر و رفت کی
شان کا ذکر اور گلاب پھرا آغوش کی
بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے غارب۔
غروب کرنے والا۔ یرثب۔ مدینہ
طیبہ عظیم الخلق۔ یعنی آنحضرت صلی
روح مبارک۔ صف شکن۔ مقعد
صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص
مجلس۔

۳۔ قابل تغیر۔ جسم کے اوصاف
اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔
روشن۔ یعنی ناموس اوصاف سے
پاک ہے۔ لاشرقیہ۔ مشرق و مغرب
عالم خلق میں ہے اور روح کا خلق عالم
اخر سے ہے۔ آفتاب۔ شمع کے ہیں حضرت
جبرئیل علیہ السلام اور پروانہ کے ہیں۔

ایں تغیر آن تن باشد بدال
 سمجھ لا تغیر جسم میں ہوتا ہے
 جاں ازیں اوصاف باشند پاک فرد
 روح ان باتوں سے پاک اور جدا ہے
 زلزله افتد دریں کون و مکان
 تو کن و مکان میں زلزلہ آ جائے
 شیر جاں مانا کہ آں دم خفتہ بود
 یقیناً روح کا شیر اس وقت سویا ہوا تھا
 اینت شیر نرم ساند و سہمناک
 عجب نرم کر دینے والا اور خوشنکاح
 کہ تماش مردہ دانند ایں سرگاں
 کہ سب کتے اس کو مردہ سمجھ لیتے ہیں
 گور بودے از ضعیف تر بدے
 کہ وہ کمرہ سے تریب بھی چھین سکا
 خر او از مہر کف پر جوش گشت
 ان کا سند روح یا اللہ کی محبت میں پر جوش ہو گیا
 ماہ را گر کف نباشد گو مباح
 اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کہہ دے نہ ہوا کرے
 تا ابد بیہوش ماند جبرئیل
 تو جبرئیل ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں
 از مقام جبرئیل و از حدش
 جبرئیل کے مقام اور ان کی حد سے گزرے
 گفت درویش پس مرا دستور نیست
 انہوں نے کہا جاوے اس کے بعد مجھے اجازت نہیں ہے

جسم احمد را تعلق بد بدال
 اس بے ہوشی سے احمد کے تعلق تھا
 ہمو بخوردی و ہنجوں خواب و درد
 جیسے بیداری اور جیسے سونا اور درد
 خود تمام ور گویم وصف جاں
 میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں ہاں اوصاف کا وصف بیان کر دوں
 روہش گریک دے آشفته بود
 ان کی اومڑی اگر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی
 خفتہ بود آں شیر کز خواست پاک
 وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے
 خفتہ ساز شیر خود را آنچنان
 شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے
 ورنہ در عالم کرا زہرہ بدے
 ورنہ دنیا میں کس کی مجال ہوتی
 نقش احمد زان نظر بیہوش گشت
 احمد کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا
 مہ ہمہ کف ست معطی نور پاش
 چاند عطا کرنے والا نور چھڑکنے والا جسم ہاتھ ہے
 احمد ار بکشاید آں پر جلیل
 احمد اگر وہ عظیم پر کھول دیں
 چوں گذشت احمد ز سدرہ و مرصدش
 جب احمد سدرۃ المنتہی اور اس کی جگہ سے گزرے
 گفت اورا کز پیٹم آو مایست
 ان (احمد) نے ان (جبرئیل) کو کہا میرے پیچھے جاؤ ورنہ پیٹھ

جسم آنحضرت کی یہ جسمانی
 بیہوشی تھی۔ کچھ ہماری اور مددگار کا
 تعلق بھی جسم سے ہے۔ خود روح
 کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر
 بیان کے جاہل تو کوئی سننے کی تاب
 نہیں لاسکتا۔ روہش یعنی آنحضرت کا
 جسم مبارک شیر جاں یعنی آنحضرت
 کی روح مبارک خفتہ بود آنحضرت کا
 ارشاد ہے قطع غیانی ولا یلم قطعی
 میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں کل
 نہیں دیتا ہے تو روح مبارک سوتی نہ
 تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے
 ایک غیر اعتدائی تعلق طاری ہوا
 تھوڑے سا۔ یعنی سخت چیز کو نرم بنا
 دینے والا۔ خفتہ ساز۔ آنحضرت کی
 روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ
 میں بھی ہے کہ وہ مجرموں سے تعلق
 برتتے ہیں ورنہ کوئی ظالم ظلم نہ کر
 سکتا۔ تریب ایک گڑی ہے جو دھواں
 کا آتی ہے۔ خفتہ چیز مراد ہے
 نقش غرضیکہ بیہوش کا تعلق
 آنحضرت کے جسم سے تھا اور روح کا
 تعلق اس وجہ سے تھا کہ وہ یا اللہ کی
 محبت میں پر جوش تھے۔ یا اللہ کا ہاتھ
 ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند جسم ہاتھ
 سے کیونکہ جو کام ہاتھ کرتا ہے وہ کام
 اس کی ذات کرتی ہے۔ احمد حضرت
 جبرئیل کے پر سے بیہوش ہونے کی
 وجہ سے کوئی نہ سمجھے کہ جبرئیل
 آنحضرت سے افضل ہیں اس لئے کہ
 آنحضرت تو تھوڑی دیر کے لئے بیہوش
 ہوئے لیکن باگروہ اپنے روحانی ہونے کو
 پہچان لیں تو جبرئیل ہمیشہ کے لئے
 بیہوش ہو جائیں۔
 چوں گذشت اب آنحضرت
 کی حضرت جبرئیل سے افضلیت کا

بیان فرماتے ہیں کہ مزاج میں وہ آنحضرت کا ساتھ نہ دے سکا۔ سدرۃ المنتہی تک پہنچ کر کہنے لگا کہ اگر آگے بڑھوں گا تو
 میرے پرچے سے جل جائیں گے اور آنحضرت کی یہ اس سے آگے نہ گئے۔ ہوئی۔

گفت اُورا ہیں پَر اندر ہم
انہوں نے ان سے کہا ہاں میرے پیچھے اڑ آئیے
باز گفت اُورا بیا اے پردہ سوز
انہوں نے ان سے پھر کہا اے پردہ سوز آ جا
گفت میری دل خدایے خوش فرما
انہوں نے کہا اے میرے اقبال منداں حد سے باہر
حیرت اندر حیرت آمد زیں قصص
ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
میں شہیا جملہ اینجا بازی است
یہ ساری بیہوشیاں یہاں کھیل ہیں
جبریل اگر شریفی گر عزیز
اے جبریل! خولہ تم شریف ہو خولہ عزت والے
شمع چوں دھوت کند وقت فروز
شمع جب دھون ہونے کے وقت بلائے
اس حدیث مقلوب را گور گن
اس اہی بات کو دُن کر دیجئے
بند گن مُشک خن پاشیت را
اپنی گفتگو کی مشک پاشی کو بند کر دیجئے
آنکہ سر کندشت از رُش از زمیں
جس شخص کے از رُش از زمیں سے نہیں گزرے ہیں
لَا تُخَالِفُهُمْ حَبِیْبِي دَارِهِمْ
اے میرے پیارے مخالفت نہ کر ان کی ممدات کر
اَعْطِ مَا سُئِلُوا وَ ارْكَمُوا وَ ارْضِهِمْ
دے جو وہ چاہیں اور امداد کریں ان کو راضی رکھ
تاری اندر شتہ در ناز خوش
جب تک کہ تو شاہ اور عمدہ ناز پر پہنچے

گفت رُو رومن حریف تو نیم
انہوں نے کہا باجئے باجئے میں آسکا سکا نہیں ہوں
من باورج خود نر قسم ہنوز
میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں
گر زخم پَر دے بسوزد پَر من
اگر میں پر ہلاؤں ہے پر جل جائیں گے
میشی حلقاں اندر اخص
خوش کی غفلت اخص کے معاملہ میں
چند جانماری کہ جاں پردازی است
آپ کتنی جان رکھتے ہیں؟ کہ جان کی مشغولت؟
تو نہ پروانہ ونے شمع نیز
تم نہ پروانہ ہو اور نہ شمع
جان پروانہ نہ پرہیز در سوز
پروانہ کی جان جلن سے پرہیز نہیں کرتی ہے
شیر را برعکس صید گور گن
شیر کو بالعکس گور کا شکار بنا دیجئے
وَا مکن اِنْبَان قَلَمَا شِیت را
”تو جو چاہیے کہو“ کے تیلے کو نہ کھولیں
پیش او معکوس قَلَمَا شِیت ایں
”تو جو چاہیے کہو“ اس کے لئے اٹا ہے
يَا غَرِيبًا نَا ز لَا فِی دَارِهِمْ
اے مسافر! جو ان کے گھر مہمان ہے
يَا طَعِينًا سَا كِفَا فِی اَرْضِهِمْ
اے مسافر! ان کے وطن میں ٹھہرے ہوئے
راز یابا مرغزی می ساز خوش
اے کے خند لہر ز کے خند لہر سے اچھی ہل

۱۔ حیرت۔ یعنی حضرت جبریل
نے آنحضرت کی فرمائش پر غفلت کیں
برنی اس پر حیرت ہے حلقاں۔
یعنی حضرت جبریل وغیرہ اخص۔
یعنی آنحضرت جبریل
جبریل کو خطاب ہے کہ تم شمع محمدی
کے پروانہ تھے ورنہ ان کے بلائے
پر پر جل جانے کا اندر نہ کرتے مولانا
کی رائے میں سداۃ الستی حضرت
جبریل کی حد پروانہ خود ان کی متعین
کردہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
متعین نہیں ہے لہذا آنحضرت کے
بلائے پر ان کو آگے جانا چاہئے تاخولہ
ان کے پر جل جانے اور جان چلی
جالی یہ ناسولی موت تو ایک کھیل
ہے

۲۔ اس حدیث اب مولانا حسام
الدین کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی
عقلیں اپنی ہیں لہذا ہماری یہ باتیں
ان کو اپنی معلوم ہوں گی اب یہ قسم کر
دیجئے اور اپنے آپ کو کہ آپ بخیر
شیر ہیں گور خر عوام ہیں ان کا شکار بنا
دیجئے اور بات کرنے میں ان کے
تابع بن جائے۔ پاشیت۔ یعنی مشک
خن پاشی تو قل پاشیت۔ کہہ تو جو
چاہیے

۳۔ آنکس آپ کے نکاش کی باتیں
عوام کو اپنی نظر لگتی ہیں وہ لوگ ناسولی
ہیں۔ لا شخایہ۔ آپ ان میں
عارضی طور پر ہیں ان کی عقل کے
مطابق باتیں کرتے رہیے تاری۔
آپ کا وطن عالم آخرت ہے۔ واریا۔
علاقہ دے کا رہنے والا۔ یعنی مولانا ضیا
الحق مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا یعنی
عوام ان دونوں ملکوں کے رہنے والوں
میں بہت تعداد تھا۔

فَرَم باید گفت قَوْلًا کِنَا

نم بات نری ہے کنہی چاہے
دیگدان و دیگ را ویراں کنی
چہ لے لہ دیگ کو جہ کر دے گا

و سوسہ مفروش دِلین اخطاب
خطاب کی نری میں دوسے نہ پھیلایے

آنکہ عَصرت عَصْر را آگاہ گن
اے وہ کہ تیرا کاہہ زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے

نری باسد مَلکن طیش مَدہ
غلط نری نہ برستے اس کو مٹی نہ دیجئے

کز حروف و صوت مسغینتی
کیونکہ آپ حروف اور آواز سے بے نیاز ہیں

اے بسا کس را کہ نہبادست خاد
بہت سے لوگوں کے لئے کاغذ رکھ دیئے ہیں

چوں مغلوب و امی رفت و پس
مغلوب مینڈھے کی طرح وہ لوٹ گئے

در رِز معنی و فردوس بریں
معانی کے انورستان اور جنت میں

ایں سرِ خَرّا ازیں بطخ زار
اس قلیز سے گدھے کے سر کو

نشو دیگر بخشش آں مبطخ
وہ قلیز اس کو دھرا نشوفا بخندے گا

نے غلط ہم ایں ز تو ہم آں ز تو
نہیں غلط ہے یہی آپ کی جانب سے آپ کی جانب سے ہے

موسیٰ در پیشِ فرعونِ زمن

اے موسیٰ! زمانے کے فرعون کے سامنے
آب اگر درِ روغنِ جوشاں گنی

اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
فَرَم گولیکین مگو غیر صواب

نم بات کے لئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کہیے
وقتِ عَصْر آمدِ خن کاتاہ گن

عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
گلو تو مَرِ گلِ خوارہ را کہ قند یہ

آپ مٹی کھانے والے سے کہیے کہ شکر بہتر ہے
نطق ۲ جاں را روضہ جانیستی

آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی بانچہ ہیں
ایں سرِ خَر در میانِ قند زار

اس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں
ظنِ بیزِ دازِ دورِ گایں آنست و بس

وہ سے انہوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا
صورتِ حرفِ آں سرِ خرداں یقین

حرف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے
اے ضیاء الحق حُسامِ لدیں برآر

اے ضیاء الحق حُسامِ الدین نکال دیجئے
تا سرِ خَر چوں بمرود از مسلحہ

تاکہ جب گدھے کا سر مذق کی جہ سے مر جائے گا
ہیں زما صورتِ گری و جاں ز تو

خوارا ہار کی جانب سے صورت بنانا ہے اور دلائی تیری کی جانب سے ہے

۱۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو کھٹکا کہ
فرعون نے اس سے نرم باتیں کر لیں آپ
بھی ایسا ہی کر لیں تا جب گرم تیل
میں پانی ڈال دیا وہ پل پڑے گا دیکھ لہ
چلیا بھی خراب ہوگا۔ مخالفوں سے
 سخت بات کرنے میں بات بگڑی
 ہے۔ نرم بات نری سے کیجئے لیکن
 صحیح کیجئے ان کی خاطر غلط بیانی نہ
 ہوئی چاہیے وقتِ عصر عصر کے بعد
 کا وقت عموماً تقریباً کے لئے ہوتا
 ہے۔ گو نرم بات صحیح بات کرنے کا
 طریقہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو قند
 کے فائدے بتائے جائیں نری میں
 غلط بات ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی
 ترغیب دی جائے۔

۲۔ نطق جاں آب روحانی طور پر
 نصیحت کریں جس میں لفظوں کی
 ضرورت نہیں ہے۔ سرخ۔ قلیز اور
 انورستان میں جانوروں کو ڈرانے کے
 لئے مردہ گدھے یا اور کسی حیوان کا
 چم کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو جانور ڈر کر
 بھاگ جاتے ہیں اور خرویدوں اور
 انگوں سے محروم ہو جاتے ہیں عوام
 کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی ان
 کے لئے سرخس بن جاتی ہے وہ حقائق
 پر غور کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔
 ۳۔ مینڈھا

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مشوی کے علوم
 جو بجز انورستان اور قلیز کے ہیں
 اس میں وہ باتیں نہ کرو جو عوام کے
 لئے سرخس بنیں۔ تا سرخ۔ یہاں سرخ
 سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ دنیا کی
 آکاش سے صاف ہو جائیں گے
 تب یہ قلیز یعنی مشوی ان کو مفید ہو
 گی۔ مبطخ۔ یعنی قلیز۔ ہیں۔ مولانا

فرماتے ہیں کہ حُسامِ الدین میں
 چھپیں اس لئے کہ چھپیں کر رہا ہوں

کہ مشوی میں اگرچہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کردہ ہیں۔ نہ یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی
 دونوں تمہارے عطا کردہ ہیں غرضیکہ مشوی کا کلام آپ پر ہے۔

مشہوری صورت بُود جانش توئی
 مشہوری صورت ہے اس کی جان آپ ہیں
 برافلک محمودی اے خورشید فاش
 اے روشن صحنہ آپ آسمان پر محمود ہیں
 تاز مینی باسما کی بکند
 تاکہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ
 تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی
 تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے
 چوں ۲ شناسد جان من جان ترا
 جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے
 موسیٰ و ہاروں شوند اندر زمیں
 (حب) وہ زمین میں موسیٰ اور ہاروں بن جاتی ہیں
 چوں شناسد اندک و منکر شود
 جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے
 پس شناسائے بگردایند رو
 تو پہچاننے والے منہ پھیر لیتا ہے
 زیں ۳ سبب جان نبی را جان پد
 اسی وجہ سے بری روح نبی کی روح کو
 ایں ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن
 یہ تو نے سب پڑھا اب لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور وار کانش توئی
 اس کی جہت بھی آپ اس کا نور اس کے لکان بھی آپ ہیں
 بر زمیں ہم تا ابد محمود باش
 (خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں
 یک دل و یک قبلہ و یک خوشوند
 ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں
 وحدت است اندر وجود معنوی
 روحانی وجود میں یکائی ہے
 یاد دارند اتحاد و ماجرا
 تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں
 مختلط خوش بھجو شیر و انجیل
 عمدہ طریقہ پر مکمل مل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد
 منگری آتش پردہ سائر شود
 اس کا منگر ہونا چھپا ہوا پردہ بن جاتا ہے
 خشم کرداں مہ ز ناشکری او
 وہ چاند اس کی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں مہر جاتا ہے
 ناشناسا گشت و پشت پئی زد
 نہ پہچاننے والی نبی اور ٹھکریا
 تابدانی لچ آں گبر کہن
 تاکہ پرانے کافر کا جھگڑنا سمجھ جائے

۱۔ برافلک۔ آپ عند اللہ محمود ہیں
 خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود
 رہیں اور لوگ آپ کی تعریفوں کے
 قائل ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔
 تاز مینی۔ تاز مینی لوگ آپ جیسے ملکوتی
 سے مکمل مل جائیں۔ تفرقہ۔ جب
 تک ان میں باسوتیت ہے۔ دوئی
 ہے جسے روحانی بن جائیں گے دوئی
 ختم ہو جائی گی۔

۲۔ چوں۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا
 سبب رحوں کا اتحاد اور تنازع ہے۔
 موسیٰ۔ جب رحوں میں اتحاد ہوتا
 ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰ اور حضرت
 ہارون کی طرح شیر و شکر بن جاتے
 ہیں۔ چوں شناسد۔ اگر تھوڑی سی
 پہچان کے بعد اس میں اجنبیت آ
 جاتی ہے تو وہ اس کی اجنبیت کو بالکل
 پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس
 شناسا۔ یعنی سر ملی کی روح اس کی
 ناشکری کی وجہ سے اس سے منہ موڑ
 لیتی ہے۔

۳۔ زیں سبب۔ اسی وجہ سے
 منکروں کی روح نے آنحضرت کو نہ
 پہچانا۔ لم یکن۔ سو فہم یکن۔ رہو
 ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی
 کہ وہ بولا پہچانتے تھے پھر منکر ہو
 گئے۔ ٹھکریا۔ ٹھکڑا۔

۴۔ پیش۔ آنحضرت کی پیدائش
 سے قبل آنحضرت کی تعریف ہر نبی و
 نرہی کا تعویذ بنی ہوئی تھی کہ وہ یہ کہتے
 تھے کہ ایک نبی آخر الزماں ضرور آئے
 گا اور آنحضرت کے تصور سے ان کے
 دل ترپتے تھے۔

ورمیان اعتقاد یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر
 بشت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان
 علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اُورا حرز جاں کردن و ظہور و رانخواں بُودن
 اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھتا اور ان کے ظہور کا خواہش ہوتا

پیش ۴۔ از انکہ نقیش احمد فرمود
 ان کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی
 اس سے پہلے کہ احمد کی صحت شان دکھائے

از خیالِ روشِ دلِ شاں می طہید

ان کے چہرے کے خیال سے ان کا دل تر تھا تھا

وَر عیالِ آریشِ ہر چہ زود تر

جس قدر جلد ہو سکے ان کو ظاہر کر دے

باغیاں شاں می خندندے سرنگوں

ان سے باقی سرنگ ہو جاتے تھے

عونِ شاں کز ارجی احمد بدے

آخضر کی حملہ آوری ان کی مددگار ہوتی

یادِ او شاں داریِ شانی بدے

ان کا ان کو یاد کرنا شفا رہنے والی ہوا ہوتی

وَر دل و درگوش و درِ افواہِ شاں

دل اور کان اور ہر ان کے منہوں میں

بلکہ فرعِ نقشِ او یعنی خیال

بلکہ ان کی صحت کی فرع یعنی خیال تھا

از دلِ دیوارِ خونِ دل چکد

تو دیوار کے دل سے دل کا خون نچنے لگے

کہ زہدِ درِ حالِ دیوار از دو رو

کہ دیوار فوراً وہ رشتی سے نجات پالے گی

آں دو روئیِ عیبِ مرِ دیوار را

وہ رشتی دیوار کے لئے بھی عیب ہے

چوں درآمدِ سیدِ آخرِ زماں

جب سید آخر اہلِ شریف لے آئے

چوں بدیدندش بصورتِ برد باد

جب انہوں نے ان کی صحت دیکھی برباد ہو گئی

قلبِ راورِ قلب کے بودستِ راہ

کھونٹے کے لئے، دل میں کب رست ہے؟

کایں چنین کس ہست تا آید پدید

کہ ایسا ایک شخص ہے حتیٰ کہ وہ دنیا میں آئے گا

سجدہ امی کردند کاے رب بشار

وہ سجدہ کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!

تِلْکَ اَمِّ اَحْمَدُ از یَسْتَفْتِ حُوءِ

حضرت کے نام کے ذریعہ فتح طلب کرنے کی وجہ سے

ہر کجا حَرْبِ مہولے آمدے

جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی

ہر کجا بیباریِ مَرمَن بدے

جہاں کہیں پہلی پہلی ہوتی

نقشِ اومی گشت اندرِ راہِ شاں

اپنی تصویر ان کے راستوں میں گشت کرتی تھی

نقشِ اُورا کے بیاباد ہر شغال

ہر گیند ان کی صحت کہیں پاسکتا ہے؟

نقشِ او بر رویِ دیوارِ اَر قند

ان کا نقش اگر دیوار پر پڑے

آنجناں فرُخِ بُودِ نقشِ برو

اس پر ان کا نقش ایسا مبارک ہو گا

گشتِ بایکِ روئیِ اہلِ صفا

اہلِ باطن کی ایک رشتی والی بن جائے گی

ایں ہمہ انکار و کفر ازلِ زادشاں

ان کا یہ سب انکار کفر پیدا ہو گا

ایں ہمہ تعظیم و تحیم و وداو

سب تعظیم اور اعزاز اور محبت

قلبِ دیدِ دردمِ خُندِ سیاہ

کھونٹے نے آگ دیکھی فوراً کالا ہو گیا

محمد اللہ تعالیٰ سے آخضر کی

جلد بشت کی دعائیں مانگتے تھے

یَسْتَفْتِ حُوءِ قُرْآنِ پاک میں ہے

وَسْتَفْتِ حُوءِ قُرْآنِ پاک میں ہے

الْفَنِّ عَزَّوَجَلَّ یعنی یہودی بشت سے

پہلے آپ کی بشت کی توقع پر کافروں

کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں

مانگا کرتے تھے۔ نہول۔ ہولناک۔

عون۔ مدد گرامی احمد۔ احمد کا حملہ

یعنی آپ کے نام کی برکت

۲ مَرمَن۔ درینہ کہنہ۔ نقش۔

آخضر کا تصور ہر وقت ان کے ساتھ

رہتا تھا۔ خیالِ آخضر کا نقش اور

تصویر ان جیسے گیند مفت لوگوں کے

دل و دماغ میں نہیں آسکتی تھی وہ ان

کی آخضر کی ایک خیالی تصویر تھی۔

دیوارِ دیوار کی دیوار کی اس کا عیب ہے

اگر آخضر کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ

جائے تو وہ گائی اور فوراً چھوڑ دے۔

۳ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں

جَعَلْنَا جَلَّةَ هُمْ مَاعَزُفُوا تَعَزُّوْا

یہ جب وہ چیز ان کے پاس آئی جس

کو وہ جان چکے تھے تو اس کا کفر کرنے

لگے۔ بصورت۔ یعنی آخضر کی

بشت ہو گئی اور اہلِ صورت کے ساتھ

ان کے سامنے آ گئے۔

۴ قلب۔ وہ کھنکھاتے تھے جب

اس پر ایمان کی گری پڑی وہ لوہا کالا ہو

گیلہ۔ قلب۔ کھونٹوں سے انھوں نے

اللہ کے دل میں محبت نہیں ہوتی

قلبِ امی ز دلافِ اشتواقِ محک
کھوت سکھ کسٹی کے عشق کی شنی ملتا تھا
افتد اندر دامِ فکرشِ ناکسے
تلاش ہی اس کے کر کے چل میں پھنستا ہے
کایں اگر نہ نقدِ پاکیزہ بدے
تاکہ اگر یہ کمرے اور پاکیزہ نہ ہوتے
چچ از لافِ محک دیدن زدے
تمبی کسٹی کے دیکھنے کی شنی بگماتا
اُوں محک می خولہد لقا آچنخان
”کسٹی چاہتا ہے لیکن لکی
گر بگویم تا قیامت زیں کلام
اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کہوں گا
آں محک کہ اونہاں دارد صفت
”کسٹی جو چھپانے کی صفت رکھے
آئینہ ۳ گو عیبِ رُو دارد نہاں
”آئینہ جو چہرے کا عیب چھپائے
آئینہ نبود منفق باشد او
”آئینہ نہ ہو گا، منافق ہو گا
آئینہ جو راست گوئے بے نفاق
”آئینہ کہنے والا، بے نفاق آئینہ تلاش کر
تاکہ عینِ آئینہ ات سازد خدا
تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ بھیجے آئینہ بنا دے
عرشِ چہ و چرخِ چہ اے ذُلُباب
اے عطلدا! عرش کیا اور آسمان کیا؟

تا مریدیاں را در انداز و بشک
تاکہ مریدوں کو شک میں ڈال دے
ایں گماں سرِ برزند از ہر نخسے
یہ خیال ہر کہینہ سے ابھرتا ہے
کے بسنگِ امتحانِ راجبِ شدے
تو کسٹی کی جانب کب راجب کرتے
یا بسنگِ امتحانِ شوقِ بدے
یا اس کو کسٹی کا شوق ہوتا
کہ نگرود قلہی اوزاں عیماں
کہ اس کا کھوت اس سے ظاہر نہ ہو
صد قیامت بگذرد اس نا تمام
سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ ناکمل رہے گی
نے محک باشد نہ نورِ معرفت
نہ ”کسٹی ہو گی“ نہ پچکانے کی روشنی
از بری خاطر ہر قلتباں
ہر دیوت کی خاطر سے
ایں چنیں آئینہ را ہرگز جو
ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر
ختم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاقِ
ختم کر دے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہے
کہ نماید عرش را ہچموں سما
کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھا دے
فہم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
سمجھ لے، اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ قلبی درد کھوتا کسٹی کا شوق
اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو
شک میں مبتلا کر دے اور وہ سمجھیں کہ
اگر یہ کمرے ہوتا تو کسٹی کا شوق کیوں
ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں نااہل
بتلا ہوتے ہیں۔

۲۔ لو محک۔ ان ناہلوں کو یہ سمجھنا
چاہیے کہ وہ کھوتا کسٹی چاہتا ہے لیکن
جھوٹی کسٹی چاہتا ہے جس سے اس
کا عیب نہ ظاہر ہو سکے۔ گر بگویم یہ
کلام تو اس قدر دھڑلے کے قیامت
تک بھی ختم نہ ہوگا لہذا اس کو ختم کر دینا
چاہیے۔ آں محک۔ ہر حال اسی بات
اور سن لو کہ جو کسٹی عیب کو چھپائے وہ
نہ کسٹی ہے اور نہ اس میں پچکانے کا
نور ہے۔

۳۔ آئینہ جو آئینہ چہرے کا
عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ
منافق ہے اسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ
کرے۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو
چہرہ کو دکھائے تاکہ ایسے آئینہ
جسکی جستجو کے ذریعہ تجھے خدا خود پایا
آئینہ بنا دے گا کہ اس میں عرش
آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔
عرش۔ عرش اور آسمان تو کیا اس آئینہ
میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آئے نہیں
گی سمجھ لے؟



